قومی راج

قومی راج

جلد ۱۰ شمارہ ۱

ہر ماہ کی ۔۔۔ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

زرِ سالانہ: دس روپے ۔ قیمت فی کاپی پچاس پیسے

[illegible]

ترتیب

چیف ایڈیٹر: موہن پال

ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

بجیہ" میں محکمۂ جنگلات کی جانب سے تعلیم یافتہ بے روزگاروں
جرکاری کے لئے زمین دیئے جانے کی اسکیم کا اشتہار دیکھا۔ پرتاپ
لاقائی رینج آفیسر سے ملاقات کی ۔ رینج آفیسر نے پرتاپ کو بتایا
رکورہ اسکیم کے تحت اسے دو ہیکٹر قطعہ اراضی دیا جائے گی۔ جس
گانے کے لئے ٹیمبر اور پھلوں کے درخت محکمہ کی جانب سے
ت فراہم کئے جائیں گے ۔ تاہم پرتاپ کو زمین کی صفائی، خودرو
اڑیوں کو نکالنے اور فاریسٹ افسران کے بتائے گئے فاصلے پر گڑھے
دنے کا کام اپنے طور پر کرنا ہوگا ۔ بعدازاں درختوں کے تحفظ کی ذمہ داری
پرتاپ کی ہوگی ۔ اس کی ان خدمات کے لئے اسے ماہانہ ڈیڑھ سو
پے دیئے جائیں گے ۔ نیز جھونپڑی بنانے کے لئے علیحدہ دو سو روپے
دیئے جائیں گے ۔ تاکہ وہ اپنے قطعۂ اراضی پر ہی رہ کر درختوں کی
افظت اور دیکھ بھال کر سکے ۔

اپریل سنہ ۱۹۸۲ء میں کلم گاؤں کے "محفوظ جنگل" سے دو ہیکٹر
اضی کا قطعہ پرتاپ کو دیا گیا ۔ پرتاپ نے زمین پر فوری طور سے لگن
ر تندہی سے کام کیا ۔ اس نے زمین صاف کی اور مزدوروں کی مدد
سے درخت لگانے کے لئے گڑھے کھودے ۔ پرتاپ نے کل ۱۸۴۲
ڑھے کھودے جن میں اس نے محکمۂ جنگلات کی جانب سے فراہم کئے گئے
بول، کافی، شہتوت، لیموں، آم، کٹھل (چنس) سیتا پھل،
یکو اور شیکا کائی وغیرہ کے درخت لگائے ۔ اس نے اپنے قطعہ اراضی
حد بندی بھی کر لی ۔ تین مہینوں کے اندر ۹۸ فیصد درخت کافی بڑھ
گئے ۔ محکمۂ جنگلات نے پرتاپ کو کھاد، اور بی ۔ ایچ ۔ سی پاؤڈر
ی فراہم کیا ۔ اب پرتاپ کے درخت ۳۰ سے ۴۰ سینٹی میٹر تک
بڑھ گئے ہیں ۔ اپنے اس چھوٹے سے باغ کی دیکھ بھال میں پرتاپ
کو کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئی ۔ کیونکہ کونینا کے آب گیر علاقے
ن اس نے ہمیشہ اپنے والد کو پہاڑی ڈھلوان پر دھان اور سبزیاں
گاتے ہوئے دیکھا تھا ۔

اب پرتاپ کی ماہانہ ڈیڑھ سو روپے کی مستقل آمدنی ہے ۔
علاوہ ازیں پانچ سال بعد ان درختوں سے ہونے والی آمدنی میں سے
پرتاپ آئندہ اٹھارہ سالوں تک نصف آمدنی کا حقدار ہوگا ۔
پرتاپ، پڑھا لکھا، سمجھدار لڑکا ہے ۔ اپنے مالی فائدے کے
علاوہ اس کے لئے یہ امر مزید فرحت بخش ہے کہ درخت مٹی کے
کٹاؤ کو روکنے میں بے حد معاون ثابت ہوتے ہیں ۔

پرتاپ، محکمۂ جنگلات کا ممنون ہے جس کی اسکیم نے اس کو
زندگی کا ایک نیا بامعنی موڑ دیا ۔

امید کی جاتی ہے کہ پرتاپ ہی کی طرح بے شمار نوجوان حکومت
کی متعدد اسکیموں میں اپنے ذاتی ذوق اور ذہنی رجحان سے مطابقت
رکھنے والی اسکیم کا انتخاب کر کے ریاست و ملک کی ترقی میں اہم
رول ادا کریں گے ۔

پرتاپ ہی کی طرح محکمۂ جنگلات کی اس اسکیم سے مستفید
ہونے والے ایک اور شخص کے حالات پیش ہیں ۔ یہ ہیں کھیر پیشور
کے شری نامدیو شیل کانڈے ۔

کامیابی کی کہانی نمبر ۲

شری نامدیو شیل کانڈے

شری نامدیو شیل کانڈے، ایک غیر تعلیم یافتہ
شخص ہیں ۔ کھیر پیشور میں کوئی صنعت نہیں اور نہ ہی کوئی بہتر
ذریعۂ روزگار، لہٰذا نامدیو ہمیشہ ملازمت کے لئے سرگرداں
رہتے تھے انہیں کبھی مستقل ملازمت نہ مل سکی ۔ اگر کبھی ملازمت ملی
بھی تو گھر سے اتنی دور کہ وہاں اکیلے رہ کر اپنے اہل خاندان کے
لئے کچھ رقم جوڑنا ممکن نہ ہوتا ۔ ان کی زندگی امنگ، جوش اور ولولے
سے خالی تھی ۔ اور وہ اپنے مستقبل سے مایوس ہو چکے تھے ۔
شری جیڈھے، رینجر فاریسٹ آفیسر نے جب شری نامدیو
کی روداد سنی تو انہیں اس غریب آدمی پر ترس آیا ۔ آپ نے
اس سے دریافت کیا کہ کیا وہ اپنے ہی گاؤں میں ملازمت حاصل
کرنے کا خواہاں ہے ۔ شری نامدیو نے جب اثبات میں جواب دیا تو
شری جیڈھے نے بتایا کہ محکمۂ جنگلات اسے اس کے گاؤں کے علاقے
میں ۲ ۔ ۴ ہیکٹر اراضی دے گا جہاں اسے باغات لگانے ہوں گے
محکمۂ جنگلات اسے بیج، کھاد اور جراثیم کش ادویات مفت
فراہم کرے گا اور معاوضہ کے طور پر اسے ماہانہ، ڈیڑھ سو روپے
دیئے جائیں گے ۔ نیز جھونپڑا تعمیر کرنے کے لئے دو سو روپے کی امداد
بھی فراہم کی جائے گی ۔ شری نامدیو نے اسے مذاق جانا لیکن
شری جیدھے نے اسے سنجیدگی کے ساتھ سمجھایا کہ حکومت نے
بے زمین غریبوں اور ادیباسیوں کے لئے یہ اسکیم مرتب کی ہے ۔ اور وہ

اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے ۔ یہ سن کر نامدیو کو اپنی زندگی میں امید کی کرن نظر آئی ۔

شری جیڈھے رینج فاریسٹ آفیسر نے اس سلسلہ میں ضروری کاغذی کارروائی کی اور گاؤں والوں کی موجودگی میں شری نامدیو کو ۔ ٹرائیبل ایریا سب پلان کے غریب اور بے روزگار افراد کے ذریعہ اُجڑے ہوئے جنگلوں میں شجرکاری کی اسکیم ” کے تحت ایک ہیکٹر زمین سپرد کی ۔

گاؤں والوں کے لئے یہ اپنی نوعیت کا منفرد واقع تھا ۔ شری جیڈھے نے انہیں سمجھایا کہ اس اسکیم کے تحت منتخبہ فرد کو اجڑے ہوئے جنگلوں میں شجرکاری کے لئے ۲ سے ۴ ہیکٹر تک اراضی کے ساتھ اس پر لگانے کے لئے پودے اور دیگر ضروری اشیاء فراہم کی جاتی ہیں ۔ درختوں کی نگہداشت اس کے ذمہ ہوتی ہے ۔ اور جھونپڑا بنانے کے لئے ۲۰۰ روپے کی مالی امداد بھی دی جاتی ہے ۔ تاکہ وہ اسی علاقے میں رہ سکے ۔ علاوہ ازیں پہلے پانچ سالوں میں اُجرت کے طور پر ماہانہ ۱۵۰ روپے بطور معاوضہ دیا جاتا ہے ۔ دو سالوں بعد آئندہ ۱۸ سالوں تک وہ شخص ان درختوں سے ہونے والے مالی فائدے میں نصف کا حصہ دار رہتا ہے ۔ گاؤں والوں کے لئے یہ ایک انکشاف تھا

نامدیو نے ۶۰۰ گڑھوں میں آم کے پودے ، ۲۵۰ میں بور کے پودے ، ۵۰ میں سیتا پھل ، اور ۱۵۰ میں ہیرڈا کے پودے اگائے اس زمین پر جہاں سیتا پھل کے پودے جل گئے تھے ۔ املی اور سول کے پودے اگائے ۔ اس نے ۲۰۰ روپے سے اپنا خود کا جھونپڑا اس علاقے میں تیار کیا ۔ اب اسے ماہانہ ۱۵۰ روپے بطور معاوضہ کے وصول ہو رہے ہیں ۔ وہ اپنے مویشیوں کو اس علاقے میں اُگی ہوئی گھاس بطور چارے کے کھلا رہا ہے ۔

اس طرح نامدیو نے اپنے ہی گاؤں میں اپنا ذاتی روزگار حاصل کر لیا ہے ۔ اب اس کی زندگی میں فاریسٹ آفیسر کی مدد سے حوصلہ ہے ، جوش ہے ، اُمنگ اور ولولہ ہے ۔ اور اس نے خود کو ایک نئی راہ دکھائی ہے ۔ اسے اُمید ہے کہ مستقبل میں کامیابی اس کے قدم چومے گی ۔

ڈی ۔ ایل ۔ او (فاریسٹ) اپنے حالیہ دورے کے دوران شری نامدیو کے بڑھتے ہوئے سرسبز باغات اور ان کی غیر معمولی نشوونما دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے ۔ ●●

قارئین کیلئے اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں ۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے ” قارئین کی رائے “ کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا ۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے البتہ سرکاری پالیسیوں ، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط ، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے ۔ پتہ نوٹ فرمالیں :

ایڈیٹر ” قومی راج “ نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ ، ۱۵ واں منزلہ ، مقابل منترالیہ ، ممبئی ۴۰۰۰۳۲

• جگن ناتھ آزاد

سفر ہے شرط

مجھے جب کبھی ہندوستان سے باہر جانے کا اتفاق ہوتا ہے
لامہ اقبال کا یہ شعر بے اختیار یاد آجاتا ہے ؎

نہیں مقام کی خوگر طبیعت آزاد
ہوائے سیر مثالِ نسیم پیدا کر

لیکن یہ مثالِ نسیم ہوائے سیر پیدا کرنے میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں. تو مزاجاً خلوت گزیں اور گوشہ نشین واقع ہوا ہوں۔ دراصل یہ کمال و زبان و ادب کا ہے جس کا جادو ساری دنیا میں سر چڑھ کے بول رہا ہے دُنیا کا شاید ہی کوئی مُلک ایسا ہو جہاں آپ کو اُردو بولنے والے ، اُردو سے محبت رکھنے والے لوگ نہ ملیں۔ ان ملکوں میں برطانیہ، روس، یکہ، ایران، افغانستان، برما، ملیشیاء، ماریشس اور ان کے علاوہ اور تو ایسے ممالک ہیں جہاں اُردو کے اہلِ قلم موجود ہیں ۔ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں اُردو پڑھائی جاتی ہے اور وہاں جا کے ایسا محسوس تا ہے جیسے ہم دہلی، لکھنؤ یا عظیم آباد میں آ گئے ہوں۔

بعض ممالک اور بعض ممالک کے اکثر حصے ایسے بھی ہیں۔ جہاں دو جاننے والے تو نہیں ہیں لیکن اُردو سے دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ دوں نے غالب، اقبال، پریم چند، جوش ملیح آبادی، میر تقی میر، یض احمد فیض اور کرشن چندر کا نام سُن رکھا ہے اور وہ اُردو کے رے میں جاننے کے آرزومند ہیں ۔ اس قسم کا تجربہ مجھے سوویت روس ری پبلک لیٹویا میں ہوا جہاں ڈاکٹر سگمار زکر او صدر شعبۂ انگریزی نے سے فرمائش کی کہ میں یونیورسٹی آف لیٹویا (ریگا) میں اُردو ادب متعلق انگریزی میں لیکچر دوں۔ انگریزی جاننے والے طلبہ اور اساتذہ سے یونیورسٹی کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور یہ سب اُردو ادب کے رے میں جاننے کے لئے آئے تھے۔

مجھے اپنی جہاں گردی کے دوران میں جن ممالک کے سفر کا اتفاق ہے اُن میں برطانیہ، فرانس، جرمنی، اٹلی، بلجیم، لکسمبرگ، اسپین، وٹزرلینڈ، مصر، سوویت روس، بنگلہ دیش، عدن، نیپال، اور برما شامل ہیں ۔ میں اس وقت سوچ رہا ہوں کہ اس فہرست میں پاکستان کو شامل کروں یا نہ کروں ۔ اس تذبذب کا سبب یہ ہے کہ ایک طرف تو پاکستان ایک آزاد اور خود مختار مملکت ہے اسی طرح جس طرح ہندوستان یا روس یا برطانیہ یا امریکہ اور دوسری طرف صورتِ حال یہ ہے کہ پاکستان میں جب بھی گیا ہوں کبھی مجھے یہ احساس نہیں ہوا کہ میں کسی غیر ملک میں آگیا ہوں۔ اور یہ احساس ہو بھی کیسے۔ جہاں میں پیدا ہوا، جہاں میرا لڑکپن گزرا۔ جہاں میں نے اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کی وہ ملک میرے لئے غیر ملک کیسے ہوا۔ لاہور، راولپنڈی، میانوالی اور عیسیٰ خیل تو ایسے شہر ہیں جن کے ساتھ میرا جذباتی لگاؤ میرا زندگی بھر کا سرمایہ ہے۔ اور پھر اہلِ پاکستان کی طرف سے ہر سفر میں جو محبت ملتی ہے وہ یہ احساس کہاں ہونے دیتی ہے کہ پاکستان میرے لئے دیارِ غیر ہے ۔ اس کے ساتھ ایک بات اور بھی ہے۔ کہ پاکستان میں اتنی بار گیا ہوں کہ شاید کلکتہ، بمبئی اور مدراس اتنی بار نہیں گیا ہوں گا۔ اب جب ہندوستان کے بعض شہروں سے زیادہ میں پاکستان کے بعض شہروں میں گیا ہوں تو وہاں جا کے اجنبیت کا احساس کیسے ہو۔ ایک اور قابلِ ذکر بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ میرے حالیہ سفرِ پاکستان کے دوران میں جب پاکستان کے صدر مملکت سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے رخصت کرتے ہوئے فرمایا "یہ آپ کا اپنا گھر ہے ۔ آپ جب چاہیں تشریف لا سکتے ہیں"۔ اب اس دل میں گھر کر لینے والے الفاظ کے بعد اگر میں پاکستان کو غیر ملک سمجھوں یا اہلِ پاکستان کو غیر ملکی تصوّر کروں تو یہ ایک طرح کی احسان فراموشی ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں تک ضابطے کا تعلّق ہے پاکستان کا سفر ایک دیارِ غیر کا سفر ہے اور اس کی یادوں کے متعلق مجھے یہی کہنا ہے کہ ؎

کہاں ہو کارواں والو کہاں ہو
تلاشِ کارواں ہے اور میں ہوں

یہاں میں یہ عرض کر دوں کہ بعض ممالک کے سفر ضمنی حیثیت بھی رکھتے ہیں مثلاً جن دنوں میں انگلستان کے سفر پر تھا اور وہاں سے بلجیم گیا تو وجۂ سفر محض مالک رام صاحب سے ملاقات تھی۔ جو وہاں ہمارے سفارت خانے میں ٹریڈ کمشنر تھے۔ قیام تو ان کے ساتھ دو چار روز ہی رہا لیکن وہاں کی یادیں اس طرح چشم تصور کے سامنے جیسے ابھی کل ہی کی بات ہو۔ ایک رات ان کے گھر میں محفلِ شعر منعقد ہوئی۔ شعر پڑھنے والا تو صرف میں ہی تھا لیکن سننے والوں میں ہندوستانی اور پاکستانی سفارت خانوں کے متعدد حضرات شامل تھے۔ بالکل دہلی اور لاہور کا سا نقشہ تھا۔ یہ نشست رات کے کوئی ڈھائی تین بجے تک جمی رہی۔ اور جب ختم ہوئی تو پاکستانی سفارت خانے کے ایک رکن نے یہ شعر پڑھ کر تڑپا دیا ؎

آج دی رات وصال والی جھلکے کی جانڑاں کیہڑا رنگ ہوسی
میلے خبر محمدا قسمتاں دے کتھے شمع تے کتھے پتنگ ہوسی

(آج رات وصال کی رات ہے۔ نہ جانے کل کیا عالم ہو۔ اے محمد! (یہ شاعر کا تخلص ہے) اس طرح کی میل ملاقاتیں خوش قسمتی سے نصیب ہوتی ہیں۔ کیا خبر کل صبح شمع کہاں ہوگی اور پروانے کہاں ہونگے)

اسی طرح سے اسپین کا سفر مسجد قرطبہ کی زیارت کے لئے تھا۔ پہلی بار "بالِ جبریل" میں اقبال کی نظم "مسجد قرطبہ" پڑھنے کے بعد میری وہ کیفیت تھی جیسے ایک بچے کی پہلی بار ایک بہت بڑا عجائب خانہ دیکھنے سے ہوتی ہے۔ میں فکر و وجدان کی ان بلندیوں کے تصور میں سراپا غرقِ حیرت تھا جن بلندیوں سے یہ نظم سفحۂ قرطاس پر اتری ہوگی۔ اسی وقت مسجدِ قرطبہ کو دیکھنے کی آرزو بے اختیار میرے دل میں پیدا ہوگی۔ شاید دعا بن کر زبان پر بھی آئی ہو۔ آخر ایک دن میرا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور فرانس سے ہندوستان آتے ہوئے میری خوبئ تقدیر مجھے پیرس سے مارسیلز لے جانے کے عوض پیرس سے میڈرڈ لے آئی۔ اور وہاں سے قرطبہ یعنی حال کا کورڈدا،

ہسپانوی زبان نہ جاننے کے باعث قرطبہ کے ریلوے اسٹیشن سے مسجد قرطبہ تک پہنچنے کی داستان اپنی جگہ ایک طویل داستان ہے۔ احسان دانش کا ایک شعر ہے۔ ؎

جبیں پہ گرد رہِ عشق اب پہ مہر سکوت
دیارِ غیر میں پھرتا ہوں آشنا کے لئے

کچھ ایسی ہی کیفیت اس وقت میری تھی۔ کولمبس اسی اسپین سے امریکہ کی تلاش میں نکلا تھا اور اسی اسپین میں مسجد قرطبہ کی تلاش میں کولمبس بنا پھرتا تھا۔ قرطبہ ایک چھوٹا سا شہر، بلکہ قصبہ جس میں کوئی انگریزی جاننے والا نہیں۔ اب میں کس سے پوچھوں کہ مسجد قرطبہ کہاں ہے۔ میں نے نہ جانے کس کس طرح سے مسجد قرطبہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ انکوائری آفس میں، ہوٹلوں میں، راہ چلتے لوگوں سے، چوراہوں پر کھڑے سپاہیوں سے لیکن کوئی میری بات نہ سمجھا۔ میں متعدد الفاظ استعمال کیے، مثلاً: MASJID.

ARAB MOORISH TEMPLE. MOORISH CHURCH

MOHAMMADAN, MUSLIM MOSQUE, CHURCH

MUSLIM, MOHAMMADAN CHURCH. MOSQUE

MOORISH CATHEDRAL, CATHEDRAL, لیکن سب بے کار۔ آخر کتابوں کی ایک چھوٹی سی دکان نظر پڑی۔ اس دکان میں اتفاق سے اسپین پر ایک کتاب نظر آئی۔ ہسپانوی میں۔ میں نے وہ کتاب اٹھائی اور جب اس کی ورق گردانی کی تو مجھے اس میں مسجد قرطبہ کی ایک تصویر نظر آئی۔ میں نے دکان دار کو وہ تصویر دکھائی اور ہاتھ کے اشارے سے پوچھا کہ "یہ عمارت کہاں ہے؟" اس نے تصویر دیکھتے ہی کہا "مزکیتا" "مزکیتا" کہنے کے بعد ہاتھ کے اشارے سے مختلف رستوں کی نشان دہی کی۔ میں نے گوہر مقصود پالیا تھا۔ وہ کتاب فوراً خرید لی۔ اور ہر چار قدم پر لوگوں کو وہ تصویر دکھاتا اور رستہ پوچھتا ایک گلی کے نکڑ تک پہنچ گیا جہاں سے وہ مینار مجھے نظر آیا جسے اقبال نے ؎

تیرا منار بلند جلوہ گر جبرئیل

کہا ہے۔ اب کیا تھا ایک موڑ مڑنے کے بعد مسجد سامنے تھی۔ اس وقت مجھ پر مسرت اور کامرانی کی ایک ایسی کیفیت طاری تھی کہ میرا دل دھڑک رہا تھا اور مجھے یقین نہ آتا تھا کہ میں اپنی آنکھوں سے مسجد قرطبہ کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں کو ملا کہ کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں لیکن یہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی۔ اور علامہ اقبال کے یہ اشعار اپنی مرئی صورت میں میرے سامنے موجود تھے۔

اے حرمِ قرطبہ عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام جس میں نہیں رفت و بود
رنگ ہو یا خشت و سنگ چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود،
تیری فضا دل فروز میری نوا سینہ سوز

تجھ سے دلوں کا حضور مجھ سے دلوں کی کشود
تیرا جلال و جمال مردِ خدا کی دلیل
تو بھی جلیل و جمیل، وہ بھی جلیل و جمیل
کعبۂ اربابِ فن اسطوتِ دینِ مبیں
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمیں
دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

اب میں وہاں اذاں تو کیسے دیتا اور یہ فرض مجھ سے قبل
مہ اقبال خود ادا بھی کر چکے تھے۔ ہاں یہ مصرع ضرور زبان پر آ گیا
کافر ہندی ہوں میں دیکھ میرا ذوق و شوق
اب جی تو چاہتا ہے کہ مسجد قرطبہ دیکھ کر مجھ پر جو تاثرات
ی ہوئے اور علامہ اقبال کی نظم "مسجد قرطبہ" جس طرح میری
ہوں میں بلند تر ہو گئی اس کی پوری کیفیت آپ کے سامنے
ن کروں لیکن کیا کیا جائے

کتنے باقی ہیں مہماتِ جہاں تیز چلو
چلنے والو صفتِ عمرِ رواں تیز چلو

تو چلئے اب تھوڑی دیر کے لئے روس کی سیر کریں۔ میں
ں سوویت رائٹرز یونین کی دعوت پر گیا تھا۔ ماسکو پہنچنے کے
سرے ہی دن بعد ایک بہت ہی PLEASANT SURPRISE
امنے آئی۔ اور وہ یہ کہ بالکل غیر متوقع طور پر پروفیسر نادر سنگھ
ڈاکٹر قمر رئیس اور پروفیسر کرپ سے ملاقات ہو گئی۔ یہ حضرات وہاں
ینڈز آف دی سوویت یونین کی طرف سے ٹالسٹائی کی صدی
قریب میں شرکت کے لئے مدعو تھے۔ ان کی ملاقات کے فوراً بعد پروفیسر
ماشنکر جوشی پریذیڈنٹ ساہتیہ اکیڈمی سے اپنے ہوٹل ہی
ں ملاقات ہو گئی۔ یہ بھی سوویت رائٹرز یونین ہی کے مہمان تھے ۔
لسٹائی صدی تقریب میں شرکت اور تقریر کے لئے مدعو تھے۔ میرا
ن یاروں دوستوں سے ایک دو دن کا سابقہ رہا۔ ٹالسٹائی صدی تقاریب
سکو میں اور ٹالسٹائی صدی تقاریب یا سنا پایا نا میں۔ ماسکو
نیورسٹی کے استقبالیہ میں بھی پروفیسر نامور سنگھ، ڈاکٹر قمر رئیس، پروفیسر
کرپ اور میں شریک تھے۔ اس کے علاوہ میرا اکیس دن کا سفر بالکل
الگ رہا۔ اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق میں نے ماسکو یونیورسٹی
کے علاوہ یونیورسٹی آف تاجکستان میں بھی اقبال کے فکر و فن پر
لیکچر دیا۔ لینن گراڈ یونیورسٹی میں میرا لیکچر غالب کی شاعری پر اور
یونیورسٹی آف ریگا (لیٹویا) میں اردو ادب پر تھا۔

اس سارے سفر کی جو بات خاص طور سے میں بتانا چاہتا
ہوں، یہ ہے کہ ماسکو اور لینن گراڈ میں تو مجھے انگریزی میں بات کرنے
کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ مریم سالگینک، پروفیسر انیسی او نوف،
پروفیسر چیلی شیو، لڈمیلا یوسلیوا، ڈاکٹر دکرو بالن اور پروفیسر
زد گراف اس بے تکلفی سے اردو میں بات کرتے تھے کہ مجھے حیرت ہوتی
تھی۔ یہ بتانا میں بھول گیا ہوں کہ یہی کیفیت مجھے لندن میں پروفیسر
ایلف رسل کی بات چیت میں نظر آتی تھی۔ ماسکو ہی میں دو طالب علم
ایرا اور نجا مجھ سے ملنے آئے اس لئے کہ دونوں اقبال پر کام کر رہے
تھے۔ ایرا "ضرب کلیم" پر، نجا "گلشن راز جدید" پر۔ یونیورسٹی ہی میں
ایک اور طالب علم نے الگ سے اقبال کے بارے میں سوالات کئے،
کیونکہ وہ بھی اقبال ہی پر کام کر رہا تھا۔ وہ دوسرے دن طویل ملاقات
کا آرزومند تھا لیکن دوسرے دن کا پروگرام یاسنا پایا نا میں
تھا اس لئے اس سے دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔

ہندی کی ریڈر ڈاکٹر پوپو داتیا کے گھر میں کھانے پر بات چیت اردو
ہی میں ہوئی۔ پریگا رینا تاشا جنھوں نے اقبال پر دو کتابیں لکھی ہیں
"کلیات اقبال" اور "تذکرہ" مجھ سے ملنے آئیں، اور آپ کو شاید یہ جان
کر بھی حیرت ہو کہ اس روز نو دس گھنٹے کی محفل میں تین چوتھائی وقت
بات چیت کا موضوع اقبال اور اقبال کی شاعری رہی۔ جس میں
پریگا رینا تاشا، مینا، ایرا، نجا اور میں شریک تھے۔ اہل روس کی
اس محفل میں اجنبی نہیں تھا۔ بلکہ ایک روسی نوجوان، میرے انٹرپریٹر،
الیگزینڈر اجنبی بنے بیٹھے رہے کیونکہ وہ روسی اور انگریزی جانتے
تھے اور یہ محفل اول سے آخر تک محفلِ اردو تھی۔

اس سفر میں پروفیسر چیلی شیو، ڈاکٹر گیتا، اور ڈاکٹر پوپو داتیا
نے ہمیشہ مجھ سے ملتے ہی السلام علیکم کہا اور ہیڈیا میں انکرا وانے ہمیشہ
نمستے کہی۔ پریگا رینا تاشا اور مریم سالگینک سے ملاقات ہوئی تو
انہوں نے آداب عرض ہے اور لڈمیلا یوسلیوا نے سلام کہہ کے پذیرائی
کی۔ آپ خود ہی بتائیے (۲) ماحول کیسے ہندوستانی کہوں یا نہ کہوں۔

تاجکستان میں بھی انگریزی یا اپنے انٹرپریٹر کی ضرورت محسوس
نہیں ہوئی۔ میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی ہندوستانی فارسی سے چار روز
بخوبی کام چلا لیا۔

نیپال میں قیام بہت مختصر تھا۔ تقریب تھی مشاعرہ۔ اب آپ
اسی سے اندازہ کریں کہ نیپال کے شعراء میں ایک اردو کا شاعر موجود ہے۔

بھرا ہوا ہے اور وہ اپنا کلام سنا رہا ہے ۔ یٹلویا میں اُردو کلام
ساتھ ہی مجھے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کرنا پڑتا تھا ۔ نیپال میں کسی
جمے کی ضرورت نہیں تھی ۔ ہوٹل میں بھی مینیجر سے لے کر ملازموں تک سب
ساتھ بات چیت اُردو ہی میں ہوئی ۔

اب آخر میں برما کے سفر کی رُوداد بھی مختصر طور سے پیش کردوں
سات دن کا سفر تھا اور یہ سارا وقت رنگون ہی میں بسر ہوا ۔ رنگون
پہنچتے ہی میں نے سراج الدین بہادر شاہ ظفر کے مزار پر حاضری دینا اپنا
فرض سمجھا ۔ تعلق خاطر دوگونہ تھا ۔ ہندوستان کا آخری تاجدار
اور اُردو کا شاعر ۔ اگرچہ اس وقت حکومت برما ، حکومت ہند ،
حکومت بنگلہ دیش ، حکومت پاکستان کے تعاون سے مزار بہت اچھی
حالت میں ہے لیکن نہ جانے وہاں پہنچتے ہی مجھے بہادر شاہ ظفر کا یہ
شعر کیوں یاد آگیا ؂

پس مرگ قبر پہ اے ظفر کوئی فاتحہ بھی کہاں پڑھے
وہ جو ٹوٹی قبر کا تھا نشاں اسے ٹھوکروں سے مٹا دیا

اور میری آنکھوں میں آنسو آگئے ۔

رنگون مجھے اُردو کا گھر نظر آیا ۔ دعوت حلقۂ احمر رنگون کی طرف
سے ملی ۔ اور حلقۂ احمر محمود الحسن احمر رنگونی کی یاد میں ایک علمی اور
ادبی مجلس ہے جو ہر سال ایک مشاعرہ منعقد کرتی ہے ۔ مشاعرے
میں متعدد شعراء نے اپنا کلام سنایا جن میں سے بعض مجھے اس
وقت یاد ہیں ۔ مثلاً اعظم آکوجی ، کریم اللہ کوکب ، صفدر حسین صفدرؔ ،
محمد اعجاز خاں اعجاز ، شیخ محی الدین آہرؔ ، عبدالحمید اوجؔ ،
عبدالکریم خاں کاملؔ ، مرزا عبدالحمید بیگ حمیدؔ ، صالح محشرؔ ، محمد حسین محسنؔ
عبدالحفیظ قمرؔ ، ضمیر حسن گستاخؔ ، اختر فیض آبادی ، وکیل احمد وکیلؔ
کلیم اللہ صوفی ، عبداللطیف پرویزؔ ، محمد یونس خاں اثرؔ اور داجی علوی ؔ
تمام حضرات حلقۂ احمر کے سرگرم رکن ہیں ۔ اور ان کی بدولت برما میں
اُردو کا نام زندہ بھی ہے اور تابندہ بھی ۔ ان کے علاوہ بعض اور
اہم ارکان بھی ہیں بلکہ ان کی حیثیت سرپرستوں کی ہے اور یہ ہیں جناب
محمد اسمٰعیل اور مولانا اسرار الحق ۔

اس حلقہ کے سیکریٹری اختر حسین ، فغانی الاُردو ہیں یہاں تک
کہ اُردو کے لئے بعض دفعہ اپنے کاروبار کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں ۔
جناب سلمان احمد جن والا صدر ہیں اور سارے رنگون میں ان کا نام
بڑی عزت اور احترام سے لیا جاتا ہے ۔

برما کے مختلف شہروں میں اُردو کی محفلیں اکثر گرم رہتی ہیں
حلقۂ احمر کے علاوہ غالب انسٹی ٹیوٹ اور اقبال انسٹی ٹیوٹ نام کے
ادارے بھی ہیں ۔ ان کے سیکریٹری ابوبکر عبداللہ ہیں جو ہر سال غالبؔ
اور اقبالؔ کی یاد ان اداروں کی طرف سے بڑے ذوق و شوق سے مناتے ہیں
اسلامک سینٹر آف برما ایک اور قابل ذکر
علمی جماعت ہے ۔ جس کی دعوت پر میں نے IQBAL & SUFICISM
کے عنوان پر تقریر کی ۔ اس کے علاوہ مختلف نشستوں اور جلسوں ،
میں اقبالؔ ہی کے بارے میں اہل رنگون سوال کرتے رہے اور میں اپنی استعداد
کے مطابق ان سوالوں کا جواب دیتا رہا ۔ اقبالؔ اور کلام اقبالؔ سے وہاں
کے اہل اُردو کا تعلق خاطر عشق کی حد تک پہنچا ہوا نظر آیا ۔ برما کے
علمی اور ادبی لوگ بالخصوص حلقۂ احمر کے اراکین اور میرے میزبان
مولانا اسرار الحق جس محبت اور تپاک سے پیش آئے اس نے
سفرہائے پاکستان کی یاد تازہ کردی اور میں وہاں سے یہ کہتا ہوا رخصت
ہوا ۔ ؏ عمرتاں باد دراز اے ساقیان جام جم

برما کے فوراً بعد پھر پاکستان کا سفر سامنے تھا ۔ یہ تین چار
ماہ کی بات ہے ۔ اب کے دعوت پاکستان اکیڈمی آف
لیٹرز کی طرف سے تھی ۔ اکیڈمی آف لیٹرز کے ڈائرکٹر جنرل
جناب مسیح الدین احمد صدیقی کا دعوت نامہ جو دعوت نامے سے زیادہ
محبت نامہ تھا ۔ کشاں کشاں مجھے پاکستان لے گیا ۔ دس گیارہ
دن کا سفر تھا ۔ اس سفر میں لاہور ، کراچی ، راولپنڈی ، اسلام آباد ،
اور پشاور کے علاوہ اپنے گھر علیپور اور ضلع کے صدر مقام ۔
میانوالی بھی گیا ۔ اس سفر کی رُوداد اس کے سوا اور کیا کہوں ۔

نہ بہ جادۂ قرارش نہ بہ منزلے مقامش
دل من مسافر من کہ خداش یار بادا ۔

—•••—

ضروری گذارش! رقم روانہ کرنیوالے حضرات سے :

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام ، پتہ اور پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے ۔ عموماً منی آرڈر
کوپن پر لوگ اپنا نام و پتہ نہیں لکھتے جس کی وجہ سے شکایتی خطوط آنے
پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کرنا ممکن ہوتا ہے ۔ اگر کوپن پر
نام و پتہ تحریر ہو تو قومی راج ، فوراً جاری کردیا جاتا ہے ۔
(ادارہ)

اقبال کا نظریۂ شاعری

٭ معین الدین عثمانی (ایم۔ اے)
۲۶۴ - شاہو نگر،
جلگاؤں (مہاراشٹر)

علامہ اقبال کا نقطۂ نظر اُن کی، اپنی شاعری کے متعلق، سمجھنے میں یوں بھی اور آسانی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی شاعری کے بارے میں خود فرماتے ہیں ؎

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ میخانہ

شاعر کے بارے میں ایک عام تاثر یہ ہے کہ وہ خیال میں ہر
ت کھویا کھویا سا رہتا ہے۔ الفاظ کی بندش کے لئے پریشان۔
اورات کے چکر میں گم اور مضمون کی تلاش میں دیوانہ پھرتا ہے۔
یں جب کرتا ہے تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ منہ سے پھول جھڑیں۔
ام جب سنائے تو کوشش یہ ہو کہ لوگوں کا سامعہ کوثر و تسنیم کی موجوں
ں ڈوب جائے اور تحسین و آفرین سے اس کی قدردانی کی جائے
س چیز کی وہ تصویر کھینچے بڑی رنگین بڑی خوبصورت اور بڑی
ل کش ہو۔ اقبال اس نظریۂ شاعری کے سخت خلاف ہیں۔ ان
ا پیغام یہ ہے ؎

اثر کرے نہ کرے سُن تو لے میری فریاد
کہ داد کا نہیں طالب، یہ بندۂ آزاد
میری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی
کہ بانگِ صورِ سرافیل، دل نواز نہیں

یعنی ان کی شاعری جزوِ پیغمبری ہے۔ ان کی نوائے
ریشاں میں ادائے محبوبی اور شوخی ہو نہ ہو مگر ضربِ کلیمی کی
اثیر اور صورِ اسرافیل کی کڑک ضرور ہے۔ جو قوم کو خوابِ غفلت
سے جگانے اور سعیِ پیہم کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ آرٹ برائے آرٹ
قبال کے نزدیک ایک فتنہ ہے۔ اقبال نہیں کہتے کہ شاعر یا آرٹسٹ
کے یہاں حسن آفرینی ہونی ہی نہیں چاہئے۔ نہیں وہ تو مقدم چیز ہے۔
اگر خوبی اور خوشنمائی نہ ہوئی تو کلام میں حسن اور دلکشی پیدا
ہی کیونکر ہو گی۔ شاعر کا سینہ تو حسن کا تجلی زار ہونا چاہئے۔ یہ
اسکی نگاہ ہی کا اثر تو ہے کہ خوب خوب تر نظر آتا ہے۔ اور حسین
حسین تر۔ لیکن اقبال کے نزدیک صرف یہ حسن آفرینی ہی شاعری
کا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ذریعہ ہے۔ ان حقائق کو آشکارا
کرنے کا جو ہماری زندگی میں بڑی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ شاعر
کا کام تو یہ ہونا چاہئے کہ حسن کے آئینہ میں کچھ حقیقتیں دکھائے ایسی
حقیقتیں جن سے بنی نوع انسان کو روحانی، اخلاقی یا سماجی فائدہ پہنچے جن کی
آرٹ میں حسن آفرینی کے سہارے چند ایسے راز آشکارا کئے جائیں، جو
انسانی زندگی میں اہمیت کے حامل ہیں۔ جن کو سننے سے لوگوں کے دل و
دماغ تازہ ہو جائیں۔ ان کی رگوں میں صحت پرور خون دوڑنے لگے۔
لیکن شاعری میں یہ جوش پیدا کیونکر ہو کہ جو بات کہی جائے اسی لے اثر
سے سننے والوں میں حرارت نہ پیدا ہو جائے؟ اقبال کہتے ہیں کہ اسی
وقت ہو سکتا ہے جب شاعری کا دامن زندگی کے ساتھ بندھا ہو؟
جب شاعری تفسیرِ زندگی ہو اور یہ زندگی کے ساتھ وابستگی اسی وقت
ہو سکتی ہے جبکہ شاعر کے دل میں خلوص ہو۔ اقبال نے شعر [illegible]
خلوص کی اہمیت کو اپنی مشہور نظم شمع و شاعر میں بڑے خوبصورت
انداز میں پیش کیا ہے۔ شاعر شمع سے پوچھتا ہے کہ اس کی کیا وجہ
ہے کہ تجھ پر تو ہزاروں پروانے آکر جان نچھاور کرتے ہیں۔ میں بھی
تیری طرح اپنے جی کو جلاتا ہوں مگر ایک متنفس بھی نہیں آتا۔ شمع
جواب دیتی ہے۔

میں تو جلتی ہوں کہ ہے مضمر میری فطرت میں سوز
تو فروزاں ہے کہ پروانوں سا ہو سودا تیرا

ی خلوص۔ یہی سوز دردِ دل اقبال کے نزدیک سب سے پہلی شرط
و کسی شاعر کے دل میں ہونا چاہیئے۔ یہ سوز یا خلوص محض دکھاوے
نہ ہو۔ بلکہ اس کی سیرت میں رچا ہو۔ اسی سوز دردِ دل سے
وہ معمولی خلش یا وقتی اضطراب کبھی نہیں۔ جو عموماً نوجوانوں
دلوں میں بہ تقاضائے سن و سال پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے
میں شاعری کا سودا موجود سمجھ کر شاعری کرنا شروع کر دیتے
۔ نہ اس سے وہ کیفیت مراد ہے جو کسی خاص واقعہ کے باعث کسی
پر کچھ عرصہ کیلئے طاری ہو جائے۔ سوزِ دل وہ آگ ہے جو روح
پیوست ہو جاتی ہے۔ وہ لگن ہے جو زندگی کے عناصر میں جڑ
لیتی ہے۔ یہاں تک کہ زندگی اس سوز سے عبارت ہو جاتی ہے
یہ چیز محض خواہش سے نہیں پیدا کی جا سکتی ہے۔ جب تک کہ کوئی
رت کی طرف سے ایسا دل و دماغ نہ لایا ہو جو رنگ و بوحسن نظر
علاوہ حقیقت نظر بھی رکھتا ہو۔

ے اے اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

سوزِ حیاتِ ابدی اقبال کے نزدیک اپنی بہترین شکل میں
وقت جلوہ گر ہوتا ہے جب انسان کے دل میں وہ عشق پیدا ہو
جس کا مقصد بنی نوع انسان کی اصلاح اور ان کی شیرازہ
ی ہوتا ہے۔ اپنی ملّت یا قوم یا تمام انسانوں کی تکلیفیں اس کی
تکلیفیں ہو جائیں۔
اقبال کے نزدیک شاعر کو ایک بہترین انسان بھی ہونا چاہیئے۔
شاعر انسان نہیں ہے تو اس کی شاعری وقتی اور جھوٹی ہے۔ ظاہر
ہ اقبال کا یہ تصور کہ شاعر کو مصلح اور اچھا انسان بھی ہونا
ہیئے۔ بہت وسیع اور بلند ہے۔
اقبال کو جو زمانہ میسّر ہوا وہ ملک اور قوم کی پراگندگی کا
نہ تھا۔ ہمارے قومی رہنماؤں نے ہمارے اندر شعور پیدا کر دیا
۔ سماج اور معاشرت کی پرانی قدریں اور روایتی مفروضات
بیکار ثابت ہو چکے تھے۔ اور ابھی کسی نے نئے نظام
ی نئی ہئیت کا واضح اور قطعی تصور نہیں دیا تھا۔
شعر و ادب کے شعبہ میں بھی نئی قدروں۔ نئے تصورات اور
نئے اسالیب کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اور اردو شاعری
جس کی اصلی کائنات غزل اور ضمنی طور پر قصائد مثنویات اور مراثی
تھی اور اپنے تمام امکانات کو بروئے کار لاکر اپنے مقدر کی تکمیل
کر چکی تھی۔ اور اب اسمیں کوئی جان نہ تھی۔ حالی اور آزاد نے
پرانی روش کو چھوڑ کر شاعری میں نئی راہ پیدا کی تھی۔ اس نے
نئے امکانات کا شعور تو ہمارے اندر پیدا کر دیا لیکن ابھی ہماری
سمجھ میں اچھی طرح نہیں آیا تھا کہ میر و مصحفی کو اگر ہم چھوڑیں
اور امیر و داغ کے رائج کئے ہوئے معیار سے اگر انحراف کریں
تو اردو شاعری کا نیا معیار کیا ہونا چاہیئے۔ اب تک اردو شاعری
کی کل کائنات حزن و یاس یا سطحی لذتیت یا خوش باشی کے
دائرے میں محدود تھی۔ زندگی کی کائناتی اور اجتماعی حقیقتوں پر
بہت کم دھیان دیا گیا تھا۔ اسی کو زندگی سے بہت کم واسطہ تھا۔
اقبال، چکبست، حالی اور آزاد کے بعد پہلے شاعر ہیں جنھوں نے
ہماری شاعری میں آفاقی و اجتماعی شعور پیدا کر کے نئی وسعتیں اور
نئے امکانات پیدا کئے۔

اقبال شاعری اور دوسرے فنونِ لطیفہ کو زندگی کی بشارت سمجھتے
ہیں۔ اگر شاعر زندگی کا پیغام نہیں دیتا۔ اگر اس کے منہ سے نکلی
ہوئی باتیں ہمارے دلوں میں ولولۂ حیات اور نشاط کار نہیں
پیدا کرتیں تو اگر ہماری آہیں افلاک کی زمین کے ہنگاموں کو ہم پر
سہل نہیں کرتے تو اقبال کے معیار سے وہ شاعر نہیں ہے۔ شاعر
کو زندگی کا رہنما ہونا چاہیئے۔
یہ اردو شاعری میں بالکل نئی آواز ہے جو ہمارے اندر بیک
وقت یہ احساس پیدا کرتی ہے کہ ہماری شاعری کیا رہی ہے اور
کیا نہیں رہی ہے۔ اور اسکو کیا ہونا چاہیئے اور کیا ہو سکتی ہے۔
اقبال نے جس طرح ہمارے سوئے ہوئے شعور کو جگایا ہے اردو
کا کوئی دوسرا شاعر نہیں جگا سکا ہے۔

اقبال نے شاعری سے ہمارے اندر ذوقِ عمل اور سعیِ پیہم
کے احساس کو جگایا ہے۔ ہمارے ذہنی میلانات کو ترقی کی سمتوں
پر لگایا ہے۔ اقبال نے زندگی کے اُن اہم اور بنیادی حقائق کو اپنی
شاعری کا موضوع بنایا ہے جو قوموں اور جماعتوں کی سیرت کی
تشکیل میں ممد و معاون ہوئے۔ اور انھیں فلاح و سعادت کی
طرف لئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود زمین میں پیدا ہوا۔ لیکن
اس نے اپنے پیغام کے طلسم سے ایک پوری قوم کی رگوں میں زندگی
کی لہر پیدا کر دی۔ اقبال شاعرِ حیات ہے۔ اس نے اپنے کلام

ی سوز و ساز زندگی کے موضوع کو نہایت لطیف و نادر استوار اور
شبیہوں سے بیان کیا ہے۔ اردو شاعروں میں کسی نے زندگی کو
ں وسیع معنی میں پیش نہیں کیا جسطرح اس نے پیش کیا ہے۔ وہ اس
ضوع کو ایسے دلکش اور موثر طور پر پیش کرتا ہے کہ سامع کو یہ
ساس ہونے لگتا ہے کہ اس کا وجود ایک امانت ہے اور یہی
ساس وہ اپنے سامعین و قارئین کو دلانا چاہتا ہے۔ تاکہ انسانی
جود میں چھپی ہوئی قوت عمل اور خودی کا جوہر منظر عام پر آسکے۔
بال کی شاعری محض ایک "شیریں دیوانگی" نہیں۔ اس کی غرض
ض "عمر رفتہ" کو آواز دینا نہیں بلکہ یہ ایک نئی دنیا کی تعمیر کا حوصلہ
طا کرتی ہے۔ پھر اس تعمیر کیلئے بنیادیں بھی استوار کرتی ہے۔
س میں ایک فکر، ایک مرکزی تصور۔ ایک نظام حیات
نائیت۔ موجودہ دور کے نت نئے احساس غرض بیسویں صدی
ی ساری روح جلوہ گر ہے۔

اقبال کی شاعری محض آب و رنگ نہیں ان کے اشعار میں خون
جگر کی جھلک ہے۔ وہ ان کے ذہن کا دریچہ۔ ان کے فکر کی زبان اور
اور ان کے دلی جذبات، کا آئینہ ہے۔ وہ زندگی سے کچھ چاہتے تھے۔
اور زندگی کو کچھ دینا بھی چاہتے تھے۔ ان کا کلام فرشتوں کو آدم
کی تڑپ اور آدم کو آداب خداوندی سکھاتا ہے۔ ان کے کلام میں
محبت و شیفتگی کی کوئی سستی دیوانگی نہیں بلکہ کمال ہوشمندی کا
مظہر ہے۔ اقبال جب کہتے ہیں کہ میں شاعر نہیں ہوں یا مجھے شاعری
سے بحیثیت فن کوئی دلچسپی نہیں ہے تو اس کا مطلب واضح ہے کہ وہ
شاعری کو شاعری کی خاطر یہ رعنائی یا بہار حسن کی جلوہ نمائی کیلئے
نہیں برتتے تھے۔ بلکہ وہ شاعری اور شاعر کے منصب کو بہت بلند
تصور کرتے تھے۔ وہ شاعر کو "دیدۂ بینائے قوم" کہتے ہیں۔ ہندوستان
کی عام شاعری ان کے نزدیک یا مردہ ہے یا نزع کے عالم میں ہے۔
اقبال اس شاعری کے بھی قائل نہیں ہے جو محض بدن کو گرمانے
یا بیدار کرنے یا فن کے پیچ و خم میں الجھی رہے۔ وہ کہتے ہیں ؎

چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں رُوح کو خوابیدہ بدن کو بیدار

ظاہر ہے بیشتر شعراء کا یہی رنگ ہے کہ وہ اپنی شاعری کو لذات
نفسانیہ کو گرمانے اور حسن ظاہری جمال آرائیوں میں کھو جانے کے لئے
وقف کئے ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری میں وہ سحر نہیں ہے۔ جو قلب کو

گرمادے اور روح کو تڑپا دے۔ مگر اقبال شاعری سے حیات اور
کی پیغام رسائی۔ نغمۂ جبریل۔ اور صور اسرافیل کا کام لیتے ہیں۔
لئے وہ شاعری کو پیغمبری سمجھتے ہیں۔ ان کی شاعری ایک مقدس دیو
ہے۔ مگر اس کا کمال یہ ہے کہ اس میں دیوانگی کی ساری سپردگ
اور تقدس کی ساری عظمت موجود ہے۔

اقبال انسانیت کے پرستار ہیں۔ وہ انسان کو فطرت کا شہ
سمجھتے ہیں۔ زندگی کا مقصد ان کے نزدیک انسانیت کو مکمل کرنا ہے

ضروری گذارش

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا لفافہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط/ لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔
- ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

• خواجہ عبدالغفور

امریکہ میں ظرافتِ طبع

طنز و مزاح، لطیفے، اور چٹکلوں کے لئے جغرافیائی حد بندی ہوتی ہے، نہ زبان و مکان سے یہ بندھے ہوتے ہیں۔ البتہ سماجی اور معاشرتی ماحول ان کو نت نئے روپ اور رنگینی دیتے ہیں اور پھر وہی لطائف اتنی گہری جڑ پکڑ لیتے ہیں کہ اس ماحول کے پروردہ بن جاتے ہیں۔ ہر ملک اور ہر زبان میں اس کے اپنے مزاج کے لحاظ سے لطائف مقبول و معروف ہوجاتے ہیں۔ امریکہ کے مشاہدات و منقولات پیش ہیں۔

امریکہ میں نسلی، عمرانی اور لسانیاتی لطیفے
Ethnic Jol مقبول عام ہیں۔ کسی بھی پرائے دیس سے آکر
ں سرزمین پر بسنے والے گروہ یا فرد کو بخشا نہیں جاتا۔ اس کی کوئی خاص
ں اور کبھی کبھی اس کی خوبی کو بھی نشانۂ ملامت بنایا جاتا ہے۔ جس کا
د کسی طرح بھی برا نہیں مانتے اس میں امریکیوں کا احساس برتری ہے
ں امتیاز، نہ دوسروں کا ٹھٹھا ہے نہ مخول۔ بسا اوقات تو یہ
نا اپنے آپ پر طنز و استہزاء کے کرارے وار کرجاتے ہیں۔ پس خود
ل یا کھلی اڑانا ان کے لئے مزاجی ذوق کا آئینہ دار ہے۔ گرانڈ کینن
(Grand Cany جو کئی میل لمبی اور ہزار فٹ سے گہری ہے۔ اس
بنی ہے کہ اس مقام پر کچھ یہودیوں کے ڈالر زمین کی چھوٹی سی دراڑ
گئے۔ اس کی تلاش میں انہوں نے جو کھدائی شروع کی تو بس گہری
ری کھدائی برسوں چلتی رہی حتیٰ کہ ان کے ڈالر مل گئے اور یہ ہزاروں
ی وادی بن گئی۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کے ناک اور نتھنے بڑے بڑے اس
ب کہ قدرتی ہوا مفت ملتی ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ مقدار میں
حاصل کرلینا چاہتے ہیں۔

یہودی آج کل نہ صرف امریکہ میں دولت بلکہ سائنس، علم، دانش اور فراست میں سب سے برتر و بالا ہیں۔ بلکہ اپنی انہیں خصوصیا کی وجہ سے تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں۔

دو پولک (پولینڈ کے) پہلی بار اپنی موٹر میں واشنگٹن سے ڈیٹرائٹ چلے تو ان کو تاکید کی گئی کہ راستے میں ٹریفک سگنل، اور دوسرے تمام سائن بورڈ پر لکھی ہوئی باتوں پر سختی سے دھیان دینا، اور ان پر عمل کرنا، یہ بات انہوں نے گرہ میں باندھ لی اور اپنے سفر پر چل پڑے۔ میکڈانلڈ اور اس طرح کے صاف ستھرے ریستوران، جو شاہراہ پر ہوتے ہیں۔ ان پر بڑے سائن بورڈ ہوتے ہیں Clean، Rest Room یہاں پر ریسٹ روم Rest Room بیت الخلا اور غسل خانوں کو کہا جاتا ہے۔ کلین ریسٹ روم کو پڑھ کر ان عقل کے ماروں نے سمجھا کہ انہیں ہدایت دی جارہی ہے کہ ریسٹ روم صاف کریں جبکہ یہ راستہ تھا، جتنے ریسٹ روم ملے، اپنی کار روک کر ان کو صاف کرتے اور آگے جاتے رہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے راستہ کے ۷۹ ریسٹ روم صاف کئے۔ ہر سائن بورڈ کی عبارت پر عمل کرنے کی

تاکید کی گئی تھی۔

امریکی ریڈانڈین جو ازمنۂ قدیم کے اصلی امریکن باشندے ہیں ــ
پ اور دوسرے مختلف ممالک سے آئے ہوئے باشندوں نے انہیں
ی جنگوں کے بعد اندرونی غیرآباد بنجر ریگستانی علاقوں میں ڈھکیل دیا ہے
ں پر یہ تنگ دستی اور مفلسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ عرصہ
، ان کی فلاح و بہبود کی اسکیمیں نافذ کی جا رہی ہیں اور انہیں روزگار
ہم کرکے ان کی معاشی حالت بدلنے کے لئے چھوٹی صنعتوں کے کارخانے
ئے جا رہے ہیں۔ اے ری زونا کی ایک چھوٹی سی بستی میں بجلی سے
ڑی اور شہتیر کاٹنے، ان سے اور چیزیں بنانے کا کارخانہ قائم کیا جا
ہا تھا۔ اِن کے قبیلے کے سردار سے بات ہو رہی تھی۔ وہ ناراض تھے کہ ان
، قریہ میں یہ کون سی بلا نازل کی جا رہی تھی۔ اِنہیں سمجھایا گیا کہ "اس میں
نہیں کام کرنے کو ملے گا۔" وہ پوچھے "تو کیا ہوگا؟" بتایا گیا "کام کرنے پر
معقول اُجرت ملے گی۔" بولے "تو پھر..."؟ سمجھایا گیا کہ "اس اُجرت سے
ہ بہتر زندگی گزار سکیں گے۔" "بالآخر کیا ہوگا؟" سوال کیا گیا، ان سے کہا
یا کہ "اس طرح پر وہ اپنی کمائی سے معتد بہ رقم پس انداز کریں گے۔ اور
بعد میں آرام اور چین کی زندگی بتا سکیں گے۔" قبیلہ کے سردار نے کہا: "تو کیا
آج میں آرام اور چین کی زندگی نہیں گزار رہا ہوں۔ کام کے نہ محنت و مشقت
کے جھنجھٹ ہیں۔"

خود امریکی ذہنیت اور ظرافت انگریزی سے متعلق یہ بہت دلچسپ
حکایت ہے۔

امریکہ کے صدر، ابراہام لنکن، بہت ہی معمولی اور غریب خاندان
میں پیدا ہوئے اور بعد کو اپنی فراست اور غیر معمولی ایڈمنسٹریشن کی
وجہ سے بہت نام کمایا۔ ان کی پیدائشی مفلسی اور خستہ حالی کا ذکر
ہو رہا تھا۔ کسی نے کہا "فی الواقعی وہ اتنے غریب تھے کہ لکڑا جھکڑ سے
بنے جھونپڑے میں ان کی ولادت ہوئی کہ جس کو انہوں نے خود اپنے
ہاتھوں سے بنایا تھا۔"

انگلستانی حاضر دماغی اور بدیہہ گوئی کی مثال سنیئے۔

دوران جنگ، سر ونسٹن چرچل، وائٹ ہاؤس میں صدر
روزولٹ کے مہمان تھے۔ صبح صبح غسل سے فارغ ہو کر یہ ابھی کپڑے
پہنے بھی نہیں تھے کہ ان کے میزبان صدر روزولٹ اپنی پہیوں والی کرسی
کو گھسیٹتے گھسیٹتے مہمان کے کمرے میں پہنچ گئے اور چرچل کو مادر زاد
ننگا دیکھ کر لوٹنے لگے۔ چرچل نے بڑی خندہ پیشانی سے کہا:

"مسٹر روزولٹ! برطانیہ آپ سے اپنی کوئی بھی شئے چھپانا
یا پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا۔ شوق سے تشریف لائیے۔"

اُردو زبان میں "ستم ظریفی" بڑا ہی پُرمعنی اور دلچسپ لفظ ہے
کہ جس کا مماثل لفظ انگریزی یا کسی مغربی زبان میں نہیں کہ ستم بالائے ستم
ڈھاتے ہوئے بھی فکاہاتی اور مضحک عنصر باقی اور قائم رہتا ہے۔ سانحہ
کتنا ہی غم انگیز ہو، ماحول جتنا بھی دہشتناک ہو اس سے اثر اندا
ہوئے بغیر خنداں آور پہلو نکال لیا جاتا ہے۔

فوج کا ایک دستہ ایک مجرم قیدی کو پھانسی کی سزا کی وجہ
قصاص گاہ لے جا رہا تھا، کھلے میدان سے گزر کے جا رہے، او
کپکپاتی سردی میں گزرنے لگے تو قیدی بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا: "
کی سردی ہے۔ میری قوتِ برداشت سے باہر اور جان لیوا ہے...!
فوجی دستہ کے کمانڈر نے کہا: "خاموش بھی رہو۔ تمہیں کیا شکای
ہو سکتی ہے۔ تمہارے لئے تو بہت تھوڑی دیر کے لئے سردی تکلیف د
ہے ہمیں تو تم کو پھانسی پر چڑھا دینے کے بعد بھی یہ بھگتنا ہے۔"

امریکہ میں ایک متمول اور بے حد رئیس کا جنازہ جا رہا تھ
اس کے قریبی رشتہ دار، عزیز اور دوست ماتم کر رہے تھے اور
غم کا اظہار کر رہے تھے۔ ان کے بیچ ایک آئرش نسل کا امری
تھا جو بہ آوازِ بلند ماتم کرتے ہوئے اپنے گہرے رنج و اندوہ کا اظہ
کر رہا تھا۔ کسی نے ازراہِ ہمدردی پوچھا:

"مرحوم آپ کے قریبی رشتہ دار تھے؟"

آئرش آدمی نے کہا: "مجھ سے ان کی کسی قسم کی عزیز داری نہ
اور دلگیری کا باعث یہی ہے اگر کچھ رشتہ ہوتا تو آج اس کے د
میں میرا بھی حصہ ہوتا ــــ"

غرض کہ اس طرح پُرمزاح بنتا گیا ہے اور دریائے لطافہ
اسی نہج پر رواں دواں ہے۔ کہیں اندازِ بیان، تو کہیں اسلوبِ ن
اور تکلم جُدا ہے۔

ضروری گذارش! رقم روانہ کرنے والے حضرات سے

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پکوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ عموماً منی آرڈ
کوپن پر لوگ اپنا نام و پتہ نہیں لکھتے جس کی وجہ سے شکایتی خطوط آ
بہ کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن
نام و پتہ تحریر ہو تو فوری رقم فوراً جاری کر دیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

ایم مشتاق ایم ۔ اے قادر
نزد مسجد مستان چوک
کمام گاؤں ۔۔۔۔۴۴۳۳۰۳

اردو شاعری کے باوا آدم
"ولی دکنی"
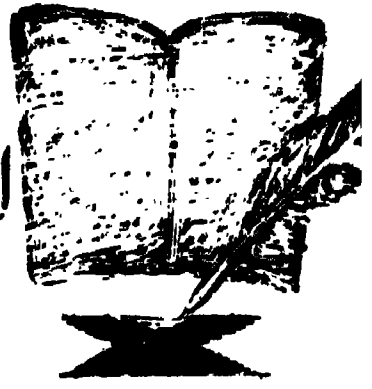
ولی کے کلام میں ہر قسم کی سخن آفرینی پائی جاتی ہے ۔جس سے ہیں ان کی قادرالکلامی کا ثبوت ملتا ہے ۔ تین سو برس کی مدت کے بعد سلیس اور عام فہم کلام آج بھی اہل ذوق میں مقبول ہے۔ وہ ایک فطری شاعر تھے ۔ ان کے کلام میں والہانہ جوش ، صداقت اور سادگی پائی جاتی ہے ۔ اُن کو اُردو شاعری میں وہی رتبہ حاصل ہے جو انگریزی میں چاسر اور فارسی میں رودکی کو حاصل ہے ۔ ان کے کلام میں اِس قدر سادگی ، سلاست اور روانی ہے کہ بعض اشعار میں زمانے کی جدید جھلک نظر آتی ہے ۔

لی کے کلام میں وہ تمام عناصر بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں جو ایک عظیم
ام میں ہونے چاہئے ۔ ولی کے کلام میں تخیل کی بلند پروازی ، جوش
رت ادا اور محاکات سب کچھ موجود ہے ۔

یل :۔ تخیل ایک ذہنی عمل کا نام ہے ۔لیکن حقیقت میں یہ
موضوع ہے جس کے دائرے میں قلب شاعری کے تمام کیفیات
یر بحث آجاتے ہیں ۔ان کے تخیل کی بلند پروازی کے ثبوت میں
شعار پیش کئے جا سکتے ہیں ۔

بخشی ہے تری نین نے کیفیت مستی
تجھ مکھ نے خبردار کیا بے خبری کو

ت کرنا محبوب کی آنکھوں کا کام تھا ۔لیکن اس کے حسین چہرے
دست پاکر محتسب کی طرح خبردار کیا ۔

مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی
دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

شاعر نے شبنم کے قطرے کو دیدۂ بیدار سے تشبیہہ دی ہے
بیداری کا انعام اس کو یہ ملا کہ اس کے اترنے کی جگہ
پائی گئی ۔

اعجاز حُسن دیکھ کے وہ روئے باعرق
پیدا کیا ہے چشمۂ آتش سوں آب آج

دوست کے چہرے کو چشمۂ آتش سے اور عرق رد کو آب سے تشبیہہ دے کر یہ کہنا کہ یہ سب حسن کا اعجاز ہے ۔ جو چشمۂ آتش بجائے آگ کے خلاقِ آب ہے ۔کتنا لطیف پیرایہ اور نازک خیالی ہے ۔

نزاکتِ خیال اور مضمون آفرینی :

ولی کے کلام میں جابجا نزاکتِ خیال اور مضمون آفرینی کے نمونے ملتے ہیں ۔

ماہ کے سینے اوپر اے ماہ رو
داغ ہے تجھ حُسن کی جھلکار ہے

چاند کے داغ کی کئی توجیہات بیان کی گئی ہے لیکن ولی نے جو توجیہہ بیان کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے ۔یعنی کہ چاند کے سینے پر جو داغ ہے وہ داغِ رشک ہیں جو اس کے محبوب کی حُسن کی جھلکار دیکھ کر اس کے سینے میں پڑگئے ہیں ۔

دریا میں بیم کے یاں گرداں ہے کشتی عقل
اس موج شعلہ زن کیا آسرا ہے حُسن کا

مثل مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ۔ شاعر کہتا ہے کہ محبت کے طوفان خیز سمندر میں کشتی عقل بھی چکر کھاتی ہے ۔عشق کے آگے عقل کی وہی بساط ہے جو موج شعلہ زن کے آگے تنکے کی ۔بس پریم کے سمندر میں غرق ہونے والوں کو عقل بھی نہیں بچا سکتی ۔

ولی کے کلام میں تصوّف :

ولی کے دیوان کا مطالعہ بھی یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ معرفت الٰہی کا اک دفترِ بے پایاں ہے۔ ذیل کے اشعار ولی کے تصوف کے رنگ کو ظاہر کرتے ہیں ؎

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حُسن بے حجاب اُس کا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اُس کا

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حُسن مطلق حجاب کے اندر نہیں ہے لیکن شاعر اُس کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حُسن مطلق حجاب کے اندر نہیں بلکہ عالم کی ہر تجلّی حسن میں خدا بغیر حجاب کے رونما ہے لیکن ہمارے پاس دیدۂ بینا نہ ہونے کی وجہ سے وہ نقاب میں پوشیدہ نظر آتا ہے ؎

ہوا ہے مجھ کو شمع بزم کریں گی سوں یوں روشن
کہ ہر ذرہ پر تاباں ہے دائم آفتاب اُس کا

شاعر کو وحدت الوجود کی شمع ہدایت سے یہ معلوم ہوا کہ کائنات کے ہر ذرّہ پر ذاتِ خداوندی کے آفتاب کی تابانی نظر آتی ہے ؎

تجھ عشق میں دل جل کر جوگی کی لیا صورت
یکبار اُسے موہن چھاتی سے لگاتی جا۔

ترے عشق میں دل بے قابو ہو گیا اور میں نے فقیر جوگی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ بس اُسے مردِ موہن (محبوب) یکبار تو اپنے سینے سے مجھ کو لگا تاکہ مجھے تشفّی اور تسلّی حاصل ہو سکے۔

ولی کے کلام کی سلاست

ولی کے کلام میں سلاست اور روانگی دونوں یکجا پائے جاتے ہیں۔ بعض اشعار میں زمانۂ جدید کی جھلک نظر آتی ہے۔ کہیں کہیں کلام میں نثر کی جھلک نظر آتی ہے۔ جو ایک کمالِ شاعری ہے ؎

(۱) حسن دل کا خواب میں دیکھا
نورِ حق تھا حجاب میں دیکھا
خود فنا ہو کے ذات میں ملنا
یہ تماشا حباب میں دیکھا

(۲) اے بےخبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
دنیا کی رہگذر میں بزرگی کی چال چل

(۳) گر سخن فہم تجھ کو پاؤں گا
حالِ دل تجھ ملک کو سناؤں گا

ولی کا اسلوب منظر نگاری میں

ولی کو اسلوب منظر نگاری اور واقعہ نگاری میں کمال حا
منظر نگاری کی مثال ملاحظہ فرمایئے (صرف دو شعر)

ہوا ہے خلق پر سپہر کے فضلِ سبحانی
کیا ہے ابر نے رحمت سوں گوہر افشانی
اس آب روح افزا کے کمال لطف کو دیکھو
چھپا ہے پردۂ ظلمت میں آبِ حیوانی

(نیچے واقعہ نگاری کی مثال ہے)

ماہ اندھکار تھا کے جیون مرے
پاس میرا جو ماہتاب نہ تھا
آہ پر آہ کھینچتا تھا .... میں
آج کی رات کچھ حساب نہ تھا
کیا سبب تھا کہ وہ نہیں آیا
حق کے نزدیک کچھ عذاب نہ تھا

خلاصہ یہ کہ ولی کے کلام کے جائزے سے یہ بات اظہر من
کہ ولی کا کلام ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں رنگ برنگ کے پھ
پوری تر و تازگی کے ساتھ موجود ہیں۔

نوٹ :- اس مضمون میں مواد کو جاندار بنانے کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے اشعار اور دیگر چیزیں اخذ کی گئی ہیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ہندوستان میں اُردو شاعری کی ابتداء۔
۲۔ ولی کے شاعری کے عناصر۔
۳۔ پرانی شاعری اور جدید شاعری میں فرق۔

ایک عہد

(نئے سال کی آمد پر)

* مہدی پرتاپگڈھی
** ایگزیکیٹو انجنیئر، اِری گیشن ڈویژن
پرتاپ گڈھ (یو۔پی)

پھر سے شرقی افق پر نئی صبح نے
جانے کتنے شگوفوں نے انگڑائی لی
اپنی آمد کے آثار روشن کئے
پھر صبا کے سُبک ہاتھ کے لمس سے

بطن سے تیرگی کے نکل کر سحر
خوف یلغارِ شب ذہن سے مٹ گئی
دے رہی ہے بشارت نئے دَور کی
پھر سے سجنے لگی محفلِ زندگی

پا شکستہ سہی، زخم خوردہ سہی
راستہ پُرخطر ہو کہ منزل کٹھن
اِک سفر کا چلو، پھر سے آغاز ہو
خوف کیا جبکہ حکمت کا دربار ہو

ہم نے مانا کہ ہیں آج بھی راہ میں
خوں میں، ڈوبے مناظر کے کچھ عکس بھی
خوں چکاں گزرے لمحوں کے نقشِ قدم
کر رہے ہیں بہائم کے قصّے رقم!

ایک تناؤ سا اعصاب پر طاری ہے
کون جانے کہ آئندہ لمحہ کوئی
عہدِ ماضی تھا اک گوشۂ بے اماں
دُھوپ میں زندگی کے بنے سائباں،

کون جانے سُرور آگیں لمحہ کوئی
زندگی کی گراں باریوں سے پرے
وادیٔ رنگ و نکہت میں پہنچا ہی دے
اِک چمن زارِ راحت میں پہنچا ہی دے

کیف زا صبحِ نو لائی سرشاریاں
بُھول کر عہدِ ماضی کی ناکامیاں
ہر کرن دے رہی ہے پیامِ عمل
ہر روش پر بسانا ہے شہرِ غزل

ہم کریں عہد، گوتم کی دھرتی پر اب
اِس دیارِ امن کے کسی موڑ پر
شوقِ تخریب کو سر اُٹھانے نہ دیں
اَب قدم نفرتوں کو جمانے نہ دیں

آؤ ماضی کے ہر زخم کو بھول کر
پرچمِ آگہی کو اُٹھائے ہوئے
اک نئے عزم کے ساتھ آگے بڑھیں
اِک آہنگ پر گنگناتے چلیں

کردیں بیدار حسنِ شعور اس طرح
کھول دیں در ہر اک سمت تعمیر کے
نقشِ فرقہ پرستی اُبھرنے نہ دیں
حسنِ تاج و اجنتا کو مرنے نہ دیں
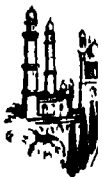
ترغیبِ علم

★ دلآبر عثمانی (ایم۔اے)
نیازیاں۔ امروہہ (یوپی)

آج انسانے کا تعلیم ہی عنواں کر دیں — وقفِ تعلیم و تعلّم یہ دل و جاں کر دیں
ہند والوں کو زمانے میں نمایاں کر دیں — آؤ سب مِل کے اندھیرے میں چراغاں کر دیں
علم کی شمعیں ہر اک گھر میں فروزاں کر دیں

جاہلوں کو بھی یہ آدابِ تعلیم سکھائیں — جتنا پڑھ سکتے ہوں ہم انکو بصد شوق پڑھائیں
نئے انداز سے گلدستۂ تعلیم بنائیں! — اُن کی نظروں میں نیا رنگِ گلستاں کر دیں
علم کی شمعیں ہر اک گھر میں فروزاں کر دیں

فائدہ اوروں کو ہو علم کا حاصل ہے یہی — رہبرو راہِ ہُدا کی صحیح منزل ہے یہی!
کام اوروں کا نکل جائے بس اب دل ہے یہی — جتنے جاہل ہیں انھیں بھی تو ہم انساں کر دیں
علم کی شمعیں ہر اک گھر میں فروزاں کر دیں

چرچا اگر علم کا ہر گاؤں میں گھر گھر ہو جائے — نور سے علم کے ہر شخص منوّر ہو جائے
قابلِ دید پھر اس ہند کا منظر ہو جائے — ہے بڑی بات اگر ان پہ ہم احساں کر دیں
علم کی شمعیں ہر اک گھر میں فروزاں کر دیں

جاہلوں کی جو جہالت ہے مٹا دیں تو سہی — از سرِ نو انھیں انسان بنا دیں تو سہی
راستہ علم کا ہر اک کو دکھا دیں تو سہی — اس سے کیا فائدہ ہم اُن کو پشیماں کر دیں
علم کی شمعیں ہر اک گھر میں فروزاں کر دیں

کچھ بھی ہو ہند میں لیکن کوئی جاہل نہ رہے — روشنی علم کی جس دل میں نہ ہو دل نہ رہے
جان تن میں نہ رہے دل کسی قابل نہ رہے — ہم دلآبر اپنے کو تعلیم پہ قرباں کر دیں
علم کی شمعیں ہر اک گھر میں فروزاں کر دیں

غزلیں

★ گور بخش سنگھ بہار
گاندھی نگر۔ شکلا گنج
گنگا گھاٹ۔ اُناؤ (یو۔پی)

رات چلی تیری یادوں کی جو پُروائی!
زخمِ جگر نے بھی لی شوق سے انگڑائی

اس زُلف کی بُو لے کر گُذری ہے صبا کب کی
پر اب بھی مہکتی ہے تخیل کی تنہائی

رنگ کھاتی ہے کمبخت یہ اُلفت بھی
حسن ہی مانگے ہے اب عشق کی رسوائی

محفل میں تری کس سے یہ بارِ الم اُٹھتا
آنی تھی بلا آخر یہ میرے ہی سر آئی

ہاتھ جو بڑھنے ہیں اب جیب و گریباں تک
ف اڑی یا پھر ساون کی گھٹا چھائی

جب میں نے اندھیروں کو آنکھوں میں جگہ بخشی
سورج کی کرن میرے آنگن میں اُتر آئی

یہ لائی ہے وحشت کہ بہار اب تو
ہی تماشے کا میں خود ہوں تماشائی

★ سیّد اعجاز حسین جوش
معرفت رشید اسٹوڈیو
نہرو چوک، ایوت محل

اے کاتبِ تقدیر شکایت نہیں تجھ سے
اپنا نصیب میں نے بھی مرضی سے چُنا تھا

جب لُوٹ رہے تھے سبھی مرضی کے مقدّر
میں بھی گیا تھا شوق سے اُس بزم کی جانب
دیکھا کہ تختیاں تھیں سبھی نُور سے ساری
ایسی بھی کئی جن میں کہ ہیروں کی دمک تھی
خیرہ ہوئی جاتی تھیں جنھیں دیکھ کے نظریں
میں دیر تلک یونہی کھڑا دیکھتا رہا
تقدیر چیز کیا ہے یہی سوچتا رہا

اِک دوسری جانب جو نظر ڈالی تو دیکھا
بے نور تختیوں کا ایک ڈھیر پڑا ہے
اندھیارے میں بے یار و مددگار کھڑا ہے
فطرت تھی اپنی ایسی کہ دُکھیوں سے پیار تھا
غم بانٹ لونگا سب کے تو ہو جاؤں گا سُرخرو
اعمال معتبر ہیں یہی اعتبار تھا
میں عقل کے کہے سے بہت دُور ہو گیا
جو دل نے فیصلہ کیا منظور ہو گیا
بیکس کی بے بسی پہ ترس آ گیا مجھے
اندھیارے کا وہ ڈھیر ہی راس آ گیا مجھے
اعمال کھوجتا ہوں اب اندھیروں کے ڈھیر میں
اب تک سفر کیا ہے ابھی تُو ادھیڑ میں
پھر بھی مجھے نصیب سے کوئی گلہ نہیں
"اعمال معتبر ہیں چاہے صلہ نہیں"

★ مومن خان شوق
اشرف وِلا، ۲۳-۳-۱، املے پلی
حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۰۱

ذہنوں میں وہ دیپ جلے تھے ساون رُت میں
غزلیں، دوہے، گیت لکھے تھے ساون رُت میں

گلشن گلشن گھٹ پنگھٹ، آنگن آنگن!!
آنچل آنچل پھول کھلے تھے ساون رُت میں

اب کے پھر موسم بدلا ہے آئے یاد سپن سہانے
کیسے کیسے رنگ رچے تھے ساون رُت میں

ہری ہری پوشاکیں پہنے، جھوم جھوم رہے
آشاؤں کے پھول کھلے تھے ساون رُت میں

یاد آتے ہیں گزرے لمحے جو بیتے تھے!!
سندر گُل رنگ سپنے تھے ساون رُت میں

باغ بغیچے جنگل صحرا، دریا، وادی!!
قدم ملا کے ساتھ چلے تھے ساون رُت میں

بھیگے تن من، گلشن گلشن یوں مہکے تھے
دیکھ کے ہم کو شوق جلے تھے ساون رُت میں

Accession Number.

قاضی حسن رضا

قاضی پورہ، کھنڈوہ

میں آئینے کی طرح گر کے ٹوٹ جاؤں گا،
گرفتِ وقتِ زمانہ سے چھوٹ جاؤنگا

مرے قریب نہ آؤ کہ آبگینہ ہوں
تمہاری سانس کی گرمی سے ٹوٹ جاؤنگا

بھٹک رہا ہوں سراریگ زارِ ہستی میں
جو لیں گے آپ ضمانت تو چھوٹ جاؤں گا

میں زندگی کے سمندر میں بلبلے کی طرح
ہوا کے ایک تھپیڑے سے ٹوٹ جاؤنگا

نہ آسکے جو رضاؔ لوٹ کے وہ لمحہ ہوں
کشیدہ تیر کی مانند چھوٹ جاؤں گا

●

دیپک قمر

معرفت شری بشیر بدر
ڈی-۱۲۰، شاستری نگر
(میرٹھ)

سنگت تیاگیں خوشیوں کی اور ہر غم کو مہمان کریں
ایسے ڈھب سے ہم دیوانے، جینے کا سامان کریں

ننھی ننھی چڑیوں کو ڈالیں گے چوگے، من منکوں کے
ان کی خاطر اپنی خوشیاں، ہم دونوں بلیدان کریں

اک کمرے کا یہ چھوٹا گھر، بن سکتا ہے تیرتھ سا
آؤ گوری ان کے نیچے ہم، گنگا اشنان کریں

مندر، مندر بھجن کریں کیوں، ہم پنچھی بن پنکھو کے
نام لئے بن، انجانی سی بولی میں گن گان کریں

تم بھی گھر سے باہر نکلو، میں بھی سیمائیں توڑوں
تن من واریں اک دوجے پر اور رنجھا دیران کریں

آپ کا لکھا جو کھا پکا، دینے کا کچھ کام نہیں
گھاٹے کی سوچ بیدروں والی غلطی ہم نادان کریں

●

جمیل سحر

حریم آذر، ہریالی، وکرولی
بمبئی ۴۰۰۰۸۳

آؤ تاریخ کے اوراق اُلٹ کر دیکھیں،
اپنے ماضی کا ہر اک باب پلٹ کر دیکھیں

اوڑھ کر اپنے گناہوں کا لبادہ اک دن،
دھوپ میں سایہ صفت آپ سمٹ کر دیکھیں

بال و پر لے کے کسی باز سے چٹانوں پر
خوگرِ جور و جفا پر بھی جھپٹ کر دیکھیں

جن سے ظلمت کے سیاہ خانے ہوئے ہیں روشن
ان ہی ذروں سے چلو ہم بھی لپٹ کر دیکھیں

کھل ہی جائے گا بھرم آج کے عیاروں کا
ایک چہرے سے کئی چہروں میں بٹ کر دیکھیں

وہ غبارے کہ جو مسموم ہیں ایوانوں میں
ابر آلود فضاؤں میں بھی پھٹ کر دیکھیں

پا سکیں گے نہ کبھی رازِ بلندی کا سحرؔ،
آپ اپنے قدِ موزوں سے بھی گھٹ کر دیکھیں

●

شریمتی شرد چندریکا پاٹل

کی ناگہانی رحلت

وزیر تعلیم، ثقافتی اُمور اور ٹکنیکل تعلیم و تربیت، شریمتی شرد چندریکا پاٹل ضلع جلگاؤں کے چوپڑا نامی گاؤں میں ۵ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو صبح حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رحلت فرما گئیں۔ آپ یہاں ضلع جلگاؤں کے دورہ پر آئی ہوئی تھیں۔

سوانح حیات :- ۵ر نومبر ۱۹۲۸ء کو ناشک کے مقام
ا نہیں آپ کا جنم ہوا۔ بڑودہ سے آپ نے امتیازی حیثیت سے
بی۔ سی کی ڈگری حاصل کی۔ مراٹھی، انگریزی، ہندی اور گجراتی زبانوں
ر رکھتی تھیں۔ آپ ایک ذہین طالب علم تھیں۔ مرکزی حکومت کی ریسرچ
پ بھی آپ کو عطا کی گئی تھی۔ آپ کو تعلیم، سماجی بہبود اور خصوصاً
ں کی فلاح و بہبود سے گہری دلچسپی تھی۔ آپ نے چوپڑا تعلقہ میں ادیباسیوں
زری کی خاطر ڈاکٹر سریش پاٹل کے ساتھ تعلیمی میدان میں گرانقدر خدمات
بی ہیں۔ اسی گاؤں میں چوپڑا ایجوکیشن سوسائٹی اور کستوربا گاندھی ودیالیہ
لگاؤں ضلع میں واقع کئی دیگر تعلیمی ادارے آپ کی خدمات سے فیض یاب
ہیں۔

آپ ریاستی سماجی بہبود مشاورتی بورڈ کی رکن تھیں۔ آپ نے چوپڑا
کانگریس سمیتی کی نائب صدر کی حیثیت سے بھی قابلِ قدر خدمات انجام
با۔ ۱۹۷۲ء کے عام انتخابات میں آپ چوپڑا حلقۂ انتخاب سے دو بار
ے لئے منتخب ہوئیں۔ اس کے بعد ۱۹۸۰ء کے درمیانی مدت کے انتخابات
اسی حلقہ سے دوبارہ کامیاب ہوئیں۔ ۱۹۸۲ء میں بیرسٹر بابا صاحب بھوسلے
ی کابینہ میں آپ کو وزارتِ تعلیم کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔ وزارتِ تعلیم
ھ ساتھ ثقافتی امور، ٹکنیکل تعلیم و تربیت کے محکمے بھی آپ کے زیرِ نگرانی تھے۔

یرِ اعلیٰ کی چوپڑا روانگی

دھلی سے واپس لوٹنے کے فوراً بعد شریمتی چندریکا پاٹل، کی
ے رحلت کی خبر سن کر وزیر اعلیٰ بیرسٹر بابا صاحب بھوسلے ایک
ں طیارے سے جلگاؤں پہنچے اور وہاں سے متوفیہ کی آخری رسوم میں
ت کے لئے بذریعہ کار چوپڑا روانہ ہوئے۔ وزیر اعلیٰ کے ساتھ ریاستی وزیر
شری ایس۔ این۔ ڈیسائی بھی اسی طیارے سے یہاں آئے۔ وزیر اعلیٰ کی اہلیہ شریمتی کلاوتی بھوسلے، وزیر برائے شہری ترقیات شریمتی پربھا پاٹل، اور دیگر ریاستی وزراء سر و شری مانک راؤ بھامبلے، ڈاکٹر شری کانت جیچکر اور نائب وزیر شریمتی رجنی ساتو، یہ تمام ہیلی کاپٹر کے ذریعہ یہاں پہنچے۔ نائب وزیر شری یشونت راؤ شیرکر بھی بذریعہ کار یہاں آئے۔

سرکاری اہتمام کے ساتھ آخری رسومات

شریمتی شرد چندریکا پاٹل کی آخری رسومات پورے سرکاری اہتمام کے ساتھ ادا کی گئیں۔ آنجہانی شریمتی شرد چندریکا پاٹل کے پسماندگان میں آپ کے پتی ڈاکٹر سریش پاٹل، دو لڑکے ڈاکٹر شیکھر اور شری سندیپ اور تین لڑکیاں شریمتی شیل جا، شریمتی شتما، اور کماری شوبھانگی شامل ہیں۔

گورنر کا تعزیتی پیغام

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے شریمتی شرد چندریکا پاٹل کی رحلت پر اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

اپنے تعزیتی پیغام میں آپ نے کہا: "یونیورسٹی کا چانسلر ہونے کی حیثیت سے سورگباشی وزیر تعلیم کے ساتھ اکثر میرا واسطہ رہا ہے۔ سادگی پسند، پُرخلوص اور ہمیشہ خوش رہنے والی اس شخصیت کے اچانک بچھڑنے پر مجھے گہرا صدمہ پہنچا ہے۔"

پاکستان کے امورِ خارجہ سیکریٹری شری نیاز، اے، نائیک ۲۴ دسمبر کو منترالیہ، بمبئی میں حکومتِ مہاراشٹر کے چیف سیکریٹری آر۔ ڈی۔ پرَدھان سے ملاقات کے دوران محوِ گفتگو۔ آپ کے بائیں جانب شری کے۔ ڈی۔ شرما، پاکستان کے بھارتی سفیر تشریف فرما ہیں۔

ریاستی خبریں

پاکستانی خارجہ سیکریٹری کی مہاراشٹر کے چیف سیکریٹری سے ملاقات

شری نیاز، اے، نائیک، پاکستان کے خارجہ سیکریٹری
سربراہی میں ایک چھ رکنی وفد نے ۲۷ دسمبر کو مہاراشٹر کے چیف سیکریٹری
ری آر۔ ڈی۔ پرَدھان سے منترالیہ میں ملاقات کی۔

شری نیاز نائیک نے وفد کی بمبئی آمد پر اور دو دن قیام کے
ران سرکاری انتظامات اور میزبانی کے لئے حکومتِ مہاراشٹر
شکریہ ادا کیا۔

شری کے۔ ڈی۔ شرما، پاکستان میں بھارتی سفیر بھی اِس
قعہ پر موجود تھے۔

خشک سالی سے متعلقہ کمیٹی کی ازسرِ نو تشکیل

حکومت مہاراشٹر نے ریاست کو درپیش خشک سالی کی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے تمام پارٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل ریاستی سطح پر تشکیل دی گئی کمیٹی کی ازسرِ نو تشکیل کی ہے۔ وزیرِ اعلیٰ کی زیرِ صدارت دوبارہ تشکیل کردہ اس کمیٹی کے دیگر اراکین یہ ہیں۔

سرد شری ایس۔ جی۔ کھولپ وزیر برائے محصول، ڈاکٹر بلی ہیرے وزیر برائے آبپاشی، بی، ایم، گائیکواڑ، وزیر برائے راؤ راؤ اڈک وزیر برائے مالیات، این ایم، کامبلے، برائے دیہی ترقیات، شیواجی راؤ پاٹل نیلا نگیکر وزیر برائے قانون و عدلیہ، نریندر ترڑکے، وزیر برائے صنعت، ڈاکٹر سُبرامنیم وزیر برائے منصوبہ بندی، سردیپ سنگھ نائیک، و برائے بہبودی ادیباسی، موتی رام لاکھنے، دتّہ موگھے، جی پرَدھان (تمام ایم ایل سی) ببن راؤ ڈھاکنے، جی۔ ایس۔ دیش شرد پوار، گلاب راؤ پاٹل (تمام ایم ایل اے) اور مادھو راؤ گائ

بمبئی کے نئے شیریف سولی۔ پی۔ گودریج

حالیہ نامزد شیریف آف بمبئی، شری سولی۔ پی۔ گودریج ملک کے نامور صنعت کار ہیں اور ایک بہت ہی معروف تج ادارہ گودریج اِنٹرپرائز کے چیئرمین ہیں۔

بمبئی سے گودریج خاندان کا بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ آپ آباؤ اجداد نے شہر کی صنعتی ترقی میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیا۔ سد پہلے برطانوی دورِ حکومت میں آپ کے خاندان کے ایک معمولی نے بمبئی میں قفل سازی کا کام شروع کیا۔ اس لڑکے کا نام اردیشر برجورجی گودریج۔ قفل سازی کی یہ چھوٹی سی دکان بہت ملک کی ایک اہم صنعت بن گئی۔

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ایچ۔ لطیف، راج بھون، بمبئی میں ۱۸ر دسمبر کو منعقدہ ایک تقریب میں بمبئی کے نئے شیریف شری ایس۔پی۔ گودریج کو ان کے عہدہ کا حلف دِلا رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب وزیرِ اعلیٰ بیرسٹر بابا صاحب بھوسلے تشریف فرما ہیں۔

نئے شیریف کی حیثیت سے آپ نے بمبئی کی گنجانیت کے
میں تشویش کا اظہار کیا ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ آپ
ئی کی ترقی اور دیگر مسائل کے حل پر، وہ ہر ممکن توجہ دیں گے۔
سے آپ "محبِ اشجار" (FRIENDS OF TREES)
ظیم کے نائب صدر ہیں۔ اس لئے اُمید ہے کہ فضائی آلودگی کے
ب میں ان کی کوششیں کارآمد ثابت ہوں گی۔

ناکام پروجیکٹ سے سبق

شری چوان کے ہاتھوں سیمنار کا اِفتتاح

مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی شری چوان مہاراشٹرا انڈیا
آف دی امریکن کانکریٹ اِنسٹی ٹیوٹ بمبئی کی جانب سے
مبر کو بمبئی میں "ناکام پروجیکٹ سے سبق" کے موضوع پر منعقدہ
زہ قومی سیمینار کی افتتاحی تقریب میں انجینیروں سے
است کی کہ وہ کثیر لاگت سے حکومت کے ترقیاتی پروجیکٹوں
ماذ اور تکمیل میں ہو رہی تاخیر کی وُجوہات کا پتہ لگائیں۔ آپ نے
کہ ان پروجیکٹوں کی تکمیل میں تاخیر ہونے سے حکومت کو تخمینہ
یادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

حکومتِ مہاراشٹر کے وزیر برائے منصوبہ بندی، انرجی ڈاکٹر
شُبر امینم کی زیرِ صدارت منعقدہ اس سیمینار میں ملک بھر سے
زوں کے تقریباً چھ سو وفد نے شرکت کی۔

شری چوان نے ایک پاور پروجیکٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مذکورہ پروجیکٹ جاری ہوتے ہی بعض نقائص دُور کرنے کے لئے اسے روک دینا پڑا اور اس طرح قومی آمدنی کا ایک خطیر حصّہ پروجیکٹ کی درستی میں صرف ہوا۔ آپ نے انجینئیروں سے اپیل کی کہ وہ اس نوعیت کے مسائل پر فوری توجہ دیں اور ان کا حل تلاش کریں۔

ڈاکٹر وی۔ شُبر امینم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ جب تک ہم ناکامیوں کی وجوہات کا پتہ نہیں کرتے اور ان کا سدِّباب نہیں کیا جاتا ہم ترقی کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آپ نے اُمید ظاہر کی کہ یہ سہ روزہ کانفرنس اس ضمن میں مُفید ثابت ہوگی۔ آپ نے انجینیروں سے اپیل کی کہ وہ ان پروجیکٹوں کی ناکامیوں کو سماجی نقطۂ نظر سے دیکھیں کیونکہ ان کا بالراست اثر عوام کی روزمرّہ کی زندگی سے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر وی۔ شُبر امینم نے بڑے پروجیکٹوں کی تعمیر میں معیاری خام مال کے استعمال اور ناکامیوں پر بھی توجہ کی ضرورت پر زور دیا۔

اِنتظامیہ کمیٹی کے چیرمین شری بی۔ ٹی۔ اون والا نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

انتظامیہ کمیٹی کے سیکریٹری شری آر۔ این۔ رائے ریکر نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

ناگپور میں کامگار کلیان بھون
وزیرِ اعلیٰ نے سنگِ بنیاد رکھا

وزیرِ اعلیٰ بیرسٹر بابا صاحب بھوسلے نے ناگپور میں بمبئی اور پونے طرز کے کامگار کلیان بھون کی تعمیر کے لئے اڑتالیس ہزار مربع فٹ اراضی فراہم کرنے کی منظوری دی نیز لیبر ویلفیر بورڈ کو بھون کی تعمیر کا کام شروع کرنے کی ہدایت دی ہے۔ بھون کی تعمیر پر ۵۰ لاکھ روپیوں کے اخراجات کا تخمینہ ہے۔

آپ ۲۱ دسمبر کو ناگپور میں مجوزہ کامگار کلیان بھون کا سنگِ بنیاد رکھ رہے تھے۔ شری بی۔ ایم۔ گائیکواڑ وزیر برائے زراعت و محنت کی زیرِ صدارت منعقدہ اس تقریب میں وزیرِ مملکت برائے محنت شری ایم۔ جی۔ کیمتکر بطور مہمانِ خصوصی شریک تھے۔

وزیرِ اعلیٰ نے لیبر ویلفیئر بورڈ کو یقین دلایا کہ پروجیکٹ کی تکمیل میں مالی دشواریاں حائل نہ ہوں گی۔ چونکہ مزدور ملک کی پیداوار میں اہم رول ادا کرتے ہیں اس لئے انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

شری بی۔ ایم۔ گائیکواڑ نے اپنے صدارتی خطبے میں مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ لیبر ویلفیر مراکز سے پوری طرح فائدے حاصل کریں۔

نائب وزیر برائے امدادِ باہمی شری یشونت شریکر نے ہاؤسنگ کوآپریٹیوز سے اپیل کی کہ وہ قوانین کی حدود ہی میں رہ کر کارروائیاں کریں۔ آپ نے کوآپریٹیوز کے مسائل پر ہمدردی سے غور کرنے کا یقین دلایا۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کام

حکومتِ مہاراشٹر نے ناگپور کے علاقے میں قحط سالی صورتِ حال اور روزگار کے ناکافی مواقع کے پیشِ نظر ضلع پریشد اور محکمۂ آب پاشی کے زیرِ اختیار ضمانت روزگار اسکیم کے تحت مالگذاری تالابوں کو مزید مرمت اور تجدید کے کاموں کی منظوری دے دی ہے۔ یہ کام ضمانت روزگار اسکیم کی شرائط کی پابندی کے ساتھ کئے جائیں گے۔

بھنڈارہ ضلع کے قحط زدہ علاقے

حکومتِ مہاراشٹر نے ناکافی بارش کی وجہ سے ضلع بھنڈارہ کے تمسار، پاونی، تروڑا، بھنڈارہ، آمگاؤں، مالکیسا، گورے گاؤں، ارجن، مورگاؤں، گونڈیا، دیوری، موہلی، ساکولی اور لکھنڈ تعلقوں میں خریف فصل ۵۰ تا ۶۰ پیسہ سے کم پیسہ واری ہونے کے پیشِ نظر ۴۷۴ دیہاتوں کو قحط زدہ علاقے قرار دیا ہے۔

ضلع سانگلی کے قحط زدہ علاقے

حکومتِ مہاراشٹر نے ناکافی بارش کی بنا پر ضلع سانگلی کے میرج تعلقہ میں خریف فصل ۵۰ تا ۶۰ پیسہ سے کم پیسہ واری ہونے کے پیشِ نظر ۱۴ دیہاتوں کو قحط زدہ علاقے قرار دیا ہے۔

ضلع اکولہ کے ۵۲۸ دیہات سوکھے سے متاثر

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع اکولہ میں اکولہ، اکوٹ، تیلہارا، بالاپور اور پاتھور تعلقوں کے ۵۲۸ دیہاتوں کو سوکھے سے متاثرہ قرار دیا ہے۔ ناکافی بارش کی وجہ سے ان گاؤں کو سوکھے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ناشک ضلع کے ۳۱ گاؤں سوکھے سے متاثر

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع ناشک کے تعلقہ پنہد میں ۳۱ گاؤں کو سوکھے سے متاثرہ قرار دے دیا ہے۔ ناکافی بارش کی وجہ سے ان گاؤں کو خشک سالی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ضلع ناگپور کے ۳۷۲ گاؤں سوکھے سے متاثر

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع ناگپور میں ساونیر، رامٹیک، پارشی وانی، عمریڈ، کوہی، بھیواپور، تعلقوں کے ۳۷۲ گاؤں کو سوکھے سے متاثرہ قرار دے دیا ہے۔ ناکافی بارش کی وجہ سے ان گاؤں کو خشک سالی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مراٹھی داں سرکاری عملے کے لئے

اٹھی تربیت کا پروگرام

۱۹۸ سنہ تک تمام انتظامی سطح پر سو فیصد "مراٹھی" کا
کرنے کی سرکاری پالیسی کے پیشِ نظر ڈائرکٹوریٹ آف
ں کے زیرِ اہتمام غیر مراٹھی داں سرکاری افسران و ملازمین
راٹھی تربیت پروگرام دوبارہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے
ٰذا چھ ماہ کی مدت کے لئے دو کورس جاری کئے جائیں گے
لیول کا ہوگا اور دوسرا لوَر لیول کا۔ ان کورسوں کے تحت
فتر کے اوقات کے دوران ہی پینتالیس منٹ کی تربیت
ے گی۔ اتوار اور دیگر تعطیل کے روز تربیت نہیں ہوگی۔
ر سرکاری ملازم اس تربیتی پروگرام کے تحت متعلقہ کورسوں
رکت کریں گے انہیں دفتر سے تربیت کی مدت کے دوران
ے کی رعایت دی جائے گی۔

شہر ناگپور کی ہمہ جہت ترقی کے لئے

ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا قیام زیرِ غور

ر زیرِ مملکت برائے شہری ترقیات شری بنواری لال پروہت
دسمبر کو ناگپور شہر کی ہمہ جہت ترقی کے لئے دہلی ڈیولپمنٹ
طرز پر ایک اتھارٹی قائم کئے جانے کا امکان ظاہر کیا۔
شری پروہت ناگپور شہر کی رجسٹرڈ شدہ کوآپریٹیو ہاؤسنگ
ائٹیوں کے دوسرے اجلاس میں بحیثیت مہمانِ خصوصی حاضرین
اب فرما رہے تھے۔
آبپاشی بورڈ کے چیئرمین شری رکاب چند کی زیرِ صدارت
اس اجلاس میں تقریباً ۶۰۰ سوسائٹیوں کے نمائندوں
ت کی۔
شری پروہت نے مزید فرمایا کہ ناگپور شہر کی باضابطہ ترقی
سنگ کوآپریٹیوز کی عمدہ کارکردگی کے مقصد کے پیشِ نظر
اتھارٹی کے قیام پر غور کیا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
امپرومینٹ ٹرسٹ اور ناگپور میونسپل کارپوریشن پر کی
تنقید سے متعلق بھی بات چیت کی جائے گی۔

ج

آبادی کی روک تھام کے لئے

رضاکار تنظیموں کا تعاون ضروری

شری رام راؤ آدک

شری رام راؤ آدک وزیر برائے صحتِ عامہ نے ۲۲ر دسمبر
کو ناگپور کے کونسل ہال میں منعقدہ خاندانی بہبود میٹنگ میں کہا
کہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لئے سرکاری اقدامات
کے علاوہ رضاکار تنظیموں کا تعاون بھی ضروری ہے۔
ڈیویژنل کمشنر شری وی۔ ایس۔ گوپال کرشنن نے کہا کہ
اس مہم کے تحت دیہی علاقوں تک رسائی کی جانی چاہیئے۔
ناگپور کے کلکٹر شری اشوک کھوت نے کہا کہ سلم بستیوں
کے مکینوں اور ورکروں کو نس بندی کے لئے مزید ترغیبی رقم دی جانی
چاہیئے۔

شری ٹی۔ جی دیشمکھ نے

شری باپو راؤ جی دھوٹے کی عیادت کی

شری ٹی۔ جی۔ دیشمکھ وزیرِ مملکت برائے اطلاعات اور
تعلقات عامہ نے اپنے حالیہ ایوت محل کے دورے کے دوران شری
جمبونت راؤ دھوٹے کے بیمار والد شری باپو راؤ جی۔ دھوٹے کی
عیادت کی۔ شری باپو راؤ جی دھوٹے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں
زیرِ علاج ہیں۔
وزیرِ مملکت کے ہمراہ ایوت محل ضلع کے کلکٹر شری یشونت بھاٹے
اور سیول سرجن ڈاکٹر این این اگروال بھی تھے۔

قلمی معاونین سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر یا
پشت پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور
تحریر فرمائیں۔ مضمون کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور
قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی تحریر فرمائیں۔ غیر طلبیدہ مضامین
کی نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔
(ادارہ)

صابو صدیق پالی ٹیکنیک میں
انجینیرنگ نمائش کی افتتاحیہ تقریب میں شری وی بی سندرم، سیکریٹری، تکنیکی تعلیم محنت وصنعت، طلبا اور سامعین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں (دائیں سے) جناب آئی۔ کے۔ دربار، شری بی۔ ایم کیسیئر، شری سی۔ جے۔ ودیاپارتھ جوائنٹ ڈائرکٹر آف ٹکنیکل ایجوکیشن، شری مصطفیٰ فقیہ، نائب صدر انجمن اسلام، جناب معین الدین حارث، صدر انجمن اسلام اور پرنسپل قادر حسین، صابو صدیق پالی ٹیکنیک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

صابو صدیق پالی ٹیکنیک میں صنعتی تعلیمی نمائش

بمبئی کے مشہور تعلیمی ادارے محمد حاجی صابو صدیق پالی ٹیکنک، میں حال ہی میں ایک سہ روزہ صنعتی، تعلیمی نمائش منعقد ہوئی۔ حکومت مہاراشٹر کے سیکریٹری برائے محکمہ تکنیکی تعلیم، محنت اور صنعت شری وی بی سندرم نے ۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو اس نمائش کا افتتاح کیا۔ آپ نے ادارے کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے اس نمائش کے انعقاد پر پرنسپل، اساتذہ اور طلبہ کو مبارکباد پیش کی۔ نیز انسٹی ٹیوٹ کو درپیش مسائل کے حل میں اپنی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

اس سے قبل ادارے کے پرنسپل شری قادر حسین نے مہمانوں کا استقبال کیا اور ادارے کی کارکردگی پر روشنی ڈالی۔

۸ دسمبر تا ۱۰ دسمبر تک جاری اس نمائش میں پیش کی گئی اشیاء طلبہ کے اعلیٰ فنی و تکنیکی صلاحیتوں کا نمونہ تھیں۔

اس موقع پر شری جی۔ ایس۔ کڈو، ڈائرکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن، شری سی۔ جے۔ ودیا چاریہ، جوائنٹ ڈائرکٹر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن اور شری معین الدین حارث، صدر انجمن اسلام بمبئی، اور دیگر معزز اشخاص موجود تھے۔

"فن اور شخصیت" کا نرگس دت نمبر

ہندوستان کی مایۂ ناز اداکارہ اور ایم پی (راجیہ سبھا) مرحومہ شریمتی نرگس دت نے ایک طویل عرصہ تک اپنی اداکاری کا لوہا منوایا ہے۔ بمبئی کے مشہور جریدہ "فن اور شخصیت" "فیض" اور "قتیل" جیسے ممتاز شاعروں کے بعد اس عظیم اداکارہ پر اپنا خصوصی شمارہ مرتب کر رہا ہے۔ اس ضمن میں گذارش ہے کہ اہل قلم شریمتی نرگس دت کی فنکارانہ عظمتوں اور شخصی رفعتوں کے متعلق اپنے گرانقدر خیالات سے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ ان کو بھی فن اور شخصیت کے خصوصی شمارہ میں شامل کیا جا سکے۔

"فن اور شخصیت"
۲۸۔ یونس کورٹ، ہینڈلوم ہاؤس، پوسٹ بکس ۱۳۹۱

ضروری گذارش

رقم خریداری روانہ فرمانے والے حضرات سے: منی آرڈر کوپن پر اپنا نام پتہ، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ نام، پتہ نہیں لکھتے جس کی وجہ سے شکایتی خط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر پتہ لکھا ہو تو فوراً 'قومی راج' جاری کر دیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

پھولوں کے گملوں سے دلکش سجاوٹ

گملے میں دیدہ زیب "کیکٹس"

TWO-IN-ONE PACKAGE

TRIPLE YOUR MONEY AND PROTECT YOUR FAMILY

BUY SOCIAL SECURITY CERTIFICATES

A unique deal for your money and family. Purchase Social Security Certificates and multiply your money! These certificates provide insurance cover to your family and also fetch guaranteed triple returns!!

SALIENT FEATURES:

1. The certificates will be issued in denominations of Rs 500/- and Rs 1,000/- only.
2. A certificate of Rs 500/- fetches a return of Rs. 1,500/- and that of Rs. 1,000/-, Rs. 3,000/- at maturity or on death of the holder during maturity period-as provided in 3 below:
3. In the event of death of a holder, his nominee or legal heir gets full maturity value immediately in case of non-natural causes except self-injury or suicide and if death occurs due to natural causes after 2 years from the date of purchase
4. Certificates can be purchased by persons in the age group of 18 to 45 years
5. An individual can hold certificates to the maximum extent of Rs 5,000/-. Certificates can be purchased on different dates and from different post offices subject to this ceiling.
6. The rate of interest is 11.3% p.a. (Compounded half-yearly).
7. The maturity period of the certificates is 10 years.
8. Certificates can be encashed prematurely any time after three years
9. Interest is exempt Under Section 80-L of Income Tax Act up-to Rs. 6,000/- alongwith interest on other approved securities and bank deposits. In the case of death, the full maturity value payable prematurely will be wholly exempt from Income-Tax
10. The certificates can be pledged as security

These certificates are available in Post Offices from 1st June, 1982 onwards

For details contact
- Directorate of Small Savings, New Administrative Building, Bombay-400 032. Phone 232537/230290
- Nearest Post Office
- Small Savings Agents
- Asstt Director of Small Savings. C/o District Collector

DGIPR/SS/2/English/1982-83

ناشر ... ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

قومی راج

۲۵ جنوری ۱۹۸۳ء   25-1-1983

بھنڈردرا کا ڈسن ڈیم

۲۵ جنوری

لد ۱، شمارہ ۲

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے ۔ قیمت فی کاپی: پچاس پیسے

نگراں: خواجہ عبد الغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: موہن پاٹل

ایڈیٹر: ریاض احمد خان

ترسیل زر و مراسلات کا پتہ

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز

گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

قارئین کی رائے

☆ عفت موہانی

۵۶۵-۱-۱۴-۱۴ استمرا پیٹھ، حیدرآباد ۱۲...۵ (اے-پی)

"قومی راج" اپنی مخصوص اور صوری حیثیت سے اس قدر پرکشش، پُر از معلومات اور دلچسپ ہوتا ہے کہ پہلا ورق اُلٹنے کے بعد آخری ورق تک پڑھنے کے بعد ہی ہاتھ سے رکھا جاتا ہے۔ جملہ نظم و نثر کی ترتیب و تدوین آپ جس انداز سے فرماتے ہیں وہ آپ کے بہترین ذوقِ انتخاب کی عکاس ہیں اور مجھے بہت پسند ہیں۔

☆ سرفراز احمد

اِسٹیشن روڈ۔ ممناڑ

مہاتما پھلے خصوصی نمبر ۱۰ دسمبر ۱۹۸۲ء، ہر لحاظ سے قابلِ قدر اور قابلِ تعریف ہے۔ مہاتما پھلے کے تعمیری خیالات آج کے حالات میں بہترین رہنمائی کر سکتے ہیں۔ ان کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ مہاتما پھلے کو "قومی راج" کی طرف سے بہت خوب "خراجِ عقیدت" پیش کیا گیا ہے نظمیں اور غزلیں قابلِ تعریف اور تبصرہ قابلِ مطالعہ ہے۔

☆ عبدالرحمٰن (مدرس)

نیا پورہ۔ مالیگاؤں۔ ضلع (ناشک)

۲۵ نومبر ۸۲ء کے "قومی راج" میں اپو، نویں ایشیائی کھیل" پونا کے سنت دنوباجی، "گرونانک اردو شاعری میں" اور چھترپتی شیواجی مہاراج کی شاعر نوازی، جیسے نہایت مفید معلوماتی مضامین پڑھنے کو ملے۔ مبارکباد آپ سب کو اور حکومتِ مہاراشٹر کو کہ "قومی راج" بے حد کارآمد اور مفید معلوماتی رسالہ کی حیثیت سے اساتذہ، طلبہ اور عام قارئین کے لئے لازمی رسالہ بن گیا ہے۔

☆ محمد رفیق

محمد علی روڈ۔ ناگپور (مہاراشٹر)

"قومی راج" میں مہاراشٹر اور ودربھ کے شعراء کے بارے میں معلوماتی سلسلہ شروع کرنے کے لئے اکثر قارئین نے لکھا ہے مگر آپ اس سلسلہ میں اب تک خاموش ہیں۔ اُمید ہے یہ سلسلہ جلد شروع کیا جائے گا۔

☆ سمیع اللہ

اقبال روڈ۔ دھولے (مہاراشٹر)

سچی بات تو یہ ہے کہ ریاست مہاراشٹر کی سرگرمیوں، ترقیوں، ا اگلے پروگراموں کے ساتھ ہی "قومی راج" کا ہر شمارہ بہترین ادبی تخلیقا سے اس قدر عمدگی کے ساتھ آپ حضرات پیش کرتے ہیں کہ جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

☆ محی الدین

پائپ روڈ۔ کرلا۔ بمبئی ۷۰

"قومی راج" کے ۱۰ نومبر ۱۹۸۲ء کے شمارے میں حیدر پٹھان صاحب ایڈوکیٹ کا مقالہ "بجز غم چہ ہنر دارد عشق" شری اندرجیت لال کا مضمون ڈاکٹر کے۔ ایس۔ کرشنن، "ہندی ادب کے مسلم شعراء (تحریر نثار اختر انصاری) بہت پسند آئے۔ حیات وارثی اور افسر بسوانی کی غزلیں بھی خوب ہیں۔

☆ شکیل احمد

میونسپل ٹرانسپورٹ کیمپ، بائیکلہ۔ بمبئی ۱۱

"قومی راج" میں ایسی ایسی نادر و نایاب تخلیقات پڑھنے کو ملتی ہیں کہ آپ حضرات کو دلی مبارکباد دینے کو جی چاہتا ہے۔

☆ سلامت حسین

ماونی کالونی۔ کلکٹر کمپاؤنڈ۔ ملاڈ (ایسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۹۵

"قومی راج" میں افسانے، فلمی صفو اور مہاراشٹر کے شعراء کے بارے میں مستقل فیچر کے لئے میں بھی پُر زور گذارش کرنا چاہوں گا۔ لئے بھی کہ "قومی راج" جس عمدگی اور دلکشی کے ساتھ شائع ہوتا ہے اگر میں تھوڑا سا اضافہ کر دیا جائے تو یہ رسالہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ ہندوستان میں واحد معلوماتی رسالہ بن جائے گا اور بے حد مقبول

☆ شہادت علی

کولی واڑہ، کلیان۔ تھانے

"قومی راج" کی اس خوبی میں بھی تعریف کروں گا کہ اس میں گروپ بندی جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان بھر کے قلمکار اپنی تازہ بہ تازہ تخلیقات کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تخلیق کے ساتھ قلم کاروں کی تصاویر بھی شامل ہو سکیں۔

منصوبہ بند اسکیم برائے ڈیری ترقیات داپچری پروجیکٹ

ضلع تھانہ کے ڈہانو تعلقہ میں واقع داپچری ڈیری پروجیکٹ اب دودھ کی پیداوار کے معاملے میں ریاست کے سب سے اہم پروجیکٹ میں تبدیل ہوچکا ہے۔ حکومتِ مہاراشٹر نے سنہ ۱۹۶۲ء میں شہر بمبئی میں واقع آرے ملک کالونی کے طرز پر یہاں ایک پروجیکٹ شروع کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ اس کے مقاصد میں بھی تبدیلی آتی گئی۔

داپچری پروجیکٹ کے لئے سنہ ۷۴-۱۹۷۲ء میں زمین کی حصول کا کام مکمل ہوا۔ اس کے بعد ورولی ندی پر بندھ کی تعمیر ہوئی تاکہ یہاں سے پروجیکٹ کی جگہ تک پانی فراہم کیا جاسکے۔ بندھ کی تعمیر سنہ ۱۹۷۶ء میں مکمّل ہوئی۔ آج اسی ندی کا پانی اس علاقہ میں گئوشالہ، نرسریز، باغبانی اور زرعی کاشت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

داپچری پروجیکٹ اب صرف ڈیری پروجیکٹ نہیں بلکہ اس کے ذریعہ دودھ کی پیداوار، تقسیم اور اس سے متعلق کاروبار کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔ دودھ کی پیداوار کے لئے اچھی نسل کے دودھ دینے والے جانور اور ان کے لئے ضروری قوت بخش چارہ کی پیداوار پر بھی اس پروجیکٹ کے تعلق سے خاص توجہ دی جاتی رہی ہے۔

مہاراشٹر میں کسانوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ...اگائے ۴۰ بچھڑے تقسیم کئے گئے ہیں۔ مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے ڈانگی، راٹھی، کانکریز، تھارپارکر، ہریانہ وغیرہ نسل کی گائیں اور ان اور جرسی بیل کے ملاپ سے اچھی نسل کے بچھڑے حاصل کئے گئے۔

اس طرح افزائش نسل سے کل ۱۶۵۹ بچھڑے حاصل کئے گئے جن میں سے تقریباً ۶۵۰ آرے کالونی سے اور باقی ماندہ مذکورہ پروجیکٹ سے حاصل کئے گئے ہیں۔ ریاست میں مویشی پالن کے تعلق سے زیادہ تعداد میں جانوروں کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس مانگ کو پورا کرنے کے لئے ایک دس سالہ پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کے ذریعہ ۶۰۰ مادہ بچھڑے ہر سال قبائلی و غیر قبائلی کسانوں کو فراہم کئے جانے کی توقع ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت ہر سال ۱۵۰ دیسی گائے خریدی جائیں گی اور ان سے افزائش نسل کے طریقوں سے بچھڑے حاصل کئے جائیں گے۔ امسال ۱۶۷ دیسی گائیں خریدی گئی ہیں۔

ارہ کی فراہمی

جانوروں کے لئے اچھے چارے کی فراہمی کی خاطر ۱۰۰ ہیکٹر زمین صرف
ی کاشت کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ یہ کاشت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک
اور دوسری موسمی ۔ دائمی کاشت میں اکثر گج راج، گینی، پیرا گراس،
ل، اسٹائیلو وغیرہ قسم کی گھاس کی پیداوار ہوتی ہے جبکہ موسمی کی
ت میں مکا، چاؤلی، جواری، چاول، باجرا، شیم، ادٹ، دالیں،
کی کاشت کی جاتی ہے ۔ نائٹروجن سے بھرپور اس چارہ کی کاشت
ود زمین کی زرخیزی میں بھی بہتری پیدا ہوتی ہے ۔ چارہ کی کھیتی سے
یا ۸۰ تا ۸۵ لاکھ کلو چارہ ہر سال حاصل ہوتا ہے ۔ جو مویشی پالن کے
کافی ہے ۔ چارہ کی کاشت کے لئے زود رو گھاس کے اعلیٰ اقسام
یج کسانوں کو کفایتی داموں پر فراہم کئے جاتے ہیں ۔ فی الوقت ایک یوجنا
تحت ۱۲۵ ہیکٹر اراضی پر اسٹائیلو، سوبول، دشرتھ، ماردیل، ایم بی
گنی اقسام کے چارہ کی کاشت کی جاتی ہے ۔

جولائی ۱۹۸۲ء میں مختلف اقسام کے چارہ کی ۳۱۲ و ۶ کلو
ج اور ۵ لاکھ ۴۳ ہزار ٹن زرعی پیداوار حاصل ہوئی ۔ یہ بیج ریاست
ے ۲۲ اضلاع میں ڈیری ترقیات کے افسران کے توسط سے قبائلی اور
یر قبائلی کسانوں میں تقسیم کئے گئے ۔ اس طرح حاصل ۴۱۳ میٹرک ٹن
چارہ کی پیداوار مویشی پالن شعبہ کی ضرورت کے عین مطابق رہی ۔ اور اس
پروجیکٹ سے ۱ لاکھ ۶۲ ہزار روپیہ کی آمدنی ہوئی ۔

کوکن کی معاشی ترقیات کے لئے مقررہ اسکیمات میں باغبانی
کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ داپچری پروجیکٹ میں شامل باغبانی، اور
جنگل بانی امور کے لئے ۱۰۰ ہیکٹر اراضی مختص ہے ۔ یہاں نرسریز قائم کی
گئی ہے ۔ اس اسکیم کے تحت مذکورہ بالا قطعہ اراضی میں ۷۷۰ ایجیکو،
۲۸۰۰ ناریل، ۱۴۵۰ کاجو، اور ۱۰۰۵۰ ہاپوس آموں کی قلمیں
تیار کی گئی ہیں ۔ ناریل کے ۴۶۰۰ پودوں کی حاصل شدہ پیداوار سے
توقع ہے کہ آئندہ سال سے یہ فروخت کئے جائیں گے ۔ پھل دار اشجار
کی ریاست اور بیرون ریاست زبردست کھپت کے پیش نظر اس اشجار
کے پودوں اور قلموں کی تیاری بڑے پیمانے پر کی جا رہی ہے ۔

ماہی گیری

کوکن ضلع کی معاشی ترقیات میں باغبانی کی طرح ماہی گیری کو بھی
خاصی اہمیت حاصل ہے ۔ تھانے ضلع چونکہ سمندر سے گھرا ہوا ہے ۔
اس لئے یہاں گہرے پانی میں ماہی گیری کے روشن امکانات ہیں ۔ ماہی گیری
اور مچھلی پالن کاموں کے لئے یہاں کئی تالاب تعمیر کئے گئے ہیں ۔ ریاست
سے یہاں مچھلیوں کے انڈے درآمد کئے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۱ء
سے یہاں آزمائشی طریقہ پر مچھلیوں کی افزائش نسل کا ایک مرکز قائم کیا
گیا ہے ۔ جس کے نتیجہ میں اب تک ۴۰ لاکھ انڈے حاصل کئے گئے اور امید
ہے کہ آئندہ پانچ سالوں میں ۲ لاکھ پیداوار کا نشانہ بھی مکمل کر لیا جائیگا
چونکہ ماہی گیری اسکیم قبائلی ضمنی منصوبہ میں شامل ہے ۔ اس لئے کوشش
یہی ہے کہ قبائلی افراد ہی اس اسکیم سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہوں ۔ اس
مرکز سے حاصل انڈے گرام پنچایتوں اور نجی اداروں کی ضرورت پوری ہونے
کے بعد سرکاری تالابوں میں رکھے جاتے ہیں ۔

داپچری پروجیکٹ کے تحت ایک دوسری اسکیم کے ذریعہ ہر سال
آدھے ہیکٹر زمین پر ربر کے درختوں کی شجرکاری کی جاتی ہے ۔ پچھلے
سال ۵ ہزار ربر کے درختوں کی شجرکاری کی گئی ۔ امسال ۵ ہزار سے
زیادہ درختوں کی شجرکاری کی توقع ہے ۔ اس سلسلے میں تیاریاں فی الحال
آزمائشی دور میں ہیں ۔ اس اسکیم کو کامیاب بنانے کی غرض سے بڑے
پیمانے پر نرسریز میں قلمیں تیار کی جا رہی ہیں ۔

داپچری پروجیکٹ ابتدا میں ڈیری ترقیات پر ہی محیط تھا ۔ لیکن
اب اس پروجیکٹ کے تحت ربر، تیل، چارہ کی کاشت، ماہی گیری
اور باغبانی جیسی منافع بخش یوجنائیں بھی فروغ پا رہی ہیں ۔ اس میں کوئی
شک نہیں کہ ان یوجناؤں پر کامیابی سے عمل آوری کے نتیجہ میں ریاست
کے اس حصہ کی کایا ہی پلٹ جائے گی ۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ :
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، ڈائرکٹوریٹ
جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر
منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

● یونس عالم صدیقی
ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر، اورنگ آباد

مرہٹواڑہ کی صنعتی ترقی

علاقہ مرہٹواڑہ کی صنعتی ترقی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہزاروں سال سے آباد اس علاقے کی معاشی صورتحال دیگر علاقوں سے بہتر رہی ہے۔ اسی لئے یہاں بدھ مت، ہندو مت اور جین مت وادیوں کے بعد اسلام کے مبلغوں نے اسے اپنا مرکز بنایا، صوفی سنتوں کی اس سرزمین نے سکھوں کو بھی اپنی طرف راغب کیا۔ ہر دور میں یہ علاقے ہر مکتبِ فکر کے لئے دلکش اور جاذب نظر رہے ہیں۔ بیرونی ممالک سے تجارتی تعلقات کی بناء پر بھی اس علاقے کو اہمیت و فوقیت دی جاتی رہی ہے۔

آج سے ٹھیک بیس بائیس سال پہلے صوبۂ مہاراشٹر کا یہ ڈویژن
ہی پسماندہ تھا۔ گوداوری اور مانجرا جیسی ندیوں کے کناروں کی زرخیز
نہ صرف مرہٹواڑہ کی کفالت کرتی رہی۔ آبپاشی کے ذرائع وسیع ہوں،
ی مہاراشٹر کی تیس فی صد زمین سیراب ہونا مشکل ہے۔ مرہٹواڑہ
بھی بُرا حال ہے۔ صرف ۸ تا ۹ فی صد زمین کو آب رسانی کی سہولتیں
ہیں۔ یہاں کا ایک بڑا حصّہ ہمیشہ خشک سالی کا شکار رہتا ہے۔
حالت میں سوائے صنعتی ترقی کے کوئی چارہ نہیں۔

صنعتی ترقی کے لئے خاص طور پر حمل و نقل کی آسان اور کفایتی سہولتیں
ہیں۔ ان میں ریلوے کا بہت ہی اہم رول ہے۔ جبکہ مرہٹواڑہ میں
ں کی بھی شدید کمی ہے۔

صنعتی و زرعی ترقی میں اچھی سڑکیں آمد و رفت اور حمل و نقل میں
معاون ثابت ہوتی ہیں۔ بدقسمتی سے یہ علاقہ بہتر سڑکوں سے بھی
رہا۔ آزادی کے بعد سنہ ۱۹۶۰ء تک یہی حالت رہی۔ البتہ گذشتہ
بائیس برسوں میں اور خاص طور پر گذشتہ دس سالوں میں مرہٹواڑہ
نعتی ترقی میں برق رفتاری نظر آئی۔

درود گاؤں، دیہی ترقی کی جانب گامزن

اج

ظاہر ہے کہ صنعتی اداروں میں پیداوار کو بڑھاوا دینے کے لیے تکنیکی وغیر تکنیکی اور دیگر ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے ۔

تکنیکی تعلیم کے لئے یہاں ایک پالی ٹکنیک کالج کے علاوہ ایک انجینیرنگ کالج درس و تدریس کا کام انجام دے رہا ہے ۔ اس کے علاوہ، گیارہ آئی ٹی آئی، پانچ بی ٹی سینٹرز، تین ٹریننگ ورکشاپ، پانچ سرکاری تکنیکی ادارے اور دیہی تکنیکی تعلیم کے ایک ادارہ سے ہر سال تقریباً، چار ہزار طلبا، و طالبات تکنیکی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں ۔

گوداوری پروجیکٹ سے مستقبل قریب میں مرہٹواڑہ کی ۱/۲-۳ لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوگی اور ممکن ہے کہ یہاں شکر کے کئی کارخانے وجود میں آجائیں ۔ زرعی صنعتی ترقی کی جانب یہ دوسرا قدم ہوگا ۔ مرہٹواڑہ میں خاص طور پر اورنگ آباد اور ناندیڑ میں کپڑے کی ملوں اور سوت گرنیوں سے ہٹ کر کوئی بڑے کارخانے یہاں نہیں تھے ۔ چھوٹے بڑے کل ملا کر صرف ۳۷ کارخانوں کا وجود ۱۹۶۱ء میں دکھائی دیا ۔ کچھ بہتر حالات ۱۹۷۱ء میں نظر آئے جبکہ ان کی تعداد ۱۴۴۷ تک پہونچ گئی ۔ اس وقت سب سے زیادہ صنعتی ادارے اورنگ آباد ضلع میں اور سب سے کم پربھنی میں واقع ہیں ۔

۱۹۷۱ء میں جیسے ہی مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے صنعتی اداروں کے قیام سے متعلق سہولتوں کا اعلان کیا ۔ بڑے کارخانے اور صنعت کار اس علاقے کی طرف راغب ہوئے ۔

جون ۱۹۸۲ء میں اورنگ آباد ضلع میں ۲۵۳۲ صنعت کاروں نے اپنے اداروں کا اندراج کروایا جبکہ ۱۶۲۹ کارخانے بیڑ میں ۱۳۲۴، ناندیڑ میں ۵۴۳، عثمان آباد میں ۴۸۷، پربھنی ضلع میں درج کئے گئے ان تمام ۲۲۷۷ چھوٹے کارخانوں میں سے ۲۵۰۰ کارخانوں میں پیداوار شروع ہو چکی ہے ۔ باقی ماندہ کارخانے جلد ہی شروع ہونے کی توقع ہے ۔

مرہٹواڑہ کی تہذیب و تمدن کی اہمیت کے تین صنعتوں کو بھی فروغ دینے سے متعلق حکومت غور کر رہی ہے، جن میں زردار پیٹھنی ساڑیاں ہیمرو شالیں اور بیدری نقشی کاموں کا خاص طور پر ذکر کیا جا سکتا ہے ۔ پانچ سو روپیہ سے لے کر پانچ ہزار تک قیمت والی زردار پیٹھنی ساڑی زمانے قدیم کی کارہ گری اور صناعی کا بہترین نمونہ ہے ۔

مرہٹواڑہ کی ساڑھے تین لاکھ ہیکڑ زمین کو سیراب کرنے والا مہاراشٹر کا سب سے بڑا آبپاشی پروجیکٹ "جائیکواڑی پروجیکٹ"

بیڑ ضلع کا پرلی تھرمل پاور اسٹیشن

مرہٹواڑہ کی صنعتی ترقی کے لیے ۱۹۶۷ء میں مرہٹواڑہ ڈیولپمنٹ
رپوریشن کا قیام عمل میں آیا ۔ اس ادارہ کے تحت آج ناندیڑ میں ٹیلکام،
میں چمڑے کی صنعت پربھنی میں ڈیری اور اورنگ آباد میں گوداوری
وجیکٹ فروغ پا رہے ہیں ۔ مرہٹواڑہ کے مختلف مقامات پر شکر
رخانے، دودھ ڈیری، کے علاوہ بڑے اور متوسط درجے کے کارخانے
ے پی آئی ۔ سنٹران، گیئر ور گریفر بومبارڈی، فورس، سی ٹی آر، رمن
کوبٹ، یونیکارن جی جی ٹی فلیگرز، ڈیگر فورس، ایچ ایم ٹی اور
بلٹرون جیسے اہم صنعتی کارخانے پیکل تھانہ پر بڑی شان سے اورنگ آباد
خوبصورتی میں اضافہ کئے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

یہاں کی مشہور صنعتی اشیاء اب باہر کے ملکوں میں برآمد کی جاتی
ہیں ۱۹۷۸ء میں ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سنٹر کے قیام سے کارخانوں
کو کافی سہولتیں مہیا ہوئی ہیں ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں کی صنعتی پیداوار کی تشہیر اور
ہمیت کے لئے صنعتی نمائشوں کا اہتمام کیا جائے ۔ سیکوم، ایم ایس ایف
سی ایم ایس ایس آئی ڈی سی اور ایم آئی ڈی سی جیسے ادارے ہل
سہولتوں کی فراہمی میں مزید تعاون کریں اور حمل و نقل کے لئے ریلوے لائنوں
کو بڑی لائنوں سے ملا دیں تو عین ممکن ہے کہ مرہٹواڑہ کی صنعتی ترقی میں
مزید اضافہ ہوگا ۔

ہندوستان کی تیسری بڑی اور اہم ریاست مہاراشٹر کا یہ پچھڑا
علاقہ صنعتی میدان میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔ خام مال اور بجلی کی فراہمی
مالی تعاون اور تیار اشیاء کے لئے مارکیٹ ملے تو یہ علاقہ اور بھی ترقی
کر سکتا ہے ۔

دیگر ممالک میں ٹریڈ یونین اپنے مطالبے کے لئے مصالحتی انداز اختیار
کرکے ملک و قوم کی ترقی چاہتی ہے ۔ ہم جیسے غریب ملک کے لئے
اور خاص طور پر پچھڑے علاقوں کی صنعتی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ
ورکروں میں قومی جذبہ و جوش پیدا کیا جائے ۔

اُمید ہے کہ یہ جذبہ و جوش پیداواری سال کے لئے مفید و مددگار
ثابت ہوگا ۔

*

۲۵ جنوری ۱۹۸۳ء

زمی راج

اُردو زبان اور اس کا صحیح استعمال

جگن ناتھ آزاد

اُردو زبان اور اُس کے صحیح استعمال سے متعلق بات چیت شروع کرتے ہی سب سے پہلے جو سوال سامنے آتا ہے یہ ہے کہ صحیح استعمال سے کیا مراد ہے۔ کیا اُردو زبان کا صحیح استعمال وہ ہے جو لکھنؤ میں ہوتا ہے یا وہ جو دہلی میں ہوتا ہے۔ اور یہ بات صرف لکھنؤ یا دہلی تک ہی ختم نہیں ہوجاتی بلکہ دور تک پہنچتی ہے۔

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اور اُردو جموں و کشمیر سے تمل ناڈو تک اور آسام سے راجستھان تک بولی اور سمجھی جاتی ہے بلکہ جہاں تک اُردو کا تعلق ہے پاکستان کا ذکر کئے بغیر بات مکمل نہیں ہوسکتی۔ یہ زبان پشاور سے کراچی تک بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ گویا اُردو کا علاقہ دوسرے لفظوں میں آسام سے شمال مغربی سرحدی صوبے تک اور جموں و کشمیر سے تمل ناڈو اور کیرل تک ہے جس میں مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور آندھراپردیش سب آجاتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا پشاور سے کیرل تک اور گوہاٹی سے کراچی تک کسی زبان کا تلفظ، لب ولہجہ، محاورہ، روزمرّہ ایک سا رہ سکتا ہے؟ غالباً نہیں رہ سکتا۔ برطانیہ ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں KING'S ENGLISH ملک کے کونے کونے تک نہیں پہنچ سکتی۔ لندن کے مضافات میں جو انگریزی بولی جاتی ہے وہ برطانیہ سے باہر کے انگریزی دانوں کی سمجھ میں آسانی سے نہیں آسکتی۔ دو چار دن کی مشق کے بعد ہی اس کا مفہوم پلے پڑ سکتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ جہاں تک اُردو زبان کا تعلق ہے۔ مشاعرے کی بدولت اس کے شین قاف کا معیار ملک کے طول و عرض میں خاصی حد تک ایک ہی طرح کا رہا اور آج تک چلا آرہا ہے لیکن اس کے باوجود زبان کے کتنے ہی پہلو ایسے ہیں جن کے متعلق یہ توقع کرنا کہ وہ پشاور سے مدراس تک ایک خاص معیار کے ہوں تو زبان صحیح ہے ورنہ غلط۔ زبان کے مستقبل کو تاریک بنانے کی کوشش ہے۔

• اُردو جو تھوڑی بہت میں جانتا ہوں وہ میرے والدِ محترم کا فیض تو ہے ہی لیکن اُردو باقاعدہ طور پر سیکھنے کے لئے میں نے لاہور میں مولانا تاجور نجیب آبادی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ انھوں نے مجھے زبان کے محاسن سے، معائب سے اور باریکیوں سے آشنا کیا لیکن وہ بھی یہ کہتے تھے کہ پنجاب میں مولانا ظفر علی خان اور چراغ حسن حسرت کی اُردو دانی اہلِ زبان کے لئے مثالی حیثیت رکھتی ہے حالانکہ اُردو کے صحیح استعمال کے متعلق مولانا ظفر علی خان اور چراغ حسن حسرت میں اکثر اختلافِ رائے رہتا تھا۔ یہ بیان کرنے سے میرا مقصد صرف اس امر پر روشنی ڈالنا ہے کہ جب پنجاب کے دو ایسے زباندانوں کی زبان مستند قرار دی جاسکتی ہے جو زبان کے صحیح استعمال کے تعلق سے آپس میں اختلاف رکھتے ہوں تو زبان کے صحیح استعمال کا کیا معیار باقی رہا۔

جوش ملیح آبادی کے ساتھ میری زندگی کے آٹھ نو برس بسر ہوئے اور اس طرح نہیں کہ صرف "آج کل" کے دفتر ہی میں ملاقات ہوتی ہو بلکہ اُن کا اور اس خاکسار کا صبح شام کا اور دن رات کا ساتھ تھا۔ انھوں نے دو ایک موقعوں پر یہ کہا بھی تھا کہ عرش ملسیانی تو میرا دن کا رفیق ہے لیکن جگن ناتھ دن اور رات کا رفیق ہے۔ اب اس رفاقت کے زمانے میں مجھے اُردو اور اس کے صحیح استعمال کے متعلق عجیب و غریب تجربات ہوئے۔

جوش صاحب کی رائے یہ تھی اور آج بھی اُن کی یہی رائے

ہے کہ صحیح زبان[1] وہ ہے جو لکھنؤ میں بولی جاتی ہے۔ ایک دفعہ عرش ملسیانی کی درخواست پر یا میری گذارش پر علامہ برج موہن کیفی نے اپنا ایک غیر مطبوعہ مقالہ "آج کل" کے لئے مرحمت فرمایا۔ ہم لوگوں نے جوش صاحب سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے مقالہ دیکھنے کی خواہش کی۔ وہ مقالہ ہم نے انھیں دیا۔ دوسرے دن جب وہ آئے "آج کل" میں اشاعت کے لئے واپس ملا تو ہم نے دیکھا کہ اُس میں جگہ جگہ زبان کی اصلاحیں موجود ہیں۔

اب ہم لوگ مشکل میں پھنس گئے۔ کیفی صاحب کی اُردو نثر میں جوش صاحب نے اصلاحیں کردی تھیں۔ اُسے اگر اصل صورت میں چھاپتے ہیں تو جوش صاحب خفا ہوتے ہیں اور اگر جوش صاحب کی ترمیم کردہ صورت میں چھاپتے ہیں تو کیفی صاحب کو منھ دکھانے کے قابل نہیں رہ جاتے۔ اسی تذبذب کے عالم میں پانچ سات ماہ گزر گئے۔ ادھر کیفی صاحب کی طرف سے دو ایک بار پیغام آیا کہ بھئی میرے مقالے کا کیا ہوا۔ آخر ہم نے بڑی مشکل سے جوش صاحب کو سمجھا بجھا کر راضی کرلیا اور کیفی صاحب کا مقالہ اصل صورت میں شائع کر کے اُن کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ گئے اور سچ پوچھئے تو عرش اور میں نے ایک مصیبت سے نجات پائی۔

جوش صاحب کا ذکر آگیا تو زبان کے صحیح استعمال کے تعلق سے ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے۔

جوش صاحب اور ہم لوگوں کو ابھی "آج کل" کے دفتر میں ملاقات شروع کئے دو چار دن ہی ہوئے ہوں گے۔ میں نے ایک دن اُن کے کمرے میں داخل ہوتے ہی حسبِ معمول کہا۔

آداب عرض جناب مزاج اچھے ہیں؟

جوش صاحب جیسے کئی دنوں سے ضبط کئے بیٹھے ہوں "آداب عرض" کا جواب دینے کے بعد فوراً بول اُٹھے۔

دیکھئے جناب! مزاج اگرچہ مختلف کیفیتوں کا مجموعہ ہے
لیکن واحد ہے جمع نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا جب مزاج پرسی محض رسمی قسم کی نہ ہو بلکہ جس کی مزاج پرسی مطلوب ہو اُس کے لئے دل میں عزت اور احترام موجود ہوں تو مزاج کو جمع کہنا ہی انسب معلوم ہوتا ہے۔

کہنے لگے بالکل غلط۔ احترام کی وجہ سے مزاج کا لفظ واحد کے عوض جمع تھوڑا ہی ہوجائے گا اور پھر آپ نے اپنے جواب میں ایک اور غلطی کی ہے۔ یہ "جذبات" کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا "جذبہ" کی جمع۔

بولے "بالکل غلط" جذبہ فارسی کا لفظ ہے۔ آپ نے اُس کی جمع عربی قاعدے سے بنائی۔ یہ صحیح کیسے ہوسکتا ہے۔

میں چونکہ جوش صاحب سے ہمیشہ زبان سیکھنے کا آرزومند رہتا تھا اس لئے سوال کیا کہ پھر ہم جذبہ کی جمع کیا بنائیں۔ کہا "جذبات" کی بجائے "جذبہا" کہیں یا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابھی میں نے فقرہ مکمل نہیں کیا تھا کہ جوش صاحب نے ٹوکا اور کہا کہ یہ "بجائے" کا کیا استعمال ہے؟ "بجائے میں اضافت فارسی کی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں" جذبات کی بجائے" یہاں آپ کو کہنا چاہئے "جذبات کے عوض"

تو اس طرح سے زبان آموزی کا سلسلہ آٹھ نو برس چلتا رہا۔ صبح شام، دن رات۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبان کے صحیح استعمال کے بارے میں میرا مزاج بڑی حد تک جوش صاحب کے کھینچے ہوئے خطوط پہ چل نکلا۔

جوش صاحب اس قسم کا سلوک ہر ایک کے ساتھ نہیں کرتے تھے بلکہ صرف اُسی کے ساتھ جس کے ساتھ اُن کی بے تکلفی ہوتی تھی اور دلی قرب محسوس کرتے تھے ورنہ دوسرے لوگوں کے ایسے فقرات پر جو اُن کے نزدیک غلط ہوتے تھے خاموش ہوجاتے تھے یا مُنہ بنا دیتے تھے۔ یا اپنا ایک لفظ "گلو" اس طرح کہہ دیتے تھے کہ مخاطب سمجھ نہ سکے لیکن ہم لوگ جو اُن کے رمز شناس اور ادافہم تھے ان باتوں کو غور سے دیکھا کرتے تھے اور میرے لئے بالخصوص میری زبان کی اصلاح کے لئے اِن تمام باتوں کی ایک رہنمایانہ حیثیت تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جوش صاحب کا نظریہ زبان کے صحیح استعمال کے بارے میں واقعی ایک مناسب اور متوازن نظریہ ہے یا افراط و تفریط کا شکار ہے اگر جوش صاحب کے بتائے ہوئے ضابطے کی پوری طرح سے پابندی کیجائے تو زبان غالباً جامد ہوکر رہ جائے گی۔ اس میں نئے نئے الفاظ، تراکیب اور اندازِ بیان کے نئے نئے پہلو شامل نہیں ہوسکیں گے۔ ایک دن میں نے اُن سے اپنے اِسی خیال کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ کے بتائے ہوئے ضابطوں کی شدت سے پابندی کیجائے تو زبان ترقی نہیں کر سکے گی۔ کہنے لگے یہ عجیب منطق ہے کہ جب تک آپ غلط زبان نہیں لکھیں گے زبان ترقی نہیں کرے گی۔ اس اصول کا اطلاق آپ انگریزی پر کیوں نہیں کرتے اُردو پر کیوں کرتے ہیں؟

اب اسی تصویر کا ایک اور رُخ دیکھئے۔

کئی برس کی بات ہے کہ ہم لوگوں نے دہلی میں ایک اُردو نمائش منعقد کی جو ۱۸۲۰ء سے لے کر ۱۹۵۵ء تک کے اُردو اخبارات،

[1] یہ چھوٹا سا مقالہ جوش صاحب مرحوم کی زندگی میں لکھا گیا تھا (آزاد)

ل، اور کتابوں پر مشتمل تھی۔ محترم پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کا افتتاح اور افتتاحیہ تقریر میں ہندوستان بھر سے آئے ہوئے اہلِ قلم اور ۔۔۔وروں سے یہ فرمایا کہ زبان کا مقصد ابلاغ اور ترسیل ہے (انھوں نے COMMUNICATION کا لفظ استعمال کیا تھا) اس پر ادیبوں، ۔۔۔عروں اور اہلِ قلم حضرات کو اپنی نظم و نثر میں وہ زبان استعمال کرنا ۔۔۔ہئے جو عوام کی زبان ہو اور گلی کوچوں میں بولی جاتی ہے۔ اس ضمن میں ۔۔۔وں نے رابندر ناتھ ٹیگور کی مثال دی اور کہا کہ ان کی شاعری اسلئے ۔۔۔گال بھر میں مقبول ہے کہ اُن کی زبان کو سمجھنے کیلئے لغت کا سہارا ۔۔۔ہیں لینا پڑتا۔

اُس نمائش میں پنڈت جی کو نمائش کے ایک ایک پینل تک جانے اور ہر پینل کی تشریح کرنے کی خدمت میرے سپرد تھی جب ۔۔۔م مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے پینل پر پہنچے تو میں نے پنڈت جی سے ۔۔۔رض کیا کہ مولانا کی زبان تو وہ زبان نہیں ہے جو ہر کوئی سمجھ سکے اور اگر ۔۔۔عیار یہی رکھا جائے کہ ادیب اور شعراء وہی زبان استعمال کریں جو عوام ۔۔۔ولتے ہیں تو مولانا آزاد کی نثر کے ساتھ ہی غالب اور اقبال کی شاعری کا ایک بہت بڑا حصہ محض لائبریریوں کی زینت بن کر رہ جائے گا۔ ۔۔۔نڈت جی نے فوراً جواب دیا میں نے اُس ادب پر تبصرہ نہیں کیا جو اس ۔۔۔قت لکھا جاچکا ہے بلکہ آپ حضرات کو مشورہ دیا کہ آپ اپنی نظم ۔۔۔نثر کے ذریعے سے عوام کے قریب آنے کی کوشش کیجئے۔

گویا جوش صاحب کے پیش کئے ہوئے انتہائی پہلو کے مقابلے ۔۔۔ں یہ ایک دوسرا انتہائی پہلو تھا۔ لیکن اس سے ایک بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں تک ابلاغ و ترسیل کا تعلق ہے عوام تک پہنچنے کیلئے عوام کی ۔۔۔ربان استعمال کئے بغیر چارہ نہیں۔ ابلاغ اور ترسیل کا مسئلہ ایک شاعر ۔۔۔ور ادیب کے سامنے بھی رہتا ہے اور ایک سائنسدان کے سامنے بھی۔ ۔۔۔یک ماہر معاشیات کے سامنے بھی اور ایک تاریخ دان کے سامنے بھی۔ ۔۔۔جہاں تک میں سمجھتا ہوں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کا بڑا مقصد ۔۔۔بلاغ اور ترسیل ہے۔ اب اگر ایک ماہر زراعت یا ماہر اقتصادیات ۔۔۔پنا موضوع ریڈیو سننے والوں یا ٹیلی ویژن دیکھنے والوں کو پیش کرتا ہے یا کوئی سیاستدان اپنے نظریے کی وضاحت کرتا ہے اور اُس سے ہم یہ توقع کریں کہ اس کی تقریر خالص ادیبانہ انداز کی ہو اور اُس کا شین قاف درست ہو تو یہ مطالبہ غلط ہے۔ ایک ماہر زراعت یا ماہر اقتصادیات یا سیاستدان اس زبان کا جس میں وہ تقریر کر رہا ہے مسلّمہ حیثیت کا ادیب ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ مسلّمہ حیثیت کا ادیب نہ بھی ہو اور اپنے علم کا ماہر ہو تو اُس کی جگہ کوئی محض ادیب کیسے لے سکتا ہے۔ اس موضوع پر تقریر تو وہی مقرر ہی کرے گا جو زراعت یا اقتصادیات کا ماہر ہوگا خواہ وہ صحیح زبان کے استعمال پر قادر ہو یا نہ ہو۔

تو گویا زبان کے صحیح استعمال کو ہمیں دو پہلوؤں سے دیکھنا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کا مقصد قومی اور ملکی مفاد کی خاطر محض خیالات کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ اس صورت میں زبان کی باریکیوں اور تلفظ کی اہمیت پر زور دینا بے سود ہے اور دوسرے یہ کہ یہ استعمال زبان اور ادب کی ترویج و اشاعت کے لئے ہے۔ اس صورت میں زبان کی تمام باریکیوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہوگا۔

اور باریکیوں کی بات یہ ہے کہ آج سے چالیس سال قبل تک لفظ "دوران" کے بعد "میں" کا ہونا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ آپ پرانے ادیبوں کی تحریریں دیکھئے۔ عصرِ حاضر میں جوش ملیسانی اور جوش ملیح آبادی کی نثر دیکھئے۔ "دوران" کے بعد "میں" کا لفظ آپ کو ہر جگہ نظر آئے گا۔ ۔۔۔ میں نہ جانے کیسے لیکن "دوران" کے بعد "میں" کا لفظ نہ لکھنے کی ابتدا ہوئی اور آج صورت یہ ہے کہ اگر "دوران" کے بعد "میں" لکھا ہو تو اسے بالعموم غلط تصوّر کیا جاتا ہے بلکہ بعض مثالیں تو ایسی بھی دیکھنے میں آئی ہیں کہ ۔۔۔ ادیبوں نے پرانے ادیبوں کے مسوّدوں کو مرتب کرتے ہوئے اُن کی تحریروں میں "دوران" کے بعد لکھا ہوا "میں" کا لفظ حذف کر دیا ہے۔ اب اس معاملے میں جہاں تک میرا تعلق ہے میں "دوران" کے بعد "میں" ہمیشہ لکھتا چلا آیا ہوں اور اب بھی لکھتا ہوں اور آج بھی مجھے اُردو کے بعض ۔۔۔ ادیبوں مثلاً عاشق حسین بٹالوی، حامد علی خان، مالک رام اور صدیق جائسی کی تحریروں میں "دوران" کے بعد "میں" لکھا ہوا ملتا ہے لیکن اگر میرا کوئی طالب علم "دوران" کے بعد "میں" نہیں لکھتا تو میں اُسے غلط قرار نہیں دیتا کیونکہ میری ناقص رائے یہ ہے کہ چلن کے راستے میں رُکاوٹ ڈالنا زبان کی ترقی کے راستے میں رُکاوٹ ڈالنا ہے۔

آخر یہ چلن ہی تو ہے کہ جس کی رُو سے "میں نے دہلی جانا ہے" غلط اور "مجھے دہلی جانا ہے" کو صحیح قرار دیا گیا ہے حالانکہ جسے ہم صحیح فرما رہے ہیں وہ گرامر کا مُنہ چِڑا رہا ہے کیونکہ "میں" فاعل ہے اور "مجھے" مفعول ہے۔ ہم فاعل کی جگہ مفعول کا استعمال کرکے اس سے فاعل کا کام لے رہے ہیں۔ گرامر اُس کی کہاں اجازت دے گی۔ گرامر تو یہ کہے گی کہ "میں نے دہلی جانا ہے" صحیح ہے اور "مجھ کو دہلی جانا ہے" غلط ہے مگر گرامر ہو یا لغت زباندان اِن دونوں سے بڑا ہے اور زباندان ہوں یا اہلِ زبان، زبان ان دونوں سے بڑی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

• اندرجیت لال
ڈی ۲۱۔ کالکا جی پارک، دہلی ۱۹-۱۱۰۰۱

ڈاکٹر بی۔ پی۔ پال

اناج اور پھولوں کا نامور محقق!

ہندوستان میں ادبی نگارشات پر ایک لاکھ روپے کا "گیان پیٹھ ایوارڈ" ہر سال ہندوستانی ادیبوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنس دانوں کو بھی ان کی تحقیقوں و انکشافات کے کارناموں پر بھی اعزاز بہت ضروری ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس سال سے چار ہندوستانی سائنس دانوں کو ان کے تحقیقی کام کاج پر فی کس ایک لاکھ روپے کا اعلان ہوا ہے۔ ان خوش قسمت سائنس دانوں میں ایک سائنس داں ہیں۔ ڈاکٹر بی۔ پی۔ پال جن کی سائنسی و تحقیقی خدمات کا اس مضمون میں مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔
(ایڈیٹر)

لندن میں ایک بین الاقوامی انجمن رائل سوسائٹی آف لندن ہے جسے قائم ہوئے لگ بھگ سو برس گذرے ہیں مگر اس کا ممبر بننے کا بہت کم ہندوستانیوں کو ہوا ہوگا۔ آج تک صرف گنے چنے سائنس دان اس انجمن کے فیلو کا مرتبہ حاصل کر چکے ہیں اور ڈاکٹر بی۔ پی۔ پال ان سائنس دانوں میں سب سے آخری سائنس داں ہیں جن کے فیلو بننے کی اطلاع چند سال پہلے موصول ہوئی۔ اس اطلاع کے متعلق ڈاکٹر پال فرماتے ہیں۔ "یہ عزت افزائی ہندوستان کی زرعی سائنس کی ہے اس میں شک نہیں کہ اس عزت افزائی نے ہندوستان کا نام بلند کیا ہے"

بنجامن پیری پال ایک اچھے خاصے لکھے پڑھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مشرقی پنجاب کے ضلع جالندھر کے ایک گاؤں مکتہ پور میں ڈاکٹر آر۔ آر۔ پال کے گھر ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے ذہین بلا کے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے رنگون یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور وہاں میں میتھوئز انعام کے مستحق قرار دیئے گئے۔ یہ انعام اس بنا پر حاصل کیا کہ آپ سائنس کے سب مضامین میں اوّل درجہ پر پاس ہوئے ۱۹۲۹ء میں آپ نے برما یونیورسٹی سے سائنس (نباتات) میں ایم ایس سی، اوّل درجہ میں پاس کیا۔

اس کے بعد آپ سرکاری وظیفہ لے کر کیمبرج چلے گئے اور گندم کے موضوع پر تحقیق کرنے والے دو ماہرین کے تحت کئی سال مسلسل کام کرنے کے بعد ڈاکٹریٹ کا درجہ حاصل کیا۔

کچھ عرصہ کے لئے چاول کے ایک تحقیقی ادارے میں ملازمت کی۔ اس کے بعد آپ نے امپیریل کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ جس کا نام برطانوی راج کے بعد انڈین کونسل آف ریسرچ میں بدل دیا گیا۔ میں نباتات کے ماہر کے طور پر ملازمت اختیار کرلی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ انڈین ایگریکلچرل انسٹیٹیوٹ کے ڈائرکٹر کے عہدہ پر مامور ہوگئے اور پندرہ سال تک اس اعلیٰ مرتبہ پر تعینات رہے۔ یہ ادارہ ایشیاء بھر میں زرعی معاملات پر سب سے بڑا ادارہ ہے جو تحقیق اور تعلیم کے کام کو سرانجام دیتا ہے۔ اس پندرہ سال کے عرصے میں

آپ نے کئی ہندوستانی سائنسدانوں کو ان کے ڈاکٹریٹ کے کام میں نگہبانی کی اور انسٹیٹیوٹ کے انچارج کی حیثیت سے خوش اسلوبی سے کام کرتے رہے ۔

۱۹۵۰ء میں جب ڈاکٹر پال ڈائرکٹر تھے انڈین ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں گاماشعاعوں کے تجربے کے لئے ایک باغ قائم کیا۔ جہاں عملی تجربوں سے گاماشعاعوں کی بدولت پودوں اور پھلوں پر اثر ڈالنے کا کام ہو رہا ہے۔ آئندہ برسوں میں بیجوں، موافق فصل دینے والے کیڑوں اور کیمیاوی مادّوں پر بھی ان شعاعوں کا اثر چھوڑا جائے گا۔ تاکہ کھیتی باڑی کے کسی طرز کے کاموں میں ترقّی ہوسکے۔ یاد رہے کہ گاماشعاعوں سے پودوں اور پھلوں میں ایک خاص طرز کی خوبی پیدا کی جاتی ہے۔ جس کی بدولت زیادہ اور بڑھیا فصل پیدا کی جاسکتی ہے۔ مزہ یہ ہے کہ ایسے بیج سے جو بھی فصل بار بار پیدا کی جاتی ہے اس میں یہ خوبی قائم رہتی ہے کہ وہ کئی نسلوں تک زیادہ اور بڑھیا فصل پیدا کرسکے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیئے کہ پودوں اور پھلوں میں ان کی نشو و نما بڑھانے یا ان سے بہتر فصل اگانے کرنے کا جو سلسلہ ایک بار بن جاتا ہے وہ کئی سالوں تک اپنی یہ خوبی بھی بیج میں قائم رکھتا ہے۔ گاماشعاعوں کے اس باغ کا نقشہ ایٹمی توانائی کمیشن ممبئی نے بنایا ہے۔ یہ باغ ایشیاء میں سب سے بڑا باغ ہے اور زرعی سائنس میں ایک عجیب و غریب کرشمہ ۔

ڈاکٹر پال ۱۹۶۵ء میں انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ (جو ہندوستان میں زرعی اور دیہی موضوعات پر تحقیق و تنظیم کا سب سے بڑا ادارہ ہے) کے ڈائرکٹر جنرل کے عہدہ پر مامور ہوگئے جہاں سے ۱۹۷۴ء کے شروع سال کے دنوں میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ آج کل آپ اپنی رہائش گاہ حوض خاص دھلی میں آباد ہیں۔ عنقریب ہی انہیں انڈین ایگریکلچرل انسٹی ٹیوٹ میں گلاب کے پھولوں پر تحقیق کے کام پر ایک مرتبہ امیری ٹس سائنٹسٹ پر مامور کیا جائے گا۔ وہ اس کام کے لئے بڑے اہل ہیں۔ سالہا سال کا تجربہ رکھتے ہیں۔

بحیثیت سائنس داں ڈاکٹر پال کو بڑے گرانقدر اعزاز مل چکے ہیں۔ آپ کو ۱۹۵۸ء میں حکومت ہند سے "پدم شری" اور ۱۹۶۸ء میں "پدم بھوشن" کا خطاب ملا۔ ۱۹۵۷ء میں انہیں نباتات کے مضمون پر "رفیع احمد قدوائی انعام" سے نوازا گیا۔ ۱۹۶۲ء میں آپ انڈین بوٹنیکل سوسائٹی کی طرف سے بیربل ساہنی کے تمغہ کے مستحق قرار دیئے گئے۔ اور ۱۹۶۴ء میں آپ کو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کی طرف سے سری نواس رامانج کا میڈل ملا۔ ڈاکٹر پال اس وقت ایک درجن تحقیقاتی اداروں کے سرگرم رکن ہیں۔ آپ نے کئی بار بین الاقوامی سطح پر کئی کانفرنسوں میں شرکت کی ۔

ڈاکٹر پال بڑی قابل قدر تصنیفات کے مالک ہیں۔ آپ نے عمر بھر شادی نہیں کی ۔ اس لئے ان کا مشغلہ درس و تدریس ۔ تحقیق و تنظیم ہی رہا ہے ۔ آپ بڑے کم گو انسان ہیں اور عجز و انکساری ان کی گھٹی میں پڑی ہے ۔ ڈاکٹر پال نے اپنی زندگی میں لگ بھگ ڈیڑھ سو تحقیق و معلوماتی مضامین قلم بند کئے ہیں جن کی بدولت انہیں بین الاقوامی مرتبہ، اور شہرت حاصل کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ آپ نے پانچ معرکۃ الآرا کتابیں لکھیں ۔ یہ کتابیں یوں ہیں ۔

"گیہوں" "ہندوستان میں گلاب" "ہندوستان کی خوبصورت بیلیں" "ہندوستان کی پھول دار جھاڑیاں" اور ہندوستانی جیپر وفا۔ ان کتابوں میں "ہندوستان میں گلاب" اور "گیہوں" بین الاقوامی شہرت حاصل کرچکی ہیں۔ گلاب کی کتاب پر حکومت ہند کی طرف سے طباعت اور حسن کاری پر اوّل درجہ کا انعام حاصل ہوچکا ہے ۔ دوسرے اس کتاب کو فلا ورسوسائٹی آف برما کی طرف سے ایک طلائی تمغہ بھی مل چکا۔ اس کتاب میں گلاب کی تاریخ ۔ اس کی کاشت ۔ نئی نئی قسموں پر تاریخی، اور اخلاقی معلومات ملتی ہیں ۔

گیہوں کے مضمون پر ڈاکٹر پال کی تحقیق قابل قدر ہے ۔ یاد رہے ہندوستان میں گیہوں کی کاشت بہت اہمیت کی حامل ہے ۔ رقبہ کے اعتبار سے ہندوستان میں چاول کے بعد گیہوں کی کاشت کی جاتی اور اس کی کاشت سے لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کی کمائی وابستہ ہے۔ گیہوں کی فصل کو بیماری کی وجہ سے کافی نقصان ہوتا ہے ۔ بیماری تین قسم کی لگتی ہے ۔ پہلی کالا رتوا جس سے گیہوں کی فصل میں لمبے لمبے دھبہ نما نشان پڑجاتے ہیں ۔ یہ نشان خاصے گہرے رنگ ہوتے ہیں ۔ شروع شروع میں لال اور بھورے رنگ کے نشان تنے پر نمودار ہونے شروع ہیں اور آہستہ آہستہ یہ نشان بڑھتے اور پھیلتے جاتے ہیں اور گہرا رنگ پکڑتے پکڑتے سیاہ دھبے بن جاتے ہیں ۔ دوسری بیماری بھورا رتوا ہوتی ہے ۔ اس بیماری کی وجہ سے گول گول بھورے رنگ کے دھبے پتوں اور تنوں پر ظاہر ہونے شروع ہوجاتے ہیں ۔ کئی بار پہلے رتوا کے نشان گیہوں کی فصل پر ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں ۔ بھورے رنگ اور پھر بھورے رنگ کے بعد رتوا کی بیماری اختیار کرلیتے ہیں ۔ تیسری بیماری پیلا رتوا ۔ اس میں نیلے پیلے نشان پتوں پر ظاہر ہونے لگتے ہیں ۔ ان نشانوں سے دھبے بن جاتی ہیں ۔ یہ تینوں بیماریاں گیہوں کی فصل کو بڑا نقصان پہنچاتی

پال نے گیہوں کی فصل کو ان بیماریوں سے نجات کے لئے خاص تحقیق
اس پروگرام کو ڈاکٹر پال نے از سرِ نو ترتیب دیا۔ اور
ی قسموں کو جیسے نمبر ۷۰۰ اور نمبر ۸۰۰ کا نام دیا گیا، ہر دل عزیز
ڈاکٹر پال نے ان قسموں کو اس ڈھنگ سے وضع کیا کہ یہ آسانی
دجود رتوا بیماری کو نہیں پکڑتیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے
ٹر پال نے گیہوں کی نئی قسموں کو بنیادی طور پر اس قدر طاقتور
کہ وہ رتوا کا شکار نہ ہو سکیں۔ ان قسموں میں این بی ۷۱۰۔ این
۷، این بی ۷۷۰۔ این بی ۷۹۸ اور این بی ۸۰۹ قابلِ ذکر ہیں۔
ان قسموں کو کسانوں نے بہت پسند کیا۔ وجہ یہ تھی کہ رتوا بیماری
یل جانے کی حالت میں یہی قسمیں جن کی کاشت سے کسان کچھ
حاصل کرنے کی امید کر سکتے تھے۔ ان قسموں میں گیہوں کے دانے
ستان کی پرانی قسموں کے دانے جیسے ہیں۔

ڈاکٹر پال کا دوسرا کارنامہ گلاب کے پھولوں پر تحقیق ہے۔
لو گلاب سے محبت ہی نہیں بلکہ عشق ہے۔ آپ نے اپنی رہائش گاہ
بھگ پانچ سو قسموں کا گلاب اگا رکھا ہے۔ جن کی دیکھ بھال،
ری، اور نگہداشت آپ خود کرتے ہیں۔ گلاب کو ہر دلعزیز بنانے
س کی تازہ ترین قسموں کو عوام تک پہنچانے میں "روز سوسائٹی"
ال دلی میں ایک کل ہند نمائش کا اہتمام کرتی ہے۔ آپ مرحوم
ذاکر حسین کے رفیقوں میں سے ہیں اور دونوں روز سوسائٹی کے کئی
ال تک روحِ رواں رہے ہیں۔ ڈاکٹر پال کی کتاب "ہندوستان
گلاب" میں مقدمہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم نے رقم فرمایا ہے
لفظ گلاب سے ذہن میں حسن۔ خوشبو۔ اور فرحت کی
تصویر کھنچ جاتی ہے۔ اگر آپ باغبانی کے شوقین نہ بھی ہوں تو بھی
گلاب کو دیکھ کر آپ کی طبیعت باغ باغ ہو جائے گی۔ وہ
لئے کہ گلاب پھولوں کی ملکہ ہے۔

ہندوستان میں گلاب زمانۂ قدیم سے اگایا جا رہا ہے اور اس
کر سنسکرت گرنتھوں میں اتی منجلا کے ناموں سے ملتا ہے مغلوں
لاب اگانے کی بڑی سرپرستی کی اور آج کل یورپ اور امریکہ سے
نئی قسموں کا گلاب آورد ہوا ہے۔ آج کے دور میں گلاب کی
یت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اس کی ہر دلعزیزی کی وجہ یہ ہے کہ یہ
قسموں، کئی رنگوں اور کئی خوشبوؤں میں پایا جاتا ہے۔ آج کل گلاب
شوقین کچھ ایسی نئی قسمیں بھی نکالنے پر لگے ہوئے ہیں جو صرف بیماریوں
مبرا ہی نہ ہوں بلکہ لمبی عمر بھی رکھتا ہو۔ چند سالوں میں ہندوستان
میں گلاب کی کاشت پر کافی تحقیق ہوئی ہے اور اس کی کاشت میں
دن بہ دن دلچسپی بڑھی ہے۔

ڈاکٹر پال کی رائے میں گلاب کو یورپ کے ممالک میں بھیجنے کا
کاروبار بڑے پیمانے پر کیا جانا چاہیئے۔ اس طرح سے ہمارا ملک لاکھوں
روپیہ بیرونی ممالک سے کما سکتا ہے۔ یاد رہے کہ ہندوستانی
گلاب کی جرمنی۔ ہالینڈ، اٹلی، اور سوئٹزرلینڈ میں بڑے پیمانے
پر کھپت کی گنجائش ہے۔ برآمد کے امکانات وسیع کرنے کے لئے ڈاکٹر پال
بڑے پر امید ہے۔ آپ کے خیال میں گلاب کے بدیشوں میں بھیجنے کے
لئے کچھ مخصوص قسمیں وضع کرنی چاہیئں۔ جن میں شکل و صورت، خوشبو
اور رنگوں کی انفرادیت ہو اور جس کی مانگ بدیشوں میں ہو۔ یوں کہیئے
کہ ہندوستانی گلاب کی قسمیں یورپی گلاب سے ممتاز ہونی چاہیئے۔
ڈاکٹر پال نے گلاب کی کچھ نئی قسمیں بھی نکالی ہیں۔ جن پر انہیں کئی قومی
انعامات بھی مل چکے ہیں۔ ان قسموں میں "دہلی پرنس" ہومی بھابھا"
"بنجارن" بیلی آف پنجاب" اور اسپیشل اسٹار" قابلِ ذکر ہیں۔

گیہوں اور گلاب کے بعد ڈاکٹر پال نے آلوؤں اور تمباکو پر بھی
تحقیقی کام کیا ہے۔ جب آپ شملہ میں آلوؤں کے تحقیقی ادارے کے
انچارج تھے تو ان دنوں آپ نے آلوؤں کے موضوع پر خصوصی توجہ
دی اور اس کے بعد آپ جب گنتور میں تمباکو کے تحقیقی ادارہ کے روحِ رواں
مقرر ہوئے تو آپ نے تمباکو پر سودمند کام کیا۔ ڈاکٹر پال کے بارے
میں یہ بڑی خوش کن بات ہے کہ آپ روزانہ معمول سے مصروف
رہتے ہوئے اپنے مشاغل کے لئے کچھ نہ کچھ وقت نکالتے رہتے ہیں۔
چنانچہ آپ نے پھولوں پر بھی بڑا دلچسپ کام کیا ہے اور شروع شروع
میں یہ کام مشغلہ تک ہی محدود رہا جو بعد میں انہیں پھولوں کا ماہر کہلوانے
کا مستوجب بنا۔ المختصر گیہوں، گلاب اور پھولوں کے موضوعات
پر ڈاکٹر پال کی تحقیق، تدریس و تعلیق ہندوستان کی زرعی
سائنس میں ہمیشہ یاد رہے گی۔

ڈاکٹر پال جدید فنِ مصوری میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں
کو جو تعطیلات کے دنوں میں رنگوں، زاویوں۔ خاکوں اور موقعوں
میں الجھے رہتے ہیں انہیں انگریزی میں "سنڈے پینٹرس" کہتے ہیں اور ڈاکٹر
موصوف بھی ایک کامیاب "سنڈے پینٹرس" ہیں۔ ان کی رہائش گاہ میں ان کے
بنائے ہوئے تحریری آرٹ کے کئی شاہکار دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ظاہر ہے
کہ ڈاکٹر پال سو فیصدی عالم کی طرح اپنے اوقات صرف کرتے ہیں۔ اور
ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ انکی مصروفیت میں لگن اور انہماک قابلِ تعریف ہیں●

• ڈاکٹر کے۔ بھگتہ وتسل راؤ
پوسٹ آفس لین
نیو نلا کنٹہ، حیدرآباد ۵۰۰۰۴۴

آلودگی

آلودگی کے معنیٰ ہوتے ہیں قدرتی وسائل میں غیر معمولی تبدیلی کا واقع ہونا چند اشیاء کے ملاپ سے۔ یہ ایک مضر رساں کیفیت ہے ماحول میں۔ کیمیائی اشیاء کے گھل ملنے سے ہوا میں، پانی میں آلودگی واقع ہوتی ہے۔ زراعت بھی صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ پانی میں تپش کے اضافہ سے، شور کے زیادہ ہونے سے، تابکاری سے بھی، جراثیم کش دواؤں کے چھڑکنے سے بھی کئی اقسام کی آلودگی ماحول میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ماحول کے دائرہ میں ہوا ہے، پانی ہے، زمین ہے کئی مضر رساں گیس، مائعات و اجزاء کے شمول سے انسان، جانور و پودے متاثر ہو رہے ہیں۔ مثلاً سمینٹ کے کارخانہ کے اطراف سمینٹ کا گرد، دھول، بخارات، زراعت پودوں پر چھا جاتے ہیں۔ مزدور و دوسرے باشندے سانس کیساتھ سمینٹ کو اپناتے ہیں۔ ششش کے امراض بکثرت پھیل جاتے ہیں۔ پلاسٹک، کاغذ بنانے کے کارخانوں سے بدبودار گیس صحت عامہ پر برا اثر ڈالتے ہیں۔

ئی کئی طرح سے واقع ہوتی ہے ۱۔ ہوائی آلودگی ۲۔ آبی
میتی آلودگی ۴۔ تابکاری آلودگی ۵۔ تھرمل آلودگی ۶۔
گی ۷۔ بینائی کی آلودگی ۔

آلودگی ہوا میں کئی اجزا کے شامل ہونے سے ماحول کو متاثر
نعتی کارخانے ، بیڑی کے کارخانے ، پیٹرو کیمیکل کارخانے ،
کارخانے ، تیل کے کارخانے وغیرہ کئی اقسام کے زہریلے
ات و گیس خارج کرتے ہیں ۔ دھواں کہر سے مل کر گاگ پیدا
ں کے مانند ذرات بھی نمودار ہوتے ہیں ۔ ادھ جلے ہیڈرو کاربن
تے ہیں سلفیورک ترشہ ، ہیڈرو کلورک ترشہ ، کپڑے
وں سے ہیڈروجن سلفائیڈ ، کلورین گیس کا اخراج ہوتا
ں و با پیدا ہوتی ہے ——— ان زہریلے مادوں سے
رک جاتا ہے ۔ عمارات پر گرد کی تہہ جم جاتی ہے ۔ شش
ی میں پھیل جاتے ہیں ۔ سر کا درد بھی آسکتا ہے ۔ خون کا
سکتا ہے ۔ ۱۹۵۲ء میں لندن کے احاطہ میں سماگ کی وجہ
فراد موت کے گھاٹ اتر گئے تھے ۔ عام طور پر اسے لندن
ر کہتے ہیں ۔ ضلع مغربی گوداوری آندھرا پردیش کے مقام
نے سے نکلے ہوئے دھوئیں سے ۲۲ افراد بے ہوش ہو گئے ۔
ارخانوں سے نکلے ہوئے زراعت کا تاج محل کے اوپر جم جانے
ے سامنے ہے ۔ پروفیسر شیواجی راؤ (آندھرا یونیورسٹی)
بچاؤ" کتابچہ بھی شائع کیا ہے ۔

ی ہوئی آبادی کے ساتھ ساتھ آمد و رفت کی سہولتیں بھی زیادہ
بس سے ، ریل گاڑی سے ملازمین اور دیگر کاروبار کرنے
تے رہتے ہیں ۔ اسکول کو جانے والے چھوٹے چھوٹے بچے بھی
ہیں ۔ بس کے نچلے حصہ سے بدبو دار دھواں نکلتا ہے
سے بھی ادھ جلے ہیڈرو کاربنس سانس کے ذریعہ شش میں
ہیں ۔ کئی منزلہ عمارتوں میں اوپر کی منزلوں میں رہنے والے
ر ہو جاتے ہیں ۔ شہروں میں کیونکہ آسمان پورا گرد و غبار
ہے ۔ سرما کے زمانہ میں تو کہر بھی گرد سے مل کر بصیرت تک
، استسقا بھی پیدا کر سکتا ہے ۔

ا میں ، کنوئیں میں ، تالاب میں ، سمندر میں ، نل کے پانی میں
جہ سے ، کچرے کی وجہ سے ، زہریلے مائعات کی وجہ سے ،
ں جو ہو پاتی ہے اسے آبی آلودگی کے نام سے موسوم کرتے ہیں
متاثر ہوتی ہے ۔ یرقان ، ہیضہ ، ٹائیفائیڈ ، پیچش ،

پھیل جاتے ہیں ۔ پانی میں پارہ ، سیسہ ، تانبا کے اشیاء کے ملاپ سے
زہریلا پن آجاتا ہے ۔ تالاب میں ایک خاص قسم کا پودا واٹر ہیاسنتھ (آبی
شیطانی پودا) گندہ کر دیتا ہے ۔ خوبصورتی کو دبوچ لیتا ہے ۔ پانی کو
بے حد جذب کر لیتا ہے ۔

گاؤں میں ، شہر میں فضلہ کا ملاپ تالاب ، نہر ، دریا میں ہونے
سے پانی میں گندگی آجاتی ہے ۔ ہیضہ ، ٹائیفائیڈ ، یرقان فوراً پھیل
جاتے ہیں ۔ گومتی ، گنگا ، جمنا ، کاویری ، گوداوری ، کرشنا کے پانی
میں آلودگی اونچائی پر ہے ۔ تحقیقاتی اداروں میں بڑے پیمانہ پر کام کیا جا
رہا ہے تاکہ روک تھام کے اقدامات کئے جا سکیں ۔ نیشنل انوائرنمنٹل
انجینئرنگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ناگپور میں تحقیق کے ساتھ ساتھ کئی شہروں
پر سروے بھی کیا گیا ہے ۔

کئی جامعات میں ان امور پر تحقیق بھی کی گئی ہے ۔ مقالے بھی
لکھے گئے ہیں ۔ جامعہ عثمانیہ میں حسین ساگر پر آبی آلودگی پر کام کیا گیا
ہے ۔ ریجنل ریسرچ لیباریٹری حیدرآباد میں واٹر ہیاسنتھ پر چرچہ بھی ،
بحث و مباحثہ بھی کیا گیا ہے ۔ سمندر میں کچرا ، کوڑا کرکٹ ، صنعتی
فضلات ٹن کے ڈبے ، موٹر کار کے ناقص حصے ، ناکارہ اشیاء سب
پھینک دیئے جاتے ہیں ۔ سمندری ماحول بھی متاثر ہوتا ہے ۔ مچھلیاں
مر جاتی ہیں ۔ جاپان میں ایسی مچھلیاں کھانے کی وجہ سے ۶۴ لوگ مر گئے
تھے ۔ کنانور کے ساحل پر بھی خوفناک حادثہ ہوا تھا ۔

چند جراثیم کش مائعات کے چھڑکاؤ سے کیڑے مر جاتے ہیں ۔
فصل عمدہ پیمانہ پر ہو جاتی ہے لیکن مائعات کا اثر زمین پر رہ جاتا ہے ۔
زرخیزی میں فرق آجاتا ہے ۔ تباہ کن حالات بھی نمودار ہوتے ہیں ۔ انسکٹی
سائیڈس ، فنجی سائیڈس ، ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی ۔ مٹی میں زرخیزی کو کم
کر دیتی ہیں ۔ اس کے بجائے کیڑے مکوڑوں میں تولید کی روک تھام
اگر کریں ، روٹیشن آف کراپس کریں تو درخشاں نتائج نکل آئیں گے ۔

ایٹمی توانائی کے تجربات سے اطراف و اکناف کے ممالک کے
باشندوں کو کئی نسلوں تک خدشہ رہ پاتا ہے تابکاری کی وجہ سے خون
کا کینسر بھی آجاتا ہے مریضوں میں ۔ ایک فی صد تابکاری بھی صحت کے
لئے مضر ہے ۔ ہیروشیما و ناگاساکی کے واقعات ہمارے دماغوں میں
تازہ یاد ہیں ۔ عالمی ادارہ صحت اس کا گواہ ہے کہ کتنے جسمانی
امراض کا شکار ہو گئے ہیں جاپان میں ۔

چند کارخانوں سے گرم پانی تالاب میں ، نہر میں ملنے کی وجہ سے
تپش میں اضافہ ہوتا ہے ۔ الجی ، کائی ، پھپھوندیوں کی زندگی میں فرق

آجاتا ہے۔ حیاتیاتی توازن بگڑ جانے سے آکسیجن کی کمی ہوجاتی ہے
آبی ماحول میں بھونچال سا ہوتا ہے۔ یہ بھی آلودگی کی کیفیت ہے۔
ٹن کے کارخانے، موٹر کے کارخانے، فرنیچر کے کارخانوں میں زور زور
سے ہتھوڑوں کی ضرب سے، چیخ پکار سے، ٹرینوں کی مسلسل آمد
و رفت سے شور ہمارے کانوں کو متاثر کرتی ہے۔ (۱۲۰) سے (۱۴۰)
ڈیسبل (آواز کے یونٹ کو ڈیسبل کہتے ہیں) اگر آواز پیدا ہو جائے تو
انسان میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ سر کا درد آجاتا ہے۔ کئی تقاریب
میں گانا بجانا زیادہ ہو جائے تو سر کا درد عام کیفیت ہے۔ شور و غل
انسان میں توازن کو بگاڑ دیتی ہیں۔

تیان سین، چمکنے والی گھڑیوں سے، جگمگاتی روشنی سے انسان
کی بینائی میں بھی فرق آجاتا ہے۔ ٹی۔ وی کو بھی نزدیک سے مسلسل دیکھنے
سے بھی آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ تیز روشنی سے بھی بینائی میں آلودگی
ہو جاتی ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں امراض کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا
و صاف ماحول اگر نہ رہ پائے تو صحت عامہ کو خدشہ ہے۔ ماحول
سے ہر طرح سے پرے رکھنے کی ضرورت ہے۔ صنعتی کارخانوں کو شہر
دُور بسانا چاہیئے۔ مدافعتی تدابیر ہر صنعت میں عمل میں لانا ضروری
ائیر پولیوشن کنٹرول ٹکنالوجی کی ضرورت ہے تو واٹر پولیوشن کنٹرول
کو بھی میدان عمل میں آنا ہے۔ حکومتِ ہند نے کلین ائیر ایکٹ
پارلیمان میں منظور کر لیا ہے۔ کئی ریاستوں میں آلودگی کی روک تھام
کے لئے بھاری پیمانے پر اقدامات کئے جارہے ہیں۔ ہر شہری کو
ماحول کا مطالعہ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ آئے دن درسی کتب میں
پر اسباق اگر لکھوائیں تو بچے ان مضر رساں اثرات سے بچ
پرکھ ہو جاتی ہے ہر طرح کی آلودگی سے صحت عامہ کی برقراری
لئے تشہیر کا ذریعہ بھی استعمال کیا جانا چاہیئے۔

صفحہ ۱۰ سے آگے

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ چلن کا معاملہ شتر بے مہار
کا سا نہ ہو۔ یہ صحیح ہے کہ زبان اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں
نہیں بنتی بلکہ گلیوں، بازاروں، کھیتوں اور کارگاہوں میں بنتی ہے۔
اردو نے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر پرورش پائی لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا
ہے کہ جامع مسجد کی سیڑھیاں اگر اپنا مزاج اور اپنا رنگ روپ بدل
لیں تو اُردو والے کہاں جائیں۔ اس صورت میں مستند اہلِ علم
اور مستند اہلِ زبان کی رہنمائی ضروری ہے۔ ورنہ زبان کے تلفظ اور
املا سمیت اپنے رستے سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔ اِس موقعے
پر مجھے علاّمہ اقبال کا وہ خط یاد آرہا ہے جو انھوں نے زبان کے صحیح
استعمال کے متعلق ۱۹۲۱ء میں سردار عبدالرب خاں نشتر کے نام
لکھا تھا۔ اس خط میں اقبال لکھتے ہیں۔۔۔

> ۔۔۔۔ زبان کو میں ایک بُت تصوّر نہیں کرتا جسکی
> پرستش کیجاتے بلکہ اظہارِ مطالب کا
> ایک انسانی ذریعہ خیال کرتا ہوں۔ زندہ
> زبان انسانی خیالات کے انقلاب کے ساتھ
> بدلتی رہتی ہے اور جب اس میں انقلاب
> کی صلاحیت نہیں رہتی تو مردہ ہو جاتی
> ہے۔ ہاں تراکیب کے وضع کرنے میں مذاقِ
> سلیم کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیئے۔

یہ خیالات آج سے قریبًا باسٹھ برس قبل پیش کے
اور آج جب ہم ان کی افادیت پر غور کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا
ہے کہ یہ مشورہ ہمیں اُردو کے صحیح استعمال کے متعلق آج کے دور
پیشِ نظر دیا جارہا ہو۔ میرے نزدیک یہ مشورہ ہم اُردو والوں کے لئے
ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اشتہارات کے نرخ

'قومی راج' میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول
کئے جائیں گے:

سرورق ۲	ایک ہزار رو.
سرورق ۳	ایک ہزار رو.
سرورق ۴	پندرہ سو رو.

اندرونی صفحات

پورا صفحہ	پانچ سو رو.
آدھا صفحہ	تین سو رو
چوتھائی صفحہ	ایک سو پچیس

برقی اعظمی
۲۲ نیول سیولین ہاؤسنگ کالونی
...گ، بمبئی ۸۰

شب و روز کی فصیلوں پہ اگادے کچھ شکارے

یہ کسے خبر تھی ہمدم کہ فسانۂ عام ہوگا
جو بنائے مرگِ غم ہے اسی شے کا نام ہوگا
ابھی منزلِ تمنا ہے بہت ہی دور اے دل
یہ نہ پوچھ راہِ الفت میں کہاں قیام ہوگا
یہ تو رازِ کن فکاں ہے، اسے رنگِ عقل کیوں دیں
کہیں بحرِ صبح ہوگا، کہیں دشتِ شام ہوگا
جسے فکرِ مغفرت ہے اسے کیا غرض صنم سے
جسے جم کی آرزو ہے، وہ رہینِ جام ہوگا
یہ ہے اس جہاں کا گندم، ترے آب و دانہ کا بدلہ
یہ حلالِ رزق تجھ پر نہ کبھی حرام ہوگا
یہ ہے اور بات سرمد تھے قصور وار لیکن
اسے حرصِ زر نہ ہوگی وہ اگر امام ہوگا
شب و روز کی فصیلوں پہ اُگا دے کچھ شکارے
تری اس خطا کے بدلے تیرا غم تمام ہوگا
یہ فلک سماعتوں کا ہے بہت حسین مخزن
اسے ایک شب میں پالے یہ نظر کا کام ہوگا
اُسے قبول کر بھی عاشر نہ پتہ لحد کا دینا
وہ مسافرِ عدم ہے بڑا تیز گام ہوگا!

* فاروق جائسی
انسپکٹر کسٹمس
شاہجہانپور
(یوپی)

رہگذر سوئی تھی ہر تارِ نظر جلتا رہا
ذہن گویا اِک دیا تھا رات بھر جلتا رہا
تجھکو یہ احساس بھی ہے تیری چاہت کا چراغ
غم کی آندھی میں بے خوف و خطر جلتا رہا
جانے کن حالات سے گذرا کہ وہ بھی کچھ دنوں
بے حسی کی آگ میں شام و سحر جلتا رہا
شمع کا جلنا تو دیکھا سب نے بزمِ ناز میں
دل مرا لیکن بہ اندازِ دگر جلتا رہا
آج وہ ٹھہرے ہوتے پانی میں پتھر پھینکر
پیڑ کی چھاؤں میں گم سم بیٹھ کر جلتا رہا
دل پہ خورشیدِ تمنا کی کچھ ایسی آنچ تھی
بارشیں ہوتی رہیں لیکن یہ گھر جلتا رہا
یاد ہے ساغر کسی کے قرب کی وہ شعلگی
کسقدر برفیلی شب تھی میں مگر جلتا رہا

*

غزلیں

• اقبال عمرؔ

(علیگ)

۵۸۸/۷۴۔ مالونی

ملاڈ۔ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۶۴

غیر ہو تم تو مرے خواب سجاتے کیوں ہو
مجھ کو اس درد کی سولی پہ چڑھاتے کیوں ہو

تم سے ملتا ہوں تو میں خود سے بچھڑ جاتا ہوں
کل کا آئینہ مجھے آج دکھاتے کیوں ہو !

جب مجھے تم نے اندھیروں کا جہاں بخشا ہے
میری دھرتی پہ کوئی چاند اگاتے کیوں ہو

تم نے جب کر ہی لیا ترکِ تعلق مجھ سے
پھر دیئے دل میں محبت کے جلاتے کیوں ہو

جانتے ہو کہ مری واپسی ناممکن ہے
دے کے آواز مجھے پھر بھی بلاتے کیوں ہو

لوٹ کے جب نہیں آتے کبھی گذرے ہوئے دن
اے عمرؔ تم گئے ساون کو بلاتے کیوں ہو

• طالب ممتازؔ

نوابارا، راجم، ضلع رائے پور

(مدھیہ پردیش)

زندہ رہنے کی تمنا میں مرے ہیں ہم لوگ
کون کہتا ہے کہ مرنے سے ڈرے ہیں ہم لوگ

دیکھ اے گردشِ ایام کہے دیتے ہیں
ہم کو مت چھیڑ کہ غصے میں بھرے ہیں ہم لوگ

کل بھی تھے رقص کناں دار پہ رکھے سر کو
آج بھی جان ہتھیلی پہ دھرے ہیں ہم لوگ

آزما کر تو کوئی اہلِ وفا کو دیکھے
ہر کسوٹی پہ کہے گی کہ کھرے ہیں ہم لوگ

پوچھنے والوں ذرا دار و رسن سے پوچھو
موت ڈرتی رہی ہم سے یا ڈرے ہیں ہم لوگ

ہم تو کانٹوں پہ بھی کھلتے ہیں گلابوں کی طرح
زخم ہیں دل میں ہمارے پھر بھی ہرے ہیں ہم لوگ

ہم تو ہیں قول و عمل دونوں میں طالبؔ ممتاز
منہ سے جو بات کہیں وہ کرے ہیں ہم لوگ

★ کنہیا پرشاد سریواستو ھنرؔ

۴۸۔ شیلیٹ بلڈنگ، ڈاکرڈ بیسلوار روڈ۔ بمبئی۔

سودا نہیں جو سر میں کسی کے وہ سر نہیں
بیکار ہے جگر بھی جو دردِ جگر نہیں

بے اختیار آ بیٹھی وہ تھا ہو
جذباتِ دل میں کیا میرے اتنا

کہتی ہے خلق صبر کو کیا تلخ تلخ ۔
اس سے سوا جہاں میں میٹھا ثمر نہیں

وہ کیا بتلائے اور کو کچھ حال
خود جس کو اپنے حال کی کوئی

ہے آجکل اسی کی ضرورت جہان
اہلِ ہنر بہت ہیں مگر ذی ہنر نہیں

آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں دنیا میں
لیکن کسی کو درد کی میرے خبر

دل ہی تو دے رہا ہوں
یہ لین دین وہ ہے کہ جس

دیکھے جو ایک نظر سے انسان
میری نظر میں ایسی نظر تو نظر

۵

غریب افراد کی فلاح وبہبود کیلئے لگن سے محنت

(صدر ذیل سنگھ)

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ نے غریب افراد کے حالات کو
انے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس سمت حکومت کے
رضاکارانہ انجمنیں بھی لگن سے جدوجہد کریں ۔ آپ نے کہا کہ
کارانہ انجمنوں کے تعاون سے سرکاری اقدامات مزید کامیاب
تے ہیں ۔

صدر موصوف ۱۷ ؍ جنوری کو درسواہیں آغاخان باغ ۔ شہری
افراد کے لئے قائم کردہ منصور آباد جیریٹی ایبل ٹرسٹ کے ہاؤسنگ
یکٹ کی افتتاحیہ تقریب میں تقریر فرما رہے تھے ۔

شری ذیل سنگھ نے مزید فرمایا کہ ملک کی سماجی بہبود کو اسکیمات
ماج کے غریب اور پچھڑے ہوئے طبقات کو مکانات کی فراہمی
سئلہ کو اولیت دی گئی ہے ۔ آپ نے تعریفی جملوں میں تذکرہ کرتے
کہا کہ ہز ہائی نس آغاخان نے مسئلہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے
اور شہری علاقوں میں آباد سماج کے کمزور طبقات کی فلاح وبہبود
کیمات میں ہاؤسنگ پروجیکٹ کو آگے بڑھانے میں پیش قدمی
صدر موصوف نے پچھڑے طبقات کے معیار زندگی کو بلند کرنے
کے لئے ہز ہائی نس آغاخان کی کوشش کی ستائش کرتے ہوئے
فرمایا کہ دیگر ادارے بھی ان کی تقلید کریں ۔

پروجیکٹ کا افتتاح کرتے ہوئے آغاخان نے فرمایا کہ مالدار اور
خوش نصیب افراد غریبوں کی فلاح وبہبود کے کاموں میں عملی دلچسپی
لیں اور ان کے حالات میں بہتری لانے کی کوشش کریں ۔

اس سے قبل منور آباد چیریٹی ایبل ٹرسٹ کے چیرمین شری
مختار کرنجی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا ۔ اور شری سلیم طاؤڈوالا چیرمین
اسمٰعیل کنٹرول ہاؤسنگ بورڈ نے شکریہ ادا کیا ۔ گورنر مہاراشٹرا شری
آئی ۔ ایچ ۔ لطیف ، بیگم بلقیس لطیف ، ہز ہائی نس بیگم آغاخان بھی
اس موقعہ پر موجود تھیں ۔

آغاخان باغ شہر میں آباد غریب افراد کے لئے مکانات کی
تعمیر کا پروجیکٹ ہے ۔ جس کے تحت ۱۰ بلڈنگیں تعمیر ہوں گی جن میں
۳۴۴ خاندانوں کو رہائشی جگہیں فراہم ہوگی ۔ اس پروجیکٹ پر
لاگت کا تخمینہ ۲۰ ملین روپیہ ہے ۔

سنی ٹیم فاتح

مہاراشٹر کی ویٹ لفٹنگ ٹیم نے بھوپال میں ۲۹ ؍ دسمبر سے
۔۔۔ تک منعقدہ ۱۲ ویں آل انڈیا سول سروس ویٹ لفٹنگ اور
لسرتی مقابلہ کی چیمپئن شپ چوتھے سال بھی جیت لی ۔

مہاراشٹر ٹیم نے اپنی حریف ٹیم سنٹرل کمیٹی ، نئی دہلی کے حاصل کردہ
پوائنٹس کے مقابلہ میں ۸۹ پوائنٹس حاصل کئے ۔

ویٹ لفٹنگ میڈل بالترتیب شری ایم ۔ جی ۔ گوئل (۶۰ کلوگرام
بدرجہ گولڈ) ، شری اے ۔ ایس ۔ ملکرنی (۱۱۰ کلوگرام درجہ)
دی سلور ، شری اے ۔ پی کولہاٹکر (۱۱۰ کلوگرام درجہ) سوپر ہیوی کانسہ
کئے ۔ شری ایم ۔ جی ۔ گوئل نے ۶۵ کے ۔ جی سے کم درجہ کے
کسرتی مقابلہ میں بھی سلور میڈل حاصل کیا ۔

آر ۔ جی ۔ مدبھوی کی رہنمائی میں مہاراشٹر ٹیم نے یہ مقابلے جیتے ۔

نقلی راشننگ افسران سے ہوشیار رہئے

کنٹرولر آف راشننگ بمبئی نے راشن دکانات ، سیمنٹ
اور گیاسلیٹ فروخت کرنے کے لائیسنس رکھنے والوں کو شناختی
کارڈ نہ رکھنے والے ایسے فریبیوں سے خبردار کیا ہے جو غیر قانونی
طور پر ان سے باز پرس کرتے ہیں اور اپنی خدمات کے عوض میں یا بغیر
کسی خدمت کے ان سے رقم وصول کرتے ہیں ۔

لائسنس رکھنے والوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ ایسے افراد
سے شناختی کارڈ کا مطالبہ کریں اور شناختی کارڈ نہ ہونے کی صورت
میں انہیں پولس کے حوالے کردیں ۔

علاوہ ازیں اگر کوئی شناختی کارڈ رکھنے والا مجاز افسر کسی قسم
کی رشوت کا مطالبہ کرے تو اس کی اطلاع چوبیس گھنٹوں کے اندر کنٹرولر
آف راشننگ بمبئی کو دی جائے ۔

اندھے پن کی روک تھام کے لئے طبی کیمپ

امراض چشم اور اندھے پن کی روک تھام کے لئے قومی پروگرام کے تحت ریاست مہاراشٹر کے لئے آنکھوں کے آپریشن کا نشانہ ۲ لاکھ مقرر کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت رضاکارانہ اور سماجی تنظیمات داروں اور ہسپتالوں کو امراض چشم کے طبی کیمپ کے انعقاد میں مالی اور دیگر سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

۵۰،۰۰۰ سے کم آبادی والے چھوٹے شہروں میں کیمپ کے انعقاد کے لئے مقررہ شرح پر مرکزی مالی امداد بھی مہیا کی جائے گی۔ کسی بھی رضاکارانہ ادارے کے زیر اہتمام کیمپ کے انعقاد کے لئے اگر سرکاری گشتی گاڑیوں کا استعمال ہوگا، تو شرح امداد ۶۰ روپیہ سے کم کرکے ۴۰ روپیہ فی آپریشن دی جائے گی زیادہ سے زیادہ امدادی کیمپ ۱۲،۰۰۰ روپیہ ہوگی۔

مرکزی وزارت صحت اور خاندانی بہبود کے مرتب کردہ اصولوں میں یہ شامل ہے کہ مذکورہ کیمپ کا خاص مقصد عوام کو امراض چشم سے حفاظت کی تعلیم دینا اور امراض چشم کے علاج اور آپریشن کی سہولت مہیا کرنا ہے۔

دیہی علاقوں میں ایسے کیمپ کے لئے باصلاحیت، تجربہ کار ماہر سرجن کی خدمات حاصل کی جانی چاہیئے، کیمپ کی دیگر سرگرمیوں میں آنکھوں کی جانچ، ضروری آپریشن کے لئے انتظامات، اسکول اور شہریوں کا سروے وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مرتب کردہ اصولوں میں دوران کیمپ صفائی نیز عوام میں اور خصوصاً اسکولوں میں آنکھوں کی صحت کی تعلیم کو عام کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

ستارہ ضلع کے نو دیہات خشک سالی سے متاثر

حکومت مہاراشٹر نے ضلع ستارا کے تعلقہ کھاتو کے خریف فصلی نو دیہاتوں کو ناکافی بارش ہونے کی وجہ سے پیسہ واری ۶۰ - ۵۰ پیسہ سے بھی کم ہونے پر خشک سالی سے متاثرہ قرار دے دیا ہے۔

حکومت نے مذکورہ علاقہ کے متاثرہ افراد کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت روزگار مہیا کرنے کی ہدایات جاری کردی ہیں۔

پولیس ایکٹ میں ترمیم
آرڈیننس کا اجراء

گورنمنٹ مہاراشٹر نے پولیس (بدنظمی بوجہ اشتعال انگیزی) (مہاراشٹر ترمیم) آرڈیننس بابت ۱۹۸۳ء کا اجراء کرتے ہوئے پولس ایکٹ (بدنظمی بوجہ اشتعال انگیزی) بابت ۱۹۲۲ء میں ترمیم کی ہے۔

ترمیم کے مطابق بدنظمی پھیلانے کی کوشش کو قابل دست اندازی اور ناقابل ضمانت جرم قرار دیا ہے جس کے ارتکاب پر ۳ سال قید یا ۵۰۰۰ روپیہ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ یہ سزائیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور پولیس کمشنر کی شکایت پر عدالت سے دی جائیں گی اور مذکورہ قانون کے تحت مجسٹریٹ کے زیر سماعت متعلقہ معاملات لائے جائیں گے۔

"یہ ترمیم چند ناپسندیدہ عناصر کے خلاف کارروائی کے لئے کی گئی ہے۔ جو وفادار پولیس والوں میں بے چینی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جن کے خلاف کارروائی کے لئے موجودہ پولیس ایکٹ میں ضروری گنجائش نہ تھی۔

اطلاع نامہ سرکاری گزٹ، غیر معمولی، مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۸۳ء کے حصہ چہارم میں شائع کردیا گیا ہے۔

قارئین سے ضروری گزارش

★ خط و کتابت کے وقت حوالہ نمبر (جو کہ اُوپر یا رسالہ کے ریپر کے اُوپر درج ہوتا ہے) بطور خاص ضرور درج فرمادیں۔ ★ رقم خریداری بذریعہ منی آرڈر بھجواتے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف مراٹھی، انگریزی یا ہندی میں بھی اُردو کے ساتھ تحریر فرمادیں۔ کوپن منی آرڈر پر دستخط کردینے سے منی آرڈر بھجوانے والے کا نام و پتہ معلوم نہیں ہوتا اس لئے نام و پتہ ضرور لکھیں۔
★ جوابی خط یا جواب کے لئے ڈاک ٹکٹ بھجوانے کی زحمت نہ فرمائیں

(ادارہ)

اسماعیلی فرقہ کے پیشوا ہز ہائی نس
پرنس آغا خان، امامت کے سلور جوبلی جشن
میں شرکت کے لئے ۱۰ر جنوری ۱۹۸۳ء
کو بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی تشریف لائے، جہاں
آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔

شری جی۔ آر۔ بیگڈے، ڈائرکٹر
چھوٹی بچت، حکومت مہاراشٹر، کرلا میں
ایس۔ ٹی۔ کرلا اسٹورز کو "بچت بھنڈار"
کا خطاب دیئے جانے کے موقع پر ۱۳ر جنوری ۸۳ء
کو منعقدہ ایک تقریب میں تقریر فرما رہے ہیں

شریمتی زودگے کو ساوتری بائی پھلے ایوارڈ

حکومتِ مہاراشٹر کا شریمتی ساوتری بائی پھلے کے نام سے منسوب ایوارڈ جو ۵۰۰۰ روپیہ اور توصیفی سند پر مشتمل ہے، سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے پونے کی شریمتی پھلونت بائی زودگے کو دیا گیا تین سال پیشتر جاری کردہ یہ ایوارڈ ہر سال ریاستِ مہاراشٹر میں ایسی خاتون کو دیا جاتا ہے۔ جو تعلیم نسواں، سماجی انصاف جیسے کاموں کو فروغ دینے میں عملی خدمات انجام دے۔

کوسباد کی شریمتی انوتائی واگھ اور ناگپور کی سوگندھا بائی شندے کو بالترتیب ۸۱-۱۹۸۰ء اور ۸۲-۱۹۸۱ء کا ایوارڈ دیا گیا تھا۔

شریمتی زودگے کے پتی شری ڈمن۔ ایس۔ زودگے ایک معزز پرائمری ٹیچر ہیں۔ موصوفہ نے ۱۹۳۸ء میں اپنی تعلیم ختم کرکے تدریسی خدمات کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ گورنمنٹ پریکٹیسنگ اسکول میں بہ حیثیت معاون ٹیچر فائز ہوئیں اور اسی اسکول میں ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک صدر مدرسہ رہیں۔ تعلیمی میدان میں آپ نے کچھ نئے طریقے بھی پیش کئے اور اپنے تجربات کو کامیابی سے آزمایا اور تعلیم میں اپنے انتہائی شوق کی تسکین کے لئے پونے ضلع اسکول بورڈ کی تعلیم بالغاں تحریک میں سرگرمی سے حصّہ لیا اور اطراف کے دیہی علاقوں کی ۵۰۰ خواتین کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں "شریمتی ساوتری بائی پھلے" نامی کتاب بھی شائع کی یہ کتاب شریمتی پھلے کی سوانح حیات پر مشتمل آپ کے مضامین کا مجموعہ ہے، جو ایک ماہنامہ رسالہ اور ایک روزنامہ "سندھیہ" میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ شیواجی جیجا ماتا، شری گیانیشور اور تکارام پر بھی آپ کے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو سے ڈاکٹر امبیڈکر، مہاتما پھلے اور شریمتی ساوتری بائی پھلے کے حالات زندگی پر بھی آپ کے مقالات نشر ہو چکے ہیں۔

شریمتی زودگے نے شریمتی پھلے کے نام سے منسوب ایک ادارہ قائم کیا اور ممتاز خدمت گار کی یاد میں ایک آڈیٹوریم تعمیر کیا۔ اس ادارہ کے تحت ایک بک بائنڈنگ شعبہ موجود ہے جس میں ۵۰ تا ۷۵ خواتین برسرِ روزگار ہیں۔

آج آپ کی عمر ۶۰ سال سے بھی تجاوز کر چکی ہے، باوجود اس کے آپ سماجی خدمات میں اسی ذوق و شوق سے مصروف رہتی ہیں۔

اورنگ آباد میں جشنِ وجد

مولانا آزاد کالج اورنگ آباد کے اوپن تھیئٹر ہال میں ۱۱ر دسمبر کو
ری سکندر علی وجد کے اعزاز میں ایک دو روزہ جشن استقبالیہ
ام کیا گیا۔ جس کی صدارت ڈاکٹر رفیق زکریا ایم پی نے فرمائی۔ مرہٹواڑہ
سٹی کے وائس چانسلر شری گوندراؤ جہیسکر مہمانِ خصوصی تھے۔

ڈاکٹر رفیق زکریا ایم پی نے وجد صاحب کی ۵۰ سالہ ادبی خدمات کی
ش کرتے ہوئے جشنِ وجد کے انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد دی اور
ی جانب سے ۱۰ ہزار روپیہ کیسۂ زر پیش کیا۔

چیئرمین مہاراشٹر اردو اکیڈیمی ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی اور خواجہ عبدالغفور
ڑہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شری جی۔ آر۔ جہیسکر، مراٹھی روزنامہ "مرہٹواڑہ"
یر شری اننت بھالے راؤ اور قاضی سلیم ایم پی نے بھی وجد صاحب کی
دمات کو سراہا۔

اس موقعہ پر وائس چانسلر مرہٹواڑہ یونیورسٹی شری جی۔ آر۔ جہیسکر نے
وجد کے سلسلے میں شائع کردہ ایک سووینیر کا بھی اجرا کیا اور یونیورسٹی کی
سے ۵ ہزار روپیہ کیسۂ زر کا اعلان کیا۔ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈیمی
وجد کی خدمت میں ۵ ہزار روپے کا چیک پیش کیا۔

پدم شری سکندر علی وجد نے اپنی تقریر میں جشنِ استقبالیہ کے انعقاد
پر شکریہ ادا کیا اور مولانا آزاد کالج کی جانب سے ۱۰ ہزار روپیہ کا کیسۂ زر طلبہ
کی امداد کی غرض سے کالج کو پیش کر دیا۔

اس سے قبل پرنسپل مولانا آزاد کالج ڈاکٹر مظہر محی الدین نے مہمانوں کا
استقبال کیا۔

دوسرے دن ۱۲ر دسمبر کو ہندوجا ٹیکنولوجیکل انسٹی ٹیوٹ میں "وجد صاحب
کی شخصیت اور خدمات" کے زیرِ عنوان شری قاضی سلیم ایم پی کی زیرِ صدارت
ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں ملک کے نامور ادیب، صحافی، شعراء، اور
ممتاز شخصیتوں نے شرکت کی۔

قومی راج میں مطبوعہ کسی تخلیق کو حوالہ
یا بلا حوالہ شائع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کی دو
کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک
ریلیشنز، حکومتِ مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
کے نام ضرور بھجوائی جائیں۔ (ادارہ)

شری ایم۔ آر۔ پاٹل، ریاستی محکمۂ اطلاعات و رابطہ عامہ کے ڈائرکٹر جنرل، منترالیہ، بمبئی میں ۱۳ جنوری کو انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونیکیشن، دہلی کے زیر تعلیم ایشیائی اور افریقی صحافی طلباء سے ایک ملاقات کے دوران محو گفتگو

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام ۴ نومبر ۱۹۸۲ء کو مہاراشٹر کالج ہال، بمبئی میں اردو کے نامور صحافی اور ادیب مرحوم عبدالحمید بوبیرے کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔

زیر نظر تصویر میں شری ریاض احمد خاں (ایڈیٹر: قومی راج) اپنے خطبہ میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ اس موقع پر آپ نے حکومت مہاراشٹر کے ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز شری ایم۔ آر۔ پاٹل کا تعزیتی پیغام بھی پڑھ کر سنایا۔ ڈائس پر بائیں سے دائیں۔ شری علی سردار جعفری، شریمتی سلمیٰ صدیقی، ممبر سیکریٹری شری خواجہ عبدالغفور، چیئرمین اردو اکیڈمی ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی، شری مصطفیٰ فقیہہ، شری یوسف حافظ ایم۔ ایل۔ اے، ایڈیٹر صبح امید، شری عبدالسمیع بوبیرے، سابق وزیر ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا اور شری شیلا کشن نگم تشریف فرما ہیں۔
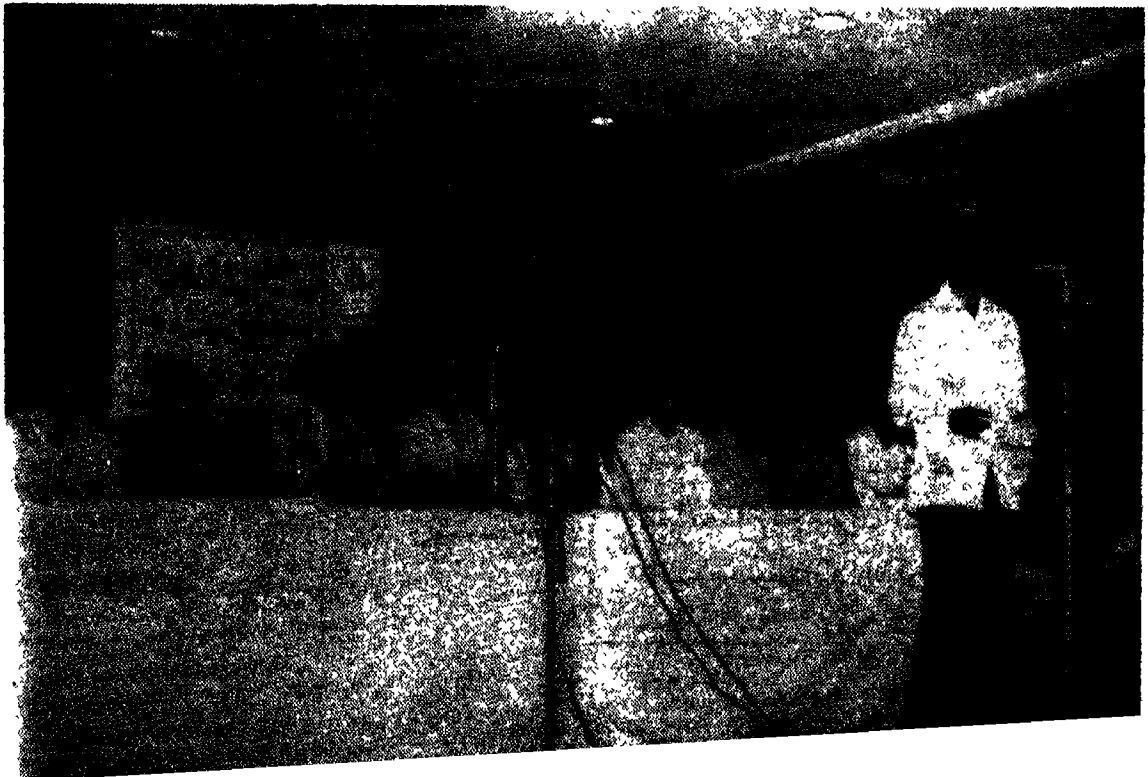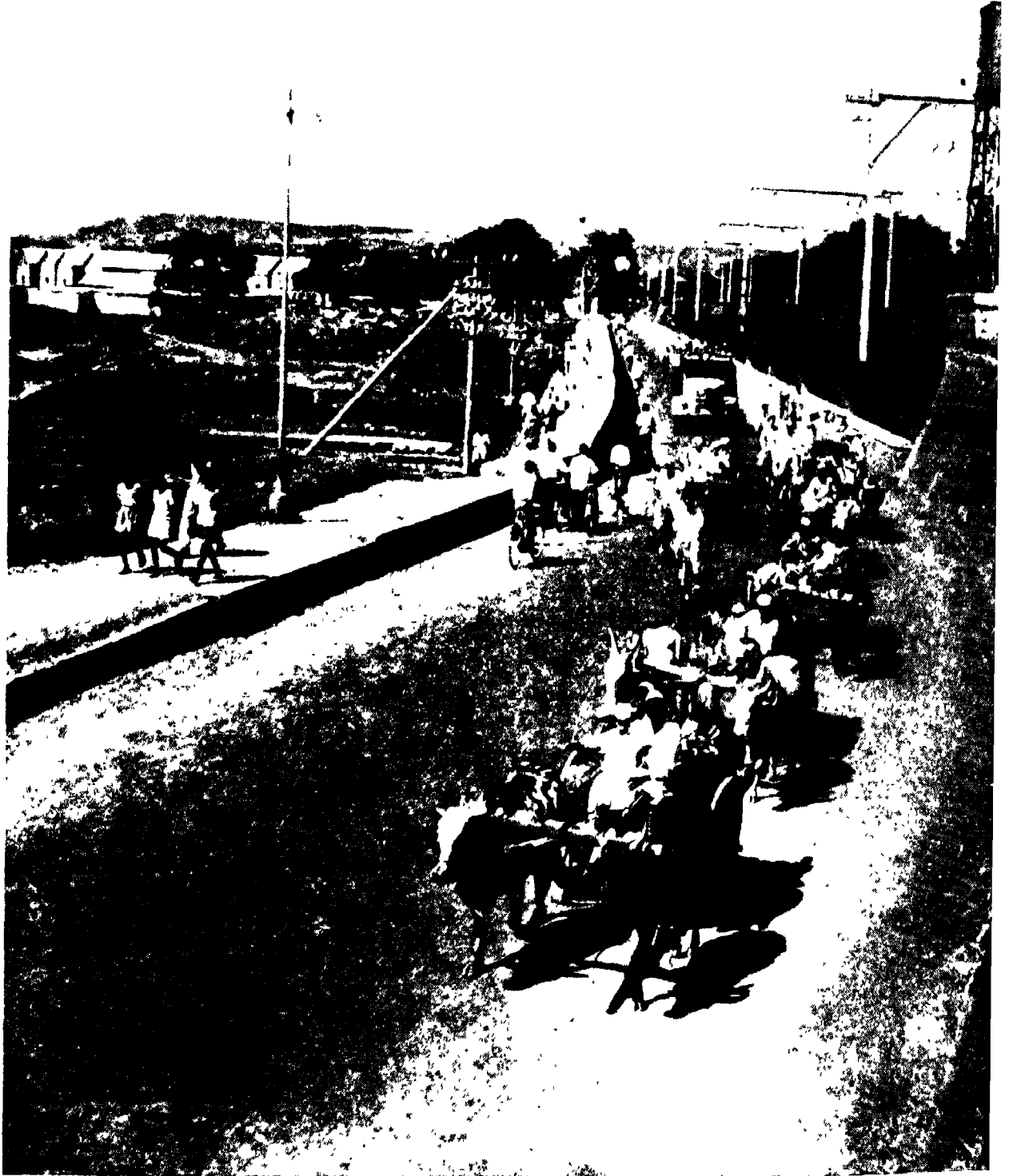
زرعی پیداوار سے لدی کسانوں کی بیل گاڑیاں بازار کی طرف رواں دواں

UMIRAJ: **Regd. No. MH-BY South-544** *Licence No. 89 for ' without prepayment of po*
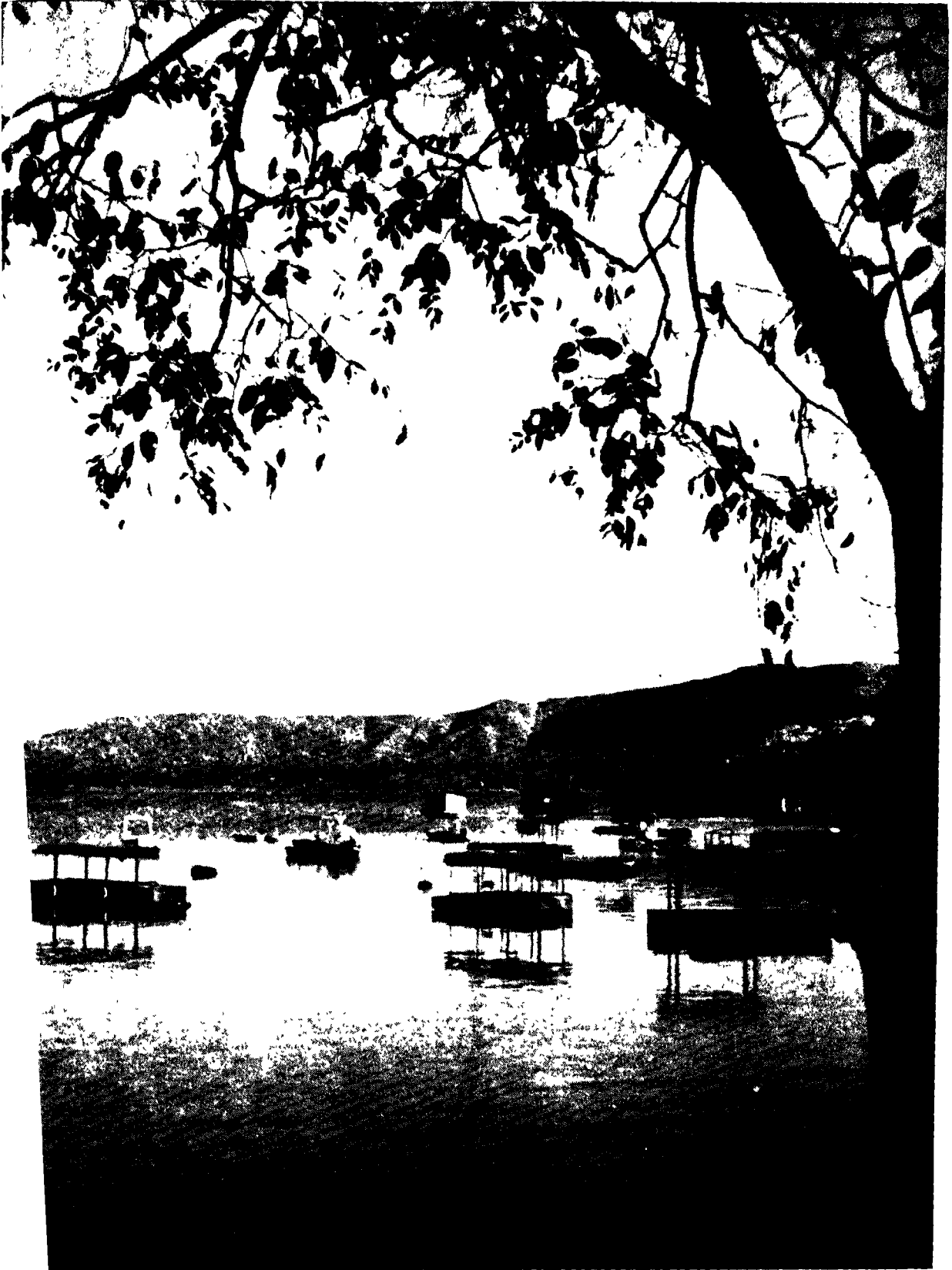
بمبئی کی پوائی جھیل کا طائرانہ حسن

شائع کردہ:۔ شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲، مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس

قومی راج
۱۰ر فروری ۱۹۸۳ء
یوم جمہوریہ خصوصی نمبر
10.2.83
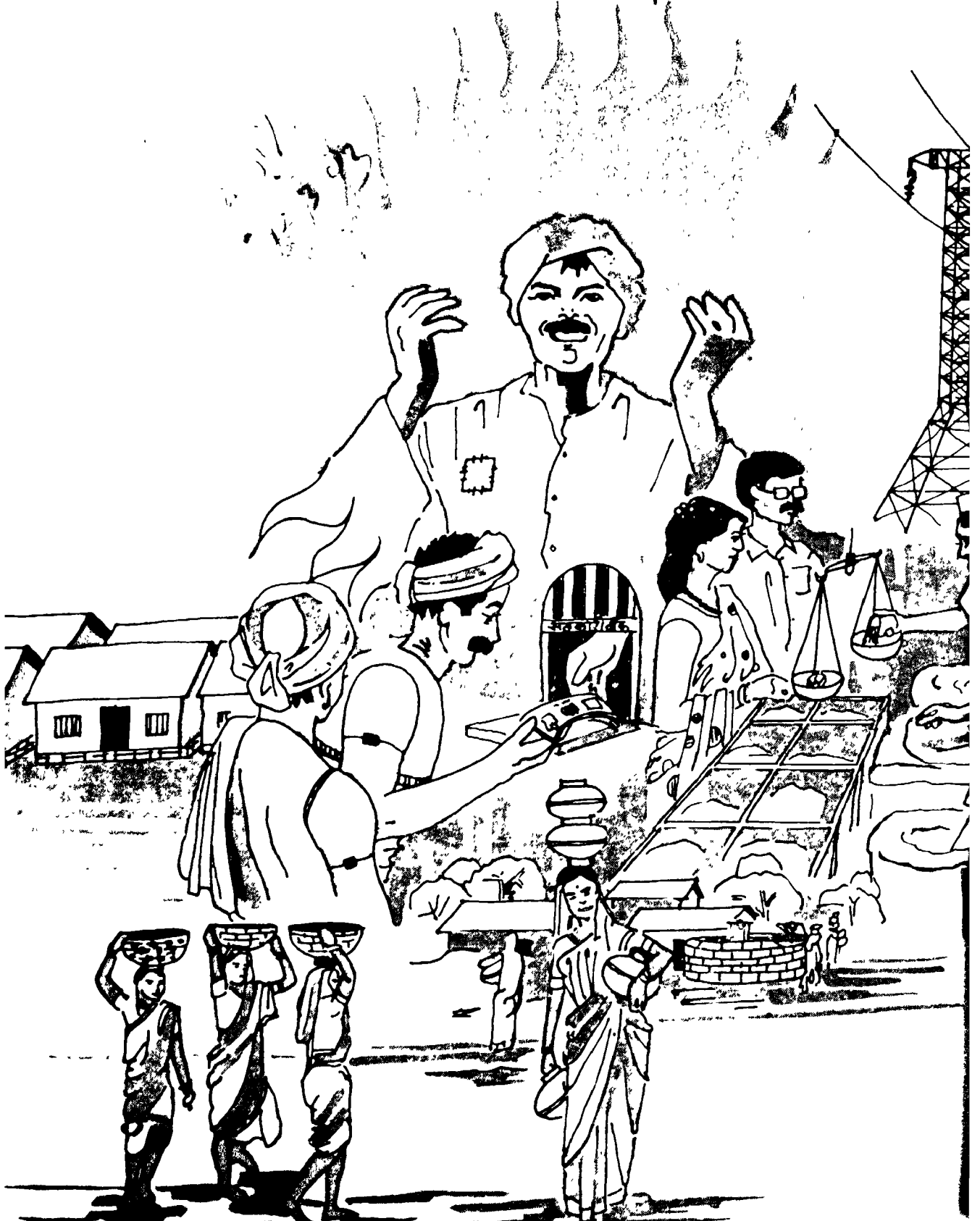
صدر جمہوریہ ہند شری گیانی ذیل سنگھ
بمبئی میں قیام کے دوران ۱۸ر جنوری ۱۹۸۳ء
کو گیٹ وے آف انڈیا کے سامنے نصب
چھتری شیواجی مہاراج کے مجسمہ کی گلپوشی
کر رہے ہیں۔

صدر موصوف کے اعزاز میں بمبئی
میونسپل کارپوریشن کی جانب سے کملا نہرو
پارک میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔
زیر نظر تصویر میں میئر ڈاکٹر پربھاکر پائی
صدر موصوف کو سپاسنامہ پیش
کر رہے ہیں۔

قومی راج

یوم جمہوریہ خصوصی نمبر

نگران :- خواجہ عبدالغفور (آئی ۔ اے ۔ ایس)

ہر ماہ کی ۱۰ ر اور ۲۵ ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد نمبر ۱۰ ۔ شمارہ ۳

۱۰ ر فروری ۱۹۸۳ ء

زرِ سالانہ دس روپے

قیمت فی کاپی پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر :- ریاض احمد خاں

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ :

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز ،

گورنمنٹ آف مہاراشٹر ، منترالیہ ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

صفحہ نمبر

نبال احمد نظامی
ھ پورہ - وارڈ نمبر ۱۲ - شیگاؤں (بلڈ انہ) مہاراشٹر

شدت سے انتظار کے بعد "قومی راج" موصول
کریہ، تفصیل سے پڑھا۔ ایک ایک سطر پڑھتا رہا اور سبحان اللہ
چھوٹا سا گلزار کا کیا کہنا۔ مبارکباد قبول کریں۔
"قومی راج" کی ترتیب و تدوین میں آپ جس لگن اور شوق
لیتے ہیں اور اس کو نکھارنے، سنوارنے میں جس طرح کی کوششیں
اس کے لئے آپ لائق صد مبارکباد ہیں۔
عبدالمجید صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے میں بھی یہ استدعا
کہ ایک صفحہ "مہاراشٹر کے بچوں" کے واسطے مخصوص کر دیجئے۔ امید
اس مشورے کو عملی جامہ ضرور دیں گے۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

عبدالمجید سرور
گلی نمبر ۹، ۳۴۲ - نیا پورہ ۷

"قومی راج" میں کھاری ہی نہیں، صوری ہی نہیں، معنوی حسن
پیدا ہو چلا ہے۔ پیش نظر مہاتما پھلے نمبر ہے۔ اب تک ہم لوگ مہاتما پھلے
شخصیت اور کارناموں سے تقریباً ناواقف تھے۔ "قومی راج" نے
مہاتما پھلے کی شخصیت کی ہمہ گیری پر اچھا مواد فراہم کیا ہے۔ ہم اردو والے
آپ کے شکر گذار ہیں۔

• شجاع الدین شاہد
خادم مجید سارسٹریٹ آفس، بمبئی ۴۰۰۰۲۹

۲۵ نومبر کا رسالہ موصول ہوا۔ غزلوں اور مضامین کی ترتیب کافی
اچھی رہی۔ سردار احمد علیگ کا مقالہ "گرو نانک ۔۔۔ اردو شاعری میں"
قابل ستائش ہے۔ غرضیکہ یہ شمارہ کافی اچھا رہا۔ رسالہ میں مزید ادبی
مضامین شامل فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

• غیاث الدین اٹاوی (بی کام)
محلہ نوذ نگر آباد ۔۔۔ اٹاوہ (یوپی)

"قومی راج" اپنی نفاست اور خوبصورتی کے ساتھ معلومات
اور علم کے موتی لئے ہوئے یہاں پہنچا۔ آپ کا مضمون "ونوباجی" سردار
احمد (علیگ) کا مضمون "گرونانک جی ... اردو شاعری میں" اور
آر۔ ایس۔ پروانہ کا مضمون "شیواجی مہاراج کی شاعر نوازی" کی
زبان اور بیان کا لہجہ اور تاثر "قومی یکجہتی کی بیداری" کے حق میں ازحد
مفید ہے، جس کی آج ہمارے وطن کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ایسے
مضامین جو قومی یکجہتی کو فروغ دیں، دوسری زبانوں کے سرکاری رسائل
(ہندی مہاراشٹر ٹائمس)، لوک راج مراٹھی، انگریزی، گجراتی اور سندھی)
میں بھی شائع کریں تو میل محبت، ملنساری و جذباتی ہم آہنگی کی کتنی اچھی فضا
تیار ہو۔ لیکن ایسے مضامین زیادہ تر اردو زبان ہی میں دیکھتا ہوں اور اس
سے اردو کی سیکولر اساس اور قومی یکجہتی کے لئے بہترین ادب و شاعری
کی بنیاد کا پتہ چلتا ہے اور ہم اردو والے اپنی زبان کی اس خوبی کی وجہ سے کتنے
وسیع قلب اور کتنے محبت کے جذبات سے معمور ہیں معلوم ہوتا ہے۔
اتفاق کہوں یا آپ کی مدیرانہ صلاحیت کی خوبی کہ راز اٹاوی، اور
عشرت ظفر کی غزلیں بھی قومی یکجہتی کے رنگ کو فروغ دینے والی اسی شمارہ
کی زینت ہیں۔

• مجید الحسن قریشی
غالب مارکیٹ - نل بازار، بمبئی ۳

"قومی راج" کا ہر شمارہ اپنی انفرادیت رکھتا ہے۔ اور ریاستی
سطح پر ہونے والی تعمیری سرگرمیوں اور معلومات کے ساتھ علمی، ادبی
مقالات نظموں، اور غزلوں سے آراستہ اس قدر نفاست سے پیش
کیا جاتا ہے کہ جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ حکومت مہاراشٹر
اور آپ کے اراکین عملہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد۔
کاش افسانوں کا اضافہ ممکن ہو تو یہ رسالہ ہر لحاظ سے مثالی بن جائے
مہاراشٹر کے بچوں کے صفحہ کی تجویز بھی نہایت مناسب ہے۔ بشرط ممکن
اس سلسلہ میں غور فرمائیں۔

ملک کی مزید ترقی وکامیابی کا عزم

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ایچ۔لطیف

جمہوریہ ہند کی ۳۳ ویں سالگرہ کے موقعہ پر گورنر مہاراشٹر، ایر چیف مارشل شری آئی۔ایچ۔لطیف نے اپنے پیغام میں مختلف شعبوں میں ملک کی سماجی، معاشی اور اخلاقی ترقیات وکامیابیوں کو مزید آگے بڑھانے کے لئے عوام سے باہمی تعاون اور جدوجہد کی اپیل کی۔

آپ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے۔

"جمہوریہ ہند کی ۳۳ویں سالگرہ پر میں مہاراشٹر کے عوام کو مبارکباد اور اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ اس موقع پر جب ہم اپنی خوشیوں کا اظہار کررہے ہیں، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی کارگذاریوں پر ایک نظر ڈالیں اور ملک کی اخلاقی اور سماجی اعلیٰ قدروں کو استحکام بخشنے کا عزم کریں۔ آیئے ہم بھارت کو اپنے خوابوں کی تعبیر بنانے اور دنیا کے عظیم ممالک میں اپنے وطن کو پُر وقار مقام دلانے کی جدوجہد کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صرف ۳۲ سال کے مختصر عرصہ میں ہمارے ملک نے اہم انسانی شعبوں میں نمایاں کامیابی وترقی حاصل کی ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کی حیثیت سے کامیابی، غذا میں خودکفالتی زرعی پیداوار میں اضافہ، صنعتی فروغ یہ سب ہمارے عوام کی ماہرانہ صلاحیت اور ملک کے معاشی استحکام کا ثبوت ہیں۔ آج ہم تیل میں خودکفیل بننے میں تقریباً کامیاب ہیں۔ خلائی تحقیقات میں بھی ہماری نمایاں کامیابیوں سے یہ توقع بھی قائم ہوئی ہے کہ جلد ہی ہماری ہوائی فوج کے ہونہار ہواباز خلاء کو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہوجائیںگے حالیہ نویں ایشیائی کھیلوں کے انعقاد اور بھارتی کھلاڑیوں کی فتوحات سے اسپورٹس کے میدان میں بھی ہماری تنظیمی صلاحیتیں اُجاگر ہوئی ہیں۔ اب آئندہ ناوابستہ ممالک کی چوٹی کانفرنس بھارت میں منعقد کئے جانے کا فیصلہ ملک کی اعلیٰ اور مضبوط حیثیت کا ایک اور ثبوت ہے۔

ریاست مہاراشٹر کے لئے یہ امر قابل فخر ہے کہ ٹیکسٹائل ملوں کی ہڑتال کے باوجود ملک کی معاشی مضبوطی میں ریاست نے نمایاں حصّہ لیا ہے۔ ۲۰ نکاتی پروگرام پر ریاست میں مؤثر عمل آوری، خاندانی بہبود پروگرام کی ہماری ریاست میں ملک بھر سے زیادہ کامیابی اور حالیہ خشک سالی کی صورتِ حال کے دوران عوامی تکالیف دُور کرنے میں بہترین انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ، یہ تمام مہاراشٹر کے وقار میں اضافہ کرتے ہیں

یہ کامیابیاں ہمارے لئے حوصلہ افزا ضرور ہیں لیکن سماج کو کمزور کرنے والی تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمیں مزید جدوجہد کرنی ہے۔ آیئے آج ہم بلند حوصلوں کے ساتھ اپنی ذمّہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے "اپنی خدمت آپ" کے اصول کو اپنا نصب العین بنائیں۔ اس یوم جمہوریہ پر عوام کے لئے یہی ہمارا وعدہ ہے۔

جئے ہند"

نظم و نسق کی اعلیٰ روایتیں برقرار رکھئے

وزیر اعلیٰ کی سرکاری عہدہ داران سے اپیل

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۲ر فروری کو راج بھون بمبئی میں اپنے عہدے کا حلف لینے کے فوراً بعد منترالیہ میں طلب کی گئی مختلف محکموں کے سیکریٹریوں کی ایک میٹنگ میں توقع ظاہر کی کہ سرکاری عہدہ داران نظم و نسق کے معاملہ میں مہاراشٹر کی ملک گیر اعلیٰ روایتیں برقرار رکھیں گے۔ اس موقعہ پر شری پاٹل نے اعلیٰ سرکاری عہدہ داران سے مختلف انتظامی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

شری پاٹل نے کہا کہ حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے وہ ریاست کی پالیسی مرتب کرنے اور اس پر عمل آوری کے ذمہ دار ہیں اس طرح وہ بالراست عوام کو جواب دہ ہیں۔ آپ نے سرکاری افسران سے اپیل کی کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے سرکاری پروگراموں کو موثر طریقے سے زیر عمل لانے کے لئے ہر ممکن تعاون پیش کریں۔

وزیر اعلیٰ نے یقین ظاہر کیا کہ عوامی بہبود کے ان کے منصوبے نیز مؤثر انتظامیہ کے ذمہ داروں کے سرگرم تعاون سے ریاست کے عوامی مسائل حل ہو سکتے ہیں آپ نے تمام شعبوں کے تعاون کے ساتھ پیش قدمی کا اپنا عزم ظاہر کیا۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ اس جدوجہد میں ریاستی انتظامیہ ان کے ساتھ کلی طور پر تعاون کرے گا۔

اس سے قبل چیف سیکریٹری شری رام پردھان نے نئے وزیر اعلیٰ کا استقبال کیا اور فرمایا کہ ریاست میں مؤثر انتظامیہ فراہم کرنے میں ریاست کے سابق سربراہوں کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

شری پردھان نے یقین دلایا کہ ریاستی انتظامیہ حکومت کی تمام پالیسیوں پر موثر عمل آوری میں مستعد رہے گا۔

بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری

وزیراعظم کا نیا بیس نکاتی پروگرام ملک کی سماجی ، و
شی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہمارا شر نے اس
رام کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کا عزم کیا ہے اور اس سلسلے میں
رد اقدامات بھی کئے ہیں ۔

سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران سٹے بیس نکاتی پروگرام کے لئے
۱۸۳۱ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ جن میں سے ۳۸ ،۸۳۸
روپے معاشی ترقی ، ۱۳ ،۲ ،۷ کروڑ روپے سماجی ترقی ،
۸۰ ،۲۲۰ کروڑ روپے سماج کے کمزور طبقات کی سماجی و معاشی
د کے لئے کئے جانے والے خصوصی اقدامات کے لئے ہوں گے ۔
میں اس پروگرام کے تحت مختلف میدانوں میں ہوئی کامیابی
ائزہ پیش کیا گیا ہے ۔

پاشی اور کھیتی باڑی

ریاستی حکومت نے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران
۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیر آب لانے کا نشانہ ہر لحاظ سے پورا
اب جون ۱۹۸۳ء تک مزید ۲۵ ،۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیر آب
کے لئے اپنے وسائل استعمال کر رہی ہے ۔ خشک سالی سے متاثرہ
ں میں کاشت کاری کے لئے کسانوں کو کاشت کاری کی نئی تکنیک
روشناس کرانے اور ضروری سامان فراہم کرنے کے لئے ریاست
چار پروجیکٹ جاری کئے جائیں گے یہ چار پروجیکٹ ۲۰۰ ،۴ ہیکٹر
ی کا احاطہ کریں گے ۔

دالوں کے لئے خصوصی اقدامات

حکومت نے دالوں کی کاشت کے لئے ایک علیحدہ پروگرام اختیار
کیا ہے ۔ جس کے تحت سال ۱۹۸۲ء کی خریف فصل کے لئے
۱۹۰ و ۸۵ ہیکٹر اراضی پر دالوں کی تخم ریزی کی گئی نیز ۰۰۰ ،۷ ،۴ ہیکٹر
اراضی پر محفوظ آب پاشی ۰۰۰ ،۷ ،۴ ہیکٹر اراضی پر بیجوں کی دیکھ بھال
اور ۰۰۰ ،۵۲ ہیکٹر اراضی پر پودوں کی دیکھ بھال کے انتظامات کئے گئے ۔
علاوہ ازیں ستاون ہزار " ضروری اوزار " دیئے گئے ۔
تلہن کے سلسلے میں ۰۰۰ ،۸۵ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی اور ۵۰۰ ،۱ کوئنٹل
بہتر قسم کے بیجوں کی فراہمی کے انتظامات کئے گئے ۔

نظم ونسق کی اعلیٰ روایتیں برقرار رکھئے

وزیر اعلیٰ کی سرکاری عہدہ داران سے اپیل

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۲ر فروری کو راج بھون بمبئی میں اپنے عہدے کا حلف لینے کے فوراً بعد منترالیہ میں طلب کی گئی مختلف محکموں کے سیکریٹریوں کی ایک میٹنگ میں توقع ظاہر کی کہ سرکاری عہدہ داران نظم و نسق کے معاملہ میں مہاراشٹر کی ملک گیر اعلیٰ روایتیں برقرار رکھیں گے ۔ اس موقعہ پر شری پاٹل نے اعلیٰ سرکاری عہدہ داران سے مختلف انتظامی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

شری پاٹل نے کہا کہ حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے وہ ریاست کی پالیسی مرتب کرنے اور اس پر عمل آوری کے ذمہ دار ہیں اس طرح وہ بالراست عوام کو جواب دِہ ہیں ۔ آپ نے سرکاری افسران سے اپیل کی کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے سرکاری پروگراموں کو موثر طریقے سے زیرعمل لانے کے لئے ہر ممکن تعاون پیش کریں ۔

وزیراعلیٰ نے یقین ظاہر کیا کہ عوامی بہبود کے ان کے منصوبے نیز مؤثر انتظامیہ کے ذمہ داروں کے سرگرم تعاون سے ریاست کے عوامی مسائل حل ہو سکتے ہیں آپ نے تمام شعبوں کے تعاون کے ساتھ پیش قدمی کا اپنا عزم ظاہر کیا ۔

وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے ۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ اس جدوجہد میں ریاستی انتظامیہ ان کے ساتھ کلی طور پر تعاون کرے گا ۔

اس سے قبل چیف سیکریٹری شری رام پردھان نے نئے وزیراعلیٰ کا استقبال کیا اور فرمایا کہ ریاست میں مؤثر انتظامیہ فراہم کرنے میں ریاست کے سابق سربراہوں کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں ۔

شری پردھان نے یقین دلایا کہ ریاستی انتظامیہ حکومت کی تمام پالیسیوں پر موثر عمل آوری میں مستعد رہے گا ۔

بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری

وزیراعظم کا نیا بیس نکاتی پروگرام ملک کی سماجی ، و
معاشی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ جہاراشٹر نے اس
پروگرام کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کا عزم کیا ہے اور اس سلسلے میں
متعدد اقدامات بھی کئے ہیں ۔
سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران میں بیس نکاتی پروگرام کے لئے
۳ء۱۸۳۱ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ جن میں سے ۳۸ء۸۳۸
روڑ روپے معاشی ترقی ، ۱۳ء۲۷ء کروڑ روپے سماجی ترقی ،
در ۸۰ء۲۲۰ کروڑ روپے سماج کے کمزور طبقات کی سماجی و معاشی
بہبود کے لئے کئے جانے والے خصوصی اقدامات کے لئے ہوں گے ۔
ذیل میں اس پروگرام کے تحت مختلف میدانوں میں ہوئی کامیابی
کا جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔

آبپاشی اور کھیتی باڑی

ریاستی حکومت نے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران
۱ء۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیر آب لانے کا نشانہ ہر لحاظ سے پورا
کیا اب جون ۱۹۸۳ء تک مزید ۲۵ء۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیر آب
لانے کے لئے اپنے وسائل استعمال کر رہی ہے ۔ خشک سالی سے متاثرہ
علاقوں میں کاشت کاری کے لئے کسانوں کو کاشت کاری کی نئی تکنیک
سے روشناس کرانے اور ضروری سامان فراہم کرنے کے لئے ریاست
میں چار پروجیکٹ جاری کئے جائیں گے یہ چار پروجیکٹ ۲۰۰ء۴ ہیکٹر
اراضی کا احاطہ کریں گے ۔

دالوں کے لئے خصوصی اقدامات

حکومت نے دالوں کی کاشت کے لئے ایک علیحدہ پروگرام اختیار
کیا ہے ۔ جس کے تحت سال ۱۹۸۲ء کی خریف فصل کے لئے
۱۹۰ء۸۵ ہیکٹر اراضی پر دالوں کی تخم ریزی کی گئی نیز ۰۰۰ء۴۷ ہیکٹر
اراضی پر محفوظ آب پاشی ۰۰۰ء۴۷ ہیکٹر اراضی پر بیجوں کی دیکھ بھال
اور ۰۰۰ء۵۲ ہیکٹر اراضی پر پودوں کی دیکھ بھال کے انتظامات کئے گئے ۔
علاوہ ازیں ستاون ہزار " ضروری اوزار " دیئے گئے ۔
تلہن کے سلسلے میں ۰۰۰ء۸۵ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی اور ۵۰۰ء۱ کوئنٹل
بہتر قسم کے بیجوں کی فراہمی کے انتظامات کئے گئے ۔

دیہی [illegible] ترقی پروگرام

اس پروگرام سے ابھی تک ۸۳,۰۰۰ خاندان مستفید ہوئے ہیں جن میں سے ۳۰ فیصد مندرجہ جاتیوں اور قبائلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ اس پروگرام کی کامیابی کا دار و مدار بینکوں سے بر وقت رقم حاصل ہونے پر ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں بینکوں سے قریبی رابطہ قائم رکھنے کے لئے محکمہ منصوبہ بندی میں ایک سیکریٹری کا تعین کیا گیا ہے قومی سطح پر جاری کئے گئے آر۔ ای۔ پی پروگرام کا نفاذ ریاستی حکومت کے ضمانت روزگار اسکیم کے ساتھ ہی کیا جا رہا ہے۔ جس سے دیہی عوام کو روزگار حاصل ہونے کے علاوہ اجتماعی افادیت کی بھی توقع ہے۔

زائد اراضی کے لئے ٹریبونل

مالکان اراضی کی جانب سے مہاراشٹر زرعی اراضی (زمین رکھنے کی حد بندی) قانون کے تحت درج شدہ ۱ء۱۰ لاکھ معاملات میں سے ۱,۰۸,۲۲۴ معاملات کا تصفیہ کیا گیا جو ۲,۸۰,۸۷۵ ہیکٹر زائد اراضی سے متعلق تھا۔ ۲,۲۱,۸۷۳ ہیکٹر اراضی کو تحویل میں لیا گیا ہے۔ ۱,۰۸,۳۶۵ افراد اور ۷,۵ کو آپریٹیو فارمنگ سوسائٹیوں میں ۱,۸۲,۴۵۵ ہیکٹر اراضی تقسیم کی گئی ہے۔

سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران کل ۱۷,۵۰۰ ہیکٹر زائد اراضی دستیاب ہوئی تھی جس میں سے دسمبر ۱۹۸۲ء تک ۱,۳۵۸ ہیکٹر اراضی تقسیم کی گئی ہے۔ زائد اراضی کی تقسیم کے لئے ٹریبونلس کی از سر نو تشکیل کے لئے بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

اقل ترین اجرت

اقل ترین اجرت پر نظرثانی کرنے کے لئے نامزد کردہ کمیٹی کی رپورٹ پر حکومت غور کر رہی ہے۔ فی الوقت یہ اجرت چار روپے سے ساڑھے پانچ روپیوں کے درمیان ہے۔ اقل ترین اجرت قانون کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے حکومت نے انسپکٹروں کا تقرر کیا ہے۔ ان انسپکٹروں نے ۸۵,۰۰۰ دورے کئے اور ۲۷,۰۰۰ معاملات میں غیر ضابطگی کا پتہ لگایا جن میں سے ۲۳,۰۰۰ معاملات میں حسب قانون اجرت دینے کا انتظام کیا گیا۔

بندھوا مزدور

حالانکہ مہاراشٹر میں اعلانیہ طور پر کہیں بھی بندھوا مزدوری کا رواج باقی نہیں رہا ہے تاہم تھانے میں چار اور رتناگیری میں دو بندھوا مزدوری کے معاملات حکومت کے علم میں آئے۔ حکومت نے ان مزدوروں کو نجات دلائی۔ دونوں اضلاع کے کلکٹروں کو متعلقہ افراد کی باز آبادکاری کے لئے فوری اقدامات کرنے کی ہدایت دی گئی ہے نیز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر بااختیار ایگزیکیوٹیو مجسٹریٹوں کو متعلقہ قانون کے تحت بندھوا مزدوری کرانے والوں کے خلاف عدالتی تحقیقات کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

پسماندہ طبقات کی بہبود

ریاستی حکومت نے مندرج جاتیوں اور قبائلیوں کی فلاح و بہبود کے لئے دو خصوصی پروگرام نافذ کئے ہیں۔ ایک ہے خصوصی مربوط منصوبہ اور دوسرا قبائلی ضمنی منصوبہ۔ ان پروگراموں کے تحت تقریباً ۹۶,۳۷۵ مندرج جاتیوں اور ۳,۳۶ لاکھ مندرج قبائل کے خاندانوں کو مالی امداد دی گئی۔

پینے کے پانی کی فراہمی

دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے پروگرام کے تحت ابھی تک ۱,۰۹۲ دیہاتوں میں پینے کا پانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس سے

قبل ان دیہاتیوں کو پینے کے پانی کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس پروگرام کے تحت خشک سالی سے متاثرہ ۸۹۰ دیہاتوں میں بھی فراہمی آب کا انتظام کیا گیا۔ کلکٹر، ضلع پریشد کے چیف ایگزیکیٹیو افسر اور ضلع کے ماہر ارضیات پر مبنی افسران کی ایک ٹیم ضلع میں اس پروگرام کے نفاذ کی نگرانی کرتی ہے۔

دیہاتوں میں مکانوں کی فراہمی

ابتداءً یہ اسکیم صرف پانچ ہزار کی آبادی والے دیہاتوں ہی میں نافذ کی جاتی تھی لیکن اب، گاؤں کی آبادی سے قطع نظر تمام دیہات اور پندرہ ہزار یا اس سے کم آبادی والے میونسپل علاقوں میں بھی یہ اسکیم نافذ کی جارہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک جھونپڑے کی تعمیر پر ۲۰۰۰ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ سالِ رواں کے دوران ۶۹۲۰۰ جھونپڑوں کی تعمیر اور ۷۰۶۰۰ مکانات کے لئے جگہ کی فراہمی کا نشانہ پورا کرنے کے لئے مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔ ابھی تک ۱۸۰۰۰ جھونپڑے بنائے گئے ہیں اور ۷۶۵ مکانات کے لئے جگہ فراہم کی گئی ہے۔

سلم سدھار

ریاست کے ۱۷ شہروں میں یہ پروگرام زیر نفاذ ہے۔ اس کے علاوہ معاشی اعتبار سے کمزور افراد کو مکانات فراہم کرنے کی بھی ایک اسکیم جاری ہے۔ سالِ رواں کے دوران سلم بستیوں کے حالات کو سدھارنے سے ۲۵۰۰۰۰ افراد کو فائدہ پہنچانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ابھی تک تقریباً ۱۶۲۷ لاکھ افراد مستفید ہوچکے ہیں۔ اپریل۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کے دوران معاشی اعتبار سے کمزور افراد کے لئے دس ہزار مکانات تعمیر کئے گئے۔

دیہی بجلی

دسمبر ۱۹۸۲ء تک ۱۰۶۶ دیہاتوں میں بجلی پہنچائی گئی اور ۵۱۳۸۶ پمپوں کو بجلی کے پمپوں میں تبدیل کیا گیا۔ سالِ رواں کے دوران ۹۶۰ میگھا واٹ بجلی تیار کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ابھی تک ۳۲۰ میگھا واٹ بجلی تیار کی گئی ہے۔

جنگلات اور توانائی

ریاست میں شجر کاری اسکیم کے تحت دسمبر ۱۹۸۲ء تک ۲۲٫۷۵ کروڑ پودے لگائے گئے جبکہ مقررہ نشانہ صرف ۱۲ کروڑ پودے لگانے کا تھا۔ "بچوں کے لئے درخت" اسکیم کے تحت اسکولی بچوں میں تین لاکھ پھلدار درخت تقسیم کئے گئے۔ مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کی اراضی پر ۶ لاکھ پھلدار درختوں کے پودے لگائے گئے۔ ۲۰۹۹ بائیو گیس پلانٹ نصب کئے گئے۔ غیر معمولی قابل تجدید ذرائع توانائی کو مقبول بنانے کے لئے ناشک ضلع کے سینر تعلقہ اور پونے ضلع کے بھور تعلقہ میں مربوط دیہی توانائی پروگرام جاری کیا گیا ہے۔

خاندانی بہبود کا ۳٫۷۴ لاکھ نشانہ

سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے ۳۷۴۰۰۰ تدابیر نس بندی کا نشانہ ہے دسمبر کے اختتام تک ۳٫۴۸ لاکھ نس بندیاں کی جاچکی ہیں۔ مانع حمل گولیوں کے استعمال کرنے والوں کی تعداد ۳۹۰۰۰ کے نشانہ میں سے ۳۶۹۹۶ تھی۔ ۲۴۸ کے نشانہ کے مقابلہ میں ۱۶۰۷ کیمپ لگائے گئے۔ نس بندی اور سی۔سی۔ مستعملین کے تعلق سے ریاست مہاراشٹرا ساری ریاستوں سے آگے ہے اور حکومت ہند کے مقرر کردہ نشانہ کو پار کرچکی ہے۔

تحفظِ صحت پر زور

"دو ۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت" کے مقصد کے حصول کے لئے پینے کے صاف پانی، حفظان الصحت کے بہتر ذرائع، غذائیت اور تعلیم صحت کی فراہمی کے ساتھ احتیاطی اور انسدادی تدابیر مہیا کرکے ایک جامع منصوبہ پر عمل کیا جا رہا ہے، اس میں ۱۰۰۰ آبادی کے گاؤں کے لئے ایک تربیت یافتہ دایہ، اور ایک ہیلتھ گائیڈ ۵۰۰۰ آبادی والے کے لئے اور ۳۰۰۰۰ آبادی والے علاقے کے لئے ایک پرائمری سب سنٹر شامل ہے۔ ۱۰۰۰ پرائمری ہیلتھ سب سنٹروں کی منظوری کا نشانہ حاصل ہو چکا ہے۔ بی۔ سی۔ جی کے ٹیکہ لگانے کے پروگرام میں بھی شدت پیدا کی جا چکی ہے۔ ہیلتھ سنٹروں کی سطح تک بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں اور وٹامن "اے" کی گولیاں پانچ سال تک کی عمر کے بچوں میں بہ کثرت تقسیم کی جا رہی ہیں۔ ابھی تک آنکھوں کے چھ سو طبی کیمپ منعقد کئے جا چکے ہیں۔

خواتین اور بچوں کے لئے پروجیکٹ

انٹیگریٹیڈ چائیلڈ ڈیولپمنٹ سروس پروجیکٹ، مزید ۲ شہری، ۱۳ دیہی اور ۴ قبائیلی بلاکس میں جاری کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت ماں اور بچہ کی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ خصوصی غذائی پروگرام کے تحت مزید ۲۶.۸۰ لاکھ بچے اور ۷۵ ہزار عورتیں مستفید ہوں گی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم کے پروگرام کے تحت ۱۱۲.۰۸ لاکھ طلبہ کے نام

درج کئے گئے ہیں جن میں ۴۵.۸۱ لاکھ لڑکیاں ہیں۔ علاوہ ازیں تعلیم بالغان کے لئے ۸۶,۵۷۰ مراکز بھی قائم کئے گئے جن میں ابھی تک ۲۶.۴ لاکھ بالغوں نے اپنے نام درج کرائے ہیں۔

عوامی نظامِ تقسیم

عوامی نظامِ تقسیم کے تحت زیادہ سے زیادہ افراد کو ضروری اشیاء فراہم کرنے کے لئے کثیر تعداد میں راشن کی دکانیں کھولی گئی ہیں۔ ابھی تک تیس ہزار دکانیں کھولی گئی ہیں۔ جن میں ۶۱۶ دکانیں تعلیم یافتہ بے روزگار افراد، ۵۸ دکانیں جسمانی اعتبار سے معذور افراد، ۸۰۹ دکانیں مندرج قبائل کے افراد اور ۱۱۹۶ دکانیں مندرج جاتیوں کے افراد چلا رہے ہیں۔ دور دراز قبائلی علاقوں میں بھی خصوصی طور پر ڈھائی ہزار دکانیں کھولی گئی ہیں۔ دور دراز علاقوں میں رہنے والے صارفین کی سہولت کے لئے گشتی یونٹ جاری کرنے کی تجویز زیرِ غور ہے۔ دسمبر ۱۹۸۲ء تک ۶۴۹ نئی دکانیں کھولی گئیں۔

بک بینکس اسکیم کے تحت مندرج جاتیوں، قبائیلیوں، ڈیمکٹ جاتیوں اور خانہ بدوش قبائیلیوں کے بچوں میں کتابیں تقسیم کرنے کے لئے اسکولوں کو ۵۶.۷۴ لاکھ کتابیں دی گئیں۔ علاوہ ازیں ۱.۵۷ لاکھ ایکسر سائز بک بھی دئے گئے۔

متوازن صنعتی ترقی

ریاست کی متوازن صنعتی ترقی کے لئے متعدد پروگرام اختیار کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں چھوٹی صنعتوں اور گھریلو صنعتوں کے فروغ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ نوجوانوں کو تکنیکی تعلیم دینے کے بھی انتظامات کئے

گئے ہیں۔ علاوہ ازیں چھوٹی صنعتوں کو ضروری امداد کے لئے حکومت مہاراشٹر نے انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹ منٹ کارپوریشن آف انڈیا کے اشتراک سے مہاراشٹر صنعتی و تکنیکی مشاورتی تنظیم، تشکیل دی ہے۔ یہ تنظیم چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو ہر قسم کی معلومات فراہم کرتی ہے۔

ریاست کی صنعتی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت صنعتوں کے لئے ضروری بنیادی معلومات فراہم کر رہی ہے، پس ماندہ علاقوں میں منی انڈسٹریل اسٹیٹ قائم ہو رہے ہیں تاکہ ان علاقوں میں بھی صنعت کار اپنی یونٹیں قائم کریں مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن اور مہاراشٹر فینانس کارپوریشن بھی ریاست کی صنعتی ترقی میں اپنا رول ادا کر رہی ہیں۔ ہینڈلوم صنعت کو ترقی دینے کے لئے خصوصی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہینڈلوم کارپوریشن، اور بنکروں کے سروس سینٹر نے بنکروں کے لئے ۵۵ ڈیزائن تیار کئے ہیں۔

کالا بازاری کی روک تھام

محصول جمع کرنے والے محکموں میں کسی قسم کی بے ضابطگی کی نشان دہی کرنے اور اسے دور کرنے کے لئے خصوصی عملہ متعین کیا گیا ضروری اشیاء کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے، ذخیرہ اندوزی اور کالا بازاری کی روک تھام کے لئے ریاستی اور ضلع واری سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ نیز اضلاع اور پولیس کمشنر علاقوں میں خصوصی انٹیلیجنس سیلس بھی قائم کئے گئے ہیں۔

عوامی اداروں کی کارکردگی

ریاست میں کل ۴۲ عوامی ادارے (Public Sector Underta King) ہیں۔ حکومت نے ان کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔

یہ کمیٹی ہر سال کے سرمایہ کاری پروگرام کے مطابق مالی امداد کی رقم تجویز کرتی ہے۔ اس کے علاوہ چیف سکریٹری کی زیر صدارت ایک اسٹیرنگ کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔ یہ کمیٹی کارپوریشنوں کو انتظامی امور میں ہدایات دیتی ہے۔ ان کی وسط مدتی و طویل مدتی منصوبوں کا مقررہ وقفوں کے بعد جائزہ بھی لیتی ہے۔ ایک پروجیکٹ کلیرنس کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جو ۵۰ لاکھ روپیوں سے زیادہ کی لاگت کے پروجیکٹوں کے منصوبوں پر غور کرتی ہے۔

ضروری گذارش

زرِ خریداری روانہ فرمانیوالے حضرات سے :

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ اپنا نام، پتہ تحریر نہیں کرتے، جس کی وجہ سے شکایتی خط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر نام و پتہ تحریر ہو تو 'قومی راج' فوراً جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

مہاراشٹر میں ذرائع توانائی

انسانی زندگی کے لئے غذا اور پانی کی طرح توانائی بھی بے حد اہم ہے۔ نئے اور قابل تجدید ذرائع توانائی کو فروغ دینے کی ملک گیر پالیسی پر عمل کرتے ہوئے حکومت مہاراشٹر نے بھی اس سلسلے میں متعدد اسکیمات مرتب کی ہیں اور پروجیکٹ جاری کئے ہیں۔ ذیل میں حکومت کے ان اقدامات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

زمین پر اپنی بقا کے لئے ایندھن سے لے کر نیوکلیائی توانائی کے دور تک انسان نے کئی منزلیں طے کی ہیں اب تک بقاءِ زندگی پر توانائی سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی لیکن اب زندگی کے لئے بجلی ضروری ہوگئی ہے۔ سطح زمین پر عام ذرائع توانائی میں سے کوئلہ اور تیل کی قلت ہے۔ اس لئے قابل تجدید قدرتی توانائی پر ہی مستقبل کا دارومدار ہے۔ توانائی کے شمسی، بادی، حیواتی اور نباتاتی ذرائع قابل تجدید ذرائع ہیں۔ کیونکہ ان کی بقا سورج سے قائم ہے۔ اب ان ذرائع کا استعمال وقت کی ضرورت بن چکا ہے۔

نئے اور قابل تجدید ذرائع توانائی میں سدھار ملک کی اولین ضرورت کے پیش نظر نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں شامل ہے۔ تمام ریاستوں میں ذرائع توانائی کی ترقیات کے اقدامات میں مہاراشٹر پیش پیش ہے۔

پن چکیاں

پن چکیاں، کھیتوں میں پمپ سے پانی نکالنے، پینے کے پانی کی فراہمی اور نمک سازی کے لئے نہایت اہم ہیں۔ قومی پروگرام کے تحت ریاستی حکومت نے مختلف سرکاری جگہوں پر، پن چکیاں نصب کی ہیں اگلے سال اس پروگرام کے تحت مزید ۱۰۰ پن چکیاں نصب کی جائیں گی۔ حکومت ایک ترغیبی اسکیم کے ذریعہ کسانوں اور عام اشخاص کی پن چکی کے استعمال کے لئے ہمت افزائی کر رہی ہے مہاراشٹر میں پن چکی سازی شروع کرنے کی بابت بھی کوشش جاری ہے۔

شمسی توانائی

شمسی توانائی کو زیادہ سے زیادہ کارگر بنانے کے لئے ملک میں کافی ذرائع اور ساز و سامان دستیاب ہیں۔ مہاراشٹر میں جلدی مہاراشٹر

سمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے معرفت رعایتی داموں پر شمسی کوکرس مہیا کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ ریاستی حکومت پانی گرم کرنے کے لئے شمسی توانائی آلات، چار ریسٹ ہاؤس، ایک اسپتال اور ایک کارخانہ میں آئندہ سال تک نصب کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ اس تجربہ کی کامیابی سے یہ طریقہ ریاست بھر میں عام ہوسکے گا۔ شمسی توانائی دُور دراز علاقوں میں ٹی وی سیٹس، ریڈیو، بجلی اور کھیتوں میں واٹر پمپوں کے لئے نہایت ہی فائدہ مند ہے۔ واٹر پمپ کے لئے سولرس سیلز یا فوٹو والٹک سیلز سے مدد لی جاتی ہے جو آج کل ملک میں دستیاب ہیں۔ ریاستی حکومت آزمائشی طور پر ایسے پمپوں کو نصب کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے۔

پودے توانائی کا دوسرا اہم ذریعہ ہیں جو ملک کے دیہی علاقوں کیلئے موثر ہے۔ اس سلسلہ میں زود رو پودوں کی بڑے پیمانے پر شجرکاری ملک بھر میں کی جا رہی ہے۔

ریاست مہاراشٹر میں مرکز کی مدد سے ایوت محل اور جلگاؤں اضلاع میں سماجی جنگل بانی پروگرام کے علاوہ بجلی کے لئے کارآمد پودوں کی شجرکاری منظم پیمانے پر کی جا رہی ہے۔ حکومت ہند کے ایڈیشنل ذرائع انرجی کمیشن (سی اے ایس ای) کے سرگرم تعاون سے ریاستی حکومت نے مختلف اسکیمات جاری کی ہیں۔ ان اسکیمات پر موثر عمل آوری کی غرض سے حکومت نے ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی، ایڈیشنل چیف سیکریٹری کی زیر صدارت قائم کی ہے۔

بائیوگیس

بائیوگیس کا استعمال ریاست میں آج کل عام ہے۔ گھریلو استعمال کے لئے بائیوگیس پلانٹ لگانے پر امداد بھی دی جاتی ہے۔ بڑے پیمانہ پر ایسے پلانٹ وہیں کامیاب ہوسکتے ہیں جہاں حیاتیاتی فضلہ آسانی سے دستیاب ہو۔ ایسے مقامات ڈیری، جانوروں کے باڑے اور فضلہ جمع کرنے کے مراکز ہیں۔ فی الحال دابچری ڈیری پروجیکٹ پر حکومت اسی طرح کا ایک پلانٹ لگانے کی تجویز پر غور کر رہی ہے اور مزید جگہ کا انتخاب حکومت کے زیر غور ہے

مہاراشٹر خوردنی تیل میں خود کفیل

نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں آبپاشی کے بعد دالوں اور تلہن کی پیداوار کو دوسرا درجہ حاصل ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر حکومت مہاراشٹر نے اس پیداوار میں اضافہ کے لئے ٹھوس اقدامات کئے اور اس ضمن میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔

خوردنی تیل کی پیداوار مہاراشٹر میں توقع سے کم رہی ہے۔ اسی لئے تلہن کی پیداوار میں خودکفالت کے لئے خصوصی پروگرام پر عمل کیا گیا اور یہ خوشی کی بات ہے کہ گزشتہ دو سالوں کے نتائج امید افزا ثابت ہوئے۔ خصوصی پروگرام پر عمل آوری کے نتیجے میں اب تک ریاست نے ۳۷٫۵ فیصد پیداوار میں اضافہ حاصل کیا ہے

سنہ ۱۹۸۰ء میں تلہن کی پیداوار محض ۸٫۹۳ لاکھ ٹن تھی، لیکن خصوصی پروگرام کے نتیجے میں سنہ ۸۲-۱۹۸۱ء میں پیداوار ۱۲٫۲۸ لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران بھی ۱۳٫۰۵ لاکھ ٹن کا نشانہ مکمل کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں۔

اس سال چونکہ ریاست کو خشک سالی کا سامنا رہا ہے اس لئے حکومت نے خریف نسل کی کمی کی تلافی کے لئے ربیع اور گرما کی فصل کی پیداوار بہتر بنانے کے لئے نیا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس منصوبہ کے مطابق سرکاری سطح پر فصل بچاؤ تحریک نافذ کی جائے گی جس کے تحت ربیع کے وقت ۲ لاکھ ہیکٹر اراضی کرڈی اور سورج مکھی کی کاشت کے لئے مختص کی جائے گی۔ اسی طرح چونکہ موسم گرما میں بہت ہی کم قطعہ اراضی زیر کاشت رہے گا، اس لئے کم از کم ایک لاکھ ہیکٹر اراضی مونگ پھلی کی کاشت کے لئے مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔ جہاں تک کرڈی اور سورج مکھی کا تعلق ہے، اس فصل کے لئے مونگ پھلی کی بہ نسبت کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے پہلی دفعہ بڑے پیمانے پر انہیں آبپاشی پانی فراہم کیا جائے گا۔

ریاست میں تلہن کی پیداوار میں اضافہ کے لئے مذکورہ بالا اقدامات کے علاوہ، حکومت کی ایک اسکیم کے تحت کسانوں کو اس جانب راغب کرنے کے لئے تلہن کے بیج کی خریداری کیلئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ سورج مکھی اور کرڈی کے کاشتکاروں کو ہیکٹر کے دسویں قطعہ اراضی کے لئے "مانی کھیتی سامان" کے منی پاکٹ مفت دیئے جاتے ہیں۔ اس سال سورج مکھی اور کرڈی کے لئے بالترتیب ۱۲٫۳۵۰، اور ۴۳٫۴۶۳ پیکیٹ کسانوں میں تقسیم کئے گئے۔ دیگر مالی امداد میں معیاری اور منظور شدہ بیجوں کے لئے ۱۵۰ روپیہ اور ۱۰۰ روپیہ فی کوئنٹل کے حساب سے مالی امداد مونگ پھلی کی بوائی کے لئے ۶ روپے

فی کوئنٹل کے حساب سے مالی امداد، فصل بچاؤ اسکیم کے تحت جراثیم کش ادویات کی خریداری کے لئے ۵۰ فیصد امداد شامل ہے۔

بہرحال ان تمام اقدامات کے مجموعی نتائج امید افزا ثابت ہوئے ہیں۔ ریاست میں غیر یقینی برسات کے پیش نظر مونگ پھلی کی کاشت کے لئے کسانوں کو درپیش مشکلات دور کرنے کی غرض سے ریاستی حکومت نے ۱۹۷۸-۷۹ء میں آزمائشی پیمانہ پر مونگ پھلی، کی کاشت کا سلسلہ شروع کیا اور کسانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات مہیا کیں۔ نتیجہ میں کسانوں نے ان سہولیات کا پورا فائدہ اٹھایا اور گزشتہ تین سالوں میں ہی مونگ پھلی کے زیر کاشت ۰٫۱۹ لاکھ ہیکٹر اراضی بڑھ کر ۱٫۴۸ لاکھ ہیکٹر ہوئی اور پیداوار ۰٫۲۷ لاکھ سے بڑھ کر ۲٫۵۰ لاکھ ٹن ہو گئی۔ گزشتہ سال مونگ پھلی کی فصل ۷ لاکھ ٹن حاصل ہوئی۔

مونگ پھلی کی کاشت کاری میں کسانوں کی دلچسپی کی خاص وجہ یہ ہے کہ خریف فصل کے مقابلے میں اس کی پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے مزید برآں مونگ پھلی کو جراثیم سے نقصان پہنچنے کا خطرہ کم رہتا ہے سالِ جاریہ کے دوران مونگ پھلی کے لئے زیر کاشت اراضی اور پیداوار کا نشانہ بالترتیب ۲ لاکھ ہیکٹر اور ۲٫۷۰ لاکھ ٹن مقرر کیا ہے۔

سورج مکھی کی کاشت کسی بھی موسم میں کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں تیل کا فیصد زیادہ ہونے کی وجہ سے کسانوں کے لئے یہ حد فائدہ مند بھی ہے۔ اسی لئے کسان سورج مکھی، کی کاشت میں بھی زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ گزشتہ دو سالوں میں سورج مکھی کی پیداوار میں ۱۳۰ فیصد تک اضافہ ہوا۔

کرڈی کے معاملے میں دیگر ریاستوں کی بہ نسبت ریاست مہاراشٹر میں سب سے زیادہ زیر کاشت علاقہ یعنی ۵٫۴۲ لاکھ ہیکٹر اراضی پائی جاتی ہے۔ لیکن مجموعی پیداوار پھر بھی کم ہے۔ اس پیداوار میں فی ہیکٹر اضافہ کی غرض سے کئے گئے سرکاری اقدامات کے نتیجے میں گزشتہ تین سالوں میں ۷۶ فیصد پیداوار میں اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۹۷۹-۸۰ء میں کرڈی کی پیداوار ۱٫۹۴ لاکھ ٹن تھی جبکہ سنہ ۱۹۸۱-۸۲ء میں یہ پیداوار ۳٫۴۲ لاکھ ٹن حاصل ہوئی۔

تلہن کی پیداوار گزشتہ تین سالوں سے مسلسل اضافہ کی طرف گامزن رہی ہے۔ اس کی خاص وجہ حکومت کے موثر اقدامات اور کسانوں کا تعاون ہے۔ حکومت کے اقدامات میں مالی امداد، معیاری بیج کی فراہمی، آبپاشی کی سہولیات اور جراثیم کش ادویات کی فراہمی قابل ذکر ہیں۔ مونگ پھلی کی کامیاب کاشتکاری سے تلہن کی پیداوار کا پروگرام بھی کامیاب رہا ہے۔ حتیٰ کہ مونگ پھلی کے لئے کوکن جیسا غیر یقینی علاقہ میں بھی موسم گرما میں یہ کاشت کی جاتی ہے۔

تلہن کی پیداوار میں خود کفالت کی حصولیابی کے لئے ریاستی حکومت اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو مناسب مشورے دینے کی غرض سے حکومت کے چیف سیکریٹری کی زیر صدارت ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں کمیٹی نے سنہ ۱۹۸۴-۸۵ء تک ۲۰٫۶۲ لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار کا نشانہ حاصل کرتے ہوئے حکومت کے اس سلسلے میں خود کفیل بنانے کی غرض سے ایک منصوبہ بند پروگرام تجویز کیا ہے۔ *

قومی راج میں شائع شدہ مضامین، حوالہ کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کئے جا سکتے ہیں، تاہم جس شمارے میں مضمون شامل ہو، اس کی دو کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ کی جائیں۔

(ادارہ)

• شری وی ۔ وی ۔ چپلونکر
ڈائرکٹر ایجوکیشن مہاراشٹر اسٹیٹ

ہمہ جہتی ترقیاتی پروگرام برائے مدارس

ترقی پذیر اسکولوں کو سرعت سے معیاری بہتری کا یہ پروگرام ایک نئے زاویۂ نگاہ پر مشتمل ہے۔ تمام اسکولوں میں باہمی رفاقت پیدا کرتے ہوئے اس پروگرام پر صحیح عمل آوری ہی پروگرام کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

مقاصد :-

سنہ ۱۹۶۴-۶۶ء میں ایجوکیشن کمیشن کی سفارش پر حکومت مہاراشٹر نے سنہ ۱۹۶۸ء سے ۱۰+۲+۳ کے نئے نصابی طریقۂ تعلیم کا آغاز کیا۔ چنانچہ اس نئے طریقۂ کار کی مناسبت سے نصاب میں بھی تبدیلیاں کی گئیں۔ انگریزی اور ریاضی ثانوی جماعتوں کے لئے لازمی قرار دئیے گئے اور ورک ایکسپیرینس اور سوشل سائنس کے نئے مضامین کا اضافہ کیا گیا۔ نصاب کی تبدیلی کے ساتھ تمام مضامین کو از سر نو ترتیب دیا گیا اور انہیں اعلیٰ معیاری بنانے کی کوشش کی گئی۔ نئے طریقۂ کار کے بعد سنہ ۱۹۷۰ء میں پہلا ایس ایس سی امتحان ہوا لیکن اس کے بعد سے نتائج معیار کے حساب سے مائل بہ زوال رہے۔ ظاہر ہے یہ حقیقت اساتذہ، والدین اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے تمام افراد کے لئے پریشان کن تھی۔ اس بارے میں اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کے ذریعہ کی گئی تحقیقات سے انکشاف ہوا کہ اسکولوں کے معیار کا زوال کا باعث صرف نیا نصابی طریقہ ہی نہیں بلکہ دیگر اجتماعی وجوہات بھی ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ ایسے مدارس جو مسلسل بد سے بدتر ہوتے گئے وہ خصوصاً منقطع تعلقات کا شکار رہے۔ یہاں کام کرنے والوں میں بدنظمی، ناخوشگوار تعلقات اور احساس کمتری عام تھی۔ لہٰذا یہ ضروری ہو گیا کہ ان اسکولوں کا علیحدہ پن ختم کیا جائے۔ حاضری کا اوسط بڑھایا جائے، طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ جلد، جلد منتقلی کو روکا جائے، اسکول کے انتظامیہ میں بہتری پیدا کی جائے، ایس ایس سی امتحانات کے نتائج اعلیٰ بنانے کی کوشش کی جائے۔ مزید برآں اس جانب اجتماعی شرکت کو فروغ دیتے ہوئے اسکولوں کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی جائے۔

یہی تمام باتیں اس پروگرام کے خاص مقاصد میں داخل ہیں۔

توسیعی مہم

گو کہ یہ پروگرام خاص طور سے ایس ایس سی امتحان کے نتائج بہتر بنانے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ لیکن جڑوں کو بھی مضبوط بنانا از حد ضروری تھا۔ محکمۂ تعلیم کے افسران نے کوشش بسیار کے بعد غیر یقینی ترقیات کے حالات کا شکار اسکولوں کی ہمہ جہتی ترقیات کے لئے ایک موثر پروگرام ترتیب دیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ محکمہ کے افسران یہ پروگرام بالکلیہ رضاکارانہ طور پر عمل میں لا رہے ہیں۔ اور یہ کام وہ اپنے معمول کے فرائض کے علاوہ انجام دیتے ہیں۔ اب تک محکمہ کے ۶۰ فی صد عملہ نے اپنی خدمات اس پروگرام کے لئے وقف کی ہیں۔ فی الوقت اس پروگرام کے تحت ۴،۸ا فیصد پرائمری اور ۱۲،۵ فیصد سیکنڈری اسکولوں کا انتظام زیر عمل ہے۔ ان اسکولوں میں طلبہ اور اساتذہ کا اوسط بالترتیب ۱۴ اور ۱۰ فیصد رہے۔

ان کوششوں کو سلسلہ وار اور مزید ٹھوس بنانے کے لئے سات نکاتی پروگرام اپنایا گیا ہے جس میں گریڈیشن، ادارہ جاتی پلاننگ، اسکول، ترقیات، کمپلیکس، پروگرام، پلاننگ، ابعادی پلاننگ اور معیاری ترقی شامل ہیں۔ یہ تمام باتیں فیلڈ ورکروں کے لئے نئی نہیں ہیں کیونکہ یہ کسی نہ کسی طرح لائحہ عمل میں رہی ہیں۔

خاص اصول

پروگرام بہر حال کامیاب ثابت ہوا ہے۔ جن شعبوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہیں، وہ ہیں حاضری کا اوسط، شرح منتقلی، ایس ایس سی

کے نتائج ، باہمی کوششیں اور اسکول گریڈ میں اضافہ وغیرہ۔ اسی کے ساتھ ساتھ طلبہ، اساتذہ ، والدین، عوام اور افسران محکمہ تعلیم اور اسکول انتظامیہ اور ماحول میں بھی وصفی بہتری پیدا ہوئی ہے ۔ اس کامیابی کی اصل وجہ چند ٹھوس اصول ہیں ۔ جنہیں بنیاد بنا کر کام کیا جا رہا ہے ۔ یہ ٹھوس اصول اس طرح ہیں ۔

محض اعانت کے بجائے ٹھوس وابستگی
چشم نمائی کے بجائے قدر شناسی
بے اعتمادی کے بجائے اعتماد
بیرونی تحریک کے بجائے خود شناسی
درس کی بجائے عمل

اسکیم کا مقصد

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ قدیم فرسودہ انتظامیہ کو بدل کر ترقیاتی قسم کا بنایا جائے جس میں انسانی اقدار کا عمل دخل بنیادی ہو ۔ تعلیمی انتظام میں انسانی روّیہ کی از حد ضرورت ہے ۔ خصوصاً اس لئے کہ تعلیم کا مقصد انفرادی اوصاف کو فرد متعلقہ کے باطن سے ابھارنا ہے ۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج تعلیمی سہولیات میں ان گنت اضافہ ہونے کے باوجود کئی جگہ اساتذہ اب بھی غیر ترقی یافتہ اور ناخوشگوار ماحول میں اپنے فرائض انجام دینے کے لئے مجبور ہیں ۔ ہمدردی ، قدر شناسی اور تحفظ انسانی اقدار کی تین اہم ضرورتیں ہیں اور یہ تعلیم سے وابستہ تمام ذمہ داروں کا فرض ہے کہ وہ تینوں ضرورتوں کا تعلیم کے ہر شعبے میں احترام کریں ۔ ایک بار دل جیت لیا گیا تو پیسہ اور دیگر مادی ضرورتیں ناکافی نہیں ہوں گی ۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اس معاملے میں وابستگی احترام ، اعتماد ، اور خود شناسی کی قدروں کو کبھی فراموش نہ کرتے ہوئے تعلیمی میدان میں ایک مثال قائم کی جائے ۔ پروگرام کے لئے منتخبہ لفظ " وابستگی " میں ہی یہ پیغام پوشیدہ ہے جو تدریسی طبقہ سے اس طرح مخاطب ہے ۔

غفلت سے جلد بیدار ہوں
اپنے عملیات پر تنقیدی نظر رکھیں
اپنے عملیات منصوبہ بند بنائیں
صحیح باتوں پر فوری عمل کریں
اپنے آپ کو ہر طرح سے منظم اور مضبوط کریں
سماج سے موثر تعلقات استوار کریں ۔ اپنی صلاحیت پر اور ان پر بھروسہ رکھیں جن کے لئے آپ ذمہ دار ہیں ۔ ★

یوتھ فورم

" یوتھ فورم " کا مستقل فیچر ہر بری کی رہنمائی ، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی ، معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے ۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک ، صفائی مہم ، چھوت چھات کا خاتمہ ، تعلیم کا فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے ۔
اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں :
ایڈیٹر " قومی راج " ، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ ، ۱۵ واں منزلہ ، مقابل منترالیہ ۔ بمبئی نمبر ۳۲ ۴۰۰۰

• عبدالعزیز عرفان
ایم۔ اے (اردو) (تاریخ) بی ایڈ
مدرس ضلع پریشد ہائی اسکول، آکوٹ
ضلع آکولہ (مہاراشٹر)

ہندوستان میں قومی ایکتا کی اہمیت

بقول سرسید احمد خاں
"ہندوستان ایک خوبصورت دُلھن ہے اور ہندو مسلم اس کی دو آنکھیں ہیں۔ اس کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں سلامت و برابر رہیں۔ اگر ان میں سے ایک برابر نہ رہی تو وہ خوبصورت دُلھن بھینگی ہو جاوے گی اور اگر ایک آنکھ جاتی رہی تو کانی ہو جاوے گی۔"

بالکل صحیح اور درست ہے۔ دراصل ہندوستان مختلف اقوام کی آماجگاہ ہے۔ یہاں مختلف مذاہب۔ فرقے اور زبانیں بولنے والے لوگ ہیں۔ زمانۂ قدیم سے ہی مختلف مذاہب کا مرکز رہا ہے۔ ابتداء سے ہی قومی ایکتا کے بیج بوئے گئے تھے۔ اس کی نشاندہی تاریخ سے ہوتی ہے۔ تاریخ مختلف اقوام کی تہذیب و تمدن اور طرزِ معاشرت کی داستان ہوتی ہے۔ تاریخ میں اس کا عکس نظر آتا ہے۔

عہدِ قدیم میں تمام مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں لگے ہوئے تھے۔ جین مت، بدھ مت، ہندو مت اور مسلم مذہب کے لوگ اپنے مذہب کی تبلیغ میں مشغول تھے۔ محمد بن قاسم نے ۷۱۲ء میں ہندوستان فتح کیا۔ جس کے بعد مسلمان یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اس وقت ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم تھا آپسی خلش تھی۔ ذات پات کی تقسیم نے لوگوں میں نفرت اور دشمنی کا بیج بو دیا تھا۔ اسی وجہ سے مسلم سلاطین ہندوستان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ محمد بن قاسم سے لے کر مغل بادشاہ بابر تک اور بابر سے برٹش حکومت تک یہی ہوا۔ آپسی پھوٹ اور نااتفاقی کی وجہ سے انگریزوں نے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کر کے تقریباً تین سو سال تک حکومت کی۔ لیکن یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ ہندوستانیوں نے غیر ملکی تسلط ختم کرنے کے لئے آپسی محبت، و قومی ایکتا کو ضروری سمجھ کر ملک و قوم کی حفاظت کو اپنا فرض اوّلین سمجھا تھا۔

بارہویں صدی کا زمانہ شروع ہوا۔ اسی دوران بھگتی تحریک کی داغ بیل پڑی۔

صوفی اور سنتوں کی تحریک کا آغاز ہوا۔ وحدانیت کے نظریہ نے جنم لیا
دا ایک ہے۔ تمام انسان اس کے بندے ہیں۔ صوفی اور بھگتی تحریک کی
لیمات قریب قریب ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں۔ کبیر، نام دیو،
رو نانک، شیخ فریدالدین، خواجہ معین الدین چشتی رح کی آوازیں اسی
ں ابھریں۔ مسلم سلاطین کے ساتھ مسلم صوفیا اور بزرگانِ دین آئے تھے۔
ن کا پیغام تمام مذاہب کے لئے یکساں تھا۔ نظریۂ توحید و خودی کے پرستار
تھے۔ اخوت اور مساوات کی تعلیم دیتے تھے۔ خواجہ معین الدین چشتی رح
رنافع السالکین میں فرماتے ہیں۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص و عام
بامسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام.....

گویا اس جذباتی ہم آہنگی کے ذریعہ قومی ایکتا کو فروغ دے رہے
تھے۔ ہند و مسلم تہذیب و تمدن۔ رسم و رواج۔ رہن سہن اور زبان میں
یل جول بڑھا۔ آپسی کدورت دُور ہوتی گئی۔ مذہبی روا داری بڑھی۔ مسلم
سلاطین نے بھی اسی مذہبی روا داری کو اپنایا۔ مسلم سلاطین نے بھی ہند و مسلم
شترکہ تہذیب کی نشو و نما میں کافی اہم کام کئے۔ اکبر اعظم کا عہد، قو
می ایکتا کا زرین عہد تھا۔ دکن کے سلاطین نے بھی یہی پالیسی اختیار کی
ں عادل شاہ کے بارے میں ڈاکٹر سید اعجاز حسین اپنی کتاب "اردو شاعری
ا سماجی پس منظر"، صفحہ ۹۸ میں رقمطراز ہیں۔

"وہ ہندوستانی مذاق و تمدن کو ہمہ گیر بنانے میں اکبر اعظم سے کم
تھا۔ ہندوستان کی زبان۔ طرزِ معاشرت اور فنونِ لطیفہ سے اس
و خاص دلچسپی تھی۔ اُسے جگت گرو کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔"

عہدِ مغلیہ نے ہمیں بہت کچھ عطا کیا۔ اردو زبان عہدِ مغلیہ کی ہی
ین ہے۔ مغلیہ عہد میں مختلف اقوام کی زبانوں کے میل سے اُردو زبان وجود
ں آئی۔ جس کے بارے میں کرشن چندر لکھتے ہیں۔

اُردو ادب شروع ہی سے ایک مشترکہ ہند آریائی تہذیب، اور
لچر کا گہوارہ رہا ہے۔ اس کی ترویج و اشاعت میں ہندوؤں اور مسلمانوں
سکھوں اور عیسائیوں نے مل جُل کر حصّہ لیا ہے۔ اردو ایک ہندوستان
ر زبان ہے۔ اس نے اپنے دائرہ اثر میں ہر مذہب و ملّت، ہر رنگ و
ل کے افراد کے محسوسات اور جذبات کو سمو کر انہیں ایسا ادبی رنگ روپ
طا کیا۔ جس سے اس زبان کے ادب اور شاعری پر باہمی میل جول،
وا داری، اتحاد و محبت، اخوت اور قومی یکجہتی کے جذبوں کی گہری
چھاپ پڑ چکی ہے۔ ان ہی عناصر کی موجودگی نے اردو زبان کے ادب
و ایک سیکولر مزاج عطا کیا۔ جو سارے ہندوستانی عوام کے جمہوری
زاج سے ہم آہنگ ہے۔

اُردو ادب میں یہی عکس نظر آتا ہے۔ اُردو نثر میں یہی جذبہ
ناولوں، کہانیوں اور افسانوں میں ملتا ہے۔ ادب میں قومی ایکتا، انسانی
دوستی اور میل و محبت کو پیش کیا ہے۔ شاعری میں انہیں احساسات کا
پَرتو دکھائی دیتا ہے۔

۱۸۵۷ء کا غدر جنگ آزادی کی پہلی لڑائی تھی۔ تمام ہندوستانیوں
نے حصّہ لیا تھا۔ قومی ایکتا اور قومی بیداری کی اولین کوشش تھی۔ بادشاہ ظفر
اس تحریک کے ہیرو تھے۔ انگریزوں کا مقابلہ کیا لیکن ناکام ہونا پڑا۔

واقعی قومی ایکتا ملن و محبت کا سرچشمہ ہے۔ پھر انڈین نیشنل کانگریس
کا زمانہ قومی ایکتا کا رنگین اور سنہری دور تھا۔ قومی ایکتا ارتقاء کی منزل پر
تھا۔ تحریکِ آزادی میں مختلف اقوام کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ تن،
من، دھن سے مدد کی۔ تحریکِ آزادی ہندوستان کے گوشے گوشے میں
پھیل چکی تھی۔ قومی ایکتا کے علمبرداروں نے اپنا پیغام عوام تک پہنچایا۔
انہیں ایک صف میں لاکھڑا کیا۔ ان میں گاندھی جی۔ پنڈت نہرو۔ دادا بھائی
نوروجی، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر امبیڈکر۔ نیتاجی۔ بھگت سنگھ۔
لال بال پال اور گوکھلے وغیرہ ہیں۔ ان جیسے سپوتوں کی خدمات اور قربانیوں
کا ثمرہ ہے کہ ہندوستان ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا۔ ورنہ وہی
انگریزوں کی غلامی۔ گولیاں۔ لاٹھیاں اور ظلم۔

آخر ہندوستان آزاد ہوا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو دستورِ ہند نافذ
کیا گیا۔ جس میں تمام ہندوستانی دستورِ ہند کی رُو سے متحد اور یک زبان
ہو کر مساوات۔ قومی ایکتا۔ بھائی چارگی اور آزادی تسلیم کرتے ہیں۔ ہر شخص
کو انفرادی اور اجتماعی آزادی حاصل ہے۔ برابری کا حق ہے۔ انصاف
کا حق ہے۔ مذہبی آزادی کا حق ہے۔ کیونکہ بھارت سیکولر ملک ہے سیکولر
اقدار کو فروغ دینا بھی ضروری ہے۔ ہر شہری پر یہ بھی فرض عائد
ہوتا ہے کہ وہ حقوق کے ساتھ فرائض بھی دیکھے۔ ملک کی تعمیر و تشکیل
اور ترقی میں ہر شہری کا حصّہ ہوتا ہے۔ ان تعاون کے بغیر ملک
ترقی نہیں کرسکتا اور نہ دنیا میں اہم مقام حاصل کرسکتا ہے۔ اس لئے
ملک اور قوم کی حفاظت اور ترقی کے اقدامات بے حد ضروری ہیں۔

آج سرکار قومی ایکتا کے فروغ کے لئے نئے نئے اقدامات
کر رہی ہے۔ تمام دفاتر میں کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ قومی ایکتا کی
سرگرمیوں میں تعلیم کی طرف توجہ کی جارہی ہے۔ تعلیمی سرگرمیوں
پر زور دیا جارہا ہے۔ تعلیم اگرچہ ذہنوں کو موڑنے کا ایک ذریعہ ہے۔
پراگندہ خیالات دُور ہو جاتے ہیں۔ پرائمری سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک...

باقی صفحہ ۲۱ پر

● ڈاکٹر ایم۔ آئی۔ ساجد
(کھام گاؤں)

تحریکِ آزادی میں شعرائے برار کا حصّہ

ہندوستان میں تحریکِ آزادی ایک زبردست طوفان تھا جس نے انگریزوں کو سات سمندر پار ڈھکیل دیا۔ آزادی کی لہر چاروں طرف دوڑ گئی۔ غلامی کی زنجیروں سے آزاد کروانے میں ہمارے رہنماؤں نے اپنی آخری سانس تک نچھاور کردی۔ اس میں کیا شک ہے ہماری آزادی ان ہی مجاہدوں کی رہینِ منت ہے۔ جہاں یہ سب کچھ ہوا وہیں نوکِ قلم نے بھی اپنا کردار بڑی خوبصورتی سے ادا کیا۔ دیگر زبانوں کے ساتھ اُردو نے بھی تحریکِ آزادی میں زبردست رول ادا کیا اور عوام و خواص کے دلوں کو اپنی جادوبیانی و شیریں زبانی سے تڑپا دیا۔ آزادی کے خواب دیکھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کیا۔ امنگوں اور حوصلوں کی ایک نئی دُنیا دلوں میں آباد کی۔ شعرائے اردو نے اپنی شاعری میں ملک کی محبّت، جذبۂ عقیدت، عزّت و عفّت اور حفاظت کے لئے ایسے موزوں الفاظ کا استعمال کیا جو تاثرات اور جذبۂ جوشِ عمل سے بھرپور تھے۔ ان کے کلام نے تلوار اور بندوقوں سے بڑھ کر کام کیا۔ تحریکِ آزادی میں شعرائے اردو کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

یہ حقیقت ہے کہ اُردو شاعری میں حب الوطنی کے جذبات صحیح معنوں میں ۱۸۵۷ء کے بعد ہی سے آئے۔ گوکہ اس سے قبل بھی ان جذبات و احساسات کا اظہار ہوا ہے لیکن وہ ولولہ شدّت اور جوش نہیں پایا جاتا۔ ۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء کے واقعات نے کچھ ایسا اثر اُردو ادب پر ڈالا جس نے اُردو شاعری کے مزاج اور انداز کو بدل کر رکھ دیا۔ ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کا درمیانی وقفہ (قریب ۹۰ برس) [illegible] حاکمانہ روش، ہٹلرشاہی، شوریدہ سری، عامریت، مطلق العنانیت، دکھ درد اور انتشار کا دور تھا۔ اپنے ہی ملک میں پابہ زنجیر ہونے کے احساس نے پورے ہندوستانی معاشرے اور ادب کو ایک قومی دھارے کی طرف موڑ دیا تھا۔ محسوسات کے دائرے ایک سطح پہ مرکوز ہونے لگے تھے اور اسی درمیانی دَور میں اُردو شاعری حب الوطنی کے جذبات سے متاثر ہوئی اور تحریکِ آزادی میں نمایاں حصّہ لیا۔ یہ سب کچھ بدلے ہوئے حالات اور رجحانات کا تقاضہ تھا۔ وقت کی اہم ضرورت اور کروٹیں لیتے ہوئے اِنقلاب کی آواز تھی جس سے اُردو شاعری متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء تک بے شمار شعراء نے قوم اور وطن کے حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے تحریکِ آزادی کے پس منظر میں

شاعری کی اور اپنے سچے جذبات و احساسات کا اظہار اپنے اپنے
طور پر کیا جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا محمد علی جوہر، اور
حسرت موہانی نے نہ صرف اپنی وطنیہ شاعری سے متاثر کیا بلکہ عملی طور پر
تحریکِ آزادی میں حصہ لیا۔ مثال کے طور پر حسرت کا یہ شعر ؂

کیا طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی
ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی،

اور بھی کئی شعراء ہیں جنہوں نے عملی طور پر تحریکِ آزادی میں حصہ لیا۔
ہم دیکھتے ہیں کہ چکبست لکھنوی کی شاعری میں جا بجا ملک و قوم کی موافقت،
بقا و سلامتی کا درس ملتا ہے اور انگریزوں کی شدید مخالفت، علامہ
اقبال کی شہرۂ آفاق نظمیں، ہمالہ اور قومی ترانہ جو

"سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا"

اسی تاثر کی بھرپور غمازی کرتی ہیں۔ اسی طرح آزاد، حالی، فانی،
سیماب اور دیگر شعرائے اردو نے اپنی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات
ملک و قوم سے انسیت و وفاداری اور تحریکِ آزادی کے تاثرات
بڑے اچھے انداز میں پیش کیے ہیں۔

جہاں ملک کے ان مایۂ ناز، بلند اور معروف شعرائے کرام نے
تحریکِ آزادی میں اپنے قلم اور ذہن رسا سے ملک و قوم سے وفاداری
اور وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائض انجام دیئے
ہیں وہیں اس ضمن میں شعرائے برار بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ ان کے کلام
میں بھی حب الوطنی کے جذبات اور تحریکِ آزادی کی بازگشت سنائی دیتی
ہے۔ ان کے دلوں میں بھی غلامی کی زنجیریں توڑنے کی خواہش کروٹیں لے رہی
تھیں۔ وہ بھی ملک کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ اس تعلق سے ان کے کلام
میں تڑپ، جوش، ولولہ، عزم، ہمت، وطن سے سچی محبت، و
انسیت اور عقیدت کا ثبوت ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو علاقہ برار کے
صاحبِ دیوان اور معروف شاعر مرحوم منشی محمد حیات خاں مظہر
مرتضیٰ پوری کس جذبۂ عقیدت سے فرماتے ہیں ؂

کس قدر کل تک رسا تھی قسمتِ ہندوستاں
آسماں پر تھا دماغ دولتِ ہندوستاں
تھا زمانہ زیرِ ظلِ نصرتِ ہندوستاں
اور تھا اقبالِ تختِ عظمتِ ہندوستاں

مرحوم ماسٹر حمزہ خاں جذبی ناندوروی
بے باکانہ انداز میں وفاداری کا ثبوت پیش کرتے ہوئے پکار اٹھتے ہیں

وطن سے عشق ہے جس کو، وطن سے جس کو الفت ہے
وہی ہے صاحبِ ایماں، وہی ایمانِ ملت ہے
وطن سے وہ کرے گا عشق، ہمت جس کی عالی ہو
وہ مردودِ وطن ہے جو وطن کے غم سے خالی ہو،
جو کہتے ہیں مسلماں ہیں وطن کے درد سے خالی
نہیں ہندوستاں کو دوست ان کی خاطرِ عالی

خواجہ لطیف احمد جرنلسٹ مرحوم امراوتی
طنز و مزاح کی آڑ میں فرماتے ہیں ؂

لیڈرانِ قوم کا پوچھو نہ حال
حال ہے کچھ اور ان کا کچھ ہے قال
قوم کے چندوں پہ ہے ان کا گذر
بند ہوتا ہی نہیں دستِ سوال
چاہتے ہیں ملک خود مختار ہو
اور انگریزوں کو دیں فوراً نکال
جب ہوں ایسے قوم کے لیڈر تریخ
قوم کے جینے کا ہے مشکل سوال

سید عبدالرؤف مشتاق عاصم پانڈ وکیوڑہ
ایک سچے وطن پرست اور تحریکِ آزادی کے علم بردار تھے۔ نوجوانانِ
وطن کو مخاطب کرتے ہوئے کس والہانہ انداز میں کہتے ہیں ؂

اے وطن کے نوجوانوں آؤ سن لو یہ پیام
وسعت دریائے جو پہنچا یا ہو کر ہم کلام،
جاگو خوابِ غفلت و آشفتہ حالی تابکے
تم یوں محوِ لذتِ عیشِ خیالی تابکے
جاگو جاگو! مشرق کے دانشوروں کے وارثوں
معبرِ سنگین آزادیٔ وطن تک باندھ لو
مثل شان و شوکتِ ماضی تیار ہو
ہر زبان سنگ پر اک نعرۂ ایثار ہو،،

مرحوم قیصر بد ناندوری کا کلام بھی حقیقت
کی بھرپور غمازی کرتا ہے۔ وطن کے لئے ان کے دل میں حد درجہ درد
و تڑپ اور جوش کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں ملک اور
قوم کا سارا درد سمٹ آیا ہے، خصوصاً ان کی نظمیں جذبۂ حب الوطنی،
اور تحریکِ آزادی کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں ملاحظہ ہو ؂

بہت عزیز ہے مجھ کو، وطن، عزیز وطن

وطن کی خاک ہے عنبر مری نگاہوں میں
وطن کے قطرے سمندر مری نگاہوں میں

وطن کے ذرے ہیں گوہر مری نگاہوں میں
وطن کے خار گلِ تر مری نگاہوں میں

"بہت عزیز ہے مجھ کو وطن، عزیز وطن"

اپنی ایک اور جوشیلی و جذباتی نظم "اہلِ وطن" میں قیصرؔ مرحوم تحریکِ آزادی کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔ ؎

اُجڑ رہی ہے چمن کی بہار سنتے ہو
دھڑک رہا ہے دلِ لالہ زار سنتے ہو

وطن کی شمعِ محبت پہ مثلِ پروانہ
فدا ہوئے ہیں کئی جاں نثار سنتے ہو

وہ سوز و درد میں ڈوبی ہوئی صدا آئی
جوانو! اپنے وطن کی پکار سنتے ہو!

خورشید آرا بیگم خورشید امراؤتوی

(جو ان دنوں کراچی میں مقیم ہیں) کس شانِ استغنا سے فرماتی ہیں۔ غلامی کسی بھی قوم کے لئے ایک لعنت ہے اور اس لعنت کا احساس خورشید آرا بیگم کی نظم "غلامی" کے ان اشعار سے صاف عیاں ہوتا ہے ؎

اے غلامی اے خودی کی موت تجھ پر لعنتیں
اے حمیت سوز آتش تجھ پر صدہا لعنتیں
چھین لیتی ہے تو حق و راستی کی قوتیں
جرأت، اخلاق، فاضل کی مقدس نعمتیں
فہم کی باریک بینی رائے کی بے باکیاں
ذہن کی آزادی اور رُوح کی بیداریاں
تیرے عطیے ہیں جمود و پستی و افسردگی
تو گھٹا دیتی ہے قوموں کا وقارِ زندگی
لوٹتی ہے نفس اور کردار کی بالیدگی
تو سکھاتی ہے انہیں غیروں کی بیجا بندگی
آب جو آزاد ہے، بہتی ہوا آزاد ہے
فصلِ گل آزاد ہے اور خزاں آزاد ہے

عبد المجید کارکن ے کھام گانوی بھی کس درد مندی اور فکر سے درسِ حُب الوطنی دیتے ہیں۔
ملاحظہ ہو ؎

کچھ ایسا نظارہ ہے ابھی صبحِ وطن کا
جیسے ہو فضاؤں میں دھندلکا سا گہن کا
ہر موجِ صبا بن گئی رسوائی کا باعث
محدود چمن تک نہ رہا راز چمن کا،

مسعود کارنجوی کا اندازِ بیان بھی کسی سے کم نہیں۔ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

سرسبز چمن دشت نما دیکھ رہا ہوں
بہکی ہوئی رفتارِ صبا دیکھ رہا ہوں

تفریق و تنفّر کی فضا دیکھ رہا ہوں
اس دیش کی قسمت میں ہے کیا دیکھ رہا ہوں

اب چاہیئے باطل کی حمایت سے کنارہ
آپس کی برائی سے عداوت سے کنارہ

مل جُل کے کرو ساری بُرائی کا صفایا
کل وہ نہ نظر آئے جو نظروں نے دکھایا

قاضی خورشید الدین خورشید ایلچپوری کا جذبۂ تحریکِ آزادی بھی عملِ پیہم کی تلقین کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کس جوشِ عمل سے فرماتے ہیں ؎

کیا اسی دن کے لئے خون سے سینچا تھا وطن
آج ہم اس کی بہاروں کے بھی حقدار نہیں

کیا اسی دن کے لئے زخم سہے تھے ہم نے
کہ یہ بڑھ جائیں تو مرہم کے بھی حقدار نہیں

شمعِ احساس کے شعلوں کو بجھانے والو
جان پہ کھیلنا اب بھی ہمیں دشوار نہیں

عظمتِ صبحِ وطن تیرے اجالوں کی قسم
آج ہم تیرے اجالوں کے بھی حقدار نہیں

نورالدھر سرشار یزدانی امراوتی کے خیالِ عظمتِ وطن کس حسن سلیقہ سے بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہو ؎

جہاں سے تیرگی مٹا رہا ہے وطن،
مسرتوں کے دیئے پھر جلا رہا ہے وطن

پگھل رہے ہیں جمود و حیات کے اصنام
پیامِ سوزِ عمل ہوں سنا رہا ہے وطن

ہر اک راہ گذر اس کی کہکشاں ہوگی
زمین کو آسماں پیہم بنا رہے وطن

سرشت جس سے عبارت حیات ہوتی ہے
وہ عزم نو کو جوانی پہ لا رہا ہے وطن!

امراوتی کے ایک سلجھے ہوئے ذہن کے شاعر عبدالرحیم صدیقی شعوری کا جذبۂ حب الوطنی بھی قابلِ ستائش ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بھارت پہ نوجوانو دل و جاں نثار کردو
مایوسیوں کو اپنی وقفِ بہار کردو
بھارت کی ہر روش کو اپنا لہو پلا کر،
ویرانیٔ وطن کو تم لالہ زار کردو

اُردو کے نامور ترقی پسند شاعر منظور حسین شور امراوتی تحریکِ آزادی کے پس منظر میں وطنِ عزیز کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کس والہانہ انداز میں فرماتے ہیں ؎

تیرے ہر کوٹھ پہ ڈالا ہے امارت نے نقاب
خونِ بیٹیو سے رہے گی تری مٹی شاداب

وہ مسلمان یہودی وہ ترے منعم و میر
وہ یتیمانِ خرد آہ وہ نظروں کے فقیر

پوچھتی ہے ترے سورج سے ترے شر کی رات
اب کہاں جائے گا او سوختہ سامانِ حیات

متذکرہ بالا اشعار سے بر اُس کے کلام میں سوز بھی ہے۔ اور یاسیت بھی۔ حالات سے بغاوت بھی ہے اور اپنے وطن سے بے پناہ محبت و عقیدت بھی جذبہ اور عزت و ناموس کا خیال بھی۔ ان شعراء کے کلام میں بلند عزائم اور حوصلوں کی ایک دنیا بھی آباد ہے۔ اسی کے ساتھ حالات سے نبرد آزما ہونے کا درس بھی۔ ساتھ ہی ساتھ اس بدلتے ہوئے دور کی بھرپور عکاسی بھی کلام میں جا بجا نظر آتی ہے۔ ان شعراء نے اپنے اپنے محسوسات، جذبۂ تحریکِ آزادی اور حب الوطنی کے جذبے کو اپنے اپنے طریق و انداز سے پیش کیا ہے۔ برار کی نئی نسل بھی حب الوطنی کے جذبات نیز وطن سے بے پناہ محبت اپنے دل میں رکھتی۔ ہم اور مناسب موقع و محل سے اشعار کا روپ دینے میں کسی سے پیچھے نہیں۔

بقیہ :- قومی یکجہتی
صفحہ ۱۳ سے آگے

نصاب تعلیم میں ہندوستانی تہذیب و تمدن، قومی ایکتا کا درس اور عکس ملتا ہے۔ تاکہ قومی عناصر کو فروغ ہو۔ لوگوں کے دلوں میں بھائی چارگی۔ انسان دوستی۔ مذہبی رواداری۔ حب الوطنی اور محبت و خلوص کے جذبات و رجحانات پیدا ہوں۔ ملک کی ترقی میں معاون و مددگار ثابت ہوکر ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکے۔ ملک کے ہر فرد نے چاہے وہ کسی بھی مذہب اور قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ بقول کرشن موہن اسی آواز کو اپنائے یا الاپے ؎

ہر دم پیئے رہتے ہیں ہم یک جہت و اُلفت کی مئے
مسلک ہمارے ہیں کئی منزل ہماری ایک ہے
ہندو سہی مسلم سہی ہندوستانی ہیں سبھی
عیسائی ہوں یا پارسی گم وہ نہیں ہوں گے کبھی
یک جہت و ہم آہنگ ہیں تعمیر میں اہلِ وطن
یہ وحدت قومی رہے ہر دم دلوں میں موجزن

قومی ایکتا ہندوستان کا ورثہ ہے۔ اسی ورثہ پر ہمارا ملک قائم ہے اور عظیم ورثہ ہے قومی ایکتا میں جوگل اور محبت۔ وہ واحد ملک ہے ہندوستان۔

• گلزار متین
۹۴/۱۰۲، ایم ایس علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۸

امن کا شیدائی بھارت

دل سے نکال دو یہ کدورت یہ نفرتیں — ان سے تباہ ہوئی ہیں قوموں کی عظمتیں
تبلیغ امن و دوستی کی آؤ ہم کریں — اس میں ہے امن وچین اور دل کی راحتیں

آؤ امن کا گیت سُنائیں جہاں کو
آؤ بڑھائیں دوستو بھارت کی شان کو

ہندو عیسائی مُسلم یہ کیسا سوال ہے — بھائی کا بھائی خون بہائے کمال ہے
مسلم ہو یا عیسائی ہو یا ہو برہمن — جنما یہیں یہ تُو ہے تو بھارت کا لال ہے

آؤ امن کا گیت سُنائیں جہاں کو
آؤ بڑھائیں دوستو بھارت کی شان کو

سب سے حسین دیس ہمارا ہے یہ وطن — مہکا ہے خوشبوؤں سے ہمارا ہی یہ چمن
آؤ لگائیں پھول حسین اور بھی کئی — یہ ہی پیام دیتی ہے یہ مادرِ وطن

آؤ امن کا گیت سُنائیں جہان کو
آؤ بڑھائیں دوستو بھارت کی شان کو

سُکھ کی تلاش ہے جنھیں آتے ہیں سبھی یہیں — دل کا سکون جن کو نہ ملتا ہے اب کہیں
ہے ریت یہ پرانی سدا آ رہی ہے — صدیوں سے سلسلہ ہے نئی بات بھی نہیں

آؤ امن کا گیت سُنائیں جہان کو
آؤ بڑھائیں دوستو بھارت کی شان کو

پائمال کوئی دیس ہو منظور یہ کہاں — بھارت کا ہر سپوت ہے بھارت کا نوجواں
غاصب اگر بڑھائے گا اپنے ادھر قدم — رکشا کو دھرتی ماں کی سب ڈٹ جائینگے یہاں

آؤ امن کا گیت سُنائیں جہان کو
آؤ بڑھائیں دوستو بھارت کی شان کو

دنیا میں اپنے دیس کا یہ بھی مقام ہے — شیدائیوں میں امن کے پہلا ہی نام ہے
آزاد ساری قومیں رہیں اپنے ملک میں — گاندھی، جواہرلال کا یہ ہی پیام ہے

آؤ امن کا گیت سُنائیں جہان کو
آؤ بڑھائیں دوستو بھارت کی شان کو

* شوق ماہری
زینب منزل، موگھٹ روڈ
کھنڈوہ (ایم، پی) ۴۵۰۰۰۱

خوشی کا دن

چھبیس جنوری ہے ! بے حد خوشی کا دن ہے
قوم و وطن سے اپنے اک آگہی کا دن ہے

شکر خدا کر بیتا رسوائیوں کا موسم
شکر خدا کر آیا شہنائیوں کا موسم
اب دل کو چھو رہا ہے رعنائیوں کا موسم
اے اہل دل مبارک انگڑائیوں کا موسم
چھبیس جنوری ہے ! بے حد خوشی کا دن ہے

دل میں سرور آیا آنکھوں سے نور چھلکا
پتوں سے اوس ٹپکی پھولوں سے رنگ چھلکا
اتنی خوشی ہوئی ہے غم ہو گیا ہے ہلکا
اب ہوش ہی کسی کو باقی نہیں ہے کل کا
چھبیس جنوری ہے ! بیحد خوشی کا دن ہے۔

مارے خوشی کے ساری چڑیاں چہک رہی ہیں
غنچے چٹک رہے ہیں کلیاں مہک رہی ہیں
بادِ سحر کی ٹھنڈی موجیں بہک رہی ہیں
ڈھولک پہ لڑکیاں کچھ کیسی لہک رہی ہیں
چھبیس جنوری ہے ! بے حد خوشی کا دن ہے

نہروں کی نرم موجیں بیتاب ہو رہی ہیں
پیاسی زمینیں ساری سیراب ہو رہی ہیں
تپتی ہوئی چٹانیں برفاب ہو رہی ہیں
ماضی کی ظلمتیں سب اک خواب ہو رہی ہیں
چھبیس جنوری ہے ! بے حد خوشی کا دن ہے

تاریخ میں وطن کا اعلیٰ مقام ہوگا
دنیا میں سب سے اونچا بھارت کا نام ہوگا
آپس میں مل کے رہنا اس کا پیام ہوگا
اور یہ پیام اس کا دُنیا میں عام ہوگا

چھبیس جنوری ہے ! بے حد خوشی کا دن ہے
قوم و وطن سے اپنے اک آگہی کا دن ہے

غزلیں

قاسم قتیل راجستھانی
۴۰۰ ۔ ایس ۔ وی ۔ پی ۔ روڈ
بوریولی ۔ بمبئی ۴۰۰۰۹۲

دل بزمِ محبت سے جو ناکام چلا ہے
اک عالمِ صد یاس بہر گام چلا ہے

اک آپ کہ ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح سے
اک ہم کہ مقدر صفتِ جام چلا ہے!

ظاہر ہے کہ پروانہ سرِ شمع جلے گا
تحسین کہ اک واقفِ انجام چلا ہے

یہ راہِ عمل ہے یہاں فطرت کے مطابق
ہر صاحبِ دل لرزہ بر اندام چلا ہے

دل تیرے حوالے ہے بس اے راہِ محبت
نادان ہے، نا واقفِ انجام چلا ہے

مجنوں ہی نہیں، کہتے ہیں سب جس کو قتیل آج
وہ بھی تو ترے شہر سے ناکام چلا ہے!

قومی راج

ظفر گورکھپوری
ایف ۴/۴، میونسپل کالونی، دیونار، بمبئی ۴۳

کنکر کا ملبہ چھوڑ چلے گا سناٹا،
اب ذہنوں کی سمت بڑھے گا سناٹا

جانے کس صحرا سے پیاسا آیا ہے
آوازوں کا خون پیئے گا سناٹا

بستی ناچ رہی ہے نمرود کے دف پر
اب تو بھائی خوب ہنسے گا سناٹا

ٹھہرو گے تو سونا کمرہ کاٹے گا
بھاگو گے تو [illegible] گا سناٹا

ہنگاموں کی چھت کے نیچے بیٹھا ہے،
سر پر اک دن یار گرے گا سناٹا

پہلے اپنی پتھریلی شہ رگ کاٹو
تیشے والو، یوں نہ کٹے گا سناٹا

اپنے تن کا چھپر بابا دو دن کا،
جانے کتنے روز رکے گا سناٹا

میں بھی ناطہ توڑ لوں جو ان کھنڈروں سے
کس سے جی کا حال کہے گا سناٹا

وہ رنگوں کا موسم جب تک آئے گا
دیواروں کو چاٹ چکے گا سناٹا

پاگل کیوں رو کر طوفان اٹھاتا ہے؟
کیا پانی میں ڈوب مرے گا سناٹا

سارے مجمع کو کاندھے پر رکھ لیجئے
دل کی گہرائی میں رہے گا سناٹا

ان کے گھنگھرو بن جائیں گے ہونٹ ظفر
وہ آئیں تو بول اٹھے گا سناٹا

سید اظہر حسین ہاشمی
نعمت اللہ روڈ، امین آباد ۔ لکھنؤ

آنکھوں میں نور دل میں وہ بن کر دعا رہے
اتنا قریب رہ کے بھی ہم سے جدا رہے

مشکل نہیں کہ رازِ محبت عیاں کروں
اچھا مگر یہی ہے کہ پردہ پڑا رہے

ایسے بھی چند پھول ہیں میری نگاہ میں
دیکھے کوئی جو ان کو تو بس دیکھتا رہے

بیچارگیٔ عشق کی روداد کیا کہوں
شکوے لبوں پہ بن کے مری التجا رہے

ہر ہر بشر تھا عالمِ حیرت بنا ہوا
بن کر جمالِ یار کا ہم آئینہ رہے

پیمانۂ نظر سے نہ اس دل کو ناپیئے
گوشہ میں جس کے وسعتِ ارض و سما رہے

اے زیست شاد باش کہ مسجود ہم ہوئے
قبلہ رہے کبھی، کبھی قبلہ نما رہے

اظہر کبھی ہوا نے زمانہ سلا نہ پائے
انسان کا ضمیر اگر جاگتا رہے

۱۰ر فروری ۱۹۸۳ء

غزلیں

شان بھارتی
سبجرا، دھنباد
(پن کوڈ:- ۸۲۸۱۲۱)

بکھرے ہوئے یہ گاؤں کے پیکر بھی دیکھ لے،
اور اس کے ساتھ شہر کا منظر بھی دیکھ لے

انسانیت کی آنکھ سے آنسو کے ساتھ ساتھ
بہتا ہوا خلوص کا پیکر بھی دیکھ لے

اک بت مری ہتھیلی پہ رکھا ہوا ہے دیکھ
اک بت ہے آستین کے اندر بھی دیکھ لے

کر دوسروں پہ تبصرہ تو شوق سے مگر
بہتر یہ ہے کہ اپنوں کے تیور بھی دیکھ لے

اے شانؔ روزِ حشر کا بھی انتظار کر،
برپا ہے جو، زمیں پہ وہ محشر بھی دیکھ لے

☆

تمنّاؔ سیتاپوری
۱۷۷۱ - نورنگ آباد، لکھیم پور

نہ بچھا دیں راہ میں آنکھیں وہاں تک
ملے نقشِ قدم اُن کے جہاں تک

رہی حسرت نہ دل میں اب خوشی کی
غموں کو ہم نے اپنایا یہاں تک

چتا تک آخری منزل تھی اپنی
کم از کم آپ آجاتے وہاں تک

مُقدّر پر بھروسہ کرنے والو،
مُقدّر تم کو لے جاتا کہاں تک

تمنّاؔ چھوڑ دی اُن کی تمنّا،
دلِ ناداں کو تڑپاتے کہاں تک

☆

نظرؔ جالنوی
نزد میجسٹک ٹاکیز
ضلع جالنہ (مہاراشٹر)

ہموار زندگی کا جہاں راستہ نہ تھا
کمزور اس جگہ پہ میرا حوصلہ نہ تھا

جس بات کا گمان بھی پیدا ہوا نہ تھا،
وہ بھی نظر سے دیکھ لیا جو سُنا نہ تھا

اے دل یقین کر لیا جھوٹی وفا پہ کیوں،
آنا نہ اس فریب میں میں نے کہا نہ تھا

روشن ہوا ہے نام تیرا میرے نام سے
ورنہ تجھے جہاں میں کوئی پوچھتا نہ تھا

منزل سے لوٹ آئے تو محسوس یوں ہوا
اپنے وطن میں جیسے کوئی آشنا نہ تھا

تسلیم کر سکا نہ زمانہ بھی اس لئے
انصاف کی بنا پہ تیرا فیصلہ نہ تھا

ہم نے جھکایا رحم کی خاطر نہ سر نظرؔ
بے رحم یہ زمانہ ہمارا خدا نہ تھا

☆

جشن سکندر علی وجد

ممتاز شاعر سکندر علی وجد کی سترسالہ یوم پیدائش اور پچاس سالہ شاعرانہ خدمات کے اعتراف کے طور پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈیمی اور مولانا آزاد کالج کے تعاون سے دو روزہ پروگرام ترتیب دیا گیا۔ جشن کا افتتاحی جلسہ ۱۱ر دسمبر کی شام ۶ بجے آزاد کالج کیمپس میں منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت ڈاکٹر رفیق زکریا نے فرمائی

ڈاکٹر اے، اے، منشی چیرمین خواجہ عبدالغفور (ممبر سیکریٹری اردو اکاڈیمی) اورنگ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر جی۔ یو۔ ہیسکر، قاضی سلیم (ایم پی) روزنامہ مراٹھواڑہ کے مدیر جناب اننت بھالے راؤ نے اپنی تقریروں کے ذریعہ سکندر علی وجد کی زندگی اور فن پر روشنی ڈالی جبکہ ڈاکٹر منشاء الرحمٰن خاں منشار نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

اننت بھالے راؤ نے اپنی مراٹھی تقریر میں وجد کے متعلق فرمایا کہ وجد ایک جذباتی شاعر ہیں وہ زندگی میں کبھی مایوس و ناامید نہیں ہوئے وہ ماضی کے نہیں مستقبل کے شاعر ہیں۔ قاضی سلیم نے فرمایا کہ اورنگ آباد میں وجد صاحب کی شخصیت، نئی نسل اور نوجوان شاعروں کے لئے ہمیشہ ہی باعث توانائی بنی رہی ہے۔ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ان کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔ ممتاز مزاح نگار خواجہ عبدالغفور نے فرمایا کہ مجھے ابتدائی دنوں سے ہی وجد کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان کی طبیعت میں ایک قسم کا نظم و ضبط کا احساس ملتا ہے۔

ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وجد کی شاعری ان کی شخصیت ہمیشہ سے محبوب رہی ہے۔ وہ ہمارے عہد کے عظیم شاعروں میں ہیں۔ آپ نے اس موقع پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈیمی کی جانب سے ۵۰۰۰ روپے کی رقم وجد کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی۔ اس کے بعد مولانا آزاد کالج کے پرنسپل مظہر الدین نے مولانا آزاد ایجوکیشن سوسائٹی کی جانب سے دس ہزار روپے کی رقم وجد کو پیش کی۔ مہمان خصوصی اورنگ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر جی۔ آر۔ جہیسکر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ وجد کی شاعری اردو کی اہم اور زندہ آواز کی شاعری ہے۔ وجد یونیورسٹی کے سینیٹ کے ممبر رہے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے انہوں نے بھرپور کوشش کی۔ آپ نے مراٹھواڑہ یونیورسٹی کی جانب سے وجد صاحب کی خدمت میں ۵۰۰۰ روپے پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

صدر جلسہ ڈاکٹر رفیق زکریا نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ وجد کی عظمت اور دکن کی سرزمین پران کی اہمیت کا اندازہ ہم سب کو ہے۔ مشرقی ہندوستان کو اپنی زبان دانی پر ہمیشہ ناز رہا ہے مگر سکندر علی وجد کی شاعری میں زبان کا اعلیٰ اور معیاری استعمال ہمیں ملتا ہے۔

ڈاکٹر منشاء الرحمٰن خاں منشا نے وجد کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا اور محترمہ فاطمہ زکریا نے وجد صاحب کو اونی شال اوڑھائی جلسہ کے بعد "روشنی و نغمہ" کے عنوان سے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں وجد کی شہرہ آفاق نظمیں" ایورا و اجنتا" گائی گئیں اور فلم کے ذریعہ وہاں کے مناظر پیش کئے گئے۔

بعد ازاں قاضی سلیم کی صدارت میں ایک مشاعرہ ترتیب دیا گیا نظامت پرنسپل مظہر محی الدین نے کی۔ قمر اقبال، جاوید ناصر، یوسف ناظم شاہین ظفر، جے پی سعید، منشاء الرحمٰن خاں منشار، مقتدر انجم، میر ہاشم اور قاضی سلیم نے سامعین کو اپنے اشعار سے نوازا۔

پروگرام کے دوسرے دن

ممتاز شاعر قاضی سلیم ایم پی کی صدارت میں سکندر علی وجد کی شاعری پر سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں ڈاکٹر سیدہ جعفر، جیلانی بانو انور معظم، خواجہ عبدالغفور، رشید حسن خاں، یوسف ناظم، ڈاکٹر عصمت جاوید نے وجد کی شاعری سے متعلق مختلف موضوعات پر مقالات پیش کئے۔

جناب علی سردار جعفری کا پیغام جاوید ناصر نے سنایا اور ڈاکٹر رضی الدین کا مقالہ پروفیسر صفی الدین صدیقی نے حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

اس کے ساتھ اردو کی ترویج میں مشاعرے کی اہمیت پر بھی مقالات پیش کئے گئے۔

شہر میں یوم جمہوریہ تقریبات
شیواجی پارک پر شاندار پریڈ

امسال ۳۳ ویں جشن جمہوریہ کی تقریب شہر کے شیواجی پارک پر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منائی گئی۔ اس موقعہ پر فوج اور پولس دستوں کی رسمی پریڈ کے علاوہ ریاست میں مختلف شعبوں کی ترقیات کی جھانکیاں فوج کی بری، بحری اور ہوائی یونٹوں اور مرکزی و ریاستی محکموں نے پیش کیں۔

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے پرچم کشائی کی رسم انجام دی اور پولس، ہوم گارڈز، فائر بریگیڈ، اسپیشل ریزرو پولس کی پریڈ کا معائنہ کیا۔

گورنر موصوف نے فوج، اسپیشل ریزرو پولس، ٹریفک پولیس، ہوم گارڈز، این سی سی، تربیتی جہاز "راجندر" کا عملہ بحری کیڈٹ دستہ، سیول ڈیفنس، سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ، اسکاؤٹ ہوائے اور گشتی دستوں کے پریڈ کی سلامی لی۔

اس موقعہ پر گورنر نے پولس عملہ کو مختلف درجوں کے ۳۳ تمغے پیش کئے۔

صدر کا پولس میڈل برائے شجاعت، بمبئی اعظمی پولس کے انسپکٹر شری پی۔ ایل۔ سکلے کرا در سب انسپکٹر شری ایس ایس پاٹل

گورنر مہاراشٹر ائیر چیف مارشل شری آئی۔ ایچ۔ لطیف، شیواجی پارک، بمبئی میں یوم جمہوریہ تقریب کے موقع پر پریڈ کی سلامی لے رہے ہیں۔

سینٹرل ریلوے نے بور گھاٹ پر ملک کی سب سے بڑی زمین دوز ۱ر۲ کلومیٹر لمبی سرنگ کے جاری کام کی جھانکی پیش کی جسے اول انعام دیا گیا۔

مشہور مراٹھی سنگیت ناٹیہ کی یہ "سنگیت سوبھدر" جھانکی، ریاستی حکومت کے ڈائریکٹوریٹ برائے ثقافتی امور نے امسال یوم جمہوریہ کے موقع پہ پیش کی جسے تیسرا انعام دیا گیا - اس سال کی ابتدا میں مذکورہ "سنگیت ناٹیہ" کے سو سال پورے ہوں گے
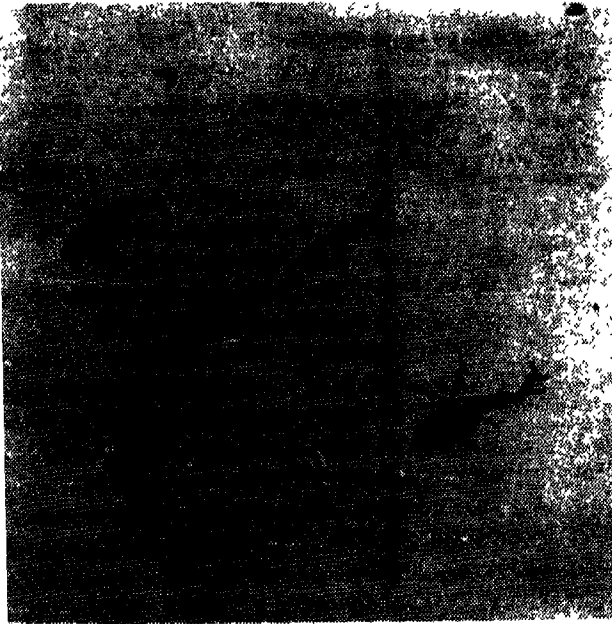
کو دیئے گئے شری پی - جی - ہرداس اسسٹنٹ کمانڈینٹ ایس آر پی ایف گروپ آئی۔ پونے کو بھی صدر کا پولیس میڈل عطا کیا گیا اس کے علاوہ فرائض کی بہترین انجام دہی پر ۲ پولس جوانوں کو بھی میڈل دیئے گئے۔ ہوم گارڈز ڈسٹرکٹ کمانڈینٹ ایوت محل، شری یو۔ڈی تر ویدی کو ہوم گارڈ میڈل اور ممبئی فائر بریگیڈ کے شری ایچ جی سرکھوت اسٹیشن ڈویژنل افسر اور شری پی ایل مہامنکر، فائر مین کو بھی فائر سروس میڈل دیئے گئے۔

تقریب کی ابتدا میں چیتک نامی ہیلی کاپٹر سے پھولوں کی بارش اور اس کے پیچھے قومی پرچم لہراتے ہوئے ایم آئی ہیلی کاپٹر قابل دید منظر پیش کیا۔

تین چیتک ہیلی کاپٹر اور چھ کن بیرا ہوائی جہازوں کی فلائنگ پاسٹ اس سال کے جشن جمہوریہ کا ایک نیا مظاہرہ تھا۔

مہاراشٹر لیزم گروپ کے رنگ برنگے لباس میں ملبوس ۵۰ مرد و خواتین رقاصوں کے قابل دید رقص سے عوام کافی محظوظ ہوئے۔ ریاستی ڈائریکٹوریٹ ثقافتی امور کی جانب سے پیش کردہ مراٹھی ڈرامہ "سنگیت سوبھدرا" کی جھانکی بھی عوام کی توجہ کا مرکز رہی۔ امسال مارچ میں مذکورہ ڈرامہ اپنے ۱۰۰ سال مکمل کرلے گا۔

حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں اور عوام کی بڑی تعداد نے اس شاندار پریڈ اور رنگا رنگ جھانکیوں کو دلچسپی کے ساتھ دیکھا بعد میں جھانکیاں جلوس کی شکل میں راستوں سے گذرتے ہوئے ۵ گارڈنس پر منتشر ہوئیں۔

* * * * * * * * * * * * * * *

تخریب پسندوں کے خلاف صف آراء ہوجایئے

صدر ہند

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ نے عوام کو نفاق کے بیج بونے والوں سے خبردار رہنے کی اپیل کی۔

آپ تاج محل ہوٹل میں پنجاب ایسوسی ایشن آف بمبئی کی طرف سے آپ کے اعزاز میں ۱۹ر جنوری کو منعقدہ استقبالیہ تقریب میں تقریر فرمارہے تھے۔ آپ نے کہا کہ ہمارے سنتوں اور رہنماؤں کے اُصول سے ارادتاً یا غیرارادتاً انحراف ہمیں صرف تباہی کی سمت لے جاسکتا ہے۔ آپ نے دیگر ریاستوں میں مقیم پنجابی باشندوں سے اپیل کی کہ وہ ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے وہاں رہیں اور وہاں کے علاقائی عوام سے گھل مل جائیں۔

ایسوسی ایشن کے صدر شری کلونت سنگھ کوہلی کے ایک مشورہ کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں انہوں نے بمبئی یونیورسٹی میں پنجابی ادب اور ثقافت پر ایک چیئر قائم کرنے کی مانگ کی تھی، صدر موصوف نے حامیوں کی گونج میں مہاراشٹر کے پنجابیوں سے کہا کہ وہ پہلے پنجاب میں مراٹھی ادب اور ثقافت کے لئے چیئر قائم کرنے کی کوشش کریں۔

شروع میں پنجاب ایسوسی ایشن کے صدر شری کلونت سنگھ کوہلی نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

بمبئی سیلس ٹیکس قانون میں ترمیم

حکومت مہاراشٹر نے بمبئی سیلس ٹیکس قوانین میں حالیہ ترمیم کے تحت پابندی عائد کی ہے کہ رجسٹرڈ ڈیلرز جن کی سالانہ خرید، یا فروخت ۱۰ لاکھ روپیوں تک ہے۔ ۳۱ر دسمبر کو ختم ہونے والے سہ ماہی عرصے کے ریٹرن سوائے آخری مہینہ کے فوراً پیش کریں۔

اس سلسلے میں ایک حکم نامہ ریاستی حکومت کے غیر معمولی گزٹ مورخہ یکم فروری ۱۹۸۳ء میں شائع کیا گیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر کے ہاتھوں نیشنل ہینڈلوم ایکسپو ۸۳ کا افتتاح

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے کراس میدان بمبئی میں ۳ر فروری کو نیشنل ہینڈلوم ایکسپو ۸۳ کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہینڈلوم صنعت بھارتی عوام کی بہترین مہارت کا مستقل ثبوت ہے اور اس صنعت کی وجہ سے بھارت نے بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔ گاندھی جی کے نظریہ کے مطابق ملک کی صنعتی ترقی میں ہینڈلوم صنعت کی ترقی مرکزی حیثیت رکھتی تھی اسی لئے حکومت ہند اس صنعت کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کررہی ہے تاکہ اس سے وابستہ افراد کے حالات زندگی میں بہتری آسکے۔

گورنر موصوف نے اس سلسلے میں قرضوں کی فراہمی، خام مال کی دستیابی اور تیار اشیاء کی کھپت سے متعلق ہینڈلوم صنعت کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے مارکیٹنگ کے طریقۂ کار میں تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا تاکہ صنعت سے وابستہ افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدے حاصل ہوسکیں۔

شری آر۔ سی۔ سنہا۔ سیکریٹری محکمہ امداد باہمی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ہینڈلوم صنعت سے متعلق معلومات فراہم کی۔ آپ نے مذکورہ نمائش میں اشیاء کی فروخت سے ۱۰ کروڑ روپیہ کی آمدنی کی توقع ظاہر کی شری ونے کمار جھا ایڈیشنل ڈیولپمنٹ کمشنر (ہینڈلومس) حکومت ہند نے شکریہ ادا کیا۔

ایک مہینے تک جاری اس نمائش میں ملک کی تقریباً تمام ریاستوں نے شرکت کی ہے۔ یہ نمائش عوام کے لئے بلا کسی فیس عام دنوں میں دوپہر ۲ بجے سے شب ۹ بجے تک اور تعطیل کے دنوں میں دوپہر گیارہ بجے سے شب ۹ بجے تک کھلی رہے گی۔

شری زکریا اگاڑی مراٹھواڑہ وقف بورڈ کے صدر

حکومت مہاراشٹر نے الحاج زکریا لطیف اگاڑی کو مراٹھواڑہ وقف بورڈ اورنگ آباد کا صدر مقرر کیا ہے۔

سیکولرزم، سوشلزم اور جمہوریت کو مستحکم بنائیے

شری غلام نبی آزاد کی اساتذہ سے اپیل

مرکزی نائب وزیر برائے قانون، عدلیہ اور کمپنی افیئرس شری غلام نبی آزاد نے ۲۰ جنوری ۱۹۸۳ء کو مہارشی دیانند کالج پریل بمبئی میں کاسموپولیٹن فورم آف ٹیچرس کی بمبئی شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے موجودہ طریقہ تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا نظام تعلیم سند یافتہ گریجویٹ پیدا کرتا ہے جبکہ ہمیں ایک ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت ہے جس میں پیشہ ورانہ تربیت بھی شامل ہو اور جو فارغ التحصیل ... کی عملی زندگی میں بھی کام آئے۔

وزیر موصوف نے فرمایا کہ ہمارے سماج کی بنیاد سیکولرزم، سوشلزم اور جمہوریت پر قائم ہے۔ ہمیں ان نظریات، اور اصولوں کے خلاف نبرد آزمائی کرنے والی ہر قسم کی قوت کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے فورم کے اراکین اساتذہ سے اپیل کی کہ وہ ... ان نظریات کی اہمیت و افادیت سے واقف کرائیں۔

شری غلام نبی آزاد نے مزید کہا کہ ہمارے ملک کی ۸۵ فیصد آبادی دیہاتوں میں سکونت پذیر ہے اور ہماری دیہی اکثریت ناخواندہ ہے مزید برآں آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جو نازک صورت حال پیدا ہوئی ہے اس سے نمٹنے کے لیے اور ان وجوہات کو دور کرنے کے لیے صرف حکومت پر تکیہ کرنا کافی نہیں۔ حکومت بلاشبہ حسب سابق اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کرے گی لیکن حکومت کی کوششوں کو اسی وقت کامیابی نصیب ہوگی جب عوام ذاتی سطح پر ان مسائل کے حل کے لئے انفرادی یا اجتماعی طور پر حکومت

شری غلام نبی آزاد افتتاحیہ تقریر کر رہے ہیں

مرکزی نائب وزیر برائے قانون و عدلیہ اور کمپنی افیئرس شری غلام نبی آزاد ۲۰ جنوری ۸۳ء کو کاسموپولیٹن فورم آف ٹیچرس کی بمبئی شاخ کے افتتاح کے لئے مہارشی دیانند کالج پریل، بمبئی تشریف لائے۔

زیر نظر تصویر میں آپ کے بائیں جانب فورم کے سیکریٹری جنرل پروفیسر جاوید خاں اور دائیں جانب مہارشی دیانند کالج کے پرنسپل شری جی۔ پی۔ سریواستوا بھی دیکھے جاسکتے ہیں

کے ساتھ تعاون کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ کاسموپولیٹین فورم آف لیچرس اور اس نوعیت کی دوسری تنظیمیں اس سلسلے میں اہم رول ادا کرسکتی ہیں۔

فورم کے سیکریٹری جنرل پروفیسر جاوید خان نے فورم کی کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ پنڈت جواہر لال نہرو — مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر قومی لیڈروں کی رہنمائی میں قوم کی بنیاد رکھی گئی اور جمہوریت کو اختیار کیا گیا لیکن بعض اندرونی و بیرونی مخالف قوتوں کی زور آزمائی کی وجہ سے ابھی تک عوام کی فلاح و بہبود کا ہمارا مقصد پورا نہیں ہوسکا۔ وزیر اعظم کے نئے بیس نکاتی پروگرام کی روشنی میں اب ہمیں ہماری منزل صاف نظر آرہی ہے۔ لہٰذا فورم اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے طور پر تعلیمی میدان میں کوششیں کرے گا۔

فورم کے چیرمین اور مہارشی دیانند کالج کے پرنسپل، شری جی۔ پی۔ شری واستو نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

ایم۔ ڈی کالج کے پروفیسر شری سریش پانڈے نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

سندھی اکیڈیمی کی تشکیل

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں سندھی ادب کی تدریج و ترقی کی غرض سے سندھی سہتیہ اکیڈیمی تشکیل دی ہے۔ شری موتی۔ کے دریانانی اکیڈیمی بورڈ کے صدر مقرر کئے گئے ہیں دیگر اراکین پروفیسر رام پنجوانی، شری بلدیو۔ ٹی۔ گجرا، کماری سیتا سمتانی اور شری لچھمن خوب چندانی ہیں۔

مذکورہ اکیڈیمی ریاست میں سندھی ادب کی تدریج و ترقی کے ساتھ ساتھ مراٹھی اور سندھی زبانوں میں تیری زبانوں کی بابت تراجم اور دیگر ادبی طریقوں سے تبادلۂ خیال کی کوشش کرے گی۔ اکیڈیمی سندھی ادب کے فروغ سے متعلق اسکیم، پروجیکٹ وغیرہ کی بھی ہمت افزائی کرے گی۔ اس کے علاوہ سندھی زبان کی کتابوں مونوگراف اور رسائل کی اشاعت کے لئے بھی اعانت کرے گی۔

مہاراشٹر میں رہائش پذیر سندھی ادیب، شاعروں کی تخلیقات اور کلام کی اشاعت، سندھی سوسائٹی اور ادبی نشستوں کے لئے بھی اکیڈیمی کی جانب سے مالی امداد دی جائے گی۔

اکیڈیمی کی دیگر سرگرمیوں میں سیمنار اور نمائش کا انعقاد لائبریریوں کو سندھی کتب و رسائل کی فراہمی، سندھی اسکالرز، طلبہ اور مصنفوں کو انعامات اور اسکالرشپ کا اجراء شامل ہیں۔

آنکھوں کے طبّی کیمپ کے لئے امداد

حکومت ہند نے دیہی علاقوں میں آنکھوں کے طبی کیمپ کا اہتمام کرنے والے رضاکارانہ اور سماجی تنظیموں، اداروں، ہسپتالوں کو مالی امداد منظور کرنے کے اختیارات عطا کئے ہیں۔

اب تک حکومت ہند کی منظوری سے مالی امداد فراہم کی جاتی تھی۔ امراض چشم کی جراحی کے لئے امدادی رقم ۶۰ روپیہ فی آپریشن ہے اور کل امدادی رقم کی حد ۱۲۰۰۰ روپیہ فی کیمپ ہے۔

اندھے پن کی روک تھام کے قومی پروگراموں کی اسکیم حکومت ہند کی جاری کردہ ہے جس کی توسیع ضلع پریشدوں پنچایت سمیتیوں اور پنچایت علاقوں تک کر دی گئی ہے جس سے توقع ہے کہ پروگرام پر وسیع پیمانے پر عمل آوری میں مدد ملے گی۔

بہترین کیڈٹوں میں ریاست کے چار کیڈٹ شامل

حالیہ یوم جمہوریہ کے موقع پر ریاست مہاراشٹر کے چار این سی سی کیڈٹوں کو ۳۴ ویں این سی سی ریلے کے دوران بہترین کیڈٹ کا خطاب دیا گیا۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے انہیں گولڈ میڈل تقسیم کئے۔ کیڈٹوں کے نام اس طرح ہیں۔ وارنٹ آفیسر (سینئر ائیر ونگ) شری دھنجو نائیک پونے، سینئر انڈر آفیسر کماری اجوالا رانے، پونے۔ سارجنٹ کمار نوین پربھو (جونیئر بوائے ونگ) بمبئی۔ سارجنٹ میجر کماری شیلپا کورے، میرج (جونیئر گرلس ونگ)

اس کے علاوہ مہاراشٹر دستہ نے رنراپ، گلائیڈر ٹرافیز، گولڈ میڈل (وارنٹ آفیسر ایس۔ کے۔ گجر) اور دیگر مقابلوں میں دوسرے اور تیسرے انعامات بھی جیتے ہیں۔

نئی دہلی میں این سی سی کیمپ میں شریک مہاراشٹر دستہ میں کمانڈر میجر سبھاش جادھو، پانچ آفیسرز، ۱۱۲ کیڈٹوں میں ۳۱ لڑکیاں اور ۸۱ لڑکے شامل تھے۔

صدر جمہوریہ ہند شری ذیل سنگھ [illegible] ہاؤسنگ سوسائٹی ، درسوا ، بمبئی کے جشن افتتاح کے موقعہ پر ۱۰ جنوری سنہ ۸۲ء کو خصوصی طور سے شریک ہوئے ۔

زیر نظر تصویر میں صدر موصوف اسماعیلی فرقہ کے پیشوا ہز ہائی نس پرنس آغا خان کے ساتھ تقریب میں تشریف لارہے ہیں ۔ ہز ہائی نس پرنس آغا خان نے ہاؤسنگ سوسائٹی کا افتتاح کیا ۔ یہ غریب افراد کے لئے مکانات تعمیر کئے جائیں گے
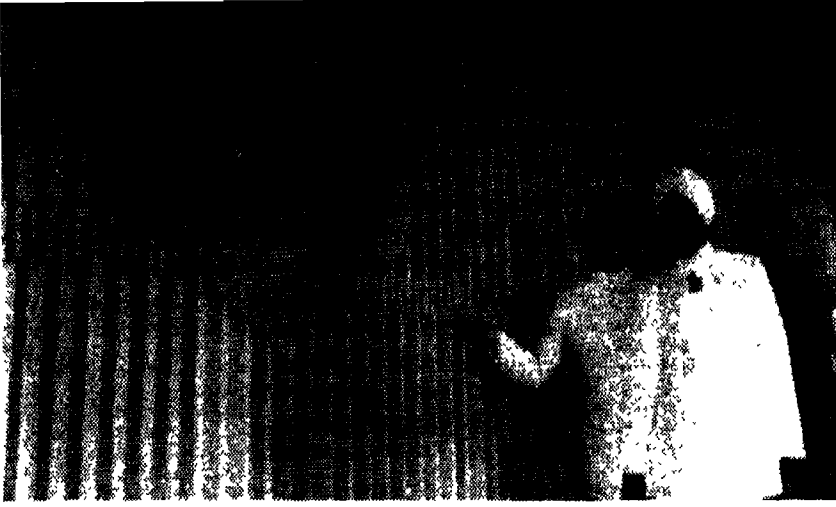
نائب صدر ہند شری ایم ۔ ہدایت اللہ بھارت کے بین الاقوامی فلمی میلہ میں بھارتی فلم "چوکھا" کے ہدایت کار شری اپتا پنڈو چکرورتی کو نئی دہلی میں ۱۷ جنوری سنہ ۸۳ء کو منعقدہ ایک تقریب میں جیوری کا خصوصی ایوارڈ دے رہے ہیں
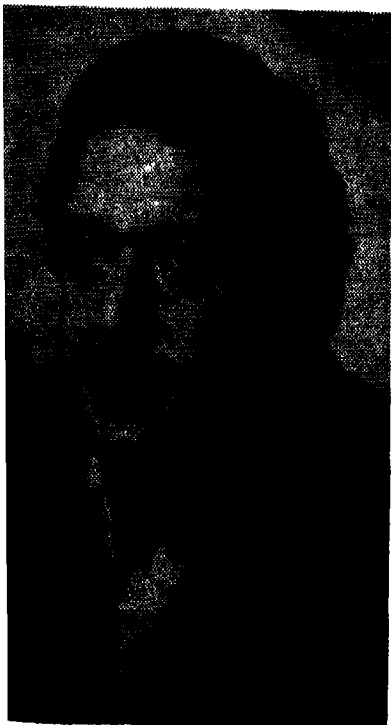
بھارت کے نویں بین الاقوامی فلمی میلے میں فلم "بس ڈرائیور" کے مصری اداکار نورالشریف کو بہترین اداکاری کا انعام چاندی کا مور دیا گیا ۔

سوویٹ روس کی اداکارہ مرینا سطارق نے بھارت کے نویں بین الاقوامی فلمی میلے میں فلم "اوپن ہارٹ" میں اداکاری کے لئے بہترین اداکارہ کا ایوارڈ چاندی کا مور حاصل کیا ۔

صدر جمہوریہ ہند شری گیانی ذیل سنگھ
انڈین مرچنٹس چیمبر کی ۷۵ ویں سالگرہ تقریب
میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

صدر موصوف نے بمبئی میں ۱۸ جنوری
سنہ ۱۹۸۳ء کو شری گرو سنگھ سبھا گرہ میں حاضری
دی یہاں آپ ایک جلسہ سے خطاب
فرما رہے ہیں۔ ڈائس پر گورنر مہاراشٹر
شری آئی۔ ایچ۔ لطیف بھی دیکھے جا سکتے
ہیں۔

TWO-IN-ONE PACKAGE

TRIPLE YOUR MONEY AND PROTECT YOUR FAMILY

BUY SOCIAL SECURITY CERTIFICATES

A unique deal for your money and family. Purchase Social Security Certificates and multiply your money! These certificates provide insurance cover to your family and also fetch guaranteed triple returns!!

SALIENT FEATURES:

1. The certificates will be issued in denominations of Rs 500/- and Rs. 1,000/- only.
2. A certificate of Rs 500/- fetches a return of Rs. 1,500/- and that of Rs. 1,000/-, Rs. 3,000/- at maturity or on death of the holder during maturity period-as provided in 3 below:
3. In the event of death of a holder, his nominee or legal heir gets full maturity value immediately in case of non-natural causes except self-injury or suicide and if death occurs due to natural causes after 2 years from the date of purchase.
4. Certificates can be purchased by persons in the age group of 18 to 45 years
5. An individual can hold certificates to the maximum extent of Rs 5,000/-. Certificates can be purchased on different dates and from different post offices subject to this ceiling.
6. The rate of interest is 11.3% p.a. (Compounded half-yearly).
7. The maturity period of the certificates is 10 years.
8. Certificates can be encashed prematurely any time after three years.
9. Interest is exempt Under Section 80-L of Income Tax Act up-to Rs. 6,000/- alongwith interest on other approved securities and bank deposits. In the case of death, the full maturity value payable prematurely will be wholly exempt from Income-Tax.
10. The certificates can be pledged as security

These certificates are available in Post Offices from 1st June, 1982 onwards.

For details contact:

- Directorate of Small Savings, New Administrative Building, Bombay-400 032. Phone: 232537/230290
- Nearest Post Office
- Small Savings Agents
- Asstt. Director of Small Savings. C/o District Collector.

DGIPR/SS/2/English/1982-82

شائع کردہ: شری مرن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی ۴۰۰۰۰۴

قومی راج

۲۵ر فروری ۱۹۸۳ء 25-2-83

امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر نئی دہلی میں منعقدہ پریڈ میں ریاستی ڈائریکٹوریٹ برائے ثقافتی امور کی مہاراشٹر کی پیش کردہ جھانکی "بیل پوڑا" کو اوّل انعام ملا۔ مشہور آرٹسٹ شری رگھو ویر تلشیکر نے اس جھانکی کو تیار کیا تھا جس میں زراعت کے لئے ناقابلِ فراموش ذریعہ بیلوں کے تئیں کسانوں کے جذبۂ عقیدت کا عکس نمایاں کیا گیا تھا۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۴ جنوری کو اپنی رہائش گاہ پر انڈین کونسل برائے بہبودیٔ اطفال کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریب میں ۱۶ بچوں کو ۱۹۸۲ء سال میں بہادری کے لئے انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں مہاراشٹر سے منتخبہ دو بچے کمار بھاسکر بجے رام چیمکر راؤ (پچھلی قطار میں بائیں جانب سے دوسرے) اور کماری شری کرشنا کالے (اگلی قطار میں بائیں سے دوسرے) بیٹھے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک اور منتخبہ بچہ کمار سریش بھاسکر سالگاؤنکر دہلی نہیں جاسکا۔

قومی راج

25-2-83

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ: دس روپے قیمت فی کاپی: پچاس پیسے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

*

۲۵ فروری ۱۹۸۳ء

جلد شمارہ نمبر

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: موہن پاٹل
ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

سرورق

شری وسنت دادا پاٹل

۲ فروری سنہ ۸۳ء کو راج بھون، بمبئی میں گورنر مہاراشٹر کے ہاتھوں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے اپنے عہدہ، اور رازداری کا حلف لے رہے ہیں۔ شری پاٹل نے یہ حلف مراٹھی میں لیا۔

• اس موقع پر گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف، شریمتی شالینی تائی پاٹل، سابق وزیر اعلیٰ بیرسٹر بابا صاحب بھوسلے، چیف سیکریٹری شری رام پردھان، غیر ممالک کے قونصل جنرل، ہائی کورٹ کے جج، ایم۔ ایل۔ اے، ایم۔ پی اور اعلیٰ عہدیداران شریک تھے۔

*

★ میوا رام (فریڈم فائٹر)

انڈین ائیر لائنس کالونی ۔ ۳۰ ۔ بی ۳/

کالینہ ، سانتاکروز ۔ بمبئی ۲۹--۴۰۰

"قومی راج" کے مدیران جناب موہن پاٹل، جناب ریاض احمد خاں اور ان تمام حضرات کو میں اپنی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جو ایسے دلکش معلوماتی رسالے کو بڑی نفاست اور صفائی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں ۔ مجھے تو کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے ہاتھ ایک بھاری بھرکم خزانہ لگ گیا ہو ۔ یہ میری بدنصیبی تھی کہ ایک مدت دراز سے "قومی راج" میں رہتے ہوئے بھی "قومی راج" سے ناواقف تھا ۔ جب اتفاقاً دسمبر ۱۹۸۲ء کے آخر ہفتہ میں میری نظر اس دلفریب جریدہ پر ایک کتب خانہ میں پڑی ۔ اس کے مضامین دیکھے ۔ اس کی طباعت دیکھی اور قیمت دیکھی تب میں دوسرے ہی دن بھاگا بھاگا نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ کے پندرھویں منزل پر جا پہنچا اور یکم جنوری ۱۹۸۳ء سے اس جریدہ کا خریدار بن گیا۔

جنوری ۱۹۸۳ء کے دونوں ہی رسالے اب میرے ہاتھ میں ہیں اس کے مضامین اور غزلیں پڑھ کر بہت لطف حاصل کر رہا ہوں ۔ ویسے اس وقت میری عمر ۷۵ سال سے تجاوز کر چکی ہے ۔ وقت گذاری کے لئے میں اس رسالے کو اپنا وفادار ساتھی سمجھتا ہوں جو ہر وقت میرے ساتھ ہے اور اردو کے شوق کو فروغ دیتے ہوئے میرے معلوماتی خزانہ کو وسیع سے وسیع تر کرتا رہتا ہے ۔ "قومی راج ۔ زندہ باد"

★ نثار اختر انصاری

ایڈیٹر، "ھمہ گیر" پندرہ روزہ ، مومن پورہ چوک ، ناگپور ۱۸

میرا محبوب رسالہ "قومی راج" پابندی سے موصول ہو رہا ہے ہر شمارہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے ۔

★ رزاق شاھد

تاج پورہ ، عمرکھیڑ ۴۴۵۲۰۶ ، ضلع ایوت محل ۔ مہاراشٹر

"قومی راج" کے تازہ شمارے میں خصوصاً معیاری غزلوں کا انتخاب قابل تحسین ہے ۔ نیز رسالے کی معنوی و صوری لحاظ سے جاذبیت آپ کی کاوشوں کا ثمرہ ہے ۔ "قومی راج" ایک آئینہ ہے جس میں ہم اپنی ریاست کی سرگرمیوں کو بہ آسانی دیکھ سکتے ہیں ۔ خدا رسالے کو حیاتِ جاوداں و شہرتِ دوام بخشے ۔

★ مصطفےٰ جمیل

مومن پورہ ۔ بالاپور ۴۴۴۳۰۲ (مہاراشٹر)

"قومی راج" برابر مل رہا ہے ۔ میرا تعلق "قومی راج" سے پرانا ہے لیکن درمیان میں کچھ وقفے کے لئے یہ سلسلہ ٹوٹ گیا تھا اب پھر پرچہ برابر آرہا ہے ۔ آپ کی محنتیں واقعی قابل مبارکباد ہیں ۔ آپ نے پرچے میں کافی تبدیلیاں کیں اور اس کے حسن کو نکھارا ہے ۔

مہاراشٹر کے شعراء اور ادباء سے متعلق اگر مسلسل تعارفی خاکے آپ پیش کرتے رہیں تو امید ہے اسے کافی پسند کیا جائے گا اور کئی گمنام فن کار "قومی راج" کے توسط سے عوام سے متعارف ہو سکیں گے

★ نعیم شہریار (اردو مدرس)

معرفت بھالے ڈرائیور بلڈنگ ، رادھا نگری ، مانس مندر

(ایس ۔ پی ۔ او) پوسٹ وردھا ۴۴۲۰۰۱ ۔

"قومی راج" کا ۲۴ واں شمارہ ۸۲ء نظر نواز ہوا ۔ روزگار سے متعلق حکومتِ مہاراشٹر کے اعداد شمار ترقی کی جانب نشاندہی کرتے ہیں بدیع الزماں خاور ، مہدی پرتاپگڈھی ، راشد جمال فاروقی ، اور آفاق فاخری کی غزلیں بے حد پسند آئیں ۔ اس شمارے میں دو بے حد جاندار مضامین ہیں ۔ ۱۔ بھاگوت پران فارسی (پروفیسر م ۔ رخ ۔ شائق) اور ۲۔ نابیناؤں کا تعلیمی نظام (محمد مستقیم خاں) ان مضامین کا بار بار مطالعہ کیا اور دادِ تحقیق دیتا رہا ۔

مضمون نگار حضرات نے ان نگارشات میں صحیح ، اور مستند معلومات مہیا کرنے کے لئے کتنی محنت کی ہوگی اس کا ہم آسانی سے اندازہ نہیں لگا سکتے ۔ میری جانب سے خصوصی مبارکباد ۔

نئے وزراء کے قلمدان

ریاستی کابینہ کے وزراء اور وزراء مملکت میں مندرجہ ذیل قلمدان تقسیم کئے گئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ

شری وسنت راؤ پاٹل — جنرل ایڈمنسٹریشن، داخلہ، اطلاعات و رابطہ عامہ، ضمانت روزگار اسکیم، امداد باہمی اور وہ تمام محکمے جو کسی بھی وزیر کو نہیں دیئے گئے ہیں۔

نائب وزیر اعلیٰ

شری رام راؤ آدک — صنعت، شہری ترقیات

کابینی وزراء

پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی۔ اسئیر	:-	محنت، ٹرانسپورٹ، اوقاف اور جیل
شری پرتاپ راؤ بابو راؤ بھوسلے	:-	دیہی ترقیات
شری رام پرساد جی وٹھل راؤ بورا ڈے	:-	پبلک ورکس
شری شانتارام گوپال گھولپ	:-	محصول، بازآبادکاری، لیجسلیٹو امور، بندرگاہ، کھار اراضی
ڈاکٹر بلی رام وامن ہیرے	:-	توانائی، نشہ بندی اور ایکسائز
شری این۔ ایم۔ کامبلے	:-	ہاؤسنگ اور امداد خصوصی، سلم سدھار، ہاؤس ریپیرز، پروٹوکول
شری سدھاکر نائیک	:-	تعلیم، فنی تعلیم، ڈیری ترقیات، مویشی پالن
شری سروپ سنگھ ایچ نائیک	:-	جنگلات اور امور سماجی جنگل بانی، قبائلی بہبود

شریمتی پرتبھا دیوی سنگھ پاٹل	:-	غذا و شہری رسد، سماجی بہبود
شری شیواجی راؤ بھاؤ راؤ پاٹل (نیلانگیکر)	:-	آبپاشی اور سی اے ڈی اے
ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ	:-	صحت عامہ، خاندانی بہبود، طبی تعلیم اور ادویات
شری سوشیل کمار سمبھاجی راؤ شندے	:-	مالیات، منصوبہ بندی، ثقافتی امور اور سیاحت

وزراء مملکت

شری عبدالعظیم عبدالحمید	:-	ہاؤسنگ، خصوصی امداد، نشہ بندی اور ایکسائز
شری کلپا بابو راؤ اواڈے	:-	صنعت، توانائی
شریمتی یشودھرا بائی بجاج	:-	پبلک ورکس
شری شیواجی راؤ باپو صاحب دیشمکھ	:-	جنرل ایڈمنسٹریشن داخلہ اور اطلاعات و تعلقات عامہ
شری ولاس راؤ دگڈو جی دیشمکھ	:-	داخلہ، جنرل ایڈمنسٹریشن، اطلاعات و تعلقات عامہ
شری اے، وی، دیویکر	:-	اسپورٹس اور یوتھ افیرس
شری گنیش ناگو راؤ دودھ گاؤنکر	:-	ضمانت روزگار اسکیم، فنی تعلیم۔
شری راؤ صاحب باپو صاحب جامکر	:-	زراعت اور باغبانی
شری محمد اظہر حسین خان	:-	پروٹوکول، صحت عامہ
شری مدھوکر گھنشیام راؤ کیمتکر	:-	مالیات، قانون و عدلیہ، محنت
شریمتی پاروتی بائی گر لنگپا ملگونڈا	:-	تعلیم
شری ارجن تلشی رام پوار	:-	قبائلی بہبود، سماجی بہبود

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری دسنت دادا پاٹل نے ۵ رفروری ۱۹۸۳ء کو وزارت اعلیٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد دہلی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی سے ملاقات کی زیر نظر تصویر میں شری پاٹل، وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ دیکھے جاسکتے ہیں۔

شری وجے سنگھ شنکر راؤ موہیتے پاٹل	:-	آبپاشی، سی اے ڈی اے
شری ستیش موتی رام پیڈنیکر	:-	محنت، سلم سُدھار، ہاؤس ریپیرس اور ری کنسٹرکشن
شری ابھیے سنگھ راجے بھوسلے	:-	امدادِ باہمی
شری بی۔ اے۔ ساونت عرف بھائی ساونت	:-	محصول، کھار اراضی، ماہی گیری، بندرگاہ
شری یشونت راؤ گنگارام جی شریکر	:-	سیاحت، توانائی
شری باجی راؤ شندے	:-	دیہی ترقیات
شری اننت راؤ نارائن راؤ تھوپٹے	:-	ڈیری ترقیات، مویشی پالن
شری چندرکانت ترپاٹھی	:-	شہری ترقیات

تعارف

کابینی وزراء

شری وسنت دادا پاٹل ـ وزیر اعلیٰ

۱۳ر نومبر ۱۹۱۷ء کو سانگلی ضلع کے ایک چھوٹے سے گاؤں پدمال میں آپ کا جنم ہوا۔ سن بلوغت کو پہنچتے ہی آپ نے سیاست میں قدم رکھا۔ نیشنل کانگریس کے جھنڈے تلے آپ ۱۹۴۰ء میں ستیہ گرہ کرتے ہوئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینوں کے لئے جیل بھیجے گئے آپ کی تنظیمی صلاحیت کا اعتراف اس وقت ہوا جب آپ نے ۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑدو تحریک کے دوران خفیہ سرگرمیاں شروع کیں اور بدیسی راج کے خلاف عوام کو بیدار کرنا شروع کیا۔ اسی دوران ایک منصوبہ کے تحت آپ اور آپ کے ساتھی ۱۹ رائفلوں کے ساتھ فرار ہونے کی کوشش میں گرفتار ہوئے۔ پولس نے آپ پر گولیاں بھی چلائیں جس سے آپ کا کاندھا زخمی ہوا۔ گرفتار ہونے کے بعد آپ کو ۱۳ سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ خوش قسمتی سے آزادی ملتے ہی آپ کی رہائی جلد عمل میں آئی

آپ شروع ہی سے امدادِ باہمی تحریکوں کے زبردست حامی رہے ہیں اور آنجہانی ڈاکٹر دھنن جے راؤ گاڈگل اور شری دی کے پاٹل کے دوش بدوش ریاست میں اس تحریک کے فروغ کے لئے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اپنی تنظیمی صلاحیتوں کا کامیاب استعمال کرتے ہوئے آپ نے زرعی، صنعتی ترقیات کے لئے غریب لیکن محنتی دیہی کسانوں میں اعتماد بحال کیا اور خود پہل کرتے ہوئے اپنے چند رفقاء کے ساتھ مل کر شکر کارخانہ قائم کیا۔

وسنت دادا کے نام سے معروف شری پاٹل، امداد باہمی تحریک عام کرتے ہوئے پوری توجہ سے مصروف رہے۔ آپ ہی کی کوششوں کی بدولت آج دیہی علاقوں خصوصاً مغربی مہاراشٹر کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ جہاں امدادِ باہمی سیکٹر کے تحت جگہ بہ جگہ شکر کارخانے، کپڑا اور تیل ملیں دکھائی دیں گی۔ آپ نے کسانوں کے مفاد کے لئے بھی بہترین کام کئے ہیں اور ستارا اور سانگلی اضلاع میں امدادِ باہمی کے لئے کسانوں کو متحرک کرنے میں پیش پیش رہے ہیں۔ سانگلی میں مارکیٹ کا قیام آپ کی سب سے پہلی نمایاں کامیابی تھی۔ اس کے علاوہ آپ نے کسانوں کو اپنی زرعی پیداوار کے صحیح اوزان اور مناسب قیمت دلانے کے لئے سخت جدوجہد کی ہے۔ سانگلی اور میرج میں متعدد صنعتی امدادِ باہمی انجمن اور سانگلی میں فنی اور صنعتی تربیتی ادارہ کا قیام آپ کے کارناموں میں شامل ہیں۔

امدادِ باہمی کے فروغ کے لئے صحیح رہنمایانہ صلاحیت کے حامل ہونے کی بنا پر آپ متعدد امدادِ باہمی اداروں، شکر کارخانوں، سہکاری بنکوں وغیرہ کے سرگرم رکن رہے ہیں۔ آپ مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو بنک کے چیرمین اور آل انڈیا کوآپریٹیو شوگر مل فیڈریشن کے صدر رہ چکے ہیں۔

مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر تھے۔ اس کے علاوہ راشٹریہ مل مزدور سنگھ بمبئی کے صدر کی حیثیت سے ٹریڈ یونین تحریک کو آگے بڑھانے کی سرگرم کوششیں کی ہیں۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۷۲ء کو ریاستی کابینہ میں بہ حیثیت وزیر برائے آبپاشی اور بجلی مقرر ہوئے۔ اور فروری ۱۹۷۶ء تک اسی وزارت پر قائم رہے۔

شری پاٹل ۱۷ر اپریل ۱۹۷۷ء کو پہلی بار مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ نامزد ہوئے۔ اسمبلی انتخابات کے بعد فروری ۱۹۷۸ء میں دوبارہ وزارت اعلیٰ کا عہدہ سنبھالا اور کانگریس ایس اور آئی پارٹیوں کی مخلوط ریاستی حکومت کی سربراہی کی۔ جنوری ۱۹۸۰ء میں لوک سبھا کے عام انتخابات میں سانگلی حلقے سے رکن پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔ ستمبر ۱۹۸۰ء میں کانگریس (آئی) کے جنرل سکریٹری مقرر ہوئے۔

شری رام راؤ وامن راؤ اڈک ۔ نائب وزیر اعلیٰ

آپ ماہ ستمبر ۱۹۲۷ء میں موضع کھانا پور، تعلقہ سری رام پور، ضلع احمد نگر میں پیدا ہوئے

اس گاؤں میں ایک بھی اسکول نہ تھا۔ لہٰذا آپ نے پاس ہی کے ننھیالی گاؤں میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں ورنا کیولر فائنل کا امتحان پاس کیا اور ضلع بھر میں اول رہے۔ ۱۹۴۷ء میں میٹرک کے امتحان میں امتیازی نمبرات کے ساتھ درجۂ اوّل حاصل کیا۔ ۱۹۵۱ء میں بمبئی یونیورسٹی سے ایل ایل بی امتحان پاس کیا۔ تعلیم کے پورے عرصہ میں سرکاری وظیفہ پایا۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں پریکٹس شروع کی

آپ ۱۹۵۴ء میں بمبئی میں اینٹی غنڈا فرنٹ کے بانی و صدر رہے۔

آپ کئی سال تک ویسٹرن انڈیا ایڈوکیٹس ایسوسی ایشن، ہائی کورٹ، بمبئی کے صدر رہے۔

گذشتہ بارہ سال سے مہاراشٹر اسٹیٹ لائرس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔

مہاراشٹر کی بار کونسل کے ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۹ء تک اور پھر ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک چیئرمین رہے۔ آپ بار کونسل آف انڈیا کے بھی رکن رہے۔

آپ نے اکولہ اور پربھنی میں منعقدہ دوسری اور تیسری مہاراشٹر اسٹیٹ لائر کانفرنس کی صدارت کی۔

آپ سدھارتھ کالج آف لا بمبئی کے لکچرار ہیں۔ بمبئی یونیورسٹی کے ایل ایل بی امتحان کے پیپر سیٹر اور اگزامنر بھی رہ چکے ہیں۔

آپ ستیہ شودھک سماج مہاراشٹر کے صدر رہے۔ نیز احمد نگر ضلع فیڈریشن بمبئی کے بھی صدر رہے۔

آپ ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۸ء تک ریاست مہاراشٹر کے ایڈوکیٹ جنرل رہے۔ آپ حکومت مہاراشٹر کے اعزازی مشیر قانونی بھی رہ چکے ہیں۔

آپ لا کمیشن مہاراشٹر اسٹیٹ کے چیئرمین تھے۔ نیز غریبوں کے لئے قانونی امداد اور صلاح بورڈ کے ڈپٹی چیئرمین بھی رہے۔

آپ بمبئی اور ریاست مہاراشٹر کے دیگر مقامات میں کئی ثقافتی سماجی اور تعلیمی اداروں کے عہدے دار ہیں۔

آپ نے دو مرتبہ ہائی کورٹ کے جج کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آپ بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر رہ چکے ہیں۔ آپ فیکلٹی آف لا بمبئی یونیورسٹی کے رکن رہے۔

آپ نے امریکہ اور کینیڈا وغیرہ کا دورہ کیا اور وہاں لکچر دیئے

آپ جنوری ۱۹۷۸ء ایڈوکیٹ جنرل کے عہدے سے مستعفی ہوگئے اور کانگریس (اندرا) میں شامل ہوگئے۔

آپ ایم پی سی سی (آئی) کے نائب صدر اور ایم پی سی سی آئی کی مہم کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔

آپ ۱۹۷۸ء میں وسنت دادا وزارت میں وزیر برائے آب پاشی، سماجی بہبود، قبائلی سدھار اور قانون و عدلیہ تھے۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

پروفیسر شیخ محمد اثیر

آپ ۱ر جون ۱۹۲۷ء کو پونے میں پیدا ہوئے پونے اور احمد نگر میں تعلیم پائی۔ آپ انگریزی کے ساتھ ایم اے ہیں۔

آپ نے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۶ء تک سیوا دل تحریک میں عملی حصہ لیا۔

تحریکِ آزادی میں بھی سرگرم حصّہ لیا اور دو مرتبہ جیل گئے۔ آزادی کے بعد آپ سماجی کارکن کی حیثیت سے عوام کی خدمت میں لگے رہے، خصوصًا غریبوں کی حالت سدھارنے کا کام کیا۔ آپ نے تقریبًا سولہ سال تک احمد نگر میونسپلٹی میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی۔ آپ تقریبًا سترہ سال تک ضلع کانگریس کمیٹی کے عہدہ دار رہے۔ ۱۹۷۸ء میں ضلع احمد نگر کانگریس (آئی) کے صدر مقرر ہوئے۔ آپ جون ۱۹۸۰ء میں احمد نگر حلقہ سے ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔

پروفیسر اثیر، ادب اور اسپورٹس سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں اور احمد نگر میں کئی تعلیمی، ثقافتی اور سماجی اداروں سے عملاً وابستہ ہیں۔ بُنکروں، تعلیم یافتہ بے روزگاروں، بیڑی مزدوروں، ڈرائیوروں اور مدرسین وغیرہ کی بھلائی کیلئے آپ کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔

۱۹۸۰ء میں ایم۔ ایل۔ اے منتخب ہونے کے بعد آپ پبلک انڈرٹیکنگ کمیٹی کے چیرمین مقرر ہوئے۔ آپ احمد نگر بہبود بیکاس بنک کے چیرمین بھی رہے۔ آپ کی زیر نگرانی بنک، قرضہ جات کی تقسیم اور وصولی کے کام میں نمایاں ترقی ہوئی۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

شری پرتاپ راؤ بابو راؤ بھوسلے

۲۵ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ضلع ستارا کے وائی تعلقہ میں بھوج کے مقام پر پیدا ہوئے۔ کاشتکار ہیں۔ ساتویں جماعت تک تعلیم یافتہ ہیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء سے سماجی کام کررہے ہیں۔ آپ پیپلز ایجوکیشن انسٹی ٹیوشن وائی کے سنہ ۱۹۸۰ء تک وائس چیرمین اور بعد میں چیرمین مقرر ہوئے۔ وائی کالج کے قیام میں عملی حصہ لیا ہے۔ دھوم پروجیکٹ سے متاثرہ افراد کی بازآبادکاری وائی تعلقہ میں سڑکوں کی تعمیر ہاؤسنگ اسکیم اور وائی کھنڈالہ جاوالی مہابلیشور سڑک کے تعمیری کام میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ آپ تعلقہ سطح کی ہاؤسنگ باڈی کے بانی ہیں۔ آپ نے ستارا شوگر کوآپریٹیو فیکٹری کے قیام میں حصہ لیا۔ اور سنہ ۱۹۶۸-۶۹ء تک اس کے ڈائرکٹر رہے۔ آپ ستارا ڈسٹرکٹ لینڈ ڈیولپمنٹ بنک کے بھی سنہ ۱۹۶۴-۶۸ء تک ڈائرکٹر رہ چکے ہیں۔ پہلے سنہ ۱۹۶۷ء میں اور بعد میں سنہ ۱۹۷۲ء میں اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے آپ تخمینہ کمیٹی برائے فارمنگ کوآپریشن سی اے ڈی اے کے ممبر تھے۔ دوبارہ اسمبلی کیلئے منتخب ہوئے سنہ ۱۹۸۰ء کے دوران آپ وزیر مملکت برائے دیہی ترقیات رہ چکے ہیں۔ سنہ ۱۹۸۰ء کے انتخابات میں حلقہ وائی سے چنے گئے۔

شری رام پرساد جی وٹھل راؤ بورا ڈے

۴۵ سالہ شری آر۔ ڈی۔ بوراڈے زراعت پیشہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ پرتور تعلقہ پنچایت سمیتی کے صدر ہیں۔
رہائشی مقام پونڈا ہے۔ میٹرک تک تعلیم حیدرآباد، اور اورنگ آباد میں مکمل کی۔ آپ پنچایت سمیتی کے ۱۰ سالوں تک سرپنچ اور بعد میں نائب صدر اور صدر رہ چکے ہیں۔ آپ نے امداد باہمی سوسائٹیوں کی تنظیم کی ہے اور پاتور کوآپریٹیو کرنی فیکٹری قائم کی ہے اس کے علاوہ آپ پاتور میں دو اسکول کے بھی منتظم ہیں۔ آپ ہریجنوں اور سماج کے پچھڑے ہوئے طبقات کی فلاح و بہبودی کاموں میں خاص طور سے شریک ہوتے ہیں۔
سنہ ۱۹۷۸ء میں آپ مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے ٹرانسپورٹ اور سیاحت رہ چکے ہیں آپ سنہ ۱۹۷۸ء اور سنہ ۱۹۸۰ء میں پاتور حلقہ انتخاب سے ریاستی اسمبلی کے لئے چنے گئے ہیں۔

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار

آپ ایوت محل ضلع کے، رالیگاؤں پنچایت سمیتی کے انترگاؤں کے رہنے والے ہیں۔
زمانۂ طالب علمی ہی سے شری جمبوونت راؤ دھوتے سے آپ کے قریبی تعلقات رہے۔
آپ سیاست میں ۱۹۶۲ء سے سرگرم حصہ لے رہے ہیں۔ پہلے آپ نارورڈ بلاک کے سرگرم کارکن رہے اور بعد ازاں رہنما ہوئے۔ آگے چل کر آپ کانگریس (آئی) میں شامل ہوگئے۔
آپ ۱۹۶۵ء کی جنگل ستیہ گرہ اور زراعتی یونیورسٹی تحریک میں پیش پیش تھے۔ اس تحریک میں شرکت کی بنا پر آپ نے جیل کی سزا بھگتی۔ ۱۹۶۲ء میں آپ ایوت محل ضلع پریشد کے لئے چنے گئے۔ آپ ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔
۱۹۷۸ء میں آپ دگراس حلقۂ انتخاب سے ریاستی اسمبلی کے لئے پہلی بار منتخب ہوئے۔ اس مدت میں آپ نے ضمانتِ روزگار اسکیم کے چیرمین کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔
اسی حلقۂ انتخاب سے آپ ۱۹۸۰ء میں اسمبلی کے لئے دوبارہ چنے گئے۔
آپ سنہ ۱۹۸۰ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

شری شانتا رام گوپال راؤ گھولپ

آپ تھانے ضلع مرباد تعلقہ کے دھسائی مقام پر ایک کسان خاندان میں یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیمی میدان میں آپ نے قانون کی ڈگری حاصل کی ہے۔
مرباد حلقہ انتخاب سے ریاستی اسمبلی کے لئے سنہ ۱۹۶۲ء میں منتخب ہوئے۔ آپ نے ریاستی لیجسلیچر کی فاریسٹ ایڈوائزری پبلک اکاؤنٹس، محصول، لا، جوائنٹ سیلیکٹ اور اگیری کلچرل جوائنٹ سیلیکٹ کمیٹیوں کے ممبر کی حیثیت سے بھی کام کیا ہے دو سال تک آپ سب آرڈینیٹ لیجسلیشن کمیٹی کے چیرمین رہے۔ چار سال تک آپ مرباد شیتکاری سہکاری سنگھ، اور تھانے ڈسٹرکٹ پرچیز یونین کے چیرمین بھی رہے سنہ ۱۹۵۷ء سے سنہ ۱۹۶۲ء تک آپ مرباد تعلقہ ڈیولپمنٹ بورڈ کے ممبر رہے

آپ نے ملی جلی شادیوں کے سلسلہ میں نمایاں کام انجام دیئے ہیں کابینہ میں کچھ عرصہ تک آپ نائب وزیر رہے اور بعدازاں وزیر مملکت ہوئے۔ فروری ۱۹۷۸ء کے انتخاب میں مرباد حلقۂ انتخاب سے آپ منتخب ہوئے۔ آپ ۱۹۷۸ء کی وزارت میں وزیر مملکت اور ۱۹۸۲ء میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

ڈاکٹر بلی رام وامن ہیرے

آپ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ناسک ضلع کے مالیگاؤں تعلقہ میں "نیم گاؤں" میں پیدا ہوئے۔

ڈاکٹر ہیرے (ایم بی بی ایس) میڈیکل پریکٹیشنر ہیں اور ٹیبل ٹینس بیڈمنٹن اور والی بال گیم شوق سے کھیلتے ہیں۔

آپ نے کالج کے زمانے میں ناسک ضلع ودیارتھی ادھائے منڈل قائم کیا۔

آپ مالیگاؤں میں گاندھی ودیالیہ اور مہادودیالیہ کی مجلس عاملہ کمیٹی کے ممبر تھے۔ آپ آنجہانی بھاؤ صاحب ہیرے میموریل فنڈ کمیٹی کے صدر، اور ناسک ڈسٹرکٹ سنٹرل کوآپریٹیو بینک کے ڈائرکٹر ہیں۔ آپ ۱۹۷۲ء میں دھیاڑی سے ریاستی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے۔ اور ۱۹۷۸ء میں دوبارہ اسی حلقے سے منتخب ہوئے اور دسنت دادا وزارت میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔

آپ ۱۹۸۰ء میں بھی دبھاڑی حلقے سے منتخب ہوئے۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

پروفیسر نریندر ماروت راؤ کامبلے

ضلع ستارا کے بودھان کے مقام پر ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو آپ کا جنم ہوا۔ پونے اور بمبئی میں تعلیم حاصل کی۔ بمبئی یونیورسٹی سے بی ایس سی ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۶ء سے بمبئی ہائیکورٹ میں وکالت شروع کی۔ آپ سماج کے ایک پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد میں آپ نے بدھ مذہب اختیار کرلیا۔ اسکول اور کالج کے زمانہ سے ہی آپ کو سماجی بہبود کے کاموں سے لگاؤ رہا ہے آپ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے ایک سرگرم رکن رہے ہیں۔ کالج پارلیمنٹ اور کابینہ کے بھی رکن رہے۔ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بنا پر آپ ممتاز تعلیمی و سماجی اداروں کے ساتھ اعلیٰ حیثیت سے وابستہ رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک آپ قانون کے پروفیسر رہے۔ اس کے علاوہ بمبئی اور مراٹھواڑہ یونیورسٹیوں میں قانون کے امتحانات کے ممتحن رہے ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۹ء تک بمبئی یونیورسٹی سینیٹ کے رکن رہے آپ کو آنجہانی ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر اور ان کی قائم کردہ پیپلس ایجوکیشن سوسائٹی کے سکریٹری ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ پیپلس ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام آج کئی کالج اور تعلیمی ادارے قائم ہیں۔

سماجی اداروں میں آپ نے بمبئی میونسپل کارپوریشن کی مختلف کمیٹیوں، خصوصاً اسٹینڈنگ کمیٹی، بی ای ایس ٹی کمیٹی، ایجوکیشن کمیٹی، قانون محصول و عام مقاصد کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔

سیاست میں آپ ایک سرگرم عمل رکن رہے ہیں۔ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۹ء تک آپ بمبئی پردیش ری پبلکن پارٹی کے جنرل سکریٹری اور صدر رہے۔ ۱۹۷۰ء میں بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کے رکن رہے اور ۱۹۷۰-۷۷ء تک کمیٹی کے نائب صدر رہے۔ کانگریس (آئی) میں شامل ہونے کے بعد ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک آپ بمبئی ریجنل کانگریس کمیٹی (آئی) کے صدر مقرر ہوئے۔ آپ نے مورچے۔ مظاہرے بند۔ ستیہ گرہ اور جیل بھرو تحریکیں چلائی ہیں اور کئی بار خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ ۱۹۸۰ء میں آپ ایم پی سی سی کے پارلیمانی بورڈ کے رکن مقرر ہوئے۔ نیز کئی سالوں تک مہاراشٹر ہاؤسنگ بورڈ اور مشاورتی کونسل کی رکنیت میں شامل رہے۔

فی الوقت بھی آپ بمبئی اور مہاراشٹر کے کئی سماجی، تعلیمی اور ثقافتی اداروں سے وابستہ ہیں جن میں قابل ذکر اکھیل بھارت الوسپجیت جاتی پریشد (نائب صدر اور منیجنگ ٹرسٹی) اے آئی سی سی (۱۹۷۱ء سے رکن) ایم۔ پی (راجیہ سبھا) ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۰ء میں دو مرتبہ چنے گئے۔

ایگزیکیٹو کمیٹی، کانگریس (آئی) پارٹی۔ پارلیمنٹ (۱۹۸۰ء سے رکن) ہیں۔ علاوہ ازیں آپ پارلیمانی کمیٹیوں، مندرجہ جات اقبائل بہبود کمیٹی، آفس آف پرافٹ کمیٹی، دفاع، تعلیم و سماجی بہبود، پٹرولیم اور کیمیکل سے متعلق مشاورتی کمیٹیاں اور چند ضمنی کمیٹیوں کے ساتھ بحیثیت رکن وابستہ رہے ہیں۔

آپ ایک اچھے مصنف بھی ہیں اور سماج کے کمزور طبقات کے مسائل پر آپ کی تصنیفات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔
آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

شری سدھاکر نائیک

آپ ۲۱ اگست ۱۹۳۴ء کو ضلع ایوت محل کے تعلقہ پوسد میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ آپ مراٹھی ہفتہ وار گرام سوراجیہ کے سابق ایڈیٹر اور "سونالی" مراٹھی ماہنامہ کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ کے مشاغل میں شکار، سفر اور مطالعہ شامل ہیں۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ کاشت کار ہیں۔ آپ بھول سنگھ نائیک مہاودیالیہ کے بانیوں میں سے ایک ہیں۔ اس کے علاوہ راشٹریہ شکشک پرسارک منڈل کے صدر جنتا شکشن پرسارک منڈل کے سیکریٹری اور دودھ ساہتیہ سمیلن پوسد کے منتظم ہیں۔ آپ مہاراشٹر راجیہ مراٹھی ناٹیہ پریشد کے نائب صدر ہیں۔ اس ادارہ کے زیر اہتمام ایوت محل میں ناٹیہ سمیلن منعقد ہوا تھا۔ آپ نے مترمنڈل کی طرف سے مہاتما گاندھی اور ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے مجسموں کی تنصیب میں حصہ لیا۔ نیز ایوت محل اور پوسد میں طبی کیمپ منعقد کئے ہیں۔ آپ پوسد تعلقہ پنچایت سمیتی کے (۱۹۶۲-۷۲ء) چیرمین اور ایوت محل ضلع پریشد (۱۹۷۲-۷۷ء) کے صدر رہ چکے ہیں۔

آپ ضلع کانگریس کمیٹی کے سیکریٹری ہیں۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں ۱۹۷۷ء میں لیجسلیٹو کونسل کے لیے ناگپور میونسپل حلقہ سے چنے گئے اور مارچ ۱۹۷۸ء اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔ آپ مارچ تا جولائی ۱۹۷۸ء وزیر ہاؤسنگ تھے۔ ۱۹۸۰ء میں پوسد حلقہ سے اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔

شری سروپ سنگھ نائیک

آپ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۳۸ء کو نواپور تعلقہ کے نواگاؤں (دھولیہ) میں جنم لیا۔ ایس۔ ایس۔ سی تک تعلیم حاصل کی۔ مراٹھی کے علاوہ آپ ہندی گجراتی اور انگریزی بھی جانتے ہیں۔

آپ کانگریس پارٹی کے ایک سرگرم کارکن ہیں۔ آپ نے ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لئے کافی کام کیا ہے۔ ایک آشرم، اسکول کے ڈائرکٹر دھولے ضلع خرید وفروخت یونین کے نائب صدر، نواگاؤں وکاس کاریہ سیوا سنگھ کے چیرمین اور نواپور تعلقہ شکشن پرسارک منڈل کے ممبر رہ چکے ہیں۔

چند سال تک آپ دھولے ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے سکریٹری بھی رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ سکویل گروپ دیہی پنچایت کے سرپنچ اور ضلع پریشد کے ممبر رہ چکے ہیں۔

سب سے اول ۱۹۷۲ء میں ریاستی اسمبلی کے لئے نواپور کے محفوظ حلقۂ انتخاب سے ریاستی اسمبلی کے لئے چنے گئے۔ ۱۹۷۷ء میں نندربار کے محفوظ حلقۂ انتخاب سے لوک سبھا کے لئے چنے گئے اور اسی حلقۂ انتخاب سے ۱۹۸۰ء کے درمیانی انتخابات میں لوک سبھا کے لئے دوبارہ چنے گئے۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

شریمتی پرتبھا دیوی سنگھ پاٹل

آپ ضلع جلگاؤں میں نندگاؤں کے مقام پر ۱۹ دسمبر ۱۹۳۴ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ نے بمبئی یونیورسٹی سے ایم۔ اے ایل ایل بی کیا ہے۔ جلگاؤں میں ۱۹۶۶ء سے پیشہ وکالت سے وابستہ تھیں۔

طالب علمی کے زمانے سے ہی شریمتی پاٹل سماجی کاموں میں ذوق وشوق سے حصہ لیتی رہی ہیں۔ آپ پہلے ۱۹۶۲ء اور بعد میں ۱۹۶۷ء کے عام انتخابات میں حلقۂ جلگاؤں سے مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے منتخب ہوئیں۔

۱۹۶۷ء میں نائب وزیر برائے صحت عامہ رہی ہیں

۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر اسمبلی کے لئے ادلاباد حلقہ سے دوبارہ منتخب ہوئیں اور وزیر برائے سماجی بہبود اور ثقافتی امور مقرر ہوئیں۔ آپ نے ۱۹۷۴ء تک کابینی وزیر کی حیثیت سے مختلف قلمدان سنبھالے ہیں۔ فروری ۱۹۷۸ء میں مہاراشٹر اسمبلی کے لئے دوبارہ منتخب ہوئیں اور لیجسلیٹو کانگریس (آئی) پارٹی کی لیڈر منتخب ہوئیں آپ ۱۹۷۹ء میں حزب مخالف کی لیڈر رہیں۔

۱۹۸۰ء کے عام انتخابات میں آپ ریاستی اسمبلی کے لئے ضلع جلگاؤں کے حلقہ ادلاباد سے منتخب ہوئیں۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو گذشتہ کابینہ میں وزیر شہری ترقیات تھیں۔

شری شیواجی راؤ بی۔ پاٹل (نیلانگیکر)

آپ ۱۹۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ناگپور یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۱۹۵۸ء میں ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کے ممبر اور ۱۹۶۲ء میں تعلقہ کانگریس کمیٹی کے صدر رہ چکے ہیں۔

آپ ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۲ء کے عام انتخابات میں نیلنگا حلقہ سے اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے۔

آپ ۶۷۔۱۹۶۲ء میں ڈسٹرکٹ کانگریس کے صدر رہ چکے ہیں۔
آپ کئی لیجسلیٹو کمیٹیوں اور مہاراشٹر ایجوکیشن نیلنگا کے چیئرمین رہ چکے ہیں۔

آپ ۱۹۷۴ء میں نائیک وزارت میں وزیر مملکت برائے محصول، باز آبادکاری اور پارلیمانی امور رہ چکے ہیں۔ ۲۱ اپریل ۱۹۷۷ء کو آپ وسنت دادا وزارت میں وزیر آب پاشی مقرر کیے گئے تھے۔

آپ ۱۹۷۸ء کے الیکشن میں نیلنگا حلقہ سے چنے گئے۔ اس وقت آپ وزیر برائے صحت عامہ، خاندانی بہبود اور لیجسلیچر امور کے عہدے پر فائز ہوئے تھے۔

مئی ۱۹۸۰ء میں آپ دوبارہ ریاستی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے۔
آپ سنہ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں کابینی وزیر رہ چکے ہیں۔

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ کی تاریخ پیدائش ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء ہے۔ آپ ایم بی بی ایس ہیں۔ مراٹھی، ہندی، انگریزی کے علاوہ گجراتی، کنڑا اور تامل زبانیں جانتی ہیں۔ موسیقی، ڈرامہ اور باغبانی سے آپ کو خاص شوق ہے۔ ویسے تو آپ سند یافتہ ڈاکٹر ہیں، پھر بھی سماجی خدمات سے بھی دلچسپی رکھتی ہیں

آپ نے بمبئی سے ۱۱۰ کلومیٹر کی دوری پر ایک ادیواسی گاؤں برہان پور کی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کی۔ آپ سلم علاقوں میں طبی کیمپ کے انعقاد میں عملی طور پر حصہ لیتی رہی ہیں اور تعلیم بالغان کی ایک سرگرم کارکن ہیں۔

آپ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے شعبہ خواتین کی سربراہ اور انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کی ورکنگ کمیٹی کی کنوینر ہیں۔ آپ سات سالوں تک ماٹونگا ضلع کانگریس کمیٹی کی صدر رہ چکی ہیں۔

آپ بی پی سی سی ورکنگ کمیٹی کی ممبر ہیں۔
آپ بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی کی جنرل سیکریٹری بھی ہیں
آپ نے جیل بھرو اندولن کی رہنمائی کی ہے۔ سنہ ۱۹۸۰ء میں ترجے حلقہ سے اسمبلی کے لئے منتخب ہوئیں

قومی راج

شری سوشیل کمار شندے

آپ سولاپور میں ۴ ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ ایک وقت بھی تھا جب کہ شندے صاحب بارہ سال کی عمر میں سولاپور کی ایم واڈیا اسپتال میں دس روپے ماہانہ کی تنخواہ پر وارڈ بوائے کی حیثیت سے کام کرتے تھے کیونکہ انہیں اپنی تعلیم بھی جاری رکھنا تھی اور سر پر والد کا سایہ بھی اُٹھ گیا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ نوکری کرنا منظور کی تھی۔ سولاپور ڈسٹرکٹ آفس میں سنہ ۱۹۵۷ء میں آپ نے بوائے پیون (چپراسی) کی حیثیت سے کام کیا اور سنہ ۱۹۶۰ء میں ... اپنی ہمہ جہتی، بلند عزائم اور کاموں میں دلچسپی کی وجہ سے سنہ ۱۹۶۱ء میں آپ نے ایس۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ کالج میں داخلہ کے بعد بھی اپنی اس نوکری کو جاری رکھا اور محنت کرنے سے کبھی نہیں شرمائے۔ سنہ ۱۹۶۲ء میں بطور کلرک اسی دفتر میں آپ کا تقرر ہوا۔

سنہ ۱۹۶۵ء میں آپ نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ دل میں تعلیم حاصل کرنے کی لگن تھی۔ اس لئے وہ قانون پڑھنے پونے تشریف لے گئے اور لاء کالج میں داخلہ لے لیا۔ پونے میں آپ نے طلبا کی بہت سی تحریکوں میں حصہ لیا۔ اسی دوران آپ کانگریس کے مشہور لیڈر کاکا صاحب گاڈگل کی ہدایات بھی حاصل کرتے رہے۔ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران ہی آپ کا تقرر پولس سب انسپکٹر کی حیثیت سے عمل میں آیا۔ آپ نے پولس ڈپارٹمنٹ میں ملازمت شروع کر دی۔ مگر اپنی تعلیم بھی جاری رکھی اور سنہ ۱۹۶۹ء میں ایل ایل بی کا امتحان پاس کر لیا۔

نومبر سنہ ۱۹۷۱ء میں آپ نے اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔ اور ۹ نومبر سنہ ۱۹۷۱ء کو آپ مہاراشٹرا اسٹیٹ کانگریس فورم برائے سوشلسٹ ایکشن کے کنوینر ہوئے۔ آپ سول ڈیفنس کمیٹی کے سیکریٹری بھی رہے اور ایم پی سی سی میں ہریجن اور گرجن کے لئے قائم کردہ سیل کے انچارج بھی رہے۔

سنہ ۱۹۷۴ء میں سولاپور ضلع کے کرمالا حلقہ انتخاب سے مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور اسی سال مہاراشٹر کی کابینہ میں بطور وزیر مملکت برائے ٹرانسپورٹ اور یوتھ ویلفیئر شریک ہوئے۔ سنہ ۱۹۷۵ء میں آپ وزیر مملکت برائے سوشیل ویلفیئر، ... آئیسرس یوتھ سروسیز۔ کھیل، ایمل، ہینڈلوم اور ملک اسکیم ... آپ نے ادیباسیوں کی خوشحالی کے کاموں میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۷۶ء میں جب مہاراشٹر کی کابینہ کی دوبارہ تشکیل ہوئی اس وقت آپ

۲۹ فروری ...

...ینہ میں وزیر مملکت برائے سوشیل ویلفیر، کلچرل آفیسر، ہاؤسنگ اور اسپورٹس شامل ہوئے ۔
فروری ۱۹۷۸ء میں آپ سولاپور (شمالی) حلقۂ انتخاب سے اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں ۔ ۱۹۸۰ء کی وزارت میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں ۔

-: وزرائے مملکت :-

شری عبدالعظیم عبدالحمید

یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے ۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی ۔ زراعت اور پٹرول پمپ آپ کے ذرائع معاش ہیں ۔ آپ ہندی، اردو اور مراٹھی سے بخوبی واقف ہیں ۔ والی بال آپ کا محبوب اسپورٹس ہے ۔

آپ اورنگ آباد میں ڈاکٹر ذاکر حسین ہائی اسکول، فاطمہ گرلس ہائی اسکول اور ٹیکنیکل اسکول سے وابستہ ہیں ۔ مولانا آزاد کالج کے انتظامیہ بورڈ کے وائس چیرمین اور انجمن ہائی اسکول کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں ۔ پانچ سالوں تک پولس ٹرافک کنٹرول کمیٹی اور اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ ریجنل ایڈوائزری کمیٹی اورنگ آباد اور اس کمیٹی کے رکن رہے ۔ دو سال تک ریجنل بورڈ سکندر آباد اور سات سالوں تک مراٹھواڑہ وقف بورڈ کے رکن رہے ۔ پانچ سال تک ڈسٹرکٹ وقف کمیٹی کے چیرمین اور دو سال تک حج کمیٹی کے رکن رہے ۔ اس کے علاوہ آپ اورنگ آباد گنیش سنگھ کے دو برسوں تک رکن رہے آپ ۱۵ سالوں تک اورنگ آباد میونسپل کونسل کے رکن رہے ہیں ۱۹۷۸ء میں پہلی بار اور ۱۹۸۰ء میں دوسری بار اورنگ آباد مغربی حلقہ سے منتخب ہوئے ۔

شری کلیا بابوراؤ آواڈے

آپ کی تاریخ پیدائش ۵ جولائی ۱۹۳۱ء رہی ہے ۔ میٹرک تک تعلیم یافتہ ہیں ۔ مراٹھی، ہندی اور انگریزی سے بخوبی واقف ہیں کرکٹ، کبڈی اور ڈرامہ آپ کے محبوب مشغلے ہیں آپ زراعت پیشہ ہیں

آپ اچلکرنجی کوآپریٹیو اسپننگ مل اینڈ پاورلوم انڈسٹریل کوآپریٹیو سوسائٹی کے چیرمین اور ملٹی پرپز فارمرس کوآپریٹیو (ڈیولپمنٹ) سروسس سوسائٹی اچلکرنجی کے سابق چیرمین ہیں ۔ فی الوقت اچلکرنجی کوآپریٹیو بینک شری دتا فارمرس کوآپریٹیو شوگر فیکٹری، شیرول اور کوآپ مہاراشٹر اسٹیٹ اسپننگ مل فیڈریشن بمبئی کے ڈائرکٹر ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ اچلکرنجی میں واقع متعدد تعلیمی اداروں سے وابستہ ہیں آپ مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو بینک کے سابق ڈائرکٹر ہیں ۔ ٹیکسٹائل مشینری وفد کے ساتھ آپ نے ۱۹۷۴ء میں مشرقی جرمنی، پولینڈ اور ہنگری کا دورہ کیا ۔ گذشتہ ۲۵ سالوں سے آپ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے رکن ہیں ۔ ۱۹۸۰ء کے اسمبلی انتخابات میں آپ اچلکرنجی حلقۂ انتخاب سے منتخب ہوئے ۔

شریمتی یشودھرا بھاگیرتھ بجاج

آپ ۱۹۳۰ء میں امراوتی میں پیدا ہوئیں ۔ تعلیم کے لحاظ سے آپ ساہتیہ رتن ہیں مطالعہ، تصنیف، موسیقی اور شاعری آپ کے مشغلے ہیں ۔

۱۹۶۱ء میں آپ کی عوامی خدمات کا آغاز ہوا ۔ آپ نے بہبودیٔ خواتین و اطفال تعلیم بالغان کے لئے عملی تعاون دیا ۔

۱۹۶۱-۶۶ء میں چندرپور میونسپل کونسل کی رکن تھیں اب آپ چندرپور سٹی کانگریس کی چیرمین اور خواتین محاذ کانگریس پارٹی ضلع چندرپور کی لیڈر ہیں ۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۸ء تک ریاستی مجلس قانون ساز کی رکن رہ چکی ہیں ۔ عوامی امور کمیٹی اور ادیباسی ویلفیر کمیٹی کی آپ رکن ہیں ۔ آپ ۱۹۸۰ء میں چندرپور حلقۂ انتخاب سے دوبارہ منتخب ہوئیں ۔

شری سریندر چھتر پال بھوئیار

امراوتی ضلع کے مقام برہمن واڑا میں ۱۵ جون ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے ۔ بی ۔ اے تک تعلیم حاصل کی ۔ مطالعہ، موسیقی، تیراکی اور کبڈی آپ کے محبوب مشاغل ہیں ۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ کاشتکار ہیں ۔

زمانۂ طالب علمی ہی سے آپ سماجی خدمات میں مصروف رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ گرودیو سیوا منڈل کی دیہی ترقی سرگرمیوں

میں بھی عملی طور پر حصہ لیتے رہے ہیں۔
سنہ ۱۹۶۸ء کے زرعی یونیورسٹی کے مظاہرہ میں حصہ لیا۔ امرادتی سٹی فاروَرڈ بلاک کے جنرل سیکریٹری تھے۔ زراعتی امور، زرعی مزدوروں اور طلبہ کے مفاد سے متعلق مختلف تحریکوں میں شرکت کی اور جیل بھی گئے۔ ناگپور یونیورسٹی کی دیہاتو بھاؤ ادھیاسن کمیٹی کے رکن تھے۔
سنہ ۱۹۷۸ء میں پہلی مرتبہ ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے
سنہ ۱۹۷۸ء تا سنہ ۱۹۸۰ء لیجسلیٹیو کانگریس پارٹی کے سیکریٹری اور مہاراشٹر پردیش یوتھ کانگریس کے سیکریٹری جنرل رہے۔ آپ گذشتہ کابینہ میں نائب وزیر برائے ضمانت روزگار اسکیم، جنگلات و سماجی جنگل بانی تھے۔

شری شیواجی راؤ باپو صاحب دیشمکھ

یکم ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء کو کولہاپور ضلع کے تعلقہ ہتھکنگلے کے مقام تلاونی میں پیدا ہوئے۔ تعلیم بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ پیشے کے لحاظ سے آپ کاشتکار ہیں۔
آپ نے دیہی علاقوں میں تعلیمی و سماجی میدان میں خدمات انجام دی ہیں۔ کوئنا زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں بھی آپ نے امدادی کام کیا ہے۔ سنہ ۱۹۶۷ء سے سنہ ۱۹۷۲ء تک شیرالا تعلقہ پنچایت سمیتی کے چیرمین تھے۔ سنہ ۱۹۷۲ء سے سنہ ۱۹۷۴ء تک سانگلی ضلع پریشد سنہ ۱۹۷۲ء سے سنہ ۱۹۷۴ء تک مہاتما پھلے زرعی یونیورسٹی کی اگزیکیٹو کونسل سنہ ۷۹-۱۹۷۸ء تک پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اور سنہ ۸۰-۱۹۷۹ء تک تخمینہ جات کمیٹی کے رکن رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۷۸ء میں پہلی بار ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔ بعد میں سانگلی ضلع کے شیرالا حلقہ سے دوبارہ منتخب ہوئے۔

شری ولاس راؤ دگڑو جی راؤ دیشمکھ

شری ولاس راؤ دیشمکھ سنہ ۱۹۸۰ء کے انتخابات میں عثمان آباد ضلع کے لاتور حلقۂ انتخاب سے مجلس قانون ساز کیلئے منتخب ہوئے۔ ۲۶ مئی ۱۹۴۵ء کو بابھل گاؤں ضلع عثمان آباد میں آپ کا جنم ہوا۔ آپ بی۔ ایس۔ سی، بی۔ اے، ایل ایل بی ہیں۔
نائب صدر، سرپنچ پنچایت سمیتی کی حیثیت سے عوامی زندگی کا آغاز ہوا، رکن عثمان آباد ضلع پریشد۔ ڈائرکٹر ڈسٹرکٹ سینٹرل کوآپریٹیو بینک اور ڈائرکٹر مہاراشٹر اسٹیٹ سینٹرل کوآپریٹیو بینک۔

آپ سنہ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں۔

شری ارون وشنو دیویکر

آپ ۴ مئی سنہ ۱۹۴۵ء کو اکولہ میں پیدا ہوئے۔ آپ بی اے ہیں۔ ڈیری چلاتے ہیں۔
آپ دیویکا نند ریڈنگ روم اور آدرش ودیا یام کرڈا منڈل کے بانیوں میں سے ہیں۔ طلبہ کی تحریک میں عملی طور پر شرکت کرتے رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۷۲ء سے سنہ ۱۹۷۵ء تک اکولہ ڈسٹرکٹ یوتھ کانگریس کے جنرل سیکریٹری تھے۔
سنہ ۱۹۷۴ء میں اکولہ میونسپل کونسل کے لئے منتخب ہوئے
سنہ ۷۶-۱۹۷۵ء میں میونسپل کونسل کی پبلک ورکس کمیٹی کے چیرمین تھے
سنہ ۱۹۸۰ء میں آپ بورگاؤں منجو حلقۂ انتخاب سے ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔

شری گنیش ناگو راؤ دودھ گاؤنکر

سنہ ۱۹۴۶ء میں پربھنی ضلع کے دودھ گاؤں مقام پر پیدا ہوئے آپ بی اے ایل ایل بی ہیں۔ پیشہ وکالت ہے۔ سماجی خدمات، مطالعہ، موسیقی اور ڈرامہ سے آپ کو خاص لگاؤ ہے۔ آپ سنہ ۱۹۶۵ء سے سماجی خدمات میں مصروف ہیں۔ بحیثیت صدر سنہ ۱۹۶۸ء میں شیواجی کالج پربھنی اور سنہ ۱۹۷۱ء میں ایم پی لا کالج اورنگ آباد سے وابستہ رہے۔ سنہ ۱۹۷۹ء میں مراٹھواڑہ یونیورسٹی اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۹۷۵ء میں مراٹھواڑہ یونیورسٹی سینیٹ کے رکن بنے اور تین سالوں تک یونیورسٹی کونسل گورننگ باڈی میں شامل رہے
سنہ ۱۹۷۶ء سے سنہ ۱۹۸۱ء تک آپ پربھنی ضلع بیسپ چیز اینڈ سیل ایسوسی ایشن کے چیرمین رہے۔
سنہ ۱۹۷۵ء سے سنہ ۱۹۷۸ء تک ڈسٹرکٹ پلاننگ کونسل اور بیس نکاتی پروگرام سے متعلق کمیٹی کے رکن تھے۔ آپ کانگریس (آئی) کے ابتداہی سے رکن ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ یوتھ کانگریس کے صدر رہیں۔

۱۹۶۲ء میں آپ پربھنی ضلع کے بسمت حلقۂ انتخاب سے ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے ۔

شری راؤ صاحب باپو صاحب جامکر

۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پربھنی ضلع کے مقام "جام" میں پیدا ہوئے آپ نے ایس ایس سی تک تعلیم حاصل کی ۔ مراٹھی ، ہندی اور انگریزی زبانوں سے بخوبی واقف ہیں ۔ پیشہ کاشتکاری ہے ۔ مطالعہ، اسپورٹس، تعلیمی ، ثقافتی و سماجی خدمات سے آپ کو دلچسپی ہے ۔

۱۹۶۶ء سے آپ نوتن ودیا مندر کے صدر ہیں ۔ مراٹھواڑہ شکشن پرسارک منڈل کے سیکریٹری اور شری شیواجی کالج کی منیجنگ کمیٹی کے صدر ہیں ۔ آپ پربھنی ضلع میں لائنس کلب اور ریمنڈ ہاؤس کے بانی اور صدر رہیں ۔ آپ ہوم گارڈز رضاکار رہ چکے ہیں ۔ اور ۱۹۷۶ء میں بہترین خدمات کے لئے صدر کا تمغہ حاصل کیا ہے ۔

پربھنی پیوپلس کوآپریٹیو بینک کے آپ بانی ہیں ۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۶۷ء تک اس کے صدر اور بعد ازاں اس کے ڈائرکٹر رہے پربھنی ڈسٹرکٹ سینٹرل کوآپریٹیو بنک کے وائس پریسیڈنٹ اور بعد میں اس کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے ۔

آپ پربھنی میں پربھاوتی اسپننگ مل کے بانی ہیں ۔ پنجاب راؤ زرعی یونیورسٹی سینیٹ ، مراٹھواڑہ زرعی یونیورسٹی کی ورکنگ کمیٹی اور سینیٹ کے رکن ہیں ۔

اگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹنگ کمیٹی کے آپ ۱۲ برس تک صدر رہ چکے ہیں ۔

۱۹۷۲ء میں ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۷ء تک پنچایت راج کمیٹی کے سرپنچ تھے ۔ ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۵ء تک آپ پبلک انڈر ٹیکنگس کمیٹی کے رکن رہے ۔ اپریل ۱۹۷۷ء سے فروری ۱۹۷۸ء تک آپ وزیر مملکت برائے دیہی ترقی رہے ہیں ۔

۱۹۷۸ء میں دوبارہ اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے ۔

۱۹۸۰ء میں پربھنی حلقۂ انتخاب سے ایک مرتبہ پھر ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے ۔

شری خان محمد اظہر حسین

۲۰ر اکتوبر ۱۹۴۸ء کو آپ اکولہ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم اکولہ میں مکمل کی ۔ امراؤتی اور ناگپور میں کالج کی تعلیم پائی ۔ ایم ایس سی (جیولوجی) کرنے کے بعد آپ شیواجی کالج اکولہ میں شامل ہوئے ۔ آپ نہایت ہی ذہین طالب علم رہے اور تمام امتحانات اوّل درجہ میں پاس کئے ۔

۱۹۷۴ء میں اکولہ میونسپل کونسل کے لئے منتخب ہوئے ۔ فراہمی آب کمیٹی کے چیرمین مقرر ہوئے اور اس دوران کونسل کے تقطیر آب پلانٹ کو تکمیل تک پہونچایا ۔ ریاستی حکومت کی جانب سے اسٹیٹ یوتھ ویلفیر بورڈ کے رکن مقرر ہوئے ۔ اردو ہائی اسکول کی مجلس عاملہ کے نائب صدر بھی آپ رہ چکے ہیں ۔

آپ ایک بہترین کھلاڑی بھی ہیں ۔ آپ اکولہ ڈسٹرکٹ فٹبال اور اتھیلیٹک ایسوسی ایشن کے رکن ہیں ۔ اکولہ حلقہ سے آپ ریاستی اسمبلی کے لئے ۱۹۷۸ء میں منتخب ہوئے اور پبلک ورکس ، اور ڈیری ترقیات کے محکمہ کے ریاستی وزیر بنائے گئے ۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں ۔

شری مدھوکر گھنشیام راؤ کیمتکر

شری مدھوکر ۱۰ر اگست ۱۹۳۲ء کو پیدا ہوئے ۔ بی ، اے ایل ایل بی تک تعلیم حاصل کی اور وکالت کا پیشہ اختیار کیا ۔

آپ کو اسپورٹس سے بے حد دلچسپی ہے ۔ آپ ۱۹۵۸ء سے مزدور تنازعات قانون سے متعلق کامیاب وکالت کرتے رہے ہیں ۔ ۱۹۵۲ء میں رام ٹیک میں راشٹریہ آدرش ودیالیہ کی بنیاد ڈالی ۱۹۵۵ء سے ناگپور اور رام ٹیک میں آپ مزدور تحریکوں میں پیش پیش رہے ۔

۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۳ء تک رام ٹیک ہوسٹل کونسل کے کونسلر رہنے کے ساتھ ساتھ آپ کونسل کی ایجوکیشن کمیٹی کے چیرمین تھے ۔ ۱۹۴۶ء سے انڈین نیشنل کانگریس اور کانگریس سیوا دل کے رکن ہیں ۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں ۔

شریمتی پاروتی بائی گرلنگپا ملگونڈا

۲۹ ستمبر ۱۹۳۳ء کو سولاپور ضلع کے مقام اکلکوٹ میں پیدا ہوئیں۔ بی اے (آنرز) کے بعد بی۔ ایڈ کیا اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۸۰ء تک سدھیشور کنیا پرشالا کی صدر مدرس رہیں

راشٹریہ سیوادل میں رضاکار کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۶۰ء میں اکلکوٹ بنکر خواتین مزدور ایسوسی ایشن کی چیرمین رہیں۔ خواتین ہوم گارڈز کی تعلقہ چیف تھیں۔

اکلکوٹ ایجوکیشن سوسائٹی اور شاہاجی لائبریری، اکلکوٹ، کی لائف ممبر اور سوسائٹی کالج کی ایگزیکیٹو ممبر ہیں۔

سولاپور ڈسٹرکٹ کانگریس (آئی) میں خواتین محاذ کی سرگرم کارکن رہی ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین کی تنظیم کے لئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

آپ ۱۹۸۰ء میں لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے منتخب ہوئیں۔

ارجن تاشی رام پوار

یکم دسمبر ۱۹۳۸ء کو ناشک ضلع کے کلون تعلقہ کے مقام دلوت میں جنم ہوا۔ ایم اے ایل ایل بی تک تعلیم حاصل کی۔ زراعت پیشہ ہیں۔ ادیباسیوں کی زندگی اور رسم و رواج کی بابت علمی تحقیقات کی ہیں جو مختلف رسالوں میں شائع ہوئی ہیں۔

آپ ادیباسیوں اور غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل متعدد اداروں سے وابستہ ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ مہاراشٹر ادیباسی سیوا منڈل بمبئی، ادیباسی ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، پونے، ادیباسی تروَن منڈل بمبئی، سروِدیا شکشن سنستھا ناشک، ہریجن گریجن سماج انتی منڈل، بھیونڈی، ڈانگ سیوا منڈل ناشک علاوہ ازیں آپ کلون تعلقہ کے کئی امداد باہمی اداروں کے عہدہ دار بھی ہیں بیکھالیہ ناگالینڈ، منی پور، تری پورا، پنجاب اور مدھیہ پردیش کے ادیباسیوں کی زندگی کا عملی مطالعہ کیا ہے۔ آٹھ سالوں تک ریاستی قبائلی مشاورتی کمیٹی الیکٹرسٹی بورڈ اور ایس ٹی کارپوریشن سے وابستہ رہے۔ قانونی امداد مشاورتی کمیٹی برائے ریاستی پسماندہ طبقات اور مہاتما پھلے زرعی یونیورسٹی کے رکن ہیں۔ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۲ء تک ناشک ضلع پریشد کے سینیٹ ممبر تھے۔ اس کے علاوہ ہیلتھ ایجوکیشن اینڈ ایگری کلچر کمیٹی، اور

ضلع پریشد کے چیرمین رہے۔ پہلی مرتبہ [illegible] ۱۹۶۷ء میں اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔ مارچ [illegible] ۱۹۷۸ء پبلک ورکس اور ڈیری ڈیولپمنٹ محکموں کے وزیر کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔

۱۹۸۰ء میں کلون (محفوظ) حلقہ انتخاب سے اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔

شری وجے سنگھ شنکر راؤ موہتے پاٹل

۱۲ جون ۱۹۴۴ء کو اکلوج ضلع سولاپور میں پیدا ہوئے۔ دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ آپ مراٹھی اور ہندی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ اسپورٹس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ زراعت پیشہ ہیں لیکن سماجی خدمات سے آپ کو خاصا لگاؤ ہے۔ آپ اکلوج دودھ کریا کری سیوا سہکاری سوسائٹی یشونت سہکاری ساکھر کارخانہ کرشی اتپن بازار کمیٹی کے چیرمین اور ضلع سولاپور سنٹرل کوآپریٹیو بنک اور شیتکری سہکاری بنک، اکلوج کے ڈائرکٹر ہیں۔

آپ مہاراشٹر راجیہ سہکاری ساکھر کارخانہ سنگھ کے اور راشٹریہ سہکاری ساکھر کارخانہ سنگھ کے ۱۹۷۹ء سے ڈائرکٹر ہیں، آپ اکلوج گرام پنچایت کے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۲ء تک سرپنچ رہ چکے ہیں ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۹ء تک سولاپور ضلع پریشد کے صدر رہ چکے ہیں ۱۹۸۰ء میں آپ ریاستی اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔

آپ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں نائب وزیر رہ چکے ہیں۔

شری ستیش موتی رام پیڈنیکر

۱۹ مئی ۱۹۵۰ء کو بمبئی میں جنم ہوا۔ سول انجینئرنگ کا ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد سول کنٹراکٹر کا پیشہ اختیار کیا۔ اسپورٹس اور موسیقی کے دلدادہ ہیں۔

آپ بامبے ٹینٹس ایسوسی ایشن کے رکن رہے ہیں۔ کانگریس آئی کے ایک سرگرم عمل رکن ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں امریکہ کے صدارتی طریقہ انتخاب کی بابت مطالعاتی دورہ میں شریک رہے۔ بمبئی کے پریل حلقہ انتخاب سے ۱۹۸۰ء میں اسمبلی کے لئے منتخب ہوئے۔

شری ابھیے سنگھ شاہو مہاراج راجے بھوسلے

آپ ۱۶ مئی ۱۹۴۴ء کو مدھیہ پردیش میں دھار کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم بی اے تک ہے۔ پیشہ کے لحاظ سے آپ کاشت کار ہیں۔ آپ کو خاص طور سے زراعت سے دلچسپی ہے۔ اور کئی مقامی سماجی تعلیمی اداروں سے وابستہ ہیں۔

آپ ۱۹۷۸ء میں ستارا حلقہ سے ریاستی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے اور ۱۹۸۰ء کے انتخابات میں بھی اسی حلقے سے دوبارہ منتخب ہوئے۔

آپ سنہ ۱۹۸۰ء کی وزارت میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں۔

شری بھائی ساونت

۴ فروری سنہ ۱۹۲۴ء کو مجگاؤں (ساونت واڑی) ضلع سندھو درگ میں پیدا ہوئے۔ زراعت پیشہ ہیں۔ مراٹھی، ہندی، اور انگریزی زبانوں سے بخوبی واقف ہیں۔ مطالعہ اور بیڈمنٹن آپ کے محبوب مشغلے ہیں۔

ساونت واڑی شکشن پرسارک منڈل کے صدر رہیں بہ حیثیت چیرمین سنہ ۱۹۶۴ء سے سنہ ۱۹۶۷ء تک ضلع پریشد ورکس اینڈ ہیلتھ کمیٹی سنہ ۱۹۶۸ء سے سنہ ۱۹۷۲ء تک زراعت و امداد باہمی کمیٹی۔ سنہ ۱۹۷۲ء سے سنہ ۱۹۷۸ء تک ضلع پریشد سے وابستہ رہے اور بہ حیثیت ڈائرکٹر سنہ ۱۹۷۵ء سے سنہ ۱۹۷۷ء تک زرعی و صنعتی کارپوریشن حکومت مہاراشٹر سنہ ۱۹۷۶ء سے سنہ ۱۹۷۷ء تک آبپاشی ترقیاتی کارپوریشن، اور اب مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو بینک اور مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو مارکٹنگ فیڈریشن سے وابستہ رہ کر نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۷۷ء میں آپ ضلع پریشد کے مالی امور کے جائزہ کمیٹی کے کنوینر تھے۔

شری یشونت گنگارام جی شرنگر

امراوتی ضلع کے مقام مورشی میں ۱۳ فروری سنہ ۱۹۳۴ء کو جنم ہوا۔

تعلیم:۔ بی ایس سی، ایل ایل بی۔

زبان دانی:۔ مراٹھی۔ ہندی اور اردو۔

مشاغل:۔ مطالعہ، تحریر اور کھیل کود۔ پیشہ:۔ وکالت۔

میلگھاٹ کے ادیباسی علاقے میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے کوشش کی۔ ادیباسیوں کی فلاح کے لئے کام کیا۔ ونوبا بھاوے کے ساتھ پد یاترا میں شرکت کی۔ اسکول کی تعلیم کے زمانے میں مواسنی میں تحریکِ آزادی میں حصہ لیا۔ گوا کی آزادی کی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ سنہ ۱۹۵۵-۵۶ء میں سمیکت مہاراشٹر تحریک کے وقت سمیکت مہا ودربھ ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ ودربھ میں زرعی یونیورسٹی کے مطالبہ کی تائید کی۔

امراوتی ضلع میں بیس نکاتی پروگرام پر عمل درآمد کے لئے خصوصی کوششیں کیں۔ جس کے نتیجہ میں ضلع کو اول انعام ملا۔ ودربھ پردیش کانگریس (آئی) کمیٹی کے جنرل سکریٹری ہیں۔ سنہ ۱۹۷۸ء میں "جیل بھرو" تحریک کے دوران جیل گئے۔

امراوتی ضلع کے چاندور حلقہ انتخاب سے سنہ ۱۹۸۰ء میں منتخب ہوئے۔

آپ سنہ ۱۹۸۲ء کی وزارت میں نائب وزیر رہ چکے ہیں۔

شری باجی راؤ نیورتی شندے

آپ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے۔ مراٹھی، ہندی اور انگریزی زبانیں جانتے ہیں۔ پیشہ کاشت کاری ہے۔ والی بال، اور ٹیبل ٹینس سے دلچسپی ہے۔

آپ طلبہ کی تحریک میں عملی شرکت کرتے رہے ہیں۔ ناندیڑ میونسپل کونسل اور مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹری سٹی ایڈوائزری بورڈ اور سنجے گاندھی نرادھار اور سوا ویمن یوجنا اعلیٰ سطحی کمیٹی کے رکن ہیں۔

سنہ ۱۹۸۰ء میں مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے جوائنٹ سکریٹری سنہ ۱۹۷۸ء میں ناندیڑ ڈسٹرکٹ کانگریس (آئی) کے صدر مقرر ہوئے نیز لوک کلیان کمیٹی اور نئے بیس نکاتی پروگرام کی ریاستی سطحی کمیٹی کے بھی رکن ہیں۔

جولائی سنہ ۱۹۸۲ء میں لیجسلیٹیو کونسل کے لئے منتخب ہوئے۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف اُٹھانے کے بعد وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت دادا پاٹل نے نئی دہلی میں صدر جمہوریۂ ہند شری گیانی ذیل سنگھ سے ملاقات کی ۔ یہ اِسی موقع کی تصویر ہے ۔

شری اننت راؤ نارائن راؤ تھوپٹے

۱۱ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء کو پونے ضلع کے مقام ہتنوشی میں پیدا ہوئے ۔ بی ، اے ۔ جی ۔ ڈی ۔ سی ڈگری یافتہ ہیں ۔ آپ ایک اچھے ایتھلیٹ ہیں ۔ انٹر یونیورسٹی ریسلنگ چیمپئن رہ چکے ہیں ۔ پیشے کے اعتبار سے کاشت کار ہیں ۔

شری تھوپٹے ایگری کلچرل کوآپریٹو سیلس پرچیس سوسائٹی بھور کے صدر رہ چکے ہیں ۔ امدادِ باہمی سیکٹر میں ٹائیلس کی ایک فیکٹری قائم کی ہے ۔ اس کے علاوہ بھور اینڈ ویلہہ تعلقہ ایگری کلچرل اینڈ انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کمیٹی اور بھور کوآپریٹو یونین کے بانی ہیں ۔

سنہ ۱۹۶۸ء میں پونے ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے صدر تھے سنہ ۱۹۷۲ء تا سنہ ۱۹۷۸ء ریاستی اسمبلی کے رکن رہے ۔ سنہ ۱۹۸۰ء میں دوسری بار منتخب ہوئے ۔ گذشتہ کابینہ میں آپ وزیر مملکت برائے دیہی ترقی ، ڈیری ترقی ، مویشی پالن اور بازآبادکاری تھے ۔

شری چندر کانت ترپاٹھی

آپ کا جنم مرزاپور اتر پردیش میں ۱۹۵۳ء میں ہوا ۔ آپ ایک عظیم مجاہدِ آزادی اور پنڈت جواہر لال نہرو کے مخلص ساتھی کے بیٹے ہیں ۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر سے ہی سیاست میں قدم رکھا ۔ آپ کی تعلیم مرزاپور اور الہ آباد میں ہوئی ۔ آپ نے اتر پردیش میں طلبہ کی تحریک میں سرگرم حصہ لیا ۔ اور طلبہ کی مختلف انجمنوں کے لیڈر رہے ۔

آپ رہنماؤں کی ایما پر خاص طور سے اتر بھارتیوں کی تنظیم کے لیے بمبئی آئے ۔

پچھلے لوک سبھا انتخابات میں ایم پی سی سی کی انتخابی مہم کمیٹی کے ممبر تھے ۔

۱۹۸۰ء کے عام اسمبلی انتخابات میں شری ترپاٹھی اندھیری حلقہ سے ریاستی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں ۔

آپ سنہ ۱۹۸۰ء کی وزارت میں وزیر مملکت رہ چکے ہیں ۔

مہاراشٹر کی ۳۶ رکنی نئی وزارت

وزیراعلیٰ، شری وسنت دادا پاٹل

کابینی وزراء

پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی۔ اشیر

شری پرتاپ راؤ بابو راؤ بھوسلے

ری رام پرساد جی وٹھل راؤ بورڈے

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار

شری شانتارام گوپال گھولپ

نائب وزیر اعلیٰ، شری رام راؤ آدک

ڈاکٹر بلی رام وامن راؤ ہیرے

پروفیسر این. ایم. کامبلے

شری سدھاکر نائیک

شری سروپ سنگھ ایچ نائیک

شریمتی پرتیبھا دیوی سنگھ پاٹل

شری شیواجی راؤ بہادر راؤ پاٹل (نیلنگیکر)

شری ویلاس راؤ دگڈوجی دیشمکھ

شری اے ۔ وی ۔ دیویکر
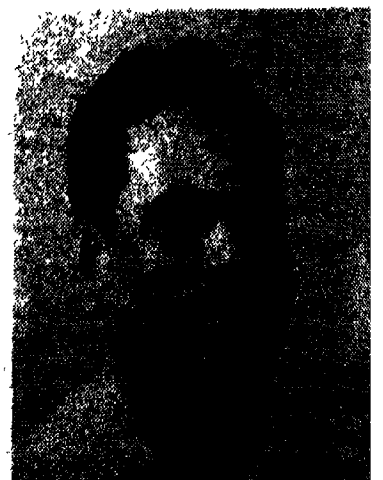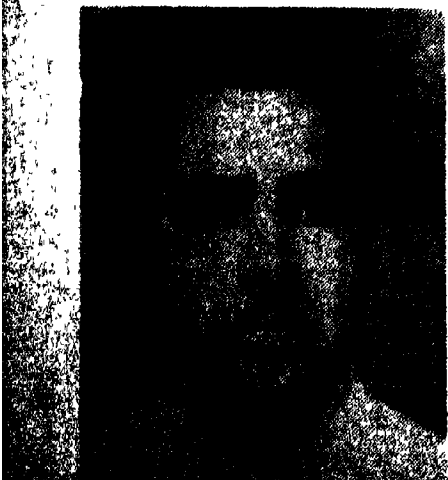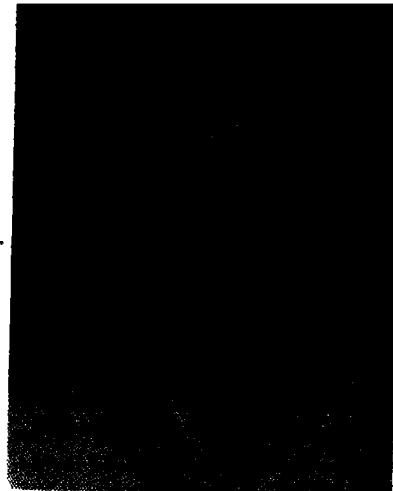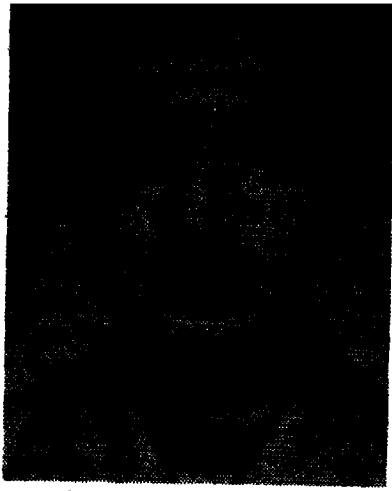
شری گنیش ناگو راؤ دودھ گاؤکر

شری راؤ صاحب باپو صاحب جامکر

شری خان محمد اظہر حسین

شری مدھوکر گھنشیام راؤ کیمتکر

شریمتی پاروتی بائی گرلنگپا ملگونڈا

شری ارجن تلشی رام پوار

شری وجے سنگھ شنکر راؤ موہیتے پاٹل

شری ستیش موتی رام پیسڈ ٹیکر

شری ابھیئے سنگھ شاہو مہاراج راجے ب
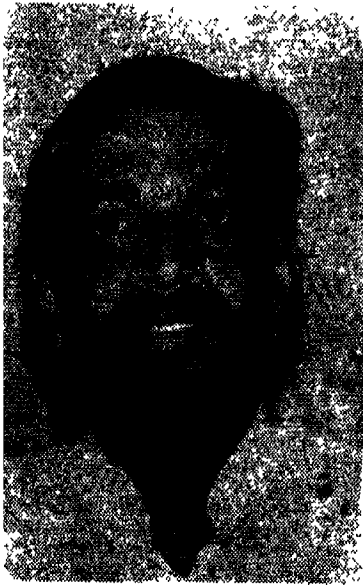
شری بی۔ اے۔ ساونت
عرف بھائی ساونت

شری یشونت راؤ گنگا رام جی شریکر

شری باجی راؤ شندے

شری اننت راؤ نارائین راؤ تھوپٹے

شری چندر کانت ترپاٹھی
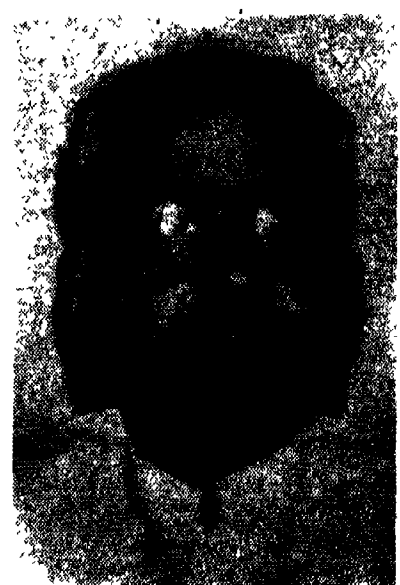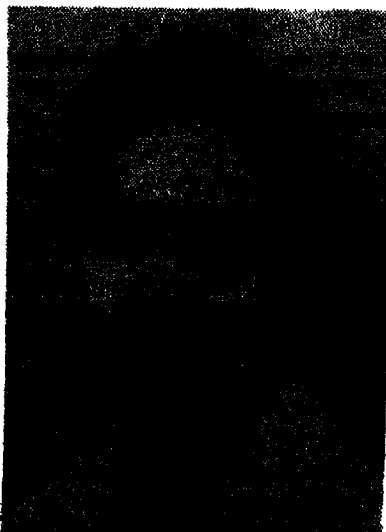
وزراء کے ذمّہ اضلاع

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے کابینی وزراء کے درمیان مندرجہ ذیل اضلاع تقسیم کئے ہیں۔

اضلاع	وزراء کے نام	اضلاع	وزراء کے نام	اضلاع	وزراء کے نام
بمبئی	شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا، شری ارون دیوکر	سانگلی	شری ولاس راؤ دیشمکھ	بھنڈارہ	ڈاکٹر (شریمتی) [illegible]
تھانے	شریمتی پرتیبھا پاٹل	ستارا	شری کلپا اواڈے	چندرپور	شری ستیش پیڈنیکر
رائے گڈھ	شری راؤ صاحب جامکر	سولاپور	ڈاکٹر بلی رام ہیرے	گڈچرولی	شری سروپ سنگھ نائیک
رتناگیری	شری شیواجی راؤ دیشمکھ	کوہلاپور	شری شانتارام گھولپ	جالنہ	شری یشونت شیریکر
سندھودرگ	شری ابھئے سنگھ راجے بھوسلے	بلڈھانہ	شری عبدالعظیم	بیڈ	شری مدھوکر کیمتکر
ناشک	شری وجے سنگھ موہتے پاٹل	اکولہ	شری رام پرساد بوراڈے	پربھنی	شریمتی یشودھرا بجاج
دھولے	شری اننت راؤ تھوپٹے	امراوتی	شری گنیش دودھگاؤنکر	ناندیڑ	شری خان اطہر حسین
جلگاؤں	شری شیواجی راؤ پاٹل (نیلانگیکر)	ایوت محل	شری این۔ ایم۔ کامبلے	عثمان آباد	پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی۔ آسیر
پونے	شری سدھاکر نائیک	ناگپور	شری سوشیل کمار شندے	لاتور	شری چندرکانت ترپاٹھی
احمدنگر	شری پرتاپ راؤ بھوسلے	وردھا	شری باجی راؤ شندے	اورنگ آباد	شری بھائی ساونت

* رشید الدین، ایم، اے (عثمانیہ)
مددگار مترجم (اردو) نظامت ترجمہ
حمایت نگر۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۲۹

کچھ ترجمہ کے بارے میں

ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ جب یہی کام تقریر کی صورت میں ہوتا ہے تو وہ ترجمانی کہلاتا ہے۔ ظاہر ہے ان دونوں میں ترجمہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ کیونکہ تقریر کی ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی محض کارِ اجرائی ہوتی ہے جبکہ تحریر کی ایک زبان سے دوسری میں منتقلی دیرپا اور مستقل ہوتی ہے اور اس کی حیثیت علمی اور ادبی ہوجاتی ہے اور یہ صرف اُسی نسل کیلئے محدود نہیں ہوتی بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے ایک سرمایہ بن جاتی ہے۔ دارالترجمہ حیدرآباد کے تراجم نہ صرف اس دور کی نسل کے لئے چراغِ راہ رہے ہیں بلکہ آج بھی طلباء اور عام لوگوں کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی پہنچاتے رہیں گے جبکہ اسی شہر میں بہت سے بیرونی مہمانوں اور عظیم تقاریر کی ترجمانی کے فرائض بھی انجام دیئے گئے لیکن اُنھیں کسی نے یاد نہیں رکھا اور نہ اُن کی کوئی ریکارڈ ہے بلکہ وہ صرف رپورٹنگ کی شکل میں اس زمانے کے اخباروں کی فائلوں میں موجود ہیں۔

دنیا میں ترجمہ کا آغاز کب سے ہوا اُس کے بارے میں قطعیت کیساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن اس سلسلہ میں قیاس لگانا کچھ زیادہ مشکل بھی نہیں ہے۔ زبانوں کے وجود میں آنے اور فنِ تحریر کے ایجاد ہونے کے بعد ہی اس زمانے کے لوگوں کو ترجمہ کی ضرورت پیش آئی ہوگی۔ لیکن اس کا جتنا فائدہ آج کے زمانے میں حاصل کیا جارہا ہے اتنا کسی اور زمانے میں حاصل نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ سائنس کی ترقی اور بین الاقوامیت کا فروغ ہے۔ آج ملٹن، شکسپیر یا سقراط اور ارسطو سے ہم ترجمہ کے ذریعہ ہی روشناس ہوتے ہیں ورنہ اتنے عظیم لوگوں کا وجود اور عدم ہمارے لئے مساوی ہوتا۔

علمی اور ادبی تقاضوں کے علاوہ بھی روزمرّہ کی ضروریات کیلئے آج ترجمہ ایک ضروری شئے بن چکا ہے۔ آج اخبارات ایک پڑھے لکھے آدمی کے لئے ناگزیر ہوچکے ہیں۔ اور ہندوستانی زبانوں کے تمام اخبارات بغیر ترجمہ کے اپنا تصور تک نہیں کرسکتے کیونکہ مقامی زبانوں میں جتنی خبریں قارئین کو سربراہ کی جاتی ہیں اُن میں سے نوے بلکہ پچانوے فیصد ترجمہ شدہ ہوتی ہیں کیونکہ بین الاقوامی اور مقامی بڑے خبررساں ادارے یہ خبریں ٹیلی پرنٹر پر انگریزی میں سربراہ کرتے ہیں۔

لیکن ترجمہ جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا مشکل بھی ہے یقیناً یہ ایک فنّی کام ہے جس کے لئے ذوقِ سلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں ویسے پڑھے لکھے لوگوں کی کمی ہے پھر جو ہیں اُن میں زبان وادب کا ذوق معدودے چند لوگوں میں ہے اُن میں بھی ترجمہ کی اہلیّت وصلاحیت اور ذوق وشوق رکھنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اردو صحافت اچھے صحافیوں سے قحط سے دوچار ہے کیونکہ بغیر ترجمہ کی اہلیّت رکھے کسی جرنلسٹ یا صحافی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے بھی زیادہ کمی ہمارے پاس علمی و ادبی مضامین اور کتابوں کا ترجمہ کرنیوالوں کی ہے — بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے لغت نویسی کو ایک کٹھن اور پتہ ماری کا کام قرار دیا ہے لیکن میرے خیال میں ترجمہ (خصوصاً ادق اور قانونی وعلمی موضوعات کا) بھی آسانی سے اسی ذیل میں آسکتا ہے۔

ایک مترجم کو کیا عملی دشواریاں پیش آسکتی ہیں یا آتی ہیں اس کا بخوبی احساس وہی کرسکتا ہے جو اس وادی پُرخار سے گزرا ہے۔ ایسے

ضبطِ تحریر میں بالکل نہیں لایا جا سکتا۔ سب سے پہلے تو یہ انتہائی محنت اور جانفشانی کا کام ہوتا ہے اور انتہائی دشوار اور صبر آزما بھی ہوتا ہے۔ مترجم کو دو زبانوں پر عبور رکھنا پڑتا ہے اور اسے علمی و ادبی ذوق اور تحریری صلاحیت کا بھی حامل ہونا پڑتا ہے۔ ایک طرف مترجم کو اصل موضوع کی روح کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے تو دوسری طرف جس زبان میں اُسے منتقل کیا جا رہا ہے اس کے مزاج اور تقاضوں کو بھی سامنے رکھنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت کم تخلیقات کے تراجم ایسے ہوتے ہیں جن پر اصل کا دھوکا ہوتا ہے اس سلسلہ میں انگریزی شاعر تھامس گرے کی طویل نظم "گریویارڈ" (قبرستان) کا خاص طور پر حوالہ دیا جا سکتا ہے جسے نظم طبا طبائی نے "گورِ غریباں" کے نام سے کامیاب طریقہ پر اُردو کا قالب دیا ہے اور اُسے اصل کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ کیونکہ ایک کامیاب ترجمہ کی پہچان یہی ہے کہ اس پر اصل کا دھوکہ ہو۔

یہ بات تو ادق اور علمی ادبی موضوعات کی تھی۔ لیکن صحافتی ترجمہ کی بھی کچھ کم مشکلات نہیں ہوتیں جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے کہ بغیر ترجمہ کے ایسی صحافت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایک صحافی کو سب سے پہلا مرحلہ یا مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہ تنگیٔ وقت کا ہوتا ہے۔ اسے کم سے کم وقت میں ڈھیر سی خبروں کا ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔ پھر اسے اچھی طرح سے غور و فکر کرنے یا ڈکشنری دیکھنے کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔ پھر آج کل ایسے موضوعات پر خبریں آنے لگی ہیں جن کا پُرانے صحافیوں کو کبھی سابقہ نہ پڑتا تھا۔ مثلاً خلائی سفر کی خبریں، فنی ایجادات کی خبریں، سائنسی دریافتوں کی خبریں، منصوبہ بندی کی خبریں اور پیچیدہ قانونی عدالتی مباحث اور فیصلوں کی خبریں ۔۔۔ خبر رساں اداروں کے یہاں تو ہر موضوعات کے ماہرین ہوتے ہیں اور وہ یہ خبریں مرتب کرکے پرنٹر سے بھجوا دیتے ہیں۔ لیکن مقامی اخبارات کے پاس ایسے کوئی ماہر نہیں ہوتے اور عام صحافیوں ہی کو یہ کام انجام دینا پڑتا ہے۔ ایسے موقعوں پر سرما کے موسم میں بھی بیچارے صحافی پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔ انتاسب کرنے کے بعد دوسرے دن جب اخبار چھپتا ہے تو بیچارے صحافیوں کو ایک طرف اخبار کے مالکین کا سامنا ہوتا ہے تو دوسرے طرف اپنے قارئین کا۔ پہلے تو ترجمہ میں کوئی ایسی ویسی بات ہو جانے پر اسے مالکین کی خفگی سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اس کے بعد قارئین کے ٹیلیفون اور خطوط کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے لیکن بیچارے صحافی یا مترجم کی مشکلات پر کوئی غور نہیں کرتا۔

لیکن ان مشکلات کے باوجود یہ موضوع ایسا نہیں ہے جس سے آسانی کیساتھ روگردانی کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اچھا یا بُرا، تیز یا آہستہ یہ کام اردو میں جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ اب جبکہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے بھی اردو کے مسائل کی طرف توجہ دینی شروع کر دی ہے اور اس سلسلہ میں کچھ ٹھوس کام بھی کئے جا رہے ہیں۔ اردو والوں کو چاہئے کہ وہ اس کام میں جٹ جائیں جبتک اردو ترجموں سے مالا مال نہیں ہوگی وہ ایک ترقی یافتہ اور عصری زبان نہیں بن سکتی۔ ترجمہ کی ملازمت میں مسلسل بائیس سال سے زیادہ عرصہ سے موجود رہنے اور صحافت کا بھی عملی تجربہ رکھنے کے بعد میں اردو والوں اور خصوصاً پڑھے لکھے اور ادبی ذوق رکھنے والے طبقہ سے یہی کہونگا کہ اردو میں تیسرے درجہ کا طبع زاد اور معمولی ادب پیدا کرنے سے یہ کہیں زیادہ بہتر ہے کہ انگریزی اور دوسری ترقی یافتہ زبانوں کے اعلیٰ درجہ کی تخلیقات کو اردو میں منتقل کیا جائے۔ یہ نہ صرف اردو زبان و ادب بلکہ خود ان کے لئے بھی بہتر ہوگا۔

آجکل دلّی میں اردو بورڈ اور تمام ریاستی مستقر میں اُردو اکیڈمیاں قائم ہیں جہاں تراجم کا کام اعلیٰ پیمانے پر جاری ہے۔ ان اداروں کے سربراہوں کو چاہئے کہ وہ اپنے وسائل سے استفادہ کریں اور ایسی منتخب کتابوں کا اردو میں ترجمہ کروائیں جو اردو میں ناپید ہیں۔ ماضی میں دارالترجمہ حیدرآباد میں اس کا کامیاب تجربہ ہو چکا ہے ضرورت ہے کہ اس کام کو آگے بڑھایا جائے اور اردو کا دامن وسیع کیا جائے۔

اشتہارات کے نرخ

قومی راج میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول کئے جائیں گے۔

سرورق نمبر ۲ ... ... ایک ہزار روپے

سرورق نمبر ۳ ... ... ایک ہزار روپے

سرورق نمبر ۴ ... ... پندرہ سو روپے

اندرونی صفحات

پورا صفحہ ... ... پانچ سو روپے

آدھا صفحہ ... ... تین سو روپے

چوتھائی صفحہ ... ... ایک سو پچھتر روپے

• نثار اختر انصاری
ایڈیٹر "ھمہ گیر"
مومن پورہ، چوک، ناگپور ۱۸

شاہنامۂ ہند ـــــ ایک جائزہ

منظوم تاریخ کے لحاظ سے اب تک دو عظیم شاہکار تسلیم کئے گئے ھیں۔ پہلا نام فردوسی کا ھے۔ جس نے ایران کی تاریخ کو زندہ کیا۔ دوسرے حفیظ جالندھری جنہوں نے شاھنامۂ اسلام قلمبند کیا ہے۔ اب اس کڑی میں تیسرا نام فروغ نقاش کا بھی جُڑ چکا ھے فردوسیٔ ھند عبدالحفیظ فروغ نقاش آج سے ۶۰ سال قبل ھندوستان کے قلب ناگپور میں پیدا ہوئے۔ شعر گوئی کا سلسلہ کم عمری ھی سے جاری رہا۔ آج سے ۲۵ سال قبل ان کے ذھن میں شاھنامۂ ھند لکھنے کا خیال اس لئے پیدا ھوا کہ بھارت کی مکمل تاریخ اُردو شاعری کا لبادہ پہن کر عوام کے سامنے آجائے۔ موصوف کا یہ امر اردو شاعری میں ہی نہیں بلکہ دُنیا کی تمام زبانوں کی شاعری میں نقشِ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ادب نواز اس کی کتنی قدر کرتے ھیں۔

شاہنامہ کے سلسلے میں اہل علم تقابل کی بات سوچ سکتے ہیں آخر تقابل کس سے؟ حفیظ سے؟ دُنیا جانتی ہے کہ حفیظ کی شاعری بہت عمدہ ہے۔ ہاں اگر محنت اور کام کے تقابل کی بات ہے تو یہ سچ ہے کہ فروغ نے حفیظ سے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ مرحوم حفیظ جالندھری نے صرف ایک ہی عہد کے دو مقدس شہر مکہ اور مدینہ کی تاریخ کو نظم کیا ہے۔ یہ پوری تاریخ سرورِ عالم کے گرد گھومتی ہے۔ جبکہ شاہنامہ ہند کے خالق کو ہزاروں چھوٹے بڑے راجہ مہاراجہ اور بادشاہوں سے واسطہ ہے۔ چھ ہزار سال قبل سے آج تک کی مکمل تاریخ مصنف کے سامنے ہے۔ حفیظ اسلامی تاریخ کی کسی بھی ایک کتاب کو اُٹھا کر پورے واقعات کو صحت روانی کے ساتھ نظم کر سکتے ہیں نہ وہاں تضاد ہے اور نہ واقعات میں اختلاف۔ ایک مورخ کے بیان سے تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ اس کے برعکس یہاں سیکڑوں مورخین ہیں۔ جن کے بیانات ایک دوسرے سے بہت جدا ہیں۔ ہندو مورخین کا اندازِ فکر مسلم مورخین سے مختلف ہے۔ انگریز مورخوں نے الگ گل افشانیاں کی ہیں۔

علم داں حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ اس کشمکش میں صحیح واقعات کی تحقیق کر کے جمع کرنا کتنا مشکل ہے۔ تمام واقعات کو شاعر نے مستند کتابوں و متعدد مورخین محققین کے بیانات کو سامنے رکھ کر شعر کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ساتھ ہی ہر دور کی معاشی۔ سماجی و سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ صنعت و حرفت۔ زبان وغیرہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

• شاہنامہ ہند کل دس حصوں پر مشتمل ہوگا جس میں لگ بھگ ۳۰ ہزار اشعار ہوں گے۔ اب تک ۴ حصے مکمل ہو چکے ہیں جن میں اشعار کی مجموعی تعداد ۱۱ ہزار ہے۔ پانچواں حصہ جاری ہے۔

شاہنامۂ ہند کا پہلا حصہ مہابھارت پر مشتمل ہے

ورخین کی نگاہ میں یہ فرضی داستان ہی سہی لیکن شاعر کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ قدیم ہندوستانی تہذیب و تمدن اور سناتن دھرم کی یہی داستان آئینہ دار ہے۔ فروغ نقاش نے بڑی جانفشانی اور دیانت داری سے اسے نظم کیا ہے۔ اس باب میں جغرافیہ اور نسلِ انسانی" پر مختصر بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد ہندوستان میں آریہ قوم کی آمد اور یہاں کی قدیم دراوڑ قوم سے ان کا ٹکراؤ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آریہ قوم کی حکومتوں کا قیام، رہن سہن۔ طرزِ معاشرت پر بھی قلم آزمائی کی گئی ہے۔

آخر میں مہابھارت کے واقعات کو تسلسل کے ساتھ نظم کیا گیا ہے۔ یہ حصہ مکمل شاہنامہ ہند میں صرف ایک باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی ۱۳۳ قسط روزنامہ "انقلاب" بمبئی میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۷ سو اشعار پر مشتمل اس حصے کو مرکزی سرکار کے پبلی کیشنز ڈویژن نے اپنے خرچ سے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن "جغرافیہ اور نسل انسانی" کے موضوع کو اس باب سے علیحدہ کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ صرف مہابھارت جو مذہبی مواد ہے۔ شائع کرنا منظور کیا ہے۔

دوسرا حصہ شاہنامہ ہند بشمول ہندو عہد حکومت ۶۰۰ سال بن مسیح سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں جین اور بودھ مذہب کے تذکرے ستر و اور شستیش ناگ تمدن کا ذکر۔ ہند پر یونان و فارس کی یورش۔ سکندر اور پورس کی جنگ۔ چندر گپت موریہ اور اشوک کا زمانہ۔ شنک را اندھر خاندان۔ سلطنت مگدھ کا خاتمہ۔ یونانی اور ستھین قوم کے حملے۔ شنک کا دورِ حکومت۔ اس کے علاوہ پراتوں کا زمانہ جو ۳۲۰ عیسوی سے ۸۰ عیسوی تک ہے۔ مفصل بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں چندر گپت اوّل سمدر گپت۔ چندر گپت ثانی۔ چینی سیاح فاہیان کی آمد۔ ہرش وردھن ورشلا دتیہ کا شاندار زمانہ شامل ہے۔

ہرش وردھن کے بعد راجپوتوں کی ترقی و ارتقا کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ جو ۸۰۰ سو سن عیسوی سے ۱۲ سو عیسوی تک جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ جنوبی ہند میں یادو۔ ہوشل اور کاتکے خاندان اور چول۔ چیرا۔ پانڈیہ خاندانوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ آخر میں جنوبی ہند میں عربوں کی تجارتی سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

شاہنامۂ ہند کا تیسرا حصہ بشمول مسلم عہد حکومت محمد بن قاسم کے حملے سے شروع ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم کا پس منظر بیان کرنے کے لئے عربستان کی مسلم تاریخ کا تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں سرورِ کائنات ﷺ کی ولادت سے وفات تک کے واقعات اور خلفائے راشدین سے لے کر اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان تک کے تمام واقعات و حالات کو کہیں اختصار اور کہیں تفصیل سے نظم کیا گیا ہے۔

شاہنامہ ہند کا چوتھا حصہ افغانستان کے پس منظر سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کی خلافت کے زمانے میں اسلام کا اثر و رسوخ یہاں اتنا بڑھا کہ کئی آزاد اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ بخارا میں خاندان سامانی کے بادشاہوں کے بعد ترکی غلام الپتگین و سبکتگین کے غزنی میں برسرِ اقتدار آنے تک کے تمام واقعات۔ راجہ جے پال سے دو جنگوں کا ذکر۔ محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کا ذکر۔ گروہ قرامطہ کی قدم قدم پر سازشیں، مشاہیر شعراء غزنی و ایران کا ذکر مع فردوسی۔ اسدی دقیقی کیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے شہاب الدین غوری کا سلسلۂ نسب جو شنسب بن خرنق سے شروع ہو کر شہاب الدین کی تخت نشینی پر ختم ہوتا ہے۔ ہندوستان پر شہاب الدین کی فتوحات کے تذکرہ کے بعد ہندوستان میں باقاعدہ مسلم حکومت کا قیام جو غلام خاندان کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ۹۰ سالہ دور قطب الدین ایبک سے لے کر غیاث الدین بلبن پر ختم ہوتا ہے۔

شاہنامہ ہند کا پانچواں حصہ جو زیرِ تحریر ہے۔ جلال الدین خلجی سے شروع ہو کر علاؤ الدین خلجی کے دیوگیری (دولت آباد) کی واپسی سے لے کر سلطان بننے تک تحریر ہو چکا ہے۔ ۱۴ ہزار اشعار پر پانچواں حصہ ختم ہوگا۔

فروغ نقاش کے اس بے مثال کارنامے کو پورے ملک میں سراہا جا رہا ہے ۱۹۷۷ء میں ناگپور میونسپل کارپوریشن کے سلور جبلی کے تاریخی موقع پر شہر کی ۲۵ ہستیوں کو علمی۔ ادبی۔ سماجی و ثقافتی خدمات کے لئے تمغہ دیا گیا جن میں موصوف بھی شامل تھے۔ ۱۹۷۸ء میں بزمِ غالب کامٹی کی جانب سے فردوسیٔ ہند کے خطاب سے نوازا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں اقبال اکاڈمی ناگپور نے قومی یکجہتی ایوارڈ سے سرفراز کیا۔ ملک کے بیشتر اخبارات و رسائل میں آپ کے انٹرویو شائع ہو چکے ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو سے اکثر آپ کا کلام نشر ہوتا ہے۔ ایچ ایم وی کمپنی نے اسمٰعیل آزاد، جانی بابو و دیگر قوالوں کی آواز میں ۵۰ سے زائد آپ کے کلام کو ریکارڈ کیا۔ جو آج بھی عوام میں بے حد مقبول ہیں۔ "مجھ پہ تہمت نہ رکھ، میں شرابی نہیں وہ نظر سے پلائے تو میں کیا کروں" اس غزل کو ہند و پاک کے تمام بڑے فنکاروں نے گایا۔

آج فروغ نقاش کو اس بات کا قطعی افسوس نہیں ہے کہ شاہنامہ ہند کا ایک بھی حصہ زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں آدمی کو مرنے کے بعد ہی پوچھا جاتا ہے۔

●●

شاعری اور بدیہہ گوئی

محمد حیات انور
معرفت محمد ہاشم، قاضی پورہ
بالاپور ۴۴۴۳۰۲

شاعری کے لئے جس طرح متعدد علوم و فنون سے آگہی ضروری ہے۔ اسی طرح شاعری کے لئے چند در چند اصناف بھی ضروری ہیں۔ جن کے بغیر شاعری اپنے حقیقی عروج و کمال پر نہیں پہنچ سکتی۔ ان ہی اصناف میں سب سے ضروری صنف بدیہہ گوئی بھی ہے۔ ہر شاعر کیلئے بدیہہ گو ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ شاعری کے مدّوجزر سے واقف ہونا لازمی ہے۔ شاعر کا حسّاس اور فطرت شناس دل جس وقت کوئی مؤثر بات دیکھتا یا سنتا ہے تو اس کی زبان سے منظوم جملے نکلنے لگتے ہیں۔ مثلاً جب وہ کسی یتیم لڑکے، بیوہ عورت یا نادار انسان کی بپتا دیکھتا یا سنتا ہے تو اس کا دل بھر آتا ہے۔ اس وقت اس کا خداداد ملکہ بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ فوراً ایسی مؤثر اور خون کے آنسو لانیوالی داستان بیان کرتا ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان کا دل پسیجے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب وہ غربت کے کرشمے دیکھتا ہے تو زبانِ گہر سے مترنم الفاظ موزوں کرتا ہے۔ جب وہ خوشی اور شادمانی کے واقعات دیکھتا ہے تو روح پرور نغمے الاپنا شروع کردیتا ہے۔ جب عجز و انکساری اور دنیاوی بیچارگی محسوس کرتا ہے تو اپنے دل کی بھڑاس دل پسند اوزان کے شعروں سے نکالتا ہے۔ غرض یہ کہ وہ اِن حالات کو جوں کا توں پیش کردیتا ہے۔ اسی بدیہہ گوئی کا نام "جادوبیانی" ہے اور دوسرے لفظوںمیں اِسے سادگی یا فطرت نگاری کہہ لیجئے۔ اگر شاعر کا دل کسی واقعہ سے اثر قبول نہیں کرسکتا اور قلبی کشمکش کو لفظی جامہ پہنا کر نظم کے سانچے میں نہیں ڈھال سکتا تو یقین کیجئے کہ اس کے اندر شاعرانہ دل نہیں بلکہ پتھر کا ٹکڑا ہے۔ شاعر بدیہہ گوئی کے ذریعہ وہ اثرپذیری حاصل کرسکتا ہے جو مدتوں کے تخیل اور نتیجۂ فکر سے حاصل نہ ہو۔ بدیہہ گوئی برق رفتاری سے کام کرتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بدیہہ گوئی اُردو شعراء میں بالکل نہیں۔ جو ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کہیں کہیں بدیہہ گوئی کے چند معمولی سے واقعات سے ملتے ہیں — شاید اس طرف کسی نے بھی توجہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ میں سب سے پہلے اردو شعراء کی بدیہہ گوئی کے چند واقعات قلمبند کرتا ہوں۔ اُردو شاعری میں سب سے پہلے مرزا غالبؔ نے ہی بدیہہ گوئی کی مثال قائم کی۔

ایک دفعہ مرزا غالب جب کلکتہ تشریف لیگئے تو ایک مجلس میں "بدیہہ گوئی" کا ہی ذکرِ خیر ہورہا تھا۔ مرزا نے اس کمال کی بہت تعریف کی۔ ایک صاحب بولے مرزا صاحب! آپ کی شاعری بدیہہ گوئی سے قطعاً ناآشنا ہے۔ مرزا صاحب اس چوٹ کو بھلا کب برداشت کرنیوالے تھے فوراً بولے اگر میں فی البدیع کہنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں۔ معترض نے اپنی جیب سے ایک چکنی ڈلی نکالی اور ہتھیلی پر رکھ کر بولے۔ مرزا صاحب اس پر ارشاد فرمائیے۔ مرزا صاحب نے اسی وقت بیٹھے بیٹھے گیارہ شعر کا ایک قطعہ سُنا دیا جس کے دو شعر نمونتاً درج ہیں ؎

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اُسے جس قدر اچھا کہئے۔
حجرالاسود یا دیوارِ حرم کیجئے فرض
نافہ آہوئے بیابانِ ختن کا کہئے۔

اسی طرح میر تقی میر کا ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ جب دِلی اُجڑی اور ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلی تو مجبوراً میر تقی میر کو بھی اپنا وطن چھوڑ کر لکھنؤ جانا پڑا۔ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آج مشاعرہ ہے۔ ضبط نہ ہو سکا فوراً وہاں پہنچ گئے۔ دیکھا تو وہاں بڑے بڑے نواب اور اُمراء تشریف فرما ہیں۔ یہ بیچارے پرانی وضع کے بزرگ تھے ـــــ اہلِ مشاعرہ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے جب شمعدان اُن کے سامنے لایا گیا تو حاضرین نے پوچھا کہ جناب کی تعریف اور وطن کونسا ہے۔ میر صاحب کھڑے ہوئے اور فی البدیع یہ غزل پڑھی ؎

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دِلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
جس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اُجڑے دیار کے

غالب مرحوم کا ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ جی چاہتا ہے اُسے بھی لکھ دوں جب بادشاہ کوئی چیز پکواتے تو اکثر مصاحبین اور اہلِ دربار کے لئے بھی بھیجا کرتے۔ ایک دفعہ بادشاہ کی طرف سے بیسنی روٹی مرزا کے پاس آئی۔ مرزا نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور اس وقت شکریہ کے طور پر یہ رباعی لکھ دی۔

؎ نہ پوچھ اس کی حقیقت حضورِ والا نے
مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی
نہ کھاتے گیہوں نکلتے نہ خلد سے باہر
جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی

مرزا عظیم بیگ شاعری میں کسی کو اپنا مدِّ مقابل نہیں سمجھتے تھے۔ ایک طویل غزل بحرِ رجز میں کہہ کر لائے اور ایک مشاعرے میں پڑھنے لگے۔ چونکہ نوآموز تھے اس لئے بحرِ رجز کی بجائے بحرِ رمل میں شعر پڑھنے لگے۔ سیّد انشار نے وہیں تقطیع کرنے کی فرمائش کر دی۔ اسوقت مرزا عظیم بیگ کی خوب درگت بنی اور شرمندگی کے احساس سے نیچے بیٹھ گئے۔ سیّد انشار نے فی البدیع یہ رُباعی کہی۔

گر تو مشاعرے میں صبا آج کل چلے
کہیو عظیم سے کہ ذرا وہ سنبھل چلے
اتنا بھی حد سے اپنی نہ باہر نکل چلے
پڑھنے کو شب جو یار غزل در غزل چلے

بحرِ رجز میں ڈال کے بحرِ رمل چلے

... ...

شعراء کے حالات کی ورق گردانی کیجائے تو ممکن ہے کہ چند ایک اور واقعات بدیہہ گوئی کے مل جائیں مگر اس بدیہہ گوئی کی کہاں تک قدر و منزلت ہے اور کہاں تک ترقی ہوئی ہے وہ قارئین دیکھیں۔

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔
اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۳۲-۴۰۰۰

تبصرہ

تبصرہ نگار
ریاض احمد خاں

نام شعری مجموعہ :- نقش
شاعر :- شہرت الٰہ آبادی
قیمت :- دس روپے

دنیائے ادب میں ایسے بھی شعراء ہیں جو خاموشی سے ادب کی خدمت میں سراپا مصروف ہیں جنہیں نام و نمود سے کوئی غرض نہیں بلکہ اگر منظر عام پر کبھی ان کا نام آئے تو پسینوں پسینوں ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاموش طبع شعراء میں حضرت شہرت الٰہ آبادی بھی ہیں جن کا مجموعۂ کلام بعنوان "نقش" منظر عام پر آ چکا ہے اور ہر مکتبۂ فکر میں شرف مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔

شہرت الٰہ آبادی "نقش اول" میں بڑے اعتماد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کا ہوں آپ سب میرے ہیں"۔ اس صاف ستھرے جملے میں انہوں نے اپنی زندگی کا فلسفہ بیان کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو، اپنی تخلیقات کو عوام کے حوالے کر دیا ہے اور پھر بڑے خلوص سے اس بات کا اظہار بھی کر آپ مجھ میں یا میرے فن میں لاکھ عیب نکالیں تب بھی آپ میرے ہیں۔ مطلب یہ کہ شہرت الٰہ آبادی اپنی فنی سہو کو قبول کرنے اور اس کی تصحیح کرنے میں عذر یا دلیل پیش نہیں کریں گے بلکہ آپ کے فرمودات بخوشی انہیں قابل قبول ہوں گے۔ یہ بات شہرت الٰہ آبادی کے دل و دماغ کی وسعت ظاہر کر دیتی ہے

"نقش" ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ایک خوبصورت سی کتاب ہے جس میں سب سے پہلے قطعہ تاریخ طباعت نقش لکھا گیا ہے جو اس کتاب کی انفرادیت ظاہر کرتا ہے۔ شہرت الٰہ آبادی کی تصویر کے بعد ہی حمد شروع ہوتی ہے۔ "نقش" میں غزلیں ہیں، نظمیں ہیں اور آخیر میں قطعات ہیں۔

کلام شہرت پاک و صاف اور ستھرا ہے۔ ہر شعر با معنی اور الفاظ کی نشست فنی مہارت کا نتیجہ ہیں۔ شہرت کے اشعار میں تجربات کا نچوڑ ہے۔ زندگی کی کشمکش ہے۔ کمزوریوں پر عبور حاصل کرنے کا عزم ہے۔ اس لحاظ سے "نقش" اس دور میں شائع ہونے والے مجموعوں میں اپنی انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔

موڑ کر طوفاں کا رخ ساحل بنا
ہر قدم پر اک نئی منزل بنا

حاصل ہوا نہ قرب میں بھی انبساط قرب
ایسی جنون شوق میں وارفتگی رہی

سمجھا نہ کوئی عظمت و جاہ شاعر
ٹیڑھی بھی ہے سیدھی بھی ہے راہ شاعر
کشاف حقیقت ہے تو آگاہ مجاز
نباض دو عالم ہے نگاہ شاعر

"نقش" کی قیمت دس روپے ہے جو بڑی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے محب بک ڈپو، پوسٹ بکس نمبر ۱۶۔ ۱۳۰، بمبئی نمبر ۳ سے رجوع کر سکتے ہیں۔

قلمی معاونین

سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور فرمائیں۔

کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔ غیر طلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیں۔

(ادارہ)

• تسنیم فاروقی
سی/۱۸۴۔ تلسی داس مارگ،
نزد ہسپتال،
لکھنؤ نمبر ۲۲۶۰۰۴

میری سانسوں نے مجھے بات یہ سمجھادی ہے
میں ہوں شیشہ مری تعمیر میں بربادی ہے

بے زباں لوگوں کی اس شہر میں آبادی ہے
نقش دیوار ہے جو بھی یہاں فریادی ہے

یہیں اک پیڑ کے سینے پہ لکھے تھے دو نام
تم ملے تھے جہاں شاید یہ وہی وادی ہے

راز محفوظ ہے بس اس کے رہا ہونے تک
یہی شیشے کی حراست میں جو شہزادی ہے

میرے ہی کھوئے ہوئے "کل" نے تمہیں "آج" دیا
تم جو چاہو وہ کرو اب تمہیں آزادی ہے

ساتھ والوں نے بھی زنداں میں بڑا کام کیا
جب میں سنبھلا مری زنجیر بدلوا دی ہے

پھول سے دل کے مقدر میں دو موسم ہیں
غم بھی اس گھر کی ضرورت ہے جہاں شادی ہے

سب کے دکھ رکھتا ہوں تسنیم میں دریا کی طرح
کیا کروں میں کہ طبیعت ہی مری عادی ہے

• عبدالمجید سرور
نیاپورہ، ۹ ویں گلی، مالیگاؤں

یہ کھیل ہے نصیب کا، چکر ہے پاؤں میں
حالات کھینچ لائے ہیں، وحشت کے گاؤں میں

بے نور وادیوں میں، نئے سورجوں کی کھوج
محرومیوں کا نور، اندھیری دشاؤں میں

یہ زخم، زخم، منظر ہستی، یہ سیل غم
اک ڈوبتا سفینہ، ہزاروں خداؤں میں

لفظوں کا قتل، معنی و مفہوم سے فرار
اپنا ہی دور بول رہا ہے، صداؤں میں

بے بس پڑی ہے راہ ابھی تک اسی جگہ
ہم دیکھتے ہیں روز اسے مالیگاؤں میں

سرور زبان بند ہوئی ہے تو غم نہیں
اشعار میرے پھیل رہے ہیں دشاؤں میں

• خلش قادری
نیا گودام، کامٹی ناگپور

جسم و جاں کو جذبۂ ذوق وفا لے جائے گا
اور دل کو کوئی تیر بے خطا لے جائے گا

انتشار جان و تن، بے ربط سانسوں کے سوا
زندگی کا آخری پل اور کیا لے جائے گا،

عکس بن کر رہ گیا ہے کوئی اس امید پر
تیری آنکھوں کا چمکتا آئینہ لے جائے گا

تیز آندھی میں قدم اپنے جمائے ہوں تو کیا
نرم رو جھونکا کوئی مجھ کو اڑا لے جائے گا

ہیں کئی رستے مگر وہ اک نظر آتا نہیں
بے خطر مجھ تک مجھے جو راستا لے جائے گا

ولولہ انگیز خوش فہمی میں دل ہے مبتلا
وہ تغافل کیش آئے گا بلا لے جائے گا

وقت کے دریا میں اک ایسا بھی قطرہ ہے خلش
اشک کی صورت جو ٹپکے گا بہا لے جائے گا

• ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خان منشاء
۱۱۔ استاری ٹاؤن ۔ ناگپور

چھپا تے عارضوں کی لالہ نامی پر نہ جائیں
اہل بینش حسن کی رنگین دامی پر نہ جائیں

پھول جیسے چہرے بھی ڈستے ہیں کانٹوں کیطرح
بھول کر بھی آپ ان کی نیک نامی پر نہ جائیں

یہ بھی دیکھیں گل کھلاتی ہے چمن میں کس طرح
صرف لے دے کر صبا کی خوش خرامی پر نہ جائیں

ہو سکے تو جھانکیں ان کی پستیوں میں بھی ذرا
لوگ عالی جاہوں کی اعلیٰ مقامی پر نہ جائیں

ہم بغیر بادہ بھی مخمور ہیں سرشار ہیں
دیکھنے والے ہماری تشنہ کامی پر نہ جائیں

گردِ منزل سے لگالیں پائے ہمت کا پتہ
جانے والے کارواں کی سست گامی پر نہ جائیں

اہل دل بڑھ کر سہارے حوصلوں کی داد دیں
جذبۂ جوشِ جنوں کی بے لگامی پر نہ جائیں

زہر ناکی ہوتی ہے الفاظ کی تہ میں نہاں
سننے والے واعظوں کی خوش کلامی پر نہ جائیں

منشا کچھ اشعار میں چونکانے کی باتیں کریں
اب سخن ور صرف لفظوں کی غلامی پر نہ جائیں

• منیر المحوی صدیقی
آستانۂ محوی ۔ گلی بیس ہزاری، گوجر پورہ
بھوپال ۴۶۲۰۰۱

مل گئے خود وہ آج راہوں میں
جو رہے عمر بھر نگاہوں میں

منزلوں سے قریب کرتے ہیں
جو بھی چبھتے ہیں خار پاؤں میں

دل میں رکھوں میں دوستوں کے کرم
یا بساؤں انہیں نگاہوں میں

شکر ہے حسن مطمئن تو ہے
کچھ اثر گر نہیں ہے آہوں میں

یا الٰہی! رقیب کی ہو خیر
آج کانٹے نہیں ہیں راہوں میں

کس لیئے بدگماں ہوئے وہ منیر
اب جو رکھنے لگے نگاہوں میں

• سعید الحق سعید اٹاوی
معرفت فخر الدین عبد الجبار
اسپتال روڈ ۔ اٹاوہ (یوپی)

حسنِ اسلوب گذشتہ کا اعادہ کرلو
محفلِ زیست کو پاکیزہ و سادہ کرلو

زخم عریاں ہیں میسر نہیں مرہم کا لباس
کہنہ زنگار کو زخموں کا لبادہ کرلو،

میکشو! آئے گا دو آتشہ پینے کا مزہ
خشک ہونٹوں کے شرر شاملِ بادہ کرلو

موت کے واسطے جینا ہے بڑی شرم کی بات
زندگی کے لیئے مرنے کا ارادہ کرلو

وقت آئے گا تو یہ اشک بنیں گے گوہر
صدفِ جاں کی آغوش کشادہ کرلو

غزلیں

ڈاکٹر نایاب لکھنوی

روم نمبر ۴۹ - ۲۴۸ - ساتویں لین

نیا پورہ - مالیگاؤں - ضلع ناشک

جذبۂ عشق، یہ ہی اپنی نشانی دے گا،
سوزِ غم، سوزِ جگر، اشک فشانی دے گا

بات حق کہہ دیں زمانے میں کہاں ہیں وہ لوگ
کون اس دور میں اب سچ کی زبانی دیگا

کون جانے گا یہاں تشنہ لبی کو میری
کوئی جلتے ہوئے صحرا کو نہ پانی دے گا،

میرے چہرے سے عیاں عزمِ سفر ہو کہ نہ ہو
یہ میرا عزم ہی منزل کی کہانی دے گا،

کوہساروں نے کہاں بدلی ہے پانی کی روش
کس طرح میرے سفینے کو روانی دے گا

وہ بھی دن آئیں گے جب آگ اگلتا سورج
میرے حالات کو پھر دھوپ سہانی دیگا

جیسے ہو جاتی ہے رخصت چمنستاں سے بہار
داغ تجھ کو بھی یونہی عہدِ جوانی دے گا،

تم سکوں پاؤ زمانے میں یہ ممکن ہی نہیں
چین سے رہنے نہ یہ دورِ گرانی دے گا

مجھ کو معلوم ہے نایابؔ، ستمگر کا مزاج
جب بھی دے گا تمہیں یہ تلخ بیانی دیگا

ساغر وارثی

ایمن زئی - شاہجہاں پور

(یو پی)

رہگذر سوئی تھی ہر تارِ نظر جلتا رہا
ذہن گویا اک دیا تھا رات بھر جلتا رہا

تجھ کو یہ احساس بھی ہے تیری چاہت کا چراغ
غم کی آندھی میں بھی بے خوف و خطر جلتا رہا

جانے کن حالات سے گذرا کہ وہ بھی کچھ دنوں
بے حسی کی آگ میں شام و سحر جلتا رہا،

شمع کا جلنا تو دیکھا سب نے بزمِ ناز میں
دل مرا لیکن بہ اندازِ دگر جلتا رہا

آج وہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پتھر پھینک کر
پیڑ کی چھاؤں میں گم سم بیٹھ کر جلتا رہا

دل پہ خورشیدِ تمنا کی کچھ ایسی آنچ تھی
بارشیں ہوتی رہیں لیکن یہ گھر جلتا رہا

یاد ہے ساغرؔ کسی کے قرب کی وہ شعلگی
کس قدر برفیلی شب تھی میں مگر جلتا رہا

تصحیح

قومی راج کے شمارہ ۲ میں سہواً
جناب ساغر وارثی کی مندرجہ بالا غزل
جناب فاروق جائسی کے نام سے شائع
ہوگئی ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔
ادارہ معذرت خواہ ہے۔

فاروق جائسی

انسپکٹر کسٹمس - شاہجہانپور (یو

ہار کے بھی وہ جیت کر نکلے
آج نیزوں پہ جن کے سر نکلے

جن کو سمجھا تھا میں حصارِ پناہ
وہ مرے دشمنوں کے گھر نکلے

مجھکو صحرا نے ہی پناہیں دیں
شہر والے تو کم نظر نکلے

میں جنوں میں جہاں جہاں ہو خاک بسر
کاش وہ تیری رہگذر نکلے

اُن کو منجدھار تک گھما لاؤ
چھوٹے بچوں کا کچھ تو ڈر نکلے

میرے اشعار کے سمندر میں
تہہ تلک جاؤ تو گہر نکلے

سر اُٹھایا نہ آستانے سے
تیرے دیوانے باخبر نکلے

خود کو کہنے لگے خدائے سخن
دیکھئے چیونٹیوں کے پر نکلے

مثلِ جام و سبو تھے ہم فاروقؔ
انکی محفل سے ٹوٹ کر نکلے

یوم جمہوریہ کے موقع پر دہلی میں
مہاراشٹر کے ادیباسی افراد کے
لوگوں نے صدر جمہوریہ ہند
شری گیانی ذیل سنگھ
سے ملاقات کی۔

☆☆☆

خبریں - تصویروں میں

یوم جمہوریہ کے موقع پر دہلی میں
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کو
مہاراشٹر کے ادیباسی افراد نے
ایک ملاقات میں
چاندی کا بنا روائتی ہار "ہنسلی"
تحفہ میں دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆

دہلی میں اندرا اسٹیڈیم پر
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی
یوم جمہوریہ کی تقریب میں
مہاراشٹر سے شریک ہونے والے
لوک رقاص اور "مہاراشٹر جھانکی"
کے کلاکاروں کے ساتھ

نائب وزیر اعلیٰ
شری رام راؤ آدک
حلف لیتے ہوئے

مہاراشٹر کی نئی کابینہ ۔ رسم حلف برداری

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کی سربراہی میں تشکیل کردہ مہاراشٹر کی نئی کابینہ کے اراکین نے ۷ فروری ۱۹۸۳ء کو راج بھون میں اپنے عہدوں کا حلف لیا۔ اس موقع پر خصوصی طور سے تیار کردہ شامیانے میں گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے اراکین کو ان کے عہدوں کا حلف دلایا۔ وزرائے مملکت شری عبد العظیم، اور شری چندر کانت ترپاٹھی نے ہندی میں اور باقی ماندہ وزراء نے مراٹھی میں حلف لیا۔

اس تقریب میں مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر شری شرد دگھے، ڈپٹی اسپیکر شری شنکر راؤ جگتاپ، مہاراشٹر لیجسلیٹو کاؤنسل کے ڈپٹی اسپیکر شری ارجن گیری پوار، چیف سیکریٹری شری رام پردھان اور اعلیٰ سرکاری عہدہ داران موجود تھے۔

****

شری ایمبڈوار اور شری بھوئیار کابینہ میں شامل

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار اور شری سریندر بھوئیار کو گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے ۱۱ فروری ۱۹۸۳ء کو بالترتیب کابینی وزیر اور وزیر مملکت کے عہدوں اور عہدوں کی رازداری کا حلف دلایا۔

اس تقریب میں گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف، وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر شری شرد دگھے، ڈپٹی اسپیکر شری شنکر راؤ جگتاپ، چیف سیکریٹری شری رام پردھان، اراکین کابینہ اور اعلیٰ سرکاری عہدہ داران شریک تھے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک کے علاوہ مہاراشٹر کی نئی کابینہ کل ۳۴ اراکین پر مشتمل ہے جن میں ۱۳ کابینی وزراء اور ۲۱ وزرائے مملکت ہیں۔

**

چھترپتی شیواجی مہاراج کی تصویر کی گلپوشی

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، اپنے عہدہ کا حلف لینے کے بعد راج بھون سے سیدھے منترالیہ تشریف لائے جہاں چیف سیکریٹری شری رام پردھان نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ شری پاٹل نے منترالیہ کے صدر دروازہ کے روبرو آویزاں چھترپتی شیواجی مہاراج کی تصویر کی گلپوشی کی۔ بعد ازاں آپ نے مختلف محکموں کے سیکریٹریوں سے ملاقات کی۔

کابینی ضمنی کمیٹی برائے راحت اقدامات

حکومت مہاراشٹر نے فصلی پیداوار اور خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کی صورتِ حال کا مدّداری جائزہ لینے کی غرض سے گزشتہ اگست میں تشکیل کردہ کابینی ضمنی کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے جس کے وزیراعلیٰ سربراہ ہیں۔ دیگر اراکین نائب وزیراعلیٰ، وزیر برائے محصول، وزیر برائے مالیات، منصوبہ بندی، ثقافتی امور اور سیاحت، وزیر برائے زراعت، وزیر برائے دیہی ترقیات، وزیر برائے آبپاشی، وزیر مملکت برائے ڈیری ترقیات اور مویشی پالن اور وزیر مملکت برائے ضمانت روزگار اسکیم اور ٹیکنیکل تعلیم ہیں۔

******

ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر برائے توانائی نے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈیمی کے زیر اہتمام دو روزہ ڈرامہ مقابلوں کے اختتام پر ۸ رفروری کو بہلا کر نڈا کیندر چوپاٹی پر مقابلہ جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے۔ زیر نظر تصویر میں وزیر موصوف سامعین سے خطاب فرمارہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب ڈاکٹر عبدالستار دلوی، شری خواجہ عبدالغفور اور دائیں جانب ڈاکٹر اے۔ اے۔ اور ڈاکٹر منشا والرحمٰن خاں منشا تشریف فرما ہیں۔

*****

*

مہاراشٹر اردو اکیڈیمی کی جانب سے پاکستانی شعراء و ادباء پر مشتمل "پاک ہند ایکتا کمیٹی" کے ایک وفد کو شری خواجہ عبدالغفور کی رہائش گاہ پر ایک عصرانہ دیا گیا اور بعد میں محفل مشاعرہ منعقد کی گئی۔ زیر نظر تصویر میں (دائیں سے) شری صابر دت، پاکستانی ادیب شری محمود یاور (شیروانی میں)، شری خواجہ عبدالغفور، شری رئیس امروہوی، فیروز اختر، شری بزم انصاری اور شری ریاض احمد خاں (ایڈیٹر قومی راج)۔
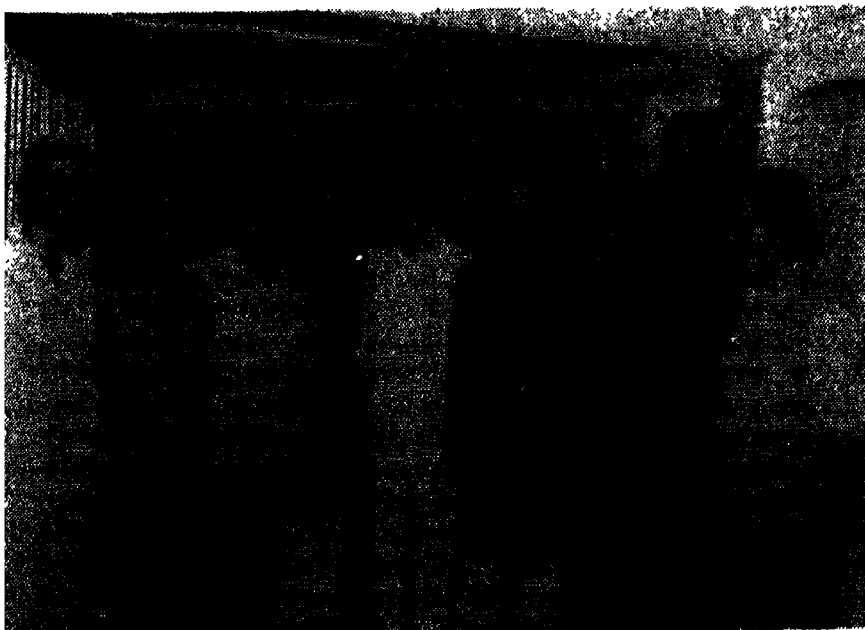
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ کھڑے ہوئے مہاراشٹر کے چار کیڈٹ دیکھے جاسکتے ہیں جنہیں ۲۷ جنوری کو دہلی میں ۳۴ ویں این۔سی۔سی ریلی میں بہترین کیڈٹ منتخب کیا گیا تھا۔ یہ کیڈٹ بالترتیب (بائیں سے دائیں) کیڈٹ سارجنٹ میجر شلپا کورے، کیڈٹ سارجنٹ، نوین پربھو، سینئر انڈر آفیسر، اجولا رانے اور دائیں سے تیسرے) کیڈٹ وارنٹ آفیسر دھننجے نائیک ہیں۔

ستارا ضلع کے کلکٹر شری بی۔آر۔ساونت، مہاراشٹر لیزم رقص ٹروپ کے کماری جے شری سوناوڑنے اور شری وی۔اے۔ساد ے کو بطور ہمت افزائی انعام تقسیم کررہے ہیں۔ نویں ایشیائی کھیلوں کی افتتاحیہ تقریب میں مہاراشٹر کے لیزم رقص ٹروپ میں ۴۵۰ افراد شامل تھے۔ جنہیں ان کے متعلقہ ضلع میں اسی طرح نوازا گیا۔

TWO-IN-ONE PACKAGE

TRIPLE YOUR MONEY AND PROTECT YOUR FAMILY

BUY SOCIAL SECURITY CERTIFICATES

A unique deal for your money and family. Purchase Social Security Certificates and multiply your money! These certificates provide insurance cover to your family and also fetch guaranteed triple returns!!

SALIENT FEATURES:

1 The certificates will be issued in denominations of Rs. 500/- and Rs. 1,000/- only.

2 A certificate of Rs. 500/- fetches a return of Rs. 1,500/- and that of Rs. 1,000/-, Rs. 3,000/- at maturity or on death of the holder during maturity period-as provided in 3 below:

3 In the event of death of a holder, his nominee or legal heir gets full maturity value immediately in case of non-natural causes except self-injury or suicide and if death occurs due to natural causes after 2 years from the date of purchase

4 Certificates can be purchased by persons in the age group of 18 to 45 years

5 An individual can hold certificates to the maximum extent of Rs. 5,000/-. Certificates can be purchased on different dates and from different post offices subject to this ceiling.

6. The rate of interest is 11.3% p.a. (Compounded half-yearly).

7. The maturity period of the certificates is 10 years.

8. Certificates can be encashed prematurely any time after three years.

9. Interest is exempt Under Section 80-L of Income Tax Act up-to Rs. 6,000/- alongwith interest on other approved securities and bank deposits. In the case of death, the full maturity value payable prematurely will be wholly exempt from Income-Tax.

10. The certificates can be pledged as security.

These certificates are available in Post Offices from 1st June, 1982 onwards.

For details contact

- Directorate of Small Savings, New Administrative Building, Bombay-400 032. Phone 232537/230290
- Nearest Post Office.
- Small Savings Agents.
- Asstt. Director of Small Savings. C/o District Collector.

DGIPR/SS/2/English/1982-8?

شائع کردہ : شری مرن باٹی، ڈائرکٹر جنرل ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

قومی راج

۱۰ر مارچ ۱۹۸۳ء
جلد ۱۰ * شمارہ نمبر ۵

ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ: دس روپے * فی کاپی: پچاس پیسے
(نگراں: خواجہ عبدالغفور)

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر:
موہن پاٹل

ایڈیٹر:
ریاض احمد خاں

★ سعید الحق، سعید، انصاری اٹاوی
معرفت جناب فخر الدین عبد الجبار، ہسپتال روڈ
اٹاوہ (یو۔پی)

"قومی راج" نہایت مفید اور معلوماتی مضامین سے آراستہ ہے۔ آپ کے مضمون "پونا کے سنت دنوباجی" میں دنوباجی کی جہاں گسل خدمات کا بہت خلوص سے اعتراف کیا گیا ہے۔ سردار احمد علیگ کا مضمون بھی تلاش و تحقیق کا آئینہ دار ہے۔ "آزاد اٹاوی"، عشرت ظفر بھی بہ رنگ شان یکتائی شریک اشاعت ہیں کس کس کا ذکر کروں غرضیکہ "قومی راج" سراپا مرصع مجلہ ہے جو آپ کی ادارت کی سلیقہ مندی کا مرہون منت ہے۔

خواجہ صاحب کے امریکہ اور کینیڈا کے دورہ کے تاثرات کا انتظار ہے۔

★ مختار احمد
نیا پورہ۔ مالیگاؤں۔ ضلع ناسک۔

"قومی راج" جس انداز سے پیش کیا جا رہا ہے اس کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ قیمت برائے نام یعنی صرف پچاس پیسے۔ سالانہ صرف دس روپے اور مواد کے اعتبار سے اس قدر بھاری بھرکم کہ ریاستی اطلاعات اور مہاراشٹر کی سرگرمیوں کے ساتھ ہی اعلیٰ درجہ کے علمی ادبی تحقیقی مقالات انتہائی سلیقہ سے پیش کئے جاتے ہیں۔ حکومت مہاراشٹر اور آپ حضرات کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیے۔

★ سمیع اللہ
قدوائی روڈ۔ کانپور۔ (اتر پردیش)

اچانک ایک دوست کے یہاں ایک خوبصورت رسالہ پڑھنے کو مل گیا۔ سرورق پر لیزیم رقص کی رنگین تصویر دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ کیا خوبصورت رسالہ ہے "قومی راج" سب سے بڑھ کر مہاراشٹر کی ریاستی خبروں کے ساتھ ہی بھاگوت پران فارسی، پروفیسر م۔ح۔ شاذلی، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، امید ادیبی، توانائی کے متبادل ذرائع، پونم دیاس (ترجمہ ڈاکٹر جاوید احمد، اور ناپائیداری سے متعلق مضمون تعلیمی نظام، محمد مستقیم خاں علیگ؛

بہت پسند آئے۔ غزلوں میں بھی بلندی اور وسعت نظر آئی۔ میں تو حیران ہوں کہ اس قدر اچھا رسالہ اب تک میں نے کیوں نہ پڑھا۔ خود اور کئی دوست خریدار بن رہے ہیں۔

★ جمیل الرحمٰن
آکوٹ۔ ضلع آکوٹ (مہاراشٹر)

"امریکہ میں ظرافت طبع" (خواجہ عبدالغفور) سفر ہے شرط "جگن ناتھ آزاد" اقبال کا نظریۂ شاعری" (معین الدین عثمانی) اُردو شاعری کے باوا آدم ولی دکنی" (ایم مشتاق) ۱۰ر جنوری ۱۹۸۳ء کے رسالے میں پڑھ کر آپ حضرات کو مبارکباد کا خط لکھ رہا ہوں۔ "قومی راج" نہ صرف ریاستی خبروں اور مہاراشٹر کی ترقی کی نشان دہی کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اور معیاری مضامین، نظموں اور غزلوں کے ذریعہ ایک بہت بڑی خدمت انجام دے رہا ہے۔ جس کے لئے آپ حضرات، اور حکومت مہاراشٹر کو مبارکباد دینا چاہوں گا۔

★ شبحان سمیع الدین
اولڈ جالنہ۔ ضلع جالنہ۔ (مہاراشٹر)

"قومی راج" میں مہاراشٹر اور ہندوستان کے دور دراز مقامات کے اہل قلم حصہ لیتے ہیں اور جس خوش سلیقگی سے آپ سجا سنوار کر ان کو پیش کرتے ہیں۔ یہ خوبی صرف "قومی راج" کے صفحات پر ہی نظر آتی ہے۔ اللہ کرے آپ حضرات اسی خلوص اور توجہ سے اُردو کی خدمت کرتے رہیں۔

★ عزیز احمد
اقبال روڈ۔ دھولے۔ (مہاراشٹر)

ایمانداری کی بات یہ ہے کہ "قومی راج" جس آن بان، شان سے شائع ہوتا ہے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ کم قیمت، اور بیش قیمت مضامین، "قومی راج" کا طرۂ امتیاز ہے۔

حکومت مہاراشٹر اور آپ حضرات کو تمام اُردو دوستوں کی طرف سے مبارکباد۔

★ سرفراز علی
اسٹیشن روڈ۔ اورنگ آباد (مہاراشٹر)

"قومی راج" آپ کی ادارت اور حکومت مہاراشٹر کی توجہ سے اب ہندوستان کا قابل قدر اُردو رسالہ بن گیا ہے۔

روایتی علم طب کو فروغ دیجئے

وزیر اعلیٰ کی ماہرین سے اپیل

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۶ مارچ کو بمبئی میں ایشیائی روایتی علم طب کی پہلی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ روایتی طریقۂ علاج نہ صرف مفید ہے بلکہ ملک کے غریب عوام کی دسترس سے باہر بھی نہیں، لہٰذا اسے فروغ دیا جانا چاہیئے۔

آپ نے اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ جدید ادویات کی بڑے پیمانے پر تشہیر کی جاتی ہے اور یہ کافی مہنگی بھی ہوتی ہیں جبکہ روایتی طریقۂ علاج سہل اور اطمینان بخش ہوتا ہے۔ تاہم اس میں کچھ وقت لگتا ہے۔

آپ نے اس امر پر تشویش ظاہر کی کہ اکثر لوگ اس طریقۂ علاج پر اعتماد نہیں کرتے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ انہوں نے خود یہ طریقۂ علاج آزمایا ہے اور اسے بے حد مفید پایا ہے۔

شریمتی للیتا راؤ وزیر صحت عامہ نے اس سے قبل کہا کہ مہاراشٹر ملک کی وہ پہلی ریاست ہے جہاں آیورویدک پریکٹیشنر کو جدید علم طب کی سند رکھنے والوں کے مساوی حیثیت اور شرح اجرت دی گئی ہے:

وزیر موصوف نے اس سے قبل ایک سوونیئر کا اجراء کیا اور وزیر اعلیٰ کو پیش کیا۔ آپ نے اس موقع پر روایتی علم طب سے متعلق ایک نمائش کا بھی افتتاح کیا۔

بمبئی یونیورسٹی اور گجرات آیوروید یونیورسٹی کی ایماء پر انڈین ایسوسی ایشن فار دی اسٹڈی آف ٹریڈیشنل ایشین میڈیسن (آئی۔ اے۔ ایس ٹی اے ایم) کی جانب سے منعقدہ اس چار روزہ کانفرنس میں ۴۰۰ سے زیادہ ملکی و غیر ملکی مندوبین نے شرکت کی۔

چار دور میں منقسم اس کانفرنس میں ۱۸۰ سائنسی مقالے پڑھے گئے۔

آئی۔ اے ایس ٹی اے ایم انٹرنیشنل کے سیکریٹری جنرل پروفیسر چارلس لیسلی اور آئی اے ایس ٹی اے ایم۔ انڈیا کے جنرل سیکریٹری پروفیسر آر۔ کے۔ متا نکر نے بھی اس موقع پر تقریر کی۔ آئی اے ایس ٹی اے ایم۔ انڈیا کے نائب صدر ڈاکٹر سی۔ ایل۔ چھوپڑی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور خازن ڈاکٹر کے، ایم پاریکھ نے شکریہ ادا کیا۔

پینے کے پانی کی قلت کسی کو بھی نہ رہے۔

چیف سکریٹری

ناگپور ڈویژن کے پچاس فیصد سے زیادہ گنجان آباد دیہاتوں کو آئندہ چند مہینوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت کا مسئلہ درپیش ہونے کے امکانات ہیں ۔ اس مسئلے کے حل کے لئے جنگی پیمانے پر ایک ماسٹر پلان مکمل کیا جارہا ہے۔

میٹنگ میں ناگپور ڈویژن کے کلکٹروں اور جی ایس ڈی اے اور ایم ایس ای بی کے اعلیٰ افسروں نے شرکت کی. سکریٹری محکمہ محصول و باز آباد کاری شری زنگنا تھن بھی موجود تھے ۔

منصوبے کے مطابق دشوار گذار دیہاتوں میں ۲۵ر مارچ اور دوسرے دیہاتوں میں ۱۵ر اپریل تک پینے کا پانی فراہم کیا جائے گا

چیف سکریٹری نے یہ بالکل واضح کیا کہ گورنر کے آرڈیننس، اور وزیر اعلیٰ کے اعلان کے پیش نظر اس سلسلے میں جنگی پیمانے پر کام کیا جانا چاہیئے نیز کسی بھی جاندار کو خواہ وہ انسان ہو یا جانور، پینے کے پانی کی قلت کی شکایت نہ رہے ۔ آپ نے حالات کے بگڑنے سے پہلے ہی اسکیم مکمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا ۔

پانی کے پمپوں کو برقیانے کے سلسلے میں آپ نے ایم ایس ای بی کے افسران سے درخواست کی کہ وہ گرام پنچایت کی جانب سے ڈپازٹ جمع نہ کئے جانے یا گاؤں کی محصول آمدنی ۲۰ فیصد سے کم ہونے کی بنیاد پر برقی رابطہ دینے سے انکار نہ کریں کیوں کہ اسکیم کے اخراجات خصوصی فنڈ سے پورے کئے جانے والے ہیں ۔

آپ نے ضلع پریشدوں کو ہدایت دی کہ وہ بجلی کے بل کی ادائ کی جانچ کریں لیکن اسی کے ساتھ آپ نے ایم ایس ای بی کو ہدایت کہ وہ محض بل کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر آئندہ ۴ر ۵ر مہینوں میں بجا کے رابطے منقطع نہ کریں ۔ آپ نے افسران کو مزید ہدایت دی کہ وہ ا امر کی تصدیق کریں کہ تمام برقی پمپ قابل استعمال ہیں اور ناقا استعمال پمپوں کی مرمت کا فوری انتظام کریں ۔

ناگپور ڈویژن کے کل ۶,۹۹۷ آباد دیہاتوں میں سے انداز ۵۰۰ و ۳ دیہاتوں کو پانی کی قلت کا مسئلہ درپیش ہونے کا امکان ہے ماسٹر پلان کے مطابق ان دیہاتوں کو پائپ کے ذریعے پانی فراہم کیا جائے گا ۔ اس سلسلے میں حال ہی میں حکومت نے پائپ کے ذریعے فراہمی آب اور فراہمی آب کے ہنگامی اقدامات کے لئے منظوری دی

چیف سکریٹری نے تمام متعلقہ افسران کو ہدایت دی کہ منصو کو وقت مقررہ پر مکمل کریں نیز یہ کہ ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لئے منصوبے کی تجدید کا انتظار نہ کرتے ہوئے متبادل اقدامات بھی تیار رکھیں ۔

شہر میں فضائی آلودگی پر تشویش

حکومتِ مہاراشٹر کے چیف سیکریٹری شری آر۔ ڈی۔ پردھان نے بمبئی میں فضائی آلودگی پر غور وخوض کرنے کے لئے ۳ مارچ کو منترالیہ میں ماہرین کی ایک خصوصی میٹنگ طلب کی۔

ابھی پچھلے ماہ کی ۱۳ تاریخ کو بمبئی شہر کی فضا میں وسیع گردوغبار کے غلبہ پر عوام اور پریس کی جانب سے سخت تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔

میٹنگ میں جن حضرات نے شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر رشمی میور، ڈائرکٹر اربن اینوائرمنٹ انسٹی ٹیوٹ، شری ڈی۔ ایم سکھنکر میونسپل کمشنر، شری اے۔ کے۔ ملہوترا، ممبر آف شورا ادا این۔ جی۔ سی، شری پی۔ بی۔ کیرکر۔ جنرل مینجر، بی۔ ای۔ ایس۔ ٹی، شری ایل بی۔ گپتا سیکریٹری یو۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی، شری جی بی موٹ باندیکر چیف انجینئر ٹرانسپورٹ، بی۔ ای۔ ایس اینڈ ٹی، شری آر۔ سی۔ سنہا، وائس چیئرمین ایم ایس۔ آر۔ ٹی۔ سی، شری این۔ ایس رتیاگراجن، ٹیکنیکل سروس منیجر، شری دی۔ کمار، جنرل مینجر (ریفائنس) بی۔ پی سی۔ ایل، شری وی۔ پی۔ راجہ، ٹرانسپورٹ کمیشن، شری دی۔ آر۔ داملے، ڈپٹی سٹی انجینئر، ائیر پولیوشن اینڈ پروجیکٹس انچارج، شری ایس۔ ایس۔ پیٹوردھن، ممبر سیکریٹری، مہاراشٹر واٹر پری وینشن اینڈ کنٹرول آف پولیوشن) بورڈ اور شری آر۔ ایس۔ ڈونالڈ، ڈپٹی سیکریٹری یو۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مدعوئین نے چیف سیکریٹری کی جانب سے طلب کردہ میٹنگ کے مقصد پر اظہارِ اطمینان کیا۔

میونسپل کمشنر شری ڈی۔ ایم۔ سکھنکر نے سلم بستیوں میں لکڑی، ملکڑے کا بھوسہ، ربر کے ٹائر وغیرہ بطور ایندھن عام استعمال کیے جانے کی جانب توجہ دلاتے ہوئے اس سے پیدا شدہ زمینی آلودگی پر تشویش کا اظہار کیا۔

شری داملے ڈپٹی سٹی انجینئر ائیر پالیوشن اینڈ پروجیکٹ انچارج بمبئی میونسپل کارپوریشن نے کہر اور دھوئیں سے پیدا ہونے والی آلودگی کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ اول الذکر سے ساحلی علاقے زیادہ تر متاثر ہوتے ہیں جبکہ موخرالذکر سے جو موٹر گاڑیوں کے دھوئیں، گھریلو ایندھن سلم بستیوں میں مضر اشیاء سے آگ کا استعمال چیمبور ٹرامبے جیسے علاقوں میں بڑے صنعتی پلانٹ کا نتیجہ ہے، سارا شہر متاثر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر رشمی میور نے مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مذکورہ میٹنگ کے انعقاد پر چیف سیکریٹری کی ستائش کی۔ آپ نے شہری آلودگی کے لئے موٹر گاڑیوں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے بتایا کہ فضا میں کاربن مونو آکسائیڈ اور ہائیڈروکاربن کے اخراج سے شہریوں کی صحت کو زبردست خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

ٹرانسپورٹ کمشنر اور ایم ایس آر ٹی ڈی کے وائس چیئرمین کی تجاویز کی روشنی میں فضائی آلودگی کی روک تھام کے لئے موٹر وہیکلس ایکٹ میں ترمیم کرنے پر بھی غور کیا گیا۔

چیف سیکریٹری نے ایم ایس آر ٹی سی کو بی ای ایس ٹی بسوں کی طرح اسموک میٹر نصب کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے شہر میں داخل ہونے والی گاڑیوں کے دھوئیں کے اخراج کی سطح کی جانچ کرنے کی بھی تجویز پیش کی۔

شری پردھان نے مستقبل میں بھی ایسی میٹنگیں منعقد کیے جانے کے امکانات ظاہر کئے اور ٹرانسپورٹ کمشنر اور میونسپل کارپوریشن کو بالترتیب موٹر گاڑیوں اور صنعتوں سے پیدا ہونے والی آلودگی کی بابت تفصیلات یکجا کرنے کا بھی مشورہ دیا۔

• یوسف ناظم
۱۹۔ نیو دیپ سوسائٹی لمٹیڈ
پلاٹ نمبر ۱۳۔ ماہم باندرہ
ری کلیمیشن، باندرہ (ویسٹ)
بمبئی ۴۰۰۰۵۰

داستانِ امیر مینائی

سابق ریاستِ حیدرآباد میں گولکنڈہ کے ہیرے تو پیدا ہوتے ہی تھے لیکن سربراہانِ ریاست مذکور کو جواہرات جمع کرنے کا کچھ شوق سا تھا۔ ہندوستان کے کونے کونے سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے ایسے جواہرات جمع کئے جاتے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجائیں۔ ان میں سے کچھ کو ہم نے بھی دیکھا۔ کچھ ہیروں سے نکلنے والی شعاعیں ہم تک پہنچیں۔ کچھ کو تو پرکھنے اور برتنے کا موقعہ بھی ملا جنھیں دیکھا ان میں سُلیمان ندوی تھے۔ بلکہ انھیں سُنا بھی۔ خالص علمی تقریر کرتے تھے۔ (اس لئے ان کی تقریر میں زیادہ دل نہیں لگا) خلیفہ عبدالحکیم، مناظر احسن گیلانی، عبدالباری ندوی، رضی الدین صدیقی، عزیز احمد، ڈاکٹر سید سجاد محی الدین قادری، اور ایسے کتنے ہی کوہ قامت حضرات تھے جن سے ہم جیسے کوتاہ قامتوں کو کسبِ فیض کا موقعہ ملا۔ یہ لوگ تو جامعہ عثمانیہ کے ستونوں میں سے تھے لیکن جامعہ کے باہر یعنی شہر میں، جسے ان دنوں بلدہ کہا جاتا تھا اور بھی غضب کا عالم تھا۔ بس میرؔ کا شعر پڑھیے اور (ہوسکے تو) سر دُھنیے ؎

جہاں پر اب مزاریں ہوگئی ہیں ● وہاں پہلے بہاریں ہوگئی ہیں۔

شعر و ادب کی وہ محفلیں سجتی تھیں کہ دل کے تار جھنجھنا اٹھتے تھے۔ یگانہ چنگیزی اور فانی کو شاید صرف دیکھا تھا۔ کبھی سننے کا موقعہ نہیں ملا۔ مولانا حسرت موہانی سے ملنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی لیکن مولانا صرف حیدرآباد آتے جاتے تھے۔ یہاں رہے نہیں ان کی مصروفیتیں بھی بہت تھیں۔ اساتذۂ سخن میں جو لوگ حیدرآباد میں رہے ان میں امیر مینائی اور داغؔ دہلوی سبھی کو یاد ہیں۔ انھیں نہ سننے کا موقعہ ملا نہ دیکھنے کا۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ہماری (غیر ضروری) پیدائش سے پہلے ہی بلکہ بہت پہلے ان کا انتقال ہوچکا تھا ــــ لیکن دنیا میں ایک طریقہ یہ رائج ہے جو بہت اچھا طریقہ ہے کہ کچھ لوگ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ امیر مینائی بھی زندوں کی فہرست میں ہیں۔ حضرت داغؔ کے اہل خاندان تو حیدرآباد میں نہیں بسے لیکن امیر مینائی کے اہل خاندان بھی حیدرآباد ہی میں رس بس گئے ہیں۔ ملکی بھی ہوگئے (ان دنوں ملکی اور غیر ملکی دو علیحدہ علیحدہ فرقے تھے اور ان میں شادیاں بھی بڑے غور و خوض کے بعد ہوتی تھیں)۔

شادی کے ذکر پر یاد آیا کہ آج سے کوئی ۴۰ سال پہلے تک حیدرآباد میں شادیوں کے موقعہ پر (خواہ وہ ملکی کی ہو یا غیر ملکی کی) مجرا ضرور ہوا کرتا تھا مجرا نہ ہو تو سمجھا جاتا تھا کہ شادی میں کوئی کسر رہ گئی۔ ان مجروں میں امیر مینائی اور داغؔ کی غزلیں فرمائشیں کر کر کے سنی جاتی تھیں۔ ان دونوں اساتذہ کے نام اس لئے ساتھ لئے جاتے ہیں کہ دونوں ہم عصر تھے۔ تقریباً ہم عمر تھے۔ (داغؔ ۳ سال چھوٹے تھے لیکن

اس میں خود ان کا کوئی قصور نہ تھا) اور دونوں دوست تھے اتنے کہ امیر مینائی کو داغ ہی نے حیدرآباد بلایا تھا۔ سنہ ہوگا کوئی ۱۹۰۰۔ جب دو دکت ملتے ہیں یعنی دن اور رات تو لوگ احتیاط کرتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ روٹی نہیں کھاتے وغیرہ وغیرہ اور یہ دو صدیوں کے اتصال کا موقع تھا۔ امیر مینائی حیدرآباد پہنچنے کے ڈیڑھ دو ماہ بعد ہی وفات پاگئے۔ یہاں کی ہوا انہیں راس نہیں آئی لیکن مٹی انہیں یہیں کی ملی اور حیدرآباد نے ان کے کلام کی خاطر خواہ قدر کی۔ (ویسے حیدرآباد میں ناقدری کی بھی مثالیں ملتی ہیں)

امیر مینائی صرف شاعر نہیں تھے۔ یہ انشاء اللہ خاں انشاء کی طرح کے آدمی تھے۔ انشاء اللہ خاں نے اردو کو "دریائے لطافت" دی تو امیر مینائی نے "امیر اللغات" سے نوازا۔ (پتہ نہیں یہ لوگ اس قسم کے کام کیسے کر لیتے تھے ورنہ ہم نے تو ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو لغت رکھتے تک نہیں) جب کوئی انجمن یا ادارہ یا کئی لوگ مل کر کسی لغت کی تیاری کا کام اپنے ذمے لیتے ہیں تو تشویش نہیں ہوتی لیکن جب کوئی فرد واحد، تن تنہا یہ کام شروع کرتا ہے تو اس سے ہمدردی ہو جاتی ہے۔ شروع کرنے کے بعد اس کام کو انجام تک پہنچانا اور زیادہ خطرناک بات ہے۔ لغت تیار کرنے کا کام وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنی صحت اور بینائی کے دشمن ہوتے ہیں۔ حضرت امیر مینائی نے ایک اور کتاب "سرمۂ بصیرت" بھی لکھی تھی جس میں عربی اور فارسی کے وہ الفاظ دیئے گئے تھے جو اردو میں عام طور پر غلط استعمال ہوتے ہیں۔ یہ کتاب غالباً جامعہ عثمانیہ کی لائبریری یا کتب خانہ آصفیہ میں اب بھی ہوگی (گو کچھ صفحے کم ہوں گے) بہرحال اب ناپید ہے۔ اور اب اس کی ضرورت ہے بھی نہیں۔ خود آدمی کی صحت اب اتنی خراب ہو گئی ہے کہ صحتِ زبان کے بارے میں کچھ سوچنا بھی اپنے ذاتی، اور صفاتی امراض میں شدت پیدا کرتا ہے۔ اس لئے اپنی حد تک تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر صحتِ زبان کے بارے میں یا کسی لفظ کے زیر یا زبر کے ہونے کی مجھ سے کوئی شخص بات کرے تو میں امیر مینائی کا ہی شعر جواباً پیش کروں گا

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
میں روتا ہوں ان کو ہنسی سوجھتی ہے

ایک زمانہ تھا جب فنِ شاعری کی تمام ضروری اور غیر ضروری اقسام اور صنائع و بدائع نام کی ہر چیز سے دلچسپی تھی (یہ اور بات ہے کہ بدائع کو بہت دن تک میں بدعت کی جمع سمجھتا رہا) اور اب تو یہ نوبت ہے کہ کسی کی زبان سے لفظ تلازمہ سن لیتا ہوں تو گمان ہوتا ہے کہ غلطی سے اس نے تلامذہ کو تلازمہ کہہ دیا ہوگا۔ اس قسم کی کتنی ہی صنعتیں امیر مینائی کے آگے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھیں۔ ان کا جب بھی کوئی اچھا شعر پڑھتا ہوں سمجھ جاتا ہوں کہ اس میں کوئی نہ کوئی صنعت موجود ہے۔ صنعت کا نام البتہ یاد نہیں آتا) اب صرف وہ صنعتیں یاد رہتی ہیں جن کا تعلق ادب سے نہیں معیشت سے ہے۔ مثلاً صنعت کھاد سازی، دواسازی اور زمانہ سازی ـــ اور یہ بھی یاد رہتا ہے کہ ٹماٹر میں وٹامن اے ہے یا وٹامن بی۔ خربوزہ سرد ہے یا گرم۔ اسی پیمانے سے اب شعر بھی جانچے اور سمجھے جانے چاہئیں۔ ایک شعر سنیئے۔

انگور میں تھی یہ مئے، پانی کی چار بوندیں
پر جب سے کھینچ گئی ہے تلوار ہو گئی ہے

کون سا وٹامن ہے جو اس میں نہیں ہے امیر مینائی اس قسم کی صنعتوں کے ماہر تھے۔ فرماتے ہیں

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر، ہم جو پہنچے تو پی گیا واعظ
پوچھیے واعظ کیا چیز پی گیا لیکن

اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے ـــ یہ تو وہی پوچھے گا جو واعظ سے واقف نہیں ہے۔

ایسے کتنے ہی شعر ہیں جن میں امیر مینائی نے کوئی نہ کوئی بازیگری نہ دکھائی ہو۔ تضاد کی کیفیت دیکھیے ما

شیرۂ انگور کو کرتی ہے آب آتشیں
آگ پانی میں لگاتی ہے ہوا برسات کی

امیر مینائی جہاں اور بہت سی باتیں جانتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ خودکشی فعل جائز نہیں اور اس لئے زہر وغیرہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے لیکن انہیں زہر کی اقسام نہیں معلوم تھیں۔ اس لئے افسوس کیا ہے۔

کچھ زہر نہیں تھی انگور شراب
کیا چیز حرام ہو گئی ہے۔

انہیں یہ ضرور معلوم تھا کہ کون سی شراب کس شخص کو زیب دیتی ہے۔ کہتے ہیں

تند مے اور ایسے کم سن کے لئے
ساقیا ہلکی سی لا ان کے لئے

اسی لئے عورتوں کے لئے پہلے صرف پورٹ وائن موزوں سمجھی جاتی تھی۔ اب تو خیر سب کو برابری کے حقوق حاصل ہیں بلکہ کئی معاملوں میں بڑی عمر کے اصحاب فکر و دانش، کم سنوں سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ امیر مینائی کمسنوں کا لیکن خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ احتیاط کرتے تھے کہ ان پر کوئی بار نہ پڑنے پائے۔ اسی غزل میں امیر مینائی کا وہ مشہور شعر ہے جس کی ہدایت پر آج بھی عمل کیا جاتا ہے۔

باغباں کلیاں ہوں ہلکے رنگ کی
بھیجنا ہے ایک کمسن کے لئے

بلکہ اب سفید بھی زیادہ بھیجی جانے لگی ہے۔ ایک اور شعر میں تو انہوں نے چاند ستارے جمع کر دیئے ہیں ؎

تکا کرتی ہے چاند سامنہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

اور ایک جگہ شکایت کرتے ہیں۔

چشم آہو نہ ملی دیدۂ نرگس نہ ملا
اے حیا! تجھ کو نہیں آنکھوں میں کیا رہنا تھا

یہ حیادار آنکھیں مخدوم کے زمانے تک رائج ہیں۔ ــــــ

ہجوم بادۂ و گل میں ہجوم یاراں ہیں،
کسی نگاہ نے جھک کر مرے سلام لئے

امیر مینائی تو اس وقت کی باتیں کر رہے ہیں جب صرف رود موسیٰ ہی میں نہیں ہر آنکھ میں پانی تھا۔

امیر مینائی کو اپنے ہم عصروں پر، اس لئے فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے نہ صرف نثر لکھی اور زبان و ادب کی خدمت کی بلکہ غزل کے علاوہ تمام اصناف شاعری میں اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیا۔ ادب کے میدان میں ان کی حیثیت ایک آل راؤنڈر کی تھی۔ ان کی دو مثنویاں "نور تجلی" اور "ابر کرم" اور کئی مسدس مقبول ہوئے۔ انہوں نے واسوخت کہے اور رہی فصاحت اور سلامت تو ان چیزوں پر تو امیر مینائی کا بلا شرکت غیرے نہ سہی، اچھا خاصا قبضہ تھا۔۔ رنگینی، شوخی، معاملہ بندی اس زمانے کی شاعری کی اشیائے مایحتاج میں شامل تھیں۔ امیر مینائی کا بھی اس رنگ کا ہونا ضروری تھا۔ کہیں دبا دبا کہیں چوکھا۔

غالب نے زیادہ دن زندہ رہنے کی دعا محبوب کو نہیں اپنے ممدوح کو دی تھی اور کہا تھا ؎

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

ٹھیک سے یاد نہیں لیکن مشتاق احمد یوسفی یا ابن انشاء، ان دونوں میں سے کسی نے اپنے ایک مضمون میں حساب کر کے بتایا تھا کہ اس دعا کی روشنی میں ممدوح کو کتنے دن جینا چاہیئے تھا (گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ ابنِ انشاء نہیں مشتاق احمد یوسفی ہوں گے، وہی اہلِ حساب ہیں۔) امیر مینائی نے بھی اپنے عہدِ جوانی میں ایک دعا دی تھی اور کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں رکھی تھی۔ فرمایا ہے ؎

باقی نہ دل میں کوئی بھی یا رب ہوس رہے،
چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس رہے

میں برسوں سے اس شعر کو علم ریاضی کے حساب سے حل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جواب ہمیشہ غلط ہو جاتا ہے۔ لیکن یہی امیر مینائی ہیں جو دوسری طرف رجوع ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ؎

جب تک کہ چشم شوق میں وحدت کا نور تھا
جس بام پہ نگاہ پڑی کوہ طور تھا

اسی مضمون کا ایک اور شعر دیکھئے۔

اے برق حسن یار یہ کیسا ظہور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا

یہ مضمون ایسا معلوم ہوتا ہے امیر مینائی کو تھا ہی مرغوب۔ اس لئے اسی قماش کے کیا کیا شعر نکالے ہیں۔

اللہ اللہ سوزِ عشقِ یار کا اتنا اثر،
میں ابھی تک جل رہا ہوں طور ٹھنڈا ہو گیا

امیر مینائی نے ایک بات اور کہی ہے۔ معلوم تو سب کو تھی لیکن کہی انہوں نے ہے یعنی

آدمی بلبلہ ہے پانی کا

ان کی عاشقانہ شاعری پڑھ کر آدمی جہاں، جہاں دیدہ ہو سکتا ہے وہیں ایسے اشعار پڑھ کر آبدیدہ بھی ہو جاتا ہے۔ ان کے ہاں بے تکلفی کے شعر ہیں تو ساتھ ہی میں انہوں نے تکلف، اور پردہ داری کو بھی سراہا ہے۔

پھونک دیتی کیوں نہ پروانے کو شمع
پیار کرنے کو سر محفل گیا

امیر مینائی کے کلام میں اجتماع ضدین کی وہی کیفیت ہے جو تاریخ ہند میں محمد بن تغلق سے متعلق بیان کی گئی ہے۔

یہ داستانِ امیر حمزہ نہیں ہے، داستانِ امیر مینائی ہے لیکن بحر مختصر ہے اور ناکم

ــــــ ●●● ــــــ

قومی راج میں شائع شدہ مواد حوالہ کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کیا جا سکتا ہے تاہم جس شمارے میں یہ مواد شامل ہو اس کی ایک کاپی ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ فرمائیں

(ادارہ)

• محمد عبدالوحید خان
ایم اے (اردو)، ایم اے (عمرانیات)
ایل۔ ایل۔ بی (عثمانیہ)
مددگار مترجم اردو، نظامت ترجمہ
آندھرا پردیش، حمایت نگر، حیدرآباد
(اے پی)

اُردو میں قانونی تراجم

لفظ "ترجمہ" کی سماعت کے ساتھ ہی انسانی طبیعت، دقت، زحمت، اور تکلیف آشنا ہوئی جاتی ہے۔ اکثر اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ترجمہ اس پر مستزاد قانونی ترجمہ اور ترجمانی بہت ہی مشکل سمجھی اور تصوّر کی جاتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے قانون تعزیراتِ ہند سے اردو میں قانونی تراجم کا ذکر آجاتا ہے۔ عام ترجمہ، یا عام نوعیت کے ترجمہ کو سمجھنے کے لئے خود قابلیت و ذوق کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون کے ترجمہ کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے نہ صرف قانون اور اس کی موشگافیوں اور رموز سے آگاہی ضروری ہے بلکہ قانون اور علم قانون کا درک بھی ہونا چاہیئے۔

ہندوستان میں دو ہی ایسی ریاستیں ہیں جہاں اردو زبان میں قانون کے تراجم کئے جاتے ہیں۔ ایک کشمیر اور دوسرے آندھرا پردیش کشمیر کی سرکاری زبان اُردو ہے۔ اردو میں قوانین کی تدوین کے ساتھ انگریزی سے قانونی تراجم کا اہتمام ہے۔ آندھرا پردیش میں گزشتہ ۲۲ سال سے ایک علیحدہ نظامت ترجمہ میں ریاستی مجلس مقننہ اور اسمبلی کے مصدرہ و منظورہ انگریزی قوانین کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ سابق ریاست حیدرآباد میں تمام انگریزی تراجم قانونی کا اہتمام تھا جسے حیدرآباد کوڈ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اُردو میں قانون کے تراجم کے لئے مترجم کو قانون اور علمِ قانون میں استعداد رکھنے کے ماسوا قانونی دل و دماغ کا مالک ہونا چاہیئے انگریزی سے اُردو میں قانون کا ترجمہ کرتے وقت قانونی الفاظ کے درو بست نشست اور جملوں کے آپسی تعلق مفہوم کو صحیح طور پر سمجھنے اور قانون کے مقتضیات سے کماحقہ واقفیت ضروری ہے۔ اگر اردو میں قانونی تراجم کے موقع پر شعر و شاعری و ساحری اور تحریر کی روانی سے بے لوگ کام لیا جائے تو اردو میں قانون کے ترجمہ میں مفہوم و مطلب دگرگوں ہوسکتا ہے۔

دستورِ ہند کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے جو برجستہ اور اچھا ہے۔ قانون کے طلبہ اور اردو مترجم قانون کے تراجم سے محظوظ ہوسکتے ہیں اُردو زبان میں قانون کے ترجمہ کا کام بے حد مشکل اور صبر طلب ہے۔ انگریزی قابلیت، انگریزی زبان پر دسترس، انگریزی کو صحیح طور پر جاننے اور قانون کی زبان سمجھنے کی صلاحیت اور پھر اسے اُردو زبان میں قانون کی زبان میں ادائیگی کا سلیقہ و قرینہ بے حد ضروری ہے۔ اگر انگریزی زبان کو ٹھیک طور پر سمجھنے کی صلاحیت ہے مگر اردو میں مفہوم و مطلب کی ادائیگی میں کوئی معذوری یا سمجھ کی کمی ہو تو قانون کے بدلنے اور اس کی غلط تعبیر کا امکان ہے۔

اُردو مترجم کو اُردو زبان میں قانون کا ترجمہ کرتے وقت حذف و احتیاط سے کام لینا چاہیئے ورنہ اس سے وکلاء اور قانون داں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے اصل قانون کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ اُردو زبان میں انگریزی قانون کے ترجمہ کی کافی وسعت ہے۔ دلچسپ تراجم کئے جاسکتے ہیں۔ سابق ریاست

باقی صفحہ ۱۰ پر

تبصرہ

تبصرہ نگار
خواجہ عبدالغفور

نام شعری مجموعہ: "نغمے ۔ ٹوٹے خوابوں کے"

شاعرہ :۔ رُوپا مہتہ نغمہ
پبلشر :۔ اشوک مہتا
پتہ :۔ اندر بھون ۔ ۱۰۱ دالکیشور، بمبئی ۲۶
قیمت :۔ دس روپے

شعر و سخن، نغمگی اور گلوکاری کے ساتھ فن مصوری کا بھی لگاؤ ہو اور وہ بھی باکمال تو اس کو محض نغمہ کہہ کر نہیں ٹالا جا سکتا۔ فنون لطیفہ کی اتنی ساری اصناف یکجا ہوں تو تخلیق کار مجسم لطیفہ کہلانے کا مستحق ہوگا۔

ان کی شاعری بصارت نہیں بصیرت دل لگی نہیں، دل کی لگی ہے جو زبان اور الفاظ سے لوگوں کے دل و دماغ میں سرایت کر جاتی ہے۔

یہ ایک ایسی فن کار ہیں جنہیں چاند کی روشنی کا انتظار نہیں وہ ایک ستارہ کی چمک دمک سے بھی وہی ضیاء اور حسن اپنے اشعار میں سمیٹ لیتی ہے۔

نغمہ نہیں ضروری ہو چاند سے ہی روشن
کافی ہے اک ستارہ کبھی چاندنی کے بدلے

غزل گو شعراء بے حساب ہیں مرد بھی خواتین بھی۔ لیکن سب ہی مردانہ وار شاعری کرتے ہیں۔ نغمہ ایک منفرد ہستی ہیں کہ جنہوں نے اپنی صنف کی نزاکت اور پاکبازی کو برقرار رکھتے ہوئے بڑی حد تک ریختہ اور ریختہ سے بڑھ کر واسوخت کو بڑی خوبی سے اپنایا ہے۔

میں اپنا پیار آزماؤں گی
وعدہ کروں گی اور نہ آؤں گی
یاد آ آ کے میں ستاؤں گی
عمر بھر میں تمہیں جلاؤں گی،
لاکھ کوشش کرے گا تو پھر بھی
دل سے تیرے نکل نہ پاؤں گی
اپنے اشکوں کا تم سے لوں گی حساب
اس طرح تم کو میں رلاؤں گی

ہمارے شعرائیہ اسلوب اور یہ طرز نگارش بھول رہے ہیں۔ نغمہ نے ان کو نہ صرف یاد دلایا ہے بلکہ سبق سکھایا ہے۔

نغمہ نے انکساری سے کہا ہے

نغمہ تیری غزل پر کیسے نکھار آئے
شعرا کی انجمن میں شامل جو تو نہیں

در حقیقت ان کی غزل پر نکھار خوب سے خوب تر ہے اور یہ شعرا کی انجمن میں نہ ہوں تو کیا مضائقہ ہے ۔ یہ خود ایک انجمن ہیں

نغمہ کو راہبر کی کوئی نہیں ضرورت
یہ خود غزل اور نغمگی کی منزل کے لئے راہبر اور راہ نما ہیں

زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ بے حد دیدہ زیب مجموعۂ کلام اور اسٹریو ایل پی ریکارڈ اور کیسٹ "میرے نغمے" موسیقی کی دنیا میں سامع نواز خود نغمہ کی نغمگی کا کمال ہے۔

صفحہ ۹ سے آگے

حیدرآباد اور آندھرا پردیش کا موجودہ محکمہ نظامت ترجمہ اس کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ اردو زبان قانونی تراجم کے لئے بہتر ہے۔

ترجمہ کا کام جوئے شیر لانے سے بڑھ کر ہے۔ سب سے پہلے قانون داں ہونا، قانونی ذہن رکھنا اور عوام کے لئے قانونی زبان میں اردو میں ترجمہ کرنے کی صلاحیت ہو۔ قانونی زبان کی آب و تاب ہو۔ ترجمہ برجستہ رواں اور قانونی حسن سے ہو۔ میں اردو میں قانون کے ترجمہ کے مستقبل سے مایوس نہیں ہوں۔ اگر موجودہ دور کے اردو مترجمین اپنی قانونی صلاحیتوں سے مترجمین کی نئی نسل کو مستفید کریں۔ انہیں خاص ڈھنگ سے تربیت دیں۔ سب سے پہلے انگریزی قوانین کو صحیح انداز سے پڑھنے جملوں کے توڑ جوڑ کو سمجھنے اور پھر صحیح اور بہتر انداز میں قانون کا ترجمہ کرنے کی مشق و مزاولت کروائیں۔ میری درخواست ہے انگریزی کی بہتر صلاحیت اور زبان پر عبور رکھنے والے طلبہ کو جو قانون کے طلبہ نہیں ہوں، بہتر انداز میں تربیت دے کر ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

"ودربھ کا سالِ گذشتہ کا شعری ادب"

(ایک جائزہ)

★ محمد انعام الرحیم ایم اے
اسٹیٹ بنک کالونی، کاٹول روڈ،
ناگپور ۱۳

شمالی ہندوستان کی طرح ودربھ کا علاقہ نہ تو کوئی دبستان ہے نہ کسی مکتبۂ فکر (School of Thought) کی حیثیت رکھتا ہے لیکن پچھلے سالوں کتابوں کی اشاعت اور سنجیدہ قسم کی ادبی کاوشوں کے پس منظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ودربھ واقعی ادبی دنیا میں آئندہ ضرور اپنی علیحدہ شناخت بنا لے گا۔ ناگپور، آکولہ، ادبی سرگرمیوں کے خاص مراکز تسلیم کئے جا چکے ہیں اور اس سال تقریباً تمام کتابیں ان ہی دو جگہوں سے شائع ہوئیں۔

گذشتہ کئی سالوں سے ودربھ کا علاقہ یہاں کے قلمکار اردو اکیڈمی (مہاراشٹر) سے بھی دادِ تحسین حاصل کر رہا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں شاہد کبیر کی کتاب "مٹی کا مکان" اور محبوب راہی کی "ثبات" کو اور ۱۹۸۱ء میں مدحت الاختر کی "منافقوں میں روز و شب" ظفر کلیم کی "طلسم غزل" اور ناظم انصاری کی "گوبھی کے پھول" کو مہاراشٹر اردو اکیڈمی کے انعامات مل چکے ہیں۔ اب آیئے سالِ گذشتہ کے شعری ادب کی طرف سالِ گذشتہ (۱۹۸۲) میں ویسے تو بھی معیاری اور مقتدر رسالوں میں علاقہ ودربھ کے شعراء کے کلام شائع ہوئے لیکن اس جائزہ میں باقاعدہ شعری مجموعوں پر ایک نظر کرنا چاہونگا اس میدان میں اکولہ، ناگپور کی ہم عصری کر رہا ہے۔ وہاں سے تین شعری مجموعے "متاعِ احساس" (راز بالاپوری)، "رنگارنگ" (محبوب راہی) "زاویے" (محمد اسمٰعیل طالب) اور ناگپور سے واحد شعری مجموعہ "دستِ کوھکن" (ڈاکٹر شرف الدین ساحل) شائع ہوئے۔

متاعِ احساس

راز بالاپوری، اکولہ ضلع کی شعری روایات میں ایک نمایاں نام ہے۔ ان کے پہلے شعری مجموعہ میں کچھ تخلیقات خالص روایتی ہیں۔ اور تبدیلیٔ لہجہ کے اعتبار سے آخر کی کچھ تخلیقات ترقی پسندی اور جدید لہجہ سے متاثر ہیں۔ راز بالاپوری نے اپنی شاعری میں کہیں بھی ترقی پسندی اور جدید رجحانات کے منفی اثرات قبول نہیں کئے۔

رنگارنگ

رنگارنگ "محبوب راہی" کا دوسرا شعری مجموعہ ہے جو تمام تر نظموں گیتوں اور ترانوں پر مشتمل ہے۔ تقریباً سو صفحات پر محیط یہ واحد شعری مجموعہ ہے جو مکمل "بچوں کا ادب" کہلانے کا مستحق ہے۔ اس میں بچوں کی (VOCABULARY) کو نظر میں رکھ کر اصلاحی، اور سبق آموز تخلیقات تلمبند کی گئی ہیں۔ ایجوکیشن آفیسر آکولہ نے اس کتاب کو ہر پرائمری مدرسہ میں پڑھائے جانے کی سفارش کی ہے۔

گو کہ طباعت اور کتابت کے اعتبار سے یہ کتاب اتنی معیاری نہیں لیکن ایک قابلِ قدر کوشش ہے۔

زاویے

یہ محمد اسماعیل طالب کا پہلا شعری مجموعہ ہے۔ طالب صاحب آکولہ کے استاد شاعر ہیں اور مکمل طور سے روایتی شاعری کے قائل ہیں۔ "زاویے" یہ ثابت کرتی ہے کہ طالب صاحب زبان کے رکھ رکھاؤ اور فنی لوازمات اور صنعتوں کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔

طالب صاحب نے بہت دیر بعد اشاعتی کام کی طرف توجہ دی ورنہ اب تک تو کئی مجموعے شائع ہو جانے چاہیئے تھے۔

دستِ کوہکن

ڈاکٹر شرف الدین ساحل اپنی پچھلی کتابوں کے آئینہ میں ایک محقق اور نثر نگار ضرور تھے لیکن "دستِ کوھکن" کی اشاعت کے بعد وہ باقاعدہ صاحب دیوان شعراء کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔

تقریباً ۹۲ صفحات پر مشتمل اس شعری مجموعہ میں غزلیات اور تاثراتی نظمیں ہیں۔ غزلیات کا اسلوب روایتی ہے جو ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۳ء کے درمیان کی تخلیق شدہ ہیں۔ جدید رجحانات کا کوئی اثر ان کی شاعری پر نہیں پڑا۔ کتاب کا ٹائیٹل اور عنوان ساحل صاحب کی کاوش جدوجہد اور ڈیڈیکشن کی علامات ہے اگر ودربھ میں مشاعروں کی بجائے سنجیدہ اور اشاعتی کاموں کی طرف توجہ دی جائے تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ادبی دنیا میں ودربھ بھی ایک روشن باب کی صورت اختیار کرے گا۔

• ڈاکٹر لطیف اکبرآبادی
ھنا میڈیکل ہال
چھوٹی سادڑی
(راجستھان)

ج بھران کا گذر ہو یہ ضروری تو نہیں
د، تو تماشائے نظر ہو یہ ضروری تو نہیں

ے فرشتے بھی تو بن جاتے ہیں کرداروں سے
ہر بشر صرف بشر ہو یہ ضروری تو نہیں

ان ہی شاخوں پہ ہوا کرتا ہے خاروں کا مقام
ڈالی ڈالی پہ ثمر ہو یہ ضروری تو نہیں

زندگی سادہ عبارت بھی تو ہو سکتی ہے
ہر جگہ زیر و زبر ہو یہ ضروری تو نہیں

شام غم بھی تو کبھی بھیس بدل سکتی ہے
یہ مسرت کی سحر ہو یہ ضروری تو نہیں

گل بھی جنگل میں کھلا کرتے ہیں اکثر یارو
کوئی سوکھا ہی شجر ہو یہ ضروری تو نہیں

دوستوں آؤ نئی راہ بنائیں چل کر
ایک ہی راہ گذر ہو یہ ضروری تو نہیں

زاہدو چل کے کبھی دیکھو تو میخانے میں
جام رنگیں میں زہر ہو یہ ضروری تو نہیں

آؤ ڈھونڈیں تو سہی چل کے اُجالے اے لطیف
یہ اندھیروں کا نگر ہو یہ ضروری تو نہیں

■

• ڈاکٹر اختر نظمی
صدر شعبہ اُردو
کملا راجہ گرلز کالج
گوالیار ۴۷۴۰۰۱

آیا تھا کوئی پرسشِ حالات کر گیا
پوچھو نہ کیسے کیسے سوالات کر گیا

میں جیسے جانتا ہی نہ تھا اس کے دل کی بات
ظاہر وہ مجھ پہ اپنے خیالات کر گیا

اس کی نظر میں میرے شب و روز تھے مگر
میرے سپرد اپنے بھی دن رات کر گیا

جینے سے اس کے ساتھ تو بہتر ہے خودکشی
وہ ایسے آدمی کو مرے ساتھ کر گیا

پہنچے کا اپنے در پہ سوالی بنا ہوا،
جو کچھ اسے ملا تھا وہ خیرات کر گیا

مجھ سے تعلقات رکھے یا نہ رکھ سکے
وہ میرے دوستوں سے ملاقات کر گیا

کیا سوچنا سمجھنا ہے نظمی اب اس کے بعد
وہ کھل کے صاف صاف ہر اک بات کر گیا

*

• رعنا سحری
ڈبلیو ۵۷، گریٹر کیلاش ٹو
نئی دھلی ۱۱۰۰۴۸

منزل نہ دے، چراغ نہ دے، حوصلہ تو دے
تنکے کا ہی سہی تو مگر آسرا تو دے

میں نے یہ کب کہا کہ مرے حق میں ہو جواب
لیکن خموش کیوں ہے کوئی فیصلہ تو دے

برسوں میں تیرے نام پہ کھاتا رہا فریب
میرے خدا کہاں ہے تو اپنا پتہ تو دے

بے شک مرے نصیب پہ رکھ اپنا اختیار
لیکن مرے نصیب میں کیا ہے بتا تو دے

میں خود ہی کھو گیا تجھے پانے کی فکر میں
اب اے غم حیات کوئی راستہ تو دے

کہہ دوں میں لفظ لفظ محبت کی داستاں
لیکن تو گفتگو کا کوئی سلسلہ تو دے

■

○ اسحٰق ایوبی ایم اے
8/A-III-12-2، [illegible] پیٹنم
مراد نگر۔ حیدرآباد [illegible]

کھولتے دشت میں آبلے بڑھ گئے
چھالے کیا پھوٹے اور ولولے بڑھ گئے

ہم بڑھے آگے اور حوصلے بڑھ گئے
منزلیں جب ملیں، مرحلے بڑھ گئے

شاہوں کے دن بہ دن دبدبے بڑھ گئے
راج کی جڑ بڑھی، طنطنے بڑھ گئے

جتنے منصف ملے سب [illegible] ساتھ رہے
حق تو گھٹتا گیا، فیصلے بڑھ گئے

داد کی یہ انوکھی ادا باغباں
پھونک پھانک آشیاں دل جلے بڑھ گئے

جال، دانے، کشش [illegible]
[illegible] آنکھیں اور من چلے بڑھ گئے

شاعری، عشق، [illegible] گیت دل کی ترنگ
جب ترنگ بڑھ گئی، زمزمے بڑھ گئے

دل کے داغوں کو اسحاق روشن کرو
کیا اندھیرے کے [illegible] حوصلے بڑھ گئے

ل راج

○ دبیر عثمانی (ایم۔اے)
نیاسرایان۔ امروہہ۔ یو۔پی

خودکشی ہے جاہلی

علم سے بنتا ہے انساں آدمی — جاہلوں کی زندگی کیا زندگی،
علم سے دنیا میں پھیلی روشنی — علم ہے سارے جہاں کی آگہی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

تحت میں ہے علم کے ہر اک عمل — زندگانی ہے شجر علم اس کا پھل
خوابِ غفلت کے احاطے سے نکل — ہو چکی کب کی سحر بھی ہو چکی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

کوئی دولت [illegible] کے ہم پلہ نہیں — کوئی شوکت اس کے ہم پلہ نہیں
کوئی عظمت اس کے ہم پلہ نہیں — سب سے افزوں سب سے بڑھکر ہے یہی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

[illegible] کی ترقی کا یہ راز — [illegible] ہے ہر اچھے برے کا امتیاز
خود شرافت کر رہی ہے اس پہ ناز — کس قدر اعلیٰ ہے اس کی شان بھی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

یہ دلاور کے لئے ارسان ہے — حق و باطل کی یہی پہچان ہے
آدمیت کی یہی تو بان ہے — یہ [illegible] حاصل تو قسمت بن گئی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

یہ نہیں تو آدمی انساں نہیں — پھر ترقی کا کوئی ساماں نہیں
کوئی ایسے درد کا درماں نہیں — ہے برابر موت کے یہ زندگی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

اے دبیر اس میں نہیں کچھ شاعری — جو مناسب تھی نصیحت کی گئی
بات جو کچھ بھی کہی سچی کہی — تم اسے مانو نہ مانو ہے خوشی
درحقیقت خودکشی ہے جاہلی

چار کروڑ روپیہ کی لاگت کی دیہی فراہمی آب اسکیم

وزیر اعلیٰ کا اعلان

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ریاست میں خشک سالی کی صورت حال پر غور و خوض اور اقدامات طے کرنے کے لئے پونے میں ۲۱ر فروری کو اراکین اسمبلی و پارلیمنٹ اور ضلع پریشدوں کے عہدہ داران و افسران کی منعقدہ ایک میٹنگ میں چار کروڑ روپیوں کی لاگت کی فراہمی آب کی ایک خصوصی اسکیم کا اعلان کیا جس کا مقصد ناکافی بارش کی وجہ سے پینے کے پانی کی قلت کا شکار ۳۰۰ دیہی علاقوں کو پینے کا پانی مہیا کرنا ہے۔ آپ نے مزید بتایا کہ اس رقم میں سے ایک کروڑ روپیہ پونے ڈیویژن کے لئے مختص ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں زیر تعلیم طلبہ کی امتحان فیس وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے ادا کئے جانے کا بھی اعلان کیا۔

وزیر اعلیٰ نے اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ فراہمی آب کے مستقل انتظامات کے لئے طویل عرصہ درکار ہونے کے پیش نظر پانی کی انتہائی قلت کے شکار علاقوں میں عارضی فراہمی آب کی اسکیموں کو جنگی پیمانے پر نافذ کیا جائے۔ آپ نے مزید کہا کہ حکومت مذکورہ اسکیم بجائے مقررہ وقت ۱۵ اپریل کے ۳۱ مارچ تک مکمل کرنا چاہتی ہے

شری پاٹل نے بتایا کہ منتخبہ دیہاتوں میں پانی کنوؤں، تالابوں یا اس علاقہ سے آدھے کلومیٹر پر واقع نالوں سے بذریعہ پی۔ وی۔ سی یا سیمنٹ پائپ فراہم کیا جائے گا نیز یہ کہ مذکورہ اسکیمات کی منظوری کے اختیارات ڈیویژنل کمشنران کو دیئے گئے ہیں۔

شری پاٹل نے ضمانت روزگار اسکیم کے تحت پروجیکٹ سے متاثر اراضی کے مالک کسانوں کو فوری معاوضہ کی ادائیگی کا مشورہ دیا نیز آسودہ حال کسانوں سے واجب الادا فصلی قرض بلا تاخیر ادا کرنے کی درخواست کی۔

پونے کے ڈیویژنل کمشنر شری کے۔ ایس۔ سدھو نے پونے ڈیویژن میں خشک سالی کی صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے فراہمی آب سے متعلق ایک ماسٹر پلان کی تفصیلات پیش کیں۔ پونے کے کلکٹر شری نند لال نے پونے ضلع کی صورت حال کا جائزہ پیش کیا۔

میٹنگ میں دیگر حضرات کے علاوہ وزیر برائے تعلیم شری سداکر راؤ نائیک، وزیر برائے محصول شری شانتا رام وزیر برائے دیہی ترقیات شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر مملکت برائے مویشی پالن شری اننت راؤ تھوپٹے، وزیر مملکت برائے ضمانت روزگار اسکیم شری گنیش دودھ گاؤنکر بھی موجود تھے

خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں فصل بچانے کے لئے بجلی شرح میں ۵۰ فیصد کمی

وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے سانگلی میں ۲۲ر فروری اراکین اسمبلی و پارلیمنٹ اور ضلع پریشد کے عہدہ داران افسران کی منعقدہ ایک میٹنگ میں خشک سالی سے متاثرہ علا میں فصلوں کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے پانی کے پمپوں پر کی شرح میں ۵۰ فی صد کمی کا اعلان کیا۔

آپ نے فرمایا کہ حکومت ضمانت روزگار اسکیم کے تح مزدوروں کو یومیہ ۵ روپیہ تا ½۶ روپے لازمی اجرت اور خو مزدوروں کو زچگی کے لئے مع تنخواہ ایک ماہ کی رخصت کی مہیا کرے گی۔ آپ نے بتایا کہ پانی کے ذخیرہ کے لئے جہاں بھی ضروری ہو، کولہاپور طرز کے بند دھارا تالاب اور تقطہ آب تالابوں کے کام شروع کئے جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ نے اس میٹنگ میں سانگلی ضلع کے مزید ۴۰ دیہاتوں کو خشک سالی سے متاثرہ قرار دیا۔

میٹنگ میں دیگر حضرات کے علاوہ وزیر برائے محصول ایس۔ جی۔ کھولپ وزیر برائے دیہی ترقی شری پرتاپ راؤ وزراء مملکت برائے امور داخلہ شری ولاس راؤ دیشمکھ ا شیواجی راؤ دیشمکھ بھی شریک تھے۔

پانی کی قلت کا حل۔ برساتی پانی کا ذخیرہ

وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے احمد نگر میں ۲۳ر فر کو اراکین پارلیمنٹ اور اسمبلی سے ایک میٹنگ میں خطاب کرتے رائے ظاہر کی کہ برساتی پانی کے ذخیرہ کے ذریعہ پانی کی قلت کرنے کی کوشش کی جائے۔

وزیر اعلیٰ نے راحت اقدامات کے طریقہ کار میں تبدیلی کرتے درکار سرمایہ کی فراہمی کا یقین دلایا۔ آپ نے کنوئیں کے مالکا

سے اپیل کی کردہ انسانی ہمدردی کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے دوسرے ضرورت مند افراد کے لئے اپنے کنوئیں جاری کریں ورنہ دیگر صورت میں حکومت کو بھی کنوئیں اپنے قبضہ میں لینے کے لئے اقدامات پر مجبور ہونا پڑے گا۔

اس میٹنگ کے دوران، وزیر اعلیٰ نے ضلع احمد نگر کے ۳۲۷ دیہات، ضلع دھولے کے ۳۳ اور ضلع ناشک کے ۸۲ دیہاتوں کو قلت زدہ علاقے قرار دیا۔

خشک سالی سے متاثرہ کسانوں کے بجلی کے کنکشن منقطع نہ کئے جائیں۔

— نائب وزیر اعلیٰ

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک کی جانب سے الیکٹرک سٹی بورڈ کو دی گئی ہدایت کے بموجب خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں اب کسانوں کو بجلی کی فراہمی منقطع نہیں کی جائے گی۔

دیجاپور، اورنگ آباد میں ۲۸ فروری ۱۹۸۳ء کو کسانوں کی ایک ریلی سے خطاب فرماتے ہوئے آپ نے کسانوں کو یقین دلایا، کہ ریاست میں خشک سالی سے متاثرہ ۸۷ تحصیلوں کے ترقیاتی کاموں کو فوقیت دی جائے گی جس کے لئے مالی دشواریوں کو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔

نائب وزیر اعلیٰ نے بے گھر افراد کے لئے گھر کل کے تعمیری اخراجات کی حد ۲۰۰۰ روپے سے بڑھا کر ۲۴۰۰ روپے کردیئے جانے کا اعلان بھی کیا۔

اس حد کو بڑھانے کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسکیم بے گھر افراد کو بہتر اور پائیدار جھونپڑے مہیا کئے جانے کے لئے اپنائی گئی ہے اور اب تک اس اسکیم کے تحت ریاست میں ۴ لاکھ جھونپڑے تعمیر کئے گئے ہیں۔

شری آدک نے فرمایا کہ ریاستی حکومت موجودہ مالی سال میں نن ور، مدیشور، پروجیکٹ کے لئے مزید سرمایہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس کے علاوہ اگر ضروری ہوا تو موجودہ شرائط میں ترمیم کرکے سہار پروجیکٹ کو چھوٹے منصوبہ میں شامل کیا جائے گا۔

شری آدک نے مزید کہا کہ حکومت دیجاپور میں بھی ایک انڈسٹریل اسٹیٹ کی تجویز منظور کرے گی۔ آپ نے کہا کہ سیاسی جماعتیں اگر ضروری مسائل کو متحدہ طور سے حل کرنے کی کوشش کریں تو یقیناً ملک مضبوط اور خوش حال بنے گا۔

پروفیسر ایس ایم۔ آئی اشیر وزیر برائے ٹرانسپورٹ [illegible] کر پانی کی شدید قلت کے شکار دیہی علاقوں میں خصوصی فراہمی آب اسکیمات کی تجاویز زیر تکمیل ہیں۔

شری ڈی۔ ٹی۔ روپادتے نے جلسہ کی صدارت کی۔

شری گوند راؤ آدک ایم ایل اے نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے انہیں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں درپیش مسائل سے روشناس کرایا۔

نجی ذرائع آب حکومت کے زیر استعمال ۔ آرڈیننس کا اجراء

گورنر مہاراشٹر کے جاری کردہ ایک آرڈیننس کے تحت ریاستی حکومت کو خشک سالی کے دوران نجی کنووں، تالاب یا پانی کے ذخیرے سے پانی استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

"مہاراشٹر ڈرنکنگ واٹر سپلائی ریکوی زیشن آرڈیننس ۱۹۸۳ء" کے نام سے موسوم یہ آرڈیننس فوری طور پر نافذ العمل ہوگا مذکورہ آرڈیننس کا اطلاق سرکاری یا علاقائی اتھارٹی کی ملکیت کے کنووں نیز مذہبی نوعیت کے پبلک ٹرسٹ کے کنووں پر نہیں ہوگا۔

ریاست میں ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت فراہمی آب اسکیم متعدد طریقوں سے زیر عمل ہے۔ لیکن آج کل کئی دیہی علاقوں (تقریباً ۱۰۰۰۰) میں ناکافی بارش کی وجہ سے پانی کی قلت پائی جاتی ہے اور ریاست میں نافذ العمل پینے کے پانی کے لئے مخصوص فراہمی آب پروگرام میں شامل ذرائع ناکافی ہونے کے پیش نظر دیہی علاقوں میں فوری پانی مہیا کرنے کی غرض سے حکومت نے نجی کنووں، تالابوں اور ذخائر آب کو زیر استعمال لانے کا فیصلہ کیا۔

فی الوقت اسمبلی کے دونوں ایوان زیر اجلاس نہ ہونے کی وجہ سے اور حالات کی سنگینی پر غور کرتے ہوئے یہ آرڈیننس جاری کیا گیا۔

فراہمی آب اسکیمات کے لئے حکومت کی ضمانت

ایل آئی سی کے قرضہ جات

حکومت مہاراشٹر نے لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا کی طرف سے ریاست کے ضلع پریشدوں کو کل ۶۲۲ فراہمی آب اسکیمات کے لئے بطور قرض فراہم کردہ ۱۵٫۹۶۶ لاکھ روپے کی بابت اپنی

ضمانت دی ہے۔

ان اسکیمات کی کل لاگت ۶۶ء۶۵۹ لاکھ روپے ہے جس میں سے اب تک ۵۰۰ لاکھ روپے کی ضمانت حکومت نے دی ہے۔

الیکٹریکل انسٹالیشن کی جانچ ناگزیر

"ہوشیار" پروگرام سے متعلق محکمہ کی وضاحت

حال ہی میں بمبئی دوردرشن سے "ہوشیار" نامی پروگرام کے ذریعہ عوام کو الیکٹریکل انسٹالیشن کی جانچ کے لئے ممکنہ نقلی انسپکٹروں سے خبردار کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں حکومت مہاراشٹر نے یہ وضاحت کی ہے کہ وقتاً فوقتاً محکمہ صنعت، محنت و توانائی کے جونیئر انجینئروں کے ذریعہ تمام الیکٹریکل انسٹالیشن کی جانچ ضروری ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ مذکورہ پروگرام کی وجہ سے عوام مصدقہ سرکاری انسپکٹروں کو بھی نقلی انسپکٹر سمجھ کر انہیں اپنے فرائض انجام دینے سے روک دیتے ہیں۔

لہٰذا حکومت عوام کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ قاعدہ کے مطابق بجلی کے صارفین کو اوّل ہی متعلقہ افسر کے نام اور اس کی آمد کی تاریخ سے بذریعہ ڈاک اطلاع دی جاتی ہے ان انسپکٹر کے پاس حکومت کا جاری کردہ شناختی کارڈ اور سرکاری رسید بک بھی ہوتی ہے اس لئے حکومت بجلی کے صارفین سے ان انسپکٹروں کے ساتھ تعاون کرنے کی درخواست کرتی ہے تاکہ وہ اپنے فرائض بخوبی انجام دے سکیں۔

شہری دفاع تربیتی پروگرام

سیول ڈیفنس اسٹاف کالج، بمبئی کے تحت سہ ماہی اپریل جون ۱۹۸۳ء میں فائر فائیٹنگ، ہنگامی اور ناگہانی خدمات سے متعلق کل ۵ اکورس پر مشتمل تربیتی پروگرام منعقد کیا جا رہا ہے صنعتی تجارتی اداروں اور سرکاری آفسوں میں قائم سیول ڈیفنس یونٹوں اور سیول ڈیفنس والنیٹروں سے درخواست ہے کہ وہ ان کورسوں میں شرکت کرکے اس سہولت سے فائدہ حاصل کریں

مزید تفصیلات کمانڈنٹ آف کالج کراس میدان دھوبی تلاؤ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۲ سے کام کے دنوں میں صبح ۱۰ بجے سے شام ۵ بجے تک حاصل کی جا سکتی ہیں۔

دہلی میں ناوابستہ ممالک کی کانفرنس

مدعوئین سربراہان مملکت کی شہر میں آمد

دہلی میں ۷ر مارچ کو ناوابستہ ممالک کی کانفرنس میں شرکت لئے چند سربراہان مملکت بمبئی ہوتے ہوئے دہلی کے لئے روانہ ہوئے صدر تنزانیہ مسٹر جولیس۔ کے۔ نریرے۔ صدر مسٹر ایف۔ رانے وزیر اعظم موریشس مسٹر جگناتھ اور ان کی اہلیہ زمبابوے وزیر اعظم مسٹر آر۔ جی۔ موگابے ۶ر مارچ کو بذریعہ طیارہ اپنے صدر سے بمبئی پہنچے۔ اور یہاں مختصر قیام کے بعد دہلی کے لئے پرواز کر بمبئی کے ہوائی اڈے پر شری این۔ ایم۔ کامبلے وزیر پروٹوکول اظہر حسین وزیر مملکت برائے پروٹوکول ایڈیشنل چیف سیکریٹری شری پی۔ پی۔ چھانہ۔ ایڈیشنل ہوم سیکریٹری شری ڈی۔ ایس۔ سو نے ان سربراہانِ مملکت کا استقبال کیا۔

ہماچل پردیش کے وزیر اطلاعات کی شری ولاس راؤ دیشمکھ سے ملاقات

شری ست مہاجن وزیر برائے محصول و اطلاعات حکو ہماچل پردیش نے ۲۶ر فروری کو یہاں مہاراشٹر کے وزیر مملک برائے امور داخلہ اطلاعات و رابطہ عامہ شری ولاس راؤ دیشمکھ ان کی رہائش گاہ "پران کٹی" میں ملاقات کی۔

اس موقع پر مہاراشٹر کے ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلا و رابطہ عامہ کے ڈائرکٹر جنرل شری موہن پاٹل بھی موجود تھے۔

وزیر برائے محنت اور اوقاف پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی۔ اشیر نے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی جانب سے ۶ مارچ کو تیج پال بمبئی میں منعقدہ ادبی پروگرام میں شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال کی مشہور تصنیف "بانگ درا" کے اردو ترجمے (ترجمہ سیتو مادھوراؤ پاگڑی) اور شری بی۔ آر۔ دیودھر کی مراٹھی کتاب "ٹھور سنگیت کار" کے اردو ترجمے (ترجمہ پروفیسر غلام دستگیر شہاب) کا اجرا کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں اکیڈمی کے چیرمین ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی، ممبر سکریٹری خواجہ عبد الغفور اور پروفیسر غلام دستگیر شہاب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مراٹھی اور اُردو مصنفین کی عزت افزائی

پروفیسر ایس، ایم، آئی۔ اشیر وزیر برائے محنت اور اوقاف نے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی جانب سے ۶ مارچ کو تیج پال ہال میں منعقدہ ایک ادبی تقریب میں شری سیتو مادھوراؤ پاگڑی اور پروفیسر غلام دستگیر شہاب کی عزت افزائی کی۔ شری پاگڑی نے بانگ درا کا مراٹھی نثری ترجمہ اور پروفیسر شہاب نے شری، بی۔ آر دیودھر کی مراٹھی کتاب "ٹھور سنگیت کار" کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

وزیر موصوف نے مذکورہ کتابوں کا اجرا بھی کیا۔ یہ کتابیں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی شائع کردہ ہیں۔ اس موقع پر وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں کہا کہ قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کی دانشوروں اور مصنفین کی کوششوں میں حکومت ہر ممکن تعاون دیگی۔

اکیڈمی کے چیرمین ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ممبر سیکریٹری شری خواجہ عبد الغفور نے شکریہ ادا کیا

اس تقریب سے قبل اردو کے معروف شاعر اور نثر نگار پنڈت برج نرائن چکبست کی حیات و خدمات پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت جناب رشید حسن صاحب، پروفیسر دہلی یونیورسٹی نے فرمائی۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ، ڈین فیکلٹی آف آرٹس، عثمانیہ یونیورسٹی، ڈاکٹر عبد الستار دلوی، شریمتی سلمیٰ صدیقی نے مقالہ پڑھے۔ اور جناب ڈاکٹر منشار الرحمن منشار نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ جلسہ میں نامور ادبا و شعرا اور حاضرین کی کثیر تعداد موجود تھی۔

سرکاری ملازمین کے لئے ہندی امتحان

ایڈہاک بورڈ کی جانب سے سرکاری افسران اور دیگر ملازمین کا اگلا امتحان ۱۲ جون اور ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کو ہر ضلع کے صدر مقام پر منعقد کیا جائے گا۔

مقررہ فارم پر درخواستیں متعلقہ ضلع کلکٹر کے آفس میں آفس کے سربراہ کے توسط سے ۱۰ اپریل ۱۹۸۳ء تک روانہ کی جا سکتی ہیں۔

مراسلت و ترسیل زر

کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ یا خط کے اُوپر درج ہوتا ہے) پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف لکھیئے بلکہ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرمادیجئے۔ اس طرح اندراجات میں آسانی ہوجاتی ہے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، منترالیہ میں ۱۰ رفروری کو منعقدہ میٹنگ کی صدارت فرما رہے ہیں جو آئندہ شیو جینتی کے موقع پر رائے گڈھ کے تاریخی قلعہ میں نصب چھترپتی شیواجی مہاراج کے تخت پر چھتری کی تنصیب کرنے سے متعلق امور طے کرنے کے لئے طلب کی گئی تھی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ کے بائیں جانب شریمتی سمتی دیوی دھنوتے، شری بابا صاحب پرندرے، شریمتی سمترا راجے بھوسلے اور دائیں جانب نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک اور ودھان پریشد کے صدر شری جینت راؤ تلک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے حال ہی میں اورنگ آباد کا دورہ کیا۔ ہوائی اڈہ پر آپ کے ساتھ شری شیواجی راؤ پاٹل، نیلا نگیکر، وزیر برائے آبپاشی، وزیر مملکت شری عبدالعظیم اور کانگریس کمیٹی کے صدر شری صاحب راؤ سلطانپورکر دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، بلڈانہ اور اکولہ اضلاع میں خشک سالی کی صورتِ حال پر غور و خوض کرنے کیلئے دونوں اضلاع کے اراکین پارلیمنٹ و اسمبلی، ضلع پریشد کے ادھیکاری اور حزب مخالف کے عہدہ داران کی ۲۴ فروری ۱۹۸۳ء کو ضلع پریشد ہال، بلڈانہ میں منعقدہ ایک میٹنگ سے خطاب فرما رہے ہیں۔ نیچے کی تصویر میں شرکاء اجلاس دیکھے جا سکتے ہیں۔

نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدک، ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء کو تاج محل ہوٹل بمبئی میں "اسپیشل اسٹیل ورکشاپ" کے موضوع پر منعقدہ اجلاس میں افتتاحیہ تقریر فرما رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل
کنیڈا کے ہائی کمشنر مسٹر جون جی ہیڈو
۲ مارچ ۱۹۸۳ء کو منترالیہ میں ملا
کی۔ زیرِ نظر تصویر میں شری ایم آر یا
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک
بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
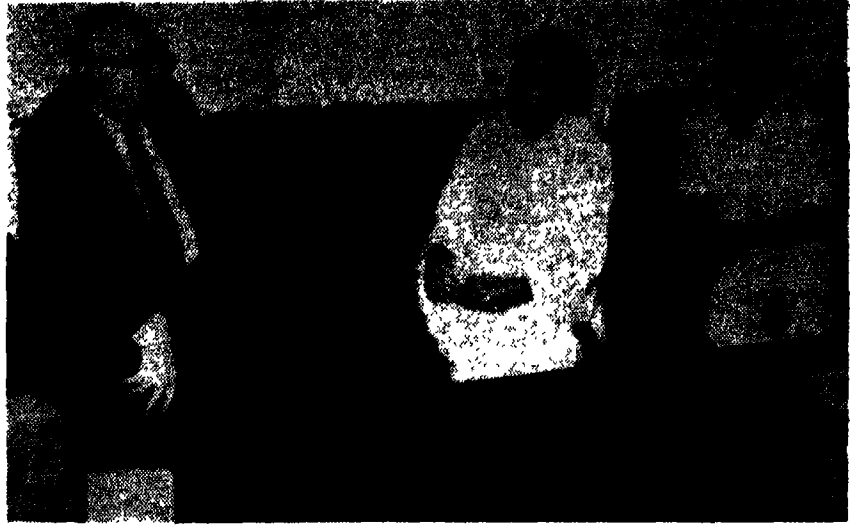
وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، وزیر مالیات سوشیل کمار شندے (بائیں جانب) اور وزیر برائے محصول شری شالنا رام گ
منترالیہ میں یکم مارچ کو کولہاپور ضلع راشٹریہ شیتکری سنگھ کی جانب سے کسانوں کے ایک وفد سے کلم واڑی بندھ کی تکمیل کی بابت
بات چیت کر رہے ہیں۔ مذکورہ بندھ کی جلد از جلد تکمیل کے لئے وفد نے وزیر اعلیٰ کو یادداشت بھی پیش کی۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک
کا ۲۴ فروری کو منترالیہ پریس سنگھٹن
کی جانب سے استقبال کیا گیا۔ اس موقع
کی تصویر میں پریس سنگھٹن کی جانب سے
شری بال دیشپانڈے وزیر موصوف کو
گلدستہ پیش کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل اور ان کی اہلیہ شریمتی شالینی تائی پاٹل نے بمبئی کے تیج پال آڈیٹوریم میں ۶ مارچ کو منعقدہ کماری جے۔ پاریکھ کے بھارت ناٹیم رقص پروگرام میں خاص طور سے شرکت کی ۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے ۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل بمبئی کے کاؤس جی جہانگیر ہال میں "شیلپی کیندر" کے زیر اہتمام ۲ مارچ ۸۳ء کو منعقدہ دستکاری کے نمونوں کی نمائش میں دستکارانہ اشیاء کو دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں ۔

بھارتی فوج کے سپہ سالار، جنرل شری
کے۔ وی۔ کرشنا راؤ "ورشا" پر ۱۹ فروری
کو وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل سے
ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ یہ اسی موقع
کی تصویر ہے۔
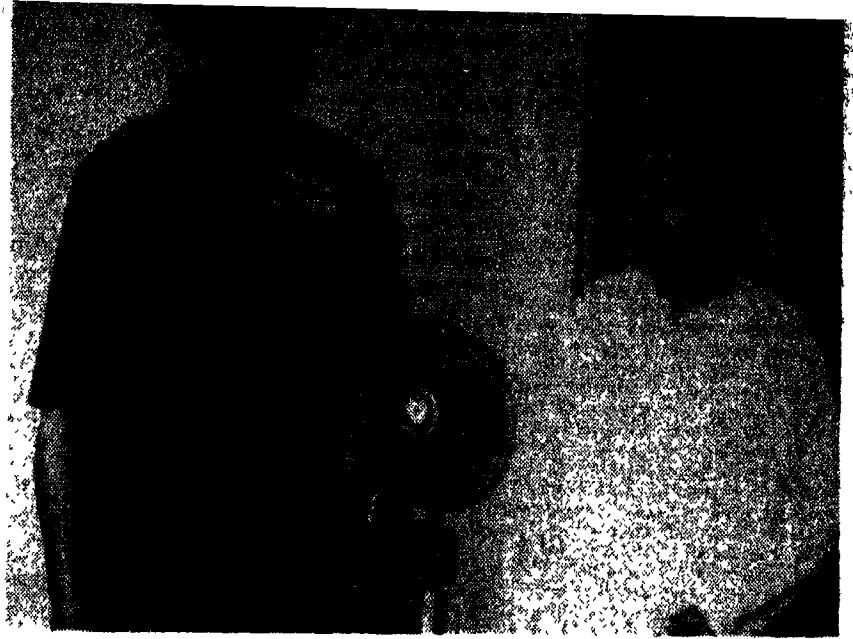
شری ایس۔ ایم۔ آئی۔ اشیر، وزیر برائے
محنت، مہاراشٹر انسٹی ٹیوٹ آف لیبر
اسٹڈیز، پریل، بمبئی میں ۲۴ فروری کو "ٹریڈ یونین
صنعتی تعلقات اور سماجی انصاف" کے
موضوع پر منعقدہ ایک سیمینار سے خطاب
فرما رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں شری مدھوکر
راؤ چودھری، وزیر مملکت برائے محنت بھی
دیکھے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر برائے
صحت "مہاراشٹر انجمن برائے دفع تپ دق"
کے قیام کے موقع پر ۲۳ فروری کو سینٹ جارج (؟) بی
ہسپتال میں منعقدہ ایک اجلاس سے خطاب
فرما رہی ہیں۔
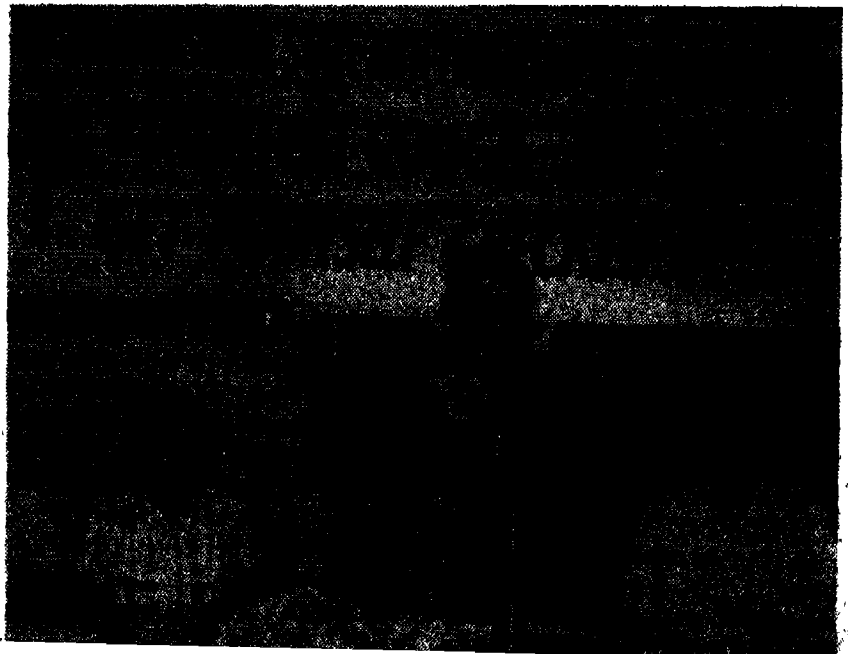
وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل
ڈاکٹر ہاسیکا میموریل کمیٹی کے زیر اہتمام "بھارت
اور نا وابستگی" کے موضوع پر ۱۸ فروری کو
کے بی۔ کالج ہال، بمبئی میں ایک سیمینار
کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب
کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں نائب وزیراعلیٰ
شری رام راؤ آدک، شری بھور، ایم۔ پی
شری دیسائی ایم۔ ایل۔ اے بھی دیکھے
جا سکتے ہیں۔
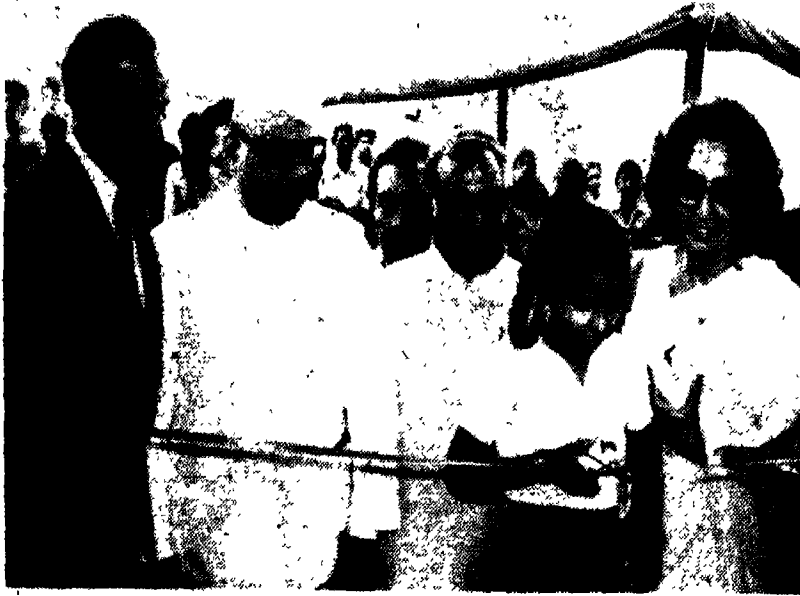
گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف
دھاراوی جھونپڑپٹی علاقے میں، "سوسائٹی
فار ہیومن اینڈ انوائرمنٹل ڈیولپمنٹ"
کے زیر اہتمام اسٹیٹ بینک کی مدد سے
ضرورت مندوں کے لئے قائم کردہ بزنس سینٹر
کا افتتاح ۲۸ فروری کو ایک غریب
لڑکی کے ہاتھوں کروا رہی ہیں۔ زیر نظر تصویر
میں شری این۔ ایم۔ کامبلے، وزیر برائے
سلم سدھار بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری موہن راؤ پاٹل، محکمہ اطلاعات
و رابطہ عامہ کے ڈائرکٹر جنرل، ۷ مارچ کو
کرم ویر بھاؤ راؤ پاٹل کالج، واقع پنت نگر
سائن کولی واڑہ، بمبئی کے سالانہ جلسہ
تقسیم انعامات میں ایک طالب علم کو کپ
اور سند دے رہے ہیں۔

وزیر برائے سماجی بہبود شریمتی پرتیبھا پاٹل نے منترالیہ کے احاطہ میں پہلا آرتھک وکاس مہا منڈل کے سیلس کاؤنٹر کا حال ہی افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں وزیر مملکت برائے تعلیم شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا اور منڈل کی صدر شریمتی وسودھارا شیکھ بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔
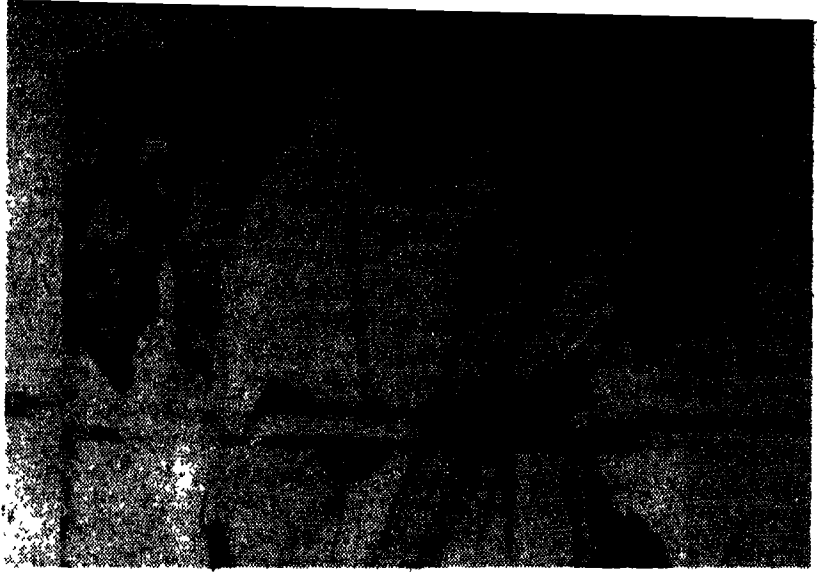
محمد حاجی صابو صدیق ٹیکنیکل ہائی اسکول اور جونیر کالج کا سالانہ جشن مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۳ء کو اسکول گراؤنڈ پر منعقد ہوا۔ اس موقع کی تصویر میں (بائیں سے دائیں) شری قادر حسین (پرنسپل) شری ظفر اقبال، ایڈیشنل کلکٹر، بمبئی (مہمان خصوصی)، شری عبدالقیوم خان (اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر)، ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا (صدر جلسہ) شری ماسٹر طارق (شیلڈ دیتے ہوئے) اور شری بشیر احمد انصاری دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایوان خطاطان ہندوستان کے زیر اہتمام "فنِ خوشنویسی" پر اپنی نوعیت کی منفرد کتاب کی رسم اجراء گذشتہ دنوں انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں بدست شری خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس) انجام پذیر ہوئی۔ زیر نظر تصویر میں شری ریاض احمد خان (ایڈیٹر قومی راج) سامعین سے خطاب فرما رہے ہیں (بائیں جانب) شری فیض مجدد (مصنف) شری خواجہ عبدالغفور، ڈاکٹر ظ انصاری (صدر جلسہ) اور شری انیس چشتی دیکھے جا سکتے ہیں۔

TWO-IN-ONE PACKAGE

TRIPLE YOUR MONEY AND PROTECT YOUR FAMILY

BUY SOCIAL SECURITY CERTIFICATES

A unique deal for your money and family. Purchase Social Security Certificates and multiply your money! These certificates provide insurance cover to your family and also fetch guaranteed triple returns!!

SALIENT FEATURES:

1 The certificates will be issued in denominations of Rs 500/- and Rs 1,000/- only

2 A certificate of Rs. 500/- fetches a return of Rs. 1,500/- and that of Rs. 1,000/-, Rs. 3,000/- at maturity or on death of the holder during maturity period-as provided in 3 below·

3 In the event of death of a holder, his nominee or legal heir gets full maturity value immediately in case of non-natural causes except self-injury or suicide and if death occurs due to natural causes after 2 years from the date of purchase

4 Certificates can be purchased by persons in the age group of 18 to 45 years

5 An individual can hold certificates to the maximum extent of Rs 5,000/- Certificates can be purchased on different dates and from different post offices subject to this ceiling.

6. The rate of interest is 11.3% p.a. (Compounded half-yearly).

7. The maturity period of the certificates is 10 years.

8 Certificates can be encashed prematurely any time after three years

9 Interest is exempt Under Section 80-L of Income Tax Act up-to Rs. 6,000/- alongwith interest on other approved securities and bank deposits. In the case of death, the full maturity value payable prematurely will be wholly exempt from Income-Tax

10. The certificates can be pledged as security

These certificates are available in Post Offices from 1st June, 1982 onwards.

For details contact

- Directorate of Small Savings, New Administrative Building, Bombay-400 032. Phone· 232537/230290
- Nearest Post Office
- Small Savings Agents
- Asstt Director of Small Savings. C/o District Collector

DGIPR/SS/2/English/1982-83

شائع کردہ: شری مرن باس، ڈائرکٹر جنرل ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

25-3-1983

A-81/65

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے اپنے حالیہ دورہ کے موقع پر ضلع سولاپور کے مدھا تعلقہ میں اپلائی ساٹل پر جاری تقطیر آب تالاب کے تعمیری کاموں کے لئے زیرِ ملازمت خواتین مزدوروں کے بچوں کے لئے فراہم کردہ ایک سرکاری پرورش گاہ، کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

نائب وزیرِ اعلیٰ شری رام راؤ آدِک نے ضلع ناشک کے سنیر کے مقام پر یکم مارچ کو انڈسٹریل اسٹیٹ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ زیرِ نظر تصویر میں نائب وزیرِ اعلیٰ کے علاوہ شری ڈی۔ ٹی۔ رُدیا دتے، سابق وزیر شری دیجے سنگھ موہتے پاٹل، وزیرِ مملکت برائے آبپاشی ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر برائے ارنجی، شری بابو لال اہیرے ایم ایل اے، شری سریہ بھان گداک، ایم۔ ایل۔ اے، شری شانتا رام باپو وادرے، اور وزیرِ مملکت برائے سماجی بہبود شری اے۔ ٹی۔ پوار دیکھے جا سکتے ہیں۔

سالانہ: دس روپے فی کاپی پچاس پیسے
ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ کو شائع ہوتا ہے
نگران:- خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے

ترتیب

صفحہ نمبر

سرورق

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے اپنے حالیہ دورہ کے موقع پر راحت اقدامات میں مصروف کارکنوں سے بات چیت کرتے ہوئے۔

چیف ایڈیٹر: مومن پاٹل
ایڈیٹر:- ریاض احمد خاں

قارئین کی رائے

◆ **ڈاکٹر لطیف اکبرآبادی**
ہند میڈیکل ہال (دواخانہ) چھوٹی صدری۔ ضلع چیتوڑ گڈھ (راجستھان)

"قومی راج" کے پہلے ہی شمارہ کو دیکھ کر نظر مشکور اُٹھی۔ واقعی "قومی راج" "گلستانِ اردو ادب کا ایک ایسا مہکتا ہوا تازہ پھول ہے جو دل و دماغ کو روشن و معطر کر دیتا ہے۔ یقیناً آپ حضرات اس "پھول" کو پرورش کرنے کے لئے دل کا خون بہا رہے ہوں گے۔ خدا آپ سب کو اپنے مقاصد میں اور زیادہ کامیابی عطا فرمائے۔ دلی مبارکباد و نیک خواہشات کے ساتھ۔

●

◆ **ایس۔ ایم۔ راجی**
بخاری کی چال۔ احمد آباد

حکومتِ مہاراشٹر لائق مبارکباد ہے اور آپ حضرات مثالی صحافی اس قدر خوبصورت، اس قدر دلکش صاف ستھرا روشن لکھائی چھپائی سے آراستہ "قومی راج" پیش کرتے ہیں کہ بس ہر شمارہ دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حکومت مہاراشٹر کی تعمیری اسکیمات، اور ادبی مضامین بڑے سلیقہ سے پیش کئے جاتے ہیں۔ کسی صاحب نے بڑے پتے کی بات قارئین کی رائے" میں لکھی ہے کہ اس رسالے کی زیادہ سے زیادہ پبلسٹی کی جانی چاہیے" تاکہ جو حضرات اب تک اس رسالہ سے واقف نہیں ہیں وہ خریدار بن سکیں۔

●

◆ **زبیر الوری**
اولڈ جالنہ (ضلع جالنہ) مہاراشٹر

میرا اپنا خیال تھا کہ "قومی راج" محض ایک سرکاری رسالہ ہوگا لیکن لائبریری میں اتفاقیہ پڑھنے بیٹھا تو خود اپنے آپ سے شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ سرکاری معلومات بھی بڑے قرینے سے پڑھنے کو ملیں اور ساتھ ہی نہایت اعلیٰ درجہ کا ادبی مواد بھی فوراً ہی مبارکباد کا خط لکھے دے رہا ہوں تفصیلی خط جلد لکھوں گا کیونکہ "قومی راج" میرے خوابوں کی تعبیر ہے۔ میں اردو کے ایسے ہی سجے سنورے رسالہ کا تصور کرتا رہا ہوں۔ آپ نے تو حسین رسالہ پیش کیا ہے جو ہر لحاظ سے قابلِ تعریف ہے

●

◆ **عبدالرشید**
اسٹیشن روڈ۔ اورنگ آباد۔ (مہاراشٹر)

۶"مراٹھواڑہ کی صنعتی ترقی" "آلودگی" "ڈاکٹر بی۔ پی۔ پال۔ ۲۵ر جنوری ۸۳ سنہ کے شمارے میں بڑے معلوماتی، مفید اور قابل مطالعہ مضامین ہیں۔ بالترتیب جناب جگن ناتھ آزاد، یونس عالم صدیقی، ڈاکٹر کے۔ بھکتہ وتسل راؤ اور اندرجیت لال صاحبان کو مبارکباد پہنچا دیجئے۔

سچی بات تو یہ ہے سرورق سے آخر صفحہ تک "قومی راج" ہر لحاظ سے بہت خوب رسالہ ہے۔

●

◆ **لیاقت علی**
جمنا بوچرا اسٹریٹ۔ بمبئی ۳

۱۰ر جنوری کا "قومی راج" پڑھ کر اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ حضرات خوب سے خوب تر کی جستجو میں ہر طرح کامیاب اور کامراں ہیں۔ ضروری بلکہ اہم ترین سرکاری خبروں، اور حکومت کی ترقیاتی سرگرمیوں کے ساتھ ہی (جن سے جانکاری بہت مفید ہے) شری جگن ناتھ آزاد کا مقالہ "سفر ہے شرط"، جناب معین الدین عثمانی کا مضمون "اقبال کا نظریۂ شاعری" خواجہ عبدالغفور کا ظرافت نامہ "امریکہ میں ظرافت طبع" ہم سب ہی دوستوں کو بہت پسند آئے۔ "قومی راج" کو بڑے دل کش ڈھنگ سے آپ حضرات پیش کرتے ہیں۔ نہایت عمدہ کتابت اور طباعت کے ساتھ ہر مضمون متعلقہ تصاویر سے مزین، اعلیٰ صحافت اور قابل داد محنت کی کہانی سناتا نظر آتا ہے۔

مہاراشٹر کا دلکش رقص" لیزم رقص" میں اپنے کو بھی آپ نے عالم رقص میں پیش کر کے جو خوبصورتی دی ہے وہ قابل تعریف ہے۔

●

◆ **عبدالمجید**
یوسف چیمبر۔ بائیکلہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۲۷

"قومی راج" کا تازہ شمارہ ۱۰ر فروری ۸۳ سنہ "یوم جمہوریہ نمبر" کی صورت میں ملا۔ بہت پسند آیا۔

●

۷ مارچ ۱۹۸۳ء کو نئے کونسل ہال میں گورنر مہاراشٹر ائیر چیف مارشل شری آئی۔ ایچ۔ لطیف (دائیں طرف) کا شری جینت راؤ تلک، چیرمین لیجسلیٹیو کونسل (بائیں طرف) اور شری شرد دیگھے اسپیکر اسمبلی (درمیان میں) استقبال کر رہے ہیں۔

سُوکھے سے متاثرہ علاقوں میں فوری راحت اقدامات

مجلس قانون ساز کے مُشترکہ اجلاس میں گورنر مہاراشٹر شری ادریس حسن لطیف کی تقریر

مہاراشٹر کے گورنر شری ادریس حسن لطیف نے ۷ مارچ ۱۹۸۳ء کو کونسل ہال، بمبئی میں ریاستی مجلس قانون ساز کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا کہ امسال ریاست کے سُوکھے سے مُتاثرہ علاقوں میں حکومت نے جنگی پیمانے پر راحت اقدامات کا آغاز کر دیا ہے۔ نیز یہ کہ ریاستی حکومت عوامی بہبود کی بنیادی پالیسی پر تندھی سے مصروف بہ عمل رہے گی۔

گورنر مہاراشٹر کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے۔

۱ عالی جناب چیرمین، عالی جناب اسپیکر اور معزز اراکین۔ سال ۱۹۸۳ء کے بجٹ اجلاس میں آپ سب کا خیر مقدم کرتے ہوئے میں مسرت محسوس کرتا ہوں۔ حال ہی میں ریاست میں نئی وزارت تشکیل دی گئی ہے۔ میری حکومت نے اپنے نزدیک عوام میں اعتماد کی بحالی، عوامی بہبود اور ریاست کی اعلیٰ روایت کی برقراری کو ہی بنیادی مقاصد تصور کیا ہے اور اسی حصول مقصد کے لئے حکومت تندہی سے مصروف بہ عمل ہے۔

۲ فی الوقت حکومت کو خشک سالی کی سنگین صورتِ حال کا سامنا ہے میں نے خود اور وزیر اعلیٰ نے سُوکھے سے متاثرہ ریاست کے اکثر علاقوں کا دورہ کیا ہے۔

۳ خریف اور ربیع دونوں موسموں میں ناکافی بارش کی وجہ سے نہ صرف فصلی پیداوار بُری طرح متاثر ہوئی بلکہ دیہاتوں کے علاوہ

چند شہروں میں بھی پینے کے پانی کی شدید قلت محسوس کی گئی۔ بہرحال اس صورتِ حال پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں روزگار مہیا کرنا بھی ضروری ہے۔

۴ ریاست کا ایک بڑا حصہ فی الوقت خشک سالی سے متاثر ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ۲۰ اضلاع کے ۱۰۰۰۰ گاؤں سوکھے سے متاثر ہوئے ہیں۔ اگست کی شروعات میں ہی جب خشک سالی کے آثار نظر آنے لگے۔ تب ہی حکومت نے خریف فصل کے تحفظ اور ربیع پیداوار میں اضافہ کی کوششیں تیز کردی تھیں۔ فراہمی آب کے سلسلے میں حکومت نے گھریلو استعمال، تھرمل اسٹیشن، اور صنعتوں کے لئے مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کی غرض سے پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے حکومت نے خاص احکامات جاری کئے

۵ خشک سالی کی صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے ضروری اقدامات کی یادداشت ریاستی حکومت نے ستمبر کے مہینہ میں حکومتِ ہند کو پیش کی۔ ان اقدامات میں دیہی علاقوں میں زائد روزگار کی فراہمی، بور۔ کنوؤں سے پینے کے پانی کی سپلائی، عارضی اور مستقل فراہمی آب اسکیمات، کھیتی باڑی اور دودھ دینے والے جانوروں کی پرورش، چارہ کی فراہمی، صحت عامہ وغیرہ کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ حالات کے پیشِ نظر حکومتِ ہند نے ۳۸ ر ۵۶ کروڑ روپیہ کی پیشگی مالی امداد منظور کی ہے۔

۶ لیکن اس کے بعد بھی پینے کے پانی کی شدید قلت کی بنا پر جنوری ۱۹۸۳ء میں ریاستی حکومت نے دیہی اور شہری علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی آب اسکیمات کے لئے مرکز سے دوبارہ ۴۱ ر ۷۲ کروڑ روپیہ کی امداد طلب کی۔ اس معاملہ میں ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سوکھے اور غیر سوکھے علاقوں میں امتیاز کئے بغیر جہاں کہیں بھی موسم گرما میں پانی کی قلت شدید ہونے کے امکانات ہوں، فراہمی آب کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔ اس حصول مقصد کے لئے طے کیا گیا ہے کہ دیہی باشندوں کو اپنے علاقہ کے قریب ہی پانی مہیا ہو۔ حکومت نے اس سلسلے میں ہنگامی اقدامات بھی کئے ہیں اور ڈویژنل کمشنر کو خصوصی اختیارات سے لیس کیا ہے۔

۷ پینے کے پانی کے بارے میں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ حکومت نے اس سال اپنی پالیسی میں واضح تبدیلی کی ہے جس کے نتیجے میں ان دیہاتوں کو بھی جہاں فصلی پیداوار اطمینان بخش ہونے کے باوجود پینے کے پانی کی قلت ہوگی، حکومت خصوصی امداد مہیا کرے گی۔ میری حکومت نے متاثرہ علاقوں میں پینے کا پانی مذکورہ علاقوں کے باشندوں کے لئے ان کی آبادی سے قریب ہی مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے ۲۶ فروری ۱۹۸۳ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ حکومت نے پینے کا پانی مہیا کرنے کی غرض سے نجی ذرائع آب حکومت کے زیرِ استعمال لانے کے اختیارات حاصل کر لئے ہیں۔

۸ پلاننگ کمیشن نے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۵۰۰ ر ۱ کروڑ روپیہ کی لاگت کا ایک منصوبہ منظور کیا ہے۔ ملک بھر میں اس سے بڑا اور کوئی منصوبہ نہیں۔ تخمینہ جات میں سے کل ۵۰ فیصد بجلی اور آبپاشی کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ غربت کے خاتمہ کے پروگرام کے لئے ۱۳۴ کروڑ روپیہ کم از کم ضروریات پروگرام کے لئے ۱۱۰ کروڑ روپیہ سماجی امور کے لئے ۲۰۰ کروڑ روپیہ زراعت اور دیگر متعلقہ امور کے لئے ۱۸۰ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ منصوبہ ریاست کی معاشی ترقی میں تیزی پیدا کرے گا اور سماج کے کمزور طبقات کی بہتری کے لئے نہایت ہی معاون ثابت ہوگا۔

۹ ضمانت روزگار اسکیم حسبِ معمول کارآمد رہی ہے۔ خصوصاً خشک سالی کے حالات میں دیہی علاقوں میں اس اسکیم کے تحت وسیع پیمانے پر روزگار کے مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔ نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ بے روزگاری میں کمی ہوگی بلکہ ریاست کے پیداواری شعبہ میں بھی کچھ اضافہ ہو سکے گا۔ اس اسکیم پر مزید بہتر طریقہ سے عمل آوری کے لئے حکومت ٹھوس اقدامات کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

۱۰ حکومت نے اب تک مراٹھواڑہ، ودربھ، کوکن اور پہاڑی علاقوں کی ترقیات کے لئے خصوصی پروگرام مرتب کئے ہیں میعادی نوعیت کے ان پروگراموں پر ریاستی اور ڈیویژنل سطحوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔

۱۱ اضلاع کی ترقیات کے سلسلے میں ایک اور ضروری بات پر یہ توجہ دی گئی وہ یہ کہ اضلاع کے تمام حصوں کی منصوبہ بند ترقیات کے لئے طریقۂ کار میں اس طرح تبدیلی کی جائے کہ اس کے ذریعہ مقامی ضروریات بھی پوری ہو سکیں۔ چنانچہ سال ۱۹۸۳-۸۴ء سے بلاک سطح کی منصوبہ بندی شروع کی گئی ہے جس کے لئے بلاک سطح کی کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئی ہیں۔

۱۲ پلاننگ کمیشن نے ضلع دردھا کو گاندھی جی کے اصولوں کے مماثل ڈھالنے کے لئے نمونہ منصوبہ کی تیاری شروع کر دی ہے۔ دردھا ضلع میں اگر یہ منصوبہ کامیاب رہا تو اسے دیگر اضلاع میں بھی آزمایا جائے گا۔ اس منصوبہ کا اہم مقصد اب سے ۱۰ سال کے اندر "ہر ایک کے لئے کام" اور "ہر ایک کے لئے تندرستی" پروگراموں پر موثر عمل آوری کے ذریعہ ضلع کے تقریباً ۶۰،۰۰۰ خاندانوں کو سطح غربت سے اوپر اٹھانا ہے۔ سال ۱۹۸۳-۸۴ء سے اس پروگرام پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا اور توقع ہے کہ اس پروگرام کے لئے مرکز سے بھی امداد حاصل ہوگی۔

۱۳ ہمارا منصوبہ، نئی طرح سے جنوری ۱۹۸۲ء میں وزیراعظم کے پیش کردہ ۲۰ نکاتی پروگرام سے مطابقت رکھتا ہے۔ جیسا کہ وزیراعظم نے کہا ہے "یہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ترقیات کو ہم اس طرح عمل میں لائیں جس سے کہ کروڑوں لوگوں کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔ یہ پروگرام آپ سب کا ہے اور اس قوم کا ہے جسے ابھی عمل کرنا ہے، ترقی کرنا ہے اور مضبوط بننا ہے۔" ہمارے ملک کی عظیم رہنما کے ان زرّیں خیالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارا منصوبہ سماجی۔ معاشی ترقیات اور خصوصاً سماج کے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کے تعلق سے تمام ضروریات کا احاطہ کرتا ہے۔ سال ۱۹۸۳-۸۴ء کے سالانہ منصوبہ میں ۲۰ نکاتی پروگرام میں شامل مختلف نشانوں کی تکمیل کے لئے تقریباً ۱۰۰ واکروڑ روپیہ مختص رکھا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ مختلف شعبوں میں خود عوام کی عملی شرکت شامل حال رہے گی۔

۱۴ حکومت نے اب تک ریاست کے ۱۳ اضلاع کے ۸۷ بلاکوں کو سوکھے سے متاثرہ علاقے قرار دیا ہے لیکن ۸۱-۸۲ تک مرکزی امداد کے لئے صرف ۴۲ بلاک منظور کئے گئے۔ سنہ ۱۹۸۲-۸۳ء میں ۵۳ بلاک منظور کئے گئے۔ ریاستی حکومت نے مرکزی امداد کے لئے ان میں مزید ۱۵ بلاک شامل کرنے کی سفارش کی۔

۱۵ ذخیرۂ آب کے سلسلے میں ڈی پی اے پروگرام اپنایا گیا ہے کہ جس کا خاص مقصد واٹرشیڈس کی تجدید ہے تاکہ پانی کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ حاصل ہو سکے۔ اس پروگرام میں مٹی اور آبی ذخیروں کا تحفظ، جنگل بانی اور چراگاہوں میں سدھار مویشی پالن اور ماہی گیری وغیرہ شامل ہیں۔ کل ۱۲۵ واٹرشیڈس چنے گئے ہیں جو ۵۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر محیط ۱۵۰۰ دیہاتوں کے لئے مفید ہیں۔

۱۶ اس طرح ڈی پی اے پی کے تحت زرعی، چھوٹی آبپاشی، مویشی پالن اور ڈیری ترقیات دیگر اہم پروگراموں میں شامل ہیں۔ سنہ ۱۹۷۷-۸۲ء کے دوران ۲۷ر۵۵ کروڑ روپیہ کی کل لاگت میں سے ۸۲ فیصد اخراجات ان ہی شعبوں کے لئے وقف تھے اب سنہ ۱۹۸۲-۸۳ء میں ۴۶ر۹ کروڑ روپیہ ان کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

۱۷ آئی آر ڈی پی پروگرام کا مقصد انتہائی غریب دیہی خاندانوں کو پیداواری اور ذریعہ آمدنی پر مبنی مواقع فراہم کرنا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ریاست کے دیہی علاقوں میں ۳۰ لاکھ منتخبہ خاندانوں کو اس اسکیم سے فائدہ پہنچایا جائے گا۔ ان لوگوں کو آبپاشی، مویشی پالن، زراعت، صنعت و حرفت جیسے شعبوں میں ضمنی پیداواری کام مہیا کئے جائیں گے۔

۱۸ حکومت نے چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو آبپاشی سہولت فراہم کرنے کے لئے اکتوبر سنہ ۱۹۸۲ء سے مذکورہ کسانوں کی اراضیات پر کنوؤں کی تعمیر کا پروگرام شروع کیا تھا جو آئندہ سال بھی جاری رہے گا۔

۱۹ ریاست کے کئی حصوں میں تاخیر سے اور غیر یقینی بارش کی وجہ سے خریف فصل پر برا اثر پڑا ہے۔ خریف کی کل ۱۲۴ لاکھ ہیکٹر اراضی میں سے کم از کم ۱۴ لاکھ ہیکٹر اراضی پر یا تو فصل بوئی نہیں جا سکی یا بوائی کے بعد اُگی ہی نہیں۔

اس نقصان کی تلافی کے لئے ایک خصوصی اسکیم اپنائی گئی جس کے نتیجے میں ۱۴ لاکھ ہیکٹر اراضی میں سے تقریباً ۱۰ لاکھ ہیکٹر اراضی ربیع فصل کے لئے زیر استعمال لائی گئی۔

۲۰ آبپاشی کو ریاستی امور میں سب سے اہم ضرورت سمجھا گیا ہے۔ آبپاشی کاموں کے لئے ۸۳-۱۹۸۲ء سے سالانہ منصوبہ بندی میں ۲،۷۷ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے تھے اب ۸۴-۸۳ء کے منصوبہ میں ۳۲۶ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ خصوصی اقدامات کے ذریعہ جون ۱۹۸۳ء تک ۲۵ء۱ لاکھ ہیکٹر مزید اراضی سیراب کئے جانے کی توقع ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ریاست میں ۱۳ درمیانی آبپاشی پروجیکٹوں کے قیام کے لئے امریکہ کے ایڈ (AID) کی جانب سے ۴ کروڑ ڈالر بطور قرض مہیا کیا گیا ہے۔

۲۱ آبپاشی پانی کے صحیح استعمال اور پانی کی مساوی تقسیم کے لئے ریاست میں وارا بندی طریقہ اپنایا گیا ہے ۸۴-۱۹۸۳ء میں اس طریقہ کو سرعت سے عمل میں لایا جائے گا۔

۲۲ ریاست میں کھار اراضی ترقیات کے سلسلے میں حکومت نے مرحلہ بہ مرحلہ پروگرام اپنایا ہے جس کے نتیجے میں خصوصاً کوکن علاقہ کے غریب کسانوں کو بے حد فائدہ پہنچے گا۔

۲۳ ہماری ریاست میں امداد باہمی شکر صنعت دیہی صنعت اور معاشی ترقی کے لحاظ سے ایک اہم درجہ رکھتی ہے۔ دیہی عوام ہمیشہ نئے شکر کارخانوں کی مانگ کرتے رہتے ہیں۔ حکومت ہند نے اب تک اس سلسلے میں ۱۴ تجاویز منظور کر لی ہیں اور باقی ماندہ تجاویز کی منظوری کے لئے ریاستی حکومت زور و شور سے کوشش کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ دستیاب ذرائع کا مطالعہ کر کے اسپننگ ملوں کے قیام کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔

۲۴ زراعت پیشہ افراد اپنی پیداوار کی مناسب قیمت وصول کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ لہٰذا ریاستی حکومت نے عالمی بنک اور حکومت ہند کی مدد سے امداد باہمی دیہی ذخیرہ پیداوار اسکیم کے تحت کثیر تعداد میں دیہی گودام تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ۲۴۰۰ گودام تعمیر کئے جانے کی تجویز ہے۔ کئی گوداموں کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور ان میں سے تقریباً ۱۰۰۰ آئندہ مانسون سے قبل مکمل ہو جائیں گے۔

۲۵ زراعت کے بعد ہینڈلوم اور پاورلوم روزگار کے لحاظ سے دوسری اہم صنعتیں مانی گئی ہیں۔ ہماری ریاست میں فی الحال ۷۷۰۰۰ ہینڈلومس ہیں جن میں ۲۵ء۲ لاکھ خاندان زیر ملازمت ہیں۔ چونکہ اس صنعت میں لوگوں کی کثیر تعداد سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اس صنعت کو ۲۰ نکاتی پروگرام میں بھی خصوصیت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس صنعت کے فروغ کے لئے حکومت نے کئی اسکیمات عمل میں لائی ہیں جن پر لاگت کا اندازہ ۱۸ کروڑ روپیہ ہے۔ پاورلومس صنعت کے معاملے میں بھی اسی طرح کے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

۲۶ ریاست میں کپاس اجارہ دارانہ اسکیم کی جون ۱۹۸۴ء تک توسیع کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس اسکیم کے ذریعہ رواں کپاس فصلی موسم میں ۱۸ لاکھ گانٹھیں حاصل ہوں گی۔

۲۷ ریاست میں ۸۳-۱۹۸۲ء میں ڈیری ترقیات نہایت ہی امید افزا رہی ہے۔ مزید فروغ کے لئے آئندہ سال، آپریشن فلڈ II منصوبہ کم از کم ۱۷ اضلاع میں نافذ کیا جائے گا۔ جس پر لاگت کا اندازہ ۸۸ کروڑ روپیہ ہے فی الوقت سولاپور، عثمان آباد، لاتور، اورنگ آباد، جالنہ، اور بلڈانہ میں یہ منصوبہ زیر عمل ہے ۸۴-۱۹۸۳ء میں اسے پونے، ناشک بیڑ اور راپوت محل میں شروع کیا جائے گا۔ بمبئی کے گورے گاؤں مقام پر چوتھی ڈیری جس کی گنجائش ۴ لاکھ لیٹر یومیہ ہے، تکمیل کے قریب ہے۔ تکمیل کے بعد یہ ڈیری اسٹیٹ ملک فیڈریشن کے سپرد کی جائے گی جو کہ امداد باہمی سیکٹر سے وابستہ ہے۔

۲۸ میرج میں واقع ڈیری کا توسیعی اور تجدیدی کام سرعت سے جاری ہے یہاں ایک لاکھ لیٹر یومیہ دودھ کی پیداوار

کے بجائے ۲ لاکھ لیٹر یومیہ دودھ اور ۱۰ میٹرک ٹن کی بجائے ۲۰ میٹرک ٹن یومیہ دودھ پاؤڈر تیار کرنے کی گنجائش پیدا کی جارہی ہے ۔ یہ پروجیکٹ زیرِ توسیع ہے جو ۸۴-۱۹۸۳ء میں مکمل ہو جائے گا ۔

۲۹ دودھ کی پیداوار میں اضافہ کے لئے جانوروں کی مصنوعی تخم ریزی کی اسکیم وسیع پیمانے پر جاری ہے ۔ مویشی پالن کے متعلقہ امور میں بھی سدھار کیا جارہا ہے ۔

۳۰ ماہی گیری کشتیاں ریاست میں دو طرح کی ہیں ۔ ان کی تعداد غیر مشینی ۱۹,۰۰۰ اور مشینی ۴,۰۰۰ ہے ۔ ریاست میں کشتی رانی کے ذریعہ ماہی گیری کے لئے ایک قانون نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت ساحلی علاقوں میں ماہی گیر افراد کے لئے بستیاں مخصوص کی گئی ہیں ۔ اس قانون کے تحت ضلع مشاورتی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن کی نشاندہی پر ماہی گیر افراد کی بستیوں کے لئے علاقے مقرر کئے جائیں گے ۔ اس کے علاوہ حکومت نے ماہی گیر افراد کی بہبود کی خاطر جیون بیمہ اسکیم کا بھی نفاذ کیا ہے جس کے لئے مرکزی حکومت سے بھی امداد حاصل ہوگی ۔

۳۱ مقامی سمندر میں مچھلی پالن اور افزائش نسل کے لئے پروجیکٹ تعمیر کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں ۔ رتناگری میں ایک ایسا ہی پروجیکٹ آئندہ مانسون سے قبل استعمال کے قابل ہونے کی توقع ہے ۔ مقامی ماہی گیری کو فروغ دینے کے لئے ادارہ جاتی طویل مدتی مالی اعانت کا ایک پروجیکٹ بھی تیار کیا جارہا ہے ۔

۳۲ حکومت صنعتوں کے پھیلاؤ پر حسب معمول توجہ دے رہی ہے ۔ بومبے میٹروپولیٹن علاقے میں صنعتی مرکزیت کو دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ۔ پسماندہ علاقوں میں ترغیبی اسکیمات کے ذریعہ صنعتوں کے قیام کو فروغ دیا جارہا ہے ۔ جن میں خود روزگار قسم کے کاروبار بھی شامل ہیں ۔

۳۳ صنعتی پھیلاؤ میں حکومت کی دو ایجنسیاں یعنی سیکوم او میڈک کی سرگرمیاں قابل ذکر ہیں ۔

سیکوم نے ۱۹۶۴ء سے نافذ العمل ترغیبی مربوط اسکیم کے بعد دسمبر ۱۹۸۲ء تک پسماندہ علاقوں میں تقریباً ۱۸۸۸ صنعتوں کے قیام میں مدد دی ہے ۔ مذکورہ کارپوریشن نے ۳۰۸ کروڑ روپیہ کی خطیر سرمایہ رقم کے ساتھ ساتھ ۶۴ر ۱ لاکھ مواقع روزگار کی گنجائش پیدا کی ہے ۔ میڈک صنعتی بستیوں کی صورت میں صنعتوں کو جگہ کی فراہمی اور فراہمی آب سے متعلق امور میں مدد کرتا ہے ۔ اس کی مدد سے نئے علاقے مثلاً ناگوٹھانے ، ایڈیشنل اورنگ آباد ، مہاڈ ، ایڈیشنل روہہ اور جلگاؤں وغیرہ تشکیل پائے ہیں ان دونوں ایجنسیوں کی بدولت صنعتوں کے قیام میں حکومت کی کوششوں سے ملک کے صنعتی نقشہ میں اس ریاست کو اہم مقام حاصل ہے ۔

۳۴ ۲۰ نکاتی پروگرام میں مندرج جاتیوں اور قبائلی طبقات کی بہبودی اسکیمات خصوصی حیثیت سے شامل ہیں ۔ اسی نقطۂ نظر سے ریاستی ترقیاتی منصوبہ میں مندرج جاتیوں کی بہبود کے لئے مربوط خصوصی پروگرام اور قبائلی ضمنی منصوبہ خاص طور سے ترتیب دیا گیا ہے ۔

۳۵ مہاتما پھلے ترقیاتی کارپوریشن برائے پسماندہ طبقات کی متعدد اسکیمات پسماندہ طبقات کے افراد کی معاشی و سماجی حالات زندگی میں بہتری کے لئے وقف ہیں ۔ کارپوریشن نے اب تک قرضہ جاتی اسکیمات کے تحت بنکوں سے ۱۵۸ لاکھ روپیہ حاصل کیا ہے ۔ اور خصوصی امداد کے تحت بنکوں کی جانب سے ۳۳ر ۹۷ لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے ۔

۳۶ حکومت ادیباسیوں کی ہمہ جہت بہبود کیلئے ۱۹۷۶ء سے قبائلی ضمنی ۔ منصوبہ پر عمل پیرا ہے ۔ قبائلی ضمنی منصوبہ کے تحت علاقوں کی ترقیات کے لئے ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۷ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے ہیں جبکہ سال رواں میں اسی امور کے لئے ۹۲ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ مرکز کی خصوصی امداد کے تحت مزید ۷ کروڑ روپیہ حاصل ہوگا ۔ پروجیکٹ علاقوں کے لئے مختلف اسکیمات قبائلیوں کی مقامی ضروریات اور قدرتی اور انسانی ذرائع کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دی گئی ہیں جہاں تک انسانی ذرائع کا تعلق ہے اس منصوبہ میں تعلیمی سہولیات میں اضافہ کی ضرورت پر زیادہ توجہ دی گئی ہے ۔ اسی طرح ریاست کے ادیباسی باشندوں کے لئے بھی ایک خصوصی پروگرام ۸۳-۱۹۸۲ء سے زیر عمل ہے ۔ مقامی ساہوکاروں کے ہاتھوں قبائلی افراد کے استحصال کی روک تھام کے لئے قبائلی ترقیاتی کارپوریشن کے ذریعہ قبائلی ضمنی ۔ منصوبہ علاقوں میں اجارہ دارانہ خریداری اسکیم پر عمل کیا جارہا ہے ۔

۳۷ چھٹے پنج سالہ منصوبہ مدت میں بجلی کی پیداوار دوگنی کے بڑھانے کی تجویز ہے۔ مارچ ۱۹۸۲ء تک موجودہ ذرائع سے بجلی کی پیداوار ۳۹۶ر۳ میگھاواٹ تھی۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں مزید ۵۴۰ میگھاواٹ بجلی کا اضافہ ہوا جو منقسم صورت میں کراڈی یونٹ ۴ کے (۲۱۰ میگھاواٹ)، بھوساول یونٹ ۳ (۲۱۰ میگھاواٹ) گیس ٹربائن یونٹ ۳ اور ۴ ارن (۶۰-۶۰ میگھاواٹ) ذریعوں سے حاصل ہوئی۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء میں ٹاٹا تھرمل پاور اسٹیشن ایکس ٹنشن یونٹ ۵ (۵۰۰ میگھاواٹ) اور چندرپور یونٹ اور ۲ (۲۱۰-۲۱۰ میگھاواٹ) ذرائع سے بجلی میں مزید ۹۲۰ میگھاواٹ اضافہ ہونے کی توقع ہے۔

۳۸ حکومتِ ہند نے حال ہی میں ۵۰۰ میگھاواٹ بجلی کے توانائی اسٹیشن کی توسیع کی صلاحیت کے پانچ اور چھ نمبر کی دو یونٹوں کے لیے منظوری دی ہے

۳۹ نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن کے کوربا میں واقع سپر تھرمل پاور اسٹیشن سے مہاراشٹر کو حاصل ہونے والی ۳۱۵ میگھاواٹ بجلی کا شمار کرتے ہوئے سال سنہ ۸۵-۱۹۸۴ء کے اواخر تک ریاست میں بجلی کی کل پیداوار کا اندازہ ۶,۹۷۶ میگھاواٹ ہے جو ہماری اس وقت کی ضروریات کے لئے ناکافی ہوگا۔ چنانچہ ریاستی حکومت نے متعدد تجاویز حکومت ہند کی منظوری کے لئے پیش کی ہیں جن میں ارن گیس ٹربائن ایکس ٹینشن اسٹیشن، کھاپرکھیڈا ایکس ٹینشن، چندرپور ایکس ٹینشن، اجانی، بھساول اور رتناگیری ضلع میں دابھول شامل ہیں چندرپور علاقے میں سینٹرل سیکٹر میں ایک سپر تھرمل پاور اسٹیشن قائم کرنے کی بھی حکومت ہند سے درخواست کی گئی ہے۔

۴۰ زرعی پمپوں کے برقیات کے تعلق سے سال سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے مقرر کردہ ساٹھ ہزار پمپوں کا نشانہ پورا کر لیا گیا ہے۔ سال سنہ ۸۴-۸۳ء میں مزید ۲۵۰و۶۶ پمپوں کو برقیانے کی تجویز ہے۔ دیہی بجلی پروگرام کے تحت آئندہ سال کے دوران ۵۰۰وا دیہاتوں میں بجلی پہنچائی جائے گی اس سلسلے میں قبائلی دیہی علاقوں ہریجن بستیوں میں بجلی مہیا کرنے کے علاوہ قبائلی علاقوں میں زرعی پمپوں کو برقیانے کی ضرورت کو ترجیح دی جائے گی

۴۱ سالِ رواں میں خشک سالی اور پانی کی قلت کے پیشِ نظر حکومت نے ترجیحی بنیاد پر بجلی پروگرام کے تحت پینے کے پانی کے پمپوں کو برقیانے اور بجلی کی قیمت میں پچاس فیصد رعایت دینے کے دو اہم فیصلے کئے ہیں۔

۴۲ نئے بیس نکاتی پروگرام میں جنگلات کی ترقی کی اہمیت کے پیش نظر سال سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ریاست میں ۵۷ر۲۲ کروڑ پودے لگائے گئے۔ اس طرح ۱۲ کروڑ کے نشانہ سے تجاوز کر کے مہاراشٹر نے شجر کاری میں ملک بھر میں اولیت حاصل کر لی ہیں۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۶۰۰و۵۸ ہیکٹر اراضی پر شجر کاری کرنے کی تجویز ہے۔ حکومت نے کم سے کم خرچ پر زیادہ شجر کاری کی آزمائش کے طور پر بعض علاقوں میں مانسون سے قبل ہیلی کاپٹر یا ہوائی جہازوں کے ذریعہ بیج ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے

۴۳ جنگلات کی ترقی میں درکار سرمایہ اور ذرائع کی فراہمی کے لئے مہاراشٹر فاریسٹ ڈیولپمنٹ آرڈیننس جاری کیا گیا ہے جس کے تحت عائد شدہ ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی جنگل بانی امور، جنگل باسیوں اور جنگلاتی پیداوار پر گذر اوقات کرنے والوں کی فلاح بہبود کے لئے خرچ کی جائے گی۔

۴۴ چھوٹے اور درمیانی کسانوں اور سماج کے کمزور طبقات کی بہبود کے لئے باغبانی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ حکومت نے سال سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران مختلف باغبانی ترقی پروگراموں پر ۲ر۵ کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ ہر ضلع میں نرسریز تشکیل دی گئیں اور کسانوں کو پھلدار درختوں کی شجر کاری کے لئے سازو سامان مہیا کئے گئے۔

۴۵ یو۔ ایس ایڈ کی امداد سے سماجی جنگل بانی پروجیکٹ اکتوبر سنہ ۱۹۸۲ء سے زیر عمل ہے۔ ۵۶ کروڑ کی لاگت کے اس پروگرام کے ذریعہ آئندہ پانچ سالوں میں ۴۰۰و۵ دیہاتوں کی بنجر فاضل اراضی کو سرسبز و شاداب بنایا جائے گا۔ سال سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران پروجیکٹ کے تحت توقع ہے کہ ۵۴۰ گرام پنچایت چارہ اور ایندھن کی زائد فراہمی کے یقینی امکانات کے لئے مینجمنٹ پلان اختیار کریں گی۔

۴۶ سال ۸۴-۸۳ء میں ۲۰۰ یا زائد آبادی کے ۱۲۸ دیہاتوں پر توجہ دی جائے گی جہاں ۵ر۱ کلومیٹر کی دوری تک کوئی پرائمری اسکول نہیں ہے ۸۳-۸۲ء میں پرائمری اسکولوں میں طلبہ کی تعداد میں اضافہ کے پیشِ نظر دو ہزار اساتذہ کے تقرر کی منظوری دی گئی ہے۔ نیز ضرورت پڑنے پر مزید اساتذہ کی تقرری کی منظوری دی جائے گی۔

۴۷ حکومت ہند کے "تعلیمی انسیٹ" پروگرام کو عمل میں لاتے ہوئے ناگپور، بھنڈارہ اور چندرپور اضلاع کے لئے ٹی وی پروڈکشن سینٹر قائم کئے جانے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

۴۸ حکومت کے بیرونی امداد کی یونیورسٹی کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے جس کے ذریعہ دربھنگہ، اکولہ، امراوتی، ایوت محل اور بلڈھانہ ان چار اضلاع کے عوام کی تعلیمی ضروریات پوری کی جائے گی۔

۴۹ حکومت نے تکنیکی تعلیم کو بڑے پیمانے پر فروغ دینے کے لئے پرائیویٹ اداروں کو "سرکاری امداد کے بغیر" پالیسی بنیاد پر انجینئرنگ، اور پالی ٹکنیک کالج قائم کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

۵۰ گذشتہ سال میڈیکل اور ڈینٹل ایجوکیشن میں نمایاں ترقی کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں اورنگ آباد میں ایک نیا ڈینٹل کالج کھولا گیا جس میں بی ڈی ایس کیلئے ۳۰ طلبا کی گنجائش ہے۔ بولاپور کے میڈیکل کالج کے طلبا کی تعداد ۷۵ سے بڑھا کر ۱۰۰ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اسی مدت میں بمبئی، پونے اور اورنگ آباد کے میڈیکل کالجوں میں مصنوعی گردہ یونٹیں جاری کی گئیں۔ اورنگ آباد اور ناگپور کے میڈیکل کالج اور ہسپتال میں کینسر کے علاج کے لئے کوبالٹ یونٹ کھولے گئے ہیں۔ سانگلی کے جنرل ہسپتال میں بھی جلدی ایک کوبالٹ یونٹ جاری ہو جائے گا۔ ناگپور، اور اورنگ آباد میں امراض قلب کے شعبے اور گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی میں اعصابی بیماریوں کا شعبہ کھولا گیا ہے۔ اعصابی اور قلبی سرجری کے شعبے بھی جلد ہی ناگپور میں کھولے جائیں گے۔ میرج میں ۲۰۰ بستروں کا ایک ہسپتال کھولنے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔ حال ہی میں حکومت نے ہومیوپیتھی ڈگری کورس پونے میں جاری کرنے کی منظوری دی ہے۔

۵۱ ریاستی ملازمین بیمہ اسکیم (ای ایس آئی ایس) جو اب تک ریاستی سرکاری ملازمین کے لئے وقف تھی جس کے تحت ۳۱ مارچ ۱۹۸۲ء تک ۱۴،۷۵،۰۰۰ ملازمین آتے ہیں۔ اب اس کی توسیع کرتے ہوئے دکانوں، ہوٹلوں اور دیگر اداروں کو بھی جن میں ۲۰ سے زیادہ ملازم ہیں۔ اس اسکیم میں شامل کرلیا گیا ہے۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اسکیم میں مزید ۲۱ مقامات شامل کئے جانے کی تجویز ہے۔ علاوہ ازیں تھانے کے ای۔ ایس۔ آئی۔ ایس ہسپتال میں بستروں کی موجودہ ۲۰۰ تعداد میں مزید ۴۰۰ کے اضافہ کی بابت بھی غور کیا جا رہا ہے۔

۵۲ کئی سالوں سے ریاست مہاراشٹر کو خاندانی بہبود پروگرام کے نفاذ میں ملک کی دوسری ریاستوں پر سبقت حاصل رہی ہے نسبندی میں گذشتہ سال کے ۳،۷۴ لاکھ مقررہ نشانہ کے مقابلہ میں ۳۱ جنوری ۱۹۸۳ء تک ۳،۳۴ لاکھ کا نشانہ پورا کر لیا گیا ہے دیگر اہم بیماریوں مثلاً ڈپتھیریا، ٹیٹانس، ٹائیفائیڈ، ٹی بی، اور امراض چشم کے معالجہ میں بھی ہماری ریاست دیگر ریاستوں سے آگے ہے۔ اس سلسلے میں جاری کردہ پروگراموں کو ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید کامیاب اور کارآمد بنانے کی کوششیں جاری رہیں گی۔

۵۳ دیہی صحت پروگرام کے تحت حکومت نے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران دیہی علاقوں میں ۱۲ پرائمری ہیلتھ سینٹر، ایک ہزار ضمنی مراکز اور ۷۰ معاون مراکز قائم کئے۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ان سہولتوں میں اضافہ کی کوششیں کی جائے گی۔ ریاست مہاراشٹر بیس نکاتی پروگرام میں شامل تمام امور صحت، مثلاً خاندانی بہبود، بنیادی طبی سہولت، کوڑھ، ٹی بی اور اندھے پن کی روک تھام کے معاملے میں پیش پیش ہے۔

۵۴ ریاست میں مرکز کے زیر اعانت جاری مربوط بہبودئ اطفال اسکیم کے تحت ۶ سال سے کم عمر بچوں، حاملہ عورتوں، ماؤں اور ۱۵ تا ۴۴ سال کی عمر والی عورتوں کی صحت اور غذا کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران یہ اسکیم ۴۵ بلاکوں میں نافذ العمل تھی۔ جس سے تقریباً ۲ لاکھ بچے اور اسّی ہزار حاملہ عورتیں اور مائیں مستفید ہوئیں۔ حکومت ہند نے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مذکورہ پروگرام کے تحت ریاست میں مزید ۲۹ پروجیکٹ جاری کرنے کی منظوری دی ہے۔

۵۵ کپڑا مل مزدوروں کی طویل المدتی ہڑتال اور اس کے نتیجے میں ان کے اہل خاندان کو درپیش دائمی تکالیف حکومت کے لئے باعث تشویش ہیں۔ ہڑتال کے مسئلے کا حل تلاش کرتے وقت مزدوروں کے وقار کا پاس رکھنا، ان کے جائز حقوق کا تحفظ کرنا اور ان کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہ ہو، اس کا اطمینان کر لینا بھی ضروری ہے لیکن اسی کے ساتھ صنعتی انصاف کے طریقہ کار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت کو یقین ہے کہ سابق چیف جسٹس کی زیر صدارت حکومت ہند کی نامزد کردہ اعلیٰ اختیاری کمیٹی کی سفارشات قابل عمل ہوں گی توقع ہے کہ تمام متعلقین کمیٹی کے ساتھ تعاون کریں گے۔

۵۶ چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں قومی شاہراہوں کے کاموں سے متعلق راستوں اور پلوں کی تعمیر پر اخراجات کا تخمینہ بالترتیب ۵۵ ر ۴۱ کروڑ روپے اور ۴۱ کروڑ روپے ہے ۔ چھٹے منصوبہ کے پہلے دو سالوں میں اس سلسلے میں ۳۰ر ۱۷ کروڑ روپے صرف کئے گئے ۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے ۴۰ر ۹ کروڑ روپے حاصل کئے گئے ۔ اندازہ ہے کہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بھی اسی طرح مناسب رقم مرکز سے دی جائے گی ۔

۵۷ سنہ ۸۱-۱۹۶۱ء کے نظر ثانی شدہ سڑک سدھار منصوبہ پر عمل آوری ریاست میں متوازن نہیں رہی ۔ لہٰذا سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں ، ودربھ میں خصوصی سڑک سدھار پروگرام کے لئے ۴ کروڑ روپے اور اسی طرح مغربی مہاراشٹر کے پہاڑی علاقوں کے لئے ۲ کروڑ روپے مختص کئے گئے جو پوری طرح استعمال کئے جائیں گے ۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں ان دونوں پروگراموں کے لئے مزید رقم مختص کرنے کی تجویز ہے

۵۸ مغربی گھاٹ کی مربوط ترقی پروگرام کے تحت پلاننگ کمیشن نے گذشتہ سال فروری میں ۴۷ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کا ایک پروگرام ، جس پر لاگت کا اندازہ ۷۶ر ۹ کروڑ روپیہ ہے ۔ منظور کرتے ہوئے چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں ۵۰ر ۲ کروڑ روپیہ ریاست کے لئے منظور کئے

۵۹ شہری علاقوں میں عموماً اور بمبئی جیسے شہر میں خصوصاً غریب افراد کے لئے رہائشی مکانات کی قلت دور کرنے اور سلم بستیوں میں اضافہ کی روک تھام کے لئے بنیادی ضروریات سے آراستہ رہائشی جگہوں کی فراہمی کا ایک وسیع پروگرام حکومت نے زیر عمل لانے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت ایسی جگہیں کم آمدنی والے افراد کو واجبی داموں پر مہیا کی جائیں گیں ۔

۶۰ آئندہ سال سے ریاست میں کم آمدنی والوں کو خود اپنے مکانات کی تعمیر کے لئے جگہوں کی فراہمی کا شیلٹر پروجیکٹ ،، پروگرام شروع کیا جائے گا ۔ اس سلسلے میں عالمی بینک سے مالی امداد حاصل ہونے کے بعد چار سال کے عرصے میں بمبئی میٹروپولیٹن علاقے میں ۸۰،۰۰۰ یونٹیں فراہم کی جائیں گی ۔ اسی کے ساتھ ساتھ جن سلم بستیوں کو ہٹایا نہیں جائے گا ان میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ اور اپنی رہائشی جگہوں میں سدھار کے لئے سلم باسیوں کو سرمایہ فراہم کیا جائے گا ۔ اس پروجیکٹ سے سلم بستیوں کے ایک لاکھ خاندان مستفید ہوں گے ۔ شہر بمبئی کے کماٹی پورہ علاقے کو جو کہ شہر کا قدیم اور مخدوش تعمیرات کا علاقہ ہے ۔ تجدید کے لئے چنا گیا ہے ۔ جس کے لئے ۱۵ سال کی مدت تجویز کی گئی ہے ۔ یہ کام آئندہ سال سے شروع ہو جائے گا ۔

۶۱ سنجے گاندھی سوا دلمبن اور نرادھار الوداں یوجناؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ضروری ترمیمات کے ساتھ دوبارہ نافذ کئے جانے کی تجویز ہے ۔

۶۲ بمبئی میونسپل کارپوریشن نے عالمی بینک کی اعانت سے شہر بمبئی میں پانی کی زائد فراہمی کے لئے بھتسائی پروجیکٹ دوسرا مرحلہ منظور کیا ہے ۔ جس کی تکمیل کے بعد شہر بمبئی کو پانی کی سپلائی ۲۰۰۰ ملین لیٹر یومیہ سے بڑھ کر ۲۴۵۰ ملین لیٹر یومیہ ہو جائے گی اس پروجیکٹ کی مجموعی لاگت ۳۵۴ کروڑ روپے ہے ۔ عالمی بینک نے اس کے لئے ۱۹۶ ملین ڈالر بطور امداد منظور کئے ہیں ۔ اسی طرح عالمی بینک کے تعاون سے چھ چھوٹے میونسپل علاقے اور تھانے کے ۱۰۴ دیہاتوں میں اجتماعی فراہمی آب اور گندے پانی کے نکاس کا ایک پروجیکٹ منظور کیا گیا ہے ۔ جس پر لاگت کا اندازہ ۸۶ کروڑ روپے ہے ۔ توقع ہے کہ یہ پروجیکٹ سنہ ۱۹۸۵ء تک مکمل ہو جائے گا

۶۳ فراہمی آب کے سلسلے میں ناگپور میونسپل کارپوریشن علاقوں میں زائد پانی کی سپلائی کے لئے جاری کردہ پنچ اسکیم ۵۰ر ۱۰ کروڑ روپیوں کی لاگت سے مکمل ہوئی ہے ۔ اس اسکیم کی تکمیل سے اب کارپوریشن کو مزید ۱۱۳ ملین لیٹر یومیہ پانی میسر آئے گا ۔ کارپوریشن نے اب نظام تقسیم میں بہتری لانے کا منصوبہ تیار کیا ہے جس پر ۶۰ر ۱۲ کروڑ روپے صرف ہونے کا اندازہ ہے ۔

۶۴ ترقی پذیر علاقوں میں میونسپل کارپوریشن کی تشکیل کا جائزہ لینے کے لئے حکومت کی نامزد کردہ کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں ریاست میں ۹ میونسپل کارپوریشن تشکیل دیئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔ ان میں سے چار میونسپل کارپوریشن تھانے ، پمپری ، چنچوڑ ، ناشک اور اورنگ آباد میں تشکیل دیئے جا چکے ہیں ۔

۶۵ سنہ ۹۱-۱۹۸۱ء کی دس سالہ مدت کو بین الاقوامی فراہمی آب و گندے پانی کے نکاس نظام کی مدت تصور کیا گیا ہے چنانچہ ریاستی حکومت نے ” شہری فراہمی آب پروگرام “ کے تحت سو فیصد آبادی کا احاطہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا ہے ۔ باقی ماندہ ۸ میونسپل شہروں

میں سے ۴ میں متعلقہ اسکیمات پر عمل اطمینان بخش ہے ۔ دیگر چار شہروں میں ۸۴-۱۹۸۳ء میں کام جاری کیا جائے گا ۔

۶۶ بامبے میٹروپولیٹن ریجن ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے وڈالا میں ٹرک ٹرمنل کا کام شروع کیا ہے ۔ کلم بولی میں اسٹیل، اور نئی بمبئی، تر بھے میں زرعی پیداوار کے تھوک مارکیٹ کے سدھار کا کام سند کو انجام دے رہا ہے ۔ ان اقدامات سے جزیرہ بمبئی کی گنجانیت میں تخفیف ہوگی ۔ مانخورد تا بیلاپور مشرقی ۔ مغربی سڑک کی تعمیر کا بھارت سرکار کا فیصلہ نئی بمبئی کو ترقی دینے میں بیحد معاون ثابت ہوگا ۔

۶۷ اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام کے تحت عارضی حاجت خانوں کو کم لاگت کی مستقل حاجت خانوں میں تبدیل کرنے کی ایک اسکیم متعارف کرائی گئی ہے ۔ رواں مالی سال کے دوران مہاراشٹر کے ۵ میونسپل شہروں میں اس اسکیم کے نفاذ کی منظوری دی گئی ہے ۔ کامیاب نتائج حاصل ہونے پر ایک لاکھ سے کم آبادی والے تمام شہروں میں اس پروگرام کو مرحلہ بہ مرحلہ بین الاقوامی فراہمی آب وگندہ پانی نکاس نظام مدت کے ظاہر کردہ، نشانوں کے مطابق عمل میں لایا جائے گا ۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۵۷ شہروں میں یہ پروگرام نافذ کئے جانے کی تجویز ہے ۔ ریاستی حکومت کی جانب سے مذکورہ اسکیم کے لئے لاگت کا ۵۰ فیصد بطور امداد اور باقی ماندہ ۵۰ فیصد رقم میونسپل کونسل کو بطور قرض فراہم کئے جائیں گے ۔

میونسپل کونسلوں کے لئے یہ اسکیم مہاراشٹر واٹر سپلائی اینڈ سیوریج بورڈ کے ذریعہ عمل میں لائی جائے گی ۔

۶۸ عوامی نظام تقسیم کو مزید بہتر بنانے کے لئے حکومت نے متعدد اقدامات کئے ہیں ۔ مارچ سے دسمبر ۱۹۸۲ء کے دوران ریاست میں منظور شدہ راشن دکانوں کی تعداد ۲۹۰۴۹ سے بڑھ کر ۳۰۱۳۹ ہوگئی ۔ ان دکانوں کے ذریعے عوام کو غلہ، شکر، خوردنی تیل جیسی ضروری اشیاء فراہم کی جاتی ہیں ۔

۶۹ ریاست مہاراشٹر کو ماہانہ ۷۵ ہزار میٹرک ٹن چاول حکومت ہند کی جانب سے فراہم کیا جاتا تھا ۔ لیکن جون ۱۹۸۲ء سے اس کوٹہ میں تخفیف کردی گئی اور اب مہاراشٹر کو ماہانہ صرف ۲۵ ہزار ٹن چاول فراہم کیا جا رہا ہے ۔ جس کی وجہ سے راشن دکانوں سے عوام کو چاول کی فراہمی مشکل ہوگئی ۔ گو کہ مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں معذوری ظاہر کی ہے تاہم حکومت مہاراشٹر کو چند ریاستوں سے کھلے بازار بھاؤ سے ۴۰۰۰۰ میٹرک ٹن چاول خریدنے کی اجازت دے دی ہے لہٰذا اب صورت حال میں کچھ بہتری رونما ہوئی ہے ۔

۷۰ کسانوں کو جوار کی فصل کا معقول معاوضہ مہیا کرنے کے لئے حکومت نے امدادی قیمت اسکیم جاری کی جس کے تحت ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء تک ۱۴۸۰۰۰ میٹرک ٹن جوار خریدی گئی ۔ حکومت نے ناگہانی آفات سے فصل کا نقصان اٹھانے والے کسانوں سے ہلکے اور بے رنگ جوار خریدنے کا بھی فیصلہ کیا ہے ۔

۷۱ حکومت پولس جوانوں کے مسائل پر ترجیحی بنیاد پر غور کرتی رہی ہے ۔ پولس والوں کی رہائش کے بڑھتے ہوئے مسئلے اور پولس عملہ کی تجاویز کا جائزہ لینے کے لئے نامزد کردہ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں حکومت اسٹیٹ پولس ہاؤسنگ کارپوریشن کی از سر نو تشکیل پر غور کر رہی ہے حکومت نے پولس اسٹیشنوں اور صدر دفاتر کے عملے میں مرحلہ بہ مرحلہ اضافہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے ۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران پولس افسران کے ۴۲ اور پولس جوانوں کے ۱۷۷ کوارٹرس کی تعمیر کئے جاچکے ہیں ۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران پولس افسران کے ۳۰۰ اور کانسٹبلوں کے ۸۴۰۰ کوارٹر تعمیر کئے جانے کی توقع ہے ۔

۷۲ بمبئی میں ریل اور سڑکوں پر اژدھام پر قابو پانے کے لئے بمبئی ساحل پر سمندری مسافت کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے نامزد کردہ ماہرین کی کمیٹی کی رپورٹ حال ہی میں حکومت کو موصول ہوئی ہے ۔ دابھول اور راجہ پور کریک کے سدھار کے لئے پیش کردہ منصوبہ پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ بندرگاہ سے متعلق صنعتوں اور پروجیکٹوں کے لئے ضروری سہولیات مہیا کرنے کی بھی کوشش کی جارہی ہے ۔

۷۳ ۱۹۸۵ء تک تمام سرکاری کام کاج مراٹھی میں کرنے کے حکومت کے فیصلے کے پیش نظر تمام سرکاری ہدایت ناموں کا جلد از جلد مراٹھی میں ترجمہ کرنے اور غیر مراٹھی داں سرکاری عملے کو مراٹھی سکھانے کا انتظام کیا جارہا ہے ۔

۷۴ آبپاشی اور دیگر پروجیکٹوں سے متاثرہ افراد کے مسائل پر حکومت نے ہمیشہ ہمدردی سے غور کیا ہے ۔ ایسے لوگوں کی بازآبادکاری کے لئے "مہاراشٹر پروجیکٹوں سے متاثرہ افراد کی بازآبادکاری قانون بابت ۱۹۷۶ء" وضع کیا گیا ہے لیکن اس قانون کے عملی نفاذ سے متعلق متعدد مشکلات حکومت کے علم میں لائی گئی ہیں لہٰذا حکومت نے اس قانون کی دفعات کا مطالعہ کرکے حسب ضرورت اس میں

ترمیمات تجویز کرنے کے لئے ایک کمیٹی نامزد کی ہے ۔

۷۵ ڈیویژن کورٹ اور بمبئی ہائی کورٹ کی منصفانہ عدالتیں اورنگ آباد میں شروع ہو چکی ہیں ۔ اس سلسلے میں حکومت نے اورنگ آباد میں ہائی کورٹ بنچ اور ڈسٹرکٹ کورٹ کی عمارات نیز ججوں اور عملے کے لئے مکانات تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اورنگ آباد میں ہائی کورٹ کی مستقل بنچ کے قیام کے امکانات کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔

۷۶ مہاراشٹر کرناٹک سرحدی تنازعہ کافی مدت سے تصفیہ طلب رہا ہے ۔ بیلگام ، نپانی اور دوسرے قریبی علاقوں کے مراٹھی بولنے والے عوام نے متعدد مرتبہ ان علاقوں کو مہاراشٹر میں ضم کرنے کا جمہوری طریقہ سے مطالبہ کیا ہے حالات ظاہر کرتے ہیں کہ کرناٹک کی نئی حکومت بھی اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کے حق میں ہے ۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ مسئلہ باہمی سمجھوتہ ، صلاح و مشورہ اور معاہدہ سے حل ہو ۔ حال ہی میں ریاستی حکومت اس مسئلہ کے حل کے لئے پالیسی تعین کرنے کے لئے حزب مخالف کے رہنماؤں کی ایک میٹنگ طلب کر چکی ہے ۔

۷۷ معزز اراکین اس اجلاس میں آپ کو مختلف مطالبات ، بجٹ ، مسودہ قانون ، آرڈیننس قانون میں تبدیلی ، زیر التوا اور نئے مسودہ قوانین اور کئی سرکاری اور غیر سرکاری امور پر غور کرنا ہے جو یہاں پیش کئے جائیں گے ۔

۷۸ اختتام سے قبل میں اس اجلاس میں زیر بحث آنے والے مسودہ قوانین کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جو حسب ذیل ہیں ۔

(1) The Bombay University (Amendment) Bill, 1983.

(2) The Maharashtra Zilla Parishads and Panchayat Samitis (Amendment and Continuance) Bill, 1983.

(3) The Maharashtra Forest Development (Tax on Sale of Forest Produce by Government or Forest Development Corporation) (Continuance) Bill, 1983.

(4) The Police (Incitement to Disaffection) (Maharashtra Amendment) Bill, 1983.

(5) The Maharashtra Drinking Water Supply Requisition Bill, 1983.

(6) The Maharashtra Vacant Lands (Further Interim Protection to Occupiers from Eviction and Recovery of Arrears of Rent) (Extension of Duration) Bill, 1983.

(7) The Indian Forest (Maharashtra Amendment) Bill, 1982 (L A Bill No. XIII of 1982).

(8) The Maharashtra (Supplementary) Appropriation Bill, 1983.

(9) The Maharashtra Appropriation (Vote on Account) Bill, 1983.

(10) The Maharashtra Appropriation Bill, 1983.

(11) The Maharashtra Labour (Payment of Minimum House Rent Allowance) Bill, 1983.

(12) The Indian Partnership (Maharashtra Amendment) Bill, 1983.

(13) The Maharashtra Zilla Parishads and Panchayat Samitis (Amendment) Bill, 1983.

۷۹ چونکہ ایک ضخیم ایجنڈ [illegible] رہے ۔ میں اپنا بیان یہیں ختم کرتے ہوئے اجلاس کی کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں ۔

جے ہند

ریاستی بجٹ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء
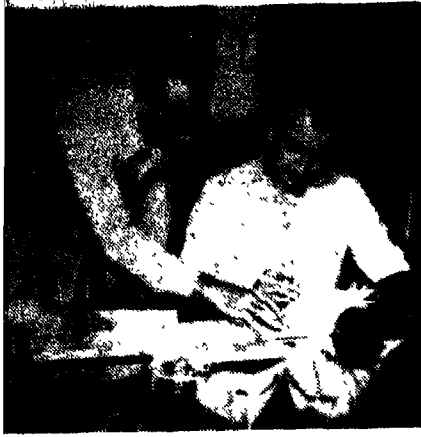
کوئی نیا ٹیکس نہیں ۔ سیلس ٹیکس میں رعایت ۔

غربت کے خاتمہ کیلئے ۱۳۱۴ کروڑ روپیہ مختص !

وزیر مالیات ، شر
سوشیل کمار شندے بجٹ
نوک پلک درست کرتے ہوئے
آپ کی مدد کرتے ہوئے محکمہ
مالیات کے سیکریٹری شری
رگھوناتھن اور بائیں جانب وز
مملکت برائے مالیات شری
مدھوکر گھنشیام راؤ کیتکر دیکھے
جاسکتے ہیں ۔

وزیر مالیات ، شری سوشیل کمار شندے نے ۱۴ر مارچ کو ریاستی اسمبلی میں مہاراشٹر بجٹ برائے سال ، ۸۴-۱۹۸۳ء پیش کیا ۔ جس میں ۴۶ ر ۶۵ کروڑ روپیہ کے خسارہ کے باوجود کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ہے ۔ بجٹ میں تخمینی آمدنی ۹۱ ر ۳۰۴۷ کروڑ روپیہ اور اخراجات ۳۴ ر ۲۸۵۲ کروڑ روپیہ ظاہر کیے گئے ھیں ، اس حساب سے ۵۷ ر ۱۹۵ کروڑ روپیہ فاضل رہ جاتا ہے ۔ راس المال اور محصول کھاتہ میں آمدنی اور اخراجات کے مجموعی تخمینہ کے بعد بجٹ میں اصل تخمینی آمدنی ۹۱ ر ۴۰۳۴ کروڑ روپیہ اور اخراجات ۳۷ ر ۴۱۰۰ کروڑ روپے ظاہر کئے گئے ہیں اس طرح کل ۴۶ ر ۶۵ کروڑ روپیہ خسارہ رہ جاتا ہے ۔

بجٹ ایک نظر میں !

بجٹ برائے ۸۴-۱۹۸۳ء		روپے کروڑ میں
ا ۔ ٹیکسوں سے آمدنی		۳۰۴۷٫۹۱
اخراجات		۲۸۵۲٫۳۴
	فاضل (+)	۱۹۵٫۵۷ (+)
ب ۔ راس المال بشمول پبلک اکاؤنٹ		
آمدنی		۹۸۷٫۰۰
اخراجات		۱۲۲۷٫۹۳
	خسارہ (-)	۲۴۰٫۹۳ (-)
ج ۔ منصوبہ کے اخراجات کے لئے فراہم ہونے والی رقم		
آمدنی		۴۰۳۴٫۹۱
اخراجات		۴۱۰۰٫۳۷
	خسارہ (-)	۶۵٫۴۶ (-)

خسارہ ناگزیر ٹھہراتے ہوئے وزیر مالیات نے کہا کہ انہوں نے
یاست میں موجودہ خشک سالی کی صورت حال کے پیش نظر کوئی نیا ٹیکس
جویز نہیں کیا ہے لیکن خسارہ کی تلافی کے لئے آمدنی کے مختلف ذرائع کی رفتہ
فتہ توسیع کے امکانات میں اضافہ کیا گیا ہے۔

بمبئی سیلس ٹیکس قانون میں نرمی کی ضرورت واضح کرتے ہوئے
زیر مالیات نے کہا کہ مذکورہ قانون میں کئی ترمیمات کے باوجود اس سے
اصل ہونے والے فوائد خصوصاً ٹیکسٹائل صنعت اور پسماندہ علاقوں میں
قع صنعتی یونٹوں کو دستیاب نہیں ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے انجینیروں
رامداد باہمی ماہی گیری صنعت سے وابستہ افراد کو ڈیزل انجن کی خریدی میں
لی خاص فائدہ نہیں ہوتا تھا چنانچہ زراعتی آبپاشی اور ماہی گیری صنعتوں کے
ضروری اشیاء کی خریداری پر سیلس ٹیکس میں کمی کر دی گئی ہے سیلس
س میں رعایت کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے ہوگا اور اس کے نتیجہ میں
ومت کو ۴٫۵۰ کروڑ روپیہ نقصان برداشت کرنا ہوگا۔ آپ نے
ین ظاہر کیا کہ آئندہ سال پیداوار میں اضافہ اور لازمی اشیاء پر عائد
س کی دیانت داری سے ادائیگی کے ذریعے یہ نقصان پورا کیا جائے گا۔
سیلس ٹیکس میں رعایت کا فائدہ ٹریکٹرز، زرعی پمپوں، بائیسکل، سونے
خصوص زیورات اور الیکٹریکل اشیاء کو دیا گیا ہے تاکہ زراعت پیشہ
د کے ساتھ ساتھ متوسط طبقہ کو بھی راحت مل سکے۔

زراعتی اعتبار سے ریاست مہاراشٹر کی معاشی حالت ۸۳-۱۹۸۲ء
ان ناقابل اطمینان رہی ہے۔ خریف موسم میں زراعتی پیداوار ریاست بھر
۱۴ فیصد کم ہوئی۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران یہ پیداوار ۷۶٫۶۰ لاکھ ٹن
جبکہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران صرف ۶۵٫۸۴ لاکھ ٹن پیداوار حاصل ہوئی
ی فصل بھی ۸ فیصد تک کم ہوئی۔ اس سلسلے میں خریف فصل کے نقصان کی
کے لئے خریف علاقوں کو ربیع علاقوں میں تبدیل کرنے کے اقدامات کئے
ہے ہیں۔ نتیجہ میں ربیع پیداوار ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران سابقہ ۲۹ لاکھ
بجائے ۳۳ لاکھ ٹن حاصل ہونے کی توقع ہے۔ بہر صورت مجموعی طور سے
کی پیداوار ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران محض ۹۹ لاکھ ٹن حاصل ہونے کی
ہے جبکہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران یہ پیداوار ۱۰۵٫۷۳ لاکھ ٹن تھی۔

ٹیکسٹائل ملوں میں ہڑتال کی وجہ سے صنعتی پیداوار بھی بُری طرح متاثر
ہے۔ چنانچہ زراعتی اور صنعتی محاذوں پر ریاستی آمدنی ۸۳-۱۹۸۲ء
دوران ۲ تا ۳ فیصد کم ہونے کی توقع ہے۔ سوکھے سے متاثرہ علاقوں میں
ت پروگرام فی الوقت مرکز کے زیر اعانت ۵۳ اور ریاست کے زیر اعانت
ریاستوں میں زیر عمل ہے۔ ان پروگراموں پر ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران

اخراجات کا اندازہ ۹٫۶۵ کروڑ روپیہ ہے یہ ۸۲-۱۹۸۱ء اور ۸۴-۱۹۸۳ء
کے دوران یہ اخراجات بالترتیب ۶٫۸۶ کروڑ روپیہ اور ۹٫۴۶ کروڑ روپیہ تھے
شری شندے کے بیان کے مطابق امسال مندرجہ جاتیوں کی بہبود
پروگرام کے لئے مزید ۳۳٫۴۲ کروڑ روپیہ درکار ہوگا۔ اس طرح آئندہ سال
خسارہ میں مزید اضافہ ہوگا جس کا اندازہ تقریباً ۹۸٫۸۸ کروڑ روپیہ ہے
سال ۸۴-۱۹۸۳ء چھٹے پنج سالہ منصوبہ کا چوتھا سال ہے جس میں
ریاست مہاراشٹر کے لئے ۶۱۷۵ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے ہیں۔ ریاستی
سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ریاست میں مختلف ترقیاتی
پروگراموں کے لئے ۱۵۰۰ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ یہ تخمینہ ملک بھر
کی ریاستوں کے منصوبہ کی کل رقم کا ۱۳ فی صد اور کسی بھی ریاست کے
مقابلہ میں سب سے زیادہ ہے۔

چھٹے پنج سالہ منصوبہ اور ریاستی سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء
میں مختلف امور پر خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل کا اندازہ حسب ذیل خاکہ
سے کیا جا سکتا ہے۔

امور	چھٹا پنج سالہ منصوبہ ۸۵-۱۹۸۰ء	سالانہ ریاستی منصوبہ ۸۴-۱۹۸۳ء	فیصد
	(کروڑ روپے میں)		
۱۔ زراعت اور متعلقہ امور	۵۰۳٫۳۵	۱۸۰٫۱۱	۱۲٫۰۰
۲۔ امداد باہمی	۵۷٫۴۴	۲۲٫۱۳	۱٫۴۸
۳۔ آبپاشی، اور سیلاب کی روک تھام	۱۱۳۹٫۲۶	۲۹۹٫۵۰	۱۹٫۹۸
۴۔ بجلی	۲۱۵۷٫۰۰	۴۴۹٫۲۹	۲۹٫۹۶
۵۔ صنعت اور معدنیات	۱۹۲٫۱۶	۴۹٫۹۴	۳٫۳۲
۶۔ ٹرانسپورٹ اور مواصلات	۴۴۰٫۶۰	۸۳٫۷۸	۵٫۵۸
۷۔ سماجی واجتماعی خدمات	۱۶۴۹٫۹۵	۳۹۹٫۳۹	۲۶٫۶۳
۸۔ مالی نظام اور عام خدمات	۳۵٫۲۴	۱۵٫۸۶	۱٫۰۵
کل	۶۱۷۵٫۰۰	۱۵۰۰٫۰۰	۱۰۰٫۰۰

پروگرام برائے دُوریٔ افلاس

ریاست کے سالانہ منصوبہ ۸۴-۱۹۸۳ء میں غربت کے خاتمہ سے متعلق پروگراموں کے لئے ۴۱۳ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے ہیں۔ وزیر مالیات نے ان پروگراموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے سالانہ منصوبہ میں اِس پروگرام کے لئے ۲۳۱ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا تھا سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں کم از کم ضروریات پروگرام پر اخراجات کے لئے ۲۹ ر ۱۱۰ کروڑ روپیہ کمزور طبقات کی بہبود پروگرام کے لئے ۸۳ ر ۴۱۹ کروڑ روپیہ اور ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کے لئے ۱ ر ۱۲۹ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ رقم بجلی (۲۹ ر ۴۴۹ کروڑ روپیہ) اور آبپاشی امور (۵۰ ر ۲۹۹ کروڑ روپیہ) کے لئے مختص کی گئی۔ دونوں امور کی مجموعی رقم منصوبہ کی کل لاگت کا ۹۴ ر ۴۹ فیصد ہے۔ آئندہ سال کے سالانہ منصوبہ کے لئے پلاننگ کمیشن کے صلاح و مشورہ سے مندرجۂ ذیل طریقہ سے مالی انتظام کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

سالانہ منصوبہ ۸۴-۱۹۸۳ء
کروڑ روپیہ میں

۱۔ کمی و بیشی صلاحیت کے ریاستی حکومت کے ذرائع	۴۶ ر ۱۰۳۰
۲۔ مرکزی امداد	
ا : عام	۳۲ ر ۱۶۷
ب : بیرونی امدادی پروجیکٹ	۱۳ ر ۶۳
۳۔ خودمختار اداروں کے اپنے اور طلب کردہ ذرائع	
(۱) مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹرک سٹی بورڈ	۹۹ ر ۱۸۲
(۲) اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن	۲۳ ر ۱۸
(۳) فراہمیٔ آب کے لئے ایل آئی سی قرضہ جات	۶۴ ر ۱۴
(۴) میونسپل کارپوریشن ہاؤسنگ بورڈ اور دیگر اداروں کے دستیاب ذرائع	۲۳ ر ۲۳
کل	۰۰ ر ۱,۵۰۰

۵۰۰ ر ۱ کروڑ روپیہ میں ۳۰ ر ۲۲۹ کروڑ روپیہ عالمی بنک کے تعاون کردہ مختلف پروجیکٹوں جس میں آبپاشی امور، فراہمیٔ آب اسکیما[illegible] اور شیلٹر پروجیکٹ شامل ہیں، خرچ کئے جانے کی تجویز کی گئی ہے۔ شیلٹر پروجیکٹ کے لئے جس کا مقصد کم آمدنی والے افراد خاندان کو مکانات کی تعمیر کے لئے رہائشی جگہ فراہم کرنا ہے، بجٹ میں ۲۶۴ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اِ[illegible] پروگرام میں بمبئی شہر کے سب سے قدیم علاقہ کماٹی پورہ کی تجدید و تعم[illegible] خاص طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے لئے عالمی بینک سے امداد حا[illegible] کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

شری شندے نے گذشتہ بجٹ کی تفصیل پیش کرتے ہوئے کہا، [illegible] ۸۳-۱۹۸۲ء کے بجٹ میں اولاً ۲۰ ر ۱۸۱ کروڑ روپیہ خسارہ دکھایا گیا [illegible] لیکن نظرثانی کے بعد اور خصوصاً مرکزی حکومت کی جانب سے بینک کے او[illegible] ڈرافٹ رقم کی قرضہ جات میں تبدیلی کے باعث نظرثانی کے بعد یہ خسارہ ۵۴ ر ۱۵۱ کروڑ روپیہ رہ گیا۔

بجٹ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں ظاہر کردہ ۴۶ ر ۶۵ کر[illegible] روپیہ کے خسارہ کی تلافی کے لئے چند واضح امکانات کی نشان دہی گ[illegible] آپ کے بیان کے مطابق مرکزی بجٹ ۸۴-۱۹۸۳ء میں زائد ذرائع اور ر[illegible] کی بدولت مرکزی ٹیکس میں ریاستی حصہ سے حصول آمدنی سے مزید ۵ کر[illegible] روپیہ فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ اسی طرح مرکزی بجٹ میں ڈیزل کے نرخ امپورٹ اور یونین ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ کی وجہ سے ریاست کو موٹر اسپ[illegible] پر سیلز ٹیکس اور بمبئی سیلز ٹیکس سے بالترتیب ۵۰ ر ۳۰ کروڑ ۲ کروڑ روپیہ آمدنی حاصل ہوگی۔ دستور میں سیلز ٹیکس سے متعلق [illegible] ترمیم کی وجہ سے ہوٹلوں اور قیام خانوں میں غذا اور رسد پر عائد ٹیکس [illegible] ریاست کو سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۲ کروڑ روپیہ آمدنی حاصل ہونے [illegible] توقع ہے۔

مذکورہ بالا ذرائع حصول آمدنی کے علاوہ وزیر مالیات نے خسارہ کی تلافی کے لئے یہ بھی تجویز پیش کی کہ دوران سال غیر منصوبہ بند پروگرا[illegible] پر اخراجات میں سختی سے کمی کی جائے۔ آپ نے اُمید ظاہر کی کہ اخراجات میں کمی کرکے اور ٹیکس کی مناسب ڈھنگ سے وصولی سے ریاست [illegible] ۵۰ ر ۷۴ کروڑ روپیہ کی آمدنی حاصل ہوگی اور اس طرح سے خسارہ ۸۸ ر [illegible] کروڑ روپیہ سے کم ہوکر ۳۸ ر ۵۱ کروڑ روپیہ رہ جائے گا۔

مزید قلمدانوں کی تقسیم

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اپنے ذمہ ابتدائً جو زائد قلمدان رکھے تھے اب درج ذیل وزراء میں تقسیم کئے ہیں۔

	قلمدان	وزیر	وزیر مملکت
۱:-	ماہی گیری	شری شانتا رام گھولپ	شری بھائی ساونت
۲:-	قانون و عدلیہ	شری شیواجی راؤ پاٹل (نیلانیگیکر)	شری ایم - بی - کیمتکر

وزرائے مملکت میں غیر تقسیم شدہ بعض قلمدان بھی دوبارہ تقسیم کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

	قلمدان	وزیر	وزیر مملکت
۱	روزگار	شری وسنت راؤ پاٹل (وزیر اعلیٰ)	شری گنیش دودھ گاؤنکر
۲	نقل و حمل	پروفیسر ایس - ایم - آئی - اشیر	شری شیواجی راؤ دیشمکھ
۳	بازآبادکاری	شری شانتا رام گھولپ	شری اننت راؤ تھوپٹے
۴	اوقاف	پروفیسر ایس - ایم - آئی - اشیر	شری اظہر حسین
۵	طبی تعلیم و ادویات	ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ	شری بھائی ساونت
۶	منصوبہ بندی	شری سوشیل کمار شندے	شری راؤ صاحب جامکر
۷	ثقافتی اُمور	شری سوشیل کمار شندے	شری ارون دیویکر
۸	لیجسلیٹیو اُمور	شری شانتا رام گھولپ	شریمتی یشودھرا بجاج
۹	خاندانی بہبود	ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ	شری یشونت شیریکر
۱۰	جیل	پروفیسر ایس - ایم - آئی - اشیر	شری ولاس راؤ دیشمکھ

انشائیہ

سید اظہر حسین ہاشمی
نعمت اللہ روڈ، لکھنؤ

ہم کیونکر خوش رہ سکتے ہیں

دُنیا میں کون شخص ہے جو خُوشی و خُرمی کا دلدادہ نہیں۔ راحت کا متمنّی اور آسائش کا آرزومند نہیں۔ عیش کی زندگی بسر کرنا تقاضائے فطرتِ انسانی ہے۔ پھولوں سے سبھی کو اُنس ہوتا ہے۔ کانٹوں سے سبھی ہمیشہ دُور دُور رہتے ہیں۔ جس کسی کی زندگی سرچشمۂ راحت ہوتی ہے اس کے کیف و مُسرّت کا کیا کہنا۔ جس کو مُیسّر آجائے وہ قابلِ رشک ہے۔ زیست کا لذّتِ زیست سے ہمکنار ہونا ایک نعمت ہے۔ دراصل انہیں کے لئے یہ دنیا جنتِ ارضی ہے۔ برخلاف اس کے جو لوگ چپقلش میں پڑے رہتے ہیں ان کی زندگی اُجیرن بن جاتی ہے۔ آویزشیں خوشیوں سے محروم کر دیتی ہیں۔ زمانہ کی ناسازگاری کی شکایت انہیں کی زبان پر رہتی ہے جنہیں جینے کا سلیقہ نہیں آتا۔ جو اپنی فطری صلاحیتوں کو کھو دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نوشتۂ تقدیر سمجھ کر دل کو تسکین تو دے لیتے ہیں لیکن ان کی زندگی جہنّم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

لہٰذا خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں اپنی عادتوں کو بدلنا ہوگا۔ خیال و عمل کی اصلاح کرنی ہوگی۔ جس ماحول میں ہم گھٹن محسوس کر رہے ہیں اس سے اجتناب برتنا ہوگا۔ خود غرضی، طمع اور حرص ہمیں مسرت بخش زندگی سے محروم کر دیتے ہیں۔ دوسروں کے دل آزار خیالات کے غم میں پڑے رہنے سے ترقی و کامیابی کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بغیر ان کی تبدیلی کے نہ ہم دوسروں کو اپنا ہم نوا بنا سکتے ہیں، نہ ذہنی راحت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی قدرت کے حسین و جمیل نظارے ہماری روح کو شادکام کر سکتے ہیں۔ جب ہمارا دل کبیدگی اور کدورت کی آلودگی سے ملوث ہو جاتا ہے اور غیبت یا عیب جوئی عادت بن جائے اس وقت ہمارا مصفّا و مجلا دل جو صاف و شفاف آئینہ کے مثل ہے ان برائیوں سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس پر تاریک غلاف چڑھ جاتا ہے۔ ہر چیز بھدی اور داغ دار نظر آتی ہے۔ قدرت کے حسن و جمال اور انسانی فطرت کو حقیقی شکل میں دیکھنے کے لئے دل صاف ہونا چاہیئے جس میں میل اور داغ دھبے نہ ہوں۔

یہ دنیا عمل گاہ ہے۔ یہاں عمل ہی کام آتے ہیں۔ اچھے عمل راحت کے ضامن ہیں اور برے بربادی کا پیش خیمہ ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ انساں اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

پس یہ دنیا پھولوں کی سیج بھی ہے اور خار زار بھی۔ جو دوسروں کے لئے پھول برساتے ہیں دوسرے ان کے لئے آنکھیں بچھاتے ہیں۔ جو کانٹے

پھیلاتے ہیں وہ خود ان میں الجھتے ہیں۔ مثل مشہور ہے چاہ کندن را چاہ در پیش۔ جو دوسروں کے لئے کنواں کھودے وہ خود اس میں گرتا ہے۔
یہ نظام قدرت ہے کہ اگر مکا جوار بوؤگے تو مکا جوار پیدا ہوگی۔ گیہوں کی کاشت سے گیہوں پیدا ہوگا۔ برائی کا پھل شیریں نہیں ہوتا۔ برے بن کر رہنے سے یا دل آزاری سے نیکی کی امید احمق پن ہے۔ دنیا مثل ایک گنبد ہے جیسی آواز نکالوگے وہی بازگشت بن کر لوٹ آتی ہے۔
پس ہم کیوں نہ زبان سے اچھی باتیں نکالیں۔ دوسرے بھی ہمارے لئے اچھی باتیں نکالیں گے۔

خلاق عالم نے انسان کو اپنی تخلیق کا بہترین شاہکار بنا کر پیدا کیا ہے۔ حسن سے مزین کیا اور عقل و فہم ودیعت کی تاکہ حسن عمل کے خوگر بنیں اور عقل و فہم سے کام لیں۔ معصومیت اور جذبۂ نیکی و خیر سے بہرہ ور کیا تاکہ نیکی اختیار کریں۔ خیر خواہی سے پیش آئیں۔ ہمدردی کو شعار بنائیں انہیں خوبیوں نے انسان کو سارے عالم پر فوقیت دی۔ اور ہم اشرف المخلوقات کہلائے۔

اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ ہمارے سینہ میں ایک دھڑکتا ہوا دل رکھ دیا ہے۔ اس کی دھڑکنیں تا دم مرگ جاری رہتی ہیں۔ یہ قدرت کی اس منشاء پر دلالت کرتا ہے کہ ہم دوسروں کے دل کی دھڑکنیں بھی سنیں۔ ان کا احترام ملحوظ خاطر رکھیں۔ یعنی ہر انسان کے قلق و اضطراب کو اپنے قلق و اضطراب پر محمول کریں۔ کیونکہ تمام انسان ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ جسم کے سب اعضاء ایک دوسرے سے پیوستہ اور مربوط ہیں۔ اگر جسم کے کسی حصہ میں چوٹ آتی ہے۔ یا تلوے میں کانٹا چبھتا ہے تو سارا جسم اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے حتیٰ کہ جب یہ تکلیف زیادہ ہوتی ہے تو آنکھ میں آنسوں تک آجاتے ہیں۔ یہ اعضاء جسم کا ایک دوسرے سے تعاون ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی دوسرے کے دکھ درد میں کام آنا چاہیئے۔ دکھ بٹائے اور تکلیف دور کرے۔ اسی کا نام انسانیت ہے۔

پس اگر ہم قدرت کے اس منشاء کے خلاف عمل پیرا ہوں گے تو ہماری صلاحیتیں دامن کش ہو جائیں گی۔ ہمیں تفکرات و آلام گھیر لیں گے اور ہم کبھی زمانہ کا شکوہ کریں گے کبھی قسمت کو دوش دیں گے۔ لہٰذا ہم اپنی فطرت کو جو حسین واقع ہوئی ہے برائیوں سے داغدار نہ ہونے دیں۔
ہمارا گرد و پیش اور ہمارا ماحول جس کو ہم معاشرہ بھی کہہ سکتے ہیں جب خود غرضی سے ملوث ہو جاتا ہے تو اس کا نتیجہ ہمیں مایوسی کی صورت میں ملتا ہے کیونکہ خود غرضی دوسروں کی ہمدردی سے محروم کردیتی ہے۔ اس وقت ہم احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ احساس کمتری ہماری خود اعتمادی کو مجروح کردیتی ہے اور ہمارے جذبۂ صالح پر پانی پھیر دیتی ہے۔ ہمیں پھر خوشی حاصل ہونے کی بجائے دکھ محسوس ہوتا ہے۔

خدا کی ودیعت کی ہوئی نعمتوں میں احسان کا جذبہ بجز انسان کے کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔ احسان دلوں کی کدورت کو اس طرح دھو دیتا ہے کہ شائبہ تک باقی نہیں رہتا۔ انتقام کی آگ کو سرد کردیتا ہے اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ احسان اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

ہم دوستوں کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آئیں اور دشمنوں سے تواضع اختیار کریں۔ ان کی مدارات کرتے رہیں۔ اس عمل سے ہمیں دونوں جہاں کی آسائشیں حاصل ہوگی۔ ہر شئے خوش خوش نظر آئے گی۔ جو لوگ دوسروں کے روشن پہلو دیکھتے ہیں یعنی خوبیوں پر نظر رکھتے ہیں اور تاریک پہلو سے گریزاں رہتے ہیں صحیح معنوں میں وہی خوشی کا راز جانتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ مثبت پہلو اختیار کرنا چاہیئے۔ اور منفی سے اجتناب برتنا چاہیئے۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ دوستی کی طرف قدم بڑھائیں اور منفی یہ ہے کہ برائیوں کا بدلہ برائیوں سے دیں۔ عفو و درگذر کو بھی مثبت پہلو کہتے ہیں۔

ہماری خوشی و آسائش ہماری خندہ جبینی اور کشادہ دلی پر بھی موقوف ہے۔ شگفتہ مزاج لوگوں سے ہر ایک محبت کرتا ہے اور دوستی کرنے کا خواہاں رہتا ہے۔ اس کے برخلاف ترش روئی یا تلخ نوائی سے ہمارے دوست بھی دور رہنا پسند کرتے ہیں اور اکثر بنے کام بگڑ جاتے ہیں
بعض لوگ اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دفتر کھولے پھرتے ہیں اس سے وقعت پر حرف آتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے اپنے مصائب کا سامنا ہے کون کس کی مدد کرے۔ طعنہ زنی یا طنز و تعریض بھی اچھی عادتوں میں شمار نہیں ہیں۔ مہربان لوگ بھی نامہربان ہو جاتے ہیں ؎

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ
تیرے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

ہمارے اعمال و کرداری ہمارے ماحول کو اچھا یا برا بنانے کے ذمہ دار ہیں۔ اگر زمانہ ہمارے موافق نہیں ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم خود زمانہ کے موافق بن جائیں۔

قومی راج

باقی صفحہ [illegible] پر

جہیز — ایک زہریلی رسم

ہارون فراز
۸۶۷۔ بیل باغ
مالیگاؤں (ضلع ناسک)
۴۲۳۲۰۳

شادی کو دنیا کے تمام مذاہب نے ایک مقدس فریضہ تسلیم کیا ہے۔ شادی ریشم کی وہ ڈور ہے جس سے بندھ کر ایک مرد اور ایک عورت اپنے مستقبل کو تابناک بنانے، اپنے خاندان کو سربلند کرنے اور اپنی خود کی زندگی سنوارنے کی مشترکہ کوشش کرتے ہیں۔ زمانہ اس بات کا شاہد کہ شادی نہ صرف افراد کی ازدواجی زندگی کو بہتر بنانے کا ذریعہ ہے بلکہ پورے معاشرے اور سماج کی بہتری کا دار و مدار اس اہم رشتہ پر منحصر ہے۔ قدیم زمانے سے لیکر آج تک شادی کو وہی اہمیت حاصل ہے جو کسی دوسری مذہبی رسم کو۔

بھارت اپنی مشرقی روایات پر بجا طور فخر کرسکتا ہے۔ یہاں آج بھی اس رشتہ کو وہی اہمیت حاصل ہے جو آج سے ہزاروں سال پہلے تھی۔ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں لیکن ہر قوم اور ہر مذہب اپنے اپنے طور پر اس کو ایک مقدس فریضہ سمجھتی ہے۔

*

عام خیال ہے کہ جاہل اور غریب افراد مذہب کے زیادہ پابند ہوتے ہیں اس میں کہاں تک صداقت ہے اس کا اندازہ بھارت کی ہمہ جہتی ترقی سے لگایا جاسکتا ہے۔ آزادی کے بعد سے بھارت کی ہر میدان میں ترقی نے اُسے ایشیائی ممالک کے درمیان ایک اہم مقام دلایا ہے۔ کیا یہ ترقی بھارت کے طول و عرض میں بسنے والے لوگوں کو جاہل اور گنوار ثابت کرتی ہے۔ اگر یہاں آج بھی اخلاقی قدریں باقی ہیں۔ اگر آج بھی لوگ روایات کو سینے سے لگاتے ہوتے ہیں۔ اگر آج بھی لوگ باقاعدگی سے مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں تو اُسے جہالت نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ اُسے مشرقی تہذیب کی عظمت گردانا چاہئے۔

آج اقوام عالم اس قدر قریب آچکی ہیں کہ ایک کے اثرات دوسرے پر ضرور پڑتے ہیں۔ مغرب کی آزاد روش نے مشرق کے نوجوانوں کو بے لگام کرنا شروع کردیا ہے۔ اگرچہ کہ دونوں مقامات کے سماجی ڈھانچوں میں فرق ہے لیکن ہر دو جگہ ذہنوں میں بغاوت کے جراثیم پرورش پارہے ہیں اس کے اسباب مغرب اور مشرق میں متضاد ہیں۔ ہمارے ملک میں جہاں اور بہت سے اسباب ہیں وہیں جہیز بھی ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لعنت کا شکار لینے والے اور دینے والے دونوں ہی ہوتے ہیں۔ جہیز ایک طویل اور دشوار گذار راستہ ہے اس سے بچنے اور شادی جیسی مقدس رسم انجام دینے کی بجائے لوگوں نے آسان راہیں اختیار کرلی ہیں لیکن اس کی وجہ سے بے راہ روی اور معاشرتی برائیوں نے جنم لے لیا۔

شادی کو ایک سنہری زنجیر بنادیا گیا ہے۔ یہاں کے سماجی نظام میں شادی سے زیادہ جہیز کو اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ سماجی تعلقات استوار کرنے کیلئے کیسہ زر کو ثالث بنایا جاتا ہے — اخلاق، سماجی وقار، سماجی عزت، آپسی تعلقات کو وہ اہمیت نہیں جو مال دولت کو دی جاتی ہے۔ اب دلہن کی خوبصورتی سے زیادہ اس کے باپ کی دولت کو ترجیح دیجاتی ہے۔ نظریں اب چہرے پر نہیں

ی بھرتی ہیں۔ لڑکی کی صفات سے زیادہ اس کے گہنوں کی تعریف
ی ہے۔ جہیز میں ملنے والی رقومات، دولہے کی فرمائشوں اور دلہن کو
ولے نذرانوں کی قدر و قیمت۔ آج سیرت و کردار، اخلاق و عادات'
ہم و آداب سے کہیں زیادہ ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ امراء اور جاگیرداروں کی شروع کردہ یہ
بی رسم متوسط اور غریب خاندانوں تک پہنچ گئی ہے اور پورے معاشرہ
گھن کی طرح کھا رہی ہے۔ وہ دن گئے جب راجہ اور جاگیردار، امراء
ر سردار اپنی بیٹیوں کی شادیوں میں بڑی بڑی جاگیریں جہیز کی صورت
ں عطا کر دیتے تھے۔ سونے چاندی کے زیورات سے دلہن کو لاد دیا
نا تھا۔ قیمتی کپڑوں اور نایاب ظروف سے اُن کے صندوقوں کو بھر دیا
اتھا یہ کہانیاں تو امراء کی عالیشان کوٹھیوں کی ہیں۔ کیا تاریخ ہمیں
، غریبوں کی داستان بھی سناتی ہے جو امراء کی نظر عنایت کے ہمیشہ
اج رہتے تھے۔ وہ اپنی دکھوں کی ماری بیٹی کو جہیز میں دعاؤں اور آنسوؤں
سوا کیا دیتے ہوں گے۔ آج تو نہ جاگیردار رہیں نہ اُن کی عالیشان کوٹھیاں'
مراء ہیں نہ اُن کے ٹھاٹ باٹ۔ یہ سب کچھ مٹ گئے لیکن اُن کی
ع رسمیں آج بھی سر اٹھائے کھڑی ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک جاگیردارانہ
حکومت نے ان رسموں کو سماج کے رگ و پے میں سماجانے کا موقع
۔ اور آج وہ یہاں کے معاشرتی نظام میں اس حد تک پیوست ہو چکی
ں کہ مذہب کا ایک لازمی جزو لگتی ہیں۔

ہمارا ملک محنت کشوں کا ملک ہے۔ یہاں کی آبادی کا زیادہ تر
ہ مزدور پیشہ اور غریب لوگوں کا ہے۔ اس لئے سماجی قوانین اسطرح
ئے جائیں جو اکثریت کے لئے قابل قبول ہوں۔ ایسی رسومات کو فروغ
یا چاہیئے جسے ہر طبقہ کا فرد خوشی خوشی انجام دے سکے۔ ہر وہ رسم
ں سے خاندان کی تباہیاں ہوتی ہیں۔ غریبوں کے ارمانوں کا خون ہوتا
جس کی وجہ سے معاشرے میں برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جس سے ملک کی
ی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ ان تمام رسموں کو یکسر ختم کر دینا چاہیئے
س قسم کی بنانی چاہئیں کہ سماج کا سب سے نچلا شخص بھی اُسے
ام دے سکے۔

کون سا باپ ایسا ہے جس کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ جب
ں کی بیٹی جوان ہو تو اُس کے گھر بارات آئے۔ ڈولیاں سجیں۔ اپنی
ں کو آنسوؤں کے ساتھ وداع کر کے ایک مقدس فرض ادا کرے لیکن
ا باپ جس کو یہ فکر ہی کھائے جاتے کہ وہ کس طرح اپنا اور اپنے
ندان کا پیٹ بھر سکے۔ جس کے بچے مٹی کے کھلونوں کے لئے بھی ترستے
یں۔ جس کے گھر کے افراد معمولی بیماریوں میں دوا کیلئے محتاج رہیں۔
اور جو اپنے بچوں اور اہل خانہ کے لئے نہ ڈھنگ کے کپڑے اور نہ بہتر
مکان مہیا کر سکتا ہو اگر اس باپ سے جہیز کے نام پر اتنا روپیہ طلب
کیا جائے جتنا وہ عمر بھر کما کر بھی نہیں بچا سکتا تو کیا اس کے گھر سے ڈولی
اُٹھ سکے گی۔ آج کتنے ہی باپ ہیں جو اپنی بیٹیوں کو ایک بوجھ سمجھنے پر مجبور
ہو گئے ہیں۔ کتنی ہی مائیں ہیں جن کی آنکھیں بیٹی کو سرخ جوڑے میں دیکھنے
کیلئے ترس رہی ہیں اور کتنی ہی بیٹیاں ہیں جو دلوں میں ارمان چھپائے
گھٹ گھٹ کر مرتی رہتی ہیں۔ ان کی آنکھیں اس اُمید پر دروازے کو
تکتی رہتی ہیں کہ کوئی تو ایسا شخص آئے گا اور میرے باپ سے کہے گا کہ
مجھے جہیز کی نہیں صرف آپ کی بیٹی کی ضرورت ہے اور جب یہ سب نہیں
ہوتا تو نتیجہ میں وہ باتیں سامنے آتی ہیں جن کو سماج بُری نظروں سے
دیکھتا ہے۔ کہیں باپ اپنی بیٹی کے خون سے اپنا ہاتھ رنگ لیتا ہے۔
کہیں بیٹیاں خودکشی کر لیتی ہیں۔ کہیں باپ اپنی بیٹی کو اُن لوگوں کے
ہاتھوں بیچنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو عصمت اور عفّت کے سوداگر ہوتے
ہیں۔ یہ تو اُن کی بات ہے جن کے پاس نہ پہلے کچھ تھا اور نہ اب کچھ ہے
جو غربت کے تاریک غاروں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔
جن کی قسمت میں محرومیوں اور نامرادیوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ لیکن
کیا جہیز کے زہریلے سائے سے متوسط طبقہ اور اعلیٰ طبقہ محفوظ ہے
ایسے اُمراء جن کے یہاں کئی کئی بیٹیاں ہوں کیا وہ جہیز دیتے دیتے
کنگال نہیں ہو سکتے۔ اور اگر معاشی بدحالیوں سے بچنا چاہتے ہیں تو
آمدنی کے دوسرے غیر قانونی ذرائع اختیار کر لیتے ہیں۔

قدیم زمانے سے ہی ایک تاثر چلا آ رہا ہے کہ بیٹی کی پیدائش عذاب
اور بیٹے کی پیدائش رحمت ہے۔ براہمنوں کے دور کا یہ مقولہ کہ "لڑکی کی
پیدائش مصیبتیں لاتی ہے۔ لڑکا ساتویں آسمان کا نور ہے" (تہذیب
و تمدن ہند صفحہ ۵۰) اس خیال کو پختہ کرتا ہے۔ اپنی ہی اولادوں
سے متعلق اس قسم کے متضاد جذبات کا سبب آخر کیا ہے۔ اس کا
سبب صرف اور صرف جہیز ہے۔ ایک کی آمد دولت کی محرومی اور دوسرے
کی آمد خوشحالی کی علامت ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے جو بیٹی کی موت پر
لوگوں کو خوشیاں منانے پر مجبور کرتا ہے۔ میرے اپنے شہر کا ایک
واقعہ بتاؤں کہ ایک امیر گھرانہ جس کا پیشہ ساڑیاں خریدنا اور دوسرے
شہروں میں فروخت کرنا ہے۔ اور جس کا شمار شہر کے ممتاز بیوپاریوں
میں ہوتا ہے اس خاندان کی ایک جوان سال لڑکی شہر سے دو میل
کے فاصلے پر واقع ایک کالج میں زیر تعلیم تھی۔ کالج جانے کیلئے وہ
سائیکل استعمال کرتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے کالج روڈ کے موڑ پر
ایک تیز رفتار ٹرک نے لڑکی کو کچل دیا اور وہ جائے حادثہ پر ہی ہلاک

ہوگئی۔ جب پوسٹ مارٹم کے لئے لڑکی کو سرکاری ہسپتال لایا گیا تو دیکھنے والوں کا ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ اس بھیڑ میں ناچیز بھی خاموش کھڑا تھا۔ میں نے وہاں ایک تعجب خیز منظر یہ دیکھا کہ لڑکی کے اہل خانہ بجائے رونے اور بین کرنے یا اُداس ہونے کے آپس میں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ کسی کے منہ میں پان تھا تو کوئی سگریٹ کا دھواں اُڑا رہا تھا۔ میں نے پاس ہی کھڑے ہوئے شخص سے وجہ دریافت کی تو جواب ملا کہ لڑکی کے مرنے سے جہیز کے لاکھوں روپے بچ گئے اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے چہرے کھلے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ چونکہ انسانی فطرت کے خلاف نظر آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ اسے من گھڑت سمجھیں لیکن یہ سچ ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس قسم کے جذبات کے اظہار کو آپ نے بھی کسی نہ کسی صورت میں ضرور دیکھا ہو۔ اس واقعہ کو پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جہیز نہ صرف غریبوں کے لئے بلکہ امیروں کیلئے بھی ایک لعنت ہے۔ ہر کوئی تسلیم کرتا ہے کہ یہ ایک عذاب ہے پھر بھی سماجی نظام کی بندش اتنی سخت ہے کہ اس سے فرار ممکن نہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ اب سماج میں کوئی انقلاب آئے۔ یہ انقلاب اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک ہر کوئی اس کی کوشش نہ کرے۔ ہر شخص خود اپنے طور پر اس رسم کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھائے۔ اس لئے نوجوانوں کو پہل کرنی چاہئے کہ وہ خود آگے بڑھیں اور جہیز لینے سے انکار کریں۔ خود کو بازار میں بکنے والا مال تصور نہ کریں۔ اپنی نوکریوں، اپنے خاندان، اپنی ڈگریوں اور اپنی خوبصورتی کی دلالی نہ کریں۔ اُن کی قیمت خود اُن کی عظمت ہے، ان کی صلاحیت ہے اور اُن کے ہاتھ ہیں جسکو بروئے کار لاکر وہ خود کو اور خاندان والوں کو خوشی دے سکتے ہیں۔ دوسرے سے حاصل کیا ہوا پیسہ انھیں سکون اور آرام نہیں دے سکتا۔ کسی کی قبر پر وہ محل تعمیر کر کے وہ خوش نہیں رہ سکتے۔ اتنی آسانی سے حاصل کیا ہوا پیسہ انھیں ہمیشہ احساس کمتری اور محتاج بنائے رکھے گا۔ ضرورت ہے کہ ملک کا نوجوان طبقہ پوری طاقت سے سامنے آئے اور ان فرسودہ رسومات کو ختم کرنے کیلئے مؤثر قدم اُٹھائے۔ زمانے کی آنکھیں اُن لوگوں کا انتظار کر رہی ہیں جو اس لعنت کو ختم کرنے کا عزم لیکر آئیں۔ ویسے آغاز سحر ہو چکا ہے۔ اس تحریک کے سورج کو بھی نصف النہار پر پہنچنا ہے۔

یوتھ فورم

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر کیریئر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

تبصرہ

تبصرہ نگار

❋ ریاض احمد خاں

مولانا آزاد - ایک سیاسی ڈائری

مؤلف :- اثر بن یحییٰ انصاری
طباعت :- نورانی فائن آرٹ لیتھو پریس - مالیگاؤں
صفحات :- پانچ سو چھیانوے
قیمت :- ساٹھ روپے

جس طرح "جیب گھڑی" "لاٹھی" ، "کھڑاؤں اور چشمہ" گاندھی جی کی شخصیت کی نشاندہی کرتی ہیں اسی طرح "الہلال" "البلاغ" "غبار خاطر" "چائے" "جیل" "اسیری" "رہائی" "خلافت کانفرنس" "کمیشن" ، "کانگریس" جیسے الفاظ کان میں پڑتے ہی مولانا آزاد کا سنجیدہ چہرہ سامنے آجاتا ہے اور جنگ آزادی کی کشمکش دماغ میں دوڑنے لگتی ہے جس کے پس منظر سرفروشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہاتھوں میں ترنگا اور ہونٹوں پر "انقلاب ـــــ زندہ باد" کے نعرے لگاتا ہوا نظر آنے لگتا ہے۔

اسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے حضرت اثر بن یحییٰ انصاری نے اس "سیاسی ڈائری" کو ترتیب دیا ہے جس میں مولانا آزاد کی شخصیت کے ساتھ ساتھ ان کی سیاسی ، سماجی ، علمی ، صحافتی زندگی اور قومی لیڈروں کے ساتھ گفتگو ، تقاریر ، صلاح و مشورے یا پھر حکومت وقت کے ساتھ سینہ سپر ہونا ، ہندوستانیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کرنا ترتیب وار درج کیا گیا ہے۔ دراصل یہ نہ صرف مولانا آزاد کی زندگی پر منحصر ڈائری ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے "ہماری جنگ آزادی کی سرگذشت ہے جس میں مہاتما گاندھی ، پنڈت موتی لال نہرو ، پنڈت جواہر لال نہرو ، ڈاکٹر راجندر پرشاد ، ڈاکٹر اینی بسنت ، مولانا محمد علی ، مولانا شوکت علی ، غرضیکہ تمام سرکردہ رہنماؤں کی شخصیت اور ان کے کارہائے گرانمایہ ہیں" تو بے جا نہ ہوگا۔

میری توجہ کا مرکز جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے مولانا آزاد ہی شروع سے آخر تک رہے ہیں مگر جب بھی کسی اور سیاسی رہنما کا تذکرہ آتا ہے قابل مصنف بڑے اعتماد سے ہمیں تھوڑی دیر کے لئے مولانا آزاد سے جدا کر دیتا ہے اور تمام تر توجہ کا مرکز وہ شخصیت بن جاتی ہے جس کا سیاسی کردار بیان کیا جا رہا ہے اور گھوم پھر کر مولانا آزاد ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ اس کتاب کی یہ ایک ایسی خوبی ہے جو اسے انفرادی حیثیت دیتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ جناب اثر بن یحییٰ انصاری ، نے مولانا آزاد کے ساتھ انصاف کیا ہے بلکہ ان کے ساتھ جو بھی شخصیت ابھری ہے اس کے ساتھ بھی یکساں سلوک برتا گیا ہے کیونکہ کئی واقعات انصاری صاحب کے چشم دید ہیں وہ خود جنگ آزادی کے ان سپاہیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے نام و نمود کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت خاموشی سے اپنا کردار ادا کیا ہے۔

پانچ سو چھیانوے صفحات پر مشتمل اس ڈائری کا ہر صفحہ نئے حالات سے روشناس کراتا ہے اور وہ حالات بھی جن سے ہم با خبر ہیں دماغ میں تازہ ہو جاتے ہیں۔ اس ڈائری کے ابتدائی دس صفحات پر واقعات کی فہرست ہے جس کے بعد جناب اثر بن یحییٰ انصاری کا رقم کردہ "پیش لفظ" ہے "تعارف بہ سخنے چند" میں پروفیسر کبیر الدین صاحب نے جناب اثر بن یحییٰ انصاری کی زندگی جس میں شعر و ادب سے ، سیاست سے اور آزادی کی تحریک سے ان کی وابستگی کا اظہار کیا ہے "ہدیہ" میں ڈاکٹر ظ انصاری نے اس سیاسی ڈائری پر اور انصاری صاحب کی ادبی کاوشوں کو سراہا ہے "دستاویز" میں جناب مولانا حامد الانصاری غازی صاحب رقمطراز ہیں کہ

"مولانا آزاد ـــــ ایک سیاسی ڈائری" ہمارے عہد کے محب وطن ، مرد مومن جناب اثر بن یحییٰ انصاری دھولیوی کے قلم کا نور اور ان کی دن رات کی بیداری ، وقت کی بڑی قربانی اور مسلسل قلمی محنت کا ثمرہ ہے۔"

اس کے علاوہ تین صفحات تصاویر کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں پہلے مولانا آزاد کی تصویر ، پھر انصاری صاحب کی ، دوسرے دو صفحات پر واقعاتی تصاویر ہیں جو تاریخی اعتبار سے اہم ہیں۔

اس سیاسی ڈائری کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا افتتاح دلی میں وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی کے دست مبارک سے ۲۴ فروری ۱۹۸۳ء کو ان کی کوٹھی میں ہوا۔ اس تقریب میں سیاسی و ادبی شخصیتیں شریک تھیں۔ اس موقع پر اپنی مختصر سی تقریر میں وزیر اعظم نے اس سیاسی ڈائری کا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ کرانے کی یقین دہانی کی۔

مجھے یقین ہے کہ ہر لائبریری اور ہر گھر میں کچھ ہی دنوں میں اس ڈائری کا ایک ایک نسخہ موجود ہوگا۔

■ کامل چاندپوری
معرفت ماہنامہ فلم ستارہ، نولین بمبئی ۲۶

کیسو نرلج شیام بہاری
مارے ناک ناک پچکاری
میں تو مرگئی لاج کی ماری رے

کیسو نرلج شیام بہاری

رنگ بھر موری چولی کس دی
چیر چیز کر ڈاری، ہائے رے

کیسو نرلج شیام بہاری

ہوری کے دن مو سے بیر نکارے
میں جو گئی نا اٹاری، ہائے رے

کیسو نرلج شیام بہاری

بھیڑ دیکھ موہے انگ لگا دے
نا مانے گردھاری، ہائے رے

کیسو نرلج شیام بہاری

دیکھ دیکھ سب انگری کاٹیں
برج کے نر اور ناری ہائے رے

کیسو نرلج شیام بہاری
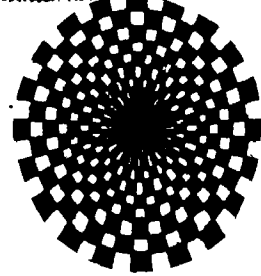
پھاگن کے گیت

دل کی خوشی زبان پہ لاؤ تو بات ہے
پھاگن کے گیت جھوم کے گاؤ تو بات ہے

شالینتا کے پھول کھلاؤ تو بات ہے
واتاورن کو سورگ بناؤ تو بات ہے

ایک دوسرے پہ رنگ محبت کا ڈال کے
اسنیہہ کا گلال اڑاؤ تو بات ہے

جیون میں ہر ڈگر پہ اندھیرا ہے دور تک
ہر موڑ پر چراغ جلاؤ تو بات ہے

آنند پریم شانتی اُلاس ہرش کا
پچکاریوں سے رنگ اڑاؤ تو بات ہے

گہرائیوں میں من کی کہیں سو رہا ہے پیار
آواز دے کے اس کو جگاؤ تو بات ہے

جو ہنس رہے ہیں ان کو رلایا تو بات کیا
جو رو رہے ہیں ان کو ہنساؤ تو بات ہے

اپنوں سے پیار کرنا ہے دنیا میں رسم عام
غیروں کو بھی گلے سے لگاؤ تو بات ہے

نوکِ قلم سے پھول کھلاؤ بسنت کے
"شوبی" ملن کے گیت سناؤ تو بات ہے

■ شوبینہ شیریں "شوبی"
اسٹیشن روڈ۔ نواپارا راجم
ڈسٹرکٹ: رائے پور (ایم پی)

◆ سروش یزدانی
امراؤپور، بلڈانہ، مہاراشٹر ۴۴۳۰۱

جنگ روئے گل پہ کانٹے کی خراش
جنگ نشاط و کیف کے نغمے کی لاش

جنگ آتش دود شعلہ و شرار
جنگ کشت و خوں کفن میّت مزار

جنگ شمشیر و سناں تیر و تفنگ
جنگ برق طوق پیکاں و خدنگ

جنگ شور و شر فضا میں انتشار
جنگ توپوں کی گرج تیغوں کی دھار

جنگ قلّت تشنگی بھوک احتیاج
جنگ نفرت ناز و نخوت بدمزاج

جنگ ظلم و جور بیداد احتساب
جنگ سوزِ بے کراں قہر و عتاب

جنگ فردِ زیست پہ مہرِ اجل
جنگ تخریبِ جہاں کشت و جدل

جنگ بام و در کا لو کشتہ چراغ
جنگ امنِ زیست کے چہرے کا داغ

جنگ انا پرور امارت کا وفور
جنگ استحصال و شر فسق و فجور

جنگ بانی ہر شکست و ریخت کی
جنگ ہونٹوں پر الم کے تشنگی

جنگ زہریلی فضا بادِ سموم
جنگ پائے جہل پر فرقِ علوم

جنگ فیلِ تند خو آتش مزاج
جنگ اسپ و خر کو شیروں کا خراج

جنگ دنیا میں چراغِ دود خیز
جنگ گل سے خار سرگرم ستیز

جنگ اجالوں پر اندھیروں کا ہجوم
جنگ حضورِ ذرّہ لب بستہ نجوم

جنگ بے خونِ وفا کا ذائقہ
جنگ میں خس پوش برق و صاعقہ

جنگ اک مکار طائر مردہ خوار
جنگ مارِ آستیں ایذا شعار

جنگ ازل سے رہزنِ تسکین و ہوش
جنگ کا دستور تخریب و خروش

جنگ کذب آرائی نو کا فروغ
جنگ فطرت کے صحیفے میں دروغ

جنگ سیم و زر سے پتھر کا مذاق
جنگ میں مطلوب و طالب کا فراق

جنگ میں شاداں و فرحاں اہرمن
جنگ میں خلعت کے معنی ہے کفن

جنگ سجدوں کی صداقت میں دروغ
جنگ طرزِ عجز میں کذبی فروغ

جنگ تخریبِ جہاں کا ہے نصاب
جنگ امن و چین کا ہے سدِّ باب

جنگ پستی کے تسلسل کا کمال
جنگ روح فہم و دانش کا زوال

جنگ ہونٹوں پہ تکلم کا مزار
جنگ چہرہ پر خزاں کے ہے بہار

جنگ بدخواہ و حریفِ آگہی
جنگ میں ہر مبتدی ہے منتہی،

شوق ماہری

زینب منزل۔ موگھٹ روڈ۔ کھنڈوہ (ایم پی)

رنگ اُڑے اور بکھریں گیسو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں
تیری چاہت رسوا ہو ہر سو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

ساون بھادوں بن کر برسیں، برسیں میری آنکھیں ہیں،
تیری آنکھیں اور آنسو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

لوگ نہ جانے کیا کیا سمجھیں پھول کو تیرے جوڑے کو
گھر گھر پھیلے اس کی خوشبو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

یہ سانجھ سویرے پنگھٹ پر آنا جانا ٹھیک نہیں
کس کو رہے گا دل پر قابو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

سارا زمانہ جانے ہے، رنگ ہے کیا اور رُوپ ہے کیا
پیار ہے اندھا اور تو مہرو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

نگری نگری، گلیوں گلیوں ان کی میری بات چلے
بات میں نکلیں سو سو پہلو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

شوق تمہاری آنکھوں کو ادھ کھلی کلیاں کہتا ہے
اور ہے کیا بنگال کا جادو میں تو اسی سے ڈرتا ہوں

قاسم امام

قریشی نگر۔ ہل، کرلا۔ بمبئی

کہاں لائی مری جادو بیانی
فرشتہ بن گیا ہوں آسمانی

کسی نے گاؤں میں سچ ہی کہا تھا
بہت دشوار ہے نقلِ مکانی

اسی کا راج اب گھر گھر چلے گا
وہ جس میں پھول رکھ دے پھول دانی

یہاں کے لوگ سجدوں میں گرے تھے
ہوا ہے اس طرف کا شہر پانی

ابھی سو جائے گا کروٹ بدل کر
ذرا لوری سنا دو یا کہانی

تمہیں دربان روکے گا بھلا کیوں
ہمارا گھر، ہماری حکمرانی

کبھی ایسا ہو ساری رات جاگوں
مرے آنگن میں مہکے رات رانی

ہمارے گھر پہ تختی قبر کی تھی،
لکھا تھا چار دن کی زندگانی

■ احمد صدیقی
۱۶۳۔ منہاج پور۔
الہ آباد ۳

بے کیف ہے الفت بھی ۔ تمنا بھی ۔ وفا بھی
آتی نہیں کمبخت بہ ایں حال قضا بھی

کیوں اہل خرد منزل مقصد سے رہے دور
ارباب جنوں نے تو انہیں دی تھی صدا بھی

ٹکرا نہ سکا نالۂ شبگیر فلک سے
صد حیف کہ قسمت میں نہیں آہِ رسا بھی

اللہ رے الفت کا یہ اندازِ طلسمی
کچھ خوش بھی اگر وہ ہیں تو کچھ ہم سے خفا بھی

پروانے نے ایثار کا یوں درس دیا ہے
وہ شمع کی فرقت میں جیا اور مرا بھی

اس دورِ کشاکش میں بھی سودائے محبت؟
مرنے کی تمنا بھی ہے جینے کی ادا بھی

ہر حال میں اے دوست رہے لب پہ تبسم
آئینِ محبت ہے یہی حسن وفا بھی

یا کم تھا ستم ڈھانے کو احمد رخِ زیبا
قدرت نے جو بخشا ہے انہیں ناز و ادا بھی

◆

ی راج

■ نعیم شہریار
بھالے راؤ بلڈنگ، راودھا نگری،
مانس مندر، وردھا (مہاراشٹر)

★

ٹوٹ بکھرے نہ کبھی ان کو بچائے رکھئے
کانچ کے جسم ہیں رشتوں کو بنائے رکھئے

رات نے تان لی ہے پھر وہی کالی چادر
اپنے ماحول میں اک شمع جلائے رکھئے

ہے کڑی دھوپ پگھل جائیں کہیں پل بھر میں
اپنے ہمراہ مری یاد کے سائے رکھئے

آپ بدلے ہیں تو موسم بھی بدل جائے گا
اپنے خوابوں کا محل یوں ہی سجائے رکھئے

خشک پتے ہیں خیالات ہوائیں ہیں شدید
اپنے افکار کو سینوں سے لگائے رکھئے

ہر سڑک لوٹ کے آتی ہے شہریار یہاں
اپنا گھر گوشۂ فردوس بنائے رکھئے

■ طالب عرفانی
بس اسٹینڈ۔ سرونج ۴۶۴۲۲۸

★

وہ جس کو میں نے برے وقت میں سنبھالا تھا
اسی نے میرے گریباں پہ ہاتھ ڈالا تھا

اسی کا سارے زمانے میں بول بالا تھا
قدم قدم پہ جسے حادثوں نے پالا تھا

کل آپ نے جنہیں ردی کے بھاؤ بیچ دیا
انہیں کتابوں میں اک شعر مرا حوالہ تھا

میری تباہی پہ تم نے بھی تبصرہ نہ کیا
مرے لبوں پہ تو پابندیوں کا تالا تھا

بصد خلوص مری تشنگی بجھانے کو
ہر ایک شخص لئے زہر کا پیالا تھا

گلوں پہ آج نہ گرتی تو برق کل گرتی
یہ حادثہ تو کسی روز ہونے والا تھا

وہ شخص ٹوٹ کے خود ہی بکھر گیا طالب
جو اپنے آپ کو سمجھے ہوئے ہمالہ تھا

◆

۲۵ مارچ ۱۹۸۳

3-F

چھوٹی صنعت کے طور پر امدادِ باہمی اسپننگ ملیں

وزیرِ اعلیٰ کا مشورہ

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے بمبئی میں ۱۴ مارچ کو آل انڈیا اسپننگ ملس فیڈریشن کے سالانہ عام اجلاس میں کم لاگت کی آٹھ تا دس ہزار چرخیوں کی گنجائش کی چھوٹی اسپننگ ملوں کے قیام کا مشورہ دیا۔ آپ نے دلیل پیش کی کہ کم از کم ۲۵ ہزار چرخیوں کی بڑی ملیں متناسب منافع کے لحاظ سے ضروری ہونے کے باوجود ان کے قیام کے لئے خطیر رقم درکار ہے جبکہ کم از کم ۱۰ ہزار چرخیوں کی گنجائش کی چھوٹی اسپننگ ملیں کم لاگت سے قائم ہو سکتی ہیں اور دیانتداری سے چلائے جانے پر نقصان قطعی نہیں ہوگا چاہے نفع نسبتاً کم ہو۔

آپ نے دیہی علاقوں میں زراعت پیشہ افراد کی تعداد میں اضافہ کے پیشِ نظر ضمنی صنعتوں کے قیام کا بھی مشورہ دیا۔

وزیرِ اعلیٰ نے فرمایا کہ بندھ کام اور ملوں کی تعمیر کے لئے سرمایہ کی فراہمی ایک مشکل مسئلہ ہے جبکہ امدادِ باہمی سیکٹر کے ایسے پروجیکٹوں کے لئے بینکوں اور دیگر مالی اداروں سے مالی اعانت حاصل ہو جاتی ہے لہٰذا امدادِ باہمی بنیاد پر زیادہ سے زیادہ پروجیکٹ شروع کئے جائیں۔

وزیرِ مملکت برائے صنعت و توانائی شری کلپا اواڈے بھی میٹنگ میں موجود تھے۔

فیڈریشن کے چیئرمین شری ڈی، آر۔ پاٹل نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور وائس چیئرمین ایس۔ بی۔ پاٹل نے شکریہ ادا کیا۔

مجاہدینِ آزادی کے لئے

پوسٹ آفس سیونگ بنک کے ذریعہ پنشن

ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف کی ایک حالیہ اسکیم کے تحت مجاہدینِ آزادی اور ان کے افراد خاندان جو مرکزی حکومت کے سوتنترا سینک سمان پنشن یافتگان ہیں پوسٹ آفس سیونگ بنک کے ذریعہ اپنی پنشن حاصل کر سکتے ہیں۔

لہٰذا ایسے اشخاص جو اپنی پنشن پوسٹ آفس سے حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی پسند کی پوسٹ آفس میں سیونگ اکاؤنٹ میں اپنا کھاتہ کھولیں۔ ہر پنشن یافتہ کو سال میں دو مرتبہ اپریل اور اکتوبر میں ٹریژری افسر کو "لائف سرٹیفکیٹ" پیش کرنا ہوگا۔

ہیڈ پوسٹ آفس کے تحت تمام پوسٹ آفسوں سے دی جانے والی پنشن کی کل رقم ٹریژری کے ذریعہ متعلقہ ہیڈ پوسٹ آفس میں واجب الادا تاریخ سے قبل جمع کر دی جائے گی۔

اس طریقہ کار میں پنشن یافتہ کی شناخت، لائف سرٹیفکیٹ کی وصولی یا اس کی موت کی تصدیق کے معاملے میں پوسٹ آفس ذمہ دار نہیں ہوگی۔

قومی مویشی نمائش

مہاراشٹر سرخرو

مہاراشٹر کے ناشک پنجولی پنجرپول نے حال ہی میں الہ آباد میں منعقدہ ۳۶ ویں کل ہند قومی مویشی نمائش میں لال کنڈری، اور گولن نسل کے جانوروں کے لئے انعامات حاصل کرنے کے علاوہ مزید ۱۴ توصیفی انعامات حاصل کئے۔

ضلع لاتور، تعلقہ احمد پور میں گوندواڑی کے شری دینکٹ راؤ بابو راؤ پاٹل کے دیونی نسل کے بیل کو بہترین بیل کا پہلا انعام اور بہترین جانور کا دوسرا انعام دیا گیا۔ انہیں ۴۸۰۰ روپیہ کے انعامات دیئے گئے۔

دودھ دینے والے جانوروں کے مقابلہ میں ناشک پنجولی پنجرپول کے ہالسٹن مربوط نسل کے "مڈلاسہ" گائے نے تقریباً ۳۲ کلو گرام دودھ ۲۴ گھنٹوں میں دے کر دوسرا انعام حاصل کیا۔

اس نمائش میں ۱۳ ریاستوں کے ۲۰۰۰ مختلف نسل کے جانور رکھے گئے تھے جس میں سے ۲۸ جانور مہاراشٹر سے پیش کئے گئے تھے۔

مجاہدین آزادی کو پنشن — مرکز کی ہدایتیں

حکومتِ ہند نے مجاہدینِ آزادی کی پنشن کے سلسلے میں جدوجہد آزادی میں ایک ساتھ جیل کی مشقت برداشت کرنے سے متعلق تصدیق نامہ قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو کم از کم ایک سال جیل کی سزا بھگتنے والے کوئی بھی دو مجاہدین جو تامر پتر اور مرکزی محکمہ محصول سے پنشن یافتہ ہیں پیش کریں۔ اب تک ایسے ہی سرٹیفکیٹ قبول کئے جاتے تھے، جن کی تصدیق سابق یا موجودہ ایم ایل اے کے ذریعہ ہو۔

علاوہ ازیں سیاسی تکالیف کے بارے میں دستاویزی ثبوت سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کی جانب سے ۵۲-۱۹۵۱ء تک شائع شدہ فہرست اور کتابوں کی بنیاد پر بھی مستند مانے جائیں گے۔ سمان پنشن کے لئے کوڑوں کی سزا بھی جیل کی صعوبت تصور کی جائیں گی۔ دس کوڑوں کی سزا کی قید کے مساوی مانی جائے گی۔

۱۹۴۰ء میں نیتاجی سبھاش چندر بوس کی قیادت میں ہالویل یادگار ہٹاؤ تحریک کو اگست ۱۹۸۰ء سے جدوجہد آزادی میں شمار سمجھا جائے گا یہ یادگار انگریزوں نے بلیک ہول قتل عام کی یاد میں تعمیر کی تھی۔

سابق آئی این اے کے جن افراد کو نیوگنی اور دیگر جزائر میں روانہ کیا گیا اور جنہوں نے فاقہ جیسی تکالیف برداشت کیں۔ چاہے انہیں جیل نہ ہوئی ہو۔ انہیں بھی اگست ۱۹۸۰ء سے مجاہدینِ آزادی کی پنشن کے حق دار قرار دیا گیا ہے۔

ڈپٹی کمشنر برائے خشک سالی راحت اقدامات عہدہ کی تشکیل

حکومتِ مہاراشٹر نے ریاست میں خشک سالی کے دوران راحت اقدامات کی نگرانی کے لئے ڈپٹی کمشنر برائے راحت اقدامات کا نیا عہدہ تشکیل دیا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری محکمہ منصوبہ بندی کو اس نئے عہدے پر نامزد کیا گیا ہے جو کمشنر برائے نفاذ ضمانت روزگار اسکیم کی نگرانی میں فرائض انجام دیں گے۔

ناکافی بارش کی وجہ سے ریاست کو خشک سالی کی سنگین صورتِ حال کا سامنا ہے اور تقریباً دس ہزار دیہاتوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت پائی جاتی ہے۔ اس مشکل کو جنگی پیمانے پر حل کئے جانے کی غرض سے حکومت نے مذکورہ عہدہ تشکیل دیا ہے۔

ناگپور ڈویژن چھوٹی بچت کے نشانے سے آگے

ناگپور ڈویژن نے فروری کے اختتام تک چھوٹی بچت کے نشانے سے آگے ۱۳۴ فی صد تک کامیابی حاصل کرلی۔ اس مدت کے دوران ڈویژن نے کل ۱۳۰۶٫۷۵ روپے جمع کئے جبکہ اس کا مقررہ نشانہ ۹۷۵ لاکھ روپیہ تھا۔

دیگر اضلاع کے ڈویژن کی جمع شدہ رقم (لاکھ روپے میں) اس طرح ہے۔ بھنڈارا ۱۶۷٫۹۰ روپے، وردھا ۲۵۳٫۵ روپے، چندرپور ۱۹۲٫۰۰ روپے، گڈچرولی ۶۴٫۷۰ روپے اور ناگپور ۵۶۷٫۸۰ روپے۔

...ی راج

مردانہ ضبطِ تولید طریقہ کار میں ریسرچ
ڈاکٹر شریمتی راؤ کی سفارش

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے بمبئی کے انسٹیٹیوٹ فار ریسرچ ان ری پروڈکشن میں "مردانہ ضبط تولید: چیلنج اور مواقع" کے موضوع پر ۱۸ مارچ کو منعقدہ شانتا راؤ لیکچر کی صدارت کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ خواتین کے لئے مانع حمل کے متعدد دستیاب ذرائع کے مقابلہ میں مردانہ ضبط تولید کے طریقے بہت کم ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں مزید ریسرچ کی ضرورت پر زور دیا۔

آپ نے فرمایا کہ بھارت جیسے ترقی پذیر ممالک میں کثرت آبادی کے مسئلہ کے پیش نظر مردانہ ضبط تولید کے طریقوں کی دریافت مفید ثابت ہوگی۔

عالمی صحت ادارہ کے پروفیسر ایم۔ آر۔ این پرساد نے مذکورہ موضوع پر لیکچر دیا۔

انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ٹی سی۔ آنند کمار نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

ڈاکٹر شانتا راؤ اور یشن ٹرسٹ کے سیکریٹری ڈاکٹر ایچ۔ جے۔ جوتے جا، نے شکریہ ادا کیا۔

بچوں کی فلمیں
تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ

حکومتِ مہاراشٹر کی ہدایت کے بموجب بچوں کے لئے بنائی جانے والی فلمیں خواہ وہ مقامی ہوں یا غیر ملکی تفریحی ٹیکس اور سرچارج ڈیوٹی سے مستثنیٰ رہیں گی۔ اور یہ فلمیں بچوں کے لئے صبح کے شوز میں دکھائی جائیں گی جن کی شرح داخلہ زیادہ سے زیادہ دو روپیہ فی ٹکٹ ہوگی۔

دیگلور میں بزم اردو کا بین الریاستی مشاعرہ

دیگلور کالج کی بزم اردو ادب کے زیر اہتمام ۵ رفروری کو دیگلور

انصاری کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی
کے زیر اہتمام امدادِ باہمی تحریک میں عوامی شرکت
کی اہمیت واضح کرنے کی غرض سے ۲۰ مارچ
کو بمبئی میں شری شیخ شمیم احمد، ایم۔ ایل۔ اے
کی زیرِ صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں
بطور مہمانِ خصوصی پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی۔ اے شیر
وزیر برائے ٹرانسپورٹ، اوقاف وجیل، اور
شری ریاض احمد خان ایڈیٹر "قومی راج" نے
شرکت کی۔ اس موقع کی تصویر میں پروفیسر
شیر صاحب (درمیان میں) ان کے دائیں جانب
شری ریاض احمد خان، ڈاکٹر شاہد اختر اور
بائیں جانب شیخ شمیم احمد اور حاجی نثار احمد انصاری
(مائیک پر) دیکھے جا سکتے ہیں۔

میونسپلٹی گراؤنڈ پر مجلس مذاکرہ اور بین الریاستی مشاعرہ منعقد کیا گیا۔
عصرِ حاضر کی نئی غزل کے زیرِ عنوان مجلس مذاکرہ کا افتتاح پرنسپل دیگلور کالج شری آر۔ کے۔ شیٹے نے کیا جناب اختر الزماں ناصر نے صدارت فرمائی۔

اسی شب میں جناب آدج یعقوبی کی زیرِ صدارت محفل مشاعرہ منعقد ہوئی۔ ڈپٹی کلکٹر شری ایس۔ بورڈے نے شمع روشن کر کے مشاعرہ کا آغاز کیا۔ جس میں مقبول عام شعراء نے حصہ لے کر کامیابی سے ہمکنار کیا۔

ضمانت روزگار اسکیم میں خواتین ملازمین کو زچگی تعطیل کا معاوضہ

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے حال ہی میں اعلان کیا تھا۔ کہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت یومیہ اجرت بر سرِ ملازمت خواتین کو دورانِ زچگی ایک ماہ کی پوری اجرت ادا کی جائے گی۔ اس ضمن میں حکومتِ مہاراشٹر نے اس مقصد کے تحت قانون میں مناسب ترمیم سے قبل یہ فیصلہ کیا ہے کہ چند شرائط کے تحت اس اعلان پر فوری عمل کیا جائے۔

چنانچہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت صرف وہی خواتین مزدور اس فائدہ کے اہل سمجھے جائیں گے جنہوں نے ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ایک سال کی مدت میں زچگی کے لئے کام سے غیر حاضر رہنے کی تاریخ سے قبل کم از کم ۱۵۰ دنوں تک کام کیا ہے۔

ان خواتین مزدور کو یومیہ ۶ روپے کے حساب سے ایک ماہ کے لئے ۱۸۰ روپے نقد ادا کئے جائیں گے بشرطیکہ وہ متعلقہ پبلک ہیلتھ سینٹر یا یونٹ سے میڈیکل افسر کا زچگی سرٹیفکیٹ پیش کریں۔

قلت زدہ علاقوں کے لئے واٹر ٹینکر

ریاست کے قلت زدہ علاقوں میں فراہمی آب کے لئے مختلف پیٹرولیم کمپنیوں کی جانب سے ۵۱ واٹر ٹینکر مہیا کئے جانے کا وعدہ کیا گیا تھا جس میں سے آج ۱۲ مارچ کو ۵ ٹینکرز وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کے حوالے کئے گئے۔ باقی ماندہ ۴۶ ٹینکرز میں سے ہندوستان پیٹرولیم ۱۰، بھارت پیٹرولیم ۱۰، انڈین آئیل ۲۴ اور انڈو برما کمپنی ۲ ٹینکرز فراہم کریں گے۔

وزیراعلیٰ نے مذکورہ کمپنیوں کے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دیہی علاقوں میں متاثرہ افراد کی امداد کے لئے چھوٹے ٹینکرز اور بلا۔ ٹرک ٹینکرز مالکان سے اپیل کی کہ وہ خشک سالی کے علاقوں میں پانی کی فراہمی کے لئے اپنے ٹینکرز حکومت کی تحویل میں دیں جنہیں ستمبر تک واپس کر دیا جائے گا۔

شری مرلی دیورا، صدر، بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی (آئی) نے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے لئے ٹرک اور ٹینکرز کی فراہمی میں تعاون کا یقین دلایا۔ پیٹرولیم کمپنیوں کے نمائندوں نے اس موقع پر بتایا کہ بمبئی میں شہریوں کی انجمن تشکیل دی گئی ہے جو قلت کی صورتحال کا سامنا کرنے میں حکومت کی مدد کرے گی اور ساتھ ہی وزیراعلیٰ فنڈ کے لئے عطیات جمع کرے گی۔

اس موقع پر وزراء شری ایس۔ جی۔ گھولپ اور شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر مملکت شری بھائی ساونت، چیف سکریٹری شری رام پردھان اور متعلقہ محکموں کے سیکریٹری حضرات موجود تھے۔

دیہی علاقوں میں طبی سہولیات پر پہلے توجہ

وزیر صحت کی ڈاکٹروں سے اپیل

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر صحت عامہ نے بمبئی میں ۲۲ مارچ کو منعقدہ ایک سمپوزیم میں بحیثیت مہمان خصوصی تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹروں سے اپیل کی کہ وہ ریاست کے معاشی طور سے پچھڑے ہوئے دیہی علاقوں کے عوام کی طبی ضروریات پر پہلے توجہ دیں۔

یہ سمپوزیم انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کی چیمبور شاخ اور ایس۔ جی۔ فارماسیٹکل کے زیر اہتمام مشترکہ طور سے ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشیل سائنس چیمبور میں گیس اور آنتوں کی بیماریوں کے موضوع پر منعقد کیا گیا تھا۔

وزیر موصوف نے ڈاکٹروں سے مزید اپیل کی کہ وہ سماجی خدمت کے طور پر روزانہ ایک گھنٹہ مریضوں کی مفت جانچ کریں۔

مذکورہ بالا فارمیسی ادارہ کے مارکیٹنگ ڈائرکٹر شری ایچ۔ ایس۔ بجل نے طبی تعلیم میں فارمیسی کی اہمیت واضح کی۔

جے جے گروپ آف ہاسپٹلس کے ڈاکٹر شرد شاہ اور شری ے۔ جی۔ دیسائی نے بچوں اور بالغوں میں آنتوں کی بیماریوں کے بارے میں مفید معلومات پیش کیں۔

شروع میں ڈاکٹر کے۔ ایس۔ مورتی صدر آئی۔ ایم۔ اے، چیمبور برانچ نے وزیر موصوفہ کا استقبال کیا اور ڈاکٹر بی۔ ڈی۔ مولید اعزازی سیکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔

شجرکاری کو فروغ دیں

وزیر صحت ڈاکٹر (شریمتی) راؤ

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت عامہ نے ڈونگر پارک سوسائٹی چیمبور میں محبان شجر انجمن کی جانب سے ۲۱ مارچ کو "عالمی جنگل بانی" کے سلسلے میں "اشجار برائے بقاء" کے موضوع پر منعقدہ ایک سمپوزیم میں اظہار خیال کرتے ہوئے شجرکاری مہم کو وسعت دینے اور جنگلات کے تحفظ پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ تمام جانداروں کی بقاء کے لئے درختوں اور جنگلات کا وجود ضروری ہے۔

آپ نے جنگلات کو نقصان پہنچانے اور بے جا درختوں کی کٹائی میں ملوث افراد کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے اس عمل سے نہ صرف قومی دولت ضائع کرتے ہیں بلکہ انسانی زندگی کے لئے خطرات پیدا کرتے ہیں۔ آپ نے کہا خوش گوار اور صاف قدرتی ماحول سے

ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لئے شجر کاری مہم میں وسعت اور جنگلات کا تحفظ ضروری ہے۔
جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے شریف آف بمبئی شری ایس۔ پی۔ گودریج نے کہا کہ ہریالی کو فروغ دینے کی رضاکارانہ کوششوں کی ہمت افزائی کے ساتھ ساتھ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی پر بھی قابو پانے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ جنگلات اور درختوں پر اس کا بوجھ نہ پڑے۔
شری کے۔ این۔ کے۔ پاٹنکر اور ڈونگر پارک کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے شری اے۔ ل۔ پرولیکر نے شکریہ ادا کیا۔
اس موقعہ پر دیگر ممتاز اشخاص میں شری اے۔ سانیال، جنرل منیجر، راشٹریہ کیمیکل فرٹیلائزر لمیٹیڈ بھی موجود تھے۔

صفحہ ۱۸ سے آگے

حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

حافظ اگر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

اگر ہم خوشی اور راحت سے دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو دوست و دشمن کو ایک نظر سے دیکھیں۔ دشمنوں سے بھی وہی سلوک اور برتاؤ کریں جو دوستوں سے روا رکھتے ہیں۔ اس صورت میں یہ دنیا ہمارے لئے ایک جنت کا نمونہ بن جائے گی۔ ••

فن کتابت پر ایک مکمل کتاب
مرقع فیض

ہندوستان کے مشہور خطاط جناب فیض مجدّد نے فن کتابت پر ایک مکمل اور جامع کتاب تیار کی ہے۔ یہ کتاب، کتابت سے دلچسپی رکھنے والے نومشق کاتب اور مشاق خطاط دونوں کے لئے مفید ثابت ہوگی
اس کتاب میں فیض مجدد کے علاوہ پاکستانی اور ایرانی یگانہ روزگار خوشنویسیوں کے فن پارے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جو فن خطاطی کی ایک عظیم المثال تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔
فوٹو آفسیٹ کی رنگین طباعت، عمدہ کاغذ اور بڑے سائز پر مشتمل اس کتاب کی قیمت صرف تینتس روپیہ (محصول ڈاک علیحدہ) رکھی گئی ہے۔
ملنے کا پتہ :-
۱۸۔ کاگل والا بلڈنگ، دوسری پیر خان اسٹریٹ
ناگپاڑہ۔ بمبئی ۸ ۴۰۰۰۰۸

قارئین کیلئے
ضروری اعلان

"قومی راج" میں "قارئین کی رائے" کا سلسلہ جاری ہے۔
آپ قومی راج میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات کو پسند اور کس قسم کی تخلیقات کو ناپسند کرتے ہیں۔
حکومت کی کسی اسکیم پر بھی آپ بحث کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ سے زائد الفاظ پر مشتمل نہ ہو۔ اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمائیں۔

ایڈیٹر، پندرہ روزہ "قومی راج"
نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ،
مقابل منترالیہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی، کیوبا کے صدر اور ناوابستہ تحریک کے سابق چیئرمین ہزایکسی لنسی ڈاکٹر فیڈل کاسترو روز، ناوابستہ تحریک کے سیکریٹری جنرل شری نٹور سنگھ اور ساتویں ناوابستہ چوٹی کانفرس میں شرکت کے لئے آئے ہوئے مندوبین، ۷ مارچ ۱۹۸۳ء کو نئی دہلی کے وگیان بھون میں بھارتیہ راشٹریہ گیت کی تعظیم میں کھڑے ہیں۔

ریاستی خبریں

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف مہاراشٹرا سمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے پیش کردہ "شمسی کوکر" کا عملی مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ یہ مظاہرہ راج بھون میں ۱۹ مارچ کو پیش کیا گیا تھا۔

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف
ایک اسکولی طالب علم کو مسلح افواج فنڈ کے
لیے اچھی رقم جمع کرنے پر "سند" عطا کر رہے
ہیں۔ تقسیم اسناد کی یہ تقریب ۱۸ر مارچ، کو
راج بھون بمبئی میں منعقد ہوئی تھی۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل،
فلم ڈائرکٹر شری وی شانتا رام سے ۱۵ر مارچ
۱۹۸۳ء کو منترالیہ میں چلڈرنس فلم کمیٹی سے
متعلق تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔ شری [illegible]
کے دائیں جانب وزیر مالیات شری سوشیل کمار
شندے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

سری لنکا کے صدر شری جے وردھنے
نے ۱۴ر مارچ ۱۹۸۳ء کو اوبرائے ہوٹل
میں مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے پروٹوکول،
شری خان محمد اظہر حسین سے ملاقات کی۔
زیر نظر تصویر میں وزیر موصوف سے معزز
مہمان کو محو گفتگو دیکھا جا سکتا ہے۔

مرکزی وزیر مملکت برائے اطلاعات
نشریات شری ایچ - کے - ایل - بھگت
۱۹ مارچ کو وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل
سے آپ کی سرکاری رہائش گاہ "ورشا"
ملاقات کی اور اطلاعات و نشریات سے متعلق
مختلف مسائل پر سیر حاصل بحث کی۔
زیر نظر تصویر میں دونوں وزراء مصروف
گفتگو دیکھے جا سکتے ہیں۔
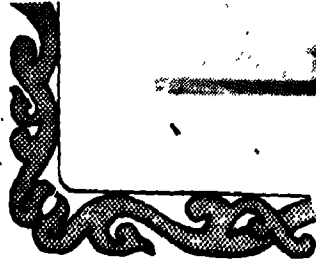
ڈاکٹر ایم جینسن کی سربراہی میں "ڈینش انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ" کے ایک وفد نے شری سدھا کرنا ئیک وزیر برائے ڈیری ترقیات و مویشی پالن سے حال ہی میں ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ زیر نظر تصویر میں وفد کے اراکین، وزیر موصوف سے مویشی پالن اور ڈیری کے لئے مفید جانوروں کی افزائش نسل سے متعلق امور پر اظہار خیال کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔

نیشنل ڈیفنس اکیڈمی کے افسران کی ایک میٹنگ ۱۵ر مارچ ۱۹۸۳ء کو منترالیہ میں منعقد ہوئی جس میں حکومت مہاراشٹر کے ایڈیشنل چیف سیکریٹری شری سندرامن نے خطاب کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم۔ ایل۔ اے دھاواری، بمبئی میں سنت ککیہ وکاس سنستھا کے زیرِ اہتمام گنیشر ودیا مندر ہائی اسکول کی عمارت کے لئے بھومی پوجا رسم ادا کررہی ہیں۔ آپ نے اس مجوزہ عمارت کا سنگِ بنیاد بھی رکھا۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں شریمتی پاٹل کے علاوہ وزیر برائے مالیات شری سوشیل کمار شندے اور "لوک ستہ" کے مدیر شری ودیادھر گوکھلے بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

...ن ے میر... پربھاری ... میئرپال استھانیکرج بھون، اندھیری، بمبئی میں ۱۷ مارچ کو متبادل ترقیات مرکز کے امکانات اور مسائل پر منعقدہ ریجنل ورکشاپ، کا افتتاح کر رہے ہیں۔

شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم۔ ایل اے حال ہی میں کمہارواڑہ ویلفیر سینٹر کے زیراہتمام ہندی فلم "وجیتا" کے چیریٹی شو کے موقع پر بطور مہمانِ خصوصی تقریر فرما رہی ہیں۔

زیرِ نظر تصویر میں دائیں سے بائیں، شری اکبر پریم جی، شری آر۔ پی۔ آنند، شری نصیر پٹھان میونسپل کونسلر، سیتا رام دیورا، فاؤنڈیشن کے ٹرسٹیز شری مہابیر پرشاد دیورا اور رامو دیورا اور شری شوکت حسین خاں، نظر آرہے ہیں۔

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1983

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، بمبئی کے سی۔ جے۔ ہال پر شلپی کیندر کی جانب سے ۲ مارچ کو منعقدہ دستکاری نمائش میں اشیاء نمائش دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب گورنر بیگم شری مومی جے۔ طائع یار خاں کی اہلیہ شریمتی عفریٹی طائع یار خاں دیکھی جاسکتی ہیں۔

نائب وزیرِ اعلیٰ شری رام راؤ آدک (دائیں جانب) شری دادا صاحب
اگروتی، چیئرمین بھادا صاحب ہیرے جینتی اتسو اور ادیباسی سیوا سمیتی
اعزاز میں مالیگاؤں میں یکم مارچ کو منعقدہ ایک تقریب میں چیئرمین موصوف
عزت افزائی فرما رہے ہیں۔ ڈاکٹر بلی رام ہیرے بھی شریک دیکھے جاسکتے
۔ بائیں جانب کی تصویر میں شریمتی پشپا تائی ہیرے، چیئرمین استقبالیہ
ی، شری دجے سنگھ موہتے پاٹل، انچارج وزیر ناسک ضلع اور
ری اے۔ ٹی۔ پوار، وزیر مملکت برائے سماجی بہبود دیکھے جاسکتے ہیں۔

حال ہی میں، ویں ناوابستہ ممالک
کی چوتھی کانفرنس، نئی دہلی میں منعقد ہوئی جس
میں شرکت کیلئے کئی سربراہانِ مملکت بمبئی ہوتے
ہوئے دہلی گئے۔ بمبئی میں ان سربراہانِ مملکت
کے استقبال کے لئے شاندار انتظامات
کئے گئے تھے۔ حکومتِ مہاراشٹر کی جانب سے
پروفیسر این۔ ایم۔ کامبلے، وزیر برائے پروٹوکول
اور شری خان اظہر حسین وزیر مملکت برائے
پروٹوکول نے مندوبین کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں (اوپر)
پروفیسر این۔ ایم۔ کامبلے، تنزانیہ کے صدر جولیس
کے نیریرے کا استقبال کر رہے ہیں جبکہ شری خان
اظہر حسین (نیچے) موریشش کے وزیر اعظم شری
اے۔ جگنوتھ کا استقبال کرتے ہوئے دیکھے
جا سکتے ہیں۔

10-4-83

جلد ۱ / شمارہ ۸

۱۰ / اپریل ۱۹۸۳ء

(ہر ماہ کی ۱۰ / اور ۲۵ / تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ : دس روپے قیمت فی کاپی : پچاس پیسے

نگراں : خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

ترتیب

صفحہ نمبر

سرورق

ناگپور میں سیمینار پر داغ ایک نرسری ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران مہاراشٹر نے شجرکاری مہم میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تقریباً ۱۲ کروڑ پودوں اور بیجوں کی بوائی کرکے ملک بھر میں اوّلیت حاصل کی ۔ سماجی جنگل بانی پروگرام کے لئے ریاست کے سالانہ منصوبہ برائے ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۲۰ء۸ کروڑ روپے مختص کیا گیا ہے ۔

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر :- ریاض احمد خاں

★ **منیر الدین امام - ایم - اے - بی - ایڈ**
صدر، اُردو ٹیچرس ایسوسی ایشن ضلع سانگلی (مہاراشٹر)

"قومی راج" ۱۰ر فروری ۱۹۸۳ء (یوم جمہوریہ خصوصی نمبر) پڑھا
قومی راج دن بہ دن اپنے روپ کو نکھارتے اور سنوارتے اپنی منزل بڑی
تیزی سے طے کر رہا ہے۔ یہ بات تو ہر کوئی تسلیم کرے گا، ترتیب،
تدوین، دیدہ زیبی اور جامعیت کے لئے ہم آپ کو تو نہیں بلکہ آپ کی
تخلیقی صلاحیتوں، انتھک کوششوں کو ضرور سراہیں گے۔ اور مبارکباد
پیش کریں گے۔ گاہے بہ گاہے اُردو ادب کے بارے میں جیسے...
تحریکِ آزادی میں شعرائے برار کا حصہ" وغیرہ مضامین شائع کرتے
ہیں جس سے "قومی راج" کی رونق اور دوبالا ہو جاتی ہے۔
اس شمارہ کی خاص بات یعنی تدریسی مسائل کو بھی آپ نے
قومی راج کے دامن میں جگہ دیتے ہوئے جناب چپلونکر صاحب کا "ہمہ جہتی
ترقیاتی پروگرام برائے مدرسین" شائع کیا - یہ بڑی اچھی بات ہے۔
اُردو کے مدرسے جو کہ آج کل مہاراشٹر کے شہروں اور دیہاتوں میں ہیں
ان کے بھی کچھ اپنے مسائل ہیں ان کی طرف آپ نے توجہ مبذول کی
اس لئے آپ کا بہت بہت شکریہ۔
بچوں کے لئے بھی آپ "قومی راج" میں جگہ دے کر ہمیں ممنون
و مشکور فرمائیں

★ **محمد اسلام الدین - جلگاؤں**

"قومی راج" جیسے صاف ستھرے رسالہ کا مطالعہ زندگی کا جز
ہو چکا ہے۔ شمارہ ۳ ، ۱۰ر فروری ۱۹۸۳ء میں تمام قومی نظمیں
بہت پسند آئیں۔ ڈاکٹر ایم آئی - ساجد کا مضمون "تحریک آزادی
میں شعرائے برار کا حصہ" خصوصاً بہت پسند آیا۔ میری جانب سے
مبارکباد پہنچا دیں۔ اگر قومی راج میں معیاری افسانے بھی شامل
کر دیئے جائیں تو بہت اچھا ہے۔ اتنے صاف ستھرے رسالہ کی اشاعت
پر آپ کو اور حکومت مہاراشٹر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

★ **ایس - ایچ - ہاشمی**
سب ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولس - پرتاپ گڈھ

پندرہ روزہ "قومی راج" کا ۱۰ر جولائی ۱۹۸۲ء کا
اتفاق سے ایک دوست کی وساطت سے نگاہ سے گذرا۔ اس
آپ کے اس معیاری رسالے کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملا تھا کیونکہ یہ رسال
الہ آباد اور پرتاپ گڈھ میں غالباً کہیں نہیں آتا ہے۔ بہرکیف مس
ہوئی کہ آپ ماہ میں دوبار اتنا ادبی اور معلوماتی پرچہ منظرِ عام پ
گذشتہ ۹ برس سے لا رہے ہیں۔ صفحات کی کمی کے باوجود مواد کا
اور منظوم حصہ خاصا جاندار ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیں۔

★ **سیدہ فہمیدہ پروین**
نظام کالونی - ناندیڑ - ۴۳۱۶۰۲ (مہاراشٹ

۱۰ر جنوری ۱۹۸۳ء کا "قومی راج" نظر نواز ہوا۔ مہاراشٹر
سیاسی و اقتصادی اہم و ترقیاتی معلومات کے علاوہ "اقبال
نظریہ شاعری" امریکہ میں ظرافت طبع" اور "اردو شاعری کے باوا آ
دلی دکنی" جیسے ادبی مضامین نے پرچہ کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ غ
کا انتخاب بھی ماشاءاللہ خوب ہے۔ سابقہ پرچوں میں جو ادبی مضامی
کی کچھ کمی محسوس ہوتی تھی وہ اس پرچہ میں محسوس نہ ہوئی۔ اگ
اسی طرح ادب نوازی کرتے رہیں تو ادب کے قدر دانوں پر نواز
ہوگی - اسمیں کوئی شک نہیں کہ "قومی راج" خوب سے خو
کی طرف گامزن ہے۔ جس کے لئے میری طرف سے دلی مبارک
قبول فرمائیے۔

★ **مہدی پرتاپ گڈھی**
معرفت: ایگزیکیٹیو انجینئر - اری گیشن ڈویژن - پرتاپگڈھ

۱۰ر فروری ۱۹۸۳ء کا شمارہ ملا "تحریک آزادی میں شعرائے
کا حصہ" ، ڈاکٹر ایم - آئی - ساجد کا مضمون اچھا ہے۔ اس قسم کے مضا
نئی نسل میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔
رسالہ میں چند ایک افسانے بھی شریک کریں تو اس کے وقار میں
اضافہ ہو جائے گا۔ طویل افسانے نہ سہی، منی افسانوں سے ؟
آغاز کریں۔

ہتھ کرگھا اور دستکاری کی اہمیّت

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے دِلّی میں ۸ رجون ۱۹۸۲ء کو "آل انڈیا ہینڈلوم اور ہینڈی کرافٹس بورڈ" کے مشترکہ اجلاس سے خطاب فرمایا تھا۔ آپ کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے۔

"ذاتی طور پر ہینڈلومس اور دستکاری اشیاء کی میں دلدادہ ہوں لیکن یہ دونوں صنعتیں ہمارے ملک کے عوام اور خصوصاً دیہی عوام کے لئے زبردست اہمیت کی حامل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زراعت کے بعد یہ دونوں صنعتیں ہی عوام کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان دونوں صنعتوں کی ٹھیک طرح سے دیکھ بھال ہو۔ ہینڈلومس اور دستکاری صنعت کے فروغ کو حکومت نے اپنی پالیسی میں شامل کیا ہے۔

۱۹۵۲ء میں ان دونوں اداروں کے لئے علیحدہ بورڈز تشکیل دیئے گئے ہیں اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ ہمارے ملک میں مشینوں کے استعمال کا عام رجحان فروغ پا رہا تھا۔ حالانکہ مشینیں غیر ضروری نہیں ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ مشینوں کے استعمال کے ساتھ ساتھ یہ خیال رکھا جائے کہ اس سے ہماری دستکاری مہارت کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ آج جبکہ پیداوار میں اضافہ کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ایسے موقع پر ان صنعتوں سے وابستہ افراد کے حالات زندگی میں بہتری اس طرح پیدا کی جانی چاہیئے کہ اس سے ان افراد کی ذاتی مہارت میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ یہ اس وجہ سے بھی ضروری ہے کیوں کہ ان صنعتوں میں خصوصاً بچے بھی ملازمت سے وابستہ ہیں جن کی تندرستی اور تعلیم سے غفلت نہیں برتی جا سکتی۔

ان صنعتوں کے ماہر کاریگروں کے لئے صرف قانونی یا مالی تحفظ ہی کافی نہیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان کی تیار کردہ مصنوعات صارفین میں مقبول ہوں۔ اس کا آسان مطلب یہ ہے کہ اول یہ مصنوعات اعلیٰ معیاری ہوں اور دوسرے یہ کہ صارفین کے مانگ کے مطابق اتنی بڑی تعداد میں دستیاب ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک فائدہ مند بات ہوگی کہ اگر اس فن کو بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ دیگر مصارف میں بھی کام میں لایا جائے۔
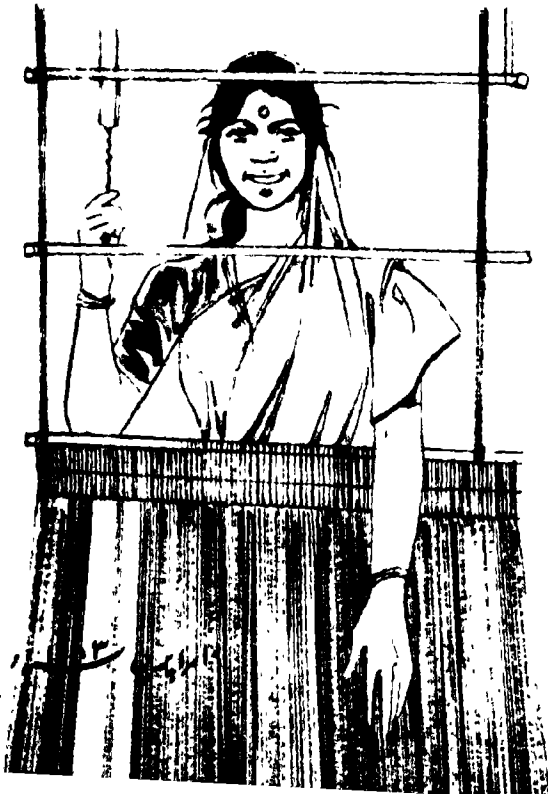
س کا غیر معقول رجحان

فن دستکاری میں آج کل مشینی مصنوعات کی نقل کا غیر معقول رجحان عام ہوتا جا رہا ہے جو تشویشناک ہے. مشینی مصنوعات کی نقل سے نقصان کا اندیشہ زیادہ ہے۔ کیوں کہ اس طرح کی نقل سے دستکاری صنائی نمونہ میں معیار کی بہتری تو دور کی بات، خود اس کی کھپت مشتبہ ہو جاتی ہے. ظاہر ہے نقلی شئے کی بجائے لوگ مشین سے تیار کردہ اصلی مصنوعات کو ہی زیادہ پسند کریں گے۔ اس طرح سے خود فن دستکاری پر ضرب لگتی ہے. کیا یہ ضروری ہے کہ دستکاری میں ہمیشہ سے مقبول پرانی روایات ہم خود ہی توڑیں...؟ حقیقت یہ ہے کہ دستکاری کا فن صدیوں سے مقبول رہا ہے اور جو روایت بنیادی طور سے پسندیدہ رہی ہے وہ کبھی بھی فیشن سے خارج قرار نہیں دی جا سکتی۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہماری ہینڈلومس اور دستکاری مصنوعات ان ممالک میں مشہور ہوتی جا رہی ہیں جہاں کا سماج پل پل کے لئے مشینوں پر انحصار کرتا ہے اور خود ہمارے ملک میں ہمارے عوام دستکاری کی بجائے بناوٹی اشیاء نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ کئی جگہوں پر بطور شان عزیز رکھتے ہیں۔ اس غلط رجحان کو دور کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر تشہیر کی ضرورت ہے. آج موقعہ ہے کہ ہم فن دستکاری کے مزید فروغ کے لئے نئے شعبہ تلاش کریں۔ فن دستکاری آج تعمیرات، دیوار کی سجاوٹ کے لئے کاغذی اشیاء یا زمین پر بچھانے کے لئے خوبصورت فلورنگ کی تیاری میں استعمال کی جا سکتی ہے۔

اشیاء کی معیاری نوعیت ہی مال کی کھپت کی ضامن ہے۔ لہٰذا معیار میں بہتری پیدا کرنے کے لئے منصوبہ بند کوششوں کی ضرورت ہے. یہ امر ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ لندن کے اوّل درجہ کے کم از کم تین اسٹورس میں ہندوستانی مصنوعات، کی فروخت کے لئے علیحدہ شعبہ رکھا گیا ہے اور یہاں ہندوستانی مصنوعات کی زبردست مانگ ہے؛ دستکاری نمونوں میں محنت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ زیادہ پائیدار اور خوبصورت ہوتی ہیں لیکن آج کل لوگ اس قدر مشینی بن گئے ہیں کہ وہ بہتر دستکاری اشیاء جس کی تکمیل کے لئے بہرحال وقت زیادہ لگتا ہے چھوڑ کر کم سے کم وقت میں مصنوعات تیار کرنا بلا تامل پسند کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی مصنوعات سے آمدا
زیادہ ہوتی ہے لیکن پائیداری کے لحاظ سے مارکیٹ میں ایسی مصنو
کا معیار گھٹ جاتا ہے۔ جس سے خود کاریگروں کا نقصان ہو
ہے اور ان کے بے روزگار ہونے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لیٔ
فن اور فنکاروں کے تحفظ کے لئے ایسی ایجنسیاں تشکیل دی جا
جانی چاہیئے جو کاریگروں کو صارفین کی پسند کے بارے میں اور
مصنوعات کی تیاری سے متعلق تکنیکی معلومات فراہم کر سکیں۔ اس
کے علاوہ اور اہم بات یہ ہے کہ جب تک دستکاری نمونے سابقہ
روایات پر قائم رہتے ہیں۔ کاریگروں کو ان مصنوعات کی تیار
میں کوئی دشواری نہیں ہوتی لیکن جوں ہی وہ اپنی روایت کے
خلاف کوئی نئے ڈیزائن میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ انہ
کس قدر تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر ایسی صنائی میں د
بات بھی پیدا نہیں ہوتی۔ حال ہی میں یوپی کے چند علاقوں میں
یہی تجربہ آزمایا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے نئے ڈیزائن کی اشیاء کچھ د
تک فروخت ہو سکے لیکن انہیں وسیع مارکیٹ ملنا مشکل ہے
اور نہ ہی انہیں برآمدات میں کوئی مقام مل سکتا ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ دستکاری اشیا کی تیاری میں ہم سابقہ روایات پر قائم رہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم نئی چیزیں نہ اپنائیں لیکن صرف اس بات کا خیال رکھیں کہ نئی چیزوں سے پرانی روایات متاثر نہ ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج ہینڈلوم کی برقراری میں ہندستانی عورتیں پیش پیش ہیں۔ آج ہندستانی عورت کا پسندیدہ لباس ساری ہے اور ہینڈلوم ساریاں اسی قدر مقبول بھی ہیں۔ ہینڈلوم اور دستکاری مصنوعات کی برآمدات میں بھی آج کل کافی اضافہ ہو چکا ہے۔ ۸۱-۱۹۸۰ء میں ہینڈلوم، اور دستکاری اشیا، بشمول زیورات کی برآمدات بالترتیب ۲۲۰ کروڑ روپیہ اور ۱۰۰۳ کروڑ روپیہ ریکارڈ کی گئی ہے۔

ہینڈلومس اور دستکاری بھارت کی تہذیبی روایت ہے۔ ان صنعتوں سے وابستہ لوگوں کی ایک انفرادیت ہے۔ اور اصل معنوں میں اس کا تحفظ نہ صرف مذکورہ صنعتوں کا تحفظ ہے بلکہ یہ ہمارے ملک کی تہذیبی روایت کا تحفظ ہے۔ لہٰذا ان ماہر کاریگروں کی مصنوعات میں کسی ذریعہ سے بہتری پیدا کی جا سکتی ہے تو اس کی کوشش ضرور ہونی چاہیئے لیکن کسی قسم کا خطرہ مول لئے بغیر۔ ☆

ضروری گذارش

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے خط یا لفافے کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب امور کے لیے جوابی خط/لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی تحریر فرمائیں۔
- ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

بلاک سطح پر منصوبہ بندی

حکومتِ مہاراشٹر نے ریاستی ترقیات کو وسعت دینے
کی غرض سے اوّل ضلع منصوبہ بندی کا طریقۂ کار اپنایا
تھا اور اب بلاک یا تعلقہ سطح کی منصوبہ بندی کے نئے
طریقہ پر عمل پیرا ہے۔ بلاک یا تعلقہ داری سرمایہ کی تقسیم و
انتظامی امور پر عمل آوری وغیرہ یہ سب اس نئے منصوبہ
کے نفاذ میں شامل ہیں۔

حکومتِ مہاراشٹر نے ۱۹۷۴-۷۵ء میں ترقیاتی منصوبہ بندی
کے طریقۂ کار میں تبدیلی کی تھی تاکہ ترقیات کی نوعیت کو مزید وسعت
دیتے ہوئے ضلع تک وسعت دی جاسکے۔ اس سال حکومت
نے اپنے طریقۂ کار میں دوبارہ تبدیلی کرتے ہوئے تعلقہ سطح کی منصوبہ
بندی پر عمل آوری شروع کی ہے۔ اس ضمن میں رہنما اصول کے طور
پر قطعی اقدامات سے پہلے منتخبہ تعلقہ یا بلاک میں شامل علاقوں کی
آبادی اور جغرافیائی رقبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے درکار سرمایہ اور دیگر
ضروریات کا خاکہ تیار کرلیا جاتا ہے۔

سرمایہ کی تقسیم

جس طرح ہر سال ضلع سطح کی اسکیمات کے لئے سالا
منصوبہ کی ۷۵ فیصد رقم مختص کی جاتی ہے۔ اسی طرح تعلقہ
کی اسکیمات کے لئے بھی یہی طریقہ اپنایا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ
مشاہدہ کیا گیا ہے کہ کل اسکیمات میں سے ۷۵ فی صد اسکیمات تعا
کی ترقیات و بہبود سے متعلق ہوتی ہیں اور صرف ۲۵ فیصد اسکیما
کا تعلق پورے ضلع سے ہوتا ہے۔ اس لئے ضلع اور تعلقا
کے لئے سرمایہ کی تقسیم کا تناسب ۷۵ : ۲۵ رکھا گیا ہے۔ ایسے
پروگرام جن پر اخراجات کا کچھ حصہ صرف کیا جاچکا ہے لیکن وہ تکمی
کے بعد ہی کارآمد ہوسکتے ہیں۔ ان پروگراموں کی تکمیل کے
لازمی طور سے ۱۰ فیصد سرمایہ مختص رکھا جائے گا۔ ضلع سطح کی اس
کے لئے ریاست سے ملنے والی رقم کی طرح اس سرمایہ کی تقسیم بھ
عمل میں آئے گی۔ اس طرح ۲۵ فیصد سرمایہ ضلع سطح کی اسکیما
کے لئے، ۱۰ فیصد بلاک سطح کی خصوصی اسکیمات کے لئے جو ضلع

سطح کی رقم میں سے فراہم کیا جائے گا۔ اور ۶۵ فیصد سرمایہ بلاک سطح کی اسکیمات کے لئے مختص ہوگا۔

ریاستی پلاننگ بورڈ نے گذشتہ سات سال کے تجربات، کی روشنی میں اضلاع کو سرمایہ کی فراہمی کے طریقہ میں مخصوص تبدیلیاں کی ہیں تاکہ ترقیات میں علاقائی توازن بحال کیا جاسکے۔ اب مذکورہ بورڈ کو اضلاع کے ساتھ ساتھ بلاک یا تعلقوں کے لئے بھی سرمایہ کی تقسیم کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس بارے میں کون سے طریقے اپنائے جانے چاہئیں۔ یہ باتیں ابھی پلاننگ بورڈ کے زیر غور ہیں۔ فی الحال طے کیا گیا ہے کہ علاقہ اور آبادی کے پیش نظر ۵۰ : ۵۰ کے تناسب پر عمل کیا جائے اور بعد میں رفتہ رفتہ رواں سال کے دوران تجربات کی روشنی میں اس میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

ترقیاتی منصوبہ کی تیاری

انتظامی نقطہ نظر سے ڈسٹرکٹ پلاننگ اور ڈیولپمنٹ کونسل (ڈی۔ پی۔ ڈی۔ سی) کی تعلقہ سطح پر ضمنی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی ان کمیٹیوں کے صدر متعلقہ علاقے کے ایم۔ ایل۔ اے، حضرات ہوں گے، چیئرمین پنچایت سمیتی اور بلاک ڈیولپمنٹ آفیسر، ممبر سیکریٹری اور "ڈی۔ پی۔ ڈی۔ سی" کے مقامی اراکین، بطور رکن شامل رہیں گے۔ یہ کمیٹیاں ضلع اسکیمات کی عاملہ ایجنسیوں سے سفارشات طلب کرنے کے علاوہ منصوبہ کی تیاری کے وقت ضلع افسران یا ان کے نامزد کردہ نمائندوں کو بات چیت کے لئے مدعو کیا کریں گی۔ یہ عمل صرف ضلع سطح کے لئے مختص ہوگا جبکہ تعلقہ سطح کی ضمنی کمیٹیوں کے تیار کردہ پروگرام صرف سفارشات کی شکل میں ڈی۔ پی۔ ڈی۔ سی کے روبرو قطعی فیصلہ کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ منصوبہ پر عمل آوری کا وقتاً فوقتاً یہ ادارہ جائزہ بھی لیتا رہے گا۔

رقم کی فراہمی کے معاملہ میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ بلاک سطح کے لئے منظور کردہ رقوم صرف متعلقہ بلاک میں ہی استعمال کی جاسکے اس لئے ایسی منظور شدہ رقوم، غیر منتقلہ ہوں گی۔ یہ فیصلہ قبائلی ضمنی منصوبہ بندی کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ منصوبہ بھی فراموش کردہ علاقوں کے کمزور طبقات کی بہبود کے لئے مخصوص ہے۔

بہرحال بلاک سطح کی منصوبہ بندی کا طریقہ ابھی بالکل ہی نیا ہے لہٰذا اس پر عمل آوری میں مشکلات اور رکاوٹیں ناگزیر ہوسکتی ہیں اس کے باوجود یہ طے ہے کہ اس طریقہ کو ختم نہیں کیا جائے گا بلکہ رفتہ رفتہ اس میں سدھار کیا جاتا رہے گا۔ ●

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر، ایرپہ کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی و معاشی ترقی پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک' صفائی مہم' چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر' قومی راج' ۱۵واں منزلہ، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

۱۰۱۔ اسٹارکی ٹاؤن ۔ ناگپور

اُردو۔ مراٹھی میں تہذیبی اور لسانی رشتہ

اُردو — زبردست قوّتِ نمو رکھنے والی زندہ زبان ہے ۔ یہی وہ قوّت ہے جس نے اس زبان کو بقاء اور نشوونما کے لئے ہر دور میں راہیں ہموار کی ہیں۔ اسی قوّت کے بدولت نامساعد حالات کے باوجود اس زبان میں غیرمعمولی سخت جانی بھی آئی ہے اور دلفریبی کی ادائیں بھی۔

ایک زندہ زبان کے پھلنے پھولنے ۔ ترّقی کرنے ۔ علاقائی زبانوں سے تال میل رکھنے اور باہمی لین دین کے ذریعہ اپنے ذخائر الفاظ کو بڑھانے کی جو نمایاں خوبیاں درکار ہیں وہ سب خوبیاں اُردو کو بدرجۂ اتم ودیعت ہوئی ہیں ۔ یہ جہاں کہیں بھی وجود میں آئی ہو اس پر کوئی بحث نہیں لیکن اتنی بات تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ جس جس علاقہ میں پہنچی ہے وہاں اس نے عوام سے بالراست رابطے قائم کئے ہیں اور ان کے دلوں میں گھر کرکے ان کی زبانوں پر چڑھی ہے اور چھوٹی بڑی زبانوں کے ساتھ لین دین کا سلسلہ جاری رکھا ہے ۔ چنانچہ علاقہ مہاراشٹر میں بھی اس زبانِ اُردو نے اپنی فراخ دلی اور وسعت نظری کا ثبوت دیتے ہوئے یہاں کی علاقائی زبان مراٹھی سے انس و یگانگت کا اٹوٹ رشتہ قائم کیا ہے ۔ اسی پریم اور پیار کے رشتے نے اسے مہاراشٹر جیسی عظیم ریاست میں حیرت انگیز توانائی ۔ قدروقیمت اور مقبولیت عطا کردی ہے ۔ اس نے یہاں کی مراٹھی زبان کو بہت کچھ دیا بھی ہے اور اس سے بہت کچھ لیا بھی ہے۔ اسی لین دین کا نیتجہ ہے کہ اس میں لسانی سطح پر سماجی اور تہذیبی اقدار کو اپنانے کی بےپناہ صلاحیتیں پیدا ہوگئی ہیں ۔

علاقۂ مہاراشٹر میں زمانۂ قدیم سے سنت صوفیوں کے مٹھوں اور مجلسوں سے لے کر عوامی میلوں ٹھیلوں تک اور راجوں مہاراجوں کی شاہی محفلوں سے لےکر بازار ہاٹوں اور کھیتوں کھلیانوں تک یہ دونوں زبانیں شانہ بہ شانہ مل کر لوگوں کی سماجی ضروریات کی تکمیل کا سامان فراہم کرتی رہی ہیں ۔

برسوں پہلے جہاں مراٹھی کے ہندو سنت سادھو بھگتی واد کے سُریلے راگ الاپ رہے تھے وہیں مسلمان صوفی ۔ اہل اللہ ۔ فقیر فقرا ' اپنے حسن اخلاق و انسانیت کا درس دینے والے پیغام چھوٹے چھوٹے دیہاتوں اور قصبوں کے گلی کوچوں میں پہنچا رہے تھے اور نگر نگر گھوم کر آپسی محبّت اور انسان دوستی کے دل پذیر نغمے سنانے میں مصروف تھے یہ نیک دل ۔ پاک طینت مہاپرش زبانوں کے بھید بھاؤ سے بے نیاز دلوں میں اتر جانے والی باتیں سُنا سُنا کر اتحاد و محبّت کی فضا پیدا کئے جا رہے تھے ان ہی کی پاکیزہ کوششوں کی بدولت

اُردو مراٹھی کو ایک دوسرے سے قریب آنے کے مواقع نصیب ہوئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں مراٹھی کے مشہور شاعر امرت رائے نے دکنی اردو میں بھی شاعری کی ہے اپنی مشہور مراٹھی تخلیق "سداما چرتر" میں انہوں نے اُردو مثنوی کی بحر۔ وزن۔ رنگ و آہنگ کو بڑے حسین و دلکش انداز میں اپنایا ہے۔ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

عجب ہے وہ ہستی عجب بے نیاز،
وہی ساری دنیا کا ہے کارساز
وہی ہے خطا بخش و صاحب غنی
اسی کوں کہے سارا عالم غنی
اسی نے بنایا زمین آسماں
پچوں آب اور آتش بنایا مکاں

اِن اشعار سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اُردو مراٹھی میں اٹوٹ رشتہ نہایت پاکیزہ روحانی جذبہ کے تحت قائم ہوا ہے صوبۂ مہاراشٹر کی تہذیبی پھول مالا میں ہمیں جہاں مراٹھی کے رنگا رنگ پھول نظر آتے ہیں وہیں اردو فارسی کے خوش رنگ، حسین و جمیل گلاب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ حقیقت تو یہی ہے کہ اردو مراٹھی کے درمیان تہذیبی رشتہ بہت پرانا۔ مضبوط، پائدار اور اٹوٹ ہے اور کیوں نہ ہو ع

پھل ہے یہ سیکڑوں برسوں کی شجر بندی کا

نہ جانے کیسے کیسے سادھوؤں سنتوں، کیا کیا پاک دل ولی منیوں نے کیسے کیسے دشوار گذار مراحل سے گذر کر اس پاک رشتہ کو استوار کیا ہے اور اپنے انس و محبت کے راگوں اور تصوّف و عرفاں کے پُر تاثیر ترانوں کے ذریعہ اس مقدّس تہذیبی رشتہ کو توانائیاں عطا کی ہیں۔ اس ضمن میں شاہ تراب چشتیؒ کی نظم "من سمجھاون" بے حد قابل قدر شاہکار ہے۔ یہ نظم مراٹھی کے سنت کوی رام داس کی مشہور تصنیف "مناچے شلوک" کا آزاد ترجمہ ہے اور مراٹھی کے باہمی رشتۂ قرابت کو رنگ تقدس عطا کرتی ہے۔ ان دونوں زبانوں کا یہ لسانی و تہذیبی تعلق جذباتی ہم آہنگی کا بہترین وسیلہ بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اسی رشتہ یگانگت کے باعث مراٹھی زبان میں اُردو، فارسی و عربی کے بے شمار الفاظ راہ پا چکے ہیں۔ مراٹھی کی لغت "شبدا دلی" اور قدیم ادب پاروں میں یہ الفاظ تلفظ کے قدرے فرق کے ساتھ جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ مہاراشٹر میں ہمیشہ زبانوں کے معاملے میں آپسی میں ملاپ کے روّیہ کو اپنایا گیا ہے۔ مراٹھی جیسی پراکرت سے ابھری ہوئی زبان کے ساتھ اُردو، فارسی کی پیوند کاری اپنی جگہ بے نظیر و بے مثال ہے۔ مہاراشٹر کی ادبی۔ تہذیبی اور سماجی زندگی کے ہر گوشے میں زبانوں کا یہ اتحاد اپنی بہار دکھاتے نظر آتا ہے۔ مراٹھی لاوَنی ہو کہ تماشا، ڈرامہ ہو کہ کھڑی گمت سب تفریحی اور سماجی تقریبات میں اُردو شاعری۔ اردو محاورے۔ اور فارسی کے تبدیل شدہ شکل میں آئے ہوئے الفاظ بے تکلف استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہاں زبانوں کے معاملے میں کوئی بھید بھاؤ یا کوئی بیر نہیں پایا جاتا بلکہ فصل سے زیادہ وصل کو عزیز رکھا جاتا ہے۔ آج بھی کوکن۔ پونہ، مغربی مہاراشٹر کے اکثر علاقوں میں نیز مراٹھواڑہ کے مسلمان گھرانوں میں جو مراٹھی بولی جاتی ہے اس میں اردو۔ فارسی۔ عربی کے الفاظ و محاورات بکثرت پائے جاتے ہیں۔

ہند آریائی زبان سے متعلق ہونے کی وجہ سے اُردو نے مراٹھی کو اور مراٹھی نے اردو کو اپنے مزاج و موقف سے قریب پایا ہے۔ بقول شری شنکر راؤ پنڈان:

"اُردو بہت سی ہندوستانی زبانوں سے اتنا قریبی میل رکھتی ہے کہ اس میں غیریت ذرا بھی نہیں پائی جاتی لیکن بالخصوص مراٹھی سے اس کا بہت قریبی اور گہرا تعلق ہے مراٹھی کے بھگتی واد والے سنتوں کے دوہوں اور ابھنگوں تک اُردو کا دامن پھیلا ہوا ہے، اردو کا یہ لسانی تہذیبی رشتہ ایک قدیم مقدّس رشتہ ہے ......"

حقیقت بھی یہی ہے کہ اس رشتہ کی برکتیں نگر نگر گلی گلی صاف نظر آتی ہیں۔ ہماری سیر سبز و شاداب سرزمیں مہاراشٹر کے ہرے بھرے کھیتوں اور لہلہاتی باڑیوں میں کتنے ہی سادہ لوح کسان اپنی بول چال میں مجور۔ تابھا۔ کندہ۔ آب چارہ۔ کھریف ربیع۔ دھیر۔ نشیب۔ کمبر۔ ماپھک۔ پانڈہ۔ حکم نامہ۔ جاہر نامہ دستور اور سند جیسے الفاظ بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اُردو نے بھی مراٹھی کے ساتھ اپنا لسانی ربط و تعلق برقرار رکھا ہے اور جہاں جہاں مناسب نظر آیا ہے یا شدید ضرورت محسوس

باقی صفحہ ۱۳ پر

• عبدالمجید سرور
۳۴۲ - نیاپورہ، گلی ۹۔ مالیگاؤں

حاصلِ مطالعہ

گنجینۂ معنی

کلامِ غالب پر تضمین ـــــ مہاراشٹر کا اردو کو تحفہ

گنجینۂ معنی۔ اختر مالیگانوی کی تضمین ہے۔ یہ مجموعۂ کلام غالب کے اردو دیوان پر مکمل شعری شرح کی حیثیت سے سامنے آیا ہے۔ غالب، ایک عبقری اور یگانۂ روزگار شخصیت کے مالک تھے ان کی شاعری، اپنے عہد سے شعری لفظیات، شاعرانہ روایات، تشبیہ و استعارات کا نادرِ روزگار استعمال، رموز و علائم کی نئی معنی آفرینی، اور بعض نئی اور انوکھی تراکیب اور معنوی تہہ داری کے لئے ممتاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود اپنے عہد میں اجنبی کی طرح جئے۔ فی الاصل غالب نے اردو غزل کو ایک نیا قالب، اور ایک نیا پیراہن دیا۔ انھوں نے بعض نامانوس، غریب اور اجنبی بحر و وزن میں بھی غزلیں کہی ہیں، صرف زحافات کی تبدیلی سے انھوں نے مجتہدانہ شان سے معلوم بحور و اوزان میں نیا تخلیقی پن نمایاں کرنے کی سعیِ بلیغ بھی کی ہے۔ مثال میں وہ غزل پیش کی جاسکتی ہے جس کا یہ مصرعہ مشہور ہے؎

"عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے"

اختر مالیگانوی۔ سرزمین مہاراشٹر کے کہنہ مشق شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کی عمر دو نسلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی قادرالکلامی اور قدرت شعر گوئی حیرت انگیز ہے۔ اس سے پہلے ان کی کئی کتابیں ادبی دنیا میں چکی ہیں۔ "زبورِ عرفاں"۔ "نغمۂ نو"۔ "شرکارِ ہم نشیں"۔ "جمالِ ہم نشیں" اور "سیال" کے نام سے آپ کے کئی شعری مجموعے اربابِ نظر سے خراج حاصل کرچکے ہیں آپ کے حلقۂ تلامذہ میں بعض قابلِ ذکر نام بھی آتے ہیں جنہوں نے شعر و ادب اور صحافت میں اپنی خدمات کے نقوش ثبت کئے ہیں۔

کہنہ مشقی کی اس عمر میں اختر صاحب ان اصنافِ ادب میں کام کر رہے ہیں۔ جو مشکل بھی ہیں۔ سنگلاخ بھی۔ جہاں اچھے اچھوں کا پتہ آب ہوتا ہے "سیال" اختر صاحب کی رباعیوں کا مجموعہ ہے رباعی ایک مشکل صنفِ سخن ہے جس پر کم اساتذہ نے طبع آزمائی کی ہے۔ جوش، فراق، یگانہ، کے علاوہ اور کئی شعرا نے اس وادی غیر ذی زرع میں افکار کی کشت سجائی ہے لیکن امجد حیدرآبادی کو اس صنف میں جو کمال حاصل ہوا وہ اور کسی کو نہیں ملا۔ سہیل مالیگانوی تو اب رباعیات کے شاعر ہوکر رہ گئے ہیں۔ نیاز فتحپوری اور ڈاکٹر ظ انصاری، سہیل صاحب کے اس فن کے قدرداں ہیں۔ اس صنف میں بھی اختر مالیگانوی نے "سیال" کے نام سے ایک شعری تجربہ اربابِ ادب کی نذر کیا ہے۔

اور آج مکمل اردو دیوانِ غالب کی تضمین گنجینۂ معنی، ہمارے سامنے ہے۔ تضمین غزل ہی کی طرح ایک مشکل صنف ہے۔ مرحوم شاد عارفی نے اس صنف میں غزل اور اختصارِ غزل کے عنوان سے ایک

نئی صنف کا آغاز کیا تھا۔ جو ان کے ساتھ ہی ختم ہوگئی لیکن تضمین کا فن آج بھی زندہ ہے۔

یہ ایک قدیم صنفِ سخن ہے۔ فارسی اور عربی شاعری میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ تضمین۔ عربی لفظ ہے۔ ض م ن اس کے حروف اصلیہ ہیں۔ بابِ تفعیل میں یہی حروف تضمین بن جاتے ہیں جیسے مصدری اسم .... (VERBAL NOUN) کی طرح بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جب عربی میں ضَمَّنَ الشَّاعِرُ کہیں گے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ شاعر نے دوسرے کے شعر پر مصرعہ پہنچا کر اسے اپنا لیا اردو شاعری میں بھی یہ صنف اسی سیاق و سباق میں کام آتی ہے۔

عربی شاعری کا مشہور واقعہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے بالکل صبح اپنے درباری شاعر ابو نواس کو طلب کیا۔ اور اسے یہ مصرعہ تضمین کے لئے دیا۔ "یا اَمِینُ اللّٰہِ مَا ھٰذَا الخَبَرْ" اے اللہ کے امین کیا اتنا دیڑی ہے کہ آپ اس وقت یہاں آگئے۔

ابو نواس نے فی البدیہہ تضمین میں شب گزشتہ میں خلیفہ کی خلوت میں گزرنے والے واقعے کو من و عن نظم کر دیا۔ زورِ کلام' اور تخیل کی بے پناہ قوت کے اس کرشمے کو دیکھ کر ھارون الرشید بے ساختہ چیخ پڑا وَاللّٰہِ کُنتَ مَعَنَا، "خدا کی قسم تو ہمارے ساتھ تھا۔ رات میں گزرنے والے اس واقعہ سے خلیفہ اور متعلقہ لونڈی، دو ہی افراد واقف تھے۔ یہ مصرعہ بھی اسی جاریہ نے ناوقت خلیفہ کو دیکھ کر حیرت سے کہا تھا اور اسی رات کی صبح ابو نواس کو طلب کیا گیا تھا۔

تضمین کا فن تقاضا کرتا ہے کہ شاعر، اصل شعر کی روح اخذ کرلے، اور شعر کے لفظی در و بست، ردیف و قافیہ اور بحر و وزن پر حرف نہ آنے دے۔ ان تمام چیزوں کی پابندی کرتے ہوئے۔ شعر کے معنوی پہلو کو نئے انداز سے نکھارنے، سنوارنے اور مؤثر بنانے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے تمام شاعرانہ تلازمات خود فراہم کرے، ماضی میں بھی اس کی فنی اہمیت رہی ہے۔ خود غالب نے بہادر شاہ ظفر کی غزل پر تضمین لکھی ہے۔ آیئے اس کا بھی جائزہ لیتے چلیں۔ بہادر شاہ ظفر کا شعر ہے ؎

کھینچ کے قاتل، جب تری شمشیر آدھی رہ گئی
غم سے جانِ عاشقِ دل گیر آدھی رہ گئی

اب دیکھئے غالب نے اس پر کیسے مصرعے پہنچائے ہیں، فرماتے ہیں ؎

گھستے گھستے پاؤں کی زنجیر آدھی رہ گئی
مرگئے پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی
سب ہی پڑھتا، کاش کیوں تکبیر آدھی رہ گئی
کھینچ کے قاتل جب تری شمشیر آدھی رہ گئی
غم سے جانِ عاشقِ دلگیر آدھی رہ گئی

اس طرح ظفر کے شعر کا عکس جمیں غالب کے ابتدائی تین مصرعوں سے مرتسم ہوگیا۔ ایک اور شعر کی تضمین بھی دیکھئے۔ ظفر کا شعر ہے ؎

مانگ کیا بیٹھا سنوارے ہے گلے لگ جا مرے
وصل کی شب اے بتِ بے پیر آدھی رہ گئی

غالب کہتے ہیں ؎

سب سے یہ گوشہ کنارے ہے گلے لگ جا مرے
آدمی کو کیوں پکارے ہے گلے لگ جا مرے
سر سے گر چادر اتارے ہے گلے لگ جا مرے
مانگ کیا بیٹھا سنوارے ہے گلے لگ جا مرے
وصل کی شب اے بتِ بے پیر آدھی رہ گئی

غالب کے کلام پر ان کے شاگرد رشید میر مہدی مجروح نے تضمین لکھی ہے۔ آیئے اس کا مطالعہ بھی کرتے چلیں۔ غالب نے کہا ہے

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو
اک تماشہ ہوا گلہ نہ ھوا

اس شعر کی میر مہدی مجروح نے ان تین مصرعوں سے تضمین کی ہے

دے خدا رحم ان حسینوں کو
کہ جلائیں نہ بد نصیبوں کو
رنج دیتے ہو، ہم غریبوں کو
جمع کرتے ہو، کیوں رقیبوں کو
اک تماشہ ہوا گلہ نہ ہوا،

یہ تمام اشعار بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے تجزیئے سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں شعراء نے جس شعری التزام کو برتا ہے۔ وہی اصل میں تضمین کے فنی رموز ہیں۔ ان میں تمام مصرعے باہم دیگر، ہم آمیز و ہم آہنگ ہیں، ایک دوسرے کی معنوی توضیح و شرح ہیں۔ ردیف اور قافیہ، بحر اور وزن سب ایک ہیں، مصرعے جو لگائے گئے ہیں وہ سب شعر کے اصل مزاج کی ہو بہو عکاسی کرتے ہیں۔

غالب اردو شاعری کا مقبول شاعر ہے، بے شمار ناقدین، اور محققین نے کلام غالب پر کام کیا ہے۔ ان کا اکثر حاصل مطالعہ غالب شناسی ہی میں نہیں اردو شاعری میں بھی اضافہ کرتا رہا ہے لیکن بعضوں نے تو اس درجہ غلو کیا ہے کہ غالب کے صاف اور سیدھے شعر کو بھی چیستاں بنا کر رکھ دیا ہے۔ ایسے محققین کی تحریریں خود عجائب گھر کی چیز بن گئی ہیں: بعض شارحین نے قلم ہاتھ میں لے کر دہ بنوٹ

تفصیلی ہے کہ غالب کو ہی زخمی کر گئے ہیں ۔

غالبیات پر مالک رام، ڈاکٹر ظ انصاری، مولانا امتیاز علی عرشی، پروفیسر آل احمد سرور، سند کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ ان اکابرین ادب کی کوششوں سے غالب کی شاعری، غالب کی زندگی اور اردو ادب میں اس کے مقام کا تعین ممکن ہوا ہے ۔ لیکن یہ سب کا سب نثری سرمایہ ہے ۔

اردو نظم میں غالب پر پہلی تضمین غالباً مرزا عزیز بیگ مرزا سہارنپوری نے لکھی ہے ۔ جو ۱۹۳۵ء میں چھپ چکی ہے ۔ اس کا نام مکمل منظوم شرح غالب ہے ـــ غالب کے کلام پر تضمین کا دوسرا اعزاز یہاں ا شہر کے قادرالکلام اور کہنہ مشق شاعر اختر مالیگانوی کو حاصل ہوا ہے ۔ اس پیشکش پر اہل اردو اختر صاحب کے شکر گذار ہیں ۔ انہوں نے دیوانِ غالب پر مکمل تضمین لکھ کر حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے ۔

غالب شناسی ایک علمی عیار ہے، جس پر کھرے کھوٹے علم کا امتیاز قائم کیا جا سکتا ہے ۔ ڈاکٹر ظ انصاری نے غالب صدی تقریبات کے موقع پر کہا تھا ۔ "غالب، اردو کا سب سے قد آور شاعر ہے، اس کے بعض اشعار کا مفہوم میں ۴۰ سال کے بعد سمجھ پایا ہوں، غالب اور اس کی شاعری کو خراج عقیدت پیش کرنے کا یہ بلیغ اسلوب ہے ۔ اختر صاحب نے غالب کی تضمین لکھ کر اردو ادب کی تاریخ میں خود کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا ہے ۔

آیئے، کچھ دیر اختر صاحب کے گنجینۂ معنی کی سیر کریں ۔ غالب کا یہ شعر اور اس کی تضمین دیکھتے چلیں ؎

جب میکدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو

یقیناً اہل علم، چھٹنا اور چھوڑنا کے فرق کو محسوس کر رہے ہونگے چھٹنا میں جبر ہے اور چھوڑنا میں اختیار پایا جاتا ہے ۔ یعنی میکدہ اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے نہیں چھوڑا گیا ۔ بلکہ جبری چھٹا ۔ اس لئے رند مشرب انتقام لینے کے لئے ایسی جگہوں کا انتخاب کرتی ہے جہاں یہ شئے ہی حرام ہے ۔ ملاحظہ کیجئے ۔ اختر صاحب نے کیا خوب مصرعے پہنچائے ہیں ۔

کیا میکدے سے ہٹ کے ہیں رکھنا جگہ کی قید
کیا دے گی ہم سے، رند کو زیبا جگہ کی قید
رکھتے ہیں شغل جام میں بے جا جگہ کی قید
جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو،

اختر صاحب نے فنی چابکدستی سے جو مصرعے جوڑ دیئے ہیں ۔ وہ شعر کا عطر نچوڑ کر قاری تک پہنچا دیئے ہیں ۔

قومی راج

ایک اور شعر پر تضمین ملاحظہ کیجئے ۔ مشہور شعر ہے ؎

سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست
لیکن خدا کرے وہ تری جلوہ گاہ ہو

یہ شعر کئی پہلو سے قابل غور ہے ۔ اول یہ کہ اس میں غالب دید کا اظہار، آخری نقطہ تک کیا گیا ہے ۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جیسا آزاد و خود بیں شخص، اپنے مذہبی معتقدات کو اسی طرح با[...] تسلیم کرتا ہے ۔ جس طرح بڑے سے بڑا مذہبی شخص کر سکتا ہے [...] مذہب کی فکر نہیں کرتا ۔ بلکہ بہشت کی تمام تعریفوں کو درست ما[...] تیسرا پہلو یہ قابل غور ہے کہ شعر میں معشوق کے حسن پرستانہ وار[...] کا جذبہ حاوی ہے اور یہی فدائیت بہشت کو اس کی جلوہ گا[ہ] کی خواہش میں بدل دیتی ہے ۔ اختر صاحب نے ان تمام پہلوؤں کو [...] کر بڑی دلکش تصویر اتاری ہے ۔ جس فکر و وجدان بھی لطف [...]

پوری بشر کی ہوگی وہاں ہر طلب درست
امواج سلسبیل و انار و عنب درست
دل کے لئے بھی مژدۂ عیش و طرب درست
سنتے ہیں، جو بہشت کی تعریف سب درست
لیکن خدا کرے وہ تری جلوہ گاہ ہو

غالب کی مشہور غزل آئے ہے ۔ جائے ہے ۔ کے ردیف و [...] میں اپنے تھکے تھکے، گہرے لہجے، غم ناک احساس، حقیقی واردات [...] سبب قاری کے دل میں ہلکی ہلکی ٹیس پیدا کر دیتی ہے ۔ اس کا ایک شعر سنیئے ؎

دور چشم بد، تیری بزم طرب سے واہ واہ
نغمہ ہو جاتا ہے واں، گر نالہ میرا جائے ہے

شعر میں غالب اپنے اصل روپ میں نمایاں ہے ۔ وہی معشوق [...] چھیڑ چھاڑ، وہی طنز و تعریفیں، وہی غرور عشق کے انداز اس میں پائے جا[تے] ہیں ۔ اختر صاحب نے غالب کے اس روپ میں اپنے تخیل سے جو رنگ آمیزی کی ہے وہ قابل داد ہے ؎

سانس لینا ہے گراں، غم کے سبب سے واہ واہ
دل رہا محروم، اس رخسار و لب سے واہ واہ
شاکی تقدیر ہوں، اپنی طلب سے واہ واہ
دور چشم بد تری بزم طرب سے واہ واہ
نغمہ ہو جاتا ہے واں، گر نالہ میرا جائے ہے

ہائے عشق کا وہ مرحلہ جب عاشق، دشت نوردی، جنون آبلہ [...] اور رسوائی تک نہ پہنچا ہو، لیکن دل اسی خواری کا جویا ہو ۔ غالب

اس بات کو یوں کہا ہے ؎

عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ
رہ گیا تھا، دل میں جو کچھ ذوقِ خواری ہائے ہائے

اخترؔ صاحب نے اس تصویر کو یوں نمایاں کیا ہے. اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا کر دیا ہے ؎

چھیڑتی، الفت کی اخترؔ، تھا، کہاں الفت کا رنگ
پھر بھی آخر رنگ لا کر ہی رہا حسرت کا رنگ
چڑھ رہا تھا، دل کے آئینے پہ کچھ حیرت کا رنگ
عشق نے پکڑا نہ تھا غالب ابھی وحشت کا رنگ
رہ گیا تھا، دل میں جو کچھ ذوقِ خواری ہائے ہائے

"گنجینۂ معنی" سے چند اشعار کی یہ تضمینیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اخترؔ صاحب نے تضمین کے فن میں بھی فکر و فن کے دیئے جلائے ہیں۔ اردو شاعری میں غالب کی شاعری، ہر دور اور ہر عہد میں پسند کی گئی ہے اور کی جائے گی، اسی طرح اخترؔ مالیگانوی کی تضمینوں سے پُر "گنجینۂ معنی" بھی اخترؔ مالیگانوی کو باقی رکھے گی اور یہی چیز اردو ادب کی تاریخ میں مہاراشٹر اور مالیگاؤں کا شاندار مستقبل بن کر جگمگاتی رہے گی۔ ●●

صفحہ 9 سے آگے

بقیہ:- اردو مراٹھی رشتہ

ہوئی ہے نہایت کھلے دل کے ساتھ مراٹھی زبان کے الفاظ کو اظہارِ خیال میں مدد دینے کے لئے بے جھجک اپنے دامن میں سمو لیا ہے۔ کوکن، مرٹھواڑہ اور برار کے علاقوں میں روزانہ بول چال کے دوران اردو میں کتنے ہی مراٹھی کے الفاظ، محاورے، اشارے، علامتیں وغیرہ استعمال کرلی جاتی ہیں۔ غرض یہ کہ مہاراشٹر کے ہر گھر، ہر آنگن میں، ہر بازار، ہر کھیت کھلیان میں اتحادِ زبان کا جلوہ صاف نظر آتا ہے۔ تاریخی، لسانی اور تہذیبی نقطۂ نظر سے ان زبانوں کا یہ اتحاد اہم بھی ہے اور مفید بھی۔ ان دونوں زبانوں کے بے شمار الفاظ کے آپس میں گھل مل جانے کے انداز نے ان زبانوں کے بولنے والوں میں تہذیبی، لسانی سطح پر ایک خاص قسم کا جذباتی رابطہ قائم کر دیا ہے جو انس و محبت کے ساتھ جیو اور جینے دو کے ایک مقصد کی تکمیل کے لئے بڑا نیک فال ہے۔ ●●●

قارئین کیلئے ضروری اعلان

آپ قومی راج میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات پسند کرتے ہیں اور کس قسم کی تخلیقات کو ناپسند کرتے ہیں۔
حکومت کی کسی اسکیم پر بھی آپ بحث کرسکتے ہیں اور اگر اس سلسلہ میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کرسکتے ہیں۔ بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ الفاظ سے زائد پر مشتمل نہ ہو۔

اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمایئے:

مدیر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ہم سب ایک ہیں

شیخ محمد جعفر مونی
بی۔اے (آنرس)
اردو ٹیچر، میونسپل مدرسہ
بولو پڑی۔ پونے ۳۰

میرے دیش کے لوگو جاگو جاگو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

مانا غریبی ہم سے ہے قریب
غربت لکھا ہوا اپنا نصیب
اپنی محنت سے اس دیش کو سجا دو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

دھوپ کڑی منزل بھی دور پڑی
پریم کی لگاؤ ہتھکڑی
نوجوں سے کھیلو منزل پار لگا دو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

بندھو، سمتا اور سوتنترتا
دیش کا ترنگا یہ کہتا
وقت کے چمکیلے خنجر کو مٹا دو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

ڈاکٹر امبیڈکر

... ہے وہ امبیڈکر
نازشِ گلستاں ہے وہ امبیڈکر

ناز کرتی ہے جس پر وطن کی زمیں
فخرِ ہندوستاں ہے وہ امبیڈکر

جس کی کرنوں سے پائی ضیاء قوم نے
نیرِ ضوفشاں ہے وہ امبیڈکر

قیادت پہ جس کی ہے سب کو یقیں
رہبرِ رہبراں ہے وہ امبیڈکر

سینچا دستور کو جس نے خونِ جگر سے
محترم باغباں ہے وہ امبیڈکر

جس نے کچلے ہوؤں کو اٹھا کر چلایا
بازوئے ناتواں ہے وہ امبیڈکر

بے زبانوں کو بخشی ہے جس نے زباں
بے زباں کی زباں ہے وہ امبیڈکر

حبیب رتھپوری
اردو مڈل اسکول،
نیر بنگلائی تحصیل: مورسی
ضلع: امراؤتی

دلوں میں بسا ہے وہ سب کے یہاں
گو نظر سے نہاں ہے وہ امبیڈکر

وطن کی فضا آج بھی ڈھونڈتی ہے
کہاں ہے کہاں ہے وہ امبیڈکر

اس پہ ہر دم کی خدا کی رہے رحمتیں
کہیں بھی جہاں ہے وہ امبیڈکر

وہ روشن منارہ ہے سب کو حبیب
جو عظمت نشاں ہے وہ امبیڈکر

نوٹ:۔ جو وطن کے لئے قربان ہو جاتا ہے وہ شہید ہے اور شہید کبھی نہیں مرتا۔ اس لئے صیغۂ حال کا استعمال کیا ہے۔

ظفر گورکھپوری

الف ۲/۴ - نیومیونسپل کالونی،
دیونار - بمبئی ۴۳

زندگی نے مجھے سوغات انوکھی دی ہے
تیشہ اک ہاتھ میں، اک ہاتھ میں بنسی دی ہے

بن جانے کہ ہوس جسم سے کیا کیا لے جائے
ر کے ہاتھ میں صندوق کی کنجی دی ہے،

نی آسانی سے مشہور کیا ہے خود کو
ں نے اپنے سے بڑے لوگوں کو گالی دی ہے

ہ سمندر تجھے پی جائے گا دھیرے دھیرے
س سمندر نے مچھیرے تجھے مچھلی دی ہے

تحاشہ میں ترے گھر کی طرف بھاگا ہوں
شینوں نے ذرا دیر جو چھٹی دی ہے

گی دی ہے مجھے آگ کے دریا کی طرح
اترنے کے لئے موم کی کشتی دی ہے

آکاش کا، دھرتی کا بچھونا دے کر
ے کم اس نے مجھے نیند تو میٹھی دی ہے

بھیگے ہوئے ہاتھوں سے سنبھالو گے ظفر
ں نے کاغذ پہ بنا کر تمہیں تتلی دی ہے

ا ج

سرور حسن خاں سرور

ٹی - اے ۲۸۲۴ - بلاسی/ایس پی - اے،
ایس ایس وائی - بی ۱۰ ای، ایل
غازی آباد (یوپی)

وہ تو اپنا تھا مرے حال پہ دشمن رویا
بے حسی وہ کہ مجھے لوٹ کے رہزن رویا

خودستائش نے خیالات کو وہ زخم دئے
میرے افکار کی پستی پہ مرا فن رویا

سب ہی گم سم ہیں یہاں چارہ گرو تم ہی کہو
مجھ میں کیا تھا جو مری موت پہ مدفن رویا

میرے چہرے کی خراشوں کو گنانے والا
کبھی ہمت تو کبھی توڑ کے درپن رویا

بند کمروں سے خموشی کے سوا کیا ملتا
بے وجہ میرے خیالات کا آنگن رویا

میری تنہائی میں ڈوبی ہوئی تحریروں کا
ہر ورق ہو کے تری یاد سے روشن رویا

چند ٹوٹے ہوئے جملے کئی بے ربط حروف
یاد آئے تو مری فکر کا بچپن رویا

ذکی طارق

۱۹ - جی - ٹی - روڈ - غازی آباد یوپی

حدِ نگاہ تک کسی منظر میں کچھ نہ تھا
جب ساتھ تم نہ تھے تو مرے گھر میں کچھ نہ تھا

دستِ کرشمہ ساز نے چمکا دیا اسے
آذر یہ کہہ رہا ہے کہ پتھر میں کچھ نہ تھا

میرا خیال رنگ کی صورت نکھر گیا
ورنہ شبِ وصال کے منظر میں کچھ نہ تھا

عارض پہ گیسوؤں کی تھی چلمن پڑی ہوئی
تیرے سوا تو واقعی دفتر میں کچھ نہ تھا

ارمان چیختا تھا کہ بستر میں ہے کوئی
آنکھیں یہ کہہ رہی تھیں کہ بستر میں کچھ نہ تھا

یہ اور بات ہے کہ خدا بو ستا ملا،
ورنہ تو اس نحیف سے پیکر میں کچھ نہ تھا

۱۰ اپریل ۱۹۸۳ء

ڈاکٹر امبیڈکر

...یب رتھپوری
...د مڈل اسکول،
...پگلائی تحصیل: مورسی
ضلع: امراؤتی

ہستی جاوداں ہے وہ امبیڈکر
نازشِ گلستاں ہے وہ امبیڈکر

ناز کرتی ہے جس پر وطن کی زمیں
فخرِ ہندوستاں ہے وہ امبیڈکر

جس کی کرنوں سے پائی ضیاء قوم نے
نیّرِ ضو فشاں ہے وہ امبیڈکر

قیادت پہ جس کی ہے سب کو یقیں
رہبرِ رہبراں ہے وہ امبیڈکر

سینچا دستور کو جس نے خونِ جگر سے
محترم باغباں ہے وہ امبیڈکر

جس نے کچلے ہوؤں کو اُٹھا کر چلایا
بازوئے ناتواں ہے وہ امبیڈکر

بے زبانوں کو بخشی ہے جس نے زباں
بے زباں کی زباں ہے وہ امبیڈکر

دلوں میں بسا ہے وہ سب کے یہاں
گو نظر سے نہاں ہے وہ امبیڈکر

وطن کی فضا آج بھی ڈھونڈتی ہے
کہاں ہے کہاں ہے وہ امبیڈکر

اس پہ ہر دم کی خدا کی رہے رحمتیں
کہیں بھی جہاں ہے وہ امبیڈکر

وہ روشن مینارہ ہے سب کو حبیبؔ
جو عظمت نشاں ہے وہ امبیڈکر

نوٹ:۔ جو وطن کے لئے قربان ہو جاتا ہے وہ شہید ہے اور شہید کبھی نہیں مرتا۔ اس لئے صیغۂ حال کا استعمال کیا ہے۔

*

ہم سب ایک ہیں

شیخ محمد جعفر صوفی
بی۔اے (آنرس) بی ایڈ
اُردو ٹیچر، میونسپل مدرسہ ۷۹
بوبوپڑی۔ پونے ۳۱

میرے دیش کے لوگو جاگو جاگو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

مانا غریبی ہم سے ہے قریب
غربت لکھا ہوا اپنا نصیب
اپنی محنت سے اس دیش کو سجا دو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

دھوپ کڑی منزل بھی دور پڑی
پریم کی لگاؤ ہتھکڑی
موجوں سے کھیلو منزل پار لگا دو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

بندھو، سمتا اور سوتنترتا
دیش کا ترنگا یہ کہتا
وقت کے چمکیلے خنجر کو مٹا دو
"ہم سب ایک ہیں" اتنا تم بتا دو

ظفر گورکھپوری

الف ۴/۶ - نیو میونسپل کالونی،
دیونار - بمبئی ۴۳

زندگی نے مجھے سوغات انوکھی دی ہے
تیشہ اک ہاتھ میں، اک ہاتھ میں بنسی دی ہے

کون جانے کہ ہوس جسم سے کیا کیا لے جائے
چور کے ہاتھ میں صندوق کی کنجی دی ہے،

کتنی آسانی سے مشہور کیا ہے خود کو
میں نے اپنے سے بڑے لوگوں کو گالی دی ہے

وہ سمندر تجھے پی جائے گا دھیرے دھیرے
جس سمندر نے مچھیرے تجھے مچھلی دی ہے

بے تحاشہ میں ترے گھر کی طرف بھاگا ہوں
ان مشینوں نے ذرا دیر جو چھٹی دی ہے

زندگی دی ہے مجھے آگ کے دریا کی طرح
پار اترنے کے لئے موم کی کشتی دی ہے

چھپّر آکاش کا، دھرتی کا بچھونا دے کر
کم سے کم اس نے مجھے نیند تو میٹھی دی ہے

کیسے بھیگے ہوئے ہاتھوں سے سنبھالو گے ظفر
اس نے کاغذ پہ بنا کر تمہیں تتلی دی ہے

سرور حسن خاں سرور

ٹی - ۱ اے ۲۸۴۴ - پی سی / ایس پی - اے،
ایس ایس وائی - بی ۱۰، ای، ایل
غازی آباد (یوپی)

وہ تو اپنا تھا مرے حال پہ دشمن رویا
بے حسی وہ کہ مجھے لوٹ کے رہزن رویا

خود ستائش نے خیالات کو وہ زخم دئے
میرے افکار کی پستی پہ مرا فن رویا

سب ہی گم سم ہیں یہاں چارہ گرو تم ہی کہو
مجھ میں کیا تھا جو مری موت پہ مدفن رویا

میرے چہرے کی خراشوں کو گنانے والا
کبھی ہمت تو کبھی توڑ کے درپن رویا

بند کمروں سے خموشی کے سوا کیا ملتا
بے وجہ میرے خیالات کا آنگن رویا

میری تنہائی میں ڈوبی ہوئی تحریروں کا
ہر ورق ہو کے تری یاد سے روشن رویا

یہ چند ٹوٹے ہوئے جملے کئی بے ربط حروف
یاد آئے تو مری فکر کا بچپن رویا

ذکی طارق

۱۹ - جی - ٹی - روڈ - غازی آباد یوپی

حدِ نگاہ تک کسی منظر میں کچھ نہ تھا
جب ساتھ تم نہ تھے تو مرے گھر میں کچھ نہ تھا

دستِ کرشمہ ساز نے چمکا دیا اسے
آذر یہ کہہ رہا ہے کہ پتھر میں کچھ نہ تھا

میرا خیال رنگ کی صورت بکھر گیا
ورنہ شبِ وصال کے منظر میں کچھ نہ تھا

عارض پہ گیسوؤں کی تھی چلمن پڑی ہوئی
تیرے سوا تو واقعی دفتر میں کچھ نہ تھا

ارمان چیختا تھا کہ بستر میں ہے کوئی
آنکھیں یہ کہہ رہی تھیں کہ بستر میں کچھ نہ تھا

یہ اور بات ہے کہ خدا بولتا ملا،
ورنہ تو اس نحیف سے پیکر میں کچھ نہ تھا

• عامر برقی اعظمی
ایف - ۲۳، نیول سیولین ہاؤسنگ کالونی
کانجور مارگ - بمبئی ۴۰۰۰۷۸

رنگ زہد اے ساقی اگر مرا اتر جاتا
منزل ملاکت سے یہ جہاں گزر جاتا

رات کے جھروکے سے جھانکتے اگر گلشن
چاندنی کے سائے میں کارواں سنور جاتا

روشنی سلامت تھی، دل کے موڑ پر ورنہ
دب کے اک حسیں پتھر کلی کی رات مر جاتا

زندگی کے یہ رشتے دائمی اگر ہوتے
موت کی خبر سن کر آدمی تو ڈر جاتا

خون دل بہانے کی کیا تمہیں ضرورت تھی
رات کی نمی پا کر گلستاں نکھر جاتا

تم نے ہیر پر ناحق فوقیت دی رانجھا کو
نقرئی حوالوں سے حاشیہ ابھر جاتا

فقر کی ردا عامر کام آ گئی ورنہ
زندگی کا شیرازہ مطلقاً بکھر جاتا

• عطاالرحمٰن طارق
۹/۹۴، فاطمہ بائی بنگلہ، کے کے روڈ،
جیکب سرکل - بمبئی ۴۰۰۰۱۱

تمام عمر خود اپنے ہی ناسپاس رہے
عجیب لوگ تھے دانستہ بے لباس رہے

وہ کون ہے کہ جو میری سمجھ سے باہر ہے
نظر سے دور رہے دل کے آس پاس رہے

ہوا ہے خون خرابہ بہت محلے میں
گلی کو چاہیئے کچھ دیر تک اداس رہے

یہ معجزات کی دنیا، یہ شعبدوں کا جہاں
زبان گنگ رہے، دم بخود قیاس رہے

سیاہ جھنڈیاں، دیکھی گئی ہیں سڑکوں پر
کواڑ بند ہوئے، لوگ بدحواس رہے

ابھی سروں پہ ہیں موجود سازشی بادل
درونِ شہر ابھی کام جو ہراس رہے

یہ ٹھیک ہے کہ بڑی احتیاط کی طارق
مگر یہ سچ ہے کہ ناعاقبت شناس رہے

• طالب ممتاز
نواپارا راجم، رائے پور، مدھیہ پردیش

اب تو نغمے بھی غم انگیز ہیں نالوں کی طرح
پھر بھی ہم ساز بجاتے ہیں جیالوں کی طرح

راہِ ظلمت میں چمکتا ہے مرا عزمِ سفر
گرد اڑ اڑ کے بکھرتی ہے اجالوں کی طرح

جو تشفی کوئی مجھ کو دے نہ سکا ان کا جواب
میرے ہاتھوں میں لکیریں ہیں سوالوں کی طرح

انگلیاں موڑ کے پھیلاتے ہیں وہ دستِ خلوص
پاؤں رکھتے ہیں تو شطرنج کی چالوں کی طرح

ان کی پرواز نے زہرہ پہ کمندیں ڈالیں
ہم نزاکت میں رہے زہرہ جمالوں کی طرح

وہ ستاروں سے پلٹ آئے حقائق لیکر
ہم خلاؤں میں بھٹکتے ہیں خیالوں کی طرح

آگ بھڑکاتے ہوئے پھولوں سے گزری ہے نسیم
قطرے شبنم کے نظر آتے ہیں چھالوں کی طرح

میں نے ہر راہ پہ منزل کے جلائے ہیں چراغ
میرے قدموں کے نشاں بھی ہیں اجالوں کی طرح

دل تو کیا چیز ہے ہم جان بھی دیدیں طالب
کاش مانگے تو کوئی مانگنے والوں کی طرح

۲۰ نکاتی پروگرام کے لئے ہمہ گیر اقدامات

وزیر اعلیٰ

ریاستوں میں ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کا جائزہ لینے کی غرض سے نئی دہلی میں حالیہ وزراء اعلیٰ کی کانفرنس میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے اس سلسلے میں سرکاری اقدامات کی تفصیلات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ریاست میں گذشتہ اکتوبر سے خشک سالی کی وجہ سے پانی کی قلت سے متاثرہ ۰۰۰ء۱۴ دیہاتوں میں سے اس ماہ کے اواخر تک تقریباً ۰۰۰ء۱۰ دیہاتوں کو پانی مہیا کیا جا سکے گا۔ آپ نے مزید کہا کہ ۲۰ نکاتی پروگرام کے مطابق گذشتہ دو مہینوں سے ہمہ گیر اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری پاٹل نے بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ ریاست میں پینے کے پانی کی فراہمی سے متعلق پروگراموں پر اب تک ۸۰ کروڑ روپیہ صرف کیا جا چکا ہے جبکہ اس پر لاگت کا اندازہ ۱۰۲ کروڑ روپیہ سے زیادہ ہے۔ نیز یہ کہ مقررہ نشانہ کی بہ نسبت اس پروگرام پر عمل آوری کے نتائج ۳ گنا زیادہ ہیں۔

شری پاٹل نے زمین کو دوبارہ خارج از استعمال ہونے کے پیش نظر ذخیرۂ آب کی ضرورت پر زور دیا نیز خشک کھیتی کے فروغ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اس ضمن میں ۲۰ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ مربوط دیہی ترقیاتی اسکیمات کا ذکر کرتے ہوئے شری پاٹل نے بتایا کہ گذشتہ اکتوبر سے امسال مارچ تک مذکورہ پروگرام میں ۵۷ فی صد ترقی کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ آپ نے دیہی بنکوں کی جانب سے عدم تعاون کی وجہ سے پروگرام پر عمل آوری میں حائل دشواریوں کا بھی ذکر کیا۔

وزیر اعلیٰ نے مزید بتایا کہ دیہی علاقوں میں بے گھر افراد کو مکانات کی فراہمی کے سلسلے میں ۹۶ فیصد نشانہ حاصل کرتے ہوئے ریاستی حکومت نے ۵ لاکھ خاندانوں میں سے ۴۵ء۷۵ لاکھ افراد خاندان کو جھونپڑے مہیا کئے ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ دیہی علاقوں میں بے گھر افراد کی نشاندہی کے لئے ۱۹۷۹ء کی طرح سروے کے نئے ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں تاکہ باقی ماندہ افراد کو بھی رہائشی مکانات کے لئے جگہیں یا جھونپڑے مہیا کئے جا سکیں۔

شری پاٹل نے اپنے بیان کے آخر میں پروگرام کی کامیابی کے لئے عوام اور رضاکارانہ انجمنوں سے عملی تعاون کی خواہش ظاہر کی۔ اور یقین دلایا کہ مہاراشٹر ۲۰ نکاتی پروگرام پر موثر عمل آوری میں پیش پیش رہے گا۔

صنعتی تنازعات میں تشدد کی روک تھام صنعتوں کو وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی!

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے صنعت کاروں سے اپنی ایک اپیل میں صنعت کاروں کو مزدوروں کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کا احساس دلاتے ہوئے آگاہ کیا کہ وہ صنعتی تنازعات میں نام نہاد ٹریڈ یونین لیڈروں کی (انتہا پسندی) اور دباؤ کا کوئی نوٹس نہ لیں۔ آپ نے صنعت کاروں کو یقین دلایا کہ صنعتی تنازعات میں تشدد کی روک تھام کے لئے حکومت ہر ممکن اقدام کرے گی۔

وزیر اعلیٰ ۲ اپریل کو انجینئرنگ ایکسپورٹ پروموشن کونسل (ای۔ ای پی سی) کے زیر اہتمام ایکسپورٹرز کو انعامات کی تقسیم کے لئے منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔

وزیر اعلیٰ نے عالمی بازار میں مقابلہ آرائی میں کامیابی اور برآمدات میں اضافہ کے لئے زیادہ اونچے پیمانہ کی صنعتوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی تیار مصنوعات کی قیمتوں میں تخفیف کریں۔

شری پاٹل نے برآمدات کی معیاری و اعدادی بہتری کی ستائش کی اور برآمدی اداروں کو درپیش مسائل کا جائزہ لینے کے لئے ریاستی سطح پر سرکاری یا غیر سرکاری ایک کمیٹی کی تشکیل کی بابت ایکسپورٹ کونسل کی تجویز پر غور کرنے کا یقین دلایا۔

ای۔ ای۔ پی۔ سی ویسٹرن ریجن کے چیئرمین نے اپنی تعارفی تقریر میں کہا کہ ملک کی انجینئرنگ مصنوعات کی برآمدات میں دیگر ریاستوں کے مقابلے میں مہاراشٹر سر فہرست ہے۔ آپ نے بتایا کہ ۱۹۵۶ء میں انجینئرنگ مصنوعات کی کل برآمدات صرف ۵ کروڑ روپیہ تک تھی جبکہ امسال ۱۳۰۰ کروڑ روپیہ کی برآمدات متوقع ہے۔

اس جلسہ میں وزیر اعلیٰ نے ۸۷ ایکسپورٹرز کو انعامات تقسیم کئے۔ ان میں سے ۳۷ چھوٹے پیمانے کی صنعتی یونٹوں سے وابستہ تھے۔

کونسل کے ڈپٹی ریجنل چیئرمین شری ایسر و شاہ نے شکریہ ادا کیا۔

* * *

شیو چھترپتی ایوارڈ

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے راج بھون میں ۳۰ مارچ کو منعقدہ ایک خصوصی تقریب میں ٹیبل ٹینس کے بہترین کھلاڑی شری پرتو ویاس کو بعد از مرگ شیو چھترپتی ایوارڈ دیا۔

۱۷ سالہ شری پرتو ویاس دماغی پھوڑے کے آپریشن کے بعد صحت یاب نہ ہوسکے اور ان کی موت واقع ہوئی۔ یہ ایک رقت انگیز منظر تھا جب شریمتی بلقیس لطیف کے ہاتھوں انعام حاصل کرتے وقت آنجہانی شری پرتو ویاس کے والد شری بی۔ ویاس اپنے آنسو نہ روک سکے اور بے تحاشہ رو پڑے۔

تھانے ضلع کی ترقی
نائب وزیر اعلیٰ کو چیک پیش کیا گیا

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے ۴ مارچ کو بمبئی میں ۰۰۰و۲۸و۱ روپیہ کی رقم بذریعہ دو چیک قبول کی جو تھانے ضلع میں تلسری تعلقہ کے ستر کر دیہی علاقہ کی ترقی کے لئے دی گئی ہے۔ نائب وزیر اعلیٰ نے یہ چیک مذکورہ علاقہ کی ترقیات کے لئے نامزد کردہ مہاراشٹر گوپالن سمیتی کے جنرل سیکریٹری شری ونود گپتا ایم ایل سی کو دیئے۔

مذکورہ رقم سمیتی کے نائب صدر شری آنند شنکر پانڈیا اور شری پرتاپ شنکر پانڈیا کی جانب سے آشرم شالا کی تعمیر کے لئے دیئے گئے ایک لاکھ روپیہ اور یہاں کنوؤں کی کھدائی کے لئے آرکیٹیکٹ شری کرم چند دودھیا کی جانب سے دیئے گئے ۲۸ ہزار روپیوں پر مشتمل ہے۔

مہاراشٹر گوپالن سمیتی نے ستر کر علاقہ کی ترقیات کے لئے آئندہ تین سالوں میں مختلف امور پر تقریباً ۰۰۰و۳۰و۱۲ روپے اخراجات کا اندازہ لگایا ہے۔

اس موقع پر شری پرتاپ راؤ بھوسلے وزیر برائے دیہی ترقی شری مرلی دیورا ایم ایل سی، شری او۔ پی۔ بہل اور مذکورہ سمیتی کے اراکین بھی موجود تھے۔

خشک سالی سے متاثرہ دیہاتوں میں پانی کی فراہمی
وزیر اعلیٰ کی صنعت کاروں سے تعاون کی اپیل

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے کونسل ہال میں ۳۱ مارچ کو منعقدہ ایک میٹنگ میں ممتاز صنعت کاروں اور تاجروں سے اپیل کی کہ وہ ریاست کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں پینے کا پانی فراہم کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔

وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ کل ۱۴ ہزار متاثرہ دیہاتوں میں سے تین ہزار دیہاتوں میں پانی کی فراہمی کے لئے ٹینکروں اور بیل گاڑیوں کے سوائے کوئی اور متبادل ذریعہ میسر نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ صنعت کاران دیہاتوں میں فراہمی آب کے لئے مختلف اسکیمات عمل میں لاکر حکومت کی مدد کریں نیز حکومت کو واٹر ٹینکر، ڈرلنگ اور بورنگ مشینیں فراہم کریں۔

میٹنگ میں طے پایا کہ کمشنر برائے خشک سالی راحت اقدامات شری وی رنگناتھن صنعت کاروں کو اس سلسلے میں ضروری معلومات فراہم کریں گے اور مناسب اسکیمات کے سلسلے میں صنعت کاروں کی رہنمائی کریں گے۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، وزیر برائے دیہی ترقیات شری پرتاپ راؤ بھوسلے اور ایم ایل سی شری مرلی دیورا بھی میٹنگ میں شریک تھے۔

میڈک کے ذریعہ سال رواں میں ۳۸۵ شیڈ کی تعمیر
پس ماندہ علاقوں کے لئے ۲۶۵ شیڈس۔

مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن بورڈ (میڈک) کی ایک حالیہ میٹنگ میں سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ریاست کے مختلف علاقوں میں ۳۸۵ شیڈ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان میں سے ۲۶۵ شیڈس ریاست کے پس ماندہ علاقوں میں تعمیر کئے جائینگے۔ نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے کونسل ہال میں ۵ اپریل کو منعقدہ اس میٹنگ کی صدارت کی۔

میٹنگ میں وزیر مملکت برائے صنعت شری کلپا اوادڈے اور سیکریٹری محکمہ داخلہ شری بی۔ کے۔ چوگلے کے علاوہ بورڈ کے دیگر

اراکین بھی شریک تھے۔

میٹنگ میں بورڈ نے آئندہ سال کارپوریشن کی متعدد اسکیمات پر عمل آوری کے لئے ۵۶ کروڑ روپیوں کے بجٹ کی بھی منظوری دی۔

کارپوریشن کے چیف ایگزیکیٹیو افسر شری پریم کمار نے چیئرمین شری رام راؤ آدک اور وائس چیئرمین شری اواڈے، کو گلدستے پیش کئے۔

یوم مہاراشٹر کے موقع پر دفع پولیو مہم

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ، وزیر برائے صحت عامہ نے اپنے ایک حالیہ اعلان میں بتایا کہ یکم مئی کو "یوم مہاراشٹر" کے موقع پر، بمبئی عظمیٰ میں جسمانی معذوری پیدا کرنے والی بیماری کے دفع کی مہم وسیع پیمانے پر چلائی جائے گی۔

ڈاکٹر شریمتی راؤ نے یہ اعلان ۲۵ مارچ کو حاجی علی پر انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے ۱۴ ویں سالانہ اجلاس کے افتتاح کے موقع پر بطور مہمان خصوصی اپنی تقریر کے دوران کیا۔ ڈاکٹر ایف۔ ایس۔ دیسائی نے صدارت فرمائی۔

وزیر موصوفہ نے اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے طبی پیشہ افراد سے عملی تعاون کی درخواست کی۔ آپ نے اس موقع پر ایک سوونیئر کا بھی اجراء کیا۔ آپ نے آبادی پر قابو پانے کے لئے مروجہ سرکاری اقدامات میں تعاون کرنے کے لئے اطباء سے اپیل کی اور نس بندی سے متعلق سرکار کی نئی ترغیبی اسکیم کی جانب توجہ دلائی۔

ماہر سرجن ڈاکٹر ای۔ پی۔ بروچہ نے اجلاس کا افتتاح کیا۔ ڈاکٹر ایس۔ ایس۔ ودوے، جوائنٹ اعزازی سیکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔

قومی راج میں شائع شدہ مواد حوالہ کے ساتھ یا بلاحوالہ نقل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم جس شمارے میں یہ مواد شامل ہو اس کی ایک کاپی چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ فرمائیں۔

(ادارہ)

ایڈیٹر "قومی راج" کو
مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو اکادمی کی جانب سے
بچوّں کے اَدب پر انعام

بچوں کے ادب کے ممتاز مصنف شری ریاض احمد خاں کو آپ کی تصنیف "ہار کی تلاش" پر ۱۰۰۰ روپے کا نقد انعام دیا گیا۔ بچوں کے لئے لکھی شری خان کی یہ مسلسل چھٹی تصنیف ہے۔ آپ نے اس سے قبل بھی اپنی تصنیفات پر متعدد ریاستی اور قومی انعامات حاصل کئے ہیں۔

مذکورہ کتاب ایک مکمل کہانی کی شکل میں ہے۔ جس کے پس منظر میں بچوں میں حوصلہ مندی اور جرأت کے علاوہ انہیں زندگی کی انمول قدروں کا پاس رکھنے کا سبق سکھایا گیا ہے۔

چھوٹی صنعتوں کے لئے
سیل کی تشکیل

ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے صنعت، بمبئی، نے ایک مشاورتی سیل تشکیل دیا ہے جس کے ذریعہ مہاراشٹر میں صنعتی صورتِ حال امکانات اور خصوصاً چھوٹی صنعتوں کے لئے درکار لوازمات سے متعلق جانکاری حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ رجسٹریشن، ایکسپورٹ، امپورٹ لائسنس، جگہوں کی فراہمی اور منظور شدہ مال کی تیاری کی بابت بھی مذکورہ سیل کے ذریعہ صنعت کار رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔

یہ سیل ڈائرکٹر برائے صنعت کی زیر نگرانی قائم کیا گیا ہے۔ جس کا دفتر نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، بمقابل منترالیہ میں واقع ہے۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۴ر فروری ۱۹۸۳ء کو دلی میں اپنی رہائش گاہ پر "مولانا آزاد۔ ایک سیاسی ڈائری" کا افتتاح فرمایا۔ اس تقریب میں وزراء، ممبرانِ پارلیمنٹ، علماء و معززین کے ساتھ "مولانا آزاد۔ ایک سیاسی ڈائری" کے مؤلف شری آثر بن یحییٰ انصاری (بائیں سے تیسرے) شریک تھے۔ وزیراعظم کے ہمراہ ڈاکٹر نجمہ ہیبت اللہ بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

خبریں ۔ تصویروں میں

گورنر مہاراشٹر شری آئی، ایچ لطیف کے ہاتھوں ٹیبل ٹینس کے بہترین کھلاڑی آنجہانی کمار پارتھیو ویاس کے والد شری بی۔ ویاس نے "چھترپتی ایوارڈ" حاصل کیا۔ ۱۷ سالہ کمار پارتھیو ویاس کا دماغی پھوڑے کی وجہ سے انتقال ہو چکا ہے۔ زیرِ نظر تصویر میں ٹرافی حاصل کرنے کے بعد سوگوار شری بی۔ ویاس، گورنر موصوف اور بیگم بلقیس لطیف کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف
حال ہی میں راج بھون بمبئی میں خون کا عطیہ
دیتے ہوئے
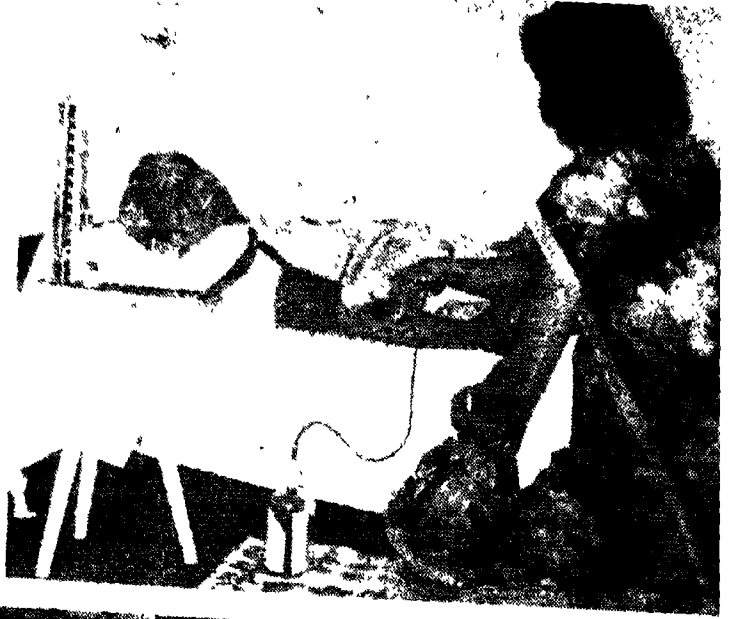
وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل،
۲ر اپریل ۱۹۸۳ء کو ناناوتی ہسپتال
دلے پارلے، بمبئی کے نئے میڈیکل ہال کی
بھومی پوجا رسم ادا کر رہے ہیں۔
زیر نظر تصویر میں آپ کی اہلیہ شریمتی
شالینی تائی پاٹل بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

شری سوشیل کمار شندے، وزیر
برائے مالیات، کونسل ہال، بمبئی میں ۳۰ر
مارچ کو منعقدہ ایک تقریب میں ٹکسال
کے سینئر ورکس منیجر شری کے۔ پرکھلن
کو ٹرافی پیش کر رہے ہیں۔
تصویر میں معروف فلم اداکار شری
دیو آنند بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، کونسل ہال، بمبئی میں ۳۱ مارچ کو منعقدہ صنعت کاروں کی ایک میٹنگ میں، ریاست میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں فراہمیٔ آب کی بابت حاضرین سے تبادلۂ خیالات کر رہے ہیں۔ آپ نے اس میٹنگ میں ان علاقوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے میں صنعت کاروں سے عملی تعاون کی بھی اپیل کی۔ آپ کے بائیں جانب نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، ۳۱ مارچ کو، کونسل ہال بمبئی میں شری گلاب راؤ پاٹل، ایم۔ ایل۔ اے، سے بیمار شکر ملوں کی بابت رپورٹ وصول کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے مختلف قونصل کے تقریباً ۳۵ نمائندوں سے ۳۰ مارچ ۱۹۸۳ء کو سہیادری گیسٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

شری وٹھل راؤ گاڈگل، مرکزی وزیر، برائے مواصلات ۳۰ مارچ کو منترالیہ میں ڈاک وتار نظام مواصلات سے متعلق منعقدہ ایک میٹنگ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل سے تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں، نائب وزیر اعلیٰ، شری رام راؤ آدیک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

سنگاپور کے سفیر ڈاکٹر حاجی یعقوب بن محمد، کونسل ہال، بمبئی میں ۳۱ مارچ کو وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل سے ملاقات کے دوران محوِ گفتگو۔
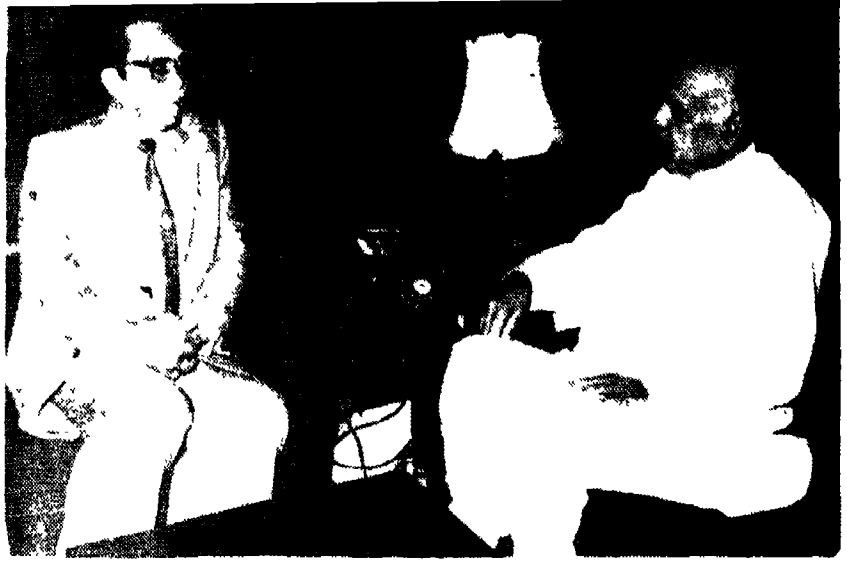
وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، تاج محل ہوٹل، بمبئی میں ۲ ؍ اپریل ۸۳ء کو منعقدہ ایک تقریب میں "بہترین ایکسپورٹرس" کے درمیان ایوارڈ تقسیم کر رہے ہیں۔

شری عبدالعظیم، وزیر مملکت برائے مکانات، خصوصی امداد و نشہ بندی کے اعزاز میں حال ہی میں ضلع بیڑ میں ڈاکٹر ذاکر حسین ٹیلرنگ اسکول کی جانب سے ایک استقبالیہ منعقد کیا گیا۔
اس موقع کی تصویر میں وزیر موصوف اظہار تشکر فرما رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب احمد بن عبود اور اسکول کے سیکریٹری شری نعیم زاہد تشریف فرما ہیں۔

(اوپر) سری لنکا کے صدر شری
جے۔ آر۔ جے وردھنے کا ۱۲ مارچ کو سہار ائیرپورٹ
پر آمد کے وقت پروفیسر این۔ ایم۔ کامبلے،
وزیر برائے پروٹوکول استقبال کر رہے ہیں۔
صدر موصوف نئی دہلی میں، ویں ناوابستہ ممالک
کی چوٹی کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس لوٹتے
ہوئے بمبئی آئے تھے (نیچے) مسٹر ایف۔ اے۔
رینے، صدر، سے شیلز، ۱۲ مارچ کو مذکورہ
کانفرنس سے واپسی پر، بمبئی کے سہار ائیرپورٹ
پر شری خان اظہر حسین وزیر مملکت برائے
پروٹوکول کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

A FESTIVE DAY IS COMING, DON'T BLOW IT OFF
LADY LUCK IS WAITING, DON'T MISS THE CHANCE

GUDI PADVA SUPER BUMPER DRAW

A COMMON PRIZE FOR SIX SERIES

Rs. 10,00,000

FIRST PRIZE IN EACH SERIES

Rs. 1,00,000

Total prizes
1332385

Total prize amount
Rs. 56,80,000

DATE OF DRAW
14-4-1983

TICKET
Re. 1/-Only

DGIPR

MAHARASHTRA STATE LOTTERY

شائع کردہ :- شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ :- گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴ / گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس۔ پونے

قومی راج

۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۸۳ء 25-4-83

۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کا جائزہ لینے کے لئے ۱۴ اپریل کو نئی دہلی میں وزراءِ اعلیٰ کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس کا افتتاح شریمتی اندرا گاندھی نے کیا۔ زیرِ نظر تصویر میں شریمتی اندرا گاندھی افتتاحیہ تقریر فرما رہی ہیں۔ آپ کے بائیں جانب مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی، شری شنکر راؤ چوان اور دائیں جانب مرکزی وزیر برائے مالیات شری پرنب مکھرجی دیکھے جا سکتے ہیں۔

اسی موقع کی مندرجہ ذیل تصویر میں دوسری ریاستوں کے وزراءِ اعلیٰ کے درمیان وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل (بائیں جانب سے دوسرے) اور مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ دیکھے جا سکتے ہیں۔

جلد ۱۰
شمارہ ۸

۲۵ر اپریل ۱۹۸۳ء

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے
نگراں : خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

زرِ سالانہ دس روپے

قیمت فی کاپی پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ :
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۳۲ ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

صفحہ نمبر

پرنسپل اِفتخارالحق دبیر عثمانی ایم اے
نیازیان۔ امروہہ (یوپی)

۱۰ر جنوری کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ کتابت اور چھپائی اور کاغذ خوب ہے۔ جریدہ دلکش ہے، تمام مضامین نظم و نثر معیاری ہیں اور قابل تحسین ہیں "اقبال کا نظریۂ شاعری" معین الدین صاحب نے خوب تحریر کیا ہے ایشیائی کھیلوں پر تبصرہ بھی اچھا کیا گیا ہے۔ ایسا کامیاب اور اعلیٰ مضامین سے آراستہ جریدہ نکالنے پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔

• ادیب سیّد مقصود علی مقصود
نزد اتواری پوسٹ آفس۔ ناگپور ۲

۲۵ر فروری ۱۹۸۳ء کے قومی راج" میں جناب نثار اختر انصاری کا مضمون "شاہنامۂ ہند" ایک جائزہ "پڑھا فروغ صاحب یقیناً ایک بے مثال کام انجام دے رہے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں یہ سب سے طویل نظم ہوگی۔
خدا فروغ صاحب کو سلامت رکھے۔

عطاالرحمٰن طارق
۹۲/۹ - فاطمہ بائی بنگلہ کے۔ کے۔ روڈ۔ جیکب سرکل، بمبئی ۱۱

"قومی راج" کا مطالعہ پابندی سے کرتا ہوں۔ ان دنوں آپ نے ادبی اور سیاسی شخصیتوں پر مضامین کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ انتہائی معلومات افزا اور مفید ہے۔ اسے جاری رکھیں۔

• مطیع الرحمٰن
امین آباد چوک۔ لکھنؤ (یوپی)

"قومی راج" اپنی انفرادیت کے لحاظ سے ہندوستان کا ایک مثالی رسالہ بن گیا ہے۔ مبارکباد قبول فرمایئں۔ نظموں، غزلوں کے ہمراہ آرٹ ورک، نظم یا غزل کی مناسبت سے جو نکا دینے والے انداز میں شامل ہوتے ہیں اور یہ خوبی پہلی بار صرف "قومی راج" میں ہی دیکھنے کو ملی۔

قلندر رضوی
عطاء ازہری بک ایجنسی
۳۵/۱، کمہار محلہ۔ ہبلی۔ ۵۸۰۰۲۸

انتہائی مسرت ہوتی ہے جب بھی" قومی راج "موصول ہوتا ہے ہر بار اپنی نئی شان کے ساتھ پاتا ہوں۔ آپ حضرات کی لگن و کاوش قابل صد ستائش ہے۔ ریاستی پالیسیوں اور ادبی خدمات کو لئے یہ مصور رسالہ مہاراشٹر کی حکومت کا ایک بہترین نمونہ اور نقش قدم ہے۔ دوسری ریاستوں کو بھی ایسا ہی قدم اٹھانا چاہیئے۔
اُردو زبان کے ادیب و شعراء جو"قومی راج "کے لئے خدمت انجام دے رہے ہیں وہ قابلِ مبارکباد ہیں ساتھ ہی اس کا عملہ بھی اپنی لگن و کاوش کے لئے "قابل ستائش و مبارکباد ہے لہٰذا مبارکباد قبول فرمائیں۔

• شہناز عروس
خیل زئی۔ شاہجہاں پور (یو۔پی)

"قومی راج" اعلیٰ علمی، تحقیقی، معلوماتی مضامین۔ اور معیاری نظموں، غزلوں کے ساتھ بڑے خوبصورت ڈھنگ سے شائع ہو رہا ہے۔ آپ حضرات کی محنت قابل داد ہے حکومتِ مہاراشٹر کو مبارکباد کہ اس قدر دل کش اردو رسالہ ہر پندرہ روز بعد اس قدر کم قیمت میں پیش کیا جاتا ہے

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کے زرّیں خیالات

اشوک کھراڈے۔ بی، ۵/۲۰۴، گورنمنٹ کالونی، باندرہ (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۵۱

"میں مہاراشٹرین ہوں لیکن اس سے پہلے میں ہندوستانی ہوں" یہ الفاظ اس محب وطن شخصیت کی وسیع النظری کا ثبوت ہیں۔ جن کا نام "ڈاکٹر بابا صاحب" ہے۔ حال ہی میں، ملک بھر میں ۱۴ اپریل کو آپ کا جنم دن مناکر اس عظیم شخصیّت کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر امبیڈکر دھرم سے متعلق اپنے زاویۂ نگاہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"دھرم انسان کے لئے ہے۔ انسان دھرم کیلئے نہیں جس دھرم میں بغیر کسی معقول وجہ کے ان گنت لوگوں کے ساتھ بیجا سلوک کیا جاتا ہے، کسی خاص طبقے کے افراد کے لئے اس زمین پر جینا مشکل کردیا جاتا ہے۔ لوگوں کو ان بنیادی سہولتوں اور رعایتوں سے بھی محروم رکھا جاتا ہے جو جانوروں کو بلا روک ٹوک حاصل ہیں۔ اسے دھرم کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ایسے دھرم کو دھرم نہیں کہا جا سکتا..."

ہندو دھرم

ڈاکٹر امبیڈکر نے ہندو دھرم کو ایک مینار سے تشبیہہ دی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

"ہندو دھرم ایک مینار ہے اور اس کی ہر ذات ایک منزلہ ہے۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس مینار میں سیڑھی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ایک منزلہ سے دوسرے منزلے پر جانے کا کوئی راستہ نہیں۔ آدمی جس ذات یا منزلہ میں پیدا ہوتا ہے اُسے اسی میں جینا مرنا ہوتا ہے۔ نچلے منزلے کے لائق اور ذہین افراد اپنی لیاقت اور ذہانت کے باوجود اوپری منزلوں میں داخل نہیں کئے جا سکتے۔ اور اسی طرح اُوپری منزلہ کے نالائق افراد کو نچلی منزلوں میں نہیں ڈھکیلا جاسکتا۔

ڈاکٹر امبیڈکر ہندو دھرم کے مصلح تھے۔ ہندو سماج میں انقلاب لاکر اپنے سماج کے افراد کی فلاح وبہبود کے لئے راہیں ہموار کرنا ان کا اوّلین مقصد تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے ایک جگہ اچھوتوں سے مخاطب ہوکر کہا تھا۔

"دُنیا میں زندہ رہنا کوئی قابلِ فخر امر نہیں۔ کسی طرح سے زندگی گذاری جاتی ہے۔ شمشان میں مُردے کے نام سے رکھا ہوا اناج کھاکر کوّے سالہا سال زندہ رہتے ہیں۔ کیا ان کی زندگی کو زندگی کہا جاسکتا ہے

موت سے خائف ہونا کیا معنی ؟ مہا بھارت میں ایک بہادر جنگجو کی بیوی اپنے بیٹے سے کہتی ہے "سَو برس کی بے مقصد زندگی سے کہیں بہتر ہے کہ لمحہ بھر کے لئے اپنی جوانمردی کا مظاہرہ کرکے موت کی آغوش میں چلا جائے" اب وقت آیا ہے کہ یہ کہانی ہمارے طبقہ کی ہر ماں اپنے بیٹے کو سنائے۔ ہمیں اپنے پُرکھوں کی طرز زندگی ترک کرکے زندگی کو مقصدی بنانا ہے۔"

ہندو دھرم کے ماننے والے ہر ایک فرد کے لئے مساوی سماجی، سیاسی اور معاشی حقوق حاصل کرنا ڈاکٹر امبیڈکر کا نصب العین تھا آپ فرماتے ہیں۔

"ہندو دھرم کہتا ہے کہ سب انسان ایشور کی کائنات ہیں۔ ان میں اُونچ نیچ کا بھید بھاؤ نہیں کیا جا سکتا۔ ہندو دھرم کا یہ اُصول مساوات کا پیغام دیتا ہے اور سماج کی بنیاد بھی مساوات پر قائم ہے۔ خود ہندو جو اس راہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ اِس سے ان کی اپنے دھرم کی بابت لاعلمی کا اظہار ہوتا ہے۔"

گول میز کانفرنس میں شرکت

سنہ ۱۹۳۰ء کی گول میز کانفرنس میں باباصاحب نے دلت طبقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے دکھ رِستے ہوئے زخموں کی طرح ہیں۔ سوا سو برس کے برٹش راج کے باوجود ہمارے دکھ دور نہیں ہوئے اسی لئے یہ دلتوں کا مطالبہ ہے کہ بھارت کی حکومت عوام کی۔ عوام کے لئے اور عوام کی جانب سے ہی ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندستانی اپنے ملک پر راج کریں تو عوام کی حکومت ہی اس نئے راج کے دستور کی کسوٹی ہوگی۔"

اس طرح باباصاحب نے لندن کی گول میز کانفرنس میں دلتوں کے حقوق کی حفاظت کی اور ۲۷ فروری سنہ ۱۹۳۱ء کو بھارت واپس آئے۔ دوسری گول میز کانفرنس سے قبل گاندھی جی نے آپ کو بلا بھیجا۔ گاندھی جی اور امبیڈکر کی یہ ملاقات بمبئی کے منی بھون میں ہوئی۔

گاندھی جی نے کہا: "آپ کے دل میں اپنے مادر وطن کی خدمت کے جذبے کی شدت کا اندازہ مجھے گول میز کانفرنس کی اخباری رپورٹوں سے ہوا۔"

امبیڈکر صاحب نے جواب دیا

"گاندھی جی، آپ کہتے ہیں کہ یہ میری جنم بھومی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ میری جنم بھومی نہیں۔ جس ملک میں ہماری حالت جانوروں سے بھی بدتر ہے اس ملک اور اس کے دھرم کو میں تو کیا کوئی بھی خوددار دلت اپنا ملک اور اپنا مذہب نہیں کہے گا۔ اگر میرے ہاتھوں اس ملک کی کوئی خدمت ہو رہی ہے تو وہ میرے شعور کی بالیدگی کا نتیجہ ہے۔ ملک کا نقصان نہ کرتے ہوئے دلتوں کے حقوق کس طرح حاصل کئے جائیں یہ فکر مجھے پریشان کئے ہوئے ہے۔"

لوک شاہی اور امبیڈکر

لوک شاہی کے معنی ہوتے ہیں عوام کا راج لوک شاہی میں بغیر کسی خون خرابے کے سماجی و معاشی اِنقلاب لایا جاتا ہے۔ لوک شاہی سے متعلق باباصاحب کے خیالات ملاحظہ ہوں۔

"لوک شاہی کی کامیابی کے لئے سماج کے مختلف طبقات کو ایک نظر سے دیکھنے کا اصول عام ہونا چاہیئے۔ حکومت کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے لئے ایک حزب مخالف ہونا چاہیئے۔ عدالت اور اِنتظامیہ میں شخصی مساوات کے اُصول کی پابندی کی جانی چاہیئے آزادی، مساوات، انصاف اور بھائی چارہ یہ لوک شاہی کے ستون ہیں۔"

معاشی آزادی اسی وقت بامعنی ہوگی جب ہر ایک کو اس سے مستفید ہونے کے برابر برابر مواقع ملیں گے۔ مساوات کے بغیر آزادی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ سماجی و معاشی نابرابری کا خاتمہ کرکے مساوات قائم کرنا لوک شاہی حکومت کی پہلی ذمہ داری ہے۔ لوک شاہی سماج واد کا ایک حصّہ ہے اس لئے سماج وادی سماج کی تشکیل ہی دیش میں کامیاب لوک شاہی کی ضمانت ہے۔

صحافت اور امبیڈکر

اخبار کی اہمیّت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ عوامی رائے پر اخبار کِس طرح اثرانداز ہوتے ہیں۔ اِس سلسلے میں ایک مثال بہت مشہور ہے۔ لندن کے ایک صحافی اور ایک وزیر کے درمیان اخبار کی اہمیت پر بحث چھڑی۔ وزیر صاحب کسی صورت اخبار کی اہمیّت کا اعتراف نہیں کر رہے تھے۔ انہوں نے صحافی سے کہا کہ وہ اخبار کی اہمیت ثابت کر دکھائیں۔ چند دنوں بعد ایک صبح لندن کے اخباروں کے پہلے صفحے پر یہ شاہ سُرخی نظر آئی

"لندن کے چڑیا گھر سے خونخوار درندے باہر نکل کر شہر میں آفت مچا رہے ہیں۔"

اس سُرخی کا اثر یہ ہوا کہ لندن کی سڑکوں، گلیوں، بازاروں، غرضیکہ پورے شہر میں موت کا سناٹا چھا گیا۔ کسی نے بھی گھر سے

باہر نکلنے کی ہمت نہیں کی۔ دو گھنٹوں بعد اخبارات میں اس غلط خبر کی تردید کی گئی۔ اور دیکھتے دیکھتے شہر کی گلیاں اور سڑکیں پھر سے آباد ہوگئیں۔"

بابا صاحب امبیڈکر اخبار کو ایک اہم ذریعہ ابلاغ گردانتے تھے صحافت کے تعلق سے آپ فرماتے ہیں:

"کسی بھی سماج، جماعت یا دیش کو ہمہ گیر ترقی کے لئے حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے ایک اخبار کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔ انسان پر ہمیشہ تین قوتیں غالب آتی ہیں۔ وہ ہیں مذہب، سیاست اور عوامی طاقت، لیکن آج کے اس نئے دور میں ایک اور قوت بھی ابھری ہے۔ وہ ہے اخبار کی قوت لہٰذا صحافی کو چاہیے کہ خود کو عوام کا ذمہ دار مشیر تصور کرتے ہوئے صحیح اور سچی خبریں شائع کرے۔"

ہمارے ملک میں ایک صدی قبل تک دلتوں کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیا جاتا تھا۔ اس وقت کے سماجی مصلح مہاتما جوتی با پھلے نے سب سے پہلے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر امبیڈکر کے خیالات ملاحظہ ہوں

"چھوت چھات ایک قسم کی غلامی ہے۔ دھرم اور غلامی دونوں یکجا نہیں ہو سکتے۔ اس سے صرف اچھوتوں ہی کو تکلیف نہیں ہوتی بلکہ سماج کے دوسرے افراد اور پورا ملک متاثر ہوتا ہے چھوت چھات کے خاتمے سے اچھوتوں کی ترقی ہوگی اور اسی کے ساتھ ان کی محنت اور ذہانت سے ملک کی ترقی کی رفتار میں بھی اضافہ ہوگا۔"

زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ڈاکٹر امبیڈکر کے زریں خیالات کبھی فراموش نہیں کئے جا سکتے۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

آپ 'قومی راج' میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات پسند اور کس قسم کی تخلیقات ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر آپ بحث بھی کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ الفاظ سے زائد پر مشتمل نہ ہو۔ اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمایئے:

مدیر: پندرہ روزہ 'قومی راج' نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، ممبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

★ بھاسکر بھٹ

سُورگیہ نرگس دت میموریل کینسر ہسپتال

عام طور پر کینسر ایک لا علاج مرض تصور کیا جاتا ہے پھر بھی کینسر کا اگر شروع میں ہی پتہ چل جائے تو عالمی محققین کی رائے میں اس مرض کا ۷۰ فیصد علاج ممکن ہے۔ امریکہ جیسے وسیع و عریض ملک میں اس مُہلک بیماری پر صدیوں سے تحقیقات جاری ہے۔ امریکہ کے دُور دراز علاقوں، خصوصاً دیہی علاقوں میں جگہ جگہ کینسر کی تشخیص کے مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ امریکہ کی طرح ہندستان میں بھی دیہی علاقوں میں کینسر کی تشخیص کے مراکز قائم کرنے کی تجویز چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں شامل کی گئی ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر ٹاٹا میموریل کینسر ہسپتال، بمبئی کی طرح ضلع سولاپور میں بارشی کے مقام پر سرومنگلا بائی انرتیوار کنقلے چیریٹیبل ٹرسٹ اور اشوینی رورل کینسر ریسرچ اینڈ ریلیف سوسائٹی کی طرز پر سُورگیہ نرگس دت میموریل کینسر ہسپتال کے قیام کی تجویز منظور کی گئی ہے۔ اگر یہ پروجیکٹ کامیاب رہا تو حکومت ہند ایسے ہسپتال، دلّی، چنڈی گڈھ، اور بنگلور کے دیہی علاقوں میں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس طرح بارشی میں سورگیہ نرگس دتّ میموریل کینسر ہسپتال کسی دیہی علاقہ میں کینسر کی تشخیص و علاج کا پہلا مرکز ہوگا۔

بارشی کینسر ہسپتال کے خاص تحریک کار ڈاکٹر شرد نینے بارشی میں چیف ڈائرکٹر شری موہن پاٹل، محکمہ اطلاعات و رابطہ عامہ کی آمد پر آپ کا استقبال کر رہے ہیں۔

یوجنا کی تفصیل

بارشی کے باشندوں میں ایک مشہور ڈاکٹر شرد راؤ نینے کے تئیں انتہائی عقیدت و احترام فن طب میں ان کی صلاحیت و مہارت کی زبردست شہرت اور خود ڈاکٹر موصوف کے دل میں اپنے مریض بھائیوں کے تئیں ہمدردی اور نیک نیتی، ان سب باتوں نے ڈاکٹر موصوف کو مجبور کیا کہ وہ بارشی جیسے غریب دیہی آبادی والے علاقے میں ایک کینسر ہسپتال کے قیام کے لئے کوشش کریں۔ خوش قسمتی سے بارشی کے چند آسودہ حال افراد خاندان شری اتر یشور اپاکیہ، بابو راؤ کتھلے، اور ان کی اہلیہ شریمتی سرو منگلا بائی کتھلے، جنہیں ڈاکٹر موصوف کے بدست ایک طویل علالت سے شفا ملی تھی۔ اس ضمن میں پہل کرتے ہوئے اپنی ۷ ایکڑ زمین اور بنگلہ بطور تحفہ میں دے دیا۔

ڈاکٹر موصوف ہمیشہ اس بات سے دل گیر رہتے تھے، کہ بارشی کے غریب باشندوں کو کینسر کے علاج کے لئے بمبئی کے ٹاٹا ہسپتال تک سفر اور دیگر مالی و سفری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لہٰذا ان کے دل میں یہی بات کھٹکتی رہتی تھی کہ کیوں نہ ان غریب باشندوں کے لئے بارشی میں ہی اس مہلک بیماری کے علاج کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ ڈاکٹر شرد راؤ نے فوراً اس سلسلے میں عملی کوشش شروع کی اور حکومت ہند، ویلور کے مشنری ہسپتال اور بمبئی کے ٹاٹا میموریل کینسر ہسپتال کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ قائم کیا۔ جون ۱۹۸۰ء میں ٹاٹا کینسر ہسپتال کے ڈین پدم بھوشن ڈاکٹر پرفل کمار دیسائی نے ڈاکٹر شرد راؤ کی رائے منظور کرتے ہوئے اپنے خط کے ذریعہ بارشی میں کینسر ہسپتال کے قیام کے سلسلے میں تکنیکی و طبی ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔

چھ کروڑ روپیہ لاگت

کینسر ہسپتال کے تعمیری پروجیکٹ پر لاگت کا اندازہ ۶ کروڑ روپیہ ہے۔ ڈاکٹر نینے کے حوصلے بلند ہیں اور انہیں یقین ہے کہ عوامی عطیات ریاستی اور مرکزی حکومتوں کی امداد سے اس خطیر رقم کا انتظام ہو جائے گا۔ ڈاکٹر نینے کے مطابق یہ تعمیر ۳ برس میں مکمل ہوگی۔ یہ تعمیر تین مرحلوں میں کی جائے گی۔ اس ہسپتال میں تین علیحدہ شعبے بالترتیب کینسر کی تشخیص علاج اور ریسرچ کے لئے قائم ہوں گے۔ تشخیص شعبہ پر لاگت کا اندازہ تقریباً ایک کروڑ روپیہ، علاج شعبہ پر تین کروڑ روپیہ اور ریسرچ شعبہ پر دو کروڑ روپیہ اخراجات کا اندازہ ہے۔ اس تخمینہ میں ادویات کھانا، ڈاکٹروں اور نرسوں اور دیگر ملازمین پر ہونے والے اخراجات شامل ہیں۔ ٹاٹا میموریل کینسر ریسرچ سینٹر کی طرز پر زیر تعمیر کینسر ریسرچ سینٹر کو سورگیہ نرگس دت میموریل کینسر ریسرچ سینٹر کا نام دیا گیا ہے۔ اس سینٹر کی تعمیر کا پہلا مرحلہ اب قریب الختم ہے۔ باقی مرحلوں سے متعلق اسکیم بھی مکمل کر لی گئی ہے۔

کشتی ہسپتال

ڈاکٹر نینے نے کینسر کی تشخیص کے لئے پہلے اقدام کے طور پر ٹاٹا کینسر ہسپتال کے ڈین ڈاکٹر پرفل کمار ڈیسائی کی رہنمائی میں بارشی اور اطراف کے دیہی آبادی کے لئے مارچ ۱۹۸۱ء میں کینسر کی تشخیص کے لئے ایک طبی کیمپ منعقد کیا۔ اس طبی کیمپ میں ڈاکٹر ڈیسائی کے علاوہ کینسر کی تشخیص و علاج میں بین الاقوامی شہرت کے حامل ۸ دیگر ممتاز طبیب نے بھی حصہ لیا۔ اس طبی کیمپ میں ۱۵۰۰ مرد، مریضوں کی جانچ کی گئی جس میں سے ۱۲۱ افراد اس موذی مرض میں مبتلا پائے گئے۔ ۱۵ معاملوں میں بائیوپسی کی گئی۔ اسی طرح ۷۰۸ عورتوں میں سے ۱۸ عورتیں کینسر میں مبتلا پائی گئیں۔

اس طبی کیمپ سے بارشی اور سات میل اطراف کی آبادی کو جو فائدہ پہنچا اس کے لئے عوام ڈاکٹر ڈیسائی کے مرہون منت ہیں۔

بارشی جیسے کسی دیہی علاقہ میں اتنے بڑے پیمانے پر طبی کیمپ کا انعقاد اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مشہور ڈاکٹروں کی اور عوام کی کثیر تعداد کی اس کیمپ میں شرکت سے چاروں طرف ڈاکٹر ڈیسائی، اور ڈاکٹر نینے کی شہرت پھیل گئی۔ اس علاقہ کے باشندوں کی سہولت کے لئے ٹاٹا کینسر ریسرچ سینٹر کی جانب سے ۱۰ لاکھ روپیہ کی لاگت کی ایک وین، آپریشن تھیئٹر اور تمام سازو سامان سے آراستہ، بطور عطیہ دی گئی۔

اس عرصہ میں ڈاکٹر نینے نے شریمتی سردمنگلا بائی کھلے چیریٹیبل ٹرسٹ اور اشوینی رورل کینسر ریسرچ سینٹر ریلیف سوسائٹی کی اعانت سے کینسر کی تشخیص کے لئے عملی اقدامات کا آغاز کرتے ہوئے گذشتہ سال ماہ اگست میں بارشی تعلقہ کے ۲۲ کھیڑے گاؤں کا گشتی ہسپتال کے ساتھ دورہ کیا اور تقریباً تین ہزار سے زیادہ لوگوں کی طبی جانچ کی اور ان میں سے ۲۵ کینسر معاملات کا پتہ چلایا اسی طرح بارشی میں قائم مرکز پر ۳۵۰ مریضوں کی طبی جانچ کی گئی جس میں سے ۲۴ مریض کینسر میں مبتلا پائے گئے۔

عوام کے بے غرض خادموں کی پُرخلوص جدوجہد کا آج یہ نتیجہ ہے کہ بارشی میں واقع کینسر ریسرچ سینٹر دو ماہر سرجن، پیتھولوجی، سائیٹولوجی، ایکسرے ریڈیوگرافی اور دیگر جدید ترین آلات سے آراستہ ایک مکمل مرکز بن گیا ہے۔ جس میں ایک آپریشن تھیئٹر بھی موجود ہے اس کے علاوہ ۲۵ بستروں پر مشتمل ایک وارڈ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان تمام سازو سامان کی فراہمی اور ترتیب پر تقریباً ۲۲ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے اس سینٹر کے لئے انگلینڈ کے سیمسن اینڈ وہیل اور گرانڈ انسٹرومنٹ اور سویڈن کے ویل۔ فیلو نامی اداروں سے بھی اعانت حاصل ہوئی ہے اسی ریسرچ سینٹر میں فی الحال مقیم ڈاکٹر اور نرس عملہ ٹاٹا کینسر ہسپتال کا باقاعدہ تربیت یافتہ ہے۔

کینسر کی تشخیص کے لئے

ایک مریض کی جانچ

ٹاٹا میموریل کینسر سینٹر، بمبئی کی جانب سے بارشی کینسر سینٹر کو بطور عطیہ دی گئی وین جو آپریشن تھیٹر اور دیگر ساز و سامان سے کلیتہً آراستہ ہے۔

مالی اعانت

ڈاکٹر نینے اور ان کے رفقا نے اپنے خوابوں کی تعبیر مکمل کرنے کی جدوجہد میں متعدد مخیر اداروں اور عوام کو شریک کیا۔ بارشی نگر پالیکا، ضلع پراتھمک شکشک سنگھ اور پنڈھر پور کو آپریٹو بنک کی جانب سے ہر ایک نے اس پروجیکٹ کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا۔ کرشی بازار اتپن سمیتی نے ایک لاکھ ۶۷ ہزار روپیہ بطور عطیہ دیا۔

سورگیہ نرگس دت کی یادگار

راجیہ سبھا کی رکن، بے مثال اداکارہ اور غریبوں کی ہمدرد، ایک مخلص سماجی خدمت گار سورگیہ نرگس دت کی کینسر سے موت کے بارے میں السٹریٹیڈ ویکلی میں ایک مضمون ڈاکٹر نینے کی نظر سے گزرا جس میں اس بات کا تذکرہ تھا کہ اگر دیہی علاقہ میں کینسر ریسرچ سینٹر قائم ہو تو یہی سورگیہ نرگس دت کے لئے عظیم خراج عقیدت ہوگا۔ اس بات سے متاثر ہو کر ڈاکٹر نینے نے طے کیا کہ وہ بارشی میں کینسر ریسرچ سینٹر کا نام سورگیہ نرگس دت میموریل کینسر ریلیف ہسپتال رکھیں گے۔ ڈاکٹر نینے نے اپنی اس خواہش کا ذکر اپنے ایک خیرخواہ دوست شری مدن چوہان کی معرفت سابق شریف آف بمبئی اور سورگیہ نرگس کے پتی شری سنیل دت سے کیا۔ شری سنیل دت نے ڈاکٹر نینے کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے مجوزہ پروجیکٹ کی تعمیر کے لئے فلمی دنیا کے تعاون سے مالی امداد مہیا کرنے کی حامی بھری۔ چنانچہ شری سنیل دت نے گذشتہ سال بارشی میں ہی "ملٹی اسٹار نائٹ" نامی پروگرام منعقد کیا جس کی آمدنی تقریباً ۲ لاکھ روپیہ اس پروجیکٹ کے لئے بطور عطیہ دی گئی۔ شری سنیل دت نے اتنا ہی نہیں بلکہ اس بات کا بھی یقین دلایا ہے کہ وہ ایسے پروگرام بیرون ممالک میں بھی منعقد کریں گے اور اس کی آمدنی مذکورہ پروجیکٹ کے لئے فراہم کریں گے۔

اظہار تشکر

ڈاکٹر نینے نے اپنے اس پروجیکٹ کی تکمیل کے لئے دست تعاون پیش کرنے والوں کے تئیں "تشکر" کا اظہار کیا ہے۔ ان میں قابل ذکر ٹاٹا کینسر سینٹر کے ڈین ڈاکٹر پرفل کمار دیسائی، اٹیمک انرجی کمیشن کے صدر ڈاکٹر ہومی سیٹھنا، ٹاٹا مالی شعبہ کے منتظم ڈاکٹر چوکشی ہیں۔ اپنی نوعیت کے اس پہلے پروجیکٹ کے لئے ماہر طبی عملہ کی خاص ضرورت ہے۔ عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر بیٹی نے اس سلسلے میں پیش کش کی ہے کہ وہ اپنے خرچ پر امریکہ کے سلوئن کیٹرنگ انسٹیٹیوٹ (نیویارک) میں عملہ کی تربیت کا انتظام کریں گے تاکہ یہاں سے تربیت پانے کے بعد اس سینٹر کو کارآمد اور ماہر اطباء و عملہ فراہم ہو سکے۔

اہم اشخاص کا تعاون

کسی بھی پروجیکٹ کی کامیابی سے تکمیل بعید از امکان ہے۔ تا آنکہ اس میں دیگر اداروں اور اشخاص کا تعاون حاصل نہ ہو۔ بارشی میں کینسر ریسرچ سینٹر کے تعلق سے یہ خوشی کی بات ہے کہ اس پروجیکٹ کی تکمیل کے لئے کئی اہم شخصیتوں نے سرپرستی و امداد کی پیش کش کی ہے اس سلسلے میں شریمتی منگلا بائی، شری بابو راؤ کھلے، اشوینی کینسر ریسرچ اینڈ ریلیف سوسائٹی کے صدر ڈی ایم ایل اے شریمتی پربھاتائی جھرٹکے سیکریٹری ڈاکٹر ڈی۔ جی۔ کشیہ پی، خزانچی شری وسنت راؤ گاڈیکر، ڈاکٹر بی۔ جی۔ بھیر سیٹھ، ڈاکٹر بی۔ وائی۔ یادو، شری مدن موہن چوہان، شری بی۔ جی۔ سوپل، شری آر۔ جی۔ کھلے، ڈاکٹر پرفل کمار دیسائی، سمترا راج بھوسلے، شری سنیل دت کے نام قابل ذکر ہیں۔

ان کے علاوہ بارشی کینسر سینٹر کی تعمیر و ترقی کے لئے ڈاکٹر دی۔ ایم۔ ڈانڈیکر۔ جسٹس چندر شیکھر دھرما دھیکاری، سابق ایم ایل سی و مجاہد آزادی شری تلشی رام جادھو، شری این۔ جی۔ گورے، وزیر مملکت شری وجے سنگھ موہتے پاٹل، وزیر برائے آبپاشی، شری شیواجی راؤ پاٹل، نیلا نیگیکر، ریاستی محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامہ کے چیف ڈائرکٹر شری موہن راؤ پاٹل اور سابق وزیر اعلیٰ شری شردپوار نے اپنی نیک خواہشات اور تعاون کا یقین دلایا ہے۔

بارشی کینسر ریسرچ سینٹر چونکہ ایک خیراتی ہسپتال ہوگا۔ لہٰذا اس کی تعمیر سے توقع ہے کہ ٹاٹا کینسر ہسپتال پر مریضوں کے ہجوم میں کمی ہوگی۔ اس کے علاوہ مغربی مہاراشٹر کے دیگر علاقوں، خصوصاً مراٹھواڑہ اور ودربھ کے عوام کے لئے بھی یہ سینٹر فائدہ مند ثابت ہوگا۔

یوتھ فورم:

یوتھ فورم کا مستقل فیچر کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی و معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگراموں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ، اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر، قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ،
مقابل منترالیہ، ممبئی ۴۰۰۰۳۲

انشائیہ

• سید اظہر حسین ہاشمی
نعمت اللہ روڈ۔ امین آباد۔ لکھنؤ (یوپی)

ہمارے رازِ دروں کا مخبر۔ ہمارا چہرہ

ہمارے جسم میں ایک ایسا مخبر موجود ہے جو ہمارے رازِ درونِ پردہ دوسروں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اس بارے میں دوست دشمن کی تمیز نہیں کرتا۔ یہ اس کی انصاف پسندی کی علامت ہے۔ اس کے پاس مصلحت نام کی کوئی چیز نہیں ہم اگر چاہیں کہ وہ افشائے راز نہ کرے تو یہ بات ہمارے کنٹرول سے باہر ہے۔ اس معاملہ میں وہ آزاد ہے اور خود مختار۔ وہ ریاکار نہیں کہ کسی کو فریب دے نہ ہی خود غلط فہم ہے کہ کسی کو غلط فہمی میں مبتلا رکھے۔ وہ ہمارے عمل و کردار کا محقق بھی ہے۔ اس کا وجود ہمارے اور دوسروں کے لئے روزِ روشن کی طرح ہے۔ اس کے باوجود ہمیں اس کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

وہ کون ہے؟ — وہ ہمارے جسم کا خوبصورت اور دلکشی سے مزین چہرہ ہے۔ اس کو سارے اعضاءِ جسم پر تفوق اور برتری بلکہ شرف بھی حاصل ہے۔ اسی لئے اس کی نمود پر ہر شخص کی پہلی نگاہ پڑتی ہے۔ ہم اگر شگفتہ حال ہیں تو واہ واہ یا افسردہ و پژمردہ تو اس کی بلا سے۔ اس کو نہ ہماری شادمانی سے غرض ہے نہ ہمارے صدمہ و سانحہ سے۔ گویا وہ ہماری زندگی کا کھلا ہوا دفتر ہے اور ایسا دفتر جو کبھی بند نہیں ہوتا۔ یا ایسی کتاب ہے کہ جس کا صرف ایک ہی ورق ہے اور اس کے ایک ہی ورق پر ہماری ساری زندگی کی داستان لکھی ہوئی ہے۔ اور دونوں قسم کی عبارتیں تحریر ہیں۔ سیاہ بھی ہیں اور سفید بھی۔ یعنی ہمارے سیاہ کارنامے بھی اور ہماری خوش خصالی اور پاکیزگی کی روداد بھی۔ ہم کسی کو اس کے پڑھنے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ البتہ صرف وہی لوگ پڑھتے ہیں جو صاحبِ عقل و دانش اور دیدۂ بینا رکھتے ہیں۔ دوسرے اس سے محروم رہتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارا چہرہ قوتِ گویائی نہیں رکھتا لہٰذا ہماری زبان اس کے قاصد کا کام انجام دیتی ہے۔ ہمارے دماغ کے نہاں خانے میں جو کچھ پوشیدہ ہے اگر وہ یعنی دماغ اس کے اظہار پر رضامند ہو تو ہماری زبان کے ذریعہ رازِ درونِ پردہ کا انکشاف کر دیتا ہے۔ اور

چونکہ زبان ہماری تابع ہے لہٰذا وہ ہمارے ایماء و منشاء سے سرِ مو تجاوز نہیں کرتی۔ ہم جیسی چاہیں شہادت دلوائیں خواہ سفید کو سیاہ کریں یا سیاہ کو سفید کر دکھائیں۔ اس کو کسی بات سے نہ تامل ہے نہ دریغ۔ لیکن ہمیں اپنے چہرے پر یہ قدرت حاصل نہیں۔ وہ سفید کو سفید ہی دکھاتا ہے اور سفید پر سیاہی نہیں پھیرتا۔

ہمارا دماغ ہمارے خیالات کی آماجگاہ ہے اور دل ہمارے ارادہ اور عزم کا منبع۔ اور چونکہ چہرہ پر پیشانی، بھویں اور آنکھیں بھی شامل ہیں، لہٰذا ہر اک حسبِ توفیق و مقدرت یہ سب بھی اس کے تعاون میں شریک ہو کر اثر قبول کر لیتے ہیں یعنی ہمارے خیالات و حالات چہرہ کے ساتھ ساتھ پیشانی، بھوؤں اور آنکھوں سے بھی ظاہر ہو جاتے ہیں مگر اس وقت جب ہمارے محسوسات شدت اختیار کر لیں ورنہ بہ نسبت چہرہ کے ان پر اثرات کے نقوش نہ نمایاں رہتے ہیں نا پائیدار۔

ہماری زبان ہمارے چہرہ کا اندرونی عضو ہے جو گویائی کے علاوہ لذت کا احساس بھی رکھتی ہے۔ وہ ہماری لذتِ تلخی کی ناگواری اور شیرینی کی خوش گواری سے چہرہ کو مطلع کر دیتی ہے اور بذاتِ خود کچھ بھی نہیں۔ اگر تلوے میں کانٹا چبھے تو تکلیف سے چہرہ کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔

کھال میں کھنچاؤ پیدا ہو جاتی۔ منہ کی ساخت میں تبدیلی آجاتی۔ پیشانی پر سلوٹیں نمودار ہو جاتیں یا تکلیف میں شدت ہے تو آنکھوں میں آنسو بھر آجاتے اور زبان بھی تکلیف بیان کرتی ہے۔ یہ سب کھلی ہوئی تبدیلیاں اور وضاحتیں جو برابر مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں۔ اسی طرح صبح کی سیر باغ کی فرحت بخش ہوا۔ پھولوں کی خوشبو۔ حسین منظر یادل ربا چہرہ کو دیکھ کر بشاشت اور شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔ آنکھیں بھی بول اٹھتیں اور زبان بھی اظہار مسرت کرتی ہے اس وقت جو بات زبان سے ادا ہوگی وہ خوش گوار قسم کے احساسات سے مملو ہوتی ہے۔ گویا ہمارا چہرہ گراموفون مشین ہے۔ جس طرح گراموفون کے ریکارڈ میں صدا بندی کرنے سے آڑی ترچھی گول مثلث قسم کی ہلکی اور گہری لکیریں اور دائرے پڑ جاتے ہیں اسی طرح چہرہ پر بھی ہمارے جذبات کے خیالات واحساسات کے نشانات ثبت ہو جاتے ہیں اور جس طرح جب گراموفون مشین حرکت میں آتی ہے اور ساؤنڈ بکس کی سوئی ریکارڈ پر گھومتی ہے تو ریکارڈ سے وہی آواز پیدا ہوتی ہے جو صدا بند کی گئی ہے۔ اسی طرح جب ہمارے دماغ کے ارادہ کی مشین متحرک ہوتی ہے تو زبان وہی بیان کرتی ہے جو چہرہ کی لکیروں میں ریکارڈ ہے۔

ہمارے اچھے برے خیالات کے اعمال یا عمل و کردار جب فطرت ثانیہ بن جاتے ہیں تو اسی نسبت سے چہرہ پر گہرے نقوش پڑ جاتے ہیں لیکن جب کردار و عمل میں تبدیلی آجاتی تو چہرے کے نقوش اور علامتیں ہلکی پڑ جاتی ہیں۔ ایک ظالم و جابر انسان جس کے چہرہ سے بربریت ظاہر ہوتی ہے جب تائب ہو جائے اور پرہیزگاری اختیار کرلے تو ظلم و جور کی علامتیں یعنی خشونت اور کرختگی کے اثرات کے نشان بھی مدھم پڑ جاتے ہیں یا اگر کسی شریف انسان نے ایذا رسانی کا پیشہ اختیار کرلیا تو اس کے چہرہ کا بھولا پن رخصت ہو جاتا ہے۔ اس کی سنگدلی اور وحشت کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان علامتوں کے تبدیل ہونے میں کافی وقت لگتا ہے۔ جس طرح پرانی عمارتوں کے کھنڈر مدتوں باقی رہتے ہیں، چہرہ کے نقوش اور علامتیں بھی دیر میں مٹتی ہیں۔

یہ بات آئے دن کے مشاہدہ کی ہے کہ جب کوئی شخص بیمار پڑتا ہے تو چہرہ سے نقاہت ظاہر ہوتی ہے۔ آواز میں وہ پہلے جیسا زور باقی نہیں رہتا۔ جسم پر ضعف طاری ہو جاتا ہے۔ آنکھوں میں بھی پہلی سی چمک کم ہو جاتی ہے۔ یا کوئی شخص غصہ میں بھرا بیٹھا ہے تو چہرہ اس کے غصہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اگر بھوک سے کسی کی جان لبوں پر ہے یا تشنگی کا غلبہ ہے یا خوف دل میں سمایا ہوا ہے تو چہرہ پر ان سب کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔

ہمارا چہرہ ایسا صاف گو اور پاک طینت ہے کہ اچھے اچھے ریاکاروں کی پول کھول دیتا ہے۔ بعض واعظ شیریں مقال جو پند و نصائح کا دفتر کھولے رہتے ہیں جن کے لفظ لفظ سے للہیت ٹپکتی ہے۔ زبان پر ہر وقت خداترسی کا ذکر رہتا ہے لیکن اگر یہ سب تصنع ہے۔ خداترسی کی بجائے زر پرستی ہے اور تقویٰ کے پردے میں بوالہوسی ہے۔ دل خبث نفس سے آلودہ ہے تو صاحب بصیرت پہچان لیتے ہیں کہ ؎

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا۔ تقریر بہت دلچسپ مگر
چہرہ پہ سرور عشق نہیں آنکھوں میں یقیں کا نور نہیں

گویا جو جیسا ہوتا ہے چہرہ اس کو ویسا ہی ظاہر کر دیتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دماغ قدرت کا عطا کیا ہوا کیمرہ ہے۔ جس میں رنگین فلم بھری ہے۔ ہمارے دماغ میں جس جس طرح کے اور جیسے جیسے خیالات و احساسات اچھے یا برے پیدا ہوتے ہیں وہ ان کو من و عن چہرہ پر منعکس کر دیتا ہے۔

ایک طبیب محض نبض دیکھ کر جو کلائی کے اندر ایک رگ ہے۔ جسم کے مختلف النوع مرض کا پتہ چلا لیتا ہے۔ پچھلے روگوں کو بھی بتا دیتا ہے۔ آئندہ کے خطرات سے بھی آگاہ کر دیتا ہے۔ احتیاط اور پرہیز سے بھی متنبہ کر دیتا ہے تو ہمارا چہرہ جو گوشت سے بھرا ہے ہمارے چھپے ہوئے محسوسات عیاں کردے تو حیرت کی کیا بات! البتہ نبض شناسی میں ماہر طبیب کی طرح ماہر نفسیات ہونا چاہیے جو مشاہدہ کی بصیرت رکھتا ہو چہرہ خود مخبری کرکے سب راز افشا کر دیتا ہے

ہمارا چہرہ مخبری کے علاوہ ہمارا سچا ہمدرد بھی ہے۔ ہمیں نصیحت سے آگاہ کرتا رہتا ہے کہ اگر چہرہ کی دلکشی اور رونق برقرار رکھنا ہے تو اپنے دماغ کو آلودگیوں سے پاک صاف رکھیں۔ جس طرح گرد و غبار پڑنے سے آئینہ گدلا ہو جاتا ہے۔ ہمارے برے خیالات، کینہ، بغض، اور تردد فکر جن کا اثر دماغ قبول کرتا ہے۔ ہمارے چہرہ کو بدنما کر دیتے ہیں۔ ان سے احتیاط و احتراز ہماری ترقی اور ہماری کامیابی میں ہمیشہ معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ●●

فوری توجہ کیلئے :
ہمیشہ "حوالہ نمبر" (جو آپ کے پتہ کے
اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمائیں۔ اپنا پتہ صاف لکھیں
اور اردو کے ساتھ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرمائیں۔

• بہار صدیقی بدایونی
ویسٹرن ریلوے ٹرنک ایکس چینج آفس
ڈی۔ آر۔ ایم آفس کے پیچھے
کوٹہ۔ راجستھان ۳۲۴۰۰۲

دورِ حاضر میں جہیز کی لعنت

ہماری قدیم تہذیب کے مطابق شادی بیاہ میں جہیز کی رسم جو سالہاسال سے چلی آرہی ہے، وہ آج بھی برقرار ہے۔ سابقہ دور میں اس رواج کو بےحد فروغ ملا ہے اور اب بھی بڑی آن بان سے اس کا وہی سلسلہ چل رہا ہے ایک زمانہ تھا جب اپنے مُلک کی نہ تو بڑھی ہوئی آبادی تھی نہ بےروزگاری کے مسائل، بلکہ معاشی حالت تو آج کے مقابلے میں بدرجہا بہتر تھی اور انسانی زندگی بےحد خوش حالی سے گذرتی تھی، غریب عوام غریب میں بھی آسودہ حال تھے۔ اس وقت اگر یہ رسم جہیز تھی بھی تو لڑکوں کے مطالبات نہیں تھے حالانکہ جب جہیز دینا کوئی گراں بار نہیں تھا۔ تاہم لڑکوں کے لئے فرمائشوں پر منہ کھولنا خلافِ تہذیب اور غیرشائستہ فعل سمجھا جاتا تھا حالانکہ نہ زیادہ تعلیم کا چرچہ تھا نہ فیشن کی وبا عام تھی۔ اس وقت یہ جہیز خوش حالی اور امیری کی علامت تھی جس سے لڑکی والے کی اچھی حیثیت کا پتہ چلتا تھا۔ اس طرح سُسرال میں جہیز بھی لڑکی کی عزت افزائی کا ایک خاص سبب تھا گو کہ لڑکے مُطالبہ نہیں کرتے تھے، مگر پھر بھی لڑکی والے جہیز کے نام سے لڑکے کے وقت پر کام آنے والی کوئی نہ کوئی چیز یا نقدی وغیرہ ضرور دیتے تھے اس وقت لڑکی والوں کا یہ فعل باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا اور لڑکے بڑے تکلف کے ساتھ قبول کرتے تھے۔

آج یہ رواج ایسی منزل میں آپہنچا ہے کہ خود لڑکے اور ان کے والدین لڑکی والوں سے جہیز مانگتے اور بڑے بڑے مطالبات کرتے ہیں یہاں تک کہ شادیوں کا سلسلہ مشروط ہو کر رہ گیا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں تو خصوصاً آبادی بڑھ جانے سے روٹی، کپڑا اور مکان کے مسائل درپیش ہیں۔ معاشی حالات بھی سخت ناگفتہ بہ ہیں بےروزگاری اور افلاس نے غریب عوام کی حالت کو بد سے بدتر بنا دیا ہے۔ اپنے ملک میں تو غربا کی ایک کثیر تعداد ہے جو ایک وقت بھی بےفکری سے روٹی نہیں کھا سکتے تو پھر وہ لڑکیوں کی شادی بیاہ کے بارے میں

کس طرح سوچیں جبکہ جہیز کی لعنت سے کسی طرح مفر نہیں۔

بالفرض اگر مذہبی کمیٹیوں کی مداخلت سے یا کسی دیگر طریقے سے جہیز کی بات کو نظر انداز کردیا جائے تو لڑکوں کے مطالبات سوہانِ روح بن جاتے ہیں۔ مطالبات کے نشے میں اندھے لوگ لڑکی یا اس کے والدین کی حیثیت تک نہیں دیکھتے کہ ان کی فرمائشیں پوری بھی کی جاسکتی ہیں یا نہیں۔ فی الوقت قدم قدم پر آدمی مالی مشکلات میں الجھا ہوا ہے مفلس عوام کے لئے یہ جہیز ایک تازیانہ ہے۔ یہ غریب بچیوں کی زندگی کی راہ میں ایک روڑہ بن کر اٹک گیا ہے نتیجے میں لڑکیوں کو بڑی عمر تک کنواری بیٹھنا پڑتا ہے کہیں کہیں تو لڑکیاں بڑھاپے کی منزل تک پہنچ جاتی ہیں اور عمر نکل جانے کے بعد شادی کا سوال ہی ختم ہوجاتا ہے

چنانچہ جہیز اور مطالبات کی روشنی میں عصرِ حاضر میں لڑکیوں کی شادی ہوجانا خالی از امکان ہے اس طرح اگر آئندہ بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا تو غریب لڑکیوں کی شادیوں کا خدا حافظ ہے جبکہ ملک میں غریبی اپنے پورے شباب پر ہے اور تنگ دستی غریبوں کی قسمت بن چکی ہے

آج ایک ستم ظریفی اور بھی ہے وہ یہ کہ اگر لوگوں کی کہاسنی سے شرم دلاکر جہیز کے معاملات ختم کرواکر لڑکی بیاہ بھی دی جائے تو اس کی سسرال والے زندگی بھر لڑکی کا کلیجہ نوچتے ہیں اور جہیز نہ لانے کے طعنے دیتے ہیں۔ جس پر لڑکی دل ہی دل میں گھٹتی ہے نہ تو وہ والدین سے ہی کچھ کہہ سکتی ہے نہ ہی سسرال میں چین نصیب ہوتا ہے بلکہ جب یہ سب کچھ برداشت سے باہر ہوجاتا ہے تو ان حالات کے تحت سسرال کی ستائی ہوئی بہو یا تو خود سوزی کرکے مرجاتی ہے یا مار ڈالی جاتی ہے اخباروں میں آئے دن یہی سرخیاں نظر آتی ہیں کہ ساس، سسر اور خاوند نے مل کر بہو کو جہیز کم لانے یا نہ لانے کی بنا پر قتل کردیا۔ یا زندہ جلادیا۔ ملک میں جگہ جگہ معصوم اور بے تصور لڑکیوں کے لئے یہ جہیز جان لیوا بنا ہوا ہے۔ گویا اس دور میں یہ جہیز ایک سماجی برائی بن چکا ہے اور لڑکیوں کی غیر قدرتی موتیں اسی انسانیت سوز رواج کا نتیجہ ہیں۔ کہ جس کا ذمہ دار خود انسان اور اس کا سماج ہے ؎

خونِ انساں کا یہ خوش ہوکے کئے جاتا ہے
پڑگئے عقل پر انساں کی پتھر کتنے

بڑی ہی شرمناک اور انسانیت سوز بات ہے کہ صاحبِ حیثیت لوگ بھی شادی بیاہ کے موقعوں پر غریب لوگوں سے جہیز کی شرط رکھیں اور من چاہے مطالبات کریں اور کم حیثیت لوگوں سے عطیات کی توقع رکھیں تو یہ سب کچھ بھیک ہی مانگنے کے مترادف ہوا جو ایک بھکاری کا فعل ہوتا ہے۔ حالانکہ معاشرے میں بھیک مانگنا ایک سماجی برائی سمجھا جاتا ہے۔ تاہم معذور و مجبور کی اعانت کرنا بھی ایک انسانی فریضہ ہے۔ لیکن کوئی ہٹاکٹا شخص جو صحت مند ہو بھیک مانگنے کا حق نہیں رکھتا تو پھر یہ جہیز کے بھکاری کون سی مد میں آئے۔ بھلا اچھے اور صاحبِ حیثیت لوگوں کا جہیز مانگنے کا یہ فعل بھیک مانگنا نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ بات ذہن میں نہیں آتی کہ ایسے معززین کی امیج اور پریسٹیج اس وقت کہاں چلی جاتی ہے جس وقت وہ دوسروں کے سامنے برائے جہیز دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔

آج تمام دنیا ہی کا تعلیمی معیار بے حد بلند و بالا ہے۔ قدم قدم پر بھارت میں بھی تعلیم و تمدن کا دور دورہ ہے پھر بھی اونچے درجے کے معیاری تعلیم یافتہ نوجوان اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ نہ کرکے لڑکی والوں سے بڑے فخر سے ٹیلی ویژن۔ ریڈیو، اسکوٹر وغیرہ کے بڑے بڑے مطالبات کرتے ہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔ کم از کم ان لڑکیوں کے معاملات میں تو لوگوں کو بڑی نرمی اور رحمدلی سے کام لینا چاہیئے جن کے والدین بے حد افلاس زدہ ہیں اور ایسے مطالبے پورے کرنے و قیمتی جہیز دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ سماج میں اس موضوع پر سبھی لوگوں کو بہت گہرائی سے سوچنا چاہیئے۔ شادیوں میں جہیز نہ مانگنا ہی ایسے لوگوں کی سب سے بڑی مدد ہے۔ اس طرح معصوم و بھولی بھالی بچیوں کی شادیوں میں آسانیاں پیدا ہوسکتی ہیں اگر جہیز کی لعنت ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے۔

قومی راج میں اشتہارات کے نرخ

قومی راج میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول کئے جائیں گے:

سرورق ۲ ... ... ایک ہزار روپے
سرورق ۳ ... ... ایک ہزار روپے
سرورق ۴ ... ... پندرہ سو روپے

... اندرونی صفحات ...

پورا صفحہ ... ... پانچ سو روپے
آدھا صفحہ ... ... تین سو روپے
چوتھائی صفحہ ... ... ایک سو ۷۵ روپے

خواجہ عبدالغفور
۱۲۔ بیونا وسٹا
فور شور روڈ
بمبئی ۴۰۰۰۲۱

نہیں نہیں نہیں !

کبھی آپ نے اتنی بار "نہیں" کہا ہے شاید ایک آدھ بار دبی زبان سے کہا بھی ہو تو دوسری سانس میں فوراً "ہاں" کہہ دیا ہوگا۔ سوال کچھ روپیوں کے قرضہ کا ہو۔ آپ کی موٹرکار مستعار مانگی جارہی ہو۔ ویڈیو کیسیٹ یا کتابوں کی طلب ہو کچھ بھی ہو "نہ" کہنا ناممکن سا لگتا ہے اور پھر دو منفی ازخود مثبت ہوجاتے ہیں تیسرے نفی تک بات پہونچتی بھی نہیں۔

کہتے ہیں کہ ڈپلومیٹ کبھی نہ کہتا ہوا پکڑا نہیں جاتا۔ وہ ہاں اوپری دل سے سہی ضرور کہے گا خواہ اس کا مطلب نہ ہی ہو لیکن حاکم مجاز اور سیاسی رہبر "اس ہاں" کو نباہنے کے گر آتے ہیں۔
کوئی خاتون ہر بات پہ ہاں کہے تو اس کی شرافت مشکوک ہوجاتی ہے
وہ بیدرفور کاسٹ تھا کہ کسی شہر میں زلزلہ آنے والا ہے۔
وہاں کے رہنے والے والدین نے اپنے چار بچوں کو ایک قریبی محفوظ شہر کے رشتہ دار کے پاس پہونچا دیا جو نہ کہہ نہ سکے یہ اس قدر شریر اور چنچل ثابت ہوئے کہ کچھ ہی دیر میں در چار کھڑکیوں کے کانچ ٹوٹ گئے فرنیچر تتر بتر ہوگیا۔ برتن کرٹا کرکٹ میں بدل گئے۔ ان بےچاروں نے جو کسی حال میں نہ کہہ نہ سکتے تھے ان لڑکوں کے والدین کو فون کیا:
"آپ براہِ مہربانی اپنے بچوں کو واپس لے جائیں اور زلزلہ کو ہمارے شہر بھیج دیں۔"
کسی شہر یا کسی گاؤں کی صنعتی یا زرعی ترقی کے لئے بڑی سے بڑی اسکیم پیش کیجیے جو تکنیکی اعتبار سے یا مالیاتی نقطۂ نظر سے کبھی بھی رو بہ عمل نہیں لائی جاسکتی مگر کیا مجال کہ درخواست گذاروں کو کسی نوبت پر بھی ٹکا سا جواب نہ کا مل جائے۔ الٹے پلٹے سوال جواب ہونگے مباحثے ہوں گے۔ بال کی کھال نکالی جائے گی اور ہر مرحلہ پہ لگے گا کہ حسب دلخواہ تصفیہ ہو رہا ہے۔ نہ کہے بغیر یہ اتنے لمبے عرصے تک چلے گا کہ لوگ ازخود بھول بھلا جائیں گے۔
اسی طرح کسی بھی دفتر سے معقول، غیر معقول ممکن یا ناممکن العمل درخواست پر جواب ملے گا۔ آپ کی عرضی زیر غور ہے۔ مدتوں بعد یاددہانی پر پھر اسی طرح کا جواب وصول ہوگا۔ کبھی یہ بھی کہا ہوگا اس کارروائی کی یکسوئی بہت جلد کی جائے گی۔ آپ کی درخواست متعلقہ کمیٹی کے پیشِ نظر ہے۔ پھر یہ کہ کمیٹی کی سفارش زیرِ غور ہے۔ اور کبھی یہ کہ تصفیہ کے آخری مراحل پہ ہے۔ اس سوال جواب میں مرور مدت کے ساتھ وہ بات خود بخود ٹھکانے لگ جائے گی یا درخواست گذار ازخود۔
اگر معاملہ نوکری کا ہو مدرسہ یا کالج میں داخلہ کا یا اسی طرح کی کوئی بات ہو اور گنجائش نہ ہو آسامی خالی نہ ہو۔ سیٹیں بھر چکی ہوں۔ امیدوار میں وہ قابلیت یا صلاحیت نہ ہو جس کے لئے اس نے عرضی دی ہو تو بجائے سیدھے سادھے نہ کے جواب ملے گا۔
"آپ کی درخواست درج رجسٹر کرلی گئی ہے۔ آپ کے نام پر عندالموقعہ غور کیا جائے گا!"
اور وہ دن آتا ہی نہیں کہ جب آپ محتاج توجہ قرار دیئے جائیں یہ سب نہ کہنے سے گریز کا نتیجہ ہے۔

روزمرہ کی گھریلو زندگی میں کیا یہ ممکن ہے کہ بیوی اور بچوں کی فرمائشوں کو پورا کیا جائے اور جب یہ ممکن نہیں تو اس سے بھی بڑھ کر یہ ناممکن ہے کہ سیدھا سادا نہیں کہہ کر بات ختم کر دی جائے آج اتنی ہمت اور اتنا بڑا حوصلہ کس میں ہے۔ بے شک ہمارے بزرگ صاف صاف نہ کہہ دیا کرتے تھے اور نہ کہتے تھے تو ان کا مطلب بھی نہ ہوتا تھا اور ہم اس کی تمام باریکیوں کو سمجھ کر قبول کر لیتے تھے لیکن آج ہم اپنے بچوں کو اس طرح کا جواب نفی میں دیں تو سوال ہوگا کیوں نہیں، آخر بتایئے تو کس لئے آپ ہمارا ... کر رہے ہیں۔ آپ نے سوچا ہی ہے؟ ... ایسی بدمزاجی سے بچنے کے لئے ہم اکثر و بیشتر اگر مگر ویکھیں وغیرہ کا سہارا لے کر نہ کرنا چاہتے ہیں مثلاً یہ کہیں گے "ہاں اگر اور ہم کر دیں گے ورنہ نہیں" مگر دیکھ بھال کر کے کر سکا تو بتا دوں گا۔ اسی طرح ... "کچھ ہے" وغیرہ وغیرہ۔ ... ایسی زندگی بیکار ہو جاتی ہے اور ہماری نہ کسی نہ کسی طرح ہاں ... ہوا کرتی رہتی ہے۔

نہ کرنے کے لئے کچھ بہانے تراشے جاتے ہیں یا کچھ مزاحیہ انداز میں بات کو ٹالا جاتا ہے۔

ایک لڑکی نے کسی رسالہ کو مضمون بھیجا تو ایڈیٹر صاحب نے اس کو معیاری نہ سمجھ کر صاف صاف منع کرنے کے بجائے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ آپ کی تحریر پڑھی نہیں جا رہی ہے۔ براہ کرم ٹائپ کر کے بھیجا کیجئے" لڑکی نے جواب دیا "اگر مجھے ٹائپ کرنا آتا تو میں مضمون نویسی پر اپنا وقت ضائع کیوں کرتی"

کسی خاتون نے کہانی کے کچھ حصے برائے اشاعت روانہ کر بھیجے۔ مدیر صاحب نے اس کو قابل اشاعت نہ سمجھ کر لوٹاتے ہوئے کہا: "آپ کے کردار کچھ چٹخارے دار نہیں لگتے۔ ان کو ذرا کھردار بنا کر بھیجئے" خاتون نے اشارہ سمجھ کر لکھ دیا "جناب ان میں زبان کا چٹخارہ نہیں ورنہ ہم خود اس سے شکم پرور ہوتے اور آپ کو زحمت نہ دیتے" نہیں کا جواب نہیں اور کس عمدگی سے۔

بہت سارے کام جن کو نہ کہہ کر ٹالا جاتا ہے "حکمت عملی" سے بجائے بگاڑے جاتے ہیں۔ انتظامیہ اور ایڈمنسٹریشن میں یہ لفظ حکمت عملی کہیں نہیں ملے گا اور نہ اس کا ہم معنی کسی اور زبان میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہوا ہے اور نہ ممکن ہے۔ یہ اپنی جگہ ایک جوہر ہے۔ ایک صلاحیت ہے ایک مشین ہے کہ جو کامن سنس کی طرح مفقود ہے لیکن اس کا استعمال جس کو آ جائے وہ شخص ہر طرح کامیاب ہے۔

چھوٹی صنعت کے لئے شیڈ ڈالا گیا اور اس کی حسب ضابطہ منظوری کی درخواست دے دی گئی۔ تنقیح کنندہ افسران متعلقہ نے معائنہ موقعہ کیا اور ان کی درخواست نامنظور کر دی کہ چھت کی اونچائی صرف ۹ فیٹ ہے اور قاعدہ کے لحاظ سے وہ ۱۱ فیٹ ہونی چاہیئے۔ یہ نفی ... اور سب ہی حیران پریشان تھے عمارت بن ... کافی سرمایہ لگا چکے تھے اور اب اگر نہ ہو جائے تو ساری اسکیم ٹھپ ہو جاتی۔ کئی دن تک دوڑ دھوپ بچارہ میں گزر گئے کہ اس نہ کو کس طرح ہاں پر لایا جائے۔ جب انجینئر اور بڑے کارکن منتظم و مہتمم ناکام ہو گئے تو کسی معمولی دماغ والے نے عملی حل تجویز کیا کہ چھت کی اونچائی تو نہیں بڑھائی جا سکتی لہذا فرش کو دو فیٹ کھود کر نیچے کر دیا جائے تاکہ چھت خود بخود نچلی سطح سے ۹ فٹ کے بجائے ۱۱ فٹ ہو جائے۔ اس میں کوئی خاص خرچہ بھی نہیں ہوگا اور قاعدہ قانون کی پابندی بھی ہو جائے گی۔ یہ حکمت عملی کی مثال ہے کہ جہاں نہ کو ہاں میں بدل دیا گیا۔

ایک اور افسر ہیں کہ جن کے مزاج میں نہ کرنے کی صلاحیت ہے اور نہ وہ اس طرح کی ہمت رکھتے ہیں کہ کسی کارگزاری کی تجویز کر کے درخواست نفی کر کے ذمہ داری اپنے سر لے لیں۔ یا کسی کا دل توڑ دیں اس لئے وہ حکمت عملی کی ایک ایسی چال چلتے ہیں کہ جو بہت مؤثر ہوتی ہے وہ یہ کہ تصفیہ طلب امور پر وہ کچھ نہ کچھ وضاحت طلب کر کے مثل لوٹا دیتے ہیں۔ مثلاً کسی کا معطلی کا حکم نامہ ہو تو یہ اس پر تجویز کریں گے کہ اس کو ملازمت سے برطرف کیوں نہ کر دیا جائے ظاہر ہے کہ وہ اس قدر سخت سزا کا مستحق نہیں لیکن وہ کارروائی اب الٹے طریقے پر چل پڑتی ہے اور وضاحت در وضاحت طلبی پر مدت دراز تک گردش میں رہتی ہے اور یہ سزا سے محفوظ۔

ایک اور ایسی ہی مثال ہے کہ جہاں زندگی میں پہلی بار ہاں کہہ دینے کے بعد عمر تمام نہ ... کرتے زندگی بیت جاتی ہے اور وہ ہے شادی بیاہ اور عقد نکاح کے موقعہ پر ایجاب و قبول، جب مرد اور عورت دونوں کہتے ہیں "ہاں قبول کیا میں نے"۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی گھر میں رہ کر ... بن جاتے ہیں۔ بچے یہ سمجھ جاتے ہیں کہ ماں اور باپ میں سے کون ان کی فرمائشوں اور خواہشوں کو ... اور کون نفی کر دیتا ہے۔ اور جس پر وہ ان دونوں میں سے ... اس رجوع کرتے ہیں جہاں ان کا کام بن جاتا ہے بلکہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک حکم کی اپیل دوسرے کے پاس کر کے اپنا الو سیدھا کر لیں۔ اس میں چاہے والدین میں کسی حد تک ان بن ہی ہو جائے۔

جب حتمی طور پر نہ کرنا ہی مقصود ہو تو اس کا ایک اور کارگر طریقہ ہے کہ کسی ان سنی کر دی جائے اور وہ بھی حکمت عملی سے۔

ایک دوست ٹرنک کال پر کہیں دور سے بات کر رہے تھے اچھا خاصہ مکالمہ ہو رہا تھا کہ انہوں نے اپنے دوست سے کہا "یار آج کل کچھ مالی حالت خراب ہے تم فی الفور (۱) ہزار روپیہ کا بندوبست کرکے مجھے بطور قرض روانہ کردو جیسے ہی روپیہ پیسہ اور قرض ذرا (۱) ادا کرنی۔ یہ صاحب کترا گئے۔ بجائے روانہ کرنے انکار کرنے کے یہ لگے چلا چلا کر کہنے " سنائی نہیں دے رہا ہے۔ ٹیلی فون میں بڑی گڑبڑ ہے۔ کیا کہا یار تم نے۔ ہاں پھر سے بولو۔ بالکل آواز نہیں آرہی جب یہ خوب چلانے لگے تو ایکس چینج کی آپریٹر لڑکی نے کہا " ارے صاحب، آواز تو سنائی دے رہی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں انہیں دو ہزار روپیہ قرض چاہیئے " اس پر یہ بہت سٹپٹائے اور بڑی تندی سے کہا : " یہ بات نے تو کچھ نہیں سنا۔ تم نے اگر ان کی بات سنی ہو تو تم ہی ان کو دو ہزار روپیہ قرض کیوں نہیں دے ڈالتیں، اور ٹیلی فون رکھ دیا۔ یہ سنی ان سنی اور انکار رہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا ثقل سماعت کی وجہ سے کچھ لوگ کان میں آلہ لگا لیتے ہیں جس سے اوروں کی بات صاف سنائی دیتی ہے۔ ان کو سنی ان سنی کرنے کا بڑا اچھا بہانہ اور موقعہ رہتا ہے۔ چنانچہ جب بھی انہیں کسی کی بات کو انجان بن کر ٹالنا ہوتا ہے یہ اپنے کان کے آلہ کے کھٹکے کو دبا کر بند کر دیتے ہیں اور پھر اس طرح منہ بناتے ہیں کہ جیسے اس آلہ کے باوجود سنائی نہیں دے رہا ہے۔ کہنے والا، مانگنے والا، پوچھنے والا چلا چلا کر تھک جاتا ہے، ہار جاتا ہے اور نہ کہے بغیر بھی بات نفی ہو جاتی ہے۔

حضرت غالب نے بھی اس فن سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ شہنشاہ نے رمضان کے ختم ہونے پر پوچھا "مرزا غالب، آپ نے کتنے روزے رکھے " انہوں نے فوراً جواب دیا " ایک نہیں رکھا" جیسے کہ پورے روزے رکھے اور صرف ایک نہیں رکھا۔ حالانکہ انہوں نے ایک بھی نہیں رکھا تھا۔

ہاں یا نہ کرنے کا اور کر سکنے کا ایک بہت بڑا حربہ بڑے بڑے اداروں، اجتماعوں، شاملاتی کانفرنسوں وغیرہ کے صدر نشینوں کے پاس ہوتا ہے، جس کو Veto کا اختیار کہا جاتا ہے۔ اس کو جب نہ کرنا ہوتا ہے تو برابر برابر کے ووٹس پر ادھر یا ادھر (؟) ہاں یا نہ کر دیتے ہیں۔ یہ سب سے آسان طریقہ ہے کسی اہم ترین تجویز کو نفی کرنے اور اس کو رد کر ڈالنے کا اس کو پھر کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔

جس طرح ڈپلومیسی کا فن کبھی کامل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح نہ کہنے کا آرٹ بھی تکمیل کی حدود تک نہیں پہونچ سکتا۔ بالخصوص جب آپ فی الحقیقت محسوس کرتے ہیں کہ نہ کہہ دینا زیادتی کی حدود تک پہونچ جائے گا اور آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی ہمدردی بھی شریک حال ہے۔

کسی کارخانہ میں اسدی اور نا اہل کاریگر کو برطرف کرنا تھا بجائے اس کے کہ صاف و صریح الفاظ میں کہہ دیا جائے کہ آپ کی خدمات کی ضرورت نہیں اس کو نوٹس دی گئی۔ " ہمیں یقین ہے کہ آپ کے بغیر ہمارا کارخانہ اس طرح نہیں چل سکے گا لیکن بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے ہم آپ کو موقعہ دیتے ہیں کہ کسی اور جگہ آپ اپنا مستقبل بنائیں۔ ••

ضروری گذارش۔

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت "حوالہ نمبر" ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے خط یا رسالہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر (منی آرڈر فارم کے نچلے حصے میں) ہمیشہ اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو، مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں ضرور تحریر فرمائیں۔

محبوب راہی
بارسی ٹاکلی،
ضلع اکولہ-۴۴۴۴۰۱

بڑوں کی بڑی باتیں

بال گنگا دھر تلک نے صاف لفظوں میں کہا
میرا حق آزادی ہے لے کر رہوں گا میں اسے
اور کوئی چیز بھی یوں گا نہ میں اس کے سوا
یہ میرا حق ہے جو ملا ہے مجھ کو اپنے جنم سے

★

جوہر[1] و شوکت[2] سے بی اماں[3] نے ممتا سے کہا
میرے بیٹو! میرے دل کے ٹکڑو! میرے لاڈلو
دودھ کا حق میرے کرنا ہے اگر تم کو ادا
جاؤ! راہِ حق پہ اپنی زندگی قربان کرو

★

بوس[4] نے جے ہند کا پرجوش اک نعرہ دیا
فوج اک تیار کی آزاد ہندوستاں[5] کی
جس کو سن کر نیند سے ہر اہل بھارت جاگ اٹھا
زندگی اپنی وطن کی آن پر قربان کی

★

آج دنیا میں نہیں لیکن دلوں میں زندہ ہے
درس ہنسا واد کو جس نے اہنسا کا دیا
ذکر گاندھی کا جو سورج کی طرح تابندہ ہے
اور جو ہنسا کے ہاتھوں ستیہ پر قرباں ہوا

★

ہند کا معمار نہرو، ہاں وہی کوہ وقار
کہہ گیا آرام ہے ہر فرد بھارت پر حرام
امن کا پیغامبر انسانیت کا رازدار
رازِ انساں کی بقا کا کام ہے اور صرف کام

★

حضرت آزاد[6] جن کی ذات رشک مہر و ماہ
برقِ افشاں قولِ فیصل[7] کی ہر اک تحریر سے
تھی منور جن کے دم سے جنگ آزادی کی راہ
ذہن لاکھوں کے ہوئے روشن اسی تنویر سے

★

نام اک بھارت کے بیٹے کا بہادر شاستری
جس نے اک نعرہ لگایا "جے جوان جے کسان"
مورتی جس کی تھی چھوٹی کیرتی[8] لیکن بڑی
دم قدم سے جن کے قائم ہے وطن کی آن بان

★

نام جس کا بابا صاحب کنیت امبیڈکر
پستیوں سے جہل کی جس نے نکالا قوم کو،
وہ مسیحا اپنی پچھڑی ذات کا وہ راہبر
عظمتوں کے راستے پر جس نے ڈالا قوم کو،

★

اندرا گاندھی ہے دورِ نو کی خاتون جری
رکھ دیئے ہیں جس نے دھارے موڑ کر حالات کے
کون ہے جو آج کر سکتا ہے اس کی ہمسری
آہنی ہیں حوصلے کیا ایک عورت ذات کے

★

رشک مہر و ماہ، رخشندہ ستارے ہیں یہ سب
اپنے اپنے دور کے روشن منارے ہیں یہ سب

۱:- مولانا محمد علی جوہر ۲:- مولانا شوکت علی ۳:- علی برادران کی والدہ ۴:- سبھاش چندر بوس ۵:- آزاد ہند فوج
۶:- مولانا ابوالکلام آزاد ۷:- مولانا آزاد کی تصنیف ۸:- شہرت

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر

• عرفان پربھنوی

معرفت: حاجی غلام یٰسین خاں جمعدار

مجولی گلی - پربھنی (مہاراشٹر)

باباصاحب آپ کا جواب نہیں
خوبیوں کا بھی کچھ حساب نہیں

آپ عالم ہیں اور مدبر ہیں
آپ قانون کے بھی ماہر ہیں

آپ مانے ہوئے ریفارمر ہیں
دیش کے اپنے سچے رہبر ہیں

آپ عظیم شخصیت کے مالک ہیں
علمیت کے بھی آپ مالک ہیں

"بدھ دھرم" کے عظیم مبلغ ہیں،
سچے خادم ہیں سچے پیرو ہیں

آپ دستورِ ہند کے حامل ہیں
مشورے اسمیں آپ کے شامل ہیں

آپ "یک جہتی" کے علمبردار
آپ کا اس میں ہے بڑا کردار

رُوح پھونکی ہے نچلے طبقوں میں
جان ڈالی ہے آپ نے دلتوں میں

اِن کی اُمیدوں کا سہارا ہیں
ان کی آنکھوں کا آپ تارہ ہیں

فرق چھوت چھات کا مٹایا ہے
نچلے لوگوں کو بھی اُٹھایا ہے

حق دلتوں کا بھی دِلایا ہے،
اِک نیا اِنقلاب لایا ہے

آپ کا اُحساں ہے دلتوں پر
سارے پسماندہ نچلے طبقوں پر

نام روشن ہے آپ کا جگ میں
شمع روشن ہے آپ کی جگ میں

باباصاحب کی ہو جے عرفاںؔ
باباصاحب سدا اَمر رہیں عرفاںؔ

غزلیں

حکیم رازی ادیب

٥٧٢ ۔ سا چا پیرا سٹریٹ پونے ١

کبھی آساں، کبھی مشکل نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن
اِدھر طوفاں، اُدھر ساحل نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن

نہ میں توبہ پہ قائم ہوں، نہ پیمانہ اٹھاتا ہوں
کروں تو کیا کروں اے دل نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن

نگاہِ ناز کا خنجر چلے اور دل نہ ہو زخمی
گنے جائیں نہ وہ قاتل نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن

نشاط و کیف کا عالم نہ بدلے رات ڈھلنے تک
سحر تک گرمیٔ محفل نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن

اُدھر تو پارسا رازی پلانے کو اُدھر ساقی
چھپا کر یا سرِ محفل نہ یہ ممکن نہ وہ ممکن

جلیل ساز

مومن پورہ ۔ ناگپور ۴۴۰۰۱۸

جستجوئے حیات میں گم ہے
آدمی اپنی ذات میں گم ہے

ہر صدائے شکستِ ساغرِ دل
شورشِ کائنات میں گم ہے

ایک غنچہ دہن کی تشنہ لبی
موجِ آبِ فرات میں گم ہے

زندگی ہے رواں دواں ہم سے
شیخ! کارِ نجات میں گم ہے

روئے زیرِ نقاب کا عالم
جیسے خورشید رات میں گم ہے

"فرصتِ کاروبارِ شوق کسے"
زندگی حادثات میں گم ہے

سادگی اور خلوص کو تج کر
سازؔ انساں گھات میں گم ہے

عزیز الغنی ساحر

١٧ ۔ نزد آلوک پریس ۔ بھوپال ١
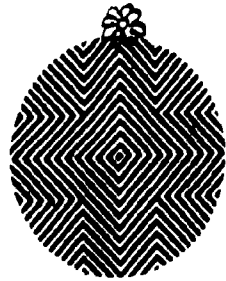
گر کسی کے سامنے جھک جاؤں میں
زندگی کو پھر بھلا کیا پاؤں میں

پھر اُٹھاؤں غیر کا احسان میں
پھر کسی اپنے سے دھوکا کھاؤں میں

ڈھونڈتا رہتا ہوں اپنے آپ کو
کیا پتہ کس موڑ پر مل جاؤں میں

یوں بھی ہو اک دن کسی کے واسطے
چند لمحوں کے لئے رک جاؤں میں

اک ذرا سی بات پر بگڑے کوئی
زندگی بھر اس کو پھر بہلاؤں میں

جس کو سن کر سب تجھے پہچان لیں
ایک ایسا گیت ساحر گاؤں میں

◆ **قتیل راجستھانی**

۴۰۰ ۔ ایس ۔ وی ۔ پی ۔ روڈ
بوریولی (ویسٹ) بمبئی ۹۲

★

پہلے اپنا کرے گی یہ دُنیا
پھر تماشا کرے گی یہ دنیا

ہم میں تم میں تو بن گئی دیوار
اور کیا کیا کرے گی یہ دُنیا

پھونک کر آشیاں اُمیدوں کا
ہم کو ڈھونڈا کرے گی یہ دنیا

ہم نہ ہوں گے تو پھر ہمارے بعد
کس کا شکوہ کرے گی یہ دنیا

اتنی آزادیاں نہ دے یارب
تجھ کو رسوا کرے گی یہ دنیا

زخمِ دل خود سُنیں گے اپنے قتیلؔ
کیا مداوا کرے گی یہ دُنیا

◆ **عبد المتین نیازؔ**

موتیا پارک ۔ بھوپال

★

زندگی پر غم کا سایہ اور گہرا کر دیا،
دھوپ نے تازہ گلابوں کو بھی پیلا کر دیا

آسماں چھونے لگے جو خواب تھے بال و پر
آگہی سے ہم نے ذرّوں کو توانا کر دیا،

زندگی کے درد نے لفظوں کو بخشا بانکپن
خواہشوں کی آگ نے مفہوم اُجلا کر دیا

قمقموں نے روشنی سے جگمگا دی ان کی رات
اپنا دن اونچے مکانوں نے اندھیرا کر دیا

اس سبب سے آگ یا رو شہر بھر میں لگ گئی
خار و خس چنگاریوں کو اس نے یکجا کر دیا

حرفِ غم کانوں میں پڑتے ہی ہوا یہ سانحہ
وقت نے نوخیز ارمانوں کو بوڑھا کر دیا

کتنی ظالم تھیں ہوائیں گرم موسم کی نیازؔ
سبز پھولوں سے بھرے باغوں کو صحرا کر دیا

◆ **صلاح الدین نیرؔ**

پنچایت راج ڈپو ۔ سکریٹریٹ
حیدرآباد

★

تم کو خوش فہمی اک دن راہ پر آجائے گا
رات کا بھٹکا مسافر، صبح گھر آجائے گا

پیار خوشیوں کا سفر ہے چل رہا ہوں صبح و شام
اک نہ اک دن راہ میں تیرا بھی گھر آجائیگا

منتظر اک شخص ہوگا صبح کی دہلیز پر
رات کے صحرا سے جب وہ لوٹ کر آجائیگا

پھر کوئی انساں نہ ہوگا بے لباسی کا شکار
تیرا دامن میرے ہاتھوں میں اگر آجائیگا

آپ کو پہچاننا مشکل نہ ہوگا شہر میں
پیار کا الزام جب بھی میرے سر آجائیگا

خود پسندی ٹوٹ کر بکھرے گی شیشے کی طرح
جب مرا سر آپ کی دہلیز پر آجائے گا،

اس کو نیرؔ خود پہ بھی کچھ اختیار آنے تو دو
گھر میں شاعروں کے دم بے خوف و خطر آجائیگا

★ فکر حیدرآبادی
۱/۸۲۹۔۶/۱۱۔ ریڈہلس، حیدرآباد ۴

سرگرم تجلی ہیں صد جلوئے جبینوں سے
آئینے مجل پیہم دیکھے ہیں حسینوں سے

جیسے گل و گلشن پر شبنم ہے گہر افشاں
یوں حسن بہ سرتا پا رخشاں ہے نگینوں سے

صد سوز تمنا سے روشن ہیں چراغِ دل
غم خانہ ظلمت میں رونق ہے مکینوں سے

ادراک نے سیکھے ہیں انداز ترقی کے
تہذیب جنوں کے چند سنگین قرینوں سے

زلفِ شب فردا کے ڈھلتے ہوئے سائے ہیں
بام صبح افکار امروز کے زینوں سے

نظم مے و مینا ہے اک فن جہاں رانی
میخانہ دانش ہے ساقی کے قرینوں سے

ہر سادہ تخیل کو اے فکرؔ سجایا ہوں
الفاظ و عبارت کے رنگین نگینوں سے

★ رزاق شاہد
تاج پورہ، عمر کھیڈ۔ ایوت محل ۴۴۵۲۰۶

چہروں پہ مسرت کو سجا کیوں نہیں دیتے
پرچھائی کو سورج سے ملا کیوں نہیں دیتے

ہے تم کو مری زیست کا مفہوم سمجھنا
پتھر کوئی پانی میں گرا کیوں نہیں دیتے

ہر دل کے دریچے سے دھواں اٹھنے لگا ہے
ماحول سلگتا ہے بجھا کیوں نہیں دیتے

ہمدردی مزاجوں سے زمانے نے کھرچ دی
الفاظ خموشی کو صدا کیوں نہیں دیتے

شاہدؔ ہمیں برباد کریں گے یہ کسی دن
خوابوں کو صلیبوں پہ چڑھا کیوں نہیں دیتے

★ انیس انور
نذیر حسن بلڈنگ،
محمد علی روڈ۔ اکولہ ۴۴۴۰۰۱

دیتے رہے ہیں راہ میں نقش قدم فریب
کھاتے رہے طلسم تمنا کا ہم فریب

خوش ہیں مسرتوں کے جزیرے میں آ گئے
خدشہ ہے دے نہ موجۂ بحر الم فریب

کھینچوں گا اپنا ہاتھ نہ اس ہاتھ سے کبھی
دیتا ہے جو لرزتے ہوئے کم سے کم فریب

کچھ کہتے کہتے رہ گئے منہ کھول کر صدف،
خاموش رہ کے دے گیا ابر کرم فریب

چشم طلب ہے خیرہ زر کم عیار سے
دست ہوس کو دیتے ہیں دام و درم فریب

کرتے ہیں جب صداقت انکار سے گریز
دیتے ہیں حرف حرف پہ لوح و قلم فریب

جاری ہیں یہ بساط سیاست پہ روز و شب
گھاتیں نظر فریب ہیں، چالیں اہم فریب

ریاستی خبریں

قحط سالی راحت اقدامات کے لئے
۵ لاکھ روپیہ کا عطیہ

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت دادا پاٹل نے ۶ر اپریل کو ریاستی چھوٹی صنعت ترقیاتی کارپوریشن (ایم ایس ایس آئی ڈی سی) کی جانب سے قحط سالی راحت اقدامات کے لئے بطور عطیہ ۵ لاکھ روپیہ کا ایک چیک قبول کیا۔

شری مصطفےٰ افیتھ، چیرمین ایم ایس ایس آئی ڈی سی، نے یہ چیک وزیر اعلیٰ کو ان کے دفتر واقع منترالیہ میں پیش کیا۔ اس موقعہ پر، شری نانا بھاؤ امبیڈوارڈ، وزیر برائے زراعت، شری کے۔ بی۔ اوادے، وزیر مملکت برائے صنعت، ڈاکٹر ڈبلیو۔ آر۔ شیر یکر، نائب صدر اور شری اجے ڈا، مینجنگ ڈائرکٹر موجود تھے۔

یہ عطیہ وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت قائم شدہ عوامی ترقیاتی کارپوریشن (پیڈ) کے حوالے کیا گیا۔ پیڈ دیہی علاقوں میں زرعی، صنعتی نوعیت کی ترقیاتی پروجیکٹوں مثلاً مرغی پالن، ماہی گیری، باغبانی وغیرہ کے لئے امداد مہیا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ادارہ پینے کے پانی کی سہولت کی اسکیمات اور چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں کے قیام میں بھی مدد کرتا ہے جس کے لئے انکم ٹیکس قانون کے تحت منظوری حاصل کرتے ہوئے عطیہ دہندہ کو عطیہ کی رقم پر ۱۰۰ فی صد ٹیکس معافی کی سہولت دی جاتی ہے۔ وزیر اعلیٰ کو دی گئی ۵ لاکھ روپیہ عطیہ کی رقم کمشنر، انکم ٹیکس کی منظوری سے قحط زدہ علاقوں میں آبپاشی پروجیکٹوں پر خرچ کی جائے گی۔

پیڈ نے اب تک ۴۰ لاکھ روپیہ لاگت کی ۶۲ اسکیمات میں مدد کی ہے اور قحط۔ زدہ علاقوں میں آبپاشی کے ۵۷ کام شروع کئے ہیں۔

چھوٹی صنعت ترقیاتی کارپوریشن نے ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران چھوٹی صنعت پیداوار کی کھپت سے گذشتہ سال ۵۴ کروڑ روپیہ آمدنی کے مقابلہ ۶۰.۶۵ کروڑ روپیہ آمدنی حاصل کی۔ اسی مدت کے دوران ۱۵۰۰ چھوٹی صنعتوں کی ۲۵.۵۰ کروڑ روپیہ مالیت کی مصنوعات ترقیاتی کارپوریشن کے توسط سے ملک بھر میں فروخت ہوئیں۔

۱۹۸۲ء میں مذکورہ کارپوریشن نے اپنی کارکردگی کے ۲۰ سال مکمل کئے۔ یہ کارپوریشن دیہی بہبود نوعیت کی اسکیمات کو ہمیشہ فروغ دیتا ہے علاوہ ازیں دیہی کاریگروں کی مصنوعات کی مارکیٹنگ کا بھی انتظام کرتا ہے اور دیہی مارکیٹنگ مراکز کے قیام میں تعاون کرتا ہے۔ بھنڈارہ ضلع کے ادیباسی علاقوں میں بھی کارپوریشن نے مارکیٹنگ مراکز قائم کئے ہیں۔

کھیل کود کے فروغ کے لئے باضابطہ اقدامات
وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی

حکومت مہاراشٹر کے زیر اہتمام ۱۳ر اپریل کو رویندر ناٹیہ مندر میں اپنی نوعیت کی پہلی یوتھ ریلی منعقد ہوئی۔ جس میں اسپورٹس، یوتھ ویلفیر اور ثقافتی امور سے وابستہ افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ شرکاءِ اجلاس نے تالیوں کی گونج میں وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کی اِس یقین دہانی کا خیر مقدم کیا کہ مذکورہ تمام اُمور کے ترقی و تدریج میں مالی مشکلات کو حائل ہونے نہیں دیا جائے گا۔

کھیل کود، یوتھ ویلفیر اور ثقافتی امور کی بہتری کے لئے باضابطہ کوششوں کا یقین دلاتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ان اُمور سے وابستہ کارکنان کو اپنے فرائض کی بہتر انجام دہی کے لئے حکومت ہر ممکن تعاون دے گی۔

ریاستی مجلس قانون ساز کے جاری اجلاس کے پیش نظر گو کہ، وزیر اعلیٰ کی جانب سے کوئی اہم اعلان کی توقع نہیں تھی۔ تاہم کھیل کود، اور یوتھ سروس کے فروغ کے ذریعہ ریاست کی اعلیٰ روایات بحال رکھنے کے لئے مکمل کاغذی تفصیلات کی تیاری اور منصوبہ بند اقدامات کے لئے وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی اِس موقعہ پر حاضرین کے لئے غیر اہم بات نہ تھی۔ آپ نے نوجوانوں سے کہا کہ وہ "ہند کیسری" ماروتی مانے۔ گنپت اندولکر سابق کرکٹ کپتان، اجیت واڈیکر (ریلی میں شریک) اور شری سنیل گاوسکر جیسے نامور کھلاڑیوں سے ترغیب حاصل کریں۔

شری وسنت راؤ پاٹل نے کھیل کود کے فروغ سے متعلق خصوصی دلچسپی کے اظہار کے لئے شری ارون دیویکر، وزیر مملکت برائے کھیل کود، یوتھ ویلفیر اور ثقافتی امور کی ستائش کی اور مذکورہ ریلی کے انعقاد پر مبارکباد دی۔ آپ نے کہا کہ شری ارون دیویکر کو اپنی کوششیں آگے بڑھانے کے لئے ان کے عہدہ کا مکمل چارج دیا گیا ہے۔

اس موقعہ پر ریاستی حکومت کی جانب سے ہر سال دیئے جانے والے شیو چھترپتی ایوارڈز یوتھ ویلفیر اُمور میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ۸ افراد میں تقسیم کئے گئے۔ وزیر اعلیٰ نے یہ انعامات سر دشری کرانتی شاہ (سانگلی)، نند کمار نائیک (بمبئی) سبھاش عرف بابا بھوسلے، ناگپور تمام یوتھ آرگنائزرس اور دیجے کس، تکا رام بیر کیڈ (اکولہ)، ڈاکٹر گلڈا (بمبئی) ولاس کار مکر اور کماری راج رانی شرما (بمبئی) تمام یوتھ ورکرس کو دیئے۔

شری سوشیل کمار شندے، وزیر برائے مالیات نے سابق کھلاڑیوں کو مشورہ دیا کہ وہ نوجوان کھلاڑیوں کی رہنمائی کریں۔ آپ نے قبائلی اور دیہی

کھیل کود جیسے تیر اندازی وغیرہ کی بھی ہمت افزائی کا مشورہ دیا۔
شری ارون دیوبکر نے کہا کہ متعلقہ امور کے فروغ میں حائل مشکلات کو دور کرنے کے لئے خود حکومت کوشش کر رہی ہے۔ آپ نے منعقدہ ریلی کو نوجوانوں اور حکومت کے مابین راست گفتگو کی پہل قرار دیا۔ آپ نے کہا کہ ۱۹۸۵ء میں بین الاقوامی سال برائے یوتھ کے پیش نظر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ جس کے ذریعہ نوجوانوں کے تعاون سے عوامی تعلیمی پروگرام کو وسعت سے عمل میں لایا جائے گا۔
شری ایس۔ کے۔ وانکھیڈے پروفیسر ہری بھاؤ کیدار، شری شنکر راؤ ساٹوی اور کرانتی شاہ نے اہم مشورے دیئے۔
ڈائرکٹر اسپورٹس، شری ایم گوکھلے نے شکریہ ادا کیا۔
اس موقعہ پر نویں ایشین گیمس، نئی دہلی کے افتتاحیہ دن، پیش کردہ کلچرل پروگرام دوبارہ پیش کیا گیا۔

سندھی میلہ تقریب میں وزیراعلیٰ کی شرکت

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے فرمایا کہ ملک کے دوسرے حصوں کی طرح مہاراشٹر میں بھی مختلف فرقوں کے افراد آپسی بھائی چارے سے مل جل کر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ثقافت، زبانوں، اور مذاہب کا اختلاف کبھی ہماری قومی یکجہتی کی راہ میں حائل نہیں ہوا۔
آپ ۱۵ اپریل کو بھارتیہ سندھو سبھا کی جانب سے منعقدہ چار روزہ چیٹی چنڈ میلے میں بطور مہمان خصوصی حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ جہاں کہیں بھی سماج دشمن عناصر پائے جائیں انہیں فوری طور پر ڈالنا ہی کرنا چاہیئے۔
وزیراعلیٰ نے سندھی افراد کی تجارتی اور صنعتی فروغ میں ان کے ذہنی رجحان کی ستائش کی۔ آپ نے ایک انگریزی کتاب کا اجرا بھی کیا۔
بمبئی کے میئر شری من موہن سنگھ بیدی نے میلے کا افتتاح کیا۔ اپنی افتتاحیہ تقریر میں شری بیدی نے کہا کہ گذشتہ ۲۵ سالوں سے سندھیوں سے ان کے قریبی تعلقات ہیں نیز یہ کہ سکھ اور سندھی دونوں گرونانک کے مذہب کی پوجا کرتے ہیں۔
اس موقعہ پر ایک کلچرل پروگرام بھی منعقد کیا گیا تھا۔
بمبئی کے شریف شری ایس۔ پی۔ گوودریج، شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم ایل اے، اور دیگر ممتاز شخصیتوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔ میلہ کمیٹی کے چیرمین شری ناری گر سہانی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

وزیراعلیٰ کے ہاتھوں ڈاکیومینٹری فلموں کا اجراء

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۷ اپریل کو آکاش وانی آڈیٹوریم میں ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے فلم سیکشن کی جانب سے اپریل ۱۹۸۲ء تا مارچ ۱۹۸۳ء کے درمیان تیار کردہ ڈاکیومینٹری فلموں کا اجرا کیا۔
ڈائرکٹوریٹ نے مذکورہ عرصے میں مختلف موضوعات پر کل ۲۶ ڈاکیومینٹری فلمیں تیار کی ہیں
ان فلموں میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کا وزیراعلیٰ کے حالیہ دورے پر مبنی ڈاکیومینٹری "دلاسہ" بھی شامل ہے دیگر ڈاکیومینٹری فلمیں "لائٹ ہاؤس" "رائے گڑھ قلعہ" "چھوٹی بچت" "مہاراشٹر کی تہذیب" اور بیس نکاتی پروگرام جیسے موضوعات پر مبنی ہیں۔
وزیر مملکت برائے اطلاعات و رابطہ عامہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ اور ڈائرکٹر جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ شری موہن پاٹل نے وزیراعلیٰ کا خیر مقدم کیا۔
شری دیشمکھ نے تعارفی تقریر کی۔
اس موقع پر ریاستی کابینہ کے اراکین اراکین مجلس قانون ساز، ایم ایل سی اور دیگر اعلیٰ حضرات بھی موجود تھے۔

دھاراوی میں ہاؤسنگ کمپلیکس
نائب وزیراعلیٰ کے ہاتھوں سنگ بنیاد کی رسم

شری رام راؤ آدک، نائب وزیراعلیٰ نے ۱۴ اپریل کو، دھاراوی میں گنیش ٹیمپل فاؤنڈیشن کمپلیکس اور کانڈ نگر ہاؤسنگ پروجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھا۔
گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف بطور مہمان خصوصی موجود تھیں۔
اس موقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے نائب وزیراعلیٰ نے دھاراوی کے سلم اسپائر کو رہائشی مکانات بنانے کے حل کے لئے پہل کرنے پر مبارکباد دی اور انہیں اس کام میں ہر طرح کی سرکاری امداد کا یقین دلایا۔ آپ نے کہا کہ دھاراوی کے باشندوں کی سہولت کے لئے حکومت اور میونسپل کارپوریشن کمروں کا کرایہ کم از کم متعین کرنے کی کوشش کرے گی۔

شری ادیک نے کہا کہ بمبئی عظمیٰ کی سلم بستیوں کی ۴۰ لاکھ آبادی کے لئے رہائشی مکانات کی فراہمی ایک مشکل ترین مسئلہ ہے جس کے ممکنہ حل کے لئے خود سلم باسیوں کو مالی اداروں کی مدد سے کوشش کرنی چاہیئے ۔

نائب وزیر اعلیٰ نے سنجے گاندھی نرادھار انودان ، اور سوا لمبن یوجناؤں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان اسکیمات کے ذریعہ حکومت سماج کے کمزور طبقات کی فلاح اور بہبود کے لئے ہمہ تن مصروف ہے

شریمتی بلقیس لطیف نے مذکورہ پروجیکٹ کی کامیابی کے لئے دھاراوی کے عوام کے تئیں اپنی نیک خواہشات پیش کیں ، اور انہیں اپنے ماحول کو صاف اور ستھرا رکھنے کی تلقین کی ۔ موصوفہ نے بتایا کہ علاقہ میں صفائی کے لئے جلد ہی نگراں کمیٹیاں مقرر کی جائیں گی ۔

نیز ہر بدھ وار کو مختلف علاقوں میں طبی کیمپ منعقد ہوں گے ۔ جس میں بچوں کو متعدی امراض سے بچاؤ کے لئے ٹیکہ لگانے کا انتظام کیا جائے گا ۔

میونسپل کونسلر شری وشنو باباجی گائیکواڑ ، چیرمین ورکس کمیٹی ، شری دتا پردھان ، آرکیٹیکٹ ، شری رنجت نائیک اور شری ایس ۔ بی ۔ کوپلے ، ایڈیٹر "کلیر بیٹ" نے بھی اس موقعہ پر تقاریر کیں ۔

شری ڈی وشوا ناتھ ، نائب صدر ، بمبئی ساؤتھ انڈیا ادی ڈراوڈ مہاجن سنگھ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا ۔

چینی وفد کی مہاراشٹر میں آمد

ہز ایکسی لینسی چاؤ تونان کی سربراہی میں ایک ۱۱ رکنی چینی وفد مہاراشٹر کے خصوصی دورہ پر ۸ راپریل کو بذریعہ طیارہ بمبئی پہنچا ۔ ائیرپورٹ پر پروفیسر این ۔ ایم ۔ کامبلے ، وزیر برائے پروٹوکول نے وفد کا استقبال کیا ۔

وفد کے سربراہ شری چاؤ تونان نے اپنے آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ آزادی کے بعد محض ۳۰ سالوں میں ہندستان کی زبردست ترقی دیکھ کر وہ بے حد متاثر ہوئے ہیں ۔ نیز مہاراشٹر ملک کی صنعتی سرگرمیوں کا مرکز ہونے کی حیثیت سے اراکین وفد نے اس ریاست کے دورے کو خصوصی طور پر اپنے لئے خوشی کا باعث سمجھا ہے ۔ آپ نے کہا کہ ہندستان اور چین دونوں اعلیٰ سماجی اور ثقافتی کردار کے قدیم ممالک ہیں اور دونوں نے عالمی امن ، و سالمیت کے لئے مشترکہ طور پر گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ۔

وفد کا استقبال کرتے ہوئے وزیر برائے پروٹوکول پروفیسر شری این ۔ ایم ۔ کامبلے نے ہندستان اور چین کے مابین ثقافتی ، تاریخی اور مذہبی رشتوں کا ذکر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ وفد کا دورہ مہاراشٹر کامیاب ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومت کے جاریہ معاشی اقدامات سے ریاست کو ہونے والے فائدوں سے متعلق اہم معلومات حاصل ہوں گی ۔

یہ وفد پروفیسر ایس ۔ ایس ۔ مہاپترا ، ایم ۔ پی ۔ ، سابق جنرل سکریٹری اے آئی سی سی (آئی) اور سکریٹری جنرل انڈیا چائنا سوسائٹی کی دعوت پر ہندستان آیا ہے ۔ پروفیسر موصوف نے عالمی امن کے لئے ہندستان اور چین کی مشترکہ جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے ماضی میں پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر چاؤ ۔ این ۔ لائی کی جاری کردہ پنج شیل تحریک کے پس پشت عالمی امن اور جنگ بندی کے حصول مقصد پر وضاحت سے روشنی ڈالی ۔ آپ نے مزید کہا کہ ۲۰ سالوں بعد ایک اعلیٰ سطحی چینی وفد کا دورہ بھارت خاص اہمیت کا حامل ہے ۔ دہلی میں آمد پر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے استقبال کرتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ مذکورہ وفد کے دورہ سے دونوں ممالک کے مابین منقطع سلسلے دوبارہ بحال ہو جائیں گے ۔ شری مہاپترا نے توقع ظاہر کی کہ وفد کے حالیہ دورہ سے دونوں حکومتوں کے مابین دوستانہ تعلقات مزید استوار ہوں گے ۔

بعد ازاں وفد نے آنجہانی ڈاکٹر کوٹنس کا مکان دیکھا ۔ اور اہل خاندان سے بات چیت کی ۔ مسٹر چاؤ تونان نے چین میں ڈاکٹر کوٹنس کی عظیم خدمات کے لئے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنجہانی دونوں ممالک کے مابین دوستی کا ستون تھے ۔

سہ پہر میں وفد نے ایلیفنٹا غاروں کی سیر کی ۔ وفد کے پروگرام میں کولہاپور کا دورہ شامل ہے جہاں وفد ریاست میں امداد باہمی تحریک کے فائدہ مند اثرات کا عینی مشاہدہ کرنا چاہتا ہے ۔

نسبندی کرانے والوں کو ترغیبی رقم

ریاستی حکومت نے نسبندی کرانے والے مرد ، ترغیب کاروں ، ڈاکٹروں اور نیم طبی اسٹاف کو مرکز کے خاندانی بہبود پروگرام کے تحت دی جانے والی ترغیبی رقم کے علاوہ ریاست کے اپنے فنڈ سے ترغیبی رقم دینے کا سلسلہ ۳۰ جون ۱۹۸۳ء تک جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

کوآپریٹو تنظیمیں عوامی بہبود کی بہتر ضامن

شری عبدالعظیم

شری عبدالعظیم وزیر مملکت برائے مکانات، خصوصی امداد،

نشہ بندی اور ایکسائز نے حال ہی میں عوامی بہبود کے لئے امداد باہمی اداروں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا بھارت جیسے جمہوری ملک میں کوآپریٹو تحریک کو ایک اہم مقام حاصل ہے کیونکہ ایسے وسیع و عریض ملک میں فرد واحد کے لئے تن تنہا نا مساعد حالات کا مقابلہ کرکے خود کفیل بننا تقریباً ناممکن ہے تا آنکہ کوآپریٹو سوسائٹیوں کی جانب سے اسے مالی امداد نہ حاصل ہو۔

وزیر موصوف ٹینک پکھاڑی روڈ پہ انصاری کوآپریٹو سوسائٹی کی جانب سے منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے سوسائٹی کے چیف پرموٹر کو اس اقدام کے لئے مبارکباد دی اور زیادہ تعداد میں سوسائٹی کے رکن بننے کے لئے عوام سے تعاون کی اپیل کی۔

شری شیخ شمیم احمد ایم۔ ایل۔ اے نے اپنی صدارتی تقریر میں مذکورہ سوسائٹی کے قیام کے لئے چیف پروموٹر کو مبارکباد دی اور سوسائٹی کے اراکین میں ہر ذات کے افراد کی شمولیت کی تعریف کرتے ہوئے اسے قومی یکجہتی کے فروغ میں معاون قرار دیا۔

شری ریاض احمد خان مدیر قومی راج نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ سوسائٹی مل ورکروں، بنکروں، مزدوروں اور متوسط طبقے کے افراد کے علاقے میں قائم کی گئی ہے جنہیں کوآپریٹو سوسائٹی کی امداد کی ضرورت رہتی ہے۔

مذکورہ سوسائٹی کے چیف پرموٹر شری حاجی نثار احمد انصاری نے شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں شری عبدالعظیم نے چند اراکین مجلس قانون ساز اور سماجی خدمت گاروں کے ساتھ علاقے میں پدیاترا کی اور یہاں ٹرانزٹ کیمپ، ایک مسجد اور مدرسہ کا معائنہ کیا۔ اور کیمپ کے مکینوں سے گفتگو کی۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت عارضی بندھ کی تعمیر

حکومتِ مہاراشٹر کی ہدایت کے بموجب پینے کا پانی ذخیرہ کرنے کے لئے ضلع پریشدوں کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ندیوں پر بندھ کا کام عمل میں لانے کا اختیار دیا گیا ہے۔

متعلقہ ضلع پریشدوں کے چیف ایگزیکیٹو افسران کو اپنے علقوں میں جہاں ضرورت ہو، ترجیحی بنیاد پر یہ کام شروع کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

افسران کو مزید ہدایت دی گئی ہے کہ متعلقہ کاموں کی انتظامی منظوری جلد از جلد حاصل کریں اور ندی کے بہتے پانی کو آسانی سے ذخیرہ کرنے کا فائدہ اٹھانے کے لئے ایسے کام تیزی سے مکمل کریں تاکہ متاثرہ علاقوں میں پینے کا پانی جلد فراہم کیا جا سکے۔

سنہ ۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت انتظامات پر غور

عالمی صحت دن کے موقعہ پر ۸ اپریل کو مہاراشٹر اقوام متحدہ انجمن کے زیر اہتمام ایک تقریب میں ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ، وزیر برائے صحت عامہ نے کہا کہ سنہ ۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت کے حصول مقصد کے لئے حکومتِ مہاراشٹر بنیادی طبی سہولیات کی فراہمی اور مہلک بیماریوں مثلاً تپ دق، کوڑھ وغیرہ کے سدباب کے لئے دیہی اور قبائلی علاقوں میں خصوصاً صحت عامہ اداروں کو مزید مضبوط بنانے اور توسیعی اقدامات کے لئے کمربستہ ہے۔

آپ نے کہا "سب کے لئے صحت" بنیادی طبی سہولت فراہمی پروگرام کا بنیادی مقصد ہے جس کے ذریعہ خصوصاً افلاس زدہ اور ناتواں افراد کی صحت بحال کرنا اس پروگرام میں بطور اولین زمرہ داخل ہے۔

عالمی صحت ادارہ نے جاریہ سال کو بطور "سنہ ۲۰۰۰ء تک صحت برائے کل اقوام" وقف کیا ہے۔ آج سے یہ لحاظ ایام آغاز ہوا۔ شری ایس۔ پی۔ گودریج، بمبئی کے شریف نے تقریب کی صدارت کی۔

ڈاکٹر راؤ نے مذکورہ بالا حصولِ مقصد کی کامیابی کے لئے عوام کی شرکت کے ساتھ ساتھ سیاسی اور شعبہ جاتی تعاون کی ضرورت واضح کی۔

شری گودریج نے اپنی تقریر میں دفع مرض نوعیت کی دعائیوں کی ہندستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں ضرورت کا احساس دلایا آپ نے بہبودی اسکیمات سے عوام کو ہونے والے خیر تسلی بخش فائدوں کا ذکر کرتے ہوئے اضافۂ آبادی کو وجہ قرار دیا۔

دیگر حضرات میں ڈاکٹر ایچ۔ وی۔ یوپھالے، ڈاکٹر ڈی۔ ایس سکسینہ، ڈاکٹر ڈی۔ وی۔ نرولی اور ڈاکٹر این۔ ایچ۔ کیسوانی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مہاراشٹر اقوام متحدہ انجمن (مونا) کے ایگزیکیٹو چیرمین شری ایچ۔ ایچ۔ اسماعیل نے ادارہ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

ضروری گذارش

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا لفافہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط/لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔
- ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ:
  ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
  گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

علمی، ادبی، تہذیبی اور تحقیقی قدروں کا نقیب

مجلہ شاہین جلگاؤں

مدیران:- معین الدین عثمانی (ایم اے)، صغیر احمد (بی اے)

قیمت ۱۵؍ روپے

رابطہ سکریٹری:- ادارۂ شاہین، شاہو نگر۔ جلگاؤں (مہاراشٹر) ۴۲۵۰۰۱

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۴ر اپریل ۱۹۸۳ء کو نئی دہلی میں بیس نکاتی پروگرام کے نفاذ کا جائزہ لینے کے لیے ریاستوں کے وزراءِ اعلیٰ کی ایک میٹنگ طلب کی تھی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل دوسری ریاستوں کے وزراءِ اعلیٰ کے ساتھ دیکھے جاسکتے ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، نئے سندھی سال کے موقع پر انٹرنیشنل سندھی پنچایت فیڈریشن کی جانب سے ۱۴ر اپریل کو منعقدہ ایک تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل زمین دوز پانی کے استعمال کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے نامزد کردہ مطالعاتی گروپ کی جانب سے ۶ ر اپریل کو منترالیہ میں پیش کردہ رپورٹ وصول کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں وزیر مملکت برائے ضمانت روزگار اسکیم شری گنیش دودھ گاؤں کر، ریاستی ضمانت روزگار بورڈ کے چیئرمین شری وی۔ ایس۔ پاگے اور محکمہ منصوبہ بندی کے سیکریٹری شری للت دوشی بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ عالمی صحت دِن کے موقع پر ۷ ر اپریل ۱۹۸۳ء کو اوبیرائے ٹاورس بمبئی میں، منعقدہ ایک تقریب میں کالج کے طلبہ کو ٹرافی دے رہی ہیں۔

شری عبدل ناصر شاہ کرناٹک کے وزیر برائے دیہی ترقی (درمیان میں) ۱۵ ر اپریل کو منترالیہ میں مہاراشٹر کے وزیر برائے دیہی ترقی شری پرتاپ راؤ بھوسلے (بائیں جانب) سے ملاقات کے دوران محوِ گفتگو، (دائیں جانب) وزیر مملکت برائے دیہی ترقی شری باجی راؤ شندے دیکھے جاسکتے ہیں۔

۲۵ ر اپریل ۱۹۸۳ء

گورنر مہاراشٹر شری آئی ۔ایچ ۔ لطیف ، فائر سروسیز فلیگ ڈے کے موقع پر ۲۴ اپریل ۸۳ء کو راج بھون میں فائر سروسیز پرسونل ویلفیر فنڈ میں عطیہ دے کر فنڈ جمع کرنے کی مہم کا افتتاح کر رہے ہیں ۔ زیر نظر تصویر میں بمبئی فائر بریگیڈ ، کے چیف فائر آفیسر شری ٹی ۔ وی ۔ رنکم بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔
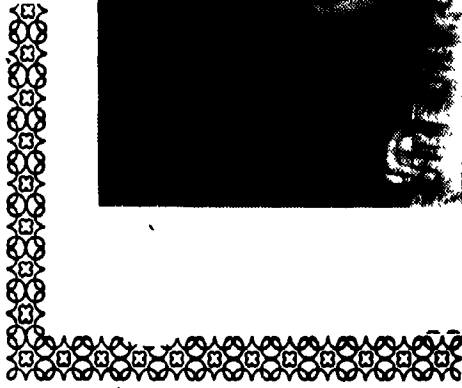
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ، ریاستی ڈائریکٹوریٹ ، اسپورٹس اینڈ یوتھ سروسیز کی جانب سے رویندر ناٹیہ مندر میں ۱۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو منعقدہ یوتھ ریلی میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں ۔

زیر نظر تصویر میں وزیر برائے مالیات شری سوشیل کمار شندے ، وزیر مملکت برائے اسپورٹس شری اردن دیویکر سابق کرکٹ کپتان شری اجیت واڈیکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، حال ہی میں بھارت کے دورے پر آئے ہوئے ایک چینی ثقافتی وفد کی بمبئی آمد پر وفد کے سربراہ مسٹر چاؤ۔ تونن کا بمبئی ہوائی اڈے پر استقبال کے وقت گلپوشی کر رہے ہیں۔

❋❋❋

❋❋❋

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک کے ہاتھوں ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو مہاتما پھلے مارکٹ میں شیوشکتی کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی کا افتتاح ہوا۔ اس موقعہ کی ایک تصویر

❋❋❋

❋❋❋

شری سوشیل کمار شندے، وزیر برائے مالیات، مہاراشٹر راجیہ لاٹری، گڈی پاڈوا، بمپر ڈرا کے موقع پر ۱۴ اپریل کو لالہ لاجپت رائے کالج میں، لکی نمبر نکالنے والی خاتون کو تحفہ دے رہے ہیں۔

۲۵ اپریل ۱۹۸۳ء

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ، وزیر برائے صحتِ عامہ بودھ یکی کرن سمیتی کی جانب سے ۱۴ اپریل ۱۹۸۳ء کو باندرہ میں منعقدہ ایک تقریب میں حاضرین سے خطاب کررہی ہیں

"قومی راج" کے سب ایڈیٹر شری عبدالوحید خاں جامعی، اپنی ۲۵ سالہ ملازمت کے بعد سبکدوش ہوئے۔

اس موقعہ پر موصوف کے اعزاز میں منترالیہ میں ایک الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔

زیرِ نظر تصویر میں شری موہن راؤ پاٹل ڈائرکٹر جنرل، اطلاعات و رابطہ عامہ وحید صاحب کی خدمت میں گلدستہ اور ایک تحفہ پیش کررہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب، ایڈیشنل چیف ڈائرکٹر شری ایس۔ جی۔ بھوجنے اور قومی راج کے ایڈیٹر شری ریاض احمد خاں، دیکھے جاسکتے ہیں۔

1-F

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1983
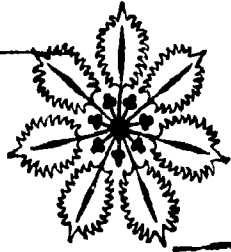
□ چھترپتی ایوارڈ کے لئے نامزد ٹیبل ٹینس کے بہترین کھلاڑی آنجہانی کمار پارتھیو ویاس کے سوگوار والد شریمتی بلقیس لطیف کے ہاتھوں ایوارڈ قبول کرنے کے بعد گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف اور شریمتی بلقیس لطیف کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔ ۱۷ سالہ کمار پارتھیو ویاس کی موت دماغی پھوڑے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

□ وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے یکم اپریل ۱۹۸۳ء کو باندرہ میں وکری کر بھون کی عمارت کی بھومی پوجا رسم ادا کی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ کے علاوہ نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے اور وزیر مملکت شری دھوکر کمستکر دیکھے جا سکتے ہیں۔

□ شری سوشیل کمار شندے، وزیر برائے مالیات، بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں ٹکسال کے سینئر ورکس منیجر شری کے، کے، پرکھلن کو چھوٹی بچت میں نمایاں کارکردگی پر ٹرافی پیش کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ممتاز فلم اداکار شری دیو آنند بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شائع کردہ:۔ شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲۔
مطبوعہ:۔ گورنمنٹ سینٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴

قومی راج
प्रतिपच्चं
द्रलेखेववर्धिष्णुर्वि
श्ववंदिताशाहसू
नोःशिवस्यैषामुद्रा
भद्रायराजते

چھترپتی شیواجی مہاراج
کا
جنم استھان
شیونیری کا قلعہ

چھترپتی شیواجی مہاراج
کی سمادھی
رائے گڑھ

قومی راج

جلد ۱۰، شمارہ ۱۰ — ۲۵ مئی ۱۹۸۳ء

ـــ ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے ـــ

زرِ سالانہ: دس روپے ؛ فی پرچہ: ۵۰ پیسے

نگراں: خواجہ عبد الغفور (آئی اے ایس)

سرورق: دلی دروازہ - پورندر گڈھ

آخری سرورق: پورندر گڈھ کا بالے قلعہ اور راج گڈھ

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر :- ریاض احمد خاں

ترتیب

صفحہ نمبر

قارئین کی رائے

• **احمد مقبول**

۳۲۵۸ - مہاراج نگر، لکھیم پور کھیری (یوپی)

خوبصورت رسالہ "قومی راج" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مضامین کے انتخاب اور ترتیب میں آپ کی کاوشیں لائقِ تحسین ہیں۔

• **جمیل الرحمٰن انصاری**

نیاپورہ - مالیگاؤں (ضلع ناشک) مہاراشٹر

"قومی راج" ہر لحاظ سے بے حد دلکش اور دلچسپ ہوتا جارہا ہے اور بقول حضرت داغؔ کہنا پڑتا ہے ؎

"خط ان کا بہت خوب، عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حسنِ رقم اور زیادہ"

آپ تمام حضرات، آپ کا عملہ اور حکومت مہاراشٹر جس توجہ اور دلچسپی سے "قومی راج" کو پابندی سے پیش کر رہے ہیں۔ اس کے لئے دِلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

• **محی الدین**

محمد علی روڈ - اکولہ - ۴۴۴۰۰۱ (مہاراشٹر)

ڈاکٹر منشاء الرحمٰن خاں منشاء کا مقالہ "اردو - مراٹھی میں تہذیبی اور لسانی رشتہ"، مطبوعہ ۱۰ راپریل ۸۳ء قابل تعریف ہے۔ اردو اور مراٹھی کے رشتہ سے متعلق دیگر اہلِ قلم بھی معلوماتی مضامین لکھیں تاکہ اس قربت اور اپنائیت میں اضافہ ہو اور میری یہ بھی گذارش ہے کہ بشرط ممکن اس قسم کے مضامین حکومت کے دیگر زبانوں کی مطبوعات یعنی مراٹھی انگریزی، ہندی، گجراتی، سندھی کے "لوک راجیہ" میں بھی شامل کئے جائیں "قومی راج" کو آپ حضرات جس محنت سے ترتیب دیتے ہیں اور ہر پہلو کو جس خوبصورتی سے نمایاں کرتے ہیں اس کی بھی میں داد دوں گا۔ سرورق سے آخر تک "قومی راج" اس قدر دلکش ہوتا ہے کہ جواب نہیں۔

عبد المجید سرورؔ صاحب کا مضمون "گنجینۂ معنی" بے حد پسند آیا۔

• **سرفراز افسر**

اقبال روڈ - دھولے (مہاراشٹر)

"قومی راج" کا تازہ شمارہ آتے ہی دل مسرور ہوجاتا ہے۔ اور اپنے آپ پر ناز ہوتا ہے کہ ہمارے مہاراشٹر کی یہ شان ہے۔ ہماری جان ہے۔ ہم بیرون مہاراشٹر کے دوستوں کو فخر کے ساتھ "قومی راج" کا تحفہ پیش کرتے ہیں اور ان کو چونکا دیتے ہیں۔

خدا کرے آپ حضرات اسی لگن، دلچسپی اور خلوص سے "قومی راج" کو خوب سے خوب تر بنانے کی دھن میں لگے رہیں۔

• **منظور احمد**

۹ چیمبر لین - بائیکلہ - بمبئی ۴۰۰۰۲۷

"قومی راج" ہر لحاظ سے، میرا مطلب ہے، مضامین، خبروں، غزلوں، تصویروں، ترتیب، طباعت اور لکھائی ہر لحاظ سے قابل تعریف ہوگیا ہے۔ اگر کمی ہے تو صرف اس قدر کہ اس میں کہانیاں نہیں ہوتی ہیں۔ اس کی طرف کافی قارئین آپ کو توجہ دلا چکے ہیں۔ ممکن ہو تو کہانیاں، منی افسانے بھی شامل فرمایا کریں اور "قومی راج" کی خصوصیت میں مزید چار چاند لگا دیں۔

• **شیخ رحیم**

نزد ضلع پریشد اسکول - اکوٹ، ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

مہاراشٹر کی ترقیاتی سرگرمیوں، مزدوری اطلاعات اور تعمیری خبروں کے ساتھ ہی "قومی راج" اعلیٰ درجہ کے مضامین سے آراستہ ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر روشن لکھائی چھپائی، کاغذ، ترتیب و تزئین کا اپنا انوکھا اور اچھوتا انداز، اس کے باوجود قیمت برائے نام۔ اس طرح گویا حکومت مہاراشٹر صحیح معنوں میں اردو کی خدمت کر رہی ہے اور ہر طرح مبارکباد کی مستحق ہے ساتھ ہی پورا عملہ بھی جو بڑی لگن کے ساتھ "قومی راج" کو بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف ہے۔

چھترپتی شیواجی مہاراج

ہند کے قومی رہبر

* مادھو گڈکری

چھترپتی شیواجی مہاراج کی تاج پوشی کو آج تین صدیاں گذر چکی ہیں۔ ہندستان پر کئی راجہ حکومت کر چکے ہیں۔ لیکن چھترپتی شیواجی جنہوں نے سنہ ۱۶۳۰ء سے سنہ ۱۶۸۰ء تک صرف ۵۰ سال کے عرصہ میں بے مثال جنگجویانہ، منصفانہ اور انتظامیہ صلاحیت کا مظاہرہ کیا، سوراجیہ کی بنیاد ڈالی اور لوک شاہی راج کا نمونہ پیش کیا اس کے لئے وہ بھارت کے قومی ہیرو تسلیم کئے جانے کے مستحق ہیں۔ شیواجی نے اپنی عمر عزیز کے جو ۴۰ سال مہم جوئی میں صرف کئے ہیں، وہ ایک ایسی تاریخ ہے جس میں تحقیق کے لئے مورخین کو ۳۰۰ سال بھی کم ہیں۔

سوراجیہ صرف ہندوؤں کے لئے نہیں

شیواجی کی حکومت کی حدیں مہاراشٹر سے باہر پار کر چکی تھیں۔ اپنے دورِ حکومت میں شیواجی تمام مذاہب کو ساتھ لے کر چلتے رہے۔ ذاتی طور سے وہ ہندو دھرم کے ماننے والے تھے لیکن ہندو دھرم کے فروغ اور اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہمیشہ تمام مذاہب کا احترام کیا اور اپنے درباریوں، ساتھیوں اور فوجیوں کو بھی اس کی تلقین کی۔ مغل شہنشاہ اورنگ زیب کی قید سے فرار ہوتے وقت ان کے ساتھ اہیر و جی فرزند اور ایک مسلمان مداری مہتر تھے۔ ان لوگوں نے بھاگ کر رائے گڈھ میں پناہ لی۔ شیواجی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد اپنے فرماں برداروں کو خلعت اور انعامات سے نوازا جب مداری مہتر سے راجہ نے پوچھا " بتا تجھ کو کیا چاہیئے...؟" مداری مہتر نے جواب دیا کہ اسے کسی جاگیر یا سرداری کی ضرورت نہیں" مہاراج، مجھے صرف اپنے تخت پر چادر بچھانے کی عزت دیں!" شیواجی جب بھی دربار میں آتے۔ تخت نشین ہونے سے قبل ان کے تخت پر درباری پنڈت گنگا جل چھڑکا کرتے تھے، اس کے بعد مداری مہتر اپنے ہاتھوں سے چادر بچھاتے تھے۔ اس طرح انہوں نے ثابت کر دکھایا کہ ان کے دورِ حکومت میں سوراجیہ صرف ہندوؤں کے لئے نہیں تھا۔

پیر ولیوں سے عقیدت مندی

دھرم اور حکومت کی حدوں کے باہر شیواجی ایک بالکل ہی الگ کردار میں نظر آتے ہیں۔ مشہور مورخ یادو ناتھ سرکار رقمطراز ہیں۔ " ہندوؤں میں سادھو سنت اور مسلمانوں میں پیر اور ولیوں کو شیواجی ہمیشہ یکساں احترام کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ آپ بابا یاقوت کے گہرے عقیدت مندوں میں سے تھے اور ہمیشہ کوئی کام کرنے سے قبل
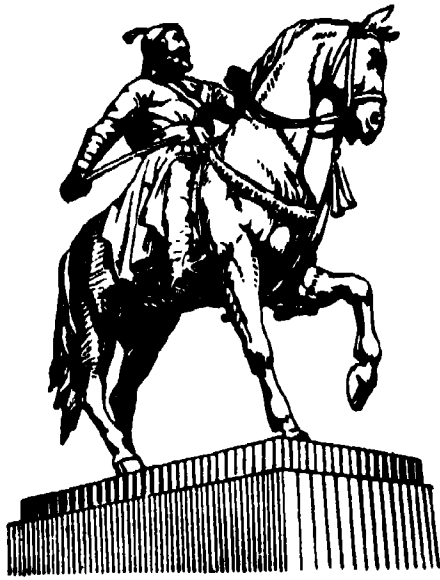
سورت پر چڑھائی کے وقت جب شیواجی نے یہاں پڑاؤ ڈالا، تو ایک پرتگیز پادری ریورنڈ امگروس شیواجی کے پاس پہنچے اور انہوں نے چرچ کی حفاظت کی درخواست کی۔ شیواجی نے پادری کی بڑی عزت کی اور فوراً ہی اپنے فوجیوں کو ہدایت جاری کی کہ لڑائی کے دوران عیسائیوں کے چرچ کو کوئی نقصان پہنچنے نہ دیا جائے، یادوناتھ سرکار شیواجی کے اس اعلیٰ اخلاق کی بابت لکھتے ہیں ۔۔۔۔

"شیواجی سادھو سنت نہ تھے۔ وہ ایک عام انسان تھے۔ لیکن انہوں نے بطور حاکم سروودھرم سمبھاؤ کے اصول پر ایک مثالی حکومت قائم کی۔"

نظامِ حکومت

سرزمینِ ہند پر شیواجی نے "ہندوی سوراجیہ" کی داغ بیل ڈالی شیواجی کا زیادہ تر وقت مغلوں سے معرکہ آرائی میں گذرا ہے۔ عام طور پر اس زمانہ میں لڑائی کے وقت خود راجہ لڑائی کے میدان میں حاضر رہتے تھے۔ لیکن شیواجی کے زمانہ میں شیواجی کئی لڑائیوں میں شریک نہیں تھے۔ اس کے باوجود ان کے سپاہیوں نے پورے اعتماد و عزت کے ساتھ اپنے راجہ کے حکم کی تعمیل کی اور شیواجی کی غیر حاضری میں بھی کئی جنگیں لڑیں اور فتحیاب ہوئے۔ شیواجی کو حکومت کرنے کا بہت کم وقت ملا اگر انہیں مزید ۱۰ سال ملے ہوتے تو ہندستان کا نقشہ ہی بدل گیا ہوتا۔

سیزر اور سکندر جیسی شان

گوا کی آزادی کے لئے شیواجی کا کئی بار پرتگیزوں سے مقابلہ ہوا ہے۔ مرگاؤں بندرگاہ پر، پرتگیزوں اور شیواجی کے بحری بیڑوں کے درمیان خوفناک جنگیں ہوئی ہیں۔ شیواجی نے پرتگیزوں سے، فونڈا، سانگے، کیپے کانکون کے علاقے چھینے۔ شیواجی نے فونڈا کے قلعے کے دروازے پر گنیش مورتی بٹھائی۔ جو آج بھی پرانے گوا کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ کم از کم آدھے سے زیادہ گوا پر شیواجی نے قبضہ کر لیا تھا۔ پرتگیز حالانکہ شیواجی کے دشمن تھے، لیکن ایک عیسائی پادری فادر ریون نے لیٹن میں شیواجی کی تعریف میں لکھا ہے۔

"شیواجی طاقت، رعب و دبدبہ، اور جنگجویانہ صلاحیت کے اعتبار سے سیزر اور سکندر اعظم جیسی شان رکھتے تھے۔"

بہ حیثیت شیواجی نے سوراجیہ قائم کیا۔ حکومت کی۔ لیکن جس شیونیری قلعہ میں ان کا جنم ہوا۔ اسے دوبار کوشش کے باوجود فتح نہیں کر سکے۔ لالچ انسان کو غدار بنا سکتی ہے۔ اس کا تجربہ شیواجی کو کئی بار ہو چکا ہے۔ شیونیری کے آبابٹ نے مغلوں سے تال میل بڑھایا اس نے اپنا مذہب تبدیل کیا اور عبدالعزیز نام رکھا۔ مغلوں نے اسے شیونیری کا قلعہ دار بنا دیا۔ شیواجی نے مصلحت پسندی سے کام لیتے ہوئے آبابٹ کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ آبابٹ نے دوہری چال چلی۔ ایک طرف اس نے شیونیری کا قلعہ شیواجی کے قبضہ میں دینے کا یقین دلایا اور دوسری طرف مغلوں کو اطلاع دے دی۔ اس طرح لڑائی میں شیواجی کے کئی سپاہی مارے گئے۔

بہر حال شیواجی اپنی زندگی میں کبھی بھی شیونیری قلعہ کو سر نہ کر سکے۔ لیکن ان کی اس ہار سے ان کی شان و عظمت میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ شری کرشن بھی لڑائی جیت کر گوکل پر راج نہیں کر سکے تھے اور یادوں کے ہارنے پر انہیں دوارکا واپس لوٹنا پڑا تھا۔ زندگی ایسی ہی ہار جیت کا نام ہے۔ انسان جتنی شان و دبدبہ کا مالک ہے اتنی ہی یہاں اس کی ہار جیت ہے۔ زندگی کو تاریخ میں بدلنے والا شخص ہی اس عظمت پر پہنچنے کے لائق ہے۔ جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ شیواجی ایک عالمگیر شخصیت کے مالک تھے جن کی عظمت کو پرکھنے کے لئے ہماری نظروں کی گہرائی کافی نہیں۔

• سیتو مادھو راؤ پگڑی

چھترپتی شیواجی مہاراج ایک قومی شخصیت

شیواجی مہاراج کی زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ آپ کی زندگی ایک بامقصد-زندگی رہی ہے۔ ہمعصر مورخوں کا یہ خیال کہ شیواجی ایک قومی تحریک کے علمبردار تھے، اور ابتدائی زندگی میں انھوں نے مغلوں کے خلاف جنگ لڑنا اسی لئے طے کیا تھاتاکہ ایک آزاد ریاست قائم کی جاسکے، محض ایک خیال ہے کیونکہ اس سلسلے میں کوئی دستاویزی یا قابلِ یقین ثبوت مہیا نہیں ہے۔ دراصل کسی قومی تحریک نے شیواجی کو جنم نہیں دیا بلکہ شیواجی نے ایک قوم کو جنم دیا۔ یہ شیواجی ھی تھے جن کی مدد سے ایسی طاقتیں ظہور میں آئیں جنھوں نے ۱۸ویں صدی میں ہندوستان کے سیاسی نقشہ کو ھی کو بدل کر رکھ دیا۔ اورنگ زیب کی موت کے ۵۰ سالوں کے اندر ھی مراٹھوں نے رفتہ رفتہ قدم جمانا شروع کئے یہاں تک کہ مغلوں کی حکومت برائے نام رہ گئی اور ہندوستان کا تقریباً نصف حصّہ مراٹھوں کے قبضہ میں آگیا۔ مراٹھوں کا دور کئی عرصہ رہا اور ۱۸۰۳ء میں ان کی شکست کے بعد ھی اقتدار انگریزوں کے ھاتھوں میں چلا گیا۔

۱۷ویں صدی کے درمیان خود اورنگ زیب کے زمانہ میں مغلوں کا زوال شروع ہو چکا تھا جس نے ۱۸ویں صدی میں مغل سلطنت کی بنیادیں ہلا دیں۔ مغلوں کے خلاف شیواجی کی معرکہ آرائی صحیح معنوں میں مادرِ وطن کے باشندوں کی ایک بیرونی طاقت واثر کے خلاف جدوجہد کہی جا سکتی ہے یہ جنگ کسی مذہب کے خلاف جنگ نہیں تھی بلکہ طاقت کے نشہ میں چور ایک متعصب حکومت کے خلاف لڑائی تھی۔

شیواجی مہاراج کی زندگی میں جدوجہد کی ابتدا ان ہی عام حالات میں ہوئی، جب ریاست کی سالمیت کو خطرہ پیدا ہوا۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے سے مغل توسیع حکومت کی پالیسی اختیار کئے ہوئے تھے۔ دکن کی پانچ سلطنتیں یعنی برار، بیدر، احمد نگر، گولکنڈہ اور بیجاپور بغاوت کا شکار ہوئیں۔ کمزور کو ہٹا کر طاقتور نے اپنا قبضہ جمایا۔ اس تسلسل کے نتیجہ میں پانچ سلطنتوں میں سے احمد نگر، بیجاپور اور گولکنڈہ، صرف یہ تین سلطنتیں باقی رہیں۔

۱۶۰۱ء میں خاندیش مغل سلطنت میں شامل کیا گیا۔ ۱۵۹۶ء میں برار اور ۱۶۰۰ء میں احمد نگر پر پہلے ہی مغلوں کا قبضہ ہو چکا تھا لیکن جانباز سپہ سالار ملک عنبر کی کامیاب پیشقدمی کی بدولت مغلوں کے توسیع پسندانہ اقدامات میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور احمد نگر کافی عرصہ تک مغل سلطنت میں شامل نہ ہو سکا۔ ۱۶۲۶ء میں ملک عنبر کا انتقال ہو گیا۔ شیواجی کے پتا شاہ جی نے احمد نگر کو بچانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی جدوجہد زیادہ عرصہ تک نہ چل سکی اور آخر کار ۱۶۳۶ء میں احمد نگر کی خود مختار حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ شاہ جی بیجاپور کے مشہور جاگیردار ہوئے اور پونے میں اپنی جاگیر کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے جس کا انتظام بعد ازاں شیواجی نے ۱۶۴۲ء سے ۱۶۴۱ء میں سنبھالا۔

۱۶۳۵ء میں ایک معاہدے کی رو سے بیجاپور اور گولکنڈہ پر مغلوں نے بالواسطہ اپنا قبضہ قائم رکھا۔ ان حکومتوں کو نہ صرف پھلنے پھولنے بلکہ جنوب تک توسیع کی اجازت تھی۔ بیس سالوں (۱۶۵۶ء - ۱۶۳۵ء) تک مغلوں اور ان حکومتوں کے درمیان امن وامان قائم رہا۔ پھر بھی دکن پر ایک طاقتور حریف کے قبضہ کے اثرات بیجاپور اور گولکنڈہ کی محسوس ریاستوں میں ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ دولت اور اقتدار کی لالچ نے کئی ممتاز شخصیتوں کو مغلوں کا غلام بنا دیا تھا۔ جنھوں نے یہ غلامی اختیار کی انھیں نیم خود مختار حکمرانِ سلطنت بنا دیا گیا۔

بیجاپور کی اس گرتی ہوئی حالت کو شیواجی کی نظروں نے بھانپ لیا۔ مغلوں کی اصلیت چھپ نہ سکی۔ دکن کو پورے طور سے مغل سلطنت میں شامل کرنا ہی ان کا اصل مقصد تھا۔

شیواجی کے پتا بیجاپور کے جاگیردار کی حیثیت سے بنگلور میں مقیم تھے۔ شیواجی پونے میں ان کی جاگیر کا انتظام سنبھالے ہوئے تھے۔ جاگیر کی حفاظت کے لئے شیواجی کے دل میں پونے میں ایک قلعہ تعمیر کرنے کا خیال آیا۔ اس خیال نے شیواجی کی زندگی کو ایک نیا موڑ دیا۔ سیہادری کی پہاڑیوں کے ہیبتناک ماحول میں بے خوفی سے پلے شیواجی، بیجاپور کے جاگیردار ہونے کے ناطے سیاسی بحران سے بدظن ہو گئے۔ بیجاپور میں ہندوؤں کے ساتھ ناروا سلوک نے انھیں بے چین کر دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بھی شیواجی آزادی کی تمنا میں بیجاپور کے لئے ایک چیلنج بن چکے ہوتے۔ یہ نہ بھولنا چاہئے کہ آزادی کے لئے سودے بازی کی کوئی گنجائش نہیں۔ عام لوگوں کی روایت اور عقیدے سے ہٹ کر خود مختار اور آزادانہ حکمرانی ایک اچھی حکومت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔

شیواجی نے نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی کارروائی شروع کی۔ ۱۶۵۶ء تک انھوں نے جوالی کے علاقہ تک قبضہ کر لیا تھا اور بیجاپور سے کوکن کے راستوں کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ اس کے بعد کلیان اور بھیونڈی کے ساحلی علاقوں پر بھی قبضہ ہو گیا۔ کلیان کے مقام پر ۱۶۵۷ء میں شیواجی نے پہلا ہندوستانی بحری بیڑہ تشکیل دیا۔ ۱۶۴۷ء میں مغل۔ بیجاپور جنگ میں پونے کے اضلاع اور کلیان، بھیونڈی مغلوں کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔ یہیں سے شیواجی کی جدوجہد نے ایک نیا رخ لیا۔ وہ اب مغل حکمراں کی رعایا بن گئے۔ بیجاپور کا معاملہ مشکل نہیں تھا۔ بہر طور بیجاپور کے علاقے میں روپوشی اور افضل خاں کے خاتمے کے بعد بھی بیجاپور کے جنگجو سپہ سالار (۱۰ نومبر ۱۶۵۹ء) سے ہمیشہ اپنے آپ کو بیجاپور کا جاگیردار ظاہر کیا۔

مغل سلطنت میں پونے شامل ہونے کے بعد شیواجی نادانستہ طور پر مغلوں کی سامراجی سیاست کا شکار ہو گئے۔ شائستہ خاں کی قیادت میں مغلوں نے شیواجی کے پونے اور کلیان کے اضلاع فتح کر لئے۔ لیکن اپنی نااہلی کی بنا پر شائستہ خاں نے شیواجی کے قبضہ میں قلعوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بیجاپور کے عادل شاہ کے جنوبی کوکن کے علاقہ پر شیواجی نے قبضہ جمائے رکھا تھا۔ پھر بھی شیواجی مسلسل کوشش کر رہے تھے کہ اپنے وطن سے مغلوں کو نکال باہر کریں۔ ۱۵ اپریل ۱۶۶۳ء کو پونے میں شائستہ خاں کی رہائش گاہ پر ڈرامائی طور پر شبخون مارا گیا۔ اس کے نتیجہ میں شائستہ خاں کو بنگال بلایا

گیا۔ لیکن مغل فوجیں پونے کی سرزمین پر ڈیرہ ڈالے رہیں جبکہ پونے کا علاقہ مکمل طور سے شیواجی کے قبضہ میں تھا۔ شائستہ خاں پر حملہ کے بعد شیواجی نے سورت کی بندرگاہ پر دھاوا بول دیا۔ (جنوری ۱۶۶۴ء)۔

مغل بادشاہ اورنگ زیب نے شیواجی سے مغل سلطنت کو پیدا ہونے والے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے اپنے راجپوت سپہ سالار مرزا راجہ جے سنگھ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ تین مہینوں کے اندر ہی شیواجی کے خلاف فیصلہ کن اقدامات کریں (مارچ تا جون ۱۶۶۵ء)

پورندر کے معاہدے کی رو سے (جون ۱۶۶۵ء) شیواجی کو ۳۵ میں سے ۲۳ قلعے اور علاقے جن سے تقریباً ۴۰ لاکھ روپے آمدنی حاصل ہوتی تھی مغلوں کو سونپ دینے پڑے۔ شیواجی کے پاس صرف ۵ لاکھ روپے کی آمدنی کے لائق علاقے رہ گئے۔ اس کے علاوہ جنوبی کوکن (بیجاپور سے علیحدہ) اور کولہاپور میں بالاگھاٹ کے علاقوں پر شیواجی کا قبضہ اس شرط پر منظور کیا گیا کہ وہ ۱۳ سالانہ قسطوں میں ۴۰ لاکھ ہون ادا کرے جس میں سے پہلی قسط فوراً ادا کرنا ہوگی۔ شیواجی کے لڑکے سمبھاجی کو سلطنت کے خادم، منصب دار کا عہدہ دیا گیا۔

شیواجی کو ایسی مشکلات کبھی پیش نہیں آئی تھیں۔ اگر مغل حکمراں شیواجی کو اپنے وطن کا نائب حکمراں تسلیم کرتے تو شاید شیواجی مغل شہنشاہ کو منظور کرلیتے۔ مئی ۱۶۶۶ء میں آگرہ کے دورہ کے موقع پر شیواجی نے دو لاکھ روپیوں کی پیشکش بھی کی، اس شرط پر کہ ان کے علاقے اور قلعے انھیں لوٹا دیئے جائیں۔

اورنگ زیب نے یہ پیشکش مسترد کردی۔ وہ شیواجی کو مہاراشٹر ہی سے جلاوطن کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے شیواجی کے قبضہ میں موجود باقی ماندہ تمام علاقوں اور قلعوں کو مانگا۔ بدلے میں یہ وعدہ کیا کہ اپنے وطن کے باہر شیواجی اور ان کے مددگاروں کو اعلیٰ منصب عطا کئے جائیں گے۔ شیواجی نے اب جان لیا کہ اورنگ زیب کا خاص منشا انھیں جلاوطن کرنا اور انھیں سیاسی طور پر ختم کرنا تھا۔ شیواجی کی مدافعانہ کارروائی کا پیشگی اندازہ کرتے ہوئے اورنگ زیب نے شیواجی کے خلاف سخت اقدامات کرنے پر غور کرنا شروع کیا جبکہ شیواجی ۱۷ اگست ۱۶۶۶ء کو آگرہ سے فرار ہوگئے۔

تین سالوں تک شیواجی گاہے بگاہے نظر آتے رہے۔ مغلوں کو باہر نکالنا اب ان کا مقصد بن چکا تھا۔ ۱۶۷۰ء میں انھوں نے مغلوں پر ایک کاری ضرب لگائی اور انھیں وطن سے خارج کردیا۔ ۱۶۷۰ء سے مغلوں کے ساتھ شیواجی کے تعلقات ۱۶۴۰ء سے ۱۶۷۰ء کے درمیان تعلقات سے مختلف رہے۔ ابتدائی زمانہ میں مغل سپہ سالاروں شائستہ خاں، جسونت سنگھ اور جے سنگھ سے ان کی جنگیں ہوئیں۔ اس دوران اورنگ زیب کے اقتدار کو تسلیم کرتے ہوئے وطن پر اپنے قبضہ کی خواہش بھی شدید تھی۔

لیکن ۱۶۷۰ء کے بعد شیواجی نے مغلوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اب مغلوں کی حکمرانی تسلیم کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کا ملک بیرونی طاقتوں سے پاک ہو۔ شیواجی نے ان راجپوت سرداروں کو بھی پسند نہیں کیا جنھوں نے مغل حکمرانوں کی باجگذاری قبول کرلی۔ وہ خود حکمراں، چھترپتی بننا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے علاقے میں ان کا سکہ چلے، یعنی ہر لحاظ سے ان کا ملک ایک آزاد ملک ہو۔ ان کے پاس ذرائع نہایت محدود تھے۔ مغلوں کے مقابلے میں طاقت بھی کم تھی۔ ان کی فوج میں زیادہ تر مقامی لوگ تھے۔ بحری بیڑے میں بھی ہم وطن شامل تھے۔ جن کی زیادہ تر تعداد کوکن علاقے کے مسلمانوں کی تھی۔ سپہ سالار بھی ہم وطن ہی تھے۔ فوج کو نقد اور باقاعدہ تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ منصب داری کا طریقہ نہ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مراٹھا فوج کی قیادت شیواجی کے ہاتھوں میں تھی جو خود بہادر، جنگجو اور ذہین سپہ سالار تھے۔ مغل سپہ سالار بھی بے شک جانباز اور بہادر تھے لیکن جنگ اور سیاست میں شیواجی کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

۱۶۷۰ء سے ۱۶۸۰ء کے دوران داؤد خاں قریشی، مہابت خاں، بہادر خاں اور دلیر خاں، ان چار مغل سپہ سالاروں نے شیواجی کے خلاف پوری طاقت سے جنگ کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ شیواجی نے ان تمام کے چھکے چھڑا دیئے۔

۱۶۷۰ء میں باگ لان میں چلائی گئی تحریک شیواجی کی بے مثال ذہانت کا ثبوت ہے۔ مغلوں کے زمانے میں موجودہ ناشک کئی اضلاع میں بٹا ہوا تھا۔ تعلقہ ستنہ، سرگنہ، پیٹھ، ڈنڈوری اور کلوان تمام بگلان ضلع میں شامل تھے جو کہ صوبہ خاندیش کا ایک حصہ تھا۔ مالیگاؤں بھی کالنہ ضلع کے تحت خاندیش کا حصہ تھا۔ ناشک کے تعلقہ اگت پوری، نندگاؤں، نپھاد، ایولہ اور چندور ضلع سنگمنیر کے تحت احمد نگر میں شامل تھے۔ ۱۶۷۰ء میں ایک لاجواب تحریک کے ذریعہ بگلان کے تمام اہم قلعوں پر شیواجی نے قبضہ کرلیا۔ ٹرمبک، اہوائی، مارکنڈا، کنیرا اور سلہر سب ان کے قبضہ میں آگئے۔ سلہر پر قبضہ سے شیواجی اب گجرات

اور خاندیش کے طاقتور مغل علاقوں پر حملہ کرنے کے قابل ہوگئے تھے۔
شیواجی کی سرزمین پر احمد نگر سے جنوب کی سمت مغلوں کی پیشقدمی کے لئے ضلع ناشک کے مغربی حصہ میں رکاوٹ کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ اس سے پیشتر کہ مغل کوکن میں داخل ہوں یا بھیمہ کے اس پار جنوب کی سمت پیشقدمی کریں، ان کے لئے اب یہ ضروری ہوگیا کہ وہ ناشک۔ بگلان میں مراٹھوں کو وہاں سے ہٹائیں۔ اس مشکل اور پہاڑی علاقوں میں مراٹھا قلعوں کی تعداد کم کرنا مغلوں کے لئے ضروری ہوگیا۔

شیواجی کی اعلیٰ قیادت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ صرف ایک سال (۱۶۷۰) میں شیواجی نے ناشک۔ بگلان پر قبضہ کر لیا۔ جب کہ مراٹھوں کو اس علاقہ سے ہٹانے اور کوکن میں داخل ہونے کے لئے مغلوں کو ۱۹ سال لگے (۱۶۸۹)۔ مغلوں نے شیواجی کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن بیجاپور اور گولکنڈہ قبضہ میں ہونے کی وجہ سے سنگین حالات میں بھی شیواجی بیجاپور کو بچانے میں کامیاب رہے۔ اس کے لئے انھوں نے مغلوں کے ماتحت دکن، خاندیش اور گجرات کے علاقوں پر زبردست اور کامیاب حملے کئے۔ یہاں تک کہ مغلوں کے خلاف انھوں نے دکن کی تمام طاقتوں کو بھی یکجا کرنے کی کوشش کی۔ مغلوں کے خلاف سیاست میں بھی شیواجی نے شکست نہیں کھائی۔ بیجاپور میں صف آرائی کے لئے انھوں نے بہادر خاں کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے تاملناڈ اور مرکزی کرناٹک (۱۶۷۷ء جنجی تحریک) بیجاپور سے علیحدہ کر لئے۔ بیجاپور کے خلاف گولکنڈہ کی مدد کی (۱۶۷۷ء) اور مغل سپہ سالار دلیر خاں کے خلاف بیجاپور کا ساتھ دیا (۱۶۷۹ء)۔ جان بوجھ کر افواہ پھیلائی گئی کہ مہابت خاں شیواجی سے مل گیا ہے۔ نتیجہ میں مہابت خاں کو واپس بلا لیا گیا۔ بہادر خاں کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ جب دلیر خاں بیجاپور کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، شیواجی دکن پر پے در پے حملے کر رہے تھے۔ شہزادہ معظم، جو اس وقت اورنگ آباد کا گورنر تھا، اورنگ زیب سے شکایت کی کہ دلیر خاں کا محاصرہ کرنا ٹھیک نہیں جبکہ شیواجی کے حملوں سے مغل علاقے محفوظ نہیں ہیں۔ دلیر خاں رسوا ہوا اور اسے بھی بلا لیا گیا۔
مغل سرداروں کی آپسی پھوٹ اور ناچاقی کا شیواجی کو زبردست فائدہ حاصل ہوا لیکن اس سے نہیں زیادہ شیواجی کی اعلیٰ ذہانت اور کامیاب قیادت نے مغلوں کو خاموش کر دیا۔ ہندوستان میں مغل حکومت کی نوعیت سے بھی شیواجی اچھی طرح واقف ہو گئے تھے۔ مراٹھا تاریخ کا مطالعہ کرنے والے طالب علم جانتے ہوں گے کہ شیواجی کی کسی بھی تحریر

میں رعیتوں کے مذہب کا حوالہ نہیں ہے۔ شیواجی کے کسی بھی خط میں لفظ مسلمان نہیں ملے گا۔ ہمیشہ مغل، ترک، پٹھان، ابی سینیا کہا گیا ہے لیکن مسلمان نہیں۔ اس معاملہ میں مذہب سے زیادہ اخلاقی پہلو پوشیدہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ہندوستان میں بابر نے مغل سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد مغلوں کی چار نسلیں گذریں لیکن اورنگ زیب نے ہمیشہ اپنے آپ کو ترک سمجھا۔ معاصر عالمگیری اور دیگر دستاویزات دیکھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ اورنگ زیب نے ہمیشہ خود کو تورانی اور دوسروں کو ہندوستانی کہا ہے۔ ہندوستانی (ہندوستانی باشندے) ہندو اور مسلم دونوں کے بارے میں اورنگ زیب اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ ایرانی اور ترکی رہا ہو

کے لئے اس کے دل میں قدر تھی۔ اس کی فوج میں ۵۰ فیصدی بیرونی افراد تھے۔ جے سنگھ اور جسونت سنگھ کو چھوڑ کر کسی راجپوت کو اعلیٰ عہدہ نہیں دیا گیا تھا حکومت کے اعلیٰ حکام زیادہ تر ترکی اور ایرانی باشندے تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں، جن میں نومسلم تھے یا وہ جو نسل در نسل سے ہندوستان میں آباد تھے، میں سے بھی بہت ہی کم اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے، ان میں چند کے قابل ذکر نام یہ ہیں :

شائستہ خاں (ایرانی) محمد جعفر (ایرانی) وزیر اعظم، میر جملہ، آسام کا فاتح (ایرانی) اسد خاں وزیر اعظم اور اس کا لڑکا ذوالفقار خاں (ترکی)، غازی الدین فیروز جنگ اور اس کا لڑکا نظام الملک (بخارا، مرکزی ایشیا)، اسلام خاں رومی (عراق کا ترکی)، روہا اللہ خاں (ایرانی) سربلند خاں (ایرانی) قیام الدین اور سرفروش خاں (ایرانی)، اعظم خاں اور ان کے لڑکے (ایرانی)، مختار خاں (سبزور، فارس)، علی مردان خاں کا فرزند اور لداخ کا فاتح ابراہیم خاں (ایرانی) اور فتح اللہ خاں (ترکی)۔

اس زمانے میں فارسی سرکاری زبان ہوا کرتی تھی، بالکل اسی طرح جس طرح انگریزوں کے زمانے میں انگریزی۔ اورنگ زیب کی مادری زبان نہ ہی فارسی تھی اور نہ ہی ترکی۔ وہ ہندوستانی زبان تھی جو بعد میں اُردو بنی۔ مغلوں نے ہندوستانی کو کبھی درباری زبان بنانے کا خیال نہیں کیا۔ ان کے لئے یہ صرف بول چال کی زبان تھی اورنگ زیب ہندوستانیوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔ انھیں اپنے ترکی ہونے پر فخر حاصل تھا۔

اس کے علاوہ، وہ متعصب بھی تھے "اسلام خطرہ میں" کا نعرہ لگا کر اس نے تخت پر قبضہ کیا تھا۔ لگاتار فوجی اقدامات میں ناکامی سے جھلا کر اس نے ہندوؤں پر ظلم کر کے اپنی طاقت کا لوہا منوانا چاہا۔ مندروں کو ڈھانے اور ہندوؤں پر ناقابل برداشت جزیہ عائد کرنے کے احکامات نے ہندوؤں میں بے چینی پیدا کر دی۔ ست نامی باغی اور سکھ ان حالات میں ظہور میں آئے۔ راجپوت بھی رفتہ رفتہ اورنگ زیب کے امتیازی برتاؤ کو محسوس کرنے لگے۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ شیواجی کی کارروائیاں پورے ملک کی توجہ کا مرکز بن گئیں۔ اورنگ زیب کی مخالفت میں شیواجی کی بیباکی نے آگرہ کے لوگوں میں سنسنی پھیلا دی۔ اس کا ثبوت راجستھانی خطوط میں ملتا ہے مغلوں کا ایک عہدیدار اور مورخ بھیم سین شیواجی کی تعریف کرتے ہوئے ہمیشہ اسے بے نظیر سپاہی کہا کرتا تھا۔ شائستہ خاں پر شبخونی حملہ کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے :

"اس سے پہلے کبھی کسی ہندو سردار نے مغل سپہ سالار پر اس طرح حملہ کی جرأت نہ کی تھی"۔

ہندی کوی بھوشن، شیواجی کو ہندوؤں کا نجات دہندہ اور ترکوں کا دشمن کہا کرتا تھا۔

اس طرح شیواجی نے ایک قومی رہنما کی حیثیت اختیار کر لی تھی، جو ایک ظالم بیرونی طاقت کے خلاف مصروف جنگ تھا۔ راجپوتوں کے ساتھ اُن کے تعلقات اچھے تھے۔ بیکانیر کا راؤ کرن، شیواجی کا دوست تھا۔ دابیہ کے شیخ کرن بندیلا ۱۶۶۵ء میں پورندر کے قلعہ میں شیواجی کی مداخلت کا ملزم قرار دیا گیا تھا۔ کیسری سنگھ راٹھور نے ۱۶۷۹ء میں مغلوں کے حملہ سے شیواجی کو بروقت آگاہ کر دیا تھا۔ جے سنگھ اور ان کا لڑکا شیواجی کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آنے پر معتوب ہوئے۔ یہ بھی مشہور تھا کہ جسونت سنگھ کی چشم پوشی کی وجہ سے ہی شیواجی نے شائستہ خاں پر حملہ کیا۔ اس کا ذکر بھیم سین نے کیا ہے، جو اس وقت جسونت سنگھ کی ملازمت میں تھا۔

شیواجی نے مغل حکومت میں انتشاری قوتوں کا اندازہ لگا لیا تھا۔ جوں جوں مغلوں کے خلاف ان کی جدوجہد بڑھتی گئی، انھوں نے محسوس کیا کہ یہ صرف وطن کی سالمیت کا سوال نہ تھا۔ آہستہ آہستہ اُن کی جدوجہد عوام کو تباہ کرنے کے درپہ ایک ظالم اقتدار کے خلاف جنگ کی شکل اختیار کرتی گئی۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے شیواجی کی تاجپوشی، ایک اہم واقعہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ ۱۷ ویں صدی میں واحد ہندوستانی کا آزاد ریاست قائم کرنا، ناقابل یقین بات تھی۔ راجپوتوں کی جائداد اب مغلوں کے ماتحت زمینداری میں تبدیل ہو چکی تھی۔

کیا محض ایکتا کے نام پر ہندوستان اپنے آپ کو قربان کر لے؟ ایک متعصب حکمراں جو اپنی رعایا سے نفرت کرتے ہوئے ان پر ایک ظالم حکومت مسلط کرنا چاہتا تھا، اگر ایکتا قائم کرتا تو اس سے ہندوستان کو کیا فائدہ پہنچتا؟ ایکتا بیشک تسلیم کی جا سکتی ہے لیکن غلامی میں نہیں ورنہ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت اور یورپ میں ہٹلر کی حکومت کو تسلیم کرنے میں بھی کوئی عار نہ ہوتا۔ شیواجی نے اس چیلنج کو منظور کیا... انھوں نے مغلوں کے خلاف مسلسل جدوجہد کی۔ مغلوں کے خلاف لوگوں کو غیرت دلائی۔ چھترسال کو کہلا بھیجا "او بہادر سردار! اٹھو اور اپنے دشمنوں کو زیر کرو۔ جب بھی مغل تم پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنائیں گے میں ان کی توجہ ہٹاؤں گا اور ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دوں گا بشرطیکہ تم میری مدد کرو"۔

شیواجی نے ہموطنوں کو یہی تعلیم دی کہ وہ اپنا سر ہمیشہ بلند رکھیں، خود اعتمادی پیدا کریں اور بیرونی حملوں کا بہادری سے سامنا کریں۔ اپنے عوام کی قابلیت کو سراہنا، نظم و ضبط قائم رکھنا، کسانوں، ضعیف، مرد، عورتوں اور بچوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا۔ شیواجی کے یہ وصف لوگوں کو آج بھی یاد ہیں۔ شیواجی ایک قومی شخصیت تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ تمام مذاہب کا احترام' اورنگ زیب کے مذہبی تعصب کو مات کر دیتا ہے۔ ہندوؤں پر جزیہ کی پابندی پر تنقید کرتے ہوئے شیواجی نے اورنگ زیب کو لکھا:

"بیشک اسلام اور ہندو دھرم دونوں ہی بھگوان کو پہچاننے کا ذریعہ ہیں۔ جو کوئی بھی مذہبی تعصب و نفرت کا اظہار کرتا ہے وہ دراصل خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔"

شیواجی نے اورنگ زیب کو سخت تاکید کرتے ہوئے سمجھایا تھا کہ "مذہبی تعصب کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے وہ صرف اپنی حکومت کی بربادی کو دعوت دے رہے تھے۔"

۳ر اپریل ۱۶۸۰ء کو شیواجی فوت ہوئے۔ اس عظیم شخصیت کو رخصت ہوئے تین صدیاں گذر چکی ہیں اس کے باوجود ان کا پیغام آج بھی دنیا میں امر ہے۔ تمام مذاہب کے احترام کی اہمیت ظاہر کر کے شیواجی نہ صرف یہ کہ تاریخ ہند میں قومی رہنمائی حیثیت سے مشہور ہوئے بلکہ وہ ایک عظیم انسان دوست بھی کہلائے۔ ✱

بہترین منتظم

شیواجی کی حکومت میں تمام مذہب و عقائد کے لوگوں کو آزادی حاصل تھی۔ فوج اور ملکی انتظامیہ میں صرف سپاہی ہی نہیں بلکہ سب ہی صحیح معنوں میں قومی جذبہ سے سرشار تھے۔ زندگی کے ہر امور سے تعلق رکھنے والے اشخاص کو اپنی اہلیت کے مطابق حیثیت حاصل تھی۔ سونو پنت دابر اور رگھوناتھ کورڈے کو اورنگ زیب سے بات چیت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ گولکنڈہ میں نیراجی راؤجی، بیجاپور میں شام راؤ پانڈے، بمبئی میں پیلاجی، گوا میں پیتامبر شینوئی کا شیواجی کے کامیاب نمائندوں میں شمار ہوتا تھا۔ نیتاجی پالکر، ہمبیر راؤ موہیتے، پرتاب راؤ گجر، مورو پنت پنگالے، جنگ میں پیش آنے والے مصائب کا بہادری سے سامنا کیا کرتے تھے۔ درحقیقت خود اعتمادی کا یہی جذبہ شیواجی نے اپنے لوگوں میں پیدا کیا تھا جس کی وجہ سے مہاراشٹر اورنگ زیب کے حملے (۱۶۸۱-۱۷۰۷) کے بعد سے ۲۵ سالوں تک آزمائشی دور میں ثابت قدم رہ سکا۔

ضروری گذارش

رقم خریداری روانہ فرمانیوالے حضرات سے :
منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ اپنا نام، پتہ تحریر نہیں کرتے، جس کی وجہ سے شکایتی خط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر نام و پتہ تحریر ہو تو 'قومی راج' فوراً جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

جیجا ماتا

* عبدالعزیز عرفان
(ایم۔ اے اردو، تاریخ، بی ایڈ)
مدرس، ضلع پریشد ہائی اسکول، آکوٹ
ضلع آکولہ۔ (مہاراشٹر)

جیجا ماتا ایک ہمہ گیر شخصیت کی مالک تھیں ہماری یہ خوش نصیبی ہے کہ شیواجی جیسے درخشندہ ستارہ کو مشعلِ راہ بنا کر چلی گئیں۔ ان کو گذرے ہوئے ۳۸۴ سال گذر چکے ہیں۔ ان کی سالگرہ گذشتہ ۷۔۸۔۹۔ جنوری سنہ۱۹۸۲ء کو بڑے زور و شور سے منائی گئی۔ آکولہ ضلع جیجا ماتا کمیٹی کی طرف سے جیجا ماتا کا مجسمہ نصب کرنے کے لئے سندھ کھیڑ راجہ بھیجا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون جیجا ماتا کی یاد دہانی کی کوشش ہے۔

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؂

★

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں،
شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں
مکالماتِ فلاطون نہ لکھ سکی، لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطون،

★

عورت - محبت اور ہمدردی کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ وہ امن اور محبت کی دیوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عظیم عطیہ ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر اقبال نے صحیح کہا ہے۔ اسی عورت کی وجہ سے دُنیا میں رونق ہے۔ یہ مٹھی بھر خاک کا درجہ ثریا سے بھی بڑھ گیا ہے۔ مرتبہ میں بھی بلند ہے۔ اگرچہ وہ مکالمات افلاطون نہ لکھ سکی لیکن افلاطون کو اس نے ہی جنم دیا۔

اسی عورت کا عظیم رُوپ ماں کا ہے۔ ماں کے نام میں کتنی شیرینی اور مٹھاس ہوتی ہے۔ دل کو ایک عجیب طرح کا سکون نصیب ہوتا ہے۔ دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ "ماں کی گود بچوں کی اوّلین تربیت گاہ ہے"۔

بچہ ادب و اخلاق کا درس ماں سے ہی سیکھتا ہے اگر اسے ایک اچھی ماں مل جائے تو بچے کی زندگی سنور جاتی ہے اور اس کا مستقبل روشن اور تابناک ہو جاتا ہے۔

ان ہی خوبیوں کی مالک راج ماتا جیجا بائی تھیں۔ آپ نے شیواجی مہاراج کی پرورش تعلیم و تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اس پودے کو پروان چڑھانے میں کافی مدد کی۔ جس سے یہ پودا دوسروں کے لئے بھی مسرت کا باعث ہوا۔ آپ کی بدولت شیواجی ایک اعلیٰ مرتبہ کو پہنچ گئے۔ انہیں ایک نئی زندگی عطا کی۔ ان کے مستقبل کو آراستہ و پیراستہ کر کے ایک نئی زندگی کی رُوح پھونکی اور نئے دَور کا آغاز کیا۔ ایک اچھی ماں کی حیثیت سے اپنے فریضۂ حیات کو بجا لایا جس کی وجہ سے ان کا مستقبل روشن ہو گیا۔ ایک اچھی ماں کی اہمیت بتلاتے ہوئے فرانس کا بادشاہ نپولین بوناپارٹ کہتا ہے۔

" If you will give me one
good mother, I will give you
a good nation."

"اگر تم مجھے ایک اچھی ماں دو گے میں تمہیں ایک اچھا ملک دُوں گا"۔ حقیقت میں ایک اچھی ماں اپنی اولاد کی پرورش، تعلیم و تربیت میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہی ماں کو تعلیم کی اوّلین تربیت گاہ کہا جاتا ہے۔ اولاد کو اچھے پیکر میں ڈھالتی ہے اور اپنے فریضۂ حیات کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے۔

جیجا بائی کے والد مہاراجہ لاکھوجی جادھو راؤ تھے۔ ان کی ماں کا نام گرجا بائی تھا۔ سولہویں صدی کے اواخر میں مہاراشٹر کے علاقے "سندھ کھیڑ راجہ" میں ۱۵۹۸ء میں پورنیما کے دن علی الصبح پیدا ہوئیں۔ سندھ کھیڑ قدیم شہر ہے جسے زمانۂ قدیم میں آلاپور یا سندھ پور کہا جاتا تھا۔ بعد میں سندھ کھیڑ راجہ نام سے مشہور ہوا۔ یہ دیکھئے راج دربار کا بلند دروازہ
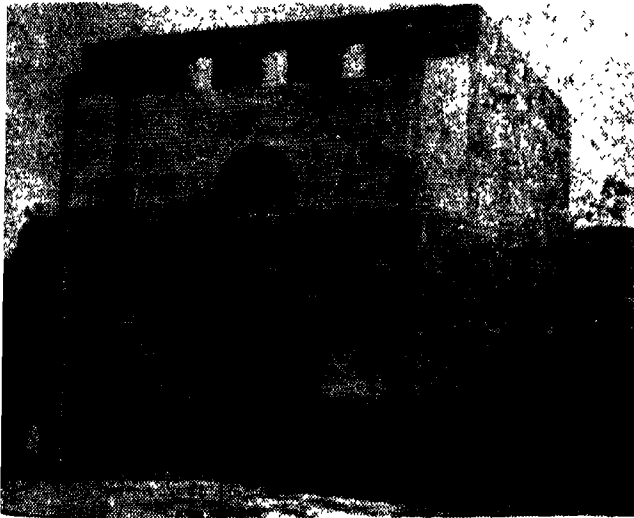
وہ اکلوتی بچی تھیں۔ اس لئے لاکھوجی "میرا موتی" کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کی پرورش شاہانہ طریقے پر ہوئی۔ خاندان کے افراد بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان سے اچھی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ لاکھوجی کا رنگ محل بہت مشہور تھا۔ جہاں رنگ پنچمی کو بہت بڑا دربار ہوا کرتا تھا۔ فنِ نقاشی کے اعتبار سے بھی اپنی مثال آپ تھا۔ یہی وہ رنگ محل ہے۔ جہاں بچپن میں ہی شاہ جی اور جیجا ماتا رنگ پنچمی کے دن ایک دوسرے پر رنگوں

کی بوچھار کرتے تھے اور اسی محل میں ایک دوسرے کے بندھن میں باندھے گئے۔

بھونسلے کی وفات کے بعد (سن ۱۶۰۴ء، سن ۱۶۰۶ء) دیوگیری میں جیجابائی اور شاہ جی کی شادی ہو گئی اور ازدواجی زندگی کا سکھ بہت ہی کم میسّر ہوا۔ بھونسلے۔ جادھو۔ دشمنی کی وجہ سے انہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ زمانہ جوانی کا تھا۔ جوانی کے عالم میں ہی راج ماتا کو خوشیوں سے منہ موڑنا پڑا۔ دوسرے شاہ جی ہمیشہ ہی لڑائیوں میں مصروف رہتے تھے۔ اس لئے ازدواجی زندگی کے سکھ سے بھی محروم رہتیں۔ شیواجی کی پیدائش پر جیجابائی نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔

شاہ جی اکثر و بیشتر لڑائیوں میں مصروف رہتے تھے جب وہ کرناٹک کے علاقے کے انتظام میں مصروف تھے۔ ادھر پونا کی جاگیر کا انتظام اپنے بیٹے شیواجی اور اپنی بیوی کے سپرد کر دیا تھا۔ جیجا ماتا نے اس دور میں شیواجی کو مذہبی، سماجی، اور سیاسی تعلیم سے روشناس کرایا۔ انہیں ان باتوں کا گہرا تجربہ تھا۔ آپ نے خاندانی۔ مذہبی اور سیاسی ماحول سے واقفیت حاصل کر لی تھی سوراجیہ کی بنیاد ڈالنے کے لئے شیواجی کو جوش دلایا۔

جیجا ماتا ہی تھیں جنہوں نے شیواجی کی زندگی میں انقلاب برپا کیا اور ان کو بچپن میں مہابھارت اور رامائن کی کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ وہ اپنے ماحول کو مہابھارت کے دور سے مشابہت دیتی تھیں۔ شیونیری کے خاردار گھنے جنگلات سے پُر ماحول نے شیواجی کی ہر طرح مدد کی۔

جیجا ماتا نے اپنی تعلیمات کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ اس لئے شیواجی مہاراج کو خوددار، بہادر، با اصول، انصاف پسند اور مستقل مزاج بنا دیا تھا۔ مرتے دم تک شیواجی نے اپنا سر نہیں جھکایا۔ یہ ان کی دعاؤں کا ثمرہ ہی ہے کہ شیواجی مہاراج کو بھی عظیم قومی ہستیوں میں ایک نہایت ہی نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔

مختصر یہ کہ جیجا ماتا کا رول بحیثیت ایک اچھی "ماں" سے بہت ہی اہم نمایاں رول رہا ہے جس کی وجہ سے شیواجی مہاراج کو ایک درخشندہ ستارے کی حیثیت حاصل ہوئی۔

اگر کوئی ماں اپنی اولاد کی زندگی کو نہ سنوارے اور اپنے فرائض انجام دینے میں کوتاہی کرے تو بقول اقبالؔ ہمیں یہ کہنا پڑے گا

این گل از بستانِ ما نارستہ بہ،
داغش از دامانِ ملت شستہ بہ

قارئین کیلئے

ضروری اعلان

"قومی راج" میں "قارئین کی رائے" کا سلسلہ جاری ہے۔
آپ قومی راج میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات کو پسند اور کس قسم کی تخلیقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر بھی آپ بحث کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کر سکتے ہیں بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ سے زائد الفاظ پر مشتمل نہ ہو، اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمائیں۔

مدیر، پندرہ روزہ "قومی راج"
نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، دسواں منزلہ،
مقابل منترالیہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲۔

(ھندی لیکھ)

چھترپتی شیواجی مہاراج کا ایک وشش روپ

* عبدالمجید سحر وری
سمپادک، سلسبیل، ہفتہ وار
مالیگاؤں (ناشک)

چھترپتی شیواجی مہاراج اور اُن کے یُگ کے اِتہاس سے دھیرے دھیرے نفرت اور تعصّب کا بادل چھَٹ رہا ہے۔ نیا ہندوستان اپنے تابناک ماضی سے صالح روایات پراپت کرکے مستقبل کے راستے پر آگے اور آگے بڑھتا جارہا ہے اِس لئے اِس بات کی شدید ضرورت تھی، کہ وشال دیس کے وِبھن دھرموں کی صحیح جانکاری ہو، اُن میں فطری تال میل پیدا ہو۔

آزادی کے بعد دیش برابر ترقی کررہا ہے۔ سائنس اور نئی ٹکنالوجی میں ترقی کرکے آج بھارت انترکش دَور میں قدم رکھ چکا ہے۔ آج ہماری زمین کے گرد نئے وسائل کی کھوج جاری ہے۔ آزادی سے پہلے بھارت ایسا پچھڑا ہوا دیش تھا۔ کہ معمولی سُوئی تک ہمیں Import کرنی پڑتی تھی خوراک کے لئے ہمیں باہری دیشوں کی اور دیکھنا پڑتا تھا۔ آج ہم خود کفیل ہو چکے ھیں۔ ہمارے ماہرین باہری دیشوں کی سائنسی اور تکنیکی سہائیتا کررہے ہیں۔ آج ہم دُنیا کے ترقی یافتہ دیشوں کے ساتھ قدم بہ قدم چل رہے ہیں

آشا کی اِس سات رنگی جوت میں، یدی ہم ماضی کی غلط فہمیاں دُور کرسکیں، تو ہماری ترقی کی گتی ادھک بڑھ جائے گی۔ یہ گھناؤنا کاروبار ودیشی اتہاس کاروں نے جان بوجھ کر "پھوٹ ڈالو اور راج کرو" کی نیتی کے انترگت अंतरगत کیا تھا۔ یہی وہ دِش کی گانٹھ ہے، جو رَہ رَہ کر بھارت کے ہندو، مسلمانوں کے شریر میں اترتی رہتی ہے۔

چھترپتی شیواجی مہاراج کے تعلق سے بھی تاریخ میں ایسے زہریلے واقعات لکھے گئے ہیں جو اس مہان دیش سیوک کو مسلم دشمن ثابت کرتے ہیں۔ ودیشی اتہاس کاروں نے اِس مہان دیش بھگت کے چرتر کا قتل کرکے، ایسی نیچ باتیں لکھی ہیں، جس سے کرودھ اور گھنڑا घृणा پیدا ہوتا ہے۔ آیئے ہم ستیہ کی تلاش کریں۔

میرے نزدیک اورنگ زیب ایک مسلم راجہ تھا۔ اس کی حکومت کا اسلام سے ایسا سمبندھ نہیں تھا کہ اس کے ہر کام کو اسلام کی سند دی جائے۔

یدی اِس دَور کی تاریخ کریدی جائے تو میرے دعوے کے اَن گنت ثبوت ملیں گے۔ جن سے ہم ایک بار پھر آگے کی طرف بڑھتے ہوئے بھارت میں یک جہتی اور پریم کی مشعل جلا سکیں گے۔

چھترپتی شیواجی مہاراج ایک پکّے عقیدے کے ہندو اور بھوانی ماتا کے پجاری تھے۔ میرا دعویٰ ہے کہ ایک مذہبی انسان ہی سیکولر دل و دماغ کا مالک ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ دُنیا کا ہر دھرم انسان سے محبت کرنا سکھاتا

ہے ۔ دھرم وہ ستیہ ہے جو سماج رچنا میں بہو مول، یوگ دان کرتا ہے ۔ جو بھلائی اور اچھی بھاؤناؤں کے لئے منش کو آمادہ کرتا ہے ۔ تعصب، نفرت، بھید بھاؤ، فتنہ و فساد، انسان کو انسان سے پھاڑ دینا، بیمار سیاست کا نتیجہ ہوتی ہے ۔ شیواجی مہاراج کا ان سے کوئی رشتہ نہیں انہوں نے راج کارن اور حکومت کے کام میں ذات، دھرم کی کبھی تمیز نہیں کی۔ انہوں نے کئی مسلمانوں کو دیوانی اور فوجی شعبہ میں اعلیٰ عہدے دئے تھے ۔ مسلمانوں کے لئے ان کے دل میں کتنی جگہ تھی ۔ اس کا ذکر اورنگ زیب کے نجی اتہاس کار ہاشم خاں (عرف خافی خاں) نے اپنے شبدوں میں کیا ہے (یہ بات دھیان میں رہے کہ خافی خاں، شیواجی مہاراج کا کٹر ورودھی تھا) جب ایسا آدمی شیواجی مہاراج کی تعریف کرے تو مہاراج کی مہانتا کی کوئی سیما نہیں رہتی ۔

شیواجی مہاراج نے مہاراشٹر میں سوراجیہ کے نام سے ایک نئے دور کا آغاز کیا ۔ سوراجیہ کی استھاپنا کیسے ہوگی ۔ وہ کیا ہوگا، اس کا پورا نقشہ ان کے ذہن میں موجود تھا ۔ ۲ / اپریل سنہ ۱۶۴۵ء کو واداجی پربھو دیشپانڈے کے نام، ایک خط میں لکھتے ہیں ۔

त्यानी आम्हास यश दिले व पुढे सर्व
मनोर्थ हिंदवी स्वराज्य करुन पुरविणार
आहे हे राज्य व्हावे हे श्री चे मनांत
फार आहे.

بھگوان ہریشور نے فتح دلائی ۔ اور وہی ہماری ہندوی سوراجیہ کی تمنا پوری کرے گا ۔ یہی بھگوان کی اچھا ہے کہ ہم اسے استھاپت کریں ۔ ظاہر ہے جو شخص ہندوی سوراجیہ کی بات کرے گا ۔ وہی سرو دھرم، سمبھاؤ کے وچاروں کو عام کرے گا ۔ کیوں یہی نہیں، وہ خود ایک اچھا مذہبی انسان ہوگا ۔ ایسا آدمی دوسرے دھرموں کی بھی پوری جانکاری پراپت کرے گا دوسرے دھرموں اور ان کے پُرکھوں کا سمان کرے گا ۔

دھارمک کلپناؤں اور وچاروں میں مہاراشٹر کے سنتوں نے بڑا یوگ دان کیا ہے ۔ جہاں تک مراٹھا قوم کی جاگیرتی کا پرشن ہے ۔ ان سنتوں کی تحریک سے مراٹھوں میں زبردست روحانی کرانتی پیدا ہوئی جمہوری روایات، سماجک برابری اور جاتیہ یک جہتی کی تمنائیں بیدار ہوگئیں ۔ مذہبی تحریک اتنی پر اثر ہوئی کہ کمزور ترین **طبقات** کے جاتیوں میں چوکھا میلا اور بانکا مہار جیسے سنتوں کا نام گونجا۔

قومی راج

مہاراشٹر دھرم کا خیال سوراجیہ کی جڑ ہے ۔ پرنتو یہ بھاؤنا اسلام ورودھی نہیں، مراٹھا قوم کی تعمیر میں دھرم ہمیشہ وشیش پارٹ ادا کرتا رہا ہے ۔ یہی کارن ہے کہ شیواجی مہاراج کی ساری جدوجہد میں مذہب صحت مند عنصر کی طرح رہا ۔ اسی چیز نے انہیں وسیع القلبی اور رواداری کا اوتار بنا دیا تھا ۔ مذہب ہمیشہ منش جیون میں صحت مند بھاؤنائیں سموتا رہا ہے ۔

چھترپتی شیواجی مہاراج کے باپ دادا شروع سے مسلمان بزرگانِ دین سے شردھا رکھتے رہے ہیں ۔ آپ کے دادا مالوجی بھوسلے کو حضرت شاہ شرف الدین رحؒ سے بڑی عقیدت تھی، بہت دن تک مالوجی کے یہاں اولاد نہ تھی ۔ ایک دن ان کی دھرم پتنی شاہ صاحب کی سیوا میں حاضر ہوئی اور دعا کی طالب ہوئی ۔ خوش قسمتی سے مالوجی کے دو لڑکے ہوئے ۔ ان بزرگ کی یاد میں ایک کا نام شاہ جی اور دوسرے کا نام شریف جی رکھا ۔ حضرت شاہ شرف الدینؒ کی درگاہ آج بھی احمد نگر ضلع میں موجود ہے ۔ خود مالوجی اپنی جاگیر میں رعایا کے ساتھ برابری اور رواداری کا سلوک کرتے تھے ۔

چھترپتی شیواجی مہاراج سے ۳/۴ سو سال سے پہلے سنت گیانیشور اور ان کے بعد کے تمام سنتوں نے مہاراشٹر میں ذات پات اور جاتی واد کے ورُدھ، زوردار ابھیان چلایا تھا ۔ بالکل اسی دور میں مسلم صوفیوں کا سلسلہ بھی جاری تھا ۔ اس پرکار، ایک طرح کا روحانی آدان پردان کا جو اثر چھترپتی شیواجی مہاراج پر پڑا ۔

شیواجی مہاراج نے اپنی حکومت کے دُوار ہر اس شخص پر کھلے رکھے تھے ۔ جو ایماندار اور اہل ہو ۔ ان کی حکومت میں اکثر بڑے عہدوں پر مسلمان فائز تھے ۔ ان کے سب سے قابلِ اعتماد مراسلہ نگار ملا قادر تھے وے عربی اور فارسی کے وِدوان تھے ۔ مغلوں سے بات چیت کے سلسلے اکثر یہ چھترپتی جی کی نمائندگی کرتے تھے ۔ مشہور بزرگ یعقوب بابا سردنکارنگ کو شیواجی مہاراج اپنا اادان گرو مانتے تھے ۔

وے ایک پکے مذہبی انسان تھے ۔ آشچریہ کی بات ہے کہ انہوں نے دوسرے دھرموں کی معلومات بھی پراپت کی تھی ۔ اورنگ زیب کے درباری اتہاس کار اور شیواجی مہاراج کے شترو نے بھی ان شبدوں میں انہیں اجاگر کیا ہے ۔

" سبنھا کا باپ سیوا ، کچھ خوبیاں بھی رکھتا تھا ۔ وہ اپنے علاقے کی رعایا کی عزت و آبرو کا ہمیشہ خیال رکھتا تھا ۔ قید ، گرفتاری اور مالِ غنیمت کے حصول کے موقعوں پر بھی وہ لوگوں کے اہل و عیال ، عورتوں اور قرآنِ کریم کے احترام کی تاکید کرتا تھا اور خلاف جانے کی صورت میں سخت سزائیں دیتا تھا ۔ "

(خافی خاں کی کتاب ، منتخب اللباب کے پان ۲۴۸ سے)

۱۶۷۹ء میں شیواجی مہاراج نے اورنگ زیب کو فارسی میں خط لکھا ، یہ خط زبان و بیان کے لحاظ سے CLASSIC کا درجہ رکھتا تھا ۔ درباری اندازِ بیان کی لازوال مثال پیش کرنے کے لئے یہ کافی ہے شیواجی مہاراج کیول ایک بہادر حکمراں ہی نہیں ، اپنی رعایا کے دھرم کا گیان بھی رکھتے تھے ۔ یہ مراسلہ شیواجی مہاراج کے نجی سیکریٹری پربھو نے فارسی میں تیار کیا تھا ۔

۲ راپریل ۱۶۷۹ء کو اورنگ زیب نے ہندوؤں پر جزیہ لگایا تو اس کے جواب میں یہ خط لکھا گیا تھا ۔ غلام صمدانی خاں گوہر نے اپنی کتاب بساط الغنائم میں اصلی خط نقل کیا ہے ۔ شروع میں تمام مغل بادشاہوں کی حکومت کو سراہا گیا ہے ۔ بعد میں اورنگ زیب کے دور کی افراتفری ایسے ظاہر کی گئی ہے ۔

" در دورِ حضرت ، ملک و قلعہ جات از تصرف رفتہ ، وباقی عنقریب می رود وقت است کہ سپاہی در شورش سوداگر در نالش ، مسلمانان گریاں ، ہندوواں بریاں ، و اکثر مردماں بنانِ شب محتاج اند "

یعنی حضور والا کے دور میں ملک اور قلعے ہاتھ سے نکل چکے ہیں ۔ بچے کچھے عنقریب نکل جائیں گے ۔ کیا وقت پڑا ہے کہ سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے ۔ ویاپاری فریاد کر رہے ہیں ۔ مسلمان رو رہے ہیں ، ہندو سوختہ ہو رہے ہیں ۔ اور عام لوگ روٹی کے ٹکڑے کے محتاج ہیں ۔"

اس کے بعد شیواجی مہاراج نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان کی دھارمک

جانکاری کی علامت ہے ۔ بھوانی ماتا کا پجاری، ایک پکا ہندو دوسرے دھرم کا کتنا گیان رکھتا ہے۔ یہی اس سے سدھ ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"حضرت سلامت، دراصل کتاب ایمانی و کلام ربانی، اگر نمایند، رب العالمین فرمودہ اند، نہ رب المسلمین، دکفر و اسلام کرنقطہ مقابل اند، برنگ آمیزی، دطرح رنگریزی نقشبند حقیقی است۔ اگر مسجدیست بیاد ادر بانگ می زند واگر بت خانہ ست بشوق اوجرس می صنیاد، تعصب بر دین و آئین کسے نمودن، از کتاب منحرف گردیدن۔"

"ارتھانت۔ حضور والا! اگر کتاب ایمانی اور کلام ربانی پر یقین کریں تو رب العالمین کہا گیا ہے، رب المسلمین نہیں۔ اور یہ کہ کفر و اسلام مقابل نکتے ہیں۔ یقین کیجئے دونوں ہی مالک حقیقی کے پیدا کردہ ہیں۔ مسجدیں اسی کی اذان سناتی ہیں، تو مندروں میں اسی کا شوق گھنٹہ بجاتا ہے۔ اس لئے کسی کے دین و آئین سے پھر جانا، اللہ کی کتاب سے پھر جانا ہے"

شیواجی مہاراج اپنے علم و فہم اور اعلیٰ انسانی صفات کی اس بلند شاخ پر نظر آتے ہیں جو آدمی کا IDEAL بن سکتا ہے ۔ ضرورت ہے کہ غیر ملکی اتہاس کاروں کے بگاڑے ہوئے چہرے کو خالص بھارتی کا چہرہ بنایا جائے۔

شیواجی مہاراج نے اپنی حوصلہ مند قیادت سے مہاراشٹر میں عظیم انسانی ایکتا کا سورج اگایا ہے ۔ اس کی جوت کو بھارت کے نرمانڑ میں رہنما بنایا جائے ۔

("قومی راج" کے ۲۵؍ دشیش انکوں سے استفادہ)

•••

ایم۔ اقبال

سیکولر ذہن، مراٹھا حکمراں

چھترپتی شیواجی مہاراج

ہندستان پر مغلوں کی حکومت نے اسلامی تہذیب کو تقویت پہنچائی۔ شہنشاہیت کے رعب و دبدبہ سے رعایا نے بے چون و چرا وہ اثرات قبول کئے جو حاکم وقت اپنے ساتھ لائے تھے۔ اس طرح سرزمین ہند پر مغل سرداروں نے ایک نیا نقشہ تعمیر کیا جس میں ہندستانی تہذیب پر اسلامی مہر ثبت تھی۔ یہاں مندروں کی سریلی گھنٹیوں کی صدا کے ساتھ ساتھ اذانوں کی گونج دار آوازیں بھی چاروں طرف گونجا کرتی تھیں۔ یکے بعد دیگرے مغل سردار آتے رہے اور ہر ایک نے اپنے تسلّط کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کے اثر و رسوخ میں بھی اضافہ کرنے کی کوشش کی جس کا ثبوت آج بھی ان متعدّد اسلامی طرز کی فنِ تعمیر سے ملتا ہے جو مغلوں نے اپنے عہد میں قائم کیں، جن میں سے چند نہ صرف فنِ تعمیرات کا اعلیٰ نمونہ ہیں بلکہ ہندستان کی عالمگیر شہرت کا باعث بھی ہیں۔

اس کے بعد ایک دور ایسا بھی آیا جب ہندو۔ مسلم تہذیب علیحدہ ہوتے ہوئے بھی روایت سے بعید ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلیں۔ یہ عہد شہنشاہ اکبر کا تھا۔ اکبر نے حکومت کا ایک نیا معیار قائم کیا۔ اکبر کے نزدیک حکومت کی توسیع اتنی اہم نہ تھی۔ اکبر نے ماضی کی تمام روایت سے ہٹ کر سیکولرزم پر مبنی ایک نیا نظام حکومت ہندستان میں قائم کیا۔ پہلی بار ہندستان کی سرزمین

پہلا ایک مغل بادشاہ نے سیکولرزم کی بنیاد ڈالی اور ہندو۔ مسلم اتحاد کی عملی کوشش کی۔ خود اکبر نے جودھا بائی سے شادی کی جو کہ جے پور کے ہندو شاہی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ اکبر نے کئی اصلاحات کیں جس کے نتیجے میں ہندوؤں میں سے اکبر کے کئی حریف اکبر کے جاں نثار وفادار ساتھی دوست بن گئے۔ اکبر نے جے پور، کے راجپوت راجہ بھگوان داس اور ان کے بھانجے مان سنگھ کو اپنے دربار میں اعلیٰ مقام عطا کیا۔ جودھا بائی راجپوت راجہ کی بہن تھیں۔ مان سنگھ اکبر کی فوج کے سپہ سالار تھے۔

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں سابقہ روایات ایک بار پھر عود آئیں لیکن غیر مسلم رعایا کے تئیں رواداری میں کوئی فرق نہیں آیا جس کا ثبوت ان تاریخی دستاویزات سے ملتا ہے جن میں اورنگ زیب کے عہد حکومت میں غیر مسلموں کو جاگیریں اور اعلیٰ منصب عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ خود آگرہ میں اورنگ زیب کے دربار میں شیواجی کی آمد اور دونوں کی ملاقات کا انتظام اورنگ زیب کے دربار کے اعلیٰ منصب دار راجہ جے سنگھ کے لڑکے رام سنگھ نے کیا تھا۔ ۱۲ مئی ۱۶۶۶ء میں اورنگ زیب کے دربار میں مراٹھا سردار حاضر ہوئے۔

غیر مسلموں کے تئیں اورنگ زیب کی رواداری، اور شیواجی کے سیکولر نظریہ کا ثبوت بھی اس ملاقات سے ظاہر ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ مراٹھا سردار کے خواب میں بھوانی دیوی نے آکر آشیرواد دیا تھا کہ یہ ملاقات ان کے لئے خوش آئند ثابت ہوگی۔ بھوانی دیوی کے گہرے عقیدت مند ہوتے ہوئے بھی اورنگ زیب کے سامنے آنے پر مراٹھا سردار نے اپنی مذہبی انفرادیت کو بھلا دیا اور خالص اسلامی انداز میں کورنش بجا لائے۔ اگر وہ چاہتے تو "نمستے" کر سکتے تھے۔ اسی طرح اورنگ زیب نے بھی شیواجی کا، مراٹھا فوجی سردار کی حیثیت سے پورا پورا احترام کیا اور صلح کے ساتھ ساتھ مغل دربار میں اعلیٰ منصب کی بھی پیش کش کی۔

چھترپتی شیواجی کی عظمت کا راز بھی یہی ہے کہ وہ سیکولر ذہن حکمراں تھے۔ انہوں نے اپنے دور میں "سرو دھرم سمبھاؤ" کے اصول کو نہ صرف اپنایا بلکہ اس پر عمل بھی کیا۔ خود شیواجی مہاراج کے آباد اجداد کو مسلمان بزرگانِ دین سے عقیدت تھی۔ آپ کے دادا مالوجی بھوسلے حضرت شاہ شریف الدینؒ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ عرصہ تک مالوجی کے یہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ایک دن مالوجی کی بیوی حضرت شاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا کی طالب ہوئیں۔ بزرگ کی دعا سے مالوجی کے دو لڑکے ہوئے چنانچہ انہوں نے ان ہی بزرگ کی یاد میں ایک لڑکے کا نام شاہ جی اور دوسرے کا شریف جی رکھ دیا۔ حضرت شاہ شریف الدینؒ کی درگاہ آج بھی ضلع احمد نگر میں موجود ہے اور شیواجی جب بھی احمد نگر آتے تھے ان کے دربار میں حاضری دینا نہیں بھولتے تھے۔ شیواجی بابا یاقوت کے بھی عقیدت مندوں سے تھے۔

شیواجی نے مذاہب کو ہمیشہ سیاست سے الگ رکھا۔ مغلوں سے انہوں نے جنگیں بھی لڑیں اور دوسری جنگوں میں مسلمانوں کی مدد بھی کی۔ ۱۶۷۸۰۷۹ء میں انہوں نے مغلوں کے خلاف بیجاپور کے بادشاہ کی مدد کی۔ گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ کے ساتھ معاہدہ پر دستخط کئے۔

افضل خاں سے شیواجی کی تاریخی ملاقات کے وقت شیواجی کا ذاتی محافظ ایک مسلمان تھا جس کا نام ابراہیم تھا۔ آگرہ میں بھی ان کا ایک ذاتی خدمت گار قاضی حیدر ان کے ساتھ تھا۔

قاضی ملا حیدر، عربی اور فارسی کے عالم تھے اور اکثر موقعہ پر

ملّا حیدر مغلوں کے ساتھ گفت و شنید اور صلح ناموں کے وقت شیواجی مہاراج کی نمائندگی کرتے تھے ۔

جیساکہ پہلے کہا جا چکا ہے شیواجی نے "سرو دھرم سمبھاؤ" کے اصول کو اپنایا تھا۔ ان کی نظر میں ہر مذہب قابل احترام تھا۔ لڑائی کے وقت شیواجی کی فوج کو حکم تھا کہ مسلمانوں کے بچوں اور عورتوں کو ستایا نہ جائے۔ مساجد اور درگاہوں کی حفاظت کی جائے۔ سورت پر حملہ کے دوران ایک عیسائی پادری فادر ایمبروز نے جب التجا کی کہ گرجا کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے، تو شیواجی مہاراج نے نہ صرف یہ کہ درخواست قبول کی بلکہ اپنی فوج کو تعمیل کا حکم دیا۔ شیواجی کی فوج میں کئی پٹھان بھی ملازمت میں تھے ۔

شیواجی نے یہ نظریہ دورِ حکمرانی میں ہر شعبہ میں قائم رکھا۔ انہوں نے کئی برہمنوں اور دیگر ذات کے لوگوں کو اعلیٰ منصب، جاگیر، اور انعامات دیئے تھے۔ شری وی. جی. کھوبریکر، اس وقت کے ڈائرکٹر برائے آثار قدیمہ نے اپنی ایک کتاب "ریکارڈز آف شیواجی پیریڈ" (Records of The Shivaji Period) میں چند تاریخی دستاویزات نقل کی ہیں جو شیواجی کے سیکولر ذہن کی غماز ہیں۔ ۲۹ر اکتوبر سنہ ۱۶۹۱ء میں ایک اصل دستاویز، کے تحت شاہ جی اور شیواجی نے چیوری میں مسجد اور پیر خانہ کی انعامی اراضی کی نگرانی اپنے مہر حکم نامہ کے تحت ملا سید برہان سید ملک، اور سیتھان خادم کے سپرد کی اور انہیں وظیفہ یاب قرار دیا۔

اسی کتاب میں ضلع احمد نگر کے نیواسا کے مقام پر رہائش پذیر، قمر الدین خاندان کے تحویل میں نظام شاہی دورِ حکومت میں حاصل کردہ شاہ جی اور شیواجی کے زمانہ کی دستاویزات بھی نقل ہیں۔ جس کے ذریعہ نیواسا کے مسلمانوں کو مسجدوں کے لئے اراضی کی فراہمی، خادموں کو مسجد میں تیل کے دیئے سے روشنی کی اجازت، انہیں واتن زمینوں کی بحالی وغیرہ سے متعلق احکامات جاری کئے گئے ہیں۔

ایک دستاویز ہے جس کے ذریعہ ملا شیخ عبداللہ شیخ حمید کو قصبہ نیواسا میں سری وارڈ مسجد کی خدمت سپرد کی گئی تھی۔ اسی طرح ایک دوسری دستاویز میں گرجاؤں میں واقع مسجد کے لئے خدمت گار ملا قادر بن سماوی کو مزید ½ چوڑا اراضی عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔

اس طرح یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ چھترپتی شیواجی مہاراج ایک ذہین سیاست داں، قابل جرنیل، سچے محب وطن اور سیکولر ذہن اور تعمیری نقطۂ نظر کے باکردار حکمراں ہو گزرے ہیں انہوں نے ہر دھرم و مذہب کے احترام کا درس دیا۔ ان کے "ہندوی سوراج" کا اصل مفہوم بھی یہی تھا کہ ہندوستان پر ہندوستانی باشندوں کی حکومت ہو اور مادرِ وطن کو غیر ملکی تسلط سے نجات دلائی جائے اور اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ مسلسل جدوجہد میں مصروف رہے۔

لاتور ضلع میں پینے کے پانی کے لئے خصوصی اقدامات

★ ایس۔ ایس۔ حسین، ضلع کلکٹر۔ لاتور

امسال بارش غیر یقینی رہی۔ جس کے نتیجہ میں ریاست خشک سالی سے بُری طرح متاثر ہوئی۔ پینے کے پانی کی شدید قلت سے لوگ پریشان ہوگئے۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا۔ آپ نے پینے کے پانی کی مشکلات دُور کرنے کے لئے تیزی سے جنگی پیمانے پر اقدامات کئے جانے کا اعلان کیا۔ ساتھ ہی آپ نے متاثرہ عوام کو یقین دلایا کہ فراہمیٔ آب کاموں پر سرمایہ کی کمی حائل ہونے نہیں دی جائے گی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان علاقوں میں جہاں پینے کے پانی کی فراہمی اسکیم مکمل ہونے میں زیادہ دن لگنے کا اندازہ تھا۔ وہاں آپ نے عارضی فراہمی کے انتظامات فوراً کئے جانے کا اعلان کیا۔

خشک سالی کا سامنا کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ کے اعلان کے بموجب لاتور ضلع میں متعلقہ اقدامات تیز تر کر دیئے گئے۔ فراہمیٔ آب اسکیم شروع کرتے وقت یہی خیال سامنے رہا کہ ضلع کا ایک بھی شخص پیاسا نہ رہے۔ ویسے ہی لوگوں کو روزگار کی فراہمی بھی شروع کر دی گئی۔ لاتور ضلع کے پانچ تعلقوں میں پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے مخصوص اقدامات کئے گئے۔ فراہمیٔ آب کے لئے بورکنوئیں، پائپ کے ذریعہ ٹینکر اور بیل گاڑی کے ذریعہ فراہمی کے طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

ایسے علاقوں میں جہاں اطراف میں دُور دُور تک ذخیرۂ آب کی کوئی سہولت نہیں ہے، ایسے ۱۲۷ دیہاتوں میں ۴۷ ٹینکروں کے ذریعہ پینے کا پانی مہیا کیا گیا۔ یہاں تعلقہ نیلنگا کے ۱۶ دیہاتوں میں ۱۲ ٹینکروں کے ذریعہ، اوسہ تعلقہ کے ۱۶ دیہاتوں میں ٹینکروں کے ذریعہ، احمد پور تعلقہ میں ۲۴ دیہاتوں کو ۱۷ ٹینکروں سے اور لاتور تعلقہ کے ۲۱ دیہاتوں میں ۱۴ ٹینکروں کے ذریعہ پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ضلع کے ۲۳ دیہاتوں کو ۲۳ بیل گاڑیوں کے ذریعہ پانی پہنچایا جا رہا ہے۔

لاتور ضلع کے اوسہ تعلقہ میں تیرنا ندی پر ایک عارضی فراہمیٔ آب اسکیم کو حال ہی میں دائمی فراہمیٔ آب اسکیم میں تبدیل کیا گیا۔ اس موقع کی ایک تصویر میں ضلع کلکٹر شری ایس، ایس، حسین، ضلع پریشد صدر شری رویندر سروے کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

لاتور ضلع کے کلکٹر شری ایس۔ ایس۔ حسین، اوسہ تعلقہ میں واقع بلوری گاؤں میں فراہمی آب کی ایک عارضی اسکیم کا افتتاح کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں شری روینڈر سروے صدر ضلع پریشد بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ضلع کے ۸۸ دیہاتوں میں ۱۴۱ نہریں تعمیر کی گئیں۔ اسی طرح ۹۹ دیہاتوں میں ۱۵۵ کنوؤں کی گہرائی میں اضافہ کیا گیا۔

۱۹۴ بور کنوؤں کی تعمیر

فراہمی آب کے لئے عارضی انتظامات کے تحت ضلع لاتور کے ۲۲۶ گاؤں میں ۲۲۷ بور کنوؤں کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے۔ ان میں سے ۱۹۴ بور کنوؤں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جس کے نتیجے میں پینے کے پانی کی فراہمی آسان ہو گئی ہے۔

عارضی انتظامات

فراہمی آب کے لئے دائمی انتظامات میں چونکہ زیادہ عرصہ درکار ہے لہٰذا جن علاقوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت تھی۔ ایسے علاقوں کا جائزہ لیا گیا۔ ضلع کے ۶۳ دیہاتوں میں عارضی فراہمی آب اسکیمات کی منظوری دی گئی۔ اس میں سے ۴۱ اسکیمات مکمل ہو چکی ہیں اور باقی ماندہ اسکیمات بھی اسی ماہ مکمل کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ماسٹر پلان

پانی کی قلت دور کرنے کے لئے جاری کوششوں کے تحت ضلع لاتور کے متاثرہ اور غیر متاثرہ ۵۸۵ علاقوں کے لئے فراہمی آب سے متعلق ایک ماسٹر پلان ترتیب دیا گیا ہے۔

خصوصی سیل

پانی کی قلت کے سنگین مسئلہ کے پیش نظر، ضلع کلکٹر، شری ایس۔ ایس۔ حسین نے لاتور ضلع کے ایڈیشنل کلکٹر کی صدارت میں ایک خصوصی سیل تشکیل دیا ہے۔ یہ خصوصی سیل ان علاقوں میں جہاں پانی کی قلت شدید ہوگی وہاں فوری طور پر اقدامات طے کرنے کے مجاز ہوں گا ضلع پریشد کے صدر شری روینڈر سروے کو فی الحال عارضی فراہمی آب اسکیم کی منظوری کا اختیار دیا گیا ہے۔ * ✿✿

وزیرِ مملکت برائے اطلاعات، و رابطۂ عامہ شری ولاس راؤ دیشمکھ، نے تشکیل شدہ لاتور ضلع میں یکم مئی ۱۹۸۳ء کو ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس کی افتتاحیہ تقریب میں صدارتی خطبہ دے رہے ہیں۔
اسٹیج پر وزیرِ مملکت، برائے امدادِ باہمی شری ابھیئے سنگھ راجے بھوسلے، ایم۔ ایل۔ اے، شری آلورے گوروجی، ڈپٹی ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، شری رمیش وابگاؤنکر، اور ڈسٹرکٹ کلکٹر شری ایس۔ ایس۔ حسین بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

لاتور میں محکمۂ اطلاعات کے دفتر کا افتتاح

وزیرِ مملکت برائے امدادِ باہمی شری ابھیئے سنگھ راجے بھوسلے نے یکم مئی ۱۹۸۳ء کو "یومِ مہاراشٹر"، کے موقع پر، لاتور ضلع میں ڈائرکیٹوریٹ جنرل، انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامہ کو عوام اور حکومت کے مابین رابطہ قائم رکھنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس محکمہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

شری بھوسلے نے مزید فرمایا کہ اس محکمہ کی ذمہ داری حکومت کی مختلف اسکیموں، پروگراموں اور منصوبوں سے عوام کو متعارف کرانے پر ختم نہیں ہوتی بلکہ حکومت کے اقدامات کے تئیں عوام کے ردِّعمل سے حکومت کو واقف کرانا بھی ہوتا ہے۔

وزیرِ مملکت برائے داخلہ، انتظامیہ عامہ اور اطلاعات و رابطۂ عامہ، شری ولاس راؤ دیشمکھ نے اس تقریب کی صدارت کی۔

وزیرِ مملکت برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ شری دیشمکھ نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ مذکورہ محکمہ کو مؤثر طریقہ سے خدمات ادا کرنے کا اہل بنانے کے لئے حکومت اس کے طریقۂ کار میں تبدیلی کرنے سے متعلق غور کر رہی ہے۔

آپ نے سرکاری فیصلوں اور دیگر کئی معلوماتی اشاعتوں کو تمام گرام پنچایتوں تک پہنچانے کی اہمیت پر بھی زور دیا۔

ڈائرکیٹوریٹ جنرل، انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے ڈپٹی ڈائرکٹر شری رمیش وابگاؤنکر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر شری پمپری کر نے شکریہ ادا کیا

• • •

* پرکاش نرائن اور موہن لال وِشنوی
نیشنل بوٹینیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ

شمالی ہندستان میں

کوٗٹو کی کامیاب کاشت ممکن ہے

تعارف

لاطینی زبان میں جسے فاگوپیرم (Fagopyrum) کہتے ہیں۔ اُسے ہم کوٗٹو کے نام سے جانتے ہیں۔ کوٗٹو کے دانے اور اس کے آٹے سے بنی کئی طرح کی لذیذ چیزوں سے بھی ہم بخوبی واقف ہیں۔ یہ وسط ایشیا، کا پودا ہے کوٹو معتدل، نم آب و ہوا میں افزائش پاتا ہے اور کافی بڑے پیمانے پر اس کی کاشت روس، امریکہ، فرانس، جرمنی، پولینڈ، ہالینڈ، بلغاریہ، اٹلی، برطانیہ، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، ڈنمارک اور نیپال میں ہوتی ہے۔ وہاں اسے اہم فصلوں کا درجہ حاصل ہے۔ ہمارے یہاں اسے دوسرے درجہ کی فصلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہندستان میں کشمیر، پنجاب (کلّو وادی) ہماچل پردیش، نیل گری اور جنوبی ہندستان کے کچھ ایک مغربی علاقوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ انگریزی میں اسے بک وہیٹ (Buck Wheat) کہتے ہیں۔ پنجاب میں "بھرلیپا" یا "گنگدی" ہماچل میں "اوگلا" یا "پھاپھرا" کشمیر میں "ترنبھہ"، مغربی بنگال اور سکّم میں "بھیچوی"، اور آسام میں "بجارین" کے نام

نیشنل بوٹینیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ میں "کوٹو" کی کاشت کا ایک منظر

ے پکارتے ہیں۔
اس کی اُگائی جانے والی تین حسب ذیل قسمیں ہیں:

1 :- فائگوپیرم اسکولینٹم (F.Esculentum)
2 :- فائگوپیرم ٹیٹریکم ، (F.Tataricum)
3 :- فائگوپیرم سائیموسم (F.Cymosum)

یہ قسمیں ہندستان میں بھی پائی جاتی ہیں اور ان میں سے پہلی دو تمام اترپردیش کے پہاڑی علاقوں میں اُگائی بھی جاتی ہیں، یہ بات ضرور ہے کہ اس کی کاشت بڑے پیمانے پر نہیں کی جاتی ہے۔

نباتاتی کیفیت

(الف) فائگوپیرم اسکولینٹم
(F.Esculentum Moench)

یہ تقریباً ۶۰ سے ۹۰ سینٹی میٹر تک کا لمبا ایک سالہ عشبیٰ (Herbaceous) پودا ہے۔ اس کا تنہ تیکھا اور گرائیں (Nodes) پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ پتیاں متبادل، تکونی اور قلب نما ہوتی ہیں۔ اور ان کی لمبائی ۴ سینٹی میٹر سے ۷ سینٹی میٹر تک کی ہوتی ہے۔ اوپری پتیاں عام طور پر بغیر ڈنٹھل اور نیچے کی برگ ڈنڈی کی پتیاں ۸ سینٹی میٹر لمبی ہوتی ہیں عکریہ (Ochrea) کا سرا کٹا ہوتا ہے۔ امدادی پھولداری (Axillary inflorescence) کی وجہ سے سرے کے پھولوں کا گچھا بنا ہوا ہوتا ہے ہر ایک پھول کے پانچ گردگل (Parianths) ہوتے ہیں جن کا رنگ سفید، گلابی یا لال بھی ہوتا ہے۔ اس میں تقریباً آٹھ متبادل زرریشے (Stamens) اور آٹھ ہی ایسے اساسی غدود بھی ہوتے ہیں، جن میں شہد، اور رس دان چھپا رہتا ہے۔ اس کا بیضہ یک خلیہ اور بیضہ دان ایستادہ ہوتا ہے۔ جس کی کلغی (Stigma) مٹھی جیسی ہوتی ہے۔ اس کے پھول دو شکلی ہوتے ہیں۔ پھل خشک، یک بیجی اور تکونا ہوتا ہے۔

فائگوپیرم اسکولینٹم کی ایک شاخ

(ب) فائگوپیرم ٹیٹریکم
(F.Tataricum) Gaertr

یہ بھی ایک یک سالہ عشبیٰ پودا ہے۔ اس کی نمو کی رفتار ذرا دھیمی ہوتی ہے۔ اس کے تنے میں بین گرائیں (Internodes) چھوٹے مگر فائگوپیرم اسکولینٹم سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ پتے تیر نما، چھوٹے اور عکریہ (Ochrea) مثلثی و جھلی نما ہوتا ہے۔ پہلوئی کے چھوٹے چھوٹے ہلکے رنگ کے گچھے زیادہ نمایاں نہیں ہوتے ہیں۔ جو انہیں عام کوٹو کی دوسری قسم کے سفید اور لال پھولوں والی قسم سے الگ کر دیتے ہیں اور اسی وجہ سے اس قسم میں شہد کے غدود اور رس دان میں پتنگے کم آتے ہیں۔ یہ قسم ازخود زرخیز ہے اور اس کی یہی خاصیت اس کی بہ کثرت پیداوار کی ضامن ہے۔ اس میں پھول ایک ہی قسم کے نکلتے ہیں۔ اس کا پھل بیضوی و مخروطی بھورا اور کالے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا بیج آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے، کلو وادی میں اسی قسم کو "گمن گدی" کہتے ہیں۔ کوٹو کی دیگر اقسام سے گنگدی کے پودے چھوٹے ہوتے ہیں۔

(ج) فائگوپیرم سائموسم
(F.Cymosum Meissn.)

یہی وہ قسم ہے جسے کوٹو کی عام کاشت کرنے اور کوٹو کی پیداوار کو بڑھانے میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہی وہ قسم ہے جسے ہمالہ کے دامن میں کشمیر سے سکم تک سطح سمندر سے ۵ ہزار سے

فائگو پیرم ٹیٹیریکم کی پھولدار شاخ

۱۲ ہزار فٹ کی بلندی پر اگایا جاتا ہے۔ اس کے پتے بڑے تکونے، اور لمبے ڈنٹھل کے ہوتے ہیں۔ اس کے شاخ گل سفید اور پیچ دار ہوتے ہیں۔ [illegible] کا دانہ بیضوی و مثلثی ہوتا ہے۔ شمالی مغربی پہاڑی علاقوں میں اسے [illegible] پھرو" یا "کھرفا" کہا جاتا ہے۔ آسام میں اسے "جارین" کے [illegible] جانا جاتا ہے۔ اسے ساگ سبزی کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے

ادویاتی خصوصیات

روس میں اس کی کاشت اس کے دانوں کے لئے کی جاتی ہے ریاستہائے متحدہ امریکہ، فرانس اور کچھ یورپی ملکوں میں کوٹو کی کاشت [illegible] میں پائے جانے والے نباتی جز "روٹن" (Rutin) جسے ہم دوسرے [illegible] ضیائی ترکیب یا نوری امتزاج Photo Synthesis [illegible] کے "پیش رو" کا [illegible] کیونکہ جدید تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ کوٹو میں پایا جانے والا یہ نباتی جز "روٹن" دل کی شریانی کمزوری اور خون کے بہت زیادہ دباؤ کی بیماریوں میں نمایاں طور پر فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔

غذائیت

کوٹو میں ادویاتی خصوصیات کے علاوہ غذائیت کے نقطۂ نظر سے اس کے دانوں اور اس کے آٹے میں اپنا خاص مقام ہے۔ کوٹو میں ۱۱٫۳ فیصدی نمی، ۱۰٫۳ فیصدی لحمیہ، ۲٫۴ فیصدی چکنائی ۲٫۴ فیصدی معدنی اجزاء، ۸٫۶ فیصدی ریشہ، ۶۵٫۰ فیصدی نشاستہ (خاص کر اسٹارچ) ۰٫۰۷ فیصدی کیلشیم، ۰٫۳۰ فیصدی فاسفورس، ۱۳٫۲ فیصدی لوہا، اور حیاتین بی وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔

کمال کی بات یہ ہے کہ اس پودے کی تفسیر صرف اس کے دانوں اور اس سے حاصل آٹے تک ہی محدود نہیں ہے۔ اب یہ سمجھئے کہ اس پودے کی ابتدائی دورِ افزائش ہی سے ہمیں نہ صرف ساگ سبزی ملتی ہے بلکہ زرعی تحقیق سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ پودا ہماری زمین کے لئے اعلیٰ کھاد کا ذریعہ بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ ہر قسم کی مٹی میں اگایا جا سکتا ہے اور اسے بذاتِ خود کسی مخصوص کھاد کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ اس پودے کے جڑوں میں مٹی کے ذرات کو جوڑے رکھنے کی ایک نمایاں خاصیت پائی جاتی ہے۔ ہاں کوٹو کی بہ کثرت کاشت حاصل کرنے کے لئے ہم کھاد یا کمپوسٹ کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اور ایک خاص بات جو اس پودے میں موجود ہے، وہ یہ کہ اس کے پھول ہمیں شہد مہیا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں جو بے شک نوعِ انسانی کے لئے کافی کارآمد چیز ہے۔ امریکہ اور روس میں اس کی ایک قسم کے دانوں کو وہاں مرغی فارموں میں مرغیوں کے لئے چارے کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

کوٹو کے دانوں میں پایا جانے والا نشاستہ سب سے زیادہ زود ہضم ہے اور اس میں موجود لحمیہ بھی ہاضم ہے۔ یہ لحمیہ دیگر نباتات سے ملنے والے لحمیہ سے زیادہ عمدہ اور انڈے جیسا ہی مقوی ہوتا ہے۔ کوٹو کے دانوں کو پیس کر آٹا تیار کیا جاتا ہے جس میں مانڈی بھی موجود ہے۔ اس آٹے کو امدادی خوردنی کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں اس کے آٹے سے روٹی، ٹکیاں، مال پوا، پکوڑی اور حلوہ وغیرہ تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے دانوں کو بھوننے پر آواز کے ساتھ

بھُوننے پر "کوٹو" کی لذیذ لیاں ، ایک نظر میں

بھونے یا چٹکنے سے دانے ملائم ہو جاتے ہیں اور ذائقہ بہترین ہوتا ہے ۔ اس کی لَیاں مکئی یا جوار سے بھی زیادہ لذیذ ہوتی ہیں ۔

ہندستان میں کوٹو کی کاشت

چونکہ کوٹو کے لئے نم اور ٹھنڈے آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اسی وجہ سے ہمارے ملک میں معتدل آب و ہوا پائے جانے والے علاقوں میں اسے وہاں کی گرمیوں کے موسم کی فصل کے طور پر اگایا جاتا ہے ۔

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ، لکھنؤ میں اس پودے پر تحقیق کا کام پچھلے چند برسوں سے جاری ہے اور بہت حوصلہ افزا نتائج حاصل کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ مذکرہ بالا خصوصیات کی بنا پر کوٹو کی کاشت کاری کو شمالی ہندستان کے میدانی علاقوں میں رائج کرانے کی غرض سے یہ تحقیقاتی کام شروع کیا گیا ہے ۔ نہ صرف زرعی نقطہ نظر سے بلکہ ارضی بہبود کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پودے کی زیادہ سے زیادہ کاشت کرنا ہمارے لئے سودمند ثابت ہوگا ۔ یہ فصل اس زمین کے لئے بھی کارآمد ثابت ہوتی ہے ۔ جو زرخیز نہیں ہے یا دوسری اہم فصلوں کے لئے بے کار ہو ۔ اسے ہم عام بے کار پڑی زمینوں میں اگا کر کامیاب کاشت حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس پودے کی ہری پتیوں اور تنوں کو ہری کھاد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک اچھی حیاتی کھاد ثابت ہوئی ہے ۔ اس کی فصل لگ بھگ ۶۰ سے ۸۰ دنوں کے قلیل عرصہ میں حاصل کی جاتی ہے ۔ اس لئے بھی اس کی کاشت ، اس صورت میں کی جا سکتی ہے ، جب کھیت خالی پڑے ہوں یا دو فصلوں کے درمیان اتنے دنوں کا خالی وقت بچتا ہو ۔ اس صورت میں خالی زمین اور وقت کا جائز استعمال بھی کیا جا سکتا ہے ۔ ابتدائی نوعیت کے تجربات سے یہ بات اب واضح ہو گئی ہے کہ میدانی علاقوں میں بھی اس پودے کی کاشت مفید ثابت ہو سکتی ہے ۔

اس قومی نباتاتی ادارہ میں اس ضمن میں غالباً یہ پہلی کوشش ہے کہ اس طرح کے پودوں کو خاطر میں لا کر تفتیشی اور تحقیقی کام جاری ہے اور اسی تحقیق کے نتائج کی بنیاد پر اس کی کاشت کے محدود دائرے کو نہ صرف وسیع کرایا جا سکتا ہے بلکہ وہ تمام تکنیکیں اور طریقے عمل میں لائے جا سکتے ہیں جن سے اس پودے کی دسترس ملک کے میدانی علاقوں تک ممکن ہو سکے گی ۔

کاشت اور آب و ہوا

یہ پہلے ہی عرض کیا گیا ہے کہ کوٹو معتدل آب و ہوا میں اگایا جانے والا پودا ہے ، ظاہر ہے اس کے لئے ٹھنڈے مگر اعتدال کی ٹھنڈک کی ضرورت پڑتی ہے ۔ سورج کی روشنی ، گرمی اور برداشت کرنے کی حد تک ٹھنڈک اور نمی اچھی رہتی ہے ۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرتاً اس کی کاشت میں کافی رکاوٹیں حائل ہیں مگر سائنسی اندازِ فکر و عمل سے اس طرف دھیان دینے پر بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ اس کے لئے ۲۰ ڈگری سنٹی گریڈ تک کے درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ہمارے ملک میں اسے ان ہی علاقوں میں کم و بیش اگایا جاتا ہے جہاں اس طرح کا درجہ حرارت رہتا ہے اور وہ بھی پہاڑی حصوں تک ہی محدود ہے ۔ لیکن اب ایسا دیکھا گیا ہے کہ نومبر سے جنوری تک کے مہینوں میں ، اسے ہم میدانی علاقوں میں بھی لگا سکتے ہیں ، اور اس روایت ، کو بدلا جا سکے گا کہ اسے صرف ۵ ہزار سے ۱۲ ہزار فٹ کی بلندی پر ہی اگانا ٹھیک ہے ۔ ہاں پالا اس کی فصل کو کافی نقصان پہنچاتا ہے کیوں کہ اس سے پودے مرتے ہیں ۔ اس لئے پہاڑی حصوں میں اس کی کھیتی وہاں گرمیوں میں وسط اپریل سے جون تک کی جاتی ہے ۔ فائگو پیرم ٹیٹریکم میں جسے عام طور پر بک وہیٹ کہا جاتا ہے ، سردی برداشت کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے ۔ زیادہ گرمی سے دانوں کی پیداوار میں کمی ہوتی ہے ۔

اس کے لئے بلوئی، اور بلوئی دومٹ مٹی اچھی ہوتی ہے
اس کے علاوہ عام طور پر کوٹو ہر طرح کی زمین پر اگایا جاتا ہے۔
ربیع کی فصل کی صورت میں جاڑے کے دنوں میں ہندوستان کے میدانی علاقوں میں اس کی کاشت کر سکتے ہیں۔ اس کی بوائی ۱۵ اکتوبر سے لے کر ۱۵ نومبر کے درمیان کرنے سے بہترین فصل حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس درمیان بوائی کرنے سے دانے اور چارے دونوں کی فصل اچھی تیار کی جاسکتی ہے۔ کوٹو کے کھیت تیار کرنے کے لئے مٹی پلٹنے والے ہل سے کھیت کو تین چار بار اور پانچ چھ بار دیسی ہل سے جوتنا چاہیئے۔ مٹی کو مہین و باریک کرکے اسی وقت اچھی سڑی گوبر کی کھاد یا کمپوسٹ ملا دیں۔ اس کے بعد گیہوں کی کیاریوں کی طرح ہی کھیتوں میں کیاریاں اور سینچائی کے لئے نالیاں بھی بنا لینا چاہیئے۔ کوٹو، کی بوائی چھڑکاؤ طریقے سے اور قطاروں میں کی جاتی ہے۔ قطاروں میں بوائی کرنے کے لئے بیجوں کو ہل کے پیچھے چل کر بویا جاتا ہے۔ دو قطاروں میں کم سے کم ۱۵ سینٹی میٹر کی دوری اور پودوں کی آپس کی دوری کم سے کم ۱۰ سینٹی میٹر رکھنا بہتر ہوگا۔ اس طرح سے بوائی کرنے سے، لگ بھگ ۳۰ یا ۳۵ کیلو گرام بیج فی ہیکٹر کی ضرورت ہوگی۔ چھڑکاؤ طریقے سے بوائی میں ۴۰ یا ۵۰ کیلو گرام بیج فی ہیکٹر کی در سے ضرورت پڑے گی۔ لگ بھگ ۱۰ دنوں کے اندر ننھے پودے نکلنے لگتے ہیں۔ ابتداً پودے کچھ دھیمی رفتار سے بڑھتے ہیں اور ۲۰ یا ۲۵ دنوں میں پھول آنے لگتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ پودے کی نمو، زیرگی اور پھل لگنے کی روش یکجا ہوتی ہے۔ زیادہ اچھے نتائج کے لئے کیمیائی کھاد کے طور پر نائٹروجن، پوٹاشس اور فاسفورس زمین کی سطح پر دینا مفید ہوتا ہے۔

بوائی کے وقت کی گئی ہلکی سینچائی کے لگ بھگ دس دنوں کے بعد کھیتوں کی پہلی سینچائی کی جاتی ہے اس کے بعد دس دنوں کے وقفہ کے بعد سینچائی کرتے رہنا چاہیئے۔ اس طرح پوری فصل کے دوران ۴ یا ۵ بار سینچائی کی جاتی ہے۔ پہلی سینچائی کے ۵ یا ۱۰ دنوں کے بعد کھیت کی نرائی کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ غیر ضرورت گھاس پوس سے پودے صاف رہیں۔ دسمبر کے پہلے یا دوسرے ہفتہ تک پھل پکنا شروع ہوجاتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں فصل جنوری مہینے کے آخر فروری کے پہلے ہفتہ تک کاٹ لینا چاہیئے۔ کوٹو کی پیداوار ۲۵۔ ۳۰ کوئنٹل فی ہیکٹر ہوتی ہے اور اوسطاً کاشت کار کو فی ہیکٹر سے

"کوٹو" کے دانے تیار ہیں

تقریباً ۴ ہزار روپے تک کی آمدنی ہوسکتی ہے۔ فصل کاٹنے پر کوٹو کے ذرگر جوگی فصل Heterozygous ہونے کی وجہ سے، اس کے کچھ بیج ضرور کچے رہ جاتے ہیں لیکن اس کے لئے نسبتی مایہ Germ Plasm اور انتخاب اقسام کے ساتھ ساتھ مخلوطیت Hybridization و کثیر گنیت Polyploidy کے لئے تحقیقی کام سرگرمی سے انجام دیا جا رہا ہے۔ کوٹو کو نقصان پالے سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پھپھوندی سپلیسٹ وتھکا فاگو پیری Splacetotheca Fagopyri اور سیپٹوریا پولیگونیکولا Septoria Polygonicola نام کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کا تدارک پھپھوندکش دواؤں سے کیا جاسکتا

قومی راج میں شائع شدہ مواد حوالہ کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کیا جاسکتا ہے تاہم جس شمارے میں یہ مواد شامل ہو اس کی ایک کاپی ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ فرمائیں۔
(ادارہ)

خواجہ عبدالغفور

پدم شری سکندر علی وجد

کل تک وجد صاحب ہمارے درمیان تھے۔ آج انہیں مرحوم لکھتے ہوئے دل دکھ رہا ہے۔ ایک شگفتہ چہرہ، ایک خلیق انسان، ایک بیدار مغز شاعر، ایک شفیق باپ اور یاروں کا یار، آج ہمارے درمیان سے اٹھ گیا۔ ان کے جاننے والوں میں کون ایسا ہوگا جو ان کی وفات پر غم زدہ نہ ہوا ہو یقیناً یہ عظیم صدمہ وجد کے ہر ملنے والے کو عرصۂ دراز تک غم زدہ کئے رکھے گا۔ اردو ادب اور خاص طور پر صنفِ سخن کی آبیاری کرنے والا چمن سے رخصت ہوگیا۔ ان کی وفات پر جتنا بھی رنج کیا جائے کم ہوگا۔ سرزمین دکن کا یہ جیالا شاعر تمام عمر اجنتا اور ایلورا کی عظمتوں پر نظمیں لکھتا رہا اور آخر ۱۶ر مئی ۱۹۸۳ء کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوگیا۔!

⁂

سکندر علی وجد نے جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۳۵ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ دوران تعلیم یہ نٹ بال کے بہترین کھلاڑی تھے اور اقامت خانہ کے مقبول ترین طالب علم مولوی عبدالحق جیسی بزرگ ہستی کی شاگردی اور قرب نے ان کی صلاحیتوں پر سونے کا سہاگہ چڑھایا اور ان کی شاعرانہ امیج کو ایک ایسا رنگ عطا کیا کہ جو ابھرتی اور ترقی کرتی رہی اور جس کا سلسلہ پختگی مشق اور آمد کے ساتھ بصیرت، تبحرِ فکر اور الفاظ کے صحیح استعمال نے ان کو مادر دکن کا مایۂ ناز سپوت اور بعدہ اردو ادب کے منفرد مقبول اور معروف شاعر کا بلند ترین مرتبہ عطا کیا۔ اردو کی خدمت کے لئے مولوی عبدالحق کی لگن نے ان کے تحت الشعور کو بھی جلا دی اور انھوں نے اس کو اپنا فرض سمجھا ۱۹۳۷ء میں اپنی خداداد ذہانت و فراست نے ان کو حیدرآباد سول سروس کا مایۂ ناز رکن اور عدالت کا بے نظیر آفیسر ثابت کیا۔ ان کی شخصیت باغ و بہار رہی، اندازِ تکلم دل کو موہ لینے والا ترنم ایسا کہ نغمہ کا جادو جگا دیتا اور شعر و سخن کو موسیقی کا سرچشمہ بنا دیتا۔

حیدرآباد میں انہیں نواب مہدی نواز جنگ اور ان کے عزیز و اقارب کی صحبت نے ان کو تازگی فکر آداب و سخن تہذیب و تمدن کی ساری خوبیوں کو بے مثال موقع عطا کیا۔

مولوی عبدالحق نے زمانہ طالب علمی ہی میں ان کو ہونہار سمجھ کر وہ حوصلہ دیا جس نے آخر تک ان کو سرخرو اور منفرد رکھا۔ ملازمت کی ابتداء ہی میں ان کی شاعری کو حیدرآباد کے وزیر اعظم مہاراجہ سر کشن پرشاد یمین السلطنت نے اور پھر بعد میں ان کے جانشین سر اکبر حیدرآبادی نے بھی اس انمول ہیرے کو جانچا اور پرکھا۔ انہیں خیال ہوا کہ خدمت اور ملازمت کے میدان میں ہر کس و ناکس تجربہ اور تربیت کے ساتھ ساتھ نکھرتا ہے۔ اور ملک و قوم کا خدمت گار بن جاتا ہے لیکن شعر و ادب ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے چنانچہ وزیر اعظم نے حکم نامہ جاری کیا کہ یہ روزانہ کی عدالت کی خدمت سے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں تاکہ وہ اپنا وقت شعر و سخن میں بتائیں اور اجنتا ایلورا جیسے

عجائبات دنیا پر خامہ فرسائی کریں اور مصوری کی دنیا کو زیب قرطاس کریں چنانچہ اجنتا ایلورا اس زمانے کی تحریر کردہ وہ نظمیں ہیں کہ مرور زمانہ کے باوجود آج بھی تازہ اور معطر ہیں۔

یہ پہلے شاعر تھے جنہوں نے حسن و دانت کے پردے میں اہل ہنر کو خون جگر پیتے دیکھا، رنگوں میں آہوں کا اثر دیکھا ساتھ ہی ساتھ انہوں نے حکم لگایا کہ ان ہنرمندوں کے نقش قائم و دائم رہیں گے جبکہ سرپرستی کرنے والے شاہوں کے نام مٹ جائیں گے۔

ایلورا پر خیال آرائی کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ پتھروں کے سینوں میں سر چھپا ہے اور سنگین آبگینوں میں خیال اور فکر کی مئے چھلک کر سرور و انبساط دیتی ہے۔ جنت نظر کی تخلیق کے لئے خون دل سے سینچائی کی گئی ہے۔ یہ وجد کے حساس دل کی دھڑکنیں ہی اس مشاہدہ کی ذمہ دار ہیں۔

وجد کاروان زندگی کے شاعر تھے۔ ان کی عقل سائنس سے بیگانہ نہیں حالانکہ اس ... دل عشق کا متوالا رہا، وہ سائنس کے کرشموں کو سمجھتا تھا۔

تنازع البقاء، جوہری توانائی مادہ کی ترتیب اور ارتقاء کی منزلوں کو متعین کرنے والے مفکر شاعر تھے۔

وجد کے خمیر میں دکن اور اس کی مٹی رسی بسی تھی۔ انہوں نے دلی اور نگ آبادی کی تعریف و توصیف میں جتنی باتیں لکھی ہیں وہی بلا مبالغہ ان کی سرشت اور خصوصیات ہیں۔ یہ جب "بزم لے" میں دنیا کا فسانہ سناتے تو عشق کی تقدیر چمک اٹھتی۔ دکن سے ان کا والہانہ عشق بھی اتنا ہی پکا ہے کہ جس کو یہ ولی کے عشق سے محسوس کرتے تھے۔

۱۹۷۰ء میں یہ پدم شری سے نوازے گئے۔ یہ ۱۹۷۲ء میں راجیہ سبھا کے رکن چنے گئے۔ جہاں پر انہوں نے اردو کی حمایت میں کئی تقریریں کیں، ناانصافیوں کی نشان دہی کی، مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈیمی کے رکن اور اردو ترقی بورڈ کے وائس چیرمین رہے۔

آج ہم ان کی ادبی شاعری اور سیاسی خدمات کا جائزہ لے رہے ہیں تو ہمیں ان کی انفرادیت، عظمت اور اعلیٰ مرتبت کا دل سے احساس ہو رہا ہے اور ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی جتنی قدر و منزلت ہونی چاہیئے تھی وہ نہ ہو سکی۔

ضروری گذارش

• دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے خط یا رسالے کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

• جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافے یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔

• منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

• ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاء
۱۱ - اسٹاسکی ٹاؤن ۔ ناگپور

جئے شیواجی

شیواجی کی جے ہو جس نے اپنے دیش کا مان بڑھایا
شیواجی کی جے ہو جس نے دیش کے چہرے کو چمکایا
یہ اک ایسا ویر تھا جس نے ہم لوگوں کو جینا سکھایا
زندہ دلی کا پاٹ پڑھاکر زندہ رہنے پہ اُکسایا

جے شیواجی جے شیواجی جے شیواجی جے شیوا

اُونچے اُونچے عزم نے اس کے اُونچے پہاڑوں کو روندا ہے
ظلم و ستم والوں کے سروں کو اس نے پیروں سے کچلا ہے
اس نے غریبوں دُکھیاروں کا دھیان ہمیشہ رکھا ہے
چھترپتی کا اعلیٰ رتبہ زیب اسی کو دیتا ہے

جے شیواجی جے شیواجی جے شیواجی جے شیوا

تلوار اس کی جب چلتی تھی دکھلاتی تھی خوب روانی
اس کو دیکھ کے تھراتے تھے چلتی آندھی بہتا پانی
اس کی ہمت پر دُنیا کو ہونے لگتی تھی حیرانی
اچھے اچھے اس کے آگے کر نہیں پاتے تھے من مانی

جے شیواجی جے شیواجی جے شیواجی جے شیوا

شیر تھا اپنا دھن کا پکا بات کا سچا من کا اعلا
عزم و یقین کا یہ پیکر تھا طوفانوں کی گود کا پالا،
اس کے دم سے پھیلا ہوا تھا چاروں جانب خاص اُجالا
ہندو مسلم دونوں کو تھا ایک نظر سے دیکھنے والا

جے شیواجی جے شیواجی جے شیواجی جے شیوا

غم کے مارے لوگوں کو سینے سے لگایا ہے اس نے
اپنے عمل سے دین دھرم کا بھید مٹایا ہے اس نے
ناری کی عزت کو ہمیشہ بڑھ کے بچایا ہے اس نے
اُونچے آدرشوں کا پالن کر کے دکھایا ہے اس نے

جے شیواجی جے شیواجی جے شیواجی جے شیوا

اس کی شجاعت اس کی جسارت اپنی جگہ لاثانی تھی
اس کے ارادوں میں پوشیدہ بجلی جیسی جولانی تھی
یوں تو اس کے چاروں جانب ہوا بڑی طوفانی تھی
ہر مشکل پر چھا جانے کی اس نے من میں ٹھانی تھی

جے شیواجی جے شیواجی جے شیواجی جے شیوا

اس نے حکومت کرنے کا اک خاص نمونہ چھوڑا ہے
اس نے ہمیشہ مہر و وفا سے اپنا رشتہ جوڑا ہے
جس بھی سر میں گھمنڈ ملا ہے اس کو فوراً توڑا ہے
وقت کا پنجہ اپنے بل کے زور پہ اس نے مروڑا ہے

سورج چاند ہے جب تک باقی اس کی ہستی امر رہے گی
اس کی دلیری زندہ رہے گی اس کی ہستی امر رہے گی

چھترپتی شیواجی مہاراج

* محمد عثمان خاں عرفاں پربھنوی
معرفت غلام یٰسین خاں (جمعدار)
بھوئی گلی - پربھنی (مہاراشٹر)
۴۳۱۴۰۱

جیجا ماتا کے سپوت، مادرِ ہند کے مہاویر
تو ہے آزادی کے اس خواب کی زندہ تعبیر
تو نے ”سوراج“ کا تصور دیا ملک کو اپنے
”سرو دھرم سمبھو“ کا نظریہ دیا ملک کو اپنے

جنگِ آزادی کا ویر، قوم کا ہیرو تو ہے
عدل و انصاف و مساوات کا پیرو تو ہے
تیرا کردار زمانے کو سدا یاد رہے گا
سارے دھرموں سے تجھے پیار سدا یاد رہیگا

روشنی آج بھی مشعل کی تیرے باقی ہے
تو تو موجود نہیں، نام تیرا باقی ہے
مادرِ ہند کے سپوت، مہاراشٹر کے ویر
تجھ کو ”وردان“ ملی، ماتا بھوانی سے شمشیر

لوہا دشمن سے بھی منوایا دلیری کا تو نے
چھکے دشمن کے چھڑا ڈالے شیواجی تو نے
کارنامے تیرے شیواجی سدا یاد رہیں گے
قومی یک جہتی کے تیرے کام سدا یاد رہیں گے

ناز ہے سارے مہاراشٹر کو شیواجی تجھ پر
فخر ہے دیش کو بھی ویر شیواجی تجھ پر
تیری ہمت کو، شجاعت کو، سیاست کو سلام
دیش والوں کا تجھے دل سے شیواجی پرنام

فخر عرفاںؔ کو ہے اپنے مہاراشٹر پر
دیش کے نیتا شیواجی کے مہاراشٹر پر

تاثّرات

رئیس امروہوی

کہیں سے سازِ شکستہ کی پھر صدا آئی
بہت دنوں میں اک آوازِ آشنا آئی

چلی کچھ آج اس انداز سے نسیم سحر
کہ بار بار کسی کی صدائے پا آئی

ہم اپنے حالِ پریشاں پہ بارہا روئے
اور اس کے بعد ہنسی ہم کو بارہا آئی،

شروعِ عشق میں ان سے ہی کچھ حجاب نہ تھا
کبھی کبھی تو خود اپنے سے بھی حیا آئی

عجیب لطف ہوا ان کی یاد سے محسوس
کہ جیسے دل کے دریچے کھلے ہوا آئی

رہِ حیات میں کانٹے بکھیرنے والے
حیات بھی ترے در تک برہنہ پا آئی

تمہاری طلعتِ زیبا کو کر لیا سجدہ
نظر جہاں بھی کوئی شکلِ دلربا آئی

چمن سے پہلے تو اک سیلِ آتشیں گذرا
پھر اس کے بعد برستی ہوئی گھٹا آئی!

غزل

اثر بن یحییٰ انصاری
ضیاء الادب، مولانا آزاد روڈ۔ دل پورہ، دھولیہ

پردہ اٹھا کے دیکھ لیا اب گرا کے دیکھ
اے دل تو اپنا جذبِ نظر آزما کے دیکھ

خفگی سے دیکھ تو مجھے یا مسکرا کے دیکھ
لیکن حواس و ہوش نہ میرے اڑا کے دیکھ

خلوت میں لطف دیکھنا جلوت کا ہے اگر
سینے پہ لا الٰہ کی ضربیں لگا کے دیکھ

اس شوخ کا مزاج اگر دیکھنا ہے شرط
رسوائیوں کو ایک کنارے لگا کے دیکھ

زعمِ شناوری ہے اگر زہد و شرع کا
دریائے معرفت میں تو غوطہ لگا کے دیکھ

ممکن ہے بے ہشتی بھی مری ہوش میں رہے
ساقی شرابِ ناب کا ساغر پلا کے دیکھ

ہے اقتضائے ولولہ اضطرابِ عشق،
پانے کی آرزو ہے تو خود کو مٹا کے دیکھ

ہونا اگر ہے علمِ لدنی سے فیض یاب
رندوں کی بزم گاہ میں اک روز آ کے دیکھ

تقلید اور رسوم کی پابندیاں نہ پوچھ
واعظ جنابِ شیخ سے آنکھیں ملا کے دیکھ

یہ خانقاہِ عالیہ ہے اے فقیہہ عصر
کچھ بھی لحاظ پاس و ادب ہو تو آ کے دیکھ

ہو جائے گا تو سرِ من تو سے آشنا
پردہ تو درمیاں سے دوئی کا اٹھا کے دیکھ

صحرائے معرفت میں اثر ہے مقام ہو
دیوانگیٔ شوق میں دو گام اٹھا کے دیکھ

رباعیات

محبوب راہی
ایم۔ اے (ریسرچ اسکالر)
بارسی ٹاکلی (ضلع اکولہ)

خوش وضع، خوش اطوار مرے شہر کے لوگ
نزدیک سے جاکر کوئی دیکھے تو بھلے
ہمدرد، ملنسار، مرے شہر کے لوگ
کتنے ہیں اداکار مرے شہر کے لوگ

★

چہروں سے نقابوں کو اٹھاتا کیوں کر
آئینے حقائق کے سجا لیتا اگر،
اوروں پہ میں الزام لگاتا کیوں کر
عریانی کو خود اپنی چھپاتا کیوں کر

★

اشعار مرے، میرا ہنر دیکھا ہے
دیکھا نہ کوئی سیپ کی تخلیق کا کرب
جیسا جسے آیا ہے نظر دیکھا ہے
بس دیکھنے والوں نے گہر دیکھا ہے

★

آتا ہے برا وقت گزر جاتا ہے
افراط سے دولت کی مگر انساں میں
بگڑے جو مقدر تو سنور جاتا ہے
وہ جو انسان ہوا کرتا ہے مر جاتا ہے

★

اظہار حقیقت سے جگر چھلتا ہے
اس دور میں آساں ہے خدا کا ملنا
غنچہ کوئی صحرا میں کہیں کھلتا ہے
انسان، مرے بھائی کہاں ملتا ہے

★

اسباب کی بہتات، الٰہی توبہ،
ایک قطرہ بھی جہاں جذب نہیں ہو پاتا
کم ظرف کی اوقات الٰہی توبہ
چٹانوں پہ برسات الٰہی توبہ

★

سپنوں کے کھلونوں سے کہاں تک کھیلوں
بگڑی ہوئی تقدیر سنواروں کیسے
محرومی کے صدمات بھی کب تک جھیلوں
کیا نظم جہاں ہاتھوں میں اپنے لے لوں

★

ہر لمحہ ہے ہر لمحہ کا قاتل کیا ہے
اے زیست کو آساں سمجھنے والو
مرنے کے سوا جینے کا حاصل کیا ہے
آسان اگر یہ ہے تو مشکل کیا ہے

★

غزل

راشد جمال فاروقی
اے۔ بی۔ پی انٹر کالج
ویر بھدر، دہرہ دون
(یوپی) ۲۴۹۲۰۲

تیری مژگاں کے خنجر نہیں دیکھے جاتے،
پھول کے ہاتھوں میں پتھر نہیں دیکھے جاتے

ہائے وہ شخص کہ تنہا تھا بھری محفل میں
ایسے دلدوز مناظر نہیں دیکھے جاتے

کل کئی ندیوں کو سیراب کیا کرتے تھے
آج جو خشک سمندر نہیں دیکھے جاتے

ہجرتیں اپنا مقدر ہیں نہ جانے کب تک
ہم سے تعبیر شدہ گھر نہیں دیکھے جاتے

بند کمرے میں لباسوں کا تکلف کیسا
کچھ حقائق ہیں جو باہر نہیں دیکھے جاتے

ایک جاں دار انا ہے جو بچی ہے راشد
اب تو حالات کے تیور نہیں دیکھے جاتے

غزلیں

* اقبال عمر علی گڈھی
۵۸۸/۷۴، مارووے روڈ
مالونی، ملاڈ۔ بمبئی ۹۵...۴

جب بہار آتی ہے پھولوں سے لپٹ جاتے ہیں لوگ
ورنہ پنچھی کی طرح سمتوں میں بٹ جاتے ہیں لوگ

ہم کو رشتوں کے تقدس کا بھرم معلوم ہے
آزمائش کی گھڑی آتے ہی چھٹ جاتے ہیں لوگ

ہے اجالوں تک فقط محدود سایوں کا سفر
تیرگی بڑھتی ہے تو سائے سے کٹ جاتے ہیں لوگ

ٹوٹ کر جب بھی بکھر جاتی ہے غم سے زندگی
درد کے احساس سے خود میں سمٹ جاتے ہیں لوگ

چومتی ہیں ان کے قدموں کو ہی بڑھ کے منزلیں
ہنستے ہنستے موت سے بھی جو نپٹ جاتے ہیں لوگ

جو ہوا کے تیز جھونکے سے بھی تھرانے لگیں
ان درختوں سے نہ جانے کیوں لپٹ جاتے ہیں لوگ

یہ بدلتے وقت کے تیور ہیں شاید اے عمر
راہ میں پاکر مجھے، راستے سے کٹ جاتے ہیں لوگ

* ضیاءؔ زخمی کھام گانوی
مراٹھ جونی مسجد۔ کھام گاؤں
۴۴۴۳۰۳

ہمیں تم سے گلہ کچھ بھی نہیں ہے
ہوئے رسوا، کیا کچھ بھی نہیں ہے

لفافہ ڈاکیہ لایا ہے لیکن
صنم خط میں لکھا کچھ بھی نہیں ہے

نہیں ہے غم جو شامل زندگی میں
تو جینے کا مزا کچھ بھی نہیں ہے

اگر دیکھو بہت لمبا سفر ہے
جو سوچو فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے

تخاطب پر غلط فہمی ہے تم کو
ہمارا مدعا کچھ بھی نہیں ہے

مسلسل قہقہوں پر قہقہہ بھی
سبب رونے کا کیا کچھ بھی نہیں ہے

ہماری تشنگی غم کا حاصل
فریب دلربا کچھ بھی نہیں ہے

ضیاء زخمی بجز نام خدا کے
فنا ہیں سب بقا کچھ بھی نہیں ہے

* لطیفؔ ثانی
دفتر مسلم ایجوکیشن سوسائٹی
نزد جامع مسجد، شیگاؤں
پن کوڈ ۴۴۴۲۰۳

ریزہ ریزہ کسی صحرا میں بکھر جائے گا
شدتِ کرب سے کچھ اور نکھر جائے گا

کیا خبر تھی کہ وہ تسکین انا کی خاطر
درد کے گہرے سمندر میں اتر جائے گا

وہ جو بکھرے گا تو ہو جائے گا ذرّہ ذرّہ
اور محور میں جو سمٹے تو سنور جائے گا

ذہن میں ہر کوئی بارود لئے پھرتا ہے
سبھی فرزانے ہیں دیوانہ کدھر جائے گا

جو بھی دیکھے گا تو برسائے گا پتھر ثانیؔ
آئینہ لے کے جو ہر ایک کے گھر جائے گا

شیوجینتی تقریبات

مجاہدینِ آزادی کو تامرپتروں کی تقسیم

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے شیوجینتی تقریب کے موقعہ پر مجاہدینِ آزادی کی عزت افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو، اور لوک مانیہ تلک جیسے عظیم رہنماؤں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مجاہدینِ آزادی نے بیرونی تسلط سے وطن آزاد کرانے کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگادی اور اس کے لئے انہوں نے کبھی کسی صلہ کی تمنا نہیں کی۔

شری پاٹل شیوجینتی کے موقعہ پر ۱۴ رمئی کو منعقدہ سرکاری تقریب میں بمبئی اعظمیٰ اور قریب کے اضلاع کے مجاہدینِ آزادی کو سرکاری اعزاز تامرپتر اور سمّان پتر تقسیم کر رہے تھے۔ شری پاٹل نے مجاہدینِ آزادی کو ایثار کا سراپا نمونہ قرار دیا۔

وزیرِ اعلیٰ نے فرمایا کہ حصولِ آزادی ہی ہمارا نصب العین نہیں بلکہ عوامی بہبود اور ملک کو خوشحال بنانے کی ضرورت ہے آپ نے مزید فرمایا کہ ریاستی حکومت اس ضمن میں اپنی بہترین کوششوں میں مصروف ہے۔ آپ نے مجاہدینِ آزادی سے بھی تعاون کی خواہش ظاہر کی۔

ریاست کے مختلف ضلعوں میں منعقدہ تقریبات میں ۳۴۰۰ مجاہدینِ آزادی کو تامرپتر اور سمّان پتر تقسیم کئے گئے۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر برائے اطلاعات و تعلقات عامہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں مجاہدینِ آزادی کے کردار کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مجاہدینِ آزادی کی اس طرح عزت افزائی کرکے ملک محض ان کے تئیں جذبۂ تشکر کا اظہار کر رہا ہے۔

شری بھانو شنکر یاگنک، مشہور مجاہد آزادی نے اس استقبالیہ تقریب کی صدارت کی اور اپنی تقریر میں ملک کی آزادی میں مہاتما گاندھی کی لائق قیادت اور رہنمائی کی یاد تازہ کرتے ہوئے انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر صحت عامہ شری یشونت فسریکر وزیرِ مملکت برائے سیاحت اور انرجی بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ شری این۔ وی۔ سندر رامن ایڈیشنل چیف سکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔

قومی راج

سکندر علی وجد کی رحلت

اردو زبان کے مشہور و معروف شاعر سابق رکن پارلیمنٹ (راجیہ سبھا) جناب سکندر علی وجد کا ۷۰ سال کی عمر میں ۱۶ رمئی کو میڈیکل کالج ہاسپٹل، اورنگ آباد میں شدید دورۂ قلب کے بعد انتقال ہوگیا۔

وجد صاحب ۲۲ جنوری ۱۹۱۴ء کو ضلع اورنگ آباد کے تعلقہ ویجاپور میں پیدا ہوئے تھے۔ اسکول اور کالج کی تعلیم اورنگ آباد میں مکمل کی اور عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ۱۹۱۷ء میں حیدرآباد سروس اکزامینیشن میں امتیازی کامیابی حاصل کی اور اس کے فوراً بعد جج (منصف) مقرر ہوگئے۔ ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے بعد سیشن جج کے عہدہ پر فائز کئے گئے۔ اس عہدہ جلیلہ پر ۸ سال تک رہے اور ۱۹۶۴ء میں رضاکارانہ طور پر علیحدہ ہوگئے۔ اسی سال انہیں آل انڈیا انجمن ترقی اردو مہاراشٹر شاخ کا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں "پدم شری" کے اعزاز سے نوازا گیا۔

۱۹۷۲ء میں سکندر علی وجد، راجیہ سبھا میں مہاراشٹر کے نمائندہ کی حیثیت سے رکن نامزد ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں وہ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں انہیں "غالب اکاڈمی ایوارڈ" دیا گیا۔ اسی سال اترپردیش اردو اکاڈمی نے انہیں ان کے مجموعہ کلام "بیاضِ مریم" پر ۳ ہزار روپے کا نقد انعام دیا۔ انہیں ۱۹۸۱ء میں حکومت کے "اردو ترقی بورڈ" کا نائب صدر مقرر کیا گیا۔

وجد کے کلام کے چار مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ "لہو ترنگ" (۱۹۴۴ء) آفتاب زادہ" (۱۹۵۲ء) "اوراقِ مصوّر" (۱۹۶۲ء) اور "بیاضِ مریم" (۱۹۷۴ء)

آپ مہاراشٹر اردو اکاڈمی کے ممبر تھے۔ پچھلے سال آپ کو ترقی اردو بورڈ کا نائب چیرمین منتخب کیا گیا تھا۔ وجد صاحب کے انتقال پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کے اراکین نے اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

سکندر علی وجد کی رحلت پر گورنر مہاراشٹر کا تعزیتی پیغام

اردو کے عظیم شاعر جناب سکندر علی وجد کے انتقال پر مرحوم کی بیوہ مسز زبیدہ خاتون وجد کے نام اپنے تعزیت نامہ میں مہاراشٹر کے گورنر مسٹر ادریس حسن لطیف نے کہا ہے کہ سکندر علی وجد صاحب کی اس بے وقت موت سے ہندوستان ایک مایۂ ناز پارلیمانی رکن ماہر تعلیم اور اردو ادب ایک عظیم شاعر سے محروم ہو گیا۔

پانی اسکیمات کے لئے پیڈ کی امداد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور ادارہ برائے عوامی ترقیات (پیڈ) نے دیہی علاقوں میں خشک سالی کے پیش نظر فراہمی آب بذریعہ پائپ اسکیم کے ۵۴ کاموں کے لئے ۱۲ مئی کو ۵۹۹۱۸۱ روپیہ کی مالی امداد کی فراہمی کا اعلان کیا۔

قحط سالی سے متاثرہ علاقوں میں یہ اسکیمات فنڈ کی کمی کی وجہ سے شروع نہیں کی گئی تھیں۔ ۲۷۷،۵ کروڑ روپے کی لاگت کی اسکیمات ان علاقوں میں جلد ہی شروع ہو جائے گی۔

حکومت کی طرف سے ۹۰ فیصد اور عوام کی طرف سے ۱۰ فیصد مالی امداد کی بنیاد پر مذکورہ اسکیم واٹر سپلائی سیوریج بورڈ کے ذریعہ عمل میں لائی جانے کی توقع تھی لیکن سوکھے کی وجہ سے کچھ دیہاتوں میں سے ۱۰ فیصد امداد بھی ملنا مشکل تھی اس لئے پیڈ ادارہ نے یہ رقم مہیا کرنے کی پیش کش کی ہے۔

گذشتہ سال پیڈ نے ۳۰۱۰۰،۰۱ روپیہ کی مالی امداد فراہم کی جس سے رتناگیری، سندھو درگ، تھانے، رائے گڈھ، بلڈانہ، ایوت محل، اورنگ آباد، پربھنی اور ناگپور اضلاع میں ۹۰۶۳ کروڑ روپے کی مالیت کی اسکیمات عمل میں لائی گئیں۔

بذریعہ پائپ فراہمی آب اسکیمات کے علاوہ پیڈ نے کیتھولک ریلیف سروس ایک بیرونی ادارہ کی اعانت سے غذا، ہنگامی

روزگار پروگرام کے تحت خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں کنوئیں کی کھدائی میں مدد دی۔ ۱۲، پروگرام کے تحت سانگلی اور ستارا ضلعوں میں ۸۴ نئے اور پرانے کنوؤں کی تعمیر و مرمت کا کام شروع ہو چکا ہے۔

مغربی ساحل پر پل کی تعمیر مرکز خصوصی توجہ دے

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے مغربی ساحل پر گجرات، مہاراشٹر اور گوا میں بہتر ٹرافک انتظام کے لئے دھانو اور تار کھیڈی کھاڑیوں پر پل کی تعمیر فوری طور پر شروع کئے جانے کے لئے ۱۸ مئی کو پنجی میں ایک میٹنگ میں مرکز سے خصوصی توجہ دینے کی درخواست کی نیز چھوٹی کھاڑیوں سے ساحل تک ٹرانسپورٹ سہولت کے لئے پلوں کی تعمیر کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

وزیر اعلیٰ گجرات، مہاراشٹر اور گوا ریاستوں کی ویسٹرن زونل کونسل کی ۱۳ ویں میٹنگ میں حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ مرکزی وزیر امور داخلہ شری پی۔ سی۔ سیٹھی نے صدارت کی۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ دھانو اور تار کھیڈی کھاڑیوں پر پلوں کی تعمیر پر تین کروڑ روپیہ لاگت کا اندازہ ہے لیکن عوام کی سہولت کے پیش نظر بہتر ٹرافک نظام کے لئے یہ پل فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ آپ نے بمبئی۔ گوا، شاہراہ کے مزید سدھار کی بھی اپیل کی۔

آپ نے یہ بھی کہا کہ انڈین ڈینٹل ایسوسی ایشن کی جانب سے پوسٹ گریجویشن کورس کے لئے مزید دو آسامی کی منظوری ملنے پر یہ جگہیں گوا کے امیدواروں کے لئے مختص کی جائیں گی۔

وزیر اعلیٰ نے تجویز پیش کی کہ ہر سال کم از کم ایک مرتبہ کونسل کی میٹنگ منعقد کی جائے۔

میٹنگ میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی۔

گجرات کے وزیر اعلیٰ شری مادھو سنگھ سولنکی، گوا کے وزیر اعلیٰ شری پرتاپ سنگھ رانے، مرکزی وزیر مملکت برائے امور داخلہ، سرو شری وینکٹ سبیہ اور آئی۔ این۔ آر۔ لاسکر، مہاراشٹر کے وزیر برائے آبپاشی شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر، مہاراشٹر کے وزیر برائے انرجی ڈاکٹر بلی رام ہیرے اور وزیر برائے مالیات شری سوشیل کمار شندے، چیف سیکریٹری شری رام پردھان، سیکریٹری محکمہ داخلہ شری پی۔ کے۔ چوگلے، سیکریٹری برائے محکمہ عوامی امور شری آر۔ ٹی۔ اتر ے،

وزیراعلیٰ، شری وسنت دادا پا[ٹل]
اپنی سرکاری رہائش گاہ "ورشا" پر ۴ رمئی
جانوروں کے ڈاکٹر ڈی۔ جی۔ بھادوئے،
گشتی دواخانے کا افتتاح کر رہے ہیں

وزیراعلیٰ کے ہاتھوں مویشی گشتی شفاخانہ کا افتتاح

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۴ رمئی کو جانورو[ں کے]
علاج کے لئے ڈاکٹر ڈی۔ جی۔ بھادوئے ممبئی کی ملکیت میں ایک گ[شتی شفاخانہ]
کا افتتاح کیا۔ مویشیوں کا یہ گشتی شفاخانہ شہر میں اپنی نوع[یت کا]
پہلا ہے۔ جو جراحی کے سازوسامان سے بھی لیس ہے۔

شری پاٹل نے ڈاکٹر بھادوئے کو یہ گشتی شفاخانہ ج[و]
تمام سرکاری ویٹرنری ہسپتالوں کے مساوی ہے۔ شروع [کرنے پر]
مبارکباد دی۔

اس شفاخانہ کے پروگرام اور اوقات کا اعلان ابھی نہیں [ہوا]
ہے۔ فی الحال ڈاکٹر بھاروئے ویٹرنری سرجن سے فون نمبر ۴۴۰۶۰
پر رجوع کیا جاسکتا ہے۔

وزیراعلیٰ کے پرائیویٹ سیکریٹری شری شیام کانت موہنی، سیکریٹری
محکمہ جنگلات شری پی۔ وی۔ نائیک اور دیگر سرکاری افسران۔
گوا کے وزیراعلیٰ شری پرتاپ سنگھ رائے نے شکریہ ادا کیا۔

فلم پریمیئر میں چھوٹی بچت کے ایجنٹوں کی عزت افزائی

صرف دو ہفتوں میں ۴ کروڑ روپے کی رقم جمع

آرین فلمز اور ریاستی ڈائریکٹوریٹ آف اسمال سیونگ
کے زیر اہتمام ۱۹ رمئی کو میٹرو سینما میں شری راجندر کمار کی فلم "لوریں"
کا پریمیئر شو منعقد ہوا۔ یہ پریمیئر اسمال سیونگ کے چھ سالہ نیشنل
سیکوریٹی سرٹیفکیٹ (چھٹی اور ساتویں سیریز) کی فروخت کے لئے
منعقد کیا گیا تھا۔ یہ سرٹیفکیٹ اب انکم ٹیکس قانون کی دفعہ
سی۔ ۸۰ کے تحت انکم ٹیکس میں رعایت کے لئے منظور شدہ ہیں۔

شری مدھوکر کیتکر، وزیر مملکت برائے مالیات نے صدارت
کی۔ شری راج کپور مشہور پروڈیوسر اور ڈائرکٹر اس تقریب
میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل تھے۔

سال برائے ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران چھوٹی بچت کے ذریعہ
۲۷۰ کروڑ روپیہ جمع کرکے مہاراشٹر نے ملک بھر میں اولیت حاصل
کرلی ہے۔ حال ہی میں ممبئی اعظمیٰ میں نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ (چھٹی
اور ساتویں سیریز) کو مقبول بنانے کی غرض سے ایک خصوصی مہم کا
اہتمام کیا گیا تھا۔ جس کے ذریعہ صرف دو ہفتوں میں ۴ کروڑ روپیوں
کی رقم جمع کی گئی۔

شری جی۔ آر۔ بیڈگے، ڈائرکٹر اسمال سیونگ نے مہمانوں
کا خیر مقدم کرتے ہوئے ریاست میں اسمال سیونگ اسکیمات کو
مقبول بنانے میں فلمی دُنیا کے عملی تعاون کا شکریہ ادا کیا۔

تقریباً ۲۵۰ ایجنٹوں کی عزت افزائی کی گئی۔ جنہوں [نے]
مہم کے دوران ۵۰٬۰۰۰ روپے سے زیادہ رقم جمع کی۔

اس شو میں مشہور فلمکار راجندر کمار، کمار گور[و]
کوہاپورے اور بڑی تعداد میں فلمی دُنیا کے ستاروں نے ش[رکت کی۔]

فوری توجہ کیلئے

ہمیشہ "حوالہ نمبر" (جو آپ کے پتہ کے اوپر کی
پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمائیں۔ اپنا پتہ صاف لکھیں اور [یہ]
مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر کردیں۔

(ادارہ)

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کے ہاتھوں بمبئی کے نائر ہسپتال میں دماغی ایکسرے کی نئی مشین "کمپیوٹرائزڈ ٹوموگرافی اسکینر" کا ۹ مئی کو افتتاح ہوا۔ زیرِ نظر تصویر میں آپ ایک زیرِ علاج مریض پر مذکورہ مشین کے طریقۂ کار کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔
بائیں جانب بمبئی کے میئر، شری منوہن سنگھ بیدی، بمبئی کے میونسپل کمشنر شری ڈی، ایم۔ سکھتنکر اور بمبئی میونسپل کارپوریشن ہیلتھ کمیٹی کے چیئرمین شری آر، پی۔ کدم بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں دماغی ایکسرے مشین کا افتتاح

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۹ مئی کو بمبئی میں نائر اسپتال کی توسیعی عمارت میں بمبئی میونسپل کارپوریشن کے تحت شعبہ ریسرچ برائے اعصابی امراض مرکز میں سر اور دماغ کے ایکسرے کی ایک ۷۵ لاکھ روپیہ لاگت کی مشین "کمپیوٹرائزڈ ٹوموگرافی اسکینر" کا افتتاح کیا۔

اس کی واجبی فیس یہاں ۷۵۰ روپیہ فی ٹیسٹ ہے جبکہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں تقریباً ۱۲۵۰ روپیہ فیس لی جاتی ہے۔
ڈاکٹر گاڈفرے ہونسٹ ملڈ اس مشین کے موجد ہیں انہیں ۱۹۷۹ء میں اس کارنامے پر نوبل پرائز سے نوازا گیا ہے۔
اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے وزیرِ اعلیٰ نے میونسپل کارپوریشن کے اس مستحسن اقدام کی تعریف کی۔

شری من موہن سنگھ بیدی میئر آف بمبئی اس تقریب میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شریک تھے۔ اور بمبئی میونسپل کارپوریشن ہیلتھ کمیٹی کے چیئرمین شری آر۔ پی۔ کدم نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔
شری ڈی۔ ایم۔ سکھتنکر، میونسپل کمشنر شری پردین کامدار ڈپٹی میونسپل کمشنر۔ ڈاکٹر پی۔ ایم۔ دلال۔ ہیڈ آف نیورو سائنس ڈپارٹمنٹ اور ڈین اور ڈاکٹر بی۔ آر۔ کلکے نے بھی اس موقعہ پر تقریر کی۔
شری ڈی۔ ایم۔ سکھتنکر نے مہمانان کا خیر مقدم کیا، اور ڈاکٹر بی۔ آر۔ کلکے نے شکریہ ادا کیا۔

پاکستانی شاعر کو استقبالیہ

شری عبدالعظیم، وزیرِ مملکت برائے ہاؤسنگ نے مشہور پاکستانی شاعر شری احمد فراز اور ہندوستان کے ملک گیر شہرت کے حامل شری کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کا حال ہی میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈیمی کی طرف سے منترالیہ میں کانفرنس ہال میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں خیر مقدم کیا۔ اس موقعہ پر وزیر موصوف نے فرمایا کہ شعراء، ادباء اور ثقافتی وفود کے پڑوسی ملک کے مابین تبادلہ سے دونوں ممالک کے تعلقات مزید استوار ہوں گے۔ اس موقعہ پر ایک مشاعرہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں شہر کے مشہور شاعروں نے حصّہ لیا۔ شری احمد فراز نے اپنی کئی غزلیں، اور نظمیں سنا کر سامعین سے داد حاصل کی۔
ڈاکٹر اے، اے، منشی۔ چیئرمین اردو اکاڈیمی نے مہمانوں کا استقبال کیا اور شری کے۔ اے۔ غفور نے شکریہ کی رسم ادا کی۔

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف، یکم مئی کو یوم مہاراشٹر کے موقع پر بمبئی کے شیواجی پارک میں منعقدہ پریڈ، کی سلامی لے رہے ہیں

گورنر مہاراشٹر، شری آئی، ایچ، لطیف شریمتی بھوپتانی کے ہاتھوں ایک انگریزی کتاب "اوشین آف لو"، کی ایک جلد بطور تحفہ، قبول فرما رہے ہیں۔

مذکورہ کتاب این۔ سی۔ سی۔ نیوی ونگ کے لفٹننٹ اور بھاؤنگر کے سوملداس ہائی اسکول کے انگریزی کے ٹیچر کی نظموں کا مجموعہ ہے جو بھارتیہ بحری بیڑے کی عظمت پر کہی گئی ہیں۔

خبریں - تصویروں میں

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، میسرز فیروز گودریج فاؤنڈیشن کی جانب سے خشک سالی راحت فنڈ کے لئے ۳ لاکھ روپے کی عطیہ کی رقم کا ایک چیک، ۸ مئی کو منترالیہ میں ڈاکٹر ایف۔ اے۔ گولوالا سے قبول فرما رہے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف مذکورہ ادارہ کے ٹرسٹی ہیں جس کی جانب سے ہر سال خیراتی اداروں کو ۳۵ لاکھ روپے بطور عطیہ تقسیم کیا جاتا ہے۔

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، منترالیہ میں ۴ر مئی کو جاپان کے قونصل جنرل مسٹر کیکو یوشیدا سے ایک ملاقات کے دوران محوِ گفتگو۔

نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدک رابرٹ منی ٹیکنیکل ہائی اسکول کی مجوزہ توسیع عمارت کی ۶ر مئی کو بھومی پوجا کے موقع پر تقریر فرما رہے ہیں۔

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر برائے ڈیری ترقیات، نیوزی لینڈ ہوسٹل، گورے گاؤں میں "کوالٹی کنٹرول" کے موضوع پر ۵ر مئی کو منعقدہ سیمینار کاروائی دیپ جلا کر افتتاح کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، انڈین مرچنٹ چیمبرس ہال، میں ۱۱ رمئی کو منعقدہ ایک میٹنگ میں اجلاس سے خطاب فرمارہے ہیں۔

شری گوری شنکر مشرا، مرکزی وزیر مملکت برائے پٹرولیم اور کیمیکل نے نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک سے ۶ رمئی کو منترالیہ میں ملاقات کرکے آئیل اور نیچرل گیس سے متعلق اُمور پر، بات چیت کی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، ادیباسیوں کی فلاح و بہبود سے متعلق حکومتِ مہاراشٹر کے ایک نئے دفتر کا یکم مئی کو، روائتی دیپ جلاکر افتتاح کر رہے ہیں۔ اس موقع کی تصویر میں شری سروپ سنگھ نائیک، وزیر برائے قبائلی بہبود، شری اے، ٹی۔ پوار، وزیر مملکت برائے قبائلی بہبود اور شری باجی راؤ شندے، وزیر مملکت، برائے دیہی ترقیات بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

شری پیڈ ونیکر، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ ریپیئرس، کُرلا (مشرق) میں واقع سلم بستی کے دورہ کے دوران سلم باسیوں سے ان کے مسائل کے بارے میں جانکاری حاصل کر رہے ہیں ۔

****

چیمبور، بمبئی کے پون پتر ویایام مندر کے زیر اہتمام ہمیشہ کی طرح ریاستی سطح کی جمناسٹک مقابلوں کا افتتاح، شری اردن دیویکر، وزیر مملکت برائے اسپورٹس کے ہاتھوں ۱۰ مئی ۱۹۸۳ء کو ہوا۔ آپ حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں ۔ !

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک
وانکھیڈے اسٹیڈیم پر ۹ مئی کو
خواتین کے کرکٹ میچ میں کھلاڑیوں سے
ہو رہے ہیں۔

بمبئی یونیورسٹی کی پوسٹ گریجویٹ
یونین کی طرف سے پچھلے دنوں منعقد شطرنج
کے سالانہ مقابلہ سنہ ۸۲-۸۳ء میں وجیتا
طالب علم شری ایس ۔ ایم ۔ سلیم کو متواتر
تمام مقابلے جیتنے پر پہلے انعام کا مستحق قرار
دیا گیا۔

زیرِ نظر تصویر میں بمبئی ہائی کورٹ کے
جسٹس شری بی ۔ ینٹن ، شری سلیم کو انعام
دے رہے ہیں۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک
بمبئی میں یکم مئی کو منعقدہ ایک تقریب
ہنرمند کاریگروں کو انعامات تقسیم
کر رہے ہیں۔

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1983

قومی راج

یوم مہاراشٹر نمبر

۱۰ رمئی ۱۹۸۳ء
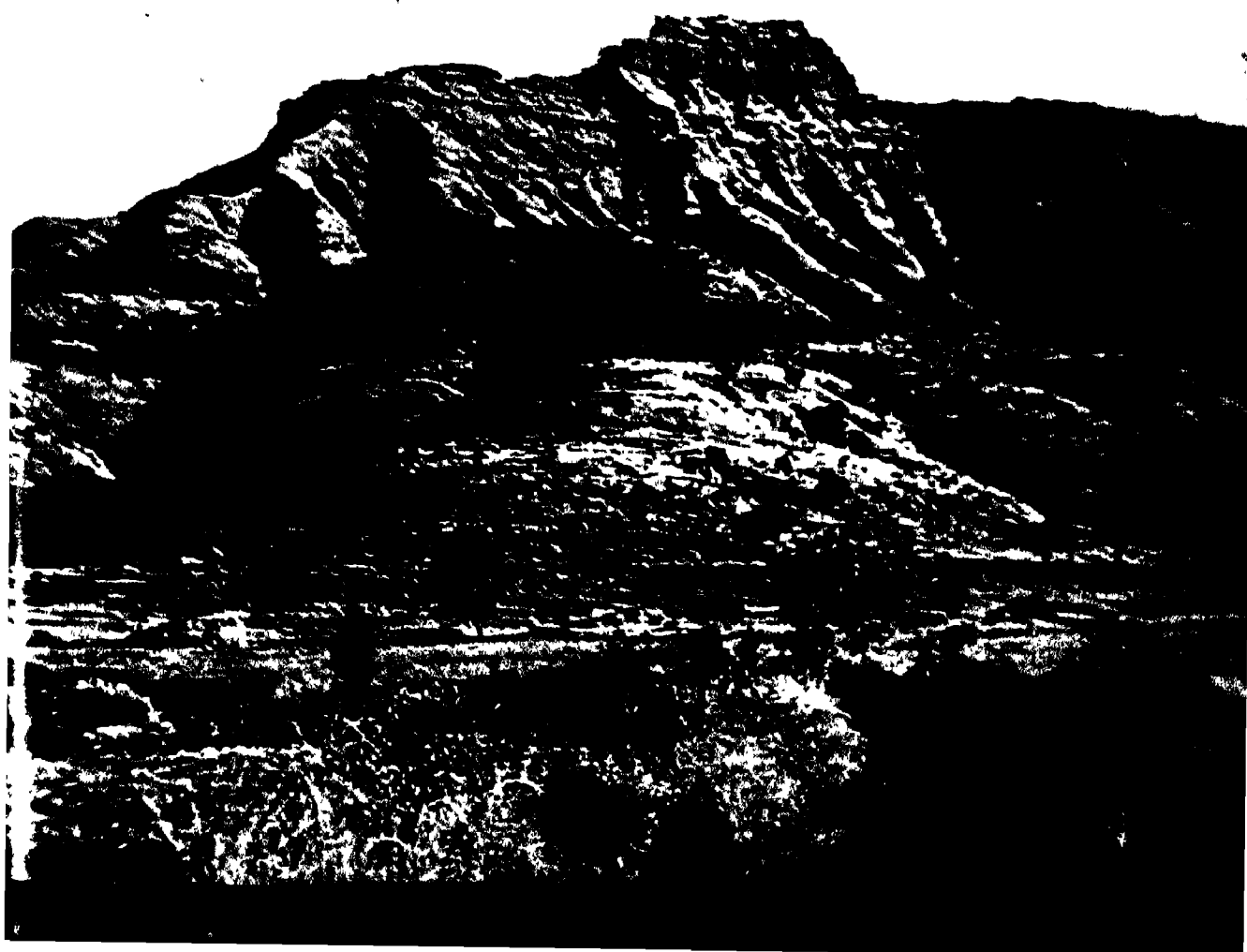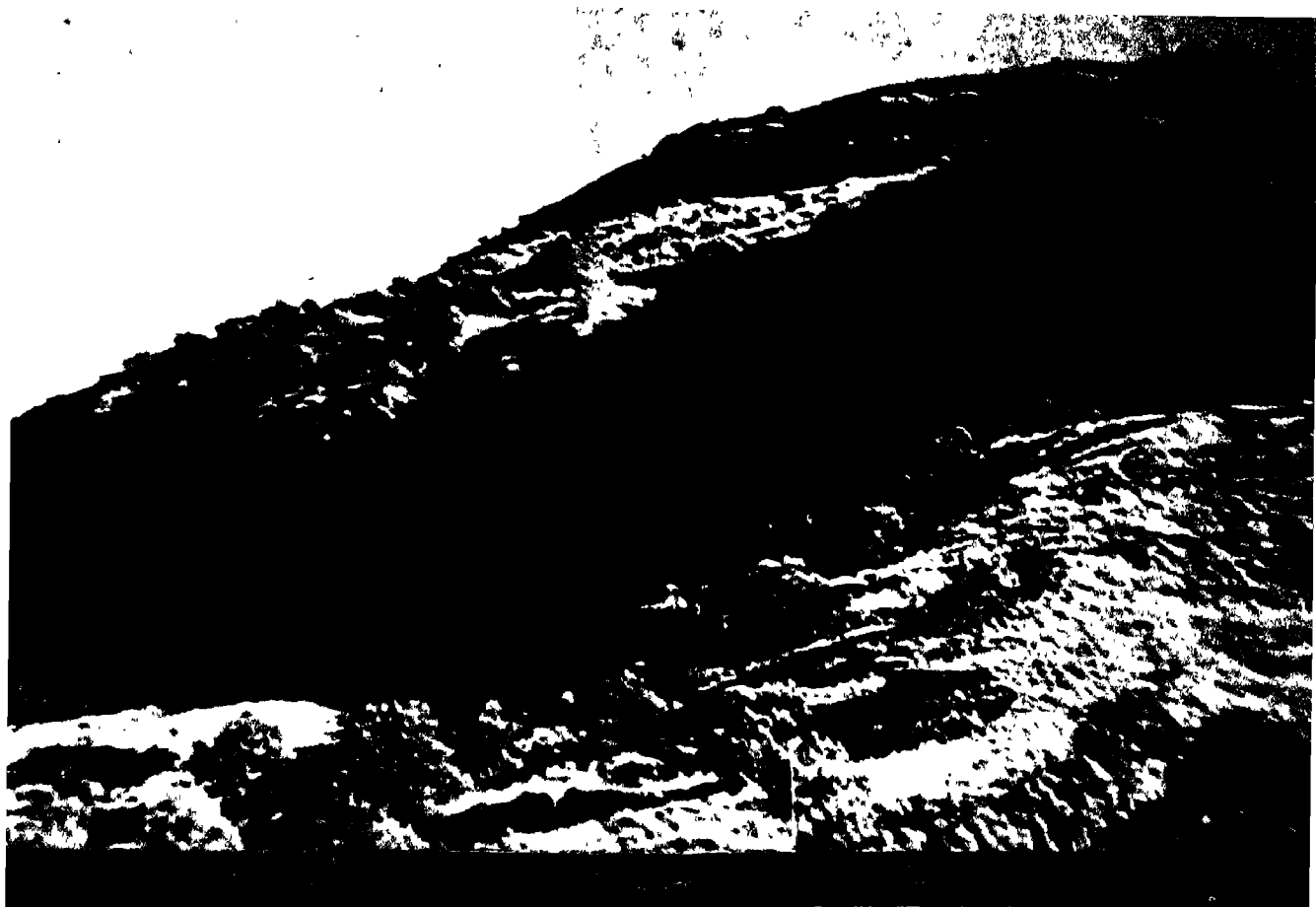
10-5-83
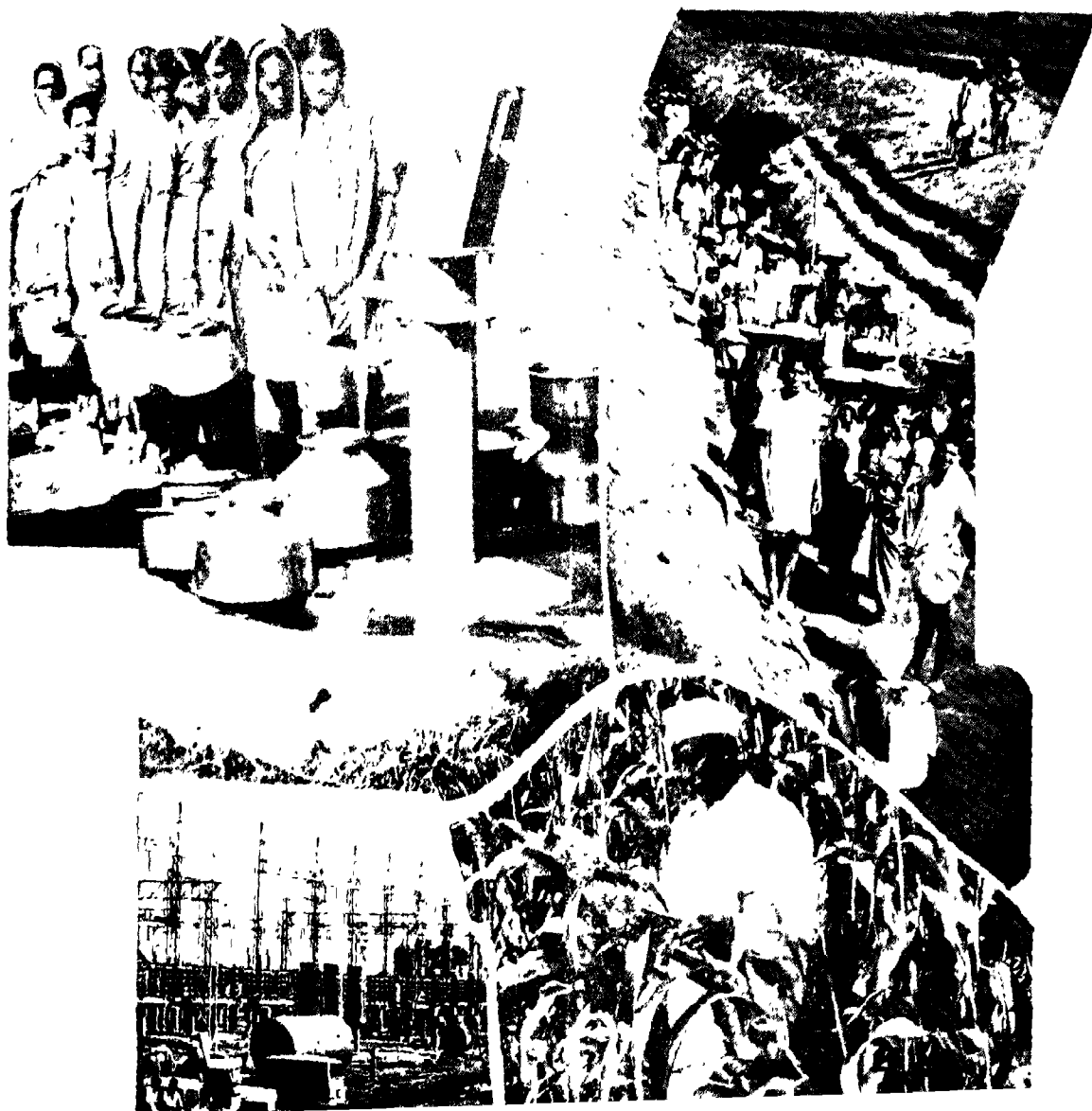
روشنی کا ایک دیا ہو تو،
لاکھ اندھیرے کچھ نہیں

آج مہاراشٹر پر خشک سالی کے اندھیرے چھائے ہوئے ہیں لیکن جنتا بلند حوصلوں کے ساتھ، ایک دل ہو کر جس طرح اس ناگہانی آفت کا مقابلہ کر رہی ہے اس کو دیکھ کر امید بندھ گئی ہے کہ ایک بار پھر ریاست میں خوشحالی کی کرن جگمگائے گی۔

دیا خوبصورت ہو یا معمولی، ادنٰ
یا اعلیٰ، اس کا کام روشنی دینا۔
مہاراشٹر میں نافذ العمل مختلف ترقیاتی اسکی
ایسے ہی دیئے ہیں جن کا ایک ہی مقصد
عوامی بہبود، اور تابناک مستقب

۱۰؍ مئی ۱۹۸۳ء
جلد ۱۰، شمارہ ۹

یوم مہاراشٹر نمبر

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰؍ اور ۲۵؍ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے
فی کاپی: پچاس پیسے

نگراں:- خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

ترتیب

صفحہ نمبر

مراسلت کا پتہ
ایڈیٹر "قومی راج" (پندرہ روزہ)
ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، ۱۵ واں منزلہ
نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، مقابل منترالیہ
بمبئی ۴۰۰۰۳۲

چیف ایڈیٹر: موہن پاٹل
ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

قارئین کی رائے

★ سلیم احمد

چوک - الٰہ آباد

"قومی راج" ہر لحاظ سے ایک نہایت دلکش، معیاری، اور قابلِ قدر رسالہ ہے۔ جیسا کہ اکثر قارئین کرام نے اپنی رائے لکھتے وقت بطورِ خاص اِس کا تذکرہ کیا ہے کہ اس کی "پبلسٹی" پر توجہ دی جائے تو اس کے قدردان پورے بھارت میں اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ اس قدر کم قیمت اور اِس قدر خوبصورت رسالہ اب تک میری نظر سے نہیں گذرا۔

○

★ مطیع الرحمٰن

نیاپورہ - مالیگاؤں - ضلع ناشک (مہاراشٹر)

تازہ "قومی راج" پاتے ہی یقین مانیے کہ ہمیں اپنے آپ پر اور حکومت مہاراشٹر کی اعلیٰ کارکردگی پر فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہماری ریاست اُردو کا اتنا پیارا پیارا معلوماتی اور ادبی رسالہ ہر پندرہ روز بعد اس قدر اہتمام سے پیش کرتی ہے۔ کتابت طباعت تصاویر ہر لحاظ سے مثالی "قومی راج" زندہ باد۔

○

★ کمال احمدؔ

پارسی ٹاکلی - بلڈانہ (مہاراشٹر)

"قومی راج" یوں تو معلوماتی اور بے حد مفید رسالہ ہے مگر سب سے بڑی کمی، جس پر اکثر پڑھنے والے توجہ دلاتے رہتے ہیں صرف اس قدر ہے کہ اِس میں کہانیاں نہیں ہوتی ہیں۔ اُمید ہے اس کمی کو دُور کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔ خواہ منی کہانیوں سے ہی یہ سلسلہ شروع کریں مگر اب دیر نہیں کریں۔

○

★ جمیل احمد خلیل احمد

اقبال روڈ - دھولے (مہاراشٹر)

"قومی راج" مہاراشٹر کی شان کے روپ میں شایانِ شان انداز سے ہر پندرہ روز بعد جلوہ گر ہوتا ہے اور ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔

★ شوکت قاسمی

آفیسرس کالونی - قیصرباغ - لکھنؤ (یوپی)

پہلی بار "قومی راج" دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سرورق سے آخر تک تک اس قدر سجا، سنورا، معیاری رسالہ کر پڑھے بغیر ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ مضامین، نظموں، غزلوں اور مہاراشٹر کی خبروں تک کہ آپ لوگ بڑے سلیقے سے پیش کرتے ہیں۔ ہم سب اُردو دوستوں کی طرف سے آپ کو، اراکینِ عملہ کو اور حکومتِ مہاراشٹر کو ہاردک بدھائی۔ دلی مبارکباد۔ اللہ کرے، یہ رسالہ ہندوستان کے گھر گھر پہنچے۔

○

★ عبدالمجید

بائیکلہ مارکیٹ - بمبئی ۲۷

"قومی راج" میں بچّوں کے صفحہ کے لئے اور کچھ فلمی دُنیا کے بارے میں بھی ہوا کرے تو بہت اچھا ہو۔ ادبی مقالات، نظمیں، غزلیں، اور ریاستی خبروں کے ساتھ ہی خبریں تصویروں میں معلومات میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔

مراٹھی ادب کے شاہکاروں کو اُردو قالب میں پیش کرنے کا جو سلسلہ اکثر "قومی راج" میں نظر آتا تھا اب اس کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ممکن ہو تو مراٹھی ادب کی کہانیوں کا ترجمہ بھی مستقل طور پر شامل کرتے رہیئے۔

○

★ ضمیر احمد

شاہو نگر - جلگاؤں

بہت پہلے آپ نے "گوشۂ خواتین"، "اپنا قانون جانیے" کے عنوان کے تحت مضامین کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ بشرطِ ممکن اس سلسلہ کو پھر سے جاری فرمائیے۔

قومی راج میں مطبوعہ کسی تخلیق کو حوالہ یا بلا حوالہ شائع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کی دو کاپیاں، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور بھجوائی جائیں۔ (ادارہ)

ہڑتال ختم کیجئے

مل مالکان اور یونین لیڈروں سے اپیل

یوم مہاراشٹر پر وزیر اعلیٰ کا پیغام

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے یکم مئی، یوم مہاراشٹر کے موقعہ پر اپنے پیغام میں ریاستی عوام کو مبارکباد دیتے ہوئے مل مالکان اور یونین لیڈروں سے اپیل کی کہ وہ بمبئی میں کپڑا ملوں کی ہڑتال کو مزید طول نہ دیں اور اسی روز بین الاقوامی مزدور دن کے موقعہ پر مل مزدوروں کی زندگی کو خوشی سے بھر دیں۔

ریاست میں خشک سالی سے پیدا شدہ مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ حکومت متاثرہ علاقوں میں راحت اقدامات تیزی سے جاری رکھے ہوئے ہے تاکہ کسی بھی متاثرہ فرد کو پانی اور روزگار کی قلت کی وجہ سے اپنا گاؤں چھوڑنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ آپ نے بتایا کہ پانی کی قلت سے متاثرہ ۱۵۰۰۰ دیہاتوں میں سے ۱۱۰۰۰ دیہاتوں میں اب تک فراہمی آب اسکیمات مکمل کی جا چکی ہیں۔ نیز خشک سالی راحت اقدامات کے لئے ۱۰۲ کروڑ روپیہ مختص کئے گئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے

"یوم مہاراشٹر کے اس مبارک موقعہ پر میں ریاستی عوام کو نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ مہاراشٹر چھترپتی شیواجی مہاراج کی سرزمین ہے۔ شیو چھترپتی کی یہ خواہش تھی کہ ایک مراٹھی ریاست قائم ہو۔ یہ آرزو آج مکمل ہوئی۔ اب مہاراشٹر کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھنے کے لئے جو بھی کام کرنے ہیں انہیں کامیابی سے مکمل کرنے کے لئے میں آپ لوگوں سے تعاون کی درخواست کرتا ہوں۔

مہاراشٹر کی ہمہ جہت ترقی کے لئے انواع و اقسام کی ترقیاتی اسکیمات عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اسی طرح امداد باہمی تحریک کو بھی فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ زرعی۔ صنعتی شعبوں کی امداد باہمی تحریک کے طریقہ کار پر فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع مہیا ہوں۔ گذشتہ ۲۳ برسوں کی تاریخ سے ان حقائق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

مہاراشٹر کے کئی حصوں سے لوگ لگاتار مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کا علاقہ ترقی کے لحاظ سے پس ماندہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ کوکن پیچھے رہ گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مغربی مہاراشٹر ترقی نہیں کر پا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ریاست میں متوازن ترقی ہو اور لوگوں کو کام ملے۔ ہمارے ساتھ ناانصافی نہیں ہو رہی ہے۔ اسی زاویۂ نگاہ سے ریاست کی ہمہ جہت ترقی کی کوشش کی جا رہی ہے آج ریاست کے بڑے حصوں کو ہی ترقی یافتہ نہیں بنایا جا رہا ہے بلکہ ضلع سے لے کر تعلقہ سطح تک یوجنائیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ ہمارے سالانہ ریاستی منصوبہ کی لاگت ۷۵۰ کروڑ روپیہ ہے۔ اس میں سے فراہمی آب اور بجلی کے لئے ۱۵۰ کروڑ روپیہ کی ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ کیونکہ ریاست کی ترقی میں ان دو امور کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ پھر بھی تعلیم اور دیگر امور کے لئے کم سرمایہ کی وجہ سے عوام میں بے چینی پیدا ہونا بعید از امکان نہیں۔ لیکن ہمیں چاہیئے کہ موجودہ حالات پر ہم غور کریں اور کسی ناراضگی کو پاس نہ آنے دیں۔

روزگار اسکیم پر سرعت سے عمل کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت حتی الامکان کوشش کی گئی ہے تاکہ لوگوں کو ان ہی کے گاؤں میں کام ملے۔ اس میں جو کامیابی ہوئی ہے اس کے نتیجہ میں کام کی تلاش میں دیہاتوں سے بمبئی آنے والے لوگوں کی بھیڑ کم ہوگئی ہے لیکن ملک کے دوسرے حصّوں سے لوگوں کی بمبئی میں آمد میں ابھی کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ اس اسکیم کے لئے ۱۵ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ یہ رقم کافی نہیں ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم پر ہی اخراجات کا اندازہ ۲۳ سے ۲۵ کروڑ روپیہ ہے۔ بہرحال یہ یوجنا عام جنتا کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ ان یوجناؤں پر کامیابی سے عمل کے نتیجہ میں لوگوں کے حالاتِ زندگی میں بہتری پیدا ہوگی۔

ضلع وردھا کو عرفِ عام میں گاندھی ضلع کہا جاتا ہے۔ مہاتما گاندھی کے اس ضلع کی ترقیات کے لئے دیگر اضلاع کے مقابلہ میں مزید خصوصی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سمت مکمل ترقی کے لئے ۲۰ برس کا عرصہ درکار ہوگا۔ لیکن ہماری کوشش ہے کہ یہ مثالی ضلع ۱۰ برس میں ہی نیا روپ اختیار کرلے۔ اس کے لئے ہم نے خصوصی اسکیمات پر عمل آوری شروع کردی ہے مجھے یقین ہے کہ اس ضلع کی نئی صورت سے ترقی دیگر اضلاع میں بھی کامیاب ہو سکے گی

اس سال ایک اور اہم امور پر توجہ دینے کا خیال میرے دل میں آیا ہے۔ جس طرح ہم ارضی دولت سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں اسی طرح سمندری دولت سے بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ ماہی گیری امور اور ماہی گیر طبقات کی بہتری کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ سمندر میں ماہی گیری خطرات کا کام ہے۔ لہٰذا ماہی گیر پیشہ افراد کی بیمہ اسکیم سرکار نے شروع کی ہے۔

تعلیم کے سلسلے میں فیس معافی کی حد اب ۴۸۰۰ روپیہ سے بڑھا کر ۱۰۰۰۰ روپیہ کردی گئی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ انہیں ۱۰ ویں جماعت تک مفت تعلیم کی سہولت دی گئی ہے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا پیش کردہ ۲۰ نکاتی پروگرام عوامی بہبود کا ضامن ہے۔ اس سلسلے میں جو نشانات ہم نے مقرر کئے تھے انہیں دسمبر سے قبل ہم پورا کرنے کی کوشش ضرور کر رہے ہیں اور اسی نظریہ سے ۲۰ نکاتی پروگرام کو مؤثر طریقے سے سرعت سے عمل میں لایا جا رہا ہے۔ لیکن آج ہم کو سوکھے نے اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ پانی کی قلت سے متاثر دیہاتوں کی تعداد پہلے ۱۴۰۰۰ تھی اب یہ بڑھ کر ۱۵۰۰۰ ہو چکی ہے۔ اور اب بھی اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خشک سالی راحت امور پر اب تک ۱۸۲ کروڑ روپے خرچ کیا جا چکا ہے۔ اب تک ۱۱۰۰۰ دیہاتوں میں آب رسانی اسکیمات مکمل کی جا چکی ہیں۔ باقی ماندہ علاقوں میں یہ اسکیمات ۱۵ مئی تک مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

پڑوسی ریاست کے ساتھ ایک عرصہ سے جاری سرحدی تنازعہ کے پُرامن حل کے لئے ہم فکرمند ہیں۔ اس سلسلے میں دونوں ریاستوں کے وزراءِ اعلیٰ کے مابین بات چیت ہو چکی ہے اور دونوں ہی اس تنازعہ کو باہمی سمجھوتہ سے حل کرنے کے حق میں ہیں۔ اس تنازعہ کے حل کے لئے اپنی کوشش جاری رکھوں گا۔

ریاستی اُمور میں مراٹھی کا استعمال ہو۔ یہ ہماری خواہش ہے۔ مراٹھی ایک سادہ اور عام فہم زبان ہے۔ عوام کے ساتھ ساتھ سرکاری امور میں بھی مراٹھی کا عام استعمال ہونا چاہیئے، یہی ہماری کوشش ہے۔

آج یوم مہاراشٹر ہے، ساتھ ہی مزدور دن بھی، جو ساری دُنیا میں منایا جاتا ہے.... لیکن بدقسمتی سے آج بمبئی میں کپڑا ملوں کی ہڑتال کا مسئلہ درپیش ہے۔ ہڑتال کے باوجود مزدوروں کی ایک بڑی تعداد کام پر حاضر ہونا چاہتی ہے لیکن مالکان انہیں کام پر واپس نہیں لے رہے ہیں۔ اس طرح مزید دشواریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ یونین لیڈر ہڑتال شروع کرتے ہیں لیکن کس طرح صحیح وقت پر اسے ختم کریں۔ اس کا اندازہ نہیں کرتے آج کے دن مزدوروں کو بھی کچھ خوشی ملے ایسا جتن کیا جانا چاہیئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس مسئلہ کے حل میں مجھے ابھی کامیابی نہیں ملی ہے۔ آج کے اس یوم مہاراشٹر کے موقع پر میں آپ لوگوں کو اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ آپ کی ترقی ہو اور آنے والے سال میں مزید کامیابیاں حاصل ہوں۔ ایسی میں اُمید کرتا ہوں "

●●

۱۰ مئی ۱۹۸۴ء

بلند حوصلوں سے آہنی مشکلات کا سامنا

مہاراشٹر کو شدید خشک سالی کا سامنا ہے۔ اس سے پہلے کبھی بھی ریاست اس قدر جغرافیائی طول و عریض میں ایسی ناگہانی آفت سے دوچار نہیں ہوئی کم از کم ۲۱ اضلاع قحط سالی سے متاثر ہوئے ہیں، جن میں ودربھ علاقے کے غیر معمولی دھان کی کاشت والے اضلاع بھنڈارا، چندرپور اور گڈچرولی اور شمال مغرب میں گیہوں کا فصلی علاقہ ضلع دھولے شامل ہیں!

حکومت ان تمام مسائل اور ان سے پیدا ہونے والے حالات سے نہ صرف واقف ہے بلکہ سنگین صورتِ حال کے شروع آثار سے ہی مستعد بہ عمل ہے۔ اس سلسلے میں حکومت نے فوری طور پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے چیف سیکریٹری کی سربراہی میں متعلقہ محکموں کے اعلیٰ سرکاری افسران پر مشتمل ایک اعلیٰ ریاستی سطح کی رابطہ کمیٹی تشکیل دی۔ ساتھ ہی ساتھ حزب مخالف رہنماؤں اور پارٹیوں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے کابینی سطح پر وقتاً فوقتاً بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا۔

راحت اقدامات کے لئے ۴ کروڑ روپیہ

خشک سالی کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے مجموعی طور سے راحت اقدامات کے لئے خصوصی تیاریاں کی گئی ہیں۔ محصول، جنگلات اور دیہی ترقیات محکمات کے زیر نگرانی خصوصی راحت شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ ہر ضلع میں ضلع کلکٹر کی صدارت میں ضلع کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ کی صدارت میں کابینی ضمنی کمیٹی بھی مقرر کی گئی ہے جو ہر ہفتہ میٹنگ منعقد کر کے صورت حال کا جائزہ لیتی ہے۔ ان تمام انتظامات سے راحت اقدامات تیزی سے

... کی پوری رفتار سے جاری رہتی ہے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل خود بھی اس مسئلہ کے حل کے لئے عملی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ آپ نے ذاتی طور سے متاثرہ علاقوں کا وسیع پیمانے پر دورہ کیا اور صورت حال کی مناسبت سے کئی بر موقعہ اقدامات اور فیصلے کئے جن کے نتیجے میں متاثرہ افراد کے دلوں میں یہ اطمینان پیدا ہو سکا ہے کہ ان کی تکلیفوں کو دور کرنے اور صورت حال پر قابو پانے میں سرکاری مشینری پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ دور دراز دیہی علاقوں اور ریاست میں قحط سالی سے متاثرہ علاقوں میں جنگی پیمانے پر آب رسانی کے لئے وزیر اعلیٰ نے ۴ کروڑ روپیہ کی مالیت کے ایک ہنگامی منصوبہ پر عمل آوری کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کا ہر کوئی خصوصاً قحط سالی سے متاثرہ افراد نے خیر مقدم کیا ہے۔ اسی طرح اس مشکل دور میں عوام کے حوصلے بحال رکھنے کے لئے نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے بھی وسیع پیمانے پر ریاست کا دورہ کیا۔

آب رسانی اقدامات

ریاست میں چاہے معمول کے خلاف حالات ہوں، یا عام حالات ریاست کے کئی دیہی حصوں میں پینے کا پانی مہیا کرنا کسی مسئلہ سے کم نہیں رہا ہے۔ اس سال سنگین صورت حال کے پیش نظر ستمبر ۱۹۸۲ء میں مسئلہ کن دیہی علاقوں کا انتخاب کرنے کے لئے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا گیا۔ چنانچہ آب رسانی سے متعلق مختلف اقدامات
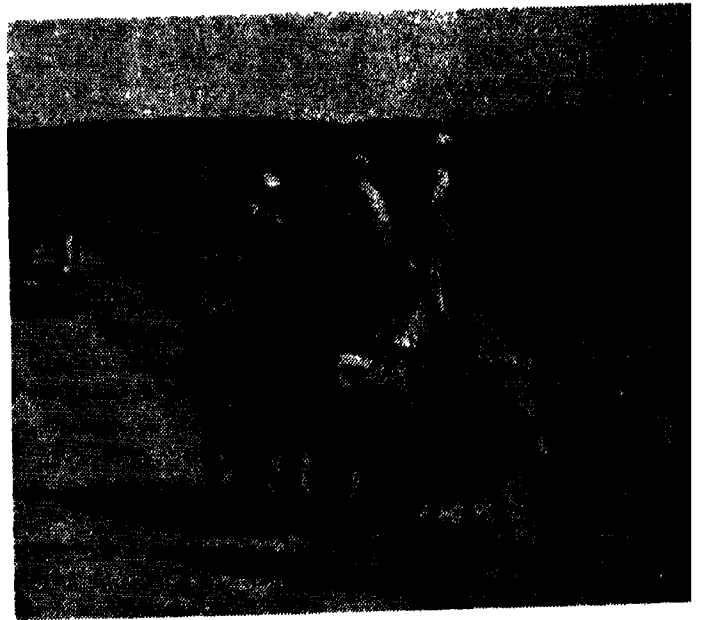
مثلاً بور کنووں کی تعمیر، بیل گاڑیوں اور لاریوں اور پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی طے کر کے ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا۔ اس طرح ۴۴۴ و ۱۴ دیہاتوں میں سے ابتک تقریباً ۴۹۲ و ۸ دیہی علاقوں میں آب رسانی کے متعدد اقدامات کئے گئے جن میں ۰۰۰ و ۲۳ ہینڈ پمپوں کی درستی اور بیل گاڑیوں اور لاریوں سے پانی کی فراہمی بھی شامل ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۸۲۔۱۹۸۲ء کے دوران پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی کی طے شدہ اسکیمات میں سے مارچ ۱۹۸۲ء تک ۱۳۵۲ اسکیمات مکمل نہ ہو پاتیں اگر وزیر اعلیٰ اور متعلقہ افسران اس پر توجہ نہ دیتے اور مالی انتظامات کے لئے خصوصی کوششیں نہ کرتے۔ ابھی بھی ۵۴ چھوٹے شہری علاقے اپنے وسائل کے تحت پینے کے پانی کی فراہمی کے انتظار میں ہیں۔ پینے کے پانی کی فراہمی کے سلسلے میں تمام امور کی انجام دہی پر اخراجات کا اندازہ ۱۰۲ کروڑ روپیہ ہے۔

اس مسئلہ سے متعلق حکومت نے خاص اقدام کرتے ہوئے قحط سالی کے دوران ریاست میں پینے کا پانی مہیا کرنے کی غرض سے تمام نجی ذرائع آب کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے نہ صرف یہ بلکہ آبپاشی کے لئے جمع کردہ پانی میں سے بھی متاثرہ افراد کو پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

طلبہ اور کسانوں کو رعایت

متاثرہ علاقوں میں عوام کی بہبود کے لئے متعدد راحت اقدامات کئے گئے ہیں مناسب مقدار میں اناج کی فراہمی، متاثرہ دیہاتوں سے ۸ کلو میٹر کی حد میں روزگار کی فراہمی، راحت پروجیکٹوں پر کام کرنے

والے مزدوروں کو کم از کم ۶ روپیہ یومیہ اُجرت کی ادائیگی اور لوگوں کو طبی علاج اور معالجہ کی سہولت وغیرہ اہم اور قابل ذکر اقدامات میں شامل ہیں۔ ان تمام حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت نے ہر طرح سے تیاری کر رکھی ہے اور مصیبت کے ماروں کی تکلیفیں دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ راحت اقدام کے طور پر وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے متاثرہ علاقوں میں مختلف امتحانوں میں شریک ہونے والے ۶۵ ہزار طلبہ کے امتحان فیس کی ادائیگی کے لیے وزیر اعلیٰ فنڈ میں سے رقم فراہم کی۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ نے سرکاری پروجیکٹوں پر زیر ملازمت مزدور زچہ خواتین کو طبی رخصت کی منظوری اور دیگر سہولیات عطا کرنے کا بھی اعلان کیا۔

قحط سالی سے صرف انسان ہی نہیں بے زبان جانور بھی متاثر ہوئے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال سے بھی حکومت نے کوئی غفلت نہیں برتی۔ چنانچہ چارہ کی بڑھتی ہوئی قیمتوں پر قابو پایا گیا۔ ضرورت مند کسانوں کو چارہ فراہم کیا گیا اور اس مقصد کے لئے کمشنران، اور کلکٹروں کی تحویل میں اخراجات کے لئے ۹۰ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ کاشت کاروں اور بیلوں کے مالکان، جن کے جانور متاثرہ علاقوں میں راحت اقدامات کے لئے بطور قرض ہے استعمال کئے جارہے ہیں معاوضہ کے طور پر یومیہ ۳۰ روپیہ ادا کیا جارہا ہے۔ ریاست کی زرعی یونیورسٹیوں اور محکمہ ڈیری ترقیات کے اشتراک سے چارہ کی وسیع پیمانے پر کاشت کی جارہی ہے۔

حکومت کے ساتھ ساتھ عوام کا آسودہ حال طبقہ بھی قحط سالی

کی صورت حال کا سامنا کرنے میں اپنا مالی اور عملی تعاون پیش کرنے میں پیچھے نہیں ہے۔ بھارت پٹرولیم، ہندستان پٹرولیم، انڈین آئل کمپنیوں نے اپنی ٹینکر لاریاں سرکار کی تحویل میں دی ہیں۔ جو متاثرہ علاقوں میں پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے استعمال کی جارہی ہیں۔

مالی انتظام

۱۵۰۰ کروڑ روپیہ کی مالیت کا سالانہ ریاستی منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں بھی اس ناگہانی آفت کا سامنا کرنے کی تدابیر رکھی گئی ہیں۔ مارچ ۱۹۸۳ء کے آخر تک ریاستی حکومت دیہی آب رسانی اسکیم پر ۱۸ء۸۱ کروڑ روپیہ صرف کر چکی ہے۔ جاری سال میں اخراجات میں سے ۵۲ء۷ کروڑ روپیہ منصوبہ میں سے فراہم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیہی آب رسانی خصوصی اسکیم کے لئے حکومت نے مزید ۲۰ء۳ کروڑ روپیہ فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے متعدد اقدامات مثلاً بیل گاڑیاں، ٹینکر لاریاں، تالاب کی تعمیر وغیرہ پر اس سال کے آخر تک ۳۴ء۰۱ کروڑ روپیہ اخراجات کا اندازہ ہے۔ منصوبہ میں شامل ضمانت روزگار اسکیم پر منصوبہ کی رقم کے علاوہ مزید ۲۵ کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ نتیجۃً میونسپل علاقوں میں پینے کا پانی مہیا کرنے کی غرض سے حکومت نے میونسپل اداروں کو ۱۵ء۳ کروڑ روپیہ بطور راحت اقدامات منظور کیا ہے۔ سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں دیہی آب رسانی اسکیم کے لئے ۶۲ء۲۵ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔

عوام کے بلند حوصلے

قحط سالی سے پیدا شدہ سنگین حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے عوام کے حوصلے بلند ہیں۔ ملک کے اس حصہ میں انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں مقدور بھر کوششوں میں کوئی کمی نہیں دیکھی گئی۔ عوام کے اس بے مثال جذبہ تعاون سے سنگین صورتِ حال پر قابو پانا دشوار نہیں۔ اس ناگہانی آفت نے ایک قابل داد پہلو بھی اجاگر کیا ہے اور وہ ہے دکھ بانٹنے کا عملی مظاہرہ۔ قحط سالی کے اس آہنی مشکلات

اور چیلنج کا سامنا کرنے کے عزم و حوصلے کی ضرورت ہے جس کا مظاہرہ مہاراشٹر کے عوام نے ۷۴-۱۹۷۲ء میں خشک سالی کے دوران کیا تھا۔ اور جس کا خصوصی اعتراف خود ہماری ہر دلعزیز وزیراعظم نے کیا تھا۔ آج بھی اس بلند ہمتی کی ضرورت ہے تاکہ دیہی علاقوں کے ہمارے کسان بھائی اپنی تمام تر ہمت یکجا کر کے فصلی نقصان کی تلافی کے لئے بھرپور فصل اگانے میں تندہی سے مصروف ہو جائیں۔ ۷۴-۱۹۷۲ء میں قحط سالی کے دوران وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے مہاراشٹر کے عوام کے بلند حوصلوں کی داد دی تھی۔

آج بھی دورۂ ناگہانی کے غیر متوقع طور پر اتنی جلد واقع ہونے پر ریاستی عوام جس ہمّت و عزم سے چیلنج کا سامنا کر رہے ہیں۔ وہ ثابت کر دے گا کہ وزیراعظم نے مہاراشٹر کے عوام کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔ آج جبکہ ماضی سے زیادہ سنگین حالات کا ریاست کو سامنا ہے۔ مہاراشٹر کا ہر فرد جسمانی، دماغی، اور اخلاقی طور پر ان مشکلات کا اسی بلند حوصلوں کے ساتھ سامنا کرنے میں مصروف ہے۔ ○

مہاراشٹر بجٹ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء

ریاست کی معاشی پالیسی میں بہتری کی توقعات!

• شری آر۔ ایس۔ وانگاڈ نکر

بجٹ لغت کے معنوی اعتبار سے "وسائل اور اخراجات پر
مبنی ایک منصوبہ بند پروگرام ہے۔" لیکن جمہوری حکومت
کے کسی ریاست کا بجٹ اس نوعیت سے بالکل جدا ہے۔
جمہوری حکومت کا بجٹ دراصل معاشی پالیسی میں بہتری
کا ایک ذریعہ ہے۔ جس میں بنیادی حصول مقصد مساوی
سماجی و معاشی انصاف مہیا کرنا ہے۔ ریاستی بجٹ بھی
اسی بنیادی حصول مقصد کی جانب ایک قدم ہے۔

مہاراشٹر کا سالانہ بجٹ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء، حالیہ ریاستی اسمبلی اجلاس کے دوران ۱۴ مارچ کو سنہ ۱۹۸۳ء کو پیش کیا گیا مہاراشٹر کابینہ کے سب سے نوجوان وزیر شری سوشیل کمار شندے نے یہ بجٹ بہ حیثیت وزیر مالیات پیش کیا۔

سب سے زیادہ منصوبہ تخمینات

مہاراشٹر کے سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۱۵ سو کروڑ روپیہ تجویز کیا گیا ہے جسے چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں مرکزی حکومت اور پلاننگ کمیشن دونوں نے منظور کیا ہے۔ یہ رقم کسی بھی ریاست کے منصوبہ تخمینات سے سب سے زیادہ اور تمام ریاستوں کے مجموعی تخمینہ کا ۱۳ فیصد ہے۔
نیز ماضی کے منصوبہ برائے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے تخمینہ سے بھی ۵ر۱۳ فیصد زیادہ ہے۔ فی کس سرمایہ کے لحاظ سے یہ رقم ۲۲ر۲۳۹ فی کس سرمایہ شمار کی جا سکتی ہے۔

بجلی پروگرام کو ترجیح

شعبہ جاتی رقم کی تقسیم میں بجلی پروگرام مد کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس پروگرام کے لئے ۲۹ر۴۴۹ کروڑ روپیہ (۹۶ر۲۹ فیصد)

مختص کیا گیا ہے۔ اس کے بعد سماجی و اجتماعی امور کے لئے ۳۹۹٫۳۹ کروڑ روپیہ (۲۶٫۶۳ فیصد) وقف کیا گیا ہے۔ دیگر اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

	(کروڑ روپے میں)
آبپاشی اور سیلاب کی روک تھام	۲۹۹٫۵۰ (۱۹٫۹۸ فیصد)
زراعت و متعلقہ امور ———	۱۸۰٫۱۱ (۱۲ ″)
ٹرانسپورٹ و مواصلات ———	۸۳٫۷۸ (۵٫۵۸ ″)
صنعت و معدنیات ———	۴۹٫۹۴ (۳٫۳۲ ″)
امداد باہمی ———	۲۲٫۱۳ (۱٫۴۸ ″)
معاشی و عام امور ———	۱۵٫۸۶ (۱٫۰۵ ″)

ریاست کے سالانہ منصوبہ کی منظور کردہ ۱۵۰۰ کروڑ روپیہ میں سے ریاستی ذرائع اور مرکز کی اعانت سے ۱۲۶۰٫۹۱ کروڑ روپیہ فراہم کیا جائے گا جبکہ باقی ماندہ ۲۳۹٫۰۹ کروڑ روپیہ عوامی اداروں اور مقامی اداروں مثلاً مہاراشٹر الیکٹرسٹی بورڈ، روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن وغیرہ کی مدد سے فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نئے ٹیکس بغیر بجٹ

مہاراشٹر کے بجٹ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ کسی بھی شعبہ میں کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ہے۔ اس طرح ریاستی عوام کے لئے یہ بجٹ باعث اطمینان ثابت ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بجٹ میں سیلز ٹیکس میں تخفیف کا بھی ہر جگہ خیر مقدم کیا گیا ہے۔ سیلز ٹیکس میں تخفیف سے متوقع کمی کی دوری کے لئے وزیر موصوف نے جو تجویز پیش کی ہے کہ اشیاء کی فروخت میں اضافہ اور ٹیکس بقایا کی دیانت داری سے ادائیگی کے ذریعہ پوری کی جائے، ایک متوازی معاشی پالیسی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

خسارہ

ریاستی بجٹ میں محصول اور راس المال بشمول پبلک کھاتہ سے ریاست کی کل آمدنی ۴۰۳۴٫۹۱ کروڑ روپیہ اور اخراجات ۴۱۰۰٫۳۷ کروڑ روپیہ دکھایا گیا ہے۔ اس طرح ۶۵٫۴۶ کروڑ روپیہ کا خسارہ پیدا ہوا ہے۔ بہر صورت چند دامغ اقدامات اور غیر منصوبہ بند اخراجات میں کفایت شعاری سے یہ خسارہ ۱۵٫۳۸ کروڑ روپیہ ہونے کی توقع ہے۔

نیا ۲۰ نکاتی پروگرام

ریاستی بجٹ کا ایک بڑا حصہ غریب ترین افراد اور سماج کے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کے ضامن ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ دوری افلاس سے متعلق امور کے لئے ۱۳۴ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ وزیر مالیات نے

بالکل صحیح فرمایا ہے کہ مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ریاست اور عوام کی مجموعی حالت میں بہتری کے امکانات واضح ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عوام کی ۶۵ فیصد آبادی دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے جن کا ذریعہ معاش زراعت ہے اور اس کا انحصار بارش پر ہے اور بارش کی غیر یقینی صورتِ حال سے بجٹ کے تخمینہ جات میں ہمیشہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فی الوقت خشک سالی نے ۱۳۰ اضلاع میں سے ۱۲۱ اضلاع کو پوری طرح لپیٹ میں لیا ہے جس کا اثر حالیہ بجٹ پر بھی پڑا ہے۔ اس موضوع پر اسمبلی اجلاس میں نہایت ہی باریک بینی سے غور و غوض کیا گیا۔ اس ناگہانی آفت کا سامنا کرنے کے لئے بجٹ میں خصوصی تجاویز مثلاً پینے کے پانی کی فراہمی وغیرہ پیش کی گئی ہیں۔ دیمکت جاتیوں اور خانہ بدوش قبائلی افراد کی بہبود کے

لئے اس بجٹ میں ایک ترقیاتی کارپوریشن کے قیام کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ یہ کارپوریشن جلد ہی قائم ہونے کی توقع ہے۔

جائزہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کی نئی حکومت کا پیش کردہ بجٹ کو کاروباری اور صحافی طبقہ نے سراہا ہے۔ ریاستی بجٹ سے پیشتر حکومت نے محض دو ماہ ہی پورے کئے تھے لیکن حکومت نے اس مشکل کام کو کر دکھایا اور عوامی بہبود کے اپنے نصب العین کو واضح کیا۔

●●

مہاراشٹر میں صنعتی ترقیات

مہاراشٹر ملک کا ایک اہم صنعتی علاقہ ہے۔ مہاراشٹر میں صنعتوں کے تعلق سے سرمایہ کاری، روزگار اور صنعتی پیداوار کا فیصد اوسط بالترتیب ۱۶، ۲۱ اور ۲۵ ہے۔ ریاست کی مبلغ فی کس صنعتی پیداوار، اور درکار بجلی کا اوسط بالترتیب ۱۳۰۱ روپیہ اور ۱۲۰ کلوواٹ ہے جبکہ ملک کا کل اوسط بالترتیب ۴۹۹ روپیہ اور ۶۸ کلوواٹ ہے۔ ریاست مہاراشٹر ٹیکسٹائل، کیمیکل، اور انجینیئرنگ صنعتوں کے لئے خاص طور سے مشہور ہے۔ یہاں بڑے اور درمیانی پیمانے کی صنعتوں کی تعداد تقریباً ۱۹۰۰ ہے۔ اس سلسلے میں حکومت ترجیحاً چھوٹی صنعتوں کی فروغ کے لئے کوشاں رہتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاست میں چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی رجسٹرڈ شدہ تعداد ۱۹۶۱ء کی تعداد ۴۸۶۰ سے بڑھ کر ۱۹۸۲ء میں ۷۵۷۷۴ تک جا پہنچی۔

صنعتوں کی اقسام

مہاراشٹر کی خاص صنعتوں میں کیمیکل، اور کیمیکل پروڈکٹس (۲۱٫۶۸ فیصد برائے ۷۹-۱۹۷۸ء) ٹیکسٹائل (۱۸٫۱ فیصد) برقی اور غیر برقی سامان (۱۲ فی صد)، پیٹرولیم اور معاون پیداوار (۶٫۶ فیصد تھی۔ غذائی صنعت کی ۷۹-۷۸ء کے دوران صنعتی پیداوار کل صنعتی پیداوار کا ۶٫۱۱ فیصد تھی۔ اس میں سب سے اہم شکر صنعت ہے جو زیادہ تر امداد باہمی صنعت سے وابستہ ہے اور جن کی تعداد مذکورہ سال کے دوران ۵۹ تھی۔ ریاست مہاراشٹر میں امداد باہمی شکر کارخانوں کی تعداد ملک کی دیگر ریاستوں سے زیادہ ہے۔

مہاراشٹر میں صنعتوں کے قیام کے بارے میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہاں صنعتیں منتشر نہ ہوتے ہوئے، مرکزوں کی شکل میں قائم ہیں۔ یہ صنعتیں زیادہ تر بمبئی عظمیٰ تھانے اور پونے کے علاقے میں آباد ہیں۔ ان تینوں علاقوں کی آبادی، ریاست کی مجموعی آبادی کا کل ۲۴ فیصد ہے۔ ان میں ۶۹ فیصد کارخانے، ۷۱ فیصد مزدور اور ۸۱ فیصد صنعتی پیداوار کی گنجائش ہے۔

صنعتی پالیسی

صنعتوں کی بابت ریاستی حکومت کی پالیسی، حکومت ہند کی پالیسی سے بہت کچھ مطابقت رکھتی ہے۔ تاہم ریاستی حکومت کی پالیسی متوازن صنعتی ترقی کے مرکزی مقصد پر مبنی چند خصوصیات کی حامل ہے جو قابل ذکر ہیں۔

(۱) بمبئی، تھانے۔ پونے پٹی میں مزید صنعتوں کی گنجائش سے احتراز کرتے ہوئے غیر ترقی یافتہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کو فروغ۔

(۲) بڑے پیمانے کی زرعی پیداواری صنعتوں مثلاً کپاس، شکر اور تیل کارخانوں وغیرہ کے قیام کو فروغ اور خصوصاً عوامی امداد باہمی شعبوں میں ان کی ہمت افزائی۔

(۳) صنعتی اشتراک کے ذریعہ غیر ترقی یافتہ علاقوں میں نئی صنعتوں کے امکانات اور نئی تکنیکی امور پر غور و خوض اور منصوبہ بندی۔

(۴) فروغ۔ روزگار پروگرام کے تحت، خود روزگار مواقع کی فراہمی۔

جگہوں کا تعین

بمبئی میٹروپولیٹن علاقہ میں صنعتوں کی گنجانیت نے شہری آبادی کے لئے آلودگی کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد ریاستی حکومت اب اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ اس علاقہ میں مزید صنعتوں کو قیام کی اجازت نہ دی جائے تا آنکہ ان کی حد درجہ ضرورت ہو اور یہ اطمینان ہو کہ اس صنعت کے قیام سے شہری ماحول اور آبادی پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔ حکومت ہند کی معیاری شہری علاقہ پالیسی کے تحت بھی اسی طرح عمل کیا جاتا ہے۔ بہرحال ریاست مہاراشٹر جیسے
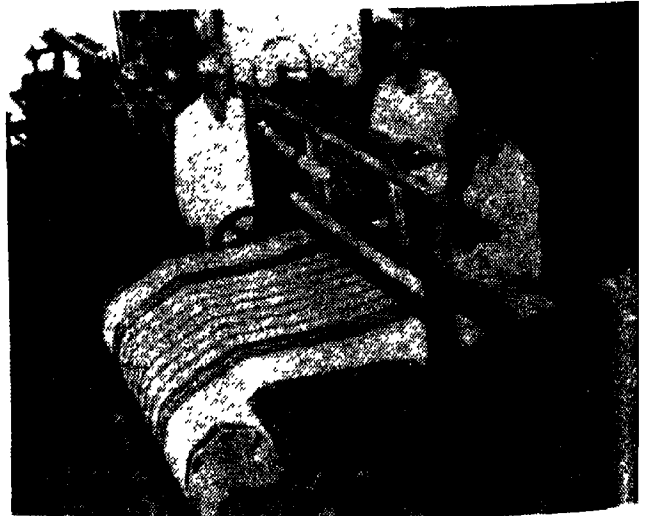
اورنگ آباد میں واقع جواہر سوت گرنی (کپڑا مل)

میڈک

ریاست میں صنعتوں کے فروغ کے لئے یہ ادارہ ۱۹۶۲
میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ ریاست کے مختلف حصوں میں صنعتی
کے قیام میں مدد دیتا ہے اور اس سلسلے میں دیگر ضروریات
سڑکیں، راستوں پر روشنی، پانی کی فراہمی، ذرائع مواصلات
مہیا کرتا ہے۔ اس ادارہ کے تحت صنعتی ضروریات کے
مومنعات اور دیہاتوں میں عام استعمال کے لئے بھی فراہمی
اسکیمات عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اس ادارہ نے تقریباً ہر ضلع میں
صنعتی علاقہ قائم کیا ہے اس طرح اب تک ریاست بھر میں
۴۳ صنعتی علاقے اس ادارہ نے قائم کئے ہیں۔ ایک اندازہ کے
اس ادارہ نے ۹۷۲۷ صنعتی پلاٹ کو ترقی یافتہ شکل دی ہے
پر تقریباً ۴۸۷۴ بڑی، درمیانی اور چھوٹی صنعتیں قائم ہیں جو
تقریباً ۲ لاکھ افراد روزی کماتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹی صنعت
کے لئے اس ادارہ کے تحت ۱۸۰۹ صنعتی شیڈ قائم کئے گئے ہیں

سیکوم

یہ ادارہ پس ماندہ علاقوں میں بڑی اور درمیانی صنعتوں
سرمایہ کاری کے لئے درکار مالی ضرورت طویل مدت کے لئے
کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ صنعتی پروجیکٹ کی تکمیل
میں مدد دیتا ہے۔ خصوصاً پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کے

حالات ملک کے کسی دوسرے حصہ میں نہیں پائے جاتے۔ اسی لئے
ریاستی حکومت نے اس پالیسی کی ضرورت سمجھی۔ اس کا ایک فائدہ
یہ ہے کہ اب کوشش یہی کی جاتی ہے کہ نئی صنعتیں غیر ترقی یافتہ علاقوں
میں قائم ہوں۔ اس سلسلے میں حکومت نے ترغیبی اسکیمات بھی
اپنائی ہیں۔

صنعتی طور سے پسماندہ علاقے

حکومت ہند نے پانڈے کمیشن کی سفارشات کی روشنی
میں ریاست مہاراشٹر کے ۱۳ اضلاع کو صنعتی طور سے پسماندہ علاقے
تسلیم کیا ہے۔ ریاستی حکومت نے تعلقہ کو ایک یونٹ تصور کرتے ہوئے
ریاستی حکومت نے ریاست میں صنعتی پس ماندہ علاقوں کی چار قسم
میں درجہ بندی کی ہے۔ کسی علاقہ کو صنعتی مرکز بنانے سے پہلے اس
علاقہ میں صنعتوں کے قیام کی تمام ضروریات مثلاً جگہوں کی فراہمی اور
مالی اعانت مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پس ماندہ علاقہ
میں صنعت کاروں کو کاروباری نقصانات کی تلافی کے لئے مالی
ترغیبی اسکیمات وضع کی جاتی ہیں جس کے لئے باقاعدہ ریاستی ادارہ
قائم ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مہاراشٹر صنعتی ترقیاتی کارپوریشن (میڈک)
(۲) ریاستی صنعتی و سرمایہ کاری کارپوریشن، مہاراشٹر (سیکوم)
(۳) مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن (ایم ایس ایف سی)
(۴) پیکیج اسکیم برائے ترغیب

کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ ادارہ پیکیج ترغیبی اسکیمات کے تحت ضروری امداد مہیا کرتا ہے۔ اس ادارہ نے اب تک مہاراشٹر کے ترقی پذیر علاقوں میں ۱۰۴۳ صنعتی یونٹوں کے قیام میں مدد دی ہے اور ان کے لئے تقریباً ۸۷۔۲۰ کروڑ روپیہ کی سرمایہ کاری کی ہے ان میں سے ۴۷۔۱۲ کروڑ روپیہ سرمایہ کے ساتھ ۲۲۳ ۲ صنعتی یونٹیں یا تو جاری ہو چکی ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔ اس ادارہ کے ذریعہ ۶ ہزار لاکھ روزگار کے مواقع حاصل ہوئے ہیں۔

ایم ایس ایف سی

یہ ادارہ اسٹیٹ فنانشیل ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا ہے جو بطور بینک کارکردگی انجام دیتے ہوئے چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی مالی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ادارہ خصوصاً پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے لئے نہایت ہی رعایتی شرح سود پر مالی امداد مہیا کرتا ہے۔ بمبئی میں اس ادارہ کا خصوصی شعبہ اور علاقائی دفاتر نئے صنعت کاروں کو صنعتی پروجیکٹوں کی تکمیل، قرضہ جات اور دیگر معاملوں میں رہنمائی کرتے ہیں۔ مالی طور سے کمزور مستحق صنعت کاروں کو یہ ادارہ تخمینی سرمایہ بھی فراہم کرتا ہے۔ اس ادارہ کے ذریعہ سالانہ تقریباً ۴۰۔۳۰ کروڑ روپیہ کے قرضہ جات منظور کئے جاتے ہیں اور تقریباً ۳۰۔۲۵ کروڑ روپیہ ہر سال تقسیم کیا جاتا ہے۔

پیکیج ترغیبی اسکیم

ریاست مہاراشٹر پہلی ریاست ہے جہاں صنعتوں کے پھیلاؤ اور پس ماندہ علاقوں میں صنعتی یونٹوں کے قیام کے لئے پیکیج ترغیبی اسکیم اپنائی گئی ہے۔ یہ اسکیم سنہ ۱۹۶۴ء میں شروع کی گئی ہے، اور وقتاً فوقتاً ضروری ترمیمات کے ساتھ زیر عمل رہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت نئی صنعتوں کو خصوصاً سیلس ٹیکس رعایت اور بلا سود قرضوں کی فراہمی کا فائدہ دیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۹۷۹ء میں اس اسکیم میں اہم ترمیمات کے ذریعہ پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام میں تیزی پیدا کرنے کی گنجائش نکالی گئی ہے

اسکیم کی خصوصیات

نمبر ۱:۔ ریاست میں صنعتی پس ماندہ علاقوں کی مناسبت سے ضلعوں کی چار درجہ بندی کی گئی ہے۔ تعلقہ کو ایک یونٹ تصور کرتے ہوئے ان علاقوں کو "اے"، "بی"، "سی" اور "ڈی" حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

"اے" میں اعلیٰ ترقی یافتہ علاقے شامل ہیں۔

"بی" اور "سی" میں درمیانی درجہ اور

"ڈی" میں پس ماندہ ترین علاقے شامل ہیں۔ اس اسکیم کے تحت "اے" علاقوں میں نئی صنعتوں کو کوئی ترغیبی فائدہ نہیں دیا جاتا۔ بی اور سی علاقوں میں معمولی اور ڈی علاقوں میں غیر معمولی فائدہ دیا جاتا ہے۔

نمبر ۲:۔ ترغیبی فائدہ سیلس ٹیکس معافی یا صنعتوں کے جائے مقام کے پیش نظر ۳ تا ۹ سال تک سیلس ٹیکس ادائیگی کی رعایت دی جاتی ہے جو معین سرمایہ اصل کا ۷۵ سے ۹۰ فیصد تک مقرر ہے

نمبر ۳:۔ سیلس ٹیکس فائدوں کے علاوہ نئی صنعتوں کو، ۱۰ تا ۲۰ فیصد خصوصی سرمایہ کاری امداد دی جاتی ہے۔

نمبر ۴:۔ کسی تعلقہ میں قائم پہلی صنعتی یونٹ جن کی سرمایہ کاری تقریباً ۵ر۲ کروڑ روپیہ ہے۔ اعلیٰ ترین تصور کی جاتی ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

نمبر ۵:۔ مذکورہ بالا فائدوں کے علاوہ نئی صنعتی یونٹوں کو مقررہ

مدت تک چنگی رعایت دی جاتی ہے۔

اس اسکیم کے امید افزا نتائج کا ثبوت اس حقیقت سے واضح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۶۴ء سے جب اس اسکیم کا آغاز ہوا، دسمبر ۱۹۸۳ء تک ریاست کے ترقی پذیر علاقوں میں ۸۔۱۳۰ کروڑ روپیہ کی سرمایہ کاری لاگت کی ۱۸۸۸ صنعتی یونٹیں قائم ہوئیں۔

اُدیوگ مِتر

بڑی اور درمیانی صنعتوں کے قیام کے لئے ریاستی ایجنسیوں کے توسط سے مختلف امور کی منظوری اور عمل آوری میں مدد دینے کے لئے ریاستی حکومت نے ادیوگ متر نامی ادارہ تشکیل دیا ہے۔ یہ ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی ہے جس میں ریاستی سطح کی کارپوریشنز کے نمائندوں کے علاوہ محصول، بجلی اور آلودگی آب بورڈ کے نمائندے شامل ہیں۔ کسی بھی صنعت کے قیام سے پہلے اراضی، بجلی اور آلودگی آب وغیرہ سے متعلق منظوری ضروری ہے جس کے لئے اس ادارہ سے رجوع کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ کے تعاون سے کئی بڑی اور درمیانی صنعتوں کے جاری ہونے میں بہت کم وقت لگا۔

علاقائی ترقیاتی کارپوریشن (آر ڈی سی)

علاقائی ادارہ ریاست کے چار حصوں کوکن، مراٹھواڑہ، مغربی مہاراشٹر اور ودربھ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ علاقائی حیثیت سے صنعتوں کے قیام میں مدد دیتا ہے۔ نیز صنعتوں کے سرمایہ حصص میں شرکت داری کی پیش کش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ معادن صنعتوں مثلاً قالین بنائی وغیرہ کے قیام میں تعاون کرتا ہے۔ فروغ روزگار اسکیم پر عمل آوری اس ادارہ کی سب سے زیادہ اہم کارکردگی ہے۔

چھوٹی صنعتوں کی ترقیات

بڑی اور درمیانی صنعتوں کے بعد صنعتوں کے پھیلاؤ اور مواقع روزگار کی فراہمی کے لئے چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔ چھوٹی صنعتوں کے مسائل کے حل کیلئے مختلف ادارے تشکیل دیئے گئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) مہاراشٹر چھوٹی صنعت ترقیاتی کارپوریشن (ایم ایس ایس آئی ڈی سی)
(۲) ضلع صنعتی فروغ (ڈی آئی سی)
(۳) فروغ روزگار پروگرام (اے پی پی)

ایم ایس ایس آئی ڈی سی

چھوٹی صنعتوں کے لئے خام مال اور مارکیٹنگ سہولت کی دستیابی میں مدد دینے کے لئے یہ ادارہ سنہ ۱۹۶۲ء میں قائم کیا گیا یہ ادارہ مذکورہ سہولیات کے علاوہ دستکاری اور جنگلاتی پیداوار سے متعلق صنعتوں کے فروغ میں بھی مدد دیتا ہے۔ گذشتہ ۲۰۲ سالوں میں اس ادارہ کے توسط سے ۸۴ کروڑ اور ۶۶ کروڑ روپیہ کے درمیان مالیت کے صنعتی پیداوار کی کھپت ہوئی۔ حال ہی میں سرکاری ایجنسی کے طور پر اس ادارہ نے خاص استعمال کے لئے سیمنٹ بھی برآمد کیا

ڈی آئی سی

ضلع سطح پر خصوصاً چھوٹی صنعتوں کے قیام میں مدد دینے کے لئے حکومت ہند نے یہ اسکیم شروع کی اور ریاستی حکومت نے اس پر عمل کرتے ہوئے ہر ضلع میں ضلع صنعتی مرکز (ڈی آئی سی) قائم کئے۔ اس ادارہ کا انتظامیہ ایک جنرل منیجر اور ۴ رکنی منیجروں پر مشتمل ہے یہ ادارہ نئی صنعتی یونٹوں کو متعلقہ امور میں مشورے دیتا ہے اور ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ ضلع میں صنعتی ترقیات کے لئے یہ ادارہ منصوبہ بند اقدامات کرتا ہے۔

چھوٹی صنعتوں اور پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کی ترغیب کے لئے مذکورہ بالا اقدامات کے علاوہ ریاستی حکومت نے ٹیکسٹائل، الیکٹریکل اور زرعی صنعتوں کے خصوصی مسائل کے حل کے لئے چند کارپوریشنز بھی تشکیل دیئے ہیں۔

مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن (ایم ایس ٹی سی)

یہ کارپوریشن کلیہ سرکاری ہے جو بیمار ٹیکسٹائل ملوں کا انتظام سنبھالنے، نئی ملوں کے قیام اور اس صنعت کے مسائل سے حکومت کو معلومات بہم پہنچانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ فی الحال اس کارپوریشن کے زیر انتظام ۸ ٹیکسٹائل ملیں ہیں اور دیوگری کے مقام پر ایک نئی ٹیکسٹائل مل قائم کی گئی ہے جس میں ۲۵۰۰۰ پارچہ باف اور ۳۰ لومس ہیں۔ ایسی ہی ایک نئی ٹیکسٹائل مل اس کارپوریشن کے زیر انتظام ضلع ناگپور میں کلمیشور کے مقام پر قائم ہو رہی ہے۔

الیکٹرونک کارپوریشن (میلٹرون)

الیکٹرونک صنعت میں غیر متوازی ترقیات دور کرنا اس کارپوریشن کے انتظام میں شامل ہے۔ اس کارپوریشن نے بیرونی اشتراک سے مخصوص الیکٹریکل اشیاء کی تیاری کے لئے ایک علیحدہ کمپنی قائم کی ہے۔ یہ کارپوریشن ریڈیائی مواصلات اور ٹیسٹ آلات کے پروجیکٹوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

مائننگ کارپوریشن (ایم ایس ایم سی)

یہ کارپوریشن ریاست میں معدنی ذرائع کی تلاش اور معدنیاتی صنعتوں کے قیام کو فروغ دینے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اس کارپوریشن کے تحت کائینائٹ سلیکون، قیمتی پتھر وغیرہ جیسی معدنیات کے صنعتی پروجیکٹ قائم ہیں۔ اس کے علاوہ ایک علیحدہ کمپنی بھی قائم کی گئی ہے جس کے ذمہ ضلع ایوت محل کے وانی تعلقہ میں دستیاب ڈولامائیٹ معدنی شئے کے کارآمد استعمال سے متعلق ایک پروجیکٹ کا انتظام ہے۔

صنعتی ترقیات کے سلسلے میں صنعتی رشتوں، پالیسی اور بنیادی ضروریات کی بہتری کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ریاستی حکومت اور اس کی ایجنسیاں صنعتی ترقیات کے اس نئے پہلو پر نظر رکھتے ہوئے ان کی ہمہ جہت ترقیات کے لئے اقدامات میں مصروف ہیں۔
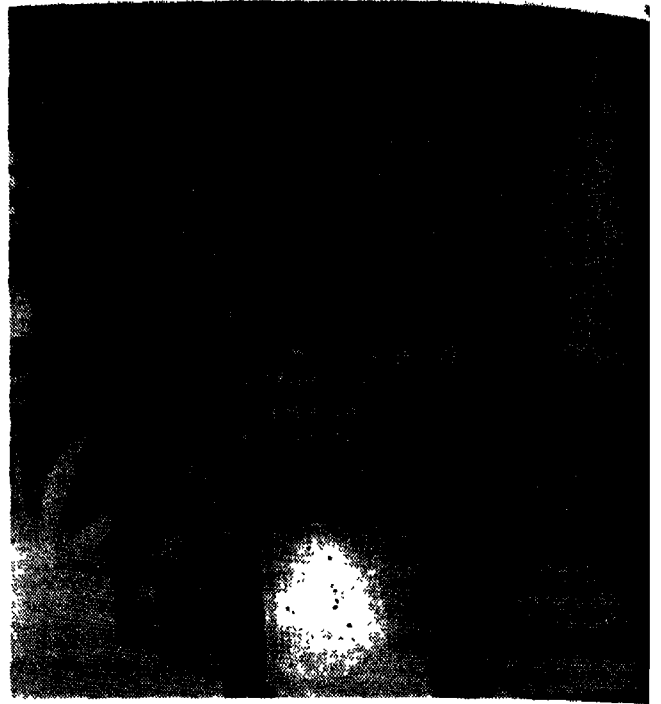
ای پی پی

چونکہ منتظم سیکٹر میں روزگار کے مواقع بہت کم ہیں۔ اس لئے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو خود روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لئے انہیں خود کا کاروبار یا صنعتیں قائم کرنے کی ترغیب دینے کے لئے فروغ روزگار پروگرام (ای پی پی) نامی ادارہ ریاستی حکومت نے ۱۹۷۲ء میں تشکیل دیا۔ اس ادارہ سے امداد حاصل کرنے کے لئے اہل امیدواروں کی عمر ۴۰ سال سے کم نہیں ہونی چاہیئے اور انہیں کم از کم ایس ایس سی کامیاب یا آئی ٹی آئی کے تربیت یافتہ ہونا چاہیئے۔ خواہش مند صنعت کاروں کو معاشی طور سے مستحکم پروجیکٹوں کی تشکیل میں ڈی آئی سی ادارہ سے مدد دینی ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ پروجیکٹ ضروری جانچ اور منظوری کے لئے فرمائے گئے بنکوں کو روانہ کئے جاتے ہیں اور پھر سرکاری امداد دی جاتی ہے۔ سرکاری امداد، سود کی ادائیگی یا قرضوں کی حصولی کے لئے تخمینی مالی امداد کے طور پر مہیا کی جاتی ہے۔ دستکاری، دیہی یا کاٹیج انڈسٹری کے لئے ایک لاکھ روپیہ کے قرض تک ۱۰۵ فیصد سودی امداد دی جاتی ہے۔ تخمینی مالی امداد کی شرح ۱۵ سے ۲۲/۵ فیصد ہے جو قرض کی رقم، بنکوں کی جانب سے طلب کردہ ضمانت، پروجیکٹ کی نوعیت اور صنعت کار کے طبقہ کے پیش نظر مقرر کرتے ہوئے مہیا کی جاتی ہے۔ زیادہ امداد پسماندہ طبقات اور معاشی طور سے کمزور طبقات کے صنعت کاروں کو دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت امسال ۳۱ مارچ تک ۲۶۸ ر ۵۴ افراد میں ۲۰ ر ۲۳۸۲ لاکھ روپیہ بطور تخمینی مالی امداد تقسیم کی گئی۔

"گلشنِ ابراہیم خلیل"

★ اشفاق انجم
۲۴۵ - نیاپورہ۔ مالیگاؤں
(ناشک) ۴۲۳۲۰۳

تصنیف و تالیف کا مرحلہ کس قدر دشوار گذار ہے۔ کس طرح دل کا لہو فکر کی قندیل میں جلایا جاتا ہے۔ کس قدر عرق پاشی اور دیدہ ریزی سے کام لیا جاتا ہے۔ کتنی راتیں آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹنی پڑتی ہیں۔ اس امر کا اندازہ سوائے اہلِ قلم کے شاید ہی کوئی لگاسکے۔ ہزارہا دشواریاں جھیلنے اور سینکڑوں سمندروں کو کھنگالنے کے بعد ایسے گوہرِ نایاب ہاتھ آتے ہیں۔ جنکے لئے بازار تو کھلے ہوئے ہیں لیکن انھیں بازار تک پہنچانے کے وسائل نہایت ہی محدود ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کی یہ بڑی بدنصیبی ہے کہ یہاں اعلیٰ ترین ادب تخلیق ہونیکے باوجود اسکی وہ قدر و منزلت نہیں ہوتی، جسکا وہ مستحق ہے اور نہ ہی ایسی سہولتیں حاصل ہیں کہ ان تمام تخلیقات کو کتابی صورت میں پیش کیا جاسکے۔ اگر کوئی سرپھرا کسی کتاب کی اشاعت پر کمر باندھ لے تو اس کو اپنا مکان تک نیلام پر چڑھادینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد جب کتاب منظرِ عام پر آتی ہے تو اُس مکان کی قیمت وصول کرنا تو درکنار، فنکار کو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑجاتے ہیں۔ ایک اہم بات اور بھی ہے — آج ادب پر چند سکہ بند مصنفوں اور اداروں کی اجارہ داری ہے۔ جو ایسا ادب (جسمیں ناولیں، افسانے اور دیگر اصناف شامل ہیں) پیش کررہے ہیں جسمیں اذہان کو مفلوج کردینے کی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ اس قسم کے ادب میں جنسیات کے موضوع کو اسطرح چھیڑا جاتا ہے کہ صرف چند کی لذت اور سکون کی خاطر پوری نسل متاثر ہوجاتی ہے۔ آج پریس کی سہولتوں اور دیگر لوازمات کے ہوتے ہوئے اتنی دشواریاں پیش آرہی ہیں تو آج سے پچاس، ساٹھ سال قبل کیا عالم رہا ہوگا۔ جب سوائے چند بڑے شہروں کے کتابت اور طباعت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مالیگاؤں نے اس کڑے دور میں بھی اپنی امتیازی خصوصیات برقرار رکھی ہیں۔ اور گلدستوں و رسائل کی شکل میں ایک اچھا خاصا ذخیرہ مہیا کردیا ہے۔ یہ گلدستے اور رسائل بمبئی، کانپور، لکھنؤ، آگرہ وغیرہ میں طبع ہوتے تھے۔ کہاں مالیگاؤں اور کہاں سینکڑوں میل دور یوپی کے یہ شہر! لیکن اہالیانِ مالیگاؤں کے اس جذبے کی داد دینی چاہئے کہ انھوں نے اس طویل فاصلے کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور نئی نسل کو ایک درخشاں ماضی کے ساتھ نہایت ہی روشن مستقبل بھی عطا کردیا۔

۱۸۸۲ء کے گزیٹیر کے مطابق ۱۸۸۶ء میں اس شہر میں دیوانی عدالت، ڈاک گھر، اور ایک دواخانہ موجود تھا۔ ڈاک کی سہولت کی بنا پر شہر کا رشتہ دیگر ادبی مقامات سے استوار ہوا۔ اس زمانے میں گلزارِ خلد، جلوۂ یار (میرٹھ) اور پیام یار (لکھنؤ) جیسے شعری گلدستے اپنے معیار اور حُسنِ طباعت کے لحاظ سے خاص اہمیت کے حامل تھے۔ اِن گلدستوں نے یہاں کے ادب پر نہایت گہرا اثر مرتب کیا۔ اس کے علاوہ اس زمانے کے مشہور اساتذۂ سخن خصوصاً غالبؔ، میرؔ، امیر مینائیؔ، داغؔ، اور جلیل کے دواوین کو دیکھکر مقامی شعراء نے بھی اپنے دیوان مرتب کئے۔ قبلہ مسلم صاحب مرحوم نے اپنے مضمون "شعرائے مالیگاؤں"[1] میں لکھا ہے کہ منشی شعبان اور منشی خادم صاحب دیوان شاعر تھے۔ لیکن انھوں نے اس سلسلے میں یہ نہیں لکھا کہ ان کے دواوین قلمی مخطوطے میں تبدیل ہو کر رہ گئے یا زیورِ طباعت سے بھی آراستہ ہوتے۔ میں نے اپنے پی، ایچ۔ ڈی کے مقالے کیلئے کافی تلاش کیا لیکن کہیں سے اتنا اشارہ بھی نہ مل سکا کہ ان شعراء کے دیوان شائع بھی ہوتے تھے یا نہیں۔ اتنا ضرور ہوا کہ جلوۂ یار میرٹھ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کے ایک شمارے میں ایک گلدستہ "موسوم بہ گلشنِ ابراہیم خلیل" کا اشتہار نظر سے گذرا۔ جسے مالیگاؤں کے ایک جیّد عالم مولوی عبدالمجید وحید صاحب نے تالیف فرمایا تھا۔ میں نے اس کی تلاش شروع کردی۔ اور آخر کار استاد قبلہ ادیب صاحب سے مجھے اُس کا ایک نسخہ حاصل ہوا۔ اس سے قبل کی کسی اور گلدستے یا کتاب کا کوئی علم نہ ہو سکا۔ اس لئے میری تحقیق کے مطابق مالیگاؤں کی اوّلین کتاب یا گلدستہ "گلشنِ ابراہیم خلیل" ہے جو مئی ۱۹۱۱ء میں مطبع مصطفائی بمبئی میں طبع ہو کر شائع ہوا۔

مولوی عبدالمجید وحید صاحب اپنے وقت کے ایک جیّد عالم اور نہایت متین اور سنجیدہ انسان تھے۔ تمام عمر تعلیم و تعلم میں گذار دی۔ علمِ دین کے علاوہ علمِ طباعت میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ مولوی محمد اسحٰقؒ سے علوم دینی اور دنیوی کی تحصیل کی تھی۔ مولانا وحید صاحب طبعِ موزوں لیکر آئے تھے۔ مولانا اسحاق صاحب کی صحبت نے اس پر تازیانے کا کام کیا۔ فنِ شاعری انھوں نے مولانائے محترم ہی سے حاصل کیا۔ دورانِ درس اکثر شعر و سخن سے متعلق بحث چھڑ جاتی تھی۔

ایک بار مولوی محمد یوسف صاحب عزیز نے ایک سہرا کہا اور مولانا وحید صاحب سے اصرار کیا کہ اس کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیں۔ اوّل تو وحید صاحب اُنھیں ٹالتے رہے۔ لیکن عزیز صاحب کے بار بار اصرار کرنے پر انھوں نے مولانا محمد اسحاق صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ مولانا نے کہا اگر عزیز اسی پر بیضد ہیں تو حرج ہی کیا ہے۔ اجازت ملنے پر وحید صاحب نے سہرے کا کچھ اس انداز سے "جائزہ" لیا کہ پھر مولانا عزیز اور وحید صاحب میں ایک مستقل جنگ چھڑ گئی۔ اس زمانے میں شہر سے گلدستے "بہار" اور "افتخارِ سخن"، شائع ہوتے تھے۔ "بہار" عزیز صاحب کی حمایت میں اور "افتخارِ سخن" وحید صاحب کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ کافی عرصے تک میدانِ کارزار گرم رہا۔ بعد میں شہر کے سربرآوردہ اصحاب نے اس سلسلے کو ختم کیا۔ لیکن مولانا وحید صاحب نے اپنی تنقیدی تحریروں کو ایک رسالے کی شکل میں شائع فرمادیا اور اس کا نام "تزمیحاتِ وحید" رکھا۔

یہ جنگ مالیگاؤں کے ادبی ماحول کیلئے نہایت ہی مبارک اور مسعود ثابت ہوئی کیونکہ یہیں سے مالیگاؤں میں فنِ تنقید نے آنکھیں کھولیں اور اب شہر میں اچھا خاصا تنقیدی ادب وجود میں آگیا ہے۔ آج یہ کہنا غالباً غلط نہ ہوگا کہ مالیگاؤں میں تنقید کی ابتدا مولانا وحید سے ہوتی ہے۔ ان سے متعلق جب میں نے تحقیق کی تو ان کی کئی تصانیف کا علم ہوا۔ میں نے ان کی تصانیف کے حصول کی مزید کوششیں کیں اور کافی تلاش و جستجو کے بعد اُن کی چند تصانیف دستیاب ہوگئیں اور بعض کے متعلق رسائل میں اشتہار بھی دیکھا۔

ان گلدستوں اور رسائل کو ابھی نصف صدی کا ہی عرصہ گذرا ہے۔ لیکن آج یہ نایاب اشتہار کی فہرست میں شامل ہو گئی ہیں۔

تصنیفاتِ مولوی عبدالمجید وحید

گلشنِ ابراہیم خلیلؑ

اس کتاب کو مولوی عبدالمجید وحید صاحب مرحوم نے سیٹھ عبدالعظیم ابن حاجی جان محمد کی فرمائش پر تالیف فرمایا۔ جو ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں مطبع مصطفائی بمبئی میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ میری تحقیق کے مطابق یہ پہلا گلدستہ ہے جسے مالیگاؤں کی پہلی مطبوعہ تخلیق ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ۶۴ صفحات کے اس رسالے کی قیمت ڈھائی آنے رکھی گئی تھی۔ کتاب میں وحید صاحب نے قربانی اور اس کے مسائل اور شرائط کو نہایت صراحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ اس زمانے کے لحاظ سے یہ کتاب مولوی صاحب کی ایک نہایت ہی گرانقدر کوشش

---

[1] شعرائے مالیگاؤں از مسلم مالیگانوی مطبوعہ روزنامہ اُردو ٹائمز بمبئی ۱۵ اگست ۱۹۶۴ء۔

تھی اور وقت کی ایک اہم ضرورت بھی۔

(۲) مکائد النساء (حصہ اوّل و دوّم)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس میں عورتوں کے مکر و فریب سے متعلق باتیں درج ہیں۔ یہ رسالہ مولوی صاحب کی دوسری تصنیف ہے جس کا اشتہار تحفۂ مجید عرف چراغِ نماز میں شائع ہوا۔ مجھے یہ کتاب دستیاب نہ ہوسکی۔ اس لئے اس کے متعلق فی الحال کچھ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

(۳) تحفۂ مجید عرف چراغِ نماز

۳۲ صفحات کا یہ رسالہ ۱۹۱۶ء میں مطبع مصطفائی بمبئی سے چھپ کر شائع ہوا۔ اس رسالے میں نماز کے متعلق شرعی اصول و ضوابط بیان کئے گئے ہیں۔ مولانا وحید نے یہ رسالہ منشی دین محمد سوت فروش کے ایماء پر تصنیف فرمایا تھا۔

(۴) مجید غفار قولِ مختار دربابتِ مسجدِ ضرار

اس رسالہ میں مولوی صاحب نے "مسجدِ ضرار" سے متعلق مدلل اور تفصیلی بحث کی ہے۔ ایک مسجد کے ہوتے ہوئے اسی علاقے میں دوسری مسجد کس صورت سے تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اس میں کس قسم کی قباحتیں ہیں وغیرہ مسائل پر احادیث و قرآن کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جو مطبع مصطفائی، نل بازار بمبئی سے ۱۹۱۷ء میں طبع ہو کر شائع ہوا۔

(۵) بلاغِ عروس، افتخارِ مجید

۳۲ صفحات کا یہ رسالہ شیخ سعدی کی بوستاں کے انداز میں تصنیف کیا گیا ہے۔ عورتوں کو کس طرح زندگی گزارنی چاہیئے۔ شوہر کا کیا مقام ہے۔ ان تمام باتوں کو احادیث کی روشنی میں مختلف حکایات کے ذریعے بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ غالباً مکائد النساء کے بعد مولانا مرحوم کو خیال آیا ہوگا کہ عورتوں کے مکر و فریب کے بعد کوئی ایسی تصنیف بھی ہونی چاہیئے جو انہیں شریعت کے مطابق زندگی گذارنے کا سبق دے سکے۔ یہ رسالہ مطبع آگرہ اخبار آگرہ میں چھپا اور مالیگاؤں سے ۱۳۳۹ھ میں شائع ہوا۔

(۶) نسخۂ بابرکات عرف مجرباتِ مجید

۱۳۴۱ھ میں یہ رسالہ شائع ہوا۔ مجھے اس کی کاپی نہ مل سکی۔ مولوی وحید طبابت میں بھی کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ اس رسالہ میں انہوں نے اپنے آزمودہ نسخے درج کئے ہیں۔ مولوی صاحب کی تمام تصانیف کے نام تاریخی ہیں۔ "نسخۂ بابرکت" سے کتاب کا سنہ طباعت ۱۳۴۱ھ نکلتا ہے۔

(۷) نقارۂ شرعیہ عرف فتاویٰ مجیدیہ

وحید صاحب مفتی بھی تھے۔ ان سے دریافت کئے گئے فتاویٰ اور ان کے جوابات انہوں نے ایک رسالہ کی صورت میں جمع کر دیئے ہیں۔ یہ رسالہ ۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ جو مطبع مصطفائی بمبئی میں ۱۳۴۲ھ میں چھپ کر مالیگاؤں سے شائع ہوا۔

(۸) تاریخِ شہر مالیگاؤں عرف فروغِ مجیدیہ

سنہ ۱۳۲۲ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مالیگاؤں کی مکمل تاریخ اہم شخصیات اور مقامات کی تفصیل درج ہے۔ تاریخ کے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔ اس طرح وحیدؔ صاحب کو مالیگاؤں کا اوّلین مورخ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔

(۹) مصابیحِ شرعیہ عرف مجموعۂ فتاویٰ وحیدیہ

یہ رسالہ "فتاویٰ مجیدیہ" کا دوسرا حصّہ سمجھا جاسکتا ہے۔ اس میں مولوی صاحب نے ان فتووں کو شائع کیا ہے۔ جو نقارۂ شرعیہ" کے بعد صادر کئے گئے۔ ۲۰ صفحات کی یہ کتاب سنہ ۱۹۵۰ء میں آزاد پریس آگرہ روڈ مالیگاؤں میں طبع ہوئی۔

(۱۰) ترشحاتِ وحیدؔ

۱۶ صفحات کا یہ رسالہ خالص تنقیدی رسالہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ اس میں مولوی مجید صاحب نے اپنے ہم عصر شاعر مولوی محمد یوسف عزیز صاحب کے ایک سہرے پر خالص تنقیدی زاویۂ نگاہ سے بحث کی ہے۔ ہر چند کہ اس میں بعض مقامات پر تنقیدی زبان زیادہ سخت اور سطح سے گری ہوئی ہے۔ تاہم اس رسالے کو مالیگاؤں کی پہلی مکمل تنقیدی تصنیف ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہ رسالہ سنہ ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

(۱۱) مناجاتِ وحید

۱۶ صفحات کا منظوم رسالہ ہے جو سنہ ۱۹۵۲ء میں مطبع رزّاقی کانپور میں طبع ہوا۔ ۱۱ صفحات تک مختلف عنوانات کے تحت حمد کے اشعار ہیں جن میں بعض "بزبانِ زناں" ہیں۔ اشعار سہل ممتنع میں ہیں۔ سادگی ان کا طرّۂ امتیاز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسدس حالیؔ کی طرز کا وحید صاحب نے شعوری یا غیر شعوری طور پر اتباع کیا ہے۔ رسالے کے ۵ صفحات واقعات تاریخ، اظہارِ تشکر اور تقریظ پر مبنی ہیں۔ ●●

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے قارئین کی رائے کا نیا صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے نہیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے

پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پہلی منزل، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

حسرت کا رنگِ تغزل

ڈاکٹر ایس. کے. ادوکر
لینڈکرملا
نیو آرٹس اینڈ کامرس کالج کے پیچھے
احمد نگر ۴۱۴۰۰۱

مولانا حسرت موہانی، جنہیں اُن کی زندگی ہی میں، "رئیس الاحرار" اور "امام المتغزلین" کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اب سے صرف تیس سال پہلے ہماری سیاسی، ادبی اور ثقافتی دُنیا میں ایک شعلۂ جوّالہ کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ مُلک بھر میں ان کی ولادت کی صدی بڑی دُھوم دھام کے ساتھ منائی گئی۔ اس سلسلہ میں کئی اُردو اکاڈمیوں کے زیرِ اہتمام مذاکرے، سیمینار منعقد ہوئے جن میں ان کی پہلودار شخصیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اُردو کے کئی ماہناموں نے اپنے خاص نمبر شائع کرکے، ان کی یاد تازہ کرکے عقیدت کے پھول چڑھائے۔ یہاں حسرت نے اُردو غزل کا جو احیاء کیا اس پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

اُردو شاعری میں غزل کا سرمایہ دیگر تمام اصنافِ سخن سے کہیں زیادہ ہے، جس سے اس کی قبولیتِ عام بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی اصلی وضع جیسا کہ لفظ غزل سے پایا جاتا ہے، محض عشقیہ مضامین کے لئے ہوتی تھی، مگر ایک مدت کے بعد یہ اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہی اور شعراء نے اس میں تصوّف، اخلاق، موعظہ و قومیات و سیاسیات وغیرہ کو بھی شامل کر لیا۔ غزل کو چونکہ وارداتِ قلبی کو صرف دُو مصرعوں میں ادا کرنا ہوتا ہے اس لئے شاعر کو بے حد اختصار سے کام لینا پڑتا ہے بلکہ یہ کہنا بےجا نہ ہوگا کہ وہ دریا کو کوزے میں بند کر دیتا ہے۔ اُردو غزل غم کوشی، حرماں نصیبی، اور یاس و نااُمیدی کے جذبات پیش کرنے کے لئے اس قدر بدنام ہو چکی ہے کہ اس میں رجائیت کی باتیں اُٹھانا ایک نامطبوع فعل معلوم ہوتا ہے۔ یہ سچ بھی ہے کہ میرتقی میرؔ سے ناصر کاظمی تک چلے آئیے غزل کا مجموعی آہنگ اسی غم کوشی اور حرماں نصیبی کی فضا سے معمور ہے۔ پھر حسرتؔ نے جن شعراء کے اتباع پر فخر کیا یعنی میرؔ، مصحفیؔ، غالبؔ، مومنؔ اور نسیمؔ دہلوی۔ کسی کے رنگِ تغزّل میں مجموعی طور پر ایسی فرحناک فضا نہیں ملتی جس سے حسرتؔ نے فائدہ اٹھایا ہو۔

حسرت بڑے شاعر نہ تھے، وہ بڑے سیاست داں بھی نہ تھے مگر جس جگرداری کے ساتھ انہوں نے لکھنؤ کی ٹھہری اور گھٹی ہوئی فضا میں سے غزل کو نکال کر رعنائیِ خیال کے سہارے ایک فرحناک اور امید افزا فضا میں داخل کرنے کی کوشش کی وہ اس وقت آسان کام نہ تھا۔ یہ کام اور مشکل ہو جاتا ہے جب سماج میں ہر طرف انتشار ہو۔ سیاست کی بساط پر سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا ہو اور ابنائے زماں خود کو انگریزی حکومت کے اشاروں کے لئے وقف کرکے، ہندوستاں کی جنگِ آزادی کو مشکوک، مسئلہ لاحل یا محض چند افراد یا فرقوں کی دلچسپی کی چیز سمجھ رہے ہوں اور شاعری صرف الفاظ پر مینا کاری کرتے رہنے اور مریضِ غم کی نبض گننے تک محدود ہو کر رہ گئی ہو۔

حسرت کی شاعری انیسویں صدی کی آخری دہائی سے شروع ہوتی ہے۔ شعر و ادب کی جو فضا انیسویں صدی کے اختتام کے قریب تھی، اس میں غزل کے لئے اگر کسی بہتر رنگ کی جستجو ہوتی تو وہ صرف ایک نشاطیہ رنگ کی ہی تلاش ہو سکتی تھی اور جس کا بھی اس وقت سب سے اچھا نمونہ داغ اور امیر مینائی، اور ان کے شاگردوں نے قائم کر رکھا تھا، کچھ لوگ اسے سنہ ۱۸۵۷ء کے غم کے بھولنے کا ذریعہ بھی سمجھتے تھے اور کچھ اسے سب کچھ تباہ ہو جانے کے بعد حالات سے ایک طرح کے سمجھوتے سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ میر کا سوز و گداز، مصحفی کی بے باکی اور خارجیات سے داخلی دنیا کی تکمیل، مومن کا تیکھا پن اور تحفظ انا، غالب کا تفکر سب دور کی آواز بن چکے تھے۔ یہ اردو کی شعری دنیا کا تنزل بھی ہے اور ہندوستان میں ایک نو آبادیاتی نظام کے قیام کا اثر بھی، خود حسرت کی ابتدائی تخلیقات میں ان کیفیات کی ہلکی سی بازگشت ملتی ہے ؎

مخصوصِ غمِ عشق ہیں ہم لوگ ہمارا
اچھا نہیں اے گردشِ افلاک ستانا

کوئی بھی پرساں نہیں حالِ دلِ رنجور کا
یہ ستم دیکھو دیارِ شوق کے دستور کا

تاثیر صبر کی ہے نہ میری دعا کی ہے
وہ مائلِ وفا ہیں یہ قدرت خدا کی ہے

مگر حسرت خود کو بہت جلد اس کیفیت سے آزاد کر لیتے ہیں کہ ان کے مزاج کی بوقلمونی کسی روایت کی اسیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ جہاں متذکرہ بالا اشعار ملتے ہیں وہیں ان کی ابتدائی غزلوں میں وہ لہر بھی ملتی ہے جو ان کے رجائی مزاج اور امید افزا حوصلہ مندی کی نشان دہی کرتی ہے ؎

محوِ حسرت ہوں، وقفِ محنت ہوں
میں کہ دل دادۂ محبت ہوں
حکمرانِ دیارِ استغنا
صاحبِ دولتِ فراغت ہوں

٭

طے نہ کسی سے ہو سکا تیرے سوا معاملہ
جانِ امیدوار کا، حسرتِ محوِ یاس کا

اور پھر ان کی فکر کی کشتی ہر طرح کے طوفاں کا مقابلہ کرتی ہوئی اپنے لئے ایک راستہ بناتی جاتی ہے۔

آج جبکہ شاعری کا معیار محض اظہار و ابلاغ تک محدود نہیں رہا بلکہ شعر میں شعریت کی تلاش تک جا پہنچا ہے ایسے میں حسرت کی شاعری پر جب نگاہ پڑتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ ان کی شاعری کا ڈانڈا بھی اردو کے متوسطین غزل گویوں سے ملتا ہوا ہے اور وہ اپنے دور سے بہت آگے نہیں جا سکے ہیں۔ خصوصاً آج کی غزلیں فنِ شعر گوئی کے اعتبار سے ارتقا کی اس منزل پر ہیں جہاں ان کے اشعار سے اکہرا پن دور ہو چکا ہے اور معنی کی تہہ داری نے انہیں شعریت عطا کر دی ہے ایسی صورت میں حسرت ایک ایسے غزل گو بن کر سامنے آتے ہیں جنہیں ہم تقلیدی دنیا تک محدود رکھ سکتے ہیں مگر ہر تقلیدی کا وش اپنے اندر کچھ نہ کچھ منفرد خوبیاں رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے حسرت بھی اردو شاعری کی تاریخ میں ایک مقام کے حامل ہیں۔

حسرت کی شاعری اپنے عہد کا آئینہ ہے، اس عہد کا جب قدریں دم توڑ رہی تھیں اور نئی صورتیں پیدا ہو رہی تھیں۔ وہ عہد جبکہ سماجی سیاسی اور معاشی بحران تخلیق کاری کی دنیا میں بھی ایک ہل چل بپا کئے ہوئے

تھا۔ یہی عوامل حسرت کی شاعری کے محرک بھی ہیں اور موضوع بھی۔ ویسے غزل گوئی میں عشق اور عاشقی کا تذکرہ نہ ہو۔ تصوف کے موضوعات پر اظہار خیال نہ ہو پھر بھی غزل کی روایت میں اجتہاد کی صورت نظر آتی ہے جیسا کہ جدید شاعری نے اپنی شاعری میں یہ رویہ اپنایا۔ حسرت کی شاعری ان تمام موضوعات کا احاطہ تو کرتی ہے مگر احساس محرکات کو گرفت میں نہیں لے پاتی۔ بہرحال ہم حسرت کی شاعری پر نگاہ ڈالنے سے پہلے ان کے عہد پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ اس کی روشنی میں حسرت کی شاعری کے موضوعات اور فن کی جدت کا تجزیہ کرسکیں۔

حسرت کا زمانہ سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد کا زمانہ ہے۔ انیسویں صدی کی آخری چوتھائی میں یعنی سنہ ۱۸۷۰ء کے لگ بھگ علی گڑھ تحریک شروع ہوئی۔ یہ تحریک نہ صرف ایک سیاسی، سماجی، اور تعلیمی تحریک ہی تھی بلکہ ایک ادبی تحریک بھی تھی۔ یہ اردو ادب میں پہلی منظم تحریک تھی جس نے اسے نئے عہد اور ماحول کا آئینہ دار بنایا۔ سرسید کی اصلاحی تحریک نے اردو ادب کو خواب و خیال اور قصہ طوطا مینا کی دنیا سے نکال کر حقائق، سائنس، مذہبیات، سیاست، تاریخ، سوانح اور تنقید کی دنیا لانے کی کامیاب کوشش کی۔ سرسید نے "تہذیب الاخلاق" کے ذریعہ نثر و نظم کی دنیا ہی بدل ڈالی اور حالی نے "مقدمہ شعر و شاعری" لکھ کر دنیائے شعر و ادب میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ غالب کو غزل کی تنگ دامانی کا شکوہ تھا حالی نے غزل کی اصلاح پر زور دیا تھا۔ انہوں نے اور ان کے ہم خیالوں نے جس طرح غزل کو ایک بند پانی کی تنگنا ثابت کرکے دور از کار اور "بے وقت کی راگنی" بتاکر اس کی اصلاح پر زور دیا تھا۔ حالی کا "مسدس" اردو کی وہ پہلی نظم ہے جو اس بات کا ثبوت پیش کرنے کو کافی ہے کہ وہ اردو شاعری سے کیا توقع رکھتے تھے۔

اردو غزل کے انحطاط کا یہ عالم تھا کہ اس میں ابتدا سے لے کر سنہ ۱۸۵۷ء تک بلکہ اس کے بعد بھی "محبوب" کا تصور روایتی رہا۔ شاعر عشق ضرور کرتا تھا پر اس کا محبوب انتہائی درجہ کا عیار، دغاباز اور حیلہ ساز ہوتا تھا۔ وہ عام طور پر خیالی ہوا کرتا تھا جس کا وصل اسے کبھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ بے چارہ ہجر، آہ و فغاں، گریہ و زاری میں پوری زندگی بسر کردیتا تھا۔ غرض یہ عشق اس کے لئے اچھا خاصہ وبال جان بن کر رہ جاتا۔ کسی شاعر نے اگر ہمت کرکے اپنے محبوب کا ذکر کیا بھی تو وہ ہمیشہ اسے بجائے صیغہ مونث کے صیغہ مذکر میں مخاطب کرتا۔ انسانی عشق کے تصور کا عنقا تھا۔ حسرت وہ پہلے غزل گو تھے جن کا عشق نہ تو ہوائی ہوا اور نہ ہی ان کا معشوق بازاری تھا، نہ کوئی خیالی پری۔ انہوں نے ایک گوشت پوست کے انسان سے عشق کیا جس کا تعلق اس کرۂ زمیں سے تھا جس میں ہم اور آپ سبھی بستے ہیں۔ انہوں نے انسانی جذبات و احساسات کی صحیح ترجمانی کی۔ ان کی غزلوں میں روایتی معشوق کہیں نہیں ملیگا انہوں نے ایک عاشق پر بیتی تمام عشقیہ کیفیات کو اپنی شاعری کا موضوع بناکر غزل گوئی کے دھارے کو ایک نئی سمت میں موڑ دیا۔ یہ ان کی اردو کو بڑی دین ہے۔ وہ ایک صوفی کا دل لے کر پیدا ہوئے تھے اس لئے حسن مجازی میں حسن حقیقی کے متلاشی تھے اس لئے انہوں نے غزل میں اپنے زمانے کی نہج سے ہٹ کر ایک راہ بنائی جبکہ امیر مینائی اور داغ دہلوی نے اپنی غزل میں رکاکت، پستی اور ابتذال کی صورت پیدا کردی تھی۔ لوگوں کے ذہن جس قسم کے اشعار سننے کے عادی ہو چکے تھے ان کا نمونہ ملاحظہ ہو ــ

امیرا تنا نہ چھیڑا اس کو سر شام
کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

٭ ٭ ٭

وصل کی رات چلی ایک نہ شوخی ان کی
کچھ نہ بن آئی تو چپکے سے کہا مان گئے

٭ ٭ ٭

جلے میں غیر کیا کیا وہ جو خلوت سے میرے نکلے
پریشاں باندھ کر جوڑا، دوپٹہ اوڑھ کر الٹا

٭ ٭ ٭

غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

٭ ٭ ٭

ایسے حالات میں حسرت غزل گوئی کے میدان میں قدم رکھتے ہیں اور جب ہم ان کو پڑھتے ہیں تو ہمیں ان کے یہاں غزل کی رکاکت وابتذال سے لے کر ایک سر احتراز اور زندگی آمیزی اور زندگی آموزی ملتی ہے۔ ان کی غزلوں میں سنجیدگی، پاکیزگی، روحانیت، حقیقت، درد و اثر، سوز و گداز اور محبت و خلوص کے نشان ملتے ہیں۔ ان کی غزلوں کو پڑھنے سے ہمارے اندر ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ غزل کے تن مردہ میں جان آگئی ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حسرت نے اردو غزل میں توانائی لاکر اس کو ایک خوش آئند سمت کی طرف موڑ دیا۔

کچھ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

٭ ٭ ٭

اُمیدوار ہیں ہر سمت عاشقوں کے گروہ
تیری نگاہ کو اللہ دل نواز کرے

٭ ٭ ٭

تو نے حسرت یہ نکالا ہے عجیب رنگِ غزل
ابھی کیا ہم تیری یکتائی کا دعویٰ نہ کریں

٭ ٭ ٭

شعر دراصل ہیں وہی حسرت
سنتے ہی دل میں جو اُتر جائیں

٭ ٭ ٭

حسرت کی شاعری سراسر عشقیہ شاعری ہے جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے ان کا عشق شاہد بازاری سے نہیں بلکہ گھریلو عورت سے ہے۔ پرنسپل عبدالشکور نے لکھا ہے کہ اُردو ادب میں سب سے پہلے حسرت نے "بنت عم" سے عشق کیا یہ حقیقت ہے کہ حسن کی دلکشیوں اور رعنائیوں کے ہر پہلو پر ان کی نظر ہے ان کا عشق ارضی اسی دنیا کا ہے۔ اس گھریلو عشق میں جو لطافت، شگفتگی، اور جذبات کی وارفتگی ہے وہ حسرت ہی سے مخصوص ہے۔ عشق ان کی زندگی ہے۔ ان کے کردار کی صفائی اور بلندی کا ضامن ہے عشق انہیں صحراؤں کی خاک نہیں چھنواتا بلکہ انہیں زندگی کے کارزار میں ایک نیا حوصلہ عطا کرتا ہے۔ ان کے عشق میں ایک سادگی، ایک بھولا پن ہے اور ان کی شوخی میں بھی ایک معصومیت ہے وہ سراپا محبت ہیں۔ اوّل تا آخر عشق ؎

سیہ کار تھے باصفا ہو گئے ہم
تیرے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم

٭ ٭ ٭

نازنے عشق یار کی حسرت
سر بہ سر نور کر دیا مجھ کو!

٭ ٭ ٭

مٹے عیب سب عشق بازی میں حسرت
نہ بغض و حسد ہے، نہ غصہ، نہ کینہ

شاداں تھا جو تیرے رنج طرب کار سے دل
غم دنیا سے گراں بار نہ ہونے پایا

٭ ٭ ٭

اس نازنین سے ہم کو جتنے گزند پہنچے
سب دل پذیر پہنچے سب دل پسند پہنچے

٭ ٭ ٭

حسرت کی غزل کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ اس کا رجائی آہنگ، حسرت نے اپنے رجائی رنگ سے اپنی غزل گوئی کا ایک اور مزاج بنایا۔ یہ محبت میں کامیابی کے یقین کا مزاج تھا جس شخص نے اپنی شاعری کا محور محبت مقرر کیا ہو اور پھر زندگی میں یقین و حوصلہ مندی جس کا مسلک بن چکا ہو وہ اگر محبت کی منزل میں حرماں نصیبی اور محرومی کا شکار ہو جائے تو اس کے کردار اور "یقین اور حوصلہ مندی" کے عقیدے کی شکست کا اظہار ہوتا ہے اور پھر ساری رجائیت صابن کے بلبلے کی طرح بیٹھ جاتی ہے۔ مگر عشق کی منزل میں اس طرح کی کامیابی اور کامرانی کی کون گارنٹی دے سکتا ہے؟ پھر ضروری نہیں کہ یہ حوصلہ مندی فتح اور کامرانی تک پہنچا ہی دے۔ پھر کون حسرت کے دعووں پر مہر توثیق ثبت کر سکتا ہے؟ اگرچہ ان کے اشعار سے اکثر انکے دعوؤں کی توثیق ہوتی ہے جیسے مندرجہ ذیل اشعار میں ؎

دل پرشوق میں آئی کرم یار کی یاد
کہ چمن میں قدم بادِ بہاری آیا

٭ ٭ ٭

یاد ہیں ابتک وہ عیش با فراغت کے مزے
دل ابھی بھولا نہیں آغاز الفت کے مزے

٭ ٭ ٭

آج تک نظروں میں ہے وہ صحبت راز و نیاز
اپنا جانا یاد ہے، تیرا بلانا یاد ہے

٭ ٭ ٭

تقدیر کا شکوہ کیوں میں کروں، ہر حال میں راضی کیوں نہ رہوں
تکمیل تمنا کیوں چاہوں؟ ایسا ہو تو حسرت نام نہیں

٭ ٭ ٭

بقول ڈاکٹر سید محمد عقیل "مگر ان سب باتوں کو ان کی آرزومندی اور کامیابی پر یقین قائم رکھنے کی صرف ایک جہد سمجھنا چاہیئے۔"

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

موہن لال وشنوی
تکنیکی معاون "اردو"
نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹیٹوٹ
لکھنؤ

تعارف
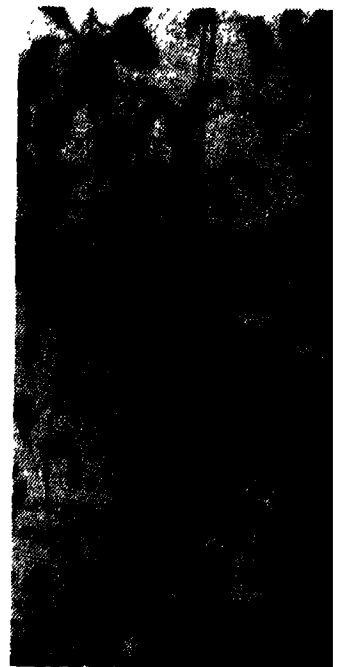
بگونیا کی مقبولیت اس کے کھلے ہوئے پھولوں کی تعداد پر ہی منحصر ہے فوبنجر نے اپنی مینول آف گارڈننگ (Manual of Gardening) کتاب میں اس کی کم سے کم ۶ انواع کا ذکر کیا ہے اور یہی اقسام آج کل لگائی بھی جاتی ہیں۔ بگونیا کی راقی (Climbing) بیلوں کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ان میں دو یا تین پنجوں والی ایسی ٹہنیاں ہوتی ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے کانٹے بھی ہوتے ہیں، جو کسی بھی ابھری ہوئی جگہ کو مضبوطی سے پکڑ لیتی ہیں بگونیا لوٹیڈ یا نا کے تنے سے بہت سی ایسی ذیلی شاخیں نکلتی ہیں جو اسے کسی بھی چیز کے اوپر چڑھائے جانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

"ولس" نے پھولوں اور بنا پھولوں کے پودوں کی فرہنگ میں بگونیا (Dictionary of Flowering Plants and Ferns) کی ۱۵۰ انواع کا ذکر کیا ہے جو ویسٹ انڈیز سے لے کر ارجنٹائنا تک پھیلی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے صرف "بگونیا پکریری" کو چھوڑ کر باقی سبھی انواع ہندستان کے میدانوں میں افزائش پا رہی ہیں۔ اس کی ہم اقسام کو دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ بگونیا کے پودوں کے نام بدل کر دوسری انواع میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ عام طور پر دیسی زبانوں میں بگونیا کا کوئی نام نہیں ملتا، لیکن انگریزی میں بگونیا کیپریولیٹا کو کراس وائن یا ٹرمپیٹ فلاور اور بگونیا دنسٹا کو گولڈن شاور کے نام سے پکارتے ہیں شاید اس لئے کہ اس محرابی بیل سے خوشنما آبشار کی صورت اجاگر ہوتی ہے۔

بگونیا کے بذیج (Seed Pods) کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں بہت سے چپٹی شکل کے بھی ہوتے ہیں۔ بگونیا کی پتیاں جوڑے سے نکلتی ہیں اور کبھی یہ تین تین بھی ہوتی ہیں۔

"نباتیاتی کیفیت"

۱:- بگونیا میگنیفیکا (B. Magnifica)

اس کی پتیاں گول بیضوی، ہلیلجی (elliptic) اور بیجنی لال رنگ کی ہوتی ہیں۔ موسم بہار میں گلاب جیسے رنگ کے پھول بھی اس میں آتے ہیں یہ کولمبیا کا پودا ہے۔

۲:- بگونیا آرگریو وائیلیسنس (B. argyro-violascens) اس کی پتیاں گول، اساس قلبی اور لمبی ہوتی ہیں۔ اس کی نئی پتیوں کا رنگ بیجنی ہوتا ہے لیکن دھیرے دھیرے یہ خوبصورت نسوں والی اور سفید دھبے دار ہو جاتی ہیں۔ اس کے پھول بیجنی رنگ کے ہوتے ہیں۔ یہ جنوبی امریکہ کا پودا ہے۔

بگنونیا" وینوسٹا" ل
ایک خوبصورت بیل کا منظر
★

۳:- بگونیا کیپریولیٹا لن B. Capreolata Linn.

اس پر برگ نشاں (Leaflets) بیضوی اساس قلبی اور لمبے ہوتے ہیں کئی پودوں میں پھول ۲ سے لے کر ۵ تک اور چھوٹے چھوٹے شاخچے (Peduncled)

والے گربیا (cymes) ہوتے ہیں۔ یعنی ایک شاخ پر ایک ہی پھول کھلا ہوتا ہے۔ ان کا رنگ پیلا اور لال ہوتا ہے لیکن اندر کی طرف یہ ہلکے رنگ کے ہوتے ہیں۔ پھول نلی دار ہوتے ہیں اور ان کی لمبائی ۲ انچ ہوتی ہے۔ اس کے عضو کافی مضبوط اور نمو پذیر ہوتے ہیں۔ یہ وسطی، جنوبی اور مغربی امریکہ کا پودا ہے۔

۴:۔ بگنونیا ٹویڈیانا (B. tweediana) اس کی پتیاں نیزک نما (lanceolate) نکیلی، قلب نما اور ۳ انچ یا ۴ سے کم لمبی ہوتی ہیں۔ اس کے پھول ترم نما اور ۲ انچ چوڑے ہوتے ہیں۔ یہ ارجنٹائن کا پودا ہے۔

۵:۔ بگنونیا بسینیو ٹوریا (B. buccinatoria) اس کے برگ نشاں ۲ یا ۳ انچ لمبے ہوتے ہیں۔ یہ قلب نما یا صرف نوکدار بھی ہوتے ہیں۔ اس میں پھول لمبے نلی دار اور کچھ باریک بھی ہوتے ہیں۔ یہ میکسیکو اور گیانا کا پودا ہے۔

اس کے علاوہ بگنونیا وینوسٹا (B. Venusta)، بگنونیا چیمبرلینیائی (B. Chamberlaynii) بگنونیا پرپوریا (B. purpurea) اور بگنونیا ڈائیورسفولیا (B. diversifolia) انواع بھی جنوبی امریکہ اور میکسیکو میں پائی جاتی ہیں۔

اگانے کا طریقہ

راقیہ (climber) ہونے کی وجہ سے بگنونیا کو محراب اور گولا پر چڑھاتے ہیں۔ سایہ یا پردے کے لیے بھی اس کا استعمال کرتے ہیں۔ گملوں میں اسے شاید ہی کبھی لگایا جاتا ہو، لیکن بگنونیا پرپوریا اور بگنونیا وینسٹا جیسی عمدہ قسم کی بیلوں کو آدھے ڈرموں میں نمائش کے لئے لگایا جا سکتا ہے۔ تیز نمو والی بگنونیا کی راقی بیل ۱ فٹ سے لے کر ۴۰ فٹ تک بڑھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی ٹی (T) حرف کی طرح بنی ہوئی بیلوں یا کھمبوں پر بہ کثرت پھولنے والی اقسام معیاری سمجھی جاتی ہے۔ بگنونیا کی خوبصورتی کو ابھارنے کا سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ بگنونیا میگنیفیکا کو جھاڑی کی شکل میں اگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کی کاٹ چھانٹ کرتے رہنا ضروری ہے

دیکھ بھال اور تحفظ

بگنونیا کی بیل کی نمو چونکہ تیز ہوتی ہے اس لئے اس میں بہت سی شاخیں نکل آتے ہیں لیکن ان میں کبھی پھول نہیں نکلتے۔ تنوں کی اس نمو کو ہم حسب ضرورت برقرار رکھ سکتے ہیں اور فالتو تنوں کو کاٹ دینا ہی بہتر ہوگا۔ جھنڈ کے جھنڈ تنوں کی گہری کاٹ چھانٹ اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ پودے کی خوبصورتی پر برا اثر نہ پڑے۔ یہ کاٹ چھانٹ پودے کی خفتگی (Dormancy) کے دوران کرنا چاہیئے۔

دور گل کشائی

بگنونیا کے سبھی راقیہ بیلوں میں بسنت اور گرمی کے شروع میں پھول نکلتے ہیں لیکن بگنونیا انکارنیٹا اور بگنونیا پرپوریا میں پھول سال میں دوسرے موقعوں پر بھی نکلتے ہیں اور بگنونیا چیمبرلینائی میں تو پھول ہمیشہ نکلتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ بہت کم ہوتے ہیں اور ان کا رنگ بھی پھیکا ہوتا ہے۔ بگنونیا میگنیفیکا میں بھی پھول کافی عرصہ تک رہتے ہیں۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ بگنونیا میں جب پھول پودے میں لگے ہوتے ہیں تو وہ کافی دیر تک قائم رہتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں توڑ لیا جائے تو یہ بہت جلد بے کار ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پھول قدرتی طور پر، پودے میں لگے رہنے سے ہی دیدہ زیب اور خوشنما لگتے ہیں۔

افزائش

بگنونیا کے نئے پودے قلم داب ترکیب سے تیار کئے جاتے ہیں۔ مگر قلم کی جیب صحیح طور پر کاٹی گئی ہو تو یقیناً کامیابی مل سکتی ہے۔ قلم سے جڑ حاصل کرنے کے لئے اسے چھیل بھی دیا جاتا ہے۔ اس کی ۹ انچ لمبی اور پنسل کی موٹائی کے برابر قلم پودے کے تنوں سے حاصل کر کے نم موسم میں تیار کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک بگنونیا ٹویڈیانا، بگنونیا گیسی لس، بگنونیا پرپوریا اور بگنونیا روزییائی کا تعلق ہے ان میں پھول ہمیشہ آتے ہیں اور ان کی پود تیار کی جا سکتی ہے لیکن اس عمل میں کافی عرصہ لگ سکتا ہے۔

عام کھاد اور بار آوری کھاد
(Manures and Fertilisers)

گرمی کے آخر میں اگر ہر سال بگنونیا کے پودے کے چاروں طرف پڑے ہوئے گوبر کی ایک ٹوکری بھر کھاد میں ایک مٹھی ہڈی کا چورا ملا کر زمین میں کھود کر ڈالا جائے تو اس سے نئے پودوں کے بڑھنے میں کافی مدد ملتی ہے لیکن جب اس کا پودا بڑھ جاتا ہے اور اس میں پھول

نکلنا شروع ہو جاتے ہیں تو کسی مخصوص کھاد کی ضرورت نہیں پڑتی۔

کیڑے مکوڑے اور بیماریوں سے بچاؤ

چونکہ بگنونیا کا پودا سخت جان ہے اس لئے اس پر تباہ کن کیڑے مکوڑے بے ضرر ثابت ہوتے ہیں۔ کیٹر پلیو اس کی پتیوں کو تھوڑا کھاتے ضرور ہیں، لیکن پودے کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچاتے۔ اس پودے کا اوپری حصہ چٹائی نما تنوں اور برگ دار ہونے کی وجہ سے، گلہریوں اور چوہوں کو اپنا گھر بنانے میں مدد دے سکتا ہے اور یہ اس میں اپنا کھلنا اکٹھا کرنے کے لئے اچانک حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی تنا مرجاتا ہے یا کسی جڑ کو نقصان پہنچ جاتا ہے تو ایسی حالت میں اس میں پھپھوند لگ جاتی ہے لیکن یہ کوئی خاص پریشانی کا باعث نہیں ہوتا۔ اس کا تدارک فطر کش دواؤں وغیرہ سے کیا جا سکتا ہے۔

بگنونیا کے اس مضمون کے اُردو ترجمے کی اجازت کے لئے، میں ادارہ کے قائم مقام ڈائریکٹر ڈاکٹر جے۔کے۔ مہیشوری کا شکر گزار ہوں۔ اس مضمون کو اردو میں ٹائپ کرنے کے لئے مس شہناز خان بھی شکریہ کی مستحق ہیں۔

صفحہ نمبر ۲۵ سے آگے ۔ حسرت کا رنگِ تغزل

جس نے ان کی غزلوں میں حرماں نصیبی کے بجائے ایک نشاط انگیز کیفیت پیدا کر دی، جس میں ان کی بے چین اور رہم جو طبیعت کو بڑا دخل تھا۔ جس سے مستقبل پر بھروسہ پیدا ہو جاتا ہے، استغنا کی دولت ملتی ہے، احساسِ خودداری پیدا ہوتا ہے، اور قناعت کا وہ پہلو دکھائی دیتا ہے جو محنت کے پرپیچ راستوں کو طے کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے اور اسی لئے حسرت کی اس قناعت میں تکرر و عالم کی آزادی کے باوصف تعطل اور جمود کی ایسی کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو انسان کو مجہول بنا کر اسے زندگی کے ارتقائی راستوں سے نابلد کر دے۔"

حسرت کے رنگِ تغزل کی یہی خوبی ہے جو ان کے رنگ کو ہمیشہ تازہ رکھے گی۔ وہ بہت بڑے آرٹسٹ نہ سہی، ان کے اشعار میں تفکر اور گہرائی بھی بہت نہیں ملتی مگر ان کا ایک خاص رنگ اپنی بوقلمونی کے سبب غزل کی تصویر میں ایک الگ رنگ کی نشان دہی کرتا رہے گا۔

مندرجہ ذیل اشعار ان کے اس رنگ کی نمائندگی کرتے ہیں ؎

خاطرِ مایوس میں نقشِ امید وصلِ یار
لو ہے صحرا میں گویا ایک چراغ دور کا

❖ ❖ ❖

حسرتیں دل کی ہوئی جاتی ہیں پامالِ نشاط
ہے جو وہ جانِ تمنا رونق کاشانہ آج

❖ ❖ ❖

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجوم بلا مجھے،

❖ ❖ ❖

تھی راحت حسرت کی کس درجہ فراوانی
میں نے غم ہستی کی صورت بھی نہ پہچانی

❖ ❖ ❖

غم ہائے دہر سے جو بری ہو وہی ہے مرد
حزن و ہراس شیوہ مردانگی نہیں

❖ ❖ ❖

تن آسانیاں دوسروں کو مبارک
یہاں امر دشوار کی آرزو ہے

❖ ❖ ❖

الغرض حسرت کی شاعری بالکل انسانی جذبات کی شاعری ہے جس میں رجائیت کا پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ ان کے یہاں محبت کا بیان ہے لیکن عشق کی شکست خوردگی سے بالکل پاک۔ ان کے یہاں جنسیاتی جذبات بھی ہیں لیکن ہوسناکی سے معرا۔ ان کی شاعری ایک خاص کلچر کی شاعری ہے جو ہمارے مشرقی ماحول اور ایک خاص شائستہ طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

• محمد عثمان خان عرفان پربھنوی
بھوئی گلی، ضلع پربھنی ۴۳۱۴۰۱ .

تاسیسِ مہاراشٹر

یہ صبحِ منوّر، سماں یہ سہانا
پرندوں کا شاخوں پہ یوں چہچہانا،
فضا وجد میں ہے، ہوا رقص میں ہے
کہ سورج کی ہر اک کرن رقص میں ہے
بڑا ہی مبارک ہے یہ آج کا دن،
یہ دن ہے "مہاراشٹر کی تاسیس کا دن
ہر اک کی زباں پر ہے قومی ترانہ،
ہر اک کا یہ مہاراشٹر گیت گنگنانا
یہ پربھات پھیری کا رنگیں نظارہ
یہ صبح کا رنگیں سماں پیارا پیارا
بڑی ہی عظیم ہے یہ بھارت کی ریاست
ہر اک کو ہے تسلیم اس کی حقیقت
یہ دھرتی ہے انمول مٹی کی دھرتی
یہ دھرتی ہے سرسبز فصلوں کی دھرتی
یہاں صنعتوں کی ہے بھرمار ہر سو
یہاں کارخانے بھی ہیں بے شمار ہر سو
یہ شیواجی کی جنم بھومی مہان ہے،
اسی سے دوبالا ہے بھارت کی شان
یہ دھرتی ہے دیش بھگتوں کی دھرتی
یہ دھرتی ہے سنتوں کی ولیوں کی دھرتی
یہاں ہندو مسلم میں ہے خوب محبت
یہ ہے "ایکتا" کی بے شک علامت
جدھر دیکھو مندر و مسجد کے مینار
جدھر بھی سنو سنکھ اور اذاں کی پکار.

کہو عرفاں جے ہند، بھارت کی جے،
کہو اپنے پیارے مہاراشٹر کی جے!
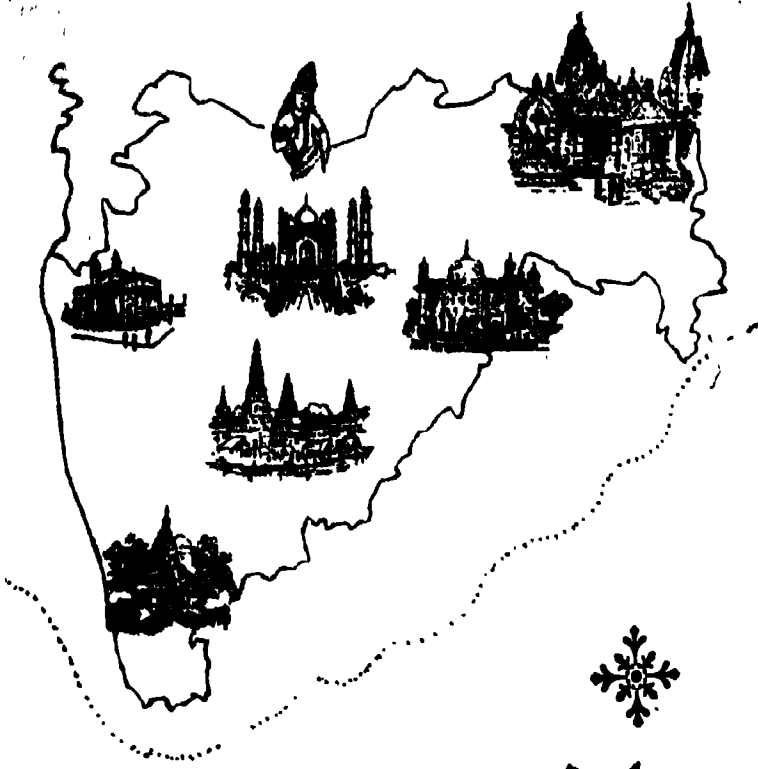
شہر جالنہ

مشہور ہر طرف ہے میرا جانِ جالنہ
ملتے ہیں ہر محاذ پہ اِنسانِ جالنہ

دستِ نگر نہیں ہے کسی اور شہر کا
سیتا ہے خود ہی اپنا گریباں جالنہ

رقصاں ہوئی اندھیرے گھروں میں بھی روشنی
پیدا ہوئے کچھ ایسے محبانِ جالنہ

برسوں سے ایک علم و ادب کا مقام ہے
اہلِ سخن سے اور بڑھی شانِ جالنہ

ارماں اپنے شہر کی تعریف کیا لکھوں
میرا وطن ہے یہ میرا ایمانِ جالنہ

• محمد اسمٰعیل ارمان جالنوی
اورنگ آباد سلک شوروم
اسٹیشن روڈ اورنگ آباد

★ ڈاکٹر منشاء الرحمٰن خاں منشاء

اا، استاد کے ٹاؤن۔ ناگپور

کسی کی دال کچھ گلنے نہ دے گی
ہوا کوئی دیا جلنے نہ دے گی
چلے گی وقت کی جب تیز آندھی
کفِ افسوس تک ملنے نہ دیگی
زمینِ دل میں نخلِ آرزو کو
یہ دنیا پھولنے پھلنے نہ دے گی
تیری دہلیز سے اک نسبت خاص
ہمیں بن کچھ لئے ٹلنے نہ دے گی
زمانے کی یہ فرعونی رعونت
کسی کی ایک بھی چلنے نہ دیگی
ہماری نسلِ نو اب آستیں میں
کسی بھی سانپ کو پلنے نہ دیگی
اے منشاؔ آدمی کو خود پرستی
بدلتے سانچوں میں ڈھلنے نہ دیگی۔

★ ڈاکٹر نایاب لکھنوی

روم نمبر ۴۹ - ۲۴۸۔
ساتویں لین۔ نیا پورہ۔
مالیگاؤں۔ (ناشک)

تلخیٔ لذتِ جذبات کا احساس کرو
ہو سکے تو مری ہر بات کا احساس کرو
گل فشاں دن کی مسرت ہو مبارک لیکن
آگ برسائی ہوئی رات کا احساس کرو
منحصر جن پہ ہے آسودگیٔ اہلِ وطن
کچھ نہ کچھ ایسے سوالات کا احساس کرو
اس سے گزرو گے تو ہو جاؤ گے سر آبِ حیات
پہلے اس منزلِ ظلمات کا احساس کرو
جن سے ملتا ہے نشاں عظمتِ انسانی کا
ان درخشندہ روایات کا احساس کرو
زہرِ احساس ہی پیتا ہے تبسم کی کرن
غم میں ڈوبے ہوئے نغمات کا احساس کرو
مسکراتے ہوئے لمحات فضاؤں کے نقیب
میرے تابندہ خیالات کا احساس کرو
جن کی قسمت میں نہیں صبح کا سورج یارو
ان کی بربادیٔ حالات کا احساس کرو
تم کو حاصل ہے جو احساس کی دولت نایابؔ
اس کے الطاف و عنایات کا احساس کرو

قطعات

★ سعید الحق سعید

معرفت فخر الدین عبد الجبار
اسپتال روڈ۔ اٹاوہ

موت سے ڈرنے والے اے ناداں
عقل تیری ہوئی ہے کیا مفقود
زندگی فاصلہ ہے منزل کا
اور ہے موت منزلِ مقسود

دعدوں کے ریگزار میں بہرِ تلاشِ دوست
یوں پھر رہا ہے رخشِ امل دوڑتا ہوا
صحرا میں جیسے آہوئے لب تشنہ اے سعید
پانی کی جستجو میں پھرے بھاگتا ہوا

نگاہوں سے چھپا کر خار و خس کی
چمن میں تشنہ لب پھولوں نے پی ہے
سعید ان کو بتا دے کوئی جا کر
یہ ننگِ حرمتِ شبنم کی ہے

اگر انساں کی نظروں کے آگے
فلاکت کا دھواں چھایا نہیں ہے
تو کہنا چاہیئے یہ بالیقیں
کہ اب فردوس بر روئے زمیں ہے

مہدی پرتاپگڈھی
...یگیشن ڈویژن - پرتاپ گڈھ (یوپی)

...ی سے آئیں ہوائیں، خوشبو کا اُبھار لئے
...کُم سُم کیسے بیٹھے ہو؟ اپنا دربار لئے

...عمری میں تم نے پال لئے ہیں کتنے روگ
...کے آنگن میں بیٹھے ہو درد کا کاروبار لئے

تازہ تازہ خبریں ریڈیو دیتا رہتا ہے
تم گھر سے نکلے کل کا باسی اخبار لئے

...نا میں جب جب بھی تم اپنے قدم بڑھاتے ہو
...ڑا رہتا ہے سر پر وہموں کی تلوار لئے

...جھونکا تیز ہوا کا کر دے گا مسمار یہ شہر
...ریت پہ بیٹھے ہو تم سپنوں کا سنسار لئے

...دہلیز پہ رکھا تھا جب اس نے پہلا قدم
...بے سامنے آئے اپنے من کا پیار لئے

...رنگی تتلی جیسا دور سے جیون لگتا ہے
...داگت کرتا ہے یہ کانٹوں کا اُبھار لئے

★

سکندر عرفان ایم اے
معرفت ریلوے بک اسٹال، کھنڈوہ
(ایم۔ پی)

وہ روز و شب کا حسیں انتخاب رکھتا ہے
سنہرے کل کے جو آنکھوں میں خواب رکھتا ہے

ضرور کرب کی دیوار توڑ ڈالے گا
وہ شخص خود میں اگر اضطراب رکھتا ہے

یہ کیسی رسم ہے سورج کے شہر میں رائج
ہر ایک چہرہ پہ اپنے نقاب رکھتا ہے

خود اک سوال بنا کر وجود کو اپنے
وہ اپنے آپ میں کتنے جواب رکھتا ہے

اگرچہ مٹ بھی چکی ہیں بدن کی تحریریں
نظر میں وہ تو مکمل کتاب رکھتا ہے

زمانہ اس کو سمجھتا ہے سنگ راہ مگر
وہ اپنے کرب میں اک انقلاب رکھتا ہے

وہ مسکرا کے عیادت کو میری آتا ہے
اور اپنے ہاتھ میں تازہ گلاب رکھتا ہے

وہ اپنی جھیل سی، مدہوش، گہری آنکھوں میں
جو مست کر دے وہ موجِ شراب رکھتا ہے

برا نہ مانو تم عرفان اس کی باتوں کا
وہ دوستوں کو بھی زیرِ عتاب رکھتا ہے

★

حکیم محمد فہیم خاموش
دہلی دواخانہ۔ قنوج، (یوپی)

پھولوں کا حسن خونِ دلِ آرزو پہ ہے
صحنِ چمن کا ناز ہمارے لہو پہ ہے

تنکے تو بہرِ زینتِ گلشن بچھا دیئے
اب انحصار برق تری جستجو پہ ہے

کہتے ہیں جل کے برق سے خاشاک آشیاں
تیرا یہ طمطراق مرے رنگ و بو پہ ہے

قائم ہے کائناتِ غم کائنات سے
موقوف حسنِ زیست غمِ آرزو پہ ہے

اُٹھتی نہیں ہے اہلِ جفا پر کہیں بھی یہ
تیغِ ستم ہم اہلِ وفا کے گلو پہ ہے

عاصی ہوں پھر بھی آس لگائے ہوں اس لئے
رحمت کا انحصار ہی لاتقنطو پہ ہے

بخشی ہے کائنات کو جس نے متاعِ حسن
خاموش کی نظر تو اسی خوبرو پہ ہے

★

* خالد کفایت

عصمت منزل، موتی بازار
مالیرکوٹلہ ۱۴۸۰۲۳

کس غم کا مداوا ہوں میں کس دکھ کی دوا ہوں،
صدیوں تک اسی آگ میں چپ چاپ جلا ہوں

فرہاد کا تیشہ کہیں سوہنی کا گھڑا ہوں
سپنا ہوں، جہاں آنکھ کھلی ٹوٹ گیا ہوں

شبیر ہوں اس عرصہ گہہ جور و جفا کا
تنہا میں ہزاروں ہی یزیدوں سے لڑا ہوں

ہر موڑ پہ شاید تھا مری گھات میں قاتل
نکلا تھا ابھی گھر سے کہ میں قتل ہوا ہوں

اے چاند کی دھرتی کے تمنائی مجھے دیکھ
اک میں بھی ستارہ ہوں مگر ٹوٹ چکا ہوں

خالد جو کبھی یاد کی آنکھوں سے تھا ٹپکا،
اس اشک کی صورت ترے عارض پہ جلا ہوں

◆

* حبابؔ ہاشمی

سب ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولس۔
پرتاپ گڈھ (یوپی)

تصور میں بہت کیں انجمن آرائیاں ہم نے
سلیقے سے گذاریں اس طرح تنہائیاں ہم نے

عجب کیا ہے جو تم نے وقت کی انگڑائیاں دیکھیں
بدل ڈالی ہیں اکثر وقت کی انگڑائیاں ہم نے

ہزاروں کلفتیں تھیں زندگی کی راہ میں لیکن
نہ پڑنے دیں غم و آلام کی پرچھائیاں ہم نے

وہیں پر آج شور نالہ و شیون بپا دیکھا
جہاں دیکھی تھیں کل بجتی ہوئی شہنائیاں ہم نے

حبابؔ اس دورِ پرآشوب میں قدرِ ہنر کیا ہو
سمو کر گرچہ رکھ دیں شعر میں گہرائیاں ہم نے

◆

* داور سیفی

۴۸، نوپاڑہ۔ باندرہ۔ بمبئی ۵۱

وقت مل جائے تو اس ضمن میں سوچوں میں
اپنے حالات سے بیگانہ نہیں ہوں میں

مجھ سے بے راہ روی تو نہیں ہو پائے
کوئی منزل کا تعین ہو تو چل دوں میں

اس کی باتوں سے تنفر کا پتہ ملتا
کیسے قاتل کو اک ہمدرد سمجھ لوں میں

پیار بانٹا ہے مرے دوست نے زہرت
دوسروں کی طرح کیوں بات چھپاؤں میں

میرے زخموں کی مہک دور تلک جا
بوئے گل بن کے فضاؤں میں جو مہکوں

رات کے پچھلے پہر آیا ہے شدت سے
ایک عرصہ ہوا اب خود کو تلاشوں میں

■
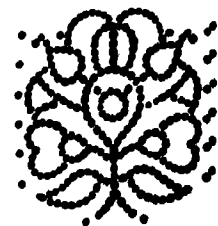
دافع پولیو مہم
گورنر کے ہاتھوں افتتاح

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے یکم مئی کو یہاں حاجی علی پر واقع ادارہ برائے جسمانی معذور و بازآبادکاری میں نزدیک کی فٹ پاتھ کے سلم باسی ایک بچے کو دفع پولیو کی سیال دوا پلا کر بمبئی عظمیٰ میں دفعِ پولیو مہم کا آغاز کیا۔

گورنر موصوف نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے مذکورہ مہم شروع کرنے پر ریاستی حکومت کو مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ سلم بستیوں کے بچوں کی ایک وسیع تعداد اس مہم سے فیضیاب ہوگی۔

اس سلسلے کی ایک سادہ سی تقریب کی صدارت کرتے ہوئے ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر صحت عامہ نے کہا کہ پولیو جیسی خطرناک بیماری سے کسی تاخیر کے بغیر ہر بچہ کی حفاظت ہونی چاہیئے جبکہ رائج طریقوں سے صرف ۳۰ فی صد بچوں کو پولیو سے بچایا جاسکتا تھا اسی لئے وسیع پیمانے کی مذکورہ مہم شروع کی گئی ہے تاکہ باقی ماندہ ۷۰ فیصد بچوں کو بھی فیضیاب کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ مہم رفتہ رفتہ تمام دیہی علاقوں میں بھی پھیلائی جائے گی۔

جسمانی معذور و بازآبادکاری ادارہ کے ڈائرکٹر، ڈاکٹر اے۔ کے۔ مکھرجی نے توجہ دلائی کہ دفع پولیو کی احتیاط پر صرف ۲ روپیہ ۵۰ پیسے خرچ آتا ہے جبکہ پولیو زدہ بچوں کے علاج و دیکھ بھال پر ۱۵۰ روپیہ ماہانہ خرچ آسکتا ہے۔

اس موقع پر گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف، شری وی۔ سری نیواسن، سیکریٹری صحت، شریمتی شانتا شاستری، سیکریٹری میڈیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ اور کئی دیگر ممتاز ہستیاں موجود تھیں۔

ڈاکٹر کے۔ ڈی۔ شرما، ڈائرکٹر میڈیکل ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ نے شکریہ ادا کیا۔

بعدازاں گورنر موصوف نے شہر کے مختلف حصوں میں دفع پولیو دواؤں کی تقسیم و انتظامیہ مراکز کا دورہ کیا۔ دن بھر میں اس مہم کے تحت ۰۰۰ ۷۰ بچوں کو پولیو کی دوا تقسیم کی گئی۔

چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۳ ویں برسی
وزیراعلیٰ کا خراجِ عقیدت

وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۳ ویں برسی کے موقع پر منترالیہ میں منعقدہ ایک تقریب میں شیواجی مہاراج کی تصویر کی گلپوشی کرکے ان کی یاد کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

اس سے قبل آپ نے گیٹ وے آف انڈیا اور شیواجی پارک پر شیواجی مہاراج کے مجسمے کے سامنے پھولوں کی مالائیں رکھ کر انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

اس سلسلے میں شیواجی سمارک سمیتی کی جانب سے شیواجی پارک میں ایک تقریب بھی منعقد کی گئی جس میں بمبئی کے میئر شریک تھے۔

شہری اراضی حدبندی قانون پر عمل آوری
کمشنروں اور کلکٹروں کو اختیارات

حکومتِ مہاراشٹر کے ایک فیصلہ کے بموجب شہری حدبندی قانون کو سُرعت کے ساتھ نافذ کرنے اور عام، حل طلب معاملات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کے لئے ڈیویژنل کمشنروں اور ڈسٹرکٹ کلکٹروں کو ان کی سطح پر اختیارات دئے جائیں گے۔

کابینہ کی ضمنی کمیٹی نے یہ فیصلہ ۲۸ اپریل کو یہاں منترالیہ میں تین روزہ مباحثے کے بعد کیا۔ وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ریاستی اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں اجلاس کے فوراً بعد شہری اراضی حدبندی قانون پر بہ سُرعت عمل آوری کے لئے اقدامات کرنے کی یقین دہانی کی تھی جس کے نتیجے میں مختلف اقسام کی زائد اراضی کے استعمال سے متعلق معاملات کے حل کے لئے ایک پالیسی ترتیب دی گئی۔

اس پالیسی کے تحت کلکٹران کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایسی زائد اراضی کو مذکورہ قانون سے مستثنیٰ قرار دیں جس پر مکانات کی تعمیر کے لئے قطعات نہیں بنائے جاسکتے۔ تاہم ایسی اراضی پر بعض شرائط عائد

مہاراج

کرکے ان پر تعمیرات کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

ڈیویژنل کمشنروں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ پبلک چیریٹیبل ٹرسٹوں کی زائد اراضی سے متعلق تفتیش کرنے کے بعد انہیں مذکورہ قانون سے مستثنیٰ قرار دیں۔ بشرطیکہ اس زائد اراضی کا استعمال ٹرسٹ کے قیام کے مقصد ہی کے تحت کیا جاتا ہو۔ نیز ٹرسٹ کو حکومت کی منظوری کے بغیر اپنی زائد اراضی فروخت نہیں ہوگی۔

جن ٹرسٹ اداروں کو شہری اراضی حد بندی قانون کے نفاذ کے بعد یعنی سنہ ۱۹۷۶ء کے بعد زمین الاٹ کی گئی ہے ان کے لئے زائد اراضی کو مذکورہ قانون سے مستثنیٰ رکھنے کے لئے دوبارہ درخواست کرنے کی ضرورت نہیں۔

قانون مذکورہ کے نفاذ سے قبل اگر کسی مالک اراضی نے کسی کوآپریٹیو سوسائٹی یا سوسائٹیوں کو زمین فروخت کی ہے یا زمین کی فروخت کا معاہدہ کیا ہے اور اس کے عوض کچھ رقم بھی وصول کی ہے اور اگر اس کے پاس کافی دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے تو حکومت ایسی زائد اراضی کی کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو منتقلی کی اجازت دے گی۔

صنعت کاروں کی ایسی زائد اراضی کو جسے صنعت کار اپنی صنعت کی مقررہ حدود کے اندر توسیع کے لئے استعمال کرنے کے خواہش مند ہیں۔ مذکورہ قانون سے مستثنیٰ رکھنے کا اختیار انڈسٹریز کمشنر کو دیا گیا ہے۔

حکومت نجی زائد اراضی کے مالکان کی زائد اراضی پر ہسپتال کی تعمیر کی درخواست پر غور کرے گی۔ کیونکہ یہ اقدام سماج کے لئے افادی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر کسی میونسپلٹی یا کارپوریشن کے شہری ترقی منصوبہ میں مخصوص قطعہ زمین کو سینما تھیٹر یا عوام کی کسی اور ضرورت کے تحت منتخب کیا گیا ہے تو اس زائد زمین کو مذکورہ قانون سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا بشرطیکہ اس کا مالک اسے منصوبہ میں درج مقصد کے لئے ہی استعمال کرے۔

وزیر اعلیٰ نے ان تین دنوں میں نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک دیگر کابینی وزراء اور متعلقہ محکموں کے سیکریٹریوں کے مشوروں سے ۹۰ معاملات حل کئے۔

سماج کے کمزور طبقات کے افراد کے لئے مکانات کی تعمیر کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے وزیر اعلیٰ نے آرکیٹیکٹس، انجینئروں، ٹاؤن پلانرس اور مالکان اراضی کے نمائندوں سے گفتگو کی۔ وزیر اعلیٰ نے ان کے سامنے مختلف تجاویز رکھیں اور انہیں ان پر غور کرنے کی درخواست کی تاکہ حکومت اس سلسلے میں مزید فیصلے کر سکے۔

وزیر اعلیٰ نے شہری حد بندی قانون پر سرعت کے ساتھ عمل آوری سے متعلق حکومت کو مشورے دینے کے لئے چیف سیکریٹری شری آر۔ ڈی۔ پردھان کی زیر صدارت سیکریٹریوں کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دی۔

ریاستی فینانشیل کارپوریشن کی جانب سے خشک سالی راحت اقدامات کے لئے عطیہ

مہاراشٹرا اسٹیٹ فینانشیل کارپوریشن کے چیئرمین شری ایس۔ آر۔ دمانی نے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں ریاستی حکومت کی جانب سے کئے جا رہے راحت اقدامات کے لئے کارپوریشن کی جانب سے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ کے لئے دس لاکھ روپیوں کا چیک ۲۷ اپریل کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی خدمت میں پیش کیا۔

اس موقعہ پر وزیر مملکت برائے داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ بھی موجود تھے۔

مجاہدین آزادی کی پنشن کمیٹی کی تشکیلِ نو

حکومت مہاراشٹر نے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی زیر صدارت مجاہدین آزادی کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے کمیٹی کے دیگر اراکین یہ ہیں۔ شری بھگونت راؤ گائیکواڑ، ایم ایل اے شری ناناصاحب پروہت، مہاڈ، ضلع رائے گڑھ، شری گووند بھائی شروف، اورنگ آباد، اور شری دھونڈیا انا نوالے سانگلی (ممبر سیکریٹری)

مذکورہ کمیٹی مجاہدین آزادی کی پنشن اور مالی امداد کی درخواستوں پر غور کرے گی۔

کمیٹی درخواست کنندگان کو منظور شدہ سہولتوں کی فراہمی کی بھی سفارش کرے گی۔

مرکزی حکومت کی اسکیم کے تحت موصولہ مجاہدین آزادی کی درخواستوں پر بھی مذکورہ کمیٹی غور کرے گی اور اپنی سفارش کے ساتھ انہیں

مرکزی حکومت کو روانہ کرے گی۔
شہیدوں کی یادگاروں کی تعمیر کے معاملات بھی یہ کمیٹی ہی طے کرے گی۔

ماحولیات کی حفاظت کی ضرورت
مرکزی وزیر کی لیجسلیٹروں سے اپیل

شری ڈگ وجے سنگھ، مرکزی وزیر برائے ماحولیات، نے اراکین مجلس قانون ساز فورم برائے ماحولیات سے کونسل ہال بمبئی میں ۲۲ر اپریل کو منعقدہ ایک میٹنگ کے دوران خطاب کرتے ہوئے مذکورہ اراکین سے اپیل کی کہ وہ صنعتوں کے پھیلاؤ سے حد درجہ بڑھتی ہوئی آلودگی کی روک تھام پر توجہ دیں۔ آپ نے کہا کہ آلودگی کے سبب عوام کی صحت کو لاحق خطرہ کے پیش نظر آلودگی سے ماحول کو بچایا جائے اور اس سلسلے میں عوام کو احساس دلانے کی کوشش کی جائے۔
آپ نے اس موقع پر وزیر اعظم کا پیغام پڑھ کر سنایا۔
میٹنگ میں اسپیکر شری شرد دیگھے، وزیر اعلیٰ، شری وسنت راؤ پاٹل، شری ایس۔ ایم۔ اشیر، وزیر برائے محنت، وزرائے مملکت شری کلپا آوارے، شری یندر بھوئیار، یشونت شیر کے اور کئی ایم ایل اے حضرات موجود تھے۔
مذکورہ فارم کے کنوینر شری اظہر حسین نے مہمانوں کا استقبال کیا اور شری سی۔ ڈی۔ اپچن ایم ایل اے، نے شکریہ ادا کیا۔

ڈاکٹر داتے کی وفات
وزیر اعلیٰ کی جانب سے اظہار تعزیت

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، نے عارضۂ قلب کے ماہر ڈاکٹر کے، کے، داتے، کی رحلت پر شدید غم کا اظہار کیا۔
ڈاکٹر داتے کا ۲۲ر اپریل کو بمبئی اسپتال میں انتقال ہوا تھا۔
وزیر اعلیٰ نے بمبئی اسپتال جاکر آنجہانی کے جسد خاکی پر گلہائے عقیدت چڑھائے۔

بالا صاحب ڈیسائی کی رحلت
نائب وزیر اعلیٰ کی جانب سے اظہار تعزیت

شری ڈی۔ ایس۔ ڈیسائی، عرف بالا صاحب ڈیسائی کی رحلت پر نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے اپنے انتہائی دکھ و رنج کا اظہار کیا ہے اپنے تعزیتی پیغام میں آنجہانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ شری ڈیسائی ایک قابل منتظم اور دبے کچلے کے پیروکار تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ سماجی و معاشی انصاف کے لئے اپنی خدمات وقف کیں۔
آپ نے فرمایا کہ شری ڈیسائی کی اچانک موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر کیا جانا آسان نہیں۔
شری ڈیسائی ۲۲ر اپریل کو بمبئی کے جسلوک ہسپتال میں وفات فرما گئے۔ آخری رسومات کے لئے آنجہانی کی لاش بمبئی سے پونے لے جائی گئی۔
وزرائے مملکت شری وجے سنگھ موہتے پاٹل اور شری اے، ٹی، پوار نے بھی شری ڈیسائی کی رحلت پر دکھ کا اظہار کیا اور اپنے تعزیتی پیغام میں سماج کے کمزور طبقات کی بہبود کے لئے آنجہانی کی خدمات کی یاد تازہ کرتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل امسال فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے جانے والے ہندوستانی باشندوں کے ناموں کی قرعہ اندازی کے ذریعہ ناموں کا انتخاب کر رہے ہیں جس کا اہتمام ۲۵ اپریل کو انجمن اسلام، بمبئی کے اکبر پیر بھائی ہال میں کیا گیا تھا۔
زیر نظر تصویر میں وزیر برائے اوقاف پروفیسر اے ایم عبدالعزیز وزیر مملکت برائے انرجی شری عبدالعظیم بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

منترالیہ میں تاریخی توپوں کی تنصیب

اولڈ کسٹمس ہاؤس بمبئی میں بمبئی کلکٹر کے دفتر کی حدود کی نشاندہی کے لئے بطور ستون استعمال کی جا رہی دو تاریخی توپوں کو حال ہی میں منترالیہ کے احاطے میں نصب کیا گیا ہے۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۵ اپریل کو چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۳ ویں برسی کے موقع پر منترالیہ میں شیواجی مہاراج کی تصویر کی گلپوشی کرنے کے بعد ان توپوں کا معائنہ کیا۔

کچھ عرصے قبل چیف سیکریٹری شری رام پردھان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی گئی تھی کہ مذکورہ توپوں کو ٹرافک آئی لینڈ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

بعدازاں چیف سیکریٹری نے ملٹری کے افسران سے ان توپوں کا معائنہ کیا اور پھر انہیں صاف کرنے کے بعد منترالیہ کے احاطے میں انہیں جگہ دی گئی۔

برٹش راج کی ان توپوں پر "۱۷۹۷ء" کھدا ہوا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ایسی ۲۲ توپیں ہیں جنہیں حکومت مختلف نمایاں مقامات پر نصب کرنا چاہتی ہے۔

صدرِ ہند، شری گیانی ذیل سنگھ، نئی دہلی میں منعقدہ گورنر کانفرنس کے دوران مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل شری آئی۔ ایچ۔ لطیف سے ملاقات کے دوران مصافحہ کر رہے ہیں۔

خبریں - تصویروں میں

نائب وزیراعلیٰ مہاراشٹر، شری رام راؤ آدِک، دہلی میں صدرِ ہند شری گیانی ذیل سنگھ سے ایک رسمی ملاقات کے دوران محوِ گفتگو ہیں۔

نائب وزارتِ اعلیٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد صدرِ ہند سے آپ کی یہ پہلی ملاقات تھی۔

⦿●⦿
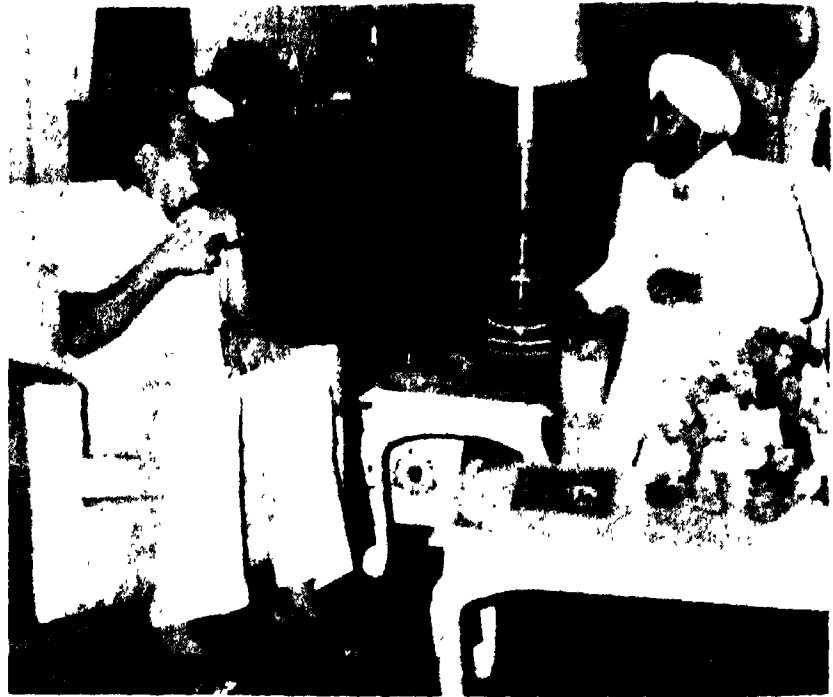
وزیر برائے زراعت، شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار منترالیہ میں ۱۸ اپریل کو ریاست میں زرعی ترقیات سے متعلق امور پر غور کرنے کے لئے طلب کردہ میٹنگ سے خطاب فرما رہے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں وزیر موصوف کے ساتھ وزیر مملکت برائے زراعت شری راؤ صاحب جامکر اور سیکریٹری محکمۂ زراعت شری وی۔ وینکٹیش بھی دیکھے جا سکتے ہیں
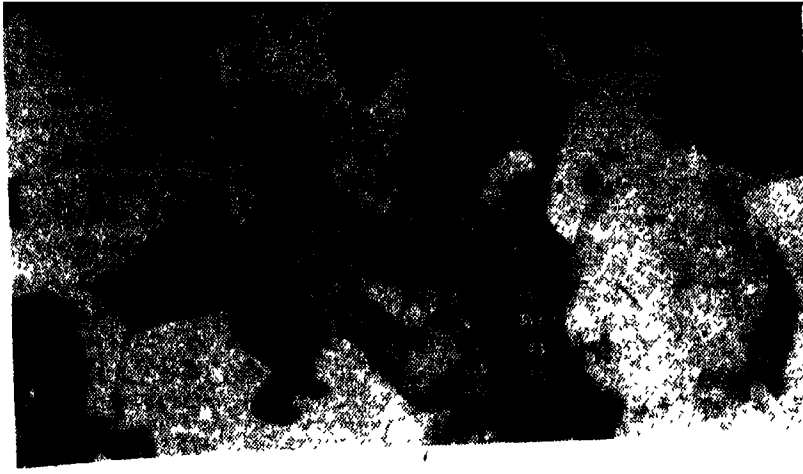
گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف، نے حاجی علی پر واقع کل ہند ادارہ برائے جسمانی معذور و بازآبادکاری میں نزدیک کی فٹ پاتھ کے ایک سلم باسی بچہ کو یکم مئی کو پولیو کی سیال دوا پلا کر بمبئی منطقہ میں "دفع پولیو مہم" کا آغاز کیا۔ زیر نظر تصویر میں گورنر موصوف اور شریمتی بلقیس لطیف کو مذکورہ مرکز پر دیکھا جا سکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، کو مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن، کے چیرمین شری ایس۔ آر۔ دمانی، کارپوریشن کی طرف سے ۲۷ اپریل کو منترالیہ میں دس لاکھ روپے کا چیک وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں پیش کر رہے ہیں۔ وزیر مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ بھی اس موقع پر موجود تھے

شری ارون دیویکر، وزیر مملکت برائے اسپورٹس اور یوتھ ویلفیر، بمبئی میں یکم مئی کو ۲۰ ویں مراٹھی فلمی میلہ کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب میں اعزاز تقسیم کر رہے ہیں

قومی سماج
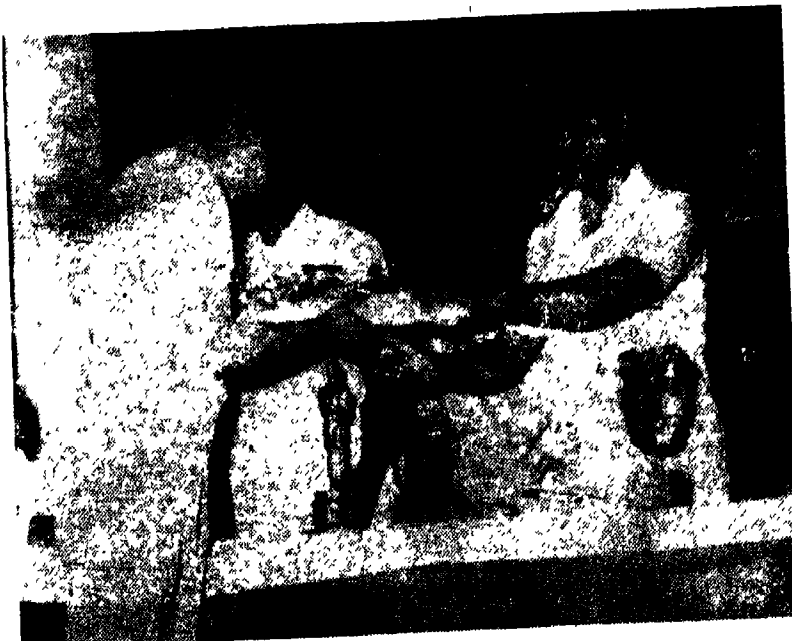
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل،
زمبیا پارلیمانی وفد کے اراکین کے درمیان
۲۶ را پریل کو منترالیہ میں ایک رسمی ملاقات
کے دوران دیکھے جا سکتے ہیں۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک
کل ہند انجمن برائے صنعت کے زیر اہتمام
اوبرائے ٹاورس، بمبئی میں ۳۰ را پریل، کو
مرچنٹ بینکینگ کے موضوع پر منعقدہ ایک
سیمینار کے افتتاح کے بعد تقریر فرما
رہے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی
بلقیس لطیف نے سچیوالیہ جیم خانہ میں ۲۹ اپریل
کو سابق وزیر اعلیٰ شری بابا صاحب بھوسلے کی بیٹی
شریمتی شانتا یادو کی پیش کردہ ساڑیوں کے
رنگین کام کی نمائش کا افتتاح کیا۔
زیر نظر تصویر میں آپ ایک ساڑی
پر خوبصورت گل بوٹوں کی کڑھائی کو دلچسپی
سے دیکھ رہی ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، دھاراوی، بمبئی میں، میونسپل کونسل کے تعمیر کردہ ہیلتھ سینٹر کا ۲۵ اپریل کو افتتاح کر رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب بمبئی کے میئر شری منموہن سنگھ بیدی اور دائیں جانب لیجسلیٹو کونسل کے رکن شری مرلی دیورا دیکھے جاسکتے ہیں

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل،
خشک سالی راحت فنڈ کے لئے پوچسٹ
فارماسیوٹیکلس، بمبئی کی طرف سے ۲۲ اپریل
کو ودھان بھون، بمبئی میں ایک لاکھ روپے
کا چیک وصول کر رہے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف
جے۔ جے۔ ہسپتال میں ۲۸ اپریل کو جذامیوں
کو فراہمیٔ روزگار اسکیم کے ایک پروگرام کا افتتاح
کرنے کے بعد ایک جذامی کو چپل سیتے ہوئے
دیکھ رہی ہیں۔

the new tax reliefs make your investments in 6-Year National Savings Certificates

(VI & VII ISSUES)

the most rewarding ones with highest returns in the shortest time

- Tax Relief on annual investment up to Rs. 40,000 under Section 80-c of the Income Tax Act.
- Tax-free interest limit raised to Rs. 7,000
- Interest rate raised to 13% on investments from non-resident's (External) Account
- No limit on investments.
- Several other benefits.

VI ISSUE:
Certificates fetch 12% interest compounded half-yearly earning you more than double the money you invest.

VII ISSUE:
Interest paid every six months @ 12% per annum.

For details, please contact:

- Directorate of Small Savings
  New Administrative Building
  Bombay 400032
  Phones: 232537 ■ 230290
- Nearest Post Office
- Authorised Agents
- Asstt. Dir. of Small Savings C/o. Collectorate

DGIPR/SS-1/April/83/E
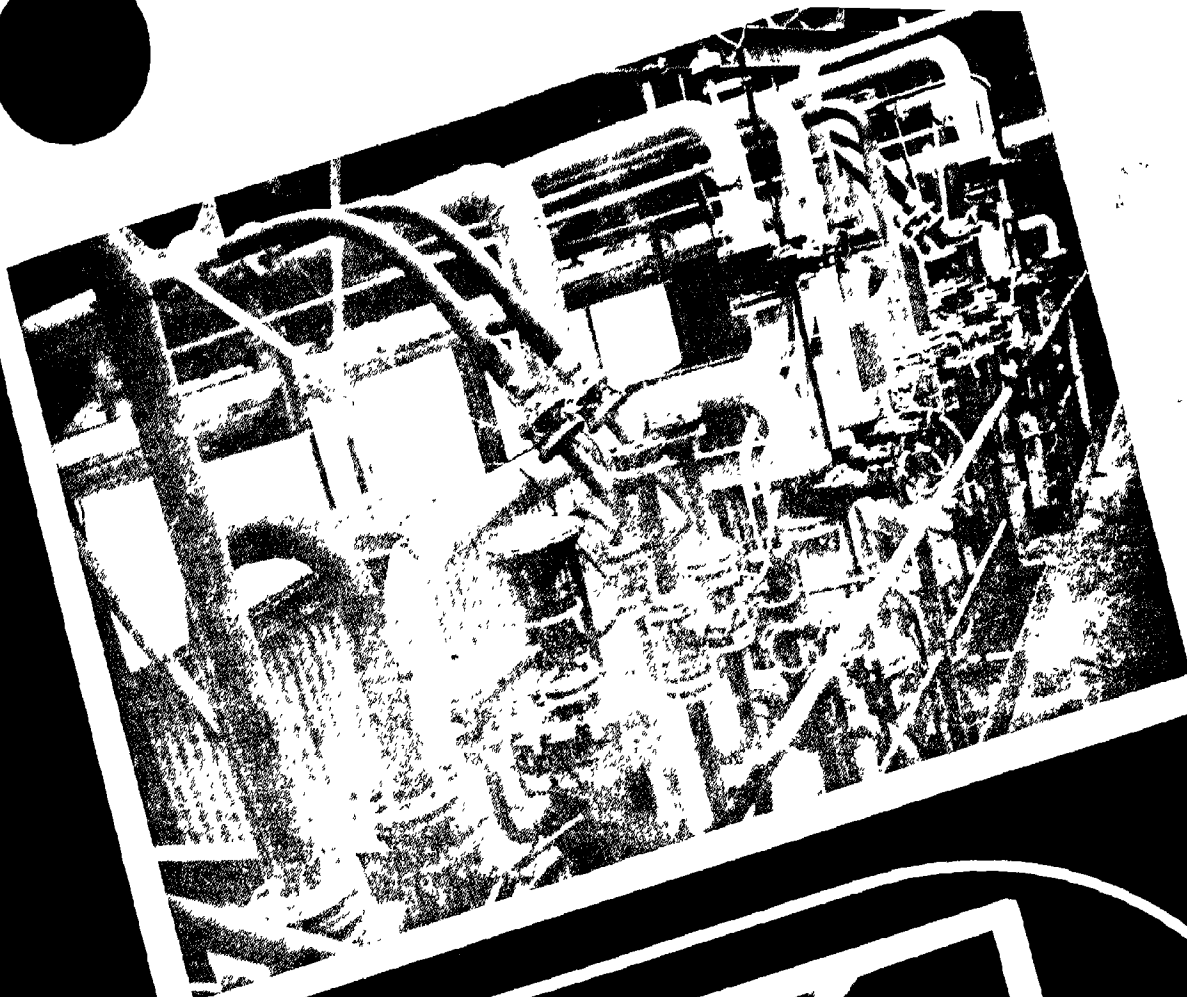
10-6-83

۱۰ر جون ۱۹۸۳ء
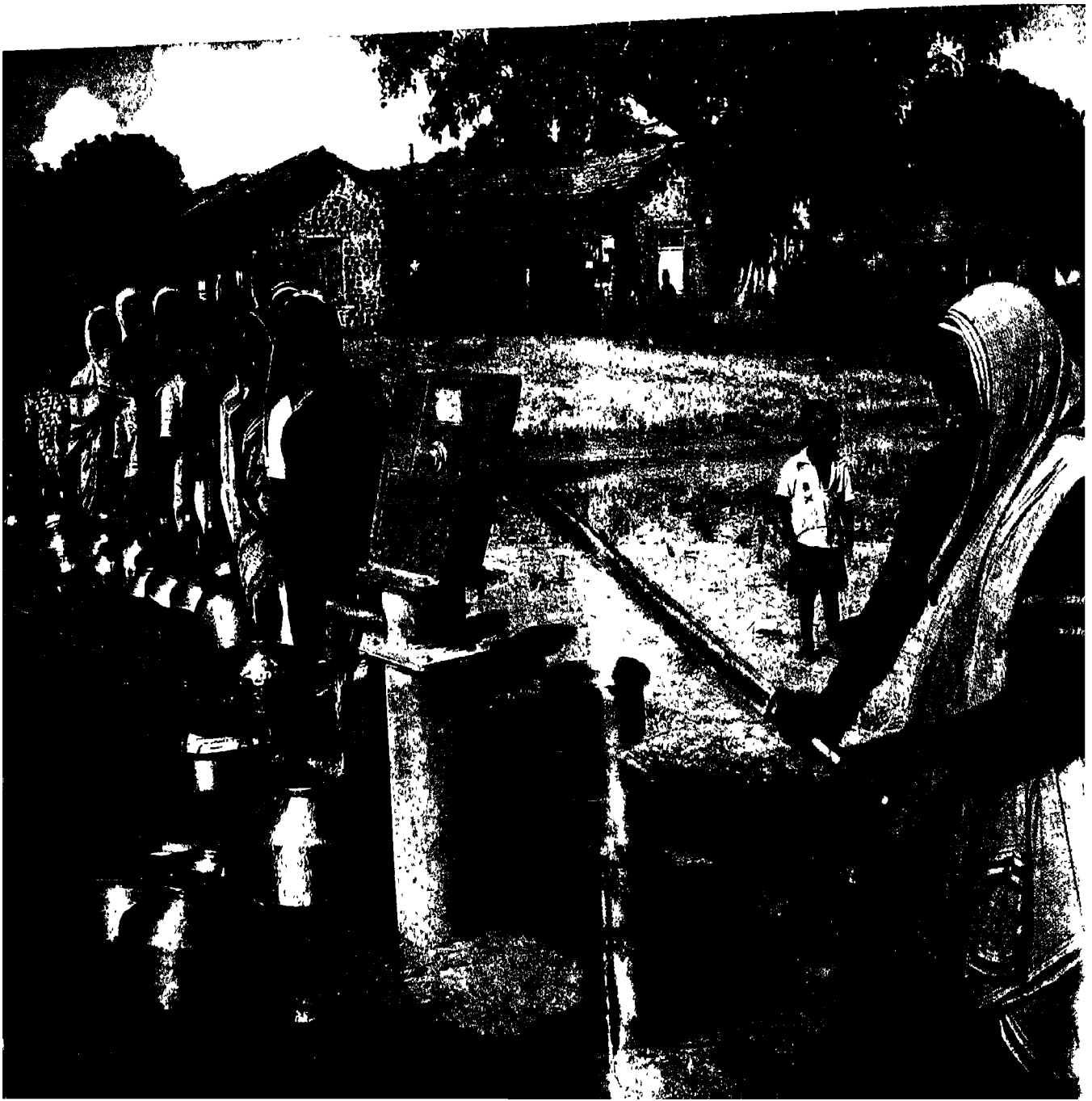
دیہی فراہمیٔ آب اسکیم کے تحت
زیرِ استعمال اونچے درجہ پر بادی دباؤ سے
کام کرنے والی بورنگ مشین ۔

دیہی علاقہ میں ٹیوب ویل سے
فراہمیٔ آب کی مہیا کردہ سہولت،
ادیباسی خواتین ہتھ پمپ سے
پانی بھر رہی ہیں ۔

جلد ۱۰ شمارہ

قومی راج

۱۰ جون ۱۹۸۳ء

10/6/83

نگران : خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے ۔ قیمت فی کاپی: پچاس پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر :۔ موہن پاٹل

ایڈیٹر :۔ ریاض احمد خاں

★ **عفت موہانی** بی۔اے آنرز۔ ایم اے (عثمانیہ)
۵۹۵-۱-۱۴ ۔ سیتارام پیٹھ ۔ حیدرآباد (اے پی) ۵۰۰۰۱۲

"قومی راج" برابر پہنچ رہا ہے۔ شکریہ۔ پرچہ اس قدر دلکش، مفید اور معلومات آفریں ہے کہ اس کے مطالعہ سے یوں لگتا ہے قاری نے کم و بیش آدھے ہندستان کی گھر بیٹھے سیر کرلی، ساتھ ساتھ دلچسپ مضامین اور عمدہ غزلوں نے بھی دل و دماغ کو آسودگی بخشی۔

پچھلے دنوں یوسف ناظم صاحب کا ذکاہیہ بڑا دلچسپ لگا۔ ان سے اسی طرح کے مضامین اور لکھوایئے۔ اس دور گرانبار اور زندگی کی کشاکش میں آدمی کو تھوڑا بہت ہنسنے کا موقع تو مل جائے۔

مزید برآں قومی راج میں کتابت کی غلطی نظر نہیں آتی۔ طباعت بھی نہایت روشن ہوتی ہے۔ کاغذ عمدہ اور دبیز۔ یہ گوناگوں خوبیاں پرچے کو خوبصورت، پرکشش بناتی ہیں۔ قبول عام کی سند عطا کرتی ہیں۔

★ **دیوان چند شرما**۔ سپادک "نکت الکار" (مراٹھی، ہندی)
ونی۔ ضلع ایوتمحل (مہاراشٹر)

"قومی راج" متواتر ملتا ہے۔ اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ واقعی محنت سے اس رسالے کو اچھا بنانے میں کوشاں ہیں۔ آپ کی یہ محنت قابل تعریف ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج یہ رسالہ یوپی اور مدھیہ پردیش تک کے لوگوں میں مقبول ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

آپ کا ہر پرچہ اپنی مثال آپ ہی ہوتا ہے اس میں شک نہیں ہے اس رسالے میں چھپے مضامین اور نظمیں واقعی معیاری ہوتی ہیں ــــ ان کوششوں کے لئے آپ مبارکباد قبول فرمائیں۔

★ **عبدالسمیع ایم پٹیل قریشی**
۹۔ لے۔ کیڈل روڈ۔ رضیہ ریسٹورنٹ کے اوپر۔ ماہم شریف بمبئی ۱۶

مجھے آج فخر محسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنے دلپسند "قومی راج" کے بنانے اور سنوارنے والوں کی خدمت میں اپنی دلی تمنائیں مبارکباد کی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ یوں تو ہر شمارے میں دوسرے قارئین بھائی بہن تعریفی خطوط شائع ہوتے رہتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ قومی راج معیاری خوبیوں کے سبب مقبول ہوتا جا رہا ہے بلکہ کسی اشتہار بازی کے بغیر اپنی مقبولیت کے آسمان کی بلندیوں کو چھوتا نظر آنے لگا ہے کیونکہ اس میں معلومات کا وہ خزانہ نظر آتا ہے جس سے ہمیں علم ہوتا ہے کہ کہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ ترقی کی سمت ہمارے قدم کس تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور ہمیں دیش کی خوشحالی اور ترقی کے واسطے کیا کرنا ہے۔ یہ نہایت ضروری بھی ہے تاکہ ہم فخر کے ساتھ کہہ سکیں ؎

سارے جہاں سے اچھا ہندستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا

آپ سب کو اور حکومت مہاراشٹر کو مبارکباد دینے کے ساتھ میں قومی راج کی مثال دیتے ہوئے صرف یہ شعر پیش کر رہا ہوں

قدم چوم لیتی ہے خود بڑھ کے منزل
مسافر اگر اپنی ہمت نہ ہارے

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں جنہیں دھاگے میں پروکر آپ لوگوں کی خدمت میں خوبصورت ہار پیش کروں

★ **انور حسین**
۳۷۔ بیلگچھیا۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۳۷

"قارئین کی رائے" میں ہندستان کے مختلف شہروں کے قارئین کے تعریفی خطوط پڑھ کر میں بھی چند سطریں بہت دور دراز یعنی کلکتہ سے لکھ رہا ہوں۔ ایک دوست نے مالیگاؤں سے مجھے "قومی راج" کے چند شمارے بطور تحفہ بھجوائے تھے۔ یقین فرمایئے کہ قومی راج مجھے اور میرے دوستوں کو بے حد پسند آیا۔ اتنا پیارا رسالہ شائع کرنے پر آپ، آپ کا عملہ اور حکومت مہاراشٹر کو جس قدر بھی مبارکباد دی جائے کم ہے۔

★ **عثمان عاجز**
یو۔ ایم۔ اے ریڈیو انٹرنیشنل
۹۲/۱۰۲ مولانا شوکت علی روڈ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

قومی راج پابندی سے مل رہا ہے۔ قومی راج کو آپ نے جو نیا موڑ دیا ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے۔ نظمیں غزلیں اور مضامین بڑے معیاری ہوتے ہیں۔ یہ سب آپ اور آپ کے عملے کا کمال ہے جس کے لئے آپ سب مبارکباد کے مستحق ہیں۔

خشک سالی اور منصوبہ بند کوششیں

ریاست کے عوام کی ۶۵ فیصد آبادی دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے جن کا ذریعۂ معاش زراعت ہے۔ اور اس کا انحصار بارش پر ہے اور بارش کی غیر یقینی صورتِ حال کے سبب ہمیشہ ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فی الوقت خشک سالی نے ۳۰ اضلاع میں سے ۲۱ اضلاع کو پوری طرح لپیٹ میں لے لیا ہے جس کا اثر حالیہ بجٹ پر بھی پڑا ہے۔ اس موضوع پر اسمبلی اجلاس میں نہایت ہی باریک بینی سے غور و خوض کیا گیا۔ اس ناگہانی آفت کا سامنا کرنے کے لئے بجٹ میں خصوصی تجاویز مثلاً پینے کے پانی کی فراہمی وغیرہ پیش کی گئیں۔

۱۰ ہزار دیہات متاثر

سنہ ۱۹۸۲ء کے خریف موسم میں بارش تاخیر سے شروع ہوئی اور کئی علاقوں میں ناکافی رہی۔ نتیجہ میں خریف علاقہ کی ۱۲۴ لاکھ ہیکٹر اراضی میں سے ۱۴ لاکھ ہیکٹر اراضی پر بوائی نہیں کی جا سکی۔ اگست سنہ ۱۹۸۲ء تک ۲۹ لاکھ ہیکٹر اراضی میں خریف فصل کو نقصان پہونچا چند علاقوں میں ناکافی بارش کی وجہ سے صورتِ حال اور خراب ہوگئی۔ تقریباً ۱۰۱۶۱ متاثرہ دیہات، ۱۲ اضلاع ناشک، دھولے، جلگاؤں، احمد نگر، پونے، ستارا، سانگلی، شولاپور، اورنگ آباد، جالنہ، بیڑ، عثمان آباد، لاتور، پربھنی، امراؤتی، بلڈانہ، اکولہ، ناگپور، بھنڈارہ، گڈچرولی اور چندرپور میں واقع ہیں جو قحط زدہ علاقے قرار دے دیئے گئے ہیں۔

راحت اقدامات کے لئے ۴ کروڑ روپیہ

خشک سالی کی صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے مجموعی طور سے راحت اقدامات کے لئے خصوصی تیاریاں کی گئی ہیں۔ محصول، د

جنگلات اور دیہی ترقیات محکمات کے زیر نگرانی خصوصی راحت شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ ہر ضلع میں ضلع کلکٹر کی صدارت میں ضلع کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ کی صدارت میں کابینی ضمنی کمیٹی بھی مقرر کی گئی ہے جو ہر ہفتہ میٹنگ منعقد کر کے صورتِ حال کا جائزہ لیتی ہے۔ ان تمام انتظامات سے راحت اقدامات تیزی سے طے پاتے ہیں اور قحط سالی پر قابو پانے کی جدوجہد بھی پوری رفتار سے جاری رہتی ہے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل خود بھی اس مسئلہ کے حل کے لئے عملی جد و جہد میں مصروف ہیں۔ آپ نے ذاتی طور سے متاثرہ علاقوں کا وسیع پیمانے پر دورہ کیا اور صورتِ حال کی مناسبت سے کئی بر موقع اقدامات اور فیصلے کئے جن کے نتیجے میں متاثرہ افراد کے دلوں میں یہ اطمینان پیدا ہو سکا ہے کہ ان کی تکلیفوں کو دور کرنے اور صورتِ حال پر قابو پانے میں سرکاری مشینری پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ دور دراز دیہی علاقوں اور ریاست میں قحط سالی سے متاثرہ علاقوں میں جسنگی

پانی پر آب رسانی کے لئے وزیر اعلیٰ نے ۴ کروڑ روپیہ کی مالیت کے ہنگامی منصوبہ پر عمل آوری کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کا ہر کوئی خصوصاً قحط سالی سے متاثرہ افراد نے خیر مقدم کیا ہے۔ اسی طرح اس مشکل دور میں عوام کے حوصلے بلند رکھنے کے لئے نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے بھی وسیع پیمانے پر ریاست کا دورہ کیا۔

آب رسانی اقدامات

ریاست میں چاہے معمول کے خلاف حالات ہوں یا عام حالات ریاست کے کئی دیہی حصوں میں پینے کا پانی مہیا کرنا ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ اس سال سنگین صورت حال کے پیش نظر ستمبر ۱۹۸۲ء میں مسئلہ کن دیہی علاقوں کا انتخاب کرنے کے لئے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا گیا۔ چنانچہ آب رسانی سے متعلق مختلف اقدامات مثلاً بور کنوؤں کی تعمیر، بیل گاڑیوں اور لاریوں اور پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی طے کرکے ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا۔ اس طرح ۴۴۴۳ و ۱۲ دیہاتوں میں سے ... تقریباً ۴۹۲ و ۸ دیہی علاقوں میں آب رسانی کے متعدد اقدامات کئے گئے جن میں ۰۰۰ و ۲۳ ہینڈ پمپوں کی درستی اور بیل گاڑیوں اور لاریوں سے پانی کی فراہمی بھی شامل ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۸۲ ۔ ۱۹۸۲ء کے دوران پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی کی طے شدہ اسکیمات میں سے مارچ ۱۹۸۳ء تک ۱۲۵۲ اسکیمات مکمل نہ ہو پاتیں اگر وزیر اعلیٰ اور متعلقہ افسران اس پر توجہ نہ دیتے اور مالی انتظامات کے لئے خصوصی کوششیں نہ کرتے۔ ابھی بھی ۴۵

چھوٹے شہری علاقے اپنے وسائل کے تحت پینے کے پانی کی فراہمی کے انتظار میں ہیں۔ پینے کے پانی کی فراہمی کے سلسلے میں تمام امور کا ابتدائی پر اخراجات کا اندازہ ۱۰۲ کروڑ روپیہ ہے۔

اس مسئلہ سے متعلق حکومت نے خاص اقدام کرتے ہوئے قحط سالی کے دوران ریاست میں پینے کا پانی مہیا کرنے کی غرض سے تمام ذرائع آب کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے نہ صرف یہ بلکہ آبپاشی کے لئے جمع کردہ پانی میں سے بھی متاثرہ افراد کو پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

اقدامات کے لئے فیصلے

ریاستی حکومت نے خریف فصل کے تحفظ اور کسانوں کو راحت دینے کے لئے فوری طور پر اہم اقدامات کئے۔ راحت سے متعلق اقدامات پر فوری عمل آوری اور نگرانی کے لئے ضلع سطح کی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن کی سربراہی مقامی عہدیداران مثلاً کلکٹر، ضلع پریشد صدر وغیرہ اور انچارج وزیر کو سونپی گئی۔ اس کے علاوہ ریاستی سطح کی کمیٹی، سکریٹریز کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی، کابینی، ضمنی کمیٹی اور وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں آل پارٹی کمیٹی تشکیل دی گئی ہیں۔ محکمہ مالگذاری میں ایک خصوصی سیل قائم کیا گیا ہے۔ راحت پروگرام پر مؤثر عمل آوری کی نگہبانی کے لئے خشک سالی کمشنر کا ایک نیا عہدہ تشکیل دیا گیا ہے۔

مرکزی حکومت سے مدد

ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء میں صورت حال کا سرسری جائزہ لے کر اس ماہ کی ۱۷ تاریخ کو حکومت ہند سے مالی امداد کی درخواست کرتے ہوئے راحت اقدامات پر ریاست میں اخراجات کے لئے حکومت نے ۱۴ و ۱۳۱ کروڑ روپیہ طلب کیا۔ اس پر مرکز سے ایک ٹیم مہاراشٹر روانہ کی گئی جس نے صورت حال کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کی جس کی روشنی میں حکومت ہند نے ریاستی حکومت کے لئے ۵۶و۳۸ کروڑ روپیہ کی مالی امداد منظور کی۔

اقدامات کی نوعیت

راحت اقدامات دو قسم کے ہیں۔

(۱) طویل مدتی (۲) عارضی۔ بہر حال دونوں اقدامات کا مرکزی مقصد خریف فصل کے نقصان کی زیادہ سے زیادہ تلافی کے لئے،

ربیع پیداوار میں اضافہ اور عارضی اقدامات میں زمین کی ہمواری اور دیگر اراضی ترقیات بھی شامل ہیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کاموں پر مزدور کامگاروں کی تعداد میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔ ۲۶ مارچ ۱۹۸۳ء تک تعداد ۸، ۲۰ لاکھ تھی۔ اس کے بعد کچھ بارش کی وجہ سے ربیع میں بہتری پیدا ہوئی جس کے نتیجہ میں کامگار مزدوروں کی تعداد میں کمی ہوئی چنانچہ ۲ اپریل ۱۹۸۳ء تک یہ تعداد کم ہو کر ۵،۸۶ لاکھ رہ گئی۔

مالی انتظام

۱۵۰۰ کروڑ روپیہ کی مالیت کے سالانہ ریاستی منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں بھی اس ناگہانی آفت کا سامنا کرنے کی تدابیر رکھی گئی ہیں۔ مارچ ۱۹۸۳ء کے آخر تک ریاستی حکومت دیہی آب رسانی اسکیم پر ۱۸،۸۱ کروڑ روپیہ صرف کر چکی ہے۔ جاری سال میں اخراجات میں سے ۷۷،۵۲ کروڑ روپیہ منصوبہ میں سے فراہم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیہی آب رسانی خصوصی اسکیم کے لئے حکومت نے مزید ۲۰،۳۴ کروڑ روپیہ فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے متعدد اقدامات مثلاً بیل گاڑیاں، ٹینکر لاریاں، تالاب کی تعمیر وغیرہ پر اس سال کے آخر تک ۱۰،۳۴ کروڑ روپیہ اخراجات کا اندازہ ہے۔ منصوبہ میں شامل ضمانت روزگار اسکیم پر منصوبہ کی رقم کے علاوہ مزید ۲۵ کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ نتیجۃً میونسپل علاقوں میں پینے کا پانی مہیا کرنے کی غرض سے حکومت نے میونسپل اداروں کو ۱۵،۲ کروڑ روپیہ بطور راحت اقدامات منظور کیا ہے۔ سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں دیہی آب رسانی اسکیم کے لئے ۶۲،۷۵ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔

متاثرہ علاقوں کے افراد اور زرعی مزدوروں کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کئی راحتیں مہیا کی گئیں۔ دیہی تالاب، نہری کام ضمانت روزگار اسکیم کے تحت فوری طور پر منظور کئے گئے۔

تقطیر آب تالابوں کی تعمیر پر مالی حد ۷۵،۰۰۰ روپیہ سے بڑھا کر ۱،۰۰،۰۰۰ کر دی گئی۔

ایک ڈویژن سے دوسری ڈویژن میں منتقلی کی اجازت دے دی گئی۔ بدعنوانی کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات کئے گئے۔ اور کلکٹروں کو مزید کاموں کی گنجائش مہیا کرنے کی ہدایت کی گئی۔ فی مزدور ایک کلوگرام اناج بطور اجرت ختم کیا گیا۔ مزدوروں کو جائے رہائش سے ۵ کلومیٹر دور واقع کاموں کی جگہوں پر کیمپ لگانے کی اجازت دی گئی۔ جس میں راشن دکانیں، رہائشی جھونپڑے، پینے کے پانی، طبی سہولت وغیرہ مہیا کی گئیں۔ زمین کی ہمواری حکومت کے اخراجات پر کرنے کی ہدایت کی گئی۔

چارہ کی فراہمی

خشک سالی سے چارہ کی قلت بھی آن پڑی ہے۔ مویشیوں کے لئے چارہ کی اشد ضرورت کے پیش نظر مالکان کسانوں کو مویشی کی تعداد کی مناسبت سے چارہ فراہم کرنے کے انتظامات کئے گئے۔ کلکٹروں کی تحویل میں ۹۰ لاکھ روپیہ رکھا گیا تاکہ اس رقم سے چارہ کی بہ آسانی فراہمی کی جا سکے۔ گذشتہ سال ستمبر میں کچھ بارش ہونے سے صورت حال میں بہتری کے آثار نمودار ہوئے۔ جس کی وجہ سے چارہ کی مانگ میں بھی کچھ حد تک کمی آ گئی۔ اب تک بطور تقاوی ۲۸،۳۹ لاکھ روپیہ چارہ کے لئے تقسیم کیا گیا۔

حکومت نے ڈیری ترقیات مہاتما پھلے ودیاپیٹھ، راہوری اور مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن کی زیر ملکیت داپوری پروجیکٹ کے تحت کھیتوں میں چارہ کی کاشت کا پروگرام بھی منظور کیا ہے لیکن صورت حال کی بہتری کے بعد ان ایجنسیوں کی پیدا کردہ چارہ کی مانگ کی کمی ہو گئی ہے۔ دودھ دینے جانوروں کے مالکان کسانوں کو بھی چارہ کی فراہمی کے لئے حکومت نے بھی ایک خصوصی اسکیم بنائی۔ اس اسکیم پر خرچ ہونے والی رقم کسانوں کی جانب سے دودھ کی فراہمی پر کسانوں کو دی جانے والی رقم میں ضم کر دی جاتی ہے۔

متاثرہ علاقوں میں کم از کم ۲۵۸۰ دیہاتوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت ہے۔ اس تعداد میں سے ۱۵۴۰ دیہات مشکل رساں اور ۱۰۴۰ دیہات غیر مشکل رساں ہیں۔ ان دیہاتوں میں بور کنوؤں سے پانی مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

آب رسانی کے لئے اس کے ذریعہ بیل گاڑیوں، ٹینکر لاریوں وغیرہ کے ذریعہ پانی مہیا کرنے کی اسکیم پر اخراجات کے لئے مزید ۸،۲۷ کروڑ روپیہ درکار ہے۔

حکومت ہند نے اس رقم میں سے ۵۰،۲۰ کروڑ روپیہ کی امداد منظور کی ہے۔ صورت حال کا بغور جائزہ لینے کے بعد اندازہ ہوا ہے کہ مزید کئی علاقوں میں پانی کی قلت پیدا ہوگی۔ لہٰذا کلکٹران کو ہدایت

کی گئی ہے کہ وہ ایسے علاقوں کا انتخاب کریں اور ان کے لیے ایک ماسٹر پلان تیار کریں۔ کلکٹران کے تیار کردہ ماسٹر پلان کے مطابق [illegible] دیہاتوں میں آئندہ چند مہینوں کے دوران شدید پانی کی قلت رہے گی ۔ ان میں سے ۲۰۵۹ دیہاتوں میں بور کنوؤں کے ذریعہ اور پائپ کے ذریعہ عارضی طور پر پانی مہیا کرنے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ باقی ماندہ ۹۴۱۲ دیہاتوں میں جلد ہی آب رسانی اسکیمات عمل میں لائی جائیں گی۔ اس کے علاوہ ۵۴ چھوٹے شہروں میں بھی پانی کی فراہمی ضروری ہوگئی ہے۔ جس پر لاگت کا اندازہ ۲ر۸۵ کروڑ روپیہ اور ان تمام اقدامات پر مجموعی لاگت کا اندازہ ۲۷ر۴۱ کروڑ روپیہ ہے۔

اتنی بڑی رقم کی فراہمی ایک دشوار کن مسئلہ ہے۔ حکومت ہند سے مزید امداد کی درخواست کی جاچکی ہے۔ لیکن اس سے قبل دیگر ضروری رقم کی منظوری حاصل کی جاچکی ہے۔ اور کمشنران کو فوری اقدام کی ہدایات جاری کردی گئی ہیں تاکہ ان اسکیمات پر جلد از جلد عمل کیا جاسکے۔ ایک اندازہ کے مطابق تقریباً ۱۴۰۰۰ دیہاتوں میں پانی کی شدید قلت پیدا ہونے کے امکانات ہیں ان دیہاتوں میں آب رسانی اسکیمات کی تفصیل ذیل کے خاکہ میں پیش کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	آب رسانی کا طریقہ	تعداد دیہات	تعداد دیہات جہاں اسکیم مکمل کی گئی
(۱)	بور کنوئیں	۷۱۱۲	۵۰۹۹
(۲)	بذریعہ پائپ	۱۰۶	۵۸
(۳)	عارضی آب رسانی	۴۲۱	۱۶۹
(۴)	کنوئیں کی تعمیر و ہمواری	۳۰۲۰	۱۶۲۱
(۵)	بڈکی	۸۹۹	۳۳۸
(۶)	ہنگامی آب رسانی	۴۵۷	۵
(۷)	بذریعہ بیل گاڑی	۲۴۲۹	۱۲۰۸
		۱۴ر۴۴۴	۸ر۴۹۳

متعدد سرکاری اقدامات کے نتیجہ میں آب رسانی مسئلہ کچھ حد تک حل ہو سکا ہے۔ گذشتہ چار پانچ مہینوں میں کثیر تعداد میں بور کنوئیں تعمیر کئے گئے ہیں۔ جس کا اندازہ حسب ذیل خاکہ سے ہوگا۔

نمبر شمار	ماہ	مزدوروں کی تعداد	تعداد کنواں نجی	تعداد کنواں سرکاری	اندازاً لاگت لاکھ روپیہ	تعداد بور کنواں
(۱)	اکتوبر ۸۲ء	۱۳۵	۱۰۱	۵۰	۱۳۱ر۰۰	۷۵۷
(۲)	نومبر ۸۲ء	۱۳۵	۱۰۳	۵۰	۱۸۶ر۴۰	۹۹۶
(۳)	دسمبر ۸۲ء	۱۴۵	۱۲۰	۵۰	۲۵۶ر۰۰	۱۳۰۷
(۴)	جنوری ۸۳ء	۱۷۵	۱۷۱	۵۰	۲۹۹ر۰۰	۱۶۷۷
(۵)	فروری ۸۳ء	۱۸۰	۲۰۷	۵۰	۴۲۲ر۷۸	۲۲۵۲
(۶)	مارچ ۸۳ء	۱۸۰	۲۳۹	۵۰	۴۵۵ر۶۷	۲۴۹۲

پینے کے پانی کی فراہمی پروجیکٹ پر ایک نظر

خشک سالی کی وجہ سے ریاست کے کئی حصوں میں پینے کے پانی کی سپلائی بےحد متاثر ہوئی ہے۔ ضلع ادھیکاریوں کی جانب سے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۳,۴۴۴ دیہاتوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت ہے۔ اب یہ تعداد ۱۶,۰۰۰ ہوگئی ہے۔

اس مسئلہ کے حل کے لئے ریاستی حکومت نے متاثرہ دیہاتوں میں فوری طور سے کنوؤں کی تعمیر، کنوؤں کی کھدائی، نل اور پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی نالہ بندی وغیرہ امور کی تکمیل کی۔ چنانچہ ۷ مئی ۱۹۸۳ء تک اس سلسلے میں کئے گئے اقدامات کا اندازہ حسب ذیل خاکہ سے کیا جاسکتا ہے۔

نمبر شمار	نام اسکیم	تعداد دیہات جہاں اسکیم زیرِ عمل ہے	تعداد دیہات جہاں اسکیم مکمل کی گئی
۱	کنوئیں	۸,۵۲۸	۶,۹۴۸
۲	فراہمی آب بذریعہ پائپ	۱۳۸	۱۰۳
۳	عارضی فراہمی آب اسکیم	۴۰۲	۳۴۸
۴	کنوؤں کی کھدائی وغیرہ	۴,۳۲۵	۳,۸۱۸
۵	تالابوں کی تعمیر	۱,۳۲۴	۱,۰۴۵
۶	اشد ضروری فراہمی آب	۸۰۷	۵۲۰
۷	بیل گاڑی، ٹینک سے پانی کی سپلائی	۳,۴۳۶	۲,۷۱۶
-	کل میزان	۱۸,۹۶۰	۱۵,۴۹۸

۱۹ وقتی یوجنا۔ ایک کروڑ ۱۲ لاکھ روپے لاگت

فراہمئ آب اسکیم کے تحت ۲۴۹ محصولی علاقوں کیلئے ایک کروڑ ۱۲ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک معینہ مدت کی اسکیم منظور کی گئی ہے جس میں سے اب تک ۱۹۲ اسکیمات مکمل کرلی گئی تھیں۔ ضلع واری سطح پر اورنگ آباد میں ۳۷، جالنہ میں ۱۹، بیڑ میں ۲۰، عثمان آباد میں ۳۹، لاتور میں ۶۲، پربھنی میں ۹ اور ناندیڑ میں اسکیمات عمل میں لائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ فراہمئ آب کی مزید ۵۷ اسکیمات زیر تکمیل ہیں۔

۸۱۹ دیہاتوں میں بیل گاڑیوں، ٹینکروں کا استعمال

دیہی علاقوں میں ہر فرد کو پانی مہیا کرنے کے لئے بڑے پیمانے پانی کی نقل وحمل کے لئے بیل گاڑیاں اور ٹینکر استعمال کئے جارہے ہیں۔ اورنگ آباد کے تقریباً ۸۱۹ دیہاتوں میں فی الوقت ٹینکروں کے ذریعہ پانی سپلائی کیا جارہا ہے۔ ریاست کے سات اضلاع، اورنگ آباد، جالنہ، بیڑ، لاتور، ناندیڑ اور پربھنی میں فراہمئ آب کے لئے زیر استعمال بیل گاڑیوں اور ٹینکروں کی تعداد بالترتیب ۱۴۴، ۱۶۴، ۱۵۹، ۲۰۱، ۱۳۵، ۱۴۳ اور ۱۰۱ ہے۔

رقم کی کمی کے باوجود، فراہمئ آب اسکیم جاری

—— نائب وزیر اعلیٰ کا اعلان

پینے کے پانی کی قلت دور کرنے کے لئے حکومت مہاراشٹر نے اب تک ۸۵ کروڑ روپے مختلف فراہمئ آب اسکیمات پر صرف کئے ہیں۔ ان اسکیمات پر عمل کیلئے مزید رقم درکار ہے بہرحال رقم کی کمی کے باوجود فراہمئ آب کیلئے حکومت اپنی کوشش جاری رکھے گی۔ ایسی یقین دہانی نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے حال ہی میں اورنگ آباد میں منعقدہ ایک جلسہ کے دوران کی۔

۶۹۶ کنوؤں کی گہرائی

پانی کی قلت سے دوچار علاقوں میں ایک دوسری اسکیم کے تحت زمین دوز پانی کو زیر استعمال لانے کے لئے ۶۹۶ دیہی علاقوں میں کنوؤں کو مزید گہرا بنایا گیا۔ ان کاموں کی ضلع واری سطح پر تعداد بالترتیب اورنگ آباد، جالنہ اور پربھنی میں ۱۱۳، ۲۰۸، ۹۸، ۲۳، ۱۰۷، ۴۳ اور ۴۰ اہے۔

۳۸۵ دیہاتوں میں نئے کنوئیں

اس ضمن کی دوسری اسکیم کے تحت ۳۸۵ دیہاتوں میں نئے کنوئیں تعمیر کرکے فراہمئ آب کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ اسکیم اورنگ آباد کے ۲۰ گاؤں، جالنہ میں ۱۲۶ گاؤں، بیڑ میں ۵۲ گاؤں، عثمان آباد میں ۷ گاؤں، لاتور میں ۸۷ گاؤں، ناندیڑ میں ۴۳ گاؤں اور پربھنی میں ۵۰ گاؤں میں شروع کی گئی ہے۔ *

جہانگیر جوہر

چشمِ نرگس ہے کس لئے حیراں — کس لئے خشک ہوگئیں کلیاں

سرد کیوں پڑگئی ہے برقِ تپاں — خاک کیوں چھانتی ہے خاک یہاں

امن کیوں ڈھونڈتا ہے جائے اماں — کیوں صبا پھر رہی ہے سرگرداں

کیوں ہے ہر سو صدائے آہ و فغاں — کیوں ہے ساکت فضائے کون و مکاں

کیوں نہیں دیتے ساتھ نطق و زباں — کیوں نہیں ہوتا اپنا رنج بیاں

کون اٹھ کر ابھی یہاں سے گیا

کس سے خالی ہوئی ہے بزمِ جہاں

جس کو کہتے تھے سب جواہر لال — شاہوں جیسا تھا جس کا جاہ و جلال

جس کی دانش نے اور فراست نے — رخِ ہندوستاں کو بخشا جمال

جس کی خدمت میں روز رہتے تھے — ہاتھ باندھے کو اقف و احوال

جس کی عظمت پہ وقت نے خوش خوش — کر دیئے صدقے اپنے سترہ سال

جس کی تعظیم کرنے آتا تھا — ہر مہینے کو ماہ جون کے ہلال

رہنمائی کو جس پہ ناز رہا

مل گیا رہبری کو جس سے کمال

آج وہ میرِ کارواں نہ رہا — وقت کا وہ مزاج داں نہ رہا

سازِ گیتی کو چھیڑنے والا — امنِ عالم کا نغمہ خواں نہ رہا

کیا ملے روشنی اندھیروں کو — جبکہ خورشیدِ ضو فشاں نہ رہا

دوستوں کا تو دوست تھا لیکن — تھا جو ہمدردِ دشمناں نہ رہا

قافلہ کیسے پہنچے منزل پر — جبکہ وہ میرِ کارواں نہ رہا

جس نے تاریخ کو کیا زندہ

عصرِ حاضر کا رازداں نہ رہا

وہ مدبر، وہ رہنمائے عظیم — ارضِ مشرق کا وہ سیاسی حکیم

ہر صدا جس کی تھی صدائے جرس — جس کا ہر عزم تھا اک عزمِ صمیم

جس کی پروازِ فکر کو جوہر — کوششوں پر بھی چھو سکی نہ شمیم

جس کو ہندوستاں کے کوچوں میں

ڈھونڈتی پھر رہی ہے آج نسیم!

● ایس۔ ایس۔ ٹینیکر
سیکریٹری ہاؤسنگ ،
سلم امپرومنٹ اینڈ اسپیشل اسسٹنس

فراہمیٔ مکانات پروگرام کیلئے

اکتوبر ۱۹۷۹ء میں عالمی بینک کے صدر مسٹر رابرٹ میک نمارا
ببئی کے دورے کے بعد بمبئی عظمیٰ میں رہائشی مسئلہ کی سنگین صورتِ حال
۔ اس سلسلے میں سرکاری پالیسیوں کا تفصیلی جائزہ ضروری ہو گیا تھا۔
ٹر میک نمارا نے اکتوبر کی چلچلاتی دھوپ میں دو گھنٹوں تک دھاراوی
سلم بستی میں پیدل گھوم کر وہاں رہائش پذیر افراد سے ذاتی طور پر بغیر کسی
بان کی مدد کے گفتگو کی۔ آپ نے ترجمانی کے لئے سرکاری افسران ،
م باسیوں کے نمائندوں اور سماجی خدمت گاروں کو زحمت نہیں دی
مسٹر میک نمارا نے چینچپوکلی علاقے کی ان مخدوش کثیر المنازل

عمارتوں میں اوپر چڑھ کر چالیوں کا بھی معائنہ کیا جو ریپیئر بورڈ کے زیر مرمّت
تھیں۔ آپ نے نئی تعمیر کردہ عمارتوں کی چالیاں بھی دیکھیں جہاں منہدم
عمارتوں کے مکینوں کو بسایا گیا تھا۔ اس معائنے اور مکینوں سے
براہ راست ملاقات سے مسٹر میک نمارا کو بمبئی میں "رہائشی مسئلے" کی
سنگین صورتِ حال کا احساس ہوا۔ اس سے قبل عالمی بینک کے نزدیک
بمبئی کے تعلق سے پینے کے پانی کی فراہمی اور آمد و رفت کے لئے
سڑکیں ، یہی دو حل طلب مسئلے تھے۔

عالمی بینک سے امداد

بمبئی میٹروپولیٹن علاقے کے ہاؤسنگ سیکٹر میں ایک پروجیکٹ تشکیل دینے کی غرض سے عالمی بینک کی ایک ٹیم نے متعدد مرتبہ بمبئی کے دورے کئے۔ دریں اثناء عالمی بینک نے مدراس میں چھوٹے پیمانے پر "سائٹس اینڈ سروسیز" پروجیکٹ جاری کیا تھا۔ مدراس کے اس چھوٹے پروجیکٹ کے تجربہ کو بمبئی میٹروپولیٹن علاقے میں بڑے پیمانے پر پروجیکٹ تشکیل دینے کے لئے بنیاد بنایا گیا۔ بمبئی میٹروپولیٹن ریجن ڈیویلپمنٹ اتھارٹی (بی ایم آر ڈی اے) اور مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ ایریا ڈیویلپمنٹ اتھارٹی (ایم ایم آئی ڈی اے) نے اس سلسلے میں مکانوں کی قلت، مستحق افراد کی آمدنی کی حد اور زمین کی دستیابی جیسے متعدد اُمور سے متعلق تفصیلات اور اعداد و شمار فراہم کرنے کی ذمہ داری مشترکہ طور پر قبول کی۔ عالمی بینک کے ماہرین کے ساتھ متعدد میٹنگیں ہوئیں جن کے نتیجے میں "بمبئی اربن ڈیویلپمنٹ پروجیکٹ" تشکیل دیا گیا۔ یہ پروجیکٹ بمبئی عظمیٰ تھانے میونسپل کارپوریشن علاقہ، کلیان، الہاس نگر شہری علاقہ، اور نئی بمبئی کا احاطہ کرتا ہے۔

یہ پروجیکٹ چار اسکیموں پر مشتمل ہے

۱:۔ سائیٹس اینڈ سروسیز پروگرام

ع۱: ۔ کمال پورہ میں شہری تجدید پروگرام
ع۲: ۔ بمبئی عظمیٰ میں سلم بستی سدھار پروگرام
ع۳: ۔ ٹھوس گندگی کے نکاس کا پروگرام

حکومت مہاراشٹر نے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے سالانہ بجٹ میں ۵ کروڑ روپے منظور کئے ہیں تاکہ ہاؤسنگ اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی بلا تاخیر اسکیمات کو زیر عمل لا سکے ۔ بمبئی اربن ڈیولپمنٹ پروجیکٹ کے تحت صرف ۳۵ فیصد اخراجات عالمی بینک برداشت کرے گی باقی ماندہ اخراجات حکومت مہاراشٹر میونسپل کارپوریشن اور پروجیکٹ سے مستفید ہونے والوں کو برداشت کرنے ہوں گے یہ رقم اندازاً ۲۵۰ کروڑ روپیہ ہے جس کی مجوزہ تقسیم اس طرح ہوگی ۔

کی ضروریات کی فراہمی میں پبلک سیکٹر کی سست رفتار ترقی (پبلک ہاؤسنگ کی کارکردگی کا اندازہ صفحہ ۱۴ کے اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے) ۔

(ج) پبلک ہاؤسنگ پروگرام کے تحت تیار مکانات کی لاگت اور بنیادی رقم اتنی زیادہ ہے کہ بعض اوقات یہ مکانات ان افراد کی دسترس سے باہر ہو جاتے ہیں جن کے لئے یہ تعمیر کئے گئے تھے ۔

(د) سلم بستیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ، بیرونی حصوں سے بمبئی میں لوگوں کی آمد کی روک تھام کے سلسلے میں عوامی حکام کی معذوری کے سبب جھونپڑ پٹیوں کی تعداد میں اضافہ اور ان کی بگڑتی

نمبر شمار	امور	منصوبے میں گنجائش	مالیاتی وسائل متوقع وسائل			بنیادی رقم اور زائد رقم
			سی او ایم	آئی ایس	ایجنسیاں	
۱	مقامات و خدمات	۱۴۳۷۵	۳۷۳۲	۴۵۸۶	۱۳۱۵	۴۷۴۲
۲	سلم سدھار	۸۳۹۷	۲۸۷۰	۲۶۶۰	۱۱۳۳	۱۷۴۴
۳	شہری تجدید	۱۸۹۶	۳۰۸	۶۰۸	۹۶	۸۸۴
۴	میونسپل خدمات و انتظامات	۱۶۸۵	۳۷۳	۵۶۵	۷۴۷	—
۵	تکنیکی امداد و اعانت	۴۰	۱۲	۲۸	—	—
	کل فیصد	۲۶۳۹۳ (۱۰۰٫۰۰)	۷۲۹۵ (۲۷٫۶۴)	۸۴۴۷ (۳۲٫۰۰)	۳۲۹۱ (۱۲٫۴۷	۷۳۶۰ (۲۷٫۸۹)

نفرادی خصوصیات

بمبئی میں رہائشی مسئلہ دیگر میٹروپولیٹن شہروں کے مقابلے بعض انفرادی خصوصیات کا حامل ہے

(الف) پرائیویٹ سیکٹر میں بھاری قیمتوں کے فلیٹوں کی بہتات میں اضافہ ۔ ایسے فلیٹ ، آبادی کے بہت ہی چھوٹے حصے کی دسترس میں آتے ہیں ۔

(ب) سماج کے کمزور طبقات اور کم آمدنی والوں کے مکانات

ہوئی حالت ۔

(و) بمبئی شہر کی قدیم خستہ حال عمارتیں ۔ رینٹ کنٹرول ایکٹ کے تحت ان مکانوں کے کرائے سنہ ۱۹۴۸ء کے بعد بڑھائے نہیں گئے ۔ ان عمارتوں کی مرمت کی ذمہ داری حکومت نے عوامی اخراجات کے تحت اپنے ذمہ لی ہے اور مکینوں کو متبادل رہائش گاہیں بھی فراہم کی جاتی ہیں ۔ اگر ان عمارتوں کی مرمت ممکن نہیں تو انہیں منہدم کرکے دوبارہ تعمیر کرنے کی بھی ذمہ داری حکومت ہی کی ہے ۔ مکینوں کو ان تمام خدمات کے عوض میں املاک ٹیکس کے علاوہ ایک معمولی

رقم بطور پیشگی ادا کرنی ہوتی ہے۔

(۸) ذاتی تعمیرات میں زمین کی بے انتہا بڑھتی ہوئی قیمت۔

ہاؤسنگ پالیسی میں تضاد

بمبئی میں رہائشی مسئلہ کا جائزہ لیا گیا تو ہاؤسنگ سے متعلق پبلک پالیسی میں پائے جانے والے تضاد بھی سامنے آئے۔ پبلک سیکٹر کے تحت کم کرائے کے مکانات فراہم کرنے اور ہاؤسنگ اتھارٹیوں کو مالک مکان کا قائم مقام بنانے کے طریقوں کو قومی سطح پر ناپسند قرار دیا گیا ہے۔

بمبئی شہر میں جدید ضروریات و لوازمات سے آراستہ مکان کی تعمیر پر حکومت ۳۰ ہزار روپے خرچ کرتی ہے۔ ۸۰ روپے ماہانہ کرائے پر دیا جاتا ہے لیکن جب ایسا ہی ایک مکان جب کرایہ اور خرید بنیاد پر دیا جاتا ہے تو بارہ ہزار روپیوں کی (زیادہ) رقم لی جاتی ہے اور تقریباً ۲۰۰ روپیہ ماہانہ کی قسط وصول کی جاتی ہے۔

پبلک ہاؤسنگ، کا مقصد سماج کے کمزور طبقات کو مکانات کی فراہمی ہے لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ اس کے تحت تیار مکان سماج کے اس طبقے کے افراد کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔

بمبئی کی سلم بستی میں ایک غیر قانونی جھونپڑے کی قیمت پانچ ہزار سے دس ہزار روپیوں کے درمیان ہے۔ ہاؤسنگ بورڈ کے کرائے کے مکانات میں رہنے والے کرایہ دار ان مکانوں کو کرایہ اور خرید بنیاد پر خریدنے کے لئے پس و پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ۱۵ سالوں تک ماہانہ تقریباً ۱۰۰ روپیوں کی قسط ادا کرنی ہوتی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ان مکانات کی خرید سے قبل سرکاری اخراجات پر ان کی مرمت اور تجدید کی جائے۔ ہاؤسنگ بورڈ کو ابھی ۳ کروڑ روپیوں کی رقم وصول کرنی ہے جو کرایہ کے بقایاجات اور دیگر صورتوں میں مکینوں پر واجب الادا ہے۔

شہری اراضی حد بندی قانون کے تحت سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے خالی اراضی کے مالکان اپنی زمین کو مذکورہ قانون کے تحت سرکاری تحویل میں نہ دینے کی درخواست کرتے ہوئے اس پر مکانات کی تعمیر کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ لیکن جب یہی مکانات پبلک سیکٹر کے تحت تعمیر کئے جاتے ہیں تو یہ زیادہ آمدنی والے افراد کے لئے ہی مناسب ہوتے ہیں۔

شہری اراضی حد بندی قانون کا نفاذ خالی اراضی کی قیمتوں میں اضافے کو روکنے، زائد خالی اراضی کی تقسیم نو کے مقصد سے عمل میں آیا تھا۔ لیکن اس قانون کے عملی نفاذ سے یہ مقاصد حاصل نہیں ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا اثر بالکل الٹا ہوا ہے۔ شہر کے جنوبی حصہ میں فلیٹ کی قیمت دو ہزار روپے فی مربع فٹ، اور شمالی حصہ میں تین سو روپے فی مربع فٹ ہو گئی ہے۔ یہ اعداد و شمار انکم ٹیکس حکام کے حاصل کردہ ہیں۔ جنہوں نے متعلقہ قانون کی دفعہ ۲۶۹ الف کے تحت انہیں حاصل کیا تھا۔

عالمی بینک کی رپورٹ

سنہ ۱۹۷۲ء میں عالمی بینک کے سیکٹر پالیسی رپورٹ میں مختلف ترقی پذیر ممالک میں رائج ہاؤسنگ پالیسی اور ان ممالک کی مجموعی معاشی حالت اور آبادی کے بڑے حصے کی آمدنی کے درمیان امتیازی فرق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اصل مسئلہ سلم بستیوں میں صرف ایک مکان فراہم کرنا نہیں ہے۔ ہمیں ان سلم بستیوں کو حفظانِ صحت کے نقطۂ نظر سے بھی دیکھنا چاہئے جہاں گندگی اور گندے پانی کے نکاس اور تازہ ہوا کی آمد و رفت کا انتظام ٹھیک نہیں ہوتا ہے۔ چونکہ زیادہ تر مکانات کی تعمیر کے اخراجات نجی بچت اور ذاتی ذرائع سے ہی پورے کئے جاتے ہیں لہٰذا پبلک ہاؤسنگ پروگرام کے تحت جگہوں کی فراہمی، اور سستے قرض فراہم کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا متبادل طریقہ نہیں ہے

قطعاتِ اراضی کی فراہمی

اس پس منظر میں بمبئی میٹرو پولیٹن علاقے میں مجوزہ شیلٹر پروگرام کے تحت مکانات نہیں فراہم کئے جائیں گے بلکہ مکانات کی تعمیر کے لئے ۲۵ مربع میٹر تا ۴۰ مربع میٹر قطعات اراضی فراہم کی جائیں گی۔ اس لحاظ سے یہ پروگرام حالیہ ہاؤسنگ پروگرام سے ممتاز ہے۔ جن افراد کو اس پروگرام کے تحت قطعات فراہم کئے جائیں گے وہ اسوسی ایشن بنا کر یا کثیر المنازل عمارتوں کی کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی تشکیل دے کر اپنی تعمیرات کی مرمت کا انتظام کر سکتے ہیں۔ ۲۵ مربع کلو میٹر قطع اراضی کی قیمت ۲۰۰۰ روپیہ، اور ۸۰۰۰ روپیہ کے درمیان ہوگی۔ یہ قیمت قسطوار ۲۰ سالوں میں وصول کی جائے گی۔ مذکورہ پروگرام کے تحت بمبئی میٹرو پولیٹن علاقے میں ۴ سال میں ۵۸،۰۰۰ جگہیں فراہم ہونے کی توقع

بی۔ ایچ۔ اے۔ ڈی۔ بی۔ کی کارکردگی

دکانات کی تعمیر

سال		کم آمدنی گروپ	اوسط آمدنی	زیادہ آمدنی گروپ	کل	اخراجات لاکھ روپیوں میں
۱۹۷۵-۷ء	۷و۴۸۰ بشمول ۱۸۲۲ کھلے قطعات	۱۳۴۰	—	—	۸۸۲۰	۳۲۱٫۶۱
۱۹۷۶-۷ء	۱۶۲۰	—	۴۰	—	۱۶۶۰	۶۳۷٫۰۰
۱۹۷۷-۷ء	۱۰۸۰	۲۰۰	۵۱۶	—	۱۷۹۶	۵۷۷٫۶۱
۱۹۷۸-۷ء	۱۲۰	۹۷۶	۱۰۱۶	—	۲۱۱۲	۷۷۸٫۶۸
۱۹۷۹-۸ء	۹۲۰	۸۴۰	۱۰۰	۲۲۰	۲۰۸۰	۶۵۱٫۶۲
۱۹۸۰-۸ء	۲۴۸۳	۳۰۸۰	۱۸۸	۴۲۲	۶۱۷۳	۸۶۳٫۵۵
۱۹۸۱-۸ء	۱۵۰۲	۳۲۷۲	۱۱۷۰	۳۵۲	۶۲۹۶	۵۹۱٫۲۸

ہے۔ اس میں سے ۰۰۰ر۴۰ بمبئی میونسپل کارپوریشن علاقوں میں ۰۰۰ر۲۵ تھانے، کلیان اور الہاس نگر میونسپل علاقوں میں اور ۰۰۰ر۲۰ جگہیں نئی بمبئی میں فراہم ہوں گی۔

کماٹی پورہ علاقہ کی تجدید

بمبئی شہر ترقیات پروگرام کی ایک اہم اسکیم بمبئی شہر کے کماٹی پورہ علاقے کی نئے سرے سے تجدید ہے۔ یہ ایک مشکل کام ہے۔ یہ اسکیم دراصل ہاؤسنگ بورڈ کی قدیم عمارتوں کی مرمت اور تعمیر نو کی اسکیم کی توسیعی شکل ہے۔ ہاؤسنگ بورڈ کی اس اسکیم کے تحت ایک یا دو عمارتوں کی مرمت یا تعمیر کا کام شروع کیا جاتا تھا جبکہ اس اسکیم کے تحت جو توسیعی نوعیت کی ہے، ۸۰۰۰ خاندانوں پر مشتمل پورے کماٹی پورہ کی تعمیر نو ایک ساتھ ہوگی۔ کماٹی پورہ بمبئی کی ایک قدیم سلم بستی ہے۔ اس علاقہ کی تجدید کے سلسلے میں ایک سماجی مسئلہ بھی در پیش ہے۔ یہاں کثیر تعداد میں قحبہ خانے آباد ہیں۔ اس مسئلے کا حل بھی تلاش کرنا ہے۔ علاوہ ازیں یہاں زیادہ تر غریب افراد آباد ہیں۔ ہاؤسنگ بورڈ کی یہ اسکیم اس لحاظ سے ایک منفرد اسکیم ہے کہ اس کے تحت تعمیر شدہ مکانات یہاں کے باشندوں کو کرایہ پر نہیں بلکہ اونرشپ پر دیئے جائیں گے۔

اس علاقہ کی تجدید کا منصوبہ تیار کرنے کی ذمہ داری ایم ایچ اے ڈی اے کو سونپی گئی ہے۔ اس کام کے لئے کل ۱۵ سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ عالمی بینک کے پروگرام کے تحت صرف پہلے چار، یا پانچ برسوں کے پروگرام کا احاطہ کیا جائے گا۔ جس کے دوران ۳۰۰۰ مکانات کی تعمیر اور ضروریات کی فراہمی پر کل ۱۶ کروڑ روپیہ خرچ ہونگے۔

ٹھوس گندگی کا نکاس

فضا اور ماحول کو آلودگی سے صاف رکھنے کے لئے خراب پانی اور ٹھوس گندگی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام بے حد ضروری

باقی صفحہ ۱۷ پر

★ اندرجیت لال ڈی ۲۱، گلمہر پارک، نئی دہلی ۱۱۰۰۴۹

ڈاکٹر سی۔ وی۔ رمن

نوبل اعزاز یافتہ ہندوستانی سائنس داں

ڈاکٹر سی، وی، رمن نے ایک بار کہا تھا۔ "ملک کو ترقی کی طرف لے جانے والے سائنس داں تحقیق و تجربات کا کام کرتے ہوئے تنہائی کے گوشے ہی میں ملیں گے۔ اور یہی لوگ ہیں جن پر انسانیت ہمیشہ ناز کرے گی، اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ خود رمن اپنے اس قول کے مطابق اپنا زیادہ تر وقت اپنی لیبارٹری، رمن ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنگلور، ہی میں صرف کیا کرتے تھے، اور عمر کے آخری دس سالوں میں تو تقریباً وہیں کے ہوکر رہ گئے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے" میں تنہائی کے گوشہ میں سائنس داں کی طرح عمر بسر کرنے کے حق میں ہوں میں کام کرنے کا شوقین ہوں۔ میرا بنیادی ذوق سائنس ہی میں ہے، اور مجھے سائنسی کاموں ہی سے سکون و مسرت ملتی ہے۔"

چندر شیکھر وینکٹ رمن، ۷ نومبر ۱۸۸۸ء کو ترچراپلی میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے بلا کے ذہین اور لکھنے پڑھنے کے شوقین تھے۔ ترچراپلی میں تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اس لئے رمن کے والد، چندر شیکھر کو گاؤں سے ترمنا پور لے آئے جہاں رمن نے بی۔ اے پاس کیا۔ رمن کے والد ہونہار بچے کو گھر پر سائنس اور ریاضی پڑھایا کرتے تھے اور اسکول کے پرنسپل خاص طور پر وقت نکال کر انہیں انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔

سی۔ وی۔ رمن، بی۔ اے میں پڑھتے تھے تو ان کے استاد نے ایک دن بھری جماعت میں ان سے پوچھا "کیا آپ واقعی بی اے کے طالب علم ہیں۔ جواب ملا "جی ہاں!" "بھلا آپ کی عمر کتنی ہوگی؟" استاد نے دوسرا سوال کیا "برابر کی جناب" رمن نے جواب دیا۔

استاد بڑا حیران ہوا اور جب اسے مزید معلوم ہوا کہ اتنی کم سنی میں رمن اپنی لکھائی پڑھائی کے ساتھ ایک تحقیقاتی مضمون لکھ رہے تھے جو بعد میں ایک بین الاقوامی جریدے "نیچر" میں شائع ہوا تو استاد تو کیا سارا کالج حیران رہ گیا۔ اور رمن کی ذہانت کی دھاک بیٹھ گئی۔ ٹھیک اسی زمانے میں رمن نے سوجھ بوجھ سے بھرپور ایک مضمون لکھا جو لندن کے فلاسفیکل میگزین میں شائع ہوا۔ ایسے مضامین سے رمن کی عزت بچپن ہی میں بہت بڑھ گئی تھی۔ اور وہ دو سال بعد انڈین انسٹی ٹیوشن آف سائنس کے سیکریٹری چنے گئے۔ سی دی رمن ۱۹۱۷ء میں کلکتہ یونیورسٹی میں طبیعات کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ ۱۹۲۱ء میں آپ نے آکسفورڈ میں ایک کانفرنس میں شرکت کی، چار ماہ کیلی فورنیا میں پروفیسر رہے۔ رمن نے اپنی زندگی

انعام و اکرام اور اعزاز حاصل کئے۔ برطانوی سرکار نے انہیں "سر"
سے نوازا اور ۱۹۳۰ء میں آپ کو بین الاقوامی اعزاز نوبل
نے انڈین اکاڈمی آف سائنس، بنگلور ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں
قائم کیا۔ انہیں "بھارت رتن" اور روس سرکار کے "لینن
سے بھی نوازا گیا۔ لینن انعام" کے اعلان پر رمن نے اپنے خیالات
اظہار کیا۔ "میں نے کوئی سائنسی تحقیق اپنی ذاتی ترقی یا جنگ
کے لئے نہیں کی بلکہ میری ہر دم یہ خواہش رہی ہے کہ سائنسی،
دنیا کی ترقی اور امن کے لئے کی جائے۔"
ڈاکٹر سی۔ وی۔ رمن کی سائنسی تحقیق اور صلاحیت کا یہ
ان کی دھاک کی وجہ سے انہیں گلاسکو، فیریرگ، بمبئی، بنارس،
ڈھاکہ یونیورسٹیوں نے اعزازی ڈگریاں عطا کیں۔ آپ عمر بھر
سائنسی انجمنوں کے ممبر رہے۔ اور علم، تحقیق اور انکشافات کے
تے رہے۔
ڈاکٹر رمن وقت کی بڑی قدر کرتے تھے اور زندگی کا کوئی لمحہ
کرتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے "زندگی بے حسی کا نام نہیں
تک سانس ہے تب تک، آس کے ساتھ کام کرتے رہنا
بڑھاپا کوئی تھکن یا مایوسی نہیں پیدا کر سکتا۔ مہاتما گاندھی
کی بڑی قدر کرتے تھے اور خاص طور پر رمن کی سادہ مزاجی اور
انی طرز زندگی کے قدردان تھے۔ سادہ مزاجی کو رمن آخری
نبھاتے رہے بلکہ انہیں ہندستانیت پر بھرپور ناز تھا اور
کا اقبال بھی کرتے تھے۔ طبیعات رمن کا خاص موضوع تھا اور
وضوع پر انہیں بین الاقوامی شہرت نصیب ہوئی۔ ایک بار مہاتما
نے ڈاکٹر رمن سے پوچھا "آپ کو طبیعات سے کیا ملا"؟
۔ "طبیعات کی بدولت مجھے خدا کی ایک جھلک دیکھنے
لا۔"
طور سائنس داں رمن کو "رمن ایفیکٹ" (Raman Effect) کی بدولت
سے بین الاقوامی عزت اور شہرت ملی۔ رمن ایفیکٹ کے متعلق
دنیا میں ایک کہانی مشہور ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک بار
ن ہوائی جہاز میں بیٹھ کر غیر ملکوں کی سیاحت کر رہے تھے۔
قت ان کا جہاز سمندر کے اوپر سے پرواز کر رہا تھا۔ رمن
ر کے پانی کی سطح پر نگاہ دوڑائی تو انہوں نے محسوس کیا کہ
پانی کا رنگ کچھ مختلف سا نظر آرہا ہے۔ وہ اس جواز پر
ر کرتے رہے۔ جو بعد میں "رمن ایفیکٹ" کے نام سے ایک
تحقیق بن کر سامنے آئی اور جسے سائنس کی دنیا نے تحقیق
کے طور پر قبول کیا۔

ڈاکٹر سی۔ وی۔ رمن ایک اچھے خاصے انشا پرداز تھے۔ آپ نے اپنی عمر میں بیسیوں تحقیقی مضامین قلم بند کئے۔ کہتے ہیں صرف رمن ایفیکٹ پر ہی تیرہ سو مضامین دوسرے سائنس دانوں نے لکھے۔ ڈاکٹر رمن کو روشنی کے موضوع سے بڑی دلچسپی تھی اور اس موضوع پر انہوں نے گرانقدر تحقیقی کام بھی کیا۔ جس کام کی تعریف بین الاقوامی شہرت کے سائنس داں آئین شٹائین نے بھی کی۔ ڈاکٹر رمن کے ایک انشائیے کا نمونہ ملاحظہ ہے۔ موضوع ہے "پانی۔ ایک آب حیات"

انسان نے مقدس امرت یعنی آب حیات کی تلاش میں کئی صدیاں گزار دیں۔ لیکن زندگی کا اصل امرت ہمارے سامنے پڑا ہے۔ یہ سب سیال مادوں میں سب سے زیادہ عام ہے اور اس کا نام ہے پانی۔ اسی پانی سے انسان، حیوان اور نباتات کی زندگی جاری و ساری ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ پانی کے خواص پر بھرپور تحقیق کی جائے کیونکہ اس موضوع پر تحقیق کی بڑی گنجائش ہے۔

ڈاکٹر رمن نے سائنس کے چند پہلو کے عنوانات سے آل انڈیا ریڈیو مدراس سے چند معرکہ خیز تقاریر کیں۔ جو آج بھی سائنس کی دنیا میں بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ ایک نشریہ میں آپ فرماتے ہیں "سائنس کا عالم فطرت کا ایک طالب علم ہے اور فطرت ہی سے الہام حاصل کرتا ہے۔ سائنس دان اپنے آپ کو دوسرے فنون کی طرح سخت ضابطے کا پابند بنا ڈالتا ہے۔ اس کے قواعد وہ خود ہی تیار کرتا ہے اور اس کو وہ منطق کہتا ہے۔ فطرت کی تعمیر کے لئے انسان کے جمالی اور ذہنی عمل بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ اور سائنس میں یہ دونوں قسم کے عمل کام کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے سائنس بھی تخلیق کی اعلیٰ ترین شکل ہے۔"

ڈاکٹر رمن کو فنون لطیفہ سنسکرت ادب اور موسیقی سے بڑی دلچسپی تھی۔ وہ سائنسی کاموں میں بہت زیادہ مصروف رہنے کی وجہ سے کہا کرتے تھے۔ "میں طویل عمر کا خواہش مند ہوں۔ اس لئے نہیں کہ کچھ زیادہ عیش و عشرت کر سکوں بلکہ اس لئے کہ میں موسیقی کی ان جھنکاروں سے فیض یاب ہو سکوں۔ جن سے ہونا چاہتا ہوں۔ پھر بھی فرصت کے اوقات میں آپ وائلن اور مردنگ بجایا کرتے تھے۔

علم و تحقیق کی یہ لو ۲۱ نومبر ۱۹۷۰ء کو ہمیشہ کے لئے گل ہو گئی لیکن ہندستانی سائنس دانوں کے لئے ڈاکٹر رمن ایک زندگی تحقیق و کامیابی سے بھری بطور مثال چھوڑ گئے۔ سابق صدر جمہوریہ ہند نے رمن کی موت پر بڑے قابل قدر الفاظ میں یوں لکھا۔

ڈاکٹر رمن ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ ان میں تحقیق، اور تجسّس کی بڑی لگن تھی۔ جو دُوسرے سائنس دانوں کو دعوتِ فکر دے سکتی ہے۔ ان کی موت سے ہندوستان ہی کا نہیں، بلکہ دُنیا سے ایک عظیم سائنس داں اُٹھ گیا ہے۔"

ڈاکٹر رمن کے لئے کام زندگی تھا اور سائنس ان کی نظروں میں خُدا کا درجہ رکھتی تھی۔ آخری دنوں میں جب وہ بہت بیمار ہو کر کمزور ہو گئے تو ڈاکٹروں سے کہا کرتے تھے۔ "میں اس بے کار زندگی کا کیا کروں گا؟ ان کا کتب خانہ ان کے عزیزوں کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ ان کے کتب خانے میں ایسی کتابیں بھی تھیں جو انہوں نے بچپن میں پڑھی تھیں۔ رمن کے ایک عزیز کے مطابق ایسی ایک کتاب پر، کئی صفحات پر "کیونکہ" "کس طرح" "کیا یہ صحیح ہے" کے نشانات ملتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سائنس کی ہر بات یا ہر کلیئے کو من وعن تسلیم نہیں کرتے تھے

ڈاکٹر رمن کا خیال تھا کہ عظیم سائنس آسانی سے وجود میں نہیں آسکتی اگر محض تقلید ہی کو ایمان صاد لیا جائے ... ویسے تو دوسرے لوگوں کے ترتیب دیئے ہوئے طور طریقوں پر چل کر تکنیکی مہارت تو حاصل ہو سکتی ہے لیکن کسی عظیم انکشاف کی تخلیق نہیں ہو سکتی۔ اعلیٰ سائنسی انکشاف کے لئے خود سائنس دان کے اور قدرت اور کائنات دونوں کے رموز کو، جستجو کی گہری لگن کا ہونا لازمی ہے۔

ڈاکٹر ایک بہت عظیم استاد تھے، ان کی تقریر میں ایک سحر تھا اور یہ تقریریں بڑی مدلّل اور واضح ہوتی تھیں۔ یہ قدرت کی دین تھی کہ وہ اپنی بات چیت کو دلچسپ بنا دیتے تھے۔ وہ اکثر فرماتے تھے، کہ اگر کوئی شخص اپنی بات چیت یا تحریر میں اپنے خیالات کا بخوبی اظہار کرسکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کے تصورات منظم ہیں۔ اور وہ صحیح سمت میں سوچ بھی سکتا ہے۔ خود ان کا یہ عالم تھا کہ سائنس کی لطیف سے لطیف بات کو وہ بچّوں کی زبان میں بیان کرسکتے تھے

ڈاکٹر رمن ایسے سائنس دان صدیوں کے اُلٹ پھیر کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ ●

صفحہ ۱۲ سے آگے

ہے۔ مذکورہ پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل امور تجویز کئے گئے ہیں۔

(۱) تھالکشمی میں ٹرانسفر اسٹیشن کی تعمیر، جہاں سے شہر کا سارا کوڑا کرکٹ دوسرے مقررہ مقام پر منتقل کیا جائے گا۔ جسے بعد میں زمین پاٹنے کے لئے استعمال کیا جائیگا۔

(ب) اس کام کے لئے گاڑیوں، آلات اور دیگر ضروری سامان کی فراہمی۔

(ج) مقررہ مقام پر کوڑا کرکٹ سے زمین پاٹنے کے کام کے لئے تکنیکی سامان کی فراہمی۔

اس کام پر ایک اندازے کے مطابق ۴۰ء۱۶ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔

ضروری گذارش

* دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو ہمارے خط یا آپ کے رسالے کے اوپری حصہ پر درج رہتا ہے۔
* جواب طلب اُمور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں، ادارہ کی طرف سے تمام خطوط کے جواب دیئے جاتے ہیں۔
* منی آرڈر کوپن پر (فارم کے نچلے حصہ میں) ہمیشہ اپنا نام، پتہ اور تجدید خریداری کے لئے سابقہ نمبر حوالہ صاف صاف ضرور تحریر فرمائیں۔

اسی طرح خط لکھتے وقت یا مضمون روانہ فرماتے وقت بھی اپنا پورا نام مع پتہ ضرور تحریر فرمائیں۔

(ادارہ)

عامر برقی اعظمی

ایف ۔ ۲۲۳، نیو لیبونگ ہاؤسنگ کالونی
کانجور مارگ ۔ بمبئی ۸۰ء

قافلے دن کے، ستاروں کا پتہ دیتے ہیں
امن کے پھول بہاروں کا پتہ دیتے ہیں

نفسِ مضمون میں نظر آتے ہیں مغرب کے خیال
حاشیئے مشرقی دھاروں کا پتہ دیتے ہیں،

مسکراہٹ میں نظر آتی ہے کل کی دُنیا
حوصلے درد کے ماروں کا پتہ دیتے ہیں

رنگتی برف جما دیتی ہے پتھر کا لہو
زلزلے قہقہہ زاروں کا پتہ دیتے ہیں

منتظر ریت کی سڑکیں ہیں چمن زاروں کی
قطرِ صحرا کے نظاروں کا پتہ دیتے ھیں

جسم سیتاؤں کے، پُرسوز مدینے کے بدن
کون کہتا ہے شراروں کا پتہ دیتے ہیں

دل کے ٹھہراؤ میں اسرار ہیں ماضی کے نہاں
قہقہے تیرہ اشاروں کا پتہ دیتے ھیں

بحر کی گود جزیروں سے نہیں ہے خالی
بے سہارے بھی سہاروں کا پتہ دیتے ہیں

اب تو ہر موج کی لکھوں گا کہانی عامرؔ
جھنڈ پریوں کے کناروں کا پتہ دیتے ہیں

واحد پریمی

نزد گنوری اسکول
بھوپال ۴۶۲۰۰۱

دوشیزگی سرد دسمن بن کے رہے ہیں
ہم اہلِ جنوں جانِ چمن بن کے رہے ہیں

جب چہرۂ گیتی پہ ملے شام کے سائے
ہم وقت کے ماتھے کی کرن بن کے رہے ہیں

وہ اور ہیں آئینہ گری کام ہے جن کا
ہم تیشہ گرِ کوہ شکن بن کے رہے ہیں

ہر عہد میں ظلمت کے نشاں ہم نے مٹائے
ہر عہد میں تنویرِ وطن بن کے رہے ہیں

تہذیب و تمدن کا اُجالا ہمیں کہیے
تابندگیٔ گنگ و جمن بن کے رہے ہیں

وہ قابلِ تعظیم ہیں میرے لیے، واحدؔ
جو اہلِ سخن، ماہرِ فن بن کے رہے ہیں

عطاء الرحمٰن طارق

۹۴/۹، فاطمہ بائی بنگلہ، کے. کے. روڈ
جیکب سرکل، بمبئی ۴۰۰۰۱۱

جب جسم کا تمام لہو اُنگلیوں میں تھا!
سگریٹ کا دھواں تھا جو میری رگوں میں تھا

کیا واقعی وہاں کی ہواؤں میں کاٹ تھی؟
یا یہ کہ کوئی نقص مرے پھیپھڑوں میں تھا

اِن سلوٹوں سے پوچھ مجھے کچھ پتہ نہیں!
کیسا تھا وہ عذاب جو تنہائیوں میں تھا؟

غاروں میں، میں فضول ہی سر مارتا پھرا
سورج دبا ہوا تو مری مٹھیوں میں تھا!

محسوس کر رہا ہوں بکھر کر میں اِک خلش
اچھا تھا قید جب میں بدن کی حدوں میں تھا

آتے ہیں یاد جب مجھے ماضی کے روز و شب
لگتا ہے ساری عمر میں بازیگروں میں تھا!

طارقؔ مرے تمام حسیں خواب لے گیا
وہ آتشیں سوال جواب کی رُتوں میں تھا

* مقیت اعظمی
اینگلو اردو ہائی اسکول،
اقبال روڈ، دھولے (مہاراشٹر)

★

ہر قدم رنج اور راحت ہے
زندگی کتنی خوبصورت ہے

مسئلوں کے ہجوم میں پھنس کر
سانس لینا بھی ایک آفت ہے

مِل کے احساس یہ ہوا سب سے
ہر کوئی بے بسی کی مورت ہے

گرد آلود آئینے کی طرح
یادِ ماضی! عذاب صورت ہے

پتھروں سے نچوڑ لے پانی
ایسے ہاتھوں کی اب ضرورت ہے

دستِ ظالم دراز ہونے دو
ظلم سہنا ہماری فطرت ہے

بستیوں میں چلو، لہو چھڑکیں
رنگ و روغن کی کیا ضرورت ہے

عشق جب تک نہ ہو مقابل میں
حُسن والوں کی کیا حقیقت ہے

دیکھنا ہے مقیت یہ مجھ کو
جلتے سورج میں کتنی حدت ہے

◆

مشکور نقوی امروہوی
میونسپل بورڈ، علی گڈھ (یو۔پی)

★

کھڑکیاں ہیں لرزش میں بیقرار دروازے،
کر رہے ہیں پھر تیرا انتظار دروازے

یوں کھڑے ہیں لب بستہ رات کی خموشی میں
جیسے ہوں محبت کے رازدار دروازے

دل کو اُن کے آنے کی کتنی آس تھی یارو
آہٹوں پہ کھولے ہیں بار بار دروازے

اہلِ دل کے دل کا جب جائزہ لیا ہم نے
بے شمار دَر دیکھے بے شمار دروازے

آ کے اہلِ زنداں کو صرف یہ بتا دیجے
کھٹکھٹائے گی آ کر کب بہار دروازے

کیوں مرے خیالوں میں بار بار آتے ہیں
آپ کی حویلی کے شاندار دروازے

قصرِ عزم کی مشکور اس طرح سے کر تعمیر
آہنی ہوں دیواریں استوار دروازے

■

محمد عثمان خان عرفان پربھنوی
معرفت غلام حسین خان جمعدار
بھولی گلی۔ پربھنی،
پن کوڈ ۴۳۱۴۰۱

زندگی چاندنی بھی، دوستو سایہ بھی ہے
زندگی دھوپ بھی، تپتا ہوا صحرا بھی ہے

باتیں ہمدردی کی کرتے ہیں یہاں سب لیکن
بانٹ لے دُکھ جو کسی کا کوئی ایسا بھی ہے؟

جو خلوص اور محبت پہ ہو مبنی یارو
ایسا رشتہ کبھی اے دوستو ٹوٹا بھی ہے؟

اس کو نزدیک سے دیکھا ہے سبھی نے لیکن
زندگی کیا ہے؟ کسی نے اسے سمجھا بھی ہے؟

چاند کی مٹی پرکھنے تو چلے ہو لیکن
اپنی مٹی کو کبھی آپ نے پرکھا بھی ہے؟

جانے کیوں آگیا مجھ کو یہ خیال اے عرفاںؔ
کہ سخنور یہاں مجھ سے کوئی اچھا بھی ہے؟

◆

غزلیں

احمد مقبول

۵۸۲/۴۲ ۔ مہاراج نگر، لکھیم پور کھیری
(یو۔ پی)

✻

زخمِ دل کی گفتگو مت کیجیے
حُسن کو بے آبرو مت کیجیے

ساری دنیا سے بگڑ جائے گی بات
میرے دامن کو رفو مت کیجیے

دشمنوں کے حوصلے بڑھ جائینگے
دوستوں کی گفتگو مت کیجیے

ہاتھ سے بیچینیاں بھی جائیں گی
اب سکوں کی جستجو مت کیجیے

کون سمجھے گا ان اشکوں کی زباں
رائیگاں دل کا لہو مت کیجیے

آپ سے خود کو نہ دیکھا جائیگا
آئینے کو روبرو مت کیجیے

حادثہ احسن نہ ہو جائے کوئی
حادثوں کی گفتگو مت کیجیے

✻ ظفر مرزاپوری

تحصیل داری لین،
مرزاپور ۲۳۱۰۰۱

کسے دَر پہ نہیں سر ٹیکنے کی آرزو کہیے،
کیا ہے کس نے پھولوں نے شبنم سے وضو کہیے

چھری کیوں آستینوں میں ہے، یہ ہے دوستی کیسی
ہماری جو بھی خامی ہو، ہمارے روبرو کہیے

یہ ظاہر ہے کہ ہو گی کیا طراوت خشک پھولوں میں
نظر آئے جو آنسو زرد چہروں پر لہو کہیے

کہیں کیا، کتنا قاتل ہے یہ شغلِ خلوت آرائی
کریں تصویر سے آخر کہاں تک گفتگو کہیے

جو علم و فہم سے عاری ہیں ان کو بولنے دیجیے
جو ہیں خاموش، ان کی خامشی کو گفتگو کہیے۔

بھرم اپنی محبت کا اگر رکھنے کی خواہش ہے
تو ان کے سامنے کیوں داستانِ آرزو کہیے

کبھی سوچا کہ صحرا میں بہاریں کس طرح آئیں
یہ کس کے خون سے کانٹے ہوئے ہیں سرخرو، کہیے

ظفر کیا مسکراؤں، ہے طبیعت کا عجب عالم
غمِ محبوب کو چاکِ جگر کی آبرو کہیے

شانؔ بھارتی

سنجوا ۔ دھنباد
(پن کوڈ : ۸۲۸۱۲۱)

✻

اب تک نہ فرق آیا خودی کی اڑان میں
کیا اور کوئی تیر نہیں ہے کمان میں

جالے گی آفتابِ حقیقت کی روشنی
کب تک چھپے رہو گے بادل کے مکان میں

سب کچھ خرید کر وہ خریدار لے گیا
رکھا ہی کیا ہے میری انا کی دکان میں

یہ بھی غرور ہے کہ نہ اُٹھے کوئی نظر
کھڑکی بھی کھولتے ہیں وہ اونچے مکان میں

منظر جو میں نے دیکھا تو حیران رہ گیا،
ٹیلے تھے شانؔ خاک کے، سونے کی کان میں

باور پروجیکٹ کے اجزاء میں تاخیر سے گریز

— مرکزی وزیر کی اپیل

شری چندر شیکھر سنگھ، مرکزی وزیر مملکت برائے توانائی
نے سہیادری گیسٹ ہاؤس میں مغربی علاقے کے لئے وزرا،
.ائے توانائی کی ۱۲ر مئی کو منعقدہ ایک میٹنگ میں
توقع ظاہر کی کہ حالیہ تھرمل اسٹیشنوں کی کارکردگی میں بہتری نیز نئے
.پروجیکٹ کے اجزاء میں تاخیر سے گریز سے اسٹیٹ الیکٹریسٹی بورڈز
،الی حالت بہتر بنائی جا سکتی ہے۔

شری مادھو سنگھ سولنکی وزیر اعلیٰ گجرات اور شری ایچ انچ
وزیر برائے انرجی گوا، دمن اور دیو بھی میٹنگ میں موجود تھے۔ مرکزی
بر مملکت نے پاور پلانٹ کی صحیح کارکردگی کے لئے پلانٹ کے افسروں کو
بت اور دیہی بجلی اسکیم پر سرعت سے عمل آوری کا مشورہ دیا۔

مہاراشٹر کے وزیر برائے توانائی ڈاکٹر بلی رام ہیرے نے
.ن کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ ریاست میں ناکافی بارش کی
سے بجلی کی پیداوار متاثر ہوئی ہے نیز بجلی کا مسئلہ ریاست میں
ـ سالی کی وجہ سے فصل کے تحفظ کے لئے زرعی سیکٹر کی ضرورت
یش نظر اور بھی سنگین ہو گیا ہے۔

وزیر موصوف نے بتایا کہ چھٹے پنج سالہ منصوبے کے پہلے تین
ـ ں میں ۱۷۱ر۹۳ر۱ پمپوں کے لئے بجلی فراہم کی جا سکی جبکہ نشانہ
،لا لاکھ پمپوں کو برقیانے کا تھا اور اس ضمن میں قبائلی علاقوں پر
نوجہ دی گئی۔

ڈاکٹر ہیرے نے دستیاب ذرائع توانائی میں بہتری کے
.ی اقدامات پر بھی روشنی ڈالی۔

.ی آبپاشی پروجیکٹ

بین الریاستی تلاری آبپاشی پروجیکٹ کے سلسلے میں مہاراشٹر
ے درمیان دونوں ریاستوں میں مغربی بہاؤ والی تلاری ندی سے
ر آبپاشی مقاصد کے لئے حصولِ آب کے مسئلہ پر جلد ہی ایک
عمل میں آئے گا۔ جس کے مطابق ساونت واڑی تعلقہ میں
ڈی" کے قریب تلاری ندی پر ۱۸۸ر۱ میٹر طویل اور ۲۶۵ر
میٹر اونچا بند تعمیر کیا جائے گا۔ نیز تیرون میدھے گاؤں کے قریب
کھراری نالے پر سطح آب کو اونچا کرنے کے لئے ۲۶۵ میٹر لمبا ا
۱۵ر۴ میٹر اونچا بند تعمیر کیا جائے گا۔

اس پروجیکٹ سے مجموعی طور پر ۶۵۴ر۲۳ ہیکٹر ارا،
سیراب ہو گی جس میں مہاراشٹر کے ساونت واڑی علاقے کی ۶۷۶ر
ہیکٹر اراضی اور گوا کے بیکھولیم، باردیش اور پیرنیم تعلقوں کی
۹۷۸ر۱۶ ہیکٹر اراضی شامل ہے۔

مہاراشٹر اور گوا کی حکومتوں کے مابین پروجیکٹ سے متاثر
افراد کی باز آبادکاری اور دیگر متعلقہ مسائل بھی طے کئے جائیں گے۔

اس سے قبل مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
اور گوا کے وزیر اعلیٰ شری پرتاپ سنگھ رانے نے پنجی میں اس امر سے
متعلق گفتگو کی تھی۔ شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر وزیر برائے
آبپاشی، شری سوشیل کمار شندے، وزیر برائے مالیات اور شری
رام پردھان چیف سکریٹری بھی گفتگو میں شریک تھے۔

پاتال گنگا ندی کی آلودگی کی روک تھام

وزیر اعلیٰ کی ہدایت

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے یہ معلوم ہونے پر کہ
میسرز ہندستان آرگینک کیمیکلس لمیٹیڈ، ہندستان انسکٹی سائیڈس
لمیٹیڈ اور مہاراشٹر ایگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے کارخانوں
سے آلودہ اخراج مائع سے پاتلگنگا ندی سے دستیاب پینے کا پانی گندہ
ہو رہا ہے، مذکورہ صنعتی اداروں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر
پانی کی آلودگی کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کریں یا پھر متاثرہ
دیہی آبادی کے لئے پینے کے صاف پانی کا متبادل انتظام کریں۔

شری پاٹل نے یہ ہدایت ۲۳ر مئی کو یہاں منترالیہ میں
شریمتی پرمیلا ڈنڈوتے ایم۔پی کی سربراہی میں متاثرہ دیہی افراد
کے ایک وفد سے ملاقات کے بعد جاری کیں۔

بھارت۔ روس دوستی قابلِ تعریف

شری رام راؤ آدک

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے بھارت۔روس
دوستی پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے اسے عالمی امن وترقی اور خود بقائے
عالمی ممالک کے لئے ضروری قرار دیا۔ آپ سویٹ۔ انڈین فرینڈشپ

اختیاری روسی وفد سے بمبئی میں ملاقات کے دوران خطاب کر رہے تھے۔ یہ وفد مسٹر آئی۔ وی گولیو بیو ایگزیکیوٹیو سکریٹری سوویت انڈین فرینڈ شپ سوسائٹی اور مدیر "سوویت ناری" کی سربراہی میں بھارت کے دورے پر آیا ہوا تھا۔

آپ نے نیوکلیائی ہتھیاروں میں مقابلہ آرائی، عالمی امن اور نا وابستہ تحریک جیسے امور کا ذکر کیا اور فرمایا کہ متعدد اہم امور میں بھارت اور روس ہم خیال ہیں۔ دونوں ممالک کی دوستی سے عالمی امن قائم ہے۔

مسٹر گولیو بیو نے کہا کہ روسی عوام اور خصوصاً روسی نوجوان بھارت سے قریبی تعلقات کے خواہش مند ہیں۔ آپ نے شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ روسی عوام میں شریمتی گاندھی حد درجہ مقبول ہیں جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ روس میں کئی لڑکیوں نے شریمتی گاندھی کا نام اپنایا ہے۔

مسٹر گولیو بیو نے شری اڈک کو ایک خوبصورت ٹرے بطور تحفہ پیش کیا

شری اے۔ دیسائی ایم ایل اے اور چیرمین سوویت انڈین فرینڈ شپ نے وفد کا تعارف پیش کیا۔

سردویا لیڈر کماری نرملا دیش پانڈے اور بمبئی میں روسی قونصل جنرل مسٹر اے۔ جی کا سٹیرن بھی اس موقع پر موجود تھے۔

انجینیرنگ میں داخلے۔

طریقۂ کار میں تبدیلی!

حکومت مہاراشٹر نے انجینیرنگ اور ٹیکنالوجیکل کالجوں کی فروری ۱۹۸۳ء میں منعقدہ کانفرنس کے دوران سفارشات کی روشنی میں ریاست کے انجینیرنگ کالجوں میں داخلے سے متعلق قواعد بابت ۸۴-۱۹۸۳ء میں مزید آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔

نئے طریقۂ کار کے مطابق اسپورٹس، ثقافتی سرگرمی، جسمانی معذوری سے متعلق اسناد بطور بونس مارک قبول کئے جانے کے لئے کانفرنس کے سفارش کردہ فارم منظور کئے گئے ہیں۔

بہ لحاظ رائج پہلے سال میں داخلے کے سلسلے میں جن امیدواروں نے ایچ ایس سی (بارہویں) مراٹھواڑہ علاقہ سے اور ایس ایس سی

... ... سے کامیاب کیا ہے ان کی درخواستوں پر اول الذکر علاقے کے لئے ایچ ایس سی امتحان کے لئے حاصل کردہ نمبران کی بنیاد پر غور کیا جائے گا۔ طلبہ اسی یونیورسٹی علاقے میں واقع اداروں کو درخواست روانہ کر سکتے ہیں۔ جہاں سے انھوں نے ایس ایس سی (دسویں) کامیاب کیا ہے۔

حکومت نے مزید ہدایت دی ہے کہ سال ۸۷-۱۹۸۶ء سے ایس ایس سی (ٹیکنکل) کیلئے ۱۵ نمبروں تک بونس مارک سہولت صرف ایس ایس سی (ٹیکنکل) طلبہ کو دی جائے گی۔ جو ۲+۲ (ایچ ایس سی) سطح پر ٹیکنکل یا مناسب فنی کورس میں تعلیم جاری رکھیں گے۔ گو کہ امراؤتی یونیورسٹی قائم ہو چکی ہے لیکن یہاں ابھی پوری طرح کام شروع نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا ودربھ علاقے کے لئے نشستوں پر مجموعی حیثیت سے غور کیا جائے گا۔ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی ناگپور اور امراؤتی یونیورسٹی علاقوں کے لئے گورنمنٹ کالج آف انجینیرنگ امراوتی کو درخواست بھیجی جائیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت اجرت

حکومت مہاراشٹر نے ہدایت کی ہے کہ ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت مزدوروں کی اجرت میں ڈھائی پیسہ حساب آنے پر اسے بڑھا کر ۵ پیسہ کر دیا جائے اور کل اجرت ایک روپیہ مکمل کر دی جائے یہ حساب مزدور کو واجب الادا کل اجرت طے ہونے کے بعد کیا جائے نہ کہ یومیہ اجرت کا حساب کرتے وقت پیسوں کو مکمل روپیہ تک بدلنے کا حساب مقررہ افسر انجام دے گا اور اس کے حساب سے رقم نکالی جائے گی۔

پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی

شری چوان اور شری اڈک کے درمیان گفتگو!

مرکزی وزیر منصوبہ بندی شری ایس بی چوان اور نائب وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری رام راؤ اڈک نے ریاست کی صنعتی ترقیات کے لئے ریاستی ایجنسیوں سے اپیل کی کہ وہ مراٹھواڑہ جیسے پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے لئے صنعت کاروں کو ترغیب دلائیں۔

۲۲ مئی کو سہادری پر ریاستی ایجنسیوں کے نمائندوں کی ایک میٹنگ میں مذکورہ بالا وزراء ان نمائندوں سے پسماندہ علاقوں خصوصاً مراٹھواڑہ میں صنعتوں کے قیام کے بارے میں مشکلات پر

غور و خوض کر رہے تھے۔

اس موقع پر سیکوم، میڈک، ٹیکسٹائیل کارپوریشن انڈسٹری کمشنر وغیرہ اداروں کے عہدہ داران نے متعلقہ امور پر وزراء موصوف سے بات چیت کے دوران چند خاص مشکلات کا ذکر کیا۔ شری چوان اور شری اڈک نے مشکلات کو حل کرنے میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

میٹنگ میں شری ایم آر نٹراجن، سکریٹری، محکمہ صنعت شری اے ٹی ڈی سامنت سکریٹری محکمہ مالیات، شری کاوڈے کر انڈسٹریز کمشنر بھی موجود تھے۔

بمبئی میٹروپولیٹن علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کے لئے نو آبجکشن سرٹیفکٹ

ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے صنعت نے نئے اور سہل طریقہ کار کے تحت بمبئی میٹروپولیٹن علاقے میں چھوٹی صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں سرمایہ کاروں اور صنعت کاروں کو "نو آبجکشن سرٹیفکٹ" جاری کرنے کے لئے یکم جون ۱۹۸۳ء سے نسبتاً آسان درخواست فارم کی تقسیم انتظام کیا ہے۔

اس درخواست فارم کی ایک خاصیت یہ ہے اس میں درکار دستاویزات کی ایک فہرست کے ساتھ عوام کی رہنمائی کے لئے صنعتوں کے جائے م سے متعلق موجودہ پالیسی کا بھی بیان ہوگا۔

ذاتی طور پر ڈائرکٹر کے دفتر میں آنے والی درخواستوں کی وصولیابی کی رسید فوری طور پر دی جائے گی۔ اسی طرح بذریعہ ڈاک موصول ہونے والی درخواستوں کی رسید بھی ڈاک کے ذریعہ روانہ کی جائیگی۔ صنعت کاروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی درخواست پیش کرتے وقت دستاویزات تصدیق کے لئے ساتھ لائیں۔

بمبئی میٹروپولیٹن ریجن کے صرف زون I اور II سے متعلق درخواست فارم ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز صدر دفتر واقع نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ تیسرا منزلہ بمقابل بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ ہی میں قبول کئے جائیں گے۔

III اور IV میں آنے والے باقی ماندہ تھانے اور رائے گڑھ اضلاع سے متعلق درخواستیں متعلقہ ضلع صنعتی مرکز کے جنرل منیجر کے دفتر میں قبول کی جائیں گی۔

بائیو گیس پلانٹ کی تعمیر۔ ایوت محل سرفہرست!

ایوت محل ضلع پریشد نے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۵۷۶ بائیو گیس پلانٹ تعمیر کرکے ۲۵,۰۰۰ روپیہ کا اول انعام حاصل کیا۔ اکولہ اور امراوتی ضلع پریشدوں نے بالترتیب ۳۵۰ اور ۳۰۷ بائیو گیس پلانٹ کی تعمیر کے لئے ۱۰,۰۰۰ روپیہ اور ۵,۰۰۰ روپیہ کا دوسرا اور تیسرا انعام حاصل کیا۔

یہ اعلان ۲۴ مئی کو شری رام پردھان چیف سکریٹری کی زیر صدارت منترالیہ میں منعقدہ ریاستی سطح کی جائزہ کمیٹی کی ایک میٹنگ میں کیا گیا۔

اس کے علاوہ بائیو گیس ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت محصول ڈیویژنوں میں پنچایت سمیتیوں کو بہتر کارکردگی پر متعلقہ ڈیویژنل کمشنر کے ذریعہ ۵,۰۰۰ روپیہ ۳,۰۰۰ روپیہ اور ۲,۰۰۰ روپیہ کے تین انعامات دئے جانے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔

ریاستی حکومت نے سال ۸۳-۱۹۸۲ کے دوران ۵,۸۸۵ اور کھادی اینڈ ویلیج انڈسٹریز کارپوریشن نے ۱,۳۷۹ بائیو گیس پلانٹ تعمیر کئے۔ رواں مالی سال کے دوران ۹,۰۰۰ پلانٹ تعمیر کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے جس کیلئے ایک کروڑ روپیہ مالی امداد کی فراہمی کیلئے مختص کیا گیا ہے۔ بڑے بینکوں کو کہا گیا ہے کہ وہ قرضوں کی فراہمی کا انتظام کریں۔

چیف سکریٹری نے مشورہ دیا کہ مذکورہ پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل جاتیوں کے افراد کو ترجیح دی جائے۔ آپ نے گذشتہ سال کے مقابلے میں بہتر کارکردگی کی ترغیب دلائی۔ میٹنگ میں مختلف محکموں کے سکریٹری حضرات اور متعلقہ مختلف ایجنسیوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔

آنکھوں کے طبی کیمپ کیلئے مرکزی امداد!

حکومت ہند نے آنکھوں کے طبی کیمپ کے سلسلے میں سماجی اور رضا کارانہ انجمنوں کو ایک لاکھ آبادی والے قصبوں

اور میٹرو پولیٹن علاقوں کی سلم بستیوں میں امراضِ چشم کے طبی کیمپ کی سہولت مہیا کرنے کے لئے اپنی امدادی اسکیم میں توسیع کر دی ہے۔

اس سے قبل یہ اسکیم دیہی علاقوں اور ۵۰٬۰۰۰ والے قصبوں میں ہی امراضِ چشم کے آپریشن طبی کیمپ کیلئے مختص تھی۔

۵۰٬۰۰۰ اور ایک لاکھ کے درمیان آبادی والے قصبوں میں جہاں سرکاری ادارہ صحت، امراضِ چشم کے گشتی یونٹیں قائم ہیں۔ ان کے تعاون سے اندھے پن کی روک تھام کے قومی پروگرام کے تحت آپریشن کی سہولت حاصل ہو سکتی ہے، لیکن ایسے علاقوں میں کسی بھی رضاکار انجمن کو امراضِ چشم کے طبی کیمپ میں آپریشن کاموں کے لئے امداد نہیں دی جائیگی۔

میٹرو پولیٹن علاقوں کی سلم بستیوں میں کیمپ کے انعقاد پر امداد کی منظوری کے لئے اتھارٹی سے تصدیق لازمی ہے اس کے علاوہ سرکاری یا غیر سرکاری اسپتال سے کیمپ کی جگہ تین کلومیٹرس کے فاصلہ پر واقع ہونی چاہئے۔

موٹر وہیکل ٹیکس مہم۔ شاندار نتائج!

آر ٹی او ممبئی کی زیر نگرانی موٹر وہیکل ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے خلاف مہم کے دوران امسال ماہ اپریل میں شری ایکناتھ جھاترے، آر ٹی او آفیسر ویسٹ زون نے ٹیکس وصولی کا شاندار ریکارڈ قائم کرتے ہوئے ۱۷٬۴۱٬۰۱٬۶۴ روپے وصول کئے جبکہ گذشتہ سال یہ وصولی صرف ۴٬۴۷٬۵۱۸ روپیہ تک تھی۔

ماہِ مارچ کے دوران ۶٬۷۱٬۰۲۵ روپے جمع کئے گئے تھے۔

مذکورہ آر ٹی او آفیسر کے ساتھ اس مہم میں ڈپٹی ٹرانسپورٹ افسران سروشری وی۔ ایس دلوی اور این اے شیخ شریک تھے۔ اس مدت میں ۱۰٬۰۰۰ گاڑیوں کی جانچ کی گئی اور نتیجہ میں موٹر ٹیکس وصولیابی میں ۵۲ فیصد کا اضافہ ہوا۔

قومی راج

بھوکر میں سیول عدالت

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع ناندیڑ کے بھوکر مقام پر سیول عدالت قائم کی ہے۔ جو کہ ناندیڑ کے ڈسٹرکٹ کورٹ کے ماتحت ہوگی۔

یکم اگست ۱۹۸۳ء سے اپنے فرائض انجام دینے والی اس عدالت کے حلقہ اختیار میں تمام تعلقہ بھوکر شامل ہے۔

بارش کی آمد پر حفاظتی اقدامات!

حکومتِ مہاراشٹر نے امسال موسم باراں کے دوران ریاست کے چند حصوں میں ممکنہ سیلابی بارش سے عوام کو جانی و مالی نقصانات سے محفوظ رکھنے کے لئے ضلع کلکٹروں کو "حفاظتی اقدامات" طے کرنے کی ہدایت دی ہے۔

حفاظتی اقدامات میں ضلع واری سطح پر راحت کمیٹیوں کی تشکیل، ممکنہ سیلابی علاقوں کی نشاندہی، رضاکار تنظیموں کا تعاون، اشیائے ضروری کی بلا رکاوٹ فراہمی اور دیہی سطح پر موسم کی پیش گوئی کے لئے مواصلاتی انتظام جیسے امور شامل ہیں۔

ساحلی علاقوں کے کلکٹروں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ممکنہ طوفان کی صورت حال کے مقابلہ کے لئے دیگر تدابیر کے ساتھ موسم سے متعلق خبروں اور وارننگ کا بڑے پیمانے پر انتظام ماہی گیروں کو بروقت آگاہی اور راحت اقدامات کے لئے متعلقہ اداروں سے مدد لینے کی خاطر ضروری انتظامات کریں۔

کلکٹروں کو مزید ہدایت دی گئی ہے کہ وہ راحت کاموں کا جائزہ لیں اور ناگہانی آفات کے وقت امداد کی منظوری کے ضوابط کے سلسلے میں گذشتہ سال جاری کردہ سرکاری احکامات سے محصول افسران کو پیشگی آگاہ رکھیں۔

سندھی اکیڈمی کی دوبارہ تشکیل!

حکومتِ مہاراشٹر نے شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے اطلاعات اور تعلقاتِ عامہ کی صدارت میں مہاراشٹر اسٹیٹ سندھی اکیڈمی کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔

وزیراعلیٰ شری دسنت داداپاٹل، شری یشونت راؤ چوان، ایم۔ پی۔ کی اہلیہ شریمتی وینوتائی چوان کے جسدِ خاکی کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ شریمتی چوان، بمبئی میں یکم جون ۱۹۸۳ء کو رحلت فرما گئی تھیں۔

شریمتی وینوتائی چوان کی رحلت
شری اڈک کا تعزیتی پیغام

نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے شری وائی بی چوان ایم پی کی اہلیہ شریمتی وینوتائی چوان کی رحلت کی غمناک خبر سنکر اپنے انتہائی دکھ اور رنج کا اظہار کیا

اپنے تعزیتی پیغام میں شری اڈک نے فرمایا "ملک کی خدمت میں مصروف کار شری یشونت راؤ چوان کے ساتھ شریمتی وینوتائی نے اپنی ازدواجی زندگی کے ۴۸ سالوں تک ان کے شانہ بشانہ کام کیا اور ان کی کامیابی میں حصہ دار رہیں مہاراشٹر کے خدمت گاروں سے آپ ہمیشہ مادرانہ شفقت سے پیش آتی تھیں۔

مہاراشٹر کے عوام کو شریمتی وینوتائی چوان کی رحلت سے دکھ پہونچا ہے۔ ہم شری وائی بی چوان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔"

پروفیسر رام پنجوانی اکیڈمی کے چیرمین اور پروفیسر (شریمتی)
...ا۔ آر۔ ہیرا نندانی وائس چیرمین مقرر کئے گئے ہیں۔ دیگر
...میران اس طرح ہیں۔ سرو شری رام تولانی، ارجن شاد
...دہن پنجابی گوندمالی، کرت بابانی، اسانند ممتورا۔ موہن
...لیانا، کرشنا راہی، ہیرو سیوا کانی، تمام جے سنگھانی،
...ریو گجرا، واسو دیو نرمل، ارجن سیکایل، پرتھ سابانی،
...مدو راہیجا، گونی سمتانی، بحیثیت ممبر سکریٹری اور شریمتی
...سندری ایم۔ جیٹانی۔

اکیڈمی کی میعاد تین سال تک کی ہے۔

نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ اڈک، آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی ۱۹ ویں برسی کے موقع پر منترالیہ میں آنجہانی کی تصویر کو پھولوں کی مالا پہنا کر خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں شری پرتاپ راؤ بھوسلے وزیر برائے دیہی ترقیات بھی نظر آرہے ہیں۔

شری رام پردھان، چیف سیکریٹری، حکومتِ مہاراشٹر ۲۰ رمئی کو منترالیہ میں مختلف محکموں کے سیکریٹریوں اور اعلیٰ افسران کی ایک میٹنگ میں بائیو گیس پلانٹ پروگرام اور مربوط دیہی ترقیات پروگرام پر عمل آوری کا جائزہ لے رہے ہیں۔

مغربی علاقے کے وزراء برائے توانائی کی سہیادری گیسٹ ہاؤس پر ۱۷ مئی ۱۹۸۳ء کو منعقدہ ایک میٹنگ میں شری سی۔ ایس بنگھ مرکزی وزیر برائے انرجی ، شری شیواجی راؤ پاٹل نیلا نگیکر ، وزیر برائے آبپاشی ، ڈاکٹر بلی رام ہیرے ، وزیر برائے انرجی ، وزیر اعلیٰ گجرات شری مادھو سنگھ سولنکی اور شری ایچ۔ ایچ۔ یشیخ ، وزیر برائے انرجی ، گوا۔ دمن۔ دیو۔ مذکورہ علاقے میں توانائی کے امور پہ غور کر رہے ہیں۔

شری گوری شنکر مشرا ، مرکزی وزیر مملکت برائے پٹرولیم اور وزیر اعلیٰ مہاراشٹر ، شری وسنت دادا پاٹل ۴ ر جون ۸۳ء کو بمبئی میں ہندستان پٹرولیم کارپوریشن کے "لیوب ریفائنری توسیعی پروجیکٹ" کا معائنہ کر رہے ہیں۔

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل ، گورے گاؤں (ایسٹ) بمبئی میں نئے تعمیر کردہ "گوکل دھام" کالونی کا افتتاح کر رہے ہیں۔ ۲۳ مئی کو افتتاح کے موقع پر شری سوشیل کمار شندے ، وزیرِ مالیات، شری مدھوکر کمیت کر، وزیرِ مملکت برائے محنت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
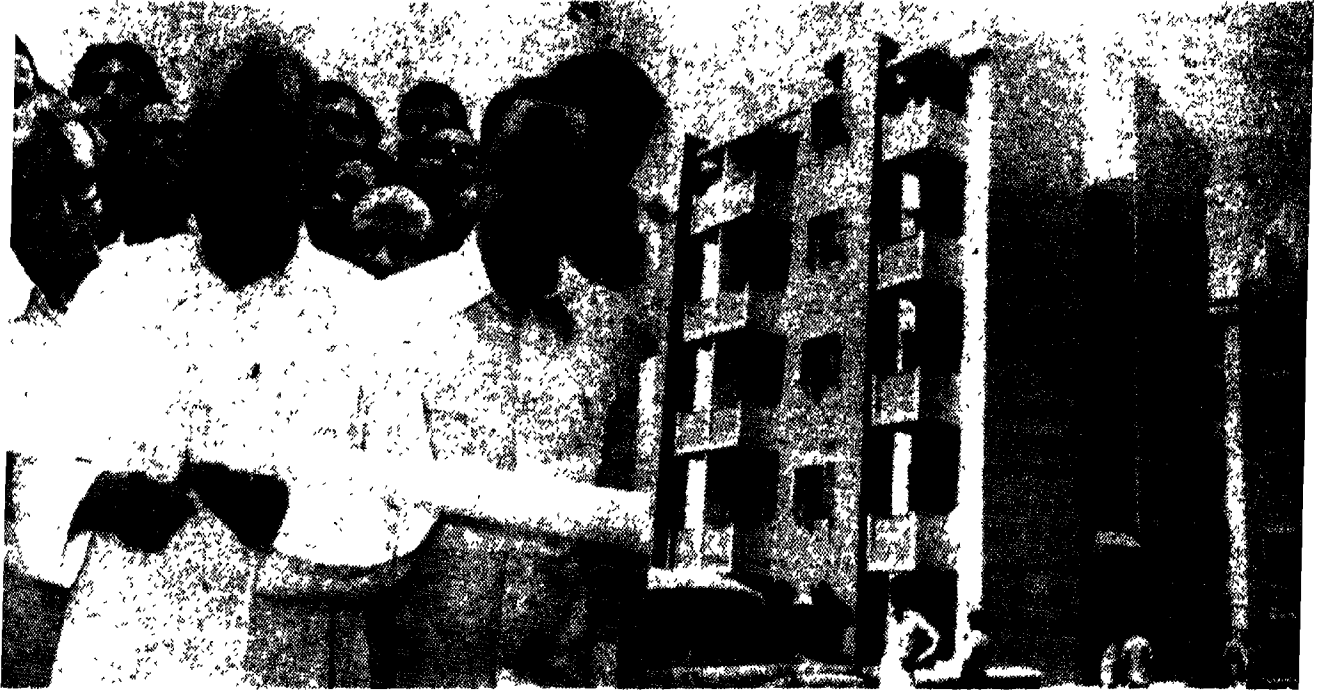
وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل ، کے ہاتھوں صنعتی شعبوں میں بہترین تحقیقاتی کارکردگی پر کثیر المقاصد صنعتی تحقیقاتی ترقیات مرکز ، کی جانب سے ۲۳ مئی ۱۹۸۳ء کو بھائی داس سبھا گرہا میں منعقدہ ایک تقریب میں ۶۰۰ ، ۵ روپے فی شخص انعام دیا گیا۔

اس موقع پر منعقدہ تقریب میں آپ حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ تصویر میں بائیں سرے پر، شری سوشیل کمار شندے وزیرِ مالیات ، شری ایم۔ آئی۔ پٹیل کیندرہ کے صدر اور شری ایس۔ پی۔ گودریج ، شریف آف بمبئی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۴ر جون ۱۹۸۳ء کو بمبئی کے کے سی کالج ہال میں منعقدہ مہاراشٹر راجیہ سہکاری ساکھر کارخانہ سنگھ کی ۲۷ ویں جنرل میٹنگ میں بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی۔
زیرِ نظر تصویر میں آپ حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب شری دجے سنگھ موہیتے پاٹل، وزیر مملکت برائے آبپاشی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر محنت، شری ایس۔ ایم۔ آئی۔ اشیر کی سکھ فرقہ کی جانب سے ۱۵ر مئی ۱۹۸۳ء کو راولی کیمپ گردوارہ، بمبئی میں دستار بندی کی جا رہی ہے۔

ooo

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل، ۲۲ر مئی کو بھارتی بحری بیڑے کے تربیتی جہاز "جواہر" پر بحری کیڈٹس دستہ کا معائنہ کر رہے ہیں۔

ooo

شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول، جہانگیر آرٹ گیلری میں ۲۵ مئی کو کماری بھوسلے کی بنائی ہوئی روغنی تصاویر کی نمائش کے افتتاح کے بعد تصویروں کے فنکارانہ حسن سے محظوظ ہو رہے ہیں۔

★ شریمتی روہنی ہتنگڑی
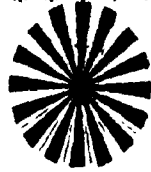
بھارتی فنکاروں کو
اوسکر انعام
ہندوستان کیلئے طرۂ امتیاز

★ شریمتی بھانو اتھیہ

ہندوستان کی مایہ ناز کاسٹیوم ڈیزائنر شریمتی بھانو اتھیہ پہلی ہندوستانی خاتون ہیں جنہیں سر رچرڈ اٹنبروگ کی فلم "گاندھی" کے لئے شری جان مولو کی شرکت میں بہترین کاسٹیوم ڈیزائن پر اوسکر انعام دیا گیا۔

شریمتی اتھیہ، کولہاپور کی رہنے والی ہیں۔ فلم "گاندھی" کو کل ۸ انعامات ملے ہیں۔ جس میں بہترین فلم، ہدایت کاری اور اداکاری کے لئے دیئے گئے عالمی شہرت کے اوسکر انعامات بھی شامل ہیں۔

اس سے قبل بمبئی کی مشہور اسٹیج اداکارہ شریمتی روہنی ہتنگڑی کو فلم "گاندھی" میں کستوربا کا رول کرنے پر بطور بہترین معاون اداکارہ برٹش اکیڈمی ایوارڈ بھی دیا جا چکا ہے۔

... GOVT. PHOTOZINCO PRESS PUNE-1983

دیہی فراہمیٔ آب اسکیم کے تحت تعمیر کردہ ایک بور کنوئیں سے فوارے کی شکل میں پانی کا اخراج ۔

ضلع پونے کے حویلی تعلقہ کے موشی گاؤں میں دیہی باشندوں نے خود اپنے طور پر پینے کے پانی کا مسئلہ حل کیا ۔ یہاں سے ۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع اندرائنی ندی سے مشینی انجن کے ذریعہ، پانی کنوؤں میں پہنچا کر ان کی سطح آب ۷ ۔ ۸ فٹ اُونچی کردی گئی اور اس طرح اندازاً ۴۵۰۰ نفوس کی آبادی پر مشتمل اس گاؤں میں پینے کا پانی دستیاب ہونے لگا ۔

پیاسی جنتا ، پیاسے کھیت
مہاراشٹر سوکھے کی لپیٹ میں، جہاں جنتا اور کھیت پیاسے ہیں
۱۴۰۰۰ دیہاتوں کو پانی کی شدید قلت کا سامنا
۶۰۰۰ دیہاتوں میں سنگین صورتِ حال
جنگی پیمانہ پر ریاستی حکومت کے اقدامات کے تحت کنوؤں، ٹیوب ویل، تالابوں، نجی ذخیرۂ آب اور ٹینکروں کا استعمال جاری ہے۔ اس ناگہانی آفت کا مل جل کر سامنا کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ اپیل کرتے ہیں۔
”آیئے، ہم پانی فراہم کریں تاکہ سوکھی زمین کی پیاس بجھے“
جاری کردہ :- ڈائریکٹوریٹ جنرل، اطلاعات و رابطہ عامہ، حکومتِ مہاراشٹر

خریف نشانہ ۱۳ر۱۱۲
لاکھ ٹن
زرعی امور کیلئے بجٹ میں ۱۱۶۰۸ کروڑ روپے مختص

کوکن کے ایک علاقے میں چاول کی کاشت میں معروف کسان

کپاس کی زیر کاشت فصل پر جراثیم کش دوا کا چھڑکاؤ۔

۲۵ر جون

قومی راج

جلد نمبر ۱۰ — شمارہ نمبر ۱۲

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ : دس روپے قیمت فی کاپی : پچاس پیسے

نگراں : خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

ترتیب

صفحہ نمبر

ریاست میں خریف مہم کے تحت بیج، کھاد اور جراثیم کش ادویات کی بڑے پیمانے پر تقسیم زیرِ عمل ہے۔

چیف ایڈیٹر: موہن پاٹل
ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

• مہدی پرتاپگڈھی
اِرّی گیشن ڈویژن ۔ پرتاپگڈھ (یو-پی)

۱۰ر اپریل کا قومی راج باصرہ نواز ہوا۔ اِدھر رسالے کی اشاعت میں پھر بے قاعدگی پیدا ہوگئی ہے لیکن اس بار جناب ظفر گورکھپوری کی غزل پڑھ کر تاخیرِ اشاعت کا تمام تکدر دور ہوگیا۔
ایک عرصے کے بعد ایسی مرصع غزل پڑھنے کو ملی ؎
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ
عبدالمجید سرور کا گنجینۂ معنی اور ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاؔ کی تخلیق " اردو ۔ مراٹھی میں تہذیبی اور لسانی رشتہ " لائق مطالعہ ہیں۔
امید ہے آپ آئندہ بھی ایسی تخالیق سے رسالے کو مزین کریں گے۔

• شفیع اللہ خاں رازؔ اٹاوی (ایم ۔ اے)
ایس ۔ این کالج ۔ کڑہ پور دل خاں ۔ اٹاوہ (یو-پی)

قومی راج مسلسل باصرہ نواز ہو رہا ہے۔ قومی ہندستان کا وہ واحد سرکاری جریدہ ہے جو تمام خوبیوں کے ساتھ وقت پر شائع ہوتا ہے۔

• شجاع الدین شاہدؔ
نارتھ بمبئی سارٹنگ آفس ۔ سانتا کروز ایرپورٹ ۔ بمبئی ۲۹

۲۵ر اپریل کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ قومی راج کا ہر شمارہ ہر بار نئی شان سے پاتا ہوں۔ قومی راج جس لگن سے اردو کی خدمت کر رہا ہے اور ریاستی سرگرمیوں اور ترقیاتی منصوبوں پر جس طرح روشنی ڈالتا ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ قومی راج کے عملے کی محنت اور قلمی معاونین کی تخلیقات قابلِ ستائش ہیں۔ زیرِ نظر شمارے میں بہار صدیقی صاحب کا مضمون " دورِ حاضر میں جہیز کی لعنت" قابلِ سبق ہے اور اردو اکیڈیمی کے سکریٹری جناب خواجہ عبدالغفور صاحب کی تخلیق " نہیں ۔ نہیں ۔ نہیں" قابلِ ستائش ہے۔ ان کے ادبی ذوق اور اعلیٰ صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے۔ غزلوں کی ترتیب کافی اچھی رہی ــــ مبارکباد قبول فرمایئے۔

• خورشید صبا
۳/ ۵۴ ۔ بھاؤ پاٹل چال ۔ بوپوڑی ۔ پونے ۳

شیخ محمد جعفر مونی کی نظم " ہم سب ایک ہیں" بہت اچھی لگی۔
ساتھ ہی ظفر گورکھپوری صاحب کا یہ شعر بہت پسند آیا ؎
وہ سمندر تجھے پی جائے گا دھیرے دھیرے
جس سمندر نے بھیرے تجھے پچھلی دی ہے
رسالے کی طباعت سلیقگی کی مثال ہے۔ دلی مبارکباد ـ اور ہاں مونی صاحب کا تخلص غلط چھپا ہے۔ دراصل وہ MONI ہے اور یہ التماس کرتی ہوں کہ "قومی راج" میں منی افسانوں کو جگہ دیں۔

• صلاح الدین نور الدین
ٹیگور نگر ۔ وکھرولی ۔ بمبئی ۸۳

۱۰ر اپریل ۱۹۸۳ء کا "قومی راج" نظر سے گزرا ۔ بوپوڑی کے مونی صاحب کی نظم " ہم سب ایک ہیں" بے حد پسند آئی۔
اردو طبقے میں سیاسی شعور اجاگر کرنے کا صرف صرف قومی راج نمائندہ ہے اور اس کے لئے آپ حضرات کو مبارکباد۔

• ایم اقبال
اسٹیشن روڈ ۔ اورنگ آباد (مہاراشٹر)

جیسا کہ کسی صاحب نے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ قومی راج اب ہمارے لئے باعث فخر بن گیا ہے۔ میں بھی یہی کہنا چاہوں گا ــــ مضامین، ترتیب و تدوین، طباعت اور سرورق کے رنگا رنگ حسن سے ریاستی خبروں تک قومی راج، معلومات اور ادبی سرمایہ میں ہر بار اضافہ کرتا ہے۔
خدا کرے آپ کا عملہ اسی طرح اپنی سرگرمیاں جاری رکھے۔ اور قومی راج کا ہر شمارہ مثالی انداز میں منظرِ عام پر آتا رہے۔

تصحیح

"قومی راج" کے شمارہ مورخہ ۲۵ر مئی ۸۳ء میں صفحہ ۳۶ پر سطر نمبر ۹ میں سہواً ۱۹۱۷ء شائع ہوا ہے جبکہ صحیح ۱۹۳۶ء ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔

خریف مہم سے بہتر توقعات

ریاست مہاراشٹر کے کئی حصے سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء سال میں خشک سالی سے بری طرح متاثر ہوئے یہاں تک کہ ریاست کے ۱۰٬۰۰۰ سے زائد علاقوں کو ۵۰ پیسے کم آنے واری قرار دیا گیا۔ ان مشکلات کے باوجود حکومت نے مذکورہ سال کے دوران فصلی پیداوار ۹۵٫۳۶ لاکھ ٹن نشانہ مکمل کر لیا۔ سال سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران حکومت نے فصلی پیداوار کا مندرجہ ذیل نشانہ مقرر کیا ہے۔

(لاکھ ٹن میں)

چاول، گیہوں	۹۹٫۱۵
دالیں	۱۰٫۴۸
تلہن	۱۲٫۵۰

حکومت مہاراشٹر نے پیداوار میں بہتری اور اضافہ کی خاطر بڑے پیمانے پر بیجوں کی فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ مختلف مراکز سے کسانوں کو اعلیٰ قسم کے بیج تقسیم کئے جاتے ہیں۔ کئی اضلاع میں بیجوں کی تقسیم کا کام بھی قریب الختم ہے۔ اس طرح توقع ہے کہ جاری خریف موسم میں بیجوں کی قلت درپیش نہیں ہوگی۔

بیجوں کی فراہمی

ٹھیک وقت پر بیجوں کی بوائی سے اچھی فصل کی امید کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ بیجوں کی وسیع پیمانے پر فراہمی کے لیے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں۔ اعلیٰ قسم کے بیجوں کے حصول اور ان کی مناسب تقسیم کیلئے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں۔

ان کاموں کیلئے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۵ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ بیجوں کی تقسیم کے دوران کسی قسم کی بدعنوانی کی روک تھام کے لئے مرکزوں پر متعلقہ افسران کے اچانک دوروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے اس سلسلہ میں ایک کنٹرول یونٹ تشکیل دیا گیا ہے جس کے ذمہ بیجوں کی

جوار کی تیار فصل

تقسیم کے مراکز کی نگرانی مقرر ہے۔ بیجوں کی تقسیم کے دوران اتفاقاً کم درجہ کے بیج خلط ملط ہوجائیں پر کسانوں کو بہتر بیج بلاقیمت بدل کر دیئے جاتے ہیں۔

کیمیائی کھاد کی فروخت

اناج کی امید افزا پیداوار کا انحصار دیگر حالات کے ساتھ ساتھ خود کسانوں کی محنت پر بھی ہے۔ کھیتی باڑی کے لیے ضروری لوازمات کی دستیابی کے لیے اب کسانوں کو اپنے مقام سے ۸ کلومیٹر سے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہ رہے۔ اس خیال سے جاری سال سے ۵ ، لاکھ روپیہ کی لاگت کی ایک امدادی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ریاست کے مشکل رساں اور نئے حصوں میں جاری سال کے دوران ۱۰۰۰ سے زائد کیمیائی کھاد کی فروخت کے مراکز جاری کئے جائیں گے۔ اس کے نتیجہ میں بیج اور کھاد کی فروخت میں خاطر خواہ اضافہ ہونے کی امید ہے۔

منی کٹ

کیمیائی کھاد کے وسیع پیمانے پر استعمال، متوقع پیداوار کے حصول نیز فصلی پیداوار کے معیار میں بہتری لانے کے لیے کھاد اور بیج کی فراہمی سے متعلق منی کٹ اسکیم شروع کی گئی ہے ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران بیج کے ۴ ، ۲۲ لاکھ اور کھاد کے ایک لاکھ منی کٹ تقسیم کئے گئے تھے۔ ۸۰-۸۱ء کے دوران ربیع اور خریف بیجوں کے ۲ لاکھ اور کھاد کے ۱۰ لاکھ منی کٹ تقسیم کئے جانے کی امید ہے۔ ہر منی کٹ میں ۱۰ ارب بیج اور کھاد مفت فراہم کیجاتی ہے۔ خریف موسم میں بیجوں اور کھاد کے ۲۰ ، لاکھ منی کٹ کی تقسیم کا کام چونکہ بڑے پیمانہ کا ہے چنانچہ حکومت اس کام کی انجام دہی کے لئے پوری تندہی سے مصروف کار ہے۔
مرکز نے ریاستوں کو مشورہ دیا ہے کہ زراعتی پیداوار سے متعلق تمام کارروائی کے لیے خاص مدتوں میں پندھرواڑہ منائیں۔ یہ بھی تجویز ہے کہ بارش شروع ہوتے ہی تمام ڈیویژنوں میں زراعتی اقدامات کا جائزہ لینے کے لئے ہر ڈیویژن میں وزیر برائے زراعت کی نگرانی میں ماہانہ میٹنگیں منعقد ہوں۔
وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام میں شامل اس امور کے تحت تلہن کی پیداوار میں اضافہ کے لیے ریاستی حکومت نے مخصوص پروگرام وضع کئے ہیں۔

(۱) گرمائی مونگ پھلی کاشت پروگرام
(۲) ربیع، خریف اور سورج مکھی کی کاشت
(۳) منتخبہ علاقوں میں کرڈی کی کاشت
(۴) خریف موسم میں جے۔ ایل ۲۴ رقم کے اناج کی کاشت

سندھودرگ، گڈچرولی، ایوت محل جیسے اضلاع میں جہاں مونگ پھلی کی کاشت نہیں کیجاتی تھی۔ یہاں مونگ پھلی کی کاشت سے کسانوں کو تین گنا زیادہ فائدہ حاصل ہونے کے پیش نظر چند مخصوص اقدامات طے کیے گئے ہیں۔ جن پر عمل آوری کے نتیجہ میں ۲-۳ برس میں مہاراشٹر تلہن کی پیداوار میں خودکفیل بن سکے گا۔ فصلی پیداوار کے تحفظ

کے سلسلے میں بھی حکومت نے بڑے پیمانے پر اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ جراثیم کش ادویات کی قیمتوں میں ۵۰ رفیصد کمی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں چار نکاتی پروگرام ترتیب دیا ہے۔

(۱) بازار میں فروخت کے لئے منتخبہ جراثیم کش ادویات کے معیار کی جانچ اور انہیں ملاوٹ کی سختی سے روک تھام

(۲) فصلی پیداوار کے تحفظ میں کام آنے والے اوزاروں کی بڑے پیمانے پر تقسیم۔

(۳) کھیتوں پر جانچ اور دورہ پروگرام کے تحت کارکنوں کی تربیت۔

(۴) کارکنوں کے ذریعہ فصلی پیداوار کے تحفظ سے متعلق کسانوں کی تعلیم۔

کھیتی اوزاروں کی بڑے پیمانے پر تقسیم کے لئے ایک اسکیم تیار کی گئی ہے اور حکومت نے جاری مالی سال کے دوران اس اسکیم کے لیے ۵۰ لاکھ روپیہ مختص کیا ہے۔ اس یوجنا کے تحت بیج اور کھاد کی بوائی کے لئے اوزار فراہم کئے جائیں گے۔ اس طرح حکومت نے کسانوں میں چھوٹی اراضی مالکان کی بہبود کے لیے اپنائی گئی اسکیم پر ۸۴-۱۹۸۳ء سال کے دوران ۴ کروڑ روپیہ مختص کیا ہے۔

اسکیم کے تحت اراضی ترقیات، زمین کی ہمواری اور زمین کی پیداواری صلاحیت میں بہتری اور فصلی پیداوار کا تحفظ جیسی سہولیات شامل ہیں۔ حکومت کی مختص کردہ ۴ کروڑ روپیہ کی رقم میں سے ۵۰ فیصد رقم مرکز کی جانب سے فراہم کی جائے گی۔

بارش واقسام اراضی اسکیم

کاشتکاری کے لیے موزوں زمین پر اور بارش کا بھی ہونا ضروری ہے۔ ریاست میں الگ الگ مناسبت سے بارش والے حصوں میں اسی قسم کی کاشت کیلئے موزوں زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک اسکیم اپنائی گئی ہے جس کے تحت اضلاع کے تمام حصوں میں حالت بارش اور اقسام اراضی کی بابت ایک مفصل معلومات حاصل کی جائے گی۔ اور اسے بلاک سطح پر عمل میں لایا جائے گا۔ جانچ اور دورہ پروگرام کے عملہ کو ہدایت دی جائے گی کہ وہ اس اسکیم کے تحت کسانوں کو مخصوص کاشت کی سفارش کریں۔ کبھی کبھار فصل کی تبدیلی کی بھی ضرورت ہوگی۔ اس وقت فوری طور پر زمین کی سدھار کے کام کئے جائیں گے۔

کسانوں کو امداد

حکومت کی ایک دوسری اسکیم کے تحت ہر تعلقہ میں ایک گاؤں منتخب کیا جائے گا اور وہاں کھیتی اراضی سدھار کام اور دیگر امور ایک ہی مرکز سے انجام دیئے جائیں گے۔ کسانوں پر ۱۰۰۰ روپیہ تک قرضہ جات واجب الادا ہونے کی صورت میں اگر انہیں اسکیم کا فائدہ نہ ہو تو ایسے کسانوں کو مزید قرضہ کی سہولت دی جائے گی۔ اس طرح اس اسکیم کے دو واضح فائدے حاصل ہوں گے۔ ایک یہ کہ کسانوں کی حالت میں بہتری ممکن ہوگی اور دوسرے یہ کہ منتخبہ زمین کی پیداواری صلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ ایک گاؤں میں کئے گئے اقدامات سے تمام تعلقہ کی صورتحال میں بہتری پیدا ہونا خارج از امکان نہیں۔

اراضی ترقیات

زرعی نقطہ نظر سے آبکاری کھیتی باڑی کے لئے سب سے زیادہ ضروری سمجھی گئی ہے۔ کھیتوں تک پانی پہنچانے کے لئے متعدد اقدامات کئے جاتے ہیں۔ مثلاً نالہ بندی، بندھ دھالنے وغیرہ کی تعمیر۔ جن اراضیات پر بندھ دھاروں سے پانی فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس زمین کا سب سے پہلے سدھار کیا جاتا ہے۔ اراضی پر اگی بیکار گھاس پھوس کو صاف کیا جاتا ہے۔ زمین ہموار کی جاتی ہے۔

حکومت کی جانب سے اراضی ترقیات کیلئے جاری مختلف اقدامات سے امید افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اراضی ترقیات کے سرکاری اقدامات میں سے ایک فائدہ مند طریقہ یہ ہے کہ زمین کو اس طریقہ سے سدھارا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں زمین زیادہ سے زیادہ پانی سمو سکے اس طرح زیادہ پیداوار کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔

حکومت نے اب تک آبپاشی کے جتنے طریقے اپنائے ہیں ان کے نتیجہ میں ریاست کی ۵۰ فیصد زمین زیر آبپاشی ہونے کی توقع ہے۔ کھیتوں کو مناسب مقدار میں پانی فراہم ہونے سے اچھی فصل کیساتھ ساتھ پیداوار میں اضافہ بھی بڑی حد تک یقینی ہے۔ چنانچہ اراضی ترقیات کے سلسلے میں سرکاری اقدامات اس طرح مؤثر ثابت ہوتے رہیں، تو ریاست کو اناج میں خود کفیل ہونے میں دیر نہیں۔

جائیکواڑی پروجیکٹ ۔ ایک جدید تیرتھ استھان

گوداوری ندی کو اگر دکھن کی گنگا کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا. کہا جاتا ہے گنگا ندی زمین پر بسنے والے کے فائدے کےلئے سورگ سے زمین پر اتاری گئی اس طرح مہاراشٹر کے انجینیروں نے بھی ریاستی عوام کی فلاح وبہبود کی خاطر دکن کی گنگا کہلانے والی اس ندی پر جائیکواڑی پروجیکٹ کی تکمیل کی.

غلّہ اور اناج کی روز بروز بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر ملک بھر میں آبپاشی پروجیکٹوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے. جائیکواڑی پروجیکٹ ۲،۸۰،۰۰۰ ایکڑ اراضی کو سیراب کرنیوالا ریاست کا اہم ترین پروجیکٹ ہے.

پیٹھن کے قریب تعمیر کردہ بندھ کی وجہ سے دس لاکھ مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ اس طرح دستیاب ہوجاتا ہے. اس بندھ کی دونوں جانب نہریں نکالی گئی ہیں. اس طرح اس پانی سے اورنگ آباد، جالنہ، پربھنی، احمد نگر، بیڑ اور ناندیڑ ان اضلاع کی زمین

سیراب ہوئی ہیں. گوداوری ہی کی ایک معاون ندی "سندپھن" پر بھی ماجل گاؤں کے قریب ایک بندھ تعمیر کئے جانے کی تجویز ہے. اور یہاں سے بھی ایک نہر نکالی جائے گی جس سے مزید قطعہ اراضی سیراب ہوگی.

پروجیکٹ کا جائزہ

جائیکواڑی پروجیکٹ کے دو حصے ہیں. پہلے حصے میں

(الف) اورنگ آباد ضلع میں پیٹھن کے قریب گوداوری ندی پر بندھ کی تعمیر سے ۸۵۰ء۳ ملین مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ.

(ب) ۲۰۸ کلومیٹر طویل اور ۸ء۱۰۰ مکعب میٹر پانی کی استعداد رکھنے والی پیٹھن نہر کی تعمیر اس نہر سے ۰۰۰ء۱۴۲ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی.

(ج) پیٹھن بندھ کے دامن میں ۱۲ میگھا واٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت والے بجلی گھر کی تعمیر.

اور دوسرے حصہ میں.

(الف) پیٹھن میں ۱۳۲ کلومیٹر لمبی ۶۳ء۱۷ مکعب میٹر ذخیرہ آب صلاحیت کی دائیں نہر کی تعمیر کے ذریعہ ۰۰۰ء۴۲ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی.

(ب) بیڑ ضلع میں ماجل گاؤں کے قریب گوداوری کی معاون ندی سندپھن پر ۶۴ء۴۵۳ مکعب میٹر پانی ذخیرہ کرنے کے لئے بندھ کی تعمیر.

(ج) ماجل گاؤں ۱۹۵ کلومیٹر لمبی ۶۰ء۸۳۱ ملین مکعب میٹر ذخیرہ آب صلاحیت کی. بند کی تعمیر جس سے ۰۰۰ء۹۴ ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی.

پیٹھن میں بندھ کا کام اور نہر کی تعمیر

گوداوری ندی پر ۲۸۵۰ ملین میٹر ذخیرہ آب صلاحیت کے باندھ کی تعمیر کا کام ۱۹۷۶ء میں تکمیل کو پہنچا. پیٹھن میں بائیں نہر ۱۶۶ کلومیٹر تک تعمیر کی گئی ہے اور جس سے ۸۷۸۲۷ ہیکٹر اراضی کو سیراب کیا جا رہا ہے اسی طرح پیٹھن میں دائیں نہر ۱۰۰ کلومیٹر تک تعمیر کی گئی ہے اور اس سے ۰۰۰ء۲۱ ہیکٹر اراضی سیراب کی جاسکی ہے ان دونوں نہروں کا باقی ماندہ کام جون ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے.

پیٹھن میں بجلی گھر

بجلی کی زائد فراہمی کے لئے پیٹھن میں بجلی گھر تعمیر کیا جا رہا ہے. پیٹھن بندھ کے دامن میں "ریورسیبل ٹربائن" نصب کر کے ۱۲ میگھا واٹ بجلی پیدا کرنے کی اسکیم ۱۹۸۴ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے.

ماہی گیری پروجیکٹ

پیٹھن کے دامن میں ہی مچھلیوں کی افزائش نسل اور ماہی گیری کا ایک بہت بڑا پروجیکٹ تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے. اس پروجیکٹ کے مکمل ہونے پر ناتھ ساگر سے سالانہ ۴۰۰ میٹرک ٹن مچھلیاں حاصل ہوں گی. نیز مچھلیوں کی افزائش نسل کی خاطر یہاں سے تقریباً ۵ء۱ کروڑ مچھلی کے انڈے دوسرے مراکز کو فراہم کئے جائیں گے

اورنگ آباد فراہمی آب پروجیکٹ

اورنگ آباد شہر میں پانی کی فراہمی کا ایک پروجیکٹ ۱۹۷۴ء میں مکمل کیا گیا جس سے

نتیجتاً شہر کو یومیہ ۶۳ ملین لیٹر کے حساب سے ۲۳ ملین مکعب لیٹر پانی فراہم ہوتا ہے۔

زیر بحث پروجیکٹ علاقوں کی ترقی

جائیکواڑی پروجیکٹ کے تحت مستفید ہونے والے علاقوں کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی پانی کے کفایتی اور بہتر استعمال کے لئے عوام اور کسانوں کی رہنمائی کرتی ہے تاکہ دستیاب پانی سے زیادہ سے زیادہ زمین سیراب کی جاسکے۔

ماجل گاؤں پروجیکٹ

گوداوری کی معاون ندی سندپھن پر ایک بندھ زیر تعمیر ہے جس کی لمبائی ۶۳۰۰ میٹر ہے۔ جو ۴۵۳٫۶۴ ملین مکعب لیٹر ذخیرۂ آب کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس بندھ کی کل لمبائی میں سے ۵٫۱۵۵۵٫۰ میٹر بندھ مٹی کا اور ۲۴۴٫۵۰ میٹر بندھ پتھر کا بنایا جائے گا۔ سیلابی پانی کے نکاس کے لیے اس بندھ میں ۸ ۲۰۸٫۱ میٹر اونچے ۱۶ دروازے بنائے جائیں گے۔

۴٫۹۴ مکعب لیٹر مٹی کے بندھ میں سے ۳۰٫۰۵ مکعب میٹر بندھ کام (۳۵٫۶۴ فیصد تک) مکمل ہوا ہے۔ باقی ماندہ ۱۷٫۹۰ مکعب میٹر کام جون ۱۹۸۴ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔ پتھری بندھ کی بنیاد کا کام شروع ہوچکا ہے اور ابتک ۲۱۱ ہزار مکعب میٹر کھدائی کے کام میں سے ۹۰ فیصد کام یعنی ۱۹۰ ہزار مکعب میٹر کھدائی ہوچکی ہے باقی ماندہ ۱۰ فیصد کام جون ۱۹۸۳ء کے اواخر تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔ پتھری بندھ کا کام بھی جون ۱۹۸۴ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

ماجل گاؤں نہر

اس نہر کے پہلے ۱۹ کلومیٹر کا کام ماجل گاؤں پروجیکٹ بورڈ کے ذمے ہے۔ ۱۹ کلومیٹر میں ۲۶۷۰ ہزار مکعب میٹر کام مٹی کا ہے جس میں سے ۵۹٫۳۷ فیصد کام مکمل ہوا ہے۔

۲۰ کلومیٹر سے ۱۶۵ کلومیٹر تک بند کا کام ماجل گاؤں نہر بورڈ کے ذمے ہے جس میں سے چونکہ ۳۰ تا ۴۵ کلومیٹر کاموں کی منظوری حاصل ہوچکی ہے لہٰذا یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ بندھ اور ۳۴ کلومیٹر تک نہر کام جون ۱۹۸۵ء تک مکمل کرنے کے لئے کام کی رفتار میں تیزی لائی جارہی ہے۔ اس سے ۲۵۰۰۰ ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔ ۱۹۷۴ء میں پروجیکٹ کی انتظامی منظوری کے مطابق پروجیکٹ کی لاگت تخمیناً ۲۲۴۵ لاکھ روپیہ تھی جبکہ آج نظرثانی کے بعد اس کی لاگت اندازاً ۱۷٫۱۷۲۶۰ لاکھ روپیہ ہوگئی ہے۔

مراٹھواڑہ علاقہ کی ترقی کے لئے ۱۹۸۱ء میں اعلان کردہ ۵۳ نکاتی پروگرام میں اس پروجیکٹ کو چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے اواخر تک مکمل کرنا طے پایا ہے لہٰذا اس مدت میں پروجیکٹ کی تکمیل کے لئے کام کی رفتار میں مناسب تیزی لائی جارہی ہے۔ ہمارے محبوب رہنما پنڈت جواہر لال نہرو کے الفاظ میں سنتوں کی بھومی مراٹھواڑہ میں جائیکواڑی پروجیکٹ کی سماجی و معاشی افادیت کے پیش نظر مراٹھواڑہ میں جائیکواڑی پروجیکٹ کو اگر ایک پونر تیرتھ استھان کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔
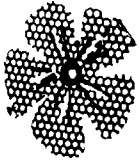
'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کا مشورہ

پیکیج اسکیم اور ترغیبی سہولیات کی وضاحت

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے صنعت کاروں سے اپیل کی کہ وہ حکومت کی ترغیبی سہولیات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ریاست کے پسماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم کریں۔

آپ منترالیہ میں صنعت کاروں کی ٦ جون کو طلب کردہ ایک میٹنگ میں پیکیج اسکیم بابت ۱۹۸۳ء اور موجودہ صورتِ حال سے متعلق حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ میٹنگ میں شری ستیش پیڈنیکر وزیر مملکت برائے محنت اور تقریباً ٥٠ معروف صنعت کاروں نے شرکت کی۔

نائب وزیر اعلیٰ نے صنعت کاروں کے اس غلط خیال کی تردید کی کہ مہاراشٹر سے صنعتیں دوسری ریاستوں کو منتقل ہو رہی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ترغیبی سہولیات کی پیکیج اسکیم سے صنعتوں کی منتقلی کا امکان نہیں رہے گا۔

شری بی۔این بھاگوت منیجنگ ڈائرکٹر اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر (سیکوم) نے مذکورہ اسکیم کی تفصیل پیش کی۔

مذکورہ اسکیم کے تحت ایسی ترغیبات دی گئی ہیں جس سے پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام سے کسی نقصان کی تلافی ہو سکے۔ اس کے علاوہ یونٹ کے مقررہ سرمایہ اصل کے تناسب سے زیادہ سے زیادہ مالی سہولیات فراہم کر کے صنعتی طور پر پسماندہ علاقوں میں سرمایہ کاری مالی طور پر سودمند بنانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

اس اسکیم کے تحت تعلقہ کو اکائی تصور کرتے ہوئے ریاست کو صنعتی پسماندگی کی درجہ بندی کے لحاظ سے الف، ب، ج اور د، ان چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اسکیم کے تحت سب سے اہم سہولت یونٹ کے جائے قیام کے پیشِ نظر سیلس ٹیکس کی معافی یا ۳ تا ۷ سال تک ادائیگی نہ کرنے کی اجازت ہے۔ یہ سہولت سرمایہ اصل کے ۷٥ تا ۹٠ فی صد تک بڑھائی جا سکتی ہے۔

۱۹۸۳ء کی پیکیج اسکیم کے تحت موجودہ صنعتوں کو جو پسماندہ علاقوں میں نئی صنعتیں قائم کریں، طویل مدت میں سیلس ٹیکس ادائیگی کی سہولت دی گئی ہے۔ اس طرح ترغیبی سہولت کے مستحق صنعتی یونٹوں کو سیلس ٹیکس کی سہولت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے اور انہیں سیکوم کی جانب سے سالانہ مالی امداد کی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۹۸۳ء اسکیم کے تحت اوّل خصوصی سرمایہ کی فراہمی کی سہولت

اسکیم کی دوسری خصوصیت "ج" اور "ذ" علاقوں میں ایسی صنعتوں کو پائینر یونٹ تسلیم کرنا ہے جس پر سرمایہ کاری ۵ کروڑ روپے سے زائد ہے۔ ان علاقوں میں موجودہ یونٹ کی توسیع پر سرمایہ کاری ۲۵ کروڑ روپے سے زائد ہے۔ نتیجہ میں اونچے سرمایہ کاری کی لاگت کی صنعتوں کو سرمایہ اصل کے ۹۰ فی صد تک ترغیبی سہولت حاصل ہوگی۔

سیلس ٹیکس کے علاوہ دیگر صورتوں مثلاً چنگی کی واپسی اور منصوبہ بندی رپورٹ کے اخراجات کی ادائیگی وغیرہ طریقوں سے بھی ترغیبی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ نئی پیکیج اسکیم کے تحت مہاراشٹر میں بہ نسبت دیگر ریاستوں کے ترغیبی سہولیات زیادہ ترمالی فوائد پر مبنی ہیں۔

صنعت کاروں کی جانب سے بنیادی صنعتی اور سماجی ضروریات مثلاً اسکول اور رہائشی مکانات سے متعلق وضاحت طلب کئے جانے پر شری اڈک نے بتایا کہ مکانات کی تعمیر کا کام سڈکو کے حوالے کیا گیا ہے اور ہڈکو کے تعاون سے اب تک واشی میں ۲۵,۰۰۰ اور اورنگ آباد میں ۱۰,۰۰۰ مکانات تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

آپ نے صنعت کاروں کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ پائنیر یونٹ کے معاملے میں صنعتی رہائش گاہوں کے پروجیکٹ میں سڈکو کو شامل کیا جائے۔

آپ نے صنعت کاروں کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ پائنیر یونٹوں کے قیام کے لئے جگہوں کا انتخاب کرنے نیز دیگر ریاستوں کے ساتھ مہاراشٹر کی پیکیج اسکیم کے فائدوں اور نقصانات کی بابت مفصل معلومات مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے۔

میٹنگ میں صنعت کاروں کی درخواست کی منظوری میں تاخیر پر مفصل بحث ہوئی۔ بتایا گیا کہ مختلف امور کی منظوری کے لئے صنعتکار کو ۵-۶ مقامات پر جانا ہوتا ہے اور ہر جگہ غیر ضروری طور پر تاخیر ہوتی ہے۔ صنعت کاروں نے درخواست کی کہ تمام منظوریاں ایک ہی مرکز سے دیئے جانے کا انتظام کیا جائے۔ نائب وزیر اعلیٰ نے اس مشورے پر غور کرنے نیز تاخیر دور کرنے کے لئے بہتر طریقہ کار وضع کرنے کا یقین دلایا۔

نجی مشترکہ یا امداد باہمی سیکٹر میں بجلی کی پیداوار کی اجازت نیز اس مقصد کے تحت مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹری سٹی بورڈ کے برقی تار استعمال کرنے کی اجازت دینے کی تجویز بھی میٹنگ میں پیش کی گئی۔ جس پر غور کرنا منظور کیا گیا۔

انتہا پسند ٹریڈ یونین سرگرمیاں، مزدوروں میں بے اطمینانی ہڑتال اور سست رفتار کام پر بھی مفصل بحث ہوئی۔ متعدد شرکار نے یہ عام رائے ظاہر کی کہ مزدور سرگرمیاں صنعتوں کے لئے نقصان دہ ہیں جس کی روک تھام کے لئے سخت اقدامات ضروری ہیں۔ شری بی۔ کے چوگلے سکریٹری امور داخلہ اور شری اوید، ایڈیشنل کمشنر آف لیبر نے اس سلسلے میں ان محکموں کی جانب سے جاری اقدامات کی تفصیل پیش کی۔ شری اڈک نے انہیں مجوزہ اقدامات بشمول موجودہ قوانین میں رد و بدل کے سلسلے میں فوری عمل کی ہدایت کی

صنعتی مسائل کے حل کے لئے نائب وزیر اعلیٰ کے اس اقدام کی صنعت کاروں نے تعریف کی اور صنعت کاروں اور حکومت کے نمائندوں کی ماہانہ میٹنگ کے انعقاد کی شری اڈک کی تجویز کا خیر مقدم کیا۔

میٹنگ میں موجود صنعت کاروں میں بمبئی کے شریف شری ایس۔ پی گودریج، شری نزل ٹاٹا، شری رام کرشنا بجاج اور شریمتی شنالیو دفتری نے مختلف امور پر اپنے خیالات پیش کئے۔ شری شرد کیلکر سکریٹری محکمہ صنعت، نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

فصل خریف میں زیادہ زرعی پیداوار کی توقعات

آبپاشی کے لئے خصوصی اقدامات

حکومت مہاراشٹر نے ریاست کو درکار غلّہ کی مقدار سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے مقرر کردہ زرعی پیداوار کا نشانہ اور موجودہ ذخیرہ آب کا جائزہ لیتے ہوئے امسال خریف موسم میں زیادہ فصلی پیداوار حاصل کرنے کے لیے خصوصی اقدامات طے کئے ہیں۔

چنانچہ حکومت کے فیصلے کے بموجب زیادہ سے زیادہ اراضی پر مخلوط جوار، مونگ پھلی، تلہن اور دالوں کی کاشت کی جائے گی نیز کسانوں سے پرزور سفارش کی جائے گی کہ وہ ایسی فصلوں کی کاشت کریں جن کے لئے پانی آبپاشی پروجیکٹوں سے یکم جون کے بعد دستیاب ہوا ہو یا جہاں پانی ماہ جون کے بعد دستیاب ہو یا دیگر پروجیکٹوں سے وابستہ زیادہ بہاؤ والی نہروں سے پانی دستیاب ہو۔

دھان کی کاشت والے روایتی علاقوں رتناگیری، سندھودرگ، رائے گڑھ، تھانے، ناگپور، بلڈانہ، چندرپور اور گڈ چرولی اضلاع نیز واضح ربیع فصلی علاقوں میں امسال خریف کی مخلوط جوار کی کاشت پر کسانوں کو محصول آب میں رعایت دیتے ہوئے موجودہ شرح کا صرف ½ وصول کیا جائے گا۔

یہ رعایت دھان کی غیر فصلی علاقوں میں خریف دھان کی کی کاشت پر بھی دی جائے گی۔ ایسے باغبان جن پر محصول آب بقایا ہے اور جنہیں خریف ۱۹۸۳ء کے لئے پانی درکار ہے ــــ لیکن ربیع ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء کی گرمائی فصل کے لئے پانی حاصل نہیں کر سکے۔ انہیں بقایا جات کا صرف ایک تہائی حصّہ ادا کرنے پر پانی فراہم کیا جائے گا۔

دال، مونگ پھلی اور تلہن وغیرہ کی زائد پیداوار نیز اس مقصد کے تحت دستیاب پانی کے بہتر استعمال کے لئے حکومت نے اولاً ہی اقدامات جاری کرتے ہوئے آبپاشی پروجیکٹوں، ندیوں اور نالوں سے پانی رعایتی قیمت پر فراہم کئے جانے کی ہدایت کی ہے۔

ایسے کسان جن پر پانی کی قیمت کے بقایہ جات واجب الادا تھے اور جنہوں نے ۱۹۸۲ء کی خریف فصل کے لئے کل محصول آب مع بقایا جات کا ایک تہائی حصہ پیشگی ادا کر دیا تھا۔ انہیں اس مدت میں آبپاشی پروجیکٹوں اور اٹھاؤ سینچائی اسکیمات سے پانی استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی، سال رواں میں یہ سہولت خریف فصل کے لئے صرف غلّہ، دال اور تلہن کی فصل کے لئے دی جائے گی۔

باغبان کو "واٹر پاس" کے اجراء میں تاخیر روکنے کے لئے محکمۂ آبپاشی کے ملازمین شخصی طور پر دیہاتوں اور کمانڈ علاقوں کا دورہ کریں گے اور برموقع درخواست فارم کے تحت واٹر پاس جاری کریں گے۔

مذکورہ بالا اہم اقدامات کے علاوہ ندیوں، نالوں آبپاشی تالابوں، اٹھاؤ سینچائی اسکیمات سے خریف فصل کے لئے نیز غلّہ، دالوں، مونگ پھلی اور تلہن کے لئے نہروں سے اٹھاؤ سینچائی سے زیادہ سے زیادہ پانی حاصل کرنے کی حکومت نے مزید رعایت فراہم کی ہے۔

واٹر پاس رکھنے والوں کو پانی استعمال کرنے سے روکنے والے باغبانوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ ضرورت پڑنے پر متعلقہ افسران کو ڈسٹرکٹ کلکٹر یا پولس سپرنٹنڈنٹ کے یہاں شکایت درج کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

* [illegible] شیروانی
[illegible] - اسلامیہ کالج،
اٹاوہ (یوپی)

ہندوستانی نظامِ تعلیم کے دو اساسی مسائل

اس صدی کی آفرینش سے انسانی زندگی اور سماجی اقدار اس سرعت کے ساتھ تبدیل ہوئی، اور ہو رہی ہیں کہ آئے دن نو بہ نو مسائل پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ تعلیم بھی ان سے متاثر ہوتی ہے۔ جب سے تعلیم عام ہوئی ہے اور ریاست کی ذمہ داری میں آئی ہے اسے بھی بہت سے ژولیدہ مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

مدارس کے لئے عمارتوں کی کمی۔ تربیت یافتہ اساتذہ کی قلت، طلباء میں بے ضابطگی کا رجحان نیز بہت سے ایسے مسائل جن کے حل کے لئے آئے دن کمیشن، اور کمیٹیاں مقرر ہوتی رہتی ہیں۔

اس وقت ہمارے ملک کے سامنے تعلیم کے دو بنیادی مسائل ہیں۔ ایک اہم اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ تعلیم روز بروز غیر منفعت بخش اور غیر پیداداری ہوتی جا رہی ہے۔ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے جتنے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ نوجوان تیار کئے جاتے ہیں وہ سب سماج کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتے۔ ایک بے ضابطہ جائزہ کے مطابق ایک نوجوان کی اسکولی تعلیم پر اوسطاً ۳۰۰۰ روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے اس میں سے صرف ۳۰۰ اس کے والدین ادا کرتے ہیں باقی ۲۷۰۰ روپیہ سوسائٹی کو خرچ کرنا پڑتی ہے اور اس کا بڑا حصہ غریب کسانوں، مزدوروں، رکشہ چلانے والوں اور دیگر محنت کشوں کی جیب سے آتا ہے۔ بارہ سال اسکولی تعلیم کے بعد تقریباً ۳۶۰۰۰ روپیہ خرچ کر کے اگر وہ نوجوان کسی کام کے قابل بنتا ہے یا مزید تعلیم حاصل کر کے قومی دولت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے تو سماج کا یہ روپیہ کارگر اور اس نوجوان کی تعلیم منافع بخش اور پیداداری کہلائے گی ورنہ اس کی تعلیم غیر پیداداری اور نامنافع بخش۔

اوّل تو کافی تعداد نوجوانوں کی امتحانات میں فیل ہو کر روپیہ ضائع کر دیتی ہے اور اگر کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان میں سے بڑی تعداد بے روزگار رہتی ہے یا پھر وہ کام کرتی ہے جس کے لئے حاصل شدہ تعلیم کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

یہی نہیں اب تو بہت سے نوجوان مایوسی کا شکار ہو کر غیر سماجی کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ اس طرح اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ فیصد تعلیم یافتہ نوجوان سماج کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ۷۵ فیصدی غیر منافع بخش ہوتے ہیں باقی ان کاموں میں لگ جاتے ہیں جو سماج کے لئے بجائے فائدہ مند ہونے کے نقصان دہ ہیں۔

اگر اعلیٰ تعلیم کی طرف غور کیا جائے تو تصویر اور بھی دھندلی نظر آتی ہے۔ اسی غیر رسمی جائزہ کے مطابق یونیورسٹی میں ایک طالب علم پر اندازاً ایک سال میں ۶۴۰۰ روپیہ خرچ آتا ہے۔ اس رقم میں سے صرف ۵۰۰ روپیہ ایک طالب علم فیس وغیرہ کی شکل میں جمع کرتا ہے۔ ۵۹۰۰ سماج سے ٹیکس لے کر پورا کیا جاتا ہے۔

[illegible] گریجویٹ ہوکر صرف ۲۰ فی صدی نوجوان ایسے کاموں میں لگ جاتے ہیں جو سماج کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں اور کم از کم اتنا بدلہ (RETURN) دیتے ہیں جتنا ان پر خرچ ہوا ہے۔ ۳۰ فیصدی ایسے کاموں میں لگتے ہیں جو سماج کے لئے فائدہ مند تو ہوتے ہیں لیکن ان کا بدل اتنا نہیں جتنا ان پر خرچ ہوا۔ باقی ۵۰ فیصدی نوجوان بے روزگاری کا شکار رہتے ہیں یا پھر ایسے کاموں میں لگتے ہیں جن سے سماج کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ غرضیکہ اندازہ یہ ہے کہ تعلیم میں لگے ہوئے سرمایہ کا نصف سے زائد حصہ ضائع ہو جاتا ہے یہ روپیہ زیادہ تر غریب عوام کا پیٹ کاٹ کر جمع ہوتا ہے۔ اس طرح ان دنوں تعلیم سماج کے لئے غیر پیداواری اور نامنافع بخش ہو رہی ہے۔ اگر ہم مزید غور کریں تو ہر سال پرائمری تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کروڑوں روپیہ امتحانات پر خرچ ہوتا ہے۔ پورے ملک کے امتحانات کا جائزہ لیا جائے تو ۵۰ فیصدی طلباء فیل ہو جاتے ہیں اور کافی تعداد کئی کئی سال تک فیل ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح امتحانات پر خرچ ہونے والے کروڑوں روپیہ کا بڑا حصہ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

تعلیم کا مقصد ہماری درسی کتابوں میں بچوں اور نوجوانوں کی ہمہ جہتی ترقی (ALL ROUND DEVELOPMENT) بتایا گیا ہے اگر یہ مقصد ہی ہمارے اسکول اور کالج پورا کر دیتے تو بھی غنیمت تھا لیکن تصویر کا یہ رُخ بھی مبہم اور دھندلا سا نظر آتا ہے موجودہ تعلیم نوجوانوں کو نہ ضابطہ کی پابندی سکھاتی ہے اور نہ ان کے کردار کی اصلاح کرتی ہے۔ بے ضابطگی فیشن پرستی نمائشی کام اور بداطواری آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی خصوصیات ہیں۔ اس طرح ایک طرف صحیح تعلیم کے فقدان اور دوسری طرف محرومیت نے انہیں شکست خوردہ بنا دیا ہے ان کی خواہشات پھیل گئی ہیں لیکن ان کے کام کرنے کی صلاحیت سمٹ گئی ہے۔ سینما کی چمک دمک نے ان کے خوابوں میں جو دنیا بسا دی ہے حقیقت میں کچھ نہیں۔ ان حالات نے انہیں نہ صرف ناکارہ بنا دیا ہے بلکہ بے رحم بھی۔

ہماری تعلیم کا دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں نے تعلیم کا مقصد امتحان پاس کر کے ڈگریاں اور سرٹیفکیٹ حاصل کرنا سمجھ لیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کا شوق اور اس کے لئے جد و جہد کا جذبہ ناپید ہو رہا ہے اس کی جگہ تعلیم یافتہ کہلانے اور ڈگریاں حاصل کرنے کی خواہش بڑھتی جا رہی ہے۔ سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے تو بہت سے ذرائع کام میں لائے جا سکتے ہیں سب سے بڑا ذریعہ

روپیہ ہے جس کو خرچ کر کے ڈگری [illegible] کے علاوہ رسوخ، بے ایمانی اور ضرورت [illegible] حصول میں معاون ثابت ہوتا ہے چنانچہ آج کل ۵۰ [illegible] طلباء انہیں ذرائع کا استعمال کر کے امتحان پاس کرتے ہیں اور محنتی طلباء کی ہمت شکنی ہوتی ہے اور وہ مایوس [illegible] سماجی اقدار سے اپنا اعتماد کھو بیٹھتے ہیں۔

تعلیم کا رشتہ امتحان سے جوڑ کر حقیقت میں علم کی اہمیت کم کر دی گئی ہے۔ انگریزی دور اقتدار میں یہ لعنت ہمارے [illegible] آئی تھی۔ انگریزی حکومت کے لئے منشی اور کلرکوں کی ضرورت تھی ان کو منتخب کرنے کا بہترین ذریعہ امتحان ہی تھا۔ آہستہ آہستہ [illegible] نظامِ تعلیم کا بنیادی اور اہم پہلو بن گیا۔ اب امتحان کا ہوا نہ صرف یونیورسٹی اور کالج کے طلباء پر ہی سوار ہوتا ہے بلکہ پرائمری اسکول کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس کا شکار ہیں۔ علم حاصل کرنے کی [illegible] بلکہ امتحان پاس کرنے کی ان کو خوشی ہوتی ہے والدین اور سرپرست کو بھی صرف بچوں کے امتحان پاس کرنے کی فکر ہوتی ہے اور پورا [illegible] اس پر ہی لگا دیتے ہیں کہ ان کا بچہ اچھے نمبروں سے پاس ہو جائے [illegible] کے لئے وہ تمام ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے بچوں کو بھی یہ سب معلوم رہتا ہے کہ ان کو پاس ہونے میں کون کون سے [illegible] استعمال کئے جا سکتے ہیں یا کئے جائیں گے۔ اس لئے انہیں علم حاصل کرنے کا شوق نہیں رہتا اور تعلیم کے بجائے ان کا وقت دوسری خرافات میں گزرنے لگتا ہے۔ معیارِ تعلیم گر رہا ہے اور تعلیمی درسگاہوں [illegible] تقدس اور پاکیزگی ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہاں بھی سرکاری دفاتر کی طرح بدعنوانی جنم لینے لگی ہے۔

ان ساری خرابیوں کی جڑ امتحان ہے اگر نظامِ تعلیم سے امتحان [illegible] کا موجودہ ڈھانچہ ختم کر دیا جائے تو ان میں سے بہت سی خرابیوں کی جڑیں کٹ جائیں گی۔ نظامِ تعلیم میں یقیناً تعین [illegible]ASSESSMENT کی بڑی اہمیت ہے لیکن اس کا موجودہ ڈھانچہ اور طریقہ بالکل ناقص اور غیر حقیقت پسندانہ ہے جس کے بدلنے میں ہی عافیت ہے۔

اس طرح موجودہ تعلیم کے یہ دو بڑے اور اہم مسئلے ہیں جن کی جانب ماہرینِ تعلیم اور حکومت کو توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے ان مسائل کے حل کے لئے دو طریقے سب سے زیادہ کارگر ثابت ہو [illegible] ہیں۔ اول تعلیم کو روزی اور روٹی سے جوڑا جائے اور عام تعلیم کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کو کسی پیشہ کی تکنیکی تعلیم بھی دی جائے۔

(باقی صفحہ [illegible])

"گیتائی مندر" وردھا۔ مہاراشٹر

نسیم شہریار، اُردو مدرس، معرفت بھالے راؤ ڈرئیور بلڈنگ، رادھا نگری۔ مانس مندر، (سب پوسٹ آفس) مقام:- وردھا (مہاراشٹر)

"اکثر لوگ گیتائی مندر کی خوبصورتی سادگی سے متاثر ہو کر بار بار یہاں آتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مندر کا داخلی دروازہ خوبصورتی اور سادگی کا ایک عظیم پیکر ہے۔ بھارتی روایات کے مطابق مقدس کتابیں رحل پر رکھ کر مُطالعہ کی جاتی ہیں شری مد بھاگوت گیتا ایک مقدس کتاب ہے۔ گیتائی مندر کا داخلی دروازہ گیتا کی طرح عظیم الشان ہو اس لئے اسے ایک بُلند و بالا رحل کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ اس کی بلندیوں پر نگاہ ڈالنے سے تصوّر ہوتا ہے کہ اس پر عظیم و پاکیزہ گیتا رکھی ہوئی ہے۔ ایکسپوزڈ کانکریٹ (Exposed Concrete) سے بنایا گیا۔ اس قدر بلند اور شاندار دروازہ بھارت میں فنِ تعمیر کا پہلا نمونہ ہے۔ اس رحل نما دروازے کی اونچائی اٹھارہ فٹ ہے۔ اس کے سات فٹ اونچے لوہے کے پھاٹک کے کواڑوں پر دو خوبصورت پہیئے بنے ہوئے ہیں۔ یہ ارجن کی اس رتھ کے پہیوں کی نقل ہیں جس رتھ پر شری کرشن جی کوچوان کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے کروکشیتر کی جنگ کے دوران ارجن کو اپدیش دے رہے تھے۔ یہی اپدیش "بھاگوت گیتا" میں درج ہیں۔ یہ گاندھی جی کے چرخے کے پہیوں کی علامت بھی ہیں۔ اس مندر میں نہ کوئی چھت ہے نہ مورت۔ نو فٹ اونچے پتھر کی شیلاؤں کو ترتیب وار پہلو بہ پہلو گاڑ کر بیٹھی ہوئی گائے اور چرخے کی شکل میں ایک حلقہ دار دیوار سی بنائی گئی ہے۔ پتھر کی شیلاؤں پر گیتا کے پاکیزہ اشلوک کھدوائے گئے ہیں۔ مہاتما گاندھی کی زندگی گیتا کی تفسیر تھی۔ ان کے عزیز شاگرد ونوبا بھاوے جی نے گیتا کا مراٹھی میں منظوم ترجمہ کیا تھا اور اس کا نام "گیتائی" رکھا تھا۔ گیتائی مندر کی شیلاؤں پر اسی گیتائی کے شلوک درج کئے گئے ہیں۔ وردھا کے مشہور رہنما اور تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد شری جمنا لال بجاج جی اور ان کے بیٹے کمل نین جی بجاج نے گئو اور گیتا کی سیوا کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ اس طرح شری

کرشن جی، مہاتما گاندھی، ونوبا جی بھاوے، جمنا لال جی بجاج اور کمل نین
کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرنے اور گیتا کی تعلیم
پر غور و فکر کرنے کے لئے وردھا میں اس حسین و جمیل اور
سادہ و پُرشکوہ گیتائی مندر کی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ یادگار
ستیم، شیوم۔ سندرم کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

رحل اور بیرونی گیٹ اور چہار دیواری کا ایک منظر

گائیڈ بہت عقیدت اور احترام سے گیتائی مندر کے بارے میں بتا رہا تھا۔ دُور دُور سے سیلانی یہاں آتے رہتے ہیں۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ روزانہ صبح و شام یہاں آیا کرتے ہیں چھٹیوں میں یہاں میلہ لگا رہتا ہے۔ ہم چند دوست سیاحت کرتے ہوئے اِدھر آ نکلے تھے۔

گیتائی مندر کا رحل نما داخلی دروازہ ہمیں کشاں کشاں اپنی جانب کھینچے جا رہا تھا۔ ہم نے دیر تک اس حسین و سادہ پیکر کا جائزہ لیا اور گائیڈ کے ساتھ مندر کی سرنگ نما سیڑھیوں کے راستے مندر میں داخل ہوئے، مندر ایک وسیع میدان کی شکل میں ہے۔ چاروں طرف گھاس کے تختے ہیں۔ ان کے کناروں پر اور راستے کے دونوں طرف پھولوں کے پودے ہیں۔ مشرقی کنارے پر ایک سندر سی نہر ہے۔ بہت روح پرور سماں ہوتا ہے۔

شری جمنا لال بجاج کے حوصلے اور دیش کے لئے ان کا ایثار دیکھ کر اور ان سے متاثر ہو کر گاندھی جی نے سنہ ۱۹۲۰ء میں انہیں اپنا پانچواں روحانی بیٹا بنا لیا تھا۔ انگریزی حکومت سے ملا رائے بہادر کا خطاب جمنا لال بجاج نے سنہ ۱۹۲۱ء میں سرکار کو لوٹا دیا۔ اور بجاج بھون گاندھی چوک وردھا کے آنگن میں اپنی ملکیت کے تمام ولایتی کپڑوں کی ہولی جلا کر انہوں نے کھادی استعمال کرنی شروع کی۔ وہ کئی سال تک انڈین نیشنل کانگریس اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے خازن رہے۔ انہوں نے سماج کے سیوا، عورتوں کی تعلیم و ترقی، ہندی کی اشاعت، کھادی کے پرچار اور گئو سیوا کے لئے وردھا سے ایک کلو میٹر مشرق میں ناگپور روڈ پر گوپوری آباد کی اور وہیں ایک سادہ سی عمارت "شانتی کٹی" میں رہنے لگے اور ۱۱ر فروری سنہ ۱۹۴۲ء کو وہیں ان کا انتقال ہوا۔ گیتائی مندر کے احاطے میں بلکل کا ایک پیڑ ان کی سادگی

ندرد ھا سے کلومیٹر مشرق میں سیوگاؤں میں جمنالال جی کی تمام جائیداد گاندھی جی کے ستیہ گرہ آشرم کے لئے دے دی تھی۔ سیوگاؤں آج کل سیواگرام کہلاتا ہے۔ وردھا سے ۸ کلومیٹر دور پونار میں دھام ندی کے کنارے لال بنگلہ اور آس پاس کی تمام جائیداد انہوں نے ونوبا بھاوے جی کے آشرم کے لئے وقف کردی تھی۔ اسی طرح انہوں نے ونوبا جی کی تخلیق "گیتائی" بمبئی ۱۹۳۲ء میں اپنے خرچ سے طبع کروائی تھی۔ ونوباجی کی ماتا رکمنی دیوی کی خواہش کے مطابق ونوباجی نے گیتا کا مراٹھی میں منظوم ترجمہ کیا تھا اور اس کا نام گیتائی" یعنی "گیتا ماں" رکھا تھا۔

کمل نین جی بجاج چاہتے تھے کہ شری کرشن جی، مہاتما گاندھی، سنت ونوبا بھاوے جی اور جمنالال بجاج کی وردھا میں کوئی ایسی یادگار قائم کی جائے جو مذکورہ عظیم ہستیوں کی زندگی کی طرح پاک و پاکیزہ اور سادہ و پرکشش ہو اور آرٹ کا ایک امر اور لاجواب نمونہ ہو۔ وناٹینک پرڈ دہت جی نے ان کی خواہش کے مطابق ایک خاکہ تیار کیا، اور ۴ر نومبر ۱۹۶۴ء کو شانتی کی گوپوری وردھا میں سنت ونوباجی نے مندر کا بھومی پوجن کیا۔ ۴ر نومبر ۱۹۶۹ء کو آنجہانی جمنالال بجاج کی اسی ویں سالگرہ کے موقع پر ان کے عزیز دوست خان بادشاہ خان عبدالغفار خان نے مندر کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ شری کمل نین جی کے انتقال کے بعد پارس مل ناہر نے کمل نین بجاج چیریٹیبل ٹرسٹ دہلی کے تعاون سے، ۷ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو مندر کی تعمیر پایۂ تکمیل

۷ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو علی الصبح ۱۰ ہزار طلبا و طالبات کا ایک جلوس بجراج بھون، گاندھی چوک وردھا سے گیتائی کے بارہویں اور پندرہویں باب کا پاٹھ کرتا ہوا اور جاپانی بھکشو کا جاپ کرتے ہوئے گیتائی مندر گوپوری کی جانب روانہ ہوئے۔ طلوع آفتاب کے ساتھ ہی گیتائی کی تخلیق کے ٹھیک ۵۰ سال بعد گیتائی کے خالق سنت ونوبا بھاوے کے ہاتھوں گیتائی مندر کا افتتاح عمل میں آیا۔ ونوباجی نے ۷ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو گیتا کا مراٹھی ترجمہ مکمل کیا تھا۔

ونوباجی گیتائی مندر کی تعمیر میں سادگی، جدت اور اچھوتا پن چاہتے تھے۔ بھارت کے انجینئروں اور ماہر سنگ تراشوں نے گیتائی مندر کو گیتا کی طرح امر بنا دیا ہے۔ گیتائی مندر دنیا کا واحد مندر ہے جس میں پتھر کی شیلاؤں پر گیتا کا مکمل منظوم ترجمہ درج کیا گیا ہے ونوباجی کی "گیتائی" کے ۱۸ باب ہیں اور ہر باب کے لئے ایک ہی قسم اور رنگ کا پتھر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ پتھر بھارت کے مختلف شہروں اور چاروں طرف کی ریاستوں سے لائے گئے ہیں۔ بھارت میں مختلف قوم، نسل، مذہب اور زبان اور انیک ذات پات سے تعلق رکھنے والے باشندے رہتے ہیں۔ یہ پتھر ہمیں تاثر دیتے ہیں کہ تمام اختلافات کے باوجود تمام بھارتی ہیں۔ ان کو دیکھ کر انیکتا میں ایکتا کا تصور راسخ ہو جاتا ہے۔ ان شیلاؤں کو سرودے آرٹ کے مطابق سادہ اور اپنے فطری انداز میں کھردرا رکھا گیا ہے۔ ان میں ہر ایک شیلا کی اونچائی

گیتائی مندر کے اندرونی وسیع و عریض باغیچے اور میدان میں عقیدت مندوں کا جم غفیر۔ لوگ سکون سے تقریر سن رہے ہیں۔

زنت چلنی دو فٹ اور موٹائی ایک فٹ ہے ۔ یہ زمین کے اندر دو فٹ گہرائی میں کنکریٹ کے ساتھ گڑے ہوئے ہیں ۔ ہر شیلا پر پانچ اور چھ فٹ کی اونچائی پر "گیتائی" کا ایک اشلوک درج کیا گیا ہے ۔ ہر دو شیلاؤں کے درمیان تین انچ کا فاصلہ رکھا گیا ہے ۔ ان پر کوئی چھت نہیں ہے اسی لئے مندر میں قدرتی طور پر ہوا اور روشنی کا گذر ہے ۔ سورج کی بڑھتی ڈھلتی کرنوں کے ساتھ گرینائیٹ اور سنگِ مرمر کی ان شیلاؤں کی پرچھائیاں بھی گھٹتی بڑھتی ہیں ۔

رحل نما دروازے سے مندر میں داخل ہوتے ہی ایک وسیع ستون نما چبوترے پر نظر پڑتی ہے ۔ اسی چبوترے کی وسعت میں 卐 سواستک کا آفاقی نشان بنا ہوا ہے اس پر سنت ونوبا جی کے ہاتھوں انہیں کا ایک مراٹھی شعر درج کیا گیا ہے ۔

गीताई माउली माझी तिचा मी बाळ नेणता

पडता' रडता' घेई उचलुनि कडेवरी

ترجمہ

"گیتائی میری ماں ہے اور میں اس کا ننّھا ... [illegible]

[illegible] ہوئے ، جب میں گرتا [illegible] تو وہ مجھے گود میں اٹھا لیتی ہے ۔

یہاں سے مندر کے راستے کی سرنگ نما سیڑھیاں [illegible] ہوتی ہیں ۔ آنجہانی کمل نین جی بجاج کی وصیّت کے مطابق [illegible] کے نیچے ان کی بھسمی (راکھ) رکھی گئی ہے ۔ بائیں طرف دیوار [illegible] تختی پر مندر کی افتتاحی روداد درج کی گئی ہے ۔ سرنگ نما [illegible] سے اوپر آتے ہی بادشاہ خان کے ہاتھوں رکھا گیا سنگِ بنیاد [illegible] اس پر رسمِ سنگِ بنیاد کی روداد کی کھدی ہوئی تحریر نظر آتی ہے [illegible] کے بائیں سمت سے شیلاؤں سے بنی دیوار کا سلسلہ شروع ہوتا ہے یہیں سے گیتائی کے پہلے باب کے اشلوک شروع ہوتے ہیں ۔

گیٹ سے داخل ہونے کے بعد ، سواستک کے نشان پر نظر پڑتی ہے ۔ اسی کے پشت پر مندر میں داخل ہونے کا سرنگ نما راستہ ہے ۔
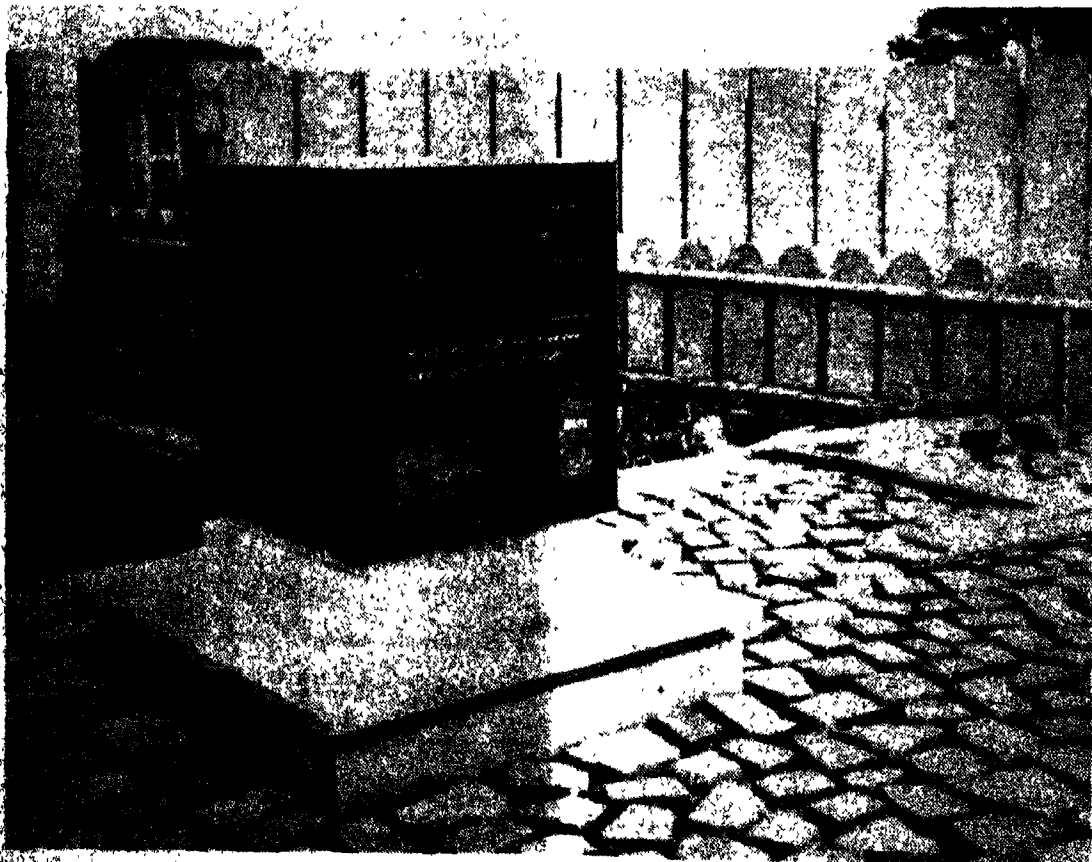
گیتائی مندر کے اندرونی میدان میں نیپالی کی ایک ندی تری شولی کے ایک حصّہ کی خوبصورت نقل۔

بڑھتے جائیے اور شیلاؤں پر مختلف باب کے درج کئے گئے اشلوک
ھتے ہوئے مندر کی سیر کیجئے۔ شیلاؤں سے بنی حلقہ دار دیوار کا
سلہ راستے کے دائیں سمت ختم ہوتا ہے۔ دیوار کی آخری شیلاؤں
تا ئی کے آخری باب کے اشلوک کھدے ہوئے ہیں۔

مندر کے وسیع باغ میں چار کناروں پر شری جمنا لال
ج۔ ان کی بیوی جانکی دیوی۔ جمنالال جی کی ماں، اور جمنالال جی
دوست کشورلال مشروع والا کی سمادھیوں کی یادگار چار درخت
۔ پتھر کی حسین بنچ پر بیٹھئے اور کھلی آزاد فضا میں گیتائی کے
ام پر چنتن منن کیجئے۔ مندر کے اندر مشرقی سمت کی
یپال کی ایک ندی تری شولی کے ایک حصے کی نقل ہے۔ یہ
وسی ممالک سے محبت و دوستی کی علامت ہے۔
مندر کے احاطے کے باہر مشرقی سمت ایک مصنوعی جھیل
گئی ہے۔ اس پہاڑی پر سے وردھا کی عمارتیں۔ اطراف کے
ت۔ خوبصورت پہاڑیاں اور ہرے بھرے کھیت نظر آتے
ہیں۔ یہ روح افزا مناظر ہمیں شانتی، خاموشی۔ سرمستی
سرخوشی کی دنیا میں پہنچا دیتے ہیں۔
گیتائی مندر کے سامنے ایک خوبصورت باغیچہ کے درمیان
شانتی کٹی" میں دو منزلہ شری جمنالال بجاج تصویری میوزیم
یہاں جمنالال بجاج اور کملا نین جی بجاج کی زندگی کے
اقعات۔ تحریک آزادی کی تاریخ۔ بنیادی تعلیم۔ ہریجن سیوا۔
دی اور ہندی کے پرچار کے سلسلے میں وردھا اور سیواگرام
میں منعقد ہوئی کانگریس کی تمام کانفرنسوں کی روداد نادر اور
نایاب تصویروں کی زبانی دکھائی گئی ہے۔ اس میوزیم میں
۱۸۸۵ء سے ۱۹۸۲ء کے دوران کا ہندوستان جیتا جاگتا
اور سانس لیتا محسوس ہوتا ہے اور ہم اپنے آپ کو تاریخی زینے
طے کرتے ہوئے، ان لمحوں کو دیکھتے ہوئے پاتے ہیں۔
جب ہم مندر سے لوٹ رہے تھے تو گائیڈ کے الفاظ
ہمارے کانوں میں گونج رہے تھے "گیتائی مندر بھارت کی تہذیب
و تاریخ کی طرح سادہ۔ رنگین اور پرشکوہ ہے"

卐

قارئین سے گذارش ہے کہ

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت 'حوالہ نمبر' ضرور تحریر فرمائیں۔ جو آپ کے خط یا رسالہ کے ریپر کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔ ادارہ کی طرف سے ہر خط کا جواب روانہ کیا جاتا ہے۔
- منی آرڈر کوپن پر (منی آرڈر فارم کے نچلے حصہ میں) ہمیشہ اپنا پورا نام اور پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ صاف صاف اردو، مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں ضرور تحریر فرمائیں۔ صرف دستخط سے نام اور پتہ کا علم نہیں ہوتا۔

(ادارہ)

گیت

بیکل اُتساہی
سول لائن، بلرام پور،
گونڈہ (یوپی) ۲۷۱۲۰۱

کیا کہوں کیسے چلی اُلٹی زمانے کی ہوا،
خون کیا ایک نہیں؟

ایک بھائی نے کسی بھائی کا گھر لُوٹ لیا
قتل ممتا کو کیا نورِ نظر لوٹ لیا
چھین لی کانپتے ہونٹوں سے جوانی کی دعا
خون کیا ایک نہیں؟

آدمیّت کو نمائش میں سجا رکھا ہے
دھرم کو جیسے کتابوں میں چھُپا رکھا ہے
جیسے احساسِ محبت ہے قیامت کی بلا
خون کیا ایک نہیں؟

عظمتِ امن کا پیغام چلے تھے لے کر
بادۂ صبر کا بھی جام چلے تھے لے کر
شیشۂ ضبط تو نازک تھا کہیں توڑ دیا
خون کیا ایک نہیں؟

ساتھ دیوانے چلے ایک ہی منزل کے لئے
ایک کشتی تھی رواں ایک ہی ساحل کیلئے
مقصدِ زیست مگر جا کے کہیں ڈوب گیا
خون کیا ایک نہیں؟

اپنے ہی خون کی برکھا میں نہائے ہے سماج
کوئی پوچھے تو دہکتے ہوئے شعلوں کا مزاج
آگ یہ کس نے لگائی یہ مکاں کس کا جلا
خون کیا ایک نہیں؟

اپنی لغزش پہ ندامت کا سہارا دیدے
یا خدا امن و محبت کا کنارا دے دے
کیا ہوا کیسے ہوا یار مرے بھول بھی جا

خون کیا ایک نہیں؟
کیا لہو ایک نہیں؟

▲ دلگیر عثمانی۔ ایم۔اے
نیازیان۔ امروہہ (یوپی)
۲۴۴۲۲۱

پھر برکھا کی رت آئی ہے پھر پھول کھلے گلشن گلشن
پھر فرشِ زمرد بچھا ہے پھر سبز پری پر ہے جوبن،
وہ ایسی فضا میں آجائیں دل میرا ابھی بہلا جائیں

پھر کالی بدریا چھائی ہے ہو جائیں کسی کے اب درشن
ساقی بھی نہیں پیمانہ بھی خم خالی مینا ٹوٹی ہے

یوں اندر اب میخانے کے بے چین ہوا جاتا ہے من
جب گھر کے گھٹائیں آتی ہیں تو یادیں یوں تڑپاتی ہیں

دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے آنکھوں سے برستا ہے ساون
کیا ایسی ہی الفت ہوتی ہے دل روتا ہے دنیا سوتی ہے

جب سے انہیں دیکھا ہے اپنے نہیں ان کے سوا سب دشمن
بادل کی کڑک بجلی کی چمک میں جب وہ جانے والے تھے
اے کاش اٹھا کے ہاتھ اپنا میں ان کا پکڑ لیتا دامن

الفت میں دلگیر اک بات یہ ہم نے اپنے دل میں سوچی ہے
مل جائیں کہیں جو راہ میں وہ قربان کریں پھر ہم تن من!
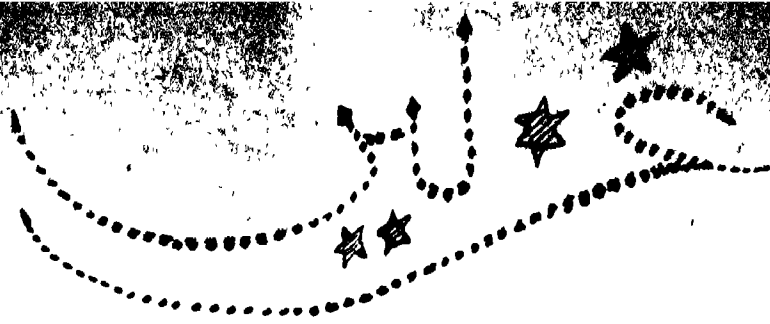
●

شیخ الادب آثر بن یحییٰ انصاری
بیت الاثر، ولی پورہ ۲،
فیض الادب - دھولیہ، مہاراشٹر

★

کچھ دیر ہی گذاری تھی گیسو کی چھاؤں میں
مشہورِ عشق ہو گئے ہم گاؤں گاؤں میں

ہوتے ہیں کیسے مشورے یہ ناخداؤں میں
پھر آج گھر گیا ہے سفینہ بلاؤں میں

کچھ اور ہی ہے شان گرفتارِ حسن کی
ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے نہ بیڑی ہے پاؤں میں

سوچا تھا گھوم پھر کے مکاں لوٹ آئیں گے
محصور ہو کے رہ گئے ہم ان کے گاؤں میں

اک جنبشِ نظر سے ہی کانپ اُٹھی تھی حیات
وہ بات اب کہاں ہے تمہاری اداؤں میں

فتنوں کا زور شور ہے جلوؤں کی شدّتیں
ہم بھولے بسرے آ گئے یہ کس کے گاؤں میں

اب تو بنے ہیں زینتِ مے خانہ رات دن
شیخ الادب آثر تھے کبھی پارساؤں میں

بے ربطگی بھی ایک سلیقے کی ہوتی ہے
شیخ الادب جناب آثر کی نواؤں میں

ظفر گورکھپوری
الیف ۶/۴، نیو میونسپل کالونی
دیونار - بمبئی ۴۳

خوشی سے آ، یہ رکاوٹ بھی اب ہٹا دی ہے
کہ میں نے جسم کی دیوار بھی گرا دی ہے

ہوائیں پیڑوں میں دبکی ہیں خوف کے مارے
کہاں سے آپ نے رسمِ ستم اٹھا دی ہے؟

میں مطمئن نہیں اگلے دنوں کے موسم میں
اس ایک خوف نے میری ہوس بڑھا دی ہے

ہوئی ہے تشنہ لبوں کے مکان پر بارش
کسی نے دشت میں افواہ یہ اڑا دی ہے

یہ آندھیاں یونہی پھوڑیں گی سر چٹانوں سے
ہلاک ہوتے درختوں نے بد دعا دی ہے

میں کیا بتاؤں ترا ساتھ چھوڑ کر میں نے
خود اپنے آپ کو کتنی کڑی سزا دی ہے

ظفرؔ یہ رات ہمیں اس لئے رہے گی یاد
کہ اس نے خواب کی پرچھائیں تک جلا دی ہے

★

اشفاق انجم
۷۴۹ - نیا پورہ - مالیگاؤں
(پن کوڈ ۴۲۳۲۰۳)

امتحاں جذبِ محبت کا اگر رکھیں گے
کچھ نہ بن آئے گی ہم سے تو یہ سر رکھ دیں گے

آبرو کس کو عدالت میں ملے کیا معلوم
وہ گہر لائیں گے ہم دیدۂ تر رکھ دیں گے

اعتماد اور بھروسے نے ڈبویا ہم کو
کیا پتہ تھا کہ مجاہد بھی سپر رکھ دیں گے

ان پرندوں کو کسی رات خدشہ ہی نہیں
جب بسیرے پہ یہ پہنچیں گے تو پر رکھ دیں گے

حشر کیا ہوگا یہ معلوم ہے انجم پھر بھی،
اک دیا ہم بھی سرِ راہ گذر رکھ دیں گے

غزلیں

مہدی پرتاپ گڈھی

معرفت ایگزیکیٹیو انجینیر
اری گیشن ڈویژن،
پرتاپ گڑھ (یوپی)

نیند اپنی نہ خواب اپنے ہیں
لوگ خود کو فریب دیتے ہیں

آئے اپنے وجود پہ جب حرف
ہم اُصولوں کی بات کرتے ہیں

فصل کاٹیں گے نامرادی کی
بے یقینی کے بیج بوتے ہیں

خوش مزاجی ہے جن کی فطرت میں
وہ کہاں حرفِ گیر بنتے ہیں

دل میں جن کے چھپا ہوا ہے چور
ہر قدم پر وہ چونک اٹھتے ہیں

رکھتے ہیں آئینہ صفت فطرت
ٹوٹ کر بھی وہ جگمگاتے ہیں

غم نے چھوڑا ہے جب سے شہرِ دل
آئینے ذہن کے اکیلے ہیں

دُکھ میں جو میرے ساتھ تھے مہدی
وہی احباب میرے اپنے ہیں

محمد اسمٰعیل ارمان جالنوی

بتوسط۔ اورنگ آباد سلک شو روم
اسٹیشن روڈ۔ اورنگ آباد ۱
۴۳۱۰۰۱

تو بدگماں ہے عبث تیرا کیا لیا میں نے
جنونِ قیس کا خاکہ اڑا لیا میں نے

علاجِ دردِ محبت کا پا لیا میں نے
تمہارے غم کو جگر سے لگا لیا میں نے

اے موت ٹھہر ذرا ایک دو گھڑی تو مہلت دے
کسی کو اپنے گلے سے لگا لیا میں نے

یہ اور بات ہے مجھ کو شفا ملے نہ ملے
جو زہرِ عشق دیا تو نے کھا لیا میں نے

کبھی خوشی نے تیری یاد نے رُلایا ہے
ہجومِ غم میں کبھی مسکرا لیا میں نے

جہاں بھی نقشِ کفِ پا مجھے ملا تیرا
پئے سجود وہیں سر جھکا لیا میں نے

تیرے جمال کی تابانیوں کے صدقے میں
قسم خدا کی خدا کو بھی پا لیا میں نے

ابھی کچھ اور بھی ارماں میرے نکلنے تھے
اجل کے ہاتھ سے دامن چھڑا لیا میں نے

محمد سعد کاوش پرتاپ گڈھی

ٹی۔ ۱۹۰، بلجیت نگر،
ویسٹ پٹیل نگر۔ نئی دلی

تھکا ہارا میں جب بھی شام کو گھر واپس آتا ہوں
نئی فرمائشوں کا ایک دفتر اور پاتا ہوں

نہ یہ پوچھو کہ میں نے کیسے اپنی زندگی کاٹی
کہ ماضی کے کنوئیں میں جھانک کر اب کانپ جاتا ہوں

صدا ہر در پہ دیتا ہوں، کہیں سایہ ملے مجھ کو
مگر بیگانہ ہر بستی کو انسانوں سے پاتا ہوں

میں اپنے گھر کے ہر ذرّے میں کرتا ہوں تلاش اپنی
میں اپنے گھر کے ہر ذرے کو اک گوہر بناتا ہوں

خدا جانے یہ کیسا وقت آیا ہے محبت میں
نہ وہ مجھ کو ستاتے ہیں نہ میں ان کو ستاتا ہوں

ترقی کی عجب منزل پہ آپہنچا ہے اب انساں
کہ اس آئینہ خانے میں اسے بے چہرہ پاتا ہوں

ہوا ہے صرف میرا بھی لہو تزئینِ گلشن میں
مگر اہلِ چمن، تم کو کبھی کیا یاد آتا ہوں

دل و دیدہ میں میرے اس نے ایسی روشنی بھر دی
میں اپنے گھر کے دیپک کو بھی اک سورج سا پاتا ہوں

مرے اشعار سن کر کیوں نہ ہوں مغموم وہ کاوش
بعنوانِ غزل میں مرثیہ اپنا سناتا ہوں

غریب انصاف سے محروم نہ رہیں — وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ریاستی قانونی امداد اور مشاورتی بورڈ کی ۹ر جون کو بمبئی میں منعقدہ ایک میٹنگ میں فرمایا کہ ریاست میں کوئی بھی شخص انصاف سے محروم نہیں رہے۔ ان اسکیمات کا یہی مقصد ہے۔ آپ میٹنگ کی صدارت کر رہے تھے۔ آپ نے اعتراف کیا کہ توقع کے مطابق یہ اسکیمات لوگوں تک نہیں پہنچ پائی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے سماجی کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ عوام تک اس اسکیم کو پہنچانے میں سنجیدگی سے کوشش کریں۔

میٹنگ میں کہا گیا کہ ضلع کلکٹران اور ضلع افسران کو ہدایت دی جائے گی کہ وہ اس اسکیم کی عمل آوری میں سرگرمی دکھائیں۔

سپریم کورٹ کے جج شری پی۔ این بھاگوتی وزیر برائے قانون وعدلیہ، شری شیواجی راؤ نیلا نگیکر، چیف جسٹس آف بمبئی ہائی کورٹ، جسٹس شری ایم۔ این چندورکر، وائس چیرمن آف بورڈ جسٹس شری سی۔ ایس دھرماادھیکاری، ایگزیکٹیو چیرمن شری بھوج راج اور قانون وعدلیہ کے سکریٹری بی۔ وی چوان اس موقع پر موجود تھے۔

اس سے قبل مفت قانونی امداد کیمپ ریاست کے کچھ اضلاع میں منعقد کئے گئے تھے جن کے کامیاب نتائج کے پیش نظر میٹنگ میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ ایسے کیمپ بڑے پیمانے پر علاقائی اور ضلعی سطح پر منعقد کئے جائیں جس کا افتتاح وزیر اعلیٰ یا چیف جسٹس کے ہاتھوں کیا جائے۔

ضلع پریشدوں کو مزید اختیارات کی ضرورت — وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ریاست میں ضلع پریشدوں اور پنچایت سمیتیوں کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے قیام کا مقصد دیہی قیادت کو فروغ دینا ہے۔ لہٰذا اس حصول مقصد کے لئے اداروں کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیر اعلیٰ ۱۳ر جون کو منترالیہ میں ضلع پریشدوں کے صدر اور چیف ایگزیکیٹیو افسران کی دوروزہ کانفرنس کا افتتاح کر رہے تھے۔

شری وسنت راؤ پاٹل نے فرمایا کہ ریاستی حکومت کے عہدیداران کا رتبہ اور ضلع پریشدوں میں کام کرنے والوں کا رتبہ مساوی ہے۔ اس لئے ضلع پریشدوں میں حکومت کے افسران کا تبادلہ ہونے پر انہیں کمتر درجے

[illegible] ہیں۔ شری پاٹل نے توقع ظاہر کی کہ یہ کانفرنس [illegible] کے مسائل حل کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

ابتدا میں وزیر دیہی ترقیات شری پرتاپ راؤ بھوسلے نے [illegible] کے اغراض ومقاصد بیان کئے اور فرمایا کہ ضلع پریشد قانون عمل میں آتے ہوئے ۲۰ سال گزر چکے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ضلع پریشد اور پنچایت سمیتیوں کے قانونی و معاشی مسائل بھی کافی بدل چکے ہیں۔ شری بھوسلے نے مزید فرمایا کہ کانفرنس میں ان مسائل کو حل کرنے کی سعی کی جائے گی۔

متعلقہ محکموں کے وزراء اور وزراء مملکت حکومت کے چیف سکریٹری شری رام پردھان اور متعلقہ محکموں کے سکریٹری بھی اس موقع پر موجود تھے۔

کانفرنس میں مختلف مطالبات جیسے ضلع پریشدوں کو اپنی مالی حالت درست کرنے کے لئے تجارتی سطح پر کاروبار کی اجازت، عہدیداران کو مزید اختیارات اور زائد الاؤنس، دیہی پنچایتوں کی مالی حالت میں بہتری کے لئے اقدامات وغیرہ پیش کئے گئے۔

خاندانی منصوبہ بندی کیلئے مردوں کی ترغیب ضروری — وزیر برائے صحت

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں عورتوں سے زیادہ مردوں کو ترغیب دینے کی ضرورت ہے کیونکہ عموماً مرد خاندانی منصوبہ بندی میں تعاون کے لئے راضی نہیں ہوتے۔

موصوفہ ۹ر جون کو بجاج بھون میں "خاندانی منصوبہ بندی اور نرسوں کے فرائض" کے موضوع پر فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف انڈیا، حکومت مہاراشٹر اور میونسپل کارپوریشن بمبئی عظمیٰ کے اشتراک سے منعقدہ دو روزہ کانفرنس کا افتتاح کر رہی تھیں۔

ڈاکٹر راؤ نے سالانہ شرح پیدائش میں ۲۶۲ فی صد کی رفتار سے اضافہ پر تشویش ظاہر کی اور اس پر قابو پانے کے لئے مزید موثر اقدامات کئے جانے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ خاندانی منصوبہ بندی کے فروغ میں نرسیں بہتر تعاون دے سکتی ہیں۔

بمبئی کے شریف شری ایس۔ پی گودریج نے اپنے صدارتی خطبے میں سلم بستیوں میں خاندانی منصوبہ بندی کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں نرسیں اہم رول ادا کرسکتی ہیں۔

شری ایس۔ سوریہ نارائن سکریٹری جنرل فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن

[illegible] کی ہیڈ نیکل آفیسر ڈاکٹر (شریمتی) ایس۔ بی [illegible] شکریہ ادا کیا۔

شری ٹی۔ کے اڈیان والا سابق نرسنگ ایڈوائزر حکومت ہند نے خاندانی منصوبہ بندی نمائش کا افتتاح کیا۔

خریف فصل کے لئے انشورنس اسکیم

حکومتِ مہاراشٹر نے ۱۹۸۳ء کے خریف موسم میں فصلی بیمہ اسکیم کی توسیع کرتے ہوئے اس میں دھان، جوار، کپاس اور مونگ پھلی کی فصلوں کو بھی شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسکیم دھان کے لئے ۲۹ تعلقوں میں جوار کے لئے ۱۳، کپاس کے لئے ۹ اور مونگ پھلی کے لئے ۱۰ تعلقوں میں نافذ ہوگی۔

ضلع سنٹرل کوآپریٹیو بینک کی جانب سے جنرل انشورنس اسکیم ۱۹ راگست ۱۹۸۳ء یا فصلی قرض کی تقسیم کی تاریخ سے ایک ماہ بعد، جو بھی جلد ہو، سفارشات قبول کرے گی۔ ریاستی امداد باہمی اسکیم پر عمل آوری کی نگرانی کرے گی۔ زراعتی سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے کارپوریشن نے ریاست کے لئے بطور بیمہ رقم ۷۷ لاکھ روپے منظور کیا ہے۔ یہ تمام رقم خریف کے لئے وقف ہوگی، البتہ باقی بچی رقم ربیع کے لئے خرچ کی جاسکے گی۔ فی کسان بیمہ رقم ۵۰۰۰ روپے منظور کی گئی ہے۔

ایک یا ایک سے زائد تعلقہ میں غیر استعمال شدہ رقم دوسرے [illegible] تعلقوں میں منتقل کی جاسکے گی [illegible] بنیادی مد سے ۲۰۰ فی صد سے زائد نہیں ہوگی۔ تاہم ایک فصل کے لئے منظور کردہ رقم دوسرے علاقوں میں منتقل نہیں کی جاسکے گی۔

حکومت کے مزید فیصلے کے بموجب چھوٹے اور درمیانی کسان جو منتخبہ علاقوں میں مذکورہ اسکیم کے تحت لائے جائیں گے وہ مرکز اور ریاست کے مساوی حصہ داری میں ۱۰۰ فی صد امداد کے مستحق ہوں گے جس کا دارومدار ان کی جانب سے ضلع مرکزی امداد باہمی بنکوں کے ذریعے پریمیم کی رقم کی ادائیگی پر ہوگا۔

وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں ۱۲ لاکھ روپے کا عطیہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۴ رجون کو وزیر اعلیٰ راحت فنڈ کے لئے ۱۲,۴۲,۶۷۹ روپے کا ایک چیک قبول کیا۔

سروشری ذنکر راؤ مڈرالے اور پی۔ بی پاٹل ڈائرکٹرس آف پنچ گنگا کوآپریٹو شوگر فیکٹری ابچل کرنجی نے یہاں سہیادری گیسٹ ہاؤس پر یہ چیک وزیر اعلیٰ کے حوالے کیا۔

شری اے۔ ٹی پوار کی نئی رہائش گاہ

شری اے۔ ٹی پوار وزیر مملکت برائے قبائلی بہبود اور سماجی بہبود اپنی نئی رہائش گاہ بی۔۲ مادام کاما روڈ بمبئی، پر منتقل ہوگئے ہیں۔ آپ کی نئی رہائش گاہ کا فون نمبر 23 45 70 ہے۔

ایم۔ جے۔ کالج، جلگاؤں کی بزم اُردو کی جانب سے "شب غزل" کا پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں کئی فنکاروں نے حصہ لیا۔ زیر نظر تصویر میں دائیں طرف سے دوسرے نمبر پر کالج کے پرنسپل شری ڈی۔ ایم۔ مہاجن ضلع کلکٹر جلگاؤں، شری پربھاکر راؤ پاٹل اور صدر بزم اردو، ڈاکٹر پروفیسر افتخار فخر، غزلوں کا پروگرام سننے میں ہمہ تن گوش ہیں۔

2-F

شری ولاس راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور ہوم گارڈس کے کمانڈنٹ جنرل شری ایم۔ ایس۔ کسبیکر سیلاب کے وقت حفاظتی تدابیر سے متعلق شہری دفاع رضاکاروں کی عملی مشق کا شاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ مشق ۱۴ جون کی شام کو چوپاٹی پر منعقد کی گئی تھی۔

بے روزگار ڈی۔ ایڈ افراد کی بحیثیت ٹیچر تقرری

ریاستی حکومت اپنی ایک سابقہ اسکیم کے اعادہ کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت ڈی۔ ایڈ کامیاب بے روزگار افراد کو ۳۰۰ روپے ماہوار تنخواہ پر ٹیچر مقرر کیا جائے گا۔

یہ اعلان وزیر تعلیم شری سدھاکر نائیک نے یہاں ۱۴ جون کو ضلع پریشدوں کے صدور اور چیف ایگزیکیٹو افسران کی میٹنگ میں کیا۔

دیہی ترقیات کے وزیر شری پرتاب راؤ بھوسلے نے میٹنگ کی صدارت کی۔

وزیر موصوف نے بتایا کہ یک نفری ٹیچر اسکول کے ٹیچروں کو مکان کرایہ اور میڈیکل الاؤنس دیئے جانے کی تجویز کی بابت ریاستی حکومت نے اپنی سفارشات مرکزی حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی کو پیش کر دی ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ امسال تقریباً ۱۰۰ نئے سکنڈری اسکولوں کے اجراء کی منظوری کی جائے گی۔

شری نائیک نے کہا کہ حکومت اساتذہ، اسکول اور ضلع پریشدوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی طرز پر انعامات کی اسکیم شروع کرنے پر بھی غور کر رہی ہے۔

وزیر اعلیٰ راحت فنڈ کمیٹی کی دوبارہ تشکیل

حکومتِ مہاراشٹر نے وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کی صدارت میں وزیر اعلیٰ ریلیف فنڈ کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔

کمیٹی کے دیگر ممبران اس طرح ہیں، شری رام راؤ آدک نائب وزیر اعلیٰ، شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات، شری شیوا جی راؤ پاٹل نیلانگیکر وزیر آبپاشی، شری مدھوکر کیمتکر وزیر مملکت برائے مالیات۔

چیف سکریٹری اور مالیات، محصول اور جنگلات محکموں کے سکریٹری اس کمیٹی کے بلحاظ عہدہ ممبران مقرر کئے گئے ہیں۔

جسمانی تعلیم میں گریجویشن بی۔ ایڈ کے مساوی

حکومتِ مہاراشٹر کی ہدایت کے بموجب جسمانی تعلیم میں ناگپور یونیورسٹی کی گریجویشن ڈگری بمبئی، پونے یونیورسٹیوں کے بی۔ ایڈ اور مراٹھواڑہ اور شیواجی یونیورسٹیوں کے بی۔ پی۔ ایڈ کے مساوی قرار دی گئی ہے، لہٰذا ایسے گریجویٹ اشخاص کو سکنڈری اسکول میں بہ حیثیت ٹیچر جسمانی تعلیم کے مساوی تنخواہ، ترقی وغیرہ کے اور کالجوں میں ڈائرکٹر فزیکل ایجوکیشن کی تقرری کے لائق سمجھا جائے گا۔

کونسل کی حدود میں تبدیلی

حکومت مہاراشٹر نے ۲۰ رجون سے ضلع ناندیڑ کے مدکھیڑ میونسپل کونسل کی حدود میں چند مزید علاقے شامل کرکے تبدیلی کی ہے۔
متعلقہ اطلاع نامہ مئی ۱۹۸۳ء کے سرکاری گزٹ غیر معمولی اورنگ آباد ڈیویژن کے حصہ اول۔ الف میں شائع کر دیا گیا ہے۔

زنگار رنگ کو محکمہ تعلیمات، حکومت مہاراشٹر کی منظوری

مشہور شاعر محبوب راہی کے قبولِ عام کی سند حاصل کرنے والے بچوں کی منظومات کے مجموعے "زنگار رنگ" کی اہمیت و افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے سکریٹری وزارت تعلیمات، حکومتِ مہاراشٹر نے ایک سرکلر نمبر ۱۶ ۱۴۲ / ۸۲ / ۱۰۸۲ - UPU مورخہ ۲ رمئی ۸۳ء کے ذریعے مہاراشٹر کی تمام ضلع پریشدوں، تمام مہانگر پالیکاؤں بشمول بمبئی عظمیٰ، نگر پالیکاؤں، کنٹونمنٹ بورڈس اور گرلس اسکول کے تمام ذمہ دار افسران کے نام ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنے زیر انتظام اردو کے تمام تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کو "زنگار رنگ" خریدنے کے لئے رجوع کریں۔ اس سے قبل اکولہ ضلع پریشد اس قسم کے سرکلر جاری کروا چکی ہے جس کے نتیجے میں قلیل ترین مدت میں بچوں کی اس مفید کتاب کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں اور اب تیسرا ایڈیشن نئی آب و تاب کے ساتھ جلد ہی منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ زنگار رنگ کو مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈیمی دوسرے انعام سے بھی نواز چکی ہے۔

کپاس کے بیجوں کی مناسب فراہمی

کسان افواہوں پر دھیان نہ دیں

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار وزیر برائے زراعت کے ایک بیان کے مطابق امسال ریاستی حکومت خریف فصل کے لئے ۴۰۰۰ کوئنٹل کپاس کے بیج فراہم کرنے کی اہل ہے۔ ان میں اچ۔۴، اے اچ اچ ۴۶۸، اچ۔۶ کے علاوہ دیگر اقسام شامل ہیں۔
ریاست میں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی امسال بیجوں کی اتنی ہی مقدار جمع ہے نیز آئندہ چند دنوں میں بیرون ریاست سے بھی مخلوط النسل کپاس کے بیج حاصل ہونے کی توقع ہے۔ اس طرح پبلک سیکٹر سے تقریباً ۴٬۰۰۰ کوئنٹل سے زیادہ کپاس کے بیج اور تمام ذرائع سے ریاست میں دستیاب بیجوں کی کل تعداد ۸٬۰۰۰ کوئنٹل تک ہے۔ بیجوں کی فراہمی کی بابت اس اطمینان بخش صورت حال کے باوجود چند پارٹیوں کی جانب سے کسانوں میں پھیلائی جا رہی بیجوں کی قلت کی افواہ کے پیش نظر وزیر موصوف نے کسانوں کو یقین دلایا ہے کہ انہیں مناسب مقدار میں بیج کی فراہمی مروجہ طریقہ سے جاری رہے گی لہٰذا وہ افواہوں پر دھیان نہ دیں۔
بیجوں کی تقسیم میں امداد باہمی سوسائٹیوں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ حکومت نے اضلاع کے کلکٹران کو ہدایت دی ہے کہ جن کسانوں کو امداد باہمی سے قرض دیا گیا ہے انہیں عام طریقۂ تقسیم کے مطابق بیج فراہم کئے جائیں۔

○○○○○○○

بقیہ: ہندوستانی تعلیم....

صرف امتحان میں کامیاب ہونے کے بجائے طالب علم کو اچھا شہری اور سماج کی خدمت کرنے کا اہل بنانا، ہونا چاہیے۔
اس طرح تعلیم کے موجودہ نقائص پر قابو پایا جا سکتا ہے اور ملک کے نوجوانوں کا مستقبل تابناک بنایا جا سکتا ہے۔

• • •

خبریں ۔ تصویروں میں

صدر ہند، شری گیانی ذیل سنگھ ۲ رجون کو دہلی میں منعقدہ ایک تقریب میں "تیمار داری خدمات" کیلئے "۱۹۸۲ء کا پریسیڈنٹ ایوارڈ" جلگاؤں کی شریمتی آشا تائی ٹلکرنی شیر سودے کو دے رہے ہیں۔

نائب صدر ہند شری ایم۔ ہدایت اللہ کی حال ہی میں بمبئی آمد پر کل ہند خلافت کمیٹی کی جانب سے ۵ رجون کو آپ کے اعزاز میں خلافت ہاؤس کے علی برادران ہال میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ زیر نظر تصویر میں نائب صدر حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ ڈائس پر گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف اور شری ایس۔ ایم آئی اثیر، وزیر برائے محنت ونقل وحمل بھی دیکھے جا سکتے ہیں

نائب صدر ہند، شری ایم۔ ہدایت اللہ بمبئی میں اپنی آمد پر ۵ رجون کو خلافت ہاؤس میں نادر مخطوطات وتاریخی دستاویزات کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف اور دائیں جانب چیئرمین آل انڈیا خلافت کمیٹی، ڈاکٹر رفیق زکریا، ایم، پی اور خلافت کمیٹی کے مینجنگ ٹرسٹی شری اکبر پیر جی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ بہترین طباعت اور ڈیزائن کے لئے ۲۳ ویں قومی ایوارڈ عطا کئے جانے کے لئے دہلی میں گزشتہ ماہ منعقدہ ایک تقریب میں یہ ایوارڈ کلنڈر ۱۹۸۳ء کی بہترین لیٹر پرنٹنگ پر مہاراشٹر کے لئے گورنمنٹ سنٹرل پریس کے منیجر شری بی۔ بی برکین کو دے رہے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر، ایر چیف مارشل شری آئی ایچ لطیف گزشتہ ماہ پنچ گنی میں واقع ایم۔آر۔اے سینٹر تشریف لے گئے تھے۔ زیر نظر تصویر میں آپ کی اہلیہ بلقیس لطیف مذکورہ سینٹر پر دیپ روشن کر رہی ہیں۔

شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر برائے دیہی ترقیات، اُمرکھیڈ میں تحصیل دفتر کی حال ہی میں تعمیر کردہ عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں شری سدھاکر نائیک، وزیر برائے تعلیم اور شری ٹی۔جی دیشمکھ ایم ایل اے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، پولس وائرلیس پیغام رسانی طریقے سے ۴ر جون کو کولہاپور ضلع کے مقام کوڈولی کے پولس سپرنٹنڈنٹ شری ایم۔ جی نردے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ پولس وائرلیس ڈائرکٹر شری اے۔ ڈی۔ جوگ اور شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ واطلاعات اور شری ولاس راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

★★★

شری کلپا اداڈے، وزیر مملکت برائے صنعت نے حال ہی میں اپنے کولہاپور دورے کے دوران وزیراعلیٰ راحت فنڈ کے لئے ۵ لاکھ روپے جمع کئے۔ زیرِ نظر تصویر میں آپ اس رقم کا چیک منترالیہ میں ۸ر جون کو وزیراعلیٰ وسنت راؤ پاٹل کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ شری شانتا رام گھولپ، وزیر برائے محصول اور شری رام پرساد جی بورا ڈے، وزیر برائے پبلک ورکس بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

★★★

شری پرتاپ راؤ بھوسلے وزیر برائے دیہی ترقیات نے حال ہی میں "مہاراشٹر میں زمین دوز پانی اور اس کے استعمال" کے موضوع پر منعقد ایک نمائش کا افتتاح کیا۔ زیرِ نظر تصویر میں آپ نمائشی اشیاء کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ ساتھ میں شری سدھاکر نائیک وزیر برائے تعلیم اور شری باجی راؤ شندے وزیر مملکت برائے دیہی ترقیات بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور پاکستانی
سفیر برائے بھارت مسٹر ریاض پراچہ ۱۹ رجون
کو "ورشا" میں ملاقات کے دوران محوِ گفتگو۔

ooo

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ڈینٹل کالج
بمبئی کے زیرِ اہتمام اندھے پن کی روک تھام پروگرام
کے تحت نمایاں کارکردگی پر ۱۰ رجون کو "درشٹی دان دِن"
کے موقع پر منعقدہ جلسۂ تقسیم انعامات میں کامیاب
تنظیمات اور افراد کو ایوارڈ دے رہے ہیں۔

ooo

تامل ناڈو کے وزیر برائے تعلیم شری
بھیرو۔ سی۔ ارنجن بنگم، مہاراشٹر کی وزیرِ مملکت
برائے تعلیم شریمتی پاروتی بائی ملگنڈہ سے
۱۵ رجون کو منترالیہ میں ملاقات کے دوران تعلیمی
مسائل پر غور و خوض کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے منترالیہ میں ۱۳ جون کو ضلع پریشدوں کے صدور، ڈویژنل کمشنران اور چیف ایگزیکٹیو افسران کی ایک دو روزہ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ بائیں جانب کی تصویر میں آپ حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ دائیں جانب کی تصویر میں شری پرتاپ راؤ بھوسلے وزیر دیہی ترقیات اور شری سروپ سنگھ نائیک وزیر سماجی بہبود بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، ۷ جون کو منترالیہ میں بمبئی میٹرو پولیٹن ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی منعقدہ میٹنگ سے خطاب فرما رہے ہیں۔ یہ میٹنگ شہری مسائل پر غور و خوض کے لئے طلب کی گئی تھی۔ نائب وزیر اعلیٰ کے دائیں جانب میئر بمبئی شری منموہن سنگھ بیدی تشریف فرما ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۱۶ رجون کو بمبئی میں آنجہانی جے۔ ڈی برلا کے "راکھ دان" پر پھول چڑھاکر خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔
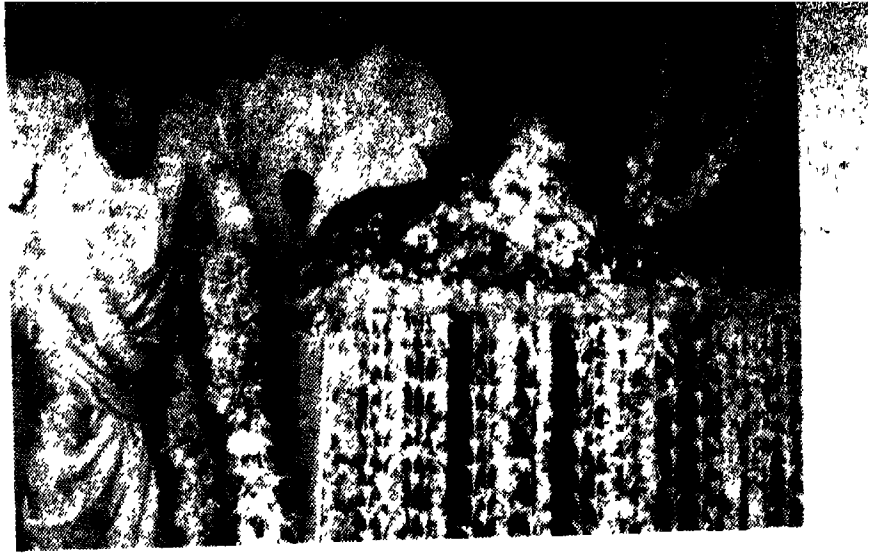
وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری سے متعلق مہاراشٹر کے اراکین پارلیمنٹ کی ۱۲ رجون کو سہیادری گیسٹ ہاؤس پر منعقدہ ایک میٹنگ میں حاضرین سے مخاطب ہیں۔ آپ کے بائیں جانب، نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ اڈک اور دائیں جانب شری ایس۔ ایم۔ آئی اے۔ اے۔ اے وزیر محنت، نقل و حمل اور جیل اور مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی شری شنکر راؤ چوان نظر آرہے ہیں۔

شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر وزیر قانون و عدلیہ، ۹ رجون ۱۹۸۳ء کو قانونی تعلیم کے نئے نصاب پر منعقدہ سیمنار کا افتتاح کر رہے ہیں۔

ٹریکٹر کے ذریعے زمین کی ہمواری

کھیت میں ہل جوتنے کا ایک منظر

قومی راج

10/7/83

۱۰ رجولائی ۱۹۸۳ء سماجی جنگل بانی و باغبانی خصوصی نمبر

قومی راج

سماجی جنگل بانی و باغبانی خصوصی نمبر

10-7-83

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

ترتیب

صفحہ نمبر

جلد ۳۰ ۔ ۱۰ جولائی ۱۹۸۳ء ۔ شمارہ ۱۳

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

زر سالانہ: دس روپے

قیمت فی کاپی: پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر:- موہن پاٹل

• سید اختر الاسلام
مدیر "ہفتہ وار میرٹھ میلہ" ۱۵۸ شاہ حمن۔ میرٹھ (یو۔پی)

قومی راج کو اگر وقت کا روزنامچہ کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس میں موقع و محل کی مناسبت سے مواد جمع کیا جاتا ہے۔ یہ مواد بیش قیمت ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہوتا ہے اور مہاراشٹر سرکار کی ترقی اور درخشاں کامیابیوں کا پیامی ہوتا ہے۔
میری نیک خواہشات قبول فرمائیں۔

• عزیز متین
جوشی باغ۔ کلیان۔ (ضلع تھانے)

۱۰ مئی کے قومی راج میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت دادا پاٹل کی اپیل، خشک سالی کے مقابلے کے لئے بلند حوصلوں سے آہنی مشکلات کا سامنا، مہاراشٹر میں صنعتی ترقی، ریاستی خبروں اور خبری تصویروں میں کے ساتھ ساتھ "مالیگاؤں کی پہلی کتاب" (اشفاق انجم)، "حسرت کا رنگ تغزل" (ڈاکٹر ایس۔ کے ترڈکر)، "بگنونیا ایک محرابی بیل" (موہن لال دیشنوی) جیسے معیاری، تحقیقی اور معلوماتی مضامین کے ساتھ یوم مہاراشٹر کے تعلق سے نظمیں اور غزلیں بے حد پسند آئیں۔ ترتیب، تدوین اور طباعت کا جواب نہیں۔ مبارکباد کا پھول قبول فرمائیں۔

• مطیع الرحمٰن
محمد علی روڈ۔ مالیگاؤں (ضلع ناسک)

مالیگاؤں کی پہلی کتاب "گلشنِ ابراہیم خلیل" ۱۰ مئی ۱۹۸۳ء کے شمارے میں پڑھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ جناب اشفاق انجم صاحب نے بڑی محنت سے مواد جمع کیا ہے اور بے حد معلوماتی مضمون لکھا ہے ___ جس خوبصورتی کے ساتھ آپ نے اس کو شائع کیا ہے اور جس ڈھنگ سے اس کے سبب اس کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ جی خوش ہوگیا۔ ایسے معلوماتی مضامین اگر مہاراشٹر کے دیگر علاقوں سے بھی آپ جمع کر سکیں تو مہاراشٹر میں اردو کی تاریخ مرتب ہو سکے گی اور یہ بہت بڑا کام ہوگا ___ اردو کے حق میں۔ شری موہن لال دیشنوی کا خوبصورت مضمون "بگنونیا" بھی بہت خوب ہے۔ مگر اس کو حاصل کہاں سے کیا جائے؟
ڈاکٹر منشاء، ڈاکٹر تابان لکھنوی، حکیم نعیم خاموش، اور جناب ہاشمی کی غزلیں بہت پسند آئیں۔

• مسعود حسن
نواپاڑہ۔ باندرہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۵۰

۲۵ راپریل ۱۹۸۳ء کے شمارے میں ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے زرین خیالات" اشوک کراڈے صاحب نے بڑی عمدگی سے پیش کئے ہیں۔ جناب سید اظہر حسین ہاشمی صاحب کا انشائیہ "ہمارے ملک کے سیاہ واروں کا نجر ___ ہمارا چہرہ" خواجہ عبدالغفور صاحب کا مضمون "نہیں نہیں نہیں۔ نہیں" کا جواب نہیں۔ شعراء میں بھی نئے نام جگمگاتے دیکھے۔ واللہ، قومی راج اصلی مضامین کا خزانہ ہے۔ ساتھ ہی بڑے اچھے انداز سے آپ لوگ قومی راج کو اس طرح سجا سنوار کر پیش کرتے ہیں کہ سرورق سے آخری صفحہ تک پڑھے بغیر رسالہ ہاتھ سے چھوٹتا نہیں ہے۔

• بلقیس ہاشمی
محمد علی روڈ۔ ناگپور ۱۸

قومی راج کا ہر شمارہ ترتیب، طباعت اور گٹ اپ کے لحاظ سے پچھلے شمارے سے آگے ہوتا ہے۔ موقع محل کے اعتبار سے مضامین سے غزلوں، نظموں تک نیز تصاویر، اسکیچز کے ذریعے جو حسن آپ لوگ پیدا کرتے ہیں اس سے نہ صرف مضامین، نظم و نثر کے حسن کو چار چاند لگ جاتے ہیں بلکہ ان کی اہمیت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ خوبی صرف قومی راج میں ہی نظر آتی ہے۔ اس خوش سلیقگی کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے۔

ریاستی خبریں اور خبریں اور خبری تصویروں میں کے تحت مہاراشٹر کی سرگرمیاں اور ضروری معلومات کو بھی بڑے اچھے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ قومی راج سے تمام کارکنان اور حکومت مہاراشٹر کو مبارکباد، ہر پندرہ روزہ بعد اس قدر شاندار رسالہ پیش کرنے پر۔

ضروری گذارش

• دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔
• جواب طلب امور کے لئے لفافے یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ کریں۔
• منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف لکھ دیں۔

★ شریمتی اندرا گاندھی
وزیراعظم

درختوں سے دوستی کا ذوق پیدا کیجیے

وزیراعظم

درخت، میرے دوست ہیں۔ اور میرا تجربہ ہے کہ اشجار کسی عزیز دوست سے کم نہیں۔ ان کے مضبوط تنے اور ٹیڑھی میڑھی ٹہنیاں، بزرگوں کی پابندیوں سے بیزار بچوں کو فرصت کے چند لمحے اپنے محبوب مشغلہ کھیل کود میں صرف کرنے کا موقع دیتی ہیں۔ ان کی ہری بھری پوری شاخیں بھارت کے طول البلاد پر طلوع ہونے والے سورج کی شدید چمک اور گرمی سے محفوظ رکھتی ہیں۔ شاخوں پر کھلنے والے رنگ برنگے خوبصورت پھول، ماحول میں دلکشی پیدا کرتے ہیں اور ساکت کھڑے عظیم الجثہ درخت تاریخ ساز زمانہ کے خاموش تماشائی نظر آتے ہیں۔

اپنے قومی مفاد کے لئے درخت ہمارے لئے اشد ضروری ہیں۔ ان کے وجود سے ہمارے معیارِ زندگی میں بہتری ممکن ہے۔ یہی ہمیں اچھا انسان بناتے ہیں۔ قابلِ رشک تندرستی دیتے ہیں اور زندہ دل رکھتے ہیں۔

آیئے۔ ہم درختوں سے دوستی کا ذوق پیدا کریں، اور نہ ختم ہونے والی قومی تحریک کی بنیاد پر محبانِ اشجار کا حلقہ وسیع تر کرتے چلے جائیں۔

اندرا گاندھی

طبعی توازن کی حفاظت کیلئے

سماجی جنگل بانی وقت کی ضرورت

گورنر مہاراشٹر

شری آئی۔ ایچ۔ لطیف، گورنر مہاراشٹر نے ریاستی عوام کے نام اپنے **پیغام** میں طبعی توازن کی حفاظت کے لئے سماجی جنگل بانی کو فروغ دینے کی اپیل کی اور پروگرام میں عوام کی شرکت ضروری قرار دی۔ آپ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے۔

"سماجی جنگل بانی ایک مستحسن اور بروقت اقدام ہے جس کے تحت ہر قسم کی جنگل بانی کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ان امور کی مثبت اہمیت کے پیش نظر ہی ریاستی حکومت نے نہ صرف یہ کہ سماجی جنگل بانی کا ایک علیحدہ محکمہ تشکیل دیا بلکہ خود اپنے طور پر اس پروگرام کو ملک بھر میں توسیع دینے کے لئے تعمیری اقدامات کا سلسلہ شروع کر دیا۔

درختوں کی بے جا کٹائی اور جنگلات کی بربادی بے شک ہمارے ماحول کے لئے پُرخطر بنتی جا رہی ہے۔ یہ ناخوشگوار اثرات اضافۂ آبادی، جانوروں کے لئے ان کا بطور چراگاہ استعمال، جنگلاتی اراضی پر غیر قانونی قبضہ، ایندھن کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور صنعتوں اور شہروں کا کثیر تعداد میں قیام جیسے وجوہات کا نتیجہ ہیں۔ جنگلات کی بابت ہماری قومی پالیسی کا بنیادی مقصد کل اراضی کے کم از کم ایک تہائی حصہ پر جنگلات آباد کرنا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مہاراشٹر میں جنگلاتی اراضی محض ۲۱ فیصد ہے۔ میرا یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ یہاں جو بار بار خشک سالی کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اس کے لئے کلیتہً نہیں تو جزوی طور پر اجڑتے جنگلات کو وجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو شجر کاری اور جنگل بانی کسی مقام کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث ہی نہیں بلکہ یہ ہماری بقا کے لئے بالخصوص ضروری ہیں۔

قبائلی اور دیہی آبادی کے کمزور طبقات کا غالباً سماجی جنگل بانی پروگرام میں اہم حصہ ہے اس پروگرام میں ان کی گہری دلچسپی اور ان کا عملی تعاون پروگرام کی کامیابی کے لئے از حد ضروری ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ تمام لوگوں اور خصوصاً دیہی اور قبائلی افراد کو اس پروگرام میں شریک کرنے کی کوشش کریں تاکہ یہ پروگرام "سرکاری پروگرام" نہ رہتے ہوئے "عوامی تحریک" بن جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح ہمارے ماحول اور طبعی توازن کا نہ صرف تحفظ ہوگا بلکہ اس کے نتیجہ میں ہمارے دیہی اور قبائلی عوام کے حالاتِ زندگی میں بھی بہتری پیدا ہوگی۔"

آئی۔ ایچ۔ لطیف
ائیر چیف مارشل
گورنر مہاراشٹر

شجرکاری اور باغبانی کو فروغ دیجئے

• وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے یوم جنگلات کے موقع پر اپنے پیغام میں ریاست کے عوام سے اپیل کی ہے کہ طبعی توازن کی بحالی اور عوام کی معاشی و سماجی بہبود میں جنگلات کی اہمیت کے پیش نظر حکومت کی جاری کردہ مختلف شجرکاری اسکیمات اور جنگل بانی پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں حکومت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں۔

آپ کے پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

"انسانی زندگی میں جنگلات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے ان ہی کی وجہ سے کرۂ ارض پر زندگی کا توازن برقرار ہے۔ بحافظ حیات اور ذریعہ پیداوار ہونے کے علاوہ سماجی نقطۂ نظر سے بھی جنگلات کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ یہ امر بڑا ہی افسوسناک ہے کہ بڑھتی ہوئی انسانی ضروریات کے پیش نظر بڑے پیمانے پر جنگل کاٹے گئے۔ اور اس طرح کرۂ ارض پر توازن حیات میں فرق آگیا ہے۔ اس توازن کو دوبارہ برقرار کرنے اور اسی کے ساتھ انسانوں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کثیر پیمانے پر جنگل بانی کی جا رہی ہے۔

معاشی اعتبار سے کمزور طبقات کی فلاح کے لئے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے جاری کردہ بیس نکاتی پروگرام میں جنگل بانی کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ ریاستی حکومت نے بھی ادیباسیوں، قبائلیوں اور سطح غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی فلاح و بہبود کی خاطر بھی ترقیات اسکیم کے تحت سنہ ۱۹۸۱ء میں سماجی سطح کی جنگل بانی اور باغبانی کا علیحدہ محکمہ قائم کیا۔ گذشتہ سال اس محکمہ نے عوام، مختلف تنظیمات، طلبہ اور محبان اشجار کی مدد سے شجرکاری پروگرام کے تحت شجرکاری کے مقررہ ۲ لاکھ ہیکٹر نشانہ سے تجاوز کرتے ہوئے ملک کی دیگر ریاستوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ یعنی ۱۲ کروڑ پودے لگائے۔ سالِ رواں کے دوران ہر ضلع کے بیس دیہاتوں میں مجموعی طور پر ۲۰۰ ہیکٹر اراضی پر شجرکاری کے لئے ۲۰.۸۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ سالِ گذشتہ کی طرح امسال بھی مہاراشٹر کے عوام کے مکمل تعاون سے شجرکاری پروگرام کامیابی کے ساتھ نافذ کیا جا سکے گا اور ایک مرتبہ پھر ہماری ریاست اس ضمن میں سرفہرست رہے گی۔ محکمہ باغبانی کے لئے امسال ۲.۵۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس محکمہ نے بڑے پیمانے پر پھل دار درخت لگانے کا پروگرام جاری کیا ہے۔ چھوٹے اور درمیانی کسان محکمہ باغبانی کی ایسی متعدد اسکیمات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

سماجی سطح کی جنگل بانی اور باغبانی پروگراموں کو عوامی سطح پر مقبول بنانے کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ "قومی راج" کا یہ خصوصی شمارہ اس سلسلے میں معاون ثابت ہوگا۔

اس خصوصی شمارے کی کامیابی کے لئے میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔"

وسنت راؤ پاٹل

(وزیر اعلیٰ مہاراشٹر)

مہاراشٹر میں زیادہ سے زیادہ اراضی پر جنگلات آباد کریں۔

نائب وزیر اعلیٰ رام راؤ آدک

نائب وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری رام راؤ آدک نے جنگلات کو قومی ورثہ قرار دیتے ہوئے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ مہاراشٹر میں صرف ۲۱ فیصد علاقہ جنگلاتی ہے۔ آپ نے مہاراشٹر کے عوام کے نام اپنے پیغام میں مشورہ دیا کہ ریاست میں زیادہ سے زیادہ اراضی پر جنگلات آباد کرنے کی کوشش کی جائے۔

آپ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ۱۰ رجولائی کا "قومی راج" کا شمارہ سماجی جنگل بانی اور باغبانی پر خصوصی نمبر ہوگا۔

جنگلات ہمارا قومی ورثہ ہیں۔ ان سے نہ صرف ہمیں ایندھن اور دیگر جنگلاتی پیداوار حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بادلوں کو روک کر بارش برسانے کے ساتھ ساتھ زمین کو کٹاؤ اور خرابی سے بچاتے ہیں آج کل اجڑتے ہوئے جنگلات کی وجہ سے ایک سنگین مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ صرف ایندھن اور دوسرے جنگلاتی پیداوار حاصل کرنے کے لئے اشجار کی بے مقصد کٹائی ہے۔ وزیر اعظم کے نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں سماجی جنگل بانی امور کو اہمیت سے شامل کیا گیا ہے۔ ہماری پالیسی کے مطابق کل اراضی کے کم از کم ایک تہائی حصہ پر جنگلات آباد ہونا چاہیئے۔ مہاراشٹر میں مشکل سے ۲۱ فیصد علاقہ جنگلاتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم مزید اراضی پر جنگلات آباد کرنے کی کوشش کریں۔

ہم نے شجرکاری مہم کے تحت آئندہ چھ سالوں میں ۱۸۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر شجرکاری کے لئے اپنی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ اسی سلسلے میں بچوں کو اشجار کی اہمیت سمجھانے کے لئے "ہر بچہ کا ایک درخت" نامی پروگرام بھی جاری کیا ہے۔ گذشتہ سال مختلف اسکیمات کے تحت مہاراشٹر میں ۲۰ کروڑ سے زائد پودوں اور پھلوں کی قلمکاری کی گئی۔ اور سال رواں میں یہ نشانہ ۲۲۰۶۰ کروڑ رکھا گیا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ ہم یہ نشانہ ضرور پار کر جائیں گے۔

ظاہر ہے پودوں اور پھلوں کی قلمکاری کے بعد انکی نشو ونما کی دیکھ بھال بھی ضروری ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے شجرکاری کے ساتھ ساتھ درختوں کی دیکھ بھال کا بھی پروگرام اپنایا گیا ہے۔

مہاراشٹر کے کسان اب باغبانی کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں اور یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ اس سلسلے میں عملی دلچسپی بھی لے رہے ہیں۔ بہتر ہوگا اگر باغبانی ترقیات سے متعلق سرکار کی ترغیبی اور فائدہ مند اسکیمات سے زیادہ سے زیادہ کسانوں کو واقف کرایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ کسان اس کام میں حصہ لے سکیں مجھے یقین ہے کہ "قومی راج" کا یہ خصوصی نمبر کسانوں کیلئے فائدہ مند معلومات سے پُر ایک انفرادی شمارہ ثابت ہوگا۔"

رام راؤ آدک
(نائب وزیر اعلیٰ)

دیہی معیشت کے فروغ کیلئے باغبانی کی ترقی ضروری

★ شری نانا بھاؤ ایمبڈوار وزیر برائے زراعت و باغبانی

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار، وزیر برائے زراعت و باغبانی نے یوم جنگلات کے موقع پر زرعی کاشت کے ساتھ باغبانی پیداوار کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے عوام اور کسانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ریاست میں باغبانی کے فروغ کے لیے، سرکاری سطح پر جاری کردہ اسکیمات سے استفادہ کریں۔ آپ کے پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

"مہاراشٹر میں باغبانی کی ترقی کے امکانات کافی روشن ہیں۔ ریاست کے مختلف علاقوں میں ناریل، آم، انگور، کیلے، کاجو اور نارنگی جیسے متعدد پھلوں کی بڑے پیمانے پر کاشت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے باغبانی کا تصور ہمارے لیے کوئی نیا نہیں۔ تاہم ہمیں یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ ہم نے باغبانی کی ترقی کے لئے محدود سطح پر کوشش کی ہے۔ ہماری تمام تر کوششیں زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کے لئے وقف تھیں۔ زرعی پیداوار کو دیہی معیشت کا ستون تصور کرتے ہوئے ہم نے اس کے اضافے کے لئے عام کسانوں تک رسائی حاصل کی لیکن آج یہ وقت کا تقاضہ ہے کہ ہم باغبانی پیداوار میں اضافے کے لئے کوششیں کریں اور اسے دیہی معیشت میں اہم مقام عطا کریں۔

مہاراشٹر میں کاشت کاری زیادہ تر بارش کے پانی پر منحصر ہے لہذا کسانوں کے فائدے اور انھیں خودکفیل بنانے کے لئے زرعی پیداوار کے ساتھ ساتھ باغبانی پیداوار پر بھی توجہ دینا ناگزیر ہے اگر ریاست کے چھوٹے کسان غلہ کے ساتھ ساتھ آم جیسے پھلوں کی بھی کاشت کریں جن کے لئے صرف بارش کا پانی کافی ہے تو بلاشبہ نہ صرف ان کی ذاتی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا بلکہ ریاست کی معیشت کو بھی تقویت ملے گی۔ اس سلسلے میں اگر صرف بارش کے پانی سے کاشت کاری کرنے والے کسان اگر اپنی زمین کے ایک چوتھائی حصے پر بھی باغبانی کرتے ہیں تو ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

ریاست میں باغبانی کی ترقی کے امکانات کے پیش نظر کاشت کاری کو معاشی اعتبار سے نفع بخش بنانے کے لئے ریاستی حکومت نے متعدد باغبانی ترقیات اسکیمات جاری کی ہیں۔ حکومت زیادہ سے زیادہ اراضی پر باغبانی کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ اس سے بڑے پیمانے پر پیدا ہونے والے روزگار کے مواقع سے دیہی عوام مستفید ہوسکیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ باغبانی ترقیاتی اسکیمات چھوٹے کسانوں کے لئے زیادہ سود مند ثابت ہوں گی۔ چھوٹے کسانوں کے علاوہ ادیباسیوں، مندرج قبائیلیوں، درمیانی کسانوں اور غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے کسان بھی ان اسکیمات سے مستفید ہوں گے۔

ہماری روزمرہ کی غذا میں غلہ کے ساتھ ساتھ پھلوں کی بھی اہمیت ہے۔ ترقی پذیر ممالک کے عوام کی غذا میں پھلوں کی بڑی مقدار شامل ہوتی ہے۔ جبکہ ہمارے یہاں حالات سازگار ہونے کے باوجود ہماری غذا میں پھلوں کی مقدار بہت کم ہوتی ہے دستیاب اراضی اور وسائل کا بہتر استعمال کرتے ہوئے باغبانی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنا ہمارے لئے عین ممکن ہے۔ اس سے نہ صرف ہمارے چھوٹے اور درمیانی کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ ان کی قوت خرید بھی بڑھے گی۔ مزید برآں عوام کی غذا میں پھلوں کی مقدار میں بھی اضافہ ہوگا۔ اس طرح باغبانی کی ترقی سے کسانوں اور عوام دونوں مستفید ہوں گے۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ عوام کو پھلوں کے فوائد اور اہمیت سے روشناس کرانے کے لئے "قومی راج" باغبانی کا خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے۔ اس خصوصی نمبر کی کامیابی کیلئے میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔"

نانا بھاؤ ایمبڈوار

معاشی بہتری کا حامل ۔ سماجی جنگل بانی پروگرام

• سروپ سنگھ نائیک
وزیر برائے جنگلات

بقاء بنی نوع انسان کے لئے جنگلات کی اہمیت سے کیسے انکار ہوسکتا ہے۔ ماحول، حیوانات و نباتات تینوں کے ایکدوسرے پر انحصار سے ہی طبعی توازن قائم ہے۔ یہ حقیقت اب سائنس دانوں نے بھی ثابت کر دی ہے۔

گزشتہ کئی صدیوں سے جنگلات انسان کی معاشی اور سماجی ضروریات پوری کرتے آئے ہیں۔ وقت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ہم جنگلات کی اس اہمیت کو سمجھیں اور اس کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کریں، لیکن افسوس ہے کہ آج ہم درختوں کی اندھا دھند کٹائی سے جنگلاتی علاقوں کو ویران بناتے جارہے ہیں اور اس طرح خود اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ اگر یہی صورتِ حال جاری رہی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک دن ایسا آئیگا جب ہمیں خود اپنی بقاء خطرے میں گھری نظر آئے گی، اور اس وقت دیر ہوچکی ہوگی۔

ویسے تو جنگلات سے ان گنت فائدے ہوتے ہیں۔
ن ان کی موجودگی ہی طبعی ماحول اور بقاء زندگی کی سب سے بڑی
امن ہے۔ جنگلاتی پیداوار مثلاً پھل، پھول، عمارتی لکڑی، ایندھن
غذسازی وغیرہ انسان کی سماجی و معاشی ضروریات پوری کرتے
،۔ اسی طرح دھوپ کی شدت سے زمین کا تحفظ، آکسیجن ــــ اور

کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج و انجذاب میں توازن کی برقراری اور صاف ستھرے ماحول کا مقصد بھی جنگلات سے پورا ہوتا ہے۔ پیڑ، پودے اور جنگلات دراصل انسان کے لئے خداداد نعمت ہیں لیکن کئی سالوں سے اس نعمت کے غلط استعمال سے تباہی کا دیو خود انسانی وجود کو نگلنے کے لئے منہ کھولے کھڑا دکھائی دے رہا ہے۔
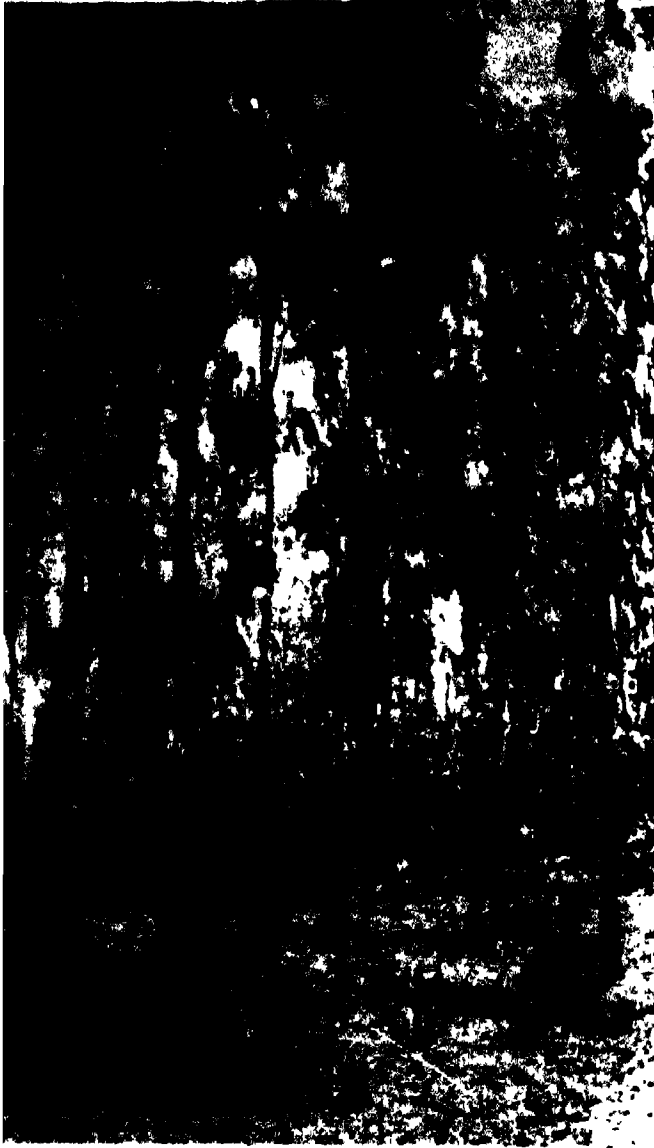
جنگلات اُجڑنے سے بچانے کے لئے جنگلات کا تحفظ قومی سطح پر کیا جانا چاہیئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے ملک میں جنگلات کے تحفظ کے لئے قوانین وضع کئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود ان قوانین پر بجا طور سے عمل آوری نہ ہونے کی صورت میں کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آرہا ہے۔ کئی جگہوں پر "ون مہوتسو" شاندار طریقے پر منایا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہی صورتِ حال برقرار رہتی ہے۔ ان تمام حالات کا جائزہ لینے کے بعد ریاستی حکومت نے مہاراشٹر میں ۱۹۸۲ء سے "سماجی جنگل بانی" پروگرام شروع کیا ہے۔

مذکورہ پروگرام کی وسیع پیمانے پر ٹھیک طور سے عمل آوری کی ذمہ داری خود حکومت نے قبول کی ہے۔

پروگرام کی خصوصیت

پروگرام کی مدت ۶ برس ہے۔ اس پروگرام کے تحت مقامی میونسپل اداروں کی پروگرام پر عمل آوری سے متعلق رہنمائی، منتخبہ گرام پنچایت کی اراضیات پر جنگل بانی، موجودہ جنگلات کا تحفظ اور ان کی دیکھ بھال کا انتظام شامل ہے نیز ان امور کے لئے مقامی اداروں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دینے کی بھی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس پروگرام کے تحت ایندھن لکڑی، عمارتی لکڑی اور چارے کی فراہمی بھی شامل ہے۔

بیکار اراضی پر جنگل بانی، یہ پروگرام کی دوسری اہم خاصیت ہے۔ اس طرح دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ بیکار اراضی کارآمد بن سکے گی اور دوسرے یہ کہ دیہی افراد کو جنگل بانی کے ذریعے روزگار فراہم ہوگا۔ ریاست کے تمام ۲۷ اضلاع (سوائے بمبئی ضلع کے) میں اس اسکیم کے نفاذ سے تقریباً ۵۴۰۰ دیہاتوں کی ترقیات کے واضح امکانات ہیں۔

ضلع سطح پر عمل آوری

یہ پروگرام ہر ضلع میں اپنایا جائے گا اور اس سلسلے میں ضلع سطح کی ایک کمیٹی ضلع ادھیکاری کے زیرِ صدارت مقرر کی جائیگی یہ کمیٹی جاری مالی سال کے دوران اولاً ۲۰ گاؤں منتخب کرکے وہاں یہ اسکیم عمل میں لائے گی۔ منتخبہ گاؤں میں اس اسکیم پر عمل آوری کی ذمہ داری متعلقہ گرام پنچایت کے سپرد ہوگی۔ اس طرح مجموعی طور

سے ریاست کے تقریباً ۵۴۰۰ دیہاتوں میں اس اسکیم کے ذریعے کل ۸۱۰۰ ہیکٹر اراضی پر جنگل بانی ممکن ہو سکے گی۔

اس سلسلے میں ایک باضابطہ طریقۂ کار پر عمل کیا جائیگا۔ طریقۂ کار یہ ہوگا کہ سب سے پہلے اسکیم زیرِ عمل لانے کے لئے کسی گاؤں کا انتخاب کیا جائے گا اور متعلقہ گرام پنچایت کو مزید اقدامات کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ اس کے بعد گاؤں میں واقع چراگاہ جنگلاتی اراضی کا تکنیکی سطح پر معائنہ کیا جائے گا تاکہ زمین کی قسم، آب و ہوا، بارش وغیرہ سے متعلق جانکاری حاصل کرکے پروجیکٹ پر عمل آوری کے واضح امکانات کا جائزہ لیا جا سکے۔ ان امور کی پنچایت اور ضلع سطح پر غور و خوض کے بعد رپورٹ تیار کی جائے گی یہ رپورٹ حکومت کے روبرو قطعی منظوری اور احکامات کے لئے پیش کی جائے گی۔ منتخبہ علاقے کے

جنگلاتی پیداوار اسی علاقے کے معاشی طور سے کمزور طبقات کے افراد کو رعایتی داموں پر فروخت کی جائیں گی۔ جنگلاتی پیداوار کا ۵ تا ۱۰ فی صد حصہ حکومت کی تحویل میں دیا جائے گا۔ اور باقی پیداوار فروخت کردی جائے گی۔ شجرکاری پر ہونے والے اخراجات حکومت کے توسط سے پورے کئے جائیں گے۔ شجرکاری کے بعد ۵ تا ۶ سال تک ان کی دیکھ بھال حکومت کی نگرانی میں گرام پنچائتیں انجام دیں گی۔ اس مدت کے بعد جنگل کی حفاظت اور استعمال کی ساری ذمہ داریاں گرام پنچایت کے سپرد کردی جائیں گی۔

تحقیق و تربیت

سماجی جنگل بانی امور میں شامل تحقیق و تربیت پروگرام سے جنگل بانی پروجیکٹ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے چند واضح اصول اپنائے گئے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت متعلقہ علاقہ میں موثر جنگل بانی کے لئے علاقے کی آب و ہوا، زمین اور موزوں زود رو اشجار جیسے امور کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔ اسی طرح سماج اور جنگلات میں جو اٹوٹ تعلق ہے اس کی اہمیت سے

لوگوں کو واقفیت کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ پروگرام کے تربیتی دور میں عوام کو یہ بھی سمجھانے کی کوشش کی جائے گی کہ اشجار بقاء زندگی کے لئے کتنے اہم ہیں اور اسی نقطہ کے پیش نظر جنگلات کے تئیں عوام کو کیا رویہ اپنانا چاہیئے۔

نجی اراضی پر شجرکاری

اس پروجیکٹ کے تحت نجی اراضی پر درخت لگانے کے لئے مالکانِ اراضی کو پودے فراہم کئے جاتے ہیں اور متعلقہ مقام کی آب وہوا کی مناسبت سے شجرکاری کی جاتی ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت منتخبہ قطعہ اراضی پر شجرکاری کے علاوہ نجی اراضی پر مالکانِ اراضی کی رضامندی سے شجرکاری کی جاتی ہے۔

حکومت کی کوشش ہوگی کہ معاشی اعتبار سے پسماندہ افراد کو اس پروجیکٹ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔

راستوں کے کنارے شجرکاری

راستوں کے دونوں کناروں پر اور نالوں کے کنارے کی کھلی اراضی پر درختوں کی تین تا پانچ قطاریں لگائی جائیں گی۔ یہ کام محکمۂ جنگل بانی انجام دے گا جس میں بطور روزگار کم آمدنی والے افراد کو ترجیح دی جائے گی۔

آب گیر علاقے میں شجرکاری

ایسے دیہاتوں میں جہاں درمیانی آبپاشی پروجیکٹ کے تحت بندھ یا تالاب تعمیر کئے گئے ہیں، اس مقام پر آب گیر علاقوں میں متعلقہ محکموں کی منظوری سے درخت لگائے جائیں گے۔ نیز ان درختوں سے ہونے والی آمدنی کی تقسیم کا طریقہ حکومت طے کرے گی۔

مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کی اراضی پر شجرکاری

مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کی غیر موزوں کاشتکاری زمینوں پر درخت اگاکر آمدنی کا ایک اہم ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مندرج جات اور قبائیلی افراد سرمایہ کی کمی کی وجہ سے چونکہ یہ اقدام نہیں کرسکتے۔ مذکورہ اسکیم کے تحت ان زمینوں پر

شجر کاری کی جائے گی۔ درختوں کے بار آور ہونے اور آمدنی کا ذریعہ بننے میں دیر لگے گی لہٰذا حکومت مالکانِ اراضی کو ابتدائی معاوضہ کے طور پر چھوٹی موٹی رقم دینے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

اسکیم کے تحت ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۸ء تک ہر سال مختلف پروجیکٹوں کے تحت لگائے جانے والے درختوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	پروجیکٹ	۱۹۸۳ء	۱۹۸۴ء	۱۹۸۵ء	۱۹۸۶ء	۱۹۸۷ء	۱۹۸۸ء	کل	فی صد
۱	بلاک سسٹم شجرکاری	۳۳۵۵	۵۷۳۰	۶۹۵۰	۸۴۰۰	۹۸۰۰	۴۷۶۵	۳۸۰۰۰	۴۷۶۲
۲	نجی اراضی پر شجرکاری	۲۳۵۵	۵۷۳۰	۶۹۵۰	۸۴۰۰	۹۸۰۰	۴۷۶۵	۳۸۰۰۰	۴۷۶۲
۳	آب گیر علاقوں میں شجرکاری	۴۰	۹۰	۱۱۰	۱۰۰	۱۴۰	۷۰	۶۰۰	۰۶۷
۴	راستوں کے کنارے شجرکاری	۲۰۰	۵۰۰	۵۹۰	۷۰۰	۱۰۰۰	۴۰۰	۳۲۰۰	۴۶۰
۵	مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کی زمین پر شجرکاری	۵۰	۳۵۰	۴۰۰	—	—	—	۸۰۰	۱۶۰
کل علاقے		۵۴۰۰	۱۲۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۷۶۰۰	۲۱۰۰۰	۱۰۰۰۰	۸۱۰۰۰	۱۰۰۶۰۰
کل علاقے کا فیصد		۶	۱۵	۱۹	۲۲	۲۶	۱۲	۱۰۰	—

ان سالوں میں شجرکاری کیلئے گرام پنچایتوں کے انتخاب کی تفصیل اس طرح ہے۔

سال	۱۹۸۳ء	۱۹۸۴ء	۱۹۸۵ء	۱۹۸۶ء	۱۹۸۷ء	۱۹۸۸ء
منتخبہ گرام پنچایت	۵۴۰	۸۱۰	۸۱۰	۱۰۸۰	۱۰۸۰	۱۰۸۰

جائزہ

پھل، پھول اور چارے کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہ
نے کی وجہ سے گذشتہ کئی سالوں سے بڑے پیمانے پر درختوں
کٹائی جاری ہے جس کے نتیجے میں اب تک کے سرکاری
امات سود مند ثابت نہیں ہو سکے۔ اس پروگرام کے تحت
نگلاتی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ کوشش کی جائے گی کہ
کاری اقدامات اور اخراجات کا خاطر خواہ فائدہ بھی ہو۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ جنگلات کا ماحول سے ایک
ٹ رشتہ ہے۔ جنگلات کی کٹائی سے ماحول میں بگاڑ پیدا
تا ہے اور نتیجہ میں ہماری زندگی متاثر ہو سکتی ہے۔ بھارت
یسے عظیم ملک میں زمانہ قدیم ہی سے عوامی معیشت کا دارومدار
نگلات اور زراعت پر رہا ہے۔

لہٰذا ہمارے ملک میں طبعی توازن کی برقراری کے لئے
نگلات کا تحفظ اور سماجی جنگل بانی جیسے پروجیکٹ جاری کئے
گئے ہیں۔

اس پروگرام کی بعض اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(۱) فاضل اراضی پر شجرکاری کے ذریعے اس اراضی کا بہتر استعمال۔
(۲) عوامی اراضی پر شجرکاری کی ترغیب جس سے غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے افراد مستفید ہوں۔
(۳) بجلی کی شدید ضرورت کے پیش نظر اشجار کو متبادل ذریعہ بنانے پر توجہ۔

اس پروگرام کی کامیابی سے عمارتی لکڑی، ایندھن، چارہ
پھل اور پھول کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔

زیر بحث پروگرام کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی
وجہ سے دیہی بے روزگاری کا مسئلہ کسی حد تک حل ہوگا۔ ایک
اندازے کے مطابق اس پروگرام سے ۳ کروڑ ایام کار کی گنجائش
پیدا ہوگی۔

اس پروگرام پر اسی طرح موثر عمل آوری جاری رکھی
گئی تو توقع کی جا سکتی ہے کہ اب تک جنگلات اور درختوں کی کمی
پوری ہو سکے گی اور جنگلات کی اہمیت اور افادیت کو عوامی سطح
پر محسوس کیا جا سکے گا۔

معاشی نقطۂ نظر سے سماج کے کمزور طبقات کے افراد،
غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے افراد اور دیہی
بے روزگار اس پروگرام سے مستفید ہوں گے۔

یہ پروگرام ایک ایسے قومی ورثے کے تحفظ اور فروغ کا ضامن
ہے جو ہماری آئندہ نسلوں کی بقا کے لئے ناگزیر ہے لہٰذا یہ ہم سب
کا فرض ہے کہ اس کی کامیابی کے لئے مل جل کر کوششیں کریں۔ ∞

قومی راج میں مطبوعہ کسی تخلیق کو حوالہ یا بلا حوالہ شائع کیا جا سکتا
ہے لیکن اس کی دو کاپیاں، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک
ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور
بھجوائی جائیں۔ (ادارہ)

حکومت مہاراشٹر نے اس ماہ سے جنگل بانی کے ایک پروجیکٹ کے تحت پونے، ضلع میں لوناولہ کے قریب شیروٹا اور چندرپور ضلع کے منیک گڑھ علاقے کے مقام راجورا میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ بیجوں کی بوائی کا تجربہ کیا۔ اس کام کے لیے حکومت ہند کے دو طیاروں کی مدد سے شیروٹا میں ۳٬۰۰۰ ہیکٹر اور راجورا میں ۵۰۰ ہیکٹر اراضی پر تخم ریزی کی گئی۔ شیروٹا میں اس پروجیکٹ کے لئے ٹاٹا ہائیڈرو الیکٹرک کمپنی نے تعاون کیا ہے۔

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف نے شیروٹا میں ۱۵ جون کو پروجیکٹ کا افتتاح کیا۔ طبعی ماحول کی بہ سرعت بہتری کے لئے فضائی طریقہ سے جنگل بانی کامیاب ثابت ہو تو وسیع پیمانے پر اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

ہماری زندگی میں جنگلات کی اہمیت واضح ہے۔ ایک جانب انسانی زندگی کی اہمیت کے پیش نظر ٹمبر، ایندھن اور چارہ جیسی دیہی ضروریات کی تکمیل جنگلات سے ہوتی ہے تو دوسری جانب وہ طبعی ماحول میں بہتری قائم رکھنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنگلات مٹی کے کٹاؤ کو روکتے ہیں اور مٹی کی زرخیزی برقرار رکھتے ہوئے اس کی پیداواری قوت بحال رکھتے ہیں گھنے جنگلات بادلوں کو روک کر پانی برساتے ہیں اور اشجار کی جڑیں زمین دوز ذخیرہ آب میں مدد دیتی ہیں۔ فراہمی آب کے لیے یہ ذخیرہ کام آتا ہے۔ اور اس سے ندیوں اور کنوؤں کو سال بھر پانی فراہم ہوتا رہتا ہے دن بہ دن صنعتوں میں اضافہ کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ جیسی مضر گیس کے اخراج سے فضائی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے اس کی روک تھام میں بھی درخت مدد دیتے ہیں۔ درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتے ہیں اور آکسیجن خارج کرتے ہیں اس طرح فضا میں آکسیجن کا تناسب برقرار رہتا ہے۔

جنگلات کی موجودہ حالت:۔ انسان اور حیوانات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے نتیجہ میں لکڑی، ایندھن اور چارے کی بے افراط طلب کے باعث پہاڑی علاقوں میں آباد جنگلات اس تیزی سے ویران ہو رہے ہیں کہ دوبارہ شجرکاری کے روائتی طریقوں کی رفتار غیر موثر ثابت ہو رہی ہے اس مسئلے کے حل کے لئے محکمہ جنگلات اور محکمہ باغبانی نے بڑے پیمانے پر شجرکاری اور سماجی سطح پر جنگل بانی کا پروگرام اختیار کیا ہے۔ لیکن یہ پروگرام مسئلے کا کلی طور پر حل پیش نہیں کرتا۔ اس کے لئے دیگر اقدامات بھی ضروری ہیں فضائی طریقہ سے شجرکاری ایک ایسا ہی اقدام ہے۔

فضا سے تخم ریزی:۔ اُجڑے جنگلات کی طبعی باز آبادکاری کے لئے فضا سے تخم ریزی کا طریقہ

ضلع پونے کے لوناولہ کے گاؤں شیروٹا میں فضائی تخم ریزی کی آزمائش ۱۵ر جون ۱۹۸۳ء کو کی گئی۔ زیرِ نظر تصویر میں گورنر مہاراشٹر شری علی یاور جنگ اور آئی۔ ایچ۔ لطیف آزمائشی افتتاح کرنے کے بعد ریاستی وزرا، شری سدھاکر نائیک، شری اننت راؤ تھوپٹے اور شری سروپ سنگھ نائیک کے علاوہ مرکزی وزیر مملکت بیرسٹر وٹھل راؤ گاڈگل اور شہری ہوا بازی کے سکریٹری شری سری دھر پاٹے کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

اس سے قبل ریاستہائے متحدہ امریکہ، کناڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں آزمایا گیا ہے۔ منطقۂ حارہ کے دیگر ممالک میں بھی یہ طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ مرکزی وزارت زراعت کے تحت زراعتی ہوابازی شعبہ مع طیاروں کے قائم ہے۔ ان طیاروں کی مدد سے یہ اسکیم راجستھان، اتر پردیش، اروناچل پردیش وغیرہ میں آزمائی گئی ہے جس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ چنانچہ حکومت مہاراشٹر نے بھی پائلٹ بنیاد پر ریاست کے دو مقامات پونے ضلع میں لوناؤلہ کے قریب شیروٹا اور چندرپور ضلع کے مانک گڑھ علاقے میں راجورا میں اس اسکیم کی آزمائش کی ہے۔ شیروٹا پروجیکٹ پر عمل آوری جنگلات سماجی جنگل بانی اور باغبانی محکمات اور ٹاٹا ہائیڈرو۔ الیکٹرک کمپنی کے اشتراک سے کی جا رہی ہے۔ ٹاٹا ہائیڈرو الیکٹرک کمپنی نے شیروٹا پر ہوائی پٹی تعمیر کی ہے۔ اور مختلف اقسام کے ۱۵ ٹن بیج جمع کئے ہیں۔ محکمہ جنگلات نے باغات کے لئے مناسب علاقوں کی ضرورت کے مختلف اقسام کے ۱۰ ٹن بیج جمع کئے ہیں۔ جن میں تقریباً ۵ء۲ ٹن آم بیج بھی شامل ہیں۔

حکومت ہند کے دو طیارے موسم باراں کے شروع میں فضا سے بیج زمین پر پھیلائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت شیروٹا میں تقریباً ۳۰۰ ہیکٹر اور راجورا اور مانک گڑھ میں تقریباً ۵۰۰ ہیکٹر اراضی پر تخم ریزی ہونے کی توقع ہے۔

فائدے : اس طریقہ سے نہ صرف یہ کہ دور دراز اور مشکل رسا علاقوں میں مختصر عرصہ میں جنگل بانی ممکن ہو سکے گی بلکہ بارش کے شروع ہونے پر زراعتی کاموں میں مزدوروں کے مصروف ہونے پر مزدوروں کی قلت کا مسئلہ نہیں رہے گا۔ ایک ہی علاقہ میں فاضل بیجوں کی تخم ریزی سے کم سرسبز علاقوں کو ہرا بھرا بنایا جا سکتا ہے۔ جو اسکیم کا دوسرا فائدہ ہے۔ اس کے علاوہ بیج اکٹھا کرنے کا کام قبائلی افراد کی بطور روزگار فراہم ہو سکتا ہے۔

اس اسکیم کے تحت کھاد اور چارہ بیج فضا کی چھڑکاؤ سے مہاراشٹر کے خشک سالی کے آثار رکھنے والے علاقے چراگاہوں میں تبدیل کئے جا سکتے ہیں۔

فضا سے بیجوں کے چھڑکاؤ کا طریقہ ان علاقوں کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے جہاں غیر انسانی طریقوں مثلاً جنگلی جانداروں کے ذریعہ بیجوں کی منتقلی ممکن نہیں لیکن جنگلی جانداروں کی آبادی میں کمی کی وجہ سے بڑے پیمانے پر بیجوں کی منتقلی نہیں ہوتی۔ اسی طرح جنگلاتی اراضی اور پہاڑی علاقوں کے مابین خلط ملط کی روک تھام ہوگی اور جنگلاتی اراضی پر ہی دوبارہ جنگل بانی ممکن ہو سکے گی۔

بیس نکاتی پروگرام : مہاراشٹر کے جامع اقدامات

مہاراشٹر نے نئے بیس نکاتی پروگرام پر عمل آوری کے سلسلے میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جامع اقدامات کے ذریعہ تقریباً ہر محاذ پر اپنے نشانوں کی تکمیل کی ہے۔

زیر نظر مضمون میں بیس نکاتی پروگرام کے تحت ریاست کے لئے مقررہ نشانوں کے معاملے میں ریاست کی اب تک کی کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۴ جنوری ۱۹۸۲ء کو نئے بیس نکاتی پروگرام کے اجراء کا اعلان کیا۔ اس پروگرام کے پس پشت دیہی عوام اور سماج کے کمزور طبقات کی تیزی سے بہبود، اس کے لئے درکار ضروریات کی فراہمی اور موجودہ وسائل

کا بہتر استعمال جیسے واضح مقاصد کار فرما ہیں۔ اس پروگرام کے بارے میں وزیراعظم فرماتی ہیں۔

"غربت و افلاس صرف ایک ہی معجزہ سے دور ہو سکتی ہے اور وہ ہے سخت محنت، بشرطیکہ اس کے ساتھ پختہ عزم اور نظم و ضبط لازمی طور سے شامل ہوں۔ ڈھلوان سڑک پر ٹھہرنے کے لئے نہ ہی کوئی موقع ملتا ہے اور نہ ہی کوئی مقام۔ ہمارا قومی نصب العین ہے"

"Satyamena Jayate"

یعنی صرف سچائی ہی کی جیت ہے"۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہمیں ایک اور نصب العین اپنانا چاہیئے اور وہ ہے

"Shrama Eva Jayate"

"سچائی پر دیانت داری سے عمل عزت، ترقی اور خوشحالی کی سیڑھی ہے۔

"ہماری معیشت میں سدھار پیدا ہو رہا ہے اور یہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم اس بہتری کو قائم رکھیں تاکہ ہمارے کروڑوں عوام کے بوجھ کچھ ہلکے ہو سکیں۔ یہ پروگرام آپ سب کا ہے اور اس دیش کا بھی جس کی ہمیں خدمت کرنا ہے، نام روشن کرنا ہے۔ اور اسے مضبوط بنانا ہے۔ میں اس پروگرام کی کامیابی کے لئے آپ سب کی جانب سے سرگرم عملی تعاون کی خواہشمند ہوں"۔

حکومت مہاراشٹر نے بھی اپنی ریاست میں مختلف وجوہات کی بنا پر بیس نکاتی پروگرام کو نہ صرف ضروری قرار دیا بلکہ اس پر تندہی سے عمل بجاآوری کی۔ ان میں سے چند وجوہات کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ مہاراشٹر میں تقریباً ۴۵ فیصد دیہی خاندان، یعنی اندازاً ۳۰ لاکھ خاندان سطح غربت سے بھی نچلی زندگی گذار رہے ہیں۔ ریاست کے ۳۰۱ تعلقوں میں سے ۸۷ تعلقے خشکی کے آثار رکھنے والے علاقے ہیں جن میں ۱۵۷ لاکھ کے قریب دیہی افراد آباد ہیں۔ اسی طرح ۵۵ تعلقوں میں ۶۵۲۰ گاؤں پھیلے ہوئے ہیں، جن میں ۹۵ر۲۷ لاکھ قبائلی افراد بستے ہیں۔ مہاراشٹر میں رہائش پذیر مندرج جاتیوں اور نیو بدھسٹ کی تعداد ریاست کی کل آبادی کی ۶ر۱۳ فیصد یعنی ۴۵ر۵۸ لاکھ ہے۔ علاوہ ازیں ودربھ، مرہٹواڑہ، کونکن اور مغربی مہاراشٹر کے پہاڑی علاقوں کی پسماندگی دور کرنے کے لئے تیزی سے اقدامات کی ضرورت ہے۔

کارکردگی کا جائزہ

وزیراعلیٰ نے پروگرام پر عمل آوری کے لئے ریاستی سطح پر بنکوں کی ایک میٹنگ طلب کی تھی۔ اسی طرح کی میٹنگیں دوسرے وزراء نے بھی اضلاع میں طلب کیں تاکہ متعلقہ علاقوں میں پروگرام پر عمل آوری کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیا جاسکے اور جہاں ضرورت ہو، خامیاں دور کی جاسکے۔ مجموعی طور سے انتظامیہ کی مکمل مشنری کو پروگرام پر عمل آوری کے لئے مستعد کردیا گیا ہے۔

مالی وسائل

بیس نکاتی پروگرام پر سال ۱۹۸۱-۸۲ء کے دوران ۵۰۵ر۱۲ کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا۔ سال ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران ۲۰۲ر۱۸ کروڑ روپیہ خرچ کئے جانے کی تجویز ہے۔ اس میں منصوبہ بند اور غیر منصوبہ بند اخراجات ادارہ جاتی مالی امداد، اور مرکزی اسکیمات شامل ہیں۔ اس طرح یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ دونوں قسم کے منصوبہ کی رقم کا ایک بڑا حصہ مذکورہ پروگرام پر خرچ کیا جارہا ہے۔

انتظامات

یہ نہایت ضروری ہے کہ یہ پروگرام باقاعدگی سے روبہ عمل رہے تاکہ مقررہ نشانوں کی تکمیل کا تعین ہوسکے۔ اور کوئی خامی یا رکاوٹ پیدا ہونے کی صورت میں اسے فوری طور سے دور کیا جاسکے۔ پروگرام کے مؤثر ہونے کا دارومدار اس بات پر نہیں ہے کہ یہ وسیع سرمایہ کی لاگت کا پروگرام ہے بلکہ اس کی بنیاد نشانوں کی تکمیل میں معیاری کارکردگی پر رکھی گئی ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے ریاستی حکومت نے مختلف سطحوں پر متعدد کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔

سب سے پہلے ریاستی سطح پر کابینی ضمنی کمیٹی ہے جو وزیراعلیٰ کے زیر صدارت قائم ہے۔ اس کے بعد سکریٹری افسران کی ایک کمیٹی موجود ہے جو چیف سکریٹری کی زیر صدارت باقاعدہ میٹنگوں میں کارکردگی پر غور و خوض کرتی ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ جاتی کمیٹیاں قائم ہیں جس کے نگراں متعلقہ محکموں کے وزراء اور سکریٹری ہیں۔

ضلع سطح پر اضلاع کے نگراں وزراء کی زیر صدارت ضلع رابطہ و جائزہ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ ان میں اراکین پارلیمنٹ، اسمبلی

کونسل، ضلع پریشد صدور، کلکٹر صاحبان اور دیگر سرکاری وغیرہ سرکاری عہدہ دار شامل ہیں۔ تعلقہ سطح پر بھی ایسی ہی کمیٹیاں قائم ہیں جن کے نگراں تعلقہ کے ایم ایل اے، پنچایت سمیتی سبھاپتی، بی ڈی او اور تحصیلدار ہیں۔

جہاں تک نشانوں کی تکمیل کا سوال ہے، اس سلسلے میں ضلع واری اور ماہانہ نشانے مقرر کئے گئے ہیں تاکہ ضلع اور تعلقہ کمیٹیوں کو پروگرام پر عمل آوری کا جائزہ لینے میں آسانی ہو۔

عوام کی شرکت

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک عوامی پروگرام ہے۔ اس لئے اس میں عوام کی شرکت اور ان کا زیادہ سے زیادہ تعاون نہایت ضروری ہے۔ مہاراشٹر میں پنچایت راج ادارے اس پروگرام پر عمل آوری کے لئے غیر معمولی طور پر اہم کردار نبھا رہے ہیں۔ اس پروگرام میں شامل کئی نکات کی تکمیل میں ضلع پریشد، پنچایت سمیتی، گرام پنچایت بالراست مصروف ہیں۔ ان کے علاوہ عوامی لحاظ سے عوامی خیراتی ادارے، امداد باہمی انجمنیں، امداد باہمی شکر کارخانے، ڈیریاں، تعلیمی ادارے اور رضاکارانہ تنظیمات مثلاً روٹری، لائنز کلب بھی بہتر تعاون دے سکتی ہیں۔ اراکین پارلیمنٹ اور اسمبلی بھی اس پروگرام پر کامیاب عمل آوری اور اسے عوام تک پہنچانے کے لئے معاون ماحول تیار کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

ترقیات

اس پروگرام میں شامل تمام ۲۰ نکات پر عمل آوری سے متعلق اب تک کارکردگی کا اندازہ حسب ذیل حقائق سے کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ صلاحیت آبپاشی اور خشک کھیتی ترقیات

حکومت نے زیادہ سے زیادہ اراضی زیر آبپاشی لانے کی غرض سے ۱۵ بڑے اور درمیانی آبپاشی پروجیکٹ کوکن کے چار اضلاع اور مرہٹواڑہ میں چن لئے گا۔ پورنا پروجیکٹ کے لئے کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹیز مقرر کئے ہیں۔ جون سنہ ۸۲ء تک ۷ر۳۲ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی جا چکی تھی۔ امسال جون تک ۸ر۷۵ لاکھ ہیکٹر اراضی اور آئندہ سال میں جون تک مزید ۹ر۷۵ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی جانے کی توقع ہے۔

حکومت محدود وسائل آبپاشی کے پیش نظر خشک کھیتی کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ اس حصول مقصد کے لئے تکنیکی سہولیات مثلاً واٹر شیڈ سے زمین کی بحالی، کسانوں کو زرعی معلومات، اعلیٰ اقسام بیجوں کی فراہمی، متبادل کھیتی کے لئے تعاون وغیرہ مہیا کی جاتی ہیں۔

۲۔ دال اور تلہن کی فصلیں

مہاراشٹر کی ضروریات کی مناسبت سے دالوں اور تلہن کی پیداوار میں ابھی خود کفیل نہیں بن سکا ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں دالوں کی پیداوار والے علاقوں میں اضافہ اور گرمائی مونگ پھلی، کاشتکاری کو بڑھاوا دینے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ سنہ ۱۹۸۰ء میں دالوں اور تلہن کی پیداوار کے تعلق سے خصوصی پروگرام شروع کیا جس کے نتیجے میں مذکورہ فصلوں کے تحت علاقوں اور پیداوار میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ توقع ہے کہ سنہ ۸۱-۸۰ء میں دالوں کی ۹ر۳۲ لاکھ ٹن حاصل شدہ پیداوار سنہ ۸۳-۸۲ء میں بڑھ کر ۱۰ر۵۰ لاکھ ٹن اور تلہن کی پیداوار ۱۲ر۲۳ لاکھ ٹن سے بڑھ کر ۱۲ر۵۰ لاکھ ٹن ہو جائے گی۔

۳۔ مربوط دیہی ترقیات و قومی دیہی روزگار پروگرام

مربوط دیہی ترقیات پروگرام اب ریاست بھر میں پھیلایا جا چکا ہے۔ اس پروگرام کے تحت اقدامات کے ذریعہ سطح غربت سے نیچے زندگی گذارنے والے دیہی باشندوں کو زائد آمدنی پیدا کرنے والے کام فراہم کئے جاتے ہیں۔ اب تک ۳۰ لاکھ سے بھی زائد خاندان سطح غربت سے بھی نیچے حالات زندگی میں مبتلا شمار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے چھٹے منصوبے مدت کے پہلے تین سالوں میں ۴ر۸۲ لاکھ خاندان فیضیاب کئے گئے اور مزید ۱ر۷۸ لاکھ خاندان سنہ ۸۴-۸۳ء کے دوران فیضیاب کئے جانے کی توقع ہے۔ اس پروگرام کے تحت چونکہ قومیائے گئے بنکوں اور مالی اداروں کے تعاون کی از حد ضرورت ہے۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ نے ریاستی سطح پر بنک افسران سے بار بار گفتگو کی۔ نتیجہ میں سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے اواخر سے اس پروگرام پر عمل آوری مزید بارآور دیکھی گئی ہے۔ بنکوں کی جانب سے سنہ ۸۲-۸۱ء میں ۳۱ر۸۴ کروڑ روپیہ کی تقسیم شدہ رقم کے مقابلے میں سنہ ۸۳-۸۲ء کے دوران سے کہیں زیادہ یعنی ۴۰ر۷۵ کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا۔

دیہی علاقوں میں روزگار کی فراہمی اور مقامی سہولیات میں اضافہ قومی دیہی روزگار پروگرام کا بنیادی مقصد ہے ۔ اس پروگرام کے تحت سنہ ۸۲-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۸۹ ایام کار کی گنجائش نکالی گئی تھی سنہ ۸۳-۸۴ء کے دوران یہ نشانہ ۳۰۰ لاکھ ایام کار مقرر ہے ۔ اس پروگرام پر عمل آوری کے ذریعہ زیادہ توجہ سماجی جنگل بانی امور ، اور مندرجہ جاتیوں اور قبائل کو راست فائدہ پہنچانے والی اسکیمات پر دی جاتی ہیں ۔ کل لاگت کا ۲۰ نیصد ان ہی دو کاموں کیلئے وقف ہوگا ۔

۴ فاضل زرعی اراضی کی تقسیم

ریاست مہاراشٹر میں بے زمین کسانوں کو ایک خصوصی پروگرام کے ذریعہ فاضل زرعی اراضی تقسیم کی جاتی ہے ۔ اس پروگرام پر عمل آوری بیشک ریاست بھر میں امید افزا ہے ۔ سنہ ۸۲-۸۱ء کے دوران کل فاضل اراضی کا ۹۶٫۷ فیصد یعنی ۲٫۲۳٫۴۳۵ ہیکٹر اراضی تقسیم کی جا چکی ہے ۔ باقی ماندہ اراضی میں سے ۵٫۰۰۰ ہیکٹر اراضی دسترس سے باہر ہے کیونکہ ان میں سے کچھ قانونی چارہ جوئی کے تحت عدالت میں زیر التوا ہیں اور کچھ کاشت کاری کے لائق نہیں سنہ ۸۳-۸۴ء کے دوران ۴۰۰ ہیکٹر اراضی بے زمین افراد خاندان میں تقسیم کئے جانے کی توقع ہے ۔

ـ ، ر ، ر ، ر ، ـ

سماج کے کمزور طبقات میں زرعی مزدوروں کو ترجیحاً شمار کیا گیا ہے ۔ انہیں استحصال سے بچانے کے لئے ان کی کم از کم اجرت معین کر دی گئی ہے ۔ ایک کمیٹی کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد انکی اجرت پر نظر ثانی کی گئی ۔ نظر ثانی شدہ شرح اجرت کے مطابق زون ۔ پانچ میں ، گھنٹہ روزگار کے لئے یومیہ ۶ روپیہ اجرت مقرر کی گئی ۔ اس کے علاوہ زرعی مزدوروں کم از کم اجرت پروگرام پر صحیح عمل آوری کی نگرانی کے لئے ایک خصوصی شعبہ قائم کیا گیا ہے ۔

تجاوز شدہ نشانے

سنہ ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران مندرجہ پروگرام کے سلسلے میں مہاراشٹر نے قابل ذکر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے ۔

درجہ "الف"

نام اسکیم	کارکردگی کا فیصد
۱ :- پینے کے پانی کی فراہمی	۳۰۰
۲ :- شجر کاری	۱۹۰
۳ :- فنس بندی	۱۲۸/۵
۴ :- بایوگیس پلانٹ	۱۲۱
۵ :- پمپ سیٹس	۱۱۸
۶ :- مندرجہ جاتیوں کی بہبود	۱۰۳
۷ :- مندرجہ قبائلیوں کی بہبود	۹۹ ر ۳
۸ :- آئی آر ڈی پی خاندان	۱۱۸
۹ :- مکانات کیلئے جگہوں کی فراہمی	۱۰۸
۱۰ :- تعمیرات کے لئے امداد	۱۰۱

درجہ "ب"

۱ سلم آبادی	۸۹ ر ۴
۲ دیہی بجلی پروگرام	۸۶ ر ۴

ریاست کے ۱۱ اضلاع کے جن ۳۵ بلاکس میں زرعی مزدوروں کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے وہاں دیہی مزدوروں کی تنظیم کی ایک اسکیم بھی جاری کی گئی ہے ۔ زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت کے تعین کے لئے ایک سہ رکنی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے ۔

بندھوا مزدوروں کی باز آبادکاری

۶ معدودے چند واقعات سے قطع نظر ریاست سے بندھوا مزدوری کا خاتمہ ہو چکا ہے ۔ اس حقیقت کا اعتراف پلاننگ کمیشن اور مرکزی حکومت نے بھی کیا ہے جہاں کہیں بندھوا مزدوری کے رواج کی خبر ملتی ہے حکومت فوری کارروائی کے بعد ان مزدوروں کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ملازمت فراہم کرتی ہے نیز ان کی باز آبادکاری میں بھی مدد کرتی ہے ۔

۷: مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کی بہبود

بھارت کے دستور میں درج رہنما اصولوں کی روشنی میں گذشتہ تین دہائیوں سے ریاست میں مندرج جاتیوں، اور قبائیلیوں کی بہبود کا پروگرام نافذالعمل ہے۔ ان افراد کی فلاح و بہبود کی رفتار میں تیزی لانے کے لئے پانچویں پنج سالہ منصوبے سے مندرج جاتیوں کے لئے خصوصی مربوط منصوبہ اور قبائیلیوں کے لئے قبائیلی علاقہ ضمنی منصوبہ بھی نافذ کیا گیا ہے۔

اس خصوصی مربوط منصوبہ کا مقصد مندرج جاتیوں، اور "نوبدھ" افراد کی معاشی، سماجی اور تعلیمی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا ہے۔ اس مقصد کے تحت ڈیری ترقیات۔ مویشی پالن، زراعت، امداد باہمی، نیز چھوٹی اور دیہی صنعتوں جیسے میدانوں میں خصوصی پروگرام جاری کئے گئے ہیں۔ مربوط دیہی ترقیات پروگرام کے نفاذ میں مندرج جاتیوں کے خاندانوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ سنہ ۸۰-۱۹۷۹ء تا سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۴۱ء۳ خاندانوں کو مالی اعانت دی گئی۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱ر۱۱ لاکھ خاندانوں کی اعانت کی تجویز ہے۔

ریاست کے ۵۵ تعلقوں میں نافذالعمل قبائیلی علاقہ ضمنی منصوبہ کے تحت ریاست کے ۴۸ فیصد قبائیلی افراد کا احاطہ کیا گیا۔ ان ۵۵ تعلقوں میں کل ۹۵ء۲۷ لاکھ قبائیلی آباد ہیں ۸۰-۱۹۷۹ء تا ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تقریباً ۴ء۲ء۱۱ لاکھ قبائیلی افراد یا قبائیلی خاندانوں کی سماجی و معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے اعانت کی گئی۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء سے قبائیلیوں کو غربت کی سطح سے اوپر اٹھنے میں مدد کی جائے گی۔ امسال تقریباً ۷۰،۰۰۰ خاندانوں کو معاشی امداد دی جائے گی۔

۸: پینے کے پانی کی فراہمی

حکومت کو دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی خاطر خواہ مقدار میں فراہمی کی اہمیت کا احساس ہے۔ اس سلسلے میں ریاست میں متعدد دیہی فراہمی آب پروگرام جاری کئے گئے ہیں۔ جس میں پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی، کنوؤں کی کھدائی، بورکنوؤں کی کھدائی وغیرہ امور شامل ہیں۔ سال سنہ ۱۹۸۲ء میں خشک سالی اور زمین دوز پانی خشک ہو جانے سے صورت حال سنگین ہو گئی تھی۔ تقریباً ۴۷ر۱۱ دیہاتوں کو پینے کے پانی کی شدید قلت کا مسئلہ درپیش تھا۔ حکومت مہاراشٹر نے صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک ہنگامی پروگرام جاری کیا جس پر ۱۲۰ کروڑ روپیہ لاگت آئی۔ اس پروگرام کے تحت ۳۷۲۳ دیہاتوں میں پینے کا پانی فراہم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جبکہ کل ۱۲۷ر۱۰ دیہاتوں میں کلی یا جزوی طور پر پانی فراہم کیا گیا۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۳۶۵۸ دیہاتوں میں پانی فراہم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

۹: بے گھر دیہی خاندانوں کیلئے جگہ اور جھونپڑے

بے زمین اور بے گھر دیہی خاندانوں کو جگہ کی فراہمی اور جھونپڑوں کی تعمیر کی ایک اسکیم ریاست میں زیر عمل ہے۔ سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے اواخر تک ۹۸ء۴ لاکھ ضرورت مند خاندانوں میں سے ۵۷ر۴۳ (یعنی ۹۲ فیصد) خاندانوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۴۴ر۴۵ خاندانوں کو مکان کے لئے جگہ اور مکان فراہم کیا گیا سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۵۷ر۱۹ خاندانوں کا احاطہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس طرح سنہ ۱۹۷۹ء میں ضرورت مند خاندانوں کی مرتب کردہ فہرست میں درج تمام خاندانوں کو ۸۳-۱۹۸۲ء تک مکان مل جائیں گے۔

۱۰: سلم سدھار اور مکانات کی فراہمی

سنہ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آبادی والے ۱۷ شہروں نیز ۵۰ ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان آبادی والے ۳۵ چھوٹے شہروں میں تقریباً ۶۳ر۴۲ لاکھ افراد سلم بستیوں میں رہتے ہیں۔ سنہ ۸۰-۱۹۷۹ء کے اختتام تک سلم سدھار پروگرام کے تحت ۰۸ر۱۹ لاکھ سلم باسیوں کا احاطہ کیا گیا۔ چھٹے پنج سالہ منصوبے کے پہلے تین سالوں میں مزید ۴۶ء۷ لاکھ سلم باسیوں کا احاطہ کیا گیا۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۵۰ر۴ لاکھ سلم باسیوں کا احاطہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے جس کے لئے تخمینہً ۱۰ کروڑ روپیہ لاگت آئے گی۔

معاشی اعتبار سے کمزور اور کم آمدنی والے افراد کے لئے چھٹے پنج سالہ منصوبہ کے تحت ۵۰،۰۰۰ مکان بنائے گئے۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۵۰،۲۶ مکانات کی تعمیر کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

۱۱ :۔ دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی

ریاست کے چھٹے پنج سالہ منصوبے میں بجلی کی پیداوار کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ سنہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے اواخر تک ریاست میں بجلی کی پیداواری صلاحیت ۴،۳۹۶ میگھاواٹ تھی۔ سنہ ۸۳-۸۲ء کے دوران مزید ۵۴۰ میگھاواٹ صلاحیت کا اضافہ کیا گیا۔ سنہ ۸۴-۸۳ء کے دوران مزید ۴۲۰ میگھاواٹ صلاحیت کا اضافہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ٹاٹا کے نصب کردہ تھرمل اسٹیشن سے سنہ ۱۹۸۴ء کے اواخر تک مزید ۵۰۰ میگھاواٹ بجلی حاصل ہونے کی توقع ہے۔

سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کی ابتدا میں ۲۹،۱۳۹ دیہاتوں کو برقایا گیا تھا۔ اس سال کے اختتام تک مزید ۱۰۲۷ دیہاتوں کو برقایا گیا جبکہ نشانہ ۱۵۰۰ دیہاتوں کا تھا۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۳۶۰ دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ سال سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۶۰،۰۰۰ زرعی پمپوں کو بجلی فراہم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جبکہ اس سال کل ۱۰۷،۳۵۵ پمپوں کو بجلی فراہم کی گئی۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۳۸،۵۰۰ پمپوں کو بجلی فراہم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

۱۲ :۔ توانائی کے متبادل ذرائع

توانائی کی دیہی ضرورت کی تکمیل کے لئے چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں لکڑی اور بائیو گیس جیسے قابلِ تجدید ذرائع توانائی کے فروغ اور استعمال نیز انرجی ٹیکنالوجی سے متعلق ریسرچ کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔

ریاست کی کل ۶۰،۶۸ فیصد زمین پر جنگلات آباد ہیں جبکہ نیشنل فاریسٹ پالیسی کے مطابق ریاست کا ۳۳،۳ فیصد حصہ جنگلات پر مبنی ہونا چاہئے۔ ریاستی حکومت نے جنگلات کے تناسب کو بڑھانے نیز دیہی عوام کی ایندھن کی ضرورت کی تکمیل کے لئے شجرکاری اور سماجی سطح کی جنگل بانی کا پروگرام جاری کیا ہے۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱۲ کروڑ پودے لگانے کے نشانہ سے تجاوز کرتے ہوئے ۲۲،۸۰ کروڑ پودے لگائے گئے۔ سنہ ۸۴-۸۳ء کے دوران مزید ۱۵،۶۰ کروڑ پودے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

توانائی کی دیہی ضرورت کی تکمیل کے لئے ریاست میں نیشنل بائیو گیس ڈیولپمنٹ پروگرام نافذ کیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۷،۰۰۰ بائیو گیس پلانٹس کی تنصیب کے نشانے سے تجاوز کرتے ہوئے ۸،۴۹۰ پلانٹ نصب کیے گئے۔ سنہ ۸۴-۸۳ء کے دوران مزید ۷،۰۰۰ پلانٹ نصب کرنے کی تجویز ہے۔

ریاست میں جدید اور قابلِ تجدید ذرائع توانائی کے فروغ کے لئے بھی مختلف پروگرام نافذ کئے گئے ہیں۔ مربوط دیہی توانائی پروگرام اب ناشک ضلع کے سنر تعلقہ اور پونے ضلع کے بھور تعلقہ میں بھی نافذ کیا گیا ہے۔ شمسی کوکر، سولار ہیٹنگ سسٹم جیسے متبادل طریقے بھی عام کئے جا رہے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سیل بھی تحقیق میں مصروف ہے۔

۱۳ :۔ خاندانی منصوبہ بندی و بہبود

ریاست مہاراشٹر نے خاندانی منصوبہ بندی و بہبود کے میدان میں اب تک دس قومی ایوارڈ جیت کر ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ سال سنہ ۸۳-۸۲ء کے دوران ۳،۴۷ لاکھ نسبندیوں کے نشانے سے تجاوز کرتے ہوئے کل ۶،۰۷ لاکھ نسبندیاں کی گئیں۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۵،۰۱ لاکھ نس بندیاں کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے اواخر تک مہاراشٹر میں تقریباً ۴۲،۱۶ لاکھ بیاہتا جوڑوں نے ضبطِ تولید کے مختلف طریقے اختیار کئے تھے۔ پروگرام کو فروغ دینے کے لئے نس بندی کرانے والوں، ترغیب کاروں، ڈاکٹروں اور دیگر طبی و نیم طبی عملے کو ترغیبی رقمیں دی جاتی ہیں۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۲۱۱،۴ کیمپ منعقد کئے گئے جن میں ۵۴ رضا کار طبی اداروں نے شرکت کی۔

۱۴ :۔ دیہی طبی خدمات کی فراہمی

سنہ ۲۰۰۰ء تک "سب کے لئے صحت" کے تحت طبی سہولتوں کی فراہمی کو عام کرنے کے لئے حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ ۴۷۷ پرائمری ہیلتھ سینٹر اور ۵،۰۴۱ ضمنی مراکز دیہاتوں کی طبی ضروریات کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ سنہ ۸۳-۸۲ء کے دوران ۲۲ نئے پرائمری ہیلتھ سینٹر اور ۱،۰۰۰ ضمنی مراکز کھولے گئے۔ سنہ ۸۴-۸۳ء کے دوران ۲۲۸ پرائمری ہیلتھ سینٹر اور ۷۰۰ ضمنی مراکز کھولنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

ریاست میں انسدادِ جذام، دق اور نابینائی کی روک تھام کے پروگرام بھی نافذ العمل ہیں۔

حکومت کی جانب سے فراہم کردہ طبی خدمات کے

نتیجے میں آج ہماری اوسط عمر ۵۷٫۶ سال ہوگئی ہے، جبکہ سنہ ۱۹۵۱ء میں یہ ۴۵ سال تھی۔ اسی عرصے میں شرح اموات ۲۲٫۸ سے گھٹ کر ۹٫۲ ہوگئی۔

۱۵:۔ بہبودیٔ اطفال و خواتین

بہبودیٔ اطفال و خواتین پروگرام کے تحت ۵ برس سے کم عمر کے بچوں، حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں کے لئے تغذیہ پروگرام جاری کیا گیا ہے۔ نیز مربوط بہبودیٔ اطفال پروجیکٹ بھی جاری کئے گئے ہیں۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے اواخر تک ۷۴ چائلڈ ڈیولپمنٹ سروسیز بلاک اپنی خدمات انجام دے رہے تھے جن کے ذریعے ۶ برس سے کم عمر کے ۱۰٫۹۷ لاکھ بچے ۲٫۵۰ لاکھ حاملہ عورتیں اور دودھ پلانے والی مائیں فیضیاب ہوئیں، اس طرح کے مزید ۳۴ نئے بلاک بشمول شہری بلاک کھولے جائیں گے۔

۱۶:۔ ابتدائی تعلیم اور تعلیم بالغاں

مہاراشٹر میں ۶ سے ۱۴ برس کی عمر کے بچوں کو مفت ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے۔ ریاست کے تمام محصول دیہاتوں میں ابتدائی مدارس کھولے گئے ہیں۔ بجز ۱۲۸ محصول دیہاتوں کے جہاں ۸۴-۱۹۸۳ء میں ابتدائی مدارس کھولے جائیں گے۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ابتدائی اسکولوں میں ۱۱۲٫۵۰ لاکھ بچوں نے داخلے لئے تھے۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء میں یہ تعداد ۱۱۷٫۱۶ لاکھ ہونے کی توقع ہے۔

سنہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی میں کیرالا کے بعد مہاراشٹر کا نمبر ہے۔ مذکورہ عرصے میں کیرالا میں شرح خواندگی ۶۹٫۱۷ اور مہاراشٹر میں ۴۷٫۳۷ تھی۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۴٫۴۰۰ خواندگی مراکز جاری ہونے کی توقع ہے جس سے ۷٫۳۰ لاکھ بالغ ناخواندہ افراد مستفید ہوں گے۔

۱۷:۔ اشیائے ضروری کا انتظام تقسیم

مارچ سنہ ۸۳ء کے اواخر تک ریاست میں کل ۳۱٫۰۶ راشن کی دکانیں تھیں۔ جن کے ذریعہ عوام کو ضروری اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔ صارفین کو ذخیرہ اندوزی اور دیگر مضرت رساں تاجرانہ کارروائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ ریاستی اور ضلع واری سطح پر ویجیلنس کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں عوام کے نمائندے بھی شامل ہوتے ہیں۔

۱۸:۔ چھوٹی صنعتوں اور دیہی صنعتوں کی ہمت افزائی

حکومت مہاراشٹر نے چھوٹی صنعتوں اور دیہی صنعتوں کی ہمت افزائی کی حکمت عملی اختیار کی ہے۔ اس مقصد کے تحت متعدد کارپوریشن اور ضلع صنعتی مراکز تشکیل دیئے گئے ہیں۔ سال سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۲۵٫۰۰۰ چھوٹی اور دیہی صنعتوں کی یونٹوں کی تنظیم کی گئی۔

۱۹:۔ اسمگلروں اور ذخیرہ اندوزوں کیخلاف سخت کارروائی

اسمگلروں، ذخیرہ اندوزوں اور دیگر معاشی جرائم کے مرتکب سماج دشمن عناصر کی سرگرمیوں کے خاتمے کے لئے ریاست میں متعدد متعلقہ مرکزی اور ریاستی قوانین نافذ العمل ہیں۔ جن کی عمل آوری کے لئے متعلقہ محکمہ اور ریاستی پولیس محکمہ میں خصوصی شعبے قائم کئے گئے ہیں۔

۲۰:۔ پبلک سیکٹر ادارہ جات کی کارکردگی میں بہتری

ریاست میں کل ۴۲ پبلک سیکٹر ادارہ جات ہیں۔ جن میں سے ۴ قانونی کارپوریشن، ۳ قانونی بورڈ، ۲ قانونی خودمختار تنظیمیں، ایک رجسٹر شدہ امداد باہمی سوسائٹی اور ۳۲ سرکاری کمپنیاں ہیں جو انڈین کمپنیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔

ان ادارہ جات کی کارکردگی پر ریاستی حکومت، کی قائم کردہ کمیٹیاں نظر رکھتی ہیں۔ ●●
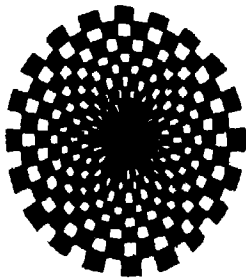
ریاست میں جنگل بانی ترقیات

جنگل بانی پروگرام ریاست کی معیشت کے اعتبار سے ایک اہم ضرورت ہے۔ طبعی توازن کی برقراری کے ساتھ ساتھ جنگلات، جنگلاتی پیداواری صنعتوں کے لئے خام اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ جنگلات کی اس اہمیت کے پیش نظر جنگل بانی کو ۲۰ نکاتی پروگرام میں بطور خاص شامل کیا گیا ہے اور ریاست میں اس پر عمل آوری سے سماج کے کمزور طبقات کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے

جنگلات ریاست کی معیشت کے لئے کئی طرح سے اہم ہیں۔ اس لئے جنگل بانی ترقیات کے لئے کئے جانے والے اقدامات کا حاصل جنگلاتی علاقوں کے اطراف رہائش پذیر باشندوں کی سماجی معاشی بہبود ہونا چاہیئے۔ مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام، زمین کی زرخیزی، طبعی توازن کی برقراری، گھریلو اور زراعتی ضرورتوں کے لئے لکڑی، ایندھن اور چارہ، جنگلاتی صنعتوں کے لئے خام مال کی فراہمی وغیرہ جنگلات کے اہم فائدوں میں شامل ہیں۔

مہاراشٹر میں جنگلات ۹۲۰ ۶۳ مربع کلو میٹر کے دائرہ میں ...ئے ہیں جو کہ ریاست کے کل جغرافیائی رقبہ کا ۲۰۸ فیصد ہے ...لئے بجا طور پر جنگل بانی سے حاصل شدہ فوائد کا اندازہ لگا کر اسے ...ی پروگرام میں شامل کیا ہے اور حکومت مہاراشٹر نے بھی جنگل بانی پر فوری توجہ سے عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ محکمہ جنگلات نے سنہ ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران ۱۲۰۰ لاکھ پودوں کے مقررہ نشانہ سے زیادہ ۲۳۸۱ لاکھ پودے لگائے۔ اسی طرح ہماری ریاست ۲۰ نکاتی پروگرام کے نکتے ۱۲ (الف) جنگل بانی کے پروگرام پر عمل آوری کے معاملے میں تمام ریاستوں سے سرفہرست ہے۔

عوام بھی جنگل بانی پروگرام میں بڑھ کر دلچسپی لے رہے ہیں کسانوں نے محکمہ جنگلات کی نرسریز سے ۵، کروڑ پودوں کی شجرکاری کی محکمہ نے مختلف ترقیاتی اسکیمات کے تحت ریاست میں سنہ ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران تقریباً
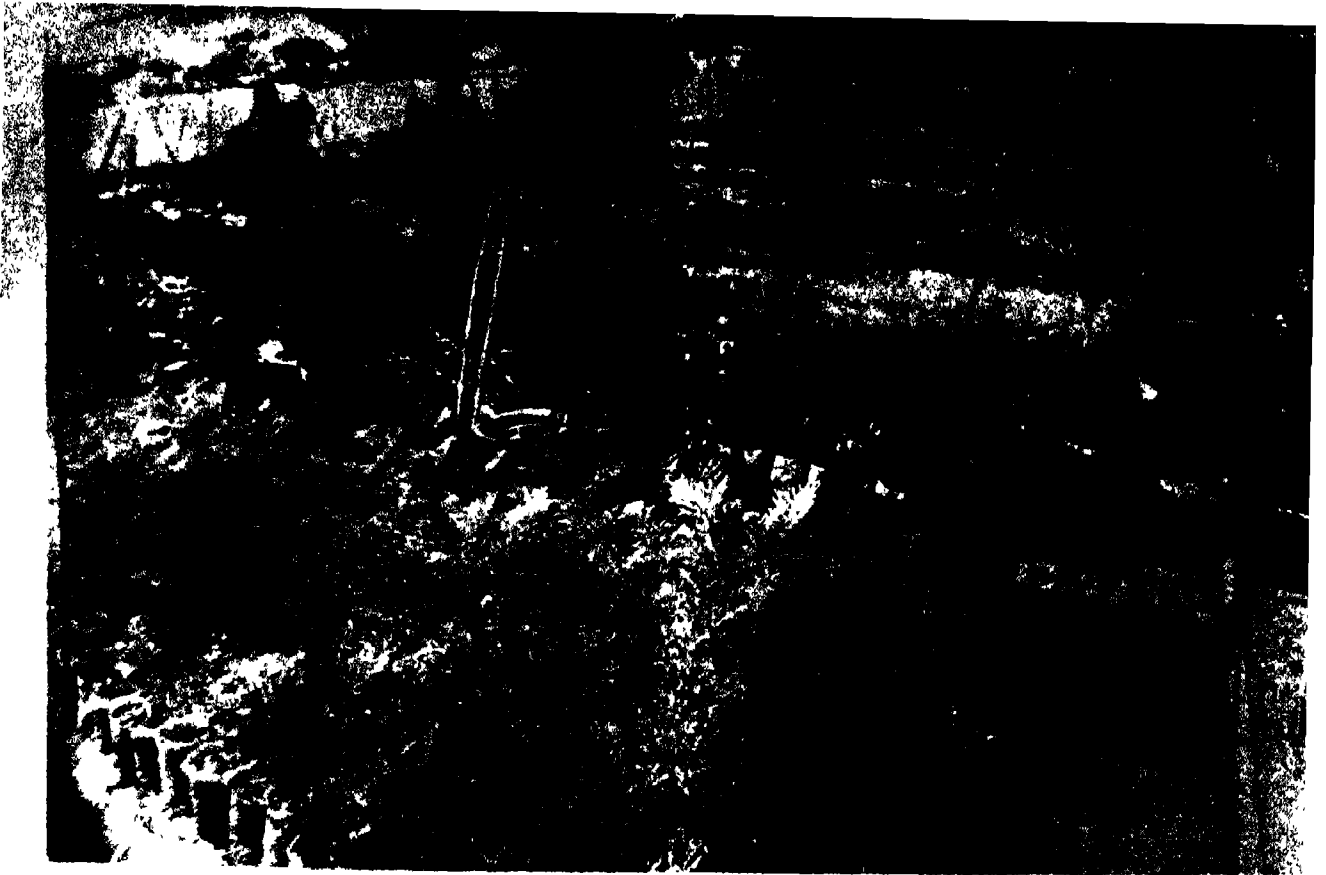
۱۰۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر شجرکاری کی۔ اس کے علاوہ ۲۶۰۰۰ ہیکٹر اراضی
رضمانت روزگار اسکیم کے تحت اس عرصہ میں پودے لگائے گئے۔ اسی
ارح مغربی گھاٹ ترقیاتی پروگرام کے تحت ۲۶۴۰ ہیکٹر اراضی
راور خشک سالی کے علاقہ پروگرام کے تحت ۵۱۷ ہیکٹر اراضی پر
شجرکاری کی گئی۔

اجڑے جنگلات کی تجدید

حکومت کی اسکیم کے تحت بنجر اور اجڑے جنگلاتی علاقوں کی ۲
یکڑ سے لے کر ۴ ہیکٹر اراضی عوام اور خاندانوں کو جنگل بانی کے لئے
ی جاتی ہے۔ انہیں ماہانہ ۱۵۰ روپیہ ۵ سال کی مدت تک دیئے
اتے ہیں اور جنگلاتی پیداوار کی فروخت میں ۵۰ فیصد منافع
بھی حقدار ہوتے ہیں۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں سوائے بمبئی اعظمیٰ،
ڈھو درگ، رتناگری، کولہاپور اور لاتور اضلاع کے تمام اضلاع
ں یہ اسکیم عمل میں لائی گئی جس سے تقریباً ۸۱۰ افراد فیضیاب ہوئے
ور ۳۵ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔

قبائلیوں کو بیل گاڑی کی فراہمی

اس اسکیم کے تحت قبائلی طبقات کے فی شخص کو بطور امداد
۱۲۵۰ روپے اور بطور قرض ۱۲۵۰ بیل گاڑی خریدنے کے لئے دیئے
جاتے ہیں۔ یہ قرض کی رقم آسان قسطوں میں مقروض شخص کی
اجرت میں سے وصول کی جاتی ہے۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں تقریباً
۱۲۰ افراد نے اس اسکیم کے تحت ۳ لاکھ روپے کی امداد حاصل کی۔

قبائلیوں کو اوزار کی فراہمی

لکڑا کاٹنے کے جدید آلات جنگلاتی پیداوار سے وابستہ
افراد کے لئے سب زیادہ ضروری سامان ہیں۔ ان سے محنت کم، اور
اجرت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ۲۰۰ روپے
امداد کے طور پر اور ۱۰۰ روپے بطور قرض دیئے جاتے ہیں۔ اس اسکیم
کے تحت کم از کم ۱۸۲۰ جنگلاتی مزدور فیضیاب ہوں گے جس پر
۵ لاکھ روپیہ اخراجات کا اندازہ ہے۔

قبائلیوں کی ملکی اراضی پر جنگلات

مندرجہ قبائلیوں کی ملکیت کے درختوں کی فروخت قانون برائے مہاراشٹر بابت ۱۹۶۹ء کے تحت قبائلی افراد کے زیر ملکیت اراضی پر درختوں کی غیر قانونی فروخت کی روک تھام کی جاتی ہے اور انہیں مناسب قیمت دلائی جاتی ہے۔ پہلے بغیر کاٹے گئے درخت حکومت کے زیر انتظام نیلام کئے جاتے تھے لیکن مفید ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اب درختوں کو کاٹ کر حکومت کے گوداموں میں پہنچا کر نیلام کروایا جاتا ہے اور سرکاری اخراجات منہا کر کے تمام رقم متعلقہ قبائلی اشخاص کو دی جاتی ہے۔ اس اقدام سے غیر قانونی اشخاص کا عمل دخل روک دیا گیا۔

آمدنی بڑھانے کی غرض سے حکومت نے دسمبر ۱۹۸۲ء سے جنگلاتی ترقیات ٹیکس عائد کیا ہے۔ اس ٹیکس سے متوقع ۳ کروڑ روپے کی آمدنی جنگلاتی ترغیبات کی اسکیم کے تحت جنگل باسیوں کی فلاح وبہبود پر خرچ کی جائے گی۔ جنگلاتی صنعتوں کو حکومت کی جانب سے فراہم کردہ جنگلاتی پیداوار کی جاری بازار بھاؤ کی نسبت سے قیمتوں کے تعین کے لئے ۱۹۸۲ء کے لئے حکومت ایک مسودۂ قانون پیش کیا ہے جس کے قانون بننے کے بعد ایک عہدنامہ کے ذریعے صنعت کار کو قیمتوں کے بارے میں پابند کیا جائیگا

مالی امداد کے ادارے

حکومت کا قائم کردہ فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر لمیٹیڈ جنگل بانی کے فروغ کے لئے اداروں سے مالی امداد اکٹھا کرتا ہے۔ اب تک کارپوریشن نے بطور قرض ۲۳ کروڑ روپیہ جمع کر لیا ہے۔ اس طرح حکومت کے خزانے پر زیادہ بوجھ نہیں رہا۔ بلکہ اب سرکاری فنڈ کی رقوم دیگر ترقیاتی امور کے لئے بھی مل سکے گی۔

لکڑی راج

...اس سے وجود میں آئیں کہ انسان کو درختوں اور پودوں کی اہمیت
...روشناس کرایا جائے مگر انسان کی تخلیق میں ہوس پرستی کے عنصر
...شامل ہیں اور زر جمع کرنے کی طمع نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ جنگل کاٹیں،
...بڑے بڑے کارخانے قائم کریں اور جہاں تک مناسب ہو زیادہ سے زیادہ
...دولت کمائیں تاکہ دنیا ہی میں اپنی جنت قائم کر کے اپنے دن عیش
...عشرت و آسائش میں گزاریں۔

ایک طرف وہ لوگ تھے جو درختوں کی حفاظت کرنے میں تن من
...لگائے ہوئے تھے اور دوسری طرف وہ لوگ تھے جو حصولِ زر کے لئے
...قتل اور بڑے بڑے جنگلات کا صفایا کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ درختوں
...کے نگہبانوں سے زر پرست سبقت لے گئے اور انہوں نے اپنی دھن میں
...مشینوں سے جنگل کے جنگل صاف کر ڈالے۔ کہاں تو ایک درخت کاٹنے کے
لئے چھ آدمی درکار تھے جو دن بھر میں بمشکل چھ سات درخت کاٹ پاتے تھے
...اور کہاں مشینی دور آیا جبکہ ایک ہی آدمی ایک دن میں سینکڑوں درخت
زمین پر سلا دینے کے لئے کافی تھا۔ قانونِ قدرت کے مطابق ابھی صرف وہ درخت
کاٹے یا گرائے جاتے ہیں جنہیں سوکھ کر ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہو۔

وہ درخت جن پر تھوڑی بہت نمی ہو ہرگز نہیں کاٹے جاتے مگر اس مشینی دور
میں درخت کاٹتے وقت نہ ان کی عمر کا تعین کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی نمی کا۔ جو
درخت مشین کی زد میں آ گیا ہو وہ زمین بوس ہوا۔ اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ
درخت جوان ہے یا بوڑھا ہے۔ باثمر ہے یا بابرگ۔ ایسی مشینیں اب تک
ایجاد نہیں ہوئی ہیں جو درخت گراتے وقت یہ فرق محسوس کر سکیں۔

ہمارے ملک میں درختوں کی ضرورت اور اہمیت جتانے کے لئے ایک
بڑی تعداد میں انجمنیں قائم ہوئی ہیں جن میں "فرینڈز آف دی ٹریز" نامی انجمن
نے خاطر خواہ کام انجام دیا۔ اسی انجمن نے حکومت کی مدد سے شہروں میں بھی درختوں
کو کاٹنا ممنوع قرار دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ شجر کاری پروگرام کے تحت یہ انجمن
حکومت کی خاطر خواہ مدد کرتی ہے اور شجر کاری کے لئے پودوں کی فراہمی سے
لے کر ان کی نگہداشت تک پوری پوری ذمہ داری لیتی ہے۔ اسی انجمن نے
مصروف سڑکوں اور کمپنیوں کو چھوٹے چھوٹے باغ قائم کرنے نیز سڑکوں
کے دونوں جانب شجر کاری کرنے کے لئے ہموار کیا جس کے نتیجہ میں بڑے بڑے
شہروں میں جہاں آندھی اور طوفانوں کی وجہ سے درخت گر چکے تھے۔ اب
پھر درخت نظر آنے لگے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ایسا کام ہے جس میں ملک کے

تمام لوگوں کو دلچسپی لینا انتہائی ضروری ہے کیونکہ کسی ایک آدمی سے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ پودوں کی پرورش کرنا، انہیں سینچنا، ان کی دیکھ بھال کرنا ایک ایسا سماجی کام ہے جس میں ہر شخص دلچسپی لے تب ہی ممکن ہے۔ ادھر بڑے بڑے قطعہ اراضی پر شجر کاری کی مہم چلانا بھی ایک دشوار گذار مرحلہ ہے مگر حکومت اور کچھ انجمنیں اس فرض کو بڑی خوش اسلوبی سے ادا کر رہی ہیں۔

شجر کاری کے سلسلے میں آج مہاراشٹر کی ایک ایسی شخصیت سے متعارف کرانا مقصود ہے جس نے تن تنہا اس میدان میں بے مثال کام کیا۔ یہ ہیں شری ڈی، ایم، موہتے، جن کی رہنمائی اور مساعی سے ضلع سانگلی کے ساگریشور مقام پر ایک لاکھ سے زائد درخت لگائے گئے ہیں۔ ایک درخت لگانے کے لئے اور اس کی پرورش کے لئے جتن کرنا پڑتے ہیں۔ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں درختوں کی نشوونما سے دلچسپی ہو۔ اور جہاں ایک لاکھ درخت لگائیں جائیں، وہاں بھی صرف ایک شخص کے ذریعے تو اس بات کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ موہتے نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ شجر کاری میں صرف کردیا۔ پھر کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان درختوں کی نگہداشت بھی انہوں نے اپنے ذمّے لے لی جس کی وجہ سے ایک بھی پودا نہ مرجھایا اور نہ ہی کبھی سوکھا، بلکہ تمام درخت بارآور ہوئے۔

شری موہتے کے اس عظیم کارنامے پر حکومتِ مہاراشٹر نے انہیں "ورکشامتر" یعنی درختوں کے نگہبان کے خطاب سے نوازا ہے دنیا بھر میں، اس میدان میں اوّلیت کا سہرا بلاشبہ موہتے جی کے سر رہے گا۔

۵۵ سالہ شری موہتے زیادہ تعلیم یافتہ بھی نہیں ہیں۔ مراٹھی کے ساتھ صرف تھوڑی بہت انگریزی کی تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ جنگِ آزادی میں اس وقت سے شامل ہوگئے جبکہ ان کی عمر صرف ۱۸ سال کی تھی۔ شری موہتے گاؤں سدھار سمیتی، راشٹریہ سیوا دل، نوجوان سیوا دل، خاندانی منصوبہ بندی، شراب بندی، بھجن کرتن منڈلی کے ممبر ہیں۔ اور ان کے ذمہ جو بھی کام دیا جاتا ہے اسے بحسن و خوبی انجام دیتے ہیں۔

مہاراشٹر کے چندرپور ضلع میں تاڈوبا سینکچوری (مامن) عالمی شہرت کی حامل ہے۔ یہاں نہ صرف مختلف قسم کے درخت ہیں بلکہ جنگلی جانوروں کی پناہ گاہ بھی ہے۔ اونچے اونچے درختوں پر مختلف پرندے کثیر تعداد میں بستے ہیں جو اس مقام کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

شری موہتے کو اتفاق سے تاڈوبا سینکچوری دیکھنے کا موقع ملا۔ اس ماحول سے وہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے ذہن اپنے دل میں ارادہ کیا کہ ہر ممکن طریقے پر اسی طرح کا مامن وہ سانگلی ضلع میں بھی قائم کریں گے۔ حالانکہ ایک مامن قائم کرنا کسی ایک شخص کا کام نہیں ہے مگر ہمت، اور بلند عزائم ہوں تو ہر کام ممکن ہو جاتا ہے جیساکہ شری موہتے نے کر دکھایا۔

اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے شری موہتے ضلع پریشد کے افسران سے، اور محکمہ جنگلات کے آفیسران سے ملے اور ان کے سامنے اپنی تجویز پیش کی۔ وہ اسکیم یہ تھی کہ مہاراشٹر میں ضلع سانگلی قدرتی جنگلات سے محروم ہے، یہاں پائے جانے والے جنگلات ریاست کے کل جنگلات کا صرف ،،،، فیصد ہیں۔ ورنا دتی بند کے آب گیر علاقے میں پائے جانے والے جنگلات ہی کو صحیح معنوں میں قدرتی جنگل کہا جا سکتا ہے۔ ضلع کے مشرق میں کرشنا ندی کے کھیتوں کے علاوہ باقی علاقہ بنجر ہے اور اکثر قحط سالی کا شکار رہتا ہے۔ سگریشور پارک سے ملحقہ سولا پور ضلع کا علاقہ ہے۔ ضلع ستارا کی مشرقی تحصیل اور ریاست کرناٹک، کا بیجاپور ضلع قحط کے [illegible] رکھنے والے علاقے ہیں۔

کچھ پھلوں کے بارے میں

- **کیلا** ۔۔۔۔ حاجی محمد یٰسین باغبان (ایم ایل اے) اور سید شاہد علی سید شہاب علی
- **چیکو** ۔۔۔۔۔۔۔ اودھن باری ۔۔
- کروندے ادیباسیوں کیلئے انمول نعمت ۔۔ ڈی پی بھورے
- **پیچی** ۔ پھلوں میں ایک نیا اضافہ ۔۔ ڈاکٹر جینت پائی
- **کاغذی لیموں** ۔۔۔۔۔ یونیورسٹی شری دھر شیرساٹھے

اور

ایک بیش قیمت پودا
کیمو مائل

حاجی محمد لیسین باغبان ایم ایل اے
اور
سید شاہد علی سید شہاب علی

غریبوں "کا کھاجا"

ہر پھل کو جنت کا میوہ کہا جاتا ہے کیونکہ پھلوں میں طاقت بخش اجزاء اتنی وافر مقدار میں ہوتے ہیں کہ کسی اور چیز میں نہیں پائے جاتے۔ اگر کمزوروں کو پھل کا استعمال کرایا جائے تو ان کی صحت بنتی ہے۔ پھلوں کے استعمال سے نہ صرف جسم کی نشوونما اچھی ہوتی ہے بلکہ دل و دماغ اور آنکھوں کو فرحت ملتی ہے۔ یہی خصوصیات پھلوں کو انفرادی حیثیت بخشتی ہے۔

پھلوں میں جہاں سیب، ناسپاتی، انگور، آم، انار، لیچی، امرود، موسمبی، سنترے وغیرہ ہیں انہیں میں کیلا بھی ہے۔ اور پھلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سوائے کیلے کے باقی کے تمام پھل تونگروں کے دسترخوان کی رونق بڑھاتے ہیں جبکہ کیلا غریب آدمی کے لئے غذا کا کام انجام دیتا ہے۔ فی زمانہ ڈھائی تین روپے میں بارہ کیلے خریدے جا سکتے ہیں جو دو آدمیوں کی معقول غذا بن سکتے ہیں۔ بڑے بڑے صنعتی شہروں میں کیلے اپنی شیرینی، ملائمت اور ارزانی کی وجہ سے مزدوروں کی مرغوب غذا ہیں۔ اسے روٹی یا ڈبل روٹی کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے اور بطور غذا بھی۔ کچھ ترقی پسند گھرانوں میں کیلے بڑے سلیقے سے ڈائننگ ٹیبل پر چوبیس گھنٹے رکھے رہتے ہیں اور وقت ضرورت صاحب خانہ یا مہمانوں کے استعمال میں آتے رہتے ہیں۔

اگر کیلے کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس کی کاشت بیسویں صدی کے شروع ہی سے جاری ہو گئی تھی۔ کیلا ہندستان میں سب سے پہلے سنگاپور سے بمبئی میں پہنچا اور یہاں اس کی کاشت نے ترقی کی۔ یہیں سے کیلا

پرانے خاندیش۔ جلگاؤں اور دھولے پہنچا۔ کیلے کا جلگاؤں تک کا سفر بھی دل چسپ ہے۔ جلگاؤں (مہرون) سے ایک پیرزادے جو دادا کے نام سے مشہور تھے حج کے لئے بمبئی آئے یہاں انہیں بسین کا کیلا کھانے کا اتفاق ہوا کیونکہ ملائم اور میٹھا تھا۔ اس لئے واپسی میں اپنے ساتھ کیلے کی کاشت کے لوازمات ساتھ جلگاؤں لیتے گئے اور تب ہی سے وہاں اس کی کاشت شروع کی گئی۔ آج کل یوں تو کیلا پورے ہندوستان میں ہوتا ہے مگر اس کی خاص پیداوار جلگاؤں سے شروع ہو کر کلکتہ، بہار، گجرات اور حیدرآباد کے علاقوں میں پھیلتی ہوئی جنوبی ہند کے حصوں میں بھی ہونے لگی ہے۔ مہاراشٹر کے شہر جلگاؤں کو یہ فخر حاصل ہے کہ سب سے زیادہ کیلا اسی علاقے میں پیدا ہوتا ہے۔

کیلے کی کاشت میں سخت محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے جس کے لئے زمین کا زرخیز ہونا بہت ضروری ہے۔ جب کھیت ہل دیا جائے اور اس میں یوریا، فاسفیٹ اور سوپر فاسفیٹ کھاد ڈال دی جائے تب کیلے کے کھوڑ (قند) ڈیڑھ فٹ زمین کی گہرائی میں اور چار فٹ، ساڑھے چار فٹ کی دوری سے بو دیئے جاتے ہیں جس کے اطراف میں مٹی چڑھا دی جاتی ہے۔ کیلے کے پودوں کی بوائی مئی، جون کے مہینوں یا ستمبر اکتوبر کے مہینوں میں کی جاتی ہے۔ کھوڑ زمین میں بو دینے کے بعد پانی سے سینچائی کی جاتی ہے جیسے جیسے پودے بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال بھی اشد ضروری ہو جاتی ہے۔ کیلے کے پیڑوں کے آس پاس یا نیچے کسی اور نباتات کو اگنے نہیں دیا جاتا بلکہ نظر آنے پر اسے جڑ سے نکال دیا جاتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے کیلے کے پودے کی نشو و نما پر کوئی اثر نہ ہو۔

متواتر گیارہ ماہ تک کیلے کے پودوں کی سینچائی کرنے کے بعد اس کے پیڑ سے "کمبل" نکلنا شروع ہوتا ہے جس کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ اس "کمبل" میں سے وقفے وقفے سے پتے اوپر کی طرف اٹھتے ہیں جن کے نیچے کیلوں کا ظہور ہونا شروع ہوتا ہے غرض کہ تین ماہ بعد کیلے کے درخت میں ایک لونگر تیار ہو جاتا ہے جس میں چھ سے گیارہ عدد کھنی ہوتی ہیں اور کیلوں کی تعداد ایک سو سے دو سو تک ہوتی ہے۔ اگر زمین زرخیز ہو اور کاشتکار نے ذاتی محنت اور دل چسپی لی ہو تو ایک درخت سے ۲۰ سے ۲۵ کیلو تک کا لونگر پیدا کر سکتا ہے۔ اصولاً ایک ایکڑ زمین میں کم و بیش تیرہ سو کیلے کے پودے لگائے جاتے ہیں۔ یوں لگانے کو زیادہ بھی لگاتے جا سکتے ہیں مگر زیادہ لگانے سے پیڑوں کی نشو و نما میں کمی آ جاتی ہے جس کا اثر پھل پر بھی پڑتا ہے اور پھل پتلا اور چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ماہرین کی رائے میں یہی بہتر ہے کہ ایک ایکڑ زمین میں تیرہ سو سے زیادہ پودے نہ لگائے جائیں۔ ایک فصل کے تیار ہونے میں دس یا گیارہ ماہ لگتے ہیں۔ کیلے کے پیڑوں میں کسی بھی قسم کا کیڑا نہیں لگتا۔ حالانکہ تمام پیڑوں کی بوائی ایک ساتھ ہی ہوتی ہے مگر نظام قدرت ہے کہ سب ہی پیڑوں میں فصل ایک ساتھ نہیں پکتی۔

شروع شروع میں کیلا بطور بھاجی سبزی کے استعمال کیا جاتا تھا یا پھر دیوی دیوتاؤں کے مندر میں بطور چڑھاوے کے پیش کیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع کی پیداوار میں کیلے کی چھال کافی موٹی ہوتی تھی جسے پکنے میں بھی وقت درکار تھا۔ اس لئے اس کا بہترین مصرف سبزی ہی تصور کیا گیا۔ جیسے جیسے کیلے کی کاشت بڑھتی گئی مختلف قسم سے کیلے پیدا کئے جانے لگے۔ آج کل کیلے کی قسموں میں پہاڑی کیلا (جو خودرو ہوتا ہے)۔ دیسی کیلا، سنگاپوری کیلا (ہری چھال)، سرخ کیلا، چنیا کیلا، مٹھیلی کیلا، الائچی کیلا، رستالی کیلا اور رانی کیلا کی عام طور سے کاشت کی جاتی ہے۔ بنگال میں جو کیلا پیدا ہوتا ہے اسے بیج والا کیلا کہتے ہیں۔ جلگاؤں میں بسمت نگر اور مراٹھواڑہ میں ناندیڑ اس کی کاشت کے لئے مشہور ہیں۔

دیگر پھلوں کی طرح کیلے درخت پر نہیں پکتے بلکہ درخت سے لونگر اتارنے کے بعد انہیں قاعدے سے بھٹی میں رکھ دیا جاتا ہے اور گھاس کے دھوئیں سے پکایا جاتا ہے۔ تیسرے دن کیلے تیار ہو کر قابل استعمال ہو جاتے ہیں۔ کیلا ہی ایک ایسا واحد پھل ہے جس میں کیڑا نہیں لگتا۔ رکھے رکھے چھال کالی پڑ جائے اور کیلے سے شیرہ بہنے لگے مگر پھر بھی اس میں کیڑا نہیں لگتا۔

قدرت نے لونگر جس میں کیلے لگتے ہیں اس میں کیمیائی اثرات رکھے ہیں۔ کیلے کے کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور زیادہ تر درانتی سے کام کرتے ہیں۔ بیشتر درانتی ہاتھوں کو زخمی بھی کر دیتی ہے۔ ایسی صورت میں لونگر کا عرق زخم پر ڈالنے سے نہ صرف زخم مندمل ہو جاتا ہے بلکہ SEPTIC ہونے کا بھی کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ مزدور اپنا علاج خود ہی کر لیتے ہیں۔ اسی

طرح کیلے کے پیڑ یا لنگر سے کپڑوں پر جو نشان لگ جاتا ہے وہ اس قدر پکا ہوتا ہے کہ کسی طرح بھی نہیں نکلتا۔ کپڑا پھٹ جاتا ہے مگر کیلے کے پیڑ کا لگا ہوا داغ نہیں چھوٹتا۔ اس کے عرق کا کیمیائی تجزیہ کر کے ہمارے سائنسداں رنگوں میں ایک نئے باب کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

کیلے کا پیڑ جڑ سے اوپر تک ریشوں پر مشتمل ہوتا ہے مگر اس کے ریشے کسی کام میں نہیں آتے کیونکہ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ کیلے کے درخت کے ریشوں کو قابل استعمال بنایا جائے تاکہ کاٹیج انڈسٹری کو مزید تقویت پہنچے اور

دیہاتیوں کو رسی بٹنے کا سامان مہیا ہو سکے جس سے وہ مختلف چیزیں بھی بنا سکیں۔

کیلے کے پیڑ سے لونگر اتارنے کے بعد پیڑ بے مصرف ہو جاتا ہے جس کا مصرف سوائے کھاد بنانے کے اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں شادی بیاہ کے موقع پر کیلے کے پیڑ سے منڈپ سجایا جاتا ہے۔ اور دیگر دعوتوں پر بھی کیلے کے پیڑ استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جبکہ کیلے کے پتوں پر کھانا متبرک سمجھا جاتا تھا اور خاص طور سے برہمن اپنے گھروں میں بھی کیلے کے پتوں پر کھانا کھاتے تھے۔ غرض کہ کیلا کاشتکاروں سے محنت و مشقت تو خوب کراتا ہے مگر اسی حساب سے انہیں مالی منفعت بخشتا ہے اور عوام کو غذا مہیا کرتا ہے۔

اشتہارات کے نرخ

'قومی راج' میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول کئے جائیں گے:

سرورق ۲	ایک ہزار روپے
سرورق ۳	ایک ہزار روپے
سرورق ۴	پندرہ سو روپے

اندرونی صفحات

پورا صفحہ	پانچ سو روپے
آدھا صفحہ	تین سو روپے
چوتھائی صفحہ	ایک سو پچھتر روپے

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز۔ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

چیکو

— موہن باری

چیکو عوام کا ایک مرغوب پھل ہے۔ اس لذیذ پھل کی پیداوار باغبانوں کے لئے آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہے کیونکہ اس کا درخت سال بھر پھل دیتا ہے۔ اس مضمون میں کرشی وگیان کیندر، تھانے، کے ماہر زراعت شری موہن باری نے چیکو کی باغبانی سے متعلق بعض تکنیکی امور پر روشنی ڈالی ہے۔

انتہائی سرد علاقوں سے قطع نظر چیکو کے پودے کسی بھی مقام پر اگائے جا سکتے ہیں۔ ریتیلی زمین پر بھی یہ پودا اگایا جا سکتا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ سمندر کا کھارا پانی یا کھاری سنوؤں کا پانی جن مقامات پر دستیاب ہوتا ہے وہاں چیکو کے درخت کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں اور پھل بھی اچھے ہوتے ہیں۔

بڑے پیمانے پر چیکو کے درخت لگانے سے پہلے زمین پر ہل چلانا سود مند ہوتا ہے۔ زمین کو خود رو پودوں اور گھاس کی جڑوں سے صاف کرنا چاہئے کیونکہ ان کی موجودگی سے چیکو کے پودے کی نشوونما پر مضر اثرات پڑتے ہیں۔ زمین پر پانی جمع رہنے سے بھی اس کی نشوونما متاثر ہوتی ہے لہٰذا پانی کے نکاس کا انتظام کیا جانا چاہیئے۔ عموماً چیکو کے پودے ۱۰×۱۰ میٹر کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں۔ لبعض باغبانوں کو ۶×۶ میٹر کے فاصلے پر پودے لگاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ ایسی صورت میں پودوں کی پوری نشوونما کے بعد کچھ برس پھل لے کر دو درختوں کے درمیان کا درخت کاٹنا پڑتا ہے۔

چیکو کے درخت کی نشوونما میں سورج کی روشنی کی بہت اہمیت ہے جن شاخوں تک سورج کی کرنیں پہنچتی ہیں صرف ان ہی شاخوں پر پھل آتے ہیں۔

پودے لگانے کے لئے ۷۵×۷۵×۷۵ سینٹی میٹر پیمائش کے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ گڑھے کی تہہ میں ۱۰ سینٹی میٹر موٹی ریت کی سطح بچھائی جائے تاکہ گڑھے میں پانی جمع نہ رہ سکے۔ پودے لگا کر گڑھے بھرتے وقت گوبر کی کھاد، کمپوسٹ کھاد اور مٹی استعمال کی جائے۔

اقسام

اس پھل کی صرف چار اقسام ہیں جن کے نام اس طرح ہیں۔ گھولوڈ؛ کالی پتی (سیاہ مائل سبز/چوڑا پتہ)، پیلی پتی (زرد رنگ کا پتہ) اور کلکتہ کا کرکٹ بال — پیداوار کی کثرت اور بازار میں طلب کے اعتبار سے گھولوڈ، پیلی پتی کے چیکو کی باغبانی زیادہ منافع بخش ہوتی ہے۔ اس درخت کا پھل انڈے کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی درخت پر انڈے کی طرح لمبے اور گول دونوں شکلوں کے پھل آتے ہیں۔ موسم باراں کا پھل انڈا نما ہوتا ہے اور موسم گرما کا پھل گول۔

قلم کا انتخاب

چیکو کا درخت اگانے کے لئے اس کی قلم لگائی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ لگایا ہوا درخت سالہا سال تک پھل دیتا ہے۔ اس لئے باغبانوں کو قلم خریدتے وقت اعلیٰ اقسام کی اچھی قلم ہی خریدنا چاہیئے۔ اس موقع پر کفایت شعاری سے کام لیا جائے تو مستقبل کے منافع پر اس کا اثر پڑے گا۔

چیکو کی قلم کسی بھی موسم میں لگائی جا سکتی ہے لیکن

بارش کے آغاز یا اختتام میں لگانا بہتر ہے۔ شدید بارش کے علاقوں میں جہاں قلم لگانے کے لئے گہرے گڑھے کھودے جاتے ہیں وہاں ستمبر مہینے میں قلم لگانا زیادہ مناسب ہے۔ قلم لگاتے وقت اس کا جوڑ سطح زمین سے اوپر رکھا جائے۔ جوڑ کے نچلے یا اوپری حصے پر اگر نئی شاخ پھوٹی ہو تو اسے نکال دیا جائے۔ قلم لگانے کے بعد ابتدائی دنوں میں اسے سورج کی سیدھی کرنوں سے محفوظ رکھا جائے۔ قلم کے جوڑ کیلئے اگر پلاسٹک استعمال کیا گیا ہے تو لگانے کے ۱۵ دنوں کے بعد اس کا الگ کرنا اہم اور ضروری ہے۔ اگر اسے الگ نہیں کیا گیا تو چیکو کا درخت نشوونما نہیں پاتا اور قلم ضائع ہو جاتا ہے۔

بعض باغبان چیکو کی قلم کے قریب راینی (रायणी) کا پودا بھی لگاتے ہیں۔ دوسرے برس چیکو کی شاخ کو راینی کے تنے سے جوڑتے ہیں جس سے چیکو کا پیڑ بہت جلد بڑھتا ہے اور پھل دار بنتا ہے۔ کچھ باغبان راینی کی جگہ موہا (मोहा) کا پودا بھی لگاتے ہیں۔

قلم لگانے کے ۸ تا ۱۰ برس بعد درخت صحیح معنوں میں پھلدار بنتا ہے۔ درختوں کے بڑھنے اور پھیلنے تک ان کی درمیانی جگہ میں پپیرو، پپیتہ، گلاب یا سبزی لگائی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں تاہم برس میں دو مرتبہ کھاد ڈالتے وقت پودوں کے اطراف کی مٹی کو کھود کر مٹی کو ہلکا کرنا چاہیئے۔ قلم لگانے کے بعد پہلے چار پانچ برس ہر سال پودوں کے اطراف کی مٹی ۳۰ تا ۴۵ سینٹی میٹر کھود کر اس میں سینڈریا کھاد ڈالی جائے اور باقاعدگی سے پانی دیا جائے تو درخت پر پھول کم آئیں گے اور کم مدت میں وہ بڑھے گا۔

قلم میں سے راینی کی شاخ کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ وقتاً فوقتاً اسے کاٹتے رہنا چاہیئے۔ صحت مند درخت کے پھل پتوں کے درمیان چھپے ہوتے ہیں جبکہ کمزور مریض درخت پر پھل زیادہ ہوتے ہیں اور پتے کم لیکن یہ پھل چھوٹے ہوتے ہیں۔

کھاد

برس میں دو مرتبہ درختوں کے اطراف کی مٹی کھود کر اس میں گوبر کی کھاد، پھلی کی کھاد اور سینڈریا جیسی کھاد ڈالی جائے۔ کیمیائی کھاد کم استعمال کی جاتی ہے تاہم سُپر فاسفیٹ

کھاد کے استعمال سے درخت جلد بڑھتے ہیں اور پھلوں کا رنگ بھی نکھرتا ہے۔ کھاد کی مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی۔ بالعموم پھل آنے تک ۱۰ ٹوکرے گوبر کی کھاد، ۵ کلو ایرنڈی اور تین کلو سپر فاسفیٹ دی جاتی ہے۔ بعد ازاں اس مقدار میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ۱۵ برس کے درخت کو ۴۰ ٹوکرے گوبر کی کھاد، ۱۵ کلو ایرنڈی، ۱۲ کلو اسٹرامل اور ۸ کلو سُپر فاسفیٹ دی جاتی ہے۔

پانی

پانی کی مقدار موسم اور زمین کی خصوصیت پر منحصر ہوتی ہے موسم گرما میں ۶ تا ۸ دنوں بعد اور موسم سرما میں ۸ تا ۱۰ دنوں میں پانی دیا جاتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ پانی دیا جائے تو پتے زرد پڑتے ہیں اور درخت کی نشوونما رک جاتی ہے۔ اس لئے بارش کے موسم میں یہ اہتمام کیا جائے کہ درخت کی جڑوں میں پانی جمع نہ ہو۔ موسم گرما میں پانی کی قلت ہو جائے تو سنئے پھول مرجھا جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ مناسب مقدار ہی میں پانی دیا جائے۔

پیداوار

پہلے چار برسوں کے پھول توڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔ اس مدت میں پھل نہیں لیا جاتا جس کی وجہ سے درخت بہت جلد بڑھتا ہے۔ پودا لگانے کے دس برس بعد ایک درخت سالانہ دو ہزار تا ڈھائی ہزار پھل دیتا ہے۔ اس پھل سے ہونے والے منافع کا دارومدار اس کی مقدار سے زیادہ اس کی صورت شکل پر ہوتا ہے۔

چیکو کا درخت سال بھر پھل دیتا ہے۔ جولائی۔ اگست اور دسمبر۔ جنوری میں یہ درخت زیادہ پھل دیتا ہے لیکن ان موسموں کے پھل چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس لئے بازار میں ان کی قیمت کم ملتی ہے۔ اس کے برعکس اکتوبر۔ نومبر اور فروری۔ مارچ کے پھل مقدار میں کم ہوتے ہیں۔ لیکن خوش شکل اور بڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے بازار میں ان کی قیمت بھی زیادہ ملتی ہے۔ کھاد کا استعمال اور دیگر جدید تکنیکوں کے استعمال سے موسموں میں ردو بدل کیا جا سکتا ہے اور پھلوں کی صورت شکل تبدیل

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

قومی راج

• پروفیسر ڈی۔ پی۔ بھورسے
باغبانی زراعت کالج، پونہ

کروندے

ادیباسیوں کیلئے انمول نعمت

جنگلوں اور پہاڑوں پر اگنے والے کروندے غریب افراد کے لئے ایسی خداداد انمول نعمت ہے جس کے لئے شاید ہی کسی محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ برعکس اس کے خود کروندوں کے درخت سے انسان کو کتنے فائدے حاصل ہوتے ہیں اس کا اندازہ صرف اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ کروندے کا ایک درخت کسی غریب ادیباسی کی گذر بسر کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں کروندے کیسے اُگتے ہیں اور انہیں کس طرح بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

کروندے کم بارش اور زیادہ بارش والے دونوں علاقوں میں اُگتے ہیں۔ کوکن جیسی آب وہوا ان کے لئے نہایت ہی موزوں ہے۔ کروندے کی ٹہنی کانٹے دار ہوتی ہے۔ اس لئے خشک سالی میں بھی یہ پھل حفاظت سے اپنی جگہ لگا رہتا ہے۔ کانٹوں میں بھی اُگنے کے باوجود یہ بہت ہی فائدہ مند پھلدار درخت تسلیم کیا گیا ہے۔ کروندے کے پھول خوشبودار اور خوبصورت ہوتے ہیں۔

کروندا حیاتین 'ج' سے بھرپور قوت بخش غذا ہے — اور کچے کروندوں کا اچار بنایا جاتا ہے جو شہری اور دیہی باشندوں کی مرغوب غذا ہے اس کے علاوہ اس پھل کی جیلی بھی بنائی جاتی ہے۔

باغبانی کیلئے مفید

جسامت میں بہت معمولی، لیکن یہ ایک ایسا درخت ہے جس کے پھل اور ٹہنیاں تک کام میں آتی ہیں۔ بڑے بڑے باغات، کھیتوں اور احاطوں میں کروندے کے کانٹے دار درخت قدرتی احاطہ بندی کا کام کرتے ہیں۔ دیہاتوں اور گاؤں میں جہاں کھلیان ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے اطراف کروندے اگائے جائیں تو نہ صرف یہ کہ غلے کی جانوروں اور دیگر موذی جانداروں سے فصل کی حفاظت ہوگی بلکہ پھل پیدا ہونے پر ان سے آمدنی بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس طرح خصوصاً ادیباسیوں کے لئے کروندے ایک ایسی نعمت ہیں جو ایک طرف ان کی جائیداد کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے لئے آمدنی کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔

کروندوں کی قلمکاری

اگر کروندے کے درخت بطور احاطہ بندی لگانا ہے تو ہر ایک پودے کے درمیان کم از کم ایک میٹر کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے ۴۵ سینٹی میٹر گڑھا کھودا جاتا ہے جس میں کھاد اور بیج ڈالے جاتے ہیں۔ جنگل جیسے کھلے علاقوں میں کروندے کے پودوں کے درمیان کم از کم ۱ تا ۲ میٹر فاصلہ بہتر ہوگا۔

۴۵ سینٹی میٹر گڈھوں کو گوبر کھاد ۵۰ گرام، ۱۰ فی صد بی۔ ایچ۔ سی پاؤڈر اور اعلیٰ قسم کی مٹی ملاکر بھرا جاتا ہے چھوٹے پیمانے پر ان کی فصل کے لئے طریقہ یہ ہے کہ پہلے کروندوں کے بیجوں کو ایک دن سکھا لیا جائے۔ دوسرے دن سوکھے بیجوں کو ۴۵ سینٹی میٹر کے گڈھوں میں ڈالا جائے جن کا فاصلہ ایک دوسرے سے تقریباً ۱۰ سینٹی میٹر ہونا چاہیئے۔ گڈھوں میں بیجوں کے ساتھ ساتھ گوبر کھاد اور کیمیا ڈالی جائیں۔ تین یا چار مرتبہ بارش ہونے کے فوراً بعد اس کی بوائی کی جائے۔

بارش کے خاتمے پر، ہر برس جو پودے سوکھے، یا بے کار نظر آئیں، انہیں فوراً نکال دیں۔ اسی طرح ہر برس پودوں کی بڑھی ہوئی اونچائی کو کم از کم ۲۰ سینٹی میٹر کم کر دیں۔ پتیوں کو پودوں کے اطراف پھیلا دیں۔ پودوں کے اطراف گرے ہوئے پتے پانی کی نمی کو جذب کر کے پودوں کی جڑوں تک پہنچاتے رہیں گے۔ اس طرح یہ پتے ایک طرح سے ان پودوں کے لئے کھاد بن جاتے ہیں۔ کروندوں کی زمین میں متواتر نمی رہنے سے ان کی فصل عمدہ عمدہ ہوتی ہے۔

آپ بھی کروندوں کی کاشت کریں — اور فائدہ اٹھائیں۔

ڈاکٹر جینت پاٹل۔
اعزازی مشیر باغبان ترقیات۔ کوکن [illegible]

لیچی پھلوں میں ایک نیا اضافہ

کاشتکاروں کے لئے یقینی آمدنی مہیا کرنے والا پھل، مہاراشٹر میں زیر کاشت پھلوں میں ایک اضافہ ہے۔ تھانے ضلع کے گھولوڈ علاقے میں چھوٹے کسانوں نے لیچی کی کاشت کو کافی نفع بخش پایا ہے۔ یہ پھل اتر پردیش اور بہار کی خاص فصل ہے۔ کوکن اضلاع میں اس کی آزمائش سے امید افزا نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

کوکن کی معتدل آب و ہوا لیچی کے لئے نہایت ہی مناسب ہے۔ خوش قسمتی سے لیچی کی فروخت کے لئے مرکزی شہر بمبئی میں ہی اس کے لئے بازار دستیاب ہے۔ لیچی کے پھل اُگنے میں کم از کم ۵ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے لیکن ۱۰ تا ۱۵ سال میں لیچی کے خوب پھل اُگ آتے ہیں۔

آب و ہوا اور زمین

لیچی کے لئے معتدل آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ زیادہ سرد یا زیادہ گرم ہوا دونوں ہی اس پھل کے لئے ناموزوں ہیں۔ زیادہ تری سے یہ پھل بہت جلد پک جاتے ہیں اور نقصان تر اب ہو جاتا ہے۔ کوکن میں بارش زیادہ ہوتی ہے اس کے باوجود یہاں کی آب و ہوا لیچی کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

لیچی کے لئے اگر زمین میں متواتر نمی رہے تو بہتر ہے۔ تھانے ضلع کے گھولوڈ علاقے کی زمین میں اسفانی مادہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ لیچی کے لئے موزوں ہے۔ ایسی زمین جو نمکین رہے وہ لیچی کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس زمین پر کاشت تو ہو جاتی ہے لیکن پھل نہیں آتے۔

قلم کاری

لیچی کی کاشت بیجوں سے کی جا سکتی ہے لیکن بہتر نتائج کے لئے پودوں کی قلم کاری زیادہ فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ شروع بارش میں ہی تیار قلمیں بوئی جاتی ہیں۔ بوائی کے دو مہینوں کے اندر ہی پودوں پر کونپلیں پھوٹنے لگتی ہیں۔ اس کی ٹہنی نہایت ہی نازک ہوتی ہے اس لئے انہیں زیادہ گہرائی میں بویا جاتا ہے۔ جہاں قلمیں لگائی گئی ہیں اس لئے ایسی جگہوں کو پلاسٹک کی چادروں سے ڈھانک دیا جائے تو ان کی اچھی حفاظت ہوگی۔

طریقہ

لیچی کی کاشت بالخصوص علیحدہ ہونی چاہئے یعنی اس کے ساتھ کوئی دوسری کاشت نہیں کی جانی چاہئے۔ بوائی کا طریقہ یہ ہے کہ پودوں کا فاصلہ ۱۰ × ۱۰ میٹر رکھنا چاہئے۔ قلموں کو [illegible] لگائیں تاکہ یہ آسانی سے بڑھ سکیں۔ اس مقصد کے لئے ۷۵ × ۷۵ × ۷۵ سینٹی میٹر گڑھے کھودیں اور انہیں گوبر کھاد، بون میل اور لیچی کی پرانی مٹی سے بھر دیں۔ کیاریاں ایک دوسرے کے مخالف سمت ہوں تو بہتر ہے۔

لیچی کی کاشت کے بعد کم از کم ۵ سال تک دیکھ بھال ضروری ہے۔ اکثر غیر متوقع سوکھے، تیز ہوا اور خشک زمین دوبارہ نم ہونے پر یہ کاشت برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے لیچی کی زیر کاشت زمین کو مٹی کے بندھ سے احاطہ کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

لیچی کی فصل ۶ تا ۷ سال بعد زیادہ اُگتی ہے۔ اس لئے یہاں کی زیر کاشت زمین سے کچھ دور دوسری فصل کی کاشت کی

جاسکتی ہے۔ اس طرح دوہری فصل کے طریقے سے دوسری فصل کی زمین کے ساتھ ساتھ پپیتے کی زیر کاشت زمین کی بھی دیکھ بھال ہوتی رہتی ہے۔ اکتوبر۔ نومبر کے دوران برقی ہل کے ذریعے کھیتی ٹھیک کی جاتی ہے۔ پپیتے کی جڑیں زمین کی سطح کے قریب رہتی ہیں۔ اگر زیادہ گہرائی میں کھیتی کی جائے تو جڑیں ٹوٹنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

پانی

پپیتے کی زیر کاشت زمین کبھی سوکھی نہیں رہنی چاہئے جولائی ستمبر کے دوران کاشت ہونے پر فروری تک پودوں پر پھول کھلنے لگتے ہیں۔ اکتوبر یا اس کے بعد کاشت پر پھل نہیں آتے۔ اس کاشت کی آزمائش کے بعد دیکھا گیا ہے کہ فروری، مارچ کے مہینے میں کونپلیں زیادہ تر پھوٹتی ہیں۔ چونکہ اس مہینے میں گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ زیر کاشت زمین پر آبپاشی ایک دو بار کی جائے۔ پھول آنے کے بعد پھل حاصل کرنا مشقت کا کام ہے۔ اس مقصد کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس فصل کو مناسب مقدار میں پانی دستیاب ہو سکے۔

کھاد

چونکہ ریاست مہاراشٹر میں پپیتے کی کاشت ابھی آزمائشی دور میں ہے اس لئے اس فصل کے لئے کس قسم کی کھاد بہتر ہے اس کا اندازہ ابھی نہیں کیا جا سکا ہے۔ پھر بھی اس کے لئے گوبر کھاد، ہڈی، اسٹرامل، راکھ اور پینڈ کو مناسب مقدار میں ملا کر کھاد بنائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں نائٹروجن، امونیم سلفیٹ اور یوریا کی بھی مناسب مقدار شامل ہو تو بہتر فصل کی توقع کی جا سکتی ہے۔

اقسام

پپیتے کی دو قسمیں ہیں:۔ ایک زرد رو اور دوسری سست رو۔ اول قسم مئی کے شروع یا درمیان تک تیار ہو جاتی ہے جبکہ سست رو کے لئے پورا مئی کا مہینہ گذر جاتا ہے۔ سست رو پپیتے بہ نسبت اول قسم سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔ اگر بارش کے شروع میں ہی سست رو فصل اُگ آئے تو فصل کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ ان دونوں قسموں کے علاوہ مظفر پور، دہرہ دون زرد رو، بے دانہ اور خوشبودار اور کلکتی بھی پپیتے کی دوسری اقسام ہیں۔ مہاراشٹر کی زمین اور آب و ہوا کلکتی قسم کی پپیتے کیلئے نہایت ناموزوں ہے۔

بیماریاں

پپیتے کے پودوں کو اکثر بھورا اور مائیٹ کی قسم کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ بھورا بیماری نازل ہونے اور گندھک چھڑکنے سے دور ہو جاتی ہے۔ مائیٹ کی بیماری میں مبتلا پودوں کے پتے زرد ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی رسنا شروع ہوتا ہے اگر فوری طور سے جراثیم کش دواؤں کا استعمال نہیں کیا گیا تو تمام فصل برباد ہو سکتی ہے لہٰذا بیماری کے آثار نظر آتے ہی ان پر ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ پرندوں سے بھی انہیں محفوظ رکھنا چاہئے۔●

چیکو (صفحہ ۳۲ سے آگے)

کی جا سکتی ہے اور باغبان زیادہ منافع حاصل کر سکتے ہیں۔

نباتاتی عارضے

عام طور پر چیکو کے پیڑ میں کیڑا نہیں لگتا۔ کبھی کبھی کھوڑ کیڑا اس کی شاخوں کو داغدار کرتا ہے۔ یہ ایک خطرناک کیڑا ہے۔ اس کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔ اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرف سے یہ شاخ کو کھوکھلا کرتا ہے اس طرف کی شاخیں زرد پڑنے لگتی ہیں۔ ایسے موقع پر چاقو سے درخت کی چھال چھیل کر نکالی جائے اور اس کا راستہ معلوم کیا جائے اور نظر آتے ہی اس کیڑے کو مارا جائے۔ اس کیڑے کے خاتمے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

جس زمین میں پانی جذب نہیں ہوتا اور بارش کے دوران درخت کی جڑوں کے پاس پانی جمع رہتا ہے۔ وہاں درخت کے پتوں پر کالی پھپھوند جمع ہو جاتی ہے۔ عموماً اس عارضے کے لئے دوا نہیں چھڑکی جاتی۔ اگر عارضہ شدید ہو جائے تو دوا چھڑکی جاتی ہے — یا دو حصے گوبر اور ایک حصہ مٹی ملا کر متاثرہ مقام پر لگایا جاتا ہے۔ ●●

شری سبھاش چند رساوڑ، رام ڈمبرے پاٹل
شری سدا شیوراؤ ماروتی دھوکے

لیموں کی کاشت آمدنی کا ایک اچھا ذریعہ
ان دنوں متعدد کاشتکار اس طرف توجہ کر رہے
جدید تکنیک کے مطابق اگر لیموں کی کاشت کی جا۔
اس سے ہونے والی آمدنی میں مزید اضافہ ہو سکتا۔
اس مضمون میں ریجنل ہارٹیکلچرل ریسرچ سینٹر پونے
تین ماہرین زراعت نے لیموں کی کاشت سے
بعض اہم نکات بیان کئے ہیں۔

کاغذی لیموں

لیموں کا پودا گرم اور خشک آب و ہوا میں خوب پھلتا
ولتا ہے۔ ۱۰ تا ۴۰ ڈگری سینٹی گریڈ درجۂ حرارت اور کم بارش
، علاقے اس کی کاشت کے لئے مناسب ہوتے ہیں۔ اگر ہوا میں
وبت زیادہ ہو جائے تو اس پودے کو اسٹریٹ کینکر نامی نباتاتی
ض لاحق ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہاراشٹر کے ساحلی علاقوں
ا اس کی کاشت نہیں کی جا سکتی۔

زمین

لیموں کی کاشت کے لئے کالی کسدار زمین موزوں ہوتی
چکنی مٹی، پتھریلی زمین یا چونے سے بھری ہوئی زمین اس کے
مناسب نہیں۔ لیموں کے پودے کے لئے زمین پر پانی کا جمع
ا یا زیادہ پانی کا زمین میں جذب ہونا مضر ہوتا ہے۔

افزائش قسم کے طریقے

اس پودے کی افزائش قسم کے دو طریقے ہیں۔ ایک قلم
کا طریقہ اور دوسرا تخم ریزی کا۔ تخم ریزی کے ذریعے
ئے گئے پودے میں اصل پودے کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔
ے قلمی پودوں کے مقابلے میں بہت جلد بڑھتے ہیں اور پھل
یادہ دیتے ہیں۔ تخم ریزی کے ذریعے پودے لگانے کے طریقے
پر خرچ بھی زیادہ نہیں آتا نیز یہ ایک آسان طریقہ ہے۔ زیادہ
اعلیٰ قسم کے پھل دینے والے مضبوط اور صحت مند درختوں کے
پکے ہوئے پھلوں کے بیج اس مقصد کے تحت استعمال کئے جائیں
عموماً جولائی اور اگست کے مہینوں میں لیموں سستے بکتے ہیں نیز تخم ریزی
کے ۸-۹ مہینوں بعد پودے اس قابل ہوتے ہیں کہ انہیں لگایا جائے
اس لئے اگست کے مہینے میں تخم ریزی کرنے سے جون۔ جولائی تک
پودے تیار ہو جائیں گے۔

لیموں سے بیج نکالتے وقت بڑی احتیاط سے کام لینا ہوتا ہے
لیموں کاٹتے وقت بیجوں کو چھری کی زد میں آنے یا انہیں زیادہ دھکا
لگنے سے بچانا ضروری ہے۔ بیجوں کو پھل سے نکالنے کے بعد جلد از جلد
ان کی بوائی کی جانی چاہیئے۔ بوائی میں تاخیر سے ان کی قوت پیداوار متاثر
ہوتی ہے۔ پھل سے نکالنے کے بعد دو مہینوں تک بیجوں کو رکھا جا سکتا
ہے۔ اس دوران انہیں راکھ میں ملا کر رکھنا چاہیئے۔

لیموں کے پودے تیار کرنے کے لئے خصوصی طور پر زمین تیار
کی جانی چاہیئے۔ اس کے لئے کھیت میں گوبر کی کھاد اور ۵۰ گرام
۱۰ فی صد بی۔ ایچ۔ سی پاؤڈر ڈالا جائے۔ پودوں کو نباتاتی عارضے
سے محفوظ رکھنے کے لئے جراثیم کش ادویات بھی مٹی میں ملائی جائیں۔

ارج

پودے لگانا

تخم ریزی کے لئے زمین تیار کر لینے کے بعد زمین پر ۱ سینٹی میٹر کے فاصلے سے دو انگلیوں سے لکیریں کھینچی جائیں۔ لکیروں کی گہرائی ۱ تا ½۱ سینٹی میٹر ہو۔ ان لکیروں میں ۱ تا ۲ سینٹی میٹر کے فاصلے سے بیج بوئے جائیں۔ ایک دو مہینوں میں زمین سے اکھوے پھوٹیں گے۔ دو، تین مہینوں کے بعد سوکھے ہوئے اور غیر صحت مند پودے اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں۔ پودے جب کچھ اور بڑے ہو جائیں تو مریض پودوں کی شناخت کی جائے اور انہیں نکال کر پھینک دیا جائے۔ ان پودوں کی مٹی میں ضروری جراثیم کش ادویات ڈالی جائیں۔ پودوں کے پتے کھانے والے پرندوں اور کیڑوں کو پودوں سے دور رکھنے کے لئے ڈائے میتھو یٹ، مونو کروٹو فاس جیسی ادویات چھڑکی جائیں۔ اس طرح ۸ تا ۱۰ مہینے پودوں کو سنبھالنے سے وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ ان سے لیموں کے باغ لگائے جا سکیں۔ پودوں کو نکالتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اس بات کی کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ جڑوں کے ساتھ پودے اکھاڑے جائیں۔

کھاد کا استعمال

پودوں کو باغ میں لگانے سے قبل زمین پر آڑی اور کھڑی ہل چلائی جائے۔ بعد ازاں ۵ تا ۶ میٹر کے فاصلے پر ۶۰ سینٹی میٹر لمبے، چوڑے اور گہرے گڑھے کھودے جائیں۔ ہر گڑھے کی تہہ میں پتے اور ٹہنیاں، ۲ کلو سپر فاسفیٹ ڈالی جائے۔ پودے لگانے کے بعد گڑھا بھرتے وقت مٹی میں گوبر کی کھاد ملا کر بھرا جائے۔

پودے لگانے سے قبل پودے کے اوپری حصے کے چند پتے رکھ کر دیگر ٹہنیاں اور پتے کاٹ دیئے جائیں اور انہیں ایک گرام ایگری مائسین اور ایک لیٹر پانی کے محلول میں ۲، ۳ منٹ ڈبو کر نکالا جائے۔ جون۔ جولائی میں دو ایک مرتبہ بارش ہونے کے بعد سرد ہوائیں چلنے لگیں تو پودے لگانا زیادہ مناسب ہے۔

پودے کے تنے کو لکڑی کا سہارا دیا جائے تاکہ وہ ٹیڑھا میڑھا نہ ہو۔ زمین سے تنے پر ایک میٹر کے فاصلے تک آنے والی شاخوں کو کاٹ دیا جائے۔ ایک میٹر کے اوپر ۴، ۵ شاخوں کو بڑھنے دیا جائے۔ اس سے درخت گھیردار ہوگا۔

درخت کی نشوونما کے لئے باقاعدگی سے کھاد کا استعمال ضروری ہے۔ پودے لگانے کے بعد پہلے برس میں ہر درخت کو اکتوبر اور فروری مہینوں میں ۱۰۰ گرام نائٹریٹ کھاد دی جائے۔ دو برس کی عمر کے درخت کو ۲۰ کلو گوبر کی کھاد اور ۲۰۰ گرام نائٹریٹ کھاد دی جائے۔ تیسرے برس ۳۰ کلو گوبر کی کھاد، ۴۰۰ گرام نائٹریٹ کھاد اور ۱۵۰ اسفورد اور ۱۵۰ گرام پالاش دیا جائے۔ چار برس اور اس سے زیادہ عمر کے درختوں کے لئے یہ مقدار بالترتیب اس طرح ہوگی — ۵۰ کلو، ۶۰۰ تا ۸۰۰ گرام، ۲۰۰ تا ۳۰۰ گرام، ۲۰۰ تا ۳۰۰ گرام۔

موسم گرما میں حسب ضرورت ۶ تا ۸ دنوں یا ۱۰ تا ۱۵ دنوں کے بعد درختوں کو پانی دیا جائے۔ پانی دیتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ درخت کا تنا نم نہ ہو۔ درخت کے تنے کو پانی لگنے سے درخت مخصوص نباتاتی عارضہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

لیموں کا درخت سال بھر پھل دیتا ہے تاہم جون، اکتوبر اور فروری ان تین مہینوں میں یہ درخت بہت زیادہ پھل دیتا ہے۔ یہ پھل بالترتیب نومبر، اپریل اور جون جولائی میں پک کر تیار ہو جاتے ہیں۔ اکتوبر کے پھل عین موسم گرما یعنی مارچ، اپریل میں تیار ہوتے ہیں۔ اس وقت بازار میں لیموں کی طلب زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے قیمت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جن علاقوں میں بارش کم ہوتی ہے اور مناسب زمین پائی جاتی ہے وہاں اکتوبر کے موسم کے پھل حاصل کرنا زیادہ سودمند ہوگا۔

●

• پارس ناتھ مسرا اور موہن لال وِشنوی
نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ۔

کیموما ئل

ایک بیش قیمت پودا

کیومائل (Chamomile) ایک اہم ادویاتی پودا ہے جس کا استعمال زمانہ قدیم سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس پودے کی مختلف اقسام مختلف ناموں سے جانی جاتی ہیں، جیسے جرمن یا ہنگرین کیومائل، انگلش یا رومن کیمومائل یا فرانکن کیوماٹل۔ رومن کیموماٹل کا پھول یونانی ادویہ پودوں میں "گل بابونہ" کے نام سے بہت ہی محدود پیمانے پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ ان اقسام میں 'جرمن کیوماٹل' جو زیادہ مفید اور اثر پذیر ثابت ہوئی ہے، اپنے ملک میں اس کی کاشت نہیں کے برابر ہوتی تھی، حالانکہ اس کی مانگ غیر ممالک میں، خاص کر یورپی ممالک میں بہت زیادہ ہے۔ اس طرح سے بیرونی زر مبادلہ حاصل کرنے کی غرض سے یہ ایک اہم نباتاتی وسائل کی حیثیت کا حامل ہے۔

جرمن کیموماٹل اگرچہ یورپی ممالک جیسے جرمن، فرانس، ہنگری، یوگوسلاویہ اور روس میں بڑے پیمانے پر لگایا جاتا ہے لیکن نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ میں کئے گئے ترقیاتی تجربات سے پہلے ہندستان میں اس کی کاشت بالکل نہیں ہوتی تھی۔ اس پودے کے پھول دوائیاں بنانے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کا استعمال مختلف قسم کی دواؤں کے علاوہ کھانے پینے کی چیزوں جیسے کیموماٹل چائے، خواتین کے بناؤ سنگار کے سامان، گلگونہ، کریم وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔ اس کے پھولوں سے کشید کرکے نیلے رنگ کا تیل (Blue oil) حاصل کیا جاتا ہے جو پیٹ کی بیماریوں کے لئے کافی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس کا استعمال اعلیٰ قسم کی شراب بنانے میں بھی کیا جاتا ہے۔ اس کے تیل کی قیمت لگ بھگ ۵ ہزار سے ۶ ہزار روپے فی کلوگرام تک آنکی گئی ہے۔ اس طرح معاشیاتی نقطۂ نظر سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کرنے کی اہمیت رکھنے کے باوجود بھی اس پودے کی افزائش پر ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ پیداوار کے نقطۂ نظر سے یہ پودا مختلف آب و ہوا اور مختلف قسم کی زمین میں لگایا جا سکتا ہے۔ ایسی زمین جیسے اوسر وغیرہ جو دیگر روایتی فصلوں کے لئے غیر مناسب سمجھی جاتی ہے، اس پودے کی کاشت کے لئے موزوں ثابت ہوئی ہے۔ یوگوسلاویہ اور ہنگری میں اس کی کاشت ایسی ہی بے کار زمینوں پر کافی بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔

پچھلے چند برسوں سے نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ میں ایسی ہی بے کار زمین پر کئے گئے تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ معاشیاتی و ارضی بہبود اور منظم کاشت کے دونوں پہلوؤں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کی لگاتار کاشت کرنے اور پودے میں مفید اجزاء پائے جانے کی وجہ سے کھاری زمین میں بھی کافی سدھار ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی کاشت سے نچلے درجے کی کھاری مٹی سے دوہرا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کافی تجربات پر مبنی حاصل حوصلہ افزا نتائج اس پودے کے سود مند

ہونے کی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔

آب و ہوا

کیموماٹل کی کاشت ہندستان کے کسی بھی حصے میں جہاں درجۂ حرارت ۲ ڈگری سینٹی گریڈ سے ۲۰ ڈگری سینٹی گریڈ ہو، کی جا سکتی ہے۔ اس کی کاشت میدانی علاقوں میں ربیع کے موسم میں اور پہاڑی علاقوں میں گرمیوں کے موسم کی فصل کی صورت میں کی جا سکتی ہے۔ بیج کے اچھے اکھوؤں کے لئے درجۂ حرارت کا سلسلہ ۱۸ ڈگری سے ۲۰ ڈگری سینٹی گریڈ موزوں پایا گیا ہے۔

زمین

مٹیار، دومٹ، نمی جذب کرنے والی مٹی اور کافی تراب (Humes) والی مٹی بھی کیموماٹل کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہوتی ہے۔ معمولی طور پر کھاری مٹی ـــــــ جو پی۔ایچ = 8 (PH - 8) ہو، اس کے لئے کارآمد ہوسکتی ہے لیکن پی۔ایچ = ۹ (PH-۹) والی مٹی کو بھی یہ برداشت کرسکتا ہے۔

کیموماٹل کی کاشت

(الف) زمین کی تیاری

زمین کی اچھی تیاری زیادہ پیداوار کے لئے ضروری ہے مٹی پلٹنے والے ہل سے ایک جوتائی کرنے کے بعد ۴ ہیرو یا دیسی ہل کے ذریعے جوتائی کرکے موزوں کھیت بنایا جا سکتا ہے ـــ جھکی جڑوں والا پودا ہونے کے ناطے، زیادہ گہری جوتائی کرنا مناسب نہیں ہے۔ منظم طریقے سے سینچائی کرکے پانی کی تقسیم، پودے کی نمو اور دورگل کٹائی کے لئے زمین کا ہموار ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس سے پھولوں کا ذخیرہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔

(ب) بوائی

بہت باریک بیج ہونے کی وجہ سے کیموماٹل کو زیادہ تر پود لگاکر روپائی کرکے اگایا جاتا ہے۔ پود لگانے کی کیاریاں اچھی مقدار میں گوبر کی کھاد استعمال کرکے تیار کرنا چاہیئے۔ پود کے ذریعے لگائی جانے والی فصل کے لئے بیج کی مقدار آدھا کلوگرام فی ہیکٹر کی در سے کافی ہوتی ہے لیکن چھڑکاؤ کے طریقے سے تین کلوگرام تک لگ جاتی ہے۔ لیکن اس طریقے سے پودوں کا فاصلہ برابر نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ ستمبر کے آخر یا اکتوبر کے شروع میں بیج کی بوائی کرکے ٹھیک وقت پر پود حاصل کی جا سکتی ہے۔

(ج) پود کی روپائی

چھ آٹھ ہفتوں کی پود روپائی کے لئے تیار ہوجاتی ہے۔ ستمبر یا اکتوبر کے شروع میں بوئی گئی پود وسط نومبر سے دسمبر کے پہلے ہفتے تک کھیت میں لگا دینی چاہیئے۔ زیادہ پیداوار کیلئے پودوں کے درمیان ۳۰ سینٹی میٹر کا فاصلہ زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

(د) کھاد

زمین میں حسب ضرورت تراب کی مقدار نامیاتی کھاد کے ذریعے بھی پوری کی جا سکتی ہے۔ ۲۰ یا ۲۵ ٹن گوبر کی کھاد یا کمپوسٹ فی ہیکٹر کے در سے ڈالنا فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔

کیمیاوی کھادوں میں نائٹروجن، فاسفورس کا مناسب آمیزہ پھولوں کی افزائش کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ نائٹروجن کے تجربوں سے پھولوں کی ضخامت بڑھ جاتی ہے اور پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ہنتھرا ریسرچ سینٹر کی اودسر زمین میں کئے گئے تجربوں کی بنیاد پر ۵۰ سے ۶۰ کلوگرام نائٹروجن (۱۰۰ سے ۱۲۵ کلوگرام یوریا) یا ۵۰ کلوگرام فاسفیٹ (لگ بھگ ۳۰۰ کلوگرام سنگل سوپر فاسفیٹ) فی ہیکٹر کیمیاوی کھادوں کا استعمال کیموماٹل کی اچھی پیداوار کے لئے مناسب پایا گیا ہے۔ سوپر فاسفیٹ کی پوری مقدار اور یوریا کی آدھی مقدار پود روپائی سے پہلے کھیت کی تیاری کے وقت ڈال دینا چاہیئے۔ یوریا کی باقی بچی آدھی مقدار، روپائی کے لگ بھگ ایک مہینے کے بعد گھاس پھوس نکال کر کھڑی فصل میں ڈالنا چاہیئے۔

(ح) سینچائی

چھچھلی جڑیں ہونے کی وجہ سے کیموماٹل کا پودا زمین کی نچلی سطحوں سے پانی حاصل نہیں کر پاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی فصل کو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہلکی سینچائی کرتے رہنا چاہیئے۔ زمین میں مناسب نمی رہنے کے ساتھ ساتھ کھیت میں پانی کا

نہیں ہونا چاہیئے۔ ٹیار اور کھاری مٹی پر پانی یا ساست
بنچائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

غ) نرائی اور گڑائی

اچھی فصل کے لئے عام طور پر تین چار بار نرائی وگڑائی
ورت ہے لیکن اوسر زمین پر اچھی طرح سے کی گئی ایک بار کی
، وگڑائی کافی ہوتی ہے۔ اس کی ردپائی کے لگ بھگ ایک ہفتے
ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد پودے کی نمو خود ہی بے ضرورت
ں پھوس کو دبا لیتی ہے۔

سلہ وار کاشت

کیمومائل ربیع کی فصل ہے۔ یہ کھیت میں وسط نومبر سے
ب تک لگ بھگ ساڑھے پانچ ماہ رہتی ہے۔ اس کا تال میل
بھرے علاقوں میں جیسے چاول کی کھیتی کے ساتھ کیمومائل کی
ت حوصلہ افزا ثابت ہوئی ہے۔ پھلوں کی فصلوں جیسے مکا اور
جن کو بار آوری کھادوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، کے
بغیر کسی مخصوص کھاد کے اچھی فصل حاصل کی جا سکتی ہے۔

ماریاں اور کیڑے مکوڑے

خطرناک بیماریوں کے حملے اس کی فصل کو نقصان نہیں
پاتے۔ کبھی کبھی گل کشائی کے دوران موسم خراب ہونے کی
، سے ماہو ایفس (Aphis) کا زور دار حملہ دیکھا گیا ہے۔
قت ایلڈرین 0.5 فی صدی کے گھول کے استعمال سے اس
، پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ھولوں کا ذخیرہ کرنا

فروری کے وسط میں یا آخری ہفتے میں پھول آنے شروع
تے ہیں اور اپریل تک چلتے ہیں۔ پھولوں کو مکمل گل کشائی کے
ہی چن لینا چاہیئے جس سے ان کے اجزا بے ضرر رہیں۔ یہ عمل
لوں کے ذریعے توڑ کر یا کنگھی نما آلہ سے انجام دیا جا سکتا ہے۔
ھوں سے توڑنے پر ایک آدمی (دن بھر میں آٹھ گھنٹے) اوسطاً
یا ۶ کلوگرام پھول اکٹھا کر سکتا ہے لیکن کنگھی نما آلہ سے یہ
م چار پانچ گنا زیادہ کی تعداد میں کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے
ظوں میں ایک دن میں ایک آدمی اس طرح ۲۰ یا ۲۵ کلوگرام
پھول اکٹھا کر سکتا ہے۔ ۱۵۰۰ کلوگرام فی ہیکٹر کی اوسط پیداوار
پر ۶۰ یا ۷۰ آدمیوں کی فی ہیکٹر کے حساب سے ضرورت پڑتی ہے۔

پیداوار

ایسی زمین جس میں کیمیاوی و معدنی طاقت کم ہو، کیمومائل
کی اوسط پیداوار فی ہیکٹر ۴۰ کنٹل (۱۵ کنٹل فی ایکٹر) تک حاصل
ہوتی ہے۔ پھولوں میں لگ بھگ ۸۰ فی صدی نمی کی مقدار ہوتی ہے؛
یعنی سوکھے پھولوں کی پیداوار فی ہیکٹر لگ بھگ ۸۰۰ کلوگرام۔
(۳۰۰ کلوگرام فی ایکٹر) ملتی ہے۔

پھولوں کو سکھانا اور ذخیرہ کرنا

تازے اکٹھا کئے گئے پھولوں کو ایک باریک تہہ میں سایہ دار
جگہ پر سکھایا جاتا ہے۔ اس عمل کے دوران دن میں ایک یا دو بار پلٹ
دینا چاہیئے تاکہ پھول یکساں طور پر سوکھیں اور ان میں پھپھوند نہ
لگنے پائے۔ پھول سکھانے والی جگہ کا درجۂ حرارت ۲۲ ڈگری سینٹی گریڈ
سے ۲۴ ڈگری سینٹی گریڈ بہترین مانا گیا ہے۔ سوکھے ہوئے پھولوں
کو نمی سے بچا کر رکھنا چاہیئے۔

تیل حاصل کرنا

سوکھے پھولوں سے کشید کر تیل نکالا جاتا ہے۔ یہ تیل نیلے
رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں خوشبو بھی ہوتی ہے۔ کیمومائل سے تیل
نکالنے کے لئے عام طور پر گرم بھاپ کے دباؤ کی ترکیب
(یعنی فی مکعب سینٹی میٹر ۲ سٹیم داب) عمل میں لائی جاتی ہے۔
اور اس کا تیل کشیدی ترکیب سے آلۂ تکثیف کی دیواروں پر چپکنے
لگتا ہے۔ اس لئے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پانی کے دباؤ
کو بند کرتے رہنا چاہیئے۔ ایک گھان سے تیل نکالنے میں ۴ گھنٹے
کا وقت لگتا ہے۔

تیل کے فوائد

کیمومائل کے پھولوں میں تیل کی مقدار 0.3 سے 1.3
فی صدی پائی جاتی ہے جو کاشت کی جگہ، پودے کی اقسام اور زمین
کی طاقت پر منحصر ہے۔ گل کشائی کے وقت فضائی درجۂ حرارت
کا اثر پھولوں کی تعداد پر پڑتا ہے۔ اس میں ۲۲ سے ۲۵ ڈگری
سینٹی گریڈ تک کا درجۂ حرارت پھولوں کے لئے بہتر ثابت ہوا ہے۔

ن مقامات پر اگائی گئی اس کی اقسام میں پھولوں کی تعداد
ن پائی گئی ہے۔ نیشنل بوٹنیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ کے
ے داخل کی گئی اس کی مخصوص قسم میں تیل کی مقدار لگ بھگ
سے 1.4 فی صد پائی گئی ہے۔ اوسر زمین پر حاصل
ں سے نکالے گئے تیل کے اجزا میں اچھی زمین کے مقابلے کوئی
فرق نہیں پایا گیا ہے۔

لوں کے معیاری اجزاء

ہندستانی ادویاتی فرہنگ (فارموکوپیا) کی بنیاد پر
ائی ادویہ (پھول) میں مختلف اجزا کی مقدار مندرجہ ذیل
چاہیئے۔

- پھول کے ڈنٹھل ________ ۱۰ فی صدی
- دیگر آمیزے ________ ۲ فی صدی
- کل راکھ ________ ۱۰ فی صدی
- غیر محلل تیزابی راکھ ________ ۴ فی صدی
۵ ۔ تیل کی کم سے کم مقدار ________ ۰.۴ فی صدی

کیمومائل کی کاشت کی آمد و خرچ کا میزان

معاشیاتی نقطۂ نظر سے کیمومائل کی کاشت، دوسری
اگائی جانے والی عام فصلوں کے مقابلے زیادہ سود مند ثابت
ہوئی ہے۔ عام طور پر ربیع کی فصل میں گیہوں کے مقابلے کیمومائل
کی فصل کے آمد و خرچ کا میزان ذیل میں دیا جاتا ہے۔

پیداوار	گیہوں	کیمومائل
فی ہیکٹر / ایکڑ	دانہ ۱۸ / ۷ کنٹل بھوسہ ۲۵ / ۱۰ کنٹل	تازے پھول ۴۰ / ۱۵ کنٹل
امکانی فروخت در فی کنٹل	دانہ ۱۲۰ روپے بھوسہ ۵۰ روپے	تازے پھول ۱۸۰ روپے
کل آمدنی فی ہیکٹر / ایکڑ	۴۰۰۰ / ۱۶۰۰ روپے	۷۲۰۰ / ۲۷۰۰ روپے
خرچہ فی ہیکٹر / ایکڑ	۳۰۰۰ / ۱۲۰۰ روپے	۴۰۰۰ / ۱۵۰۰ روپے
کل نفع فی ہیکٹر / ایکڑ	۱۰۰۰ / ۴۰۰ روپے	۳۲۰۰ / ۱۲۸۰ روپے

اس مضمون کے اردو ترجمے کی اجازت کے لئے میں
نیشنل بوٹنیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ کے سائنسداں انچارج ڈاکٹر
جے. کے مہیشوری کا شکر گزار ہوں۔ ڈاکٹر پارس ناتھ مسرا سائنسداں
انچارج بنتھرا ریسرچ سنٹر، جو اس پودے پر نمایاں کام کر رہے ہیں،
کے تعاون کا ممنون ہوں۔ اردو میں مضمون ٹائپ کرنے کے لئے
مس شہناز خاں بھی شکریہ کی مستحق ہیں۔

• یوسف ناظم
۱۹- الہلال - باندرہ ریکلیمیشن
بمبئی ۵۰

ایک شخص، دو شخصیتیں

مولانا فضل الحسن اور حسرت موہانی میں کس کا قد بڑا تھا یہ طے کرنا مشکل ہے۔ وہ آدمی بڑے تھے یا شاعر بڑے۔ ہمیں اس سوال کو حل کرنے کے لئے مولانا فضل الحسن کی زندگی کی کتاب (جو اتفاق سے کھلی کتاب ہے) اور حسرت موہانی کے ۱۳ دیوان (جو دیوان خانے کے علاوہ جیل جانے کی بھی دین ہیں) دیکھنے ہوں گے، اور اس مطالعہ کا نتیجہ آخر میں وہی نکلے گا یعنی پریشانی اور حیرانی۔ یہ عجیب وغریب شخص تھا جس کی زندگی پریشانی میں گذری لیکن حیران دوسرے ہوئے۔ مولانا فضل الحسن حسرت موہانی کو تھوڑا بہت پڑھنے اور جاننے کے بعد یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ آدمیوں میں بڑا شاعر پیدا ہونا آسان ہے، لیکن بڑے شاعروں میں بڑے آدمی کا پیدا ہونا دشوار ہے۔ اس میں صدیاں لگتی ہیں۔ قدرت کو فیاضی برتنی پڑتی ہے۔ ٹھہریئے۔ اس ایک شخص کی دونوں شخصیتوں کے تقابلی مطالعے کے لئے پہلے ایک تختہ بناتے ہیں یعنی اس کی کوشش کرتے ہیں۔

مولانا فضل الحسن

گیارہ حج
سزائے قید (جیل) ۴ مرتبہ
سیاسی ہنگامے عوامی تحریکیں بے حساب
ملک کی آزادی (جیسے کوئی بہت معمولی چیز تھی)،
مانگی تو کالج سے خارج کئے گئے
کتب خانہ اردوئے معلی ضبط ہوا (بلکہ خود کروایا)
ترک موالات کی تحریک کے سرگرم رکن
سنہ ۱۹۲۰ء کے ۳۵ رکنی وفد کے ممتاز رکن

حضرت حسرت موہانی

تیرہ ۱۳ دیوان
شاعری کا آغاز ۱۷ سال کی عمر میں
پہلا دیوان ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا
جملہ غزلوں کی تعداد ۷۷۱ } تحقیق
اشعار کی تعداد ۷ ہزار } نیاز فتحپوری
تقریباً نصف کلام جیل خانوں کی بند کوٹھریوں میں کہا گیا۔ پتھریلی چھت، پتھریلی زمین، پتھریلی دیواریں لیکن کلام شاداب، شگفتہ اور شیریں۔

مولانا عبدالرزاق فرنگی محلی کے حلقۂ ارادت میں شریک
انڈین ری پبلک کے قیام کے محرک ۱۹۲۰ء
کانگریس کے اجلاس کی صدارت
آل انڈیا حجاز کانفرنس کی صدارت
اسمبلی اور پارلیمان کی رکنیت

غزلوں کی قسمیں حسرت ہی نے متعین کیں جن میں سے ۳ سب کو یاد ہیں (حالانکہ انہوں نے بتائی ۹ ہیں) عاشقانہ، عارفانہ اور فاسقانہ۔ نثر اسوا ہے۔ شرح دیوانِ غالب، اور خود کے کلام کے دیباچے لکھے۔

⁂

یہ فہرست نامکمل ہے (کیونکہ میرا علم ادھورا ہے) اسے مضمون سمجھا بھی نہ جائے یہ تو صرف ایک کیفیت نامہ ہے، جسے انگریزی میں شاید پراسپکٹس (Prospectus) کہتے ہیں۔ نصابی کتابیں تو آپ کو خود ہی پڑھنی ہوں گی؛ اور خود ہی تصفیہ کرنا ہوگا کہ فضل الحسن، اور حسرت موہانی میں کون بڑا تھا۔

حسرت موہانی حیدرآباد میں بھی رہے (رہے سے مراد آتے جاتے رہے) اور یہیں ان سے ایک مرتبہ نیاز حاصل ہوا۔ اب سوچتا ہوں تو خود پر حیرت ہوتی ہے کہ کہاں مولانا فضل الحسن اور کہاں جامعہ عثمانیہ کا ایک معمولی (اور غیر تعلیم یافتہ) طالب علم۔ اگر وہ حسرت موہانی نہ ہوتے اور بات جامعہ عثمانیہ کے کسی مشاعرے کی دعوت نہ ہوتی تو اس عظیم شخصیت سے ملنے کی سعادت حاصل کرنا اور چند تانیے تخاطب کا "لطف اٹھانا" ناممکنات میں سے تھا۔

حسرت موہانی، حیدرآباد کے جس مکان میں ٹھہرا کرتے تھے، وہ سلے پلی میں محکمۂ آرائش بلدہ کا ایک چھوٹا سا مکان تھا (آرائش بلدہ کے مکان ہوتے ہی تھے جزرس معاش لوگوں کے لئے) جس کے دروازہ پر ٹاٹ کا ایک پردہ پڑا رہتا تھا اور بیٹھک کے لئے باہر ہی دروازہ سے لگا ایک مستطیل چبوترہ ہوتا تھا۔ اس گھر سے مسجد قریب تھی جہاں مولانا نماز پڑھنے جاتے تھے اور اسی مسجد میں انہوں نے ایک مرتبہ بقرعید کی نماز بھی پڑھی تھی۔ غالباً ۱۹۴۲ء میں اور شاید اسی سال یا اس کے آس پاس مجھے (بحیثیت معتمد بزم اردو) مولانا سے نیاز حاصل کرنے کی عزت حاصل ہوئی تھی۔ اس وقت مولانا کی عظمت کا اندازہ نہ تھا (اور اب بھی کب ہے) اردوئے معلی کا پریس ضبط کروانا انہیں گوارا تھا لیکن "باغیانہ" مضامین، اور نظمیں لکھنے والے تلمی معاونین کا نام بتانا انہیں منظور نہ تھا۔ یہ سوچ کر کر اب وائسرے سے ہاتھ بھی ملانا پڑے گا انہیں چھپ کر باہر نکل آنا

پسند تھا۔ وہ گاندھی جی کی مرضی کے خلاف سبجکٹ کمیٹی میں استقلال ہندوستان کا ریزولیشن اور علی الاعلان گاندھی جی کے خلاف سیاہ جھنڈا بلند کرتے ہیں، مولانا ابوالکلام آزاد سے الجھتے ہیں۔ نظربندی پر جیل کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ نظربندوں کے اخراجات، خیرات سے پورے کئے جاتے ہیں۔ روکھی سوکھی کھا کر گذارتے ہیں لیکن معاوضے، اور امداد قبول نہیں کرتے۔ تھرڈ کلاس میں کسی اہتمام کے بغیر سفر کرتے ہیں اپنا سامان خود اٹھاتے ہیں۔ جیل میں چکی پیستے ہیں اور جیل کے باہر خود پسے جاتے ہیں۔ طریقت اور ارادت میں اتنی لگن، اور خلوص سے کام لیتے ہیں کہ دل کی مراد غیب سے پوری ہو جاتی ہے۔ جیل میں رہ کر جی چاہتا ہے کہ کاش رہائی کی تاریخ مولانا شاہ عبدالرزاق رح فرنگی محلی کے عرس کی تاریخ سے پہلے پڑتی اور اچانک انہیں یہ حکم ملتا ہے کہ تاریخ مقررہ سے ۱۵ دن پہلے ہی رہائی مل جائے گی۔ یہ ان کی اپنی قوتِ ارادی ہے یا مرشد کی دعاؤں کا طفیل۔ یہ آسمانی باتیں ہیں۔

مولانا فضل الحسن کے معاملے میں قول و فعل کی ترکیب ہی غلط معلوم ہوتی ہے ان کا قول بجائے خود فعل تھا۔ جو کہا وہی کیا۔ یہ بوریا نشین شخص اپنے اصول کا پابند، ارادے کا پکا، اپنے قول کا سچا اور اپنی ہٹ کا پورا تھا۔ مولانا جیل میں تھے۔ ان کے والد ان کے غم میں بیمار بھی ہوئے اور وفات بھی پا گئے لیکن انہیں نہ تو بیماری کی اطلاع دی گئی نہ انتقال کی۔ مولانا کو جب کئی دن بعد خبر ملی تو اس اللہ کے بندے نے صبر ایوب تو کیا گریۂ یعقوب نہ کیا۔ رمضان کا مہینہ سحری اور افطاری

گے انتظام کے بغیر جیل میں گذارا لیکن حرفِ شکایت زبان پہ نہ آیا۔ صرف ایک شعر کہا۔ اس شخص سے چند لمحوں کی ملاقات پر کیوں فخر نہ کروں؟

حیدرآباد کے ایک مشاعرے میں (غالباً ۱۹۴۴ء) حسرت موہانی کو کلام پڑھتے اور انہیں اپنی زبان سے دوسروں کو داد دیتے سنا۔ یہ مشاعرہ پرتاپ گیرجی کی کوٹھی میں منعقد ہوا تھا۔ ان کے کلام پڑھنے اور ان کے دوسرے شاعروں کو داد دینے، دونوں ہی کے انداز میں غضب کی بے زاری تھی۔ بے دردی سے کلام سناتے اور بے رُخی سے داد دیتے تھے۔ (بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا تھا) دبی آواز سے کہتے (گویا ڈرتے ہوں کہیں شاعر سن نہ لے) یہ شعر بھی اچھا ہے۔ ہونہہ یہ بھی ٹھیک ہے۔ واہ واہ نہیں کہتے تھے۔ سوچتے ہوں گے یہ بھی کوئی طریقۂ اظہار ہے جس میں الفاظ ہی نہیں ہیں۔

مولانا فضل الحسن، ہندستان کی اس ٹوٹی پھوٹی آزادی سے مطمئن نہیں تھے اور اپنے اس خیال کے اظہار پر انہوں نے کبھی مصلحت یا مصالحت کا پردہ نہیں ڈالا۔ وہ بے باک آدمی تھے (اس طرح کے بیباک نہیں جس طرح کے آج کل پائے جاتے ہیں۔)

رہے شاعر حسرت موہانی، تو حیرت اس بات پر نہیں ہوتی کہ انہوں نے تیرہ دیوان کیسے مرتب کر لئے (جبکہ ان کی مصروفیتیں تیرہ ہزار تھیں) بلکہ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ جو جملے کے جملے قنوطیت سے لبریز اور یاسیت میں ڈوبے ہوئے شعر انہیں کہنا چاہیئے تھا، فانی نے کیوں کہے۔؟ لیکن حسرت کی شاعری کے بارے میں مجھے کچھ کہنا نہیں چاہیئے کیونکہ اس بارے میں ایسی حق بجانب باتیں کہی اور لکھی جا چکی ہیں کہ اب ان میں ایک جملے کا اضافہ بھی ــــ اور وہ بھی مجھ جیسے شخص کی طرف سے۔ اینٹی کلائمکس ہی ہو سکتا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔۔۔ ہاں ۵، ۶ شعر سنانے میں کوئی حرج نہیں۔

حسرت اپنی غزلوں میں نہایت ہی مخلص، بے ریا، بے تکلف بلکہ دھڑک عاشق ہیں اور انہیں وہ سب کچھ یاد ہے جو ہر شریف آدمی کے ساتھ نوجوانی میں ہوا کرتا ہے (لیکن ایسا معاشقہ نہیں جس کی بارات نکالی جائے)

چاہا تھا کہ پھر ان کو نہ چھیڑیں گے، پر چھیڑا
خواہش کوئی تم بھی ان سے نہ کرنی تھی مگر کی

کرم کے دو شعر

پہلے تو کرم خود ہی کیا تم نے پھر اب کیوں
آنکھوں سے لگی اشک ندامت کی جھڑی ہے

پر فرمایا ہے

بولے تو یہ بولے وہ تقاضائے کرم پر
یوں ہی سہی اچھا، نہ کیا ہے نہ کریں گے

سوال کرتے ہیں

ہم کیا کریں اگر نہ تری آرزو کریں
دُنیا میں اور بھی کوئی تیرے سوا ہے کیا

اور وہ چپکے چپکے والے شعر تو رہ ہی گئے

تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بیباک ہو جانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ اُنگلی دبانا یاد ہے
کھینچ لانا وہ مرا پردے کا کونا دفعتاً
اور دوپٹے سے ترا وہ منہ چھپانا یاد ہے

حسرت موہانی کی یہ غزل ۱۹۱۶ء کی کہی ہوئی ہے جب وہ ۳۸ برس کے تھے لیکن جو باتیں غزل میں بیان کی گئی ہیں۔ ظاہر ہے وہ بہت پہلے کی ہیں۔

حسرت موہانی اپنے وقت کے مقبول ترین شاعر تھے اور غیر منقسم ہندوستان کے کوئی ۵۰ سے زائد اخبارات و رسائل میں ان کا کلام بالالتزام شائع ہوتا تھا۔ کلیاتِ حسرت موہانی میں اتفاق سے ان کی غزلوں کی ولادت کی تاریخوں کے علاوہ ان رسائل اور اخبارات کے نام بھی ہیں جن میں وہ چھپی ہیں۔ ان رسائل اور اخبارات میں زمانہ، زمیندار، جامِ گیر، معارف، ہمدم، نگار، عصر جدید، نظارہ، نظام المشائخ، البرید، الناظر، خلافت، ترچھی نظر، کے علاوہ مالیگاؤں اور پونا کے معیارِ سخن اور گلزارِ سخن بھی شامل ہیں۔ (مالیگاؤں تو خیر ٹھیک ہے لیکن پونا سے ایک اردو جریدے کی اشاعت اس زمانے میں حیرت اور خوشی دونوں کا باعث ہے)۔

آواگان کے ہم قائل نہیں ہیں لیکن جی چاہتا ہے کہ مولانا فضل الحسن حسرت موہانی جیسے شخص اور شاعر کی دوبارہ آمد ہو جس نے کہا تھا۔

رائیگاں حسرت نہ جائے گا مرا مشتِ غبار
کچھ زمیں لے جائے گی، کچھ آسماں لے جائیگا

ڈاکٹر محمد یسین قدوسی
نیا بازار۔ کامٹی

مرحوم عبدالستار فاروقی اور ان کی اُردو خدمات

(پیدائش :- ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۵ء ★ رحلت :- ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۹ء)

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کا جلسہ تقسیم انعامات ۲۲ر جون ۱۹۷۷ء کو بھولا بھائی دیسائی آڈیٹوریم بمبئی میں منعقد ہوا تھا اس موقع پر جو معلوماتی کتابچہ شائع ہوا تھا اس میں عبدالستار صاحب فاروقی کا تعارف شائع ہوا تھا جس میں درج ہے کہ....

"جناب عبدالستار صاحب فاروقی، مُدیر الفاروق و سابق ایم۔ ایل۔ اے کی شخصیت خصوصاً علاقہ ودربھ اور عموماً مہاراشٹر میں جانی پہچانی ہے۔ آپ کا آبائی وطن کامٹی ضلع ناگپور ہے اور یہیں آپ ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدا سے ہی لکھنے اور پڑھنے کا شوق غالب رہا اور آپ ایک کامیاب صحافی بن کر دیکھتے ہی دیکھتے آسمانِ صحافت پر چھا گئے اور آپ کے ہفت روزہ الفاروق ویکلی کا دور دور تک چرچا ہونے لگا۔ آپ ہمیشہ علمی اور ادبی سرگرمیوں اور محفلوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ مذہب سیاست، اخلاقیات، شعر و شاعری اور تاریخ کے مطالعہ میں آپ خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی ذاتی لائبریری الفاروق لائبریری میں مختلف علوم و فنون پر نادر اور نایاب کتابیں محفوظ ہیں۔ اسلامی ادبیات پر ایران کا اثر آپ کی یہ کتاب کئی سالوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی دوسری دو کتابیں بھی ہیں جو زیورِ طباعت سے فی الحال محروم ہیں ایک کتاب مارکوپولو کی یادداشت سیاحت ہے دوسری ہمعصرانِ مارکوپولو پانچ نایاب سفرناموں کا مجموعہ ہے۔"

*

مرحوم عبدالستار فاروقی نڈر صحافی اور اردو کے پُر وقار ایڈیٹر تھے۔ ان کا علمی و ادبی ذوق اور خدمات کا اندازہ ان کے اخبار "الفاروق" کے فائلوں کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے جو آج بھی ملک کی مختلف لائبریریوں اور لوگوں کی ذاتی تحویل میں ہے۔

سرزمین مہاراشٹر صدیوں سے اُردو ادب کا گہوارہ رہی ہے۔ بمبئی، اورنگ آباد، مالیگاؤں، ایلچپور، یا اچل پور، امراؤتی، ملکاپور، لاپور، دھولیہ، بیڑ، عثمان آباد اور کامٹی ناگپور کی تاریخ اردو کے خدمت گاروں سے بھری پڑی ہے۔ ان علاقوں کے ادیب، شاعر، مصنف، مقرر، مفسر اور صحافی اپنا اپنا مقام رکھتے ہیں۔ روزنامہ ہفت روزہ، پندرہ روزہ اخبارات، ماہنامے اور سالانہ جریدے آج بھی مہاراشٹر کے مختلف علاقوں سے شائع ہوتے ہیں اردو کی ترویج اور ترقی میں مہاراشٹر کا سب سے اہم مقام ہے۔ مرحوم عبدالستار فاروقی بھی اسی صوبے سے تعلق رکھتے تھے جو کبھی وسط ہند برار کہلاتا تھا پھر صوبہ بمبئی اور آج مہاراشٹر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

فاروقی صاحب کا مطالعہ وسیع تھا۔ علمی و ادبی و تاریخی تحقیقی ذہن نے آپ کو کامیاب صحافی بننے میں بڑی مدد دی۔ دہلی میں رہ کر، دیوان سنگھ مفتون کے زیر سایہ صحافت کی منزلیں طے کیں۔ مفتون مرحوم کا اخبار "ریاست" اپنے دور کا ملک گیر اہمیت کا اخبار تھا۔ اسی انداز پر فاروقی صاحب نے الفاروق جاری کیا جو ان کی محنت اور لگن سے برسوں جاری رہا اور ملک کے مختلف علاقوں کو ایک دوسرے سے قریب کرنے میں اہم رول ادا کرتا رہا۔ اسی اخبار کے ذریعہ بے شمار شاعر، مصنف اور ادیب اور اردو کی علمی و ادبی سرگرمیوں اور واقعات کی صحیح تصویر ملک کے سامنے پیش ہوتی رہی۔ الفاروق کا معیار مقصدی اور تعمیری تھا۔ حیدرآباد دکن ہو یا بالاپور ایلچپور صوبۂ سرحد ہو یا دہلی، بہار، یوپی، کلکتہ ہو یا بمبئی کی ریاست الفاروق کے خریدار ہر علاقے میں موجود تھے۔ آپ نے صحافت کو عزت و احترام کا درجہ دیا اور خود بھی اسی عزت و احترام کی دولت سے سرفراز رہے۔

الفاروق کے محاسن پر اجمالی نظر ڈالیں تو بہت سی اہم باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ مرحوم عبدالستار فاروقی نے نو مشق شعراء کے کلام کو اپنے اخبار میں جگہ دے کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور یہ غیر معروف شعراء آگے چل کر اردو شاعری میں مثل ماہتاب بن کر چمکے۔ مختلف اہم موقعوں پر عوامی مقبولیت کے خصوصی شمارے یا نمبر بھی اسی اخبار کے شائع ہوتے رہے جن کی آج بھی بڑی اہمیت ہے ان میں ۱۹۴۲ء کا الفاروق کا یادگاری اقبال نمبر قابل ذکر ہے جس میں ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ کا خطبۂ صدارت، جو انہوں نے ناگپور میں دیا شامل ہے۔ معاشی اعتبار سے پست اور سہولیات سے محروم طبقہ کے مسائل متعلقہ دفتر یا حکومت تک پہنچانے میں الفاروق پیش پیش رہا۔ جس پر فوراً دھیان دے کر حل طلب مسائل کو اولیت دی جاتی۔ اہم قومی مسائل اور غیر ملکی حالات پر شذرات و اداریہ لکھ کر حقائق کی عکاسی کی جاتی۔ ادبی معلوماتی اور تاریخی مضامین بھی علاقائی ادب اور حالات کو پیش کرتے ہیں۔ ایسی ہیئت کے مضامین بھی اس الفاروق میں آج بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ جو ریسرچ اسکالرس کے کام میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں اردو اخبارات آج بھی تصویروں کی اشاعت کے سلسلے میں پچھڑے ہوئے ہیں لیکن الفاروق میں بڑی جاذب نظر تصویریں آتی ہیں۔ مقامی اہمیت کی نظمیں جہاں اس اخبار میں ملتی ہیں وہیں قومی واقعات اور حادثات پر بھی ملتی ہیں۔ مہاتما گاندھی کی وفات پر حکیم عزیز قدوسی صاحب اور حافظ مضطر صاحب کی نظمیں اردو ادب کا لازوال حصہ ہیں جو الفاروق میں محفوظ ہیں۔

اخبار یا صحافت سے ہٹ کر فاروقی صاحب اردو کے کاز سے ہمیشہ سرگرم رہتے۔ ادبی انجمن ہو یا مشاعرہ یا کانفرنس، ایسی مجلسوں اور انجمنوں میں نمایاں حصہ لیتے اور اردو کے موقف کو صحیح سمت عطا کرتے۔ جولائی ۱۹۴۴ء میں اردو کانگریس حیدرآباد میں بطور خاص شریک ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں انجمن اشاعت اردو ناگپور کا قیام عمل میں آیا۔ آپ بھی اس کے کرم فرماؤں میں تھے ادبی مذاق اور ذوق شعری، عنایت اور ہمدردی جو اس انجمن کو حاصل ہوئی فاروقی صاحب کے علاوہ نواب غازی، منظور حسین شورؔ، ناطق گلاؤٹھی، مانک لال بہاری، رام ناتھ رنگینؔ اور ہدایت اللہ بارایٹ لا جیسے لوگ شامل تھے۔

فاروقی صاحب آسان زبان میں محو گفتگو ہوتے۔ لکھتے، اور پسند کرتے جو ہماری زبان کی مقبولیت کے لئے ضروری ہے ان کی درج ذیل تحریر پر ہم مضمون ختم کرتے ہیں جو ان کے پر شکوہ انداز پر روشنی ڈالتی ہے۔

"در حقیقت کامٹی انگریزوں کا ایک نوآباد شہر ہے۔ کنہان ندی کے اس پار بھونسلہ شاہی دور کی کامٹی ہے جو اب پرانی کامٹی کہلاتی ہے۔ کامٹی کے دوسرے کنارے پر ریلوے لائن کی طرف انگریزوں نے اپنی فوجی چھاؤنی اٹھارویں صدی کے آغاز میں بنائی۔ چھاؤنی کے ساتھ صدر آباد ہونے لگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے یہاں اچھی خاصی فوج تھی جس میں مدراس کے مسلمان فوجی زیادہ تھے ان کی آل اولاد صدر میں آباد ہونے لگی اس کے بعد گردش لیل و نہار کے ستائے ہوئے آفت کے ماروں کا ایک قافلہ یوپی سے آیا اور ان فوجیوں کے اڑوس پڑوس میں آباد ہونے لگا یہ قافلہ زیادہ تر فن کاروں اور محنت کشوں کا تھا جو تلاش معاش میں یوپی سے چل پڑا تھا۔۔۔"

(تجلیاتِ انور ۱۹۷۱ء)

●●●

تبصرہ

تبصرہ نگار
★
ریاض احمد خاں

تقریر و تعبیر

مُصنف :- محمد ہدایت اللہ
ملنے کے پتے :- مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ - نئی دلی ۲۵
مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ - جے جے اسپتال بمبئی ۳

"تقریر و تعبیر" محمد ہدایت اللہ، نائب صدر جمہوریۂ ہند کی مختلف چودہ تقاریر کی کتابی شکل ہے۔ کچھ تقاریر اردو زبان، اُردو کا ماضی و حال، ادارۂ ادبیات اُردو، پر اور بیشتر ملک کے نامور شعراء غالب۔ حسرت موہانی، بہادر شاہ ظفر پر مبنی ہیں۔ سرسید احمد خاں کے یوم پیدائش پر منشی پریم چند کے جشن صد سالہ پر اور گرو نانک کے ۵۰۰ سالہ جشن پر جو تقاریر کی گئیں تھیں وہ بھی اس کتاب میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ عنوان ایسے بھی ہیں۔ مشاعرے ـ کل اور آج، اُردو شاعری کی عظمت رفتہ، اردو کا ماضی و حال... چند سوال، غالب کی عظمت کے چند پہلو"

سخنہائے گفتنی میں ہدایت اللہ صاحب اور ان کے خاندان کی علمی و ادبی خدمات کا ذکر ہے جس سے قارئین کو اپنے نائب صدر کے بارے میں نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ سخنہائے گفتنی میں ذکر ہے "محمد ہدایت اللہ کے آباؤ و اجداد بنارس میں سکونت پذیر تھے ان کے دادا سیہور آئے اور پھر ناگپور منتقل ہوئے جہاں سے محمد ہدایت اللہ کی تعلیم و ادبی خدمات کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک خاص بات جو پڑھنے میں آئی وہ یہ کہ محمد ہدایت اللہ کے والدِ بزرگوار محمد ولایت اللہ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ مغربی تعلیم پر بھی پوری پوری دسترس رکھتے تھے۔ اور شاعری میں بھی بلند درجہ رکھتے تھے۔ نیز یہ کہ مولانا حالی سے اپنی نظموں پر اصلاح لیتے تھے۔ حالی کے انتقال کے بعد وہ سائل دہلوی سے اصلاح لینے لگے۔ حالی اور سائل سے اصلاح لینے والا یقیناً بلند پایہ شاعر ہی ہو سکتا ہے۔"

ان تقاریر کو پڑھنے کے بعد عام طور سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ سرزمین ہند پر جنم لینے اور پروان چڑھنے والی اِس زبان کا مستقبل تابناک ہے اور وہ وسوسے یا خیالات جو اس زبان کے مستقبل کو تاریک گردانتے ہیں، غلط ہیں۔ ہماری اُردو شاعری پر بھی جیسا کہ ہوتا چلا آیا ہے، غیر ملکی شاعری و غیر ملکی طرزِ فکر کا اثر ضرور پڑا مگر وہ اثر وقتی تھا۔ اپنی تقریر "اُردو مشاعرہ، لال قلعہ دہلی جو کہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۱ء میں محمد ہدایت اللہ نے اس ضمن میں علامہ اقبال، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، فیض احمد فیض، فراق گورکھپوری، آنند نرائن ملا اور تلوک چند محروم کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ شعراء انگریزی داں بھی تھے۔ ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں بھی حاصل کر چکے تھے مگر انہوں نے اپنی شاعری کا معیار برقرار رکھا اور مغربی تعلیم کے اثر سے بھی پاک رکھا۔

تقریر و تعبیر نہایت ہی مستند کتاب ہے۔ جس کے پڑھنے کے بعد اُردو کا تابناک مستقبل نظر آنے لگتا ہے۔

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نے بڑے سلیقہ سے اس کتاب کو عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ خوبصورت اور غلطیوں سے پاک کتابت، جاذب نظر سرورق اور عمدہ کاغذ کے استعمال نے اس کتاب کی اچھائیوں کو اُجاگر کر دیا ہے۔ پندرہ روپے میں یہ کتاب مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دلی ۲۵، اور اس کی دلی، علی گڈھ اور بمبئی شاخوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

مُراسلت و ترسیل زر

کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ کے یا خط کے اُوپری حصہ پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمائیے
اپنا پن کوڈ نمبر اور پتہ ہمیشہ صاف صاف لکھئے
منی آرڈر کوپن پر سابقہ نمبر خریداری یا اپنا پورا نام پتہ ضرور تحریر فرمائیے۔ بشرط ممکن اپنا نام، پتہ اُردو کے ساتھ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی لکھ دیجئے۔

(ادارہ)

مزدور

سید اظہر حسین ہاشمی
نعمت اللہ روڈ، امین آباد، لکھنؤ

کی محنت بھی اور کچھ نہ ملا دل خستہ بھی ہے حیران بھی ہے
گھر خالی ہاتھ آنے والا مزدور بھی ہے انسان بھی ہے

دن رات مصیبت سہتا ہے تیوری پہ مگر آتا نہیں بل ،
لرزاں ہے جو دل خوفِ حق سے اس دل میں مگر ایمان بھی ہے
ہیں بیوی بچے اس پہ فدا ہے جھونپڑا گویا قلعہ اس کا ،
سمجھے ہیں جسے سب دستِ نگر مجبور بھی ہے سلطان بھی ہے

کرتہ ہے پھٹا، تہمد ہے پھٹی ہے پاؤں پہ ڈھیروں گرد اٹی
سوکھا ہے بدن آنکھیں ہیں دھنسیں ہے شبہ کہ اس میں جان بھی ہے
جب بوجھ گٹھری اٹھ نہ سکی تیورایا اور غش کھا کے گرا ،
اللہ ترا بندہ بھی ہے یہ دُنیا میں ترا مہمان بھی ہے

اکثر یہ ہوا چولہا نہ جلا کچھ بھی نہ ملا فاقہ ہی رہا
اس پر بھی یہی مُنہ سے نکلا شکر اس کا ہے اور احسان بھی ہے
ناداری و ذلت نکہت و غم ہیں بیوی بچے جان سے تنگ
ہیں صورتیں مرنے کی بھی یہی جینے کا یہی سامان بھی ہے

بیمار پڑا ہے لختِ جگر درد و قلق کا یہ منظر
معصوم صفت کی صورت پر ہے دل بھی تصدق جان بھی ہے
جب پیٹ کو بھی روٹی نہ ملے کپڑا نہ ملے اور تن نہ ڈھکے ،
مایوس نہ کیوں پھر ڈوب مرنے کا ہر اک سامان بھی ہے

سردی میں ٹھٹھرتا رہتا ہے ہر رات بسر یوں کرتا ہے
اے اہلِ دولت غور کر دیں یوں جینے کا امکان بھی ہے
بستر ہے زمیں تکیہ کے عوض ہاتھ اپنے سرہانے رکھتا ہے
دیکھو تو غریب اس دنیا کا انسان بھی ہے حیران بھی ہے
کس سے کروں شکوہ اے اظہر یہ حال ہے اہلِ دولت کا
جھوٹوں بھی نہ پوچھا مفلس سے کیوں تجھ کو کوئی ارمان بھی ہے

دہقاں
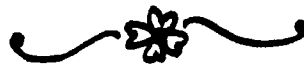
• سیّد اعجاز حسین جوشؔ
رشید اسٹوڈیو، نہرو چوک
یوت محل ۴۴۵۰۰۱

ایک دہقاں کھیت میں لوہے کا ہل لیکر چلا
راستے میں کوئی شاعر اس سے یوں گویا ہوا

اے زمیں کی چھاتیوں کو چیرنے والے بتا
یوں پسینے سے زمیں کو سینچنے والے بتا
اپنی محنت خون کر کے بیچنے والے بتا

یہ زمیں دیوی ہے میری میں پجاری خستہ حال،
دُکھ میرے انمول ہیں محنت ہے میری بے مثال
جب اُٹھیں آہیں میری تو بن گئیں کالی گھٹا
جب بہے آنسو میرے تو جھوم کر برسی گھٹا

لیا یوں محنت سے زمیں سونا اگل دیگی تیری
تا ہے جسکے لئے قسمت بدل دیگی تیری
ب تلک یوں ہڈیوں کی راکھ کرتا جائیگا
پنی نسلوں کو یونہی برباد کرتا جائے گا،

پیرہن بچوں کے میرے برگ کی صورت اُگے
اوڑھنی میرے دُلہن کی دے گئی پھولوں کو رنگ
پھول میں خوشبو ہے جو وہ دُخترِ دہقاں کی ہے
پیڑ پودوں کو جوانی اور بہاروں کو شباب
اِن جواں جسموں کی جا کے بھر گئی پھل میں مٹھاس
اِس طرح سے ایک دہقاں پالتا ہے دیش کو

مسکرایا وہ کساں کہنے لگا پھر شان سے
میرا سپنا جھونپڑی ہے محل سے مطلب نہیں
سرمایہ داری اور تجارت یہ میرا مذہب نہیں
میں جو محنت بو کے فاقے کاٹ لیتا ہوں اگر
میری محنت کا صلہ جو کچھ بھی ہو یہ کم نہیں
پیٹ بھر لیتے ہیں انساں جھوم لیتی ہے زمیں

اِس زمیں پر رہنے والوں سے بھی تم کرنا سوال،
کیا کبھی نے اپنی ذمہ داری کا یونہی رکھا خیال
ہم کو راحت جو نہیں ہے اسکے ضامن ہیں وہ لوگ
نہ وطن کا درد جن کو نہ غریبوں کا ملال
اپنے سکھ کے واسطے جینا کریں سب کا محال

ان داتا ہوں وطن کا فخر یہ کچھ کم نہیں،
مجھ کو خود یہ ناز ہے بربادی کا کوئی غم نہیں
دوسروں کو مار کے جیتے ہیں جو وہ ہم نہیں

"وہ ہم نہیں"

---- ❦ ----

مومن خاں شوقؔ
اشرف ولا ۲۳-۷-۲۷-۱۱
ملے پلی۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

•

بہارِ بے خزاں ہے عید کا دن
گلوں کا کارواں ہے عید کا دن
مسرت رقص فرما ہر طرف ہے
نشاطِ جاوداں ہے عید کا دن

•

روزِ روشن بہارِ صبحِ عید
روزہ داروں کو رحمتوں کی نوید
چاند کو ہم نے یوں بھی دیکھا ہے
چاند کی دید اپنے یار کی دید

•

تمنا کی نئی تمہید ہوگی
خدا کی رحمتیں ہیں عید ہوگی
ذرا بادل ہٹے اور چاند نکلے
ہماری آپ کی بھی دید ہوگی

•

★ حکیم رازی ادیبی
۵۷۲، ساچاپیر اسٹریٹ
پونے - ۱

ایک ہیجان سا ابروں میں ہوا پانی پر
اُن کی زلفوں کی جو لہرائی گھٹا پانی پر

اشک پلکوں پہ مری یاس کا ایسے ٹھہرا
جیسے جلتا ہو سرِ شام دیا پانی پر

فرق نقطے کا ملا رحمت و زحمت میں مجھے
موت اور زیست کا عقدہ جو کھلا پانی پر

اور ہی کچھ ہیں شرافت کے تقاضے ورنہ
آگ لگ سکتی ہے پھونکوں جو دعا پانی پر

کشتیاں آج بھی پاتی ہیں کنارے اپنے
اب بھی باقی ہے مرا نقشِ وفا پانی پر

حسرت و یاس کا شیرازہ جو بکھرا ایسے
جیسے رکھی گئی حسرت کی بنا پانی پر

دائرا، دائرا اک خواب سجایا تھا مگر
منتشر ہو گیا پتھر جو چلا پانی پر

موج در موج زیارت کو چلی آتی ہے
نام رازی کا کسی نے جو لکھا پانی پر

★ محمد عثمان اوج اعظمی
خیرآباد، اعظم گڈھ (یوپی)
۲۶۱۱۳۱

آشیاں کے لئے ہم چن کے جو لائے تنکے
برقِ سوزاں نے کئے خاک انہیں گن گن کے

تم جواں ہو تو ضعیفوں کا اڑاؤ نہ مذاق
اے جوانو! تھے کبھی یہ بھی تمہارے سن کے

یہ وہی حسن کے پیکر ہیں سبق لو ان سے
آئینے بھی نہ ٹھہرتے تھے مقابل جن کے

اپنوں بیگانوں کے غم اہلِ زمانہ کے ستم
مجھ پہ احسان و کرم ہیں نہیں گن گن کے

اشکِ شبنم بھی ہے پھولوں کی ہنسی میں شامل
حسنِ ظاہر پہ ملمعے ہیں غمِ باطن کے

وقت ہر شخص کے چہرے سے الٹتا ہے نقاب
راہزن رات کو ہو جاتے ہیں رہبر دن کے

سادگی حسنِ تغزل میں ملی اوج مجھے
میں نے جب غور سے اشعار پڑھے مومن کے

• قتیل راجستھانی
۴۰۰۔ ایس۔ وی۔ پی۔ روڈ
بوریولی۔ ویسٹ۔ بمبئی ۱۰۳

★

ہم نے تیرے لئے وفا دشمن
اک زمانہ بنا لیا دشمن

روز لے جائے بے وفا کی گلی
دل سا ہوگا نہ دوسرا دشمن

کاش تم چلتے ساتھ ساتھ میرے
اور حسرت سے دیکھتا دشمن

ہو سکے تو ملو کہیں چھپ کر
یہ زمانہ ہے پیار کا دشمن

یار کا دوست، دوست ہوتا ہے
اور دشمن ہے یار کا دشمن

اس کو کیا قدرِ دوستی معلوم
جس کا کوئی نہیں رہا دشمن

اے قتیل اس سے ہوشیار رہو
دوست بنکر جو بن گیا دشمن

★ سید ضیاء الدین ضیا کھنڈوی

بکھرے ہوئے ہیں ہر طرف سامانِ تفریحات بھی
رکھی ہے میرے سامنے فہرست ممنوعات بھی

دیکھی گئی ہے اسطرح سفاکئ حالات بھی
جلتی رہیں آبادیاں ہوتی رہی برسات بھی

جانے نظر آتی ہے کیوں ہر چیز اسے چھوٹی بہت
وہ ایک قد آدر سہی لیکن ہے کم اوقات بھی

ہے زیست کے انداز میں گنجائش ردّ و بدل
اصلاح کے قابل بھی ہے محتاجِ ترمیات بھی

کچھ پھول تو بکھرے ہوئے ہوں گے نہ راہ شوق میں
در پیش آسکتے ہیں اے یارو کئی خطرات بھی

میں نے بتایا جب اسے شہرِ مسرت کا پتہ
کہنے لگا اس راہ میں ہے وادئ ظلمات بھی

سنتا ہوں میں اک شخص جو ملتا ہے اپنوں کیطرح
عائد کرے گا مجھ پہ وہ اک فردِ الزامات بھی

تم بھی ضیا کرنے لگے ہو آئینہ سے مشورہ
ہم تو سمجھتے تھے تمہیں ہوگا شعورِ ذات بھی

○

★ اختر شاہجہاں پوری

محمد زگین چوپال، شمسی خاں کا پل
شاہجہاں پور (یوپی)

اک نیا اس نے یہ موضوعِ سخن کھولا ہے
ہے اسیر دل پہ قفس بند چمن کھولا ہے

دل کا ہر زخم سلیقے سے سجا کر ہم نے
پے نظارگئ اہلِ وطن کھولا ہے

ایک خوشبو ہے بسی جاتی ہے جو سانسوں میں
زلف کھولی ہے کسی نے کہ بدن کھولا ہے

اس پہ نازاں ہیں ماضی کی گریزاں کچھ لوگ
ہم نے کیوں مدرسۂ فکر کہن کھولا ہے

اس نے یہ سوچ کے ہر بند قبا کو اپنے،
کھل نہ جائے کہیں سانسوں کی تھکن کھولا ہے

سادہ دل تم سا بھی کوئی نہیں ہوگا اختر
تم نے کس کے لیے گنجینۂ فن کھولا ہے

○

• رفیق سراجی

پٹوا پورہ - آکوٹ،
ضلع اکولہ - مہاراشٹر

دل و نظر کو ذرا بیقرار ہونا تھا،
نگاہِ ناز کو با اختیار ہونا تھا

تڑپ تڑپ کے سسکنا تھا عمر بھر کیلئے
کچھ اس طرح سے ترا انتظار ہونا تھا

نہ غم کا کوئی مداوا نہ تشنگی کا حل
شرابِ عشق کو تا حق خمار ہونا تھا

نہ تابِ ضبط و تحمل نہ طاقتِ گریہ
طبعِ حزیں کو مگر اشکبار ہونا تھا

طرح طرح کے جتن ہم نے کر کے دیکھا رفیق
دل و دماغ میں اک انتشار ہونا تھا

○

جہیز مخالف شعور بیدار کیا جائے ۔ وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے جہیز کی مخالفت اور عورتوں کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کی مذمت کے لئے عوام کے سماجی شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس قسم کی سماجی برائیوں کو دور کرنے کے لئے وضع قوانین اور ان کا نفاذ کافی نہیں ہے۔

آپ سنٹرل سوشیل ویلفیر بورڈ کی ایما پر " ریاستی سماجی بہبود مشاورتی بورڈ کی جانب سے ۵ جولائی کو منترالیہ میں رضاکارانہ اقدامی کمیٹی برائے خواتین " کا افتتاح کر رہے تھے۔

وزیر اعلیٰ نے مزید کہا کہ جہیز کو فرد کے سماجی رتبہ کی علامت سمجھنا ایک غلط اور غیر انسانی تصور ہے۔ یہ رسم قبیح صرف غریبوں میں ہی نہیں بلکہ خوش حال گھرانوں میں بھی رائج ہے۔ آپ نے کہا کہ اس غیر انسانی رسم کے خاتمے کے لئے جہیز لینے والوں اور دینے والوں دونوں کا سماجی بائیکاٹ کیا جانا چاہیئے۔

شری پاٹل نے امید ظاہر کی کہ مذکورہ بیورو اس مسئلے کا مناسب حل تلاش کر سکے گا نیز عورتوں اور بچوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے تدارک کے لئے موثر اقدامات کرے گا۔

شریمتی پرتیبھا پاٹل وزیر برائے سماجی بہبود نے کہا کہ حکومت نے ہمیشہ عورتوں کے مسائل پر ہمدردی سے غور کیا ہے۔

شریمتی سوشیلا روہتگی چیئرمین سینٹرل بورڈ نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ مہاراشٹر ملک کی ۱۷ ویں ریاست ہے جہاں ایسا رضاکارانہ بیورو قائم کیا گیا ہے۔

بیورو کی مرکزی کمیٹی ۲۵ اراکین پر مشتمل ہوگی۔ ضلع واری سطح پر ایک ضمنی کمیٹی قائم کی جائے گی۔ شہر بمبئی میں رضاکار تنظیموں کے تعاون سے ۱۰ تا ۱۵ زونل مراکز قائم کئے جائیں گے۔

شریمتی الو چیئر ایم ایل سی اور چیئرمین ریاستی سماجی بہبود بورڈ نے وزیر اعلیٰ کو یقین دلایا کہ بیورو اپنے قیام کے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔

تفریحی ٹیکس کی معافی ختم

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں فوری طور سے ہندی فلم " وجیتا " کی نمائش پر سے تفریحی ٹیکس کی معافی واپس لے لی۔

وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے متاثرین کی امداد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۸ جون کو وزیر اعلیٰ فنڈ سے ۳۶،۵۰۰ روپے بطور امداد منظور کیا ہے جو ضلع لاتور کے تعلقہ اوسا کے تلانی گاؤں میں ۱۷ جون کو کنوئیں کی کھدائی کے دوران ہلاک ہونے والے ۱۳ مزدوروں کے اہل خاندان اور علاج کے لئے آٹھ دیگر زخمی مزدوروں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

ہر خاندان کو ۲۵۰۰ روپے اور ہر زخمی مزدور کو ۵۰۰ روپے دیئے جائیں گے۔ ضلع کلکٹر کو رقم تقسیم کرنے کے لئے چیک روانہ کر دیا گیا ہے۔

شری شیواجی راؤ نیلانگیکر وزیر آبپاشی نے گاؤں کا دورہ کر کے وزیر اعلیٰ کو حالات سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں آپ نے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے فوراً رقم دینا منظور کی۔

پسماندہ طبقات کے امیدواروں کیلئے آسامیاں مختص

حکومت مہاراشٹر نے پسماندہ طبقات کے لئے محفوظ درجہ سوم و چہارم کی آسامیوں پر تقرری کے لئے پسماندہ طبقات کے امیدواروں کے نام رجسٹر کرنے اور دفتر روزگار کو ان کے ناموں کی سفارش کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو ٹرائبل ڈیولپمنٹ کارپوریشن ناسک کے اختیارات منظور کئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ آسامیاں مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن کے حلقہ اختیار میں نہ آتی ہوں۔

حکومت نے اس سے قبل اسی حصول مقصد کے لئے پسماندہ طبقات کے تین اداروں کو منظوری دی ہے۔ چنانچہ حکومت نے دفاتر روزگار کو ہدایت دی ہے کہ ضلع واری سطح پر امیدواروں کی تقرری کیلئے مذکورہ اداروں کو اپنی ضروریات سے آگاہ کریں۔

مکانات کیلئے ہر ضلع میں مالی امداد باہمی دفاتر
شری ویلاس راؤ دیشمکھ

بھنڈارا ۔ شری ویلاس راؤ دیشمکھ نے ۲۷ جون کو مہاراشٹر کوآپریٹیو ہاؤسنگ اور فنانس سوسائٹی کے ضلع دفتر کا افتتاح کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ دیہی علاقوں میں رہائشی مکانات کے مسئلے کے حل کے لئے ضلع میں مذکورہ سوسائٹی کے دفاتر قائم کئے جائیں۔

تقریب کی صدارت کے فرائض شری سومن کمار دیشمکھ صدر سوسائٹی نے انجام دیئے۔

اس موقع پر شری دلیشمکھ کے ہاتھوں، اکو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹیز میں ۴۵ء۵ لاکھ روپے بطور مالی امداد تقسیم کئے گئے۔
اتور اور بھنڈارا اضلاع میں ایسے دفاتر پہلے ہی قائم ہو چکے ہیں۔
ب پوتھا دفتر جلد ہی چندرپور ضلع میں قائم ہونے والا ہے۔
شری این۔پی ماسنے ضلع بھنڈارہ شاخ کے ممبر نے شکریہ کی رسم ادا کی۔

غیر قانونی طبی ادارے ـ طلبہ کو آگاہی

حکومتِ مہاراشٹر طلبہ کو غیر قانونی طبی اداروں کے ی کورسوں اور ان کی جانب سے تفویض کی جانے والی بوگس ڈگریوں در ڈپلوما کے خلاف آگاہ کرتی ہے۔ یہ غیر قانونی ادارے ایلوپیتھی، آیورویدہ، ہومیوپیتھی اور یونانی طریقۂ علاج میں کورس منعقد کرتے ہیں۔ طلباء کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ایسے غیر قانونی اداروں کی ڈگریوں اور ڈپلوما کی بنیاد پر ان کا نام بطور میڈیکل پریکٹیشنر رجسٹر نہیں کیا جاسکتا نیز یہ کہ ان ڈگریوں کی بنیاد پر طبی پیشہ اختیار کرنا مہاراشٹر میڈیکل پریکٹیشنرس ایکٹ بابت ۱۹۸۱ء کے تحت قابلِ دست اندازی پولس جرم ہے۔
ذیل میں دو ایسے غیر قانونی طبی اداروں کے نام دیئے جاتے ہیں۔ وویکانند اکیڈمی آف اکوپنچر، یوگا آیورویدا اینڈ نیچر کیئر تھانے، اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اکوپنچر اینڈ ہومیوپیتھی ناگپور

گجرات میں سیلاب سے متاثرین کے لئے جے جے اسپتال کے ڈاکٹروں کی ٹیم

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت عامہ نے ۳۰ رجون و جے۔ جے گروپ آف ہاسپٹلس بمبئی کے ۱۰ ممبران کی ایک ٹیم جس بں ڈاکٹر، میڈیکل سوشیل ورکرس اور نرسیں شامل ہیں، گجرات میں سیلاب سے متاثرین کے لئے فوری طور پر طبی راحت بہم پہنچانے کی غرض سے تشکیل دی ہے۔ یہ ٹیم ضروری دوائیوں اور دیگر سازوسامان کے ساتھ کل جوناگڑھ، ونتھالی اور پوربندر علاقوں کے لئے پرواز کریگی۔
س سلسلے میں مزید دو ٹیمیں تیار رکھی گئی ہیں۔
ٹیم کی قیادت ڈاکٹر آئی۔ایس گلڈا آر ایم او، جے۔ جے سپتال، کریں گے۔ ٹیم کے دیگر ممبران مندرجہ ذیل ہیں:۔
ڈاکٹر ایم۔جی پاٹل، لیکچرر سرجری، جے جے اسپتال۔
ڈاکٹر کے۔بی شرما، آر ایم او جے جے اسپتال۔ ڈاکٹر کے۔این۔پاٹل، آر ایم او سینٹ جارج اسپتال، آر۔جی پنڈکر، رجسٹرار تھوراسک سرجری۔ مسٹر مکند امرا، میڈیکل اسٹوڈنٹ۔ مس زین۔آر۔بلکرنی، ایم۔ایس۔ڈبلیو (اسکن) مس پوربی چکرورتی، ایم۔ایس۔ڈبلیو مس ایس۔مالی اسٹاف نرس، مس لوسی اپین، اسٹاف نرس۔

خون کے گروپ کی جانچ

نائب وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں منترالیہ میں پروگرام کا افتتاح

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے منترالیہ میں ۲ رجولائی کو خون کے گروپ کی جانچ کا پروگرام اور خاندانی منصوبہ بندی نمائش کا افتتاح کیا۔ شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے اس تقریب کی صدارت کی۔
نائب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ سرکاری ملازمین کے لئے یہ پروگرام سودمند ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ بمبئی جیسے شہروں میں ایسی طبی سہولیات ناکافی ہیں۔
شریمتی للیتا راؤ نے معمر افراد کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے خون کا گروپ دباؤ اور خون میں شکر کی موجودگی کی جانچ کروائیں۔ آپ نے بتایا کہ جلد ہی سرکاری ملازمین کے لئے خون میں شکر کی موجودگی کی جانچ کا پروگرام بھی منعقد کیا جائے گا۔
ڈاکٹر ایس۔جی دیودھرے اور ڈاکٹر لو۔ایل واگھولیکر نے خون کے گروپ کی جانچ اور عطیہ خون کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔
شریمتی شانتا شاستری سیکریٹری طبی تعلیم اور ڈاکٹر کے۔ڈی شرما ڈائرکٹر طبی تعلیم و تحقیق بھی اس موقع پر موجود تھے۔
محکمۂ صحت اور منترالیہ کرمچاری سنگھٹنا کی جانب سے مشترکہ طور پر منعقدہ اس پروگرام کے تحت ایک گشتی لیباریٹری کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

کنوؤں کی تعمیر کیلئے وزیر اعلیٰ کو ڈرل مشین کا عطیہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۵ رجولائی کو میسرز اٹلاس کوپکو (انڈیا) لیمیٹڈ کی طرف سے کنوؤں کی تعمیر کے لئے ایک ڈرل مشین بطور عطیہ قبول کی۔ مذکورہ کمپنی نے مہاراشٹر میں خشک سالی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے کنوئیں تعمیر کرنے کے لئے ایسی مشین بطور عطیہ دینے کی وزیر اعلیٰ کی اپیل کے نتیجے میں عطیہ دیا۔
میسرز اٹلاس کوپکو (انڈیا) لیمیٹڈ، بمبئی، کنوئیں کھودنے کی مشین اور دیگر آلات بنانے والی مشہور کمپنی ہے۔
کمپنی کی اس بروقت مدد سے خشک سالی علاقوں میں اس مشین سے کافی فائدہ حاصل ہوگا۔

آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک کو خراج عقیدت

وسنت راؤ نائیک نیشنل میموریل کمیٹی کے زیر اہتمام یکم جولائی کو منترالیہ میں منعقدہ ایک میٹنگ میں مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک کی یاد کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے شری نائیک کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنجہانی شری نائیک کی سالگرہ "شیتکری مہوتسو" کے طور پر منائی جائے گی۔ حکومت کی جانب سے شری نائیک کی تصویریں چھاپی جائیں گی۔ اور انہیں ضلع پریشدوں اور سرکاری دفاتر میں آویزاں کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں حکومت کے پندرہ روزہ جریدے "لوک راجیہ" کا آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک خصوصی نمبر بھی شائع کیا جائے گا۔

بحیثیت وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ نائیک کی کارکردگی کی ستائش کرتے ہوئے نائب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ شری نائیک سبز انقلاب کا تصور پیش کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے میں پیش پیش تھے۔

شری اڈک نے مزید فرمایا کہ شخصی طور پر شری نائیک ایماندار، وسیع الذہن اور نرم مزاج فرد تھے۔ ان کی یادیں ریاست کی ہمہ جہت ترقی کے لئے تندہی اور لگن کے ساتھ کام کرنے کے لئے اکساتی رہے گی۔ آپ نے ریاستی حکومت کی جانب سے نیز ذاتی طور پر بھی وسنت راؤ نائیک نیشنل میموریل کمیٹی کے لئے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

شری ایس۔ ایم۔ آئی اتیر، وزیر برائے محنت نقل و حمل اور صدر ایم۔ پی۔ سی۔ سی (آئی) نے آنجہانی شری نائیک کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شری نائیک نے ہمیشہ زراعت اور زراعت پیشہ افراد کے مفاد کو مقدم جانا۔ شری اتیر نے ریاست کے ہر ضلع میں زرعی کالج قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔

شری بی۔ این۔ بھارسکر سابق وزیر مہاراشٹر نے آنجہانی شری نائیک کی زندگی سے متعلق چند ایسے واقعات کا ذکر کیا جن سے پسماندہ طبقات سے شری نائیک کی ہمدردی اور ان کی فلاح و بہبود میں ان کی دلچسپی پر روشنی پڑتی تھی۔

شری رام سینہہ بھانوٹ نے ریاست میں ہر سال یکم جولائی کو شری نائیک کے یوم پیدائش اور ۱۸ اگست کو شری نائیک کے یوم وفات پر منائے جانے والے شیتکری مہوتسو سے متعلق تفصیلات پیش کیں۔ اس مہوتسو کے دوران شجرکاری اور خواندگی کی مہم چلائی جاتی ہے۔ اور ان موضوعات پر سمپوزیم منعقد کئے جاتے ہیں۔

شری داگھ مارے نے شکریہ ادا کیا۔

پبلک ایڈمنسٹریشن ادارے کے ذریعے انتظامیہ میں بہتری ممکن

شری رام پردھان چیف سیکریٹری حکومت مہاراشٹر نے ۲۰ جون کو انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (آئی۔ آئی۔ پی۔ اے) مہاراشٹر شاخ کی منترالیہ میں منعقدہ سالانہ اجلاس میں مذکورہ ادارہ سے اپنی وابستگی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ خصوصی طور سے کچھ ایسے انتظامی مسائل کے حل کے ذمہ دار ہیں جس میں تعاون کیلئے مذکورہ ادارہ کو بھی شریک کرنا چاہیں گے۔ آپ نے مذکورہ ادارے کے تعاون کے لئے دو وجوہات پر توجہ دلائی۔ اول انتظامیہ میں مخصوص ذی علم حضرات کی شرکت اور دوسرے اراکین انتظامیہ میں باہمی رابطہ کے علاوہ انتظامیہ کا باہری دنیا کے ساتھ رابطہ تاکہ پیچیدہ مسائل سلجھ سکیں۔

آپ نے بعض اضلاع میں انتظامی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان اصلاحات کو عام کرنے سے متعلق سیکریٹریوں سے تبادلہ خیال کیا جارہا ہے۔

آئی۔ آئی۔ پی۔ اے کے اعزازی سیکریٹری شری آر۔ سی۔ ایٹر نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔

چیف سیکریٹری نے اس موقع پر مہاراشٹر شاخ کے سالانہ جریدے "پبلک ایڈمنسٹریشن" کے خصوصی شمارے کا بھی اجراء کیا۔

شری بی۔ بی۔ پے ماسٹر نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھارتی کرکٹ ٹیم کو مبارک باد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے پروڈنشل ورلڈ کپ چیمپین شپ میں بھارت کی ویسٹ انڈیز پر شاندار فتح پر ٹیم کو مبارکباد دی اور بہترین کھیل کے مظاہرے پر ٹیم کے کپتان شری کپل دیو اور ان کے رفقاء کی تعریف کی۔

صابو صدیق پالی ٹیکنیک کی نمایاں کارکردگی

میرٹ لسٹ میں ۹ اطلبہ کی شمولیت

ایم ۔ایچ ۔ صابو صدیق پالی ٹیکنیک واقع شیفرڈ روڈ بمبئی ۸ کے ۱۹ اطلبہ نے بورڈ آف ٹیکنیکل اگزامینیشن کی جانب سے جنوری ۸۳ء میں منعقدہ انجینئرنگ کے مختلف ڈپلومہ کورسوں کے سمسٹر امتحانوں میں امتیازی نمبر لے کر بورڈ کی "میرٹ لسٹ" میں جگہ پائی ہے ۔

نہیش پربھاکر جیکبر اور شنیل پانڈورنگ کدم بالترتیب سول انجینئرنگ اور انڈسٹریل الیکٹرانک ڈپلومہ کے پہلے سمسٹر کے امتحانوں کی میرٹ لسٹ میں سرفہرست رہے ۔ نہیش نے ۸۳،۵۰٪ اور نیل نے ۸۲،۸۷٪ نمبر حاصل کئے ۔ اسی طرح موہن دھرمپال ، انڈسٹریل الیکٹرانکس کے تیسرے سمسٹر امتحان میں ۸۰،۸۲٪ نمبر حاصل کرکے سرفہرست رہے ۔

حسین ایم ہیبت اللہ نے سیول انجینئرنگ کے پانچویں سمسٹر کے امتحان میں ۸۶،۱۴٪ نمبر حاصل کرکے میرٹ لسٹ میں دوسرا مقام اور مصطفیٰ اکبر علی پاٹن والا نے پہلے سمسٹر کے امتحان میں ۸۳،۳۷٪ نمبر حاصل کرکے تیسرا مقام حاصل کیا ۔

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں ۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے " قارئین کی رائے " کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا ۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے ۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج" نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

سردار پٹیل کمیٹی نے جیجا ٹرسٹ کو ۴ لاکھ روپے بطور عطیہ پیش کیا

سردار ولبھ بھائی پٹیل صدسالہ سالگرہ تقریبات کمیٹی کی جانب سے ۲۷ جون کو راج ماتا جیجا فاؤنڈیشن کو مجوزہ اسپتال کی تعمیر کے لئے ۴ لاکھ روپے کا عطیہ پیش کیا گیا ۔

آج صبح "ورشا" پر شریمتی بکل پٹیل نے کمیٹی کی طرف سے شریمتی شالینی تائی پاٹل اسپتال ٹرسٹ کی خاص سرپرست کو یہ چیک پیش کیا ۔ اس موقع پر وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل بھی موجود تھے ۔

سروشری کپاڈیہ ۔ ٹی گودی والا ، منوہر کوتوال ، اجیت مہتہ ، ڈی ۔ وی چوپڑہ ، شمس الاسلام ، منوہر پھاٹکے ، دادا صاحب چوان ، شری مورار راؤ راتے جو کہ دونوں ٹرسٹ کے ممبر ہیں اور شری رام مہاڈک ایم ۔ ایل ۔ اے ، چیئرمین سڈکو بھی اس موقع پر موجود تھے ۔

وزیراعلیٰ سے گورنر گجرات کی ملاقات

گورنر گجرات شریمتی شاردا مکرجی نے ۲۷ جون کو وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ان کی سرکاری رہائش گاہ ورشا پر ملاقات کی ۔ اس موقع پر شریمتی شالنی تائی پاٹل بھی موجود تھیں ۔

مراٹھواڑہ میں امداد باہمی شکر کارخانوں کے تحت کاغذ کی ملیں

امداد باہمی شکر کارخانوں کے تحت مہاراشٹر میں خام مال حیثیت سے کاغذ ملیں جاری کرنے کی بابت غور کیا جارہا ہے۔ ایک اندازے مطابق ان ملوں سے ۲۳۰ ٹن کاغذ تیار کیا جائے گا جس پر لاگت کا ،ازہ ۲۲۵ کروڑ روپے ہے۔ عالمی بنک نے اس پروجیکٹ کے لئے مالی مداد مہیا کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے۔ یہ پروجیکٹ سیکوم کے ت شروع کیا جائے گا۔

مہاراشٹر کے ایک پسماندہ ضلع مراٹھواڑہ کے علاقے ںدنگ آباد میں جیکواڑی آبپاشی پروجیکٹ کے قریب اس پروجیکٹ کے لئے نہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں حال ہی میں نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک کی زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی جس میں مزید احکامات کا جائزہ لینے کیلئے ایک تکنیکی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ شری آدک وزارت صنعت کے بھی نگراں ہیں۔

یہ کمیٹی پروجیکٹ سے متعلق تمام تکنیکی امور اور قطعی لاگت کا ندازہ کرے گی۔ شری آدک نے کمیٹی کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی رپورٹ چھ ہفتوں کے اندر پیش کر دے

شری ایچ۔ اوئگم، سینیئر ٹکنیکل منیجر سیکوم کمیٹی کے منتظم ہیں دیگر ممبران سردشری بالاصاحب دِگھے پاٹل، مانک راؤ پالودکر۔ ایم۔ ایچ راٹھے چیرمین، نائب چیرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر سہکاری ساکھر کارخانہ سنگھ، ڈاکٹر آئینگر، ڈائریکٹر نیشنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن وائی۔ کے۔ شرما فاریسٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ، دہرہ دون۔ آر۔ بی اساودے منیجر ڈیپریں پیدوارا کو آپریٹیو شوگر مل۔ وی۔ پی۔ رانے، ڈائریکٹر آف شوگر مہاراشٹر اور اے۔ سی جھبیت۔ ایسٹرن پیپرز۔ کلکتہ شامل ہیں۔

اس پروجیکٹ سے متعدد فائدوں کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ پروجیکٹ کے مکمل ہونے تک بیرونی زرمبادلہ ۷۰ کروڑ روپے سا بچایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بالترتیب کم از کم ۲۰۰۰ افراد کو روز حاصل ہوگا جبکہ ضمنی ذرائع سے مزید روزگار فراہم ہونے کی توقع

شکر کے کارخانوں سے فاضل اشیاء کو کاغذ بنانے کے استعمال میں لانے پر امداد باہمی شکر کارخانوں کے کسان حصہ دار مالی فائدہ حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ ریاست کے پسماندہ ضلع اس پروجیکٹ کے قیام سے مذکورہ علاقے کی صنعتی ترقی کا بھی روشن امکان ہے۔

منترالیہ میں منعقدہ اس میٹنگ میں شری ایچ۔ جی۔ ورتک، شری بی۔ این۔ بھگوت، چیرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر سیکوم۔ شری ایم۔ آر مرا محکمہ صنعت، شری بالاصاحب دِگھے پاٹل، چیرمین سہکاری ساکھر کارخانہ سنگھ اور مختلف امداد باہمی شکر کارخانوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔

یوتھ فورم

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی، معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ، تعلیم کا فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:

ایڈیٹر 'قومی راج' نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ، مقابل منترالیہ۔ بمبئی نمبر ۳۲ ۴۰۰۰۰۰

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے حال ہی میں بیٹھ تعلقہ کے مقام نرگوڈے میں "آشرم شالہ" کا دورہ کیا۔ اس موقع پر آپ بیگم بلقیس لطیف کے ہمراہ ادیباسیوں کے روایتی لوک ناچ سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۱۶ر جون کو بمبئی میں منعقدہ ایک میٹنگ میں حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ یہ میٹنگ ادیواسیوں کے مسائل پر غور و خوض کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ اس موقع کی تصویر میں شری سروپ سنگھ نائیک وزیر سماجی بہبود اور وزیر مملکت شری اے۔ٹی پوار بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۵ رجون کو باندرہ میں سابق وزیر اعلیٰ آنجہانی بالا صاحب کھیر کے عظیم الشان مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر موصوف کے دائیں جانب میئر بمبئی شری منموہن سنگھ بیدی نظر آ رہے ہیں۔

شری ارون دیولیکر، وزیر مملکت برائے اسپورٹس اور یوتھ ویلفیئر، ۲۰ رجون کو دینا ناتھ ہال، بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں مراٹھی رسالہ "سنے نائیہ" کے خصوصی شمارے کا اجراء کر رہے ہیں۔

مہاراشٹر کے نائب وزیر اعلیٰ شری
رام راؤ آڈک، مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ
آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک کی یوم پیدائش پر
آنجہانی کی تصویر کی گلپوشی کر رہے ہیں۔
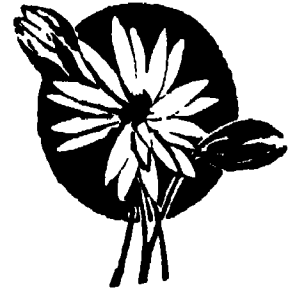
شری شانتا رام گھولپ، وزیر محصول
جولائی کو چیکو واڑی، بنجارا تانڈا
نکتی نگر میں آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک
ق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی یوم پیدائش کی
ریب کے موقع پر "بنجارہ" نامی رسالہ کا
ا کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے
امریکہ کے سفیر مسٹر ہیری بیرنس ۱۱ر جون ۸۳ء
کو "ورشا" پر ملاقات کے دوران محوِ گفتگو۔

فرانس کے سفیر مسٹر سرج بوئیدویکس۔
۱۲ر جون ۱۹۸۳ء کو وزیرِ اعلیٰ شری وسنت
راؤ پاٹل سے منترالیہ میں ملاقات کے دوران
تبادلۂ خیالات میں مصروف ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۹ر جون ۱۹۸۳ء
کو جاپان کے قونصل جنرل مسٹر سائیتو کا
منترالیہ میں ملاقات کے وقت استقبال
کر رہے ہیں۔

شری بھاؤ صاحب تھورات، صدر، مہاراشٹر راجیہ سہکاری بنک، ۲۱رجون کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو ریاست کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے ۵ لاکھ روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔

شری رام پردھان چیف سکریٹری، حکومتِ مہاراشٹر ۲۹رجون ۱۹۸۳ء کو منترالیہ میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (مہاراشٹر شاخ) کے سالانہ اجلاس کے موقع پر مہاراشٹر شاخ کے جریدے "پبلک ایڈمنسٹریشن" کے خصوصی شمارے کا اجراء کر رہے ہیں۔ یہ شمارہ انتظام عامہ میں پیداواری صلاحیت سے متعلق ہے۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر برائے صحت عامہ، انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن اور نیشنل انٹی گریٹڈ میڈیکل ایسوسی ایشن کی مہاراشٹر شاخوں کے صدور اور سکریٹریوں کی ۲رجولائی کو منترالیہ میں طلب کردہ کانفرنس سے خطاب فرما رہی ہیں۔

گجرات کی گورنر شریمتی شاردا مکرجی ۲۷ر جون کو وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے آپ کی سرکاری رہائش گاہ "ورشا" پر دوران ملاقات محوِ گفتگو ۔

شری چندر کانت ترپاٹھی، وزیر مملکت برائے شہری ترقیات ۲۶ر جون ۱۹۸۲ء کو بمبئی، تھانے ضلع بورڈ سماج کی جانب سے ضرورت مند طلبہ کو کتابیں تقسیم کر رہے ہیں۔

شری سدھاکر نائیک وزیر برائے ڈیری ترقیات ۲۹ر جون کو بائیکلہ اسٹیشن پر ریلوے ٹینکر سے دودھ اتارنے کے لئے نئے پلیٹ فارم کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ تصویر میں سینٹرل ریلوے کے جنرل مینجر شری کے۔ وائی۔ رانا ڈے بھی نظر آرہے ہیں۔

شائع کردہ :۔ شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ :۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴ / گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس، پونے

□ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت دادا پاٹل نے حالیہ سیلاب زدہ اضلاع رتناگری اور سندھودرگ کے دورے کے دوران متاثرہ افراد کی ہمت بندھاتے ہوئے یقین دلایا کہ ریاستی حکومت اور عوام ان کے ساتھ ہیں۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ اور ان کی اہلیہ شریمتی شالینی تائی پاٹل سیلاب سے تباہ شدہ ایک گھر دیکھ رہے ہیں۔ ساتھ میں رتناگیری کے ضلع ادھیکاری شری اشوک سنہا ہیں۔

□ رتناگیری کے ماکزن گاؤں میں سیلاب سے متاثرہ افراد کے درمیان کمبل تقسیم کئے گئے۔ زیر نظر تصویر میں نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک ایک ایسی ہی ضعیف خاتون کو کمبل عطا کر رہے ہیں۔

□ سندھودرگ ضلع میں موسلا دھار بارش اور سیلاب کی تباہ کاریوں کا جائزہ لینے کے لئے منعقدہ اعلیٰ عہدہ داروں کی ایک میٹنگ میں شری شانتارام گھولپ وزیر برائے محصول، ودھان سبھا کے نائب چیئرمین شری شنکر راؤ جگتاپ ضلع انچارج وزیر شری ابھئے سنگھ راجے بھوسلے اور وزیر مملکت برائے محصول شری بھائی ساونت تبادلہ خیال کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔

لوک راج

جلد ۲۱ شمارہ ۱۴

25-7-83

۲۵ جولائی ۱۹۸۳ء

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے فی پرچہ: ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
موہن پاٹل

ایڈیٹر
ریاض احمد خاں

✱

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر،
منترالیہ - بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

صفحہ نمبر

قارئین کی رائے

• **بیکل اتساھی**
بلرام پور۔ گونڈہ (یوپی)

اپریل کا شمارہ ملا۔ اردو، مراٹھی کا تہذیبی و لسانی رشتہ، ڈاکٹر نشاط صاحب کا مضمون بڑا معلوماتی ہے۔ عبدالمجید سرور کا تبصرہ گنجینۂ معنی صاف ستھرا ہے۔ نظموں کا حصہ کمزور ہے مگر غزلیں بہت پیاری ہیں۔ ظفر گورکھپوری کی غزل جدید رنگ میں نہایت چونکا دینے والی ہے۔

آپ کی محنت اور خلوص نے رسالے کو معیاری اور دلچسپ بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔ مہاراشٹر میں اردو کا مستقبل بڑا تابناک ہے۔ اردو کو مقبول اور ہر دلعزیز بنانے میں آپ کی کاوشیں لائق صد تحسین ہیں۔

•

• **وقار واثقی**
۱۵۲۵۔ رسول آباد کالونی۔ احمد آباد ۳۸۰۰۲۸

قومی راج کی تزئین و تدوین کے علاوہ اس کی انفرادیت قابلِ داد ہے۔

•

• **عزیز الغنی** (ایم۔اے، ایل ایل بی)
۱۷۔ نزد الوک پریس۔ بھوپال ۴۶۲۰۰۱

قومی راج دن بدن ترقی کی منزلوں کو چھو رہا ہے۔ یوں تو لائبریریوں کے توسط سے مطالعہ میں رہتا ہی ہے لیکن اب پابندی سے اس کا مطالعہ چاہتا ہوں۔

•

• **محمد اسمٰعیل ارمان جالنوی**
معرفت اورنگ آباد سلک شوروم۔ مقابل میونسپل ڈاک بنگلہ۔ اسٹیشن روڈ۔ اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱

قومی راج مجھے بہت پسند آیا۔ ریاستی خبروں کے علاوہ معیاری مضامین اور بلند پایہ غزلیات اور عمدہ تصاویر کے ساتھ ہی قیمت بہت ہی ارزاں ہے۔

• **ڈاکٹر حامد آفاق قریشی**
بی۔گیارہ۔ ایچ روڈ۔ مہانگر۔ لکھنؤ۔

۱۰ رمئی کے شمارے میں اشفاق انجم صاحب کا مقالہ "مالیگاؤں کی پہلی کتاب، گلشنِ ابراہیم خلیل" پڑھا اور پہلی بار وحید صاحب کی تصانیف سے روشناس ہوا۔ افسوس، پرانی تصانیف طاقِ نسیاں پر رکھے رکھے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ کاش اشفاق انجم صاحب یہ بھی لکھ دیتے کہ وحید صاحب کی یہ تمام تصانیف ان کو کس لائبریری سے ملیں تاکہ اگر کسی دوسرے کو ان کی ضرورت ہو تو وہ رجوع کر سکے۔ تاریخ کا طالب علم ہونے کی وجہ سے "تاریخ شہر مالیگاؤں" دیکھنا چاہتا تھا پر انجم صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ یہ کہاں مل سکتی ہے؟

تمام اہل قلم سے میری گذارش ہے کہ جو کوئی بھی کمیاب یا ناپید کتاب ان کو ملا کرے اور وہ اس کے بارے میں خامہ فرسائی کریں تو یہ ضرور لکھ دیا کریں کہ وہ کہاں مل سکتی ہے تاکہ میرے جیسے تلاشی شخص وہاں رجوع کر سکیں۔

•

• **خاموش قنوجی**
دہلی دواخانہ۔ قنوج۔ ضلع فرخ آباد (یو۔پی)

قومی راج کا ۱۰ رمئی ۱۹۸۳ء کا "یوم مہاراشٹر نمبر" دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ جیسے جیسے مطالعہ آگے بڑھتا گیا حیرت اور دلچسپی میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ صفحہ ۳۱ پر پہنچا تو اور بھی حیرت زدہ رہ گیا جب میں نے اپنی غزل کو صفحۂ قومی راج پر جلوہ فگن پایا۔ قومی راج ان دنوں جبکہ چاروں طرف سے اردو کو مٹانے کی سازشیں چل رہی ہیں اور خود اردو داں طبقہ اس کی طرف سے بے اعتنائی روا رکھے ہوئے، ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ کاغذ کی عمدگی، چھپائی کی بہتری اور مختلف قسم کی عوامی معلومات کے مواد کا ذخیرہ قومی راج پیش کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میرا حوصلہ بلند ہو رہا ہے۔ دعا ہے خدا قومی راج کو دن رات ترقی سے ہمکنار کرے اور اردو ادب کو لوگ قومی راج کے ذریعے پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا دیکھ سکیں۔

کوکن میں سیلاب کا سامنا

متعدد سرکاری فیصلے و اقدامات زیرِ عمل

حکومت مہاراشٹر نے کوکن اور کولہاپور کے سیلاب زدہ افراد کی فوری راحت نیز باز آباد کاری سے متعلق چند اہم فیصلے کئے ہیں۔

مالی امداد

(۱) سیلاب میں ہلاک شدگان کے اہلِ خاندان کو وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے ۴۰۰۰ روپیہ اور مہاراشٹر لیبر فیملی ویلفیئر اسکیم کے تحت ۲۰۰۰ روپیہ بطور امداد دیئے جائیں گے۔

(۲) راحت اقدامات کی عمل آوری میں مالی دشواریوں کو حائل نہ ہونے دینے کے لئے رتناگیری اور سندھو درگ اضلاع کے کلکٹران کی تحویل میں بالترتیب ۱۵ لاکھ اور ۱۰ لاکھ روپیہ جمع رکھا گیا ہے۔

(۳) سیلاب زدہ افراد کی باز آباد کاری کے لئے مختلف صورتوں میں وصول ہونے والے مالی عطیات یکجا کرنے کی غرض سے انہیں وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں جمع کیا جارہا ہے نیز رتناگیری اور سندھو درگ اضلاع کے ضلع کلکٹران کو اکاؤنٹ کھولنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۴) عام طور پر بڑے پیمانے پر سیلاب کی تباہ کاریوں کی صورت میں مہاراشٹر لیبر فیملی ویلفیئر اسکیم کے تحت امداد نہیں دی جاتی لیکن مندرجہ بالا اضلاع میں سیلاب سے متاثرین کو خصوصی طور پر اس اسکیم کے تحت کے امداد دی جارہی ہے ___ اسی طرح وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے دی جانے والی امداد عارضی نوعیت کی ہوتی ہے جو کسی خاندان کا کوئی رکن اچانک فوت ہونے پر دی جاتی ہے۔ تاہم حالیہ سیلاب میں خاندان کے کسی رکن سے محرومی کی بنا پر پورے خاندان کے بے دست و پا ہونے کی صورت میں اس فنڈ سے امداد دی جارہی ہے۔

مکانات کی تعمیر/مرمت کیلئے عطیہ/قرض

سیلاب سے متاثرہ ہر فرد کو گھر کی مرمت یا تعمیر نو کے لئے ۲,۰۰۰ روپے کا عطیہ دیا جارہا ہے۔ گھروں کی مرمت کے لئے نقصان کا اندازہ لگانے کے بعد ۶,۰۰۰ روپے اور تعمیر نو کے لئے ۸,۰۰۰ روپے بطور قرض دیا جائے گا۔

کھاد اور بیجوں کی تقسیم

(۱) ہر سیلاب زدہ کسانوں کو دھان کے ۱۰ کلو بیج اور ۵ کلو یوریا کھاد دی جائے گی۔ جن علاقوں میں دھان کی دوبارہ کاشت ممکن نہ ہوگی وہاں کسانوں کو تور اور سورج مکھی کے بیج فراہم کئے جائیں گے۔

(۲) علاوہ ازیں ہر متاثرہ کسان کو ۱۰ کلوگرام کھاد بطور قرض دیا جائے گا۔

(۳) جن مقامات پر فصلیں نقصان سے بچ گئی ہیں اور ان سے پیداوار ممکن ہے وہاں کسانوں کو کھاد کے لئے پنچایت یا امداد باہمی اداروں تک جانے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ حکومت نے کسانوں کی سہولت کے لئے ضلع پریشدوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ جیپ، ٹرک جیسی گاڑیوں میں چار ملازمین کے ذریعے کھاد کسانوں کے دیہاتوں تک پہنچائیں۔

شری کلپا اماڈے، وزیر مملکت برائے صنعت اور شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول کولہاپور کے سیلاب زدہ علاقوں کے دورہ کے دوران بے گھر ہونے والے متاثرین کی خبر گیری کر رہے ہیں۔

(۴) تخم ریزی کے لئے ۲۸۲ کوئنٹل بیج کسانوں میں تقسیم کرنے سے متعلق بھی احکامات جاری کئے گئے ہیں۔

عارضی رہائشی انتظام

(۱) عارضی رہائش گاہیں تعمیر کر کے ان متاثرہ افراد کو بسایا جا رہا ہے جو بارش کے بعد اپنے گھروں کی تعمیر یا مرمت کرنا چاہتے ہیں۔ مخدوش اور پر خطر عمارتوں کے مکینوں کو گھر چھوڑنے کے لئے راضی کیا جا رہا ہے اور ان کے لئے متبادل رہائشی انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔

(۲) مخدوش گھروں کا سروے اور ان کی مرمت کرنے کے لئے انجینئرس متاثرہ علاقوں میں روانہ کئے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع پریشد اور پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کے انجینئروں کی بھی مدد لی جا رہی ہے۔

غلّے کی فراہمی

(۱) ہر سیلاب زدہ خاندان کو ۳ کوئنٹل غلّہ قرض کے طور پر دیا جا رہا ہے۔

(۲) سرکاری گوداموں میں سیلابی پانی سے تلف شدہ غلّہ تقسیم سے روک دیا گیا ہے۔ اور اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ یہ غلہ مویشیوں تک بھی نہ پہنچے۔

دودھ دینے والے مویشیوں کیلئے قرض اعطیہ

بکرے اور بھیڑیں خریدنے کے لئے ڈھائی سو روپے اور دودھ دینے والے مویشی خریدنے کیلئے ۲٫۰۰۰ روپے کی امداد دی جا رہی ہے جس میں ۲۵ فی صد عطیہ اور ۷۵ فی صد قرض کے طور پر شامل ہے۔

مزدور و ملازم پیشہ افراد کی بازآبادکاری

حکومت نے دیہی کاریگروں اور چھوٹے کاروباری افراد کی بازآبادکاری کے لئے ۲۰۰ تا ۵۰۰ روپے امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہیں ۵٫۰۰۰ روپیہ تک قرض بھی دیا جائے گا جس میں سے امدادی رقم منہا کی جائے گی۔

دیگر اقدامات

(۱) کھیتوں کے اطراف منڈیر بنانے اور تباہ شدہ کھیتوں کو سدھارنے کے لئے کسانوں کو ۴۰۰ تا ۶۰۰ روپیہ فی ہیکٹر امداد دی جا رہی ہے۔

(۲) سنگمیشور اور دیگر مقامات پر شدید بارش کی وجہ سے نالے بہنے لگے ہیں۔ مزید بارش ہونے پر ان نالوں سے مکینوں کے لئے خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا محکمۂ آبپاشی کو احتیاطی تدابیر کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

*****

کوکن کی شدید بارش سے ماستلن میں گڑھے
پیدا ہو گئے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں باگایت
گاؤں کے نزدیک مالون بسوہ ہے۔ رابطہ
سڑک سیلابی پانی میں غرقاب دیکھی جا سکتی ہے

*****

(۳) بعض مقامات پر سیلاب کے بعد نمودار ہونے والی زمین کی داڑوں کا سروے کئے جانے کے بعد یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ داڑیں پانی کے تیز بہاؤ اور مٹی میں اس کے انجذاب سے پیدا ہوئی تھیں اور زلزلوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس سلسلے میں مزید جانچ کی جا رہی ہے۔ ویسے جیولوجیکل سروے آف انڈیا کی رائے بھی یہی ہے کہ یہ دراڑیں سیلابی بارش کا نتیجہ ہیں۔

(۴) ٹیلیفون کے مواصلاتی نظام کی بحالی کے لئے متعلقہ محکمہ کو ہدایت کی گئی ہے۔

(۵) سیلاب زدہ افراد کو پولیتھین شیٹ اور چادروں کی تقسیم کے لئے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے ۲ لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا ہے۔۔۔

(۶) وزیر اعلیٰ نے ٹوٹے پلوں کی فوری مرمت اور تعمیر کے لئے ۱۰ لاکھ روپے منظور کئے ہیں۔

(۷) متاثرہ علاقوں میں بطور احتیاطی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس مقصد کے تحت ۲۰،۰۰۰ روپیہ منظور کیا گیا ہے۔

(۸) سنگمیشور میں سیلاب زدہ افراد کے لئے ضلع پریشد کی اسکولوں میں رہنے کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اور محفوظ مقامات پر عارضی شیڈ بنا کر کلاسیں چلائی جا رہی ہیں تاکہ بچوں کی تعلیم متاثر نہ ہو۔

۹۔ سیلاب زدہ علاقوں میں متاثرہ افراد کے لئے امدادی کاموں کی نگرانی کے لئے وزیر مملکت برائے محصول کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

**

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں :
ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ـ ۴۰۰۰۳۲

سیلاب سے متاثرہ افراد کہیں بھی ناامید نہیں ہوتے ہیں۔ کوکن میں ناگہانی آفت کے بعد کسان نئے جوش اور ولولے سے کاشتکاری میں پھر سے مصروف دیکھے جا سکتے ہیں۔

اس سیلاب میں کئی مکانات زمین بوس ہوتے ہیں۔ ہرچیری گاؤں میں ایسے ہی ایک تباہ شدہ مکان کا منظر۔

ضلع رتناگیری کے سیلاب زدہ علاقے چانڈے رائی گاؤں کا دورہ کرتے ہوئے، وزیر مملکت برائے محصول شری بھائی صاحب ساونت۔
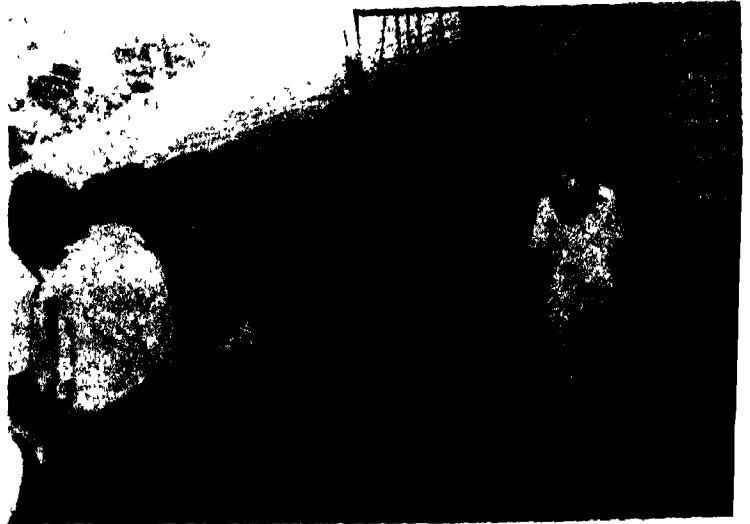
سیلاب میں سنگیشور کے نزدیک کولہے
گاؤں میں واقع گرد کل ہوسٹل بھی غرقاب
ہو گیا لیکن خوش قسمتی سے ہوسٹل میں مقیم
تمام ۴۲ طلبہ کو بچا لیا گیا۔ زیر نظر تصویر میں
ہوسٹل کے بچوں کے ساتھ شانتا رام گھوپ
وزیر محصول انچارج وزیر شری شیوراج
دیشمکھ اور ودھان سبھا کے نائب چیئرمین
شری شنکر راؤ جگتاپ دیکھے جا سکتے ہیں۔

سیلابی پانی کو روکنے کے لئے کہیں کہیں
عارضی بندھ بھی باندھے گئے ہیں۔ زیر نظر
تصویر میں صحافی ایک ایسے ہی بندھ کا معائنہ
کر رہے ہیں جہاں پانی پھر چھلک کر چھ فٹ
باہر نکل آیا۔

زیر نظر تصویر میں سیلاب سے تباہ شدہ
گھر کے مالک شری ڈکرا اپنے خاندان کے
افراد کے ساتھ۔

مسورے میں سیلاب سے بستی
اور کھیتوں کو شدید نقصان پہنچا۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں راحت اقدامات

چیف سکریٹری کے برموقع فیصلے

حکومت مہاراشٹر کے چیف سکریٹری شری آر۔ڈی پردھان نے حال ہی میں سیلاب سے متاثرہ سندھودرگ اور رتناگیری اضلاع کا دو روزہ دورہ کیا۔ اس دورے میں آپ کے ساتھ حکومت کے اعلیٰ افسران، محکمہ محصول، مالیات، پبلک ورکس کے سکریٹری حضرات سروشری کے۔جی پرانجپے، این۔ رگھوناتھن، آر۔ٹی اترے اور ایس۔ایس رانے، ریلیف کمشنر وی۔رگھوناتھن، اور ڈویژنل کمشنر برائے کوکن وینکٹ چاری بھی شامل تھے۔

سیلاب سے متاثرہ سندھودرگ اور رتناگیری اضلاع کے دورے پر روانہ ہونے سے قبل چیف سکریٹری نے مذکورہ علاقوں میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی فوری امداد اور بازآبادکاری سے متعلق موقع پر ہی ہدایات جاری کیں۔

چیف سکریٹری کے ان فیصلوں پر فوری عمل آوری کی جائیگی۔ اس حصول مقصد کیلئے ریلیف کمشنر وی۔رگھوناتھن سنگمیشور میں قیام پذیر رہ کر بازآبادکاری اور راحت اقدامات کی نگرانی کریں گے۔ اسی طرح ڈویژنل کمشنر شری وینکٹ چاری بھی رتناگیری میں ٹھہریں گے اور اس علاقے میں شدید بارش اور سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی تفصیل تیار کریں گے۔ یہ دونوں افسران صورتِ حال سے نپٹنے کی تدابیر اور طویل مدتی اقدامات کی ایک رپورٹ تیار کریں گے۔

چیف سکریٹری اور ٹیم کے اراکین کی جانب سے کئے گئے فیصلوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) رتناگیری اور سندھودرگ کے ضلع کلکٹران کی تحویل میں ۱۵ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ بالترتیب رکھا گیا ہے۔ جو سیلاب سے متاثرہ افراد فوری راحت کے لئے خرچ کئے جائیں گے۔ نیز اس ضمن میں ضروری ہدایات بھی جاری کی ہیں۔

(۲) جزوی طور سے متاثرہ دھان کی فصل کی تلافی کے لئے درکار کھاد ہر دیہات میں مہیا کی جائے گی۔ چار افراد پر مشتمل کم از کم ۵۰ ٹیمیں کسانوں کو کھاد کی تقسیم کے لئے تشکیل دی جائیں گی

اور اس مقصد کے لئے ضلع کلکٹر چیف ایگزیکیوٹیو افسران اور ضلع پریشد کے افسران انہیں آمد ورفت کے لئے گاڑیاں اور جیپ مہیا کریں گے۔ یہ اقدام اس لئے کیا جائے گا تاکہ کسانوں کو کھاد کی تقسیم کرنے کے لئے پنچایت آفس یا امداد باہمی اداروں پر خود جانا نہ پڑے۔ تمام دیہی علاقوں میں کھاد اور بیجوں کی دستیابی اور مذکورہ طریقۂ تقسیم کی پیشگی خبر تشہیر کی جائے گی۔

(۳) دوبارہ بوائی کے لئے ۳۰۰ کوئنٹل بیج فراہم کئے جائیں گے۔

(۴) ضلع پریشد اور پبلک ورکس محکمہ کی جانب سے انجینئر فراہم کئے جائیں گے اور انجینئروں کی ٹیم تباہ شدہ مکانات کی مرمت اور تعمیر کے لئے فوری اقدامات طے کرے گی۔

(۵) جو لوگ اپنے تباہ شدہ مکانات کی دوبارہ تعمیر کے خواہشمند ہیں انہیں فوری طور پر عارضی رہائش گاہوں پر منتقل کیا جائے گا۔ منہدم مکانات میں لوگوں کو رہائش اختیار کرنے سے روکا جائے گا اور انہیں فوراً محفوظ مقامات پر منتقل کیا جائے گا۔

(۶) سنگیشور کی ضلع پریشد اسکول میں چونکہ سیلاب سے متاثرہ افراد کو بسایا گیا ہے لہٰذا اسکول کا کام جاری رکھنے کے لئے عارضی جگہ فراہم کی جائے گی۔

(۷) سرکاری گوداموں میں تباہ شدہ اناج کا ذخیرہ قانونی کارروائی اور پنچ نامہ وغیرہ کے بعد بالکل ہی جلادیا جائے گا تاکہ انہیں جانور بھی نہ کھا سکیں۔

(۸) اندازہ ہے کہ تقریباً ۲۱۰ ٹن غلہ سرکاری گوداموں میں تباہ ہوگیا ہے۔ اس نقصان کی تلافی کے لئے ۱۲۰ ٹن غلہ فوری

بمبئی۔ گوا شاہراہ پر سنگیشور کے قریب چٹان ڈھسلنے سے سواریوں کی آمد ورفت بند ہوگئی تھی۔ اب یہ شاہراہ ٹریفک کے لئے دوبارہ قابلِ استعمال بنادی گئی ہے۔

کوکن میں سیلاب سے راحت کیلئے اعلیٰ اختیاری کمیٹی کی تشکیل

حکومتِ مہاراشٹر نے وزیر مملکت برائے محصول کی سربراہی میں ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دی ہے ــــ جو رتناگیری، سندھودرگ اور کولہاپور اضلاع میں سیلاب سے متاثرہ عوام کے لئے راحت اور امدادی کاموں کی بابت صلاح ومشورے دے گی۔ یہ اضلاع ۲۷ جون سے ۲۹ جون ۱۹۸۳ء تک سیلاب اور بھاری بارش سے متاثر ہوئے ہیں۔

کمیٹی کے دیگر ممبران اس طرح ہیں :ــ وزیر مملکت جنرل ایڈمنسٹریشن داخلہ اطلاعات ورابطہ عامہ اور نقل وحمل، وزیر مملکت امداد باہمی شری بابو صاحب پرولیکر ایم۔پی، شری کیشور راؤ رانے، شری ڈی۔جی۔ کھانولکر، شری امرت راؤ رانے، شری راجہ رام شندے، شری آر۔ایس بینال، شری ٹی۔بی کدم، شری ایس۔ایس گھالی، تمام ممبرانِ اسمبلی شری وامن راؤ مہاڈک، شری شام راؤ پیجے دونوں ایم ایل سی شری وائی۔ اے ساٹھے سبکدوش ایڈیشنل کمشنر کوکن ڈویژن، کلکٹر رتناگیری، کلکٹر سندھودرگ اور کلکٹر کولہاپور، چیف ایگزیکیٹو افسران آف رتناگیری، سندھودرگ اور کولہاپور اضلاع سپرنٹنڈنگ انجینئر بمبئی ڈویژن پبلک ورکس سپرنٹنڈنگ اگریکلچر افسر تھانے اور شری وی رنگاناتھن کمشنر (قحط راحت) اور سکریٹری دیہی ترقیات ڈپارٹمنٹ اور بلحاظ عہدہ سکریٹری محصول اور جنگلات ڈپارٹمنٹ اس کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہیں۔

کمیٹی کی مدت کار ۳ مہینوں تک ہے۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ، اطلاعات و رابطہ عامہ رتناگیری ضلع کے سنگمیشور تعلقہ میں سیلاب کی تباہ کاری کا معائنہ کر رہے ہیں۔

پر فراہم کیا گیا ہے۔ دیگر ضرورت کا غلہ بھی جلد ہی فراہم کرنے کی
شش کی جائے گی۔

(۹) دوبارہ شدید بارش سے سنگمیشور اور دیگر علاقوں
مزید سیلاب امڈ آنے کے امکانات کے پیش محکمۂ آبپاشی کے
نالہ بندی کے کام دیئے گئے ہیں تاکہ ایسی صورت حال میں ان
اقوں کے عوام کو مزید کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

(۱۰) سیلاب کے بعد بعض مقامات پر شگاف دیکھا گیا
جس سے لوگوں میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے کہ زلزلہ کا نتیجہ
ہے۔ اس ضمن میں تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شگاف
زلزلوں کا نتیجہ نہیں بلکہ پانی کے شدید بہاؤ کی وجہ سے پیدا ہوئے
ہیں۔ اس کے باوجود جیولوجیکل سروے آف انڈیا سے اپیل کی گئی
کہ وہ اپنے ماہرین سے اس معاملے کی تصدیق کرائیں۔

(۱۱) سیلاب سے ذریعہ مواصلات کو بھاری نقصان پہنچا
ہے۔ ٹیلیفون کے ذمہ داروں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ فوری
طور پر مواصلات بحال کرنے میں مدد کریں۔

(۱۲) راحت اقدامات اور متاثرہ افراد کے لئے امدادی
کاموں کی صحیح ڈھنگ سے بجا آوری کے لئے مختلف
ذریعوں سے موصولہ امداد کلکٹر کی سطح پر بطور وزیر اعلیٰ راحت فنڈ
جمع کی جائے گی اور اس ضمن میں علیحدہ ضمنی کھاتہ کھولا جائے گا۔

(۱۳) چپلون۔ ہنکھا سڑک مستقبل میں بارش ہونے پر
متاثر ہو سکتی ہے اور نتیجہ میں گاڑیوں اور عوام کی آمد و رفت کا مسئلہ
پیدا ہو سکتا ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر احتیاطی طور پر آئندہ
احکامات تک مذکورہ سڑک پر گاڑیوں کو صرف شام ۵ بجے
سے صبح ۵ بجے تک آمد و رفت کی اجازت دی جائے گی۔

چیف سکریٹری نے اپنے دو روزہ دورے کے دوران
مختلف مقامات مثلاً امبیڈ، بدرک، پاؤشی، سنگمیشور وغیرہ پر
واقع کھیتوں کا بھی معائنہ کیا اور کسانوں اور متاثرہ اشخاص
سے ان کے نقصانات کے بارے میں بات چیت کی۔ آپ نے
متاثرہ علاقوں میں لوگوں کی جانیں بچانے میں مدد کرنے پر
مقامی پولس اور بالخصوص گرام سیوک شری چندت انا موکاشی
کی تعریف کی۔ آپ نے محکمہ پبلک ورکس کے عملے کی بھی سنگمیشور
سے نزدیک چٹان پھسلنے کے حادثے کے بعد ملبہ تیزی سے
صاف کرنے پر تعریف کی۔ چیف سکریٹری اور ان کے رفقا نے دو
گھنٹے تک رام پیٹھ، بازار پیٹھ اور دیگر مقامات کا پیدل دورہ کیا۔
اس موقع پر سرپنچ شری آر۔ ایس شیٹے بھی آپ کے ساتھ تھے۔ چیف
سکریٹری نے شری بھارگو دیلہال، شریمتی سلوچنا شیٹی، شری کاشی ناتھ
پڈالکر، شری نقو یوسف منیش، شری انت گنپت ڈالی، شری
پرشورام ناڈکر اور میسرز دیل کم ٹریڈنگ کے شری وشنو شنکر لودھ سے
ملاقات کی اور ان سے نقصانات اور راحت اقدامات کی بابت پوچھ تاچھ کی۔

کولہاپور میں سیلاب زدہ علاقوں کے دورے کے وقت بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول اور شری کلپا اواڈے، وزیر مملکت برائے صنعت شری اودے سنگھ راؤ گائیکواڑ ایم ایل اے اور ڈسٹرکٹ آفیسر شری دینکر راؤ پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔

سیلاب زدہ علاقوں میں فوری راحت اقدامات مکمل

رتناگیری، سندھو درگ اور کولہاپور کے سیلاب زدہ علاقوں میں پوری طرح منہدم ہونے والے مکانوں کی تعمیر نو کے لئے ۸۰۰۰ روپے قرض اور ۲۰۰۰ روپے بطور امداد دیئے جائیں گے۔ قابل مرمت مکانوں کی مرمت کے لئے ۶۰۰۰ روپے قرض اور ۲۰۰۰ روپے بطور امداد دیئے جائیں گے۔ یہ قرض ۲ تا ۳ قسطوں میں دیا جائے گا اور ۲۰ برس کی مدت میں واجب الادا ہوگا۔

سیلاب زدہ علاقوں کے متاثرین کی امداد کے لئے شری بھائی ساونت وزیر مملکت برائے محصول کی زیر صدارت منعقدہ اعلیٰ سطحی کمیٹی کی ۲۰ جولائی کو منترالیہ میں منعقدہ میٹنگ میں یہ اعلان کیا گیا۔ میٹنگ کی صدارت شری بھائی ساونت نے کی۔ شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ اطلاعات و روابط عامہ بھی موجود تھے۔

سیلاب زدہ علاقوں میں متاثرین کو فوری راحت فراہم کرنے کا کام تقریباً پورا ہو چکا ہے۔ جن کسانوں کا غلہ پوری طرح خراب ہوا ہے انہیں سرکاری کوٹے سے ۳ کنٹل غلہ بطور زکاتی دیا جائے گا۔ شری ساونت نے متعلقہ افسران کو ہدایت دی کہ وہ زمین ہمواری کا ابتدائی کام فوری طور پر شروع کر دیں تاکہ کسان رواں موسم کی فصل اگا سکیں۔ آپ نے بتایا کہ بینکوں نے سیلاب سے متاثرہ تاجروں کو قرض دینے کے لئے رضامندی ظاہر کی ہے۔ اگر بینکوں نے قرض نہیں دیئے تو حکومت دے گی ـــــ متعلقہ بیوپاریوں کو دیئے جانے والے قرضوں کی ضمانت دینے کی رضامندی مہاراشٹر چیمبر آف کامرس نے ظاہر کی۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ نے قومی شاہراہ کی مرمت، حفاظتی دیواروں کی تعمیر، جن پلوں کا سیلاب میں ڈوبنے کا اندیشہ ہے ان کی سطح کو اونچا کرنے جیسے متعدد امور کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کرنے کی تجویز پیش کی۔

شری امرت راؤ رانے، شری کیشو راؤ رانے، شری وامن راؤ مہاڈک، شری راجہ رام شندے، پروفیسر رام کاپسے، نے بحث میں حصہ لیا۔ شری وی۔ رنگناتھن قحط راحت کمشنر اور متعلقہ محکموں کے سکریٹری بھی میٹنگ میں موجود تھے۔

کوکن میں زمین کھسکنے کے حادثات
مطالعہ کیلئے مرکزی ٹیم کی آمد

ریاستی حکومت کی درخواست پر حکومت ہند کی وزارت
رانی اور نقل و حمل کے افسران اور سینٹرل روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
ہرین پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی ہے جو کوکن ضلع میں سیلاب
مقامات پر زمین کھسکنے، حالیہ شدید بارش اور سیلاب کی وجہ
سڑکوں کے غرقاب ہونے کے حادثات کا مطالعہ کرنے کے لئے
مقامات کا دورہ کرے گی۔

شری ڈی۔ پی گپتا چیف انجنیئر وزارت جہاز رانی اور نقل و حمل،
سینٹرل روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے شری جگناتھ جو کہ زلزلوں سے
رہ سڑکوں کی بابت ماہرانہ رائے دینے کے اہل ہیں ضلع رتناگیری
متعلقہ مقامات کا دورہ کرنے یہاں پہنچ چکے ہیں — اسی طرح
لوجیکل سروے آف انڈیا کے عہدہ داران بھی متعلقہ مقامات
لئے روانہ ہو چکے ہیں۔

مرکزی افسران، ریاستی حکومت کی مختصر اور طویل مدتی اقدامات
بارے میں رہنمائی کریں گے۔

کوکن اضلاع میں ۲۷ ر اور ۲۹ رجون کو ہوئی شدید بارش
غیر متوقع سیلابی حالت اور زمین کے کھسکنے سے بڑی سڑکوں
پلوں کو کافی نقصان پہنچا ہے۔

اس سے قبل منترالیہ کے سکریٹریوں کی ایک ٹیم چیف سکریٹری
شری رام پردھان کی زیر قیادت ۸ ر اور ۹ ر جولائی کو اضلاع کا
دو روزہ دورہ کر چکی ہے جس کے بعد حکومت ہند کی متعلقہ وزارت
سے مرکزی افسران کی ایک ٹیم مذکورہ علاقوں میں پیدا شدہ صورت حال
کا جائزہ لینے اور اقدامات کے بارے میں مشورے دینے کی غرض
سے یہاں روانہ کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔

سیلاب کے متاثرین سے متعلق اہم فیصلے
چیف سکریٹری کا سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ

شری رام پردھان چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر
نے سندھودرگ ضلع میں سیلاب سے متاثرین کی راحت کے
لئے چند اہم فیصلے کئے ہیں۔

فیصلوں کے مطابق سیلاب کے دوران جانی نقصان
اٹھانے والے خاندانوں کو فوری طور پر ۴۰۰۰ روپے بطور
امداد کی ادائیگی۔ مخدوش یا منہدم گھروں کی مرمت یا تعمیر کے لئے
دستیاب فنڈ سے فوری طور پر مالی امداد کی فراہمی۔ احتیاطی صحت
اقدامات کے لئے ۲۰،۰۰۰ روپے کی منظوری۔

چیف سکریٹری گوا سے ہوائی جہاز کی آمد پر سندھودرگ اور
رتناگیری اضلاع میں سیلاب کی صورت حال اور راحت اقدامات
کا جائزہ لینے کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹوریٹ میں طلب کردہ نائب
تحصیلدار تک تمام متعلقہ افسران کی میٹنگ سے خطاب کر رہے
تھے۔ آپ نے اراضی اور فصلوں کے نقصان کی علیحدہ نشاندہی
کرنے کی ہدایت کی ہے تاکہ اس سلسلے میں مناسب امداد دی جا سکے۔
میٹنگ میں اٹھائے گئے منترالیہ کے صدر دفاتر سے ہدایت
طلب امور سے متعلق آپ نے فرمایا کہ اگر ضروری ہوا تو ان امور
سے متعلق آپ نے فرمایا کہ اگر ضروری ہوا تو ان امور سے متعلق
احکامات وائرلیس کے ذریعے بھیجے جائیں گے۔

شری پردھان کے ہمراہ شری کے۔ جی۔ پرانجپے، سیکریٹری
محکمہ محصول، شری این۔ راگھوناتھن، سیکریٹری محکمۂ مالیات،
شری آر۔ ٹی۔ اترے اور شری وی۔ ایس۔ رانے، دونوں سیکریٹری
محکمۂ پبلک ورکس، شری دی رنگناتھن، کمشنر برائے راحت
اقدامات اور شری وینکٹ چاری، ڈیویژنل کمشنر، کوکن
ریجن بھی تھے۔

سیلاب زدگان کی امداد کیلئے عطیات کی افراط

وزیر اعلیٰ کی اپیل کا مثبت اثر

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی سیلاب زدگان کی امداد کی اپیل کے جواب میں رتناگیری اور سندھودرگ اضلاع میں سیلاب کے متاثرین کی امداد کیلئے ابتک لاکھوں روپیہ بطور عطیہ جمع ہوا ہے۔ میسرز ریلائینس ٹیکسٹائیل کے شری دھیرو بھائی امباتی نے پہلے ۵ لاکھ روپیہ کا چیک پیش کیا۔ شری ایس۔ٹی ہندوجا نے ۱۰ لاکھ روپیہ کے عطیہ کا اعلان کیا۔

وزیر اعلیٰ نے تجارت، صنعت، کامرس، فلم اور بینکنگ اداروں کے نمائندوں کو سیلاب زدگان کی امداد اور باز آبادکاری کے لئے جاری سرکاری اقدامات نیز طویل المدتی منصوبے کی جانکاری دینے کے لئے ملاقات کی تھی۔

کونسل ہال میں حالیہ منعقدہ میٹنگ میں بمبئی پردیش کانگریس کے صدر شری مرلی دیورا نے تجویز پیش کی تھی کہ مہاراشٹر کی تمام صنعتیں ایک دن زائد کام کا دن رکھیں اور مزدور اس دن کی زائد اجرت سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے بطور عطیہ دیں۔ اسی طرح مالکان صنعت بھی اپنی جانب سے فراخ دلی سے چندہ دیں۔ اس تجویز پر صنعتکار شری اشوک برلا نے صلاح دی کہ مالکان کی رقم مزدوروں کے عطیہ سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ چنانچہ میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ریاست کی تمام صنعتیں بشمول بمبئی میں واقع دفاتر اس مقصد کے لئے ایک دن زیادہ کام کریں گے۔

وزیر اعلیٰ نے سیلاب کے نتیجے میں جانی ومالی نقصان کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ سیلاب میں بہت زیادہ لوگوں کے ہلاک ہونے کی خبر غلط ہے جبکہ صحیح تعداد رتناگیری میں ۱۴ سندھودرگ میں دو اور کولہاپور میں ایک ہے اور لاپتہ افراد کی تعداد ۵ ہے۔ سیلاب میں تقریباً ۲۰۰۰ مویشی ہلاک ہوئے۔

زرعی املاک اور مکانوں کو سیلاب سے شدید نقصان پہنچا ہے۔ چپلون، کھیڈا اور سنگمیشور میں یہ نقصان نسبتاً زیادہ ہے۔ نقصان کا اندازہ تقریباً ۲۵ کروڑ روپے ہے۔ حکومت نے فوری راحت اقدامات کا سلسلہ شروع کردیا ہے۔ مثلاً متبادل رہائش گاہ کی فراہمی، بیجوں اور کھاد کی کسانوں کے گھروں تک رسد، وبا کی روک تھام اور مکانوں کی مرمت کے لئے مالی امداد جیسے کام بڑے پیمانے پر کئے جارہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ ان کاموں پر اب تک دس کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

شری پاٹل نے رائے ظاہر کی کہ سیلاب سے متاثرہ کوکن علاقے میں عوام کو راحت پہنچانے میں پوری طور سے سرگرداں سرکاری مشنری کے ساتھ ساتھ ریاست بھر میں یہ تاثر کہ سارے عوام مصیبت زدگان کی امداد کے لئے تیار ہیں، متاثرہ افراد کے حوصلے بلند رکھ سکتا ہے۔ متعدد تنظیمات نے امدادی رقم اکٹھا کرنے میں اپنی خدمات پیش کی ہیں، لیکن بہتر یہی ہے کہ ایسی کوششیں مرکزی حیثیت سے باضابطہ طریقے سے انجام دی جائیں۔

شری مرلی دیورا نے فرمایا کہ کوکن کے عوام کے تعلق سے بمبئی شہر پر ایک خصوصی ذمہ داری عاید ہوتی ہے کیونکہ شہر بمبئی کی ترقیات کے لئے کوکن کے علاقے کے باشندوں کی کثیر تعداد نے محنت ومشقت کی۔ لہٰذا اس نقطۂ نظر سے شہر بمبئی کو فراخ دلی کی روایت برقرار رکھنی چاہیئے۔

شری دیورا نے چیف سیکریٹری شری رام پردھان کو مشورہ دیا کہ بجلی، محنت اور صنعت کے محکموں کے تمام امور میں ہم آہنگی پیدا کرنے

کے لئے ایک سیل تشکیل دیا جائے۔ اس تجویز کا ہر ایک نے خیر مقدم کیا اور تعاون کا یقین دلایا۔

مشہور فلمی شخصیت سنیل دت نے اس سلسلے میں فلمی کلاکاروں اور کرکٹ کھلاڑیوں کو عوامی تحریکوں مثلاً جلوس وغیرہ میں شرکت کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس سلسلے میں فلمی صنعت کے مختلف شعبوں کی جانب سے تعاون یکجا کرنے کے لئے شری دت فلمی صنعت اور تھیٹر مالکان وغیرہ کی ایک میٹنگ جلد ہی منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میٹنگ میں مختلف وسائل سے متعلق متعدد تجاویز پیش کی گئیں ...ن میں متاثرہ تاجروں کی باز آبادکاری کے لئے مرچنٹس چیمبرس کی امداد ...ور بینکوں سے قرضہ جات قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر وسنت راؤ پٹوردھن نے بینک آف مہاراشٹر کی جانب سے سیلاب زدہ افراد کے لئے ۱۰ کروڑ روپے کے رعایتی قرض ...اعلان کیا۔

شری این۔ ایم کامبلے، وزیر برائے مکانات نے مہاراشٹر ...ٹیٹ الیکٹریکلس مینوفیکچررس ایسوسی ایشن کی جانب سے بطور ...ساد نقد اور چیک کی صورت میں ۱۵،۰۰۰ روپیہ پیش کیا۔

پنجاب برادرہوڈ کے نائب صدر شری تیج سنگھ چنڈک ...اپنی تنظیم کی جانب سے ۱۰۰۱ روپیہ کے عطیہ کا اعلان کیا۔

اس موقع پر شری کانتی کمار پودار، شری پرتاپ بھوگی، ...ری اشوک برلا، شری ایم۔ این کپاڈیہ، سی یو کے مسٹر ڈی ریس، ...انیہ بکٹس ایڈوائزر پلاننگ شری ایس۔ کے باسو کے علاوہ گریوس ...ن فائنزر، ہونسٹ، اگروریج، ہندوستان لیور، آئیل کمپنیز، ایل آئی سی، ...ر ا اور اسٹیٹ بینک کے نمائندے موجود تھے۔

ان کے علاوہ شری شانتا رام گھولپ وزیر برائے محصول، ...سوشیل کار شندے، وزیر برائے مالیات، شری بھائی ساونت ...مملکت برائے محصول، چیف سکریٹری شری رام پردھان، ...یشنل چیف سکریٹری شری این۔ وی سندر رامن سکریٹری ...ول شری کے۔ جی پرانجپے اور دیگر اعلیٰ سرکاری افسران بھی ...ے میں شریک تھے۔

...ی کوآپریٹو بینک کا ریلیف فنڈ میں ۲ لاکھ کا عطیہ

بمبئی ڈسٹرکٹ سنٹرل کوآپریٹو بینک لمیٹڈ نے وزیر اعلیٰ ...ت فنڈ میں دو لاکھ روپے کا عطیہ ریاست میں خشک سالی اور رتناگری اور سندھو درگ اضلاع میں حالیہ سیلاب سے متاثرہ افراد کی امداد اور باز آبادکاری کے لئے دیا۔

اس کے علاوہ بینک کے ملازمین نے اپنی ایک دن کی اُجرت ۱۱،۰۰۰ روپے بطور عطیہ وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں سیلاب سے متاثرہ افراد کے لئے دی گا۔

کوکن ریلیف فنڈ میں عطیات

سکریٹریوں کے عطیات

چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر شری رام پردھان کی زیر صدارت حکومت کے مختلف محکموں کے سکریٹریوں کی ایک حالیہ میٹنگ میں وزیر اعلیٰ کو کوکن ریلیف فنڈ کے لئے ۳۰۰ روپیہ فی عہدہ دار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

اسی طرح ریاستی حکومت کے مختلف اداروں کے ملازمین نے بھی اس فنڈ میں اپنی ایک دن کی تنخواہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

ساکھر کارخانہ مہاسنگھ کی جانب سے دس لاکھ روپے کا عطیہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو آج یہاں ودھان بھون میں شری شنکر راؤ کلھے، وائس چیئرمین مہاراشٹر راجیہ سہکاری ساکھر مہاسنگھ نے وزیر اعلیٰ ریلیف فنڈ میں ۱۰،۳۷،۰۰۰ روپے کا چیک پہلی قسط کے طور پر دیا۔ مہاسنگھ نے فنڈ میں ۱۰ لاکھ روپے عطیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

سبکدوش سرکاری ملازم کی جانب سے ایک ماہ کی پنشن کا عطیہ

حکومت کے ایک سبکدوش ملازم شری جیون نائیک نے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو آج یہاں ودھان بھون میں اپنی ایک ماہ کی پنشن کی رقم ۵۲۵ روپے کا چیک کوکن علاقے میں سیلاب سے متاثرین افراد کی امداد کے لئے بطور عطیہ پیش کیا۔

وزیر اعلیٰ نے شری نائیک کے بے مثال جذبۂ ایثار کی تعریف کی۔ شری نائیک نے ڈائرکٹوریٹ اطلاعات عامہ و تعلقات عامہ میں بحیثیت موی کیمرہ مین ۴۰ سال تک خدمات انجام دیں۔

شری موہن پاٹل ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز بھی اس موقع پر موجود تھے۔

کوکن کے متاثرہ افراد کے لئے امداد
کامگاروں کی جانب سے ایک دن کی اجرت کا عطیہ

صنعت کاروں اور صنعتوں میں کام کرنے والے مزدوروں نے کوکن میں حالیہ سیلاب سے متاثرہ افراد کے لئے مالی عطیات دینے کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ کامگاروں نے تعطیل کے دن کام کرکے اس دن کی اجرت بطور عطیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی طرح صنعت کاروں نے بھی اپنی جانب سے مناسب عطیات دینا طے کیا ہے۔

یہ فیصلہ نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ اڈک کی زیر صدارت کاروباری حلقوں کے نمائندوں کی ۱۲؍ جولائی کو منترالیہ میں منعقدہ میٹنگ میں کیا گیا۔

نائب وزیراعلیٰ نے میٹنگ میں بتایا کہ کوکن میں سیلابی بارش کے نتیجے میں فصل اور مالی نقصانات کا اندازہ ۱۰ کروڑ روپے ہے۔ آپ نے کہا کہ ملک کے کسی حصے میں ناگہانی آفت کے وقت بمبئی فیاضی دلی کا مظاہرہ کرتا رہا ہے اور یہاں کے صنعت کار اور عوام مصیبت زدگان کی مدد کرتے رہے ہیں۔ آپ نے صنعت کاروں سے اپیل کی کہ وہ کوکن کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی امداد فراہم کریں اور مزدور تعطیل کے دن کام کرکے اپنی ایک دن کی اجرت بطور عطیہ دیں۔

شری کانتی کمار پوتدار نے ٹیکسٹائل مل اونرس ایسوسی ایشن کی جانب سے نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ صنعت کے ملازمین کی یونین سے زائد کام کا دن تعین کرنے کی غرض سے بات چیت کی جارہی ہے اور فیصلہ ہونے پر فوراً ہی حکومت کو مطلع کرکے ضروری انتظامات کئے جائیں گے۔

دیگر صنعتوں میں بھی مزدور لیڈروں کے ساتھ صلح و مشورہ کے بعد کام کے دنوں کا تعین کیا جائے گا۔

ممتاز صنعت کار شری نول ٹاٹا بمبئی نے صنعت کاروں کی جانب سے کوکن کے عوام کی امداد کے لئے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔

اس موقع پر مہاراشٹر چیمبرز آف کامرس، آل انڈیا مینوفیکچررس آرگنائزیشن، انڈین انجینئرنگ انڈسٹریز ایسوسی ایشن اور فیڈریشن آف اسمال اسکیل انڈسٹریز ایسوسی ایشن کے اعلیٰ عہدہ داروں بالترتیب سروشری ایچ کمار کاسلی وال، رام گوپال دوجودوالا، این۔ سی دلال اور شرد دیگھے نے نائب وزیراعلیٰ کو بتایا کہ ان کی تنظیمات نے کوکن میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی امداد کے لئے اپنے اراکین کو مالی امداد مہیا کرنے کی اول ہی اپیل جاری کرچکی ہے۔ انڈین مرچنٹ چیمبرس نے بھی اپنے اراکین سے اسی طرح کی اپیل کی ہے۔

میٹنگ میں ایڈیشنل چیف سکریٹری شری این سندرامن، شری بی۔ کے بالو نے، سکریٹری محکمہ محنت، شری ایس۔ ایم کیلکر، سکریٹری محکمہ صنعت اور دیگر صنعتی نمائندے موجود تھے۔

سیلاب سے متاثرین کیلئے امداد

نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے سوراشٹر میں سیلاب سے متاثرین کی راحت کے لئے کپڑے، برتن، دوائیاں اور دیگر سامان سے لدا ہوا ایک ٹرک ۸؍ جولائی کو روانہ کیا۔

اس امدادی مہم کا اہتمام شری اوپی بہل ایم۔ ایل۔ اے نے قلابہ بمبئی کے اپنے حلقۂ انتخاب سے کیا تھا۔ اس مقصد کے تحت قائم کردہ کمیٹی نے اول ہی ۳۲۰ بورے آٹا راحت کی پہلی قسط کے طور پر روانہ کیا ہے۔ اس راحت کام میں شری ایس۔ ایم ہیمادی قلابہ کے کونسلر، ڈاکٹر وشنو اور دیگر سوشل ورکروں نے مدد کی۔

شریمتی جینتی بین مہتہ ایم ایل اے اس موقع پر موجود تھیں۔

سیلاب سے متاثرین کی امداد
کیلئے طبی ٹیم کی رتناگیری روانگی

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر برائے صحت عامہ کی ایما پر رتناگیری میں شدید بارش اور سیلاب کے متاثرین کو فوری طور پر طبی راحت فراہم کرنے کی غرض سے جے جے گروپ آف ہاسپٹلس اور انڈین ہیلتھ آرگنائزیشن کے ڈاکٹروں اور دیگر طبی عملے پر مشتمل ایک ۱۲ رکنی ٹیم رتناگیری کے لئے روانہ ہوگئی ہے۔

ڈاکٹر پرکاش گنگ دیو ٹیم کی قیادت کررہے ہیں۔ ●

ریاست میں سیلاب زدگان کی امداد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۹ر جولائی کو ودھان بھون۔ بمبئی میں شری شنکر راؤ کلیبے وائس چیئرمین مہاراشٹر راجیہ سہکاری ساکھر کارخانے مہاسنگھ سے ۱۰,۳۷,۰۰۰ روپے کا ایک چیک بطور پہلی قسط کوکن ریلیف فنڈ کے لئے قبول فرما رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ریاست کے خشک سالی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام کرنے کے لئے ۵ر جولائی کو مسرز اٹلاس کوپکو کی جانب سے بطور عطیہ دئے گئے ایک ڈرل شین سے متعلق کاغذات کمپنی کے عہدہ دار سے قبول فرما رہے ہیں۔

مہاراشٹر ودھان پریشد کے صدر شری جینت راؤ تلک، کوکن کے سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے ۲,۰۰۰ روپے کے ذاتی عطیہ کا چیک، ۲۲ر جولائی کو ودھان بھون بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ودھان بھون میں ۷ جولائی کو شری ناناجاؤ ایمبڈ وار، وزیر برائے زراعت و باغبانی سے قحط راحت فنڈ کے لئے ۵ لاکھ روپے کے عطیہ کا چیک قبول کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے بائیں جانب شری ایس۔ ایم۔ آئی۔ اتیر، وزیر برائے نقل و حمل اور دیگر انڈسٹریز کارپوریشن کے صدر شری کے۔ ایم پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، مراٹھی فلم کارپوریشن کے صدر شری وشواس سرپوتدار سے ۱۵ جولائی کو ودھان بھون بمبئی میں "وزیر اعلیٰ راحت فنڈ" کے لئے ۱۰۰۱ روپے کا چیک قبول فرما رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات، بھی نظر آ رہے ہیں۔

شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول و ماہی گیری، چمبور بمبئی میں ۲ جولائی کو اتر بمبئی ناگرک سمیتی کی جانب سے کوکن سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے فنڈ جمع کرنے کے لئے منعقدہ جلسہ میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

سیلاب زدگان کیلئے عطیات کی فراہمی سے متعلق احکامات

ریاستی حکومت نے ضلع کلکٹران کو ہدایت دی ہے کہ وہ سیلاب زدہ افراد کے لئے فنڈ جمع کرنے کی رسیدوں کی خوب جانچ کرلیا کریں تاکہ جعلی رسیدوں کے ممکنہ استعمال پر نگاہ رکھی جاسکے۔
انہیں مزید ہدایت دی گئی ہے کہ وزیر اعلیٰ راحت فنڈ کے لئے عطیات جمع کی جانے والی رسیدوں پر "سیلاب راحت فنڈ ۔ ۱۹۸۳ء" تحریر کرائیں۔ مذکورہ بالا تحریر کے بغیر رسید استعمال نہ کریں اور بصورت دیگر نئی رسیدیں چھپائیں۔

وزیراعلیٰ راحت فنڈ میں دیئے جانے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ عطیات کے لئے چیک پر "وزیراعلیٰ راحت فنڈ Chief Minister's Relief Fund" لکھا جائے۔
حکومت نے ضلع کلکٹران کو ہدایت دی ہے کہ عطیات کو ڈسٹرکٹ کو آپریٹیو بینک میں "وزیراعلیٰ راحت فنڈ" کے اکاؤنٹ میں جمع کرائیں۔
حکومت کی سخت ہدایت ہے کہ کسی ضلع میں کوئی رضا کار تنظیم سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے اگر اپنے طریقے سے خدمت کرنا چاہے تو سب سے پہلے ضلع کلکٹر کی اجازت لینا ضروری ہے۔
اپنے طور پر فنڈ اکٹھا کرنے کے خواہش مند ادارے ضلع کلکٹر سے حاصل کردہ رسید بک کا ہی استعمال کریں۔ عطیات دینے والوں کو متعلقہ رقم کی رسید دیں نیز اپنے جمع کردہ عطیات کا ٹھیک ٹھیک حساب ضلع کلکٹر کو دیں۔

ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس کوہلاپور کی جانب سے کوہلاپور ضلع بازآبادکاری وامداد کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے ہونے والے نقصان ۔۔ اور متاثرہ افراد کی راحت اور ان کی باز آبادکاری کے لئے جاری سرکاری اقدامات سے متعلق معلومات درج ہیں۔ پونے ڈویژن کے ڈیویژنل کمشنر شری کے کے سدھار نے اس کتابچہ کا رسمی اجرا کیا اور دفتر مذکورہ کو اس بروقت اشاعت کے لئے مبارکباد دی۔
کوہلاپور کے ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر شری وشواس دودھے کی ادارت میں شائع ہونے والے اس کتابچہ میں سیلاب زدہ افراد کی بازآبادکاری کے لئے کئے گئے حکومت کے ۷۲ اہم فیصلے درج ہیں۔ تقریباً ۴۵۸۰ متاثرین میں فوری طور پر ۲ لاکھ روپیہ بطور امداد تقسیم کیا گیا ہے اور گھروں کی مرمت کے لئے تقریباً ۲۰۰۰ متاثرین میں ۶٫۷۵٫۰۰۰ روپیہ تقسیم کیا گیا۔ کتابچہ میں ضلع پریشد اور خیراتی اداروں کی جانب سے نقد اور جنس کی صورت میں موصولہ ۲۵٫۰۰۰ روپے مالیت کی امداد کی تفصیل بھی درج ہے۔

کاٹیج ہسپتال

صحتِ عامہ پروگرام کا ایک اہم عنصر
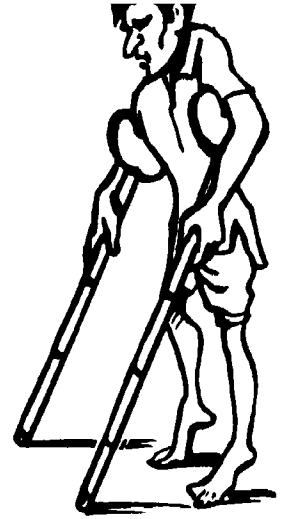
بھارت نے "سنہ ۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت" کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلانیہ کا یہ مطلب نہیں کہ سنہ ۲۰۰۰ء تک تمام بیماریوں کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ اس اعلانیہ کے تحت تمام شہریوں کو بالعموم اور عورتوں، بچوں اور محروموں کو بالخصوص ضروری طبی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ نہ صرف بیماریوں سے محفوظ رہیں بلکہ تندرست اور صحت مند بھی رہ سکیں۔ بھارت میں اسی اعلانیہ کے تحت بچوں کی شرح اموات کو ۱۲۰ فی ہزار سے گھٹا کر ۶۰ فی ہزار اور عام شرح اموات کو ۱۴ فی ہزار سے ۹ فی ہزار کرنا ہے۔ ہمیں یہ نشانہ آئندہ ۱۷ سالوں کے عرصے میں مکمل کرنا ہے۔

علم طب کے میدان میں ہوئی ترقی کے نتیجے میں آج صحت عامہ کا مفہوم بدل گیا ہے۔ نصف صدی قبل ٹی بی ایک جان لیوا مرض تھا اسے ناقابلِ علاج تصور کیا جاتا تھا لیکن آج ایسا نہیں ہے عام طبی سہولتوں کی فراہمی ہی سب کچھ نہیں ان سہولتوں کی فراہمی کے ساتھ سماج کے بالکل نچلے طبقہ کو تندرستی کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے طبی عملے کا اس طبقے کے افراد سے بالراست تعلق ضروری ہے۔ اسی لئے مذکورہ اعلانیہ میں "پرائمری ہیلتھ کیئر" کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے

اقل ترین ضروریات پروگرام

ہمارے یہاں "اقل ترین ضروریات پروگرام" کو پرائمری ہیلتھ کیئر کے سلسلے میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ صحت مند عوام ملک کی ترقی میں معاون ہوتے ہیں۔ اسی لئے صحت پلان کو مربوط دیہی ترقی، تعلیم، سماجی بہبود، زرعی ترقی، پانی کی فراہمی، گ[ندے] پانی کا نکاس اور ادویات کی فراہمی جیسے امور سے وابستہ کیا گیا ہے۔ "سب کے لئے صحت" کے مقصد کے حصول [کے لئے] ہر کسی کو "کم از کم ضروری طبی خدمات" کی فراہمی کا انتظام کر[نے کی] تجویز زیر غور ہے۔ اس ضمن میں سماج کے پس ماندہ افرا[د کو] ترجیح دی جائے گی۔

حکومت مہاراشٹر نے اس سلسلے میں مزید پرائمری ہیلتھ [سنٹر] اور سب سنٹر کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ غیر قبائلی علاقوں میں ۳[۰ ہزار] کی آبادی کے لئے ایک پرائمری ہیلتھ سنٹر اور ۵ ہزار کی آباد[ی کے] لئے ایک سب سنٹر کھولنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ قب[ائلی] اور پہاڑی علاقوں میں آبادی کی یہ حد بالترتیب بیس ہزار اور تی[ن ہزار] ہوگی۔ مہاراشٹر میں اس وقت کل ۴۷۷ پرائمری ہیلتھ سنٹر، ۴۱۰۵ سب سنٹر ہیں نیز ہر دیہات میں ایک تربیت یافت[ہ]

اور ہیلتھ کا حصہ ہے۔

دیہاتوں میں طبی سہولتوں کی فراہمی کو عام کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے ۲۲۸ پرائمری ہیلتھ یونٹوں، دواخانوں کو پرائمری ہیلتھ سینٹر کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ریاست میں فی الوقت ۴۰۰ پرائمری ہیلتھ یونٹیں اور ۱۲۱۴ دواخانے ہیں۔ مذکورہ ۲۲۸ پرائمری ہیلتھ سینٹروں میں سے ۱۵۹ سینٹر غیر قبائلی علاقوں میں اور قبائلی علاقوں میں ہوں گے۔ علاوہ ازیں سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۰ نئے سب سینٹر کھولنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔

چھٹے پنج سالہ منصوبے کے دوران مجموعی طور پر ۳۰۰۰ ہزار نئے سب سینٹر کھولنے کی تجویز ہے۔ ان میں سے ۱۶۵۰ سب سینٹر کھولے گئے ہیں۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید دو اسکیمیں اختیار کی جائیں گی۔ ایک اسکیم کے تحت ۶ گشتی دواخانے فراہم کئے جائیں گے اور دوسری اسکیم کے تحت دیہی علاقوں میں وں کی شرح اموات کو کم کرنے کے لئے دائیوں کو ترغیبی رقم ی جائے گی۔ دیہی علاقوں میں طبی سہولتوں کے نظام کو مزید مضبوط بنانے کے لئے پرائمری ہیلتھ سینٹروں، دیہی ہسپتالوں یا مری ہیلتھ یونٹوں سے وابستہ ۶ گشتی دواخانوں کی ضرورت ہے۔ یہ اسکیم کے توسیعی پروگرام کے تحت یہ گشتی دواخانے فراہم کئے ہیں گے۔ ایک دیہی گشتی دواخانہ ۲۴۰ تا ۳۲۰ کلومیٹر کے علاقہ کا احاطہ کرتا ہے۔

ودی اطفال

مرکز کی امداد یافتہ انٹی گریٹڈ چائیلڈ ڈیولپمنٹ اسکیم چھ برس عمر کے تمام بچوں کا احاطہ کرتی ہے ۵۰۴ بلاکس میں نافذ العمل اس م کے تحت ۲ لاکھ بچوں اور ۸۰،۰۰۰ حاملہ عورتوں کو غذا فراہم کی ہے۔ حکومت ہند نے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۲۹ زائد پروجکٹ کئے ہیں۔ ان پروجکٹوں کے تحت بچوں اور حاملہ عورتوں کی غذائی ات کو پورا کیا جائے گا تاکہ بچوں کی شرح اموات کو کم کیا جاسکے ی بچوں کی بہتر نگہداشت کرسکیں۔

ہسپتال

پرائمری ہیلتھ کیئر میں بڑے ہسپتالوں کی اہمیت سے انکار نا ممکن ائمری ہیلتھ مراکز اور چھوٹے ہسپتال جن امراض کی تشخیص نہیں ا وہ جن کا علاج نہیں کرسکتے ان معاملات سے متعلق وہ بڑے ہسپتال سے رجوع ہوتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ ہسپتالوں، خواتین کے ہسپتالوں اور بعض مخصوص ہسپتالوں کو مستثنیٰ رکھتے ہوئے دوسرے تمام ہسپتالوں کو بڑے ہسپتالوں میں تبدیل کرنے کی ایک تجویز حکومت مہاراشٹر کے زیر غور ہے تاکہ پرائمری ہیلتھ مراکز حسب ضرورت بلا تاخیر بہ آسانی پیچیدہ طبی معاملات میں ان سے رجوع ہوسکیں۔ حکومت نے اس مقصد کے تحت ۱۳۵ ہسپتالوں کا انتخاب کیا ہے۔ جن میں سے ۱۰۹ غیر قبائلی علاقوں میں اور ۲۶ قبائلی علاقوں میں واقع ہیں۔ ان مجوزہ بڑے ہسپتالوں میں تیس بستروں کی گنجائش ہوگی۔ ۱۳۵ ہسپتالوں کے اس مقررہ نشانے سے قطع نظر مستقبل قریب میں متعدد دیہی ہسپتالوں کو بڑے ہسپتالوں میں تبدیل کرنے کی حکومت کوشش کرے گی۔

حکومت نے ان منتخبہ ۱۳۵ ہسپتالوں کو بڑے ہسپتالوں میں تبدیل کرتے وقت ان میں ہر اعتبار سے یکسانیت قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہر ہسپتال میں عملہ، طریقہ کار اور طبی خدمات سے متعلق یکسانیت پائی جائے گی۔ ان ہسپتالوں کی مجوزہ توسیع کے بعد توقع ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کا کام کا بوجھ کچھ کم ہوگا اور وہ دوسرے چھوٹے ہسپتالوں کی مدد کرسکیں گے۔

ہر دیہی ہسپتال میں ۳۰ بستروں کے وارڈ ہوتے ہیں۔ ایکس رے مشین اور ضروری آلات سے لیس لیبارٹری ہوتی ہے ہسپتال کا عملہ ۳۹ ملازمین پر مشتمل ہوتا ہے جن میں ایک اوّل درجے کا طبی افسر اور تین دوسرے درجے کے طبی افسر بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ طبی افسر علم طب کی مختلف شاخوں کے ماہر ہوا کرتے ہیں۔

مستقبل میں کاٹیج اور دیہی ہسپتالوں کو "کمیونٹی ہیلتھ سینٹر" کی حیثیت حاصل ہوگی۔ جہاں تمام طبی سہولتیں فراہم ہوں گی اور وہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں اور پرائمری ہیلتھ مراکز کے مابین رابطے کے فرائض انجام دیں گے۔

مہاراشٹر میں طبی سہولتوں کی فراہمی کا نظام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ ریاست کے دیہی اور شہری باسیوں کے ساتھ ساتھ دشوار گذار مقامات میں آباد افراد بھی ان سے بہ آسانی مستفید ہوتے ہیں۔ سماج کے غریب افراد کو طبی سہولتیں فراہم کرنے کے علاوہ اس نظام میں بچوں، ماؤں، مندرج جاتیوں اور قبائلیوں کے افراد وغیرہ کے لئے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔ عوام کو جسمانی معذوری سے محفوظ رکھنے کے لئے جذام اور اندھے پن کی تشخیص اور علاج کی سہولتیں بھی فراہم کی گئی ہیں۔

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

بھارتی کرکٹ ٹیم عالمی چمپئن

عظیم الشّان تاریخی فتح

ارون کمار نواڈے

بھارت نے کرکٹ کی تاریخ میں ۹ر جون ۱۹۸۳ء سے ۲۵ر جون ۱۹۸۳ء کے ایام کو ناقابلِ فراموش بنادیا ہے۔ ۹ر جون کو بھارتی کرکٹ ٹیم نے حوصلہ مند کپل دیو کی قیادت میں ۱۹۸۳ء کا پروڈنشیل یعنی عالمی کپ جیتنے کے لئے پہلی سیڑھی کامیابی سے طے کی۔ مقابلہ تھا ویسٹ انڈیز سے جسے ہماری ٹیم نے ۳۴ رنوں سے شکست دے کر میچ جیت لیا۔ ۱۱ر جون ۱۹۸۳ء کو بھارتی ٹیم نے دوسری سیڑھی طے کی اور دوسرے راؤنڈ میں زمبابوے کو ۵ وکٹوں سے شکست دی لیکن ۱۳ر اور ۱۵ر جون کو البتہ دوبار شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۳ر جون کو آسٹریلیا نے ۱۶۲ رنوں سے اور ۱۵ر جون کو ویسٹ انڈیز نے ۶۶ رنوں سے بھارت کو شکست دے کر اپنی پہلی ہار کا بدلہ لیا۔ ۱۸ر جون کو بھارتی ٹیم نے ایک بار پھر اپنے لڑکھڑاتے قدموں کو سنبھالا اور زمبابوے کو دوسری بار شکست دی۔ اس میچ میں فتح کا سہرا کپل دیو کے سر بندھتا ہے جنہوں نے اپنے شاندار اسٹروک سے ۱۷۵ رن بنائے۔ ۲۰ر جون کو آسٹریلیا کی شکست سے بھارتی ٹیم کا مستقبل کچھ زیادہ روشن نظر آیا کیونکہ آسٹریلیا جیسی نامور ٹیم کو شکست دینا آسان نہ تھا۔ بہرحال آسٹریلیا کی شکست کے بعد بھارت سیمی فائنل میں داخل ہوکر عالمی کپ جیتنے کے قریب ہوگیا۔ ۲۲ر جون کو سیمی فائنل میں انگلینڈ سے کانٹے دار مقابلہ ہوا۔ مقابلہ شروع ہونے پر دنیا بھر کے کرکٹ شائقین اور خصوصاً بھارتی عوام نے راتوں کی نیند کو بھلا دیا اور بڑی بے صبری سے انتظار کرتے رہے کہ کب بھارت انگلینڈ پر غلبہ پائے۔ بیشک یہاں بھی کپل دیو کی نپی تلی کیپٹن شپ اور کھلاڑیوں کے بلند حوصلوں نے اپنا رنگ دکھایا۔ سیمی فائنل میں ہندستان نے انگلینڈ کے قدم اکھاڑ دیئے اور یہ بھی میچ جیت کر فائنل میں داخلہ لے لیا۔ کپل دیو نے جس طرح اپنی ٹیم کے کھلاڑیوں کی رہنمائی کی — اس کی تعریف خود انگلینڈ کے کپتان باب ولس نے بھی کی ہے۔

امید تھی کہ فائنل میں مقابلہ بھارت اور پاکستان میں ہوتا۔ پاکستان نے سری لنکا کے خلاف اپنے کھیل کا شاندار مظاہرہ کیا تھا اور تیز رفتاری سے سیمی فائنل تک پاکستانی ٹیم پہنچ چکی تھی لیکن یہاں چند غلطیوں کی وجہ سے پاکستان سیمی فائنل میں ویسٹ انڈیز کے سامنے نہ ٹک سکی اور ۸ وکٹوں سے شکست کھائی۔ لارڈس کے میدان میں فائنل مقابلے سے قبل پاکستانی ٹیم کے کپتان اور بھارتی ٹیم کے کپتان کی ملاقات ہوئی تو عمران خان نے کپل دیو کو سیمی فائنل جیتنے پر مبارکباد دی اور ان کی ہمت بندھاتے

یشپال شرما　　موہندر امرناتھ　　سری کانت　　سنیل گاوسکر　　کپل دیو

مدن لال　　سید کرمانی　　راجر بنی　　کیرتی آزاد　　سندیپ پاٹل

دلیپ وینگسرکر　　روی شاستری　　بلوندر سنگھ سندھو

ورلڈ کپ کے ریکارڈس

سب سے زیادہ رن :۔

۳۳۸ ۔ ۵ وکٹوں پر پاکستان نے ۱۹۸۳ء میں
سری لنکا کے خلاف بنائے ۔

سب سے کم رن :۔

۴۶ ۔ کینڈا نے ۱۹۷۹ء میں انگلینڈ کے خلاف
بنائے ۔

سب سے زیادہ انفرادی اسکور :۔

۱۷۵ ناٹ آوٹ کپل دیو نے ۱۹۸۳ء میں زمبابوے
کے خلاف بنائے ۔

سب سے بڑی پارٹنر شپ

۱۸۲ رنوں کی (پہلی وکٹ) آسٹریلیا کے میک کاسکر اور
ایلن ٹرنر نے ۱۹۷۵ء میں سری لنکا کے خلاف بنائے ۔

سب سے اچھی بالنگ

آسٹریلیا کے گیری گلمر نے ۱۴ رنوں پر ۶ وکٹ لئے ۔
۱۹۷۵ء میں انگلینڈ کے خلاف ۔

سب سے زیادہ کیچ

ہندستان کے سید کرمانی نے ۱۹۸۳ء میں
زمبابوے کے خلاف ۵ وکٹ لئے ۔

سب سے زیادہ سست رفتار بلے بازی

ہندستان کے سنیل گاوسکر نے ۱۹۷۵ء میں ۶۰
اوورز میں ۳۶ رن بنائے ۔

ہوتے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا کہ عالمی کپ پر ہندستان ضرور قبضہ کرے تاکہ عرصے سے مغرور یورپ کا بھرم ٹوٹ سکے اور کپ ایشیا کی تحویل میں آسکے ۔

۲۵ر جون کو کپل دیو اینڈ کمپنی نے پاکستانی کپتان کو دیئے ہوئے اپنے وعدے کی لاج رکھ لی ۔ اس دن لارڈس کے میدان میں ویسٹ انڈیز اور بھارت کے درمیان عالمی کپ فتح کرنے کی جدوجہد شروع ہوئی ۔ لارڈس کا اسٹیڈیم ہزاروں تماشائیوں سے بھرا پڑا تھا ۔ بھارت میں دوردرشن مبارکباد کی مستحق ہے کہ دوردرشن نے

شری رن دلیو یکرا وزیر برائے اسپورٹس وسماجی بہبود نے ریاستی حکومت کی جانب سے عالمی کپ فاتح بھارتی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کو سہار ایئر پورٹ پر استقبال کیا ۔ زیر نظر تصویر میں وزیر موصوف کھلاڑی سندیپ پاٹل کی باتوں کو دلچسپی سے سن رہے ہیں ۔

براہِ راست اس مقابلے کو ٹی ۔ وی پر دکھانے کا انتظام کیا تھا ۔ بہر حال مقابلے کے شروع میں ویسٹ انڈیز کے کپتان لائیڈ نے ٹاس جیتا اور فیلڈنگ کے لئے اپنی ٹیم کو صف آرا کیا ۔ شروع شروع میں ویسٹ انڈیز کے دیو ہیکل بالروں خصوصاً رابرٹ اور گارنر نے اپنی تیز رفتار بالنگ سے بھارتی بلے بازوں کی ہمت پست کردی اور بھارت کو ۱۸۳ کے حقیر اسکور پر آؤٹ کر کے گویا ویسٹ انڈیز کے لئے فائنل جیتنے کی راہ ہموار کرلی ۔

کپل دیو کو پیلو مودی ایوارڈ

شری وی ۔ ڈی سیکویرا ، صدر پیلو مودی انسٹی ٹیوٹ نے کپل دیو کو بہترین قیادت کیلئے پیلو مودی ایوارڈ دینے کا اعلان کیا ہے ۔

سنچری مکمل کرنیوالے کھلاڑی: ۱۹۸۳ء ورلڈ کپ

۱۔ ٹریور چیپل	آسٹریلیا	۱۱۰	(مخالف ٹیم)	ہندستان
۲۔ ڈیوڈ گاور	انگلینڈ	۱۳۰	رر	سری لنکا
۳۔ ایلن لیمب	انگلینڈ	۱۰۲	رر	نیوزی لینڈ
۴۔ ویوین رچرڈس	ویسٹ انڈیز	۱۱۹	رر	ہندستان
۵۔ گرینج	ویسٹ انڈیز	۱۰۵	رر	زمبابوے
۶۔ کپل دیو	ہندستان	۱۷۵	رر	زمبابوے
۷۔ عمران خان	پاکستان	۱۰۲	رر	سری لنکا
۸۔ ظہیر عباس	پاکستان	۱۰۳	رر	نیوزی لینڈ

لیکن بھارتی بالروں نے ویسٹ انڈیز کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا۔ مدن لال، راجر بنی اور مہیندر امرناتھ جیسے میڈیم فاسٹ بالر ہی ویسٹ انڈیز کی وکٹیں اڑانے کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ سابق عالمی چمپین کھلاڑی یکے بعد دیگرے بھارتی بالروں کا نشانہ بنتے گئے تو اسی رفتار سے عوام کا جوش و خروش بھی بڑھتا گیا۔ صرف رچرڈس، ڈوزان اور مارشل نے بھارتی بلے بازوں کا دیر تک مقابلہ کیا۔ لیکن ان کے بھی آوٹ ہونے کے بعد کھیل کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اسٹیڈیم میں موجود ہندستانی کرکٹ شائقین ہر وکٹ پر قومی جھنڈے لہرا لہرا کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ یہاں کرکٹ کے مداح اپنے گھروں میں بند، ٹی۔ وی پر نظریں جمائے نصف شب تک اپنی نیند بھول کر ان گھڑیوں کا انتظار کرنے لگے کہ کب بھارت وہ یادگار کارنامہ انجام دے جو ساری دنیا میں ایک تاریخ بن جائے۔ وہ لمحہ قریب آتا جا رہا تھا۔ بھارتی بالروں نے ویسٹ انڈیز کے گرینج، گومز، بخش کو یکے بعد دیگرے واپس لوٹانا شروع کیا تو عوام کا پیمانۂ صبر خوشی سے چھلک اٹھا۔ آخری اوور میں مہیندر امرناتھ نے ویسٹ انڈیز کے ہولڈنگ کی وکٹ لے کر بھارت کو فتح سے ہمکنار کر دیا۔ نصف شب میں بمبئی پٹاخوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر جوش مسرت سے سڑکوں پر ناچتے کودتے نکل آئے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو ایسی مبارکباد دی گویا کہ یہ فتح خود انہوں نے حاصل کی ہو۔ بھارت۔ ۵۲ اوور میں ویسٹ انڈیز کو ۱۴۰ رنوں سے ہرا کر عالمی کپ پر قبضہ کر لیا اور اس طرح بھارت کرکٹ کی دنیا میں ممتاز ترین مقام پر پہنچ گیا۔ ورلڈ کپ کی اس معرکہ آرائی میں چند شاندار ریکارڈ بھی قائم ہوئے ہیں جو قابل ذکر ہیں۔ کپل دیو کے ۱۷۵ رن میں چھ چھکے شامل تھے۔ پاکستان نے سری لنکا کے خلاف سب سے زیادہ اسکور کیا۔ سید کرمانی نے ۵ کیچ لے کر جن میں چند مشکل ترین تھے، ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ بہرحال عالمی کپ پر بھارت کے قبضے کا جشن جس طرح سارے ملک میں اور خصوصاً بمبئی میں منایا گیا وہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ کپل دیو اور ان کے ساتھی تمام کھلاڑی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی محنت اور جانفشانی سے بھارت کو اس تاریخی فتح کے ذریعے سارے عالم میں سرفراز کیا۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل کپل دیو کو یادگار ٹرافی دے رہے ہیں۔

بھارتی کرکٹ ٹیم کو استقبالیہ

وزیراعلیٰ فنڈ سے مزید ترقیات کیلئے ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپے کا عطیہ

پروڈنشیل کپ کی فاتح بھارتی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعزاز میں یہاں وانکھیڈے اسٹیڈیم میں ۴ر جولائی کو ریاستی حکومت کی جانب سے ایک شاندار استقبالیہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کے انعقاد میں، جس کی صدارت وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت دادا پاٹل نے کی، وزیر مملکت برائے کھیل کود شری اروند دیوکر پیش پیش تھے۔ نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیراعلیٰ نے بھارتی کرکٹ ٹیم کی مزید ترقیات کے لئے وزیراعلیٰ فنڈ سے ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپے کا عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ مذکورہ ٹیم کے فاتح کپتان شری کپل دیو کو مذکورہ رقم کا چیک دیتے ہوئے وزیراعلیٰ نے کہا کہ عالمی چمپین شپ کا پروڈنشیل کپ جیت کر بھارتی کرکٹ ٹیم نے بھارت کا نام روشن کیا ہے۔ آپ نے ٹیم کے کھلاڑیوں کو بطور یادگار مہاراشٹر کا روایتی دیپ دیا۔

ریاستی حکومت کی جانب سے کپل دیو کی قیادت میں بھارتی ٹیم کے استقبالیہ کی یہ پہلی سرکاری تقریب تھی۔

مہمان خصوصی نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے بھارتی کرکٹ ٹیم کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بھارتی کرکٹ ٹیم نے نمایاں آزمائش کامیابی سے طے کرلی ہے۔

قومی راج

۲۵ر جولائی ۱۹۸۳ء

پ نے توقع ظاہر کی کہ کپل دیو کی قیادت میں یہ ٹیم اپنی شاندار روایت برقرار رکھتے ہوئے مزید کامیابیوں سے ہم کنار ہوگی۔

استقبالیہ تقریب کے مہتمم وزیر مملکت برائے کھیل کود شری ارون دیولیکر نے بھارتی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں اور عہدیداروں کو خوش آمدید کہتے ہوئے مسرت ظاہر کی کہ ٹیم نے اپنے شاندار کھیل سے بھارت کو عزت بخشی۔

کپتان کپل دیو نے شروع تقریر میں مراٹھی سے ناواقفیت پر معذرت طلب کی۔ آپ نے کہا کہ ان کی ٹیم نے جس شاندار مظاہرہ سے عزت حاصل کی ہے وہ روایت برقرار رکھنے کی پوری کوشش کریں گے۔

سابق کرکٹ کپتان شری اجیت واڈیکر نے پرانی یادوں کو دہراتے ہوئے کہا کہ ان کی قیادت میں بھارتی کرکٹ ٹیم نے ۱۹۷۱ء میں انگلینڈ کے خلاف میچ جیت کر دنیا بھر میں بھارتی ٹیم نے لوہا منوایا تھا۔ اسی طرح کپل دیو کی قیادت میں بھارتی ٹیم نے پروڈنشیل کپ جیت کر ایک بار پھر عالمی شہرت حاصل کی ہے جس کے لئے ٹیم کا ہر کھلاڑی مبارکباد کا مستحق ہے۔

سابق کپتان اور بھارت کے دوسرے ڈان بریڈمین یعنی سنیل گاواسکر نے مراٹھی میں تقریر کرکے کپل دیو کی پوری کر دی۔

آپ نے کہا کہ بھارتی ٹیم نے یہ فتح حاصل کرنے کے لئے جس طرح شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسی طرح پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے خلاف بھی میچ جیتنے کے لئے بھارتی ٹیم ہر ممکن کوشش کرے گی۔ آپ نے کپل دیو کی کیپٹن شپ کی تعریف کی اور قوی امید ظاہر کی کہ کپل دیو کی قیادت میں بھارتی ٹیم آئندہ بھی ایسی کامیابیاں حاصل کرے گی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ کپتان کپل دیو کو وہ اس قدر مراٹھی سکھائیں گے کہ وہ آئندہ تقریب میں مراٹھی میں تقریر کر سکیں۔

اس تقریب میں ریاستی عہدیداران میئر منموہن سنگھ بیدی، شیریف ایس۔ پی گودریج، اراکین اسمبلی، سابق کرکٹ کنٹرول بورڈ کے عہدیدار اور کرکٹ کے ہزاروں شائقین موجود تھے۔

تقریب کی شروعات میں سنکھ بجایا گیا اور کھلاڑیوں کی ہندستانی روایتی انداز میں آرتی اتاری گئی۔ بعد میں کپتان کپل دیو نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسٹیڈیم کا ایک چکر لگایا۔

ضروری گذارش

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت وہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا لفافے کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط/لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی تحریر فرمائیں۔
- ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

★ خواجہ عبدالغفور

سُنی اَن سُنی
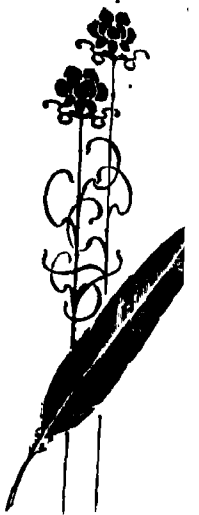
حواسِ خمسہ میں سماعت بھی ہے لیکن سماعت میں اور سُننے میں بہت بڑا فرق ہے۔ سماعت کی حس رکھتے ہوئے بھی لوگ سُنتے نہیں اور سنتے بھی ہیں، تو ۲۰ فیصد سے زیادہ بات نہیں سُنی جاتی۔ باقی باتیں بس یوں ہی ایک کان سے سُنی اور دوسرے کان سے باہر نکال دی۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب بات کی جاتی ہے تو فی منٹ ۱۲۰ الفاظ منہ سے نکلتے ہیں جبکہ ہمارا دماغ اس رفتار سے کہیں زیادہ آگے کی طرف سوچتا ہے اور ذہن تو دس گُنا تیز رفتاری سے کام کرتا ہے اس لئے سُننے سوچنے اور دماغ دوڑانے میں کبھی مصالحت نہیں ہوتی اور سُننے کی صلاحیت بہت کمزور رہتی ہے۔ بہت کچھ کہا سُنا فضاء میں بکھر جاتا ہے اور جب توجہ واپس مرکوز کی جاتی ہے تو بہت کچھ سپاٹ لگتا ہے محض اس لئے کہ ریڈیو کی Waves کی طرح ہم ان کی Wave Lenght کو صحیح میٹر یا بینڈ پر Tune in نہیں کرتے۔

چینی محاورہ ہے کہ ہمیں دو کان دیئے گئے ہیں جب کہ زبان ایک ہی ہے تاکہ ہم سنیں زیادہ اور بولیں کم۔ اس کے ماسوا، یہ جان لینا چاہیئے کہ اچھی طرح سننے کی صلاحیت ایک فعال ہے۔ ہم کان بند رکھ کر دوسرے کے کہے ہوئے خیالات کو تک نہیں پہونچا سکتے۔ اس کے لئے بہترین عمل یہ ہے کہ والے کی باتوں پر کان دھریئے بیچ بیچ میں اپنی سنی ہوئی بات مختصر الفاظ میں دُہرائیے اور کبھی کبھی قطع کلام کرکے سنتے سنتے کی بات کا اندازہ کرکے اپنے الفاظ میں اس کو سنائیے۔

خیالات کو سُنئے محض واقعات کو نہیں۔ اثرات قبول کیجئے لفظوں کے اُلٹ پھیر کو نہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک بُت ساز نے آدمی کی ہوبہو ایک جیسی دو مورتیاں بنائیں اور لوگوں سے پوچھا "بتلایئے تو ان میں سے کون سی اصلی اور بڑھیا ہے"۔ لوگوں نے بہ ظاہر ان میں کوئی فرق نہیں دیکھا۔ ایک شخص نے پتلی سی تیلی لے کر ایک مورتی کے کان میں ڈالا اور دیکھا کہ وہ دوسرے کان سے نکل گئی۔ اس کے بعد دوسری مورتی کے کان میں وہی تیلی ڈالا تو وہ دوسرے کان سے باہر نہیں نکلی بلکہ اندر ہی کہیں سو گئی۔ اس نے بتایا کہ یہ دوسری مورتی اصلی اور بڑھیا ہے اس لئے کہ جب کوئی چیز کان کے اندر جائے تو اس کو دوسرے کان سے باہر نہیں نکل جانا چاہیئے۔ یہی خوبی انسانوں میں بھی ہو تو ایسے انسانوں کو بڑا آدمی بناتی ہے۔

بہت ساری باتیں سُنی ان سُنی ہو جاتی ہیں۔ سمیع اور حبیب کی باتیں ٹرنک کال پر بڑی دیر سے ہو رہی تھیں کہ سمیع نے کہا: "یار تم سے ایک ضروری بات کہنی ہے کہ آج کل میں کچھ مالی مشکلات میں ہوں تم اگر دو چار مہینے کے لئے مجھے دو ہزار روپیہ قرض دے سکو تو بڑی مہربانی ہوگی۔" حبیب نے دوسری طرف سے چیخ کر کہا: "سمیع زور سے بولو، مجھے تمہاری آواز بالکل نہیں سنائی دے رہی ہے۔" سمیع نے اپنی بات چلا چلا کر دہرائی۔ اس پر حبیب نے وہی عذر کیا کہ وہ بالکل نہیں سن پا رہا ہے کہ اس کا دوست کیا کہہ رہا ہے۔ ایک بار پھر جب قرض کی بات کی اور اس کا جواب حبیب نے وہی دیا تو ٹیلی فون، ایکسچینج والی لڑکی نے دخل دیتے ہوئے کہا "آپ دونوں کی باتیں صاف سنائی دے رہی ہیں، ٹیلی فون میں کسی قسم کی گڑبڑ نہیں، آپ کا دوست دو ہزار روپیہ قرض مانگ رہا ہے۔" حبیب نے ایکسچینج کی لڑکی سے کہا "مجھے تو کچھ نہیں سنائی دے رہا ہے اور اگر تم سن رہی ہو کہ میرے دوست کو قرضہ چاہیئے تو پھر تم ہی دے دو نا۔"

یہ بھی سُنی ان سُنی اسی طرح جب بھی اچھی خاصی سنی سنائی بات کو بھی ٹال دینا مقصود ہو تو جھٹ سے کہہ دیا جاتا ہے .... "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"، یعنی جو دیکھا نہیں تو سنی ہوئی بات کا کیا اعتبار کیا جائے۔

کسی اہم شخصیت کی بات کو نہ صرف دھیان سے سننا مقصود ہو بلکہ اس پر ظاہر کرنا بھی ہو کہ اس کی بات غور سے سنی جا رہی ہے تو اس سے کہیں گے۔ "ہم ہمہ تن گوش ہیں"، گوش بر آواز ہیں اور آپ کی باتیں کان دھر کے سنی جا رہی ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں کہ All ears اور جب بطور خاص توجہ مطلوب ہو تو سامعین سے کہیں گے Lend me your ears اور جو کبھی کسی شخص کی باتیں یا مقرر کی تقریر سے بیزارگی کا اظہار کرنا ہو یا مسلسل بکتا ہی رہے تو کہتے ہیں کہ اس کی بک بک سنتے سنتے کان پک گئے۔ کان کے پردے پھٹ گئے۔

یا کبھی یہ محسوس ہو کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ سننے والے کے پلے نہیں پڑ رہا ہے، یا اس پر دھیان نہیں دیا جا رہا ہے تو اس کے لئے محاورہ استعمال ہوتا کہ اس کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی ....

بہت سے لوگ ہیں کہ جو سنی سنائی باتوں پر بلا سوچے سمجھے یقین کر لیتے ہیں اور حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں رہتے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کان کے کچے ہیں۔

ورما نے اپنے دوست رحیم سے کہا: "دیکھو یار، تم اگر برا نہ مانو تو ایک بات کہوں کہ تمہاری ایک ایسی عادت ہے جس سے ہم سب کو تکلیف پہنچتی ہے اور یہ میں تم سے ایک عرصہ سے کہنا چاہتا تھا۔ رحیم نے کہا: "بولو تو سہی کیا بات ہے"؟

ورما: "اوروں نے شاید اس بات کی ہمت نہیں کی کہ تمہارے سامنے یہ بات رکھیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ویسے بھی تم بڑی اچھی شخصیت اور خوبیوں کے مالک ہو۔"

رحیم: "جی کہیئے، ضرور کہیئے"

ورما: "بات یہ ہے کہ تم ایسے آدمی ہو کہ جب تم سے مخاطب ہو کر کوئی کچھ کہتا ہے تو تم اس پر کان نہیں دھرتے، صاف لگتا ہے کہ تم کسی اور دھن میں ہو، تمہارے خیالات کہیں اور ہیں، تمہاری آنکھیں خلاؤں میں کہیں اور بھٹکتی صاف دکھائی دیتی ہیں۔ تمہاری اس عادت کی وجہ سے تم نے اپنے بہت سارے اچھے دوست کھو دیئے ہیں۔ مگر تم کو اس علت کا احساس نہیں ہے اور تم یہ بالکل نہیں جانتے کہ دوسروں پر کیا گزرتی ہے۔ میرے اچھے دوست، تم وعدہ کرو کہ تم نہ سننے کی اس بری عادت کو چھوڑ دو گے"

رحیم: "ارے ابھی تم کیا کہہ رہے تھے"؟

کسی محفل میں جہاں بہت زیادہ لوگ ایک ساتھ بول رہے ہوں۔ آپ کی کسی سے ملاقات ہو اور وہ آپ کی خیریت پوچھے تو آپ دھیمے سے کہیئے۔ "خیر خیریت کیا پوچھتے ہو یار، تم، بس زندہ لاش ہیں"، سوال کرنے والا آپ کے جملے کے ختم ہونے کا انتظار کئے بغیر کہے گا۔ "بہت خوب، بہت خوب، ہمیں بڑی خوشی ہوئی"، مطلب صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے آپ کی بات پر کان نہیں دھرا۔ ان کے دماغ میں تھا کہ آپ کہیں گے "شکریہ، اچھا ہوں"، اور بس اسی تصور کے تحت اپنی خوشی کا اظہار کر دیا۔

بالعموم وہی سنتے ہیں کہ جو ہم سننا چاہتے ہیں اور وہی دیکھتے ہیں کہ جو دیکھنا چاہتے ہیں۔ سننا بھی ایک فن ہے، اس کی ایک تکنیک ہے۔ اس کو سیکھنا چاہیئے تاکہ سمجھ داری اور عقل و فراست کے ساتھ اپنی سماعت کے ذریعہ سب کچھ سنیں اور حسب موقعہ اسی سے استفادہ کریں۔

یہ تجربہ کافی دلچسپ اور شہرت یافتہ ہے کہ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک سے سرگوشی میں کہا گیا۔

آج ؟، تازہ خبر سنی آپ نے ؟ پونا کے قریب ایک بس اُلٹنے
۵ آدمی گھائل ہو گئے اور ۲۵ جاں بلب ہیں ،، جس سے یہ کہا
اس کو یہ خبر اپنے برابر میں بیٹھے ہوئے آدمی کو کانا پھوسی میں سنانا تھا
سلسلہ چلتا رہا اور ہر آدمی سے ایک سلپ پر وہ بات لکھوائی
جو وہ دوسرے کو سنا رہا تھا۔ یہ تجربہ اس عمل اور ردّ عمل
تھا کہ جو ہر کوئی سننے والا سنی ہوئی بات اپنے پڑوسی کو سنا رہا
۔ جب یہ ساری چھٹیاں جمع کی گئیں تو یہ صاف اور صریح تھا کہ
ی نے کسی کی بات دھیان سے سنی اور نہ اس نے اس کو
طرح آگے بڑھایا کہ جو اس کو کہی گئی تھی ۔ نتیجہ یہ تھا کہ بات کچھ
ہو گئی اور اصل بات کہیں کی کہیں رہ گئی ۔

اپنی بیوی سے شوہر نے کہا : "تم آدھے گھنٹے سے مسلسل بولے
ی ہو اور میں سن رہا ہوں لیکن تم نے مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا"
تو بیوی نے غصہ سے کہا : "ہاں ۔ تم نے اس درمیان میں کچھ بھی تو
کہا ۔ اور اس طرح سنتے رہے کہ جیسے تم پر کوئی بڑا ظلم ڈھایا جا رہا
اس طرح سے سننے کی تمہاری اس عادت کو میں برداشت
کر سکتی ۔

کہتے ہیں کہ شادی کے بعد ۱۰ سال تک میاں بولتا ہے ۔ اور
سنتی ہے اس کے بعد کے ۱۰ سال شوہر کی باری ہوتی ہے کہ
سنتا رہے اور بیوی بولے جائے ۔
شادی کے بیس سال بعد میاں بیوی دونوں ہی بولتے ہیں
محلے والے سنتے ہیں کہ یک دوسرے کی باتیں وہ دونوں بالکل نہیں
تے ۔"

ایک صاحب شیخی بگھار رہے تھے کہ ان کی بیوی کسی موضوع
گھنٹوں بول سکتی ہے ۔ دوسرے صاحب نے کہا وہ کون سی
بات ہوئی ۔ میں تو اپنی بیوی کی باتیں گھنٹوں سننے کا عادی ہوں
بغیر کسی موضوع کے وہ مجھے سناتی رہتی ہے
ٹاؤن ہال میں سیاسی قسم کی تقریر ہو رہی تھی ۔ ایک صاحب
اندر داخل ہوتے ہوئے سامعین میں سے کسی سے پوچھا : "اندر
بول رہا ہے اور تقریر کا موضوع کیا ہے ؟"
جو صاحب بڑی دیر سے سن رہے تھے بولے "شری
دائی گھنٹہ بھر سے تقریر کر رہے ہیں لیکن انہوں نے اب تک
بتایا کہ وہ کس مسئلہ پر بول رہے ہیں ۔"
جب کسی بات کو اخفائے راز کی خاطر کھلم کھلا کہنا مقصود
ہوتا تو سرگوشی میں کہا جاتا ہے "دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"

اس بات کو ذرا اپنی حد تک رکھنا ۔"
اکثر کہنے اور سننے کا معاملہ بہت ملا جلا ہوتا ہے ۔ کسی نے
کیا خوب کہا ہے ؎

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

جب احوال اور روئداد ایسی ہو کہ جو سننے والوں کا دل
ہلا دے یا ان کی قوت برداشت سے باہر ہو تو علامہ اقبال کا
یہ شعر صادق ہوتا ہے ؎

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

حضرت فانی بدایونی ، بعد از مرگ زبانِ حال سے اپنے
محبوب سے کہتے ہیں ؎

سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ مری بے زبانی دیکھتے جاؤ

سنانے اور سننے کے کچھ موڈ ہوتے ہیں ۔ سنتے ہوئے بھی
نہ سنانا یا تو کمزوری ہوتی ہے یا بہت ہی اعلیٰ قسم کی صلاحیت ان
سب کو سماعت سے کسی قسم کا واسطہ نہیں ہوتا ۔ ●●

بقیہ : دیہی طبی خدمات ... صفحہ ۲۰ سے آگے

ریاست میں نافذ العمل مختلف صحت پروگراموں اور ریاست
بھر میں پھیلے ہوئے ہسپتالوں اور صحت مراکز کے اس جال کی وجہ سے
صحت عامہ میں جو بہتری آئی ہے ۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا
ہے کہ آج ہماری عمر طبعی ۷۵ برس ہے جبکہ سنہ ۱۹۵۱ء میں عمر طبعی
۴۹ برس اور سنہ ۱۹۶۱ء میں ۸ر۵۲ برس تھی ۔ سنہ ۱۹۵۱ء میں بچوں
کی شرح اموات ۱۵۷ فی ہزار تھی سنہ ۱۹۷۱ء میں ۸۵ فی ہزار ہو گئی
اور سنہ ۱۹۸۱ء میں ۶۱ فی ہزار ہوئی ہے اسی طرح متعدی امراض
کی وجہ سے ہونے والی اموات کی شرح میں بھی کمی آئی ہے ۔
سال سنہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران کل ۲۳ر۱ کروڑ افراد ریاست
کی طبی سہولتوں سے مستفید ہوئے سال سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں یہ تعداد ۶۰ر۱
کروڑ ہوئی ہے ۔

صحت عامہ کے ... ریاست کی اس کامیابی میں پرائمری
ہیلتھ مراکز ، کالج اور دیہی ، ... سب سینٹرس کی مؤثر
کارکردگی کا بہت بڑا حصہ ہے ۔ ●●

علامہ جمیل مظہری

ڈاکٹر جلیس سہسوانی
سہسوان، بدایوں ۲۴۳۶۳۸
(یو۔ پی)

علامہ جمیل مظہری، مولانا سید خورشید حسنین خورشید کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا تاریخی نام میر کاظم علی تھا جس کی تاریخ ۱۳۲۱ھ نکلتی ہے۔ عیسوی حساب سے آپ کی پیدائش ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہوئی لیکن ننہال مغلپورہ پٹنہ میں جہاں آپ پیدا ہوئے وہاں دفتری تاریخ جنوری ۱۹۰۵ء درج ہے۔ تخلص جمیلؔ اور آبائی وطن غازی پور (یو۔پی) تھا۔ دادا مولانا سید مظہر حسن مظہرؔ کی شادی موضع حسن پور ضلع سارن، صوبہ بہار میں ہوئی تھی۔ اس لئے وطن ثانی بھی وہی ہوگیا۔ علامہ جمیل مظہری کو شاعری ورثے میں ملی تھی۔ ان کے والد شاعر تھے ــــــ اور دادا مظہر حسن مظہرؔ، مرزا دبیرؔ کے حلقۂ تلامذہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے استاد حضرت رضا علی وحشتؔ جن کا شرفِ تلمذ انہیں ۱۹۲۸ء میں حاصل ہوا تھا۔ انہوں نے علامہ کی چند غزلوں میں ان کی صلاحیت دیکھ کر سند لکھی تھی کہ "عزیزی آپ کو اصلاح کی ضرورت نہیں، آئندہ اپنی طبع سلیم پر اعتماد کیجئے۔ آپ کے کلام میں وہ بات پائی جاتی ہے جو مشاہیر شعرائے اردو میں نہیں پائی جاتی"۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانیہ (پٹنہ) ضلع اسکول موتی ہاری، ضلع اسکول مظفرپور اور مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پائی۔ ۱۹۲۲ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے میٹرک، ۱۹۲۵ء میں زیورک کالج کلکتہ سے آئی اے، ۱۹۲۸ء میں اسلامیہ کالج کلکتہ سے بی۔ اے اور ۱۹۳۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے ایم اے فارسی سے کیا۔

شعر و سخن سے لگاؤ بچپن سے تھا لیکن باقاعدہ صحافتی زندگی کا آغاز ۱۹۳۱ء سے ہوا۔ مختلف اخبار و رسائل کے لئے آزاد قلم صحافی کی حیثیت سے شعری و نثری تخلیقات لکھتے رہے۔ روز نامہ "الہند" کلکتہ کے ایڈیٹر رہے لیکن حکومت اپنے خلاف تلخیات کو برداشت نہ کرسکی اور اس نے ۱۹۳۷ء میں "الہند" کو بند کر دیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۲ء تک اردو پبلسٹی آفیسر حکومت بہار کو کوئٹ انڈیا تحریک کا انعقاد کیا۔ یہاں بھی الفاظ اتنے تلخ و تند تھے کہ حکومت نے انہیں گرفتار کرلیا اور دو ماہ کے بعد رہا ہوئے۔ پھر بمبئی میں جوشؔ ملیح آبادی کے یہاں ان کی ملاقات یونٹی پروڈکشن کلکتہ کے ڈائریکٹر رنجیت شرما سے ہوئی۔ رنجیت شرما شعر و سخن پر ان کی علمی و ادبی قابلیت دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور انہیں اپنے ساتھ کلکتہ لے آیا۔ یہاں وہ مکالمہ نگار اور نغمہ نگار کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ فلم "وارث" کے سارے مکالمے اور نغمے انہوں نے لکھے لیکن یہ سلسلہ ۱۹۴۶ء تک ہی چلا اس لئے کہ بہار میں پھر کانگریس برسر اقتدار آگئی تھی ـــ اور حکومتِ بہار نے انہیں بلاکر ڈپٹی ڈائریکٹر محکمۂ اطلاعات عامہ کے منصب پر فائز کردیا۔ ان کے ساتھ ان کے دوست ہندی کے مشہور شاعر رام دھاری سنگھ دنکر بھی فائز ہوئے۔ تین سال بعد دونوں نے اس محکمہ سے اپنا تبادلہ بہ حیثیت پروفیسر محکمۂ تعلیم میں کرالیا۔ علامہ پٹنہ کالج سے وابستہ ہوگئے اور اس منصب کے فرائض ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ پنشن ہونے کے بعد ان کا تقرر شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی میں ہوگیا۔ وہاں پانچ سال تک رہے۔ پھر ۱۹۶۸ء تک یو جی سی ریسرچ فیلو

رہنے کے بعد اسی یونیورسٹی میں ریٹائر ہوئے لیکن یونیورسٹی نے انہیں اپنے آپ سے جدا نہ ہونے دیا۔ ۱۹۷۴ء تک وہ خصوصی لکچرر رہے۔ پھر صحت کی خرابی اور کمزوری کے باعث انہوں نے اس فرض کو انجام دینے سے معذرت کر لی اور وہ اپنے چھوٹے بھائی رضا مظہری کے پاس کلکتہ چلے آئے۔

علامہ کا قلم نثر اور نظم دونوں میں رواں دواں تھا ان کے بہت سے نثر پارے، بہت سی گراں قدر کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ "شکست و فتح" ناول ہے جسے ۱۹۵۰ء میں مکتبہ ارتقاء کلکتہ نے شائع کیا تھا۔ "نقشِ جمیل" نظموں کا مجموعہ ہے جو ۱۹۵۳ء میں پٹنہ سے شائع ہوا تھا۔ "فکرِ جمیل" غزلوں رباعیوں اور قطعوں کا مجموعہ ہے جو ۱۹۵۸ء میں منظر عام پر آیا تھا۔ "آب و سراب" فلسفیانہ مکتوبات ہیں جو ۱۹۷۰ء میں مکتبہ ارتقاء کلکتہ نے شائع کئے "عرفانِ جمیل" مرثیوں اور اور قصیدوں کا مجموعہ ہے جسے بارگاہِ ادب لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا۔ "عرفانِ جمیل" دوسرا ایڈیشن انجمن اصغریہ الہ آباد نے کچھ اضافہ کے بعد دوسری بار ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔ "وجدانِ جمیل" یہ ملّی اور دینی منظومات کا مجموعہ ہے جسے بارگاہِ ادب لاہور نے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔ عرفانِ جمیل پر اتر پردیش اردو اکاڈمی نے دو ہزار روپے کا انعام دیا۔

یہ سات گراں قدر مطبوعہ مجموعے ہیں اور دس زیر ترتیب مجموعوں کی فہرست اس طرح ہے۔ "عکسِ جمیل" منظومات بعد از نقشِ جمیل "آہنگِ جمیل" غزلیات و رباعیات۔ بعد از فکرِ جمیل "فریادِ جمیل" ایک سو آٹھ بند مع اثر و فریاد مسدس بطرز شکوہ و جوابِ شکوہ۔ "مثنوی" از جہنم تین سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے۔ "بصیرتِ جمیل" نثری مضامین اور تبصرے "افسانۂ جمیل" مکالموں پر مشتمل افسانے۔ "طنزیاتِ جمیل" مضامین اور ہجویات "ذکرِ جمیل" علامہ کی اپنی نسبت سوانح اور مضامین۔

علامہ کو ۱۹۷۳ء میں بہار راشٹریہ بھاشا پریشد نے تاحیات تین سو روپے ماہانہ وظیفہ کی خصوصی پیش کش سے نوازا تھا۔ ۱۹۷۴ء میں غالب مودی ایوارڈ کی شکل میں صدر جمہوریہ ہند فخرالدین علی احمد نے اپنے ہاتھ سے ایک سند اور پانچ ہزار روپے اکتوبر ۱۹۷۵ء میں پیش کئے تھے۔ سند پر غالب کیٹی کی صدر و وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کے اردو میں دستخط تھے۔ نومبر ۱۹۷۵ء میں اربابِ ادب پٹنہ نے جشنِ جمیل منایا تھا۔ جس کی ابتدائی کارروائی وزیر اعلیٰ جگناتھ مشرا نے کی تھی۔ اس جشن میں آسام کے وزیر داخلہ سرل ساکیا بھی شریک تھے۔ انہوں نے علامہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ہندی میں فرمایا تھا۔ اس کے بعد دونوں وزرا نے خراجِ عقیدت کے ساتھ تحائف سے نوازا تھا۔ ۱۹۷۷ء میں بہار اردو اکاڈمی نے تین ہزار روپے کا ایوارڈ انہیں دینے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ چند وجوہ کے ماتحت وہ اکاڈمی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ "سہیل" گیا نے دو فصول پر مشتمل جمیل مظہری نمبر شائع کیا تھا جس کا اہتمام ان کے عزیز ترین شاگرد کلام حیدری نے کیا تھا۔ وہ دونوں نمبر مشاہیر قلمکاروں کی فنی و معلوماتی تخلیقات سے مزین تھے۔ ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۹ء میں کلکتہ کی قدیم ادبی انجمن بزمِ احباب اور کئی دوسری انجمنوں نے اعزازی جلسے کئے تھے۔ یہ سب علامہ کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد، آغا حشر کاشمیری، نواب بشیر حسن خاں خیال، جوش ملیح آبادی، نیاز فتح پوری، علامہ کے دلدادہ تھے۔ مجنوں گورکھپوری، آل احمد سرور، احتشام حسین اور مولانا سعید اکبر آبادی قدرداں! اسی طرح سیاسی حلقوں میں بھی علامہ کے قدردانوں میں ڈاکٹر راجندر پرشاد، پروفیسر عبدالباری، ڈاکٹر ذاکر حسین، فخرالدین علی احمد اور بابو جگ جیون رام ہیں۔

یہ حضرت جمیل مظہری کی زندگی کے نشیب و فراز کا مختصر خاکہ ہے۔ اب شعری خاکے میں علامہ کو دیکھئے۔ شیشے کی زبان میں سنگدل لوگوں پر کتنا خوبصورت طنز ہے۔ وہ اپنی ایک غیر مطبوعہ نظم "شیشہ و سنگ" میں فرماتے ہیں۔

شیشہ کہنے لگا یہ پتھر سے
مجھ کو تجھ سے گلا نہیں اے دوست
ہو گلہ بھی اگر تو کیوں کر ہو
تو ہے پتھر خدا نہیں اے دوست

جتنے شکوے ہیں سب اسی سے ہیں
جس نے پتھر بنا دیا تجھ کو
میری قسمت کو شیشگی بخشی
اور مجھ پر گرا دیا تجھ کو

یہ بھی ممکن تھا اس کی قدرت سے
مجھ کو پتھر بنا دیا ہوتا

اور تجھ کو بنا کے اک شیشہ
مجھ کو تجھ پر گرا دیا ہوتا
تو بھی سہتا یہ لذتِ بیداد
تو بھی کرتا میری طرح فریاد

اب علامہ اقبال کے پیغام کی معنوی توضیع ہیے
علامہ جمیل مظہری کی شعری صلاحیت ملاحظہ فرمایئے۔ ؎

اے کارکنِ ازل کے تابع
توضیعِ نظام کا جو کر
امکاں کے حدود کو گرا کر
توسیعِ جہانِ آرزو کر
ویرانی ہے ہر طرف خلا میں
اِک رقصِ حیات چارسو کر
سنسان ہیں مشتری و مریخ
چل اُن دیار آباد ہو کر
جز مہر و نجوم کیا ہے تا عرش
تبدیلیٔ سمت جستجو کر
گہرائیاں بھی زمین کی دیکھ
گردوں کی بلندیوں کو چھو کر
اس سود و زیاں کے مدرسے میں
تہذیب شعورِ ما و تو کر
پھیلا کر سبو کو کردے دریا
دریا کو سمیٹ کر سبو کر
کیوں روحِ جماد مضمحل ہے
ہر سنگ میں شورشِ نمو کر
ناقص ہے ابھی نبات کی روح
اصلاحِ مزاجِ رنگ و بو کر
حیوانوں کا دردِ دل بھی پہچان
دے کر انہیں نطق گفتگو کر
درد ماندہ و مضطرب ہے قدرت
تو اس کا مزاج ایک سو کر
"بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت
جو اس سے نہ ہو سکا وہ تو کر"

چند قطعات، چند رباعیات میں حضرت جمیل مظہری

کا ندرتِ فن اور ندرتِ فکر ملاحظہ کیجئے۔ ؎

مظہری ہم سفر ملے تو بہت
کوئی بھی ہم قدم مگر نہ ملا
میری سمتِ سفر بدل دے جو
کوئی بھی ایسا ہم سفر نہ ملا
جو مجھے زحمتِ سفر سے بچائے
ایسا رہزن بھی عمر بھر نہ ملا
ہم کو یہ دکھ کہ راہزن نہ ملے
تم کو یہ دکھ کہ راہبر نہ ملا

ہر در پہ گئے سوزِ محبت لے کر
ہر در پہ پھرے شرارِ نفرت لے کر
جنت والوں میں بھی جو دیکھی تھی لاگ
دوزخ میں گئے عذابِ جنت لے کر

تم جو سمجھ رہے ہو حقیقت نہیں جمیل
بیزاریوں میں اپنی وہ شدت نہیں جمیل
محرومیٔ محبتِ ردکردہ کا میری
یہ ایک احتجاج ہے نفرت نہیں جمیل

جب ہے یہ بے رخی کس سے جمیل
رسمِ دید و شنید رکھیں ہم
زندگی نے ہی کیا دیا ہم کو
موت سے کیا امید رکھیں ہم

حضرت جمیل مظہری کی غزلوں کے کچھ اشعار ذوقِ طبع کے آسودگی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ؎

میں تیرگی سے خفا کیوں ہوں کم نظر کی طرح
میں روشنی کو پرکھتا ہوں دیدہ ور کی طرح
اگرچہ بند ہوں مفلس کے سرد چولہے کی طرح
میں جی رہا ہوں مگر راکھ میں شرر کی طرح
تھکا تھکا سا اجالا دکھا رہا ہے راہ
گھٹے گھٹے سے اندھیرے ہیں راہبر کی طرح

میں اپنے سوزِ جگر سے خود آفتاب بنا
کسی سے روشنی مانگی نہیں قمر کی طرح

اب سوائے موت کے مہنگی ہے ہراک چیز جمیل
اب تو زردار بھی مثلِ غربا روتا ہے

ہم نے یہ عالم بھی دیکھا اے جنونِ خود گری
کہ چمن اجڑا کیا اور آشیاں بنتے رہے
مظہری جلتا رہا یوں ہی مرے دل کا الاؤ
کوئی پاس آیا نہیں شعلے دھواں بنتے رہے

اپنا حق مانگتی ہی رہ گئی اک زلفِ دراز
لوگ الجھے ہی رہے سُبحہ وزنّار کے ساتھ
سونا سونا ہے کھنڈر دوپہریں سونی ہیں
اب وہ دو سائے کہاں سایۂ دیوار کے ساتھ
جس کو جانا ہے چمن سے رہے کلیوں کی طرح
جس کو رہنا ہے چمن میں وہ رہے خار کے ساتھ
ضعفِ دل، ضعفِ خودی، ضعفِ خرد، ضعفِ دماغ
کتنے آزار ہیں اک عشق کے آزار کے ساتھ

حضرتِ جمیل مظہری ۱۹۷۴ء سے بے حد نقاہت محسوس کرنے لگے تھے۔ اس لئے ۱۹۸۰ء میں ان کی عمر چھیتّر سال ہوگئی تھی۔ ضعف کی وجہ سے شعر و سخن اور دوسرے دماغی کاموں سے دامن بچانے لگے تھے۔ معدہ میں کمزوری آگئی تھی اور جگر نحیف ہوگیا تھا جس کی وجہ خوراک بھی گھٹ گئی تھی، جو کھاتے تھے وہ ٹھیک سے ہضم نہ ہوتا تھا۔ اسی کیفیت میں، ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء کو پٹنہ گئے۔ وہاں سے ۵ جون ۱۹۸۰ء کو بہن کے پاس بھیکن پور، ضلع مظفر پور چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔

اور ۲۳ جولائی ۱۹۸۰ء کی شب کو گیارہ بجے اچانک سانس رک گئی ــــ اور شاعری کا یہ درخشاں چراغ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا ــــ!

اُن کی موت کی خبر آل انڈیا ریڈیو دہلی، پٹنہ اور کلکتہ سے نشر کردی گئی۔ ہندوپاک اور بنگلہ دیش کے اردو، ہندی، انگریزی اور بنگلہ زبانوں کے اخبارات نے اپنے تاثرات شائع کئے۔

مرحوم نے اپنی موت سے ایک ماہ پہلے چند قطعات کہے تھے۔ ایک قطعہ یہ ہے۔ ؎

اے زندگی خوش ہوں ترا احسان چکا
اپنا کوئی قرض بھی نہ چھوڑا تو نے
ہر ذرّۂ جسم سے خراج اپنا لیا
قطرہ قطرہ لہو، نچوڑا تو نے

**

قومی راج میں شائع شدہ مضامین، حوالہ کے ساتھ یا بلاحوالہ نقل کئے جاسکتے ہیں، تاہم جس شمارے میں مضمون شامل ہو، اُس کی دو کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ کی جائیں۔

ــــ (ادارہ) ــــ

تبصرہ نگار : ریاض احمد خاں

عصری ملیالم کہانیاں

پبلشر : نیشنل بک ٹرسٹ۔ انڈیا۔ نئی دہلی
مرتبہ : ایم مکندن ۔ مترجم : عبدالحق

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، نئی دہلی، بڑی کامیابی سے ہندستان کی مختلف زبانوں کے شہ پاروں کو اردو میں پیش کر کے ایسی خدمت انجام دے رہا ہے جو کسی ایک ادارے کے بس کا کام نہیں تھا اور اگر یہ کام نیشنل بک ٹرسٹ شروع نہ کرتا تو کم از کم اردو میں مراٹھی، گجراتی اور ملیالم ادب کے بارے میں کچھ بھی معلومات نہ ہوتیں۔

"عصری ملیالم کہانیاں" مختلف افسانہ نگاروں کی اٹھارہ کہانیاں ہیں۔ سب سے پہلی کہانی "صرف ایک قدم" این۔ پی محمد کی ہے جو یوسف کے کردار کے اردگرد گھومتی ہے۔ اسلامی تہذیب جسے یوسف بحیثیت ایک مسلمان کے بھول چکا تھا، ایک اجنبی سے ہمکلام ہونے پر پھر سے اس کے دل و دماغ میں بس جاتی ہے۔ گاؤں، بستی اور بستی کے مسجد کے میناروں کا استعمال، این۔ پی محمد نے بڑی خوش اسلوبی سے کیا ہے جس سے ان کی کہانی ایک انفرادی حیثیت کی مالک ہوگئی ہے۔ پانچویں کہانی ایم گووندن کا "سانپ" ہے۔ ایم۔ گووندن نہ صرف ایک افسانہ نگار ہیں بلکہ شاعر بھی ہیں اور فلسفی بھی۔ ان کی کہانی "سانپ"، سماجی حقیقت پسندی پر مبنی ہے اور ہر ایک کردار اپنی جگہ بڑا مناسب ہے۔ کہانی حالانکہ طویل ہے مگر گووندن نے اپنی فنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کہیں بھی اس کہانی میں جھول نہیں آنے دیا۔ اسی طرح دیگر افسانہ نگاروں نے جن کی کہانیاں اس کتاب میں شامل ہیں زیادہ تر سماجی پہلو پر نظر رکھی اور سماجی اچھائیوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔

حالانکہ "حرف آغاز" میں لکھا گیا ہے کہ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۵۰ء کا درمیانی زمانہ ملیالم افسانے کا سنہری دور تھا اور اسی مدت میں ملیالم کے افسانوی ادب کو فروغ حاصل ہوا اور وہ پروان چڑھا۔ اگر عصری ملیالم کہانیوں کے مرتب ایم۔ مکندن جو خود بھی ایک اچھے افسانہ نگار ہیں جن کی کہانی "صبح سے صبح تک" اس میں شامل ہے تھوڑی سی کوشش کر کے ہر کہانی کی تاریخ لکھ دیتے تو اس بات کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۵۰ء تک کا زمانہ ہی ملیالم افسانے کا سنہری دور تھا۔

بہرحال اردو والوں کے لئے "عصری ملیالم کہانیاں" ایک تحفہ ہیں جنہیں پڑھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ افسانہ نگار ہندستانی ادیبوں سے متاثر ہے یا بدیسی۔ اس کی اشاعت اردو کی ترویج کی طرف نیشنل بک ٹرسٹ دہلی کا ایک کامیاب قدم ہے اور آئندہ کے لئے بھی نیشنل بک ٹرسٹ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ اٹھارہ روپے پچاس پیسے میں یہ کتاب نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا۔ نئی دہلی سے منگوائی جاسکتی ہے۔

کتاب غزل

تخلیق : نذیر بنارسی

ملنے کا پتہ : نذیر بنارسی۔ قومی یکجہتی سینٹر، پانڈے حویلی۔ وارانسی

نذیر بنارسی ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔ جن کی شاعری ہندوستان کی فضاؤں کو تقریباً ۰۰ سال سے مہکا رہی ہے۔ اس طویل عرصے میں صنف سخن میں بتدریج بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ فکر کا انداز بھی بدلا اور پورا معاشرہ ایک کروٹ لے کر آزادی کی فضاؤں میں سانس لینے لگا۔ آزادی کے فوراً بعد کا وہ زمانہ تھا جس نے نہ صرف شاعر کے حساس دل کو بلکہ ادیبوں کے قلم کو بھی نئی جہت بخشی اور اسی زمانے میں نذیر بنارسی نے اپنے کلام میں انسانی کرب بے چینی سمیٹ کر سمونا شروع کیا۔ لہجہ میں بانکپن کے ساتھ للکار بھی ہے جو عوام کے دلوں پر فوری طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی نہیں کہ نذیر بنارسی کی نظمیں شعلہ بار ہیں بلکہ وہ سرزمین ہند سے اٹھتی ہوئی موسیقی کی لہریں بھی ہیں جن میں صبح بنارس کا وہ تمام تر حسن و رعنائی شامل ہے جسکے ہم سب ہی مداح ہیں۔

"کتاب غزل" نذیر بنارسی کا مجموعۂ کلام ہے جس میں آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد سے آج تک کی غزلیں ہیں جو تقریباً ۲۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ "کچھ نثر میں بھی ...." میں نذیر بنارسی نے اپنی زندگی کے مختصر حالات صاف گوئی کے ساتھ پر اثر لہجے میں لکھے ہیں۔

پروفیسر محمود الہیٰ نے نذیر بنارسی۔ کتاب غزل" کے آئینہ میں اس خاص مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے کہ نذیر بنارسی صرف سیاسی آزادی کے خواہشمند نہیں تھے بلکہ وہ سماجی آزادی کے حصول کے لئے بھی جدوجہد کرتے رہے۔ پروفیسر محمود الہیٰ، نذیر بنارسی کے انداز بیان اور ندرت خیال، جسکے قائل ان کے ہمعصر بھی ہیں کی نشاندہی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ غزل جس کا سلسلہ حسرت، مومن، غالب اور مصحفی سے ہوتا ہوا میر سے ملتا ہے اسی سلسلے کی کڑی میں نذیر بنارسی نظر آتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۴۳ پر)

★ حرمت الاکرام،
رام باغ - مرزاپور

میں: اپنا مقتل

صبح تا شام جنگ رہتی ہے
قہرماں ساعتوں کے لشکر سے
اور پھر رات اک عدد کی طرح
بڑھتی ہے تیغ آزمائی کو
جزرِ تاریخ ہو چکا وہ دور
جب کسی یارِ مہرباں کی طرح
ڈوبتے آفتاب کی زردی
گھل کے امواجِ خوں میں کہتی تھی
رات لائی ہے نیند کا مرہم
دن کے زخموں کا اندمال کرو
یہ صدی ایسی ہے۔ اس کا مزاج
کتنا تیکھا ہے؟ میں بتاؤں کیا؟
صبح تا شام۔ شام تا ہمہ شب
معرکہ زندگی سے رہتا ہے
وقت: آگ اور لہو کا سوداگر
بانٹتا شعلے۔ بیچتا خنجر
(کرتا رہتا ہے وار آٹھ پہر)
نفرتیں۔ حسرتیں۔ تمنائیں
(متصادم صفیں یتیموں کی)
دل کی شوریدگی۔ بدن کا عذاب
خود گری یہ خود آگہی کا عذاب
فکر: منجدھار میں لرزتی ناؤ
رابطے: تاج محل شیشے کے
خلق، تہذیب: خواب کی جاگیر
نیکیاں کتنے دائروں کی اسیر
صبح تا شام۔ شام تا ہمہ شب
جنگ رہتی ہے ان حوادث سے
بان آتے ہیں زہر میں ڈوبے
اک کمیں گاہ ہے خود اپنا بدن
مجھ میں روپوش ہیں مرے دشمن

یہ سدا کی کشاکش بیکار
اپنا مقتل بنا گئی ہے مجھے
کتنے ٹکڑوں میں بٹ گیا ہوں میں
قتل ہو ہو کے جی رہا ہوں میں

• • •

★ محمد قاسم راز اورنگ آبادی
۲۲-۱-۳ - محلہ بارود گران
اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱

جانے والوں کی یاد آتی ہے

(بیادِ وجد)

بعد سراج و ولی
آبروئے شاعری
وارثِ شعرِ دکن
نازشِ و نازِ وطن
مانی زہرہ خصال
جامعِ فن و خیال
کاشفِ سرِّ حیات
شاعرِ والا صفات
فکر تیری صبحِ نو
گیت تیرے نرم رو
بلبلِ شیریں مقال
خوبرو، و خوش خصال
تیری غزل پر نثار
کیفِ مُل و رنگِ نار
نازِ بُتِ گل عذار
نازِ بُتِ طرح دار
نظم پہ تیری ہزار
عظمتِ فن ہے نثار
تو نے دیئے حوصلے
تجھ سے ملے ولولے
پیکرِ خلق و صفا
کون تھا تجھ سے سوا
تیرا سخن دلنشیں
بات تری جاں گزیں
تجھ سے ملے جب کبھی
روح کو لذت ملی
اب تجھے پائیں کہاں
ڈھونڈنے جائیں کہاں
یاد رہے گا سدا
ٹھیک ہی تو نے کہا

"جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے"

★ اسحٰق ایوبی (ایم اے)
۸ مکان ۱۱۱-۲-۱۲، مہدی پٹنم،
مراد نگر، حیدرآباد ۵۰۰۰۲۹

نیچے ہوا، اُوپر ہوا، باہر ہوا، اندر ہوا
پنچھی ہوا، بے کل ہوا، بن بن ہوا، گھر گھر ہوا

ہر ذرے میں ہے جس جا بھی ہے چین مگر ملتا بھی
چہرے پہ بھی گھونگھٹ ڈال کر جلوے کو دل کرتا بھی

بھنوروں سی ہر سو گھومتی، ہر گل کا مکھڑا چومتی
چلتی ہے ناگن کی طرح، مدماتیوں سی جھومتی

پھولوں کے رتھ پہ ڈولتی اور اوس کا رس گھولتی
نکلی صبا ہے سیر کو، جنت کی کھڑکی کھولتی

ہر داروں کی پرواز بھی، بجاں دادوں کی آواز بھی،
مرہون اس کی ہر صدا، سنگیت بھی اور ساز بھی

یہ برگ بھی، گلنار بھی، یہ توپ بھی، تلوار بھی،
کٹتی نہیں، پھٹتی نہیں، سہہ جاتی ہے ہر وار بھی

امرت، مدھو اور نشہ ہے یہ آتش کی ساتھ آتش ہے یہ،
مینہ سے لائے ہاتھ جب، تب خدا بارش ہے یہ

یہ قید تو ہوتی نہیں، یہ صید تو ہوتی نہیں
جاری ہے ساری ہر جگہ، ناپید تو ہوتی نہیں

بے روپ بھی، بے رنگ بھی، یہ موم بھی، یہ سنگ بھی،
اس سے بہاریں حسن کی، یہ عشق کی آہنگ بھی

کتنے منوں کا بوجھ ہے، کے درجنوں کا بوجھ ہے
محسوس پر ہوتی نہیں، سر پر ٹنوں کا بوجھ ہے

اچھے برے، چھوٹے بڑے، بے علم اور لکھے پڑھے،
اس کی نوازش سب پہ ہے، جیسے یہ سب آساں کرے

ہر سمت اس کا راج ہے، گو تخت ہے نہ تاج ہے
یہ زندگی کا دوست بھی اور سانسوں کا معراج ہے

آتش میں ہے گرمی بہت، اور مٹی میں نرمی بہت
اسحاق پانی نرم دم، ہلکی ہوا بھری بہت

●●●

★ قمر سنبھلی
۱۵۳۸، نئی سڑک
دہلی ۱۱۰۰۰۶

اک ہیولا سا مرے پیش نظر تھا کوئی
جسم تھا اس کا، نہ چہرہ تھا نہ سر تھا کوئی

راکھ کا ڈھیر ہے اب اور نشاں کچھ بھی نہیں
کل مرے گھر کے برابر میں بھی گھر تھا کوئی

چھاؤں کی طرح مرے ساتھ رہی خنکی سی
ہمسفر تو تو نہ تھا، تجھ سا مگر تھا کوئی

آندھیو! کچھ تو بتاؤ کہ یہ زحمت کیسی
کیا مرے شہر میں سرسبز شجر تھا کوئی

ایک مدت سے مرے دل کا مکاں خالی ہے
ہاں کبھی اس میں بھی آباد بشر تھا کوئی

دم نہ لینے دیا اک پل کو بھی رستے میں کہیں
ہمسفر میرا اک انجان سا ڈر تھا کوئی

دور کر دے مجھے دلی سے نہ گھر کی چاہت
محفلیں چیخ اٹھیں گی کہ قمر تھا کوئی

• شفیع اللہ خاں راز اٹاوی
ایس این کالج، کٹرہ پوردل خاں
اٹاوہ (یوپی) ۲۰۶۰۰۱

★

اس لئے منجدھار میں ڈوبا ہے تو
ناخداؤں کو خدا سمجھا ہے تو

یہ سمجھتا ہے فقط قطرہ ہے تو
نا سمجھ سمٹا ہوا دریا ہے تو

پتھروں سے دشمنی اچھی نہیں
آئینوں کے شہر میں رہتا ہے تو

وسعت دنیا کا اندازہ نہیں
تنگ گوشے میں چھپا بیٹھا ہے تو

یہ جہان آب و گل ہے میکدہ
عرش سے اتری ہوئی صہبا ہے تو

جگمگائے کس طرح تیری حیات
روشنی کے نام سے ڈرتا ہے تو

بے خبر تجھ کو سنوارا جائے گا
ناتراشیدہ ابھی ہیرا ہے تو

تیرے دم سے میکدہ قائم ہے رازؔ
ایک مدت سے مگر تشنہ ہے تو

★ ہارون افروز
۱۴/۳۲۔ دوسری گھیلابائی اسٹریٹ
بمبئی ۴۰۰۰۰۸

سورج کا جسم شام کو جب چاک ہوگیا
کچھ اور مجھ کو نور کا ادراک ہوگیا

مہنگا بدن کے لمس کا سودا پڑا مجھے
لذت ملی تو میں بھی ہوسناک ہوگیا

چیونٹی پہ بھی ستم نہ کیا جس نے عمر بھر
اس پر ہوا جو ظلم تو سفاک ہوگیا

وہ آدمی شریف تھا، سادہ تھا، نیک تھا
ایسی ہوا چلی کہ خطرناک ہوگیا

کہتے ہیں مفلسی میں وہ کورا تھا عقل سے
دولت جب ہاتھ آئی تو چالاک ہوگیا

دریا میں تیرنے کا سلیقہ نہ تھا جسے
گہرے سمندروں کا وہ پیراک ہوگیا

سینے میں گھونپ کر وہ چھرا مر گیا وہیں
اپنے لہو میں ڈوب کے جو پاک ہوگیا

پھر اس کے بعد ایک بھی لمحہ نہ جی سکا
جل کر انا کی آگ میں وہ خاک ہوگیا

بارش کی بوند بوند تھی سبزہ لئے ہوئے
بادل، شجر کے جسم کی پوشاک ہوگیا

چہرے پہ جس کے ناک نہ دیکھی گئی کبھی
وہ شخص سارے شہر کی اب ناک ہوگیا

انگلی اسے تھمائی تو بازو پکڑ لیا
تھوڑی سی شئے ملی تو وہ بیباک ہوگیا

افروزؔ بے بسی میں بہت بے ضرر تھا وہ
موقع اسے ملا تو خطرناک ہوگیا

۲۰ نکاتی پروگرام کیلئے ٹی وی کا استعمال و فروغ ضروری

شری شیواجی راؤ دیشمکھ کا مشورہ

مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے اطلاعات و تعلقات عامہ نے ۶ر جولائی کو وگیان بھون نئی دہلی میں ریاستی وزراء اطلاعات کی کانفرنس میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ۲۰ نکاتی پروگرام پر موثر عمل آوری کے لئے ٹی۔وی زیادہ سے زیادہ علاقوں میں پھیلا دیا جائے۔

آپ نے خواہش ظاہر کی کہ ناگپور ٹی۔وی مرکز کو مزید مضبوط بنایا جائے تاکہ گڈچرولی، سرونچہ اور میل گھاٹ جیسے دور دراز ادیباسی علاقوں میں بھی عوام فیضیاب ہوسکیں۔ آپ نے مزید مشورہ دیا کہ مہاراشٹر کے ثقافتی مرکز پونے میں واقع ٹی۔وی اسٹیشن کو خود مختار بنایا جائے۔

شری دیشمکھ نے ۲۰ نکاتی پروگرام کی موثر عکاسی کے لئے بمبئی میں انٹر میڈیا پبلسٹی کوآرڈینیشن کمیٹی کے کاموں کی ستائش کی اور مشورہ دیا کہ مذکورہ کمیٹی کی طرز پر ایسی کمیٹیاں مہاراشٹر کے تمام چھ ڈویژنوں میں ریاستی اور مرکزی حکومتوں کے عوامی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کی شمولیت کے ساتھ تشکیل دی جائیں۔

وزیر موصوف نے چھوٹے اخبارات کی بابت کہا کہ ایسے اخبارات کو کاغذ کی فراہمی کے لئے اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن کے ڈپو ریاست کے ضلع صدر مقامات پر قائم کئے جائیں۔

شری دیشمکھ کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے۔

اس کانفرنس سے قبل، تقریباً ۴ مہینے پہلے ذرائع ابلاغ سے متعلق دو اہم باتیں ہوئی تھیں۔ ایک تو یہ کہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے نیوز پرنٹ کی سپلائی کی بابت پالیسی کا اعلان اور دوسرے وزارت اطلاعات و نشریات سے وابستہ مشاورتی کمیٹی کی میٹنگ میں نے اخبارات کی رپورٹ پڑھی ہے اور اس موقع پر ان ہی دو باتوں سے متعلق عملی اور ترقی پسندانہ رویہ اپنانے پر میں مرکزی وزیر مملکت برائے اطلاعات کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ شری بھگت کے ذریعے یہ انکشاف بھی خوشی کا باعث ہے کہ مشاورتی کمیٹی کی میٹنگ میں ملک کے زیادہ سے زیادہ حصوں میں ٹی۔وی پھیلانے کے بابت ایک خصوصی منصوبہ پر یہ وزارت غور کر رہی ہے۔

مہاراشٹر میں سوکھے کی وجہ سے تقریباً ۲۰ ہزار دیہاتوں میں پینے کے پانی کا مسئلہ پیدا ہوگیا اور اس مشکل کا سامنا کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس سلسلے میں محکمہ ذرائع ابلاغ و تشہیر نے حکومت کے اقدامات سے عوام کو واقف کرانے کے لئے پوری پوری کوشش کی ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ سوکھے کا سامنا کرنے کے ساتھ ساتھ مہاراشٹر وزیر اعظم کے نئے ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری میں بھی پیچھے

نہیں ہے۔ سماج کے کمزور طبقات کے دلوں میں اس پروگرام نے امیدوں کے دیئے جلائے ہیں۔ بے شک یہ پروگرام ان کی معاشی اصلاح کا مضبوط ترین ضامن ہے۔ مہاراشٹر نے پروگرام سے متعلق مختلف اسکیمات مثلاً پینے کے پانی کی فراہمی، شجر کاری، نس بندی، بائیوگیس، پلانٹ، پمپ سیٹس اور مندرج جاتیوں کی بہبود وغیرہ پر کامیابی سے عمل کیا ہے۔

اس ضمن میں اقدامات اور کامیابیوں کو بہترین طریقے سے عوام کے سامنے پیش کیا گیا جس کے لئے ریاستی اور مرکزی ذرائع ابلاغ کے مختلف شعبوں کے مابین رشتوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انٹر میڈیا پبلسٹی کوآرڈینیشن کمیٹی کی فروری ۱۹۸۳ء میں بمبئی میں میٹنگ کے دوران حکومتِ مہاراشٹر کی تعریف کی گئی تھی کہ حکومت نے ۲۰ نکاتی پروگرام کے متعلق اپنی کارکردگی کی تفصیلات اچھے انداز میں پیش کی نیز مارچ ۱۹۸۳ء میں دوسری میٹنگ میں بھی میڈیا کے ساتھ ربط قائم رکھنے میں ریاستی حکومت کی عملی سرگرمی کا خصوصی تذکرہ کیا گیا۔

میری ریاست میں مذکورہ آرڈینیشن کمیٹی نے بہترین کارکردگی دکھائی ہے جس کا اعتراف وزارت اطلاعات اور نشریات نے بھی کیا ہے۔ مذکورہ وزارت نے ناگپور میں بھی ایسی ہی ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ اس تجربہ کو توسیع دیتے ہوئے ایسی کمیٹیاں مہاراشٹر کے تمام چھ ڈیویژنل صدر مقامات پر ریاستی اور مرکزی حکومتوں کے عوامی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کی شمولیت کے ساتھ قائم کی جائیں۔

۲۰ نکاتی پروگرام کے مقاصد تیزی سے حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ٹی۔وی کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ فی الوقت سانگلی، کولہاپور اور اورنگ آباد میں ٹی۔وی اسٹیشن کی ضرورت ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اگر ناگپور کا ٹی۔وی اسٹیشن مزید مضبوط بنایا جائے تو اس سے ادیباسی علاقوں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ گڈچرولی، سرونچہ اور میل گھاٹ میں ادیباسی کی کثیر آبادی ہے اور اگر یہاں ٹی۔وی کی سہولت حاصل ہو جاتے تو انہیں بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ناگپور میں راست نشریات کے لئے اسٹوڈیو کی سہولت کی مانگ کی گئی اور اسی طرح کی مانگ دیگر تین بڑے اور اہم مقامات ناسک، رتناگیری اور امراوتی سے بھی کی گئی ہے۔ جس پر غور کرنا اشد ضروری ہے۔ پونے مہاراشٹر کا ثقافتی مرکز ہے اور یہاں خود مختار ٹی۔وی اسٹیشن قائم ہونا چاہیئے۔

اچھا ہوگا اگر بمبئی دوردرشن سے ۲۰ نکاتی پروگرام جیسے موضوع پر ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے فلم کی تیار کردہ ڈاکیومنٹری اور مختصر فلمیں دکھائی جائیں۔

بمبئی میں فلم سٹی قائم ہے اور کولہاپور میں بھی ایسی ہی فلم سٹی قائم کی جارہی ہے جہاں فلمی صنعت نے اپنے اولین دور کا آغاز کیا تھا۔ ایک اہم بات جس پر توجہ ضروری ہے وہ یہ کہ ملک میں سینما تھیٹر اب تقریباً بند ہو چکے ہیں۔ شہری اور دیہی علاقوں میں ان کی تعداد نامناسب ہے۔ وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اس ضمن میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے دیہی اور شہری علاقوں میں سینما تھیٹروں کی تعمیر کے لئے ہمت افزا اقدامات طے کئے ہیں نیز اس سلسلے میں حائل مشکلات سلجھانے اور دیگر مشورے دینے کے لئے ایک ضمنی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ تھیٹروں کی تعمیر کو فروغ دینے کے لئے حکومت فی الحال لائسنس اجراء کرنے کی اپنی پالیسی کو مزید نرم کرنے کی بابت غور کر رہی ہے۔

مہاراشٹر میں دیگر ریاستوں کی بہ نسبت جرائد اور رسائل کی تعداد سب سے زیادہ ہے لہٰذا ان کی بہبود حکومت کی ذمہ داری ہے اس سلسلے میں جو مثبت اقدامات کئے گئے ہیں۔ ان میں چھوٹے اخبارات کی بابت سرکاری اشتہارات کی فراہمی اور قیمتوں کے تعین کی شرائط میں نرمی، شناختی اسناد، ایس۔ٹی بسوں میں سفری رعایت، پترکار بھون، پترکار امداد باہمی انجمن وغیرہ کے لئے زمین کی فراہمی اور مالی امداد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مرکزی حکومت سے نیوز پرنٹ کے حصول میں مدد مل سکتی ہے۔ اگر ریاست کے زیادہ سے زیادہ تحصیلوں میں فراہمی مرکز قائم کئے جائیں۔ یہ تجویز بے مقصد نہیں ہوگی۔ اگر چھوٹے اخبارات کو کاغذ کی فراہمی کے لئے ایس ٹی سی ڈپو تمام جگہوں پر نہیں تو کم از کم ڈیویژنل ہیڈ کوارٹرس پر قائم کئے جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اقدام چھوٹے اخبارات کے لئے موثر اور راست فائدہ مند ثابت ہوگا۔

کوکن اور سوراشٹر میں سیلاب سے متاثرہ افراد کے لئے چندہ فراہمی کے سلسلے میں ۲۱ر جولائی ۱۹۸۳ء کو بمبئی میں جے۔ جے ہسپتال سے چوپاٹی تک فلمی ستاروں، کرکٹ کھلاڑیوں اور طبی طلبا کا ایک جلوس نکالا گیا۔ مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور گجرات کے وزیراعلیٰ شری مادھو سنگھ سولنکی بھی جلوس میں میں شریک تھے۔ زیر نظر تصویر میں آپ عوام سے امداد قبول کر رہے ہیں۔
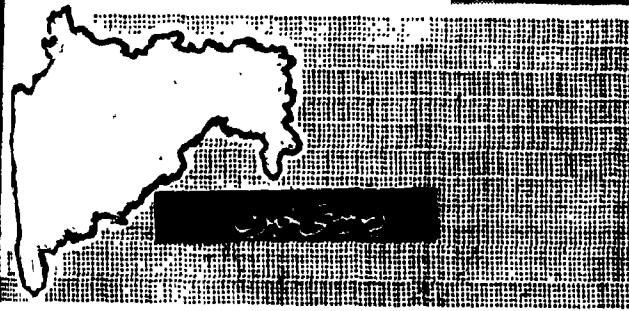
سیلاب زدگان کی امداد کیلئے جلوس

وزیراعلیٰ مہاراشٹر نے کوکن اور سوراشٹر میں سیلاب سے متاثرہ افراد کے لئے چندہ فراہمی کے لئے فلمی ستاروں، کرکٹ کھلاڑیوں اور میڈیکل طلبا پر مشتمل جے جے ہسپتال کے احاطے میں ۲۱ جولائی کو ایک ریلی کا آغاز کرتے ہوئے بمبئی کے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ دونوں ریاستوں میں مصیبت زدگان کی امداد کے لئے فراخ دلی سے عطیات دیں۔

اس مہم کا اہتمام انگریزی روزنامہ "ڈیلی"۔ انڈین ہیلتھ آرگنائزیشن گرانٹ میڈیکل کالج اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن، ایم اے آر ڈی اور جے جے گروپ ہسپتال نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ شری پاٹل وزیراعلیٰ مہاراشٹر، شری مادھو سنگھ سولنکی، وزیراعلیٰ گجرات، ڈاکٹر شریمتی لیلتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ، شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات اور شری ارون دلویکر وزیر مملکت برائے یوتھ سروس اور کھیل کود، اس موقع پر موجود تھے۔

ڈیلی کے ایڈیٹر شری آر۔ کے کرنجیا نے دونوں ریاستوں کی حکومتوں کو سیلاب زدگان کی امداد کے لئے بڑے پیمانے پر اقدامات کرنے پر مبارکباد دی۔

اس مہم میں مشہور فلمی ستارے دھرمیندر، سنجیو کمار، راج کرن، ٹینا منیم اور ارونا ایرانی اور کرکٹ کھلاڑی سنیل گاوسکر نے حصہ لیا۔

سب سے پہلے ڈاکٹر آئی۔ ایس گلاٹی اعزازی سکریٹری انڈین ہیلتھ آرگنائزیشن نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ڈاکٹر ایس۔ جی دیو دھالے ڈین، جے جے گروپ آف ہسپتال نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری آر۔ کے کرنجیا نے شکریہ ادا کیا۔

عطیات جمع کرنے کے لئے جلوس جے جے ہسپتال، بھنڈی بازار، پائیدھونی، کالبا دیوی، پرنسس اسٹریٹ، چیرا بازار، ٹھاکر دوار، گرگام چرچ، اوپیرا ہاؤس ہوتا ہوا چوپاٹی پر ختم ہوا۔

جوان بہبود کیلئے ۳۴ لاکھ روپے

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی زیر صدارت جوان ویلفیر ٹرسٹ (مہاراشٹر) کی ایک میٹنگ ۱۴ر جولائی کو ودھان بھون چیف منسٹر کمیٹی روم میں منعقد ہوئی جس میں سابق فوجیوں اور ان کے افراد خاندان کی بہبود کے لئے مصروف مختلف انجمنوں کو ۳۴ لاکھ روپے کی رقم دینا منظور کی گئی۔

جوان ویلفیر ٹرسٹ نے لفٹیننٹ جنرل ایس پی پی تھورات کی صدارت میں قائم کردہ ڈیفنس سروس ویلفیر کمیٹی کی سفارشات پر یہ

رقم دینا منظور کی۔

جنوری ۱۹۷۲ء سے قائم جوان ویلفیر ٹرسٹ (مہاراشٹر) نے یکم اپریل ۱۹۷۲ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۸۳ء تک سابق فوجیوں اوران کے خاندان کی بہبود کے لئے ۵۵,۵۵,۰۰۰ روپے خرچ کئے ہیں۔ اس میٹنگ میں تمام سفارشات منظور کی گئیں۔ وزیراعلیٰ نے اس میٹنگ میں صلاح دی کہ سابق فوجیوں کی باز آبادکاری اور بہبود پر فنڈ فوری طور سے استعمال کیا جائے۔

حاصل شدہ ٹرسٹ کی اپنی رقم ۸۱۳۸۰۰۰ روپیہ جمع ہے۔ جس پر سود کی رقم سابق فوجیوں کی بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔

چیف سکریٹری شری رام پردھان، شری رام پرساد اور شری آر۔ آر کلکرنی پر مشتمل ایک سہ رکنی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جو ٹرسٹ کی رقم نفع بخش طریقے سے استعمال کرنے سے متعلق صلاح دے گی تاکہ ٹرسٹ کے فنڈ میں مزید اضافہ ہو سکے۔

اس موقع پر شری اے ٹی پاٹل ایم پی، لفٹینٹ جنرل شری ایس۔ پی۔ پی تھوراٹ، چیف سکریٹری شری رام پردھان، شری رام پرساد پودار، خزانچی اور ایگزیکیٹیو سکریٹری شری آر۔ آر کلکرنی، (تمام ٹرسٹ کے ممبران) ایڈیشنل چیف سکریٹری شری ین۔ دی سندر رامن بھی موجود تھے۔

آبادی کی روک تھام میں یونانی علم طب کا رول ورک شاپ کا افتتاح

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے ۱۵ر جولائی کو بمبئی میں "ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام میں یونانی علم طب وادویات کا رول" کے موضوع پر ہوٹل تاج محل میں منعقدہ ورک شاپ میں اپنے خطبۂ صدارت میں اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن (سی سی آر یو ایم) ضبط تولید کے یونانی علم طب کے طریقوں اور ادویات کی تلاش میں ہے۔ آپ نے یقین ظاہر کیا ورک شاپ کے شرکاء اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوں گے۔ شریمتی راؤ نے کہا کہ اس قسم کی تحقیق ۲,۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت کے ہمارے مقصد کے حصول میں معاون ثابت ہوگی۔ آپ نے یونانی طریقۂ علاج اور ادویات کو عوامی سطح پر مقبول کرنے کے لئے مذکورہ کونسل کی کوششوں کی ستائش کی۔

وزیر موصوفہ نے ورک شاپ کی کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات پیش کیں اور امید ظاہر کی کہ ورک شاپ کے شرکاء کے مابین تبادلۂ خیالات یونانی علم طب کے فروغ کیلئے معاون ثابت ہوگا۔ شریمتی کمود جوشی مرکزی وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے

شریمتی کمد جوشی، مرکزی وزیر مملکت، برائے صحت، ۱۵ر جولائی کو بمبئی کے تاج محل ہوٹل میں منعقدہ "آبادی کی روک تھام اور خاندانی بہبود کے قومی پروگرام میں یونانی طریقۂ علاج کی اہمیت" سے متعلق ورکشاپ کے افتتاح پر افتتاحی تقریر کر رہی ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت حکومت مہاراشٹر بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

ورک شاپ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ کسی نظام علم طب میں تحقیق انسانی ضرورت کی تکمیل کے لئے کی جانی چاہیئے اور عوام کو ایسی تحقیق سے فائدہ پہنچانے کے لئے عملی کوششیں کی جانی چاہیئے۔ روایتی علوم طب کو فروغ دینے کے لئے حکومت کی پالیسی کا اعادہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ جو بھی طریقۂ علاج اختیار کیا جاتا ہے اس میں عوام کا اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔

ملک کے مختلف حصوں سے تقریباً ۶۰ مندوبین نے ورک شاپ میں شرکت کی۔

شری حکیم ایم اے رزاق ڈائرکٹر سی سی آر یو ایم نئی دہلی نے مہمانوں کا خیرمقدم کیا۔ شریمتی ام الفضل ڈپٹی ڈائرکٹر نے شکریہ ادا کیا۔

جسلوک ہسپتال کا ۱۰ سالہ جشن

دیہی عوام کو طبی سہولتوں کی فراہمی

وزیر اعلیٰ کی اپیل

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۷ جولائی کو بمبئی کے جسلوک ہسپتال اور تحقیقی مرکز کے قیام کے ۱۰ سالہ جشن کا افتتاح کرتے ہوئے طبی شعبہ مذکورہ ہسپتال اور تحقیقی مرکز کی نمایاں کارکردگی کی ستائش کی۔

آپ نے طبی اداروں سے اپیل کی کہ وہ سماج کے کمزور طبقات خصوصاً دیہاتوں میں آباد کمزور طبقات کے طبی مسائل پر خصوصی توجہ دیں نیز ان کے لئے کم خرچ کی صحت اسکیمات جاری کریں۔

ہسپتال ٹرسٹ کے چیئرمین شری ایم۔ ڈی اسومل نے تقریب کی صدارت کی۔

ڈاکٹر ایس وردھا راجن سکریٹری محکمۂ سائنس اور ٹیکنالوجی حکومت ہند نے اپنے کلیدی خطبے میں کہا کہ حکومت مالی امداد کے ذریعے طبی تحقیق کی ہمت افزائی کرتی ہے۔ آپ نے معروف طبی اداروں سے اپیل کی کہ وہ اپنی تحقیقات اور انکشافات سے دیہی ڈاکٹروں اور طبی اداروں کو مطلع کرتے رہا کریں تاکہ دیہی باشندے دیہاتوں ہی میں ان کی تحقیقات سے مستفید ہوسکیں اور انہیں شہر آنے کی ضرورت نہ رہے۔

ہسپتال کے میڈیکل ڈائرکٹر نند کیسوانی نے مہمانوں کا خیرمقدم کرتے ہوئے بتایا کہ ہسپتال میں ضرورت مند مریضوں کا علاج بغیر کسی فیس کے کیا جاتا ہے۔ آپ نے حاضرین کو تحقیقی مرکز کے مختلف پروجیکٹوں سے بھی روشناس کرایا۔

وزیر اعلیٰ نے اس موقع پر عربی ادویات پر ڈاکٹر ار. کپور کی تصنیف کردہ ایک کتاب کا بھی اجرا کیا۔

ڈاکٹر کے۔ جی نائر نے شکریہ ادا کیا۔ شریمتی شالینی پاٹل بھی اس تقریب میں شریک تھیں۔

معین الدین حارث چل بسے

نائب وزیر اعلیٰ کا تعزیتی پیغام

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے شری معین الدین حارث کی ۳۱ جولائی کو اچانک رحلت پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے مرحوم کے بھائی شری رضوان حارث کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں شری آدک نے فرمایا "شری معین الدین حارث ایک بے لوث سیاسی اور سماجی خدمت گار تھے۔ آپ نے گرانقدر سیاسی خدمات انجام دیں۔ آپ کے سوشلسٹ اصول ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کے گزر جانے سے بمبئی ایک مخلص کارکن سے محروم ہوگئی ہے۔ میں سوگوار خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔"

پروفیسر ایس. ایم. آئی. اثیر کا تعزیتی پیغام

پروفیسر ایس. ایم. آئی. اثیر وزیر محنت نے شری معین الدین حارث صدر انجمن اسلام کی ۳۱ جولائی کو بمبئی میں رحلت پر سوگوار خاندان کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا "شری حارث ایک ماہر تعلیم تھے اور انہوں نے ساری زندگی تعلیم کے فروغ میں گزار دی۔ آپ انسانیت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ آپ کی رحلت سے دانشور طبقہ ممتاز مفکر اور کارکن سے محروم ہوگیا۔ میں سوگوار خاندان کے غم میں شریک ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔"

اندانی بہبود پروگرام زائد مالی ترغیبی امداد جاری

حکومتِ مہاراشٹر نے خاندانی بہبود پروگرام کے تحت
بندی کرانے والوں، ترغیب دلانے والوں، ڈاکٹروں اور طبی
دن اسٹاف کو، مرکز کی جانب سے دی جانے والی امداد کے
رہ، ریاستی فنڈ سے زائد ترغیبی امداد ۲۹ فروری ۱۹۸۴ء تک
ی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مرکزی حکومت کی جانب سے مردانہ / زنانہ نس بندی کے
معاوضہ کی رقم گذشتہ سال سے ۷۰ روپے سے بڑھاکر ۱۰۰ روپے
ی گئی ہے۔ اب مردانہ نس بندی کے لئے ۱۷۵ روپے ۔ اور
یب کار کو ۲۵ روپے فی کیس، زنانہ نس بندی کے لئے ۱۰۰ روپے
رغیب کار کو ۱۰ روپے فی کیس ترغیبی امداد دی جائے گی۔
ڑوں کو آپریشن کے لئے ۲ روپے زائد اور نرس کو ۵۰ پیسے
، معاون اور ڈرائیور کو ۲۵ پیسے فی کیس کے حساب سے دیئے جائیں گے۔

بقیہ : تبصرہ کتابِ غزل ـ صفحہ ۴۲ سے آگے

جس طرح کہ دیگر صوبوں کی اردو اکاڈیمیوں میں ایک دستور بن گیا ہے کہ کتاب کی اشاعت کے لئے جزوی مالی اشتراک کریں ــ اسی دستور کے مطابق اتر پردیش اردو اکاڈیمی نے بھی کتابِ غزل کی اشاعت کے لئے جزوی مالی اشتراک کیا۔ اگر اتر پردیش اردو اکاڈمی خود ہی کتابِ غزل شائع کرنے کا بیڑہ اٹھالیتی تو اس کا بھی نام ہوتا اور نذیر بنارسی بھی کئی صعوبتوں سے بچ جاتے۔

کتابِ غزل، بھارگو آفسیٹ پریس، بنارس میں چھپی ہے۔ قیمت ۲۵ روپے ہے، جو نذیر بنارسی، قومی یک جہتی سینٹر ـ پانڈے حویلی۔ وارانسی (یوپی) سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

یوتھ فورم

یوتھ فورم کا ... فیچر کی رہنمائی مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنیوالے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے اس فیچر میں قوم کی سماجی و معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں :
ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ،
مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

بھارتی فضائیہ کے زیر تربیت خلا باز اسکواڈرن لیڈر راکیش شرما اور ونگ کمانڈر رویش ملہوترا نے یکم اگست
راج بھون (بمبئی) میں گورنر مہاراشٹر آئی۔ ایچ لطیف سے ملاقات کی۔ اس موقع پر بیگم شرما اور بیگم ملہوترا بھی موجود
زیر نظر تصویر میں گورنر موصوف اور آپ کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف ملاقاتیوں سے محو گفتگو دیکھے جا سکتے ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

نیشنل کمیشن برائے اساتذہ نے پروفیسر ڈی۔ پی چٹوپادیہ کی صدارت میں چیف سکریٹری شری رام پردھان سے
کو منترالیہ میں ملاقات کی جس کے دوران تعلیم سے متعلق مختلف مسائل زیر بحث آئے۔ زیر نظر تصویر میں میٹنگ میں شریک
محکمۂ تعلیم شری ششی کانت دیتھنکر دیکھے جا سکتے ہیں۔

نائب وزیراعلیٰ مہاراشٹر شری رام راؤ اٹک
یکم اگست کو لوکمانیہ تلک کی ۶۲ویں برسی کے
موقع پر منترالیہ میں آنجہانی کو خراج عقیدت
پیش کرتے ہوئے ان کی تصویر کی گلپوشی
کر رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ مہاراشٹر، شری وسنت دادا پاٹل
نصیاتی اصولوں پر دودھ کی ترقی سے متعلق
منصوبہ پر غور و خوض کرنے کے لئے ۳ اگست
منترالیہ میں منعقدہ میٹنگ میں حاضرین
سے تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔ آپ کے بائیں
جانب شری سوشیل کمار شندے، وزیر برائے
مالیات اور دائیں جانب شری باجی راؤ شندے
وزیر مملکت برائے دیہی ترقیات بھی
نظر آرہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ودھان بھون میں، آپ کی زیر صدارت منعقدہ حالیہ میٹنگ میں بمبئی کے ممتاز شہریوں سے ر
کوکن سیلاب زدہ افراد کی باز آبادکاری اور دیگر راحت اقدامات سے متعلق امور پر تبادلۂ خیال فرما رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں چیف سکر
شری رام پردھان، شری شانتا رام گھولپ، وزیر برائے محصول، شری سوشیل کمار شندے، وزیر برائے مالیات اور دیگر ممتاز شہریوں
شری مرلی دیورا اور سابق شیریف آف بمبئی سنیل دت دیکھے جا سکتے ہیں۔

ریاستی حکومت کی جانب سے مراٹھی کے بہترین ادبی شہ پاروں کے مصنفین کو انعامات کی تقسیم کے لئے ۱۱ر جولائی کو پونے
منعقدہ ایک تقریب میں شری سدھاکر نائیک، وزیر برائے تعلیم (بائیں جانب)، سرو شری جی۔ این۔ کیھرا دیا پوار، تریمبک ونائیک د
اور پرشوتم پاٹل کو انعامات دے رہے ہیں۔

شری سدھاکر نائیک، وزیر برائے تعلیم،
دامن راؤ مرار جن ماد ھیمک ودھالیہ بمبئی
میں ۱۲ر جولائی کو منعقدہ ایک تقریب میں ہونہار
طالبہ کماری سشما مہاپڑے کی عزت افزائی کر رہے
ہیں۔ کماری سشما نے گذشتہ ایس ایس سی
امتحان میں پونے ڈویژنل بورڈ میں دوسرے نمبر
پر کامیابی حاصل کی اور بھی عظمیٰ کے امیدواروں
میں سرِفہرست رہیں۔

*

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر برائے
صحت عامہ، ۱۵ر جولائی کو جے جے ہسپتال
میں سر جمشید جی جیجی بھائی کے ۲۰۰ ویں
یوم پیدائش کے موقع پر آنجہانی کی یاد کو
خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقدہ
ایک تقریب میں صدارتی خطبہ دے
رہی ہیں۔

*

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر برائے ڈیری
ترقیات کے ہاتھوں، پرائمری ڈیری کوآپریٹو
سوسائٹیوں کے درمیان بہترین انتظامی
کارکردگی کے لئے انعامات تقسیم کئے گئے۔
زیرِ نظر تصویر میں وزیر موصوف ۱۴ر جولائی کو
ورلی بمبئی میں منعقدہ جلسۂ انعامات میں ایک
خاتون کو انعام دے رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو ودھان بھون، بمبئی میں ۲۰ جولائی کو سیکرم کے چیئرمین شری بھاؤ صاحب ورتک، "سیلاب راحت فنڈ برائے کوکن" کے لئے ۵۰۹و۱۲و۱ روپے کی رقم کے ۲۶ چیک اور ایک ہزار روپے نقد عطیہ پیش کر رہے ہیں۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ، اطلاعات و رابطہ عامہ، رتناگیری ضلع کے سنگمیشور تعلقہ میں سیلاب کی تباہ کاریوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سی۔ جی۔ سوامی ناتھن، ڈائرکٹر، سنٹرل روڈ ریسرچ، نئی دہلی، بمبئی میٹرو پولین ریجن کے لئے سڑکوں کے نظام سے متعلق ایک رپورٹ ۱۹ جولائی کو منترالیہ میں شری آر۔ ٹی اترے، سکریٹری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کے حوالے کر رہے ہیں۔
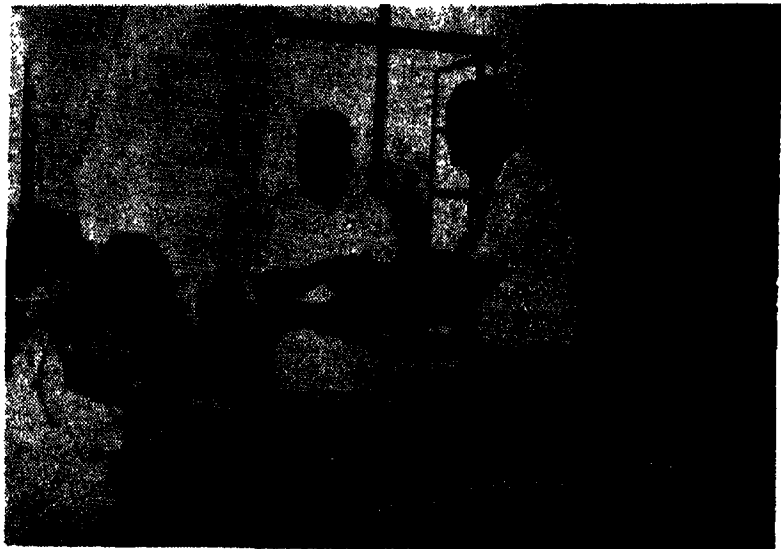
□ موسلادھار بارش میں تباہ شدہ ایک مکان۔

□ سیلاب کے ساتھ ساتھ چٹانیں پھسلنے سے سڑکوں میں ٹریفک نظام بری طرح متاثر ہوگیا۔
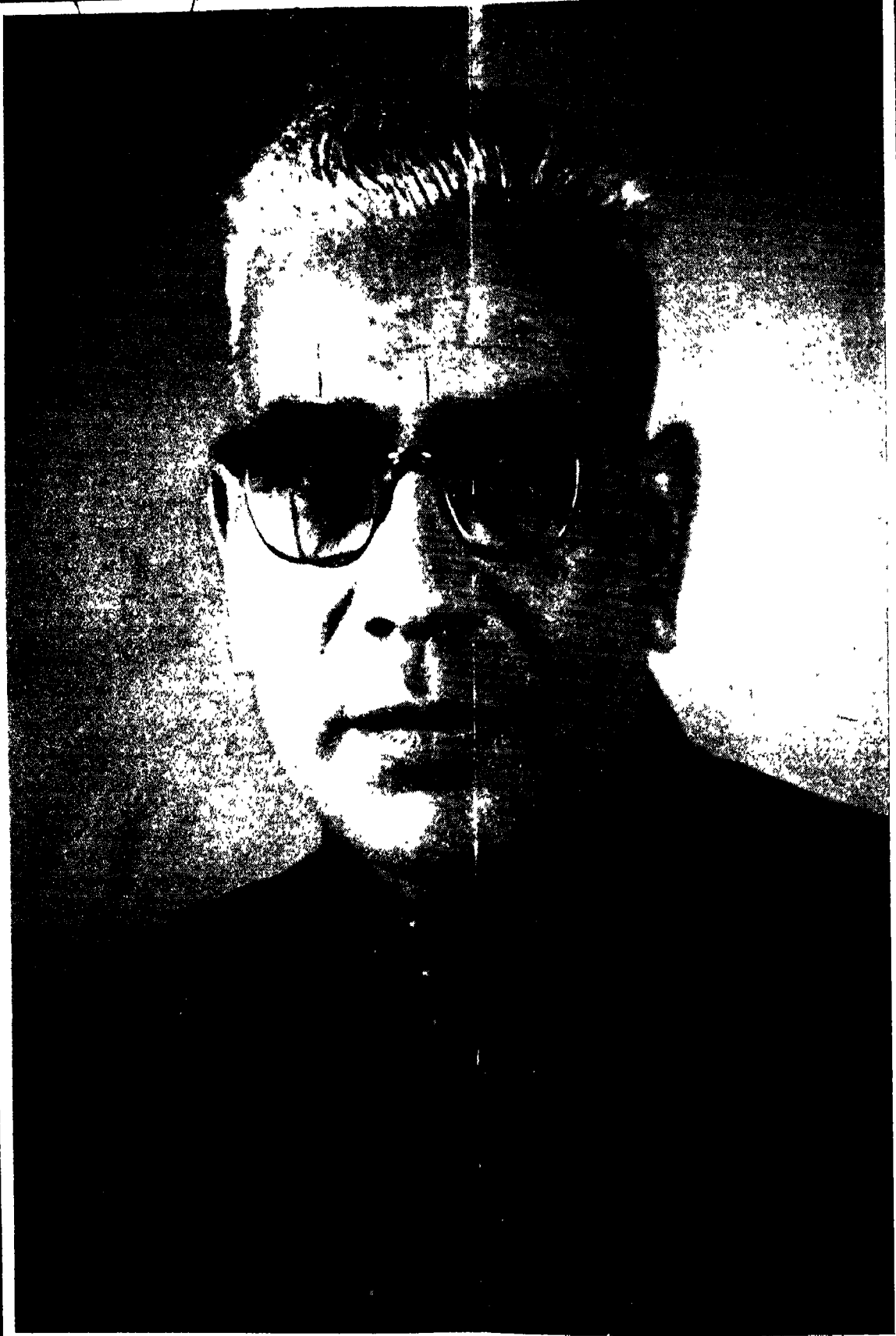
"قومی راج" کا یہ شمارہ مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ آنجہانی وسنت راؤ پھول سنگھ نائیک کی ستّرویں سالگرہ کے موقع پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے شائع کیا جارہا ہے۔

وسنت راؤ نائیک، مہاراشٹر کے تیسرے وزیر اعلیٰ تھے جو نہ صرف مہاراشٹر میں بلکہ پورے ملک میں اپنی انفرادی خصوصیات کی وجہ سے مشہور تھے۔ نائیک صاحب ہی مہاراشٹر کے واحد وزیر اعلیٰ تھے جو متواتر گیارہ سال تک وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ یہ کامیابی کی ایسی مثال ہے جو شاید مشکل ہی سے نظر آسکے۔ نائیک صاحب نے اپنے دورِ حکومت میں قومی ایکتا کی جو فضا قائم کی اس کی مہک آج بھی پھیلی ہوئی ہے۔

نائیک صاحب اردو کے دلدادہ تھے۔ اردو سے انہیں محبت تھی اور اپنی اس محبت کا ثبوت انہوں نے اس طرح دیا کہ حکومت کی جانب سے اردو کا پندرہ روزہ جریدہ "قومی راج" جاری کرایا اور خود اپنے ہاتھوں سے ۲۶ جنوری ۱۹۷۴ء کو "قومی راج" کے پہلے شمارے کا افتتاح کیا۔

اپنی افتتاحی تقریر میں نائیک صاحب نے "قومی راج" کی ترقی کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا تھا اور اس بات کا یقین دلایا تھا کہ ریاست میں اردو کی ترقی کے لئے وہی مراعات حاصل ہوں گی جو مراٹھی کو حاصل ہیں کیونکہ مراٹھی اور اردو مہاراشٹر کی خاص زبانیں ہیں اور عوام میں مقبول ہیں۔ نائیک صاحب آج اور یاد آرہے ہیں کہ اگر وہ بقیدِ حیات ہوتے تو دیکھ سکتے تھے کہ وہ پودا جس کی آبیاری انہوں نے صدق دلی سے کی تھی، آج شجرِ ثمردار ہوچکا ہے جس کے پھول اور پھل پورے ملک میں عقیدت سے دیکھے جاتے ہیں اور جس کی چھاؤں ادیبوں اور شاعروں کے لئے غنیمت ہے۔

ڈاکٹر عبدالغفور

۲۶ جنوری ۱۹۷۴ء کو آنجہانی وسنت راؤ نائیک کے مبارک ہاتھوں سے "قومی راج" کا افتتاح ہوا۔ مندرجہ ذیل پیغام نائیک صاحب نے بطور خاص قومی راج کے پہلے شمارے کے لئے دیا تھا۔ جو اس شمارے کی زینت بنا۔

پیغام

امسال یوم جمہوریہ پر ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کی جانب سے شائع ہونے والے رسائل میں ایک اور کا اضافہ ہو رہا ہے۔

اس مبارک دن سے شائع ہونے والا یہ "قومی راج" ایک طرح سے حکومت کی اس شدید خواہش کا اظہار ہے کہ مہاراشٹر کے اردو بولنے والے باشندوں سے قریب تر تعلق اور رابطہ قائم ہو۔ اس سے اس وعدہ کی تکمیل بھی ہو جاتی ہے جو میں نے اسمبلی کے ایوان میں کیا تھا۔

"قومی راج" اردو بولنے والے باشندوں کو حکومت کی پالیسی اور فیصلوں سے باخبر رکھنے کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کارآمد رابطہ بھی قائم کرے گا۔

مجھے یقین ہے کہ قارئین اسے بھی اس کے ہم روپ رسائل یعنی مراٹھی اور انگریزی لوک راج کے مانند مفید پائیں گے۔

میری دلی تمنا ہے کہ قومی راج ہر طرح کامیاب رہے۔

وی۔ پی۔ نائک
وزیر اعلیٰ

سورگیہ

وسنت راؤ نائیک

کھیتوں اور کسانوں کے

پاسبان

——— وزیر اعلیٰ

مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ سورگیہ وسنت راؤ نائیک کے دل میں ریاست مہاراشٹر کو سرسبز دیکھنے کی شدید خواہش تھی۔ وہ کھیتوں اور کسانوں کے پاسبان تھے۔ نت نئی اسکیمات سے زرعی ترقیات اور زرعی پیداوار بڑھانے میں انہیں ہمیشہ عملی دلچسپی رہی۔ آپ کے دور عہد میں بھی ریاست کو متعدد بار بحرانی حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ متواتر تین سالوں تک ریاست قحط سالی سے دوچار رہا لیکن وسنت راؤ جی نے بلند حوصلوں اور عزم و استقلال کے ساتھ اپنے ٹھوس اقدامات کے ذریعے ان پر جلد ہی قابو پالیا۔ آپ کو زرعی ترقیات سے کتنا لگاؤ تھا اس کا اندازہ آپ کے ان جملوں سے کیا جا سکتا ہے جب آپ نے کہا تھا "اگر دو برس کے اندر مہاراشٹر اناج میں خودکفیل نہ بن سکے تو مجھے پھانسی دے دیجئے گا۔"

سورگیہ وسنت راؤ محض ایک اعلیٰ منتظم ہی نہیں تھے، آپ ایک رحم دل انسان، ایک اچھے مدبر، دور اندیش اور اصول پرست شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے دور عہد میں جہاں جہاں بھی آپ نے تقریریں کیں، ان سب میں مہاراشٹر کے ایک عام شخص کی بہبود کا خیال ہی ہمیشہ کارفرما رہا۔ عوام میں خود اعتمادی فرض کا احساس اور اصول پرستی جیسے اوصاف اُجاگر کرنا ہی وسنت راؤ جی کا نصب العین تھا۔

وسنت راؤ پاٹل

وزیر اعلیٰ

"سبز انقلاب" تعبیر کی تکمیل ہی سورگیہ وسنت راؤ نائیک کے تئیں بہترین خراج عقیدت

نائب وزیر اعلیٰ

سورگیہ وسنت راؤ نائیک نے دیہی وزرعی ترقیات کے ضمن میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ مہاراشٹر میں سبز انقلاب سے وہ بے انتہا خواہشمند تھے۔ اسی خواہش کی تکمیل کے لئے آپ نے دیہی وزرعی ترقیات کے تعلق سے کئی ٹھوس اور اہم اقدامات کئے ہیں۔ فاضل کھیتی اراضی قانون۔ ایک مرکز سے اناج کی خریدی۔ روزگار ضمانت۔ مخلوط بیج کا استعمال آپ کے چند اہم فیصلے ہیں جنہیں آپ کے دورِ عہد میں بڑی ہی کامیابی سے عمل میں لایا گیا۔

سورگیہ وسنت راؤ نائیک مہاراشٹر میں سبز انقلاب کے علمبردار تھے لیکن ان کے اس خواب کی تعبیر ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ میرے خیال میں آپ کے اس ادھورے کام کو مکمل کرنا ہی وسنت راؤ نائیک کے تئیں بہترین خراجِ عقیدت ہے۔

رام راؤ آدک

نائب وزیر اعلیٰ

● ریاض احمد خاں

نائیک صاحب
تمہاری خوبیاں باقی ..

اس دور میں جبکہ آ ئے دن صوبائی حکومتوں پر زوال آتا ہے اور وہ اپنی ہیئت بدلتی رہتی ہیں کسی ایک فرد کا متواتر گیارہ سال تک وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے قائم رہنا معجزے سے کم نہیں۔ آج بھی لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ شری وسنت راؤ نائیک کی قیادت میں کون سا راز مضمر تھا کہ شدید ترین بحران بھی ان کے قدموں کو متزلزل نہ کر سکے۔ اس کا راز شاید یہ ہے کہ شری وسنت راؤ نائیک ایک منکسر المزاج شخصیت کے مالک، شریف النفس انسان تھے۔ انہیں وہ انسانی فطرت ودیعت کی گئی تھی۔ جس میں بجز خلوص و محبت کسی قسم کی ریاکاری یا منافقت کا شائبہ تک نہیں تھا۔ جس سے ملتے تھے خلوص سے ملتے تھے اور اپنی کسی بھی بات سے بیگانگی یا غیریت ظاہر ہونے نہیں دیتے۔

شری وسنت راؤ نائیک وزیر اعلیٰ سے زیادہ ایک عظیم انسان تھے جن میں بے شمار اخلاقی خوبیاں تھیں۔ دل ... کی لگن اور سوز و گداز نے ان کے آئینہ حیات کو بغض و عناد، غرور، رشک و حسد سے کبھی غبار آلود ہونے نہیں دیا۔ انہوں نے کسی بھی انسان کو کبھی نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ مردم آزاری جس سے بڑھ کر کوئی اخلاقی معصیت نہیں ہو سکتی۔ ان کے دست بازو میں اس کی مطلق قوت نہیں تھی۔ جہاں تک ان کی شخصیت کا تعلق ہے کوئی بھی ان کی مخلصانہ فطرت اور خوبیوں کا منکر نہیں۔ خواہ وہ ان سے سیاسی اختلافات ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔

شری وسنت راؤ نائیک کو نہ تو کسی ستائش کی تمنا تھی اور نہ صلہ کی پرواہ۔ وہ بچپن ہی سے اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیتی ... اور ... کے کام میں منہمک رہتے۔ انہوں نے کبھی حصول زر کے لئے کوشش نہ کی۔ کیونکہ اس شے کی نائیک خاندان میں فراوانی تھی۔ حصول علم کے لئے دل و جان سے کوشاں رہے۔ ان کے دل میں ہمیشہ اپنی قوم کی ... کا جذبہ موجزن رہا۔ ان کی اسی لگن اور ... تڑپ نے انہیں ایک کاشتکار سے ریاست کا اعلیٰ ترین حاکم بنا دیا۔ حاکم بننے کے بعد وہ قوم کی فلاح و بہبود میں لگے رہے رات دن محو کار رہے پھر بھی ... کبھی تکان کے آثار پیدا ہونے نہیں دیئے بلکہ ہر وقت ان کے ہونٹوں پر ایک دلکش تبسم چھایا رہتا تھا۔

> "جب دل میں کام کی لگن ہو،
> ارادے نیک ہوں ---- تو
> منزل مقصود پر آسانی سے
> پہنچا جا سکتا ہے"
> (وسنت راؤ نائیک)

شری وسنت راؤ نائیک دسمبر ۱۹۶۳ء میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ چنے گئے۔ یہ ایسا وقت تھا جبکہ نہ صرف مہاراشٹر بلکہ پورے ہندستان پر ۱۹۶۲ء کے چینی حملے کے تاثرات باقی تھے۔ ایک طرف کارخانوں میں ہتھیار اور فوجی سامان تیار ہو رہا تھا تو دوسری طرف نائیک صاحب کا "پیداوار بڑھاؤ" کا نعرہ

کھیتوں اور کھلیانوں میں کسانوں کا دل بڑھا رہا تھا۔ ان کی مسلسل یہی کوشش رہی کہ مہاراشٹر کم از کم اناج کے بارے میں خود کفیل ہو۔ بطور ایک کاشتکار نائیک صاحب نے مشکل مرحلوں پر کاشتکاروں کی رہنمائی کی اور سرکار سے ہر قسم کی مراعات بہم پہنچانے میں ان کی معاونت کی۔

امساکِ باراں اور خشک سالی، مہاراشٹر کے لئے بڑی صبر آزما گھڑیاں تھیں۔ شری وسنت راؤ نائیک کے لئے یہ آزمائش کا وقت تھا۔ انہوں نے اپنی قوتِ ارادی پر بھروسہ کیا اور فوراً ہی فصلوں کو بچانے کے لئے ضروری اقدامات کئے۔ نتیجے کے طور پر کم از کم ہزار پمپنگ سیٹ گاؤں اور دیہاتوں میں لگائے گئے تاکہ فصلوں کو بچایا جا سکے۔ نئے کنوئیں کھدوانے کا اعلان کیا اور موجودہ کنوؤں کو اور گہرا کھدوایا گیا تاکہ ہر طرف سے فصلوں کو پانی پہنچایا جا سکے۔

عموماً بیرونی حملے کی صورت میں معیشت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں ملک پر بیرونی حملے کے موقع پر جب زرعی اور صنعتی پیداوار پر اثر پڑنے کا خدشہ محسوس کیا گیا ——— تو شری وسنت راؤ نائیک نے شبانہ روز قصبوں، دیہاتوں کا دورہ کیا اور عوام کی حوصلہ افزائی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو اناج کی پیداوار ہی پر کوئی اثر پڑا اور نہ صنعتی ترقی کی رفتار میں کوئی کمی ہوئی۔

۱۹۶۴ء میں شری شری وسنت راؤ نائیک نے شراب بندی کے اصولوں پر نرمی پیدا کرنے کے لئے ایک بیان دیا۔ اس بیان سے ایک تہلکہ مچ گیا۔ ہر طرف سے اس کی مخالفت کی گئی مگر وہ اپنی بلند ہمتی سے اپنے بیان پر یہ کہتے ہوئے عمل پیرا ہوئے کہ شراب پینے والوں کو ایک قسم کا مریض سمجھ کر ان کا علاج کرنا چاہیئے نہ کہ انہیں قانون شکن قرار دے کر سزا کا مستحق قرار دیا جائے۔ حزب مخالف کے لئے یہ اعلان ایک ایسا حربہ تھا جس سے وہ شری وسنت راؤ نائیک پر بے جا الزام عائد کر سکتے تھے۔ مگر نائیک صاحب کے اٹل فیصلے نے انہیں خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔

فروری ۱۹۶۵ء میں شری وسنت راؤ نائیک نے مراٹھی زبان کو صوبائی حکومت کی دفتری زبان قرار دے دیا تاکہ شہروں سے دور گاؤں دیہاتوں میں بسنے والے کم پڑھے لکھے لوگ اپنے معاملات کو اپنی زبان میں حکومت کے سامنے پیش کر سکیں۔

نائیک صاحب کی یہ دلی خواہش تھی کہ ان کا "سبز انقلاب" نہ صرف مہاراشٹر بلکہ پورے ہندستان میں آئے۔ وہ اس انقلاب کو

نے کے لئے کوشاں رہے اور اپنی انتھک محنت سے کامیاب ہوئے۔
ری دسنت راؤ نائیک اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ امر وقت طلب
، مگر اپنی ہمت صبر اور سکون سے منزل کی طرف بڑھتے رہے۔
کے الفاظ تھے " جب دل میں کام کی لگن ہو، ارادے نیک ہوں،
نزلِ مقصود پر آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔"

شری دسنت راؤ نائیک کی شریکِ حیات محترمہ وتسلا بائی نائیک
بھی اپنی دن رات کی جانفشانی سے مہاراشٹر میں اپنا ایک بلند
م بنالیا۔ یہ نیک دل خاتون مہاراشٹر کے کئی علمی، تہذیبی اور سماجی
یوں سے وابستہ رہیں اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر کام
شری دسنت راؤ نائیک کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔

ہر انسان کی طرح نائیک صاحب کے بھی اپنے شوق تھے مگر حد
تجاوز کرتا ہوا کوئی شوق نہیں۔ انہیں پائپ پینے کا شوق تھا۔ عمدہ
ووالا اور خوب سا تمباکو رکھنے کا شوق تھا۔ اپنی بندوق سے شکار
، کا شوق تھا اور فرصت کے اوقات میں اپنے بچوں کے ساتھ خوشی
) سے تھوڑا سا وقت گذارنے کا شوق تھا۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ہمیشہ دسنت راؤ نائیک صاحب کی
صاف ستھری اور سلجھی ہوئی سیاست کی تعریف کی اور محبت سے
پیش آئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے نائیک صاحب سے پوچھا۔ نائیک صاحب
کبھی آپ نے کسی عادت کو چھوڑنے کی کوشش کی ہے؟"

نائیک صاحب نے برجستہ جواب دیا۔
"میں ایسی عادت ہی نہیں ڈالتا جس کے بارے میں مجھے پشیمان
ہوکر اسے چھوڑنا پڑے۔"

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے مہاراشٹر کے ۱۹۷۲ء
کے قحط پر پوری طرح اور خوش اسلوبی سے انتظامیہ سنبھا لنے پر
نائیک صاحب کی ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ نائیک صاحب
کی دور اندیشی اور تجربہ کاری کا نتیجہ ہے کہ قحط اپنے اثرات مہاراشٹر
میں دیرپا نہ چھوڑ سکا۔

مسرور انداز میں
سورگیہ وسنت راؤ نائیک

چند یادگار تصویریں

سوچ میں ڈوبے ہوئے
سورگیہ وسنت راؤ نائیک

بھارت کے پہلے وزیر اعظم آنجہانی
ڈت جواہر لال نہرو اور مہاراشٹر کے
ابق وزیر اعلیٰ سورگیہ وسنت راؤ نائیک
ی اہم مسئلہ پر غور و خوض میں مصروف ۔

بھارت کے سابق وزیر اعظم آنجہانی
لال بہادر شاستری اور مہاراشٹر کے سابق
وزیر اعلیٰ سورگیہ وسنت راؤ نائیک ۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی بمبئی میں
آمد کے موقع پر ان کا سواگت کرتے ہوئے
سورگیہ وسنت راؤ نائیک ۔

نئی دہلی میں کسی صنعتی نمائش کا معائنہ
کرتے ہوئے سابق ڈپٹی پردھان منتری شری
یشونت راؤ چوہان اور سورگیہ وسنت راؤ نائیک

دو وزراء کی گرمجوش ملاقات — شری
یشونت راؤ چوہان اور سورگیہ وسنت راؤ نائیک

نابیناؤں کے ورکشاپ میں وزیراعظم آنجہانی
پنڈت جواہرلال نہرو کی آمد کے موقع پر لی
گئی ایک یادگار تصویر میں آنجہانی وسنت راؤ نائیک
بھی آپ کے ہمراہ نظر آرہے ہیں۔

کاشتکاروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سورگیہ وسنت راؤ نائیک۔ ڈائس پر بالا صاحب دیسائی، سابق ڈپٹی پردھان منتری
شری یشونت راؤ چوہان اور ان کی اہلیہ دینو تائی چوہان۔

سابق صدر جمہوریہ ہند مرحوم
فخرالدین علی احمد کی بمبئی آمد پر ان کا استقبال
کرتے ہوئے گورنر مہاراشٹر، مرحوم علی یاور جنگ
اور سور گیہ وسنت راؤ نائیک۔

آنجہانی پنڈت جواہرلال نہرو کا استقبال کرتے
ہوئے سور گیہ وسنت راؤ نائیک۔

وزیراعظم آنجہانی جواہر لال نہرو
اور سورگیہ وسنت راؤ نائیک کی
یادگار ملاقات کی ایک تصویر ۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کا سواگت
کرتے ہوئے سورگیہ وسنت راؤ نائیک
اور مرحوم علی یاور جنگ ۔

ناگپور کے میو ہاسپٹل کے احاطے میں تعمیر شدہ، وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے نام سے منسوب میڈیکل کالج کے افتتاح کی یاد
افتتاح آنجہانی اوما شنکر دیکشت نے کیا تھا۔ تصویر میں سورگیہ وسنت راؤ نائیک اور اس وقت کے میئر شری بھاؤ مولک دیکھے جا سکتے ہیں

****

۲۹ ویں برہن مہاراشٹر پریشد، منعقدہ
حیدرآباد (۱۰ر جون تا ۱۲ر جون ۱۹۶۹) کے
موقع کی یادگار تصویر میں سورگیہ وسنت راؤ نائیک
شری دائی۔ بی چوہان، ڈاکٹر گجیندر گڈکر اور
سابق وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش شری برہمانند ریڈی

ذکر اس شخص کا

(... باشی وی. پی. نائیک کو خراجِ عقیدت)

•
...شخص کا ہے: جس نے لکھی ہے تاریخ
...ا سے انسان کی خود داری کی
...نے مجبور کسانوں کو اراضی دے کر
...ٹھا کر انہیں جینے کی ادا سکھلائی

•
...س شخص کا ہے: جس کے عزائم تھے بلند
...ابر کی سوغات پہ اس نے نہ کیا
... اس نے کئے "سبز کرانتی" کے لئے
...کی کوکھ سے جہر نے بھی رحمت کر دیا

•
...س شخص کا ہے: جس کو تھا محنت پہ یقیں
...کاروں کے مصائب کا اسے دھیان بھی تھا
...خالوں کے لئے اس نے کئے لاکھ جتن
...روتا، زمانے کا بڑا گیان بھی تھا

•
...ر اس شخص کا ہے: جس پہ قیادت نازاں
...ب ہٹتے گئے ... شخص ہے تقدیرِ امم
...گنت مسائل آئے، کئی بحران آئے
...ر جبر بھی، متزلزل نہ ہوئے اس کے قدم

•
ذکر اس شخص کا ہے: راہبری میں جس کی
سخت راہوں کا سفر بھی بہت آسان لگے
...س کو دیکھا تو حوادث کو پسینے آئے
منزلیں آگے بڑھیں اس کے سواگت کیلئے

•
...ہر وہ اخلاص کا پیکر تھا اور انصاف پرست
...نہ معمہ تھا کوئی اور نہ کوئی راز تھا وہ
اس کے سلجھے ہوئے اندازِ سیاست کی قسم
سچ تو بس یہ ہے کہ سچائی کی آواز تھا وہ

••

مردِ دانا نے کہا

(سودگباشی وی. پی. نائیک کے ارشادات)

• سینچائی

مردِ دانا نے کہا: دھرتی نمی چاہتی ہے
... کہ پانی، بہر طور سینچائی کیجئے
کوئی مٹکا جو نہیں پاس، تو چلو ہی سہی
اور اگر یہ بھی نہیں ممکن تو پسینہ دیجئے

• گیان

مردِ دانا نے کہا: آپ بنیں صاحبِ علم
کتنی قربانیاں دیتا ہے سماج اس کے لئے
آپ یہ قرض ادا کرنے کو گر بھول گئے
پھر تو گمراہ ہوئے، گیان سے محروم رہے

• چھوت چھات

مردِ دانا نے کہا، ذاتوں کی تقسیم ہے کیا
اعلیٰ تہذیب کے متوالو! ذرا شرم کرو
کتے بلی کو اٹھاتے میں قباحت نہیں کچھ
ایک اچھوت آپ کو چھوئے تو بدن دھوتے ہو

• عادت

مردِ دانا نے کہا: آپ نے کیا پوچھ لیا
اور کیوں دیکھ رہے ہو مجھے حیران ہوکر
میں نے ایسی کوئی عادت کبھی ڈالی ہی نہیں
ترک کرنی جسے پڑ جائے پشیماں ہوکر

• رندانِ بلانوش

مردِ دانا نے کہا: کیسے کروگے اصلاح
بنتِ انگور کے عاشق کو سزائیں دے کر
بادہ خواروں کے لئے کاہے کو زنجیر و رسن
کیوں یہ میخانۂ زنداں کے کھلے رکھے ہیں در
اب مریضِ مئے مینا کے دلوں میں جھانکو
ان کے حالات پہ ہمدردی سے کچھ غور کرو
نسخہ تجویز کرو مرض کی تشخیص کے بعد
اب تو بھٹکے ہوئے لوگوں کا علاج اور کرو

••

• ایس. ڈی. بھانڈے واڑ

ریاست مہاراشٹر میں
زرعی انقلاب کے رہنما
آنجہانی وسنت راؤ نائیک

ندی اور نالوں کے پانی کو ضائع ہونے مت دیجئے۔ اسے روک کر اس سے سینچائی کا کام لیجئے۔ یہ ممکن نہیں تو گھڑوں سے پانی لائیے یا چلو میں پانی لاکر زمین کو نم کیجئے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اپنے پسینے سے سینچائی کیجئے — ان الفاظ میں کسی فوجی افسر کی طرح تحکمانہ انداز میں زمین کو نم رکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ لیکن یہ الفاظ کسی فوجی افسر کے نہیں بلکہ مہاراشٹر کے زرعی انقلاب کے رہنما آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک کے ہیں جنہیں گیارہ برسوں تک ریاست کے وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔

بلاشبہ آنجہانی نائیک سب سے زیادہ عرصے تک مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ رہے۔ محض گیارہ برس تک وزیر اعلیٰ بنے رہنا ہی شری نائیک کی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ عرصہ ریاست کی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ریاست مہاراشٹر کی تشکیل ہوئے ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ وزیر اعلیٰ ہوئے۔ شری یشونت راؤ چوان مرکزی وزارت میں وزیر دفاع بن کر گئے — اور دادا صاحب کنوار کی رحلت ہوئی۔ ریاست میں ایک غیر مستقل صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ کچھ کام ہوئے تھے اور بہت سے اہم کام ابھی کرنے تھے۔ ان حالات میں ریاست کی تمام تر ذمہ داری نائیک صاحب نے اپنے ہاتھ میں لی۔

شاید قدرت ہی کو یہ منظور تھا کہ نائیک صاحب کے ہاتھوں دیہی معیشت میں انقلاب آئے۔ ریاست کی تشکیل کے وقت ودربھ ذو لسانی علاقہ جب بمبئی ریاست میں آیا اس وقت وسنت راؤ نائیک پہلے امداد باہمی پھر زراعت اور بعد میں محصول کے وزیر بنے۔ زراعت میں ان کی خصوصی دلچسپی تھی۔ انہوں نے اس میں متعدد خوبیاں پیدا کیں۔ اس سلسلے میں ان کا اہم اقدام زیادہ سے زیادہ اراضی رکھنے سے متعلق قانون ہے۔ مہاراشٹر میں یہ قانون ملک میں پہلی مرتبہ نافذ ہوا۔ سب سے پہلے اس قانون کے تحت شکر کے کارخانوں کی زائد اراضی اسٹیٹ فارم منظم ... کو دی گئی۔ اس قانون کی وجہ سے متعدد کسان ذاتی اراضی کے مالک بنے۔ دوسرے الفاظ میں اس قانون کو سماج وادی جانب مہاراشٹر کا ایک اہم قدم گردانا جا سکتا ہے۔

اقتدار کی لامرکزیت

ذو اساتی آزادریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے وقت وزیر مال سنت راؤ نائیک وزیر زراعت محصول تھے۔ اس وقت آپ کی سربراہی میں لوک شاہی کے اصولوں کے مطابق اقتدار کی لامرکزیت کے لئے ایک کمیٹی نامزد کی گئی۔ اس کمیٹی نے بڑی جانفشانی سے کام کرکے اپنی رپورٹ تیار کی جس کی روشنی میں ریاست میں ضلع پریشد اور پنچایت سمیتیاں تشکیل دی گئیں۔ یہ ہمارے لئے ایک باعثِ فخر امر ہے کہ ریاست مہاراشٹر کی طرز پر دیگر ریاستوں میں بھی ضلع پریشد اور پنچایت سمیتیاں تشکیل دی گئیں۔

نائیک صاحب کی کارگزاری کے عرصے میں دو جنگوں اور تین مرتبہ خشک سالی کا سامنا ریاست نے جواں مردی اور کامیابی سے ساتھ لیا۔

۱۹۶۵ء میں بھارت پاک جنگ کے وقت مہاراشٹر قحط کا شکار تھا۔ نائیک صاحب نے ابھی ابھی حکومت ہاتھ میں لی تھی۔ جنگ کے ایام میں مہاراشٹر اناج اور غلّے کے لئے مرکز کی جانب بڑا امید نظر رہا۔ یہ صورتِ حال انہیں گوارہ نہیں تھا۔ انہوں نے دو سال کے اندر اناج اور غلّے سے متعلق خود کفیل ہونے کا اعلان کیا۔ اس وقت کئی لوگوں کے لئے یہ اعلان ایک مذاق تھا لیکن نائیک صاحب کاشتکاری اور کاشتکار دونوں سے بخوبی واقف تھے۔ اس میں ان کا مطالعہ بڑا گہرا تھا۔ آپ نے ریاست کا دورہ کیا کاشتکاروں کو کھیتوں سے فصل کاٹنے کے فائدے سمجھائے۔ چھوٹے ندی

نالوں پر چھوٹے بندھ باندھنے کی تجویز پیش کی۔ آگے چل کر یہ بندھ آپ کے نام کی مناسبت سے "وسنت بندھ" کہلائے۔ کاشتکاروں کو ایک نئی راہ ملی۔ انہوں نے جدید زرعی آلات اور طریقے اختیار کئے زمین میں زیادہ سے زیادہ فصل اگانے کی امنگ جاگی۔ شری نائیک کا اعلان کے مطابق دو سالوں میں مہاراشٹر اناج اور غلّے کے معاملے میں خود کفیل بنا یا نہیں، یہ زیادہ اہم نہیں۔ اہم یہ ہے کہ انہوں نے اس دوران کسانوں کو نئی راہ بتائی اور ان کے سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کے طریقے میں انقلاب لایا۔ یہ مہاراشٹر کی زرعی تاریخ کا ایک اہم موڑ ہے۔

غلّے اور کپاس کی اجارہ دارانہ خرید

شری وسنت راؤ نائیک کسی بھی معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرتے تھے۔ غلّہ اگانے کے لئے کسانوں کی رہنمائی اور ہمت افزائی کے ساتھ انہوں نے زرعی پیداوار کی خاطر خواہ قیمت کی بھی یقین دہانی ضروری سمجھی۔ انہوں نے غلّے کی قیمتِ خرید کے تعین پر

تعلیم یافتہ جوانوں کی ذمّہ داری

آزادی سے قبل ہمارے طالب علمی کے زمانے میں تعلیم حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ ایک مکتب بھی قریب نہ ہوا کرتے تھے۔ مجھے مراٹھی کی چوتھی جماعت کامیاب کرنے کے لئے ۵ مدرسے تبدیل کرنے پڑے۔ آج ایسے حالات نہیں رہے۔ دیہاتوں میں لوگ مجھ سے کہتے ہیں "نائیک صاحب، ہم ڈاکٹر نہیں ہو سکے لیکن تعلیم کے فروغ کے لئے کئے گئے اقدامات کی وجہ سے ہم ڈاکٹروں اور وکیلوں کے باپ ہو گئے۔" اسی لئے میرا یہ کہنا ہے کہ ہر ذی علم فرد کے ذہن میں یہ نقش ہو جانا چاہیئے کہ اس نے جو علم حاصل کیا ہے وہ سماج کے تیاگ کا نتیجہ ہے اور اسے یہ قرض چکانا ہے۔ تعلیم کی وجہ سے صرف عیش و آرام کی زندگی گزارنے کا رجحان اگر عام ہوتا ہے تو میں کہوں گا کہ نصابی تعلیم تو نوجوانوں نے حاصل کی لیکن وہ گیان سے محروم رہے

(شری وسنت راؤ نائیک)

مہاراشٹر میں غلّے کی پیداوار کی صورت حال کچھ اور ہی ہوتی۔

غلّے کی طرح ہی نائیک صاحب نے کپاس کی پیداوار اور خرید پر توجہ دی۔ کپاس کی اجارہ دارانہ خریدی اسکیم آپ ہی کے زمانے میں شروع ہوئی۔

آنجہانی نائیک کسی کام میں جلد بازی کبھی نہیں کرتے تھے۔ وہ ہر مسئلے کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لیتے تھے۔ وہ ماہرین سے مشورہ بھی کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ دور اندیشی سے کام لیتے تھے۔ کاشتکاروں کی بہبود اور زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے ان اقدامات کے علاوہ آپ نے جن دیگر امور پر بطورِ خاص توجہ دی ان میں سے بعض یہ ہیں: تعلیم کے لئے مختص کی جانے والی رقم میں اضافہ، مراٹھی کو راج بھاشا کا درجہ دیا گیا، خاندانی بہبود پروگرام پر برعت عمل آوری، تین سے زیادہ بچوں کے والدین کے لئے سہولتیں بند کرنا، اور پسماندہ طبقات کو سہولتوں کی فراہمی۔ نائیک صاحب نے حکومت کی جاری کردہ کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم امداد باہمی سیکٹر کو سونپ دی۔ اس طرح امداد باہمی سیکٹر کو ریاست کی معیشت میں اہم مقام عطا کیا۔

ضمانت روزگار اسکیم

۱۹۷۲ء سے قحط کے دوران کھیت مزدوروں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے آنجہانی نائیک نے ضمانت روزگار اسکیم جاری کی۔ مہاراشٹر ملک کی وہ پہلی ریاست ہے جہاں یہ اسکیم نافذ کی گئی ہے۔

کتفا نہیں کیا بلکہ بوائی سے پہلے ہی اس قیمت کا بھی اعلان کر دیا تا نہ تخم ریزی کے وقت ہی کسان اپنی فصل کی قیمت کا اندازہ لگا سکے۔ آپ کے اس اقدام سے ریاست میں غلّے کی پیداوار میں خاطرخواہ اضافہ ہوا۔

۱۹۶۵ء سے آج تک مہاراشٹر ۶ مرتبہ خشک سالی شکار ہوا یا فصل خراب ہوئی۔ اگر قدرت کسان کا ساتھ دیتی تو

مہاراشٹر باسیوں کی خودداری

قحط کے دوران آدمی خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ اس کی ہمت جواب دیتی ہے۔ اس کا ذہن بھی کام نہیں کرتا۔ ان حالات میں ہم قحط زدہ افراد کو کام دے کر ان کی ہمت افزائی کر رہے ہیں۔ انہیں ذہنی پریشانی سے نجات دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان حالات میں عزتِ نفس کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے ہوئے آدمی کو زیادہ سے زیادہ کام کرنا چاہئے۔ ہم، لوگوں کو یہ سمجھا رہے ہیں۔ میں یہ فخر و مسرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ قحط کے دوران بھی قحط زدہ مہاراشٹر کے باہمت افراد کسی کی ہمدردی کے سہارے نہیں جی رہے ہیں بلکہ وہ اپنا پسینہ ٹپکا کر اپنی روکھی سوکھی روٹی کا انتظام خود کر رہے ہیں۔ بڑی سے بڑی آفت بھی مہاراشٹر کی خودداری کی تاریخ کو نہیں بدل سکتی۔

(شری وسنت راؤ نائیک)

مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ، سورگیہ وسنت راؤ نائیک مزدور خواتین کے اجتماع میں۔ آپ کے ساتھ شری یشونت راؤ چوہان اور شری وسنت دادا پاٹل بھی دیکھے جا سکتے ہیں

ہمہ جہت ترقی

کھیتوں، کسانوں اور دیہاتوں کو ابھی تک نظر انداز کیا گیا تھا لیکن ریاست کی معیشت کو بہتر بنانے میں ان کا بہت بڑا ہاتھ تھا یہی وجہ ہے کہ شری نائیک نے ان امور کو اولیت دی۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے دیگر امور کو نظر انداز نہیں کیا۔ مثلاً ریاست کے مختلف علاقوں کی متوازی صنعتی ترقی کے لئے انہوں نے بعض رعایتوں اور ترغیبوں کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں ایک ریاست کے وزیر اعلیٰ نے اعتراض کیا تھا "حکومت مہاراشٹر صنعت کاروں کے لئے رعایتوں کا اعلان کرتی ہے اور وہ رعایتیں بھی فراہم کرتی ہے"۔ مگر پریشد کو نئے قانون کے تحت شری نائیک ہی کے زمانے میں مزید اختیارات حاصل ہوئے۔ غرضیکہ آنجہانی نائیک مہاراشٹر کی ہمہ جہت ترقی کے خواہش مند تھے، دیہات شہر، کسان، اوسط طبقہ، مزدور مالک سب ہی ان کی توجہ کے مرکز ہوا کرتے تھے۔

آنجہانی نائیک اختلاف پیدا کر کے حکومت کرنے کے مخالف

سماجی قدریں اور اعلیٰ تہذیب

آدمی اور آدمی میں فرق کرنا۔ ایک کا دوسرے کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنا۔ کیا اسے تہذیب کا نام دیا جا سکتا ہے۔ کسی گندے جانور کتے یا بلی کو چھونے میں تو کوئی قباحت نہیں ہے لیکن کسی اچھوت کو وہ چاہے جس قدر پاک صاف ہو چھو لینے سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ پانی کے چار چھینٹوں سے وہ دوبارہ پاک بھی ہو جاتا ہے۔

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بھارتیہ سماج کی قدریں کس قدر بناوٹی اور کھوکھلی ہیں۔ اور اگر ہمارے نزدیک اسی کا نام اعلیٰ تہذیب ہے تو ہمیں شرم آنی چاہیئے۔

(شری وسنت راؤ نائیک)

سورگیہ وسنت راؤ نائیک
زرعی امور کو ہمیشہ دیگر کاموں
پر ترجیح دیا کرتے تھے۔
زیر نظر تصویر میں آپ
اناج و اجناس کی ایک
نمائش کا معائنہ کرتے ہوئے

ا پیداوار میں اضافہ
لیے نئے طریقوں کی کھوج
رگیہ وسنت راؤ نائیک
دلچسپی تھی۔ آپ زرعی
بات سے متعلق تعلیمی
ں میں ایک پوسٹر کا
لعہ کرتے ہوئے۔

ماضی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ناگپور دورے کے موقع پر اس یادگار تصویر میں ناگپور کے سونے گاؤں میں وزیر اعظم کے ہمراہ سورگیہ وسنت راؤ نائیک عوام کے پُر جوش خیر مقدم کا جواب دے رہے ہیں ۔

شائع کردہ :۔ شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ :۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴/ گورنمنٹ فوٹوزنکو پریس، پونے ۔

قومی راج

یوم آزادی
خصوصی نمبر
۲۵ اگست ۱۹۸۳ء

25-8-83
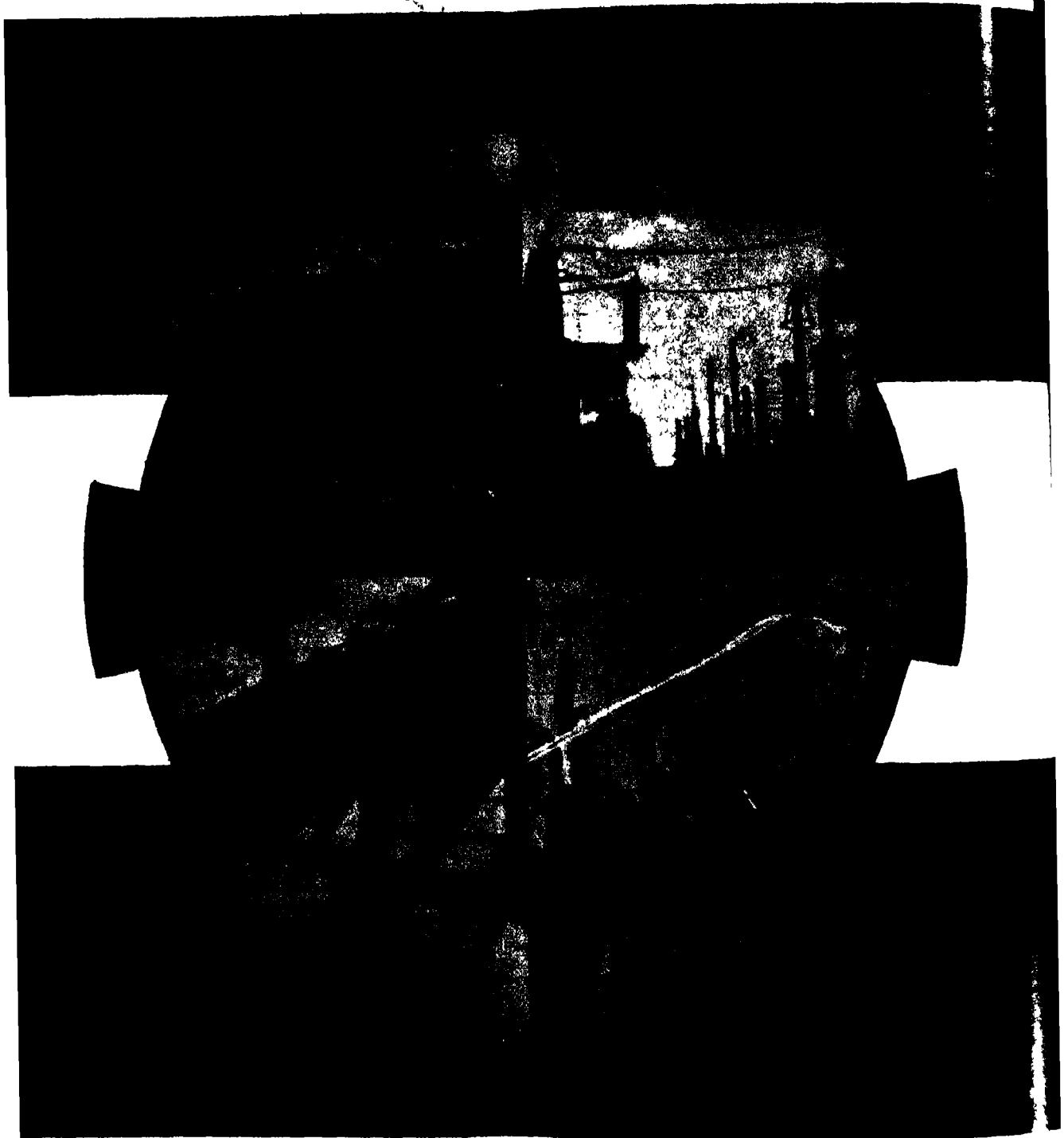
گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ایچ لطیف، جسمانی معذوروں کے لئے حاجی علی، بمبئی، پر ۹ لاکھ روپے کی لاگت سے گاروار سے فاؤنڈیشن کا تعمیر کردہ "گاروارے سبھا گرہا" کا یکم اگست کو روایتی لیمپ جلاکر افتتاح کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری وسنت راؤ پاٹل، ۲۹ جولائی کو ہتاتما چوک، پر مہاراشٹر۔کرناٹک سرحدی علاقے سے مراٹھی بولنے والے مظاہرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ مہاراشٹر میں سرحدی علاقے کے انضمام کی بابت عوام کے دیرینہ مطالبے کی حمایت میں یہ دھرنا دیا گیا تھا۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری وسنت راؤ پاٹل نے وزیر اعلیٰ کرناٹک، شری رام کرشن ہیگڈے سے بنگلور میں "مہاراشٹر۔کرناٹک سرحدی تنازعہ کے حل کے سلسلے میں اپنی ملاقات سے قبل حزب مخالف کے رہنماؤں سے تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے ۲۸ جولائی ۱۹۸۳ء کو منترالیہ میں میٹنگ طلب کی۔ زیر نظر تصویر میں شری ڈی۔بی پاٹل، شری ایس۔ایم جوشی، شری بال ٹھاکرے اور دیگر حضرات دیکھے جا سکتے ہیں۔

یومِ آزادی نمبر ۱۹۸۳ء

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی۔اے۔ایس)

جلد ۱۰، شمارہ ۱۶

۲۵ر اگست ۱۹۸۳ء

زرِ سالانہ: دس روپے

قیمت فی کاپی: پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر:- موہن پاٹل

ایڈیٹر:- ریاض احمد خاں

ترتیب

صفحہ نمبر

قارئین کی رائے

★ مرزا رسول بیگ
سکریٹری نیشنل ڈیفنس سینٹر سوسائٹی مولانا آزاد نگر، ناندیڑ
مولانا آزاد نگر، ناندیڑ (مہاراشٹر) ۴۳۱۶۰۲

—o—

قومی راج برابر آرہا ہے۔ آج کے جدید مشینی دور میں انسان ہمہ تن اتنا مصروف ہے کہ اسے اتنی فرصت ہی کہاں کہ وہ مختلف کتابوں، رسالوں کا مطالعہ کرے۔
قومی راج ایک ایسا رسالہ ہے جس میں سماجی، سیاسی، ادبی اور سرکاری تمام ترقیاتی معلومات موجود ہوتی ہیں۔
۱۰ جون کے شمارے میں جناب احمد مقبول ظفر مرزا پوری، شان بھارتی کی غزلیں بہت پسند آئیں۔ مضامین کافی معیاری ہیں۔

—o—

★ نثار اختر انصاری۔
ایڈیٹر ہمہ گیر، مومن پورہ چوک، اکولہ ۴۴۴۰۰۱

۲۵ جون کا شمارہ ملا "گنگا کی مندر - درد ملا" ایک معلوماتی مضمون ہے اس طرح کے مضامین ہمیشہ شائع کرتے رہیں۔ ظفر گورکھپوری صاحب کی غزلیں اکثر پڑھنے میں آرہی ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

—o—

★ چودھری خورشید ضیا
۳/۱۳۹ دلی بھاٹ، اٹل چال (ناگپور)
پونے

۲۵ جون کا شمارہ ملا۔ امان اللہ خاں شیروانی صاحب کا مضمون "ہندوستانی نظام تعلیم کے دو اساسی مسائل" قابل غور ہے۔ ظفر گورکھپوری صاحب کی غزل بہت پسند آئی۔ یہ شعر
"میں کیا بتاؤں ترا ساتھ چھوڑ کر میں نے
خود اپنے آپ کو کتنی بڑی سزا دی ہے"
غزل کی جان ہے۔ ریاستی خبریں اور تصویریں! اس قدر کم قیمت پر ادب سے بھرپور رسالہ صرف اردو ادب میں "قومی راج" ہی ہے۔ خدا قومی راج کو اوج بام پر پہنچائے۔

★ مقبول احمد بلند شہر، یوپی۔

قومی راج کے چند شمارے نظر سے گذرے اس قدر اور اس قدر کم قیمت اردو رسالہ پیش کرنے پر حکومت مہاراشٹر مبارکباد کی مستحق ہے اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے مہاراشٹر میں اردو کا مقام کس قدر بلند ہے۔

—o—

★ اسرار احمد ردی والی گلی، نئی سڑک کانپور (یوپی)

قومی راج کا ہر شمارہ پچھلے شمارے سے بہتر ہوتا ہے وہ بھی ہر لحاظ سے یہ خوبی صرف "قومی راج" میں ہی نظر آئی۔ سرورق سے مضامین نظم و نثر تک میں یہ خوبی ہے۔
خدا کرے یہ رسالہ اسی طرح جگمگاتا رہے اور مقبول ہوتا رہے۔

—o—

★ سلیم اللہ چوک - الہ آباد۔

تازہ شمارہ پاکر واقعی حیران رہ گیا۔ ہر پندرہ روز آپ لوگ اس قدر خوبصورت رسالہ پیش کرتے ہیں اور قدر نفاست کے ساتھ کہ جو دیکھتا ہے دنگ رہ جاتا ہے۔ جو پڑھتا ہے اس کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے۔
کہانیوں کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس طرح رسالہ کو زبردست مقبولیت حاصل ہوگی۔

—o—

★ اقبال احمد اسٹیشن روڈ اورنگ آباد۔ (مہاراشٹر)

سرکاری فیصلوں اور معلومات سے آگاہی جیسے اہم فرض کے ساتھ (جس کی اردو داں طبقہ کو ضرورت ہے) قومی راج علم و ادب، سائنس اور حالات حاضرہ سے متعلق نہایت مفید معلومات کا خزانہ لے کر ہر پندرہ روز بعد شائع ہوتا ہے۔ آپ حضرات کی محنت اور جانفشانی کی تعریف کے ساتھ ساتھ حکومت مہاراشٹر، اردو داں عوام کے نزدیک قابل مبارکباد ہے کہ اس قدر بیش قیمت رسالہ برائے نام قیمت میں پیش کرتے ہوئے اردو کی خدمت کر رہی ہے۔

متوازن علاقائی ترقیات کیلئے موثر اقدامات

یوم آزادی پر وزیر اعلیٰ کا پیغام

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل نے
م آزادی کی ۲۶ ویں سالگرہ کے موقع پر ریاستی عوام
نام بمبئی دور درشن اور آکاش وانی سے نشر کردہ اپنے پیغام
اس بات کا اعادہ کیا کہ ریاست کے تمام حصوں کی ترقیات
لئے سرعت سے اقدامات کئے جائیں گے نیز حکومت علاقائی
برابری کے مسئلہ پر عوامی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے سرگرم
شش کرے گی۔

آپ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے۔

" امسال ریاست کو قحط سالی کا سامنا رہا۔ لیکن عوام
رکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بلند حوصلوں سے اس آفت کا
مقابلہ کیا۔ حال ہی میں پینے کے پانی کی قلت کے باوجود ریاست میں
ج کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ یہ پیداوار ۱۰۶ لاکھ ٹن ہوئی
ر دوران سال ۱۲۰ لاکھ ٹن تک پہنچنے کی امید ہے۔ اس
سلسلے میں وزیر زراعت کی پیش کردہ "ترشی پنڈھاری اسکیم"
بل ذکر ہے جس پر عمل آوری سے کئی زرعی مسائل پر قابو پالیا
ائے گا۔

ابھی ابھی ریاست قحط سالی کی گرفت سے آزاد بھی نہ
پائی تھی کہ بدقسمتی سے موسلا دھار بارش اور سیلاب نے
ناگپور، سندھودرگ اور کولہاپور اضلاع میں تباہی مچادی
حکومت نے فوری توجہ دے کر متاثرہ افراد کی باز آبادکاری اور
راحت اقدامات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ہر جگہ سے
امدادی عطیات بھی موصول ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ مہاراشٹر کے
عوام کی ہمت و استقلال کا ثبوت ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح ان قدرتی
آفات میں بھی مایوس نہیں ہوتے بلکہ ان پر قابو پانے کی حتی المقدور
کوشش کر رہے ہیں۔

ریاست میں ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری جاری ہے — اور
دوران سال صرف تین ماہ کی مدت میں ہی چند نکات کے معاملے
میں سو فی صد کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ دیگر نکات پر بھی اطمینان بخش
طریقہ سے عمل آوری جاری ہے اور حکومت کا یہ پختہ ارادہ ہے کہ
اس پروگرام کی تکمیل میں ۱۲۵ فی صد کامیابی حاصل ہو۔

تعلیم کے معاملے میں سرکاری اقدامات کے تحت امسال ۱۲۱
ابتدائی مدارس، ۵۰۰ ثانوی مدارس اور ۵۲ نئے کالجوں کی منظوری
دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں تمام طالبات کیلئے مفت تعلیم کا فیصلہ کیا
گیا۔ ساتھ ہی یہ سہولت ان طلبہ کو بھی دینے کا فیصلہ کیا گیا جن کے
والدین یا سرپرستوں کی سالانہ آمدنی دس ہزار روپے سے کم
ہے۔ اس طرح دہم جماعت تک تعلیم اب تقریباً تمام طبقات کی دسترس
میں لائی گئی ہے۔ اس سال ۱۲۵ انجینئرنگ کالج اور ۵۵ پولی ٹیکنیک
کالجوں کے قیام کی بھی اجازت دی گئی ہے تاکہ تعلیم یافتہ بے روزگاروں
کو روزگار کا اہل بنایا جا سکے اور تکنیکی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ عام
کیا جا سکے۔

صحت عامہ کے تعلق سے "۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت"
پروگرام کے تحت مختلف اسکیمات وضع کی گئی ہیں۔ ریاست کی شمالی
ضمانت روزگار اسکیم پر حکومت اب تک ۷۱۵ کروڑ روپے خرچ
کر چکی اور مزید سو کروڑ روپے اس اسکیم پر خرچ کرنے کی تجویز ہے۔
ضلع وردھا میں حکومت نے آزمائشی طور سے گاندھی یوجنا"
شروع کی ہے جس کے تحت آئندہ چند سالوں میں سطح غربت
سے نیچے زندگی گزارنے والے اس ضلع میں آباد ساٹھ ہزار
نفوس کے حالات زندگی میں خصوصی اقدامات کے ذریعے بہتری
لائی جاتی گئی۔ اسی طرح ادیباسیوں کے لئے وضع کردہ بہبودی
اسکیمات پر بہ سرعت عمل آوری کے ساتھ ساتھ نو میڈک اور
دیگر جاتیوں کی بہبود کے لئے علیحدہ کارپوریشن کے قیام کا بھی
فیصلہ کیا گیا ہے۔

آج کے دن ہمیں ان شہیدوں کو یاد کرنا ہے — جن کی
جدوجہد اور قربانیوں کی بدولت ہمارے دیش کو آزادی نصیب ہوئی
ہمارا یہ فرض اولین ہے کہ ہم اپنے دیش کو زیادہ سے زیادہ خوشحال
بنائیں۔ سخت محنت سے حاصل کی ہوئی آزادی کو اگر بامعنی بنانا ہے
تو ہمارے لئے مزید محنت اور لگن سے اپنی جدوجہد جاری رکھنے
کے علاوہ اور دوسرا کوئی راستہ نہیں۔ یہی عوام کے لئے میرا پیغام ہے"

وسنت راؤ پاٹل
وزیر اعلیٰ مہاراشٹر

پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے ریاست کے پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں عملی دلچسپی رکھنے والے صنعت کاروں کو مدد دینے کے لئے ریاستی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دینے کی تجویز سے اتفاق کیا ہے۔

یہ کمیٹی محکمۂ صنعت کے سکریٹری، مختلف علاقائی ترقیات کارپوریشن کے افسران، اور صنعتی و تجارتی تنظیموں کے عہدہ داران پر مشتمل ہوگی۔

نائب وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت مذکورہ بالا کارپوریشن اور تنظیمات کے نمائندوں کی ۱۹ جولائی کو منترالیہ میں منعقدہ میٹنگ کے دوران یہ فیصلہ کیا گیا۔
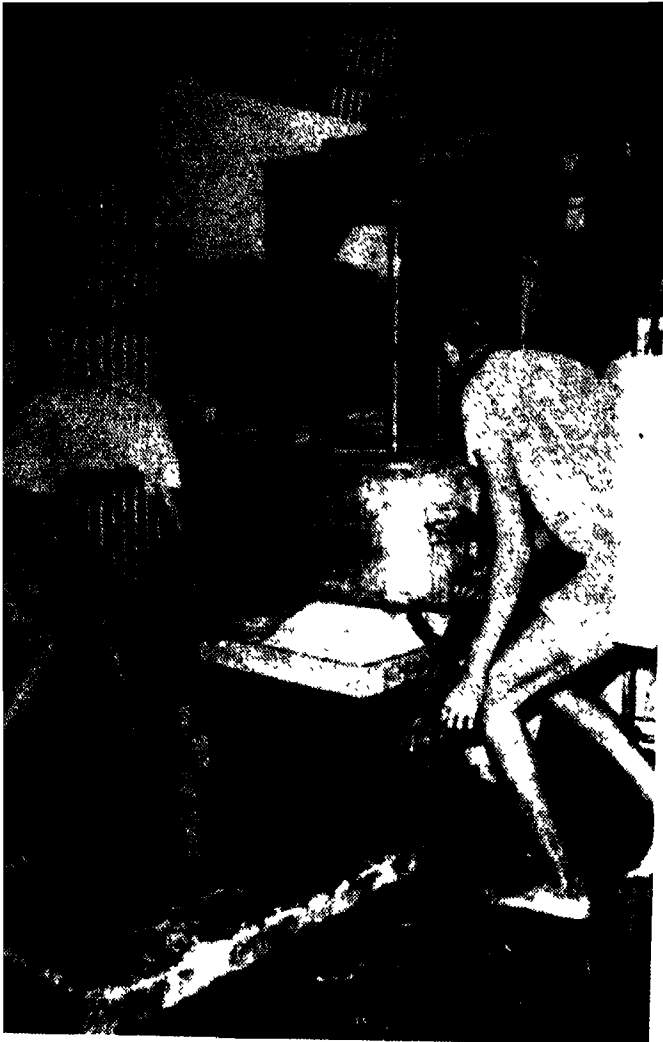
بنگ خصوصی طور پر ریاست کے ودربھ، مراٹھواڑہ اور
کونکن جیسے غیر ترقی یافتہ علاقوں میں صنعتی ترقی کے
مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے طلب کی گئی،

مجوزہ کمیٹی ریاست کے پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام
سے متعلق طویل المدتی پروگرام ترتیب دینے کے لئے غالباً امسال
ماہ ستمبر یا اکتوبر میں ایک سمینار بھی منعقد کرے گی، کمیٹی کی تشکیل اور
سمینار کے انعقاد کی تجویز بمبئی چیمبر آف کامرس کے نائب صدر ڈاکٹر
اے۔ ایس۔ گانگولی نے پیش کی جسے نائب وزیر اعلیٰ نے منظور کیا۔
مہاراشٹر اکنامک ڈیولپمنٹ کونسل کے ڈائرکٹر ایس بی ساکھلکر نے
تجویز بھی پیش کی کہ نائب وزیر اعلیٰ ہر ہفتہ صنعتکاروں کے مسائل پر بات
چیت کے لئے میٹنگ طلب کریں، یہ تجویز اس تبدیلی کیساتھ منظور کی گئی کہ
صنعت کار پہلے محکمہ صنعت کے سکریٹری سے رجوع ہوں گے اس کے بعد
غیر حل پذیر مسائل پر دوسرے دن نائب وزیر اعلیٰ کے ساتھ بات چیت
کریں گے۔
شری ایس۔ ایم کیلکر سکریٹری محکمہ صنعت نے ریاست کی صنعتی
صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے بحث کا آغاز کیا۔

شری بی۔ این آڈارکر نے کوکن علاقہ میں عوامی بنیادی
ضروریات کی معیاری فراہمی پر توجہ دلائی نیز اس علاقہ
میں ربر کی کاشت اور اعنانی کو کم لاگت اور زائد روزگار کی صنعت
بتاتے ہوئے اسے فروغ دینے کی تجویز پیش کی۔ آپ نے خواہش ظاہر کی اس سلسلہ میں مقامی
لوگوں کو ہی زیادہ کام مہیا کیا جائے اور سرمایہ کاری میں پیسوں سے زیادہ
فیضیاب ہونے والے عوام کی تعداد کا خیال کیا جائے۔

ٹاٹا سروسیز لمیٹڈ کے معاشی مشیر ڈاکٹر شری ڈی۔ آر۔ پینڈسے
نے اس خیال کو غلط قرار دیا کہ صنعتی طور سے مہاراشٹر ملک کی سب سے
زیادہ ترقی یافتہ ریاست ہے مراٹھواڑہ کا حوالہ دیتے ہوئے اسے کم ترین
ترقی یافتہ علاقہ قرار دیا۔ ریاستی حکومت کو ترغیب دی کہ بڑے اور
درمیانی پیمانے کی صنعتوں کے لئے مرکزی حکومت کے اختیارات
میں سے چند اختیارات طلب کرے۔

کونسل کے مینیجنگ ڈائرکٹر شری ایم۔ ایس پٹوردھن نے
ریاست کے پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے لئے

صنعت کاروں کو ترغیب دینے کی خاطر ایسے علاقوں میں بہتر اور معیاری
بنیادی سماجی ضروریات سرکاری سطح پر فراہم کئے جانے کا مشورہ دیا
صنعتی لائسنس سے متعلق آپ نے "ریزرو انڈسٹری ڈسٹرکٹ" کی تجویز
پسند کی اور کہا کہ یہ غلط فہمی ریاست مہاراشٹر "زیرو انڈسٹری
ڈسٹرکٹ" سے مبرا ہے، دور کی جانی چاہئے۔ شری پٹوردھن نے
آئی بی۔ آئی ادارے جاری کرنے کی ضرورت پر توجہ دلائی
آپ نے صنعتوں کی بابت محکمہ صنعت کے افسران کے رویّہ
میں تبدیلی کا بھی مشورہ دیا۔
ڈاکٹر ایس۔ بی آڈارکر نے بھی علاقائی تربیت یافتہ تکنیکی
ماہرین کی خدمات حاصل کرنے اور پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں
کے قیام کے لئے بنیادی ضروریات فراہم کرنے کی ضرورت پر زور دیا
شری مادھو گڈکری مدیر "ممبئی سکال" نے اپنے حالیہ دورۂ ودربھ کا ذکر
کرتے ہوئے کہا ودربھ کے علاقہ میں کوکن کی بہ نسبت بہتر ریلوے اور تمام
مواصلاتی وسائل کا انتظام ہے اس کے باوجود یہ علاقہ پس ماندہ ہے

آپ نے کہا کہ ودربھ میں خاطر خواہ تعداد میں انڈسٹریل اسٹیٹ نہ ہونے کی وجہ سے بے روزگاری زیادہ ہے اور جہاں انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں وہاں دیگر مشکلات مثلاً بجلی کی فراہمی در پیش ہیں نتیجتہً شیڈ تہس نہس رہتے ہیں۔ شری اڈکری نے اپیل کی کہ دستور ہند کے تحت مقامی باشندوں کی جانب سے ترقیاتی بورڈ کی تشکیل کا مطالبہ منظور کیا جائے۔ اگر مختلف سرکاری محکموں اور تنظیموں کی جانب سے اس علاقہ کی صنعتی ترقی کے لئے جاری اقدامات میں ربط پیدا کیا جا سکے۔ آپ نے کہا کہ دیہی علاقوں میں قومیائے گئے بینکوں کو شاخیں کھولنے کی اجازت نہ دی جائے اس کے برعکس کوآپریٹو بینکوں نیز شہری بینکوں کے لئے یہ علاقہ وقف کیا جائے آپ نے چندر پور ضلع میں کوئلے کی اسمگلنگ کی روک تھام کی ضرورت پر توجہ دلائی۔

اکنامک ڈویلپمنٹ کونسل کے ڈاکٹر ایس بی ساکھلکر نے کونسل کی تیار کردہ صنعتوں کی بابت علاقائی نابرابری کی تفصیل پر روشنی ڈالتے ہوئے نائب وزیر اعلیٰ سے درخواست کی کہ وہ اس جائزہ کی روشنی میں مزید ترقیاتی اقدامات طے کریں۔ آپ نے مہاراشٹر میں صنعتوں کی بابت افسران کے رویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ریاست گجرات میں مروجہ طریقہ کار مہاراشٹر میں اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ نائب وزیر اعلیٰ نے گفتگو کے ذریعے صنعتی مسائل کے حل کرنے کی تجویز کو فوری طور پر قبول کیا۔

ڈاکٹر اے۔ ایس گنگولی نے پس ماندہ علاقہ میں صنعت کاروں کو درپیش مسائل کا جائزہ لینے کے لئے ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی جسے نائب وزیر اعلیٰ نے منظور کیا۔ آپ نے ریاست میں کشیدہ صنعتی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ریاست کی نیک نامی پر حرف آتا ہے۔

آل انڈیا مینوفیکچررس آرگنائزیشن کے شری رام گوپال دد جوڈوالا نے باہر افراد کو گھریلو صنعتیں جاری کرنے میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی۔

مراٹھواڑہ ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے چیرمین شری راؤ صاحب جا دھو نے ترقی یافتہ علاقوں میں سرمایہ کاری کی پابندی نہ رکھتے ہوئے ایسی صنعتوں کے قیام کا مشورہ دیا جس سے زیادہ سے زیادہ افراد کو روزگار ملے۔ آپ نے مشورہ دیا کہ صنعت کاروں کو ایک ہی مرکز سے تمام سہولتیں بہم پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔

شری وایب وڈھاؤکر نے توجہ دلائی کہ صنعتوں سے متعلق مہاراشٹر کی ایجنسیوں کی پالیسیوں اور ریاستی حکومت کی حکمت عملی میں فرق ہے۔ آپ نے صنعتوں کے فروغ کے لئے بینکوں سے کمتر مالی امداد کی شکایت کی۔ مہاراشٹر چیمبر آف کامرس کے ایجیکیٹو ممبر شری ایس ڈی ٹلوک نے صنعتی ترقی میں علاقائی عوام کی شرکت پر زور دیا۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے میٹنگ کے اختتام پر شرکا کا شکریہ ادا کیا آپ نے یقین دلایا کہ جس طرح دو اہم مشوروں کو فوری طور پر منظور کیا گیا ہے اسی طرح میٹنگ میں پیش کردہ دیگر مشوروں پر بھی حکومت غور وخوض کرے گی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ صنعت کاروں کے ساتھ باہمی گفت و شنید کا طریقہ کار پسماندہ علاقوں میں صنعتی فروغ کے لئے ضرور فائدہ مند ثابت ہوگا۔

شری کلیا اوادے وزیر مملکت برائے صنعت اور متعلقہ کارپوریشنز کے افسران بھی میٹنگ میں شریک رہے۔
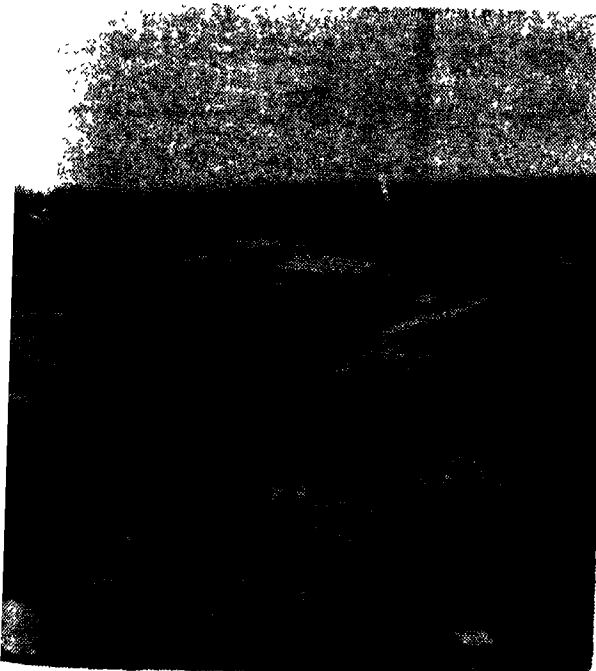
مہاراشٹر کی صنعتی ترقی میں پیکیج اسکیم کا رول

صنعتی اعتبار سے مہاراشٹر ملک کی ایک اہم ریاست ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ریاست میں صنعتوں کی اکثریت معدودِ چند میٹروپولیٹن علاقوں میں جمع ہو گئی ہے۔ ریاست کے تمام علاقوں کی متوازی صنعتی ترقی کے مقصد کے پیشِ نظر بالعموم اور پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی کے لئے بالخصوص ریاستی حکومت نے سال ۱۹۸۳ء میں ترغیبات کی ایک پیکیج اسکیم نافذ کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مختلف علاقوں کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ اس درجہ بندی کے اعتبار سے صنعتی یونٹوں کو رعایات اور سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ رعایتیں نئی صنعتی یونٹوں کے علاوہ موجودہ یونٹوں کی توسیع کے لئے بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

میٹروپولیٹن علاقوں سے باہر صنعتوں کے پھیلاؤ خصوصاً ریاست کے نیم ترقی یافتہ علاقوں میں صنعتی یونٹوں کے قیام کے لئے حکومتِ مہاراشٹر نے ۱۹۶۴ء سے ترغیبات کی ایک پیکیج اسکیم جاری کی ہے۔

امسال ترغیبات کی ایک نئی ترمیم شدہ اسکیم ترغیبی پیکیج اسکیم بابت ۸۳ء جاری کی گئی ہے جو ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء تک نافذ العمل رہے گی۔

ریاست کے پسماندہ علاقوں کی اے بی سی اور ڈی ان چار گروپ میں درجہ بندی کی گئی ہے۔ پسماندگی کے درجے کے اعتبار سے ترغیبات فراہم کی جاتی ہیں۔ سب سے زیادہ پسماندہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات اور رعایتیں دی جاتی ہیں۔ اسکیم کے تحت دی جانے والی ترغیبات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ کسی یونٹ کو ایک ہی وقت میں دونوں اقسام کی ترغیبات اور سہولیات فراہم نہیں کی جاتیں۔

پہلی قسم کی ترغیب کے تحت نئی یونٹ کو سیلس ٹیکس سے معافی یا صنعتی پیداوار جاری ہونے کے بعد سیلس ٹیکس کی ادائیگی کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ قائم صنعت کی توسیع کے لئے یہ سہولت صرف واجب الادا سیلس ٹیکس رعایت تک مخصوص ہے۔ اس ضمن میں مدت ادائیگی اور شرح رعایت کا تعین یونٹ کے محل وقوع اور اصل سرمایہ کے تناسب کی مناسبت سے ہوگا۔ اور واجب الادا سیلس ٹیکس ۱۲ سال بعد ۶ مساوی قسطوں میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ ماقبل کی اسکیمات کے تحت بلاسود قرض حاصل کرنے والی صنعتی یونٹوں کو اب قرض کی بجائے زیرِ عمل اسکیم کے تحت سیلس ٹیکس رعایت حاصل کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

قومی راج

فراہم کی جاتی ہیں تاکہ اگر وہ اپنے طور پر ضبطِ تولید اختیار کرنے کے خواہشمند ہیں تو اپنے لئے کسی مناسب و موزوں طریقے کا انتخاب کر سکیں۔ حکومت کو بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلے کا پورا پورا احساس ہے اور اس کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ تمام سماجی، سیاسی، مذہبی، ثقافتی تنظیموں کے اثر و رسوخ اور اقتدار کا استعمال کرتے ہوئے عوام کو چھوٹے خاندانوں کی ضرورت و اہمیت سے روشناس کرائے اور انہیں چھوٹے خاندان کی ترغیب دے۔

اس سلسلے میں عوام کو ترغیب دلانے اور انہیں ضروری معلومات فراہم کرنے کے لئے حکومت نے تمام دیہی اور شہری طبی اداروں میں تربیت یافتہ طبی افسران نامزد کئے ہیں۔ دیہی اور شہری علاقوں میں مانع حمل اشیاء کو مزید وسعت دی جا رہی ہے۔ ان اشیاء میں نس بندی، لوپ، روایتی طریقے اور کھانے کی گولیاں شامل ہیں۔

۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر کی آبادی ۶ء۲۷ کروڑ ہے اور یہاں آبادی میں اضافہ کی شرح ۲ء۴ فی صد ہے۔ ایک مناسب معیارِ زندگی کو عام کرنے کے لئے اس تیز رفتار اضافہ کی روک تھام بے حد ضروری ہے۔

سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ریاست میں ۳ء۴ لاکھ نس بندیوں کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جب کہ اس نشانہ سے تجاوز کرتے ہوئے ۶ء۲۲ لاکھ نس بندیاں کی گئیں جو ملک کی دیگر تمام ریاستوں میں سب سے زیادہ ہے۔

پروگرام کے نتائج

مہاراشٹر میں ۵۸-۱۹۵۷ء سے مارچ ۱۹۸۳ء تک ۴۳ لاکھ سے زیادہ نس بندیاں کی گئیں، ۶ لاکھ سے زیادہ لوپ لگائے گئے نیز ضبط تولید کے دیگر طریقے اختیار کرنے والوں کی تعداد ۴ء۸۰ لاکھ تک پہنچ گئی۔ نس بندی کی مجموعی شرح ۹۵ فی ۱۰۰۰ نفوس ہے جو ملک کی تمام ریاستوں میں سب سے زیادہ ہے۔

حکومت کو احساس ہے کہ "۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت" کے مقصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ۱۹۹۱ء تک شرح پیدائش ۱۰۰۰ نفوس میں ۲۹ء۶ سے ۲۱ اور شرح اموات ۱۱ فی ہزار سے ۹ فی ہزار اور امواتِ اطفال کی شرح ۶۲ فی ہزار سے ۶۰ فی ہزار تک لائی جائے۔

علاوہ ازیں اس وقت قوتِ تولید رکھنے والے ۳۵ فی صد بیاہتا جوڑے ضبط تولید کے مختلف طریقے اختیار کر رہے ہیں ۱۹۹۱ء تک اس فی صد کو ۴۰ تک لانا ہے۔ کل نس بندیوں میں یہ فی صد ۲۴-۲۳ ہے۔

ماں اور بچے کی صحت

خاندانی بہبود پروگرام کے تحت بچوں کی صحت کی دیکھ بھال، انہیں قوت بخش غذا کی فراہمی کے علاوہ بیماریوں سے ان کی حفاظت کے لئے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ حکومت بچوں کو مستقبل میں کار آمد شہری بنانے کے لئے ابھی سے کوشش کر رہی ہے۔ اسی لئے "ماں اور بچے کی صحت پروگرام" خاندانی بہبود پروگرام کا ایک جزو تصور کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت بچوں کو ڈپتھیریا، کالی کھانسی اور ٹیٹانس کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں نیز انہیں خون کی کمی کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے بھی ضروری طبی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔

بچوں میں حیاتین الف کی کمی سے نابینائی کے تدارک کے لئے بھی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ انہیں پولیو کی دوا دی جاتی ہے اور انہیں بی سی جی ٹیکے بھی لگائے جاتے ہیں۔

ضروری طبی خدمات اور سہولیات سماج کے غریب طبقے کو فراہم کرنے کے حکومت کے فیصلے کے پیشِ نظر صحت اور خاندانی بہبود نظام میں ضروری تبدیلی کی گئی ہے لہٰذا اب دیہی علاقوں میں یہ پروگرام ۴۰۰ پرائمری ہیلتھ یونٹ، ۴۷۷ پرائمری ہیلتھ مراکز اور ۵،۱۴۱۰ ضمنی مراکز کے ذریعے زیرِ عمل ہے۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۲۸ پرائمری ہیلتھ یونٹ کو پرائمری ہیلتھ مراکز کا درجہ دینے نیز مزید ۲۰۰ ضمنی مراکز کھولنے کی تجویز زیرِ غور ہے۔ علاوہ ازیں ۸۷ دیہی اسپتالوں اور ۴۸ کاٹیج اسپتالوں کے ذریعے بھی خاندانی بہبود خدمات فراہم کی جا رہی ہیں۔ شہری علاقوں میں یہ خدمات ۲۲۹ مراکز اور ۵۰ پوسٹ پارٹم مراکز کے ذریعے فراہم کی جا رہی ہیں۔

اس سلسلے میں ریاست بھر میں عوامی سطح پر ۳۱۰۰۰ ہیلتھ گائیڈ اور ۱۷۰۰۰ کثیر المقاصد مراکز قائم ہیں نیز دیہاتوں میں تربیت یافتہ دائیوں کی خدمات بھی میسر ہیں۔

ریاست میں ضروری طبی آلات سے لیس منظور شدہ

اسپتالوں میں تربیت یافتہ ڈاکٹروں کے ذریعہ قانونی طور پر اسقاط حمل کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے تاکہ مانع حمل ذرائع کے استعمال کے باوجود حمل کو ساقط کیا جا سکے۔ اسقاط حمل کی قانونی اجازت کی سہولت ریاست میں ۱۹۷۲ء سے جاری ہے۔ اس وقت سے اب تک ریاست میں ۶۳۴۴ اسقاط حمل مراکز کو منظوری دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف اضلاع کے ہسپتالوں اور پرائمری ہیلتھ مراکز کے ڈاکٹروں کو تربیت دی جا رہی ہے۔

نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں خاندانی بہبود و خاندانی منصوبہ بندی کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے بھی ریاست کی ترقی اور عوام کی بہبود کے مقصد کے پیش نظر اس ضمن میں متعدد اقدامات کئے ہیں لیکن جب تک عوام ان پروگراموں کے نفاذ میں عملی دلچسپی نہیں لیتے ان پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حکومت زندگی کے ہر شعبے سے متعلقہ افراد کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

رضاکار تنظیموں کی ہمت افزائی

خاندانی بہبود پروگرام میں رضاکار تنظیموں کی شرکت کے لئے ریاستی حکومت نے ایک اسکیم وضع کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہر ترغیب کار کو فی نس بندی ۴۰ روپے دیئے جاتے ہیں۔ یہ ترغیبی رقم مردانہ نس بندی کے لئے دیئے جانے والے فی کیس ۲۵ روپے اور زنانہ نس بندی کے لئے فی کیس ۱۰ روپے کے علاوہ ہے۔ اس اسکیم کے تحت پہلے سے خاندانی بہبود پروگرام میں شرکت کرنے والے اداروں ہی کا احاطہ کیا گیا ہے اور نئی اسکیم کے تحت ترغیب کار یا ادارے کے نمائندے کو مردانہ اور زنانہ نس بندی پر بالترتیب فی کیس ۲۰ اور ۱۰ روپے دیئے جائیں گے۔ یہ ترغیبی رقم بالعموم دی جانے والی ۱۰ روپے کی ترغیبی رقم کے علاوہ ہوگی۔ اسی طرح خاندانی بہبود پروگرام کے نفاذ میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے رضاکار اداروں کے لئے ہر ضلع کے لئے ۷،۰۰۰ روپے کا پہلا انعام اور ۴،۵۰۰ روپے کا دوسرا انعام بھی دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹروں کی خدمات

خاندانی بہبود پروگرام میں پرائیویٹ ڈاکٹروں کو ترغیب دینے کے لئے ریاستی حکومت، انہیں نس بندی اور لوپ بندی پر خصوصی ترغیبی رقم دیتی ہے۔ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے اراکین یا ایسوسی ایشن کے سفارش کردہ مہارت یافتہ پرائیویٹ ڈاکٹروں کو ان کے دواخانے میں مردانہ یا زنانہ نس بندی کرنے پر فی کیس ۵۰ روپے اور لوپ بندی پر فی کیس ۵ روپے دیئے جاتے ہیں۔

زائد ترغیبی امداد

مرکز کی جاری کردہ اسکیم کے تحت دی جانے والی ترغیبی رقم کے علاوہ ریاستی حکومت بھی نس بندی کراتے اور لوپ بندی پر ترغیبی رقم دیتی ہے۔ علاوہ ازیں پروگرام کے نفاذ میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے اداروں اور افراد کو حکومت شیلڈ، سونے اور چاندی کے تمغے بھی دیتی ہے۔ ریاستی حکومت اس پروگرام میں ٹریڈ یونین، امداد باہمی اداروں، نوجوانوں اور خواتین کی تنظیمات وغیرہ سے بھی تعاون کی خواہش مند ہے۔ یہ پروگرام کسی قسم کے جبر کے بغیر نافذ العمل رہے گا۔ بہرحال خاندانی بہبود پروگرام جس میں عوام کی متحدہ شرکت ضروری ہے۔ یقین ہے کہ اس پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اور آبادی پر قابو پانے میں عوام ریاستی حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔

اندھے پن سے احتیاط کی عوامی تدابیر

★ ڈاکٹر کے۔ ایچ۔ ہزاریکا
اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیلتھ سروس
نئی دہلی۔

"درشٹی دان دِیوس" (یومِ عطیۂ چشم) گذشتہ سال سے ۱۰ر جون سے مہاراشٹر میں ہر سال منایا جاتا ہے۔ یہ یادگار دن مراٹھواڑہ کے ماہر طبیب و سرجن کی برسی کا دن ہے جنہوں نے نابیناؤں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا تھا۔ آنجہانی امراضِ چشم کے ماہر سرجن تھے۔ آپ نے ۸۰٫۰۰۰ سے زائد آنکھوں کے آپریشن کئے ہیں۔ ریاستی حکومت کے فیصلہ کے مطابق ہر سال ۱۰ر جون کو یومِ عطیۂ چشم منانے کا مقصد ڈاکٹر بھالچندر کی یاد تازہ کرنا نیز عوام کو آنکھوں کی حفاظت اور اندھے پن کی روک تھام کی تعلیم دینا ہے۔

بہرحال عوام کے تعاون کے بغیر کسی بھی پروگرام کے کامیاب ہونے کے امکانات نہیں رہتے۔ اس لئے اندھے پن پر قابو پانے کے قومی پروگرام کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ آنکھوں کی حفاظت کے بارے میں عوام کو ٹھیک ٹھیک تعلیم دی جاسکے۔

اندھاپن اور امراضِ چشم میں مبتلا کوئی شخص صرف بدقسمت کہا جاسکتا ہے۔ پھر بھی جدید طبی ترقیات کی وجہ سے اندھاپن کم بڑی حد تک قابو میں آگیا ہے۔ قابلِ علاج اور لاعلاج اندھے پن بیماری سے عام انسان کی تندرستی تو متاثر ہوتی ہی ہے، ساتھ سماجی اور معاشی مسائل بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔ شاید آپ جانتے ہوں کہ صرف ہندستان میں دنیا کے کل نابینا آبادی کا ۱/۵ حصہ ہے۔ نابینا افراد کی دیکھ بھال پر ملک کو تقریباً ۸٫۱۰۰ ملین خرچ کرنا پڑتا ہے جبکہ پیداوار میں نقصان الگ ہوتا ہے جو اندازاً ۵۰ روپیہ فی شخص کے حساب سے سالانہ ۱۰٫۰۰۰ ملین روپیہ حساب شرح قیمت بابت ۱۹۷۸ء تک پہنچتا ہے۔ ۱۹۶۳ء میں نیشنل ٹراکوما کنٹرول پروگرام شروع کیا گیا تھا جس کے ذریعہ اندھے پن پر ۵ فیصد تک قابو پا لیا گیا تھا۔ جہاں تک چیچک سے اندھے پن کا سوال ہے، یہ صرف ۳ فیصد ہے اور اب بالکل ہی ناپید ہے کیونکہ ملک میں چیچک پر مکمل قابو پا لیا گیا ہے۔

عوام کے فرائض

اندھے پن پر قابو پانے کے قومی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے اس میں عوام کے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ اس پروگرام کے تحت جو ہدایات اور سہولیات مہیا ہیں ان پر عوام عمل کریں بینائی میں کسی بھی قسم کی خرابی پیدا ہونے پر فوری طور سے علاج کے لئے

رجوع ہونا چاہیئے ۔ بینائی کے لیے مقوی وٹامن "A" بچوں کو زیادہ سے زیادہ دیا جانا چاہیئے ۔ اس کے علاوہ سب سے ضروری تو یہ ہے کہ عوام خود اپنی صحت کا خیال رکھیں، ماحول اور گھر کو صاف ستھرا رکھیں۔

ہدایات

کوکر اندھے پن کی روک تھام کا پروگرام ملکی سطح کا پروگرام ہے ۔ اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ مقامی سطح پر بھی متعلقہ سرگرمیاں مرکوز کی جائیں ۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جا سکتا ہے

۱:- عوام کو آنکھوں کی حفاظت کی تعلیم

۲:- بینائی میں خرابی کے آثار نمودار ہوتے ہی، خصوصاً بچوں میں، علاج پر دھیان دینا ۔

۳:- بینائی کی حفاظت کے لئے ذاتی تدابیر، مثلاً بہتر غذا، صحت عامہ اور صاف ستھرے ماحول کی ضرورت

۴:- دائمی طور سے بینائی کھو دینے والے حادثات سے

"یوم عطیۂ چشم"

وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں انعامات کی تقسیم

"یوم عطیۂ چشم" کے موقع پر یہاں ممبئی میں ۱۰ جون، کو ڈینٹل کالج آڈیٹوریم میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو تھے ۔ وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ نے صدارت فرمائی ۔

وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں یوم عطیۂ چشم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کہا کہ یہ دن ہر سال ریاست میں مراٹھواڑہ کے آنجہانی ڈاکٹر آر۔ ایں۔ بھالچندر کی یاد تازہ کرنے کیلئے منایا جاتا ہے کہ جنہوں نے اپنی تمام عمر اندھے پن کی روک تھام میں صرف کر دی تھیں اور ۸۰،۰۰۰ سے زائد آنکھوں کے آپریشن کئے ۔ آپ نے مذکورہ پروگرام میں تعاون دینے والے اطباء اور سماجی خدمت گاروں کے جذبہ کی تعریف کی اور کہا کہ ڈاکٹر بھالچندر کی زندگی طبیب پیشہ افراد کیلئے باعث تقلید ہونی چاہیئے ۔ وزیر اعلیٰ نے ضلع پریشدوں سے امید ظاہر کی کہ وہ معینہ مدت میں پروگرام کے تحت مقررہ نشانوں کی تکمیل کی پوری کوشش کریں گے ۔

وزیر برائے صحت عامہ، ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ مہاراشٹر شاید ملک بھر میں واحد ریاست ہے جہاں ایک مخلص ڈاکٹر کی یاد تازہ رکھنے کے لئے "یوم عطیۂ چشم" منایا جاتا ہے ۔ آپ نے کہا کہ مہاراشٹر میں اب تک ۲۰۰ ر۱۳۰ سے زائد آنکھوں کے آپریشن کئے جا چکے ہیں اور اس طرح، ریاست نے ملک بھر میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے ۔ امسال ۲ لاکھ کا نشانہ اس سلسلے میں مقرر کیا گیا ہے ۔

اس جلسے میں شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر برائے دیہی ترقیات، شری اطہر حسین، وزیر مملکت برائے صحت عامہ اور شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے میڈیکل ایجوکیشن اینڈ ڈرگس بھی موجود تھے ۔

اس سال مذکورہ پروگرام پر بہترین طریقہ سے عمل آوری کے لئے ضلع ناسک کو شیلڈ دی گئی ۔ وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے یہ شیلڈ ضلع سول سرجن ڈاکٹر کدا سنے، ضلع کلکٹر شری گوند سوروپ اور صدر ضلع پریشد شری موتی نیا سوروشی کو دی ۔ اس کے علاوہ مذکورہ ضلع کو سونے کا تمغہ اور توصیفی سند بھی دی گئی جلگاؤں اور دھولے اضلاع نے بالترتیب چاندی اور کانسہ کے تمغے حاصل کئے ۔ ڈائرکٹر ہیلتھ سروس، ڈاکٹر شریمتی ایم۔ آر۔ چندری کپور نے مہمانوں کا استقبال کیا اور جوائنٹ ڈائرکٹر ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ بھڈ مکر نے شکریہ ادا کیا ۔

• • •

کی تدابیر۔ مثال کے طور پر، تہواروں کے موقعوں پر بچوں کی
بازی، تیر کمان اور گلی ڈنڈا جیسے خطرناک کھیلوں سے روکنا

۵:- ۴۵ سال کی عمر کے بعد بینائی کی متواتر طبی جانچ۔
یا بند کا صحیح وقت پر آپریشن ہو جانا ضروری ہے۔ ورنہ اس
مستقل اندھے پن کا خطرہ ہوتا ہے۔ غیر تربیت یافتہ ڈاکٹروں
علاج سے پرہیز۔

۶:- بعد از مرگ، عطیۂ چشم کی ترغیب۔ لوگوں کو سمجھانا
چاہیئے کہ ان کی موت کے بعد ان کی آنکھیں کسی نابینا کو بینائی
دے سکتی ہیں۔

سماجی بیداری

عوام کی کثیر تعداد، بشمول بچوں اور خواتین کو بینائی کی حفاظت
کی ضرورت سمجھانی چاہیئے۔ اس سلسلے میں ذرائع تشہیر و
ابلاغ کا وسیع پیمانے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دیہی علاقوں
میں خصوصاً خدمت گاروں کو اس کام کے لئے وقف کر دینا
چاہیئے۔ خود عوام کو بینائی کی حفاظت کی آسان تدابیر سمجھانی
چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ وٹامن "اے" سے بھرپور غذا بچوں میں بینائی کی
قوت بحال رکھتی ہے۔ اندھے پن کی روک تھام کے پروگرام کے لئے
ذرائع تشہیر کی کیا اہمیت ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل سطور
سے کیا جا سکتا ہے جو عالمی صحت رسالے سے ماخوذ ہے:

"ایک ہندوستانی کسان نے زرعی مہم کے دوران
کہا تھا"
"تشہیر سے میرے کھیتوں میں
اناج نہیں اُگے گا۔"
"بالکل ٹھیک، لیکن تشہیر سے حالات میں غیر معمولی
تبدیلی خارج از امکان نہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جو سالوں
سے بے برگ و گیاہ زمین پر بیج بوتے آئے ہیں انہیں پہلی مرتبہ
فصل کاٹنے کا موقع ملے۔"

قارئین کے لئے
ضروری اعلان

ہماری یہ خواہش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور
سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا
احساس ہو سکتا ہے لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے
کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے
متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:
ایڈیٹر "قومی راج" نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، ممبئی ۴۰۰۰۳۲

مجاہدِ آزادی

مہاراشٹر کے امر شہید

شیو رام ہری راج گرو

• میوا رام گپت 'مجاہدِ آزادی'
۲/۳۰۸۔ آئی۔ اے۔ ایل۔ کالونی۔ کالینہ۔ بمبئی ۲۹

ہندوستان کی انقلابی جماعت ایچ، ایس، آر، اے (H.S.R.A) کو لامذہب اور آوارہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کا بھی ایک مذہب تھا اور ایک پیشہ تھا گو وہ ہم سے مختلف تھا۔ یا ہم میں سے بہتوں سے مختلف تھا جیسا کہ برٹش راج میں کچھ اخبار حکومت کو خوش کرنے کے لئے لکھ دیا کرتے تھے۔ اس جماعت کا مذہب حب الوطنی تھا اور پیشہ حصولِ آزادی تھا۔ دورانِ مقدمہ عدالت کو وہ اپنا یہی مذہب اور پیشہ بتایا کرتے تھے مگر اس جماعت کے لوگ، یا نوجوان کچھ دیوانہ قسم کے یا جنونی طبیعت کے ضرور ہوتے تھے مرنے، یا پھانسی کو وہ ایک کھیل سمجھتے تھے اور بوڑھا ہو کر کوئی مرنا نہیں چاہتا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ انقلابی نوجوانوں میں سے کوئی بھی بوڑھا ہو کر نہیں مرا۔ سب نے تیس اور چالیس سال کی عمر میں ہی شہادت پائی ہے اور زیادہ صحیح تو یہ ہے کہ بیس اور تیس سال کی عمر میں ہی وہ ملک کی آزادی کے لئے شہید ہو گئے تھے۔

مہاراشٹر کے شری شیو رام ہری راج گرو نے تو قریب ۲۲ سال کی عمر میں ہی شہادت حاصل کر لی تھی۔ شہادت پانے کا اور وہ بھی عہدِ شباب میں ایک جنون ہی تو ہے (بوڑھوں میں جوش کی کمی ہوتی ہے تو انقلابی نوجوان میں ہوش کی) جبھی تو انقلابی نوجوان کہا کرتے تھے

جنونِ حبِ وطن کا مزا شباب میں ہے
لہو میں پھر یہ روانی رہے، رہے نہ رہے

وہ جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے اور دوسرے نوجوانوں کو بھی یہی صلاح دیتے تھے۔

جذبۂ قوم سے خالی نہ ہو دل لئے شباب
وہ جوانی ہے جو اس شوق میں برباد رہے

معلوم ہوتا ہے جناب راج گرو میں یہ شوق اپنے دیگر ساتھیوں سے کچھ زیادہ ہی تھا جبھی تو انہوں نے محض ۲۲ سال کی عمر میں شہادت کا درجہ حاصل کر لیا تھا جو دوسروں کو عام لوگوں کو صد سالہ زندگی میں بھی نصیب نہیں ہوتا ہے۔

شیو رام ہری راج گرو کا جنم موضع کھیڑ (پونہ، مہاراشٹر) میں ۱۹۰۸ء کو ہوا تھا۔ پنڈتوں نے ان کی جنم کنڈلی تیار کی تھی۔ اسی کنڈلی (زائچہ) کو نجومیوں نے دیکھ کر کہا تھا:
"یہ لڑکا تو خاندان کے نام کو روشن کرنے والا ہوگا، اور بہت بڑا آدمی بنے گا۔ جس کی سب تعظیم کریں گے۔"

اس بات کو سن کر گھر کے لوگ بہت خوش ہوئے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کا شیورام اعلیٰ تعلیم حاصل کرے گا اور کوئی بڑی سرکاری نوکری کرے گا۔ خوب روپیہ کمائے گا۔ یوں بڑا آدمی بن کر وہ اپنے خاندان کے نام کو روشن کرے گا۔ نجومیوں کی پیشن گوئی غلط نہیں تھی ان لوگوں کا خیال ہی غلط تھا اور ان کا بڑا آدمی کہلانے کا تصور ہی غلط تھا۔ ان کے شیورام ہری راج گرو نے جو نام اور مقام اور مقام وطن کے لئے شہید ہو کر حاصل کیا ہے وہ تو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے اور کروڑپتی بن کر بھی وہ کبھی کما نہیں سکتے تھے۔ آج وہ شہید وطن کہلاتے ہیں۔ ملک کے بڑے سے بڑے حاکم بھی ان کے قدموں میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ وہی تو بڑا آدمی ہے جس کی سب تعظیم کریں۔

شیورام ہری راج گرو نے ابتدائی تعلیم اپنے موضع میں ہی حاصل کی تھی۔ بعدازاں انہیں پونہ کے نیو انگلش ہائی اسکول میں داخل کرایا گیا مگر راج گرو کو انگلش سے سخت نفرت تھی اور سنسکرت پڑھنے میں ان کا دل لگتا تھا۔ انقلابی اپنی دھن کا بڑا پکا ہوتا ہے وہ جنونی جو ہوتا ہے۔

ایک دن راج گرو نے انگلش اسکول کو خیرباد کہہ دیا اور پاپیادہ ہی ناسک تک کا سفر طے کر ڈالا کیونکہ جیب میں کچھ تھا ہی نہیں۔ ناسک کے ایک سنسکرت اسکول میں ان کو داخلہ مل گیا۔ کھانے پینے کا انتظام بھی مفت ہی میں ہوگیا۔ مگر جب انہوں نے سنا کہ بنارس میں سنسکرت کے بہت اچھے پنڈت ہیں تو آپ بنارس کے لئے چل پڑے۔ یہ سفر انہوں نے بغیر ٹکٹ کے کیا تھا کیونکہ ان کے پاس ٹکٹ خریدنے کے لئے پیسے ہی کہاں تھے۔ اگر ٹکٹ چیکر آئیگا تو وہ جھوٹ نہیں بولیں گے اور صاف صاف کہہ دیں گے کہ وہ ایک غریب طالب علم ہیں۔ اگر جیل بھیج دے گا تو جیل چلے جائیں گے مگر جھوٹ ہرگز نہیں بولیں گے۔ اتفاق دیکھئے کہ ان کے ڈبے میں ٹکٹ چیکر آیا بھی، سب کے ٹکٹ بھی دیکھے مگر راج گرو سے اس نے ٹکٹ مانگا ہی نہیں۔

بنارس پہنچ کر وہ وشوناتھ مندر میں بھگوان کے درشنوں کے لئے گئے مگر ان کی جیب میں تو ایک پائی بھی نہیں تھی جس سے پوجا کے لئے کچھ پھول ہی خرید لیتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے بھگوان بھگتوں کے پوجا کے پھول نہیں بلکہ وہ صرف ان کی سچی بھگتی چاہتا ہے۔ جب راج گرو مندر سے گنگا گھاٹ کی جانب جا رہے تھے۔ تبھی انہیں راستے میں پڑا ایک پیسہ ملا جسے لے کر بھوکے راج گرو نے اس پیسے سے بھنے ہوئے چنے خریدے جو اس زمانے میں ان کا خالی پیٹ بھرنے کے لئے کافی تھے۔ چنے کھا کر انہوں نے گنگا کا ٹھنڈا جل پیا۔ پھر وشوناتھ کا شکر ادا کیا اور گنگا جی کی سیڑھی پر لیٹ کر شب گذار دی۔ لیکن سوچنے لگے کہ اب کہاں کہاں رہیں اور کیا کھائیں اور کیسے سنسکرت کی تعلیم حاصل کریں۔ یہ سوالات انہیں پریشان کرنے لگے۔

کہتے ہیں کہ ہمت مرداں، مدد خدا۔ جو ہمت سے کام لیتا ہے خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔ اس کی غیبی مدد راج گرو کو بھی حاصل ہو رہی تھی۔ بنارس میں دوسرے دن انہیں مہاراشٹر کے ایک رہنما نے ان کی تعلیم کا ہی نہیں بلکہ کھانے پینے اور رہنے کا بھی انتظام کر دیا۔ اس نے سنسکرت کی ایک پاٹھ شالا میں انہیں داخل کرا دیا۔ اور سات گھر ایسے بتلائے جہاں سے روزانہ "مدھوکری" (مفت روٹی۔ کھانا) مانگ لاتے تھے۔ وہ بہت باقاعدگی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے لگے۔ چند سال گزرے تھے کہ وہ بنارس کے ایک اکھاڑے میں ورزش کے لئے جانے لگے۔ وہیں ان کی ملاقات چند انقلابی نوجوانوں سے ہوگئی جنہوں نے ان کی زندگی کو ایک نیا موڑ دے دیا۔ وہ بنارس کی انقلابی پارٹی میں شریک ہوگئے۔ تعلیم کو ادھورا ہی چھوڑ دیا اور اپنی والدہ کو لکھ دیا کہ وہ ان کے بڑے بھائی دنکر ہری راج گرو کو اپنا اکلوتا بیٹا تصور کریں اس لئے کہ اب وہ اس ماں کی خدمت کریں گے جو سب ماؤں کی ماں ہے۔ وہ ایک انقلابی کے ساتھ کانپور جا پہنچے جو یوپی میں انقلابی تحریک کا ایک مرکز تھا۔ ان کی ملاقات یہاں شہید اعظم بھگت سنگھ سے ہوگئی جو ان دنوں شادی نہیں کرنا چاہتے تھے اور اسی خوف سے وہ گھر سے بھاگ آئے تھے اور امر شہید گنیش شنکر ودیارتھی کے پرتاپ پریس میں بلونت سنگھ کے فرضی نام سے کام کر رہے تھے۔ جب شادی کا خطرہ ٹل گیا تو بھگت سنگھ، راج گرو کو اپنے ساتھ پنجاب لے گئے۔ وہاں بہت جلد دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست بن گئے۔ انقلابی سرگرمیوں کے لئے دونوں سر پر کفن باندھ کر کام کرنے لگے۔ شہادت کے لئے دونوں میں بازی لگی رہتی تھی۔ شہیدی مقابلے میں راج گرو اپنے دوست کو مات دینا چاہتے تھے

۳۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ء کو جب سائمن کمیشن لاہور پہونچا تو لالہ لاجپت رائے نے ایک بڑے جلوس کے ساتھ اسے کالے جھنڈے دکھلائے۔ پولس نے لاٹھی چارج کیا۔ جس میں لالہ جی سخت زخمی ہوئے اور بستر مرگ پر جا لیٹے اور ۱۷ر نومبر سنہ ۱۹۲۸ء کو انتقال فرما گئے۔ اس واقعہ سے پورے ملک میں غم و غصہ کی لہر پھیل گئی۔ انقلابی جماعت نے لالہ جی کی موت کو ملک کی بے حرمتی سمجھا اور ۱۷ر دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء کو پولس کے نائب کپتان مسٹر ساونڈرس کو قتل کر کے اس کا بدلہ لے لیا۔ ساونڈرس پر پہلی گولی مہاراشٹر کے اسی بے خوف شیر راج گرو نے چلائی تھی۔ وہ اچھے نشانہ باز تھے۔ ان کی ایک ہی گولی کھا کر وہ ڈھیر ہو گیا تھا۔ بھگت سنگھ نے بھی اس پر کئی گولیاں چلائی تھیں تاکہ اس کے زندہ رہنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ اسی وقت شری چندر شیکھر آزاد نے ہیڈ کانسٹبل چنن سنگھ کو قتل کر ڈالا تھا جو ان لوگوں کا پیچھا کر رہا تھا۔ سبھی انقلابی وہاں سے فرار ہو گئے۔

۸ر اپریل سنہ ۱۹۲۹ء کو دہلی اسمبلی ہال میں جب بھگت سنگھ اور بٹوکیشور دت نے بم چھوڑ کر اپنے آپ کو گرفتار کرایا تو شری راج گرو بھگت سنگھ سے اس بات سے ناراض ہوئے کہ بھگت سنگھ اس کام کے لئے انہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔

۳۰ر ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء کے دن پونہ کی ایک موٹر گیرج سے گرفتار کر کے راج گرو کو لے جایا گیا۔ جہاں ان کے ساتھ پولس نے بڑا ظلم کیا مگر پولس ان سے پارٹی کا راز معلوم نہ کر سکی۔ لاہور کی جیل میں دوران مقدمہ انقلابی نوجوانوں نے بھوک ہڑتال کی تو اس میں راج گرو پیش پیش تھے۔

۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء کو اپنی پھانسی کی سزا سن کر انہوں نے بھگت سنگھ کی طرف فاتحانہ نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں "اب دیکھنا ہے پھانسی پر پہلے تم چڑھتے ہو کہ میں چڑھتا ہوں!"

۲۳ر مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کو شام کے وقت ہی راج گرو، بھگت سنگھ اور سکھدیو کو لاہور کی جیل میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ پھانسی گھر کو جاتے ہوئے بھی راج گرو کو شوق شہادت آگے آگے لئے جا رہا تھا۔۔ راج گرو کا کہنا تھا چونکہ وہ گرو ہیں تو گرو کو سب کاموں میں آگے رہنا چاہیئے۔ ان کے اس شوق شہادت پر خود شہادت قربان تھی۔

••

جنگِ آزادی اور ودربھ

★ ڈاکٹر محمد یٰسین قدوسی نیا بازار۔ کامٹی

سنہ۱۹۴۷ء میں ہمارا مُلک آزاد ہوا۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے ہمارے ملک کے کروڑوں عوام نے حصّہ لیا۔ سنہ۱۸۵۷ء میں جسے مُلک حاصل نہ کرسکا اس کے لئے جدّوجہد جاری رہی آخر کار ۱۵ر اگست سنہ۱۹۴۷ء کو ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوگیا۔ اس آزادی کی لڑائی میں علاقہ ودربھ کا کیا حصّہ رہا ہے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مئی سنہ۱۸۵۷ء میں جب شمالی ہند میں انگریزوں کے مسلح کارروائی شروع ہوئی تو اس کی خبر ناگپور بہت جلد گئی چنانچہ انگریزوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی تجویز ۔ ناگپور کے علاقہ ٹاکلی میں مسلمان گھوڑے سوار سپاہیوں بھی بھونسلہ فوج کا حصّہ تھے ان کا انگریزوں کے خلاف سخت تھا۔ گھوڑے سوار سپاہیوں اور کامٹی میں مقیم مدراس کے جوانوں میں یہ طے ہوا کہ ۱۳ر جون سنہ۱۸۵۷ء کی رات میں ناگپور اور کامٹی سے ایک ساتھ انگریزوں کے خلاف کارروائی کی جائے لیکن اس پر عمل نہیں ہو سکا کیونکہ انگریزوں کو یہ اطلاعات پہنچ چکی تھیں کہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے گرفتاریاں اور ہتھیار ضبطی شروع کر دی۔ بعد میں لوگوں پر مقدمہ چلایا گیا جس میں چار لوگوں کو غدار ثابت کرتے ہوئے سزائے موت کا حکم ہوا۔ ان چار شہیدانِ وطن کے نام عنایت اللہ خاں، نواب قادر خاں، ولایت خاں اور دلدار خاں ہیں۔

۱۸۷۴ء میں سوامی دیانند سرسوتی نے ناگپور کا دورہ کیا ان کے دورے کا مقصد جنگ آزادی میں نئی جان ڈالنا تھا۔ ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ اس جماعت نے آزادی کے لئے جو کام کیا اور جس طرح کروڑوں لوگوں کو آزادی کے لئے بے چین کر دیا تاریخ کا اہم باب بن گیا۔ انڈین نیشنل کانگریس کا دوسرا جلسہ کلکتہ میں ہوا۔ اس میں حصہ لینے کے لئے ناگپور اور کامٹی سے ایک وفد روانہ کیا گیا کامٹی کے عبدالعزیز جو اس وفد میں شامل تھے پنشن یافتہ فوجی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ان کی تقریر جو کانگریس کے جلسہ میں ہوئی سبھی لوگ متاثر ہوئے۔ ۲۲ اپریل ۱۸۸۶ء کو ناگپور میں ایک اور سیاسی پارٹی قائم کی گئی جس کا نام "لوک سبھا" رکھا گیا۔ ۱۸۹۱ء میں آل انڈیا کانگریس کا ساتواں سالانہ جلسہ ناگپور میں ہوا۔ اس کے بعد ہی سی پی اور برار پراونشل کانفرنس کی بنیاد پڑی۔ ۱۹۰۵ء میں دوسری پارٹی نیشنل پارٹی کے نام سے قائم کی گئی جو آگے چل کر لوک مانیہ تلک جی کی موافقت میں کام کرنے لگی۔ اس طرح ناگپور اور علاقہ ودربھ میں آزادی حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے عمل جاری رہا۔

انقلابیوں کی خفیہ جماعت

بال سماج نام کی ایک خفیہ جماعت وردھا میں کام کرتی رہی۔ اس جماعت کے لیڈر اور بانی پی۔ ایس۔ کھانکھوجے تھے اس پارٹی کی ہر اتوار کو بیٹھک ہوتی جس میں ملک میں مختلف تنظیموں کی چل رہی کارروائیوں پر تبادلہ خیال کیا جاتا۔ اس تنظیم میں اسکول کے طالب علم تھے جن کی عمر بیس سال سے کم ہوتی۔ اس تنظیم کا اثر ناگپور۔ امراؤتی۔ ایوت محل اور ودربھ کے دوسرے علاقوں میں اچھا ہوا۔ کھان کھوجے نے ایک اور خفیہ پارٹی "آریہ بندھو" قائم کی اس کا خاص مقصد ایسے ہزاروں افراد کو تربیت دینا تھا جو مسلح کارروائی کے اہل ہوں اور انگریزوں سے مقابلہ کر سکیں۔ ناگپور اور ایوت محل میں اس تنظیم کی شاخیں قائم کی گئیں۔ ناگپور کا "نیل ہائی اسکول" اس کا دفتر بنا جو پارٹی کی پالیسی اور مقصد کے لئے سرگرم عمل رہا۔ کھان کھوجے خود یہاں پڑھ رہے تھے اور اپنی پارٹی کے لئے کام بھی کر رہے تھے۔ ۱۹۰۵ء میں انقلابیوں کی پھر ناگپور میں ایک میٹنگ ہوئی۔ کھان کھوجے کے بعد اس تنظیم کو رام لال نے سہارا دیا۔ رام لال باجپائی نے کلکتہ کا دورہ کیا جہاں سے پستول اور دوسرے ہتھیار حاصل کر سکیں۔ انہوں نے ناگپور میں ملکہ وکٹوریہ کے پتلے کو گھیرے اور جوشی کے ساتھ مل کر برباد کیا جس کی وجہ سے ناگپور میں انقلابیوں کا بڑا نام ہوا۔ شک پر رام لال باجپائی گرفتار کئے گئے ثبوت نہ ملنے پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں لارڈ ہارڈنگ نے ناگپور کا دورہ کیا تو ان پر بم پھینکا گیا۔ اس وقت پھر رام لال کو گرفتار کیا گیا۔ ۱۹۱۵ء میں رام لال امریکہ چلے گئے یہاں غدر پارٹی میں شامل رہے۔ ۱۹۲۳ء میں ناگپور لوٹ آئے اور برابر انقلابیوں کے ساتھ انقلابی کاموں میں شامل رہے۔

مختلف تحریکیں

۱۹۱۵ء میں محترمہ اینی بسینٹ نے ناگپور کا دورہ کیا ان کا خاص مقصد ہوم رول لیگ کے لئے بیداری کی لہر کو تیز تر کرنا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں لوک مانیہ تلک بھی اسی مقصد کے لئے ناگپور آئے۔ ۱۹۲۰ء میں آل انڈیا کانگریس کا جلسہ پھر ناگپور میں ہوا۔ جس میں ملک کے بڑے بڑے لیڈر جمع ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں گاندھی جی سے متاثر ہو کر لوگوں نے جھنڈا ستیہ گرہ شروع کر دی۔ اس تحریک نے ناگپور ہی نہیں

رے ملک میں آزادی کی تحریک کو متحرک کر دیا۔ مختار
انصاری جو اس وقت کانگریس کے صدر تھے۔ یہ اپیل
کہ لوگ زیادہ سے زیادہ جھنڈا ستیہ گرہ میں شامل
لے لئے ناگپور جائیں لوگوں کی بڑی تعداد ملک کے مختلف
سے ناگپور اس تحریک میں شامل ہونے کے لئے پہنچ گئی۔
سنہ ۱۹۲۷ء میں جنرل اواری نے آرمس ایکٹ کے خلاف
کیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھ میں ننگی
لے شہر ناگپور کا گشت کیا جس پر انہیں گرفتار کرایا
۱۹۲ء میں "یوتھ لیگ" کا جلسہ ناگپور میں ہوا۔ سردار

ائی پٹیل نے صدارت کی اس کے بعد ہی امراؤتی میں
سٹوڈینٹ کانفرنس" ہوئی۔ جسے سردار پٹیل کی رہنمائی
ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں ہی ۱۲ جولائی کو انگریزوں کے کالج پر
Hislop کہا جاتا ہے۔ انقلابیوں نے ترنگا جھنڈا
سنہ ۱۹۳۰ء میں ایک وفد نمک ستیہ گرہ میں شامل ہونے
روانہ کیا گیا۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں ہی جنگل ستیہ گرہ شروع ہوئی
نے پوسد (ایوت محل) میں سرکاری علاقہ کے جنگل میں
کاٹ کر خلاف ورزی کی جس پر انہیں گرفتار کیا گیا۔

سنہ ۱۹۴۰ء میں پونار (وردھا) میں ونوبا بھاوے نے
لوگوں کو مخاطب کر کے یہ اپیل کی کہ دوسری جنگ عظیم میں سرکار
کی مدد نہ کی جائے۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں "بھارت چھوڑو تحریک"
شروع ہوئی اس وقت سرکاری کام کاج کو ناگپور میں پورے
طرح ٹھپ کر دیا گیا۔ دو دن تک ستیہ گرہ حکومت رہی بعد
میں حکومت نے فوج کی مدد سے حالات پر قابو پایا۔ لوگوں کو
گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اسی دوران رام ٹیک میں سرکاری خزانہ
لوٹ لیا گیا۔ چیمور میں ڈاک بنگلہ جلایا گیا۔ یولی میں جو ضلع
امراؤتی میں ہے تحریک میں حصہ لینے والوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا
مدن لال باگڑی نے پولیس تھانوں پر حملہ کروایا اور ہتھیار حاصل
کرنے کے بعد ودربھ کے دوسرے علاقوں میں بھیجا۔

اس طرح ہر تحریک اور ہر مناسب موقعہ پر ودربھ کے
عوام تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور جان کی
بازی لگاتے رہے۔ مختلف جماعتوں اور انفرادی طور پر کام
کرنے والوں نے ودربھ میں انگریزی حکومت کے خاتمہ پر زور
دیا۔ اس طرح ملک کی اجتماعی جدوجہد میں ناگپور اور علاقہ
ودربھ کا نام بھی تاریخ کا حصہ بن گیا۔ آخر کار ۱۵ اگست
سنہ ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا۔

••

• ڈاکٹر ایم۔ آئی۔ ساجد
نزد کچی مسجد۔ کھام گاؤں (بلڈانہ)

ودربھ کا مختصر تاریخی جائزہ

آج علاقہ ودربھ آٹھ اضلاع پر مشتمل ہے جس میں ناگپور، بھنڈارا، چندرپور (چاندہ)، وردھا، امراؤتی، ایوت محل، آکولہ اور ضلع بلڈانہ شامل ہیں ورنہ اس سے قبل عہد دکن میں یہ علاقہ برار کے نام سے جانا جاتا تھا۔ برار بہمنی سلطنت کے خاتمے کے بعد ایک خود مختار حکومت کے تحت وجود میں آیا تھا۔ انگریزوں نے اسے نظام حکومت سے حاصل کیا اور یہ صوبۂ متوسط کا ایک حصہ ہوگیا جو ممالکِ متوسط و برار کہلاتا تھا اور دو خصوصی حصوں میں منقسم تھا۔ مشرقی برار اور مغربی برار۔ برار کو ماضی میں ودربھ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا رہا ہے اور اس کا ذکر قلمی مخطوطہ تاریخ امجدی (چراغ برار) کے مورخ امجد حسین خطیب مرحوم نے کئی جگہ کیا ہے۔

تاریخی اعتبار سے علاقہ ودربھ کو ہمیشہ ایک امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ودربھ شروع ہی سے دکن کے زیر اثر رہا ہے۔ مختصر عرصے کے لئے اس پر عماد شاہی حکومت کا تسلط رہا۔ برار (ودربھ) علاؤ الدین خلجی کے حملے کے وقت سے بیرونی حکمرانوں، حملہ آوروں اور لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ محمد تغلق، مغل، مراٹھے اور انگریزوں کی نگاہ کا بھی مرکز بنا رہا اور ہر دور میں اسے تاریخی اہمیت برابر ملتی رہی۔ ودربھ پر مختلف حکمرانوں کے تسلط کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر نور السعید اختر اپنی کتاب "نقوش دکن" میں ایک جگہ تحریر کرتے ہیں۔

" پندرہویں صدی کے اواخر میں بہمنی سلطنت کا آخری تاجدار قاسم برید شاہ کے رعب و دبدبہ سے مجبور ہوگیا تھا۔ قاسم برید شاہ کے انتقال کے ساتھ ہی اس کا فرزند امیر برید شاہ مرکزی حکومت پر قابض ہوگیا۔ بیرونی صوبوں پر امراء اور صوبے دار قابض ہوگئے۔ بہمنی سلطنت پانچ حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ برار کے حصے پر عماد شاہیوں کا پرچم لہرایا اور اس مبارک ساعت کے بعد برار کے حدود اربع متعین ہوئے۔ پانچوں مختلف سلطنتوں میں امراء و سلاطین کے زیر سایہ علمی و ادبی ترقیوں کے سورج طلوع ہوتے تاریخی اعتبار سے برار کا علاقہ مختلف بادشاہوں کے زیرِ نگیں رہا۔ عماد شاہیوں کے بعد کچھ وقفے تک اس پر مراٹھے قابض رہے۔ ۱۹۴۸ء تک اس علاقے پر سرکار نظام اور انگریزی حکومت کے پرچم ایک ساتھ لہراتے تھے۔"

برار و ودربھ کے علاقے پر دکنی و بیرونی مسلم حکمرانوں ہی کے قدم نہیں پڑے بلکہ غیر مسلم حکمراں بھی اس پر قابض رہے چنانچہ اشوکِ اعظم کے ودربھ پر قبضے کے تعلق سے امراؤتی کے گیزیٹیر (GAZITTERE) میں اس طرح درج ہے۔

" نہ صرف فرمان روائے دکن بلکہ عہد موریہ میں بھی ودربھ اشوک کی حکومت کا حصہ رہا ہے۔ یہ دور

۲۷۲ ق م سے ۲۳۱ ق م تک رہا ہے۔ اشوک
کے زمانے میں تحریر کردہ پتھروں کے کتبوں پر
کندہ عبارتیں جن پر بدھ مذہب کی تعلیمات
کے اصول درج ہیں چاندہ ضلع میں پائے گئے ہیں۔
اور آج بھی وہ پتھر ناگپور کے سینٹرل میوزیم میں
رکھے ہوئے ہیں۔ "

دکنی دورِ حکومت میں بہت تھوڑے عرصے کے لئے برار
(وِدربھ) پر آزادانہ طور پر عماد شاہیوں کا تسلط رہا۔ اس کے
بعد پھر اس پر دکنی حکمراں ایک عرصے تک قابض رہے ــــ دکنی
دورِ حکومت کے دوران ہی مغلوں نے دکن کے دیگر علاقوں کے
ساتھ ساتھ برار پر بھی حملے کئے اور اسی راستے کو دکن میں داخل ہونے
کے لئے منتخب کیا۔ مغلیہ دور میں اکبر تا اورنگ زیب علاقہ وِدربھ
ایک اہم رول ادا کرتا رہا ہے۔ ہندستان میں جب اکبرِ اعظم کا دور
آیا تو فتوحات میں بھی ترقی ہوئی۔ اکبر ایک لائق بادشاہ، کامیاب
مدبر اور بے مثال سیاست داں تھا۔ چنانچہ اس نے ۱۵۶۹ء
میں برار پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور شہزادہ دانیال کو خاندیش
اور برار کا وائسرائے مقرر کیا اور مقامی لوگوں کو جاگیریں عطا کر کے
اپنا ہمنوا بنا لیا۔ جب ۱۰۹۸ھ (۱۶۸۷ء) میں اورنگ زیب
نے تمام دکن کا علاقہ فتح کر لیا تو برار (وِدربھ) مغلیہ سلطنت کا
ایک حصّہ بن گیا۔ ۱۷۲۶ء میں نواب قمر الدین خاں نظام الملک
آصف جاہ نے سلطنتِ آصفیہ کی بنیاد ڈالی ــــ اور وِدربھ
سلطنت آصفیہ کے ماتحت آ گیا۔ مغلیہ دور میں اکبر سے
اورنگ زیب کے دور تک برار وِدربھ کے علاقے میں کئی تاریخیں
رقم ہوئیں ــ ایلچ پور، بالاپور، پاتور، فتح کھیڑا، نرنالہ، ناگپور
گنٹی، شاہ پور کے قلعہ جات اور کھنڈرات اس کے شاہد ہیں۔
وِدربھ کے علاقے میں اور خصوصاً برار میں جگہ جگہ
مغلوں کے تعمیر کردہ قلعے، فصیلیں اور گڑھیاں ہیں جو آج ویران
ہو چکی ہیں۔ ایلچپور عماد شاہی دورِ حکومت میں برار وِدربھ کا مرکزی
شہر رہ چکا ہے۔ آج بھی وہاں کی تاریخی تعمیرات فنِ تعمیر
کا عمدہ اور نادر نمونہ پیش کرتی ہیں۔
وِدربھ کی تاریخ میں گونڈ راجاؤں کے بعد بھونسلہ
راجاؤں کو بھی کافی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ان کی راجدھانی
ناگپور تھی اور اس خاندان نے وِدربھ پر ایک عرصے تک حکومت
کی۔ دیگر بیرونی حکمرانوں کے ساتھ ساتھ بھونسلہ خاندان کے بھی
اثرات اہلِ وِدربھ پر پڑے اور تاریخی اعتبار سے انہیں بھی ایک
مقام حاصل ہے۔ بھونسلہ خاندان کی وِدربھ میں آمد سے متعلق
تفصیلی طور پر امجد حسین خطیب اپنے مخطوطہ "تاریخ امجدی"
میں تحریر کرتے ہیں۔

" ایسا مسموع ہوا کہ ابتدا میں ناگپور کا راجہ قوم گونڈ
سے تھا۔ ۱۰۹۴ھ میں عالمگیر بادشاہ نے بکت سار راجہ
کو مسلمان کر کر ماہی مراتب عنایت کیا اور تخت بلند شاہ دیکر
دیوگڑھ کا نام اسلام گڑھ رکھا۔ چنانچہ راج ونا لکا پشت بہ
پشت راجہ ولی شاہ تک پہنچا۔ احوال اس کا سرارائی
ملک برار کا شمس التواریخ تالیف قادر خاں منشی پیدر کیا
سی یہ ہی کہ رگھو جی نام ایک شخص سردارانِ دولت
راجہ ساہو سپی قوم بھونسلہ کا تھا۔ چوتھہ مقررہ برار کی
اس کو مقرر پائی۔ جب اقتدار رگھو جی کا زیادہ ہو پونا
سے فوج بھاری لیکر برار میں آیا اور نواب شجاعت خاں
صوبہ برار سی موضع بھوگاؤں پر متصل ایلچپور کی جنگ
کر کر نواب مذکورہ کو شہید کیا اور وتانسی ناگپور کیا او۔
ولی شاہ راجہ سے مقابلہ کر کر اوسکو بھی قتل کیا
اور ریاست ناگپور پر آپ مسلط ہو کر ناگپور کو دار المقر
ٹھیرایا۔ جب رگھو جی فوت ہوا تین فرزند چھوڑا ایک عورت
سے جانو جی، سابہا جی اور دوسری عورت سے مودہاجی
الغرض بعد از مرگِ پدر جانو قائم مقام ہوا۔"

الغرض بھونسلہ خاندان اپنے آپسی جھگڑوں کے باوجود بھی
وِدربھ پر حکومت کرتا رہا۔ اس کا آخری بادشاہ رگھو جی ثانی تھا جو
۱۲۷۰ھ میں وفات پایا۔ یہ انگریزوں کا دور تھا جو ہندستان میں
عظیم طاقت کے مالک بن بیٹھے تھے۔ چونکہ رگھو جی ثانی لاولد تھا،
اس لئے ریاست ناگپور کو انگریزوں نے اپنی سلطنت میں ضم کر لیا۔
اس ضمن "تاریخ امجدی" کے مصنف امجد حسین خطیب لکھتے ہیں۔
" یہ لاولد تھا اسواسطے جنرل لارڈ گورنر صاحب بہادر
نے ریاست ناگپور کو داخل ممالک محروسہ سرکار انگریزی
کر لیے اور وارثانِ ملک اور رانیوں کو مشاہرہ مقرر کر کر
تمام متاع و سامان پر قابض ہو گئے۔ "

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

★ سید ظہیر الدین مدنی
۳۱۸ - خانقاہ - برہان پور (ایم پی)

اُردو یونیورسٹی

جگا کے چھیڑ دیا پھر فسانۂ دوش

لفظ یونیورسٹی خطرے کا نشان بن چکا ہے۔ آئے دن اخباروں میں یہ نشان نظر سے گذرتا رہتا ہے اگرچہ عوام کا بیشتر حصہ اعلیٰ تعلیم کی نوعیت و برکت سے نا واقف ہے تاہم موجودہ دور میں عوام کی ناقدری، بے توقیری اور طلباء کے اُبھرتے ہوئے نامعقول کردار کا احساس ضرور رکھتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جبکہ لوگ طلباء کی ہڑتالوں، مطالبوں اور یونیورسٹی کی بدنظمیوں کی خبریں پڑھ کر یا سُن کر چونک اُٹھتے ہیں، لیکن اب ایسی خبروں سے یہ کہہ کر سرسری گذر جاتے ہیں کہ سیاسی، سماجی، نسلی طور پر ہمارے ہی بوئے ہوئے بیج کے پھل ہیں اور فلسفیانہ انداز میں یہ کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ جیسا راجہ، ویسی پرجا، یا جیسے استاد ویسے شاگرد یا جیسا باپ ویسا بیٹا۔ یہ گریز و فرار ہیں لیکن جب یونیورسٹی کا نام لفظ اردو کے ساتھ لیا جاتا ہے تو سیاسی، سماجی، مذہبی پیشوایان ملک و قوم کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں بلکہ خود کھڑے ہوجاتے ہیں تاکہ آنے والی مصیبت کی روک تھام کی جائے۔

ایک مدت سے اُردو زبان سے تعلق پرچہ بازی اور ہنگاموں کے سلسلہ میں اُردو دشمنوں کی فرض شناسی اور اُردو دوستوں کی احسان ناشناسی کا تماشا دیکھا جاتا ہے۔ اُردو کے جائز حقوق، کا مطالبہ زور و شور سے کیا جاتا ہے۔ تقریبًا ہر صوبے میں حکومت کی زیر نگرانی اکیڈیمیاں قائم کی گئی ہیں۔ ارباب حل و عقد اُردو کی حمایت میں طب اللسان ہیں۔ زبان کو یک جہتی و یگانگت کا علم بردار تصور کیا جاتا ہے۔ ابتدائی و ثانوی تعلیم کے لئے اردو ذریعۂ تعلیم کو مبارک سمجھا جاتا ہے مگر اعلیٰ تعلیم کے لئے اُردو کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ اگر اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ اعلیٰ تعلیم کی منزل پر ذریعۂ تعلیم بدل جانے سے طالب علم کو کتنا نقصان ہوتا ہے تو اُردو کالج اور اردو یونیورسٹی کے قیام کی ضرورت محسوس کرنے میں دقت نہ ہوگی۔

مادری زبان میں درس و تدریس کی برکتوں سے ہر ذی علم آگاہ ہے جو لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں ان کے طرز فکر کو نہ غلط کہہ سکتے ہیں نہ صحیح کہا جا سکتا ہے۔ ذریعۂ تعلیم استاد و شاگرد کے درمیان لین دین کا وسیلہ ہے اور مادری زبان سے بہتر وسیلہ کون سا ہو سکتا ہے۔ دماغ کو اخذ کرنے میں تکلیف نہیں ہوتی۔ ہر زبان کے ذریعہ علم تو حاصل ہو جاتا

ب علم میں طالب علم کو جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کو ذہن میں
ند ضروری ہے ۔ طالب علم کو غیر زبان پر قدرت حاصل نہیں
ا میں ایک قسم کی جھجک پیدا ہو جاتی ہے ۔ وہ اظہارِ خیال کے
، و پیش کرتا ہے ۔ اپنے خیالات کو واضح نہیں کر پاتا ۔ رفتہ رفتہ
بسا عیب نشو و نما پا جاتا ہے جس سے طالب علم کی فطرت بگڑی
ہوتی ہے ۔ اس کی اعلیٰ صلاحیتیں بھی دب کر رہ جاتی ہیں اور ہر
ت میں گریز و فرار کا اثر ہو جاتا ہے ۔
عض لوگوں کا خیال ہے کہ انگریزی تعلیم ہر حیثیت سے بہتر ہے ۔
سم ہے اس میں اچھے دانشمند بھی مسحور ہیں ۔ اس تصور کے کئی اسباب
، وہ لوگ جن کے گھرانوں میں پہلی بار بچوں کے ذریعہ علم کی برکتیں نازل
ہوتی ہیں ۔ ممی ڈیڈی تہذیب کے دلدادہ ہو جاتے ہیں اور مغرب
ذیب کی معراج تصور کرتے ہیں ۔ بعض لوگ کانونٹ اور اس
دوسرے اسکولوں کے انتظامی امور سے متاثر ہونے کی وجہ سے
ے اسکولوں کو پسند کرتے ہیں ۔ ان اسکولوں کے طلبا میں بظاہر چند
ہو جاتی ہیں ۔ مثلاً طلبا گفتگو کرنے میں جھجکتے نہیں لیکن وہ فرق
ر آداب کو بھول جاتے ہیں ۔ ان میں ایک قسم کی باقاعدگی ضرور
جاتی ہے مگر مغرب زدگی کی وجہ سے وہ اپنے والدین کی بھی
ے ساتھ مخالفت و بغاوت کرتے ہیں ۔ ہندوستانی تہذیب میں
ے بزرگان گرفتن خطا ست " کو تہذیب کا ایک
جاتا ہے مگر مغرب زدہ طلبا خطائے بزرگاں گرفتن کو ہنر خیال
. ایسے طلبا اپنے سماج سے دور ہوتے جاتے ہیں ۔ وہ تو دیوالیئے
یں لیکن سماج بھی دیوالیہ ہوتا جاتا ہے ۔ ہندوستانی تہذیب
ر زبان ہے لہٰذا ہندوستانیت معدوم ہوتی جاتی ہے ۔
ہندی کو راشٹر بھاشا ہونے کا فخر حاصل ہے لیکن اس کی ترویج
ں کی تمام جد و جہد کے باوجود اس کو اپنا بلند مقام حاصل نہ ہو
س بے توجہی کا بڑا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندی دوست
ام گاڑھا بناتے جا رہے ہیں اور اس طرح زبان مضبوط بنتی
۔ زبان کے جمہوری خمیر کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے ۔ ہندی
ں اور پرورش و پرداخت میں اس کی دوسری قبول عام زبانوں
امل ہونا ضروری ہے ۔ اسی سے زبان کا جمہوری مزاج تربیت پائیگا
ں کی مقبولیت کا راز اسی جمہوری و فطری خصوصیت میں مضمر ہے
ہوری ہندی ملک میں یکجہتی و یگانگت کا سبب بن سکتی ہے ۔ اس
ار نہیں کیا جا سکتا کہ جمہوری ہندی کی پہلی منزل سلیس عوامی اردو
اردو کا فروغ ہندی کی مقبولیت کا باعث ہوگا نہ کہ

اردو یونیورسیٹی اردو کے علاوہ ہندی کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی ۔

اردو ذریعۂ تعلیم سے بدکنے کا ایک سبب یہ ہے کہ ثانوی تعلیم کی منزل کے بعد کالجوں میں ذریعۂ تعلیم بدل جاتا ہے ۔ ملک کی ہر ریاست میں اردو بولنے اور سمجھنے والے خاصی تعداد میں موجود ہیں ۔ ابتدائی و ثانوی مدارس بھی قائم ہیں ۔ ریاست مہاراشٹر کو مثال کے طور پر لے لیجئے ۔ مہاراشٹر کو اردو کا اہم مرکز ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تحقیقی سہ ماہی رسالہ نوائے ادب کے اجراء کے موقع پر پہلے شمارے کے اداریہ میں میں اس بات کو واضح کر چکا ہوں کہ دلّی و لکھنؤ کے بعد اب مہاراشٹر (بمبئی) اردو کا اہم مرکز قرار پایا ہے ۔ مہاراشٹر میں اردو زبان و ادب کو حکومت اور عوام دونوں کا تعاون حاصل ہے ۔ اس ریاست میں مرہٹی کے بعد دوسرے نمبر پر اردو ہے ۔ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے مہاراشٹر میں اردو کے چلن کا خفیف سا اندازہ ہو سکے گا ۔

۱ :- مہاراشٹر میں اردو ذریعۂ تعلیم کے ثانوی اسکولوں کی تعداد دو سو پچاس سے اوپر ہے ۔
۲ :- شہر بمبئی میں ثانوی مدارس (اردو) کی تعداد بتیس سے زائد ہے
۳ :- ریاست کی تقریباً پچاس کالجوں میں اردو بحیثیت مضمون پڑھائی جاتی ہے ۔
۴ :- شہر بمبئی کے بیشتر کالجوں میں اردو بی اے کی منزل میں پڑھائی جاتی ہے ۔
۵ :- بمبئی اور پونا یونیورسیٹیوں میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی پڑھائی کا انتظام ہے ۔
۶ :- ناگپور اور بھیونڈی کے ٹکنیکل اسکولوں میں ذریعۂ تعلیم اردو ہے

ان اعداد و شمار سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مہاراشٹر میں ہزاروں طلبا اردو سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ ان طلبا کو کالجوں میں انگریزی ذریعۂ تعلیم اختیار کرنا پڑتا ہے ۔ اس وجہ سے اردو کے اچھے طلبا پیچھے رہ جاتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو خاطر خواہ طور پر بروئے کار نہیں لا سکتے ۔

ملک میں صوبائی زبانوں کے ذریعۂ اعلیٰ تعلیم کے لئے یونیورسیٹیاں موجود ہیں ۔ الٰہ آباد اور بنارس یونیورسیٹیاں ہندی کے لئے مخصوص ہیں گجرات میں تمام یونیورسیٹیاں گجراتی کے ذریعۂ تعلیم دیتی ہیں ۔ مہاراشٹر میں بھی ایک نہ ایک روز مرہٹی کو ذریعۂ تعلیم بنا دیا جائے گا ۔ اردو ہندوستان گیر زبان ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا ہے کہ اردو کے ذریعۂ اعلیٰ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ۔

صوبائی یونیورسیٹیوں کا کردار صوبائی ہوتا ہے ۔ صوبائی زبان، و ادب ، سماجی و تہذیبی روایات سے یونیورسیٹی کا صوبائی کردار ابھر آتا ہے ۔

ج .

لیکن یہ کردار بھارتی نہیں ہوتا۔ اُردو یونیورسیٹی کا کردار یقیناً بھارتی ہوگا اس یونیورسیٹی میں مختلف صوبوں سے اردو جاننے والے طلبا آئیں گے اور اپنے ساتھ سماجی، تہذیبی، روایات لائیں گے۔ یونیورسیٹی کسی ایک صوبے سے متعلق نہ ہوگی بلکہ مختلف صوبوں کی روایات کے امتزاج سے خوش نما کردار سامنے آئے گا جو بھارتی کردار کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اس یونیورسیٹی کا اہم عنصر اردو زبان و ادب ہوگا۔ یہ زبان عوام کی ساختہ و پرداختہ ہے۔ اس کو صوفیوں، فقیروں، سادھو سنتوں کی صحبت نصیب ہوئی ہے لہٰذا خانقاہی کردار کی خصوصیات یک جہتی و یگانگت، خلوص و محبت اور جذبۂ خدمت اس کی رگ و پے میں جاری و ساری ہیں ان ہی خصوصیات سے اردو یونیورسیٹی پہچانی جائے گی اور انہیں خصوصیات سے کردار کا رنگ رُوپ اُبھرے گا۔

اردو یونیورسیٹی کے قیام کا تصور نہ اردو زبان کی بے جا حمایت ہے نہ ہندی سے مقابلہ۔ اگر اس تجویز کو خالص ادبی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو کثرت میں وحدت کا تماشا نظر آئے گا۔

مجھے یقین ہے کہ اُردو یونیورسیٹی ایک کامیاب تجربہ ہوگا۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانا اردو دوستوں نیز حکومت کا اردو پر احسان نہ ہوگا۔ اگر ہندی، گجراتی یونیورسیٹیاں قائم ہو سکتی ہیں تو اردو یونیورسیٹی کے قیام میں کیا قباحت ہو سکتی ہے۔

ملک کے کئی صوبوں میں ریسرچ کے ادارے تلاش و تحقیق کا کام کرتے ہیں اگر اردو یونیورسیٹی بھی قائم ہو جائے تو ان اداروں کو تقویت پہنچ جائے گی۔ یہ ادارے اردو یونیورسیٹی سے ملحق ہوں گے تو کام زیادہ سلیقہ سے ہوگا۔۔ انجمن ترقی اُردو (ہند) ترقی اردو بورڈ وغیرہ اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتے ہیں لیکن دیکھا جائے تو یہ ادارے اور اُردو اکیڈمیاں وغیرہ بکھرے ہوئے اوراق ہیں۔ ان سب کی شیرازہ بندی اردو یونیورسیٹی کے ذریعہ بخوبی ہو سکتی ہے۔

ملک میں صوبائی زبانوں کی ترویج و ترقی و اشاعت کے لیے کوشش کی جاتی ہے بلکہ بعض بولیوں کو زبان کے درجہ تک لانے کی جدوجہد بھی ہوتی رہتی ہے مگر اس کے برعکس اردو کو زبان کے ذریعہ سے بولی کی سطح پر لایا جاتا ہے۔ افسوس کہ یہ عمل زیادہ تر اُردو کے چاہنے والوں ہی سے سرزد ہوتا ہے۔ کوتاہ اندیشی، غفلت، مفاد پرستی وغیرہ کی وجہ سے ہم خود اس گناہ کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اردو یونیورسیٹی کا تصور ناقابل عبور پہاڑ دکھائی دیتا ہے مگر یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ میدانِ عمل میں قدم رکھنے کے بعد جتنا اس کے قریب ہوتے جائینگے اتنا ہی اس کا پہاڑ پن بھی گھٹتا جائے گا۔ مخالفت، مزاحمت کی بجائے مفاہمت کی ضرورت ہے۔

صفحہ نمبر ۲۲ سے آگے

ودربھ کا مختصر تاریخی جائزہ

بھونسلہ خاندان نہ صرف بہادر تھا بلکہ ادب نواز بھی تھا اردو کے فروغ میں علاقہ ودربھ میں بھونسلہ خاندان نے کافی دلچسپی لی ہے۔ ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخی اعتبار سے علاقہ ودربھ کو زمانہ قدیم میں سے خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ علاؤالدین خلجی کے دور سے میر محبوب علی خان بہادر نظام دکن کے عہد تک ودربھ کی تاریخی حیثیت بہت تابناک رہی ہے اور آج بھی ودربھ کے آٹھوں اضلاع تجارتی، صنعتی و زرعی اعتبار سے اپنا ایک مقام بنائے ہوئے ہیں۔

ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر
منترالیہ، بمبئی نمبر ۳۲ ۴۰۰۰

نوٹ: زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھجوایئے — 'وی. پی. پی' نہیں بھجوائی جاتی ہے۔ (ادارہ)

★ انیس چشتی
۴۲۵ ۔ کیدار، روڈ
پونے ۔ ۴۱۱۰۰۱
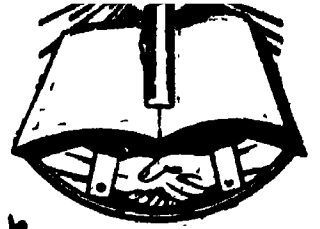
مراٹھی ادب کا اشاعتی ادارہ

گرنتھالی : ایک عزم ایک چیلنج

ادھر کچھ دنوں سے مہاراشٹر میں ایک نئی تحریک کا آغاز ہوا ہے جس کے تحت مراٹھی ادب کی اشاعت کے علاوہ قارئین کو کتابیں خرید کر پڑھنے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ ضروریاتِ زندگی کی فہرست میں کتابیں سب سے آخر میں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتابوں کی فروخت کا مسئلہ، آج سارے عالم کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ یورپ اور امریکہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔

مراٹھی داں طبقہ بھی "کتب بیزاری" کا شکار نظر آتا ہے اوّل تو کتابیں پڑھی نہیں جاتیں اور اگر کوئی پڑھتا بھی ہے تو خریدنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ ایک مراٹھی ناشر اگر کسی کتاب کی ایک ہزار جلدیں شائع کرتا ہے تو تقریباً ۴ سال کی فرصت ہو جاتی ہے جبکہ ۶ کروڑ مہاراشٹر باسیوں میں سے ساڑھے چار کروڑ افراد کی زبان، مراٹھی ہے۔

ملک کی دیگر زبانوں میں بالعموم اور اردو میں بالخصوص صورتِ حال زیادہ افسوس ناک ہے۔ بلالحاظ مذہب و ملت ملک کے طول و عرض میں ۲۲ کروڑ اردو بولنے والے پھیلے ہوئے ہیں اس کے باوجود مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، اردو کے بڑے سے بڑے ادیب کی کتاب کی سات سو یا ہزار سے زیادہ جلدیں نہیں چھاپتا۔

مرض لاعلاج

لوگوں میں پڑھنے کے رجحان کو بڑھاوا دینے اور سستے داموں اچھی کتابیں قارئین کو مہیا کرنے کے لئے "گرنتھالی" جیسا فعال ادارہ وجود میں آیا۔ نئے لکھنے والوں کے لئے ناشر نہیں ملتے ۔ وہ اپنے طور

قومی راج

پر کتابیں شائع کرتے ہیں تو بکتی نہیں۔ بکتی ہیں تو پیسہ مصنف کے ہاتھ نہیں آتا۔ ساری بالائی ناشر اور کتب فروش کھا جاتے ہیں۔ کتابوں کی قیمتیں اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ اوسط درجے کا آدمی خرید نہیں پاتا۔ یہ اور ایسے سینکڑوں مسائل ہیں جو یا تو ادیب کو قاری تک نہیں پہنچنے دیتے یا قاری ادیب تک نہیں پہنچ پاتا۔ کھلے [illegible] سے ہندوستانی سماج میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ تو نئے لکھنے والے (آبادی کے تناسب سے) پیدا ہو رہے ہیں اور نہ ہی نئے پڑھنے والے وجود میں آ رہے ہیں۔ اس سے ہندوستانی معاشرہ میں کئی مستقل امراض پیدا ہو گئے ہیں۔ عوام میں محدود [illegible] دانشوروں، ارباب اقتدار اور حکمراں طبقے کی علمی کم مائیگی، سستے اور بازاری لٹریچر سے عوام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی، صرف اخباروں اور اشتعال انگیز رسالوں سے باخبری اور حالات کا اکتساب، [illegible] سے بے خبر ہو کر محض نعرہ باز سیاست سے عوام کا ربط اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لکھنے پڑھنے کی دنیا سے دوری اور تیار شدہ ریڈی میڈ آگاہی پر قناعت۔ اس سے میری مراد ریڈیو، ٹیلی ویژن، کیسٹ ویڈیو اور فلموں سے ہے۔ اس تساہل اور آسان طلبی کا نتیجہ، زر ریزہ [illegible]

شعر کے عین مطابق ہے ۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہر چہ استادِ ازل می گوید ہمہ می گویند

اچھا قاری اچھے ادیب پیدا کرتا ہے

"گرنتھالی" کے قیام کے اغراض و مقاصد ضروری نہیں کہ وہ پورے ہوں جو ہم نے قائم کئے ہیں۔ تاہم یہ بات دعوے سے کہی جا سکتی ہے کہ مراٹھی ادب کا ترسیل و ابلاغ اتنے سوچے سمجھے طریقے کے مطابق اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اس زبردست تحریک نے گاؤں، گاؤں میں لکھنے پڑھنے کی فضا پیدا کر دی۔ اچھے قاریوں کو پیدا کیا، جنہوں نے فطری طور پر اچھے ادیبوں کو جنم دیا۔ اس وقت تو اشاعتی دنیا میں کتب کی اشاعت کے تعلق سے "گرنتھالی" کا نام مراٹھی داں طبقے کی نوک زباں پر رہتا ہے۔

اس تحریک کی ابتداء دسمبر ۱۹۷۵ء سے ہوئی۔ گویا اس نے اپنی زندگی کے آٹھ سال بھی پورے نہیں کئے۔ تحریک کے ابتدائی اراکین کی تعداد تھی صرف ۱۰۰ اور آج ان کی تعداد بڑھ کر ہو گئی ہے ۱۰ ہزار۔ مستقبل قریب میں ہر کتاب کی اشاعت تقریباً ۱۰۰۰۰ ہوا کرے گی۔ "گرنتھالی" نے پہلے پانچ برسوں میں تقریباً ۷۰ کتابیں شائع کیں۔ اس کی پہلی اشاعت تھی درشنا بھاگوت کی "ڈوب"۔ اس اشاعتی ادارے کی دوسری جو سب سے اہم خصوصیت ہے وہ یہ کہ اس کے کارپردازان بلا کسی معاوضے کے جز وقتی طور پر اپنی اپنی ملازمتیں سنبھالتے ہوئے ادارے سے منسلک ہیں۔ ان کے ذوقِ تجسس نے مراٹھی ادب کو نئے آفاق اور انوکھے موضوعات سے متعارف کرایا۔ ابتدائی اشاعتوں میں "ادھ وست شینج" (برباد افق)، روبو، ستے بچے موہرے (اقتدار کے مہرے)، راج کپور اور اس کی فلمیں"، قابل ذکر ہیں۔ اس کے فوراً بعد "پریہ بابی"، کلورو فارم، بلوتن اور اُپرا کی اشاعتوں نے تو آسمان سر پر اٹھا لیا۔

انعامات کی بارش

دیا پوار کی سماجی اہمیت کی حامل آپ بیتی "بلوتن" (बलुतं) کا پہلا ایڈیشن تین مہینے کے اندر اندر ختم ہو گیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن نومبر ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔ یہ آپ بیتی اپنی نوعیت کی اولین کوشش ہے۔ امریکہ کے بین الاقوامی شہرت یافتہ فورڈ فاؤنڈیشن نے دیا پوار کو سوا لاکھ کی اسکالر شپ دی تاکہ وہ اپنی کتاب میں "مہار" پسماندہ فرقے کے مسائل کا مزید مطالعہ کر سکیں۔ اسی نہج پر لکھی لکشمن مانے کی آپ بیتی اُپرا (उपरा) جو کہ کیکاڑی (خانہ بدوش) قبیلے کی سماجی زندگی کا احاطہ کرتی ہے، بے انتہا مقبول ہوئی۔ اس کتاب نے بھی فورڈ فاؤنڈیشن سے سوا لاکھ روپے حاصل کئے۔ اس کے علاوہ ان دونوں کتابوں نے ریاستی حکومتوں کے انعامات کے علاوہ ساہتیہ اکاڈمی کے متعدد قومی انعامات بھی حاصل کئے۔

دیناناتھ منوہر کے ناول "روبو" نے ریاستی حکومت کا انعام حاصل کیا۔ ڈاکٹر ارون لیمیے کو ان کی پیشہ ورانہ آپ بیتی "کلورو فارم" کو امیے بک کلب کا پڑھنے والوں کی پسندیدگی کا اولین انعام سے نوازا گیا۔ ارون سادھو کی "سنہاسن" کی فلم بندی ہوئی۔ سنہاسن (सिंहासन)، بلوتن (बलुतं) اور "روبو" کے ہندی تراجم شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ کئی دیگر کتابیں انگریزی ترجمہ کاری کے مراحل سے گذر رہی ہیں۔ کمار کیتکر کی سیاسی موضوع لئے ہوئے "جوالا مکھی چیا تونڈاور" (آتش فشاں کے دہانے پر) نے اندرا گاندھی کی سیاست اور مقبولیت کو نہایت ہی اچھوتے انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

وسنت نرہر پھینے کی "سنٹرل بس اسٹیشن"، پربھاکر پینڈکر کی "مسیحا"، والے "اندر کی بات"، جینت گڈکری کی "قدیم بھارت میں شودروں کا مقام"، پی۔ این۔ پرانجپے کی "کارڈ کھاتے تقیب" (لبریز اندھیاروں کی) وغیرہ "گرنتھالی" کی شائع کردہ کتب کی طویل فہرست میں سے چند ایک ہیں، جنہوں نے مراٹھی داں طبقے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

علم کی گنگا تیرے دوارے

"گرنتھالی" تحریک کا سب سے اہم کارنامہ "گرنتھ یاترا" ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس ادارے کے کارپردازان نے دسمبر ۱۹۸۲ء میں مہاراشٹر کے ۳۵ اہم مقامات کا انتخاب کر کے وہاں "کتاب میلے" منعقد کئے۔ اس کتاب میلے کے انعقاد کے سلسلے میں "گرنتھالی" کے تقریباً ایک درجن کارپردازان، مراٹھی کے ادیبوں، شاعروں، ناشروں، اخباری نمائندوں اور لاتعداد علم دوستوں نے تقریباً ۱۳۸ دن لگاتار محنت کی اور "گرنتھ یاترا" کے انوکھے پروگرام کو کامیاب بنایا۔

۲۵ مختلف مقامات پر کتابوں کی نمائشیں لگائی گئیں۔ سیمینار منعقد کئے گئے۔ مراٹھی کے بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں کو

عوامی جلسوں میں پیش کیا گیا۔ پدیاترائیں نکالی گئیں۔ لاتعداد پوسٹر، بورڈ، اشتہارات، دستی مراسلے (ہینڈبل) اور کپڑے کے بینر آویزاں کیے گئے۔ بسوں، موٹروں، اونٹ گاڑیوں اور گھوڑا گاڑیوں پر کتابیں قرینے سے لگا کر شہروں اور گاؤں کی گلیوں میں طلبہ، اساتذہ، ادیبوں اور شاعروں کے قطار بند جلوس نکالے گئے۔ بڑے بڑے ادیب اور شاعر جنہیں لوگ کتابوں اور اخبارات کے ذریعے جانتے تھے اور جن کی کتابیں پڑھ کر طلبہ امتحان کامیاب کرتے ہیں گلی گلی، کوچہ کوچہ گھومے، اور انہیں عوام نے قریب سے دیکھا۔ ان کی کتابوں پر ان سے دستخط لیے۔ ان کی تقریریں سنیں، اور علم و ادب کی کہکشاؤں سے اکتساب نور کیا۔ ان "پدیاتراؤں" میں چھوٹے سے چھوٹا ادیب کم سے کم تین کتابوں کا مصنف، اور درجنوں اخباری مضامین کا خالق تھا۔ بعض ادیب اور شاعر ایسے بھی تھے جن کی کتابوں کے سات سات اور آٹھ آٹھ ایڈیشن چھپ چکے تھے اور جن کے قلم کی سیاہی خون بن کر عوام کے دلوں کو چھو چکی تھی۔ اور بعض مصنفین کے قلم نے سیاست کی کایا پلٹ کی تھی۔

بھوکا پیاسا نوجوان

ان ۳۵ منتخبہ مقامات میں سے ۱۴ جگہوں پر تین روزہ نمائشیں اور باقی ۲۱ جگہوں پر گشتی نمائش .... ایک بڑی سی گارڈن چھتری — اس میں شوخ ڈیزائنیں .... اس کے نیچے میزیں .... میزوں پر سجی کتابیں اور کتابوں کی شائقین پروانہ وار اس شمع کے اطراف منڈلاتے ہوئے۔ کتابوں کے اس سفر میں بعض بڑے دلچسپ نتائج سامنے آئے۔ — شہروں کی بہ نسبت چھوٹے دیہاتوں میں کتابوں کی فروخت کا تناسب زیادہ رہا۔ بہار جیسے دیہات میں صرف تین تا چار گھنٹوں میں ... ۴۰ ہزار روپیوں کی، بارسی، سادنت واڑی میں چھ ہزار روپیوں کی اور بیلگام میں ۹ ہزار روپیوں کی کتابیں فروخت ہوئیں۔ اس یاترا نے یہ وہم غلط ثابت کر دیا کہ زیادہ قیمت کی بڑی کتابیں فروخت نہیں ہو جاتیں کتابوں کے بعض سیٹ سو روپے سے زیادہ قیمت کے تھے۔ اس سلسلے میں "گرنتھالی" کے سیکریٹری دنکر گانگل، کا بیان آپ خود سن لیجئے۔ جو "گرنتھالی" کے ماہنامے "رُچی" کی اپریل ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔

"ضلع مقام اور دیہاتی علاقوں کے پڑھے لکھے نوجوان طبقے میں کتابوں، ادیبوں اور شاعروں سے متعلق زبردست تجسس ہے۔ ان میں کتابیں خریدنے کا ذوق ہے اور ان میں اکثر کے پاس پیسہ بھی ہے۔ وہ کتابیں خریدنا چاہتے ہیں، شرط یہ ہے کہ وہ ان کے پاس پہنچیں۔ کتابوں کی نشر و اشاعت کو اگر منصوبہ بند طریقے پر روبہ عمل لایا جائے تو تقریباً ۵۰ فیصدی پڑھے لکھوں کے ۶ کروڑ آبادی والے مہاراشٹر میں اچھی کتابوں کی اگر کوئی یہ کہے کہ ۵۰ ہزار تا ایک لاکھ کی اشاعت فروخت ہو سکتی ہے تو اسے آپ ہرگز پاگل نہ گردانیں۔ یہ ممکن ہے۔ اس کے لئے ذرائع و وسائل اور مناسب تشہیر کی ضرورت ہے۔"

دیہاتی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی سماجی و تعلیمی حالات کا تجزیہ وہ اس طرح پیش کرتے ہیں

"یہ نوجوان طبقہ اولین تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ ان کی زندگی، ان کی امیدیں اور ان کا سیاسی، سماجی اور معاشی ماحول نیا ہے۔ اس نوجوان طبقے کو ریڈیو، ٹی وی، سینما، ناٹک اور سیر و تفریح جیسے وقت گذاری کے سامان میسر نہیں ہیں۔ وہ تہذیب و معاشرت کا بھوکا ہے، وہ پڑھنے کا بھوکا ہے۔ اور دنیا کو سمجھنے کے لئے بے قرار ہے۔"

کام، کام اور کام

۳۵ جگہوں پر صرف ۱۸ دنوں میں کتابوں کو لاتعداد ادیبوں، شاعروں، ڈرامہ نگاروں اور ڈرامہ کاروں کو ہمراہ لیے پھرا ہنسی کھیل نہیں۔ اور مزید یہ کہ ہر شہر میں خالص ادبی نوعیت کے مختلف پروگرام بھی پیش کرنا۔ کتابوں کے پہاڑ جیسے بنڈل دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ شماریات کچھ اس طرح ہیں۔ کل ۸۵ ناشروں نے اس "کتب یاترا" میں اپنی کئی ہزار کتابیں شامل کیں۔ متعلقہ اعداد و شمار اس طرح ہیں۔ نمائش میں آراستہ کی گئی کتابوں کی کل تعداد بتیس ہزار سات سو — فروخت شدہ کتابوں کی تعداد اکیس ہزار ایک سو پچاس، ۲۵ تا ۴۰ فیصد کمیشن کاٹ کر کتابوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی کل رقم چار لاکھ ۳۱ ہزار روپیہ۔

کتب فروشی کے اس عظیم سرکس کے لیے "گرنتھالی" کے

دس ممبروں نے دو مہینوں میں فی کس تقریباً ڈیڑھ سو تا سات سو خطوط لکھے۔ سائیکلو اسٹائل گشتی مراسلے اس کے علاوہ ہیں تقریباً ۱۲ ہزار روپے صرف ڈاک اور اسٹیشنری پر خرچ ہوئے۔ کتابوں کے چند ضروری بنڈل جو پارسل سے بھجوائے نہیں جا سکتے تھے اور مصنفین اور گشتی نمائش کے ضروری سامان کے لیے ایک بس اور ایک میٹاڈور کرائے پر حاصل کی گئی تھی جس پر تقریباً ۲۸ ہزار روپے خرچ ہوئے۔ کارکنوں اور ادیبوں کا ریل اور بس کے ذریعے بھی خرچ کیا ہوا سفر اس کے علاوہ ہے۔ صرف کتابوں کی ٹرانسپورٹ پر ڈھائی ہزار روپے خرچ ہوئے جبکہ اشتہار بازی پر ۱۵ ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس طرح اخراجات کی کل میزان تقریباً ۷۱ ہزار پانچ سو روپیوں تک پہنچتی ہے۔ ان اخراجات کے لیے بنک آف مہاراشٹرا، اسٹیٹ بنک آف انڈیا، نیشنل کیمیکل اینڈ فرٹی لائزر کارپوریشن آف انڈیا اور ایس ایچ کیلکر اینڈ کمپنی نے مجموعی طور پر تقریباً ۴۱ ہزار روپے بطور اعانت پیش کیے۔

کتابوں کے اس کارواں کی ہر ہر شہر اور ہر ہر گاؤں میں نہایت ہی خلوص اور اہتمام کے ساتھ پذیرائی کی گئی۔ لوگوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام تقریباً ہر جگہ انفرادی طور پر یا اداروں کے ذریعے بھی کیا گیا۔ کارواں کی آمد کے انتظار میں طے شدہ وقت سے پہلے ہی علم کے پیاسے دیدہ و دل فرش راہ کیے شہر سے باہر گھنٹوں منتظر کھڑے رہتے تھے اور جلوس کی شکل میں گاڑی کو بستی میں لے جاتے تھے

گرنتھالی کا صدر دفتر، ۹۰۲/۳۴، نہرو نگر، کرلا، ویسٹ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۲۴ ہے۔ گرنتھالی کی دیگر شاخیں جن شہروں میں ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ بمبئی میں دادر، ولے پارلے، ڈومبی ولی، پونہ، دھولیہ، سولاپور، اورنگ آباد، گوا، بڑودہ (گجرات) ناسک، ناندیڑ، اور کولہاپور۔

جن ۳۵ شہروں میں گرنتھالی نے کتب یاترا منعقد کی ان کے نام یہ ہیں۔ بمبئی میں واشی، مہاڈ، رتناگیری، ساونت واڑی، پنجی اور مڈگاؤں (گوا)، بیلگام، سنکیشور، نپانی، اچل کرنجی، کولہاپور، میرج، سانگلی، کراڈ، ستارا، پنڈھرپور، سولاپور، بارشی، عثمان آباد، بیڑ، لاتور، امبے جوگئی (مومن آباد) پربھنی، ناندیڑ، اورنگ آباد، جلگاؤں، امل نیر، دھولیہ، منماڑ، مالیگاؤں، ناشک، شری رامپور، احمد نگر، دَونڈ اور پونے۔

سفر کے اس دائرے کا محیط تقریباً دس ہزار کلو میٹر بنتا ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ پنجی اور مڈگاؤں گوا میں واقع ہیں، اور بیلگام، سنکیشور اور نپانی کرناٹک میں واقع ہیں اور ان دونوں علاقوں کی سرکاری زبان مراٹھی نہیں ہے۔

کتابوں کی تجارت کے پیشے سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھنے والے افراد نے (نہایت ہی احتیاط کے ساتھ عرض کروں کہ) تاریخ میں پہلی بار اتنا بڑا کارنامہ انجام کر دکھایا جو غیر فوجی پیمانے پر کسی صورت میں ممکن ہی نہ تھا۔ فروری ۱۹۸۳ء میں کلکتہ میں بنگالی زبان کی کتابوں کی بھی حسب روایت یاترا منعقد کی گئی تھی۔ لیکن اس کا دائرہ عمل مراٹھی کے مقابلے میں نہایت محدود اور کتابیں اپنے موضوع کے اعتبار سے مختلف النوع نہ تھیں۔ یہ تو گرنتھالی کے ممبران کا ایک جوش و ولولہ تھا جو کام کر گیا۔ آج جب کار پردازان بیٹھ کر سوچتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ جسم میں جناتی قوت سرایت کر گئی تھی تو اتنا بڑا کام کرا لے گئی۔ ورنہ یہ انسانی بس کی بات نظر نہیں آتی۔ گرنتھالی کا بھلا چاہنے والے اور مراٹھی کے نامور افسانہ نویس و ڈرامہ نگار راجہ پارشکاؤں کر اس مہم پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"یہاں سے آگے جو ہونا ہے وہ ہوگا۔ انسانی کوششوں کی تمام حدود منکشف ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد اگر (یہ مہم) کامیاب کرنی ہے تو کمپیوٹر، واکی ٹاکی، ہیلی کاپٹر وغیرہ کی مدد کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرنے ہوں گے — اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو محض عوام کی نیک خواہشات کی زبردست پشت پناہی ضروری ہے۔"

• • •

اشتہارات کے نرخ

قومی راج میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول کیے جائیں گے۔

سرورق نمبر ۲ ... ... ایک ہزار روپے
سرورق نمبر ۳ ... ... ایک ہزار روپے
سرورق نمبر ۴ ... ... پندرہ سو روپے

اندرونی صفحات

پورا صفحہ ... ... پانچ سو روپے
آدھا صفحہ ... ... تین سو روپے
چوتھائی صفحہ ... ... ایک سو پچھتر روپے

وادیٔ سنگ کا راہنما

ظفر گورکھپوری

٭ خیال انصاری مالیگانوی
۲/۷۷۔ خوش آمد پورہ
مالیگاؤں۔ ۴۲۳۲۰۳
ضلع ناشک (مہاراشٹر)

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ فردِ واحد کی کارگزاریوں سے لوگ مطمئن نہیں ہو پاتے جس کے باعث کام کرنے والے کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب بات ایک ایسے فردِ واحد، ایک ایسے حساس قلمکار کی ہو جس کے اگلے کارناموں پر عوام الناس نے اپنی پسندیدگی اور اپنے اطمنان کی مہر ثبت کی ہو اور اس کے احساسات کا عکس اس کی تخلیقات کو سراہا ہو، لیکن۔ خود وہ تخلیق کار اپنے کارناموں سے مطمئن نظر نہ آتا ہو اور نئے نئے تجربات کے لئے اپنی راہیں تلاش کرتا نظر آئے تو اس سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ۔ نہ تو اُسے عوام الناس کی رائے و پسند پر شک ہے اور نہ ہی اپنی صلاحیتوں پر۔ بلکہ وہ مطمئن ہے ایک کام کو انجام دے کر اور مجبور ہے اپنی تخلیقی صلاحیتوں اور اپنی ذہنی قوتوں کی سیمابی کیفیتوں سے، جو اُسے ایک جگہ مطمئن ہوکر بیٹھنے نہیں دیتیں بلکہ اس کے حوصلوں کو مزید نئی جہتیں، نئی راہیں تلاش کرنے پر اُکساتی ہیں —

تیشہ، وادیِ سنگ اور ظفر، شاہراہِ ادب کے تین سنگ میل ہیں۔ یہ تین علامتیں ہیں۔ تیشہ یہاں، بلند پایہ حوصلہ، سخت جانی، عزمِ آہنی اور جستجو ہے اور وادیِ سنگ کو لامتناہی مسائل، سخت کڑے غیر موافق حالات کہہ لیجئے، اور ظفر — نصرت و کامیابی کا نام ہے۔ سرزمین گورکھپور سے جنم لینے والا تیشہ بدست شاعر فکرِ معاش میں وادیِ سنگ یعنی بمبئی اپنے لئے خوشحالی کی نہر نکالنے آپہنچا۔ درس و تدریس کے اعلیٰ باعزت پیشے کے ساتھ ساتھ لیلائے اُردو کی زلف سنوارنے میں دل وجان سے منہمک ہوگیا۔ ترقی پسند تحریک اور جذبۂ قومی یکجہتی نے ذہنی سفر کو مزید تیزی بخشی، کیا فلمی گیت، کیا رومانی نظمیں کیا عصرِ حاضر کے تقاضوں میں سجی سنوری غزلیں، کیا ذہن و دل کو گرما دینے والی انقلابی نظمیں، سب میں اس نے صلاحیتوں اور اچھوتے فکر و خیال کا لوہا منوایا۔ اور ادب کی وسیع جبیں پر اپنی انفرادیت کے گہرے نقوش چھوڑے۔

یہ تیشہ بدست شاعر جب وادیِ سنگ سے کامیاب و کامراں لوٹا تو نہ اُس کے ماتھے پر سفر کی تھکن تھی اور نہ ہی سوچوں پر راہ کے غبار کی دُھند بلکہ ذرا دم لینے کے بعد ہی اس کے تخلیقی ذہن اور رسا فطرت صلاحیتوں نے حسبِ سابق اُسے ایک نئے سفر کا پیغام دیا اور بحیثیت ایک کامیاب شاعر ایک معزز معلم کے اُسے ایک فرض اور قرض کا بوجھ ذہن و دل پر محسوس ہوا، اور نتیجے میں بچوں کے ادب میں "ناچ گڑیا" جیسے ایک شعری مجموعے اور کہانیوں کی صنف میں "سچائیاں" نامی ایک گرانقدر کتاب کا اضافہ ہوا۔ اور مصنّف نے نہ صرف اپنے فرض اور قرض کی ادائیگی کی بلکہ اپنے فن کو معراج بخشی۔

"سچائیاں" کے دیباچے میں محترم یوسف ناظم نے ایک حقیقت کو بڑے دلچسپ پیرایے میں بیان کیا ہے۔ "بچے پیدا کرنا تو آسان ہے لیکن بچوں میں ادب پیدا کرنا مشکل کام ہے"۔

بے شک یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ بچوں کے ادب کی تخلیق کار نیک ہے لیکن یہ کام مشکل یوں ہوجاتا ہے کہ اس مقصد کی تکمیل سے قبل بچوں کی نفسیات اور ان کے فطری رجحانات کا نہ صرف مطالعہ بلکہ مشاہدہ بڑی باریک بینی سے کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اپنے خیالات کو ان عناصر کے ساتھ پیش کرنا پڑتا ہے بلکہ بچوں پر اُس کا خوشگوار اثر ہو، اور وہ نظموں، کہانیوں کو نہ صرف

لچسپی سے پڑھیں بلکہ اُس کے مقصد تک پہنچ کر اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محسوس کریں، اس کا دھیان رکھنا ہوتا ہے۔

بچوں کے ادب کی تخلیق کا اول مقصد یہی ہے کہ ان نگارشات سے نہ صرف ان کی تفریح ہو بلکہ مطالعہ کے بعد وہ اپنے اندر آگے بڑھنے کا حوصلہ اور ہمت پائیں۔ اچھے بُرے کی پہچان ہو، قوم و ملت اور ملک کے تئیں کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ بھائی چارگی اور تعلیم کے حصول کی تڑپ جاگے، زمانے کی ترقی سے واقفیت ہو اور اگلے زمانوں میں اعلیٰ کام کر گذرنے والوں سے شناسائی ہو۔ اور سب سے بڑھ کر وہ خود اپنی آئندہ زندگی کے تئیں غور و فکر کر سکیں کہ انھیں کیا کرنا کیا بننا ہے۔

ان ساری خصوصیات اور نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم ظفر گورکھپوری کی بچوں کے لئے تحریر کردہ دونوں کتابوں "ناچ ری گڑیا (شاعری) اور سچائیاں (کہانیوں) کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ظفر نے واقعی بچوں کی نفسیات اور ان کی جبلتوں کو سوجھ بوجھ کر اپنے خیالات اور اپنی بات کو بڑے ہی مؤثر اور آسان پیرائے میں دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے۔ اور اپنے مقاصد کی تکمیل کی ہے۔

نظموں کے لئے پُر اثر الفاظ، بامعنی محاورات کا برجستہ استعمال، اور غنائیت سے بھرپور بحروں کے انتخاب نے ان نظموں کو ایک ایسی زبان بنا دیا ہے جو یقیناً بچوں کے ذہن و دل کو متاثر کرتی نظر آتی ہے۔

کہانیوں کے کردار میں وہ خود اپنے آپ کو متحرک پاتے ہیں۔ واقعات اُن کے اپنے واقعات کے رُوپ میں سامنے آتے ہیں۔ "ناچ ری گڑیا" کے صفحات میں بکھری نظمیں، جیسے "سبق"، مزیدار جھگڑا، تماشہ، پیڑ کٹائیں، ہماری بہنیں، سورگ سے جاجا نہرو کا خط اور بحیت کے عنوانات کی نظمیں، نہ صرف ایک تفریح مہیّا کرتی ہیں بلکہ بچّہ اُن سے اچھے کام کرنے کا حوصلہ پاتا ہے، بڑے کاموں کے انجام سے واقف ہوتا ہے اور اپنے ملک کے گوشے گوشے اور تاریخ سے واقف ہوتا ہے۔ اپنے وطن کی تعمیر کرنے والوں کو پہچان جاتا ہے۔ صحیح سماجی تعلیم اور اُن میں زندگی کی سچائیوں کا شعور پاتا ہے۔ بھائی چارگی، اچھا شہری بننے کی اُمنگ اور احساسِ ذمہ داری کا عرفان حاصل کرتا ہے۔ "سچائیاں" کے ذریعہ پیش کی گئی کہانیاں اپنے اندر دلچسپ واقعات کے ساتھ ساتھ ایک پیغام ایک درس رکھتی ہیں۔ یہ بامقصد اور پُر اثر کہانیاں اپنی سچائیوں کی تلخی کے باوجود ذہن و دل میں شکر کی طرح گھل کر ایک میٹھا ذائقہ دیتی ہیں۔

بلاشبہ "سچّائیاں" اور "ناچ ری گڑیا" بچّوں کے اُردو ادب میں گرانقدر اضافہ ہیں۔ اور ان میں زبان و بیان کی جو مٹھاس اور تازگی ہے۔ اس سے ہر دور کے بچے فیض حاصل کریں گے۔ اپنی راہیں متعین کرینگے اور اپنے ملک کو ایک اچھا شہری دیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ بچوں کے اردو ادب میں "ناچ ری گڑیا" اور "سچائیاں" نہ صرف ایک سنگِ میل کی حیثیت پائیں گی۔ حقیقی زندگی میں بھی یہ کتنے ہی معصوم غنچوں کو زندگی کے آثار سے آشنا کردیں گی۔

اور یہی تیشہ بدست شاعر ظفر گورکھپوری کے لئے سچّا انعام ہوگا۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

آپ قومی راج میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات پسند کرتے ہیں اور کس قسم کی تخلیقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر بھی آپ بحث کر سکتے ہیں اور اگر اس سلسلہ میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ الفاظ سے زائد پر مشتمل نہ ہو۔

اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمایئے:

مُدیر قومی راج، نیو اپڈ منسٹر یڈو بلڈنگ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
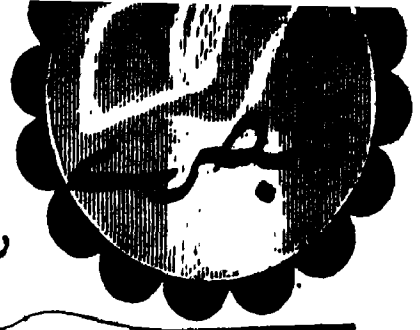
تبصرہ نگار :
ریاض احمد خاں

نہرو بال پستکالیہ

کی بچوں کے لئے اردو میں چار عدد باتصویر کہانیاں
۱۔ گوتم بدھ ۲۔ ٹوٹا ہوا پر ۳۔ یہ دنیا پیاری پیاری
۴۔ جب ندی بولی تھی
ناشر نیشنل بک ٹرسٹ۔ انڈیا نئی دلی

گوتم بدھ

لیلا جارج کی لکھی ہوئی یہ کتاب گوتم بدھ کی زندگی پر بڑی معلوماتی کتاب ہے جس کا اردو میں ترجمہ سید ضمیر حسن نے کیا ہے۔ رنگین تصاویر ڈی۔ این۔ برہما کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کتاب میں آج سے ڈھائی ہزار سال پہلے ہندوستان میں آباد شاکیہ قبیلہ کا تذکرہ ہے جس کا راجہ شدودھن تھا جس کی رانی کا نام مہامایا تھا جس کے بطن سے لمبنی کے مقام پر سال کے درختوں کے ایک جھنڈ میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سدھارتھ رکھا گیا جو اپنے علم و عرفان سے گوتم بدھ کہلایا۔

گوتم بدھ کی شروع سے آخر تک زندگی کے مختصر حالات بڑی سلیس اور آسان زبان میں ہی بیان کئے گئے ہیں جو دلنشین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ دلچسپی بھی قائم رہتی ہے اور گوتم بدھ کی عظمت بھی ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ خوبصورت اور رنگین تصویروں نے اس کتاب کی خوبصورتی میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا ہے۔

ٹوٹا ہوا پر اور دوسری ایشیائی کہانیاں

اس کہانی کے مصنف میں ہیلندر دھنوا، مترجم سراج انور اور مصور ہیں پادنین دھنوا۔ ٹوٹا ہوا پر کوریا کی کہانی ہے جس میں تین بھائیوں کا قصہ ہے۔ دونوں بڑے بھائی ٹونگ، ٹونگی اور سل سری نالائق اور بیوقوف ہیں دیکھنے میں بھی بھدے مگر چھوٹا بھائی الخینگ ٹونی راج خوبصورت اور رحمدل ہے۔ وہ ایک زخمی پرندے کے ساتھ رحمدلی پیش آتا ہے اپنے جمع کئے ہوئے بیر پرندے کو کھلا دیتا ہے۔ پرندہ تندرست ہو کر اڑ جاتا ہے اور ایک بیج کے ذریعہ الخینگ کی غربت دور کرتا ہے دونوں لالچی بھائی بھی اس کی حرص کرتے ہیں لیکن ان کے بدن پر سانپ اور چھپکلی لپٹ جاتے ہیں اور وہ اپنی جان بچا کر اس شہر سے بھاگ جاتے ہیں۔

دوسری کہانی فلپائن کی ایک لوک کہانی "ارا ضو" اور شاہ تر چینی لوک کہانی "بیوہ کے گدھے" چوتھی سری لنکا کی لوک کہانی لکڑی کا ہاتھی" اور یہ انڈونیشیا کی پریوں کہانی 'جادو کا کو..." سب ہی کہانیاں بڑی عمدہ اور سبق آموز ہیں رنگ برنگی تصویروں نے انہیں اور زیادہ دلکش بنا دیا ہے

یہ دنیا پیاری پیاری

یہ کہانی چینتی منوہرم کی لکھی ہوئی ہے اور اس میں بنائی ہوئی تصویریں بھی انھیں کی ہیں اردو میں اس کا ترجمہ سعدیہ رحمان نے کیا ہے دراصل یہ اپنے ملک اور دنیا کی کہانی ہے جہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ دور تک مہاساگر پھیلا ہوا ہے جس میں مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں خوبصورت پرندے اور جانور ہیں پھل اور پھول ہیں پڑھنے کو کتابیں ہیں۔ خوبصورت رنگوں سے مزین تصویریں ہیں۔

جب ندی بولی تھی

یہ کہانی کملا نائر نے لکھی ہے، تصویریں شنکر سین نے بنائی ہیں اور اردو میں ترجمہ سیدی اعجاز نے کیا ہے۔ یہ کہانی ہرے بھرے دھان کے کھیت، ندی اور سمندر کی کہانی ہے جہاں سے جانو کے دل میں پڑھنے لکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے
جانو کے والدین پرانے خیال کے آدمی ہیں وہ لڑکیوں کو اسکول بھیجنے کے حق میں نہیں ہیں، جانو کو ندی ہمت دلاتی ہے اور پھر گاؤں کے اسکول ماسٹر صاحب جانو کے والد کو راضی کرتے ہیں کہ وہ جانو کو اسکول بھیجا کریں، جانو کو اسکول جانے کی اجازت مل جاتی ہے اور اس خوشی میں وہ ندی پر آگئی اپنے دیرینہ خواب کو پورا ہونے کا مژدہ ندی کو سناتی ہے بڑی سبق آموز کہانی ہے۔
●●

آزادی کے چھبیس ۲۶ برس

محبوب راہی
نزد گلزاری مسجد،
بارسی ٹاکلی۔ ضلع آکولہ

آزادی کے چھبیس برس آؤ دیکھیں کیسے گزرے
آئی جو سحر آزادی کی طوفان ہلاکت خیز لئے
نفرت کی جوالا میں نازک جذبے اخلاص اور پیار جلے
دو ٹکڑے ہم نے کر ڈالے پہلے تو اکھنڈ بھارت کے
جب باپو نے بلیدان کیا تب جا کر شعلے سرد ہوئے
پھر حکمت اور تدبر سے نہرو نے سنوارا بھارت کو
دنیا بھر میں پھر بھارت کی توقیر بڑھی سمّان بڑھا
اپنے دو پڑوسی ملکوں سے جنگیں کیں اور کامراں ہوئے
پھر جے جوان، جے کسان کی اک گونج فضا میں لہرائی
ماحول کا نقشہ پھر بدلا پھر ایک سنہرا دور آیا !!
رو برو ہمارے پیش کیا اک بیس نکاتی منصوبہ
کچھ لوگ کہ جو بد طینت تھے بد خصلت تھے بد باطن تھے
اک آنکھ بھی اُن کو بھا نہ سکی خوشحالی اپنے بھارت کی
سمجھا اپنی آزادی کا مفہوم غلط نادانوں نے
طوفان اُٹھے، فتنے جاگے، ہنگامے ہوئے، شورشیں ہوئیں
اندرا ہٹانے کی خاطر سو جتن کئے سو تدبیریں
وہ اتحاد جو جھوٹا تھا ناپائیدار جذباتی تھا !
اک ضرب لگی سچائی کی اور پل میں چکنا چور ہوا
ارباب وطن کے خوابوں کی تعبیر لئے اندرا آئی !
اک زخم مگر کھانا تھا ہمیں سنجے گاندھی کی رحلت کا
سنجے اک روشن سورج تھا جو دن چڑھتے ہی ڈوب گیا
ہاں عزم اگر محکم ہو تو ہر درد سہا جا سکتا ہے

کچھ رو رو کر کچھ ہنس ہنس کر کچھ ایسے کچھ ویسے گزرے
غم، غصہ، نفرت، بے چینی، جذبات جنوں انگیز لئے
دوکانیں، مدرسے، مندر، مسجد، دفتر اور گھر بار جلے
پھر لیس ہوئے ہتھیاروں سے نفرت کے اور عداوت کے
جو اپنے کو قربان کیا تب جا کر شعلے سرد ہوئے
خوشحالی، امن و راحت کے پھولوں سے نکھارا بھارت کو
ہر دوڑ میں ہر اک میداں میں پھر آگے ہندوستان بڑھا
ہم خوشحالی کی منزل کی جانب تیزی سے رواں ہوئے
بھارت کو لال بہادر نے اک نئی دشا پھر دکھلائی
پھر نہرو جی کی بیٹی نے بھارت کا مقدر چمکایا
افلاس زدہ بھارت کے لئے اِک ترقیاتی منصوبہ
عیار، فریبی، اسمگلر، دشمنِ وطن تھے خائن تھے
اک انقلاب کے دھوکے میں نادانی اور حماقت کی !
راتوں کی نیندیں دن کا سکوں برباد کیا شیطانوں نے
آزادی کی رسوائی کی ہر جانب سے کوششیں ہوئیں
اندرا ہٹی تو اک طوفان سا آیا بحرِ سیاست میں
ہر شخص ہوس کا بندہ تھا ہر فرد غرض کا ساتھی تھا
پھر پھوٹی کرن اُجالے کی پھر اندھیارا کافور ہوا
تقدیر وطن جو سوئی تھی جاگ اٹھی لے کر انگڑائی
یہ غم اندرا جی ہی کا نہیں غم ہے ہر اہلِ بھارت کا
ہر دل کو جس سے چوٹ لگی ہر انساں کا دل ڈوب گیا
اندرا جیسا حوصلہ مگر کوئی کیسے پا سکتا ہے

چھبیس ۲۶ برس آزادی کے یہ ہر حالات سے گزرے ہیں
ان برسوں میں ہم لوگوں نے کچھ کھویا ہے کچھ پایا ہے
ہر اُجلے دن سے گزرے ہیں، ہر کالی رات سے گزرے ہیں
کچھ اپنے آپ کو بدلا ہے کچھ چھوڑا، کچھ اپنایا ہے
ماضی کے یہ چھبیس برس مستقبل کے رہبر ہوں گے
ہر گام کے راہی یہ ساتھی ہر منزل کے رہبر ہوں گے

قطعات
آزادیٔ ہند

٭ مومن خاں شوق

اشرف ولا، ۲۳-۴۷۳-۱۱-۳-۱۱
تلے پلی، حیدر آباد ۵۰۰۰۱

آج صبحِ بنارس ہے کتنی حسیں!
اور شامِ اودھ کس قدر دلنشیں
آج آزادیٔ ہند کا جشن ہے
آج خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں

٭

تمدن کا زباں کا پاسباں ہے
مذاہب کا یہ گنجِ شائیگاں ہے
رشی بدھ، رام، لچھمن، کرشن، خواجہ
مرا ہندوستاں جنت نشاں ہے

قطعۂ آزادی

٭ قمر سیوہاروی

وہ جس دن ظلم دفنایا تھا ہم نے یہ وہی دن ہے
خود اپنے گھر کو اپنایا تھا ہم نے یہ وہی دن ہے
جو زنجیریں ہمیں جکڑے ہوئے تھیں ایک مدت سے
انہیں جس روز پگھلایا تھا ہم نے یہ وہی دن ہے

٭ یلکتا ھندی

حریم آذر، ہریالی ویلج، وکھرولی، بمبئی - ۴۰۰۰۸۳

دولت آزادیٔ ہندوستاں رکھتے ہیں ہم
یہ ہمارے اتحادِ باہمی کا ہے مآل

مختلف فرقوں کا اک قومی نشاں رکھتے ہیں ہم
چاند اور سورج کو اپنا ہم عناں رکھتے ہیں ہم

٭

تھی بہ ظاہر غیر ممکن حسنِ آزادی کی دید
سعیٔ آزادی کا حاصل بن گئی پندرہ اگست

مل گئی لیکن ہمیں اک کامیابی کی کلید
شب میں دیوالی منائیں اور دن میں جشنِ عید

٭

محکوم نہ رہنے کی جب گونج سوا ابھری
مانندِ عروسِ نو لی وقت نے انگڑائی

اک صبح سی ظالم کی کہرام نما ابھری
زنجیرِ غلامی سے پائل کی صدا ابھری

٭

جو چاک کر کے قبا پھول مسکراتے ہیں
بغیر سعیٔ درخشاں نہ ہوگا مستقبل

وہ شانِ نزہتِ گلزار کی بڑھاتے ہیں
چراغ خود نہیں جلتے جلائے جاتے ہیں

٭

اپنی آزادی کی خاطر ہم لڑے شام و پگاہ
اس متاعِ بے بہا کا ہے تحفظ ہم پہ فرض

کس قدر قربانیاں دیں ہم نے اللہ کی پناہ
مادرِ ہندوستاں پر ہے لٹیروں کی نگاہ

* بہار صدیقی بدایونی
سینئر اے. ٹی. او، ویسٹرن ریلوے
کوٹہ جنکشن، راجستھان

بلیدانوں کے بل پر ہم کو آج ملی آزادی

توڑیں غلامی کی زنجیریں غم کا دور مٹایا
یخ کے اندھیاروں میں دیپک آزادی کا جلایا
ہم نے گورے غداروں کو دیش سے اپنے بھگایا
خون بہا کر ہم نے ہٹایا برٹش راج کا سایا
”بھارت چھوڑو“ کے نعروں سے ہم نے آگ لگادی
بلیدانوں کے بل پر ہم کو آج ملی آزادی

جیلوں میں بھی رہ کر نغمے آزادی کے گائے
ہم ہیں وہ جو پھانسی کے تختوں پر بھی مسکائے
لاکھ ڈسا گورے ناگوں نے کالے باز نہ آئے
ہم نے آزادی کی خاطر سر اپنے کٹوائے
شمع آزادی کی اپنے خون سے ہم نے جلادی
بلیدانوں کے بل پر ہم کو آج ملی آزادی

طرح طرح کے پھول اُگائے سجائی کیاری کیاری
خون سے اپنے سینچی ہم نے بھارت کی پھلواری
انگریزوں کی نادر شاہی مکاری، غداری
چل نہ سکی کالوں کے آگے گوروں کی سرداری
صیادوں کی اپنے چمن سے ختم ہوئی صیادی
بلیدانوں کے بل پر ہم کو آج ملی آزادی

آزادی کی جنگ میں کام آئے سبھی نر ناری
لہرایا بھارت میں ترنگا دور ہوئی اندھیاری
ہندو مسلم سکھ عیسائی کو بھارت ماں پیاری
جے ہو بھارت ماتا کی یہ سارے جگ سے نیاری!
دکھیاروں کے دور ہوئے دکھ ختم ہوئی بربادی
بلیدانوں کے بل پر ہم کو آج ملی آزادی

★ مہدی پرتاپگڈھی
ریٹائرڈ ایگزیکیٹو انجینیر،
اری گیشن ڈویژن، پرتاپ گڈھ (یوپی)

جشنِ آزادی

آئیے برپا کریں پھر جشنِ آزادی کا ہم،
اک نئی تاریخ ہندوستاں کی کردیں رقم

یہ تو سچ ہے راہ میں ہیں کتنے ہی سنگِ گراں
ہے رقم ہر ہر قدم پہ داستانِ خوں چکاں
خوش نظر، خوش رنگ آزادی کی ہیں جب تتلیاں
رکھتی ہیں اذہان میں افراد کے شادابیاں
لاکھ ہو اس راستے میں دل کا یا جاں کا زیاں
عزمِ انساں سے چلی ہیں بحرِ غم میں کشتیاں
اپنی آزادی کو ہر قیمت پہ رکھیں گے جواں
پتھروں کے شہر میں ہم جیسے کچھ شیشہ گراں،

شر پسندوں نے کیا دامانِ ہستی تار تار،
کردیا ہے چہرۂ ہندوستاں کو داغ دار
شر کے منصوبوں کو اب اذہان میں پلنے نہ دیں
آگ میں نفرت کی ہم اپنا چمن جلنے نہ دیں
راہ پانے دیں نہ ہرگز ملک میں تخریب کو
زندگی تعمیر کو دیں، حسن دیں تہذیب کو
شر کے منصوبوں نے ہر تعمیر کو دھندلا دیا
"شانتی" اپنی روایت تھی اسے رسوا کیا
آئیے سرگرم ہوں اپنی حفاظت کے لئے
پھر کریں روشن محبت کی روایت کے دیئے

آئیے برپا کریں پھر جشنِ آزادی کا ہم،
اک نئی تاریخ ہندوستاں کی کردیں رقم

○○○

• منصور احمد منصور
یٰسین بیکری اسٹور، ا
اپنا نگر، کاندیولی، ممبئ

جشنِ آزادی

اہلِ گلشن کو بتاؤ جشنِ آزادی ہے آ
جشنِ آزادی مناؤ جشنِ آزادی ہے

عیش کی محفل سجاؤ جشنِ آزادی ہے
جام خوشیوں کے لنڈھاؤ جشنِ آزادی ہے

بزمِ ہندوستان میں کردو چراغاں ہر ط
شمعِ الفت کی جلاؤ جشنِ آزادی ہے

پھر عداوت کو ذبح کردو وفا کی تیغ ۔
جو ہوا سے بھول جاؤ جشنِ آزادی ہے

جو لکھے ہیں گاندھی اور نہرو نے اپنے خو
گیت وہ سب کو سناؤ جشنِ آزادی ہے

سرزمینِ ہند کی بس اک یہی ہے آر
ہر گلی کوچہ سجاؤ جشنِ آزادی ہے آ

بھول جاؤ ہر خلش ہر زخم کو اے دو
گیت یک جہتی کے گاؤ جشنِ آزادی ہے آ

دے رہی ہے ہر کلی گلشن میں پیغامِ نشا
اب خزاں کو بھول جاؤ جشنِ آزادی ہے آ

کھل گئے منصور مانا گلشنِ ہستی کے پھو
پھر بھی کانٹوں سے نبھاؤ جشنِ آزادی ہے آ

●

★ دلنیر عثمانی (ایم - اے)
نیا زمانہ، امروہہ۔ (یوپی) ۲۴۴۲۲۱

نغمۂ آزادی

آزادیٔ بھارت کا پھر یوم سعید آیا

ہر سمت خوشی دیکھی سبزہ نیا لہرایا
سورج نے بھی کرنوں سے پھولوں کو ہے نہلایا
ہر [illegible] گل نے بھی [illegible]
خوش ہو کے عنادل نے یہ گیت نیا گایا

آزادیٔ بھارت کا پھر یوم سعید آیا

پھر اندرا گاندھی ہیں بھارت کی وزیر اعظم
بھارت کے غریبوں کے اب دور ہوئے سب غم
پھر لال قلعہ پر وہ لہراتا ہے [illegible] پرچم
اس واسطے خوش ہو کر گاتے ہیں یہ سب پیہم

آزادیٔ بھارت کا پھر یوم سعید آیا

لہراتے ترنگا ہیں سب اپنے مکانوں پر
ہر وقت سے آتے ہیں سب اپنے مکانوں پر
[illegible] پھر وہ اپنی دکانوں پر
ہوتا ہے مگر مصرعہ یہ سب کی زبانوں پر

آزادیٔ بھارت کا پھر یوم سعید آیا

آزادی کا یہ اپنی [illegible] جلسہ ہے
یہ ملک ترقی اب کرتا چلا جاتا ہے
دنیا [illegible] بھارت کا [illegible] ہے
کہتے [illegible] ہو یہ دن بہت اچھا ہے

آزادیٔ بھارت کا پھر یوم سعید آیا

ہے اپنی دعا جب تک قائم رہے یہ دنیا
جو بھی ہو وزیر اعظم وہ اندرا ہو جیسا
بھارت کا نہ ہو ہرگز [illegible] بال کبھی بیکا
پھر یاد دلنیر آئے جو بات یہ تھا کہتا

آزادیٔ بھارت کا پھر یوم سعید آیا
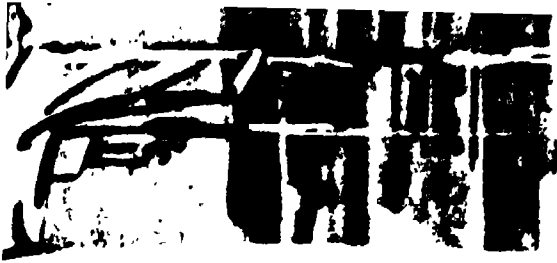
• احمد مقبول
۳۲۵۸۔ تہارنج نگر۔ لکھیم پور (کھیری) یوپی

پیامِ آزادی

آج کے دن نے دیا ہم کو اخوت کا پیام   آج کے دن ہم نے آزادی کا پایا ہے انعام
ہم پہ لازم ہے کریں اس دن کا دل سے احترام   دیش میں ہو جشنِ آزادی کا گھر گھر اہتمام

اِس مسرت کو سبھی مل کر منانے کے لئے
متحد ہوں گیت آزادی کا گانے کے لئے

اپنی آزادی کی خاطر کیا نہیں ہم نے کیا   جیل کاٹی سختیاں جھیلیں سبھی کچھ سہہ لیا
ہنستے ہنستے زندگی میں موت کا ساغر پیا   مر کے بھی اپنے وطن کا نام اونچا کر دیا

صفحۂ دُنیا پہ ہم نے اک نئے مضمون سے
لکھی ہے تاریخ آزادی کی اپنے خون سے

ہم اندھیرے میں غلامی کی پہن کر بیڑیاں   غیر کے سہتے رہے ظلم و ستم اور سختیاں
جاگ اٹھیں جس گھڑی سوئی ہوئی خودداریاں   پیش کر دیں بڑھ کے ہم نے جان کی قربانیاں

تیرگی میں حوصلوں کی پھر وہ شمع جل گئی
آنچ پا کر جس کی زنجیرِ غلامی گل گئی!

وقت بدلا ہم کو آزادی کی نعمت مل گئی   اپنی عزت اپنی دولت اپنی عظمت مل گئی
اپنی آن اور اپنی شان اور اپنی شوکت مل گئی   ہم کو پھر کھوئی ہوئی اپنی حکومت مل گئی

یہ اُنہیں قربانیوں کا فیض سارا آج ہے
سرزمینِ ہند پر جو آج اپنا راج ہے

مٹ گئی آزاد ہوتے ہی مگر دل کی اُمنگ   ہم نے سب اپنا لئے جتنے برائی کے تھے ڈھنگ
دیکھتے ہی دیکھتے بدلا کچھ ایسا ہم نے رنگ   بھول کر اُنس و محبت ہو گئے مصروفِ جنگ

کر دیا اُونچا ہمارا جس نے دُنیا میں وقار
ہم نے کر ڈالا اُس آزادی کا دامن تار تار

عہد کر لیں بھول کر ہم آج سب بغض و عناد   ہر بُرائی کا کریں گے مل کے باہم انسداد
دیش میں برپا نہ ہونے دیں گے اب کوئی فساد   چپّے چپّے پر نظر آئے گا قومی اتحاد

سر اُٹھائے گا کوئی فتنہ تو سر توڑیں گے ہم
وقت کے بگڑے ہوئے دھارے کا رُخ موڑیں گے ہم

نغمۂ آزادی

* جمیل سحر
حریم آذر، ہریالی دیلیج
بمبئی نمبر ۸۲..۴۰۰

صبح عروسِ نو ہے کہ جلوہ بہار کا !!
افسوس یہ کس نے پھونکا ہے بھاٹ رہیں پیار کا

جلووں سے کس کے حال یہ ہے لالہ زار کا
ہے نکہتوں میں غرق سفینہ بہار کا
کرنے لگا ہے آئینہ بندیٔ گلستاں
پت جھڑ میں اور یہ حوصلہ فصلِ بہار کا
آزادیٔ وطن سے ہے ہر فرد سرفراز
پیتے ہی ایک جام مئے اختیار کا
ہے نغمہ سنج شاہد آزادیٔ وطن
چہرہ ہے زرد زرد غمِ روزگار کا
ہیں اہلِ ہند راہِ ترقی پہ گامزن
رُخ پھیرتے ہیں گردشِ لیل و نہار کا
قوم و وطن کی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے سب
تجھ سا ملا نشان رہِ استوار کا
ہر سمت تیری جلوہ گری کا ہے فیض عام
نام و نشاں رہا نہ کہیں انتشار کا

آزادیٔ وطن کا سحرؔ یہ بھی فیض ہے
عالم میں تذکرہ ہے ہمارے وقار کا

* اکبر نوری جروی
مہر منزل۔ شیش محل۔
حسین آباد۔ لکھنؤ ۳

قوتوں کو جو سمجھنا ہو تو گھٹ کر دیکھو
بحر بن جاؤ تو کوزے میں سمٹ کر دیکھو

کتنی دور آگئے ہو راہ ہوس میں لوگو
اپنے مرکز کی طرف کاش پلٹ کر دیکھو

فلسفہ تم کو اکائی کا سمجھنا ہو اگر
کچے دھاگوں کو کبھی ہاتھ سے بٹ کر دیکھو

دور ہو جائے گا ذہنوں سے خطاؤں کا ہجوم
اپنے احساس کو تلوار سے کٹ کر دیکھو

میرے کردار کا رُخ صاف نظر آئے گا
اپنے ماحول سے تھوڑا سا جو ہٹ کر دیکھو

ریاستی خبریں

مراٹھی اور اردو زبان میں ہم آہنگی کی ضرورت

— وزیر اعلیٰ کا مشورہ —

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل نے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے یقین دہانی کی ہے کہ اکادمی کے کاموں میں مالی سرمایہ کی کمی کو کبھی رکاوٹ بننے نہیں دیا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ سہیادری گیسٹ ہاؤس پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی جانب سے ۱۰ راگست کو دیئے گئے ایک عشائیہ میں تقریر فرما رہے تھے۔

شری پاٹل نے ریاست میں اردو داں طبقہ میں مراٹھی کو فروغ دینے کے لئے اردو اکادمی کی کوششوں کو سراہا اور فرمایا کہ اگر مراٹھی الفاظ کا اردو زبان میں استعمال اور اردو زبان کے الفاظ کا مراٹھی زبان میں استعمال کیا جائے تو اس سے دونوں زبانیں مستفیض ہو سکتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے ڈاکٹر اقبال کی تصنیف "بانگ درا" کے مراٹھی ترجمہ اور "تھورسنگیت کار" کے اردو ترجمہ کی بھی تعریف کی۔

اردو اکادمی کے چیئرمین کی تجویز پر وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ حکومت ملک کے ایک عظیم شاعر مرحوم سکندر علی وجد کی یادگار قائم کرنے کے لئے مالی سرمایہ مہیا کرے گی۔

وزیر اعلیٰ نے مزید فرمایا کہ حکومت اس بات کا خیال رکھے گی کہ اکادمی اپنے فرائض بحسن خوبی خودمختاری کے ساتھ ادا کرے۔

ابتدا میں ڈاکٹر ہے۔ اے منشی چیئرمین اردو اکادمی نے وزیر اعلیٰ و شریمتی شالنی تائی پاٹل کا استقبال کیا اور انہیں اکادمی کی سرگرمیوں سے باخبر کیا۔

شریمتی شالنی تائی پاٹل نے اکادمی کے کاموں میں اپنی ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔

بی راج

داؤدی بوہرہ کے رہنما کا وزیر اعلیٰ فنڈ کیلئے ۵۰۰۰، ۷ روپے کا عطیہ

داؤدی بوہرہ کے رہنما عزت مآب سیدنا محمد برہان الدین نے ریاست میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی باز آبادکاری کے لئے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں ۵۰۰۰، ۷ روپے کا عطیہ دیا۔

شری کے۔ اے غفور ممبر سکریٹری نے شکریہ کی رسم ادا کی۔ اس موقع پر شری عبدالعظیم وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ خصوصی امداد نشہ بندی ایکسائز، شری فاروق پاشا چیئرمین موپیک، شری ایس۔ جی ڈیتھنکر سکریٹری محکمہ تعلیم، شری ایم۔ آر پاٹل ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز اور اردو کے ممتاز ادیب اور شعراء موجود تھے۔

وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں کالیشور ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح

وزیر اعلیٰ وسنت راؤ پاٹل نے ناگپور میں ۱۶ راگست کو کالیشور پر واقع ۱۴ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری سے تیار کردہ کالیشور ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح کیا جس میں ۱۲۰۰ علاقائی مزدوروں کو روزگار حاصل ہوگا۔

شری کلپنا اوادھے نے وزیر مملکت برائے صنعت نے اس تقریب کی صدارت کی۔ ایم۔ پی۔ سی (آئی) کے صدر شری این۔ ایم کامبلے نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ ان کی حکومت ریاست میں متوازی ترقی کی خواہاں ہے اور کالیشور ٹیکسٹائل ملز جیسے پروجیکٹ سے ودربھا میں زرعی۔ صنعت کے فروغ میں مدد ملے گی۔ آپ نے آجرین کو مشورہ دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ علاقائی مزدوروں کو روزگار دیں اور کم از کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس موقع پر شری دا جی با پاٹل ایم ایل اے نے کوکن علاقہ میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی باز آبادکاری کے لئے وزیر اعلیٰ فنڈ میں پرتاپ مل کے ملازمین کی طرف سے ان کی ایک دن کی اجرت کی رقم ۰۰۰، ۴۷ روپے کا ایک چیک بطور عطیہ پیش کیا۔

مہاراشٹر مدھیہ پردیش بین الریاستی پروجیکٹ منظور

وزیر اعلیٰ مدھیہ پردیش شری ارجن سنگھ کی زیر صدارت مہاراشٹر مدھیہ پردیش بین الریاستی کنٹرول بورڈ کی منترالیہ میں منعقدہ حالیہ ایک میٹنگ میں غور وخوض کے بعد لی سرار باون تھاڈی پنچ اور بھوپا پٹنم پروجیکٹوں کے تحت مختلف کاموں کو مشترکہ منظوری دی گئی ۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل کے علاوہ میٹنگ میں شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر۔ وزیر برائے آبپاشی شری یشونت شیریکر وزیر مملکت برائے انرجی، مدھیہ پردیش کے وزیر برائے مالیات شری جے ۔ایل بھیڈیا وزیر صحت شری دیواناتھ پورے وزیر آبپاشی شری تبے سنگھ اور وزیر مملکت برائے انرجی شری وجے پٹنی نے شرکت کی

ودربہ علاقے کی پسماندگی دور کرنے کے مقصد سے منظور کردہ لی سرار پروجیکٹ ۱۹۸۵ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے ۔ باون تھاڈی پروجیکٹ کے تحت مہاراشٹر کی ۱۷،۷-۲ ہیکٹر اراضی شامل ہوگی ۔ پنچ ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ سے مہاراشٹر سے تقریباً ۱۰،۴۰۶۱ ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی تاہم اس پروجیکٹ سے ۱۶۰ میگھاواٹ بجلی کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ اور بھوپا پٹنم پروجیکٹ سے ۵۰،۴ میگھاواٹ بجلی مہاراشٹر کے حصہ میں آئے گی ۔ اس پروجیکٹ کے تحت ۳۵،۰۰۰ ہیکٹر اراضی زیرِ آبپاشی لائی جائے گی ۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے شری ارجن سنگھ کو خوش آمدید کہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ دونوں ریاستوں کے بین الریاستی پروجیکٹوں کے کام دوستانہ فضا میں تکمیل کو پہنچیں گے ۔

شری ارجن سنگھ وزیر اعلیٰ مدھیہ پردیش نے دونوں ریاستوں کے دوستانہ مراسم کا ذکر کرتے ہوئے خواہش ظاہر کی کہ پروجیکٹ کی تکمیل میں کسی بھی دشواری کو آپسی سمجھوتہ سے حل کیا جائے ۔

بورڈ کی دوسری میٹنگ امسال ماہ دسمبر میں مدھیہ پردیش میں منعقد ہوگی ۔

مجاہدینِ آزادی کی بیواؤں کو پنشن

حکومتِ مہاراشٹر نے ضلع کلکٹران کو مجاہدین آزادی کے فوت ہونے پر ان کی بیواؤں کو ماہانہ ۱۵۰ روپے بطور فیملی پنشن کے دینے کے اختیارات عطا کئے ہیں ۔

آٹھویں مالیاتی کمیشن کی میٹنگ
ریاستی یادداشت کی تعریف

حالیہ دورۂ مہاراشٹر کے دوران ۸ ویں مالیاتی کمیشن کے چیرمین شری وائی ۔بی ۔چوان نے منترالیہ میں ۲۲ر اگست کو منعقدہ ایک میٹنگ میں ریاستی معاملات بہترین طور سے یادداشت کی صورت میں پیش کرنے پر حکومتِ مہاراشٹر کو مبارکباد پیش کی ۔ شری وائی بی چوان کی صدارت میں ۸ ویں مالیاتی کمیشن کے اراکین نے ریاستی کابینہ، حکومت کے اعلیٰ حکام اور محکموں کے عہدہ داروں سے تفصیلی بات چیت کی ۔

شری چوان نے مہاراشٹر میں مجوزہ بہبودی اسکیمات اور پروگرام کے لئے مرکزی امداد کی درخواست میں اپنے معاملات توجہ طلب دلائل کے ذریعے پیش کرنے پر ریاستی حکومت کی تعریف کرتے ہوئے مالیاتی کمیشن کی جانب سے یادداشت میں پیش کردہ سفارشات پر ہمدردی سے غور کرنے کا یقین دلایا ۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے کمیشن کا خیر مقدم کیا اور امید ظاہر کی کہ عوامی مسائل اور عوامی توقعات سے واقفیت رکھنے والے شری وائی ۔بی ۔چوان کی زیرِ صدارت مالیاتی کمیشن ریاست کے ساتھ قرار واقعی انصاف کرے گا ۔

شری رام راؤ آدِک، نائب وزیر اعلیٰ نے کمیشن کے روبرو شہر بمبئی سے متعلق مختلف مسائل کا ذکر کیا ۔ شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات اور شری این رگھوناتھن، سکریٹری محکمۂ مالیات نے ریاستی حکومت کی جانب سے پیش کردہ یادداشت میں شامل مختلف سفارشات سے متعلق اراکین مالیاتی کمیشن کے سوالوں کا جواب دیا ۔

وزیر صحت کا دورہ ناندیڑ
طبی راحت کام کا معائنہ

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر صحت عامہ نے حال ہی میں ضلع ناندیڑ کے سیلاب سے متاثرہ دیہی علاقوں کا دورہ کیا اور محکمہ ہیلتھ مشینری کے ذریعہ انسداد وباء کے کاموں کی نگرانی کی۔ ضلع میں تمام ہیلتھ اسٹاف سیلاب سے متاثرین کو فوری طبی راحت بہم پہنچانے کے کاموں میں مشغول ہے۔ بمبئی سے آئے ایک ٹرک جس میں کپڑے اور دوائیاں لدی تھیں وزیر صحت کی موجودگی میں تقسیم کی گئیں۔

وزیر صحت نے بیلولی، راہوری اور بڑگاؤں تعلقہ میں سیلاب سے بری طرح متاثرہ دیہاتوں کا بھی دورہ کیا اور یہ جانکاری حاصل کی کہ دفاع محصول اور محکمہ صحت کی جانب سے جاری راحت اور بچاؤ کے کاموں سے لوگ مطمئن ہیں۔ وزیر صحت نے انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن میڈیکل انٹرنیز اور رنگنا سیوا منڈل کے رضاکاروں کی جانب سے سیلاب سے متاثرہ تمام دیہاتوں میں طبی راحت بہم پہنچانے کے کاموں کی ستائش کی۔ ہزاروں افراد کو اب تک کالرا کے ٹیکے لگائے گئے ہیں۔ آپ نے ناندیڑ شہر میں ریلیف کیمپ کا بھی دورہ کیا۔

ناندیڑ کے دورے کے دوران وزیر صحت کو ڈاکٹر آر۔ کے میندا سابق صدر انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن نے ناندیڑ فلڈ ریلیف کے لئے اپنا ذاتی عطیہ ۲٫۰۰۰ روپیہ نقد اور دوائیاں پیش کیں۔

حادثات سے متاثرہ
ضمانت روزگار ملازمین کو معاوضہ

حکومت مہاراشٹر نے ریاست کے تمام کلکٹروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ضمانت روزگار اسکیم کے ملازمین کو دوران کام کسی حادثہ سے متاثر ہونے پر فوری طور سے چھان بین کرکے مستحق ملازم کو فوراً معاوضہ ادا کریں۔

پولس پاٹل کیلئے شناختی کارڈ

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے ریاست میں پولس پاٹلوں کو شناختی کارڈ جاری کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔ حال ہی میں ریاستی پولس پاٹلوں کے ایک وفد نے سروشری بھاؤ راؤ پھوپسے اور ہری بھاؤ نمبالکر کی سربراہی میں انہیں منترالیہ میں نائب وزیر اعلیٰ سے ان کے چیمبرس میں ملاقات کی اور انہیں ایک میمورنڈم پیش کیا جس میں ماہانہ ۳۰۰ روپے تک وظیفہ میں اضافہ، پولس پاٹلوں کی ملازمت مستقل کرنے اور انہیں شناختی کارڈ جاری کرنے کی مانگیں درج تھیں۔

شری آدک نے دیگر مانگوں پر ہمدردی کے ساتھ غور کرنے کا وفد کو یقین دلایا۔

ادیباسی خاندان کی کامیاب کوشش
گوبر گیس پلانٹ سے راحت

ادیباسی خاتون شریمتی انجنابائی انند چودھری کی خوش نصیبی سے ان کے مکان کے احاطہ میں نصب گوبر گیس پلانٹ کی وجہ سے اب گھر میں گیس اسٹو استعمال ہونے لگا ہے۔ شریمتی انجنا اب خوش ہے کہ اسے چولہے کے لئے دور تک ایندھن کی تلاش کی تکلیف سے نجات ملی۔

ڈنڈوری تعلقہ کے پمپری انچلا گاؤں کے سرپنچ شری انند راؤ یادو چودھری بینک آف مہاراشٹر کے تعاون سے اپنے مکان کے احاطے میں گوبر گیس پلانٹ نصب کرنے میں جس کی مالیت ۴۰۰۰ روپے ہے، کامیاب ہوئے۔ اس پلانٹ کی تشکیل کے لئے کھادی گرام ادیوگ منڈل نے ۳۰۰۰ روپے کی امداد دی۔ ۵۰۰ روپے ضلع پریشد نے فراہم کیا۔ اس طرح اس پلانٹ کی تشکیل و تنصیب میں شری چودھری کو اپنی جانب سے صرف ۵۰۰ روپے ادا کرنا پڑا۔

بطور ایندھن گیس کی فراہمی کے علاوہ شری چودھری کھاد بھی فروخت کرتے ہیں جس سے انہیں سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

شری انند راؤ کی اس کامیابی سے متاثر ہوکر دیگر ادیباسی بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔ شری انند راؤ اپنے ان ادیباسی بھائیوں کی ہر ممکن مدد کے لئے تیار ہیں۔

مالیگاؤں میں فساد سے متاثرین، کے لئے وزیراعظم کی امداد

ڈاکٹر بلی رام ہیرے وزیر انرجی نے بتایا ہے کہ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے مالیگاؤں فساد میں مہلوکین کے اہل خاندان اور متاثرین کی امداد کی غرض سے ۵ لاکھ روپے وزیر اعظم ریلیف فنڈ سے دینا منظور کیا ہے۔

اورنگ آباد میں فنڈ فراہمی مہم

شری عبدالعظیم وزیر مملکت برائے مکانات خصوصی امداد نشہ بندی اور ایکسائز کی سربراہی میں ریاست کے سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے حال ہی میں اورنگ آباد میں چندہ فراہمی مہم کے ذریعہ ۲۷,۰۰۰ روپے نقد اور ۱۲ ہزار روپے مالیات کا سامان جمع ہوا۔ اس موقعہ پر وزیر موصوف کو مزید ۵۰ ہزار روپیہ کی فراہمی کا شہریوں نے وعدہ کیا ہے۔

اس مہم میں سٹی کانگریس (آئی) کے صدر، میونسپل کونسلر، ممتاز شہری، صحافی اور کانگریس (آئی) کے عہدہ داران شریک تھے

عوام نے اس مہم میں بڑی گرمجوشی اور فراخدلی کے ساتھ عطیات دیئے۔ جلوس کے راستے بھر کئی تاثر انگیز نظارے دیکھنے میں آئے۔ کئی جگہ مخیر حضرات نے بھری جیبوں کے ساتھ کوٹ اور قمیض عطیہ میں دیئے۔

شری عظیم نے عطیہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا۔

وزیر موصوف نے اورنگ آباد شہر کا دورہ بھی کیا اور حالیہ شدید بارش سے تباہ شدہ مکانات اور دیگر املاک کا معائنہ کیا۔ آپ نے ڈسٹرکٹ ضلع کلکٹر کو فوری ہدایت دی کہ تباہ شدہ مکانات کے بے گھر افراد کو عارضی راحت فراہم کرتے نیز شہر میں مکانات اور دیگر املاک کے نقصانات کا جائزہ لے کر حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کرے تاکہ متاثرین کو وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے فوری امداد مہیا کی جا سکے۔

چلڈرن ایڈ سوسائٹی کے لئے پیڈ کی امداد

پیوپلز ایکشن فار ڈیولپمنٹ (پیڈ) کی طرف سے دماغی طور سے معذور بچوں کی تربیت کے لئے مانخورد میں چلڈرن ایڈ سوسائٹی کے باغبانی نرسری پروجیکٹ کو ۵۰,۰۰۰ روپے کی امداد منظور کی۔ اس امداد کے علاوہ ۱۵۰۰۰ روپے بطور دوسری قسط یوم آزادی کے موقع پر دیا گیا۔

اس پروجیکٹ کے تحت دماغی طور سے معذور بچوں کو نرسری کے مختلف اقسام جیسے سوا، ببول گلاب، آم سپاری اور دیگر اقسام کی شجرکاری کی تربیت دی جاتی ہے اس طرح سے نہ صرف بچوں کی تفریح کے ساتھ ساتھ دماغی ورزش ہوتی ہے بلکہ وہ اس سے کچھ آمدنی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ گذشتہ سال مذکورہ ادارے نے نرسری پروگرام کے ذریعے ۱۵۰۰۰ روپے سے بھی زیادہ منافع کمایا۔

پیڈ نے گذشتہ سال جذامی مریضوں کے باز آبادکاری پروجیکٹ کے لئے چندرپور میں بابا آمٹے آشرم کو ۱،۰۵ لاکھ روپے کی امداد دی اور وردھا میں دتاپور کے ایک دوسرے ایسی ہی پروجیکٹ کے لئے ۵۰,۰۰۰ روپے کی امداد دی۔

موجودہ سال پیڈ نے ناندیڑ میں جذام پروجیکٹ کیلئے ۷۰,۰۰۰ روپے بطور امداد دینا منظور کیا ہے۔

*****

قارئین سے گذارش ہے کہ

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت "حوالہ نمبر" ضرور تحریر فرمائیں۔ جو آپ کے خط یا رسالہ کے ریپر کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے
- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔ ادارہ کی طرف سے ہر خط کا جواب روانہ کیا جاتا ہے۔
- منی آرڈر کوپن پر (منی آرڈر فارم کے نچلے حصہ میں) ہمیشہ اپنا پورا نام اور پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ صاف صاف اردو، مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں ضرور تحریر فرمائیں۔ صرف دستخط سے نام اور پتہ کا علم نہیں ہوتا۔

(ادارہ)

۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو یوم آزادی کی
۳۶ ویں سالگرہ کے موقع پر وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل منترالیہ میں رسم پرچم کشائی
ادا فرما رہے ہیں۔

آنجہانی وسنت راؤ نائیک کی یاد میں
"کرشی جینتی مہوتسو" تقریب کے موقع
پر وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل
آنجہانی وسنت راؤ نائیک کو خراجِ عقیدت
پیش کرتے ہوئے "لوک راجیہ" کے خصوصی
شمارے کا ۱۸ اگست کو منترالیہ میں اجراء
کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں شری مرلی دیورا
صدر بمبئی پردیش کانگریس کمیٹی (آئی) بھی
نظر آ رہے ہیں۔
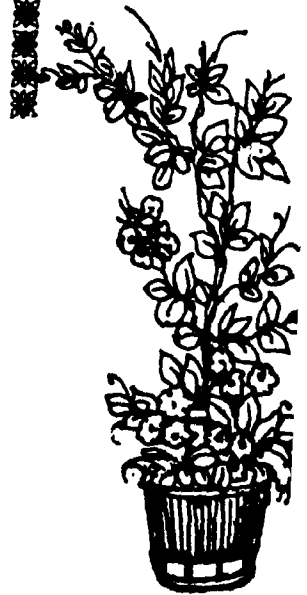
دہلی میٹروپولیٹن کونسل کے چیف ایگزیکیٹو آفیسر شری جگ پرویش چندر نے یکم اگست کو لوکمانیہ تلک کی ۶۳ ویں برسی کے موقع پر نئی دہلی میں لوکمانیہ تلک کے مجسمہ کی گلپوشی کرکے انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری یشونت راؤ چوان رکن پارلیمنٹ اور چیئرمین ۸ ویں مالیاتی کمیشن اور شری مدھو دنڈوتے، رکن پارلیمنٹ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

نائب وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری رام راؤ آدک، پروفیسر ڈی۔ پی چٹوپادھیائے کی سربراہی میں اساتذہ کے قومی کمیشن سے ۲ اگست کو منترالیہ میں ملاقات کے دوران تعلیمی مسائل پر تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔

ر کزی حکومت کے پیش کردہ ۲۰ نکاتی
ام پر ۳۱ جولائی کو وردھا ضلع
یک نمائش کا افتتاح وردھا ضلع
ہ کے صدر شری چندرکانت راؤت
ھوں ہوا۔ تقریباً ۵ ہزار سے زائد
ں نے یہ نمائش دیکھی۔

جالنہ ضلع کے انچارج وزیر شری
یشونت راؤ بیڑ یکر، خاندانی بہبود و مہم
سے متعلق شہر میں اعلیٰ کارکردگی پر ڈسٹرکٹ
انفارمیشن آفیسر شری سدھاکر کلکرنی کو حال
ہی میں منعقدہ ایک تقریب میں شال
اور ناریل دے کر ان کی عزت افزائی کر رہے ہیں۔

لائنس کلب، کھام گاؤں، ضلع بلڈانہ
اور میڈیکل کالج ناگپور کی جانب سے
۲۰ معذور افراد کو بیساکھیاں تقسیم کی
گئیں۔ زیرِ نظر تصویر میں امراوتی لائنس
ڈسٹرکٹ کے ڈپٹی گورنر شری شروف
(بائیں جانب) ایک معذور بچی کو بیساکھیاں
دے رہے ہیں۔ دائیں جانب کی تصویر میں
ایک بچی کو بیساکھیوں کا استعمال کرتے
ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

جموں وکشمیر کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر
وورق عبداللہ نے حالیہ بمبئی میں آمد
ے موقع پر ۱۰ اگست کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ
ہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔
زیرِ نظر تصویر میں دونوں وزرائے اعلیٰ
یک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہوئے
یکھے جا سکتے ہیں۔
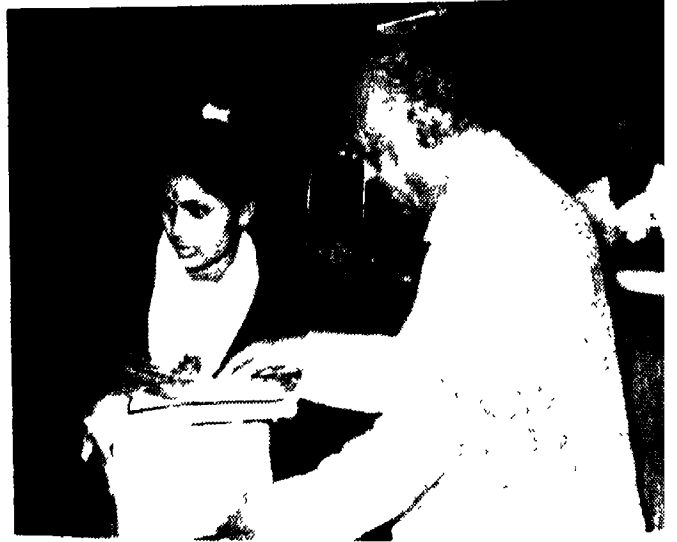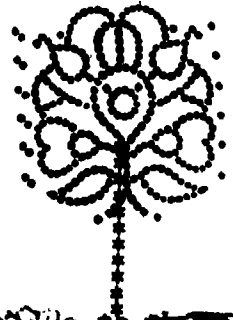
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، بمبئی میں ۲۵ جولائی کو منعقدہ ایک تقریب میں امسال مہاراشٹر کی مردانہ اور زنانہ کبڈی ٹیم کے کپتانوں
د (بالترتیب دائیں سے بائیں) اعزازات تقسیم کر رہے ہیں۔ مردانہ کبڈی ٹیم نے مسلسل تیسری بار اور زنانہ ٹیم نے پہلی بار امسال چیمپین شپ جیتی

شری ارون دیویکر، وزیر مملکت برائے سماجی بہبود و اسپورٹس ۱۹ راگست ۱۹۸۳ء کو گروارے کلب ہاؤس میں بمبئی کرکٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے کرکٹ کے ممتاز کھلاڑیوں اور اسپورٹس کمیٹی کے عہدہ داروں کو اعزازات دینے کے لئے منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔

●

عمرکھاڑی تعلقہ یوتھ کانگریس (آئی) بمبئی کے آرگنائزنگ سکریٹری شری دیپک شرواڈکر کوکن کے سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے برتنوں کا ایک پیکٹ شری ستیش پیڈنیکر وزیر مملکت برائے محنت کو پیش کر رہے ہیں۔

زیرِ نظر تصویر میں وزیر موصوف (درمیان میں) کے بائیں جانب شری دیپک شرواڈکر اور دائیں جانب شریمتی شوبھانگنی اچریکر اور شری بھرت پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔

●

رائے گڑھ ضلع کے مہاڈ تعلقہ ویر۔تال۔ ابر سڑک پر ۷۰ء۴ لاکھ روپے کی لاگت سے نیا تعمیر کردہ پندرہ میٹر طویل ۔۔ اور ۷ء۶۵ میٹر چوڑا پل ۔ اس پل کی تعمیر سے بمبئی اور منڈن گڑھ کا فاصلہ کم ہو کر ۱۹ کلومیٹر اور بمبئی اور داپولی کا فاصلہ ۲۷ کلومیٹر ہو گیا ہے۔

1F PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1983

بھارتی فضائیہ کے زیر تربیت خلاباز اسکواڈرن لیڈر شری راکیش شرما اور ونگ کمانڈر رویش ملہوترا نے یکم اگست ۱۹۸۳ء کو راج بھون بمبئی میں گورنر مہاراشٹر، شری آئی۔ایچ۔ لطیف سے ملاقات کی۔ اس موقع پر بیگم راکیش شرما اور بیگم رویش ملہوترا بھی موجود تھیں۔ زیر نظر تصویر میں گورنر موصوف اور آپ کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف، ملاقاتیوں سے محو گفتگو دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل پونے میونسپل کارپوریشن مہاراشٹر اگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن (میڈک) کے ۸۳ لاکھ روپے کی لاگت سے تیار کردہ کمپوزٹ پروجیکٹ کا ۱۶ جولائی کو افتتاح کر رہے ہیں۔ اس موقع پر لی گئی اس تصویر میں آپ کے ساتھ شری کے ایم پاٹل، چیئرمین ایم۔ اے آئی ڈی سی، وٹھل راؤ لاڈ کت، میئر پونے، شری انت راؤ تھوپٹے، وزیر برائے ڈیری ترقیات و مویشی پالن، شری بھاؤ صاحب گاد، ایم اے آئی ڈی سی اور شری نانا بھاؤ ایمبڈوار، وزیر برائے دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری ایس ایم جوشی، تلک سمارک ٹرسٹ کے چیئرمین شری جے ایس تلک کے ہاتھوں "لوکمانیہ تلک سنمان پاری توشک" ایوارڈ قبول کر رہے ہیں جو کہ انہیں یکم اگست کو لوکمانیہ تلک کی ۶۳ ویں برسی کے موقع پر دیا گیا۔ شری جوشی پہلے شخص ہیں جنہیں مذکورہ ٹرسٹ کی جانب سے جاری کردہ، دس ہزار روپے نقد اور توصیفی سند پر مشتمل یہ ایوارڈ دیا گیا جو ایسے شخص کو دیا جاتا ہے جس نے اپنی زندگی سماجی کاموں کے لئے وقف کر دی ہو۔ اس موقع پر شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات نے شریمتی اندوتائی تلک کی تصنیف کردہ آنجہانی تلک کے مذہبی اور فلسفیانہ خیالات پر مبنی کتاب "گیتا رہسیہ" کا اجرا کیا۔ زیر نظر تصویر میں شری جے ایس تلک، شری ایس۔ ایم جوشی اور شری سوشیل کمار شندے دیکھے جا سکتے ہیں۔

شائع کردہ: شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴ / گورنمنٹ فوٹوزنکو پریس۔ پونے

۲۵ستمبر ۱۹۸۳ء

25-9-83

انسدادِ جذام مہم

پیغام صدر جمہوریۂ ہند

انسدادِ جذام مہم کے موقع پر صدر جمہوریۂ ہند نے اپنے پیغام میں اس بات پر زور دیا کہ عوام کو جذام کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کی جائیں تاکہ عام طور سے اس مرض کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ آپ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے۔

" یہ امر میرے لئے باعثِ مسرت ہے کہ حکومتِ مہاراشٹر ریاست میں بڑے پیمانے پر "انسدادِ جذام مہم" جاری کر رہی ہے جس کے تحت سلم باسیوں کی ایک کثیر تعداد کا احاطہ کیا جائے گا۔

مجھے امید ہے کہ یہ مہم عوام کو جذام سے متعلق صحیح معلومات فراہم کرے گی نیز انہیں اس موذی مرض کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرے گی اور اس طرح یہ مہم اس مرض کا انسداد کرنے میں مصروف افراد کے لئے معاون و مددگار ثابت ہوگی۔

اس مہم کی کامیابی کے لئے میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ "

گیانی ذیل سنگھ

(صدرِ ہند)

پیغام وزیرِ اعظم

شہر بمبئی میں حالیہ " انسدادِ جذام مہم" کے افتتاح کے موقع پر وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے مہاراشٹر کی وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ کے نام اپنے ایک مکتوب میں اس مہم کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات ظاہر کرتے ہوئے حکومتِ مہاراشٹر کی کوششوں کی ستائش کی۔ آپ کے مکتوب کا متن حسبِ ذیل ہے:

" آپ کا ۱۱ راگست کا خط موصول ہوا۔

مہاراشٹر نے پولیو اور انسدادِ ملیریا کے سلسلے میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حالیہ " انسدادِ جذام مہم" بھی ایک قابلِ ستائش اقدام ہے۔

آپ جانتی ہوں گی کہ گاندھی جی اس موذی مرض کے شکار افراد سے ہمدردی کا جذبہ رکھتے تھے۔ جذامیوں کے بہبود پروگرام کو گاندھی جی کے بعد ونوبا جی نے جاری رکھا اور اب یہ معذوروں کی بازآبادکاری کے ہمارے پروگرام کا ایک اہم حصہ ہے۔ جذام کی روک تھام اور خاتمہ سے متعلق آپ کی اس مہم کی کامیابی کے لئے میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتی ہوں۔"

اندرا گاندھی

وزیرِ اعظم

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

زر سالانہ: دس روپے فی پرچہ: ۵۰ پیسے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۱۷، ۱۸

مشترکہ شمارہ

۱۰ ستمبر اور ۲۵ ستمبر ۱۹۸۳ء

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر :- ریاض احمد خاں

ترتیب

صفحہ نمبر

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف
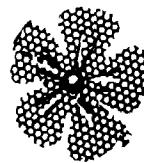
جذامیوں کے تئیں

حقارت کے جذبے سے گریز ضروری

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف
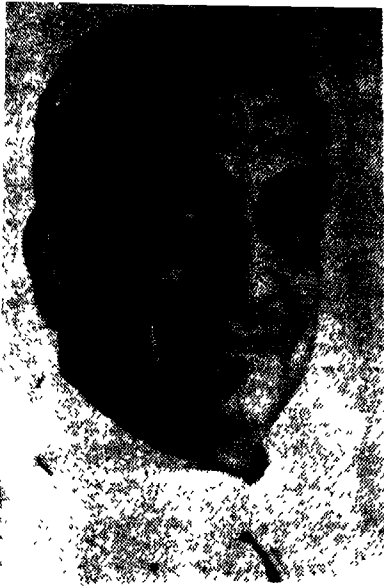
گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے دھاراوی، بمبئی میں عالیہ انسدادِ جذام مہم کے افتتاح کے موقع پر اپنے پیغام میں انسدادِ جذام میں سماج کی عدم دل چسپی پر اظہارِ تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ طبی طریقۂ علاج سے جذام کے خاتمے کے ساتھ ساتھ جذامیوں کے تئیں سماج میں حقارت کے رویئے پر بھی قابو پانے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ آپ نے دھاراوی میں زیرِ عمل اس مہم کی کامیابی کے لئے بمبئی کے عوام سے تعاون کی اپیل کی۔

آپ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے :

"صحت مند قوم کی تعمیر، حکومت کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ہم نے چیچک اور تپِ دق جیسے مہلک امراض پر قابو پالیا ہے لیکن افسوس ہے کہ جذام نہ صرف ہمارے لئے ابھی تک ایک مسئلہ بنا ہوا ہے بلکہ اس سے زیادہ افسوس ناک حقیقت یہ ہے کہ جذامیوں سے سماج کی پہلوتہی ویسے ہی قائم ہے۔ بہرحال ہم نے ۲۰۰۰ء تک اس موذی مرض سے کلیہ انسداد کا تہیہ کرلیا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ حکومتِ مہاراشٹر کے محکمۂ صحت نے ۳ر ستمبر ۱۹۸۳ء سے دھاراوی میں انسدادِ جذام پروگرام کے آغاز کا اہتمام کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اہم پروگرام کی کامیابی عوام کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس پروگرام میں شرکت پر منحصر ہے۔ میں بمبئی کے عوام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ انسدادِ جذام مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون دیں۔"

آئی۔ ایچ لطیف

گورنر مہاراشٹر

جذام سے متعلق غلط فہمیاں دور کی جائیں

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل

حالیہ "انسدادِ جذام مہم" کے افتتاح کے موقع پر وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اپنے پیغام میں جذام سے متعلق عوام میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ کے پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

" یہ امر باعث تاسف ہے کہ اب بھی عوام میں جذام سے متعلق غلط فہمیاں عام ہیں اور لوگ اس مرض سے خائف ہیں۔ مہاتما گاندھی نے بجا طور پر فرمایا تھا کہ دراصل پراگندہ ذہن ہی مریض ہوا کرتا ہے۔ غیر صحت مند ذہنی رجحان ہی کی بناء پر عوام جذامیوں سے نفرت کرتے ہیں۔

ہمیں عوام کو یہ سمجھانے کے لئے انتھک کوشش کرنی چاہیئے کہ باقاعدہ علاج سے جذام کے مریض کو شفائے کامل حاصل ہوسکتی ہے۔

جذام کے شکار افراد کو سماج میں وہی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے جو ایک عام شہری کو حاصل ہے۔ جذامیوں کی باز آبادکاری کی ذمہ داری ہر شہری پر عائد ہوتی ہے۔

انسدادِ جذام سے ہمارے مقصد کے حصول کے لئے انسداد جذام پروگرام کو نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں جگہ دی گئی ہے۔ میں عام شہریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ریاستی حکومت کی" انسدادِ جذام مہم" میں پوری طرح شرکت کریں اور مفت طبی جانچ اور علاج کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

وسنت راؤ پاٹل
(وزیرِ اعلیٰ)

جذام کلی طور پر قابلِ علاج ہے

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ۔ وزیر برائے صحت عامہ

علیہ انسداد جذام مہم کے افتتاح کے موقع پر وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ نے اپنے پیغام میں کہا کہ یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ فوری تشخیص اور باقاعدہ علاج سے جذام کے مریض کو شفائے کامل حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ کے پیغام کا متن درجِ ذیل ہے :

" ہمارے ملک میں عوام کی صحت کے لئے جذام ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ دیگر امراض کی طرح جذام بھی ایک مرض ہے۔ لیکن یہ امر باعث تاسف ہے کہ سماج میں اس مرض سے متعلق کئی غلط فہمیاں عام ہیں۔ جذام نہ تو موروثی مرض ہے اور نہ ہی ناقابل علاج ہے۔ اسے خدائی قہر یا غضب کی علامت تصور کرنا بھی ایک غلطی ہے۔ یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ مرض کے ابتدائی ایام میں اس کی تشخیص اور باقاعدہ علاج سے مریض پوری طرح صحت یاب ہو سکتا ہے۔ محض ۲۰ تا ۲۵ فیصد جذامیوں کا مرض متعدی ہوتا ہے نیز علاج کے ذریعے متعدی مریضوں کے مرض کو بھی غیر متعدی بنایا جا سکتا ہے۔

یہ افسوس کا مقام ہے کہ جذامیوں کا سماجی بائیکاٹ کر کے انہیں تنہائی کی اذیت ناک زندگی گذارنے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جذام کے کئی مریض اپنا مرض پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اس طرح اس مرض کو پھیلنے سے روکنے میں دقتیں پیش آتی ہیں۔ بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جذام کے مریض کو بھی عام صحت مند فرد کی طرح صحت مند زندگی گذارنے کا حق حاصل ہے۔

حکومت مہاراشٹر کی انسداد جذام مہم کے تحت ڈاکٹر گھر گھر جا کر طبی جانچ کریں گے اور ضرورت مندوں کا بغیر کسی فیس کے علاج کریں گے۔ میں تمام شہریوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اس مہم میں شرکت کریں اور اسے کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہر ممکن تعاون دیں۔ "

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ
وزیر برائے صحت عامہ
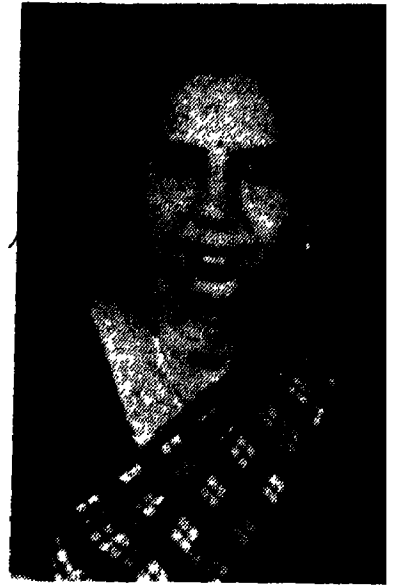
• ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ
وزیر برائے صحت عامہ

مہاراشٹر میں انسداد جذام مہم

ہندستان میں تقریباً ۳۲ لاکھ افراد کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ تعداد دنیا بھر میں کوڑھیوں کی تعداد یعنی ۱۲ تا ۱۵ ملین سے بہت قریب ہے۔ اس موذی مرض کی روک تھام کیلئے ہر جگہ باضابطہ کوششیں جاری ہیں۔ جہاں تک ریاست مہاراشٹر کا تعلق ہے، اس ریاست کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انسداد جذام کی بابت یہاں بہت بڑے پیمانے پر اور ملک کی دیگر ریاستوں سے زیادہ بہتر اور موثر طریقے سے مرتب کردہ پروگرام پر عمل آوری ہورہی ہے۔ اس کے باوجود ریاست کے کئی حصوں میں اس مرض نے سنگین صورت اختیار کرلی ہے۔ اس موذی مرض کی موجودگی تشویشناک ہے۔ حالیہ اندازے کے مطابق مہاراشٹر کے ۱۶ اضلاع میں اس مرض کی شرح فی ہزار ۵ ہے۔ حتیٰ کہ ۴ اضلاع میں اس کی شرح فی ہزار ۱۰ سے بھی زیادہ ہے۔ بمبئی کی سلم بستیوں میں اس کی شرح فی ہزار ۱۲ ہے

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے انسدادِ جذام کے ملک گیر پروگرام کی ریاستی سطح پر بھی موثر طریقے سے عمل آوری کی اپیل کی ہے۔ چنانچہ حکومتِ مہاراشٹر نے اس اپیل پر مثبت جواب میں انسدادِ جذام کی جانب اپنی پیش رفت تیز کرتے ہوئے ۲۰۰۰ء سال تک جذام کے ۱۰۰ فی صد خاتمے کا یقین دلایا ہے۔ فوری طور پر ریاستی سطح پر ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ جس نے ریاست میں جذام کے مسئلہ کے ہر پہلو کا بغور جائزہ لینے کے بعد چند سفارشات بھی پیش کردی ہیں اس میں سے سب سے اہم سفارش کو سماجی نقطہ نظر سے غور کرتے ہوئے عمل میں بھی لایا گیا ہے۔ وہ ہے جذام قانون بابت ۱۸۹۸ء کی تنسیخ۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بہر حال مہاراشٹر وہ پہلی ریاست ہے جس نے یہ قدم اٹھایا ہے

حال ہی میں صحت عامہ کے حصولِ مقصد کے تحت مہاراشٹر میں دفع پولیو کی کامیاب مہم چلائی گئی۔ اس مہم کے کامیاب نتائج نے ہمارے حوصلے بلند کئے ہیں۔ اب ریاست بھر میں تعلیمی و تشخیصی انداز سے ریاست گیر انسداد جذام مہم کا نفاذ کیا گیا ہے۔ جذام ایک طبی مسئلہ ہے اس لئے یہ لازمی ہے کہ اس مہم میں طبی طبقے کا بھرپور تعاون حاصل ہو۔ ابھی صرف ۹ راگست ۸۳ء کو ہی اس مہم کے سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل نے گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی میں ریاست کے مختلف میڈیکل کالجوں سے وابستہ اعلیٰ عہدیداران اور اساتذہ کی تربیت کے لئے ایک ورکشاپ سیمینار کا افتتاح کیا تھا۔ اسی طرح ایک دوسرا سیمینار انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے اراکین کے لئے منعقد کیا گیا تھا جذام سے متعلق فلم شوز، سلائیڈ شوز اور عملی مشاہدات کا انتظام کیا گیا تھا جس میں طبی کالجوں کے چاروں شعبوں یعنی ایلوپیتھی ایورویدک، ہومیوپیتھی اور یونانی طب کے طلبہ کو شریک کیا گیا تھا۔

بمبئی کی ۸ ملین شہری آبادی میں سے ۵۰ فیصد سے زیادہ لوگ سلم بستیوں میں آباد ہیں اور ان سلم بستیوں میں اس موذی مرض کی شرح تعداد اندازاً ۱۲ نفوس فی ہزار ہے۔ ان بستیوں میں آباد جذامیوں کا

مرض اس قدر متعدی ہے کہ صرف شہر ہی نہیں بلکہ ریاست کے
اندرونی حصوں کو بھی متاثر کرسکتا ہے۔ چنانچہ انسداد جذام مہم
کو کم از کم عرصے میں کامیابی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس بات کی
پیشِ نظر اس اقدام میں بڑی حد تک کامیابی کا امکان ہے۔
شرطیکہ دھاراوی جیسی ایک بڑی سلم بستی میں مذکورہ مہم کو
علیمی و تشخیصی انداز سے بتدریج عمل میں لایا جائے۔

چنانچہ ریاست میں انسداد مہم کی ابتدا کے لئے شہر
بمبئی کا انتخاب عمل میں آیا اور یہاں واقع ایشیا کی سب سے
بڑی سلم بستی دھاراوی پر نظر پڑی۔ یہاں ۶۰ تا ۷۰ ہزار
مکانات آباد ہیں۔ مذکورہ چار روزہ انسداد جذام پروگرام کے
دوران طبی اور نیم طبی اسٹاف گھر گھر دورہ کرکے جذام کی تشخیص
کرنے کے بعد متاثرہ مریضوں کے کیس جذام پروجیکٹ بمبئی
کے مرکز میں بغرض علاج رجوع کئے جائیں گے۔ طریقۂ علاج
کے تحت جدید دوائیاں استعمال کی جائیں گی اور ماہرین کا تعاون
حاصل کیا جائے گا۔

بے شک جذام کے مکمل خاتمہ کا انحصار رصدگاہوں میں
اور مہم کے دوران جمع کردہ معاملوں پر جانچ اور ریسرچ پر منحصر
ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ متواتر اس شعبہ میں ریسرچ کے بعد
کوئی ایسی دوا یا ٹیکہ ایجاد ہوجائے جس سے اس موذی مرض
پر مکمل قابو پایا جاسکے۔ اب تو یہی ہوسکتا ہے کہ اس مرض کا علاج
ان مخصوص دواؤں سے ہی کیا جائے جس کا انتظام کیا گیا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ زیر بحث پروگرام کی دھاراوی سلم بستی میں
کامیاب عمل آوری کے بعد شہر بمبئی کے دیگر علاقوں نیز ریاست کے
اندرونی حصوں کا بھی احاطہ کیا جاسکے گا۔ اگر اس موذی مرض کی متعدی
حیثیت کو ۲۰۰۰ء سال کے اندر ختم کیا جاسکا تو واقعی یہ
بہت بڑی کامیابی ہوگی لیکن ایسے مریضوں کی بازآبادکاری
جسمانی معذوری پھر بھی ایک مسئلہ رہے گی جسے ابھی دوران
کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔

یاد رکھیے

★ کسی بھی شخص کو جذام کا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔
★ یہ مرض جراثیم کی وجہ سے پھیلتا ہے۔
★ جذام کا مرض موروثی نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ قہرالٰہی ہے۔
★ جذامیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں: متعدی اور غیر متعدی۔
★ یہ مرض کلی طور پر قابلِ علاج ہے۔ مرض کے آغاز ہی میں اس کی تشخیص اور باقاعدہ علاج سے مریض کو شفائے کامل حاصل ہوسکتی ہے نیز اس کی صورت شکل بھی بگڑنے نہیں پاتی۔
★ صرف ۲۰ تا ۲۵ فی صد جذامیوں کا مرض متعدی نوعیت کا ہوتا ہے۔ باقاعدہ علاج سے انہیں غیر متعدی جذامیوں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اور رفتہ رفتہ مریض پوری طرح صحت یاب ہوسکتا ہے۔
★ جذام کے مریض کو اپنے طور پر علاج بند نہیں کرانا چاہیئے۔
★ ایک اندازے کے مطابق مہاراشٹر میں تقریباً ۴ لاکھ افراد اس مرض میں مبتلا ہیں۔
★ تمام سرکاری اور میونسپل دواخانوں، پرائمری ہیلتھ مراکز، کاٹیج سول اسپتالوں اور رضاکار اداروں کے مراکز میں اس مرض کے علاج کی سہولتیں دستیاب ہیں۔
★ متعدد رضاکار ادارے جذام کے انسداد اور جذامیوں کی بازآبادکاری کے کاموں میں مصروف ہیں۔ ان میں وروڑا میں واقع شری بابا آمٹے کا "آنندون" اور امراوتی میں واقع ڈاکٹر شیواجی راؤ پٹوردھن کا "تپ ون" خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

• جی روندرن نائر

۲۰۰۰ء تک جذام کا خاتمہ

" میرا ملک ملیریا اور چیچک کا قلع قمع کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ ملک جذام کے خاتمے کے لئے بھی یہ کامیابی حاصل کر سکے جو کہ ایک مہلک بیماری ضرور ہے لیکن اس پر قابو پانے کے لئے ادویات دستیاب ہیں۔ اگر اس مسئلے پر قابو پانے کے لئے سائنسی اور اور پرزور طریقہ سے وار نہ کیا گیا تو اس کے مزید پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ سردست ۵۳ ممالک میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ اگلے ۲۰ برسوں میں کوڑھ کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے عالمی پیمانے پر مہم چلائی جائے، صحت سے متعلق ٹکنالوجی کا استعمال کیا جائے اور اس سلسلے میں لوگوں کو تعلیم سے آگاہ کیا جائے۔"

مندرجہ بالا اقتباس وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی تقریر کا تھا جو انہوں نے ۶ مئی ۱۹۸۱ء کو جینوا میں چونتیسویں عالمی صحت اسمبلی کے اجلاس میں کی تھی۔

غالباً دنیا میں ایسا کوئی مرض نہیں ہے جو سائنس دانوں، طبی ماہرین، منصوبہ سازوں اور منتظمین کے لئے توجہ کا مرکز نہ بنا ہوا ہو۔ لیکن ان تمام امراض میں کوڑھ کو ترجیح دی جارہی ہے۔ اگرچہ ذیابطس، تپ دق، پولیو، ملیریا، جنسی امراض اور اسی طرح کی دیگر بیماریاں بھی دنیا میں موجود ہیں اور لوگ ان کا بھی شکار ہوتے ہیں لیکن لوگ جذام سے خوف زدہ ہیں۔ کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صدیوں سے اس بیماری کے بارے میں بہت سے توہمات پائے جاتے ہیں۔ جب ہم کسی فقیر کی کٹی ہوئی اور اندر دھنسی ہوئی ناک دیکھتے ہیں یا کٹے ہوئے ہاتھ وغیرہ دیکھتے ہیں تو ہمارا ذہن فوراً ہی ان توہمات کی جانب جاتا ہے نیز یہ تصور کیا جاتا ہے کہ متعلقہ شخص اپنے سابقہ کرموں کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔

لیکن سائنس نے ان سب توہمات کو غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ تپ دق، میعادی بخار اور دوسری متعدی بیماریوں کی طرح یہ بیماری بھی جراثیم سے پھیلتی ہے۔ سب سے پہلے ۱۸۷۴ء میں ناروے کے ایک سائنس داں ڈاکٹر گرہارڈ آرمور ہان سین نے جذام پھیلانے والے جراثیم کی نشاندہی کی تھی اور وہ اس مشہور ہوگئے تھے کہ جذام کو ہان سین کی بیماری کہا جا تا تھا۔ اگر ابتدا میں اس بیماری کا علم ہو جائے تو بہ آسانی اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ ۱۹۴۱ء میں سافون ادویات کا علم ہو سے اس بیماری کے انسداد میں اہم کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے تجربات ہوتے رہے اور پھر اس کے علاج کے لئے ایک اور و ڈائی مینو ڈیفنل (ڈی ڈی ایس یا ڈیپسون) دریافت کی گئی۔

انسداد جذام کا قومی پروگرام

ہند میں ۳۲ لاکھ افراد جذام کی بیماری کا شکار ہیں۔ ا مسئلے کو حل کرنے کے لئے پہلے منصوبے کی مدت کے آخری یعنی ۱۹۵۵ء میں 'انسداد جذام' کے قومی پروگرام پر عمل آوری شر کی گئی۔ اس کے بعد کے تمام منصوبوں میں اس پروگرام کو اہمی دی جاتی رہی ہے۔ جذام یا کوڑھ کے علاج کے لئے موثر دوا کی دستیابی سے پروگرام کی کامیابی بڑھتی گئی۔ اگر کوڑھ کا ابت میں ہی علم ہو جائے تو نہ صرف اس کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جا سکتا بلکہ اس کو پھیلنے سے بھی روکا جا سکتا ہے نیز اس بیماری کا قلع ق کیا جا سکتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ

★ ملک میں اس وقت ۳۲ لاکھ جذام کے مریض ہیں۔

★ تقریباً ۲۵ لاکھ مریضوں کا پتہ لگایا جا چکا ہے اور ۲۳ لاکھ زیر علاج ہیں۔

★ ہر سال جذام کے تقریباً ۲۶۳ لاکھ واقعات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

★ ہر سال علاج سے ٹھیک ہونے اور اس مرض سے ہلاک ہوجانے والے اشخاص کی تعداد تقریباً دو لاکھ ہے۔

★ جذام کے مریضوں میں ۲۵ فی صد مریض ۱۴ سال سے کم عمر کے بچے ہیں۔ مریضوں کی ایک چوتھائی تعداد جسمانی بگاڑ میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

★ بیماری کی وجہ سے تقریباً چار لاکھ مریض سماجی اور اقتصادی زندگی سے الگ تھلگ ہیں اور دو لاکھ مریض اِدھر اُدھر گھوم کر بھیک مانگتے ہیں۔

★ جذام کے مریضوں کے علاج کے لئے ملک میں آٹھ ہزار مراکز قائم ہیں۔

★ ان مراکز سے ۱۹۵۱ء سے اب تک تقریباً دس لاکھ مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اس مدت کے دوران ۵۷۶،۴ لاکھ روپے اس مرض کے خاتمے کی تدابیر پر خرچ کئے گئے۔

★ اس مرض کی روک تھام کے لئے چھٹے پنجسالہ منصوبے کے دوران چالیس کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر مزید فنڈ فراہم کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا قومی پروگرام کے تحت اس بیماری کا ابتدائی مرحلے پر پتہ چلا کر مریضوں کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے اور صحت سے متعلق ضروری تعلیم دی جاتی ہے۔ نظرانداز کئے گئے مریضوں کے لئے فلاحی سرگرمیاں شروع کی جاتی ہیں نیز طبی عملے کو تربیتی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ پروگرام کی عمل آوری کے دوران اس بیماری کی روک تھام اور علاج کے لئے جو کچھ بھی تجربات حاصل ہوتے ہیں اور جن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان کے مطابق پروگرام میں ردوبدل کیا جاتا ہے۔

مرکزی حکومت اور ریاستی سرکاروں کی کوششوں کے علاوہ بہت سی رضا کار تنظیمیں بھی خاموش طریقے پر بے لوث خدمات انجام دے رہی ہیں تاکہ کوڑھ کا شکار لاکھوں مریضوں کے لئے خوشی اور شادمانی کا ماحول بنایا جا سکے۔ ہند کُشٹ نِوارن سنگھ اور عالمی صحت تنظیم نیز بچوں سے متعلق اقوام متحدہ کا بین الاقوامی فنڈ جیسی عالمی تنظیمیں اس میدان میں پیش پیش ہیں۔ اس بیماری کے انسداد کے لئے صدیوں سے کوششیں جاری ہیں لیکن سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ اب تک اس بیماری کا کوئی موثر ٹیکہ ایجاد نہیں ہوا جسے اس علاقے کے لوگوں کو لگایا جا سکے جہاں یہ بیماری پھیل رہی ہو۔ چیچک کے قلع قمع کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ ہم اس کا ٹیکہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے جو سال بہ سال کثیر تعداد میں لوگوں کو لگایا جاتا تھا۔

آج جذام کے شکار مریضوں کے لئے جو دوائیں جاری ہیں، ان کی مدد سے برسوں تک علاج جاری رہتا تھا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ مرض دوبارہ شروع ہو جاتا ہے ابتداء میں سلفون ادویات اور ڈیپسون پر ہی علاج کے لئے انحصار کیا جاتا تھا لیکن اب کئی کئی دوائیں ایک ساتھ استعمال کی جاتی ہیں۔ مرکزی کابینہ کی ایک کارگذار کمیٹی نے بھی یہ کہا ہے کہ جذام کے علاج کے لئے صرف ایک دوا کے بجائے کئی کئی دوائیں ایک ساتھ استعمال کی جائیں ـــ تاکہ علاج موثر ثابت ہو سکے۔

اس بیماری کے خاتمے میں لاکھوں عوام کی ناخواندگی توہمات عام تعلیم کا فقدان، ٹیکے کا ایجاد نہ ہونا اور ابتدائی مرحلے پر اس بیماری کا علاج نہ کرانا اہم رکاوٹیں ہیں۔ جذام کی بیماری کے قلع قمع کیلئے جو بھرپور اور

سطحوں پر کوششیں کی جارہی ہیں۔ خوش قسمتی سے ان کوششوں کے نتیجے میں اب سوچنے سمجھنے کے ڈھنگ میں تبدیلی آرہی ہے اور لوگ علاج معالجے کی جانب توجہ مرکوز کرنے لگے ہیں۔ وزیر اعظم نے جنوری ۱۹۸۲ء میں جس نئے ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا ہے اس میں بھی کوڑھ کے انسداد کی بھرپور کوششیں کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔

کوڑھ کے کنٹرول سے متعلق قومی کمیشن

مرکزی کابینہ کی کارگذار کمیٹی نے ۲۰۰۰ء تک کوڑھ کو ختم کرنے کے لئے ایک عظیم حکمتِ عملی کے طور پر متعدد سفارشات تجویز کی ہیں۔ وزیر اعظم کی قیادت میں کوڑھ کے انسداد سے متعلق ایک قومی کمیشن قائم کیا جائے گا جو کوڑھ کے خاتمے سے متعلق پروگرام کی عمل آوری پر نگاہ رکھے گا اور اس سلسلے میں رہنمائی بھی کرے گا۔ اس بیماری کے سلسلے میں ایک بورڈ بھی قائم کیا جائے گا جس کے چیرمین وزیر صحت ہوں گے۔ یہ بورڈ کوڑھ کے خاتمے سے متعلق کمیشن کے پروگراموں کی عمل درآمد کا ذمہ دار ہوگا۔ کمیٹی نے ایسی ریاستوں سے جہاں کوڑھ کے مریضوں کی تعداد زیادہ ہے کہا ہے کہ وہ بھی عمل درآمد اور رہنمائی سے متعلق ادارے قائم کریں جس کے چیرمین بالترتیب وزیر اعلیٰ اور ریاست کے صحت سے متعلق سکریٹری ہوں۔

۲۰۰۰ء تک کوڑھ کو ختم کرنے کی غرض سے ہمیں کئی میدانوں میں شد و مد کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ جیسے ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام کو کوڑھ کے تمام پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کرنا، علاج اور بیماری کی روک تھام کے لئے تحقیق اور جذام سے شکار مریضوں کی سماجی اور اقتصادی اعتبار سے آبادکاری۔ عوام اور رضا کار اداروں کو بھی سرکاری اداروں کے ساتھ مل کر بڑے پیمانے پر کوششیں کرنی ہوں گی تاکہ کوڑھ جیسے موذی مرض کا جڑ سے خاتمہ کیا جا سکے۔

ضروری گذارش

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا رسالے کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافے یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

• ڈاکٹر جاوید احمد
معرفت قلندریہ اردو جونیئر کالج منگرول پیر (ضلع آکولہ)

جزام کا سماجی پس منظر

کسی بھی ملک کی خوش حالی اور ترقی کا دار و مدار اس کے
شندوں کی صحت و تندرستی پر ہوتا ہے۔ اس کے باسیوں کی
ہنی و جسمانی صحت مندی ہی در اصل اس ملک کی حقیقی دولت
دتی ہے۔ ہر شخص کو بلا امتیاز رنگ، نسل، مذہب، زبان، سیاسی
ماجی و معاشی حالات یہ بنیادی حق حاصل ہے کہ وہ صحت مندی
نعمت سے فیض یاب ہو سکے۔ اس حق کو بین الاقوامی ادارہ صحت
(W.H.O.) بھی تسلیم کرتا ہے اور اس کی صراحت گاہے گاہے
ا کی مختلف میٹنگوں کے دوران کی جا چکی ہے۔ جدید دور میں لفظ
صحت" کی توضیح ایک نئے پیرائے میں کی گئی ہے۔ بیماریوں پر
در کھنا اور ان کے انتشار پر روک لگانا آج کی طبی سائنس کا
دی مقصد ہے جبکہ بیماریوں کے علاج کا شمار اس سے ثانوی
حد کے تحت ہوتا ہے۔ Sigerist نے ایک جگہ اس
ا کی تشریح بڑی خوبی سے کی ہے۔ وہ لکھتا ہے :

"جسمانی اور ذہنی اعتبار سے متوازن شخص
جو اپنے سماجی اور طبیعی ماحول سے مطابقت
پیدا کر سکے، وہی صحیح معنوں میں "صحت مند"
کہلانے کا مستحق ہے۔ ایسا شخص اپنی طبیعی
اور ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے
ماحول میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے
مطابقت پیدا کر سکتا ہے (بشرطیکہ وہ
عام حدود سے تجاوز نہ کر چکی ہوں) اور
اپنی قابلیت و صلاحیت کے موافق سماج کے
بہبود اور تعمیر کے عمل میں حصّہ لیتا ہے۔
اس لئے محض بیماریوں سے پاک ہونا ہی
صحت مندی کی علامت نہیں بلکہ صحت مندی
ایک مثبت رویہ ہے، فرائض اور
ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے قبول کرکے
انجام دینے کا۔"

(Yale university Press page 100)

مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں جذام اور جذامیوں کے
طرز فکر و عمل، اور زندگی سے متعلق ان کے نظریے کا جائزہ لیا جاتا ہے
تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اس بیماری سے متاثرہ
اشخاص کو جسمانی اور ذہنی اعتبار سے متوازن نہیں کہا جا سکتا اور نہ
ہی یہ ملک و قوم کی ٹھوس تعمیری خدمت انجام دیتے ہیں۔ اس صورت حال
کی ذمہ داری ایک طرف اگر ارباب محکمۂ صحت عامہ پر ہے تو دوسری طرف
حکومت، سیاسی رہنماؤں اور خود سماج کو بھی اس الزام سے بری الذمہ
قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس قول کی تصدیق مندرجہ ذیل سطور کے مطالعہ
سے کی جا سکتی ہے۔

شاید ہی کوئی اور بیماری ہو جو جذام کی طرح اتنے پوشیدہ طور
پر اور اتنی آہستگی اور خاموشی سے مریض کو اپنے شکنجے میں کستی ہو
اور جب مریض کو اس بات کا احساس ہوتا ہے اس وقت بہت
دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ ایسے مریض میں بد ہیئتی کے آثار نمایاں ہو جاتے
ہیں اور اس کا علاج اگر نا ممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہو جاتا ہے
مریض اپنے روگ کو ظاہر کرنے میں ایک طرح کی ہتک محسوس کرتا ہے
اور اسے یہ خوف کھائے جاتا ہے کہ معاشرہ اس سے نفرت کرنے
لگے گا اور لوگ اس سے کتراتے پھریں گے۔ اس کے باعث وہ
اپنی اس شکایت کو اوروں سے چھپانے میں ہی بہتری جانتا ہے مگر
اس کی یہ نادانی اور لاپرواہی جہاں خود اس کے لئے نقصان دہ ثابت
ہوتی ہے وہیں سماج کے لئے بھی ایک خطرہ بن جاتی ہے وہ اپنے
آس پاس کے جلد مغلوب ہو جانے والے صحت مند افراد تک اپنی

بیماری کے جراثیم پھیلانے کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ ایسے شخص کو طبی اصطلاح میں "مرض بردار" کہا جاتا ہے۔ اس سنگین صورت حال کا ذمہ دار سراسر سماج ہے لہٰذا رائے عامہ میں تبدیلی فوری توجہ کی متقاضی ہے۔

آج ہندستانی معاشرے میں جذام (اور متعدد بیماریوں) کے بارے میں بڑے گمراہ کن خیالات پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ہمارے ملک سے ابھی تک ان امراض کا خاتمہ ممکن نہیں ہو سکا ہے۔ چنانچہ جذام سے متعلق بھی مندرجہ ذیل غلط فہمیاں بڑی عام ہیں

(۱) جذام ایک موروثی مرض ہے اور لا علاج ہے۔
(۲) جذام خطرناک حد تک ایک متعدی مرض ہے۔
(۳) سماجی بائیکاٹ
(۴) بھکاری اس بیماری کو پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔
(۵) جذام ایک سزا ہے جو ان مریضوں کو پچھلے جنموں کے پاپوں کی پاداش میں دی جا رہی ہے۔

آیئے! اب ذرا ان غلط فہمیوں کا تجزیہ بھی کرتے چلیں تاکہ ان کی لغویت اور ان کا بے بنیاد ہونا کھل کر سامنے آ جائے۔

یہ خیال بہت عام ہے کہ جذام ایک خاندانی مرض ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بھی دیگر متعدی امراض کی طرح مریض سے قریبی، متواتر اور طویل عرصہ تک ساتھ رہنے سے پیدا ہو سکتا ہے مگر محض مریض سے سرسری تعلقات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

یہ مائکو بیکٹیریم لیپری Mycobacterium Leprae نامی جراثیم سے پھیلتا ہے۔ ابتدا میں جلد اور اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ متاثرہ جلد کا حصہ بے رنگ یا ہلکے گلابی رنگ کا ہو جاتا ہے۔ اس حصہ پر پسینہ نمودار نہیں ہوتا اور وہاں کے بال جھڑ جاتے ہیں۔ جلد کا یہ حصہ چکنا اور چمکدار دکھائی دینے لگتا ہے اور اس کی سطح قدرے ابھری ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اسی قسم کے داغ رفتہ رفتہ جسم کے دوسرے حصوں پر بھی نمودار ہو جاتے ہیں۔ جذام اپنا اظہار بعض دوسری صورتوں میں بھی کر سکتا ہے۔ جیسے جسم کے چند حصوں خصوصاً ناک، ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کے سرے اور کان کی لوؤں کا جھڑ جانا، ہاتھ اور پیروں پر چھالوں کا نمودار ہونا۔ چہرے کا چھوٹے چھوٹے نقطوں Nodules سے متاثر ہونا، انگلیوں پر سوجن آ جانا، بھوؤں کا جھڑنا، ہاتھ اور پیروں پر ایسے چھالوں کا پیدا ہو جانا جن سے ایک قسم کا بدبودار مادہ بہتا رہتا ہے۔ ایسی تمام صورتوں میں جسم بد وضع اور بدشکل ہو کر رہ جاتا ہے اور مریض سے کراہیت سی محسوس ہوتی ہے۔

مگر یاد رہے یہ تمام تبدیلیاں ابتدائی حملے کے دوران نمو نہیں پاتیں۔ ان سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آگے تحریر کی جانے والی علامات میں سے اگر چند علامتیں بار بار نظر آئیں تو متاثرہ شخص فوراً کسی ڈاکٹر یا قریبی جذام مرکز سے رجوع کر کے اپنا شک رفع کر لے۔ خدا نخواستہ جذام کے آثار ہوں تو ان سے بھی نپٹنا اتنا مشکل نہیں۔

جذام کی چند علامتیں یہ ہو سکتی ہیں: کمزوری، الجھن، سر درد، جوڑوں میں درد، بخار، بھوک میں کمی، قبض اور جسم کے حصوں خصوصاً پیٹھ وغیرہ پر جلد کی رنگت کا تبدیل ہو جانا وغیرہ

ایک بڑی غلط فہمی جو پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جذام قابل علاج مرض نہیں ہے اور اس جہالت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ خود مریض اور اس کے رشتہ دار علاج کی طرف سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ اندھی عقیدت کا شکار ہو کر مقدس مقامات کی سیر اور زیارت کرتے اور متبرک دریاؤں کے پانی سے نہاتے پھرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے مرض پیچیدہ سے پیچیدہ تر مرحلہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کا علاج دن بدن مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ مریض اچھی طرح سمجھتا ہے کہ سماج ایسے اشخاص سے تعلقات منقطع کر لیتا ہے اور یہ خوف اسے اپنے روگ کو سماج کی نگاہوں سے چھپا کر رکھنے پر اکساتا ہے۔ اس طرح مرض کو پوشیدہ رکھنے کا سبب سماجی ہے۔

وقت کے گذرنے کے ساتھ جسم بدوضع و بدہیئت ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں مریض مجبوراً کسی دواخانے کا رخ کرتا ہے۔ اس عرصہ کے دوران وہ خفیہ طور پر جراثیم کے انتشار کا ذریعہ بنا رہا اور اس کا مرض بھی پیچیدہ مرحلے میں داخل ہو چکا۔ لہٰذا معاشرہ اگر اپنا نقطۂ نظر کو تبدیل کر لے تو ایسے بدنصیب اشخاص بے خوفی کے ساتھ علاج کی طرف مائل ہو سکیں گے اور اس طرح پورا معاشرہ ایک بڑے خطرے سے محفوظ رہ سکے گا۔

مہاتما گاندھی نے سیوا گرام (وردھا) کے آشرم میں مشہور مدبر اور دیش بھگت پرچور شاستری کی خدمت اور تیمار داری کر کے یہ مثال قائم کر دی ہے کہ جذام کے مریض، نفرت کے بجائے ہمدردی، توجہ اور علاج کے مستحق ہیں نیز انہوں نے ان بے بنیاد تصورات کا بھی ابطال کیا ہے کہ جذام موروثی مرض ہے اور ناقابل علاج ہے۔

قومی جذام تنظیم

National Leprosy Organisation نے اس تصور کو ایک نعرہ "Leprosy is curable" (Slogan) کے طور پر تسلیم کر کے جذام کے خلاف محاذ جنگ قائم کیا ہے۔ مگر افسوس کہ ۲۵ برس گزر جانے کے بعد بھی یہ مہم کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو پائی ہے اور اس ناکامیابی کے اسباب ہماری جہالت اور اوہام پرستی میں مضمر ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ جذام ایک متعدی مرض ضرور ہے مگر احتیاط اور طبی اصولوں کو ملحوظ رکھا جائے تو تعجب نہیں کہ مریضوں کے قریب رہتے ہوئے اور ان کی تیمارداری کرنے کے باوجود، ایک شخص اس کے حملے سے محفوظ رہ سکے۔

گھر، خاندان اور سماج سے علیحدگی کا خوف بھی مرض کو چھپا کر رکھنے کا ذمہ دار ہے۔ لہٰذا یہ انتہائی ضروری ہو جاتا ہے کہ عوام میں پائے جانے والے بے بنیاد تصورات کے خاتمہ کی کوشش کی جائے اور ہر ممکنہ وسیلہ کا استعمال کر کے ناخواندہ افراد پر بھی حقیقی صورت حال کو واضح کیا جائے تاکہ یہ غلط فہمیاں جذامیوں کو اپنا مرض پوشیدہ رکھنے پر آمادہ کر کے انہیں علاج سے دور نہ لے جائیں۔

گلی، کوچوں، سڑکوں، تفریح گاہوں اور مذہبی مقامات پر نظر آنے والے بھکاریوں کی بھیڑ میں ایسے جذامیوں کو دیکھ کر جن کی ناک کی جگہ گڑھے اور انگلیوں کے سرے جھڑتے ہوئے نظر آتے ہیں، دیکھنے والا یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ واقعی اس موذی مرض کا علاج ممکن نہیں نیز اسے بھکاری ہی پھیلاتے ہیں۔ یہ دونوں ہی خیالات حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ جذام کے یہ چلتے پھرتے اشتہار دراصل اپنی معذوری اور مجبوری کا استعمال کر کے لوگوں کے مذہبی جذبے اور جذبۂ ہمدردی کو ابھار کر ان سے زیادہ سے زیادہ خیرات وصول کرنے کے متلاشی ہوتے ہیں۔ درحقیقت جسم کی یہ خامی یا بدوضعی ان کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔ اگر وہ ابتدا ہی سے علاج کی طرف مائل ہوتے تو اس میں کامیابی یقینی تھی۔

یہ خیال بھی نہایت لغو، بے بنیاد اور جہالت پر مبنی ہے کہ جذام "کرموں" کا "پھل" ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی کسی دوسرے مرض کی طرح کسی بھی شخص کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے اس کا تعلق ہماری اسی دنیا کے آب و گل سے ہے اور باقاعدگی سے علاج اس کا خاتمہ یقینی طور پر کر سکتا ہے۔

بھارت میں جذام کے مریضوں کی تعداد لگ بھگ ۳۲ اور مہاراشٹر میں سب سے زیادہ یعنی تقریباً چار لاکھ ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ مہاراشٹر خصوصاً بمبئی میں ہر سال آس کے صوبوں سے ۵ تا ۶ ہزار جذامی داخل ہوتے ہیں۔ مہاراشٹر کا علاقہ دیگر حصوں کے مقابلے میں زیادہ ہی بد قسمت واقع ہے ایسے مریضوں کا تناسب یہاں زیادہ ہے اور ستم ظریفی تو دیکھئے وردھا جیسے ضلع میں جہاں کے سیواگرام آشرم سے گاندھی جی کا تعلق رہا، وہاں اس کا تناسب اور بھی اونچا ہے۔ یورپی ممالک میں اس کا نام و نشان تک نہیں مگر ایشیائی ممالک خصوصاً ہندوستان اس کا ایک محفوظ اور مضبوط گڑھ ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں جیسے ملک میں پھیلی عام جہالت طبی اصولوں سے لاعلمی، رہن سہن کے طریقوں کی خامیاں، ناقص غذا وہم پرستی وغیرہ۔

دنیا کے مختلف ممالک میں یہ تجربات کئے جا رہے ہیں کہ بیماری کے جراثیم کو تجربہ خانہ میں پیدا کر کے اسے الگ (isolate) کیا جا سکے تاکہ اس کا تفصیلی مشاہدہ و مطالعہ ممکن ہو سکے۔ یہی وجہ ہے جس کے باعث اس کی مدافعت کے لئے اب تک کوئی ٹیکہ تیار نہ ہو سکا ہے۔ یاں ڈھیر ساری دوائیں، انجکشن، مرہم اور گولیوں کی شکل میں بازار میں دستیاب ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو اب پلاسٹک سرجری کی مدد سے بدشکلی و بدوضعی کے عیوب کو بھی دور کیا جا سکتا ہے جو صد درجہ علاج کی طرف سے غفلت برتنے کے نتیجے میں پیدا ہو جاتی ہے مگر یاد رہے کہ ہندوستان جیسے غریب ملک کے لئے یہ علاج کچھ زیادہ سود مند نہیں اور پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ علاج میں اتنی تاخیر کیوں کی جائے کہ جسم بدوضع ہو جائے اور پلاسٹک سرجری کی نوبت آ جائے۔

شری منوہر دیوان پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء کو جذام کے خلاف علاج کا ایک عملی پروگرام شروع کیا۔ امراوتی کے "راحت گھر- تپوون (Tapovan)" کا وجود ۱۹۴۹ء اور وردھا (Wardha) کے آنندون کا قیام ۱۹۵۱ء میں عمل میں آیا۔ اس ضمن میں سورگیہ اپّا صاحب دستانے، ڈاکٹر داڈیکر، باباصاحب آمٹے، ڈاکٹر بندوروالا، ڈاکٹر پٹوردھن ــ یہ چند ایسے نام ہیں جنہوں نے اس مرض کے خلاف عملی کوششیں کیں۔ ان کی خدمات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ امراوتی کے تپوون جذام مرکز میں تین سو افراد کے رہنے سہنے، کھانے پینے اور علاج کے

ہرطرح کی سہولیات میسّر ہیں۔ ڈناپور کے "کشٹ دھام" اور دوروا کے آنندون کا ذکر بھی یہاں ناگزیر ہے جہاں بڑی محنت، لگن، نیت اور خلوص کے ساتھ جذامیوں کا علاج کیا جاتا ہے اور ان کی دیکھ بھال عمدہ ڈھنگ سے کی جاتی ہے۔ پونے کے ڈاکٹر بندورے دارالجذام اسپتال کا نام سارے ملک کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے جہاں نہ صرف ان مریضوں کو جسمانی اعتبار سے توانائی و تندرستی عطا کی جاتی ہے بلکہ زندگی سے بیزار ان اشخاص میں ایک عزم اور کچھ کرنے کا حوصلہ بھی پیدا کیا جاتا ہے۔ انہیں زراعت، باغبانی، ڈیری فارمنگ وغیرہ پیشوں سے منسلک کرکے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل بنایا جاتا ہے تاکہ یہ خود کو جذباتی اور ذہنی اعتبار سے واقعی "صحت مند" محسوس کرسکیں اور سماج و ملک کی تعمیر و تشکیل میں عملی طور پر حصّہ لے سکیں۔

یہاں اس تلخ حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ ان تمام اداروں کو ملنے والی امداد اتنی قلیل ہوتی ہے کہ اس کام سے منسلک رضاکار زندہ دلی بد دلی کا شکار ہونے لگے ہیں اور اب نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ عنقریب ان میں سے بعض مراکز کو بند کر دینا پڑے۔ ایسی صورت میں حالات کون سی شکل اختیار کریں گے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ عوام اور رضا کارانہ تنظیمیں اس عظیم کام میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ مالی و تکنیکی امداد کے لئے اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور دیگر بین الاقوامی اداروں سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اس مہم میں عوام اس طرح بھی تعاون کرسکتے ہیں کہ سب سے پہلے تو وہ ان توہمات سے چھٹکارہ حاصل کریں اور پھر اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں وغیرہ کو علاج کی ترغیب دلائیں۔ اگر وہ اس طرف سے غفلت برت رہے ہیں نیز مشکوک اشخاص کو ہر ضلع پر قائم شدہ تشخیصی مراکز میں بھجوانے کا انتظام کریں۔ حکومت اور ارباب صحت عامہ کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان سہولیات اور مراعات کی خوب تشہیر کی جائے جو اس مرض کے علاج کے سلسلے میں پرائمری ہیلتھ سنٹر یا ضلعی مرکز وغیرہ کی سطح پر دستیاب ہیں۔ قومی تعلیم بالغان کی اسکیم کے تحت اگر لوگ معمولی طور پر لکھنا پڑھنا سیکھ جائیں تو اس میں سماجی شعور بیدار کیا جاسکتا ہے۔ وہ خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے، جہیز کی لعنت سے اپنا دامن بچا سکیں گے طبی اصولوں اور صفائی کی اہمیت سے واقف ہوسکیں گے اور دھیرے دھیرے ان میں عقلی و سائنسی طرز فکر پیدا ہو سکے گا۔

۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء سے شروع کی گئی۔ یہی صحت اسکیم (Rural Health Scheme) کے تحت تیار کئے گئے ہیلتھ ورکر بھی اس مہم میں موثر رول ادا کر سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ یوم جذام، عشرۂ جذام، ہفتۂ جذام، نمائشیں، فلم شو وغیرہ کے انعقاد سے بھی مدد لی جاسکتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد اس خاص مرض کے ساتھ ساتھ صحت کے عام اصولوں سے بھی واقف ہوسکیں۔ ہر علاقے کے سرکردہ افراد بھی اس ضمن میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر اس ملک کے عوام، سرکاری ادارے، رضاکارانہ تنظیمیں وغیرہ جو اس عظیم کام میں مصروف ہیں منظم ہوکر ایک خاص تنظیم و ترتیب کے ساتھ کام کریں تو بہت جلد "جزام سے پاک معاشرہ" ایک حقیقت کا روپ اختیار کرلے گا اور ہندوستان اس لعنت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائے گا۔

ضروری گذارش

* دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو ہمارے خط یا آپ کے رسالے کے اوپری حصہ پہ درج رہتا ہے۔
* جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں، ادارہ کی طرف سے تمام خطوط کے جواب دیئے جاتے ہیں۔
* منی آرڈر کوپن پر (فارم کے نچلے حصّہ میں) ہمیشہ اپنا نام، پتہ اور تجدید خریداری کے لئے سابقہ نمبر حوالہ صاف صاف ضرور تحریر فرمائیں۔

اسی طرح خط لکھتے وقت یا مضمون روانہ فرماتے وقت بھی اپنا پورا نام مع پتہ ضرور تحریر فرمائیں۔

(ادارہ)

۲۰ نکاتی پروگرام پر کامیاب عمل آوری
مہاراشٹر کی پیش رفت

ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۹۷۵ء میں ایک بیس نکاتی سماجی و معاشی ترقیاتی پروگرام جاری کیا تھا، تاہم جنتا سرکار کے ڈھائی سالہ دورِ حکومت میں بیس نکاتی پروگرام کے تحت جاری کردہ متعدد سماجی و معاشی پالیسیوں کو پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں مرکز اور ملک کی متعدد ریاستوں میں دوبارہ برسرِ اقتدار آنے پر وزیر اعظم نے ۱۹۷۵ء میں جاری کردہ سماجی و معاشی ترقیاتی اقدامات کا تبدیل شدہ حالات کے تحت جائزہ لیا۔ اس دوران ملک کی معیشت کا استحکام اور سماج کے کمزور طبقات کی بہبود ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ وزیر اعظم نے حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ۱۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کو ایک نئے بیس نکاتی سماجی معاشی ترقیاتی پروگرام کا اعلان کیا۔ ۱۹۸۰ء کے لوک سبھا انتخابات کے لئے بطور منشور وضع کیا گیا یہ پروگرام ملک کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مہاراشٹر دونوں بیس نکاتی پروگراموں پر عمل آوری میں پیش پیش رہا ہے۔ سماج کے کمزور طبقات کو بالراست فائدہ پہنچانے والے پروگراموں کی عمل آوری پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے مطابق مہاراشٹر میں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے دیہی باشندوں اور ان کی املاک کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے ایک سروے کیا گیا جو ۱۹۸۲ء میں مکمل ہوا۔ اس سروے کے مطابق مہاراشٹر میں کل ۳۱ لاکھ دیہی باشندے غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذار رہے ہیں۔ انہیں اس سطح سے بلند ہونے کے نے

فوتی راج

حکومت اور دیگر مالی اداروں کی امداد کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل ایسے افراد کو مختلف ایجنسیوں کی اسکیموں یا پروگراموں کے تحت امداد دی جاتی تھی۔ یہ اسکیمیں / پروگرام متعلقہ ایجنسی اپنے طور پر زیرِ عمل لاتی تھی۔ لیکن ان کوششوں سے خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ لہٰذا ہم نے مہاراشٹر میں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے ہر خاندان کی انفرادی ضروریات کا پتہ لگا کر مربوط دیہی ترقیات پروگرام یا کسی سرکاری ایجنسی کے پروگراموں کے تحت ان ضروریات کی تکمیل کا انتظام کیا ہے۔

چھٹے پنج سالہ منصوبہ کے تحت ۸٫۸۶ لاکھ خاندانوں کو غربت کی سطح سے اوپر اٹھنے میں مدد کرنے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ چھٹے منصوبے کے پہلے تین برسوں میں ۵۰ فی صد نشانہ پورا کیا گیا ہے۔ سال ۱۹۸۲-۸۴ء اور ۱۹۸۴-۸۵ء کے دوران باقی ماندہ افراد کی بھی غربت کی سطح سے اوپر اٹھنے میں مدد کی جائے گی۔

بے زمین دیہی مزدوروں میں زائد اراضی تقسیم کرنے میں بھی مہاراشٹر نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ۲٫۸۰ لاکھ ہیکٹر سے زیادہ زرعی اراضی کو زائد قرار دیا گیا ہے۔ ۵۷٫۰۰۰ ہیکٹر متنازعہ فیہ اراضی سے قطع نظر تمام دستیاب زائد اراضی ۱۹۸۳-۸۴ء تک تقسیم کی جائے گی۔ زائد اراضی سے متعلق عدالتوں میں تصفیہ طلب معاملات کو جلد از جلد حل کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے گئے ہیں۔ جن بے زمین دیہی مزدوروں میں زائد اراضی تقسیم کی جاتی ہے انہیں زمین کو سدھارنے کے لئے مالی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔

دیہی بے زمین مزدوروں کی بہبود کے لئے ریاست مہاراشٹر کا ایک اور اہم اقدام ضمانت روزگار اسکیم کا نفاذ ہے۔ متعدد وجوہات کی بنا پر دیہاتوں میں روزگار کی فراہمی کے مواقع محدود ہیں لیکن روزگار کے متلاشی افراد کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہاں بے روزگاری عام ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نہ صرف تعمیری کام انجام پاتا ہے بلکہ ایسے بے روزگاروں کو ملازمت بھی ملتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت سال ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران ۲٫۶۶ کروڑ ایام کار بہت ملازمت کے مواقع پیدا کئے گئے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر مہاراشٹر کی ضمانت روزگار اسکیم کے نفاذ کی ستائش کی گئی ہے اور یہ امر ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مرکزی حکومت نے ہماری ضمانت روزگار اسکیم ہی کے طرز پر دیہی بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کل ہند پیمانے پر ایک روزگار اسکیم جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ریاست کی ۲۱٫۵ فی صد آبادی مندرج جاتیوں اور قبائلیوں پر مشتمل ہے۔ مندرج جاتیوں کے لئے اسپیشل کمپونینٹ پلان اور مندرج قبائلیوں کے لئے قبائیلی علاقہ ضمنی منصوبہ کے تحت خصوصی پروگرام وضع کئے جاتے ہیں۔ ان پروگراموں کا بنیادی مقصد سماج کے کمزور طبقہ کی اس اکثریت کی سماجی، تعلیمی اور معاشی ترقی ہے۔ علاوہ ازیں مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کی ترقی میں معاون ثابت ہونے والی معاشی بنیادیں بھی فراہم کی جاتی ہیں نیز انہیں سماجی اور معاشی استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے احتیاطی اور حفاظتی اقدامات بھی کئے جاتے ہیں۔

زرعی مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے کئے جانے والے اقدامات میں اقل ترین اجرت کا تعین بھی شامل ہے۔ حکومت کی نظر ثانی شدہ زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت فروری ۱۹۸۳ء سے نافذ العمل ہے۔ ریاست کے ان ۳۵ بلاکس جہاں زرعی مزدور کثرت سے پائے جاتے ہیں وہاں ان کی تنظیم کی ایک اسکیم بھی نافذ کی گئی ہے۔ زراعت سے متعلق اقل ترین اجرت قوانین پر عمل آوری کی نگرانی کے لئے ہر ضلع میں ایک سہ رکنی کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔

یہ مہاراشٹر کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں جبری مزدوری کا خاتمہ ہوا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف مرکزی حکومت نے بھی کیا ہے۔ تاہم کہیں جبری مزدوری کے کسی معاملہ کا علم ہوتا ہے تو فوری طور پر اس مزدور کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ملازمت دے کر اس کی باز آبادکاری کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مہاراشٹر میں بے زمین اور بے گھر خاندانوں کو مکان کی تعمیر کے لئے قطعات کی فراہمی اور قطعات پر جھونپڑوں کی تعمیر کی ایک کمپوزٹ اسکیم نافذ العمل ہے۔ اس اسکیم کے تحت ۹۸٫۴ لاکھ مستحق خاندانوں میں سے سال ۱۹۸۱-۸۲ء تک ۹۲ فی صد خاندانوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ سال ۱۹۸۳-۸۴ء تک اس پروگرام کی تکمیل متوقع ہے۔ اسی طرح شہروں کی سلم بستیوں کے باسیوں کی رہائش گاہیں بہتر بنانے اور سماج کے کمزور طبقات کو مکانات کی فراہمی کے لئے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ریاست کے ۱۷ شہروں اور ۵۰٫۰۰۰ اور اس سے زیادہ آبادی والے ۳۳ چھوٹے شہروں میں سلم باسیوں کی کل تعداد ۴۲٫۶۳ لاکھ ہے اور سال ۱۹۸۳-۸۴ء کے اواخر تک ان میں سے ۲۸ لاکھ خاندانوں کا احاطہ کرنا ہے۔ معاشی اعتبار سے کمزور اور کم آمدنی والے افراد کے لئے پنج سالہ منصوبہ کے پہلے تین برسوں میں ۵۰٫۰۰۰ مکانات تعمیر کئے گئے۔ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۱۶٫۰۰۰ مکان کی تعمیر کی تجویز ہے۔

عورتوں اور بچوں کی بہبود کے لئے اقدامات کرنے میں بھی مہاراشٹر پیش پیش ہے۔ ۱۹۸۲-۸۳ء کے اواخر تک ۴۷ چائلڈ ڈیولپمنٹ سروس بلاک جاری کئے گئے جن کے تحت ۱۰۹۰

لاکھ بچوں کا احاطہ کیا گیا۔ ۸۴-۸۳ ۱۹ء کے دوران ابھی تک مزید ۲۹ بلاک جاری کئے گئے ہیں۔

حکومت مہاراشٹر سماج کے کمزور طبقے کو راست فائدہ پہنچانے والے پروگرام کو جو اہمیت دیتی ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۸۰-۷۹ ۱۹ء کے دوران ایسے پروگراموں پر ۸۵٫۶۶ کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے — اور ۸۴-۱۹۸۳ء میں یہ رقم ۲۳۶٫۶۲ کروڑ روپے ہو گئی یعنی اس دوران ایسے پروگراموں پر خرچ کی جانے والی رقم میں ۱۶۶٫۶۹ فی صد اضافہ ہوا۔ اسی مدت میں بیس نکاتی پروگرام کے نفاذ پر خرچ کی گئی رقم میں ۹۴۸٫۷ فی صد اضافہ ہوا۔ ۸۰-۱۹۷۹ء میں یہ رقم ۰۳٫۷ اکروڑ روپے تھی جبکہ ۸۴-۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۲۰۲۰ کروڑ روپے ہوئی۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر یہ یقین دہانی کرتے ہیں کہ ریاستی حکومت سماج کے کمزور طبقے کی بہبود کے لئے اقدامات کرنے میں کبھی پس و پیش نہیں کرے گی۔ وزیر اعلیٰ بذات خود دو کابینی ضمنی کمیٹیوں کے صدر ہیں۔ ایک کابینی ضمنی کمیٹی مندرجہ جاتیوں کے اسپیشل کمپونینٹ پلان اور دوسری مندرجہ قبائلیوں کے قبائلی علاقہ ضمنی منصوبہ سے متعلق ہے۔ وزیر برائے سماجی بہبود کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی نامزد کی گئی ہے جو سماج کے کمزور طبقہ بشمول عورتوں، بچوں اور معذوروں کے لئے جاری کئے جانے والے پروگراموں پر عمل آوری کی نگرانی کرے گی۔

حکومت کی تمام انتظامی مشنری کو سماج کے کمزور طبقے کی ترقی کے مقصد کے حصول کے لئے پوری طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کو یقین ہے کہ سماج کے کمزور طبقہ کے افراد سے کئے گئے وعدے ضرور پورے کئے جائیں گے۔

یوتھ فورم

یوتھ فورم کا مستقل فیچر کیریئر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی و معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کے خاتمے، تعلیم کا فروغ پر لکھے گئے مضامین کو شائع کیا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں:

ایڈیٹر، قومی راج،
نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ،
مقابل منترالیہ، ممبئی ۴۰۰۰۳۲

• موھن لال وشنوی
ٹکنیکل معاون اردو
نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ،
لکھنؤ۔

نباتات اور شعاعی ترکیب کی دائمی اہمیت

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسان کے وجود سے پہلے پیڑ پودے ظہور میں آئے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کے ارضیاتی ادوار کے زیر اثر ہی ہم آج کی دنیا میں پاس پاس اور دور دور تک نباتات کے ایک اتھاہ سمندر کو پاتے ہیں۔ یہ پیڑ پودے قدرت کا عظیم تحفہ ہی تو ہیں، جو زمانۂ قدیم سے نوع انسانی کے لئے بڑی اہمیت کے حامل رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ جدید انکشافات اور جدید سائنسی معلومات تو ہمیں اس بات کی نشاندہی کراتے ہیں کہ اگر پیڑ پودے نہ ہوتے تو شاید انسان اتنی جلدی ترقی نہ کر پاتا، یا پھر بہت ممکن ہے کہ پوری کائنات کی کچھ اور ہی شکل و صورت ہوتی۔ یہ بات زیرِ بحث نہیں ہے کہ وہ صورت اچھی ہوتی یا بری لیکن اتنا تو ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ زندگی جتنی خوشگوار ہمیں آج معلوم ہوتی ہے، شاید ایسی ہرگز نہ ہوتی۔

ایک طرح سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان تمدن، ثقافت اور اس کا وجود بہت کچھ نباتات پر منحصر رہا ہے اور شاید رہتی دنیا تک یہ بات اپنی جگہ مسلم الثبوت بنی رہے گی۔ اگر ہم تھوڑا غور کریں اور انسانی تاریخ کے اوراق پلٹنے کی کوشش کریں تو ہم یہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کی اہم بنیادی ضروریات یعنی اس کی خوراک اور سر ڈھکنے و پناہ لینے کے لئے صرف پیڑ پودے ہی اس کے کام آئے ہیں۔ انسان بڑھتا گیا اور اس کی ضرورتیں وقت کے ساتھ بڑھتی گئیں اور ظاہر ہے کہ بدلتے دورِ زندگی میں آج اس کی ضرورتیں بھی کافی حد تک بدل گئی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کی ضرورتوں میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ گذشتہ انسان پھل، پھول اور پیڑ پودوں کو ایک محدود دائرے کے اندر استعمال کرنا سیکھ گیا تھا، لیکن اس کے برعکس آج کا ترقی یافتہ انسان پیڑ پودوں سے حاصل اصلی چیزوں کو تو استعمال کرتا ہی ہے بلکہ ان سے حاصل خام اشیاء اور بچا بچایا زائد و فضلہ بھی اپنی ضرورتوں کے مطابق استعمال کرتا ہے اور اس سے مستفیض ہوتا ہے۔ ہماری زندگی میں آج کے صنعتی اور ترقیاتی دور میں دن دونی پیڑ پودوں کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہے۔

کافی حد تک انسان کی اہم ضرورتیں جیسے کھانا، کپڑا اور مکان پیڑ پودوں سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ سبزیاں کھانے والے تو مکمل طور پر پودوں پر ہی منحصر ہیں۔ البتہ کچھ لوگ گوشت خور ہونے کی وجہ سے جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں لیکن ایسے تمام جانور اور جاندار خود نباتات پر ہی زندہ رہتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پودے اشیائے خوردنی کی ایک سلسلہ وار کڑی کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ جہاں تک کپڑے اور پناہ کی ضرورتوں کا سوال ہے، تو یہ بھی بہت حد تک پودوں کے ریشے اور پودوں سے ہی حاصل لکڑی سے پوری کی جاتی ہیں۔ انسان لکڑی نہ صرف رہائشی مکان و دیگر چیزیں بنانے میں استعمال کرتا ہے، بلکہ صدیوں سے لکڑی اس کے لئے ایندھن کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔ کاغذ، گوند، کیمیاوی مرکبات اور کئی طرح کے رنگ ہمیں پیڑ پودوں سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ کھانے، کپڑے رہائش کے بعد ادویات انسان کے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ زمانۂ قدیم سے انسان نے اپنی قوت مشاہدہ اور آج کل کے ترقیاتی دور میں جدید سائنسی و تکنیکی جانکاریوں اور

حقیقات نے تیل بوتے پر ہی، دوا سازی کی صنعت کو بہت
گے بڑھایا ہے اور نہ صرف آگے ہی بڑھایا ہے بلکہ اس ضمن
یں انسان نے لازوال ترقی کی ہے جس سے دنیا کی تمام قومیں
ائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ادویات کی یہ انمول دولت بھی ہمیں جڑی
یٹوں اور دوسرے بے شمار ادویہ پودوں کی بدولت ہی حاصل
وسکی ہے۔ اس کے علاوہ پودوں سے ہمیں کئی طرح کے تیل،
نگ آمیز چیزیں، خوشبودار پھلیاں اور ربر تک حاصل ہوتا ہے۔
ھر کئی پیڑ پودے ایسے بھی پائے گئے ہیں جن سے پیٹرول حاصل
یا جا سکتا ہے، اور لگتا ہے کہ اب وہ دن دور نہیں جب اس ضمن
ں بھی انسان کو کامیابی حاصل ہو گی اور دنیا کی قومیں اس دریافت
سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

پودوں کی سب سے بڑی دین ہے ماحول میں نائٹروجن
ہ ضابطے کو معمول پر رکھنا اور ہمیں آلودگی سے نجات دلانا۔ جنگلات،
یلاب و بارش پر کنٹرول اور آکسیجن کی سپلائی کو برقرار رکھتے ہوئے
ے متوازن صورت پیدا کرتے ہیں۔ یہ سب پودوں کے ایسے کردار
ا جن کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ موٹے طور پر ہم اس نتیجے پر
نچتے ہیں کہ پودے جانداروں کی زندگی کے لئے نہ صرف یہ کہ ایک
م کردار ہی ادا کرتے ہیں بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان کے بغیر ہماری
گی دشوار ہو سکتی ہے اور ہمارا وجود ہی خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

انسان کے ذریعے صنعت، زراعت اور تجارت میں
پودوں کا استعمال ہوتا ہے انہیں نباتاتی اصطلاح میں معاشیاتی
دوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اب معاشی پودوں کے بارے میں
نے سے پہلے ہمیں پودوں کی بناوٹ، فعلیات اور اشکال پر تھوڑا
کرنا ہوگا۔ پودے از خود معاشیاتی اصراف پیدا نہیں کرتے
یہ تو ان کی قدرتی بناوٹ اور ان کی فعلیات مخصوص پر ہی
مرہے۔ اس طرح ہم سب سے پہلے جنگلی پودوں اور انسان کے
لیے اپنائے جانے والے پودوں کا بھی مختصر ذکر کر سکتے ہیں۔
نی سے سمجھنے کے لئے ہم پودوں کو کئی مجموعوں میں تقسیم کریں
تر ہوگا۔ اس ضمن میں صفِ اول میں اشیائے خوردنی کے پودے
، ہیں۔ ان میں چاول، گیہوں سے لے کر دلہنی اور پھلوں کے
ے شامل کئے جا سکتے ہیں۔ لاتعداد اقسام کے خوشبودار
لوں کے پودے جنہیں زیبائشی پودے بھی کہتے ہیں۔ ان کی
، الگ ہی دنیا ہے۔ اس کے بعد ادویاتی پودوں کا اپنا ایک خاص
ا ہے جو صدیوں سے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ غیر روایتی

معاشیاتی پودوں کا سروے اور ان کی کیمیاوی جانچ کی بدولت
نئے نئے پودے سامنے آرہے ہیں اور انہیں مختلف ادارے و
تنظیمیں روشناس کر رہی ہیں۔ آبی پودوں کا اپنا ایک الگ دائرہ ہے
اور اس طرح یہ ادنیٰ پودے جنہیں "ایلگی" کہتے ہیں، اب انسان کی
دسترس سے باہر نہیں ہے۔

پودے کی بناوٹ میں خلیہ کا مقام اولین ہے۔ خلیہ کی
دیواریں سیلولوز (Cellulose) سے بنی ہوتی ہیں۔ کچھ
خلیوں میں زبان نما (Lignified) دیواریں ہوتی ہیں۔
سخت بافت (Sclerenchyma) ریشوں کا بنا ہوتا ہے
اور یہی وہ ریشہ ہے جو آگے چل کر کاغذ کی صنعت میں کام آتا ہے۔

پودے اپنی غذا زمین، پانی اور شمسی توانائی سے حاصل
کرتے ہیں۔ اپنی غذا حاصل کرنے کے بعد پودے جو کچھ بھی اپنے لئے
ذخیرہ کرتے ہیں وہ سب انسان کے کام آتا ہے۔ اس میں نشاستہ
(کاربوہائیڈریٹ)، لحمیہ (پروٹین)، شحم و چربی (فیٹس) اور تیل
(آئل) ہوتا ہے۔

نشاستہ کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے جس
میں ہائیڈروجن اور آکسیجن اس مقدار میں پایا جاتا ہے جیسے پانی میں
ہوتا ہے۔ یہ شکر، اسٹارچ یا سیلولوز کی صورت میں پائے جاتے
ہیں۔ گلوکوز اور ڈیکسٹروز شکر کے "پیش رو" کی حیثیت سے ہرے پودوں
میں شعاعی ترکیب عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ ان دونوں کی ساخت،
بناوٹ اور ان کی خصوصیات میں فرق پایا جاتا ہے۔ سکروز یا گنا
شکر کے دو اہم وسائل ہیں جو انسان کے لئے بہت اہم اور فائدے
کی چیز ہے۔ شکر گنے اور چقندر میں بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے
اسٹارچ ایک غیر محلل نشاستہ ہے جو پودوں کے مختلف حصوں
میں پایا جاتا ہے۔ اسے استعمال کرنے سے پہلے خلوی خامروں
(Cellular Enzymes) میں تبدیل کیا جاتا ہے۔
اسٹارچ کے ہر ایک ذرے کے نافچہ (Hilum) میں ہم مرکزی
(Concentric) پرتیں ہوتی ہیں اور یہی جانداروں کی غذا
کا اہم حصہ ہوتا ہے۔

آئیے اب یہ جان لیں کہ "شعاعی ترکیب عمل" کیا ہے۔ انگریزی
میں اسے "فوٹو سینتھیسس" کہتے ہیں۔ دراصل پودوں میں غذائیت
پیدا ہونے کے عمل کو ہی شعاعی ترکیب کہتے ہیں۔ شعاعی ترکیب
ایک ایسا قدرتی عمل ہے جس میں ہرے پودے شمسی توانائی کو از خود
اپنے میں نصب و جذب کرتے ہیں اور پودوں کی پتیوں میں موجود

سبز مادہ (کلوروفل) سورج کی روشنی سے حاصل توانائی کی بدولت قدرتی عمل سے تمام مادوں کو شکر اور نشاستے میں تبدیل کرتا ہے۔ اس عمل کو علم نباتات کی اصطلاح میں ہم شعاعی ترکیب عمل کے نام سے جانتے ہیں۔

ارضیاتی عہد میں زندگی کے نمودار ہونے سے پہلے اور اس کے بعد آکسیجن کی تکمید سے زمین پر کئی تبدیلیوں کے زیر اثر آکسیجن پر مبنی زندگی کے وجود کی راہ ہموار ہو سکی ہے۔ شعاعی ترکیب توانائی کا قدیم ترین قابل اعتماد اور تجدیدی نوعیت کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے، جسے اب ایک نئے نام سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسے "حیاتی کمیت" اور جس میں پیڑ پودوں کے علاوہ جانوروں کا فضلہ، کھاد وغیرہ بھی شامل ہیں کیونکہ ان سب کی وابستگی بنیادی طور پر پودوں سے ہی ہے۔

چونکہ شعاعی ترکیب ایک ایسا واضح قدرتی عمل ہے جو بناتیہ پودوں کی زنجیر کی ہر کڑی میں بہت ہی کم مغالطہ آمیز ہے، اس نے کہ پودوں میں سبز مادہ شمسی توانائی، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور ہائیڈروجن آکسائیڈ کو نامیاتی مادوں میں تبدیل کرکے آکسیجن کو ارتقائی مراحل میں پہنچاتا ہے۔ حالانکہ اب بھی بہت سے نوری کیمیاوی ترکیبوں نے ردعمل کے بابت معلومات ضروری ہیں، لیکن سب سے پہلے نمایاں اور مخصوص شعاعی ترکیب عمل وہ ہے جو روشنی کی توانائی کو نامیاتی مادوں میں مستحکم کرتا ہے اور کم طاقت والے کیمیائی عنصروں (یعنی پانی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ) کو نامیاتی مادوں کے زیادہ طاقت والے کیمیائی عنصروں میں بدلتا ہے۔ پودوں کے سبزی دان میں روشنی اکٹھا کرنے والے سالموں کے ذریعے شمسی توانائی نصب کی جاتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے رہا ہونے پر بڑے سالموں جیسے نشاستہ، شحم اور لحمیہ میں منتقل ہوتی ہے۔ اس طرح سے توانائی کا کیمیائی ذخیرہ ہوتا ہے۔ پودوں کا نظام اور تنفس اسی طرح سے توانائی کے ذخیرے کو خارج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

ظاہرہ طور پر جو بھی آج ہم کرۂ ارض پر دیکھتے ہیں وہ سب شعاعی ترکیب عمل کی بدولت ہی وجود میں آیا ہے یہاں تک کہ رکازی ایندھن یعنی کوئلہ، تیل اور گیس جو ہم آج استعمال کرتے ہیں وہ بھی شعاعی ترکیب کا ہی نتیجہ ہیں، جو ارضیاتی عہد میں کاربنی ابتدا کے دوران ظہور میں آئے اور یہ سب آج سے تقریباً تین یا ساڑھے تین ارب برس پہلے، جبکہ گھنے جنگلات اور سمندری و ارضی حیوانات و نباتات آکسیجن کے نہ ہونے کی وجہ سے دلدلی زمین میں تہہ آب ہو کر بالآخر جمے ہوئے کوئلے کی شکل میں نمودار ہوتے۔

پودے کی نشوونما اور شکر کے پیش رو کی تشکیل کا انحصار شمسی توانائی پر ہے۔ زمین سے پانی اور معدنی اجزا و فضائے بسیط سے کاربن ڈائی آکسائیڈ پودوں کی پتیوں میں داخل ہوتا ہے — اشیائے خوردنی کی زنجیر کی ہر کڑی بنیادی طور پر شعاعی ترکیب پر ہی منحصر ہے اور زندگی کے تحفظ کے لئے آکسیجن مہیا کرنا شعاعی ترکیب ہی کا کام ہے۔ یہ زندگی میں ایک کلیدی رول ادا کرتا ہے اور جب تک اس کرۂ ارض پر زندگی قائم ہے، اس کی دائمی اہمیت بدستور قائم رہے گی۔

قارئین کیلئے

ضروری اعلان

"قومی راج" میں "قارئین کی رائے" کا سلسلہ جاری ہے۔
آپ قومی راج میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات کو پسند اور کس قسم کی تخلیقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر بھی آپ بحث کرسکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کرسکتے ہیں بس یہ خیال رکھیے کہ آپ کا خط ۳۰۰ سے زائد الفاظ پر مشتمل نہ ہو۔ اپنے مخطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمائیں۔

مدیر، پندرہ روزہ "قومی راج"
نیو انڈسٹریلیٹو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ،
مقابل منترالیہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲۔

نثار اختر انصاری

ایڈیٹر "ہمہ گیر" مومن پورہ چوک ناگپور

۴۴۰۰۱۸
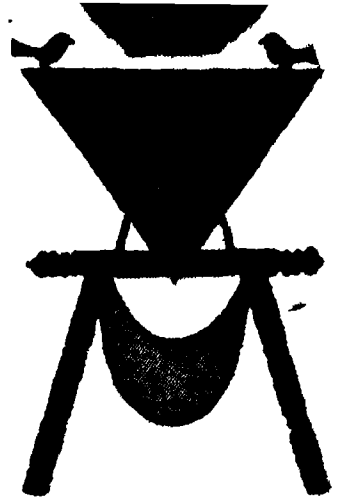
خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت

۹ فروری سنہ ۱۹۵۹ء کو نئی دہلی میں خاندانی منصوبہ بندی کے چھٹے بین الاقوامی اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے نہرو جی نے کہا تھا "آج کے اس دور میں انسان کے پاس اپنے آباء و اجداد کے جانشین کے روپ میں کوئی دولت ہے تو وہ خاندان ہے۔ انسان اپنے خاندان پر ناز کرتا ہے۔ لیکن آج ہندوستانی خاندان کی شکل بگڑتی جا رہی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کا سوال خاندان کی بھلائی کے لئے ہی نہیں بلکہ دیش کی ترقی کے لئے بھی مفید ہے۔"

جواہر لعل نہرو نے جس وقت یہ بات کہی تھی۔ آج اس کے مقابلے میں بھارت کی آبادی دوگنی ہو گئی ہے۔ اگر ہمارے دیش میں آبادی اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو دس سال بعد ملک کے بڑے شہروں مثلاً بمبئی، کلکتہ، مدراس، دہلی، بنگلور وغیرہ میں رہنا تو دور کھڑے ہونا بھی مشکل ہو جائے گا۔

انسان اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے جن چیزوں کا استعمال کر رہا ہے۔ وہ تمام زمین پر ہی پیدا ہوتی ہیں انسانی آبادی میں زبردست اضافے سے وسائل کا عظیم ذخیرہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ آج یہ حالت ہے کہ کھیتوں اور کھلیانوں میں لوگ آباد ہو رہے ہیں۔ مکانات تعمیر ہو رہے ہیں۔ جہاں کل لہلہاتے کھیت دکھائی پڑتے تھے۔ وہاں آج عمارتیں بن رہی ہیں۔ دوسری طرف انسانی ضروریات میں کثرت آبادی کی وجہ سے بھرپور اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے

اشیار کی قلت بڑھتی جا رہی ہے۔ آبادی میں اضافہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ دنیا کے ہر حصے میں آبادی پھیلتی جارہی ہے۔ لیکن ہمارے بھارت دیش کے لئے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے

بدقسمتی سے ہمارے یہاں غریبی و بے روزگاری کچھ زیادہ ہی عام ہے۔ اوپر سے آبادی کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے ہمارے ملک کو اور زیادہ نقصان پہونچایا ہے۔ عوام کا دن طبقہ جو غریب بے روزگاری اور مفلسی کی وجہ سے سرکار سے نالاں ہے۔ اور ہر چیز کا ذمہ دار حکومت کو سمجھتا ہے اسے یہ سمجھنے کی سخت ضرورت ہے کہ ہمارے تمام منصوبے اور ترقیاتی پروگرام بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب کے ناکام ہو رہے ہیں۔

جہاں ہمارے سماج میں ایک بچے کی پیدائش سے معاشی و سماجی دشواری پیدا ہوتی ہے وہیں ملک کی معیشت بھی متاثر ہوتی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کو اپنا کر ہی ہندوستانی سماج ترقی کی جانب گامزن ہو سکتا ہے۔

آج ہر فرد و خاندان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بھیانک و سنگین مسئلے کی طرف سنجیدگی سے غور کرے۔ پہلا بچہ والدین کے علاوہ تمام خاندان والوں کو بڑا پیارا ہوتا ہے دادا دادی بھائی بہن وغیرہ سب اسے پیار کرتے ہیں۔ کئی قسم کی رسمیں منعقد ہوتی ہیں۔ لیکن دوسرے یا تیسرے بچے کی پیدائش کے موقع پر یہ پیار محبت نشاط و مسرت اور خوشی نظر نہیں آتی۔ کسی بھی چیز کی کثرت اس کی اہمیت کو گھٹا دیتی ہے۔

ہمارے نئے ۲۰ نکاتی پروگرام کی ایک اہم کڑی خاندانی بہبود پروگرام ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد صرف آبادی کو روکنا ہی نہیں بلکہ ماں اور بچے سمیت سارے خاندان کی بھلائی اور ترقی ہے۔ آج یہ کام شہروں کے علاوہ جنگلوں میں رہنے والے آدیواسیوں تک پہنچ چکا ہے ہر جگہ تربیت یافتہ ڈاکٹر اور نرس کام کر رہے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر خاندانی منصوبہ بندی کے تعلق سے فیچر نشر ہو رہے ہیں اور دکھائے جا رہے ہیں۔

خوشحال خاندانوں کو دیکھ کر لوگ اس کی اہمیت سمجھ رہے ہیں۔ حکومت بھی تن من دھن سے تمام اقدام کر رہی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی میں پنہاں فوائد کو اسے اپنا کر ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سماجی ادارے اور انجمنیں، سوشل ورکر میدان میں اتریں۔ اپنے اپنے محلے اور وارڈ کا دورہ کریں اور ہر شخص کو خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت سے روشناس کرائیں۔ اگر ہم نے دیانت داری و لگن سے اس سمت دھیان دیا تو جلد ہی بلندی کی معراج پا لیں گے۔

قارئین کیلئے اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج" نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ، مقابل مدنا لیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

• ظفر بن عزیز (ڈی ایڈ)
روم نمبر ۱۴۷، قادر بلڈنگ کمپاؤنڈ،
پائپ روڈ، کرلا، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۷۰

خاکہ نگاری کا ارتقاء

جس طرح شاعری، غزل، نظم، مثنوی، رُباعی، قصیدہ، اور قطعات وغیرہ میں منقسم ہے۔ اسی طرح نثر بھی ناول، افسانہ، ڈرامہ، رپورتاژ، خاکہ، انشائیہ وغیرہ کی شاخوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ جہاں ایک طرف اُردو اصنافِ سخن کی روایت کی جڑیں مشرقی شاعری (عرب اور فارسی) کی زمین میں پیوست نظر آتی ہیں وہیں دوسری طرف اُردو نثر کے سوتے مغربی ادب کے سرچشموں سے پھوٹتے ہیں۔

خاکہ نگاری اُردو نثر کی ایک اہم اور مقبول صنف ہے۔ اُردو میں خاکہ نگاری کی عمر ابھی زیادہ نہیں، تاہم اُردو میں آج ایسے خاکے موجود ہیں جنہیں ہم فائن آرٹ (Fine Art) میں شامل کر سکتے ہیں۔ مختصر افسانے کی طرح یہ صنف بھی ہمارے یہاں مغرب سے آئی۔

آدمی کی شخصیت تہہ دار ہوتی ہے اور اسی لئے آدمی کے لئے آدمی کو پرکھنا نہایت مشکل کام ہے۔ آدمی جو بظاہر نظر آتا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اندر چھپا ہوتا ہے، خاکہ نگاری ادب کی ایک ایسی صنف ہے جس میں خاکہ نگار براہ راست شخصیتوں کے ظاہر اور باطن پر روشنی ڈالتا ہے اور اسی لئے خاکہ نگاری پین پورٹریٹ، قلمی تصویر اور اسکیچ سے آگے کی چیز ہے۔ خاکہ نگار کچھ اس طرح لفظوں کے جال بچھاتا ہے کہ قاری کے سامنے اس کی ظاہری صورت کے ساتھ ساتھ اندرونی شکل بھی نظر آجاتی ہے اور یہی خاکہ نگاری کا کمال ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اردو میں خاکہ نگاری مغربی ادب کے زیر اثر آئی یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ اگرچہ ہمیں قدیم زمانے کے ادب میں خاکہ نگاری کے ہلکے پھلکے نقش ضرور مل جاتے ہیں۔ ہمارے شعری ادب میں بھی خاکہ نگاری کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اردو کے تذکرہ نگاروں نے بھی بعض شاعروں اور ادیبوں کے تعلق سے بہت سی معلومات کچھ اس انداز سے فراہم کی ہیں کہ ہمیں موجودہ دور کے خاکوں کا دھندلا عکس اس میں دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ معلومات خاکہ نگاری کے تمام اصولوں، شرائط اور ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھ کر فراہم کی جاتی تو یقیناً یہ تمام کامیاب خاکے ہوتے۔

محمد حسین آزاد کی تصنیف "آب حیات" میں شعراء کے ایسے تذکرے ہیں جن پر خاکوں کا گمان گذرتا ہے۔ محمد حسین آزاد نے اپنے اسلوب بیان سے نہ صرف شاعروں کا حال بیان کیا ہے بلکہ ان کی چلتی پھرتی تصویر اور اسی زمانے کی چھیڑ چھاڑ کو بھی پیش کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اردو شاعری کی تاریخ بھی لکھ دی۔ محمد حسین آزاد نے شاعروں کی متحرک تصویریں، عادات و اطوار، نظریات و عقائد، خامیاں و خوبیاں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ ہمارے سامنے ان شاعروں کی مکمل شخصیت سامنے آجاتی ہے اور اسی دور کا ماحول

اور معاشرہ بھی۔

لیکن اس کے باوجود ان تذکروں کو کامیاب خاکے نہیں کہا جا سکتا اور وہ صرف اس لئے کہ محمد حسین کا انداز خاصہ جانبدارانہ ہے۔ ایک دیانت دار خاکہ نگار کو چاہیئے کہ وہ جس شخص پر خاکہ لکھ رہا ہے اس کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کی کمزوریوں پر بھی نظر رکھے اور جب وہ کسی شخصیت کی خامیاں گنائے تو اس کا لہجہ اور رویہ ہمدردانہ ہونا چاہیئے (غیر جانبداری اور ہمدردانہ رویے میں بہت نازک سا فرق ہے) لیکن اگر ہم اسی روشنی میں "آب حیات" کا مطالعہ کریں تو ہمیں آزاد صاحب کافی extremist نظر آتے ہیں لیکن اس کے باوجود "آب حیات" کی ادبی حیثیت اور محمد حسین آزاد کی ادبی خدمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے بعد اردو میں فرحت اللہ بیگ، مولوی عبدالحق، رشید احمد صدیقی اور شوکت تھانوی نے خاکہ نگاری کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کامیاب خاکے لکھے۔

فرحت اللہ بیگ کا خاکہ "ڈاکٹر نذیر احمد کی کہانی کچھ میری، کچھ ان کی زبانی" تو نہ صرف انگریزی خاکوں کی تعریف پر پورا اترتا ہے بلکہ ہر اعتبار سے انگریزی خاکوں کے تقابل میں رکھا جا سکتا ہے اور یہ خاکہ فرحت اللہ بیگ کے فن کی معراج ہے۔ فرحت اللہ بیگ کا اسلوب بڑا ہی پیارا ہے وہ واقعات کو مسخ کر کے مزاح پیدا کرنے کے بجائے اپنے اسلوب سے مزاح پیدا کرتے ہیں اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ سنجیدگی بھی برقرار رکھتے ہیں۔

جبکہ شوکت تھانوی اکثر واقعات کو توڑ مروڑ کر کے پیش کرتے ہیں اور مزاح پیدا کرنے کے لئے شخصیتوں کے چہرے بھی کبھی کبھار مسخ کر دیتے ہیں لیکن رشید احمد صدیقی، واقعات کو پیش کرنے کے بجائے اپنے اسلوب سے تصویر مکمل کرتے ہیں۔ اور یہی واحد وجہ ہے کہ ان کے خاکے ہمیں فرحت اللہ بیگ کے خاکوں سے قریب قریب محسوس ہوتے ہیں۔

"چند ہم عصر" مولوی عبدالحق کے خاکوں کا مجموعہ ہے۔ اگر مولوی صاحب چند ہم عصر کے علاوہ اور کچھ نہ لکھتے تب بھی ان کا نام عزت و احترام سے صاحب طرز انشاپردازوں میں لیا جاتا۔ مولوی عبدالحق کے اسلوب بیان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ عبارت آرائی اور محاوروں و تشبیہوں کے بے جا استعمال سے پرہیز کرتے ہیں اور سادگی برقرار رکھتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں سرسید کی سی سادگی اور عبارت میں ایک تسلسل و روانی سنجیدگی کے ساتھ شروع سے آخر تک برقرار رہتی ہے۔ مولوی صاحب کے ان خاکوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ مولانا نے شخصیتوں کا تجزیہ نہایت غیر جانبدار ہو کر کیا اور ذاتی تعصبات اور ہمدردی سے بلند ہو کر سوچا۔ انہوں نے جن خوبیوں اور خامیوں کو محسوس کیا بے کم و کاست تحریر کر دیا۔

مولوی صاحب نہایت صاف گو انسان تھے انہوں نے خاکے صرف ان لوگوں پر لکھے جن کی شخصیتوں نے انہیں متاثر کیا۔ انہوں نے خاکے لکھنے میں امیر غریب اونچ نیچ کسی قسم کی جانبداری نہیں برتی۔ "چند ہم عصر" میں اسی لئے سرسید جیسی مشہور شخصیت کے ساتھ نور خان سپاہی اور نام دیو مالی جیسی گمنام شخصیتوں پر خاکے شامل ہیں۔

اس گروہ کے بعد خاکہ نگاروں کی ایک نئی پود میدان ادب میں آئی جن میں عصمت چغتائی، سعادت حسن منٹو، کرشن چندر، انور عظیم، فکر تونسوی اور صالحہ عابد حسین نے خاکے لکھے۔ اور خاکہ نگاری کی صنف میں نئی روح پھونک دی۔

عصمت چغتائی نے صرف ایک خاکہ "دوزخی" لکھ کر اپنا نام خاکہ نگاروں کی پہلی صف میں شامل کر لیا۔ عصمت کا انداز بیان خاصہ تیکھا اور چبھتا ہوا ہے۔ انہوں نے یہ خاکہ مصلحت سازی اور چاپلوسی کو ایک طرف رکھ کر لکھا ہے۔ اس خاکے میں انہوں نے اپنی بے ساختہ اور بامحاورہ زبان کا خاصہ فائدہ اٹھایا۔

سعادت حسن منٹو نے فلمی شخصیتوں پر بہت سارے خاکے لکھے جن کی ادبی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ منٹو کا انداز بیان خاصہ سفاکانہ ہے۔ اور وہ بھی بے ساختگی اور بے تکلفی سے کام لے کر چند جملوں میں بڑی سے بڑی بات کہہ دیتے ہیں "گنجے فرشتے" سعادت حسن منٹو کے خاکوں کا مجموعہ ہے۔

کرشن چندر نے بھی، اوپندر ناتھ اشک، سعادت حسن منٹو پر بہترین خاکے لکھے ہیں۔

"جانے والوں کی یاد آتی ہے" صالحہ عابد حسین کے خاکوں کا مجموعہ ہے۔ صالحہ عابد حسین کا اسلوب نہایت صاف ستھرا ہے ان میں نہ انداز بیان کا نمک ہوتا ہے اور نہ واقعات کی مرچ، ابلے ہوئے چاول کی طرح پھیکے۔ لیکن اس کے باوجود "حالی" اور "ذاکر صاحب" کا خاکہ لکھتے وقت صالحہ عابد حسین کافی جذباتی نظر آتی ہیں اور شاید اسی لئے یہ کامیاب خاکے کہے جا سکتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

اسلامی نام

مؤلف : مختار
پبلشر : مکتبۂ دینیات۔ آصف علی روڈ۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
قیمت : سولہ روپے

'اسلامی نام' ایک ایسی منفرد کتاب ہے جس میں ناموں کی فضیلت اور اہمیت بڑے مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہے۔ مؤلف نے اس بات پر خاص طور سے توجہ مبذول کرائی ہے کہ مسلمان بچوں اور بچیوں کے نام عام طور سے عربی اور فارسی الفاظ پر کیوں مبنی ہیں۔ اسی ضمن میں یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص انداز کے نام رکھنے کی فضیلت بیان کرکے ناموں کو مسلمانوں کی پہچان کی ایک ظاہری علامت قرار دیا ہے۔

اخلاق حسین قاسمی دہلوی نے "کچھ کتاب کے بارے میں" تحریر فرمایا ہے کہ ناموں کے موضوع پر قارئین کے لئے یہ ایک مکمل کتاب ہے جو شدت سے محسوس کی جانے والی کمی کو پورا کرتی ہے۔

ایک حصہ قابل مؤلف نے "نام اور اقوام عالم" کے لئے مختص کیا ہے جس میں یونان، روم، انگلستان، عرب اور اسرائیل میں بچوں اور بچیوں کے نام رکھنے سے متعلق خوب تر معلومات فراہم کی ہیں۔

مؤلف نے "آپ کا نام" کے عنوان سے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نام ہی ایک دوسرے سے متعارف ہونے اور ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے نام چاہے اچھا ہو یا برا ہو زمانہ قدیم ہی سے ایک دوسرے سے متعارف ہونے اور مخاطب کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اسی عنوان کے تحت قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی رقم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد انہیں سب چیزوں کے نام بھی سکھائے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفرینش ہی سے ناموں کو اہمیت دی گئی ہے۔

حضرت مولوی سید عثمان انجم عمری (منشی فاضل) نے "اسلامی تہذیب و اخلاق کی روشنی میں" کے زیر عنوان اپنے تاثرات میں فرمایا ہے کہ مذہب اسلام میں خدا نے تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے آگے "عبد" بڑھا کر اپنی اولاد کے نام رکھنا مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً عبداللہ، عبدالرحمان، عبدالغفار، عبدالقادر، عبدالباری وغیرہ۔ ہندستان میں ناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے سید عثمان انجم صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اصلی ناموں کو بدل کر یا بگاڑ کر پکارنے کا رواج بہت زیادہ ہے۔ مثلاً "دستگیر" کو "دستو"، "مصطفیٰ" کو "مصو"، "جعفر" کو "جعفو" وغیرہ۔ اچھے ناموں کو بگاڑ کر پکارنا مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف حرکت ہے۔

"احادیث نبوی" میں بہترین ناموں، نام رکھنے کا صحیح طریقہ، ناموں کی تبدیلی، نام اور ان کے اثرات، وجہ تسمیہ، دعوت فکر، ناموں سے اچھا شگون لینا وغیرہ پر بصیرت افروز روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب کو پڑھ کر اس حقیقت سے انحراف نہیں کیا جاسکتا کہ مؤلف نے واقعی ہزاروں فہرستوں کے مطالعہ اور کئی مہینوں کی محنت کے بعد ہی قلم اٹھایا ہوگا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں تامل زبان میں چھپ چکی ہے اور اس کا اردو ایڈیشن اب شائع ہو رہا ہے۔ اس بات کی قوی امید ہے کہ یہ کتاب اپنی انفرادی حیثیت کے سبب مقبول عام ہوگی۔

سوا دو سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت سولہ روپے ہے۔ اعلیٰ درجہ کی کتابت اور آفسیٹ کی دل کش طباعت سے آراستہ یہ کتاب مکتبۂ دینیات، آصف علی روڈ۔ نئی دہلی سے خریدی جاسکتی ہے۔

ماہنامہ مریخ پٹنہ

نئی آب و تاب کے ساتھ دوبارہ یکم اکتوبر ۱۹۸۳ء سے منظر عام پر۔ معیاری، عام فہم، دل چسپ تخلیقات، پابند نظمیں، غزلیں، قصہ و ماجرا سے بھرپور افسانے اور تنقیدی مضامین

قیمت فی پرچہ: دو روپے، سالانہ بیس روپے۔

ایڈیٹر: عبدالمغنی

پتہ: دفتر انجمن ترقی اردو بہار
لیڈی امام ہاؤس، پتھر کی مسجد۔ پٹنہ ۸۰۰۰۰۶

غزلیں

★ عامر بستی اعظمی
ڈی - ۲۰۰، ڈائرکٹریٹ آف فیلڈ پبلسٹی
پروڈکشن، سینا بھون۔ نئی دہلی ۱۱

حریم قدس میں پہنچی فقیر کی آواز
خودی کا دیکھ لیا اہل درد نے اعجاز

حصار عالم امکاں کو توڑ دے اے دوست
نہ گھٹ سکے گی کبھی تیری عمر کی پرواز

یہ مشتِ خاک تو مرہون ہے قباؤں کا
فلک سے پوچھ لے معلوم ہے زمیں کا راز

صنم کدوں نے گھٹاؤں کی اوڑھ لی چادر
زمانہ سنگ کو اپنا نہ دے سکا انداز

فضائے مشرق و مغرب رہین میخانہ
ہوائے روم میں شامل ہے خنکیٔ شیراز

تلاش میں ہے دھوئیں کی لکیر نکلی ہے
بہار شعلہ بر اندام پر سمجھے ہے ناز

یہ بانگ دل نہیں ضرب کلیم ہے عامر
نہ ٹوٹ جائے کہیں دیکھ آگہی کا ساز

★

• شمس تبریزی
۶ - جامعہ مارکیٹ
جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

★

حسین خواب کے منظر مرے خدا دیدے
کٹے حیات یہ جس سے وہ آسرا دیدے

کبھی تو تو کسی انعام سے نواز مجھے
نہیں ہے کچھ بھی تیرے پاس تو سزا دیدے

نہ جانے کب سے بچھائے ہوئے راہ میں آنکھیں
کبھی تو گھر پہ مرے یار تو صدا دیدے

یہ چاہتا ہوں کہ رہ جاؤں بوجھ سے دب کر
مجھے اک اور خیالوں کا قافلہ دیدے

جو روشنی سے منور رکھے تمام نگر
خدا کے واسطے ایسا کوئی دیا دیدے

کبھی تو راہ میں آجا تو منزلوں کی طرح
نہیں تو شمس کو پھر اسی کا راستہ دیدے

★

★ قتیل راجستھانی
۴۰۰ - ایس وی پی روڈ
بوریولی ویسٹ بمبئی ۱۰۳

○

جس رات وہ کرم مرے جذبات پر کریں
ارماں کیوں نہ دن کا گماں رات پر کریں

خاموشیوں سے یہ بھی ہے بچنے کا راستہ
کچھ تبصرہ ہم اپنے ہی حالات پر کریں

دل کا معاملہ ہے نپٹنا تو ہے مگر
یہ فیصلہ ہم اگلی ملاقات پر کریں

اچھے برے تو ہوتے ہیں ہر دور ہی میں لوگ
اتنا یقین بھی نہ روایات پر کریں

اتنا دیا ہے وقت کہاں وقت نے کہ ہم
کچھ غور زندگی کے سوالات پر کریں

اُن سے قتیل کیسے نبھائیں گے دوستی
جب اتفاق وہ نہ کسی بات پر کریں

★

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ۱۳ ر ستمبر کو منترالیہ میں شری دی۔ آر بھوساری، سکریٹری مہاراشٹر لوک سیوا منڈل، ناندیڑ کو جذام کے مریضوں کی باز آبادکاری کے لئے چالیس ہزار روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔

ندیڑ جذام پروجیکٹ کیلئے پیڈ کی امداد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے مراٹھواڑہ لوک سیوا
ڈل ناندیڑ کے جذامیوں کی باز آبادکاری پروجیکٹ کے لئے
یس ایکشن فار ڈیولپمنٹ (پیڈ) مہاراشٹر، کی جانب سے بطور
اد ۴۰،۰۰۰ روپے کا چیک ۱۳ ر ستمبر کو منڈل کے سکریٹری شری
۔ آر بھوساری کو پیش کیا۔ آپ پیڈ کے چیرمین بھی ہیں۔

پیڈ نے جذامیوں کی باز آبادکاری کے لئے زرعی پروجیکٹوں
توسط سے ۷۰،۰۰۰ روپے کی امداد منظور کی ہے ــــ ان
وجیکٹوں کے تحت ۲۰ ہیکٹر اراضی پر گیہوں، جوار، مونگ پھلی،
نیل وغیرہ کی کاشت کی جائے گی۔

معذور افراد کی امداد کے پروگرام کے تحت پیڈ نے
تک جذامیوں اور معذوروں کی باز آبادکاری کے پروجیکٹوں
لئے امداد دی ہے۔ پیڈ نے بمبئی میں ذہنی اعتبار سے معذور
ں سے متعلقہ پروجیکٹ کے لئے ۵۰،۰۰۰ روپے،
ر پور ضلع میں شری بابا آمٹے کے آنندون پروجیکٹ کے
۵ء۱ لاکھ روپے، ناندیڑ ضلع کے کینوٹ مقام پر
باؤں کی زرعی تربیت کے پروجیکٹ کیلئے ۵۰،۰۰۰ روپے
اور وردھا ضلع کے دتاپور جذام پروجیکٹ کیلئے ۵۰،۰۰۰ روپے کی امداد دی ہے۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر پیڈ کے چیرمین اور وزیر برائے زراعت شری نانا بھاؤ ایمبڈوار وائس چیرمین ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں جذامیوں کو دوائیاں

دھاراوی میں انسداد جذام مہم کے تحت تشخیص شدہ جذامیوں کو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کے ہاتھوں ۱۶ ر ستمبر کو دوائیاں دی گئیں۔ اس طرح اس مہم نے جذامیوں کے طبی علاج کے چوتھے دور میں قدم رکھا۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے سادگی سے پر اس تقریب کی صدارت کی۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ ڈاکٹروں اور سماجی خدمتگاروں کو مشترکہ طور پر عوام کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرنا چاہیے کہ جدید ادویات کی مدد سے اب جذام کا مرض کلی طور پر قابلِ علاج ہے۔ آپ نے کہا کہ سماجی سطح پر اس مرض سے وابستہ نفرت کے خوف سے مرض کو پوشیدہ رکھ کر اسے بڑھنے دینا ایک غلطی ہے۔ اس مرض کے شکار افراد کو چاہیئے کہ وہ

اپنا مرض ظاہر کریں اور اس کا علاج کرائیں تاکہ وہ صحت مند زندگی گذار سکیں۔ وزیر اعلیٰ نے تشخیص شدہ جذامیوں میں بچوں کی اچھی خاصی تعداد کو دیکھ کر اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ کم عمری ہی میں انہیں حاصل اس مفت طبی علاج کی سہولت سے انہیں مرض سے نجات ملے گی اور وہ صحت مند زندگی گذار سکیں گے۔ آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ نے مہم کو کامیاب بنانے میں دھاراوی کے باسیوں کے عملی تعاون کی ستائش کی اور کہا کہ عوام کی عملی شرکت کے بغیر مہم کا کامیابی سے ہمکنار ہونا مشکل تھا۔

ڈائرکٹر آرگنیتی ڈائرکٹر بیئے لیپراسی پروجیکٹ، بھی اس تقریب میں شریک تھے۔

کوئینا زلزلہ سے متاثرین کی بازآبادکاری فنڈ
وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں ضم نہیں ہوگا

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے وضاحت کی ہے کہ کوئینا میں زلزلہ کی وجہ سے بے گھر ہونے والے افراد کی بازآبادکاری کے لئے جاری کردہ فنڈ کو وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں ضم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ آپ نے یقین دہانی کی کہ اس فنڈ کی علیحدہ حیثیت برقرار رہے گی تاہم اسے مزید وسعت دی جائے گی تاکہ دیگر قدرتی آفات سے متاثرین کا بھی اسکے تحت احاطہ کیا جا سکے۔

آپ ۲۰ ستمبر کو منترالیہ میں منعقدہ فنڈ کمیٹی کی جنرل باڈی کی میٹنگ میں حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے مزید وضاحت کی کہ اس فنڈ کے تحت ریاست کے دیگر علاقوں میں زلزلہ، سیلاب، شدید بارش، آتش زنی اور زمین کھسکنے کے واقعات جیسی قدرتی آفات سے متاثر ہونے والے افراد اور اداروں کا احاطہ کئے جانے کے باوجود کوئینا میں زلزلہ سے متاثرہ افراد کو ترجیحی بنیاد پر مالی امداد دی جائے گی۔

مذکورہ فنڈ میں ۳۱ مارچ ۱۹۸۳ء تک ستارا، کولہاپور، سانگلی، اور رتناگیری اضلاع کے زلزلہ سے متاثرہ افراد پر واجب الادا قرض کی رقم کی ادائیگی کے طور پر حکومت کو ۲ لاکھ ۶۵ ہزار روپے ادا کئے گئے۔ علاوہ ازیں کمیٹی نے مختلف اداروں کو اسکولوں، پرائمری ہیلتھ مراکز اور کتب خانوں کی خاطر عمارتوں کی تعمیر کے لئے ۹۶،۲۳ لاکھ روپے کی مالی امداد دی ہے۔ کمیٹی کی حالیہ ۲۰ لاکھ روپئے کی سالانہ آمدنی کو ریاستی سطح پر استعمال کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

فنڈ کمیٹی کے سکریٹری شری آر۔ آر کلکرنی کی جانب سے پیش کردہ سال ۸۳-۱۹۸۲ء کی آمدنی و اخراجات کی تفصیل کو میٹنگ میں متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

میٹنگ میں شری پرتاپ راؤ بھوسلے وزیر برائے دیہی ترقیات شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ، شری ایچ۔ جی ودتک چیئرمین سکوم، شری پی۔ کے ساونت چیئرمین کھادی اینڈ ویلیج انڈسٹریز بورڈ، شری ایس۔ ایم جوشی، شری وی۔ ایس پاگے، ڈاکٹر شالنی پاٹل، شری بھاؤ شنکر پاٹنگ، شری پروین چندر گاندھی، شری بی۔ ایم بھارسکر چیف سکریٹری، شری رام پردھان، ایڈیشنل چیف سکریٹری شری این وی سندرمن اور متعلقہ محکموں کے سکریٹریوں نے شرکت کی۔

واٹر پمپ سے آبپاشی کی سہولت
ادیباسی کسانوں کی معاشی بہتری

چندرپور ضلع کے مقام راجورا کے ایک ادیباسی کسان شری ماروتی جنتا گوشے نے اپنے کھیت میں محکمۂ قبائیلی بہبود کی جانب سے موصولہ واٹر پمپ مع الیکٹرک موٹر لگا کر مرچوں کی کاشت شروع کی۔ اس طرح نہ صرف ان کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا بلکہ انہوں نے دیگر ادیباسیوں کے لئے ایک مثال قائم کردی۔

حالانکہ شری ناگوشے چار ہیکٹر اراضی کے مالک تھے لیکن آبپاشی کے لئے بارش کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کے یہاں زرعی پیداوار اطمینان بخش نہیں تھی۔ انہوں نے بینک

ن مہاراشٹر سے ۷,۰۰۰ روپے قرض لے کر ایک کنواں کھدوایا
ں ۷۹-۱۹۷۸ء کے دوران انہیں محکمہ قبائیلی بہبود کے
ب سے ایک موٹر کے ساتھ ایک واٹر پمپ دیا گیا۔ اس
پ کی مدد سے اب وہ ۱.۵ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی کرتے ہیں۔
گذشتہ سال انھوں نے مرچوں کی فصل اگائی اور ۵ کونٹل
یں حاصل کیں۔ علاوہ ازیں اسی سال بیگن اور ٹماٹر کی فصل
ے ۰۰● روپے کی آمدنی ہوئی۔
شری ناگو شے بجلی کا بل باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں نیز
ن کی قسطیں بھی باقاعدگی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔

ماہِ ستمبر کے دوران لوپ بندی مہم

بہترین کارکردگی پر نقد انعامات

حکومتِ مہاراشٹر نے ماہ ستمبر کے دوران ریاست بھر
لوپ بندی مہم جاری کی ہے۔ مہم کے دوران ۱,۰۰۰ و
پ بندیوں کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ مہم کو کامیابی سے ہمکنار
نے کے لئے اداروں اور افراد کو نقد انعامات دیئے جانے
علان بھی کیا گیا ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔
ریاست میں اول آنے والی ضلع پریشد اور کارپوریشن
۵,۰۰۰ روپے کا نقد انعام دیا جائے گا (بشرطیکہ مقررہ
انہ کی سو فی صد تکمیل ہو) مقررہ نشانہ پورا کرنے والی ضلع
یشدوں اور کارپوریشن کو ۲,۰۰۰ روپیہ فی ضلع پریشد /
پوریشن نقد دیئے جائیں گے۔
پرائمری ہیلتھ سینٹر میونسپل کونسل، پوسٹ پارٹم مراکز،
ری خاندانی بہبود مراکز کو بہترین کارکردگی پر فی ادارہ
۵۰ تا ۲۰۰۰ روپے نقد انعام دیا جائے گا۔
ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسران، کارپوریشنوں سے ہیلتھ افسران
۔ وگرام ڈائرکٹر، پوسٹ پارٹم مراکز سول سرجنوں ـــ اور
ائیویٹ ڈاکٹروں کو انفرادی طور پر ۲۵۰ تا ۱,۰۰۰ روپے
قد انعام دیا جائے گا۔
علاقائی اور ضلع واری سطح پر ۲۵۰ تا ۱,۰۰۰ روپے
قد انعام کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔

شری یلیپن پٹیل کی کامیابی

گوبر گیس پلانٹ کی تنصیب

گوبر گیس پلانٹ کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے
عثمان آباد تعلقہ کے مقام ایڈشی کے شری یلیپن بالا پٹیل نے
ذاتی اخراجات پر اس پلانٹ کی تنصیب کی اور اب شری پٹیل
عہدِ جدید میں گوبر گیس پلانٹ کی اہمیت کے معترف ہو گئے ہیں۔
اس سلسلے میں گفتگو کے دوران انہوں نے بتایا کہ ایندھن
کی لکڑی کی قلت اور بازار میں اس کی اونچی قیمتوں نیز متبادل ایندھن
کی عدم دستیابی کی صورت میں انہوں نے بینک سے قرض لے کر
گوبر گیس پلانٹ نصب کرنے کا ارادہ کیا لیکن قرض منظور کرنے
کے بینک کے وقت طلب طریقہ کار اور پلانٹ کی روز بروز
بڑھتی ہوئی قیمت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنے طور پر پلانٹ
نصب کرنے کا فیصلہ کیا۔
اس پلانٹ سے انہیں ایندھن کے علاوہ کھاد بھی
حاصل ہوتی ہے۔ اس کھاد میں وہ تمام اجزاء پائے جاتے ہیں
جو ایک فصل کے لئے لازمی ہوتے ہیں۔ پلانٹ کی تعمیر و تنصیب
میں بلاک ڈیولپمنٹ آفیسر شری پی۔ اے ویرالے نے شری پٹیل
کو تکنیکی تعاون دیا اور درکار مقدار میں سمنٹ بھی فراہم کی۔
شری پٹیل کے اہل خاندان اور خصوصاً گھر کی عورتیں
اس پلانٹ کی تنصیب سے بے حد خوش ہیں۔ اب انہیں جنگل جاکر
ایندھن کے لئے لکڑیاں جمع کرنے کی تکلیف سے راحت ملی ہے۔
ایندھن کی ضرورت کی تکمیل اور کھاد کی فراہمی کے علاوہ اس پلانٹ
کی وجہ سے گھر میں بجلی کے قمقمے بھی روشن ہو سکتے ہیں۔ اس
پلانٹ کی تنصیب کے لئے شری پٹیل کو کل ۳,۵۵۰ روپے کی
امداد ملی جس میں سے ۲,۶۰۰ روپے حکومت کی جانب سے
اور ۹۵۰ روپے ضلع پریشد کی طرف سے دیئے گئے۔
سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران عثمان آباد ضلع میں ۲۰۰
گوبر گیس پلانٹ کی تنصیب کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا لیکن یہ نیا تشکیل
شدہ ضلع ابھی تک ۲۱۱ پلانٹس کی تنصیب کر کے اس نشانے سے
آگے بڑھ گیا ہے۔
پلانٹ کی تنصیب میں عوام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کو دیکھتے

ہوئے عثمان آباد ضلع پریشد نے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۲۰۰ پلانٹ تعمیر کرنے کا نشانہ مقرر کیا ہے اور اس کام کے لئے ۱۴ لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔

بیس نکاتی پروگرام کے تحت امداد ادیباسی خاندان کی خوش حالی

ناشک ضلع میں ڈنڈوری تعلقہ کے مندانے نامی دیہات کے درمیانی مالک اراضی شری شانتارام چمنارام پوار کے والد کی اچانک رحلت سے تمام خاندان کی کفالت کی ذمہ داری شری شانتارام پر عائد ہوگئی۔ محدود وناکافی ذریعۂ آمدنی میں پورے خاندان کی کفالت کرنا شری پوار کے لئے ایک مسئلہ تھا۔ ایسے وقت میں ان کو وزیراعظم کے بیس نکاتی پروگرام کے تحت مالی امداد حاصل ہوئی۔ اس امداد نے شری پوار کو ثابت قدمی کے ساتھ ناسازگار حالات کا مقابلہ کر کے زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کی ہمت بندھائی۔

شری پوار نے اہلِ خاندان کی مدد سے اپنے تقریباً ۱۶۵ ہیکٹر زرعی اراضی میں ایک کنواں کھودا اور کنوئیں پر پمپ کے لئے بیس نکاتی پروگرام کے تحت بینک آف مہاراشٹر سے ۲۰۰ر۵ روپے کا قرض حاصل کیا۔ اسی پروگرام کے تحت انہیں پمپ کے ذریعے اپنی کنوئیں سے پانی کھینچنے کے لئے بجلی بھی فراہم کی گئی۔ آبپاشی کی اس سہولت کی وجہ سے شری پوار جوار، میتھی اور دھان کی مخلوط اقسام کے علاوہ کیلوں کی بھی اچھی فصل حاصل کر رہے ہیں۔

شری پوار کا تعلق کوکن کے ادیباسی فرقے سے ہے۔ انہوں نے اپنے چار بچوں کو اسکول میں داخل کرانے کا بھی فیصلہ کیا ہے اس سے قبل معاشی پریشانی کے باعث یہ ان کے لئے ممکن نہ تھا

شری پوار کو پمپ لگانے کیلئے حکومت سے ۲۶۰۰ روپے کی گرانٹ بھی دی گئی تھی۔ انہیں یقین ہے کہ جلد ہی وہ قرض کی واجب الادا رقم بھی ادا کر سکیں گے۔

مہاراشٹر کیلئے نیا ٹی۔وی سینٹر اعلیٰ اختیاری کمیٹی کی تشکیل

حکومت مہاراشٹر نے وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی قائم کی ہے جو مقررہ معیاد میں ریاست میں ٹی۔وی نشریاتی مراکز قائم کرنے میں مختلف ریاستی محکموں کی رہنمائی کرے گی اور اس سلسلے میں بنیادی سہولیات بہم پہنچانے میں مدد دے گی۔

ان بنیادی ضرورتوں میں خالی پلاٹ تعمیر شدہ عمارتیں عملے کے لئے رہائشی مکانات بجلی کی فراہمی وغیرہ شامل ہیں۔

کمیٹی کے دیگر ممبران اس طرح ہیں: وزیر مملکت برائے اطلاعات وتعلقات عامہ ایڈیشنل چیف سکریٹری جنرل ایڈمنسٹریشن محصول شہری ترقیات، توانائی اور رفاہِ عام محکموں کے سکریٹریز اور ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز۔

مرکزی حکومت نے ملک میں ۱۰۰ میگاواٹ سے کم طاقتی ٹیلی ویژن نشریاتی مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس سے ۷۰ فی صد عوام مستفیض ہوسکیں۔ مہاراشٹر میں ماہ نومبر ۱۹۸۴ء کے اختتام تک ایسے ۱۸ مجوزہ مراکز قائم کئے جانے کی تجویز ہے۔

خاکہ نگاری کا ارتقاء (صفحہ نمبر ۲۳ سے آگے)

خاکہ نگاروں کی اس پود کے بعد کوئی ایسا قابل ذکر خاکہ نگار ابھی تک سامنے نہیں آیا جس نے قاری کو اپنی جانب متوجہ کیا ہو۔ اِدھر مجتبیٰ حسین نے کچھ کامیاب خاکے لکھے ہیں یوسف ناظم کا خاکہ "بھیڑ کا آدمی" متاثر کن ہے۔ ان کے خاکوں کا مجموعہ، "آدمی نامہ" بھی منظر عام پر آچکا ہے۔ اور ان سے مستقبل قریب میں اچھے خاکوں کی امید وابستہ کی جاسکتی ہے۔ ●●
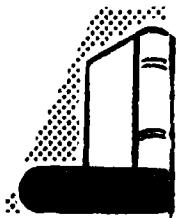
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی ۱۵ ستمبر
کو بمبئی کے پرنس آف ویلز میوزیم تشریف
لے گئیں۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

خبریں - تصویروں میں

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی، ۱۵ ستمبر
کو بمبئی کے ٹاٹا تھیٹر میں روایتی دیپ
جلاکر 'بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائیٹی' کے
صدسالہ جشن کا افتتاح کر رہی ہیں۔
زیر نظر تصویر میں سوسائٹی کے صدر
ڈاکٹر سالم علی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ۱۴ ستمبر کو
بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائیٹی کے دفتر میں
یک اسٹیف ہارن بلؔ کا معائنہ کر رہے ہیں
صویر میں سوسائیٹی کے صدر ڈاکٹر سالم علی
ی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ی راج

بزمہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف ۵ ستمبر
م اساتذہ کے موقع پر راج بھون بمبئی
ساتذہ بہبود فنڈ میں عطیہ دے کر فنڈ
لرنے کی مہم کا افتتاح کر رہے ہیں۔
صویر میں بمبئی کے میئر شری منموہن سنگھ بیدی
دیکھے جا سکتے ہیں۔

آل انڈیا فیروز گاندھی میموریل سوسائیٹی
کی جانب سے ۱۲ ستمبر کو آنجہانی فیروز گاندھی
کی ۱۷ ویں جینتی کے موقع پر بمبئی میں وزیراعلیٰ
شری وسنت راؤ پاٹل کی زیر صدارت ایک
تقریب منعقد کی گئی۔ اس موقع پر لی گئی
تصویر میں وزیراعلیٰ کے علاوہ مرکزی وزیر
مملکت برائے فولاد شری این کے پی سالوے
اور نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدِک بھی
دیکھے جا سکتے ہیں۔

یراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۰ ستمبر کو
ج محل ہوٹل بمبئی میں آل انڈیا مینوفیکچررز
ئنائزیشن مہاراشٹر بورڈ کی ۱۲ ویں
لانہ میٹنگ کا افتتاح کیا۔
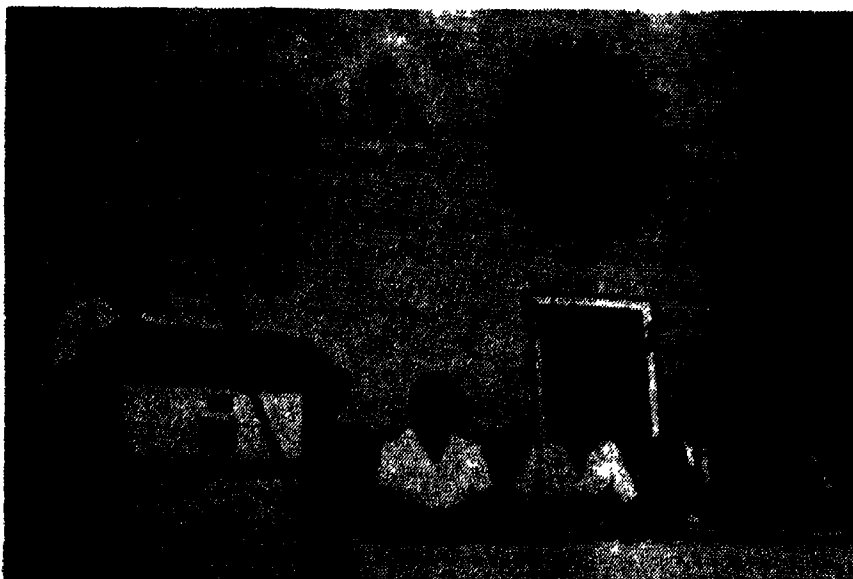
نیدرلینڈ کے سفیر برائے ہند شری
ایچ۔ای۔ایچ۔ لیوپولڈ نے ۲۴ر اگست کو
منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
سے ملاقات کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں
وزیر اعلیٰ آپ کا استقبال کر رہے ہیں۔

بھارت میں پاکستان کے
قونصل جنرل، شری سجاد علی، وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل سے منترالیہ میں محوِ گفتگو ہیں۔
یہ ملاقات ۲۴ر اگست کو ہوئی تھی۔

جزیرۂ فجی کے وزیر مالیات، شری
چارلس واکر نے ۶ر ستمبر کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ
شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔
• زیر نظر تصویر میں شری سوشیل کمار شندے،
وزیر برائے مالیات بھی نظر آ رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ۹ ستمبر کو آرے کالونی گورے گاؤں میں ایک پودا لگا کر گارڈن پروجیکٹ کا افتتاح کر رہے ہیں تصویر میں شری انت راؤ تھوپٹے وزیر مملکت ڈیری ترقیات اور اسٹیٹ بینک کے شری ناڈکرنی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
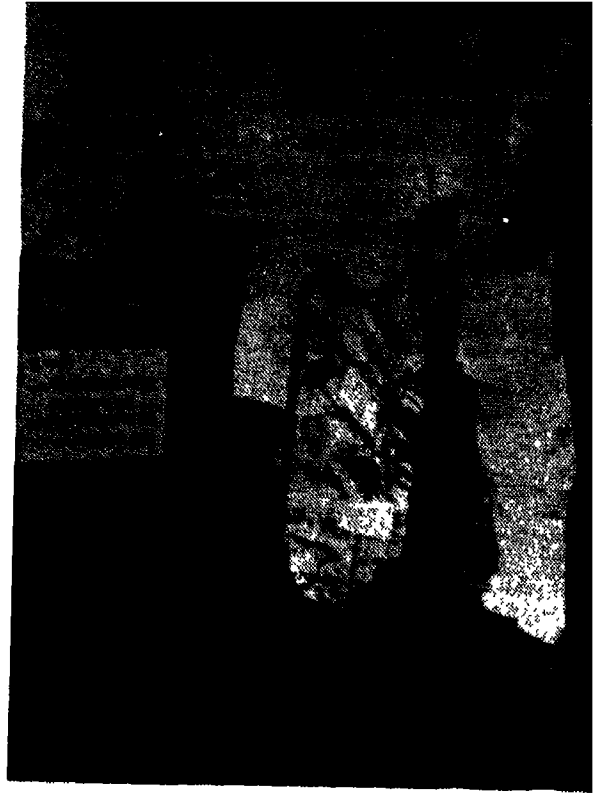
مہاراشٹر میں سیلاب کی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے، شری کشنو بھگوان کی سربراہی میں ریاست کے دورے پر آئی ہوئی مرکزی ٹیم نے ۸ ستمبر کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی. زیر نظر تصویر میں ٹیم کے اراکین کے علاوہ شری ایس۔ جی۔ گھولپ، وزیر برائے محصول، شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول اور شری رام پردھان، چیف سکریٹری بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
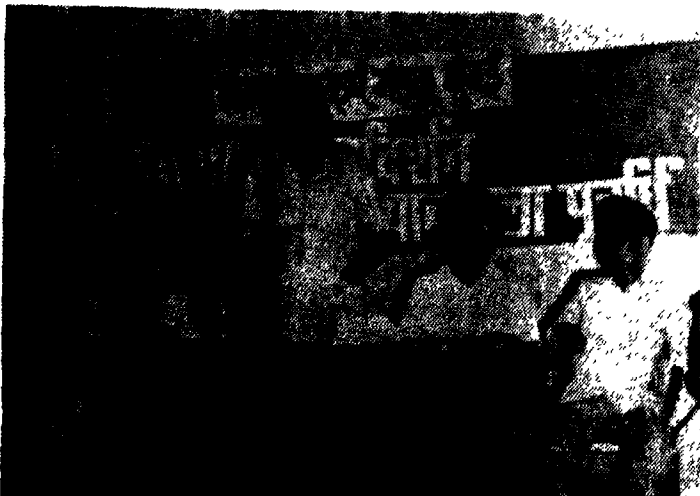
ڈائرکٹر جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ، شری موہن راؤ پاٹل، ۲ ستمبر کو ودیارتھی آکرش منڈل کی جانب سے بمبئی کے ایس ایس سی طلبہ کی رہنمائی کے لئے مہاتما پھلے ودیا مندر، این۔ ایم جوشی روڈ بمبئی میں منعقدہ لیکچر سیریز کے افتتاح کے موقع پر بطور مہمان خصوصی، حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

قارئین کی رائے

• حکیم رازی ادیبی
۲-۵ . ساچاپیر اسٹریٹ . پونے ۱

۱۰ر جولائی ۱۹۸۳ء کا قومی راج نظر نواز ہوا۔ زیر نظر تو پڑھ کر ایسا محسوس ہوا آپ کی سعی بلیغ کے طفیل اردو کی ی بھری ہے گی۔

"سماجی جنگل بانی و باغبانی" اردو کے قالب میں ڈھل کر نہ صرف ر بلکہ حسین بھی ہو گیا ہے۔ ایسے معلوماتی مضامین تو قومی راج میں ستے ہی رہتے ہیں لیکن یہ اچھوتا اور نادر مضمون خواص ہی نہیں قاری کے لئے بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

مجھ کو حیرت ہوتی ہے کہ ہر پندرہ دن میں آپ اتنا ت پرچہ کس طرح نکال لیتے ہیں۔ اس کمال اور دیدہ ریزی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ بقول شاعر

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

• غلام محمد پٹیل، ٹیچر فجندار جونیئر کالج، دہود
پوسٹ دہود، تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڈھ ۴۰۲۳۰۱

۱۰ر جولائی ۱۹۸۳ء کا قومی راج "سماجی جنگل بانی و باغبانی" نمبر کی صورت میں نظر نواز ہوا۔ سرورق کی پرکشش جاذبیت ی بے ساختہ یہ مصرعہ زبان زد ہو رہا ہے ؎

خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

ی حسین و جمیل بنایا گیا ہے۔ شمارہ ہاتھ میں لیتے ہی اسے پوری ہ بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہر مضمون مفید، معلوماتی خزانے ہے۔ اس خصوصی نمبر نے ماضی کے ان مخصوص قومی راج کے ی یاد تازہ کر دی جیسے ڈاکٹر اقبال نمبر، چھترپتی شیواجی مہاراج وغیرہ۔ واقعی آپ نے اس خصوصی نمبر کے ذریعے اردو ، ایک انوکھے معلوماتی خزانے کا اضافہ کیا ہے جسے عالم ادب ی فراموش نہیں کر سکتا کیونکہ اس قسم کی جنگلاتی و باغبانی سے نمول معلومات کا اردو ادب میں کافی فقدان ہے جس کی تلافی ہ اس نمبر کے ذریعے کی ہے۔ یہ آپ کا لافانی کارنامہ دنیائے ردو پر احسانِ عظیم کے مترادف ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا دا آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور آپ کے زورِ قلم میں

اور بھی قوت و توانائی عطا فرمائے تاکہ آپ کی بے لوث کاوشوں سے ادب اردو مالا مال ہو جائے۔ (آمین)

بالخصوص آپ کا مضمون "درخت دوست" قابلِ صد ستائش ہے جس میں آپ نے درخت کی افادیت کو حسین اور موثر انداز سے بیان کیا ہے۔ اسی طرح "کیلا ۔ غریب کا کھاجا" باغبان صاحب کا مضمون بھی بہت پسند آیا۔ ویسے تو چیکو، کروندے، لیچی، کاغذی لیموں اور کیموما ئیل سے متعلق مضامین بھی اعلیٰ معلوماتی مضامین ہیں جو بالخصوص خطۂ کوکن کے کسانوں کے لئے انمول تحفہ ہیں۔ مجھے امید اور پوری امید ہے کہ عموماً اہلِ کوکن اور خصوصاً مزارعینِ کوکن ضرور اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

اب آخر میں آپ کی ان عظیم ادبی کاوشوں پر دلی گہرائیوں سے پر خلوص ہدیۂ تہنیت پیش کر رہا ہوں۔

• ڈاکٹر محمد یٰسین قدوسی
نیا بازار ۔ کامٹی (ناگپور)

۱۰ر جولائی ۱۹۸۳ء کا خصوصی شمارہ "سماجی جنگل بانی و باغبانی نمبر" موصول ہوا۔ قومی راج کے دیگر خصوصی شماروں کی طرح اس نمبر کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ ہماری قومی زندگی میں جنگلات کے کلیدی حیثیت ہے۔ وہ موسم کو بنانے یا بگاڑنے کی پوری پوری قوت رکھتے ہیں۔

راقم الحروف کا مضمون "مرحوم عبدالستار فاروقی اور ان کی اردو خدمات" بھی اس شمارے میں شامل ہے۔ آپ کی وفات ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۷ء کو ہوئی، ۱۹۷۹ء میں نہیں جیسا کہ مضمون میں غالباً کتابت میں آگیا ہے۔

• ڈاکٹر سحر الہ آبادی
محلہ اسلام پورہ ۔ ڈاکخانہ: بیرسیہ، ضلع بھوپال (ایم.پی)

قومی راج نظر سے گذرا، بے حد پسند آیا۔ اس دور میں آپ حضرات اردو کی جو خدمت کر رہے ہیں، قابلِ مبارکباد ہے۔

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1983

۱۲ راگست کو احمد نگر میں پدم شری وِکھے پاٹل فاؤنڈیشن کی طرف سے قائم کردہ پالی ٹیکنک کا افتتاح وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل کے ہاتھوں ہوا۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ حاضرین سے خطاب فرمارہے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں صدر مہاراشٹر
پردیش کانگریس (آئی)، پروفیسر این۔ ایم۔ کامبلے، نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر برائے
دیہی ترقیات، شری سدھاکر نائیک، وزیر تعلیم، پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی اَیر وزیر برائے محنت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

حال ہی میں والوا کوآپریٹیو ساکھر کارخانہ کے ایسی ٹون پروجیکٹ کے افتتاح کے موقع پر لی گئی اس تصویر میں وزیر اعلیٰ
شری وسنت راؤ پاٹل، شریمتی شالینی تائی پاٹل، شری چندر شیکھر ایم۔ پی، سردشری راجہ رام باپو پاٹل، ڈاکٹر شانتی پٹیل، شری
این۔ ڈی۔ پاٹل (ممبران اسمبلی) اور کارخانہ کے چیرمین شری بابا صاحب پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔

ملک کی آزادی کی ۳۰ ویں سالگرہ ریاست بھر میں جوش وخروش کے ساتھ منائی گئی۔ (بائیں طرف) مہاراشٹر کے گورنر
ئی۔ ایچ۔ لطیف، پونے کونسل ہال کے احاطے میں پرچم کشائی کر رہے ہیں۔ دائیں جانب وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو
بمبئی میں پرچم کشائی کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ کے عقب میں چیف سکریٹری شری رام پردھان بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شائع کردہ: شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۴
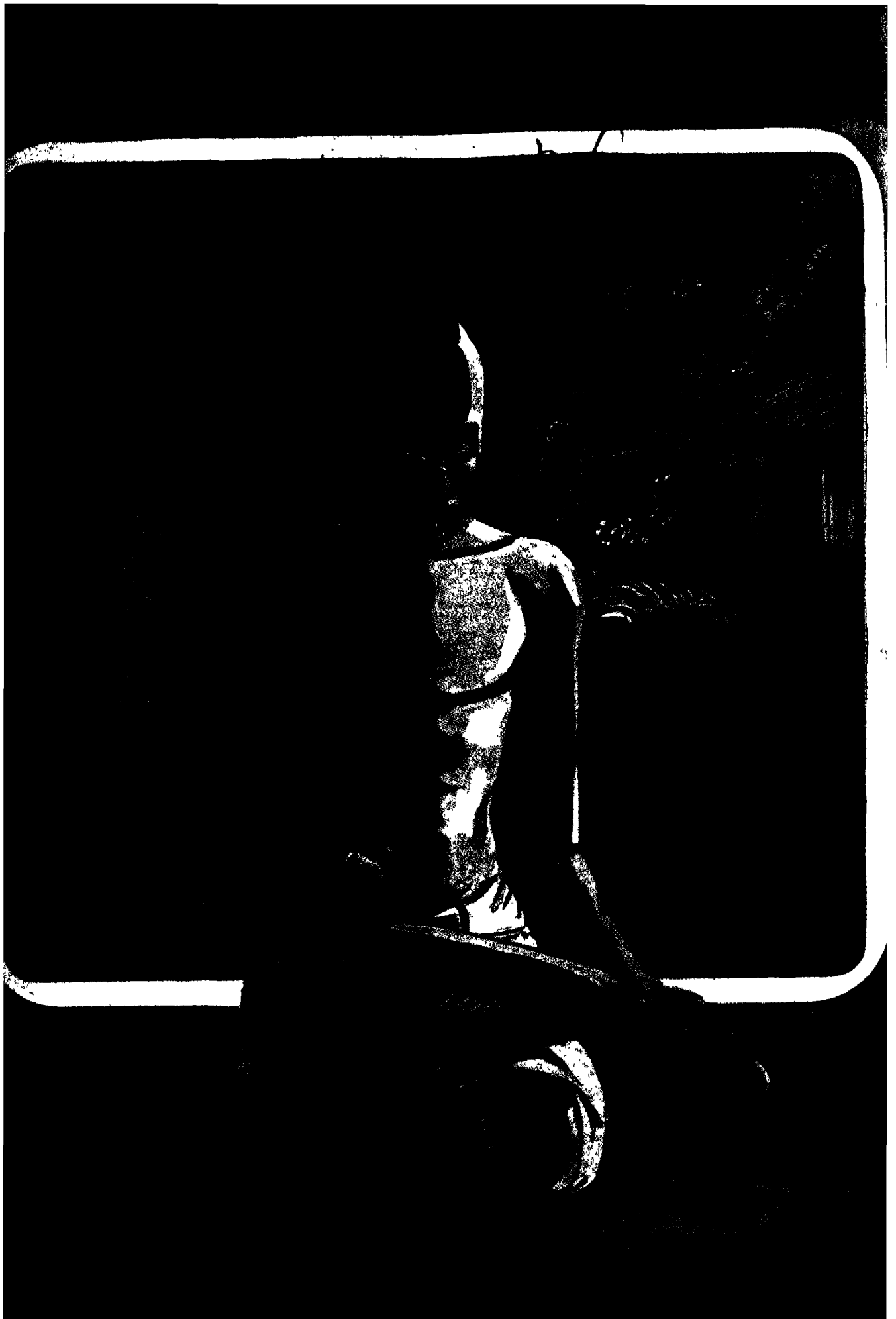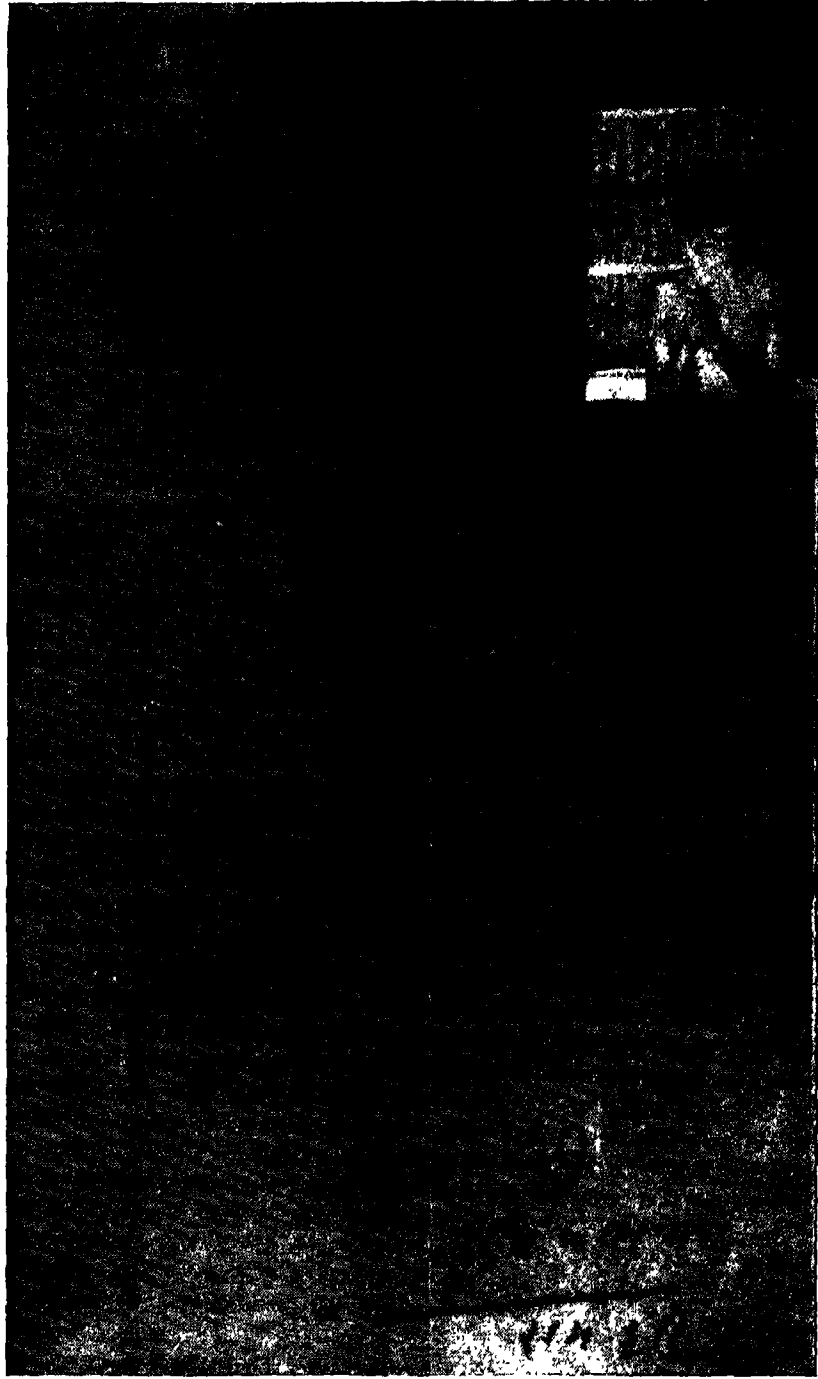
" اُپنیشدوں میں رشی منیوں کے بتائے ہوئے پانچ
عظیم گناہوں میں سے "شرابے نوشی" ایک ہے۔
کم از کم گاندھی (وردھا) ضلع کو اِس برائی سے پاک
رہنے دیجئے۔"

— اچاریہ ونوبا بھاوے

۱۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء

نشے سے پاک طرزِ زندگی ۔ خصوصی نمبر

جلد ۱۰ — شمارہ ۱۹

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

زرِ سالانہ: دس روپے ✺ فی شمارہ: ۵۰ پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

نظمیں ، غزلیں

چیف ایڈیٹر : موہن پاٹل — ایڈیٹر : ریاض احمد خان

• بہار صدیقی بدایونی، ویسٹرن ریلوے،
کوٹہ (راجستھان)

قومی راج

دل کش و جانفزا ہے قومی راج
کس قدر دل رُبا ہے قومی راج

آئینہ دار ہے تمدن کا
خوش ادا، خوشنما ہے قومی راج

ہیں مقالے بھی اس میں مضمون بھی
شاعری میں ڈھلا ہے قومی راج

مخزنِ علم وفن، ادب کا چمن
ندرتوں سے سجا ہے قومی راج

واہ کیا خوب ہے، کتابت بھی
موتیوں سے جڑا ہے قومی راج

پرکشش دیدہ زیب ہے اس کا
ذہن پہ چھا گیا ہے قومی راج

قارئین کرام اس پہ فدا
اور ان پر فدا ہے قومی راج

گلشنِ علم وفن کی روحِ رواں
"غنچۂ وگل" بنا ہے قومی راج

قابلِ داد منتظم اس کے
خوبیوں سے بھرا ہے قومی راج

اس میں لطفِ ادب ہے کیفِ غزل
علم وفن کی ضیا ہے قومی راج

شاعران و ادیب نے مل کر
کیا حسین کر دیا ہے قومی راج

لیبت اردو میں غرق ہیں صفحات
سحر انگیز سا ہے قومی راج

اس میں صہبائے علم کا ہے خمار
کس قدر کیف زا ہے قومی راج

دوستوں کے عنایتوں کے طفیل
اوج پر آ گیا ہے قومی راج

ایک گلدستۂ ادب ہے بہار
پھول بن کر کھلا ہے قومی راج

• نثار اختر انصاری
ایڈیٹر "ہمہ گیر" مومن پورہ چوک۔ ناگپور ۱۸

۲۵ر مئی کا قومی راج موصول ہوا۔ شیواجی مہاراج کے تعلق سے تمام مضامین عمدہ ہیں۔ ڈاکٹر منشا رصاحب کی نظم بھی لاجواب ہے۔ ہر لحاظ سے یہ شمارہ کافی خوبصورت ہے۔

• عتیق احمد عتیق
نیا پورہ۔ مالیگاؤں ضلع ناشک۔ ۴۲۳۲۰۳

قومی راج کا "جنگل بانی یا عنایانی" کی افادیت پر خصوصی نمبر ملا، شکریہ۔ پورے ملک کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے درختوں کی پرورش و پرداخت جس قدر ضروری ہے "سماجی جنگل بانی پروگرام" سے ظاہر ہے۔ ملک کی دیگر اسکیمیں بھی ترقی و خوش حالی کی ضامن ہیں ساتھ ہی اگر انسانیت کے تحفظ و ارتقاء پر بھی توجہ دی جائے جس کا فقدان ہوا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ملک دنیا بھر میں ایک مثالی ملک قرار پائے گا ورنہ اندیشہ ہے ؎

یہ کہکشاں یہ ستارے یہ چاندنی یہ بہار
نگاہ میں نہ اٹھاؤں تو سب کے سب بیکار

کی مصداق ہو کر نہ رہ جائے۔

اس خصوصی شمارے میں جناب یوسف ناظم کا مختصر لیکن مدلل "کیفیت نامہ" حسرت کی شخصیت کو بیک نظر سمجھ لینے کا مواد فراہم کرتا ہے جس کے لئے ہیں ان کا شکرگذار ہونا چاہیے۔ دیگر مضامین نظم و نثر میں آپ کا تبصرہ اور جناب حکیم رازی و دوست اعظمی کی غزلیں بھی پسند آئیں۔

• مرزا انور بیگ چمن سیمابی
۲۸۔ چمن منزل، چوہٹہ، اٹاوہ (یو۔پی)

۲۵ر جولائی ۱۹۸۳ء کا "قومی راج" باصرہ نواز ہوا۔ آپ کی ادارت کی خوش سلیقگی لائق ستائش ہے۔ سب سے بڑی خوبی جو مجھ کو موقر جریدہ میں نظر آئی، وہ ہے صوبائی عصبیت سے کم آمیزی، یہ بہت بڑی بات ہے۔

آپ کی ترقی اور "قومی راج" کی بقا کے لئے دعا گو ہوں۔

• فراق جلال پوری
قاضی پورہ۔ جلال پور۔ فیض آباد (یو۔پی)

'قومی راج' ایک خوبصورت رسالہ ہے۔ اگر اس میں غزلوں، نظموں کے ساتھ ساتھ دو ایک مختصر افسانے یا منی کہانیاں بھی شامل کر لیا کریں تو اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگ سکتے ہیں۔ •

"یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ "قومی راج" کا ۱۰ راکتوبر کا شمارہ "نشہ سے پاک طرزِ زندگی، خصوصی نمبر" ہے۔ حصولِ آزادی کے بعد، ملک کی ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود کیلئے گاندھی جی کے اصولوں کی روشنی میں جو تعمیری اقدامات کئے گئے ہیں "نشہ بندی" بھی ان میں سے ایک ہے۔ گاندھی جی ترکِ شراب نوشی کی اہمیت کو بالخصوص نمایاں طور پر پیش کرتے تھے۔

ترکِ شراب نوشی کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لئے حکومت مہاراشٹر سال بھر، آل انڈیا ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات اور ثقافتی پروگراموں جیسے مختلف ذرائع کا استعمال کرتی ہے۔ تاہم شراب نوشی کی برائیوں کی جانب عوام کی توجہ مزید موثر طریقے سے مبذول کرانے کے لئے ہر سال ۲ راکتوبر تا ۸ راکتوبر، ریاست بھر میں "نشہ بندی ہفتہ" منایا جاتا ہے۔ یہ بڑا ہی اطمینان بخش تجربہ ہے کہ اس ہفتے کے دوران سرکاری مشنری اور رضاکار ادارے آپس میں مل جل کر دیہاتوں اور شہروں کے باسیوں کو نشہ کی عادت سے وابستہ برائیوں اور خطروں سے آگاہ کرنے کے لئے ایک جامع پروگرام زیرِ عمل لاتے ہیں۔

"قومی راج" کے اس خصوصی نمبر میں تجربہ کار سماجی خدمتگاروں اور محققین کی دلچسپ اور فکرانگیز تخلیقات کی شمولیت نے ترکِ شراب نوشی کی افادیت کو اجاگر کر کے قارئین کی روشن خیالی میں اضافہ کا سامان فراہم کیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ہمارے پیغام "نشہ سے پاک طرزِ زندگی" کو یہ خصوصی شمارہ ریاست بھر میں پھیلانے میں معاون ثابت ہوگا۔"

وسنت راؤ پاٹل

(وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر)

پیغام وزیر برائے شراب بندی

"باپائے قوم مہاتما گاندھی آزادی کی جدوجہد کے دنوں ہی سے مختلف تعمیری پروگراموں کی اہمیت پر زور دیتے تھے۔ ان کے نزدیک شراب بندی کا پروگرام بھی اہمیت کا حامل تھا۔ شراب یا کسی اور نشہ آور شے کا عادی شخص صرف اپنے جسم کو ضرر نہیں پہنچاتا بلکہ وہ اپنی زندگی خود اپنے ہی ہاتھوں تباہ کرتا ہے۔ اس کے اثرات اس کے بیوی بچوں پر بھی پڑتے ہیں۔ انہیں ناقابل بیان اذیتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ سماج بھی اس کے مضر اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ نشہ کے عادی شہریوں کی وجہ سے کئی حادثات ہوتے ہیں، وہ باقاعدگی سے کام پر نہیں جا سکتے ان کی وجہ سے جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔

تاہم سماج اور متعلقہ افراد کو چاہیئے کہ وہ نشے کے عادی شخص کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں۔ علم طب کی جدید دریافتوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نشے کا عادی شخص "ایک مریض" ہے اور بروقت دیکھ بھال اور ادویات کی مدد سے یہ مریض پوری طرح صحتیاب ہو سکتا ہے۔ تاہم اس امر کو ذہن نشین کرنا ہوگا کہ نشے سے پاک طرز زندگی اختیار کرنے اور اس پر برقرار رہنے کے لئے مناسب و موزوں ماحول بے حد ضروری ہے۔ لہٰذا سائنٹفک طریقوں کے ذریعے عوام کو شراب نوشی اور دیگر منشیات کے استعمال کے خطرناک نتائج سے روشناس کرانا بے حد ضروری ہے۔

ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے نشہ بندی (تعلیم) اور دیگر رضاکار ادارے اس سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ امسال نشہ بندی ہفتے کے دوران قومی راج کا "نشے سے پاک طرز زندگی، خصوصی نمبر" شائع ہو رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ قومی راج کے اس خصوصی نمبر کی مشمولات نشے کی عادت کے خلاف عوامی شعور کو بیدار کرنے میں مدد دیں"
رضا کاروں اور دیگر اداروں کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ ڈاکٹر بلی رام ہیرے
(وزیر برائے شراب بندی)

اس کے پہلے گھونٹ سے بچئیے

• شریمتی مادھوری پٹرے

کیا آپ کو اس قابلِ رحم حالت تک پہنچنا پسند ہے؟

آدمی اپنی صحبت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ میں نے بہت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو مجرم اطفال کے میدان میں اپنے کام کے دوران صرف بُری صحبت کے سبب بے راہ ہوتے دیکھا ہے۔ میں نے کتنے ہی حالات کا مطالعہ کیا اور دیکھا بھی ہے جن سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ٹوٹے پھوٹے گھر، غریبی وغیرہ اس خرابی کی بعض وجوہ ضرور ہیں لیکن اس کی سب سے بڑی وجہ کسی نہ کسی شکل میں، کسی نہ کسی لت کا عادی ہونا ہی ہے، وہ لت چاہے شراب نوشی کی ہو، جوا کھیلنے کی ہو، یا کسی نشیلی شے کی ہو۔ اگر بزرگِ خاندان کسی لت میں گرفتار ہو تو گھر کی مالی حالت خراب اور خستہ ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب زندگی تباہ حالی میں بسر ہوتی ہے اور بچوں کے مجرم بن جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

لیکن ہم عام انداز میں بیان کیوں کریں؟ کیوں نہ ہم بچوں کے ٹھوس معاملات کا مطالعہ کریں۔ ایسے بچے جو سماج کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہوں؟

رام راؤ، ایک مشہور کمپنی میں بڑے افسر ہیں اور تین اسکول میں زیر تعلیم بچوں کے باپ ہیں۔ انہیں اسکول کے پرنسپل کی طرف سے ایک خط ان کے بڑے لڑکے پروین کے متعلق ملا جس کی عمر کوئی ۱۴/۱۵ برس کی ہے۔ رام راؤ اور ان کی بیوی ستیا پرنسپل سے ملاقات کرتے ہیں۔

پرنسپل واقعتاً انسانیت کا جوہر تھا جو نئے تعلیمی اصولوں کو اپنانے سے دریغ نہیں کرتا تھا۔ اس نے ڈاکٹر راؤ نامی ایک دماغی معالج سے طالبعلموں اور ان کے والدین کی رہنمائی کے لئے مدد طلب کی۔ پرنسپل نے ستیا بائی اور رام راؤ کا تعارف ڈاکٹر راؤ سے کرایا۔ اس نے والدین کو پروین کی بےقاعدگی کے ساتھ حاضری سے آگاہ کیا اور ہوم ورک سے اس کی بے توجہی اور میتھمیٹکس میں کمزور ہونے کی اطلاع دی۔ پرنسپل نے اس اندیشہ کا اظہار بھی کیا کہ کہیں وہ فائنل امتحان میں فیل نہ ہو جا

... میدان کے تجربے
ذہین معالج تھے وہ رام راؤ کی حرکات و سکنات کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے رہے۔ ان کی تیز نگاہوں نے رام راؤ کی شراب نوشی کے اثرات کو قیافہ شناسی کے ذریعے اس کے چہرے پر دیکھ لیا۔ ڈاکٹر راؤ نے رام راؤ سے ہاتھ اٹھانے کے لئے کہا لیکن اس کا ہاتھ ثابت و قائم نہیں رہ سکا بلکہ وہ کانپ رہا تھا۔ ڈاکٹر راؤ نے پوچھا "آپ روزانہ کس مقدار میں شراب پیتے ہیں؟"

رام راؤ نے بدمزاجی سے کہا۔

"اس کا پروین سے کیا تعلق؟ ہم یہاں پروین کے سلسلے میں آئے ہیں۔ گفتگو اسی کے بارے میں ہونی چاہیئے۔"

یہ ایک مشہور بات ہے کہ کسی لت کا عادی شخص اپنی اور اپنی عادت کی بابت گفتگو کرنے سے کتراتا ہے۔ اتنے میں پروین کی ماں نے زبان کھولی اور کہہ اٹھی کہ "جب تنخواہ ہوتی ہے تو یہ گھر کا رخ نہیں کرتے اور جب لوٹتے ہیں تو جیب میں پائی پیسہ نہیں ہوتا۔ جب یہ گھر پر ہوتے ہیں تو ہنگامہ بپا کرتے ہیں۔ یہ تماشہ ہر روز کا ہے۔"

رام راؤ نے بیوی سے چلا کر کہا "منہ بند رکھ۔ پروین کے بارے میں جو کہنا ہو کہہ۔"

"پروین کی یہ عادت صرف تمہاری وجہ سے ہے۔ بچے رات میں ٹھیک سے سو بھی نہیں سکتے۔ ان کی فیس بر وقت ادا نہیں کی جا سکتی۔ ان کے پاس کافی کپڑے نہیں ہیں۔ صرف میری ماں کی مدد کے طفیل ہم چند لقمے کھا لیتے ہیں اور زندہ ہیں۔"

ڈاکٹر راؤ کی طرف مخاطب ہو کر سیتا بائی نے کہا۔

"پروین کے باپ نے کوئی چھ سال پہلے شراب پینے کی عادت ایک دوست کی صحبت میں اختیار کی اور اس دوست نے میرے خوش و خرم گھر کو برباد کر ڈالا۔"

سیتا بائی کی آنکھیں آنسوؤں سے نمناک تھیں جس وقت وہ یہ ماجرا بیان کر رہی تھی۔

پروین کی اس عادت کی ذمہ داری ہم کس پر ڈالیں؟ یقیناً اس کا سارا الزام اس کے سر پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ یہ بات نامناسب ہوگی۔

پروین کا باپ موٹی تنخواہ پانے والا افسر تھا لیکن پھر بھی اس کی شراب نوشی خاندان کی تباہی کا سبب بنی۔ اس صورت میں ہم مدھو کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں جس کا باپ ایک فیکٹری ورکر مزدور ہے۔ مدھو کو بچوں کی عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ اس پر پڑوسی کے گھر سے ایک ہنڈا چرانے اور بیچ ڈالنے کا الزام تھا۔

پولیس نے اس کے والدین کو کورٹ میں حاضر کیا۔ اس کا باپ خوب شراب پی کر آیا تھا جبکہ ماں کی حالت قابل رحم تھی۔

جب کورٹ نے مدھو سے ہنڈا چرانے اور ۲۰ روپئے میں بیچ ڈالنے کے متعلق سوال کیا تو مدھو نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر کورٹ نے مدھو کے باپ کی طرف توجہ کی اور اس سے پوچھا کہ کیا اسے کچھ کہنا ہے۔ باپ نے بدتمیزی کے ساتھ جواب دیا۔

"ہمارے پاس لڑکے کے کرتوت پر بات چیت کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ اگر کچھ جرمانہ ادا کرنے کی بات ہے تو میں ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس سے کہا گیا کہ اپنی زبان پر قابو رکھے کیونکہ وہ اس وقت کورٹ میں ہے۔ ماں سے پوچھا گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

اس نے کہا "آپ نے ساری باتیں آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ میرے شوہر مجھے صرف ۱۵۰/- روپیہ مہینہ دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسی میں گھر چلاؤں

یہ ڈوبتا نونہال، آپ کا بھی ہو سکتا ہے۔

س کے علاوہ اکثر مجھ سے پیسوں کا تقاضہ کرتے رہتے ہیں انکار
ر تی ہوں تو کوئی بھی برتن بازار میں لیجا کر بیچ ڈالتے ہیں
دھو کے باپ نے اپنی ... منہ بند رکھنے کے لئے کہا
یکن کورٹ نے اسے بیان جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس نے دلیری کے
اتھ کہا: مدھو بیگناہ ہے۔ وہ چاکلیٹ اور بسکٹ کے لئے
پیسے مانگتا ہے لیکن میں اسے ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتی اس
لئے اس نے اپنے باپ کی تقالی کی اور ایک ہنڈا جو پانی کے نل کے
س لاوارث جیسا رکھا ہوا تھا چرا کر بیس روپیہ میں بیچ ڈالا۔

جب آپ اس قسم کی کوئی بات سنتے ہیں تو لڑکے پر رحم آتا
ہے۔ اگرچہ مدھو پر چوری کا الزام عائد کیا گیا۔ لیکن کیا ایسے ا کا
لزام دیا جانا چاہیئے تھا؟

ایک دفعہ میں ایک بچوں کے آشرم میں جا پہنچی۔ آشرم
کے ہیڈ ماسٹر نے مجھے بتلایا کہ وہ لڑکی جس کا نام کلا ہے اور جس
ی عمر دس برس کی ہے، اسے بچوں کی عدالت نے وہاں بھیجا ہے۔

کلا جو ایک دستہ۔۔ کی لڑکی ہے۔ اپنے دو بھائیوں اور
ماں کے ساتھ ایک پترے کی چال میں رہتی تھی۔ ان کی زندگی
مناسب طور سے گذر رہی تھی۔ لیکن اس کے باپ نے بعد میں
شراب پینے کی عادت ڈال لی۔ دوسری برائیاں بھی اس
نے اختیار کر لیں۔ رفتہ رفتہ حالات قابو سے باہر ہو گئے۔ کلا کے
باپ نے کام کرنا تقریباً چھوڑ دیا ہے۔ جب پیسے نہیں رہے تو اس
نے گھر کے برتن بیچنا شروع کیا بلکہ اناج بھی اور کلا کی ماں کو
مارنے پیٹنے لگا۔

گھر کے ان حالات سے دل گرفتہ ہو کر کلا کا بڑا بھائی
سریش گھر سے بھاگ گیا اور آوارہ لوگوں کی صحبت میں سڑک
پر زندگی گذارنے لگا۔

کلا کو اسکول سے محبت تھی اور دل و جان سے پڑھتی
تھی۔ تمام مشکلات اور دگرگوں حالات کے باوجود وہ اپنی کلاس
میں اول رہتی تھی۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کلا کی ماں نے ڈبوں میں پورے
مہینہ کا راشن بھر کر رکھا تھا۔ اس کا باپ صبح سویرے آیا اور
پیسے مانگنے لگا۔ جب اس کی بیوی نے انکار کیا تو اس نے گیہوں
کا ایک ڈبہ اٹھایا کہ جا کر بیچ ڈالے۔ کلا کی ماں نے سختی کے ساتھ
مخالفت کی۔ اس لئے وہ اپنی بیوی کو مارنے پیٹنے لگا اور اسے
اور دونوں بچوں کلا اور پرکاش کو گھر سے نکال دیا۔ پھر اس نے اپنے
آپ کو گھر میں بند کر لیا اور لگا زور زور سے چیخنے چلانے لگا۔

اس رات کلا اور اس کی ماں اور بھائی فٹ پاتھ پر پڑے
رہے۔ صبح کے وقت انہوں نے دیکھا کہ گھر کھلا ہوا ہے تو وہ
گھر میں داخل ہوئے۔ گھر کی چیزیں بالکل ادھر ادھر بکھری
پڑی تھیں۔ برتن بھی یہاں وہاں پھینکے ہوئے پائے گئے کپڑے
بھی زمین پر پراگندہ پڑے تھے۔ لیکن کلا کو جس چیز کا سب سے
زیادہ صدمہ ہوا وہ اس کی کتابیں اور نوٹ بک تھے۔ جو
پھاڑ کر برباد کر دیئے گئے تھے اور زمین پر پھینکے ہوئے تھے۔
پریشان خیالی اور غصہ کی حالت میں کلا گھر سے اس رات بھاگ
کھڑی ہوئی۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھ سکی کہ ایسی حالت میں کیا کرے۔
وہ ایک ریلوے اسٹیشن پر ادھر ادھر گھوم رہی تھی کہ ایک لیڈی
کانسٹبل اسے پکڑ کر آشرم میں لے گئی۔ کلا نے گھر جانے سے
انکار کر دیا۔ اس کے عوض اس نے کہا مجھے کسی اسکول میں

شراب
خانہ

خالی جیب تشریف لے گئے
جناب کے ہوش اُڑ گئے

پروین کی ماں چپ رہی۔ ڈاکٹر راؤ چونکہ اپنے میدان کے بڑے ذہین معالج تھے وہ رام راؤ کی حرکات و سکنات کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے رہے۔ ان کی تیز نگاہوں نے رام راؤ کی شراب نوشی کے اثرات کو قیافہ شناسی کے ذریعے اس کے چہرے پر دیکھ لیا۔ ڈاکٹر راؤ نے رام راؤ سے ہاتھ اٹھانے کے لئے کہا لیکن اس کا ہاتھ ثابت و قائم نہیں رہ سکا بلکہ وہ کانپ رہا تھا۔ ڈاکٹر راؤ نے پوچھا "آپ روزانہ کس مقدار میں شراب پیتے ہیں؟"

رام راؤ نے بدمزاجی سے کہا۔

"اس کا پروین سے کیا تعلق؟ ہم یہاں پروین کے سلسلے میں آئے ہیں۔ گفتگو اسی کے بارے میں ہونی چاہیئے۔"

یہ ایک مشہور بات ہے کہ کسی لت کا عادی شخص اپنی اور اپنی عادت کی بابت گفتگو کرنے سے کتراتا ہے۔ اتنے میں پروین کی ماں نے زبان کھولی اور کہہ اٹھی کہ "جب تنخواہ ہوتی ہے تو یہ گھر کا رخ نہیں کرتے اور جب لوٹتے ہیں تو جیب میں پائی بھر پیسہ نہیں ہوتا۔ جب یہ گھر پر ہوتے ہیں تو ہنگامہ بپا کرتے ہیں۔ یہ تماشہ ہر روز کا ہے۔"

رام راؤ نے بیوی سے چلا کر کہا "منہ بند رکھ۔ پروین کے بارے میں جو کہنا ہو کہہ۔"

"پروین کی یہ عادت صرف تمہاری وجہ سے ہے۔ بچے رات میں ٹھیک سے سو بھی نہیں سکتے۔ ان کی فیس بروقت ادا نہیں کی جا سکتی۔ ان کے پاس کافی کپڑے نہیں ہیں۔ صرف میری ماں کی مدد کے طفیل ہم چند لقمے کھا لیتے ہیں اور زندہ ہیں۔

ڈاکٹر راؤ کی طرف مخاطب ہو کر سیتا بائی نے کہا۔

"پروین کے باپ نے کوئی چھ سال پہلے شراب پینے کی عادت ایک دوست کی صحبت میں اختیار کی اور اس دوست نے میرے خوش و خرم گھر کو برباد کر ڈالا۔"

سیتا بائی کی آنکھیں آنسوؤں سے نمناک تھیں جس وقت وہ یہ ماجرا بیان کر رہی تھی۔

پروین کی اس عادت کی ذمہ داری ہم کس پر ڈالیں؟ یقیناً اس کا سارا الزام اس کے سر پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ یہ بات نامناسب ہوگی۔

پروین کا باپ موٹی تنخواہ پانے والا افسر تھا لیکن پھر بھی اس کی شراب نوشی خاندان کی تباہی کا سبب بنی۔ اس صورت کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں جس کا باپ ایک فیکٹری ورکر ہو۔ مدھو کو بچوں کی عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ اس پر پڑوس کے گھر سے ایک ہنڈا چرانے اور بیچ ڈالنے کا الزام تھا۔

پولیس نے اس کے والدین کو کورٹ میں حاضر کیا۔ باپ خوب شراب پی کر آیا تھا جبکہ ماں کی حالت قابل رحم تھی۔

جب کورٹ نے مدھو سے ہنڈا چرانے اور ۲۰ روپے میں بیچ ڈالنے کے متعلق سوال کیا تو مدھو نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر کورٹ نے مدھو کے باپ کی طرف توجہ کی اور اس سے پوچھا کہ کیا اسے کچھ کہنا ہے۔ باپ نے بدتمیزی کے ساتھ جواب دیا۔

"ہمارے پاس لڑکے کے کرتوت پر بات چیت کرنے کا وقت نہیں ہے۔ اگر کچھ جرمانہ ادا کرنے کی بات ہے تو میں ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس سے کہا گیا کہ اپنی زبان پر قابو رکھے کیونکہ وہ اس وقت کورٹ میں ہے۔ ماں سے پوچھا گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

اس نے کہا آپ نے ساری باتیں آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ میرے شوہر مجھے ہر ماہ ۱۵۰/- روپیہ مہینہ دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسی میں گھر چلاؤں

ڈوبتا نونہال

بچاؤ

شراب

یہ ڈوبتا نونہال، آپ کا بھی ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اکثر مجھ سے پیسوں کا تقاضہ کرتے رہتے ہیں انکار
کرتی ہوں تو کوئی بھی برتن بازار میں لیجا کر بیچ ڈالتے ہیں۔
دھو کے باپ نے اپنی ہونے والی منہ بند رکھنے کے لئے کہا
لیکن کورٹ نے اسے بیان جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس نے دلیری کے
ساتھ کہا: دھو بیگناہ ہے۔ وہ چاکلیٹ اور بسکٹ کے لئے
پیسے مانگتا ہے لیکن میں اسے ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتی اس
لئے اس نے اپنے باپ کی نقالی کی اور ایک ہنڈا جو پانی کے نل کے
پاس لاوارث جیسا رکھا ہوا تھا چرا کر بیس روپیہ میں بیچ ڈالا۔
جب آپ اس قسم کی کوئی بات سنتے ہیں تو لڑکے پر رحم آتا
ہے۔ اگرچہ مدھو پر چوری کا الزام عائد کیا گیا۔ لیکن کیا ایسے ایک
الزام دیا جانا چاہیئے تھا؟

ایک دفعہ میں ایک بچوں کے آشرم میں جا پہنچی۔ آشرم
کے ہیڈ ماسٹر نے مجھے بتلایا کہ وہ لڑکی جس کا نام کلا ہے اور جس
کی عمر دس برس کی ہے، اسے بچوں کی عدالت نے وہاں بھیجا ہے۔

شراب
خانہ

خالی جیب تشریف لے گئے
جناب کے ہوش اڑ گئے

کلا جو ایک دستکار کی لڑکی ہے۔ اپنے دو بھائیوں اور
ماں کے ساتھ ایک پترے کی چال میں رہتی تھی۔ ان کی زندگی
مناسب طور سے گذر رہی تھی۔ لیکن اس کے باپ نے بعد میں
شراب پینے کی عادت ڈال لی۔ دوسری برائیاں بھی اس
نے اختیار کر لیں۔ رفتہ رفتہ حالات قابو سے باہر ہو گئے۔ کلا کے
باپ نے کام کرنا تقریباً چھوڑ دیا ہے۔ جب پیسے نہیں رہے تو اس
نے گھر کے برتن بیچنا شروع کیا بلکہ اناج بھی اور کلا کی ماں کو
مارنے پیٹنے لگا۔
گھر کے ان حالات سے دل گرفتہ ہو کر کلا کا بڑا بھائی
سریش گھر سے بھاگ گیا اور آوارہ لوگوں کی صحبت میں سڑک
پر زندگی گذارنے لگا۔
کلا کو اسکول سے محبت تھی اور دل و جان سے پڑھتی
تھی۔ تمام مشکلات اور دگرگوں حالات کے باوجود وہ اپنی کلاس
میں اول رہتی تھی۔
ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کلا کی ماں نے ڈبوں میں پورے
مہینہ کا راشن بھر کر رکھا تھا۔ اس کا باپ صبح سویرے آیا اور
پیسے مانگنے لگا۔ جب اس کی بیوی نے انکار کیا تو اس نے گیہوں
کا ایک ڈبہ اٹھایا کہ جا کر بیچ ڈالے۔ کلا کی ماں نے سختی کے ساتھ
مخالفت کی۔ اس لئے وہ اپنی بیوی کو مارنے پیٹنے لگا اور اس
اور دونوں بچوں کلا اور پرکاش کو گھر سے نکال دیا۔ پھر اس نے اپنے
آپ کو گھر میں بند کر لیا اور لگاتار چیخنے چلانے لگا۔
اس رات کلا اور اس کی ماں اور بھائی فٹ پاتھ پر پڑے
رہے۔ صبح کے وقت انہوں نے دیکھا کہ گھر کھلا ہوا ہے تو
گھر میں داخل ہوئے۔ گھر کی چیزیں بالکل ادھر ادھر بکھری
پڑی تھیں۔ برتن بھی یہاں وہاں پھینکے ہوئے پائے گئے اور
کچھ زمین پر پراگندہ پڑے تھے۔ لیکن کلا کو جس چیز کا سب سے
زیادہ صدمہ ہوا وہ اس کی کتابیں اور نوٹ بک تھے۔ جو
پھاڑ کر برباد کر دیئے گئے تھے اور زمین پر پھینکے ہوئے تھے۔
پریشان خیالی اور غصہ کی حالت میں کلا گھر سے اس رات کو
نکل کھڑی ہوئی۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھ سکی کہ ایسی حالت میں کیا کرے
وہ ایک ریلوے اسٹیشن پر ادھر ادھر گھوم رہی تھی کہ ایک
کانسٹبل اسے پکڑ کر آشرم میں لے گئی۔ کلا نے گھر جانے سے
انکار کر دیا۔ اس کے عوض اس نے کہا مجھے کسی اسکول میں

ڈال دو۔ اسے آشرم لے جایا گیا جہاں سے وہ اسکول جانے لگی اور بہت مطمئن اور خوش تھی۔

جبکہ ہم اس سلسلے میں بات چیت میں مشغول تھے، کلا کا باپ اسے دیکھنے کے لئے آیا۔ آخر تو وہ کلا کا باپ تھا ہیڈ مسٹریس نے کلا کو بلوایا۔ جوں ہی کلا کمرے میں داخل ہوئی اس کے باپ نے اسے بسکٹ کا ایک پیکٹ دینے کی کوشش کی۔ لیکن کلا نے اسے دیکھا اور لوٹ گئی۔ ہیڈ مسٹریس نے اس سے باہر آنے کے لئے کہا لیکن کلا نے آنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں کلا نے کہا کہ "جب میں اسے دیکھتی ہوں تو مجھے وہ دن یاد آتا ہے جب میری کتابیں برباد کر ڈالی گئی تھیں۔ میں اس کی صورت کبھی دیکھنا نہیں چاہتی۔"

کلا کا باپ مایوس ہو گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنی لڑکی کو تقریباً کھو چکا ہے۔ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ شراب کی ایک بوتل نے باپ اور بیٹی میں جدائی ڈال دی تھی۔

یہ تین واقعات جو سوسائٹی کے مختلف طبقوں سے مثال کے طور پر پیش کئے گئے ہیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ شراب کتنی بری چیز ہے۔ شراب انسان کو پیسوں، تندرستی اور گھریلو زند[گی سے] محروم کر دیتی ہے۔

کسی حرص میں گرفتار ہو جانا بہت آسان ہے لیک[ن اس] سے اپنے آپ کو بچانا بہت مشکل ہے۔ اپنے خاندان کو [اس] لعنت سے بچانے کا بس ایک ہی طریقہ ہے : اس کے گھونٹ نہ پیجئے — اسی سے شراب نوشی کی عادت [پڑتی] ہے۔

چلے نشے کی راہ پر
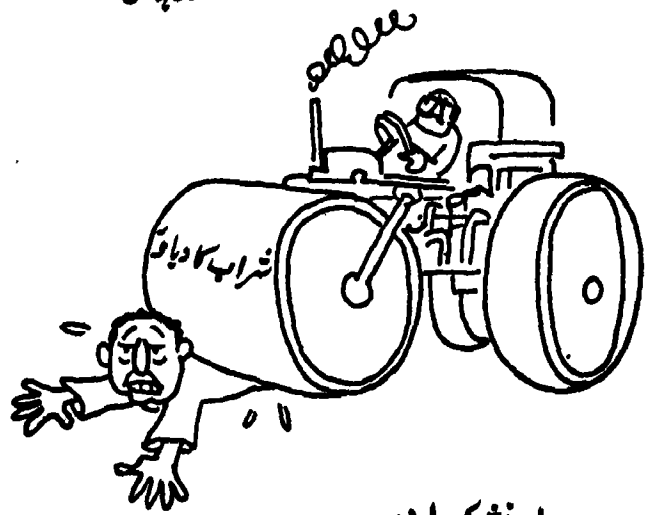
شریمتی شوبھنا راناڈے

سنجیدہ زندگی کی روایات کی حفاظت

ہندستان کی یہ شاندار روایت رہی ہے کہ اس نے دنیا کو وجودِ انسانی کے پورے مجموعے کے بارے میں ایک بلند پایہ فلاسفی عطا کی۔ اس روایت کی ابتدا قدیم دانشمند مفکر نے کی تھی جسے مہاتما گاندھی جیسے نامی گرامی اشخاص نے آگے بڑھایا، جنہوں نے محبت اور پرہیزگاری کے اصول کی تلقین بھی کی اور اس پر عمل بھی کیا تاکہ یہ بتلائیں کہ انسانی زندگی کا بہترین استعمال کس طرح کرنا چاہیئے اور جس میں ان مفکر نے تندرست جسم اور صحیح عقل کی نشو و نما پر پورا زور دیا تھا چنانچہ ارتقاء کے متعلق ان کے خیالات نے پوری سوسائٹی کا احاطہ کیا۔ آدمی مدنی الطبع یا معاشرت پسند واقع ہوا ہے اس لئے وہ اپنی طور پر ارتقائی منزلیں طے نہیں کرسکتا اسے دوسروں کے ساتھ زندگی گذارنی پڑتی ہے۔ حقیقی ارتقاء صرف اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انفرادی ترقی کی سماجی قدروں کو تسلیم کرلیا جاتا ہے۔

کسی چیز کی پسندیدگی کے انسانی احساسات عالمگیر ہیں۔ کسی کو یہ سکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ مور ناچنے کی حالت میں بہت خوبصورت لگتا ہے، ہمالیہ بہت عالیشان ہے اور سمندر بہت بڑا ہے۔ آدمی کے لئے صرف اتنا جان لینا کافی نہیں ہے۔

مور، ہمالیہ اور سمندر کی خصوصیات کیا ہیں۔ یہ تو اس کی فطری و ذاتی کوشش رہی ہے کہ اپنی زندگی میں ان صفتوں کو لے آئے اور خود اپنے طور پر مور کی خوبصورتی، ہمالیہ کی بلند و بالا شان اور سمندر کی وسعت کا تجربہ کرے۔ انسان کی یہی لگاتار کوشش، میرے خیال میں، انسان کی ثقافت ہے۔

ہندستانی نقطۂ نظر

ہندستانی ثقافت او. بھی ایک قدم آگے بڑھتی ہے کیونکہ اس کا مقصود ستیم، شیوم، سندرم کا حصول ہے یعنی سچائی، پاکیزگی اور خوبصورتی کا حصول) ہندستانی وچار کے مطابق. انسانی زندگی، جس کے متعلق یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ان معیاروں کا حصول اس کی بہترین کوششوں میں داخل ہے، کسی طرح کی لت کی وجہ سے غلط راہ اختیار نہیں کر سکتی۔ ہندستانی مفکرین وحکماء کے مطابق، کسی لت میں گرفتار ہونا نہ صرف شخص مذکور کے لئے نہایت مضر ہے بلکہ پوری سوسائٹی کے لئے بھی، اس لئے کہ یہ چیز ہم وجودیت یا سماجی زندگی کے خیال کے بالکل منافی ہے۔ کیا کسی لت میں گرفتار جسم کم از کم خود اس شخص کے لئے بھی، کوئی درست کام انجام دے سکتا ہے۔ پھر بھلا وہ سوسائٹی کی بھلائی کے لئے کیا کام کر سکے گا؟ ایک شخص کا بھی کسی لت میں گرفتار ہونا قدرتاً پوری سوسائٹی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سی بڑی شخصیتوں نے کسی لت یا بری عادت سے پاک زندگی کی تعریفیں کی ہیں اور عوام کو سب ہی بری عادتوں سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔ غالباً اسی مالامال ثقافتی پس منظر کا کرشمہ ہے کہ ہمارے ملک میں عادی شراب نوشوں کی تعداد دوسرے ملکوں کے مقابلے میں کم ہے۔ اس کے علاوہ، اسی پس منظر کے طفیل ہمارے ملک کے عادی شراب نوشوں کیلئے اصلاح پا جانے کے زیادہ مواقع حاصل ہیں۔ یہ کوئی ہماری جانب سے صرف امید نہیں ہے بلکہ بہت سے غیر ملکیوں کی یقین کے ساتھ کہی ہوئی باتیں ہیں جو اس سلسلے میں ہماری طرف پُراُمید نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

خرابی

شراب سے دور کیوں رہا جائے؟ جواب بالکل واضح ہے۔ شراب کے اثر اور غلبے کے تحت، آدمی اپنے احساسات پر قابو نہیں رکھ پاتا، معقولیت اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے، وہ مثبت انداز میں سوچ بھی نہیں سکتا، اس کی جسمانی اور دماغی صلاحیتیں مرجھا جاتی ہیں، وہ جرائم کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اور حادثات کا موجب بن جاتا ہے۔ اس کی زندگی بے قابو ہو جاتی ہے۔ جس طرح کسی موٹر کے بریک فیل ہو گئے ہوں۔ بہت سی بیماریاں اس کے جسم پر غلبہ پا لیتی ہیں جو رفتہ رفتہ اپنی اصلی طاقت کھو دیتا ہے اور نہایت واضح طور پر خرابی کی ان تمام علامتوں کے باوجود، شراب نوش شراب پینے کی عادت میں زیادہ غرق ہو جاتا ہے۔

مشہور تاریخ نویس ٹوائن بی کے بقول، ۲۱ میں سے ۱۹ انسانی تہذیبیں اس شراب خانہ خراب کی بدولت تباہی سے دوچار ہوئیں۔ امریکہ کے راستوں پر حادثوں کے سبب اموات کی اوسط تعداد، جو ہر سال شراب نوشوں کے ہاتھوں پیش آتی ہیں ۲۶,۰۰۰ ہے۔ شراب، جیسا کہ صاف عیاں ہے کوئی قوت بخش چیز نہیں بلکہ زہر ہے۔ بھلے ہی کوئی تھوڑی دیر کے لئے اسے تازگی بخش سمجھے لیکن انجام کار یہ جسم کو اندر سے جلا دیتی ہے۔ اگر شراب کے ایک جام میں ایک پتی ڈال دی جائے تو وہ فوراً ہی بے جان ہو جاتی ہے۔ نشہ کی حالت میں شراب نوش قتل کی واردات تو بآسانی کر سکتا ہے لیکن کشتی نہیں لڑ سکتا کیونکہ اس کی قوتِ مدافعت فنا ہو چکی ہے۔

پروپگنڈہ لازمی

کوٹایم میں منعقدہ ایک شراب بندی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پولیس سے آئے ہوئے وفد کے روز وکیوں نے کہا تھا کہ شراب نوشی میں صرف کمی کرا دینا کافی نہیں ہوگا بلکہ شراب سازی پر پوری بندش عائد کرنی ہوگی۔ شراب خانے شمار کئے جانے چاہئیں۔ کسی شرابی کا گھر جہنم سے کمتر نہیں ہوتا اگر انسانی قدریں اور ثقافتیں ہمیں عزیز ہیں تو ہمیں شراب کے لائے ہوئے غیر متمدن طور طریقوں سے گلو خلاصی کرنی ہوگی۔ انسان سے محبت کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ ہمیں اس کی بھلائی کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ جس طرح گوتم بدھ کے معتقدین عدم تشدد کے پرچار میں ہر طرف پھیل گئے تھے، اسی طرح ہمیں بھی شراب بندی کا پرچارک ہونا چاہیئے تب ہی ہماری تہذیب زندہ رہ سکے گی۔

سب سے زیادہ خراب حال

جب کوئی شرابی نشہ کی حالت میں نہ ہو تو وہ بھی اقرار کرے گا کہ شراب نے اس کی زندگی پر تباہ کن اثر ڈالا ہے لیکن اس کا صحیح جواب اس کے خاندان کی وہ ردی حالت ہوتی ہے جو اس کی شراب نوشی کی پیداوار ہوتی ہے۔ شراب ہر اچھائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ یہ ایک خوش و خرم خاندان کو غمناک بناتی، اچھی ملازمت کو چھڑا دیتی، پیار کرنے والے دوستوں سے دور کر دیتی اور ایسی ہی بہت سی خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ سب سے بڑی بدقسمتی تو یہ ہے کہ وہ شخص جو اکیلا اپنے خاندان کیلئے اتنی زبردست تباہی کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ گٹر میں پڑے رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔

ہمت بندھانے والے تجربے

تاہم انسانیت اور رحمدلی کے خیالات سے کام لے کر تباہی کے اس عمل کو الٹ دینا ممکن ہے۔ سماجی خیالات والوں کو آگے بڑھ کر شراب نوشوں کی مدد کرنی چاہیئے اور شراب نوشی کو ایک قابل علاج بیماری سمجھنا چاہیئے۔ ہمارے ملک میں اس سمت تجربات کا آغاز ہو چکا ہے۔ اگرچہ یہ آغاز چھوٹے پیمانے پر ہی ہے لیکن مغربی ملکوں میں اس مقصد کے لئے نت نئے اور سائنٹیفک طریقوں سے کام لیا جا رہا ہے اور اس کا آغاز اسکول سے ہی کیا جا رہا ہے۔

اسکول کے بچوں کو شراب کے برے اثرات سلائیڈ کی مدد سے بتلائے جاتے ہیں۔ جس سے بچوں کو شراب کا مخالف بنانے

میں بڑی مدد ملتی ہے ۔

ایسی تنظیمیں، جیسے "گمنام شرابی" اس سلسلے میں بیش بہا خدمت انجام دے رہے ہیں ۔ چرچ والے بھی اس باب میں کام کر رہے ہیں۔ ایک مذہبی تنظیم نے لاس انجلیز میں دستکاری کا ایک تربیتی مرکز بڑے پیمانے پر کھولا ہے جسے لوگوں کو شراب نوشی سے دور رکھنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے ۔ یہ مرکز اس بات کا اطمینان دلاتا ہے کہ کوئی شراب نوش جب تک وہ اس مرکز میں زیر علاج ہے، اپنے کام سے حتی الامکان علیحدہ نہیں کیا جائے گا اور اگر ایسا کیا بھی گیا تو اسے کوئی دوسرا کام دیا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ باعزت زندگی بسر کر سکتا ہے ۔

انگلستان میں، مسز ہیتھ اور اس ملک کے دوسرے برگزیدہ شخاص کی بیگمات نے باہم مل کر ایک تنظیم بنام "وہائٹ ربن" بنائی ہے ۔ یہ تنظیم انوکھے پروگرام پیش کرتی ہے جیسے شادی کی محفلوں کا انتظام کرنا جس میں شراب کی پارٹی قطعاً نہ ہو ۔ کولڈ ڈرنک مقابلے کا قیام بھی یہ تنظیم کرتی ہے اور اسی طرح دوسرے قسم کے دلچسپ مقابلوں کا انتظام بھی ۔ ان مثالوں سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں ۔

اس ضمن میں عورتوں کا رول

لوکمانیہ تلک نے صحیح فرمایا تھا کہ وہ ہندستان کی عورتیں ہی ہیں جنہوں نے ہندستانی ثقافت کو محفوظ رکھا ہے ۔ دور حاضر کی عورتوں کو ایک نئے چیلنج کا سامنا کرنا ہے اور وہ ہے شراب نوشی کے خلاف جنگ، کیونکہ اس کی بدترین زد ان ہی پر پڑتی ہے ۔ اگر کسی عورت کا خاوند شراب نوشی اختیار کرے تو گھریلو معاملات کی باگ ڈور اسے خود اپنے ہاتھ میں لے لینی چاہیئے تاکہ اس کے گھر کی عزت محفوظ رہے ۔ ایسی صورت میں اسے کہنا چاہیئے کہ "یہ گھر میرا ہے یہاں اچھے خیالات اور اچھے طور طریقے ہی قائم و دائم رہیں گے ۔ جنہیں ان قدروں کی قدر نہیں، انہیں یہاں سے نکل جانا ہوگا کیونکہ اس گھر کی بلکہ خاندان کی بھلائی کی محافظت میرے ذمے ہے۔"
صرف اس قسم کے آتشیں سنجیدہ دین سے ہی عورت شراب سے پاک زندگی کی ہماری اعلیٰ روایت کو محفوظ رکھ سکتی اور پروان چڑھا سکتی ہے ۔

یوتھ فورم

یوتھ فورم [illegible] ممتاز دانشوراشخاص اور [illegible] کرنیوالے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتے ہیں [illegible] قومی سماجی، معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے ۔ قومی پروگرام ہیں جیسے بہبودی آبادی، تحریک صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا

اپنے مضامین اس پتہ پر زحمت فرمائیں :
ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

شراب بندی

نوید مرتضیٰ خاں ۔ عرب گلی، مکان ۵-۳-۲۲۵ ۔ مقام و پوسٹ ناندیڑ ۔ ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

مئے نوشی ہندوستانی تہذیب میں سدا ہی بری اور شرمناک سمجھی گئی ہے یہ حقیقت ہے کہ شراب بہت سی انفرادی اور سماجی برائیوں کی جڑ ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے ملک میں شراب نوشی کی ایک تاریخ ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس کا عام استعمال فرنگی دورِ حکومت میں ہوا ۔ برٹش حکومت نے جس کا مقصد ہندوستان کی دولت سے اپنی تجوری بھرنا تھا شراب فروخت کرنے والوں کو اتنی چھوٹ دی تھی کہ ہر جگہ اور ہر شہر میں شراب کی دوکانیں کھل گئی تھیں ۔ اس کے خلاف ہندوستانیوں نے آوازیں بلند کیں مگر نتیجہ حوصلہ افزا نہیں رہا ۔

مہاتما گاندھی ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ "انسان کے جیون میں محض جسمانی عیش و عشرت کا حصول ہی سب کچھ نہیں ۔ انسان کا جسم بھگوان کا گھر ہے اور ہمیں اسے ایک مقدس مندر سمجھنا چاہئیے" ۔ ان سطور پر گاندھی جی نے انگریز حکمرانوں کے دور میں نشہ بندی کی تحریک شروع کی تھی ۔

ظہور اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت یعنی عالم عرب میں شراب کا عام رواج تھا ۔ یہ لوگ کثرت سے شراب پیتے تھے جس کی وجہ سے تمام عرب قوم ہمہ اقسام کی برائیوں کا محور بنی ہوئی تھی ۔ اور یہ تمام برائیاں شراب کے نشہ میں یعنی بدہوشی میں ہوتی تھیں لیکن !

ظہور اسلام کے بعد شراب کو حرام قرار دیا گیا اور اسے عربی زبان میں "ام الخبائث" کہا گیا ۔ یعنی تمام برائیوں کی جڑ شراب کو کہا گیا ۔ شراب ہر دور میں ہر زمانہ میں انسانی معاشرہ کی صالح قدروں کو نقصان پہنچانے کا باعث رہی ہے ۔ وقتی سکون اور چند لمحوں کی بے خودی کے حصول کیلئے شراب کے چند گھونٹ پینے والا انسان عادت سے مجبور ہو کر اس منزل تک جا پہنچا جہاں سے اس کی واپسی ناممکن ہے ۔

اردو زبان میں شراب کے معنیٰ شر اور آب یعنی شر پیدا کرنے والے پانی سے لے سکتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ جب یہ آتشی سیال پیٹ میں جاتا ہے

راب کے شرارے پھوٹتے ہیں جن کو پانی بجھاتا نہیں اور جب
شروالا پانی (شراب) حضرت انسان کے اندر سماجاتا ہے تو ایک
یخ جنم لیتی ہے اور یہ تاریخ بدمستی، بدکاری، بھوری، ڈاکہ زنی،
نداق برائیوں، جسمانی اور دماغی حالتیں پھر سماجی اور معاشی حالات
ائم کے اوراق سے بھری پڑی ہیں۔

پہلے تو آدمی شراب کو پیتا ہے اور پھر شراب آدمی کو پینے
لگتی ہے اور ہر شرابی کی عمر بجائے بڑھنے کے کم ہوتی جاتی
ہے۔ شراب نوشی سے دل و دماغ، پھیپھڑے اور اعضاء
کے سست پڑ جانے کی وجہ سے دماغ کام نہیں کرتا۔ اس کی
ت حافظہ کمزور ہو جاتی ہے۔ شراب ہاضمہ کو کمزور کرتی ہے۔
ثر شرابیوں کے پیٹ پھولنے کی وجہ سے آنتوں، معدہ، ہضمی
ظام کو برباد کر دیتی ہے۔ زہریلی شراب کے پینے سے بے شمار
راد لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ جن میں مزدور طبقہ کثرت شراب
کے باعث معاشی مشکلات کا شکار رہتا ہے۔

شراب سے فوائد نہیں نقصانات ہی نقصانات اٹھانے
تے ہیں۔ عارضی سرور کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا
چاہیئے شراب بندی کا پیغام ہے "صحت و صفائی، خوشحال زندگی"
شراب نوشی کی علت اخلاق کو تباہ اور سماجی معیار کو گرا دیتی
ہے۔ پرسکون اور خوشگوار شہری زندگی میں خلل پڑتا ہے۔ گلی
کوچوں میں شرابی کا دنگا فساد، مار پیٹ اور جنسی جرائم کا ظہور
ہوتا ہے۔ اس صورتحال میں قیام امن و ضوابط کے مسائل بڑھ جاتے ہیں۔

صحت مند، توانا اور لعنت شراب سے آزاد نوجوان ہی قوم کے معاون
ہو سکتے ہیں۔ نشہ بندی کی حمایت میں سمینار، دیواری پوسٹر، اخبار،
پمفلٹ، بورڈ، نمائش، تربیتی کیمپ، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ڈرامے اور
فلم وغیرہ کا استعمال کیا جانا چاہیئے۔ شراب بندی کے نفاذ میں
نوجوانوں کا فرض یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد
میں سماجی، ثقافتی اور تعلیمی اداروں، کالجوں، ہائی اسکولوں و دیگر
اداروں میں شراب کے برے اور مضر اثرات سے عوام کو باخبر
کیا جانا چاہیئے۔

شراب جیسی نشہ آور چیز سے ہر شخص کو پرہیز کرنا چاہیئے
حالات کا تقاضہ یہی ہے کہ مفادِ ملک و قوم کے لئے ممنوعہ چیز
سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ شراب کی فرضی اور فریب آمیز خوبیوں سے
سادہ لوح افراد اس لئے متاثر ہو جاتے ہیں کہ وہ اس کی تلخ
حقیقتوں سے ناواقف رہتے ہیں۔ دراصل شراب بندی نافذ کرنے
میں عوام کو ایک اہم رول ادا کرنا چاہیئے کیونکہ صرف قانون کے
نفاذ سے مکمل کامیابی حاصل نہیں کی جا سکتی۔

گاندھی جینتی کے وقت تقریباً سارے ملک میں شراب بندی
کا ایک ہفتہ منایا جائے جس کے دوران شراب کی لعنت سے
بچنے اور عادی شرابیوں کی اصلاح کا کام ہو۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی
(اقبال)

جانِ من! مجھے بربادی
پسند ہے۔

میں نے نہ جانے کتنے
خاندانوں کو برباد
کیا ہوگا۔

Shyam
Joshi-

پروفیسر وائی۔ ایم۔ پٹھان
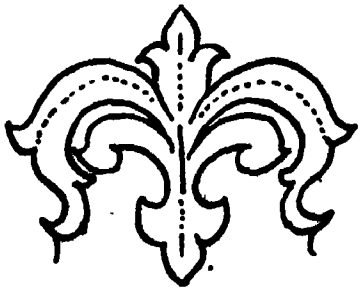
کالج کے طلباء میں نشہ کی عادت

اسکول یا کالج کا زمانہ ہر طالب علم کی زندگی کو تشکیل دینے والا دور ہوا کرتا ہے۔ جن اثرات سے طالب علم اس دور میں متاثر ہوتا ہے، جن تعلیمات کو وہ قبول کرتا ہے، جن عادات کو وہ اختیار کر لیتا یا جن میں وہ ڈھل جاتا ہے، وہی عادتاً اس کی زندگی کا جزو بن جاتے ہیں۔ طالب علم کی شخصیت، کردار اور زندگی کے طور طریقوں کی نشو و نما صرف اسی مدت میں ہوتی ہے۔ فطرتاً مجھ جیسا شخص جس کا گذشتہ ۲۵/۳۰ سال سے نوجوانوں کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے، اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ ہمیں نوجوانوں کی سرگرمیوں پر بڑی باریکی سے نظر رکھنی چاہیئے، بالخصوص ان نوجوانوں کی سرگرمیوں پر جو کالجوں میں زیر تعلیم ہیں۔

آج کل کالج میں طلباء کی تعداد کی کثرت کے سبب یہ بات قریب قریب عملاً ناممکن ہے کہ ہر طالب علم پر انفرادی توجہ دی جا سکے۔ اس لئے شخصی تعلق تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ چونکہ پروفیسروں کو ہر طالب علم کے انفرادی مسائل سمجھنے کا موقعہ نہیں ملتا اس لئے طلباء اور اساتذہ کے درمیان فاصلہ لامحالہ رہتا ہی ہے اور یہ فاصلہ روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے۔
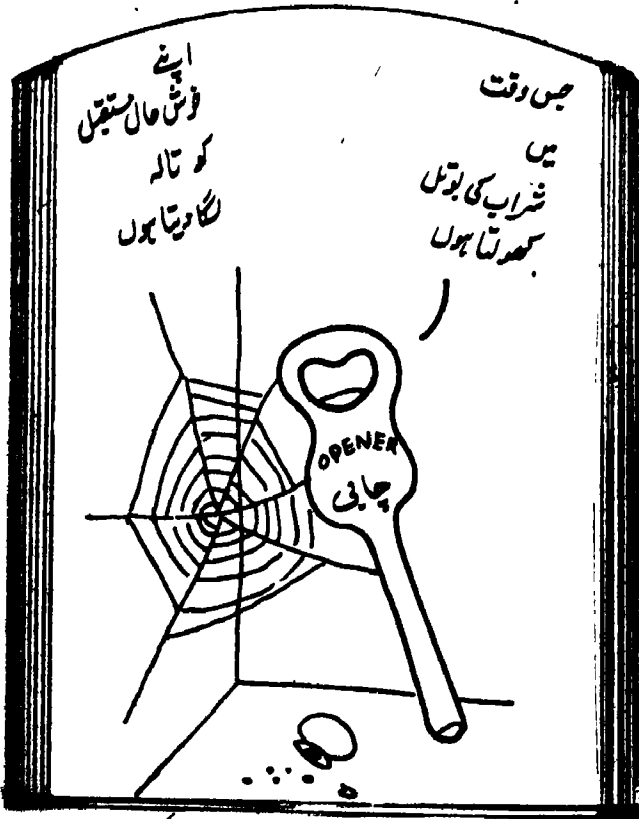
۱۹۵۳ء میں شولاپور کے دیانند کالج جیسی بڑی تعلیم گاہ سے میرا تعلق قائم ہوا۔ اگرچہ کالج میں طالب علموں کی تعداد کافی بڑی تھی پھر بھی میرے بہت سے ساتھیوں نے طلباء کے ساتھ شخصی تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان کے مسائل کو سمجھنا چاہا۔ اب بھی میرا سابقہ ان طلباء سے پڑتا جنہیں میں نے ۲۰ برس پہلے تعلیم دی تھی۔ لیکن سوائے چند کے ان میں سے اکثروں کی یاد ذہن سے محو ہو چکی ہے۔ اس صورت حال کا الزام استاد و شاگرد کے تعلقات میں نشو و نما کی اس کمی کے سر ہے جو ہمارے تعلیمی نظام کی پیداوار ہے۔ کلاسوں میں طلباء کی کثیر تعداد ہونے کے باعث ہمارے لئے یہ ممکن نہیں رہا ہے کہ اس پیدا ہونے والے فاصلہ کو ہم بند کر دیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ کلاسوں میں طلباء کی تعداد کو مختصر کر دیں کیونکہ اقتصادی اور انتظامی امور اس راہ میں حائل ہیں۔

پندرہ بیس سال ادھر، ۱۶/۱۷ برس کا نوجوان یہ محسوس

تا تھا کہ کالج کے اول سال میں داخل ہوتے ہی وہ ایک آزاد پرندہ
ے۔ اس دور میں اسے کیسی آزادی حاصل تھی؟ وہ مختلف ثقافتی
ر گرمیوں میں عملاً حصہ لیتا تھا۔ سوشیل اجتماعات میں، ڈراموں یا ان
یسے دیگر جلسوں میں حصہ لینے پر اسے ایک عجیب قسم کی خوشی محسوس ہوتی تھی۔
ٹلوں میں قیام کرنا، سینما دیکھنا اور الیکشن کی پارٹیوں میں
ریک ہونا اسے بہت لطف دیتا تھا۔ مزید برآں تیرہ اور انیس
درمیانی عمر کے ہر دو جنسوں کے افراد کا ایک ساتھ ہونا لطف و
کشی میں اضافہ کرتا تھا۔ بعض سگریٹ بھی پیتے تھے۔ لیکن ان
تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

نشہ کی عادت تشویش کا سبب

فی الحال طالب علموں کی دنیا بھی نشیلی عادتوں سے پیدا ہونے
ے مسائل سے دوچار ہے اور یہ چیز ہمارے لئے ان کے مستقبل
ے متعلق تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے۔ کچھ نوجوان ایسے ہیں جو
ان کھاتے ہیں اور کچھ تمباکو کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ پان کھانا
نا نقصان دہ نہیں ہے لیکن تمباکو اور سگریٹ صحت کے لئے مضر
ں۔ طلباء سگریٹ نوشی کے خطرات سے اشتہارات کے ذریعے
قف ہیں۔ بااین ہمہ وہ سگریٹ نوشی کی طرف ازراہ شوق یا دوستوں
ے آمادہ کرنے پر مائل ہو جاتے ہیں۔ ان دنوں "بیئر بار" اور "شراب
ے بار" میں جانا فیشن میں داخل ہے۔ تقریباً ہر اول درجہ کا ہوٹل "بار"
بعض پر فخر محسوس کرتا ہے۔ فطری طور پر کالج کے طلباء ان کی طرف
ھنچتے ہیں علاوہ ازیں شراب نوشی شہرت میں اضافہ کا باعث بنتی جارہی ہے
ہ اسے تجدد پسندی کی علامت سمجھا جانے لگا ہے۔ ایسی حالت
م طلباء کو شراب نوشی ہونے کا الزام کس طرح دے سکتے
۔ اگر الیکشن کی پارٹیوں کے موقع پر شراب مثل پانی کے بہتی ہے
کالج کے طلباء اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو اس کی
داری سوسائٹی ہی پر عائد ہوتی ہے۔ اپنے یورپی ممالک کے
ر کے دوران میں نے طالبعلموں کی دنیا میں شراب نوشی کے
کوئی خاص کشش نہیں پائی۔ البتہ ایک جماعت نہایت مختصر
جماعت جو غیر ملکی طلباء پر مشتمل تھی، شراب نوشی اور نشیلی اشیاء
ستعمال کرتے ہوئے ضرور دیکھی گئی۔ لیکن طلباء کی بہت بڑی
ایسی تھی جن کے لئے شراب نوشی میں کوئی کشش نہیں تھی۔

ہمارے طلباء پہلے ایک جام چڑھا لیں گے صرف یہ جتلانے کے
لئے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے جدت پسند ہیں یا پھر ازراہ شوق۔ لیکن وہ
رفتہ رفتہ زائد فرزائد شراب یا نشیلی اشیاء استعمال کرنے لگتے ہیں
اور اس طرح اس کے عادی بن جاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ان
کی جسمانی ساخت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ بلکہ ان کے دماغ اور
تعلیم بھی۔ اگر ہم کالج کے ہوسٹلوں کا جائزہ لیں۔ تو کالج کے طلباء
کی بڑھتی ہوئی تعداد کا اس لت میں گرفتار ہونا بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

ایک جامع پروگرام — لازمی

لیکن یہ صورت حال ایسی نہیں کہ اس پر خاموش رہا جائے
ہمیں یونیورسٹی اور کالج کے طلباء کے لئے ایک جامع پروگرام بنانا
اور اس پر عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ یونیورسٹی اور کالج کی تعلیم کا مقصد
ہی یہ ہے کہ ملک کے آئندہ شہریوں کی عادات و کردار کی تعمیر کی
جائے۔ اگر ان طلباء کو شراب نوشی یا نشیلی اشیاء کے استعمال کی
برائیاں اور خرابیاں ذہن نشین کرا دی جائیں تو مجھے یقین ہے کہ
طلباء نشیلی اشیاء ... پاک زندگی اختیار کرنے میں پس و پیش نہیں
کریں گے۔ ہم یونیورسٹیوں اور کالجوں میں بالخصوص ہوسٹلوں میں
ٹھیک اسی نہج پر مخالف نشہ کلب قائم کر سکتے ہیں جیسے کہ ملک کے
بعض حصوں میں کلب قائم کئے گئے ہیں تاکہ نوجوانوں کو شراب
نوشی سے دور رکھیں۔ ایسا کرنے پر ہی ہم نوجوانوں کی ایک ایسی
نسل کی امید کر سکتے ہیں جو ملک کو بہترین دل و دماغ عطا کرے۔
تعلیمی اداروں کا یہ اولین فریضہ ہے کہ وہ "سنسکروں"
کے ذریعے نوجوانوں میں شخصیت کی نشوونما کی تعلیم عام کریں۔
اگر مہاراشٹر کے تعلیمی ادارے تعمیری پروگرام ترتیب دیں اور اس
پر عمل کریں تو ہم نوجوانوں کے مستقبل کے سنوارے جانے کی
امید کر سکتے ہیں اور اس طرح مہاراشٹر کے گوشہ و کنج میں
طالب علموں کی دنیا میں کافی سدھار لایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر کے۔ بھکتہ وتسل راؤ
ایم۔ ایس۔ سی۔ پی ایچ ڈی
۲-۱۱۴۴/B/1-۲
بونلہ کنٹہ حیدرآباد۔۵۰۰۰۴۴

قومی یکجہتی

انسانی قدروں میں محبت ایک عنصر ہے۔ ہر ملت میں ایمان ایک جز ہے۔ جغرافیائی محل و وقوع میں یہ دونوں "حب وطن" کے نام سے موسوم ہو جاتے ہیں۔ دوستی، بھائی چارگی، شفقت، جب سماج میں گھل مل جاتی ہیں تو قومی یکجہتی کی اپج ہوتی ہے۔ پریم کہیے یا انس، ثقافت کہیے یا تہذیب، فرد کہیے یا سماج سب یکجہتی کی ہی شاخیں ہیں۔ مُبداء ہیں، منشور ہیں۔ ہمارے ملک میں مہاپرشوں کا، شہور، ہستیوں کا جنم ہوا ہے۔ راما نند، کبیر، تلسی داس، حضرت نظام الدین اولیا، خواجہ بندہ نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فلسفہ محبت، خدمت، ایثار، ایمان کا پرچار کیا۔ ان کا ایک ہی نعرہ تھا "تمام انسان ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔ اس "عظیم ایک" کا نام ہر مذہب میں الگ الگ ہے۔ مغل بادشاہوں کے درباروں میں بقرعید، نوروز، دیوالی، دسہرہ، شیوراتری، بسنت کے تہوار دھوم دھام سے منائے جاتے تھے۔ آج بھی یہ روایات جاری ہیں۔

مہاتما گاندھی جی نے ہمیشہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مذہب اور دھرم ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ رام کہو یا رحیم، بھگوان کہو یا اللہ۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہے محبت کی زنجیر میں انسان کو بندھے رہنا چاہیے۔ انہوں نے کہا تھا "مروت کے ساتھ رہنا ہی قانون زندگی ہے۔ مذہبی رواداری بلاشبہ میرا عقیدہ رہا ہے . . . تمام مذاہب ایک ہی تناور درخت کی شاخیں ہیں" سروجنی نائیڈو بلبل ہند نے یکجہتی کے فروغ کے لئے شاعرانہ صلاحیتوں کا پورا استعمال کیا۔
پنڈت نہرو انسانی وجود کے احترام کے قائل تھے۔
وہ چاہتے تھے کہ ہندستان میں ہر شخص کو اپنی صلاحیت و قابلیت کے مطابق ترقی کرنے کا موقع ملے۔ وہ ہر قسم کی تنگ نظری

قومی راج

...ہام پرستی کے خلاف تھے۔ "ڈسکوری آف انڈیا" میں
...نے لکھا ہے " یہ دیکھ کر حیرت اور خوشی ہوتی ہے کہ
...، مرہٹے، گجراتی، تامل، آندھرپائی، اڑیا، آسامی، کنڑی،
...، سندھی، پنجابی، پٹھان، کشمیری اور اس وسیع مرکزی
...قے کے لوگ اپنی جداگانہ خصوصیات رکھتے ہیں۔ ان میں
...اور خامیاں موجود ہیں جو روایات اور تاریخ کے مطابق
... بزرگوں میں تھیں مگر اسکے ساتھ ساتھ ان سب نے اس سارے
...میں ہندستانیت کے امتیازی نشان کو برقرار رکھا اور ان
...میں ہندستان کی قومی میراث اور اس کی اخلاقی و ذہنی صفات
...ک ہیں۔"

زندگی کے ہر شعبے میں ہندو اور مسلم تہذیبوں کا میل جول ہوا۔
...علم، فن، موسیقی، مصوری، فن تعمیر میں ان کا اثر سب سے
...رہا۔ تاج محل آگرہ، گول گنبد بیجاپور، چار مینار حیدر آباد،
...نہ دہلی، موتی مسجد آگرہ، مکہ مسجد حیدر آباد، شاہی مسجد بھوپال
...کے عمدہ نمونے ہیں۔

نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں یکسانیت دیکھی جا سکتی ہے۔

جھگڑا نہ کرے ملت و مذہب کا کوئی یاں
جس راہ میں جو آن پڑے خوش رہے ہر آں
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآں
عاشق تو قلندر ہے نہ ہندو نہ مسلماں

گوتم کی سرزمین، نانک کی دھرتی، اشوک کی جنم بھومی، ایسی
...ہند میں آزادی کو حاصل کرنے کے لئے، انسانی بھائی چارگی
...کئی لوگوں نے قابلِ قدر کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ہماری
...ی انس روایات کو یاد دلاتی ہیں۔ ان ندیوں کے کنارے
...لے بس گئے۔ یہاں پر ہی گھل مل گئے۔

سرزمینِ ہند پر اقوامِ عالم کے فراقؔ
قافلے بستے گئے ہندستان بنتا گیا

رنج و غم ہر ایک کا ایک ہی ہوتا ہے۔ چاہے ہندو ہو
...سکھ ہو یا پارسی۔ ہر مذہب میں گہری فکر ہے جس کی
...مذاہب میں سالمیت کا وجود ہے۔ ہر ایک کو جمہوری
...کو اپنانے کا موقع ملتا ہے۔ آندھرا کے کسان "ایرواکہ"
...اتے ہیں تو پنجاب میں "بھانگڑا" گایا جاتا ہے۔

تحقیقاتی اداروں میں جب کوئی نئی ایجاد ہوتی ہے تو وہ فرد عوام کا اور قوم کا نمائندہ ہو جاتا ہے۔ قومی سطح پر بیداری ہوتی ہے۔ قوم کے فرد کے لئے ملک جنت سے بڑھ کر ہے۔

ہماری آزادی کا استحکام، تحفظ قومی یکجہتی کی جڑوں کی مضبوطی پر، عوام کی محنتوں پر منحصر ہے۔ افلاس کا خاتمہ کرنے کے لئے ملک کی ترقی میں ہر ایک کو ہاتھ بٹانا ہے۔ قومی یکجہتی کی برقراری کی وجہ سے خوش حال ماحول، امن، نمو، ترقی، تبدیلی، ارتقا دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس طرح سے ہمیں اس عظمت نشان درخشاں ہندستان کا شہری ہونے کا فخر حاصل ہوتا ہے۔

اے خاکِ ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے
دریائے فیضِ قدرت تیرے لئے رواں ہے
(چکبستؔ)

قومی راج میں مطبوعہ کسی بھی مضمون کو حوالہ دیا بلا حوالہ شائع کیا جا سکتا ہے لیکن اشاعت کے بعد اس کی دو کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومتِ مہاراشٹر، بمبئی نمبر ۳۲... ۴۰۰ کے نام ضرور بھیجی جائیں۔
(ادارہ)

حسین اے ۔ احمد

کھلے وہ گُل کہ چمن کا چراغ ہو جائے

ہندستان ایک ایسا ملک ہے جس میں تاریخ کے مختلف دھاروں سے پھوٹی ہوئی تہذیبیں اور روایتیں آباد ہیں۔ اس ملک کے کئی علاقوں میں عوام آج بھی اوہام پرستی، سماجی قدامت پسندی اور مذہبی تعصبات کے سہارے اپنی زندگی گذار رہے ہیں اور نئی دنیا کے بدلتے ہوئے حالات نے ذہنی اور فکری لحاظ سے ان کی کوئی نشو و نما نہیں کی ہے۔ ایسے لوگوں سے اگر کہا جائے کہ ایک چھوٹا کنبہ ان کے محفوظ اور تابناک مستقبل کی ضمانت بن سکتا ہے تو وہ شاید اس بات پر یقین نہیں کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو عوامی اور سرکاری سطح پر خاندان کی بہبود اور بہتری کے پروگرام کی شکل میں پیش کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور یہ بات بے حد حوصلہ افزا ہے کہ اس پروگرام کے فوائد سمجھنے کے لئے لوگوں کی توجہ مبذول ہو رہی ہے۔

فیملی پلاننگ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ بچے قطعی پیدا نہ ہوں۔ بچے ضرور پیدا ہوں لیکن فیملی پلاننگ پروگرام ہمیں راستہ دکھاتا ہے کہ ہم اپنے معاشی حالات وسائل اور سماجی حیثیت کے مطابق کس طرح، کب اور کتنے بچے پیدا کریں۔

فیملی پلاننگ نے وہ طریقے دکھائے ہیں جن کے ذریعے بچوں کی بہتر پرورش بھی ہو سکتی ہے اور خوبصورت گھر کے بارے میں والدین کے دیرینہ خوابوں کی تکمیل بھی۔ اگر بچوں کی صحیح پرورش ہو تو بڑے ہو کر وہ نہ صرف والدین اور خاندان کا نام ہی روشن کرتے ہیں بلکہ سماج اور ملک کے لئے بھی ایک بیش قیمت سرمایہ ثابت ہوتے ہیں۔

انسان نے وقت کے ساتھ ساتھ بہت سی نئی باتیں اپنائی ہیں اور پرانے رواجوں کو بدلا ہے۔ فیملی پلاننگ ایک نیا تصور ہے۔ ایک نیا ضابطۂ زندگی۔ آج دنیا کے تمام ماہرین سماجی اور سیاسی رہنما اس بات پر متفق ہیں کہ اگر انسان کو انسان سے دلچسپی ہے اگر ہم دنیا سے بھوک، افلاس اور جہالت کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو فیملی پلاننگ کو ضرور اپنانا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ فیملی پلاننگ پروگرام اب دنیا کے کسی بھی ایک حصے یا کسی ایک ملک، ایک فرقے یا کسی مخصوص طبقے تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے عالمگیر پیمانے پر اپنایا جا رہا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے سوال پر کنبوں کی سطح پر بھی غور کیا جائے۔ فیملی پلاننگ کو کامیاب

اور اوہام پرستی کے خلاف تھے۔ "ڈسکوری آف انڈیا" میں انہوں نے لکھا ہے " یہ دیکھ کر حیرت اور خوشی ہوتی ہے کہ بنگالی، مرہٹے، گجراتی، تامل، آندھریائی، اڑیا، آسامی، کنڑی، ملیالی، سندھی، پنجابی، پٹھان، کشمیری اور اس وسیع مرکزی علاقے کے لوگ اپنی جداگانہ خصوصیات رکھتے ہیں۔ ان میں خوبیاں اور خامیاں موجود ہیں جو روایات اور تاریخ کے مطابق ان کے بزرگوں میں تھیں مگر اسکے ساتھ ساتھ ان سب نے اس سارے عرصے میں ہندستانیت کے امتیازی نشان کو برقرار رکھا اور ان سب میں ہندستان کی قومی میراث اور اس کی اخلاقی وذہنی صفات مشترک ہیں۔"

زندگی کے ہر شعبے میں ہندو اور مسلم تہذیبوں کا میل جول رہا۔ ادب، علم، فن، موسیقی، مصوری، فن تعمیر میں ان کا اثر سب سے نمایاں رہا۔ تاج محل آگرہ، گول گنبد بیجاپور، چار مینار حیدر آباد، لال قلعہ دہلی، موتی مسجد آگرہ، مکہ مسجد حیدر آباد، شاہی مسجد بھوپال فن تعمیر کے عمدہ نمونے ہیں۔

نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں یکسانیت دیکھی جا سکتی ہے۔

جھگڑا نہ کرے ملت و مذہب کا کوئی یاں
جس راہ میں جو آن پڑے خوش رہے ہر آں
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآں
عاشق تو قلندر ہے نہ ہندو نہ مسلماں

گوتم کی سرزمین، نانک کی دھرتی، اشوک کی جنم بھومی، ایسی سرزمین ہند میں آزادی کو حاصل کرنے کے لئے، انسانی بھائی چارگی کے لئے کئی لوگوں نے قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ہماری ندیاں بھی اس روایات کو یاد دلاتی ہیں۔ ان ندیوں کے کنارے کئی قافلے بس گئے۔ یہاں پر ہی گھل مل گئے۔

سرزمین ہند پر اقوام عالم کے فراق
قافلے بستے گئے ہندستان بنتا گیا

رنج و غم ہر ایک کا ایک سا ہوتا ہے۔ چاہے ہندو ہو یا مسلمان، سکھ ہو یا پارسی۔ ہر مذہب میں گہری فکر ہے جس کی وجہ سے مذاہب میں سالمیت کا وجود ہے۔ ہر ایک کو جمہوری طرز زندگی کو اپنانے کا موقع ملتا ہے۔ آندھرا کے کسان "ایرو واکہ" کے گیت گاتے ہیں تو پنجاب میں "بھانگڑا" گایا جاتا ہے۔

تحقیقاتی اداروں میں جب کوئی نئی ایجاد ہوتی ہے تو وہ فرد عوام کا اور قوم کا نمائندہ ہو جاتا ہے۔ قومی سطح پر بیداری ہوتی ہے۔ قوم کے فرد کے لئے ملک جنت سے بڑھ کر ہے۔

ہماری آزادی کا استحکام، تحفظ قومی یکجہتی کی جڑوں کی مضبوطی پر، عوام کی محنتوں پر منحصر ہے۔ افلاس کا خاتمہ کرنے کے لئے ملک کی ترقی میں ہر ایک کو ہاتھ بٹانا ہے۔ قومی یکجہتی کی برقراری کی وجہ سے خوشحال ماحول، امن، نمو، ترقی، تبدیلی، ارتقا دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس طرح سے ہمیں اس عظمت نشان درخشاں ہندستان کا شہری ہونے کا فخر حاصل ہوتا ہے۔

اے خاک ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے
دریائے فیض و قدرت تیرے لئے رواں ہے
(چکبست)

قومی راج میں مطبوعہ کسی بھی مضمون کو حوالہ یا بلا حوالہ شائع کیا جا سکتا ہے لیکن اشاعت کے بعد اس کی دو کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور بھیجی جائیں۔
(ادارہ)

حسین اے احمد

کھلے وہ گُل کہ چمن کا چراغ ہو جائے

ہندستان ایک ایسا ملک ہے جس میں تاریخ کے مختلف دھاروں سے پھوٹی ہوئی تہذیبیں اور روایتیں آباد ہیں۔ اس ملک کے کئی علاقوں میں عوام آج بھی اوہام پرستی، سماجی قدامت پسندی اور مذہبی تعصبات کے سہارے اپنی زندگی گذار رہے ہیں اور نئی دنیا کے بدلتے ہوئے حالات نے ذہنی اور فکری لحاظ سے ان کی کوئی نشو و نما نہیں کی ہے۔ ایسے لوگوں سے اگر کہا جائے کہ ایک چھوٹا کنبہ ان کے محفوظ اور تابناک مستقبل کی ضمانت بن سکتا ہے تو وہ شاید اس بات پر یقین نہیں کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو عوامی اور سرکاری سطح پر خاندان کی بہبود اور بہتری کے پروگرام کی شکل میں پیش کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور یہ بات بے حد حوصلہ افزا ہے کہ اس پروگرام کے فوائد سمجھنے کے لئے لوگوں کی توجہ مبذول ہورہی ہے۔

فیملی پلاننگ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ بچے قطعی پیدا نہ ہوں۔ بچے ضرور پیدا ہوں لیکن فیملی پلاننگ پروگرام ہمیں راستہ دکھاتا ہے کہ ہم اپنے معاشی حالات وسائل اور سماجی حیثیت کے مطابق کس طرح، کب اور کتنے بچے پیدا کریں۔

فیملی پلاننگ نے وہ طریقے دکھائے ہیں جن کے ذریعے بچوں کی بہتر پرورش بھی ہوسکتی ہے اور خوبصورت گھر کے بارے میں والدین کے دیرینہ خوابوں کی تکمیل بھی۔ اگر بچوں کی صحیح پرورش ہو تو بڑے ہوکر وہ نہ صرف والدین اور خاندان کا نام ہی روشن کرتے ہیں بلکہ سماج اور ملک کے لئے بھی ایک بیش قیمت سرمایہ ثابت ہوتے ہیں۔

انسان نے وقت کے ساتھ ساتھ بہت سی نئی باتیں اپنائی ہیں اور پرانے رواجوں کو بدلا ہے۔ فیملی پلاننگ ایک نیا تصور ہے۔ ایک نیا ضابطۂ زندگی۔ آج دنیا کے تمام ماہرین سماجی اور سیاسی رہنما اس بات پر متفق ہیں کہ اگر انسان کو انسان سے دلچسپی ہے اگر ہم دنیا سے بھوک، افلاس اور جہالت کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو فیملی پلاننگ کو ضرور اپنانا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ فیملی پلاننگ پروگرام اب دنیا کے کسی بھی ایک حصے یا کسی ایک ملک، ایک فرقے یا کسی مخصوص طبقے تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے عالمگیر پیمانے پر اپنایا جارہا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے سوال پر کنبوں کی سطح پر بھی غور کیا جائے۔ فیملی پلاننگ کو کامیاب

...نہ سے ہمارے بچے، ہماری عورتیں بلکہ ہمارے مرد بھی بہتر انسان
...ں گے کیونکہ اس طرح انہیں تعلیم اور تربیت کے ذرائع بہتر طور
...مہیا ہوں گے۔

آبادی میں اضافہ کو روکنے کے لئے اٹھایا گیا اہم قدم کم عمری کی
...دی پر پابندی ہے۔ اس طرح سے لڑکیوں کو اب تعلیم حاصل کرنے
...کام کاج میں لگ کر اپنی کفالت کرنے کے بہتر مواقع حاصل ہوں گے
...لڑکیوں کو کم از کم سکنڈری اسکول کی سطح تک پڑھانے لکھانے کی
...ں ضرورت ہے۔ تعلیم یافتہ لڑکیاں محدود کنبے کی ضرورت زیادہ
...طرح سمجھتی ہیں اور ذمہ دار ماں کا رول ٹھیک طرح سے ادا کر سکتی
...گھر میں ماں کا رول کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ بچے کی مناسب
...بھال، پرورش اور متوازن غذا کی فراہمی میں اس کا سب سے
...ہاتھ ہے اور ماں اپنا کلیدی رول اس وقت ادا کر سکتی ہے

جبکہ والدین اپنے بچوں کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے ہر تعمیری طریقہ اپنائیں اور بچوں کی تعداد روکنے کے لئے کنبہ پروری پر عمل کریں۔

کم بچوں والے خاندان میں ماں اپنی اہم ذمہ داریوں کو پوری طرح سے سمجھتی ہے اور اپنے بچوں کے مستقبل کو تابناک بنانے اور ان کو بہت زیادہ کامیاب بنانے اور انہیں کامیاب شہری بنانے میں اپنا کردار بحسن و خوبی ادا کر سکتی ہے۔

فیملی پلاننگ پروگرام صرف سرکاری سطح پر ہی پورا نہیں ہو سکتا ہے بلکہ رضاکارانہ انجمنوں اور اداروں کو بھی اس پروگرام کی کامیابی کے لئے اپنا بھرپور سرگرم تعاون دینا ہوگا۔

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کا مقصد یہی ہے کہ ہر کنبہ کا سائز چھوٹا ہو اور وہ مضبوط ہو جس سے فرد اور ملک دونوں کی بھلائی ممکن ہو سکتی ہے۔ لوگوں کو اس تصور کی اہمیت کو سمجھ لینا چاہیئے کہ چھوٹا کنبہ خوش حالی کا ضامن ہے۔

زمیں کا دل تو وطن کا دماغ ہو جائے
کھلے وہ گل کہ چمن کا چراغ ہو جائے
وہ دو ہی پھول سہی لیکن ایسے پھول تو ہوں
کہ جن کو دیکھ کے دل باغ باغ ہو جائے

اشتہارات کے نرخ

"قومی راج" میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول کئے جائیں گے:

سرورق ۲	ایک ہزار روپے
سرورق ۳	ایک ہزار روپے
سرورق ۴	پندرہ سو روپے

اندرونی صفحات

پورا صفحہ	پانچ سو روپے
آدھا صفحہ	تین سو روپے
چوتھائی صفحہ	ایک سو پچھتر روپے

نشہ بندی کی تعلیم ۔ تصویروں کے ذریعے

ڈائرکٹوریٹ برائے نشہ بندی (تعلیم) اظہار و ابلاغ کے مختلف ذرائع اور تفریحی سرگرمیوں کے ذریعہ نشہ سے پاک طرزِ زندگی کا پیغام عوام تک پہنچاتا ہے۔ ان چار صفحات میں تصویروں کے ذریعے ڈائرکٹوریٹ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

بڑی صنعتی یونٹوں میں ورکروں کو شراب نوشی کے مضر اثرات سے آگاہ کرنے کے لئے نمائشوں کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ وہ نشے سے پاک زندگی گذاریں اور ان کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو۔

نوجوان ورکر فرصت کے وقت کبڈی کھیل کر دل بہلا رہے

"رنگولی" کی نمائش کے ذریعے بھی نشہ بندی کا پیغام عوام تک پہنچاتا ہے

لیبر ویلفیئر مراکز کی جانب سے ورکروں کے لئے اسپورٹس کلب کھولے جاتے ہیں تاکہ وہ فرصت کے اوقات وہاں گذار سکیں، فرصت کے اوقات ہی میں بری عادتیں اختیار کرنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں ورکر کیرم کھیل رہے ہیں۔

ابیوں کو اس بُری لت سے باز رکھنے کیلئے ایسی جھانکیوں کا بھی
ام کیا گیا ہے ۔

۔ پیٹھ وارکری منڈلی کے عہدیداران اور نشہ بندی کے ورکر
، اشاڈی ایکادشی کے موقع پر پنڈھر پور جانے والے
ں کی پونے میں خاطر تواضع کرتے ہیں ۔

نوجوانوں کی توجہ تعمیری اور تفریحی سرگرمیوں کی طرف مبذول کرائی جاتی
ہے تاکہ وہ بری عادتیں اختیار کرنے کے خدشے سے ہمہ وقت محفوظ رہ سکیں!
زیرِ نظر تصویر میں دو ورزشی نوجوان اپنے مضبوط پٹھوں کا مظاہرہ کر رہے ہیں

گنپتی کے تہوار کے موقع پر پوجا کے مقام کی آرائش و سجاوٹ کے لئے
گنیش منڈلوں کو ٹرافیاں دی جاتی ہیں ۔
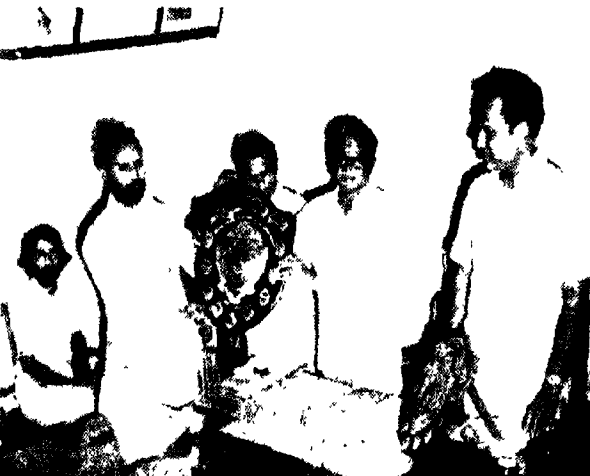
مختلف مقامات پر ٹیچروں کی ریلی منعقد کی جاتی ہے تاکہ وہ ن
پاک طرز زندگی کا پیغام عام کرنے میں عملی کوششیں کر سکیں

کالج کے طلبہ شراب اور دیگر نشیات کے عادی افراد سے
ان کے رہن سہن اور مالی حالت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

نوجوانوں کو نشیات کے استعمال کے بُرے اثرات سے آگ
نیز اس برائی کے خاتمے کے لئے ان کا عملی تعاون حاصل
لئے مردوں اور عورتوں کی گروپ میٹنگیں بلائی جاتی ہیں۔

ے پاک طرزِ زندگی کا پیغام موثر طریقے سے عوام تک پہنچانے
یرتی" بھی اہم رول ادا کرتے ہیں۔
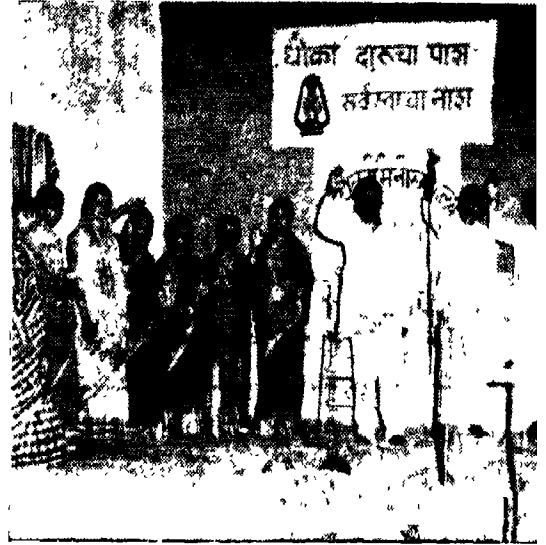
سپتال کے ورکر جو اب شراب نوشی سے تائب ہو چکے ہیں
کا پیغام عام کرنے کے لئے ثقافتی پروگرام پیش کر رہے ہیں۔

لیبر ویلفیر مراکز کم سن بچوں کی فنکارانہ صلاحیتوں کو اجاگر
ے لئے پروگرام بھی منعقد کرتے ہیں۔

لیزم کا کھیل ورکروں اور ان کے بچوں کے لئے وقت گذاری کا
ایک اچھا مشغلہ ہے۔
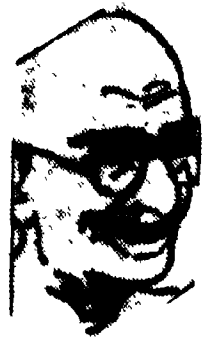
رئیس فاطمہ فاروقی
(سابق ہیڈ مسٹریس، اسلامیہ گرلس اسکول اٹاوہ (یو۔پی))
معرفت سردار احمد (عینک) سیڑھی والا گھر، کٹرہ شہاب خاں، اٹاوہ (یو۔پی)

گاندھی جی بحیثیت ایک ممتاز معلّم

گاندھی جی کی عظیم اور لافانی شخصیت کی کوئی بھی داستان اس وقت تک ادھوری اور نامکمل ہی رہے گی جب تک کہ ان کے اندر پوشیدہ ایک ممتاز معلم کو نہ پہچان لیا جائے۔ گاندھی جی کی ہر آرزو اور ہر جستجو کے تانے بانے میں تعمیر سیرت، تہذیب نفس اور اخلاقی تربیت کی ضرورت، اہمیت اور افادیت بہت نمایاں طور سے نظر آتی ہے۔ ان کی خود اپنی زندگی انہیں صفات سے عبارت تھی۔ انہوں نے اپنی آپ بیتی میں جن واقعات کو درج کیا ہے وہ سب اخلاقیات کی تعلیم کے لئے آج بھی بے حد موثر اور رہنما ثابت ہوتے ہیں۔

گاندھی جی کی اسکولی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک انسپکٹر اسکول میں معائنہ کرنے آئے اور انہوں نے پانچ الفاظ بطور املا لکھوائے۔ ان میں سے ایک لفظ Kettle بھی تھا۔ گاندھی جی نے اس لفظ کے ہجے غلط لکھ دیئے۔ گاندھی جی کے ٹیچر نے موقع دیا کہ وہ اپنے پاس کے ساتھی کی سیٹ Seat سے صحیح ہجے نقل کرلیں لیکن گاندھی جی ایسا کرنا ناجائز اور گناہ سمجھتے تھے اس لئے نقل نہیں کیا اور نتیجے میں صرف انہیں کا یہ لفظ غلط ہوگیا۔ ایک غلط کام کے لئے ان کے استاد نے انہیں آمادہ کیا لیکن گاندھی جی کی فطرت میں غیبت، غیبت، جوئی اور بے ادبی کا شائبہ تک نہ تھا۔ اسی لئے گاندھی جی خود رقمطراز ہیں

"استاد کی اس حرکت سے ان کی جو عزت میرے دل میں تھی، اس میں کوئی فرق نہ آیا۔ آگے چل کر مجھے ان استاد کی اور بھی کمزوریاں معلوم ہوئیں مگر میں اسی طرح ان کا ادب کرتا رہا کیونکہ میں نے بڑوں کی فرمانبرداری کرنی سیکھی تھی۔ ان کے کاموں پر نکتہ چینی کرنا نہیں سیکھا تھا۔"

وسیع النظری، وسیع القلبی، دردمندی اور جاں سوزی کی صفات کے ساتھ گاندھی جی نے تعلیمی میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کی چند جھلکیاں پیش کررہی ہوں جن سے ان کے فکر و عمل کی قدر و قیمت سمجھی جاسکتی ہے۔ گاندھی جی نے جو کچھ اپنے بڑوں سے، اپنے مطالعہ سے اور اپنے پاکیزہ نقطہ نظر سے سیکھا، سمجھا اور برتا اس کے مطابق دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے سب سے پہلا اجتماعی تجربہ گاندھی جی نے "جوہانسبرگ" کے قریب ایک جگہ پر کیا۔ جہاں "ٹالسٹائی فارم" کے نام سے ایک چھوٹا سا نگر بسایا گیا جس میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ گاندھی جی نے اپنی خودنوشت سوانح عمری میں اپنے تعلیمی تجربہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"یہ مجھے یقین تھا کہ ایک اچھے نظام معاشرت میں بچوں کی صحیح تعلیم والدین ہی سے ہوسکتی ہے۔ اور اس صورت میں بیرونی امداد جتنی کم کی جائے

اچھا ہے۔ "ٹالسٹائی فارم" ایک خاندان کی
حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں میں بزرگ یا باپ کے
تھا۔ اس لئے یہ مناسب معلوم ہوا کہ جہاں
تک ہو سکے، بچوں کی تعلیم و تربیت کی
ذمہ داری مجھ پر رہے۔"

"اس میں شک نہیں کہ یہ تجویز بھی نقائص
سے خالی نہ تھی۔ میرا اور ان سب لڑکے اور
لڑکیوں کا بچپن سے ساتھ نہیں تھا۔ ان
کی تربیت جدا جدا حالات اور مختلف
ماحول میں ہوئی تھی اور ان کے مذہبی
عقائد بھی مختلف تھے۔ سوال یہ تھا کہ
ایسی صورت میں خاندان کا بزرگ بن کر
ان بچوں کی تعلیم کا فرض کیسے ادا کر سکتا ہوں؟"

"مگر میں تعلیم میں تہذیب نفس اور تعمیر سیرت
کو سب سے مقدم سمجھتا ہوں اور مجھے یہ اطمینان
تھا کہ اخلاقی تربیت ان بچوں کو خواہ وہ کسی عمر
اور خاندان کے ہوں یکساں دی جا سکتی ہے،
اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں دن رات ان
بچوں کے ساتھ رہوں گا اور پدرانہ شفقت
سے ان کی تربیت کی نگرانی کروں گا۔ میرے
نزدیک سیرت کی تعمیر تعلیم کی بنیاد ہے،
اس لئے مجھے یقین تھا کہ اگر بنیاد اچھی پڑ گئی
تو اور سب باتیں یہ بچے خود بخود یا دوستوں
کی مدد سے سیکھ لیں گے۔"

"پھر بھی مجھے یہ احساس تھا کہ اس کے
علاوہ کتابی تعلیم بھی ضروری ہے، اس لئے
میں نے کیلن باخ اور پراگ جی دیسائی کی
مدد سے درس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جسمانی
تربیت کی طرف سے بھی میں غافل نہیں تھا۔ ان
بچوں کے روزمرہ کے کام میں کافی ورزش
ہو جاتی تھی۔ ہمارے فارم میں نوکر تو تھے
نہیں، اس لئے باورچی سے لے کر مہتر تک کا
کام ہم ہی لوگ کرتے تھے۔ پھر بہت
سے میوہ دار درختوں کی دیکھ بھال کرنی تھی،
اس لئے باغبانی کا کام بھی کافی تھا۔ مسٹر کیلن باخ
کو باغبانی کا بہت شوق تھا اور انہوں نے ایک
سرکاری "ماڈل گارڈن" میں اس کا تجربہ حاصل
کیا تھا۔ سوائے ان لوگوں کے جو باورچی خانے میں
کام کرتے تھے، اور سب چھوٹے بڑوں کے لئے
کچھ دیر باغبانی کا کام کرنا لازمی تھا۔ اس کا بہت
بڑا حصہ بچے انجام دیتے تھے۔ وہی گڈھے کھودتے
لکڑی کاٹتے، بوجھ اٹھاتے۔ ان میں انہیں خاصی
ورزش ہو جاتی۔ یہ کام انہیں دل سے پسند تھا اس
لئے عموماً کسی اور ورزش یا کھیل کی ضرورت نہیں
پڑتی تھی۔ ان میں سے بعض اور کبھی کبھی سب بیماری
کے بہانے سے کبھی کبھی کام سے جی چراتے تھے،
بعض اوقات میں ان کی ان حرکتوں سے چشم پوشی
کرتا تھا مگر اکثر سختی سے پیش آتا تھا۔ وہ اس
سختی کو پسند نہیں کرتے ہوں گے مگر مجھے یاد نہیں
کہ انہوں نے کبھی مزاحمت کی ہو۔ جب ایسی ضرورت
پیش آتی تو میں انہیں دلیلوں سے سمجھاتا کہ کام کو
ٹالنا اچھا نہیں۔ وہ قائل ہو جاتے مگر تھوڑی
دیر کے لئے۔ دم بھر میں پھر کام چھوڑ کر بھاگ
جاتے اور کھیلنے لگتے۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح
کام چلتا رہا اور ان کے جسم ایسے بن گئے کہ دیکھنے
کے قابل تھے۔ "فارم" میں بیماری کا نام تک نہ تھا
مگر اس میں سچ پوچھئے تو آب و ہوا کی خوبی اور
کھانے پینے کے اوقات کی پابندی کو بھی بہت
دخل تھا۔"

اس کے بعد گاندھی جی نے دوسرا بہت بڑا تعلیمی تجربہ بہار
میں اس وقت کیا جب وہ نیل کی کاشت کے خلاف تحریک سے رہنما
تھے اور وہاں کے کسانوں کی حالت زار سے سخت پریشان اور
مغموم تھے۔ سب سے افسوس ناک حالت کسانوں کے بچوں کی تھی
جو تعلیم سے دور اور علم سے بے بہرہ تھے اور صورت حال کے مطابق
گاندھی جی لکھتے ہیں:

"اپنے رفیقوں کے مشورے سے میں نے
طے کیا کہ چھ گاؤں میں ابتدائی مدارس کھولے جائیں
گاؤں والوں کے ساتھ شرط یہ تھی کہ وہ مدرس کے

کھانے اور رہنے کا انتظام کریں، باقی مصارف ہمارے سر رہیں گے۔ گاؤں والوں کے پاس نقد روپیہ تو ہوتا نہیں، مگر وہ کھانے پینے کی چیزیں فراہم کر سکتے تھے۔ انہوں نے غلہ اور دوسری بھی چیزیں دینے کا وعدہ کیا۔"

رضاکارانہ طور پر مدرسی کے فرائض انجام دینے والے مرد اور عورتوں کی ایک اچھی تعداد سے گاندھی جی نے بچوں کو پڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کے اندر صفائی، پاکیزگی، طہارت اور شائستگی تہذیب اور وسیع النظری کی خوبیاں پیدا کرنے اور ان باتوں کے عملی نمونہ بن کر پیش آنے کی جس جس طرح تلقین کی اور جو تجربے کئے وہ ان کی خود نوشت سوانح عمری میں موجود ہیں۔ اسی زمانے میں گاندھی جی نے صحت کی ضرورتوں کے پیش نظر نہ صرف آسان اور سستا دیہی علاج کا طریقہ بھی تعلیم دینے والوں کے دائرہ کار میں رکھا بلکہ رضاکارانہ طور سے گاؤں اور گاؤں کے گھروں میں خود صفائی کرنے، جھاڑو لگانے، گڑھوں میں پانی سڑنے اور رکنے کی روک تھام کرنے کا کام کرایا۔ اور اس طرح گاؤں والوں کے دل جیت لئے۔ گاندھی جی نے ان کی اور ان کے بچوں کی زندگی میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا جس کے ثمرات مفید اور اثر لازوال تھا۔

گاندھی جی کے اصول تعلیم میں جن نظریات کا عمل دخل نظر آتا ہے اس میں نظریۂ "وحدت الوجود" بڑا اہم ہے۔ وہ خود کہتے ہیں:—

"میں ایک خدا پر یقین رکھتا ہوں، اگرچہ اس کے مظاہر مختلف ہیں۔ ہم میں ایک ہی روح ہے۔ سورج کی روشنی جب کسی چیز سے گذرتی ہے تو اس کی بہت سی کرنیں دکھائی دیتی ہیں لیکن ان سب کا سرچشمہ ایک ہی ہے ..... خدا ایک ہے، خواہ اسے کسی نام سے پکارو۔ تم اسے رام کہو یا رحمٰن، ایشور کہو یا اللہ لیکن اس کی اصل اکائی یا وحدت کو تم بدل نہیں سکتے — اس کی مرضی کے بغیر گھاس کا ایک تنکا بھی ہل نہیں سکتا ہے۔"

گاندھی جی حق گوئی، حق پسندی، حق شناسی، رحمدلی، اہنسا، انصاف اور بھائی چارگی کو تعلیم کا جزو اول بنانا چاہتے تھے۔ وہ ایسی تعلیم سے نفرت کرتے تھے جو جسم ذہن اور روح کے مختلف قوا میں تال میل اور ہم آہنگی نہیں پیدا کر سکتی — وہ تصوراتی دنیا میں کھوئے رہنے کی بہ نسبت عملی دنیا کا آدمی بنانا تعلیم کا ایک مقصد مانتے تھے۔ اسی لئے جو تعلیم ایک کسان کے لڑکے کو کھیتی باڑی کے قابل نہ رہنے دے اور جو اپنے تہذیبی ورثے اور روحانی افتخار سے دور کر دے گاندھی جی کی نظر میں ناقص ہے۔ تعلیم کا تہذیبی پہلو انسان کو نیک عمل کی دعوت دیتا ہے۔ اس لئے گاندھی جی اس پہلو پر بھی کافی زور دیتے ہیں۔ کستوربا بالیکا آشرم دہلی کی طالبات کے سامنے تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے فرمایا تھا:—

"میں تعلیم کے تہذیبی پہلو پر کہیں زیادہ زور دیتا ہوں بہ نسبت اس کے علمی پہلو کے۔ تہذیب اصل میں بنیاد ہے اور سب سے مقدم چیز جو بچیوں کو یہاں سے حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کا اظہار تمہاری روزمرہ کی زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہونا چاہیئے یعنی یہ کہ تم کیسے بیٹھتی ہو، کیسے چلتی ہو، کیسے کپڑے پہنتی ہو، وغیرہ وغیرہ تاکہ جو کوئی تمہیں دیکھے وہ یہ یک نظر جان جائے کہ تم کس تعلیم گاہ کی پیداوار ہو۔ تمہاری اندرونی تہذیب اس سے ظاہر ہونی چاہیئے کہ تم کس طرح گفتگو کرتی ہو کس طرح سے باہر سے آنے والوں اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرتی ہو۔ کس طرح تم آپس میں اپنے استادوں اور اپنے بزرگوں سے پیش آتی ہو۔"

۱۹۴۵ء میں سیوگرام میں ایک "کل ہند بنیادی تعلیم کی کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں گاندھی جی نے اپنے مشہور "بنیادی قومی تعلیم" کے نظریے کو پیش کیا تھا۔ ہندستان کو غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد میں اس نیک دل ہستی کی جان گئی۔ اگر گاندھی جی کچھ عرصہ اور زندہ رہتے تو وہ ہمارے تعلیمی نظام کو اپنے تعلیمی نظریات کے مطابق پوری طرح ضرور بدل دیتے۔
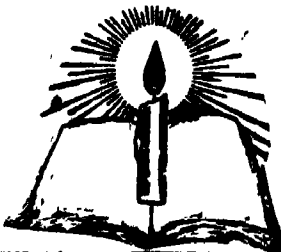
سردار احمد خان (علیگ) لکچرار شعبۂ اردو
بدھی والا کالج گڑھ شہاب خان
اٹاوہ (یوپی)

مطالعہ

ضرورت اور اہمیت

کتابیں وقت کے وسیع و عریض سمندر میں استادہ روشنی کے مینار ہیں جن کے اُجالے میں ہم زندگی کی کشتی کو صحیح سمت میں اور ٹھیک منزلوں کی طرف رواں دواں رکھتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ انسان زندگی، کائنات اور خدا کے مضبوط رشتوں کو سمجھیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایک بھرپور زندگی تمام تر خوبصورتیوں اور خوبیوں کے ساتھ گزاریں اور اگر ہم جینے کا مزہ لینا اور اس دنیا میں رہنے کا سلیقہ سیکھنا چاہتے ہیں تو یقین جانئے کہ مطالعہ کی مستقل عادت ڈالنا پڑے گی اور معیاری کتب کو پڑھنا اپنے اوپر لازم قرار دینا پڑے گا۔ علم کی اہمیت اور اس کو حاصل کرنے کی فضیلت احادیث کی تمام کُتب میں بکھری ملیں گی۔ کہیں "علم حاصل کرو ماں کی گود سے لحد تک" فرما کر اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، کہیں "علم حاصل کرو خواہ چین تک جانا پڑے" کہہ کر اس کی فضیلت اور ضرورت کا احساس دلایا گیا ہے اور علم کے حصول کا ذریعہ ہیں "کتابیں" جن کے شیدائی اور قدرداں انہیں "نازنین حور" سے کم رتبہ نہیں دیتے اور چین کے مشہور شاعر ہوانگ شانگ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔

"جس شخص نے اپنا دن بغیر مطالعہ کتب گذارا ہے وہ اپنا چہرہ بدنما اور قابل نفرت سمجھے گا اور اس کی باتوں میں لطف و کشش ختم ہو چکی ہوگی۔"

ہندوستان میں سبھی فرقوں میں عموماً مسلمانوں میں خصوصاً مطالعہ کا شوق کم سے کم ہوتا چلا رہا ہے اگرچہ اس کے پیچھے معاشی، اقتصادی اور مالی دشواریوں کے عوامل بھی کارفرما ہیں لیکن بیشتر مثالیں ایسی بھی ہیں جہاں "کتاب" کو زندگی میں کوئی مقام ہی نہیں دیا گیا ہے اور مطالعہ کو قابل اعتنا ہی نہیں سمجھا گیا ہے۔ اس جرم میں وہ پڑھے لکھے بھی شامل ہیں جن کو ہم یونیورسٹی اور کالجوں کی اعلیٰ تعلیم سے لیس پاتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے دور طالب علمی کے بعد مطالعہ سے اپنے کو بلند کر لیتے ہیں اور ان لوگوں کی مثال اس جوہڑ یا تالاب کی سی ہو جاتی ہے جس میں تازہ اور نیا پانی اگر نہ گرتا ہے اور نہ ملتا ہے نتیجہ میں یہ تالاب وقت کے سورج کی گرمی سے سوکھتے، سڑتے اور بدبودار گندلاتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ

بہت جلد جاہلوں میں شمار کئے جانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ
زمانہ ان کے علم و تعلیم سے بہت آگے نکل چکا ہوتا ہے اور
یہ ابھی اپنے کنوئیں کے مینڈک ہی بنے رہتے ہیں۔ مشہور مفسر سعید بن
جبیر تابعی فرماتے تھے۔ "آدمی جب تک سیکھتا رہتا ہے وہ برابر
عالم رہتا ہے اور جب وہ علم کو چھوڑ بیٹھتا ہے اور جو اس کے
پاس ہوتا ہے اس کو کافی سمجھ بیٹھتا ہے وہ جاہل رہ جاتا ہے"
دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں کسی نئی کتاب کا استقبال اور
اس کی خریداری کا اہتمام جس طرح کیا جاتا ہے اس کی مثالیں اگر
میں نقل کرنے پر آجاؤں تو آپ یہ سب الف لیلیٰ کی کوئی داستان
سمجھیں گے۔ پاکستان کے ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض نے ایک
بار بتایا کہ روس کے دورے کے درمیان ایک رات پچھلے پہر
کو جب وہ ٹہلنے نکلے تو انہیں ایک بند دوکان کے سامنے سیکڑوں
آدمیوں کی قطار لگی ہوئی دکھائی دی۔ ان کو اتنی صبح اس قسم کی
لائن وہ بھی کسی بند دوکان کے سامنے دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی
انہوں نے اپنے گائڈ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کسی بڑے
مصنف کی کوئی کتاب آج شائع ہو کر بذریعہ جہاز یہاں پہنچ رہی ہے
جس کا سول ایجنٹ اس دوکان کا مالک ہے۔ اس لئے یہ لوگ
صبح سے پہلے ہی لائن لگا کر کھڑے ہیں کہ کہیں کتاب ختم ہو جانے
پر انہیں مایوس نہ ہونا پڑے۔ امریکہ میں معمولی سے معمولی کتاب
کا ہر ایڈیشن پچاس ہزار اور ساٹھ ہزار تک ضرور ہوتا ہے۔ ان
باتوں سے ان ممالک میں کتاب کے مطالعہ میں دلچسپی اور کتاب
کی قدردانی کا ثبوت ملتا ہے۔ انگلستان میں کوئی بھی دوسرے
سے مانگ کر کتاب، رسالہ یا اخبار نہیں پڑھتا ہے۔ اس عادت
سے یہ فائدہ بھی ہے کہ ہر شخص اپنے بجٹ میں کتاب، اخبار اور
رسالوں کی خریداری کے لئے بھی اپنی آمدنی کے مطابق کچھ رقم
ضرور وقف کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہر پڑھے لکھے گھر میں
کتابوں کو جمع کرنا انہیں پڑھنا اور اپنی پرائیوٹ لائبریری قائم
کرنا زندگی کی ضروریات میں شمار ہونے لگا ہے۔ مشہور مفکر
ٹین کے الفاظ میں :-

"وہ گھر جس میں کتابیں نہ ہوں ایسے کمرے کی طرح
ہے جس میں کھڑکیاں اور روشندان نہیں ہیں"

اسلام میں کتاب اور اس کے مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ اس
سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نظام حیات کا آغاز ہی پڑھنے
لکھنے کی بات سے ہوا۔

(اقرا باسم ربك الذي خلق ۔۔ علم بالقلم)

کہیں قلم و کاغذ کی قسموں کی آواز آرہی ہے تو کہیں پیکر
علم و دانش کے بلند درجات کی بشارت سنائی دے رہی ہے۔
("ن والقلم وما یسطرون" اور "یرفع اللہ الذین امنو
منکم والذین اوتوا العلم درجات")
اور ان سب حقائق سے بڑھ کر سرچشمۂ علوم و فنون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو "قل رب زدنی علما" کی ہدایت ملی اور آپؐ نے ہمیشہ
"اللھم انی اسئلك علما نافعا"
کو اپنی دعاؤں کا جز بنایا۔ ایسے نظام حیات کے پیرو مطالعہ
اور کتاب سے دور ہوتے جائیں وہ دوسرے الفاظ میں
علم پرور دین اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں جو بقول تھے

الہامی (REVEALED)
وجدانی (INTUITIVE)
استناد (AUTHORITATIVE)
حسیاتی (EMPIRICAL)
تعقلی (RATIONAL)
استقرائی (INDUCTIVE) اور
استخراجی (DEDUCTIVE)

ذرائع سے علم حاصل کرنے کا موئید ہے مگر نصب العین
کا ایمان پرور ہونا ضروری ہے۔
اب سوال اٹھتا ہے کہ کون سی کتاب پڑھی جائے
اور کون سی نہیں کیونکہ کتاب بہترین دوست اور بدترین دشمن
دونوں ہے۔ اچھی کتابیں ہمارے دل و دماغ اور روح کو
کچھ دے جاتی ہیں جبکہ خراب کتابیں ہماری اخلاقی قدروں
اور تہذیبی توانائیوں کو چھین لیتی ہیں۔ اس جگہ مجھے بیکن
(BACON) کا وہ مشہور جملہ یاد آرہا ہے کہ :-

"Some books are to be tasted, others to be swallowed, and some few to be chewed and digested."

(کچھ کتابیں چکھی جاتی ہیں کچھ نگلی جاتی ہیں اور بہت کم ایسی

ہوتی ہیں ان کو چھپایا اور ہضم کیا جاتا ہے)

آپ کی کتابوں کی المادی یا شلف آپ کے ذہنی فکری اور شعوری رجحانات کا آئینہ ہے۔ آپ کے انتخاب کتب کے تنوع میں آپ کی شخصیت کی رنگارنگی کی جھلک چھپی ہے۔ ادب وشاعری کے تازہ ترین موڑ سائینس اور ادویات کی جدید ترقیاں اور فنون و آرٹس کا ارتقائی نشوونما جانتے رہنے کے لئے کتاب کو دوست بنانا بہت ضروری ہے۔ مذہب سیاست، سائنس، ادب اور آرٹس کے تمام موضوعات کا جاننا پہچاننا اور سمجھنے کی کوشش کرنا آج کی دنیا میں سانس لینے والے ہر انسان کے لئے ضروری اور بہت ضروری ہے کتابیں اس کام میں ممد ومعاون ہیں۔ یہ متاع بے بہا آپ کے ایوان زندگی کو دائمی روشنی عطا کرتی ہے، اور آپ کی شخصیت کو پر وقار اور لائق صد افتخار بناتی ہے۔ حضرت علیؓ کا وہ قول بہت مشہور اور اہم ہے کہ اگر دولت مندوں کو اپنے پیسے پر ناز ہے تو ہم کو علم کی دولت پر فخر ہے کیونکہ دولت مند اس سے محروم اور غریب ہیں۔

عظیم اور معیاری کتابوں کو پڑھتے وقت ہم اپنے آپ کو عظیم انسانوں کے درمیان پاتے ہیں۔ معیاری بلندیوں سے آشنا ہوتے ہیں اور نئی نئی فضاؤں، نئی نئی دنیاؤں اور نئی نئی وسعتوں کا احساس کرتے ہیں۔ بڑے آدمیوں کی سوانح عمریاں ہمارے اندر روشنی کے چراغ جلاتی ہیں۔ سفر ناموں کا مطالعہ اپنے سے دور کی سرزمینوں، دیسوں اور ملکوں کے جیتے جاگتے حالات جاننے میں مدد دیتا ہے۔ شاعری و نغمات کی کتابیں ہمارے دلوں کے تاروں کو چھوتی اور روح کو ترنم و لطافت عطا کرتی ہیں۔ سائنس وطب ہمارے اندر سائنٹفک نظر اور یقین کی تکمیل کرتا ہے۔ مذہب کی کتابیں ہم کو روحانی بالیدگی اور جینے کا شعور دینے کے ساتھ اللہ پاک سے اٹوٹ رشتہ جوڑتی، مضبوط کرتی اور زندگی کو نظم وضبط کے حسن کا پابند کرتی ہیں۔ ہم جب اقبال، غالب، شیکسپیئر، ملٹن، بھرتری ہری اور رابندر ناتھ ٹیگور کے کلام کے ساتھ ان کی زندگیوں کا بھی مطالعہ کرتے ہیں تو ان سب کا کلام زیادہ دلنشیں، واضح اور پرکشش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لوئی پاسچر کی زندگی کے ساتھ جب دودھ کے پیسچرائز کرنے کی کھوج پڑھتے ہیں تو کچھ زیادہ ہی لطف پاتے ہیں۔ سیاسی نکتوں کو جاننے اور سمجھنے کے لئے سیاست کے برتنے والوں کے حالات بھی پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔

آج کا نوجوان اپنے اندر ایک عجیب خلا محسوس کرتا ہے اور کسی انجانی شے کی پیاس کا مارا نظر آتا ہے۔ اس کی کو پورا کرنے یا دور کرنے کے لئے وہ فلم، فحش لٹریچر اور نازیبا چیزوں اور ذرائع کا سہارا لیتا ہے۔ اگر ماں باپ ابتدا ہی سے مطالعہ کی عادت اور انتخاب کا ایک اونچا معیار اس کے ذہن وفکر کے دائروں میں ڈالدیں تو ایک اچھی کتاب اسے خود بخود ڈگمگانے سے بچا لے گی۔ میرے نزدیک وقت کی دولت کا سب سے صحیح اور بہترین استعمال ایسی کتابوں کا مطالعہ ہے جو ہم کو جہالت اور بے یقینی کے دلدل سے نکال کر اس علم ویقین تک پہنچا دیں جس میں "اللہ مستی اور خودگری" بھی ہے اور "مثل خلیلؑ آتش نشینی" بھی ہے۔
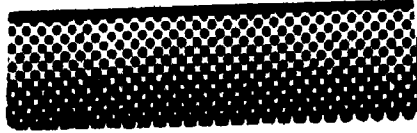
قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں، تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "سوال وجواب" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے تمہیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ
مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

آج کا دن بڑا مبارک ہے

(باپو کے جنم دن ۲ اکتوبر پر)

واحد پریمی
نندگنزی اسکول بھوپال۔ (ایم پی)
۴۶۲۰۰۱

آج کا دن بڑا مبارک ہے
آج ہی اس عظیم انسان نے
ایک تابندہ زندگی پائی
جس کو کہتے ہیں آپ ہم گاندھی
وہی گاندھی جو خضرِ راہ بنا
وہی گاندھی جو مثلِ ماہ بنا
جس نے دنیا کو روشنی بخشی
جس نے عرفان و آگہی بخشی
جس نے پیغام شانتی کا دیا
جس نے اندازِ زندگی کا دیا
جو پرستار تھا محبّت کا
جو طلب گار تھا اخوت کا
جو رہینِ حق و صداقت تھا
جو نگہبانِ آدمیت تھا
جو مددگار تھا غریبوں کا
جو سہارا تھا بدنصیبوں کا
جو عدو کا بھی یار بن کے رہا
جو سراپا ہی پیار بن کے رہا
جس کے دل میں تھے نغمہائے عظیم
جس کی نظروں میں اک تھے رام و رحیم
جو سکھ و ہندو و مسلمان تھا
جو ہی خواہِ نوعِ انسان تھا
جس نے قرآن اور گیتا پڑھی
جس نے تبلیغ اک خدا کی کی
جس کو بے مثل راہبر کہیے
جس کو پیغمبرِ سحر کہیے
آج کا دن بڑا مبارک ہے
آج ہی اس عظیم انسان نے
ایک تابندہ زندگی پائی
جس کو کہتے ہیں آپ ہم، گاندھی

تسنیم فاروقی
تلسی داس مارگ، نزد وکٹوریہ گنج ہاسپٹل
لکھنؤ (یو۔پی) ۲۲۶۰۰۴
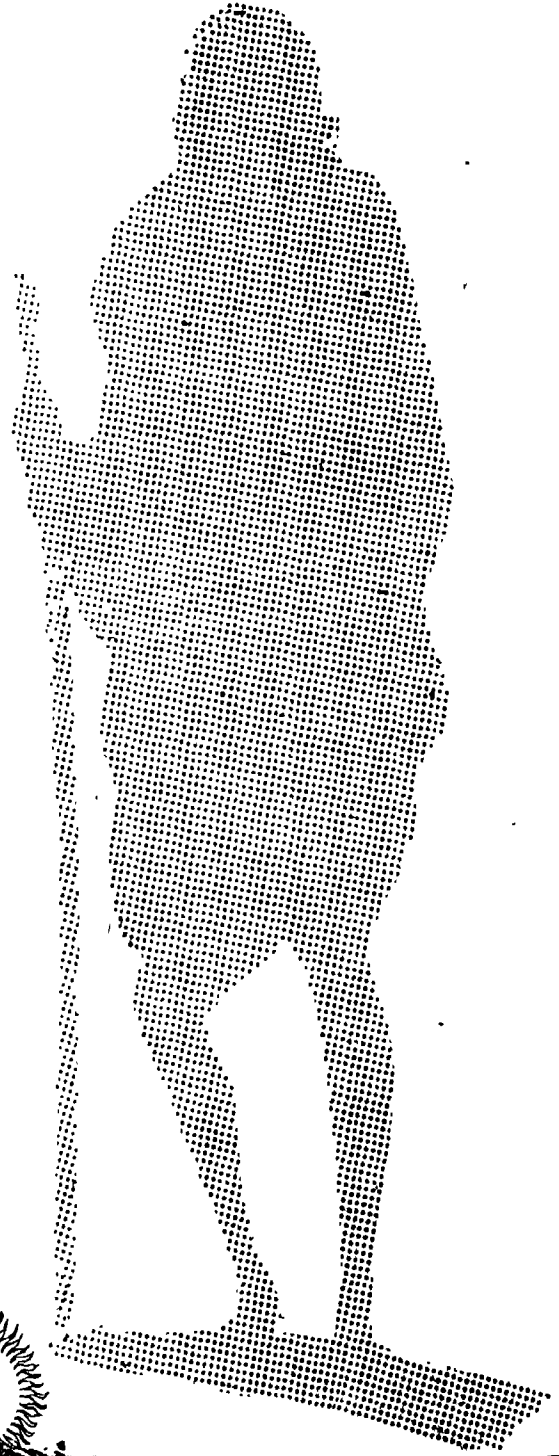
قطعات

تہذیب نے ہمیں کچھ بارود بانٹ دی ہے
ہم بستے جا رہے ہیں کچھ روئی کے گھروں میں
یہ رنگ تو نہیں تھا یہ جنگ تو نہیں تھی!
اس سے تو ہم بھلے تھے ماضی کے پتھروں میں

•

کچھ ہم تم کرو ایسے کچھ معاہدہ کر لو
جذبۂ ہم آہنگی کم نہ ہو نہ وافر ہو
رنگ تم ہو میں پانی گھل کے مجھ سے مل جاؤ
میں بھی اک مسافر ہوں تم بھی اک مسافر ہو

•

ہم سب کہانیوں میں فسانوں میں بٹ گئے
بستی کے اونچے نیچے مکانوں میں بٹ گئے
جانا اسی طرح ہے ہم آئے تھے جس طرح
دھرتی پہ پاؤں رکھا تو خانوں میں بٹ گئے

•

حیراں ہوں کیسے ہوتی ہے انسانیت میں جنگ
بجھتے ہیں کیسے موم سے دل کو بنا کے سنگ
بچپن میں ایک تتلی مسل دی تھی بھول سے
اب تک لگا ہوا ہے مری انگلیوں میں رنگ

•

ہم تو صرف آپ ہی کے پرستار ہیں!
آپ قائل ہیں جلووں کی تقسیم کے
پھول کہتے ہیں سب اپنے محبوب کو
پھول تو آپ بھی ہیں مگر نیم کے

•

ردا میری ہوائیں نوچتی ہیں!
مجھے رہ رہ کے فکریں کوچتی ہیں
چلے جاتے ہیں سب تہذیب کے شہر
میں سوتا ہوں مشینیں سوچتی ہیں!

عتیق احمد عتیق
نیا پورہ۔ مالیگاؤں ۴۲۳۲۰۳

دوستی کے پھول

آؤ کھلائیں "رابطۂ باہمی" کے پھول
مرجھائیں تاکہ "دوری و بیگانگی" کے پھول

دنیا کی ایک ایک دشا تک مہک اٹھے
مہکائیں دشمنوں میں جو ہم دوستی کے پھول

نفرت کے انتشار و عداوت کے خارزار
بن جائیں خود مصالحت و آشتی کے پھول

بھڑکی ہے موڑ موڑ پہ رنج و محن کی آگ
ہم بھی قدم قدم پہ کھلائیں خوشی کے پھول

اب ہم ہی ذرے ذرے کو مہکائیں جگمگائیں
چمکیلی دھوپ بن کے کبھی چاندنی کے پھول

دے آئیں "قومی یک جہتی" کی بشارتیں
ہر ذہن میں سمو کے نئی روشنی کے پھول

ڈال آئیں پھر ہر ایک کے دامن میں پیار سے
کیوں ہم نہ سرفروشی و خود آگہی کے پھول

تا "قومی ایکتا" کے رخوں پر سجا سکیں
اے بیسویں صدی! تری پائندگی کے پھول

غزلیں

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمن خاں منشاء
11۔ اسٹار کی ٹاؤن ۔ ناگپور

دورِ غم کا حل کچھ بھی نہیں ہے
مرے ماتھے پہ بل کچھ بھی نہیں ہے

مزا ایسا چکھایا زندگی نے
کہ اب خوفِ اجل کچھ بھی نہیں ہے

محبت آپ ہی اپنا بدل ہے
محبت کا بدل کچھ بھی نہیں ہے

جسے کہتے ہیں ہم حسنِ مقدر
بجز حسنِ عمل کچھ بھی نہیں ہے

دلِ انساں کی قیمت درحقیقت
جہاں میں آج کل کچھ بھی نہیں ہے

دلوں کی فتنہ سامانی کے آگے
دماغوں کا خلل کچھ بھی نہیں ہے

اے جانِ آرزو تیری نظر کا
کہا نعم البدل کچھ بھی نہیں ہے

یہ منشاء کی غزل ان کو سنا دو
جو کہتے ہیں غزل کچھ بھی نہیں ہے

مہدی پرتاپگڈھی

معرفت اگزیکیٹو انجینیر
اریگیشن ڈویژن ،
پرتاپ گڈھ (یوپی)

زندگی کے تھپڑے نے سنولا دیئے ہیں کتنے چہرے
ذات کے محبس سے جو نکلے وہ ان کا کرب جانے

جو بظاہر مطمئن ہیں اور ہیں آسودہ خاطر
ملتے ہیں ٹوٹے ہوئے ان کے بھی دل کے آبگینے

ایک اک نقشِ قدم نامعتبر سا لگ رہا ہے
آدمی کو اعتماد ان راستوں پر کیسے آئے

آج رہ رہ کر سسکتی ہیں فضاؤں میں ہوائیں
دیتے ہیں دستک سی آنے والے کچھ بے درد لمحے ،

شرمسارانی عدالت میں کھڑا اقرارات وہ بھی
ایک اک لب پہ ملے جس کی تقدس کے فسانے

فاصلے بے اعتمادی اور قحط غم گساری
یہ صدی انسان کو دیتی ہے کیسے کیسے تحفے

عصر نو میں ہو چلے نالج زدہ اقدارِ صالح
زیست کا جیسے مقدر بن گئے بیمار لمحے

پاؤں کے چھالے لہو دینے لگے ہیں اب تو مہدی
روز و شب اس ریگ زارِ زندگی پر چلتے چلتے

مشتاق الحق

مائٹ اسٹور بھارت ٹاکیز
بھوپال (ایم۔پی)

زیست ہے وعدۂ یار پر
لفظ انکار و اقرار پر

تتلیاں رقص کرتی ہوں
جان دیتی ہیں گلزار پر

خونِ مفلس ہوا ہر طرف
آنچ آئی نہ زردار پر

رنگ آیا شفق کی طرح
لالہ و گل کے رخسار پر

تشنہ لب رہ نہ جائے کہیں
چشمِ ساقی ہو میخوار پر

موت بھی آ کے مرجائے گی
دل کی بوسیدہ دیوار پر

اس کی قربت پہ نہ ملے
میں تو عاشق ہوں کردار پر

امتحاں لیجئے مشتاق سے
عشق ہے تو چڑھے دار پر

تودی راج

غزلیں

• سید ضیاء الدین ضیاؔ کھنڈوی

ہم تو یہی سمجھے تھے دل آویز بڑی ہے
دنیا ہے کہ پتھر لئے ہاتھوں میں کھڑی ہے

سرگوشیاں کرتی ہیں یہ گہرائیاں شب کی
سورج کے نکلنے میں ابھی دیر بڑی ہے

ہم سادہ دل امکانِ وفا ڈھونڈ رہے ہیں
زنجیرِ مسرت کی یہ گم گشتہ کڑی ہے

برگِ گلِ پژمردہ نے پوچھا یہ صبا سے
کیا جرمِ تبسم کی سزا اتنی کڑی ہے

حالات کے اس طرح رہے مدِّ مقابل
حالات سے جیسے کہ کوئی جنگ لڑی ہے

یہ ڈوبنے والے نے بھی دیکھا ہے تماشا
لوگوں کی ہے اک بھیڑ کہ ساحل پہ کھڑی ہے

کب کوئی سمجھتا ہے یہاں درد کسی کا
دنیا ہے یہ ہر اک کو یہاں اپنی پڑی ہے

نیرنگیٔ عالم پہ ضیاؔ تبصرہ کیسا
رونے کا یہ موقع ہے نہ ہنسنے کی گھڑی ہے

سعید الحق سعیدؔ انصاری اٹاوی
معرفت فخرالدین عبدالجبار
ہاسپٹل روڈ۔ اٹاوہ (یو۔پی)

باوجودِ سوزشِ غم آدمی زندہ رہے
زندگی خورشید کی مانند تابندہ رہے

رنج و غم سے زندگانی کا ہے رشتہ ناگزیر
سوز و ساز و نے سے کیسے دور سازندہ رہے

"ہر کمالِ را زوال ہر زوالِ را کمال ہے"
باخبر اس قول سے منصب کا پابندہ رہے

خود بخود منزل اسی صورت سے چومے گی قدم
ہر جگہ بادا باد سے از لغزشِ شرمندہ رہے

ذہن و دل میں روشنی ہوتی رہے تاکہ سعیدؔ
میرا ذوقِ ناصیہ فرسائی پابندہ رہے

• صلاح الدین نیّرؔ
۲۰ - ۶ - ۳۴۴
بازار تراب شاہ حیدرآباد
۵۰۰۲۶۵

میت کو مری شب بھر اس طرح سوا رکھنا
تم میرے سرہانے اک [illegible] یادوں کا دیا رکھنا

یہ کہہ کے گیا کوئی با دیدۂ نم کل شب
میں آؤں یا نہ آؤں دروازہ کھلا رکھنا

[illegible]
بھٹکی ہوئی [illegible]

ساون کی گھٹا بن کر جب [illegible] برس جاؤں
کلیوں کو مرے گھر کی محروم صبا رکھنا

آنکھوں میں کمی [illegible] برسوں [illegible]
تھوڑی ہی سہی مٹی قدموں کی اٹھا رکھنا

تنہائی کے عالم میں یہ بھی بڑی دولت ہے
کچھ زخم ملے ہوں تو سینے سے لگا رکھنا

تم چاہے نہ چاہو [illegible]
برفیلی ہواؤں سے اپنے کو بچا رکھنا

وہ لمحہ جدائی کا [illegible] جانے کب آئے
سینے پہ مرے سر کو تم اپنے سدا رکھنا

طے کر لئے لمحوں میں برسوں کی مسافت [illegible]
نیرؔ مرے آنے تک کچھ سانسیں بچا رکھنا

غزلیں

اشرف جمال فاروقی
اے۔ بی۔ پی۔ اسلامیہ کالج۔ دیر بھدر
[illegible] (یو۔پی)

★

خوش نما خوش رنگ گلدستے سجا کر لے گیا
اور زیرِ آستیں خنجر چھپا کر لے گیا

کھل گئی تو قطرہ قطرہ اور آخر بجھ گئی
ایک سیلِ درد مجھ کو بھی بہا کر لے گیا

اُگتا سورج دیکھنے کی اس کو حسرت ہی رہی
کینوس پر شام کے خوں رنگ منظر لے گیا

سرحدِ امکاں سے آگے بہت آگے تھا میں
نوچ کر میرا نہ جانے کون شہپر لے گیا

اس کو کچھ تو چاہیئے تھی یادگار اس شہر کی
وہ تری گلیوں سے کچھ پتھر اٹھا کر لے گیا

خود تو بزدل تھا مگر ہر سمت خطرہ دیکھ کر
اپنی لرزیدہ ہتھیلی پر مرا سر لے گیا۔

• سکندر عرفان
یونائیٹڈ انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ
۱۹۔ بھنڈھانا روڈ۔ کھنڈوہ (ایم پی)

★

افکارِ پریشاں کا بکھرنا متواتر
اور آگ کے دریا سے گزرنا متواتر

پھر ذہن کے ساحل سے خیالوں کا ٹھہر کر
یادوں کے سمندر میں اترنا متواتر

حساس نگاہوں سے جو بھی تو کیے
زخموں کا بہرحال اُبھرنا متواتر

حالات کے شعلوں کا برسنا بھی مسلسل
احساس کی کلیوں کا نکھرنا متواتر

ہوتے رہے سیراب سلگتے ہوئے موسم
جاری رہا افکار کا جھرنا متواتر

ہر صبح اُجالوں کی طرح اس کا نکھرنا
ہر شام سنورنا تو سنوارنا متواتر

انسان مشینوں کی طرح دوڑ رہا ہے
تا عمر اسے کام ہے کرنا متواتر

عرفان مناسب نہیں صدیوں کے سفر میں
ہر پیڑ کے سائے میں ٹھہرنا متواتر

• ضمیر سہارنپوری
معرفت حاجی پتن بیکر
گنبد والی مسجد، کسرول۔ مراد آباد (یوپی)

★

اب مجھے اس شہر میں بیتا ہوا لمحہ سمجھ
ہر گلی میں اجنبی ہر بزم میں تنہا سمجھ

لے کے آیا ہی نہیں میں اپنی پہچانیں یہاں !
مجھ کو مت اس بھیڑ میں اک صاحبِ چہرہ [illegible]

راہ کی چیخیں ہیں گونگی اور بہرے ہیں مکاں
اب نہ اس بستی میں اک دروازہ کو [illegible] مجھ

لمس گل کا نام دے ہر زخم نشتر کو یہاں
طرزِ قاتل کو بھی اندازِ مسیحانہ سمجھ

اپنا ماضی دیکھ لے اے شخص مجھ میں جھانک کر
اب مجھے اک اپنے ہی چہرے کا آئینہ سمجھ

مجھ کو چھو کر دیکھنے والے مجھے محسوس کر
میرے لہجوں پر نہ جا مجھ کو بس لہجہ سمجھ

• سید ضیاء الدین ضیا کھنڈوی

ہم تو یہی سمجھے تھے دل آویز بڑی ہے
دنیا ہے کہ پتھر لئے ہاتھوں میں کھڑی ہے

سرگوشیاں کرتی ہیں یہ گہرائیاں شب کی
سورج کے نکلنے میں ابھی دیر بڑی ہے

ہم سادہ دل امکان وفا ڈھونڈ رہے ہیں
زنجیر مسرت کی یہ گم گشتہ کڑی ہے

برگ گل پژمردہ نے پوچھا یہ صبا سے
کیا جرم تبسم کی سزا اتنی کڑی ہے

حالات کے اس طرح رہے مدِ مقابل
حالات سے جیسے کہ کوئی جنگ لڑی ہے

یہ ڈوبنے والے نے بھی دیکھا ہے تماشا
لوگوں کی ہے اک بھیڑ کہ ساحل پہ کھڑی ہے

کب کوئی سمجھتا ہے یہاں درد کسی کا
دنیا ہے یہ ہر اک کو یہاں اپنی پڑی ہے

نیرنگیٔ عالم پہ ضیاؔ کیا تبصرہ کیا
رونے کا یہ موقع ہے نہ ہنسنے کی گھڑی ہے

◆

سعید الحق سعید انصاری اٹاوی
معرفت فخرالدین عبدالجبار
ہاسپٹل روڈ۔ اٹاوہ (یو۔پی)

باوجود سوزشِ غم آدمی زندہ رہے
زندگی خورشید کی مانند تابندہ رہے

رنج و غم سے زندگانی کا ہے رشتہ ناگزیر
سوز و ساز و نے سے کیسے دور ساز زندہ رہے

"ہر کمالِ را زوال ہر زوالِ را کمال است"
با خبر اس قول سے منصب کا پابندہ رہے

خود بخود منزل اسی صورت سے چومے گی قدم
ہر جبہ بادا باد سے اندیشہ شرمندہ رہے

ذہن و دل میں روشنی ہوتی رہے تاکہ سعید
میرا ذوقِ ناصیہ فرسائی پابندہ رہے

• صلاح الدین نیر
۲۰-۶-۴۱۳/۴
بازار تراب شاہ حیدر آباد
۵۰۰۲۶۵

میت کو مری شب بھر اس طرح سوار رکھنا
تم میرے سرہانے آکے یادوں کا دیا رکھنا
یہ کہہ کے گیا کوئی با دیدۂ نم کل شب
میں آؤں یا نہ آؤں دروازہ کھلا رکھنا
[illegible] دشمنوں کو سمجھ کر
بھٹکی ہوائی [illegible]
ساون کی گھٹا بن کر جب آنکھ برس جاوے
کلیوں کو مرے گھر کی محروم صبا رکھنا
آنکھوں میں کمی سی ہے برسوں سے اجالوں کی
تھوڑی ہی سہی مٹی قدموں کی اٹھا رکھنا
تنہائی کے عالم میں یہ بھی بڑی دولت ہے
کچھ زخم ملے ہوں تو سینے سے لگا رکھنا
تم جان کے نہ خود اپنا موسم [illegible] کچھ ایسے
برفیلی ہواؤں سے اپنے کو بچا رکھنا
وہ لمحہ جدائی کا کیا جانئے کب آئے
سینے پہ مرے سر کو تم اپنے سدا رکھنا
طے کر لئے لمحوں میں برسوں کی مسافت کو
نیر مرے آنے تک کچھ سانسیں بچا رکھنا

◆

غزلیں

اشرف جمال فاروقی

اے۔ بی۔ پی۔ اِسٹر کالج۔ ڈیرہ بھدر

دھر ۲ دوت (یو۔پی)

★

خوش نما خوش رنگ گلدستے سجا کر لے گیا
اور زیرِ آستیں خنجر چھپا کر لے گیا

کھُل گئی تو قطرہ قطرہ اور آخر بجھ گئی
ایک سیلِ درد مجھ کو بھی بہا کر لے گیا

اُگتا سورج دیکھنے کی اس کو حسرت ہی رہی
کینوس پر شام کے خوں رنگ منظر لے گیا

سرحدِ امکاں سے آگے بہت آگے تھا میں
نوچ کر میرا نہ جانے کون شہپر لے گیا

اس کو کچھ تو چاہیئے تھی یادگار اس شہر کی
وہ تری گلیوں سے کچھ پتھر اُٹھا کر لے گیا

خود تو بزدل تھا مگر ہر سمت خطرہ دیکھ کر
اپنی لرزیدہ ہتھیلی پر مرا سر لے گیا۔

سکندر عرفان

یونائیٹڈ انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹیڈ

۱۹۔ ہندھانا روڈ۔ کھنڈوہ (ایم پی)

★

افکارِ پریشاں کا بکھرنا متواتر
اور آگ کے دریا سے گزرنا متواتر

پھر ذہن کے ساحل سے خیالوں کا ٹھہر کر
یادوں کے سمندر میں اترنا متواتر

حساس نگاہوں سے جو بچ بھی تو گئے
زخموں کا بہر حال اُبھرنا متواتر

حالات کے شعلوں کا برسنا بھی مسلسل
احساس کی کلیوں کا نکھرنا متواتر

ہوتے رہے سیراب سلگتے ہوئے موسم
جاری رہا افکار کا جھرنا متواتر

ہر صبح اُجالوں کی طرح اس کا نکھرنا
ہر شام سنورنا تو سنوارنا متواتر

انسان مشینوں کی طرح دوڑ رہا ہے
تا عمر اسے کام ہے کرنا متواتر

عرفاںؔ مناسب نہیں صدیوں کے سفر میں
ہر پیڑ کے سائے میں ٹھہرنا متواتر

ضمیر سہارنپوری

معرفت حاجی پتن بیکر

گنبد والی مسجد، کسرول۔ مرادآباد (یوپی)

★

اب مجھے اس شہر میں بیتا ہوا لمحہ سمجھ
ہر گلی میں اجنبی ہر بزم میں تنہا سمجھ

لے کے آیا ہی نہیں میں اپنی پہچانیں یہاں!
مجھ کو مت اس بھیڑ میں اک صاحبِ چہرہ سمجھ

راہ کی چیخیں ہیں گونگی اور بہرے ہیں مکاں
اب نہ اس بستی میں اک [illegible] سمجھ

لمسِ گل کا نام دے ہر زخمِ نشتر کو یہاں
طرزِ قاتل کو بھی اندازِ مسیحانہ سمجھ

اپنا ماضی دیکھ لے اے شخص مجھ میں جھانک کر
اب مجھے اک اپنے ہی چہرے کا آئینہ سمجھ

مجھ کو چھو کر دیکھنے والے مجھے محسوس کر
میرے لہجوں پر نہ جا مجھ کو بس لہجہ سمجھ

سیلاب زدہ افراد کی باز آبادکاری پروگرام پر بہ سرعت عمل آوری

امسال ماہ جون کے آخری ہفتے میں کوکن اور کولہاپور میں شدید بارش، سیلاب اور زمین کھسکنے کے واقعات کی وجہ سے ۲۴ اموات واقع ہوئیں نیز کھیتوں، گھروں، مویشیوں اور نجی و عوامی املاک کو مجموعی طور پر ۱۵ کروڑ روپے کا مالی نقصان ہوا۔

سرکاری مشینری ان علاقوں میں راحت و باز آبادکاری کاموں میں ابھی مصروف تھی کہ ماہ اگست کے دوران دوبارہ سیلاب آیا جس میں ۱۵۱ جانیں تلف ہوئیں اور ۳۴ کروڑ روپے کا مالی نقصان ہوا۔

ماہ ستمبر کے دوران ان علاقوں میں ایک مرتبہ پھر سیلاب آیا اور ۱۴۲ اموات واقع ہوئیں جس میں بجلی گرنے سے ہونے والی اموات بھی شامل ہیں۔ ڈویژن و اضلاع کے اعتبار سے اموات کی تفصیل اس طرح ہے۔ ناشک ڈویژن ۴۱، اموات (ناشک ۱ ملگاؤں ۵، احمد نگر ۹، دھولے ۲۶) ناگپور ڈویژن ۱۰ اموات (چندرپور ۷، وردھا ۱، ناگپور ۲) اورنگ آباد ڈویژن میں ۷۳ (بیڑ ۳۰، ناندیڑ ۶، لاتور ۱۱، پربھنی ۵، عثمان آباد ۱۴، جالنہ ۶، اورنگ آباد ۱) پونے ڈویژن ۱۸ اموات (سولاپور ۹ اور پونے ۹)

اس طرح امسال موسم باراں کے آغاز سے ابھی تک ان علاقوں میں کل ۳۱۷ اموات واقع ہوئی ہیں۔

حکومت نے متاثرین کی باز آبادکاری کے لئے ایک معینہ مدتی پروگرام وضع کیا ہے۔ ریاستی حکومت نے مرکز سے ۴۰ کروڑ روپے کی مالی امداد کی درخواست کی ہے۔ حال ہی میں ایک مرکزی ٹیم نے ریاست کے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور ریاستی حکومت کے راحت و باز آبادکاری اقدامات پر اطمینان ظاہر کیا۔

دھولے کا حادثہ
وزیر اعلیٰ کا اظہار تعزیت

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے دھولے شہر میں مکان گرنے کے حالیہ حادثے میں ہوئے ۲۶ افراد کی المناک موت پر شدید غم کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے اپنے تعزیتی پیغام میں متوفیان کے سوگوار اہل خاندان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

اس المناک حادثے کی خبر موصول ہوتے ہی شری پاٹل نے فوری طور پر دھولے کے ڈسٹرکٹ کلکٹر شری بلدیو سنگھ سے فون پر رابطہ قائم کیا اور حادثے سے متعلق تفصیلات حاصل کیں۔ آپ نے شری بلدیو سنگھ کو متوفیان کے پس ماندگان اور زخمیوں کو ہر ممکن راحت فراہم کرنے کی ہدایت دی۔

زرعی ترقیات و تربیت پروگرام کے لئے پیڈ کی امداد

عثمان آباد ضلع کے مقام اپسنگا میں نریندر آریہ شکشن پرسارک منڈل کی جانب سے جاری کردہ زرعی ترقی اور تربیت پروگرام کے لئے پیوپلس ایکشن فار ڈیولپمنٹ (مہاراشٹر) (پیڈ) نے ۹۱۰۰۰ روپے کی مالی امداد منظور کی ہے۔

اس مالی امداد سے مذکورہ پروگرام کے تحت ایک کنویں کی کھدائی کی جائے گی اور دو کنوؤں کو گہرا کیا جائے گا نیز ۶۰۰ میٹر پائپ لائن ڈالی جائے گی اور تین بجلی کے پمپ لگائے جائیں گے۔ اس پروگرام کی تکمیل سے تقریباً ۸۰ ہیکٹر (۲۰۰ ایکڑ) اراضی زیر آب آئے گی اور اس طرح دیہی باشندوں اور کسانوں کو نہ صرف مناسب تربیت ملے گی بلکہ ان کی اچھی خاصی آمدنی بھی ہوگی۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۵ اکتوبر کو منترالیہ میں شری کرشنا راؤ جگتاپ، سکریٹری نریندر آریہ شکشن پرسارک منڈل

کو ۳۸,۰۰۰ روپے بطور منظور شدہ رقم کی دوسری قسط پیش کئے۔

تحت ۲۰۰ سے زیادہ پروجیکٹوں کے لئے تقریباً ۶۰ لاکھ روپے کی مالی امداد دی گئی ہے۔ ان پروجیکٹوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کی اسکیمات شامل ہیں۔

صنعت کاروں اور سرکاری ایجنسیوں کے مابین قریبی رابطہ کا قیام

صنعت کاروں اور ریاست میں صنعتوں کے فروغ میں مصروف مختلف سرکاری ایجنسیوں کے مابین قریبی رابطہ قائم کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے ہفتے کے ایک مقررہ دن صنعت کاروں کو پہلے سے وقت لئے بغیر اعلیٰ سرکاری افسران اور نائب وزیر اعلیٰ جو وزیر برائے صنعت بھی ہیں، کو ملنے کی سہولت فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

لہٰذا اس سلسلے میں درج ذیل انتظام کیا گیا ہے جو اس ماہ اکتوبر سے نافذ العمل ہے۔

سکریٹری (صنعت)، محکمہ صنعت کے اعلیٰ افسران اور محکمہ صنعت کے انتظامی اختیار کے تحت آنے والی کارپوریشنوں کے چیف ایگزیکیوٹیو ہر پیر کو دوپہر دو بجے سے شام ۵ بجے کے درمیان صنعت کاروں سے ملیں گے۔ اس دوران ملاقات کے لئے سرمایہ کاروں کو پہلے سے وقت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسی طرح نائب وزیر اعلیٰ ہر منگل کو دوپہر دو بجے سے شام ۵ بجے کے درمیان منترالیہ کے چھٹے منزلہ پر واقع اپنے دفتر میں صنعت کاروں سے ملیں گے۔ اس موقع پر آپ کے چیمبر میں اعلیٰ سرکاری افسران اور بمبئی میں واقع کارپوریشنوں کے چیف ایگزیکیوٹیو بھی موجود ہوں گے تاکہ صنعت کاروں کے مسائل کو متعلقہ افسران یا چیف ایگزیکیوٹیو سے گفتگو کے بعد فوری طور پر حل کیا جا سکے۔

تمام صنعت کاروں سے درخواست ہے کہ وہ اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور ریاست کی صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔

چھوٹا خاندان: خوشحال خاندان

ملک کی ترقی سے ہر شہری کو مستفیض ہونے کے مواقع فراہم کرنے نیز خود اپنے خاندان کی بہبود کی خاطر ہر صحت مند جوڑے کے لئے اپنے خاندان کو محدود رکھنا ضروری ہے۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان کی صحت کی خاطر خاندان کو چھوٹے رکھنے کی اہمیت سے آج تقریباً تمام جوڑے واقف ہیں۔

تھانے ضلع میں دھانو تعلقہ کے دیہات واگاؤں اوپل کی شریمتی پاروتی لکشمن راؤتے نے اس سلسلے میں اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ چار بچوں کے خاندان کی کفالت کے لئے ان کے شوہر کو کڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے خاندان کو محدود رکھنے کے لئے نسبندی کرانے کا فیصلہ کیا۔ نسبندی کرانے کے بعد انہیں کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آئی۔ خاندانی منصوبہ بندی کی افادیت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے دیہات کی دو عورتوں کو بھی اس آپریشن کی ترغیب دی۔

خاندان کی بہبود کے لئے خاندانی منصوبہ بندی ناگزیر ہے۔

بمبئی عظمیٰ کے اسکولوں میں تشخیص جذام مہم

ڈاکٹر (شریمتی) ملیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے ۲ اکتوبر کو بمبئی میں بتایا کہ جلد ہی بمبئی عظمیٰ کے اسکولوں میں جذام کی تشخیص کی مہم جاری کی جائے گی کیونکہ بچوں کو یہ مرض لاحق ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

موصوفہ نیشنل کنڑا ایجوکیشن سوسائٹی کے وڈالا میں واقع ہائی اسکول میں "سرویشوریہ ڈے" کے موقع پر منعقدہ تقریب میں بطور مہمان خصوصی حاضرین سے خطاب کر رہی تھیں۔ آپ نے طلبہ کو اچھی عادتیں اختیار کرنے اور صاف ستھرا رہنے کی تلقین کی تاکہ صحت مند سماج تشکیل دیا جا سکے۔ آنجہانی سر ایم وشویشوریہ کی سائنس اور انجینئرنگ کے میدان میں عالمی شہرت یافتہ قابلیتوں کی ستائش کرتے ہوئے ڈاکٹر راؤ نے طلباء سے اپیل کی کہ وہ آنجہانی کی خود اعتمادی لگن اور عوام کی خدمت جیسی خوبیاں اختیار کریں۔ مذکورہ سوسائٹی کے صدر شری آر۔ وی۔ مورتی اور سوسائٹی کے عہدہ دار آر۔ ڈی۔ بھٹ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

ٹی۔بی سیلس مہم کا افتتاح

شری سدھاکر نائیک وزیر تعلیم نے یکم اکتوبر کو بمبئی میں مہاراشٹرا اسٹیٹ اینٹی ٹی۔بی ایسوسی ایشن کی ۳۴ ویں "ٹی۔بی سیلس مہم" کا افتتاح کرتے ہوئے انسداد ٹی بی [illegible] ایسوسی ایشن کی خدمات کی ستائش کی۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے اس تقریب کی صدارت کی۔

وزیر تعلیم نے فلاحی پروگراموں کے نفاذ کے لئے حکومت پر انحصار کرنے کے عوامی رجحان کے خلاف انسداد دق کے لئے مذکورہ ایسوسی ایشن کی رضاکارانہ پیش قدمی کو قابل تقلید اقدام قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس مہلک مرض کے انسداد کے لئے مزید رضاکار اداروں کو کوشش کرنی چاہیئے۔

شری نائیک نے دیہی علاقوں میں بھی ایسے اقدام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہاں پنچایت سمیتیوں اور ضلع پریشدوں کا تعاون بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

تامل ناڈو، کیرالا اور دیگر ریاستوں کے مقابلے میں مہاراشٹر میں ٹی۔بی سیلس کی فروخت سے ہوئی کم آمدنی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اسکول ٹیچروں اور طلباء کے تعاون سے مزید رقم جمع کی جا سکتی ہے۔ وزیر موصوف نے اس ضمن میں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کی۔

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ ہمارے ملک میں ٹی۔بی کی وجہ سے کئی اموات واقع ہوتی ہیں۔ اس مرض کے انسداد کے لئے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ علم صحت کی تعلیم اور مناسب علاج سے اس مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ بمبئی ضلع کی دھاراوی سلم بستی میں جاری کی گئی انسداد جذام مہم کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ انسداد دق کے لئے بھی اس نوعیت کی مہم جاری کی جا سکتی ہے۔ ایسوسی ایشن کے اعزازی تکنیکی منسٹر ڈاکٹر ایم۔ڈی دیشمکھ نے بتایا کہ ۱۹۶۹ء سے ابھی تک ٹی۔بی کی تشخیص کے ۰۰ ے کیمپ لگائے گئے۔

بمبئی ضلع کی میونسپل کارپوریشن کے ڈاکٹر اے۔پی راؤ نے بتایا کہ ۱۳۷۶ میونسپل اسکولوں کے تقریباً ۸ لاکھ طلبہ ٹی۔بی سیلس فروخت کریں گے

ایسوسی ایشن کے سکریٹری ڈاکٹر کے۔سی مونشی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ ڈاکٹر این۔سی پوری نے شکریہ ادا کیا۔

معذوروں کو سائیکل رکشا کی فراہمی

شری سوشیل کمار شندے وزیر برائے مالیات نے حال ہی میں جلگاؤں میں منعقدہ ایک تقریب میں صراف ایسوسی ایشن کی جانب سے ۲۵ معذور افراد کو سائیکل رکشا دیئے۔ اس سے قبل یہ معذور افراد بیساکھیوں کے سہارے چلتے تھے۔

وزیر موصوف نے صراف ایسوسی ایشن کے اس قابل تقلید اقدام کی ستائش کی اور امید ظاہر کی کہ سائیکل رکشا کی فراہمی ان معذور افراد کو خود کفیل بنانے میں معاون ثابت ہوگی۔

شری شندے نے سناروں کو درپیش دشواریوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے بجٹ میں سونا، چاندی اور ان کے زیورات پر عائد ٹیکس میں تخفیف کی گئی ہے۔

معذور افراد کی امداد کی وزیر موصوف کی اپیل کے جواب میں اس تقریب میں موجود ایسوسی ایشن کے ۳۱ اراکین نے فی کس ایک سائیکل رکشا فراہم کرنے کا اعلان کیا — ایک سائیکل رکشا کی قیمت ۵۰۰ روپے ہے۔

شری ایشور لال جین اور شری سریش جین اراکین مجلس قانون ساز اور عہدہ داران صراف ایسوسی ایشن بھی اس موقع پر موجود تھے

پنڈھرپور میں محکمہ اطلاعات و رابطہ عامہ دفتر کا افتتاح

شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور اطلاعات و رابطہ عامہ نے ۲۲ ستمبر کو پنڈھرپور میں ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ کے سب آفس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ ریاستی حکومت صحافیوں کے ایکریڈیشن کو مزید وسعت دینے اور ایس۔ٹی سفر میں انہیں رعایت دینے کے طریقہ کار کو مزید آسان بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔

شری دیے سنگھ موہتے پاٹل وزیر مملکت برائے آبپاشی نے اس تقریب کی صدارت کی۔

شری دیشمکھ نے مزید فرمایا کہ محکمہ اطلاعات، عوام اور حکومت کے مابین رابطہ قائم کرنے اور عوام کو سرکاری اقدامات و فیصلوں سے روشناس کرانے کا اہم کام انجام دے رہا ہے۔

آپ نے ریاستی بجٹ میں محکمۂ اطلاعات کے لئے مختص ۷۵ لاکھ روپے کی رقم کو ناکافی بتاتے ہوئے کہا کہ چاندا کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اس محکمے کے لئے ریاستی بجٹ کی کم از کم ایک فی صد رقم مختص کی جانی چاہیئے۔

شری وجے سنگھ موہتے پاٹل وزیر مملکت برائے آبپاشی نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ ریاست کے ثقافتی مرکز پنڈھرپور میں اپنا دفتر کھول کر محکمۂ اطلاعات نے ایک ضرورت کی تکمیل کی ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ یہ نیا دفتر قرب و جوار کے عوام کو حکومت کے ترقیاتی اقدامات سے روشناس کراتا رہے گا۔

شری موہن۔ آر۔ پاٹل ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے محکمۂ اطلاعات کو درپیش دشواریوں کا ذکر کیا۔ آپ نے ریاست آندھرا پردیش کی مثال دی جہاں تعلقہ سطح پر تشہیر کی جاتی ہے۔ شری پاٹل نے کہا کہ اگر مہاراشٹر میں اس طریقہ کو اختیار کیا جاتا ہے تو محکمۂ اطلاعات و رابطہ عامہ کے لئے مختص حالیہ رقم ناکافی ثابت ہوگی۔

شری پانڈورنگ راؤ ڈنکرے ایم ایل اے اور شری اے۔ بی۔ سانے چیرمین ضلع پترکار سنگھ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

شری گوکل سنگھ راجپوت ریجنل ڈپٹی ڈائرکٹر آف انفارمیشن نے موصولہ پیغامات پڑھ کر سنائے اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

ناگپور میں تلک پترکار بھون کی تعمیر
وزیر اعلیٰ کی جانب سے ۱۵،۰۰۰ روپے کا عطیہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ناگپور یونین آف ورکنگ جرنلسٹس کی جانب سے تعمیر کئے جانے والے تلک پترکار بھون کے لئے ۶ ستمبر کو ناگپور میں ۱۵،۰۰۰ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا۔

۲۵ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کی جانے والی اس چار منزلہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے آپ نے امید ظاہر کی کہ یہ عمارت بہت جلد مکمل ہو جائے گی۔

شری مدھوکر گھمنکر وزیر مملکت برائے مالیات نے اس تقریب کی صدارت کی۔

آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ زیر تعمیر پترکار بھون میں ورکنگ جرنلسٹس کو سہولتوں کی فراہمی کے علاوہ نئے صحافیوں کی تربیت کا بھی انتظام کیا جانا چاہیئے۔ آپ نے رضاکار اداروں اور عوام سے اپیل کی کہ اس بھون کی تعمیر کے لئے فراخدلی سے عطیات دیں۔

شری گھمنکر نے کہا کہ صحافیوں کو درپیش مسائل سماج اور حکومت کو مل جل کر حل کرنے چاہئیں کیوں کہ انہوں نے اس پیشے کو بطور مشن اختیار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت ہمیشہ ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

پترکار بھون کی تعمیر کے لئے اس موقع پر اعلان کردہ عطیات کی تفصیل اس طرح ہے —

شری جواہرلال درڈا روزنامہ 'لوک مت' کی جانب سے ۱۱،۰۰۰ روپے، شری بنواری لال پروہت "ہت واد" کی جانب سے ۱۱،۰۰۰ روپے، شری دتا میگھے رہنما حزب مخالف اسٹیٹ لیجسلیٹو کونسل کی جانب سے ۵،۰۰۰ روپے، "ترون بھارت" کے سابق منیجنگ ڈائرکٹر آنجہانی شری لفانڈیکر کی یاد میں ۱۱،۰۰۱ روپے۔

ناگپور ورکنگ جرنلسٹس یونین کی جانب سے وزیر اعلیٰ کو سیلاب راحت فنڈ کے لئے بطور عطیہ ۵۰۱ روپے کا چیک دیا گیا۔

شری دتا کا وشور صدر جرنلسٹس یونین نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

اردو ہائی اسکول کے مدرس کی عزت افزائی

نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان کے مدرس شری حاجی نثار احمد تانکی کی تھانے ضلع پریشد کی جانب سے ۵ ستمبر کو عزت افزائی کی گئی اور ان کی اکیس سالہ تدریسی خدمات کے اعتراف میں انہیں 'ایوارڈ' دیا گیا۔ شری تانکی ایک محنتی اور فرض شناس مدرس ہیں۔ تعلیم و تدریس کے ساتھ ہی وہ طلبہ کو نظم و نسق کا پابند بنانے کی بھی کوشش کرتے تھے۔ اپنی محنت، لگن اور حسن سلوک کی وجہ سے شری تانکی طلبہ میں بے حد مقبول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے طلبہ کی مدد سے معذوروں کے لئے تیرہ ہزار روپے کی رقم جمع کی — شری تانکی تھانے کی اردو اسکولوں کے وہ واحد مدرس ہیں جنہیں اس ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ کی ۲۵ ستمبر کو بمبئی آمد پر مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف، وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور چیف سکریٹری شری رام پردھان نے سانتا کروز ہوائی اڈے پر آپ کا پُر جوش استقبال کیا۔

خبریں - تصویروں میں

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ حالیہ دورہ بمبئی کے دوران ۲۹ ستمبر کو نہرو پلینٹوریم تشریف لے گئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں صدر ہند کے بائیں جانب شریمتی بلقیس لطیف اور دائیں جانب مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف اور وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔ تصویر کے دائیں حصے میں پلینٹوریم میں رکھی ہوئی ایک مشین دیکھی جا سکتی ہے۔

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ
۲۶ ستمبر کو پنڈھرپور ... مندر
تشریف لے گئے۔ زیر نظر تصویر میں آپ
مندر میں شری ... کی مورتی پوجا
کر رہے ہیں۔

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ نے ۲۷ ستمبر
کو انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے
سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد میں شرکت
کی۔ آپ انسٹی ٹیوٹ کے سالانہ امتحان
کے کامیاب طلبہ کی میرٹ لسٹ میں
درجہ اول پر آنے والے طالب علم کو
میڈل دے رہے ہیں۔

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ نے
۲۷ ستمبر کو بھابھا ایٹامک ریسرچ
سنٹر کے ۱۰۰ ایم۔ ڈبلیو ری ایکٹر آر-۵
کو 'دھرو' نام سے موسوم کیا۔ یہ تصویر
اسی موقع کی ہے۔

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ایچ لطیف ریاست میں اچھی فصل اگانے والے کسانوں کو ۲ر اکتوبر کو اورنگ آباد میں شیتی نشٹھا ایوارڈ دے رہے ہیں۔ تصویر میں شریمتی بلقیس لطیف بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

شری وی۔پی سنگھ مرکزی وزیر تجارت ۲۶ ستمبر کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری سدھاکر راؤ نائک سے ممبئی کی بندرگاہوں کے مسائل پر تبادلۂ خیالات کر رہے ہیں۔ نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، اور چیف سکریٹری شری رام پردھان بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

ALL INDIA CANARA BANK SC/ST EMPLOY...
... CIRCLE REGIONAL CO...
ALL INDIA CANARA BANK
SC/ST EMPLOYEES ASSN

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے گذشتہ دنوں ممبئی میں آل انڈیا کنیرا بینک شیڈولڈ کاسٹ اینڈ شیڈولڈ ٹرائب ایمپلائز ایسوسی ایشن کی ممبئی سرکل کی ریجنل کانفرنس کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب فرمایا۔

رومانیہ کی نائب وزیر برائے بیرونی تجارت
دمادامسز پی پریونیا نے ۲ راکتوبر کو منترالیہ
میں نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدک
سے ملاقات کی۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲ اکتوبر
کو لائنس کلب آف بمبئی کی جانب سے
منعقدہ [illegible] طبی کیمپ کا افتتاح [illegible]
کیا۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے
۲ راکتوبر کو ہندوستان چیمبر آف کامرس
کی ۵۷ ویں سالگرہ کے موقع پر منعقدہ
تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

امسال "گنپتی" کے تہوار کے موقع پر مذہبی تقدس کے پس منظر میں عوام کو ترکِ شراب نوشی کا اخلاقی درس دینے کے لئے متعدد جھانکیاں پیش کی گئیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

मद्याची सोडली संगत
संसाराची झाली बरकत
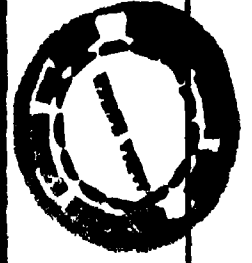
व्यसनमुक्त जीवन-सुखी संसाराची गुरुकिल्ली
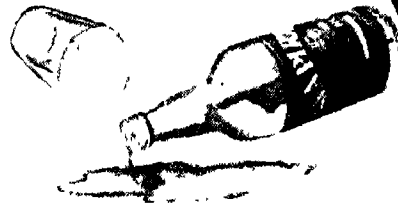
दारुबंदी शिक्षण संचालनालय,
महाराष्ट्र राज्य, मुंबई-२३ यांचेतर्फे प्रकाशित

شائع کردہ: شری موہن رانی، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

قومی راج
۲۵ اکتوبر ۸۳
25/10/83
ضمانتِ روزگار اسکیم خصوصی
" ضمانتِ روزگار اسکیم کا آغاز مہاراشٹر سے ہوا اور یہیں سے اس اسکیم کو ترقی حاصل ہوئی۔ اب ہم اس اسکیم کو پورے ملک میں نافذ کر رہے ہیں۔ "
—— وزیر اعظم اندرا گاندھی
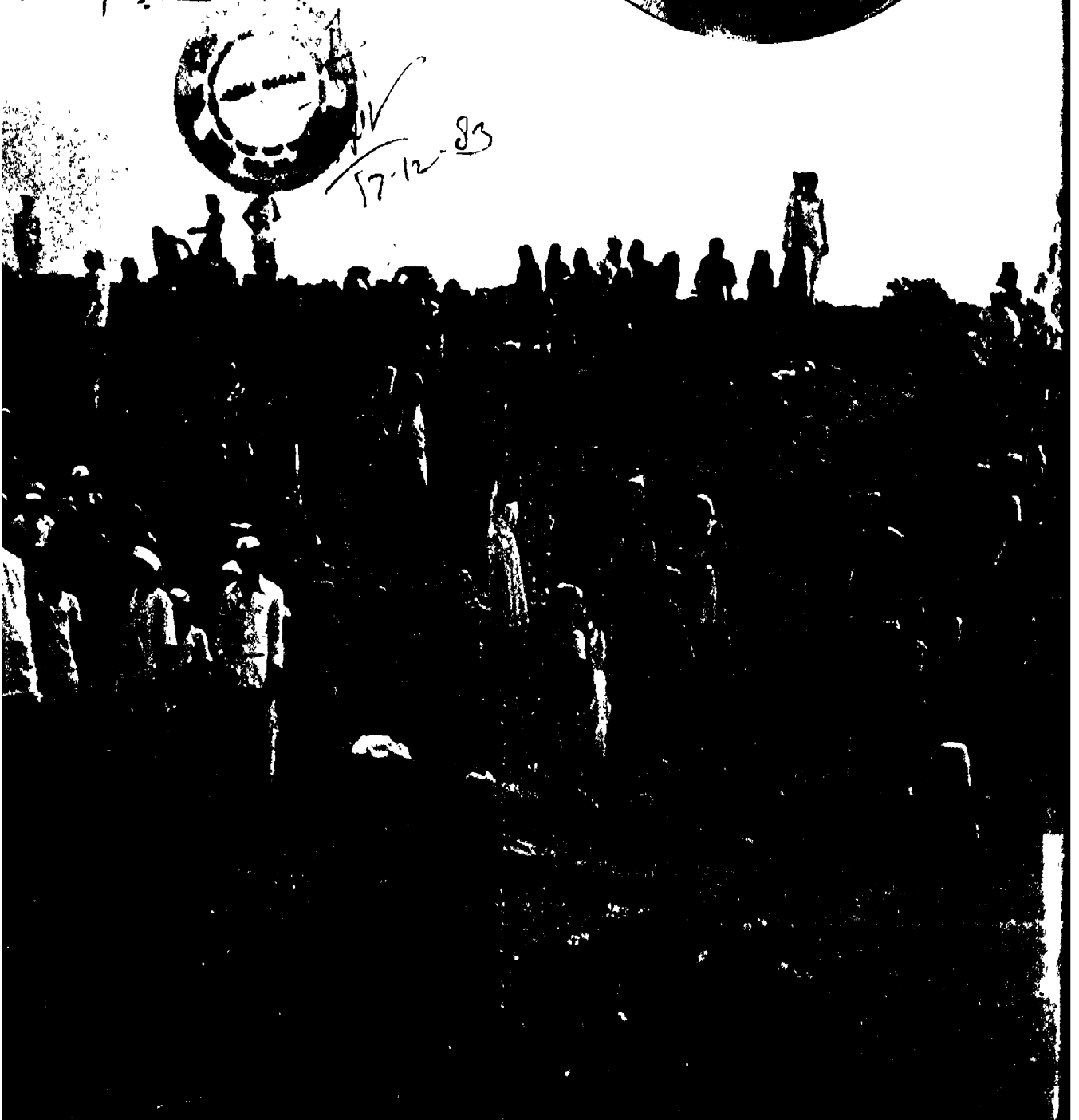
یومِ آزادی پر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا لال قلعہ سے پیغام
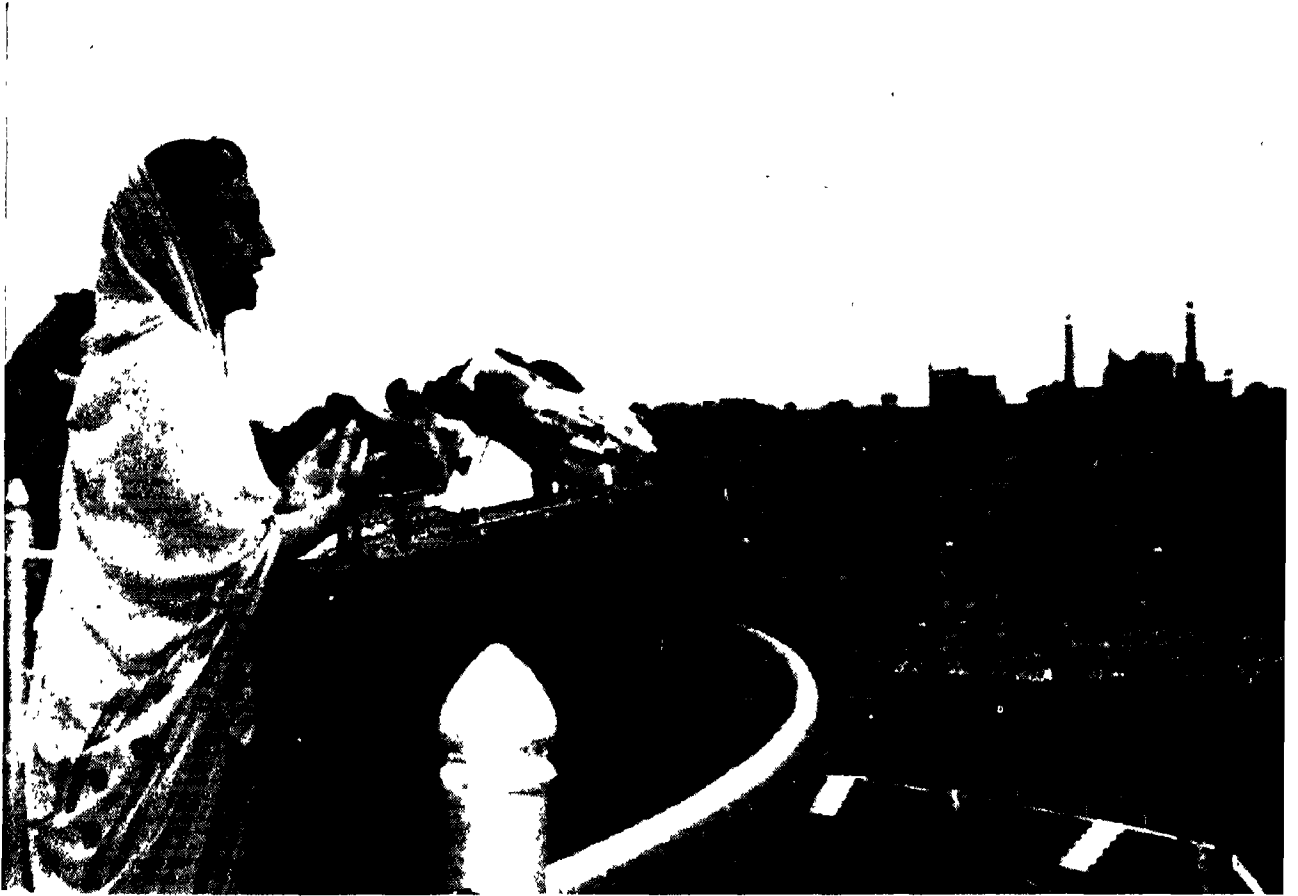
" فی زمانہ دنیا اقتصادی بحران سے دو چار ہے۔ ہر سمت چیلنجوں کا دور دورہ ہے۔ بے روزگاری عام ہو چکی ہے۔ یہاں میں آپ کو گوش گذار
چاہتی ہوں کہ ہمارا ملک بھی اسی بے روزگاری کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور ہم پوری توجہ
ں مسئلے سے نپٹنے کے لئے غور و خوض کر رہے ہیں۔ ہم نے حال ہی میں دو عظیم قومی اسکیموں کو عمل آوری کے لئے چن لیا ہے۔
اسکیم دیہاتوں کے مفلوک الحال بے زمین لوگوں کے لئے ہے جو بے روزگاری کے مسئلہ سے پریشان ہیں۔ ہم چاہتے ہیں
ر دیہی خاندان کے کم از کم ایک شخص کو کام مہیا کیا جائے۔ یہ پروگرام بہت جلد روبہ عمل لایا جائے گا اور اس مقصد کے لئے ایک
رقم مختص کر دی گئی ہے۔ اس اسکیم کا آغاز مہاراشٹر سے ہوا ہے اور یہیں سے اس اسکیم کو ترقی حاصل ہوئی۔ اب
اس اسکیم کو پورے ملک میں نافذ کر رہے ہیں۔ لیکن میں اس بات کی یاد دہانی کرانا چاہتی ہوں کہ ہم فوری طور پر ہر
کو اس اسکیم سے فیضیاب نہیں کر سکتے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم ابتداءً تین لاکھ افراد کو ہی وسیلۂ روزگار فراہم کر سکیں گے اور جوں ہی ہم
لہ سے ہمکنار ہوں گے دوسرے افراد کو بھی اپنی کوششوں کا جزو بنا سکیں گے

پیش لفظ

امسال یوم آزادی کے موقع پر تاریخی لال قلعہ کی بلند فصیلوں سے قوم سے خطاب کرتے ہوئے ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے مہاراشٹر کی ضمانتِ روزگار اسکیم کا خاص طور پر ذکر فرمایا اور دو عظیم قومی پروگراموں کے شروع کئے جانے کا اعلان کیا۔ اُن میں سے پہلے پروگرام کے پیش نظر اس مقصد کا حصول ہے کہ ہر دیہی خاندان کے کم از کم ایک شخص کو کام مہیا کیا جائے۔

اِسے وزیر اعظم کی پسندیدگی کا فیضان کہیئے جس نے قومی راج کا "ای۔ جی۔ ایس نمبر" نکالنے کی تحریک کی، کیوں نہ ہو جبکہ یہ اسکیم کام کرنے کے خواہشمند ہر جسمانی صلاحیت رکھنے والے دیہی شخص کو کام مہیا کرنے کی ضامن ہے اور ساتھ ہی انسان کی قدر میں اضافہ بھی کرتی ہے۔ حکومت مہاراشٹر اس نمبر کی اشاعت کے ذریعے اس اسکیم کے اُس پس منظر کی وضاحت کرنا اور ان کامرانیوں پر روشنی ڈالنا چاہتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ دیہی علاقوں میں غریبی اور بے روزگاری کو کم کیا جائے۔ گذشتہ گیارہ برس میں یہ اسکیم مقدار اور گہرائی میں کافی وسعت اختیار کر چکی ہے اور میری حکومت اور میں دونوں ان نقائص سے بخوبی واقف ہیں جو اس میں عملدرآمد کے دوران راہ پا چکے ہیں۔ حکومت ثابت قدمی کے ساتھ ان نقائص کو دور کرنے پر کوشاں ہے۔ اس اسکیم کے متعلق لوگوں کو خاطر خواہ آگاہی دینا ان کوششوں کا ایک جزو ہے اور اس خاص نمبر کے ذریعے امید ہے کہ اس مقصد کی تکمیل ممکن ہو گی۔

حکومت مہاراشٹر کی پالیسی کے بنیادی اصول ہی یہ ہیں کہ ہر شخص کو حقدار کے طور پر انصاف، برابری اور سلامتی کی ضمانت ملے اور مجموعی طور پر اسے شادمانی اور باعزت زندگی کا یقین ہو۔ قدرتی طور پر ریاست کے پورے سماجی اور اقتصادی پروگرام کا مرکزی نقطہ ہمیشہ کمزور طبقہ کی بہبودی رہا ہے۔ اسی مناسبت سے ریاستی حکومت نے ای جی ایس کا گیارہ سال قبل ۱۹۷۲ء میں آغاز کیا تھا جو اتنے عرصے میں ترقی کی قابل قدر اور قابل داد منزلیں طے کر چکی ہے اور لاکھوں دیہی خاندانوں کو برسر روزگار میں عزت کا مقام عطا کر چکی ہے اور سب سے بڑھ کر اس احساس کو جگا رہی ہے کہ دیہاتوں کے نشاۃ ثانیہ یا نئی زندگی کے پروگرام میں وہ ایک سرگرم حصہ دار ہیں۔

ای۔ جی۔ ایس اتنی مدت میں بلحاظ کمیت و کیفیت بہت وسعت اختیار کر چکی ہے اور دیہی طبقے کے لئے پائیدار ملکیت کی تعمیر کے ذریعے نفع بخش ہونے کا ثبوت دے چکی ہے۔ اب ریاست کی سالانہ منصوبہ بندی میں یہ اسکیم دس فیصد سے زیادہ کے حساب پر حاوی ہے اور آج ۱۵ لاکھ جیسی زبردست تعداد میں مزدوروں کے لئے روزگار کا وسیلہ ہے۔ اس لحاظ سے یہ اسکیم غریبوں کی بھلائی کے لئے عوامی پالیسی کا ایک نہایت ممتاز ذریعہ بن چکی ہے۔

قدرتی طور پر ہم اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ سماج میں کمزور اور غریب طبقہ کی حالت کو بہتر بنانے کے سلسلے میں ہماری پرخلوص اور صداقت بھری کوششیں ہماری محترم وزیر اعظم کی قدر شناسی حاصل کر سکیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت اس قدر شناسی سے حوصلہ حاصل کر کے سوشلسٹ سماج کے متعینہ مقصد کے حصول کے لئے اور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ قدم بڑھائے گی جس کے لئے میں خوش دلی کے ساتھ لوگوں کے عملی تعاون کا طلب گار رہوں۔

مجھے امید ہے کہ خیالات کو ابھارنے والے اور معلومات سے بھرے جو مضامین اس نمبر میں شائع ہوئے ہیں وہ پڑھنے والوں کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کریں گے جس کی بدولت کمزور طبقے کی خدمت و بہبودی کیلئے بہترین پیشکش سے نوازنے میں انہیں خوشی ہو گی۔

وسنت راؤ پاٹل
وزیر اعلیٰ مہاراشٹر

قومی راج

ضمانتِ روزگار اسکیم، خصوصی نمبر

— ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے —

سالانہ: دس روپے ؛ فی کاپی: پچاس پیسے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے۔ ایس)

جلد: ۱۰ ۔۔۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء ۔۔۔ شمارہ: ۲۰

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر:- موہن پاٹل

ایڈیٹر:- ریاض احمد خاں

ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، ممبئی ۳۲۔۔۔

ایس۔ بی۔ چوان
مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی

۲۰۔ نکاتی پروگرام۔ عوامی تحریک کا ایک تعمیری روپ

ابتدائی ۲۰۔ نکاتی اقتصادی پروگرام کا اعلان ہماری ہر دلعزیز وزیراعظم نے قوم سے خطاب کے دوران جولائی ۱۹۷۵ء میں کیا تھا۔ اس میں سماجی انصاف کو اور بلند کرنے کا مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ پیداوار کی رفتار کو تیز تر کرنے پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت بتلائی گئی تھی اور اس لحاظ سے بعض ایسے علاقوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن کو اس باب میں اولیت دی جانی ضروری تھی۔ اس میں وسیع محاذ پر مثبت عمل کا مطالبہ تھا اور ا سے مجوزہ پلان پر ایک اضافی حیثیت دے کر بعض پروگراموں پر خاص زور دیا گیا تھا اور ان پر توجہ دینے کی ضرورت اشد بتلائی گئی تھی۔
۱۹۷۵/۷۶ء اور ۷۷۔۱۹۷۶ء اس لحاظ سے نمایاں ترقی والے سال تھے کہ ان میں ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر عملاً زیادہ دلچسپی لی گئی تھی تاہم ۱۹۷۷ء میں حکومت میں تبدیلی آنے پر مذکورہ پروگرام پر عمل درآمد موقوف ہوگیا۔ البتہ پروگرام کے بعض نکات جو پنجسالہ پلان میں شامل تھے، ان پر حسب معمول عمل ہوتا رہا۔ موجودہ حکومت نے جنوری ۱۹۸۰ء میں برسراقتدار آنے کے بعد ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر دوبارہ زور دیا اور اس پر عمل کئے جانے کی شدید ضرورت بتلائی۔ اس کا عکس سالانہ پلان میں تشکیل شدہ پالیسیوں اور پروگراموں پر بھی پڑا۔ چنانچہ یہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام چھٹے پنجسالہ پلان برائے ۸۵۔۱۹۸۰ء کی ترکیب و ترتیب میں بھی خاص رہنمایانہ نکتہ رہا ہے۔

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے بعض نکات پر عمل درآمد کیا بھی جا چکا ہے۔ بیگار مزدوری کی منسوخی کا قانون ۱۹۷۶ء میں پاس کیا گیا۔ مزید برآں بیگار سے نجات پائے ہوئے لوگوں کی ازسرنو آبادکاری کا پروگرام شروع کیا گیا۔ اسمگلروں کی جائیدادیں ضبط کرنے کا خاص قانون پاس ہوا۔ انکم ٹیکس سے چھوٹ کی حد ۷۷۔۱۹۷۶ء میں ۸,۰۰۰ روپے تک بڑھادی گئی۔ اس سے چھوٹ کی حد مزید بڑھا کر اب ۱۵,۰۰۰ روپے پر لائی جا چکی ہے۔ راستوں پر ٹرانسپورٹ کے لئے قومی پرمٹ کی اسکیم پر عمل درآمد تمام ریاستوں پر لاگو

کیا جا چکا ہے لیکن سکیم پر اسے ابھی عاید نہیں کیا گیا ہے کیونکہ وہاں تا حال موٹر وہیکلز ایکٹ کا نفاذ نہیں ہوا ہے ۔ پانچ ملین ہیکٹر اراضی کے لئے زائد آبپاشی کا نشانہ پورا ہو چکا ہے ۔ زمینی پانی کے استعمال کے لئے ایک قومی پروگرام کی ابتدا کی جا چکی ہے ۔ برقی قوت کے پروگرام کو تیز تر کر دیا گیا ہے اور مرکزی کنٹرول کے تحت اعلیٰ تھرمل پاور اسٹیشنوں کا قیام عمل میں آرہا ہے ۔ اس کے علاوہ چھٹے پنجسالہ پلان کی ترکیب و ترتیب کے دوران ، آبپاشی کی سہولتوں اور برقی تولید کا بنیادی مقصد پیش نظر رکھا گیا ہے ۔ باقیماندہ نکات پر عمل درآمد میں بھی کافی پیش رفت کی جا چکی ہے ۔

۲۰ نکاتی پروگرام کا اقتصادی اور سماجی زندگی سے گہرا تعلق رہا ہے ۔ اس نے لوگوں کے دلوں میں نئی امنگیں جگائیں اور اقتصادیات کو حرکت میں لانے کا نیا احساس عطا کیا ہے ۔ چونکہ اس پروگرام کا اعلان چھ برس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے ہوا تھا ۔ اس لئے ان ترقیوں پر جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں ۔ ان کی روشنی میں ان پر نظر ثانی کرنا ضروری خیال کیا گیا ۔ سماجی بہبودی کے نکات نے بعض امور کا احاطہ کیا تھا ۔ انہیں چھٹے پنجسالہ پلان میں شامل کردہ پروگراموں اور پالیسیوں کو پیش نظر رکھ کر وسعت دینا ضروری ٹھہرا ۔

سماجی اور اقتصادی پروگراموں پر خاص توجہ

نظر ثانی کردہ ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کا اعلان ہماری محترم وزیراعظم نے ۱۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کو فرمایا تھا ۔ اس میں بعض نہایت اہم سماجی اور اقتصادی پروگراموں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے کیونکہ وہ چھٹے پنجسالہ پلان میں بھی شامل ہیں اور انہیں بہتر انداز میں زیادہ حرکت میں لانا ضروری ہے جہاں نظر ثانی کردہ پروگرام پر زیادہ زور اسی امر پر دیا گیا ہے کہ آبادی کے کم نصیب حصوں کو رہن سہن کے بہتر حالات مہیا کئے جائیں وہیں اس کا مطمع نظر یہ بھی ہے کہ پیداوار میں ہمہ جہتی ترقی ہو ۔

نظر ثانی کردہ ۲۰ نکاتی پروگرام چھٹے پنجسالہ پروگرام کا ایک جزو ہے اور قومی ترقی کی کوششوں کے بعض زیادہ ترجیح دئے جانے والے علاقوں پر خاص توجہ دیتا ہے ۔ نظر ثانی کردہ پروگرام کے نشانے زیادہ حد تک چھٹے پنجسالہ پلان کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں ۔ اس پروگرام پر ، بلکہ خود چھٹے پنجسالہ پلان پر بھی کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کا انحصار نہایت فیصلہ کن انداز میں ہماری اس قابلیت پر ہوگا جسے ہم تجویز کردہ سرمایہ کاری کے پہلو بہ پہلو مالی وسائل کو کارآمد بنانے کے لئے اختیار کریں ۔

نظر ثانی کردہ ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام نے خاص زور ان پروگراموں پر دیا ہے جو قوم کے کم نصیب حصوں اور زیادہ غریب طبقوں کی اقتصادی اور سماجی حالات کو سدھارنے کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ دیہی ترقی اور قومی پیمانے پر دیہی روزگار کے پروگرام کے دائرے کی مضبوطی اور توسیع ، زرعی اراضی کی حد بندی اور زائد اراضی کی تقسیم نیز دستکاریوں ، ہینڈلومز چھوٹی اور دیہی صنعتوں وغیرہ کی نشوونما ان تمام کا مقصد روزگار کے مواقع میں اضافہ کرنا ، دیہات میں غریبوں کے مالی وسائل کی بنیادیں مضبوط بنانا اور ان کی آمدنی بڑھانا ہے ۔ کھیت مزدوروں کی کم سے کم تنخواہوں پر نظر ثانی کرنا اور انہیں موثر طور پر لاگو کرنا بھی غریبوں کی آمدنیوں میں اضافہ کرنے کا باعث ہوگا ۔ مزید برآں اس بات کی بھی تجویز ہے کہ ترقیاتی پروگراموں کی رفتار میں تیزی لائی جائے اور اس میں خاص توجہ درج فہرست جاتیوں اور قبیلوں اور بیگار مزدوروں کی بہبودی اور بھلائی پر ہو ۔ بنیادی راحتوں اور سہولتوں کی فراہمی کو خاص طور سے زیادہ کمزور طبقوں کے سلسلے میں وسعت دینے کی غرض سے یہ بات تجویز کی جاتی ہے کہ پینے کا پانی ان تمام دیہاتوں کو مہیا کیا جائے جو اس باب میں ایک مسئلہ بنے ہوئے ہیں ۔ دیہی خاندانوں کو مکان کے لئے زمینیں مہیا کی جائیں اور تعمیرات کے لئے امداد کے مستحقوں میں انہیں بھی شمار کیا جائے ۔ گندی بستیوں کے ماحول میں بہتری لائی جائے اور مالی حیثیت سے کمزور طبقوں کے لئے تعمیر مکان کے پروگراموں کی تکمیل کی جائے ۔ ابتدائی حفظان صحت کی عاملی سہولتوں کو بڑھایا جائے اور جذام ، دق وسل اور اندھے پن کو کنٹرول کیا جائے ، ابتدائی تعلیم کو عام کیا جائے ، جہالت کو دور کرنے والے پروگرام کو پورا کیا جائے ۔ تمام دیہاتوں میں الیکٹریسٹی پہنچائی جائے اور عورتوں اور بچوں کی بھلائی کے پروگراموں کی رفتار کو زیادہ تیز کیا جائے ۔

ساتھ ہی ساتھ، نظرثانی کردہ پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ پیداوار اور پیداواری طور طریقوں میں اقتصاد اور خرچ میں کمی کو بڑھاوا دیا جائے۔ زراعتی پیداوار میں اضافہ کے لئے آبپاشی کی زبردست اہمیت کے پیش نظر ۲۰۔نکاتی پروگرام میں آبپاشی کی امکانیات کو بڑھانے پر زور دیا گیا ہے نیز اس میں خشک زمین میں کھیتی کی ترقی کے لئے ٹیکنالوجی اور اس میں ڈالی جانے والی چیزوں کی ترقی اور پھیلاؤ کی ضرورت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ تیل والے بیجوں اور پھلیوں کی پیداوار میں اضافہ کی بالخصوص کوشش کی جائے گی تاکہ ان چیزوں میں طلب ورسد کے عدم توازن پر قابو پایا جا سکے۔ چونکہ برقی قوت کی دستیابی زراعتی اور صنعتی پیداوار میں اضافہ کے لئے ایک اہم استعمالی شے ہے۔ اس لئے پروگرام مذکورہ تولید توانائی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لئے خاص نظر سے غور کئے جانے کا متقاضی ہے۔ ساتھ ہی، یہ پروگرام بایوگیس اور توانائی کے دوسرے وسائل کو ترقی دینے کی ضرورت پر متوجہ کرتا ہے۔ جنگل بانی اور سماجی فارم کے روپ میں جنگل بانی پر پورے جوش وخروش سے عمل کیا جائے گا۔ پیداوار اور سرمایہ کاری کو ابھارنے کے لئے صنعتی اصولوں میں رعایت برتی جاتی ہے اور صنعتی پالیسیوں کو جدید انداز دیا جائے گا۔ عوامی مہمات کو عملاً بہتر بنانے پر خاص زور دیا گیا ہے اور اس کے لئے یہ صورت بتلائی گئی ہے کہ خوبی، صلاحیت کا بہترین استعمال اور اندرونی وسائل کی تولید ونشو ونما میں اضافہ کیا جائے۔

اس خیال سے کہ مذکورہ بالا امور کے لئے لازمی اشیاء کی واجبی قیمت پر دستیابی میں آسانی ہو، پروگرام کی تلقین ہے کہ عوام میں چیزوں کی تقسیم کا طریقہ وسیع کیا جائے اور اس کے لئے زیادہ تعداد میں "فیئر پرائس شاپس" قائم کئے جائیں جس میں لاریوں وغیرہ پر متحرک دکانیں دور افتادہ مقامات کے لئے ہوں اور ہوسٹل، صنعتی مزدوروں اور طلبہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے درسی کتابیں اور کاپیاں اولیت کی بنیاد پر طالب علموں کے لئے مہیا کی جائیں۔ اس کے علاوہ کوشش کی جائے گی کہ صارفین کے مفاد کے تحفظ کے لئے ایک تحریک کو بڑھاوا دیا جائے، اسمگلروں، ذخیرہ اندوزوں، ٹیکس چوروں وغیرہ کے خلاف زبردست کارروائی کرنا تاکہ کالی رقم کی پیداوار روکی جا سکے۔ زمینوں کی قیمت میں بے اندازہ اضافہ کو روکنا بہت سے لوگوں کے لئے اطمینان کا باعث ہوگا۔

بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام، جیسا کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری سے ظاہر ہوا، کی چونکہ اشد ضرورت ہے۔ اس لئے پروگرام میں خاندانی منصوبہ بندی کو عوامی تحریک کا روپ دینے پر زور دیا گیا ہے۔

این ڈی سی میٹنگ

نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل نے اپنے مارچ ۱۹۸۲ء کے اجلاس میں نظرثانی کردہ ۲۰۔نکاتی پروگرام کو مؤثر طور پر پورا کرنے کے عزم کو دہرایا جس میں چھٹے پنجسالہ پلان کے بنیادی عناصر ہیں کونسل نے نظرثانی کردہ ۲۰۔نکاتی پروگرام کو اور چھٹے پنجسالہ پروگرام اور منصوبوں کو بحیثیت مجموعی طور پر موثر انداز میں آگے بڑھانے کی ضرورت بتلائی۔ کونسل نے پلاننگ سسٹم کو سپرد کئے گئے اس اہم رول پر بہت زور دیا اور سراہا جو "غریبی کے خلاف جنگ" کو پورا کرنے سے متعلق ہے اور جو نظرثانی کردہ ۲۰۔نکاتی پروگرام میں شامل ہے۔

بیس نکاتی پروگرام کے نفاذ کی زیادہ تر ذمہ داری ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں پر عاید ہوتی ہے۔ اس پروگرام کے ۱۷ نکات ریاستی حکومتوں سے متعلق ہیں جبکہ صرف تین نکات کا نفاذ مرکزی انتظامی مشنری کے ذمے ہے۔ پروگرام پر عمل آوری سے متعلق مرکزی انتظامی وزارتوں میں ماہانہ رپورٹیں موصول ہوتی ہیں انتظامی وزارتوں اور ریاستی حکومتوں کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں پلاننگ کمیشن کی سطح پر ماہانہ اور سہ ماہی رپورٹیں تیار کی جاتی ہیں نیز اس معلومات کا تجزیہ کرنے کے بعد ۲۰ نکاتی پروگرام سیل اعداد وشمار تیار کرتا ہے۔ کابینی سطح پر وزیر اعظم کی زیر صدارت نامزد کردہ کابینی کمیٹی اس پروگرام کے نفاذ کا ششماہی جائزہ لیتی ہے۔ ریاستی حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ ریاستوں کے صدر مقاموں میں اسی نہج پر وزراء اعلیٰ کی زیر صدارت جائزہ کمیٹی تشکیل دی جائے نیز سرکاری افسران کی جائزہ کمیٹیاں بھی تشکیل دی جائیں۔ اسی طرح ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت جاری کردہ

پروجیکٹ / اسکیم کے نفاذ کی جانچ کے لئے بلاک اور ضلع واری سطح پر بھی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔ اراکین پارلیمنٹ، اراکین ریاستی مجلس قانون ساز، پنچایت اور معروف سماجی خدمتگاروں کو ان کمیٹیوں میں جگہ دی جاسکتی ہے۔ اقلیتوں کے نمائندوں کو بھی ان میں جگہ دی جانی چاہیئے۔ ریاستی حکومتوں کی موصولہ رپورٹوں کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری اطمینان بخش رہی۔

یہ ایک بحث طلب امر ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری ٹھیک طور سے کی گئی یا نہیں نیز یہ کہ اس پروگرام کو مزید سود مند بنانے کے لئے سماجی خدمت گاروں اور عوام کی شرکت کس حد تک کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کے افسران نے اس پروگرام کو اچھی طرح زیر عمل لایا ہے۔ سماجی و معاشی پروگرام کے نفاذ میں افسران ایک اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اس پروگرام کے نفاذ کے لئے انہیں عوام کا بالعموم اور سماج کے کمزور طبقات کا بالخصوص رضاکارانہ تعاون حاصل کرنا ہوتا ہے کیونکہ پروگرام کے نفاذ کا عین مقصد ان کی فلاح و بہبود ہے۔ تاہم سرکاری افسران کی اپنی حدیں ہوا کرتی ہیں جس کی وجہ سے وہ سماجی خدمت گاروں کا رول ادا نہیں کر سکتے۔ سماجی خدمت گار نظریاتی اعتبار سے سماجی انصاف پر مبنی سماجی انقلاب کے حامی ہوتے ہیں نیز پیداوار اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ سماج میں ان کی مقبولیت اور تعلقات کی بنا پر سماجی و معاشی پروگرام کے نفاذ کے لئے عوام کی شرکت حاصل کرنے میں سماجی خدمت گار اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

این۔آر۔ای۔پی اور آئی۔آر۔ڈی۔پی روزگار کی فراہمی اور افلاس کے خاتمے کے بنیادی پروگرام ہیں۔ آئی۔آر۔ڈی۔پی پروگرام کے نفاذ پر ہم خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔ اس پروگرام کے لئے خطیر رقم کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے نفاذ میں بینکوں کا بھی اہم رول ہے ریزرو بینک نے تمام بینکوں کو ہدایت دی ہے کہ اس پروگرام کے نفاذ کو ترجیحی اہمیت دی جائے۔ مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں اپنی پالیسی کا متعدد مرتبہ اعادہ کیا ہے۔ اس پروگرام کے نفاذ سے متعلق واضح ہدایات کے باوجود اس سلسلے میں شکایات موصول ہوتی ہیں۔ آئی آر ڈی پی پروگرام کے تحت اکثر ریاستوں میں ڈیری اسکیم پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس اسکیم میں مویشیوں کی دیکھ بھال سے لے کر دودھ کی فروخت تک پائی جانے والی مختلف منزلوں پر یکساں توجہ دی جانی چاہیئے۔ دودھ جمع کرنے کے مراکز کا قیام، دودھ کے پروسیسنگ، دودھ کی فروخت، دودھ فراہم کرنے والوں کو رقم کی ادائیگی، مویشیوں کے علاج کی سہولت۔ یہ اور ایسے دیگر امور میں سے کسی ایک کے بھی کمزور پڑ جانے پر پوری اسکیم ناکام ہوسکتی ہے۔ دودھ فراہم

کرنے والوں کو مسلسل خاطر خواہ آمدنی کے لئے انہیں دودھ دینے
والے دو جانور فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سے انہیں
مویشیوں کی خرید کے لئے حاصل کردہ بنک قرض کی قسطوں کی
ادائیگی میں بھی سہولت ہوگی۔

اس اسکیم کے تحت قرضے منظور کرنے سے متعلق
بینکوں کو دی گئی واضح ہدایتوں کے باوجود ہر ریاست
میں الگ صورتِ حال پائی جاتی ہے۔ بعض مقامات پر ان
ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۵۰۰۰ روپے کے
قرض کی منظوری کے لئے بنکوں کی جانب سے ضمانت طلب
کرنے کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اس اسکیم کے تحت عوام
کو حاصل فائدوں، سہولتوں اور رعایتوں سے مستحق افراد کو
مستفیض کرانے میں سماجی خدمت گار اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

این آر ای پی پروگرام کے تحت غیر ہنرمند مزدوروں کو
روزگار فراہم کرنے کے لئے ۱۰ فی صد اور ہنرمند مزدوروں
کے لئے ۴۰ فی صد رقم مختص کی گئی ہے ـــ اس سے
یہ واضح ہوتا ہے کہ اس پروگرام کے نفاذ میں روزگار کے
مواقع فراہم کرنے کی بہ نسبت ہنرمند مزدوروں کی صلاحیتوں کے
استعمال کو زیادہ اہمیت دی جارہی ہے جبکہ پروگرام کا بنیادی
مقصد اس کے برعکس ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ثانوی مقصد
بنیادی مقصدیت سے زیادہ اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ اس
پروگرام کے تحت دور دراز علاقوں میں مزدوروں کی تعداد نیز
انہیں نقد رقم اور اجناس کی صورت میں دئے جانے والے
معاوضہ کے غلط استعمال کا بھی احتمال ہے۔ ایسے علاقوں میں
سماج کے غریب طبقات کے افراد کے استحصال کی گنجائش
ہوتی ہے لہٰذا ان افراد کو استحصال سے محفوظ رکھنے اور زیر بحث
اسکیم کے تحت مستحق افراد کو امداد دلانے میں سماجی خدمتگار
اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

مذکورہ بالا اور کی طرح ابتدائی تعلیم کے فروغ، بالغان
کی ناخواندگی کے خاتمے اور خاندانی منصوبہ بندی جیسی اسکیموں
کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے عوام کی عملی شرکت اور
سماجی خدمت گاروں کا تعاون ناگزیر ہے تاکہ عوام کی
فلاح و بہبود اور سماجی انقلاب کا ہمارا خواب شرمندۂ تعبیر
ہوسکے۔ اگر سماجی خدمت گار ان اسکیموں کو کامیاب بنانے کا
عزم کرتے ہیں اور ضروری تربیت بھی حاصل کرتے ہیں تو وہ
حکومت کے افلاس کے خاتمے کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں
ذہنی اور عملی طور پر عوام کا تعاون فراہم کرسکتے ہیں۔

احمدنگر ضلع کے سنگمنیر تعلقہ کے مقام
باڈوڈی پاتھری میں نالہ بندی کے ذریعے
اس نوعیت کے متعدد تالاب بنائے گئے
ہیں جو پانی کا ذخیرہ کرنے کے کام آتے ہیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم

رکاوٹیں اور پیش رفت

گنیش — دودھ گاؤنکر - وزیرِ مملکت برائے ضمانت روزگار اسکیم

ریاست مہاراشٹر کی آبادی کے تجزیہ کے مطابق آبادی کا تقریباً دو تہائی حصّہ دیہی علاقوں میں آباد ہے اور تقریباً ۸۰ فی صد عوام کاشتکاری اور زرعی مزدوری کرکے اپنا گذر بسر کرتے ہیں چونکہ ریاست میں آبپاشی سہولیات ناکافی ہیں، اس لئے آبادی کے اتنے بڑے حصّے کے لئے صرف کھیتوں اور ... سی شعبوں میں روزگار مہیا کرنا بھی اتنا ہی مشکل ہے۔ ریاست کی صرف دس فی صد زیرِ کاشت اراضی پر آبپاشی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اراضی کی مزید تقسیم کے امکانات بھی محدود ہیں۔ مزید برآں ریاست کے کئی علاقے خشکی کے آثار رکھتے ہیں اور یہ حالات تقریباً ہر ۶ - ۷ سال بعد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان تمام قدرتی مشکلات کے پیشِ نظر مہاراشٹر کے دیہی عوام کو اکثر بے روزگاری یا قلیل مواقع روزگار کا سامنا رہتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشکل بے زمین زرعی مزدوروں اور چھوٹے یا درمیانی کسانوں کو پیش آتی ہے جن کی تعداد دیہی آبادی میں سب سے زیادہ ہے۔

ملکی سطح پر حکومت ہند نے تیسرے منصوبہ میں بے روزگاری کے مسئلہ پر شدت سے توجہ دی اور اس منصوبہ میں خصوصی طور سے دیہی مزدوری پروگرام کو شامل کیا گیا جس کے تحت مقامی علاقوں کی ترقیات کے کام شروع کرکے بےروزگار دیہی عوام کو روزگار مہیا کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔ چوتھے منصوبے میں بھی کم و بیش اسی طرح کا پروگرام شروع کیا گیا جو خاص طور سے خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں تک محدود تھا۔ چوتھے منصوبے کے تیسرے سال میں

مزید پروگرام کے تحت تعلیم یافتہ اور غیر تعلیمیافتہ افراد کے لئے مخصوص روزگار کی فراہمی کی کوشش کی گئی۔ ان میں دیہی روزگار ہنگامی اسکیم (سی۔ ایس۔ آر۔ ای) کا اجراء ہوا جسے حکومت ہند نے ملک بھر میں ضلع واری سطح پر نافذ کیا۔

پلاننگ کمیشن نے اپنے زیرِ غور پروگرام میں غربت سے نچلی سطح پر گذر بسر کرنے والے افراد کی بہبودی کے لئے خاص اسکیمات کی سفارش کی۔ چنانچہ منتخبہ علاقوں میں مقامی
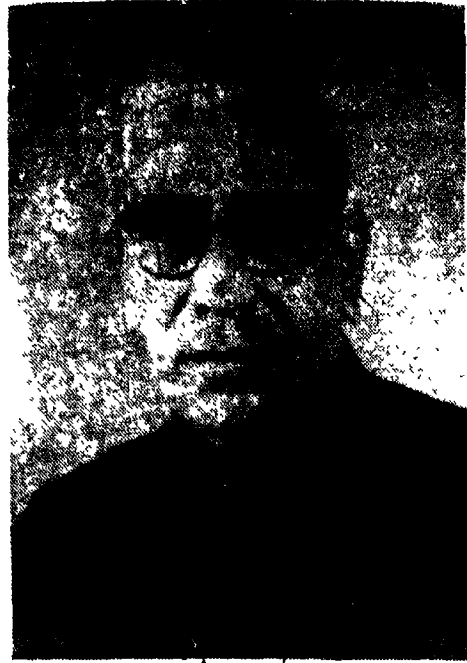
سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک جنہوں نے ریاست میں ضمانت روزگار اسکیم کی داغ بیل ڈالی

افراد کے لئے مواقع روزگار کی دائمی فراہمی کی خاطر ایک پائیلیٹ اسکیم نافذ کی گئی جس کا نام "پائیلٹ انٹینسیو رورل ایمپلائمنٹ پروگرام" (پی۔آئی۔آر۔آئی۔پی) ہے جو فی ریاست ایک بلاک کے حساب سے ملک بھر میں ۱۵ بلاکوں میں نافذ کی گئی۔

پانچویں منصوبے میں روزگار سے متعلق مرکزی جاری کردہ اسکیمات کا نفاذ روک دیا گیا اور صرف تعلیم یافتہ بے روزگار افراد کے لئے روزگار پروگرام جاری رکھا گیا۔ ان تمام اسکیمات کو معطل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ روزگار کا مسئلہ دیگر مختلف پروگراموں مثلاً خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں کے ترقیاتی پروگرام، قبائیلی ضمنی منصوبہ بندی، چھوٹے کسانوں کی ترقیاتی ایجنسی، کم از کم ضروریات پروگرام کے ذریعہ بھی حل ہوتا نظر آرہا تھا۔

دیہی مزدوری پروگرام

بہرحال دیہی علاقوں میں چونکہ انسانی وسائل کی ترقیات کا انحصار دیہی ترقیات پر ہے اس لئے غربت کے مسئلے پر قابو پانا اتنا آسان نہیں۔ روزگار سے متعلق مذکورہ بالا متعدد پروگرام خاطر خواہ کامیاب اس لئے نہیں ہو سکے کیونکہ ایک طرف تو وسائل محدود تھے اور دوسری طرف یہ تمام پروگرام تجرباتی دور سے گزر رہے تھے۔ اس لئے دیہی علاقوں میں بے روزگاری پھر بھی مسئلہ بنی رہی۔ یہاں اراضی ترقیات اور آبپاشی ترقیات جیسے متعدد پروگرام شروع کئے گئے ــــ لیکن محدود وسائل کی وجہ سے کوششیں لاحاصل رہیں۔

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد ریاستی حکومت نے مربوط علاقائی ترقیاتی اسکیم کے جزو کے طور پر جولائی ۱۹۶۹ء میں ضمانت روزگار اسکیم کا اجراء کیا گیا۔

مقاصد

ضمانت روزگار اسکیم دوہرے مقصد کی حامل ہے۔ پہلا مقصد دیہی علاقوں اور "سی" درجہ کے میونسپل کونسل کے علاقوں میں ان لوگوں کو کام کی فراہمی ہے جو کوئی فنی مہارت نہیں رکھتے اور جو محنت و مشقت کے کام کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا مقصد پیداواری روزگار یعنی ایسے کاموں کی فراہمی جن کی تکمیل سے معاشی فائدے حاصل ہوں۔ ضمانت روزگار اسکیم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس کے نفاذ سے زرعی امور پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور یہ کہ مذکورہ اسکیم میں وہ کام شامل نہیں کئے گئے ہیں جو منصوبہ یا غیر منصوبہ بند اسکیمات کے تحت زیر تکمیل ہیں۔

ناموں کا اندراج

دیہی علاقے کا کوئی بھی بالغ باشندہ جو محنت و مشقت کے کاموں کا خواہشمند ہے، مذکورہ اسکیم کے تحت متعلقہ دیہی افسر کے پاس اپنا نام درج کراسکتا ہے۔ ناموں کے اندراج کے لئے نامزد کردہ دیہی افسر، سمیتی افسر یا پنچایت سمیتی کے دفتر پر رجوع کیا جاسکتا ہے۔ سمیتی افسر درخواست موصول ہونے پر درخواست کنندہ کو خط کے ذریعے بلا بھیجتا ہے اور اسے مذکورہ اسکیم کے تحت کوئی بھی جاری کردہ کام میں روزگار فراہم کرتا ہے۔

سی وجہ سے متعلقہ پنچایت سمیتی علاقے میں ایسا روزگار تیاب نہ ہو تو سمیتی افسر متعلقہ ضلع کے کسی بھی پنچایت قے میں روزگار کے خواہش مند افراد کو کام کی پیش کش نے کا مجاز ہے۔ اس اسکیم کے تحت خواہش مند فرد کسی صوص کام کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ حتی الامکان لوگوں کو علقہ پنچایت علاقوں میں ہی روزگار مہیا کرنے کی کوشش جاتی ہے۔ سمیتی افسر کا خط متعلقہ شخص کو موصول ہونے تاریخ سے کم از کم سات دنوں کے اندر متعلقہ شخص کام مہیا کر دیا جاتا ہے۔ اور یہی ضمانت روزگار اسکیم اہم شرط بھی ہے کہ درخواست کنندہ کو سرکاری خط ملنے زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن کے اندر کام مہیا کر دیا جائے نہ دوسری صورت میں متعلقہ شخص کو یومیہ ایک روپیہ روزگاری بھتہ ادا کیا جاتا ہے۔

مذکورہ اسکیم کے تحت پیداواری کام کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کوئی بھی ایسا کام جس کے بارے میں حکومت اطمینان ہو کہ اس کی تکمیل سے پیداوار میں راست یا بالراست اضافہ ممکن ہے۔ اس اسکیم کے تحت صرف ایسے کام جاری جا سکتے ہیں جن میں غیر فنی کاموں کی لاگت کام کی وعی لاگت کے ساٹھ فی صد سے زیادہ ہو۔ تکنیکی مشکلات سے بعید ہوں اور مالی طور سے پائیدار ہوں۔ ان معاملات میں ان شرائط کی سختی سے پابندی ضروری ہے چنانچہ وہ کام مذکورہ اسکیم کے زمرہ سے خارج کر دیئے گئے ہیں جن پر لاگت کا اندازہ صرف ۲۰ ہزار روپے ہے ایسے کام جو غیر یقینی فائدے کے حامل ہیں لیکن ان کاموں میں جنگل بانی اور نالہ بندی کاموں کو ان شرائط سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح سالانہ منصوبہ میں شامل کام بھی اس سکیم سے خارج ہیں۔ راست پیداواری پروجیکٹ کے کاموں میں اراضی ترقیات، فراہمی آب اسکیمات، جنگل بانی سڑکوں کی تعمیر وغیرہ شامل ہیں۔ راست پیداواری کاموں کو خاص ترجیح دی جاتی ہے۔ غیر پہاڑی اور غیر متصل رسال علاقوں میں سڑکوں کے تعمیری کاموں پر سالانہ اخراجات کی حد ۳۳ فی صد مقرر کی گئی ہے۔

روزگار کی منصوبہ بند تکمیل کی غرض سے ضمانت روزگار

دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کو ۲۰ نکاتی پروگرام میں اہم جگہ دی گئی ہے۔ زیر نظر تصویر میں ایوت محل ضلع میں اس مقصد کے تحت بچھائی گئی پائپ لائن دیکھی جا سکتی ہے۔

اسکیم کے تحت جاری کئے جانے والے کاموں کی ایک سال کے عرصے کی اندازاً تفصیلی مطالبہ روزگار کی مناسبت سے ضلع کے ہر پنچایت سمیتی علاقے کے لئے اول ہی تیار رکھی جاتی ہے اس کے علاوہ پنچایت سمیتی علاقوں کے لحاظ سے درکار روزگار سے متعلق بجٹ بھی تیار کیا جاتا ہے نیز دیگر ضروریات مثلاً عملہ، اخراجات کے اندازے، مشینری وغیرہ کا بھی پیشگی اندازہ کیا جاتا ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کوئی کام شروع نہیں کیا جاتا جب تک کہ کھیتی باڑی اور ضمنی پیشوں کیلئے درکار مزدوروں کی ضرورت پوری نہ ہو گئی ہو۔ کام اس اس صورت میں شروع کیا جاتا ہے جبکہ مذکورہ بالا طریقہ سے مزدوروں کی ضرورت پوری ہو چکنے کے بعد ۵۰ سے زیادہ اشخاص کو روزگار مہیا کرنا ہو۔ اگر ۵۰ سے کم افراد روزگار کے طالب ہوں تو انہیں جاری کاموں میں مواقع دیئے جاتے ہیں سمیتی علاقوں میں نامکمل پیداواری نوعیت کے کاموں کو روزگار کی فراہمی میں ترجیح دی جاتی ہے اور پیداواری قسم کے کام باقی نہ رہیں تب ہی غیر پیداواری کاموں کو شروع کیا جاتا ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم پر مکمل عمل آوری کی ذمہ داری ضلع کلکٹر کو سونپی گئی ہے۔ ضلع کلکٹر ضلع سطحی کمیٹی کے منظور شدہ کاموں کی تفصیل کے مطابق تمام انتظام کرتا ہے۔ کاموں کی انتظامی منظوری محکمۂ انتظامیہ یا اس کے نامزد کردہ افسر کے ذریعے کی جاتی ہے۔ عام کاموں کے لئے ۵ لاکھ روپیہ اور درمیانی اور چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ کے کاموں کے لئے ۱۰ لاکھ روپے کے کاموں کی منظوری کا اختیار ضلع کلکٹر کو دیا گیا

گڈچرولی ضلع کے مقام کروادایامیں آبپاشی پروجیکٹ کا کام زوروں پر جاری ہے

ہے۔ خاص تکنیکی قسم کے کاموں کی منظوری پلاننگ کمیشن سے صلاح مشورے کے بعد کی جاتی ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت اجرت کا تعین ملازم سے کئے گئے کاموں کی نمبر شماری اور معیار کی مناسبت سے کیا جاتا ہے۔ زیر عمل اسکیم کے مطابق تمام کاموں کے لئے یکساں شرح اجرت کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ اس طریقہ کے تحت ۷ گھنٹوں تک بخوبی فرائض انجام دینے والے شخص کو جو شرح اجرت دی جاتی ہے۔ وہ ریاست کے کسی کم ترین زون میں واقع زرعی مزدور کی کم از کم اجرت کے مساوی ہے۔ اس طرح سے زرعی مزدور کی شرح اجرت کا تحفظ کرتے ہوئے اس اسکیم کو جاری رکھا گیا ہے۔ شرح اجرت کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ حد مقرر نہیں ہے۔ اجرت کا کچھ حصہ جنس کی شکل میں بھی ادا کیا جاتا ہے۔ اجرت ہر ہفتہ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کاموں کی جگہوں پر پینے کے پانی، بنیادی طبی سہولت وغیرہ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ دورانِ کام معذور ہونے یا ہلاک ہونے پر ملازم کو یا اس کے پسماندگان کو مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔

محکمہ جاتی سطح پر عمل آوری

اس اسکیم کو ریاستی حکومت کے مختلف محکموں کے توسط سے زیر عمل لایا جاتا ہے۔ محکمۂ آبپاشی، محکمۂ رفاہِ عامہ اور محکمۂ جنگلات، چند ایسے محکمے ہیں جن کے ذریعے اس اسکیم کو نافذ کیا جارہا ہے۔ متعلقہ ضلع کلکٹر، ضمنی ڈویژن میں منصوبہ بند یا غیر منصوبہ بند کاموں کی تعداد اور نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب محکمہ یا ضلع پریشد کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نئے کام سونپتا ہے نیز اگر ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نئے کام جاری کرنے کے لئے نئے ڈویژن اور ضمنی ڈویژن کی تشکیل ضروری محسوس کی گئی تو محض اس اسکیم کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے نئے ڈویژن اور ضمنی ڈویژن کی تشکیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

روزگار کی ضمانت حالانکہ ضلع سطح پر دی جاتی ہے لیکن انتظامی طور پر اس کی تکمیل پنچایت سمیتی سطح پر کی جاتی ہے اسکیم پر موثر عمل آوری ضمانت روزگار اسکیم کے لئے مخصوص وزیر کی نگرانی میں کی جاتی ہے۔ کمشنران اپنے حلقۂ اختیار میں اسکیم پر عمل آوری کے ذمّے دار ہوتے ہیں۔ حکومت کو صلاح و مشورہ دینے کی غرض سے ضلع اور سمیتی سطح پر کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئی ہیں۔ دیہی سطح پر دیہی افسر ضروریات روزگار سے سمیتی افسر کو مطلع کرتا ہے۔

مربوط منصوبہ بندی

ضمانت روزگار اسکیم پلان پروگرام کا ایک حصہ ہے۔ چونکہ یہ ایک ضلع سطح کی اسکیم ہے لہٰذا اسے ضلع منصوبہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح اس اسکیم کے تحت تمام کاموں اور ضلع منصوبہ میں شامل دیگر امور میں ایک رشتہ قائم ہوتا ہے اور دونوں امور کی ساتھ ساتھ تکمیل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس منصوبہ کے کچھ پروگرام جس میں مزدوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے وہ زیر بحث اسکیم میں شامل کرلئے جاتے ہیں اس طرح زیر بحث اسکیم کے تحت تربیت یافتہ کام پلان پروگرام کے توسط سے تکمیل پاتے ہیں۔ حصولِ اراضی کا معاوضہ پلان فنڈ میں سے فراہم کیا جاتا ہے۔

اخراجات

اس اسکیم پر شروعات سے لے کر مارچ ۸۳ء تک ۷۱۵٫۴۳ کروڑ روپے خرچ کیے گئے اور ۱۲۳٫۸۷ کروڑ ایام کار برائے روزگار فراہم کیے گئے۔ سالانہ اخراجات اور مواقع روزگار کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	اخراجات (کروڑ روپیہ میں)	ایام کار برائے روزگار (کروڑ میں)
۱	۲	۳
۱۹۷۲-۷۳	۱٫۸۸	۰٫۴۵
۱۹۷۳-۷۴	۱٫۸۹	۰٫۵۱
۱۹۷۴-۷۵	۱۳٫۷۲	۰٫۸۱
۱۹۷۵-۷۶	۳۴٫۶۱	۱۰٫۹۵
۱۹۷۶-۷۷	۵۰٫۱۰	۱۳٫۳۲
۱۹۷۷-۷۸	۵۱٫۵۴	۱۱٫۵۳
۱۹۷۸-۷۹	۷۴٫۱۷	۱۴٫۳۵
۱۹۷۹-۸۰	۱۰۹٫۲۳	۲۰٫۵۴
۱۹۸۰-۸۱	۱۲۲٫۱۲	۱۷٫۱۵
۱۹۸۱-۸۲	۱۲۶٫۱۷	۱۵٫۶۰
۱۹۸۲-۸۳	۱۳۰٫۰۰	۱۲٫۶۶
میزان	۷۱۵٫۴۳	۱۲۳٫۸۷

سال ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران مذکورہ اسکیم پر ۶۸٫۲ کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا اور ۵.۶۷ کروڑ ایام کار برائے روزگار فراہم ہوئے۔

کل اخراجات کا ۷۰ فی صد بطور اجرت تقسیم کیا گیا نیز خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں میں اس اسکیم پر کل اخراجات کا ۶۰ فی صد خرچ کیا گیا۔ اب تک کاموں کے انتخاب میں اراضی اور آبی ذرائع کے کاموں کو ترجیح دی جاتی ہے تاکہ دیہی علاقوں کی تعمیری ترقیات کا مقصد بھی حل ہو سکے۔ گذشتہ تین سالوں کے دوران مذکورہ اسکیم کے اخراجات کا اندازہ حسب ذیل خاکہ سے کیا جا سکتا ہے۔

امور	فیصد اخراجات دوران ۸۰-۸۱	۸۱-۸۲	۸۲-۸۳
۱	۲	۳	۴
آبپاشی	۳۷٫۹	۳۶٫۷	۳۷٫۴
مٹی کا تحفظ اور زمین سدھار	۳۱٫۲	۲۵٫۷	۲۲٫۳
جنگل بانی	۴٫۶	۶٫۱	۵٫۷
سڑکیں	۲۰٫۶	۲۳٫۷	۲۹٫۸
دیگر امور اور دیگر اخراجات بشمول مشنری وغیرہ پر ہوئے اخراجات	۵٫۷	۷٫۸	۴٫۸
میزان	۱۰۰٫۰	۱۰۰٫۰	۱۰۰٫۰

مزدوروں کی حاضری

حسبِ ذیل خاکہ میں سالانہ اوسط حاضری اور کم از کم حاضری کی تفصیل دی گئی ہے ۔

سال	کام پر حاضر مزدوروں کی تعداد (لاکھ میں) زیادہ سے زیادہ	کم از کم	ماہانہ اوسط
۱	۲	۳	۴
۱۹۷۵-۷۶	۵٫۳۳	۱٫۹۰	۳٫۳۱
۱۹۷۶-۷۷	۷٫۱۶	۲٫۹۴	۴٫۴۱
۱۹۷۷-۷۸	۶٫۲۰	۲٫۳۲	۳٫۹۱
۱۹۷۸-۷۹	۸٫۹۴	۳٫۵۵	۵٫۴۵
۱۹۷۹-۸۰	۹٫۵۶	۴٫۴۳	۶٫۸۴
۱۹۸۰-۸۱	۹٫۲۰	۲٫۹۶	۵٫۷۰
۱۹۸۱-۸۲	۹٫۰۶	۲٫۹۱	۵٫۲۰
۱۹۸۲-۸۳	۷٫۲۸	۳٫۵۱	۴٫۶۸

گزشتہ ۵ سالوں میں برسرِ روزگار پسماندہ طبقات اور خواتین کی تعداد کا اندازہ حسبِ ذیل خاکہ سے کیا جاسکتا ہے۔

سال	فی صد مزدوروں کی کل تعداد میں پسماندہ طبقات کے افراد	فی صد مزدوروں کی کل تعداد میں خواتین مزدوروں کی تعداد
۱	۲	۳
۱۹۷۸-۷۹	۴۱٫۹	۴۲٫۵
۱۹۷۹-۸۰	۴۷٫۷	۴۱٫۳
۱۹۸۰-۸۱	۴۴٫۵	۳۷٫۳
۱۹۸۱-۸۲	۴۴٫۲	۳۷٫۳
۱۹۸۲-۸۳	۳۵٫۴	۳۷٫۰

تعمی راج

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت فراہمیِ روزگار کے حصول مقصد کے لئے ۱٬۲۵٬۰۷۸ مختلف قسم کے کام منظور کئے گئے۔ ان میں سے مارچ ۱۹۸۳ء تک ۸۰٬۶۸۴ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ اسکیم کے آغاز سے مارچ ۱۹۸۳ء تک تکمیل شدہ مختلف کاموں کی تفصیل مندرجہ ذیل کے خاکہ میں دی گئی ہے ۔

امور	منظور شدہ کاموں کی تعداد	تکمیل شدہ کاموں کی تعداد
۱	۲	۳
مواقعِ روزگار		
(ا) چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ	۳٬۲۴۳	۲٬۳۶۴
(ب) دریائی آبپاشی پروجیکٹ	۶۶۰	۳۴۴
چھوٹے آبپاشی تالاب	۲٬۰۴۶	۱٬۰۶۴
پانی ذخیرہ کرنے کے تالاب	۸٬۱۱۲	۲٬۳۹۲
دیگر چھوٹے آبپاشی کام	۳٬۴۹۲	۲٬۱۳۰
مٹی کے تحفظ کا کام	۷۱٬۶۷۲	۵۵٬۱۷۰
زمین سدھار	۱۴٬۱۹۵	۸٬۷۴۴
جنگل، پانی اور متعلقہ امور	۵٬۹۷۹	۲٬۱۶۰
سڑک کام	۱۴٬۱۱۵	۴٬۸۴۱
دیگر کام	۹۶۴	۴۰۵
میزان	۱٬۲۵٬۰۷۸	۸۰٬۶۸۴

مذکورہ بالا حقائق سے یہ واضح ہے کہ مہاراشٹر میں زرعی اور آبی وسائل کی ترقیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعمیری کاموں کا اوسط بڑھانے کی کامل سعی کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں دیہی علاقوں میں مواصلاتی نظام کی بہتری پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت حاصل شدہ فوائد کو مزید موثر بنانے کی غرض سے صنعتی اور غیر مشروط سرمایہ کاری کی بھی کوشش جاری ہے۔ ●●

پی۔ کے۔ ساونت

ممبر مہاراشٹر اسٹیٹ

ایمپلائمنٹ گارنٹی کونسل

ضمانتِ روزگار اسکیم

دیہات کی ترقّی کا ایک مثالی نمونہ

اس بات کا جاننا حوصلہ افزائی کا باعث ہے کہ حکومتِ ہند نے اب ضمانتِ روزگار اسکیم (Employment Guarantee Scheme: EGS) (ای۔ جی۔ ایس) کی اہمیت تسلیم کرلی ہے اور اسے دیہات کی نشو و نما کے لئے مجموعی حکمت عملی کے ایک جزو کے طور پر منظور کرلیا ہے۔ اس اسکیم کے بانی کو یقین ہے کہ ای۔ جی۔ ایس میں ہندستان کے لئے دیہات کی ارتقاء کا ایک عمدہ نمونہ بننے کی صلاحیتیں ہیں۔

اس اسکیم کے بانی وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اگر آخری تجزیہ کیا جائے تو ای۔ جی۔ ایس، دیہات کی ترقی کے پروگرام کی تکمیل میں بنیادی حیثیت کا مالک ہوگا اور جب اسے بنیاد مان لیا جائے تو بعض نئے مناظر، نئے راستے دکھائی دیتے ہیں۔ جن کے ذریعے نہ صرف بعض خرابیوں کی اصلاح ہوتی اور دیہاتی حلقوں میں بہتر انتظام کی خوبیاں سامنے آتی ہیں بلکہ دیہی اقتصاد کے عمل کی نشو و نما بھی تیز تر ہوجاتی ہے۔

ہر شخص اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ ملک میں ہر جاندار کی خوراک کا انتظام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اناج کی پیداوار کثرت کے ساتھ ہو لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔ صاف گوئی سے مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ چند سال پہلے میں بھی اِسی خیال کا حامی تھا۔ تاہم کچھ عرصے کے بعد جب میں وزیر زراعت بنا تو محسوس کیا کہ اناج کی بکثرت پیداوار سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر شخص کو کھانا بھی ملے گا۔ مہاراشٹر کے بعض اندرونی حصوں کے دورے میں مجھے بالکل الٹ حالات نظر آئے۔ کہیں کہیں اناج کے انبار لگے ہوئے تھے لیکن پاس ہی ایسے بہت سے لوگ تھے جو بھوک سے بے تاب تھے۔

دورے کے درمیان مجھے ایک دفعہ کچھ دیہاتی ملے جن کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے اور ان پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ کافی پس و پیش کے بعد انہوں نے گذارش کی:

"صاحب! کیا آپ ہمارے لئے کچھ کریں گے؟ ہم کئی کئی دنوں تک آدھے فاقے سے رہتے ہیں۔

ہمارے بچے کمزور اور دُبلے ہوتے جارہے ہیں
کیا آپ ہمارے لئے کوئی پیش کش کر سکتے ہیں ؟"

"فاقہ کشی ؟ کیوں ؟" میں نے ہنسی کے انداز میں کہا۔
پھر دیہاتیوں کی اس جماعت سے میں نے پوچھا : آپ لوگ فاقہ کیوں کرتے ہو ؟ اس سال تو ہمارے یہاں اچھی بارش ہوئی ہے اور اناج بھی خوب زیادہ پیدا ہوا ہے۔"

انہوں نے غمناک آواز میں کہا : " وہی خوش قسمت لوگ جن کے پاس زمینیں ہیں افراط کے ساتھ اناج حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم بے زمینوں کو بھلا اس سے کیا فائدہ ؟ ہم بے زمینوں کو تو فاقہ کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ صاحب ہم پر رحم کیجئے۔ مہربانی فرمائیے !"

" رحم اور مہربانی کی بات کیسی ؟ اس سے تمہارا مطلب کیا ہے ؟ "

" ہم بھیک نہیں چاہتے لیکن کوئی کام، کوئی مزدوری ضرور چاہتے ہیں۔ جب کھیتوں پر ہمیں کوئی کام نہیں ملتا تو آمدنی بھی نہیں ہوتی جس سے کہ اناج خریدیں۔ پھر اناج کی پیداوار چاہے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، ہمیں تو اناج خریدنا ہی پڑتا ہے۔"

مقابلتاً بالکل الگ بات

اس بات نے میری طبیعت پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ دورہ سے واپس آنے کے بعد جب میں اپنی میز پر کام کرنے بیٹھا تو یہ خیال دل میں چٹکیاں لینے لگا کہ ہمارے پلاننگ کے طور طریقوں اور اقتصادی ڈھانچے کا یہ کتنا افسوس ناک پہلو ہے کہ ایک طرف بہتات کی فارغ البالی ہے اور دوسری طرف غریبی کی بدحالی ـــ دونوں ایک مقام پر ـــ ایک جگہ موجود ؟ ـــ ہمارا شہر کی تمام اقتصادی صورت حال میں افراط و تفریط کے یہ دو انتہائی الگ الگ مناظر ؟ ایک طرف تو یہاں کے اقتصادی ڈھانچے میں ان صنعتی کارخانوں کی موجودگی پر جو بمبئی، تھانے اور پونے میں واقع ہیں اور ان کی مالی مضبوطی، جدید ترین ٹیکنالوجی اور زبردست پیداوار پر تعریف کے پل باندھے جائیں اور دوسری طرف باقی ماندہ

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت دوردراز پہاڑی علاقوں میں سڑکیں بنانے کا کام بھی کیا جاتا ہے۔ زیر نظر تصویر میں پلٹن گوری۔وارد گڈھ سڑک نظر آرہی ہے

مہاراشٹر جس میں گنّے کے کھیتوں کے ہرے بھرے حلقوں کو چھوڑ کر، بارانی پانی کی امیدوار زمینوں کا حصّہ بہت زیادہ ہے۔ بمشکل زندگی کے دن گذار رہنے کے مرحلے میں ہوا! مہاراشٹر کے بے زمین مزدور، ان کاشتکاروں کی سطح سے بہت ہی نچلی سطح میں ہیں جو زمینوں والے ہیں۔ ۶۰ لاکھ بے زمین مزدوروں کی افسوس ناک حالت ناقابلِ بیان ہے۔ مزدوری کر سکنے کے علاوہ ان کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے جسے وہ بیچ سکیں۔ لیکن انہیں تو سال بھر میں ۴ یا ۵ مہینے سے زیادہ مدت تک کھیتوں میں کام ملتا ہی نہیں۔ کام نہ ملنے پر صبر و قناعت کے بھیانک احساس کے ساتھ مجبوراً انہیں فاقہ کرنا پڑتا ہے۔

بہ حیثیت وزیر زراعت کے جہاں میں زراعتی ترقی کی اسکیموں کے بنانے، کانفرنسیں منعقد کرنے، بنیادی پتھر رکھنے، نمائشوں اور ایمپوریموں کا افتتاح کرنے میں مشغول تھا، وہیں دل ہی دل میں گہری بے چینی اور پراگندگی محسوس کرتا تھا کیونکہ میرے پاس بے زمین کھیت مزدوروں کے لئے کوئی اسکیم نہیں تھی۔ ان بے زمین مزدوروں کے لئے جو کام کرنے کے لئے تیار تھے اور کام چاہتے تھے۔

ایک بار جب میں اپنے دل سے محوِ گفتگو تھا اور دماغ پریشانی کے عالم میں حیراں، تو دل نے کہا کہ "اگر ہماری پلاننگ کے پورے دائرے میں بے زمین کھیت مزدوروں کے لئے گز بھر زمین بھی نہیں نکل سکی، تو سب سے نچلے اور آخری طبقے کے لئے ہمارا زبانی جمع خرچ ویسا ہی ہے جیسا کسی تھیٹر میں خالی بے مقصد تالیاں بجانا یا کسی قسم کی نیک خواہش کا اظہار کرنا۔"

ترقی دیئے جانے والے دیہی حلقے

اس گتھی کو سلجھانے کی فکر میں، میں نے ڈپارٹمنٹ کے بعض افسروں کے ساتھ بلکہ بعض غیر عہدے دار ماہروں کے ساتھ بھی تبادلۂ خیالات کئے۔ میں نے بے زمین کھیت مزدوروں کے لئے ایک پروگرام مرتب کیا۔ اس پروگرام کے تحت چھوٹے کسانوں، نیز بے زمین کھیت مزدوروں کو واقعی فائدہ پہنچانے والی دو اسکیمیں شروع کی گئیں۔ انٹگریٹیڈ ایریا ڈیولپمنٹ اسکیم یعنی آئی۔ اے۔ ڈی۔ ایس [ترقی کے لئے چنے گئے دیہی حلقے] کے نام سے معروف اسکیم کو ۱۹۶۵ء میں رہنمایانہ بنیاد پر حکومتِ مہاراشٹر نے مہاراشٹر کے ایک چنے گئے حلقے کے حدود میں چھوٹے کسانوں اور بے زمین کھیت مزدوروں کے واقعی فائدے کے لئے مکمل کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لی۔ آئی۔ اے۔ ڈی۔ ایس نے ایک اضافی پلان اور طریقۂ کار کا منصوبہ بنایا۔ یہ پلان مہاراشٹر میں چنے گئے حلقوں کے بلاکوں میں چھوٹے کسانوں اور بے زمین کھیت مزدوروں کے مثبت اور حقیقی فائدے کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ پلان کے طریقۂ عمل میں یہ بات تجویز کی گئی تھی کہ زمین کی جامع ترقی کے پروگرام کے لئے نتیجہ خیز کارروائیاں اختیار کی جائیں تاکہ انہیں زمینی اور آبی وسائل کے لئے تسلی بخش طور پر استعمال کیا جا سکے۔ اسی طرح ترقی یافتہ زرعی طور طریقوں کو، پیداوار بڑھانے والے کاشتکاری کے ڈھنگ اور چھوٹے اور مختصر آبپاشی کے وسائل و ذرائع کے اصول اپنائے جائیں۔

اس میں شک نہیں کہ آئی۔ اے۔ ڈی۔ ایس [ترقی کے لئے چنے گئے دیہی حلقے] کے رہنمایانہ پلان پر ہمارا تجربہ بالکل انوکھی نوعیت کا تھا۔ اس لئے اسے وہ سب لوگ حاسدانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جنہیں زرعی مزدوروں کی بے کاری کے مسئلے سے دلچسپی تھی۔ انہوں نے اس رہنمایانہ اسکیم کے نتائج کو امید افزا پایا۔ مذکورہ رہنمایانہ اسکیم کے نتائج کو حوصلہ افزا پاکر، حکومتِ مہاراشٹر نے بے زمین کھیت مزدوروں کو کام پر لگانے کی سمت ایک اور قدم اٹھا۔ چنانچہ اس نے جولائی ۱۹۶۹ء میں ۲۳ ضلعوں کے ۵۰ بلاکوں میں رہنمایانہ انداز میں پائلٹ ایمپلائمنٹ گارنٹی اسکیم ––– (رہنمایانہ روزگار ضمانت اسکیم) کا آغاز کیا۔ یہ اسکیم مہاراشٹر کے ۴۶.۷۰ لاکھ چھوٹے کسانوں اور ۲۶.۷۱ لاکھ بے زمین کھیت مزدوروں کے خاندانوں کو احاطہ کئے ہوتے تھی۔

مجھے یاد ہے کہ سن ۷۰ء کے آغاز میں مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی نے ایک "شبیر" ناشک میں ورکروں کا "اسٹڈی کیمپ" کے نام سے منعقد کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ سب سے آخری اور سب سے نچلے طبقے کے لوگوں کی بہبودی کے لئے کام کیا جائے۔ اس اسٹڈی گروپ نے ایک ۱۵ نکاتی پروگرام تیار کر کے مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر کے حوالے کیا

تھا۔ ایم۔ پی۔ سی۔ سی نے اسے پوری طرح منظور کر کے حکومت مہاراشٹر سے اس پر عمل در آمد کرنے کی پرزور سفارش کی چنانچہ حکومت نے مئی ۱۹۷۲ء میں اس پر عمل کا آغاز کیا ہی تھا کہ شدید قحط نے اس اسکیم کو معطل کرنے پر مجبور کیا تاکہ قحط زدہ لوگوں کی امداد پر پوری توجہ دی جا سکے۔

دور آفریں واقعہ

بالآخر ضمانت روزگار اسکیم کا احیاء ۷۵/۱۹۷۴ء میں نئے تجربات اور نئے ولولوں کے ساتھ ہوا۔ اسکیم کی تقویت کے لئے حکومت مناسب ترمیمات بھی جاری کرتی ہے بعد میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ نے حکومت کے دونوں ایوانوں میں ایک اہم بیان دیا جس کی اسمبلی کے ممبران نے اتفاق رائے سے تائید کی اور جو ایک دور آفریں واقعہ ثابت ہوا۔ بیان مذکورہ کے تین خاص نکات یہ تھے۔

(۱) حکومت ضمانت روزگار اسکیم کے ذریعے نچلے طبقے کے کم اراضی والے کسانوں اور بے کار کھیت کے مزدوروں میں سے ان لوگوں کو کام مہیا کرے گی جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں متعلق افسران سے اگر کوتاہی سرزد ہوتی تو اسے فرض کی ادائیگی سے پہلو تہی شمار کیا جائے گا

(۲) بیان مذکورہ ریاستی قانون ساز ایوان کے ارادے کی قلمبند کردہ تحریر ہے لہٰذا اس اسکیم کو پوری کامیابی ملنی چاہیئے اور اسے کسی حالت میں شکست و ریخت سے دوچار نہ ہونا چاہیئے اور نہ اسے حکومتی مشینری کی تساہلی اور عدم قابلیت مالیات کی کمی، سیاسی نزاعات یا سماجی کارکنوں کی غیر ہمدردانہ روش سے متاثر ہونا چاہیئے۔

(۳) بیان مذکورہ نے اس بات پر پورا زور دیا کہ اس اسکیم کے سلسلے میں مطلوبہ مالی وسائل کے لئے خاص ٹیکس لگائے جائیں جن کی ادائیگی ان تمام اقتصادی سیکٹروں کے لئے لازمی ہو اور جو اسے ادا کرنے کے قابل ہوں۔ مثلاً آبپاشی والی اراضیات منظم صنعتیں، نفع بخش پیشے اور کاروبار، شہر میں غیر سکونتی جائیدادیں وغیرہ۔ چنانچہ اس قسم کے ٹیکس کے لئے ۷۵-۱۹۷۴ء میں قانون ساز اسمبلی نے ایک بل کی منظوری بھی اتفاق رائے سے دی۔ واضح رہے کہ یہی ایک بل تھا جس پر دونوں ایوانوں نے بالاتفاق صاد کیا تھا۔

قانونی ضمانت

اس اسکیم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ بعد میں اسے مہاراشٹر ایمپلائمنٹ گارنٹی (ایم ای جی) ایکٹ ۱۹۷۷ء کی شکل دے دی گئی۔ اس پر عمل درآمد ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء سے شروع کیا گیا۔ یہ ایکٹ پاس کر کے ہندستان کی تمام ریاستوں کے مقابلے میں صرف حکومت مہاراشٹر ہی وہ واحد ریاست ثابت ہوئی جس نے دستور ہند کے آرٹیکل ۴۱ کی دفعات کے تحت ہدایت کارانہ اصولوں کو عملی جامہ پہنانے میں سب پر سبقت لے گئی۔ اس طرح مہاراشٹر وہ اولین ریاست ہے جو گارنٹی کے ساتھ ان لوگوں کو کام مہیا کرتی ہے جو دیہی علاقوں میں کام کرنے پر رضامند ہیں اگرچہ یہ گارنٹی بعض شرطوں اور تحریرات کے ساتھ مشروط رکھی گئی ہے یعنی (۱) یہ صرف دیہی علاقوں کے لئے ہے اور جہاں میونسپل کاؤنسلیں اور کارپوریشن قائم ہیں وہاں یہ گارنٹی لاگو نہیں ہوگی سوائے ان میونسپلٹیوں کے حلقوں کا شمار "سی" کلاس میں ہے (۲) صرف جسمانی محنت کرنے والے غیر ماہر مزدور کو اس گارنٹی کے تحت کام مہیا کیا جائے گا (۳) کام کی گارنٹی صرف ۱۸ برس سے اوپر عمر والے بالغ مردوں اور عورتوں کے لئے ہوگی لیکن بعض حالات میں ۱۵ برس کی عمر والے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے (۴) اس ایکٹ کے تحت پسند کے مطابق کام کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جس کام کی پیشکش کی جائے گی اسے انجام

جنگل بانی سے ایندھن اور لکڑی کی دیہی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں لہٰذا کولہاپور فاریسٹ ڈویژن نے ضمانت روزگار اسکیم کے تحت تاس گاؤں میں ۳۰ ہیکٹر اراضی پر شجر کاری کی ہے۔

ذاد حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، پھر بھی اپنے خاندان
کپڑا مہیا کرسکتا ہے اور بچوں کو تعلیم دلا سکتا ہوں۔"
اس نے مزید بتلایا "مجھے اپنے بچوں کو پڑھانے کا شوق
لہ میں، اگرچہ چوتھی کلاس تک پڑھ چکا ہوں، پھر بھی بے علم
۔ میں چاہتا ہوں کہ خوب محنت سے کام کروں اور اپنے بچوں کو،
، چاہتے ہیں، پڑھاؤں اور یہ صرف اس وجہ سے ممکن ہو سکا
اے۔جی۔ایس نے ہمیں کام دیا ہے۔"
اپنے مالک زمین کے یہاں کام کرنے کا اپنا تجربہ بیان کرتے
کیوا جی نے کہا "مجھے وہاں ایک وقت کا کھانا ملتا تھا اور ایک
ادل یا ناگلی۔ کام سخت تھا اور اس کی اجرت کم — اور اب
آئی۔جی۔ایس کی کارگاہ پر مجھے مقابلتاً زیادہ پیسے اور ہلکیا
فت نوعیت کا کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اس
سے راحت ملی کہ بیمار پڑنے پر طبی مدد بھی ملتی ہے۔"
کسانی کے متعلق بیان کرتے ہوئے کیوا جی نے فخریہ انداز
ہا "میری زراعتی آمدنی کافی حد تک بڑھ چکی ہے کیونکہ مجھے
پریشد سے بہتر قسم کے بیج اور کیڑے مار دوائیں ملتی ہیں۔
، دودھ دینے والے جانور رکھنے کی بابت بھی سوچ رہا ہوں
ہ میری آمدنی میں اضافہ ہو۔"

زحمت کے بھیس میں رحمت

اسی گاؤں کا جانو سونیا، عمر ۳۰ سال، بھی ای جی ایس
کے متعلق بڑا خوش ہے۔ اس کا کہنا ہے "میرا خاندان چار
آدمیوں پر مشتمل ہے — میں، میری ماں، بیوی اور ایک لڑکی
میرے نہ ذاتی مکان ہے نہ زراعتی زمین لیکن میں اور میری بیوی
ای۔جی۔ایس پر کام کرتے ہیں اور خوش خوش زندگی بسر کرتے
ہیں۔ میرے خاندان کے لئے "ای۔جی۔ایس" کہنے کو زحمت لیکن
حقیقت میں رحمت ثابت ہوئی ہے۔"

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت عثمان آباد ضلع کے مقام وانگی میں مزدور زمین سدھار کے کام میں مصروف ہیں۔
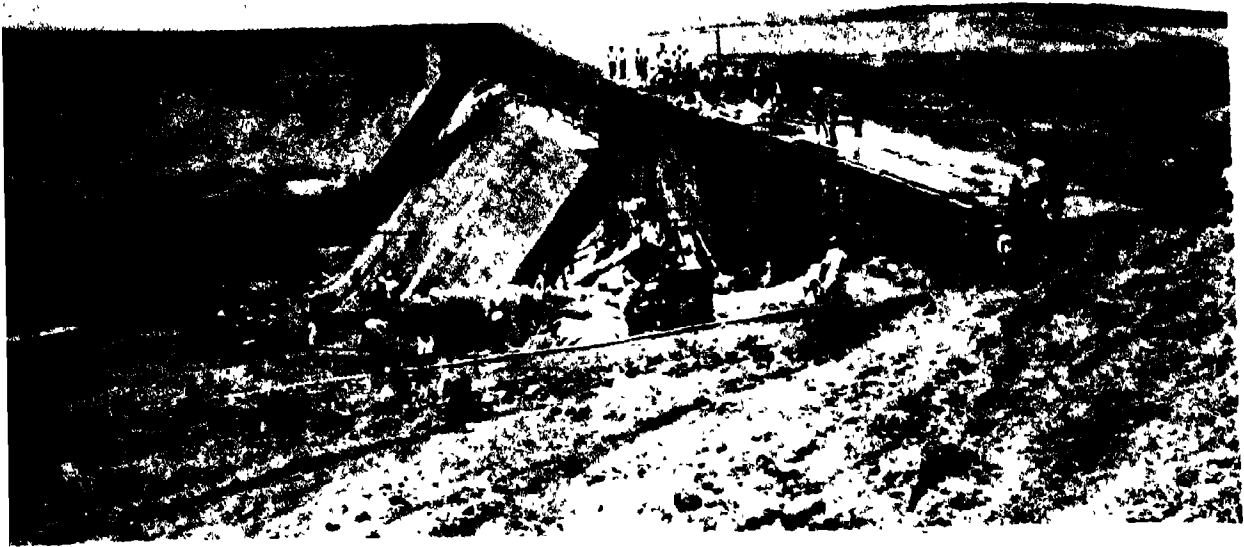
مہاراشٹر میں ضمانتِ روزگار اسکیم ۔ کامیاب عمل آوری

ضمانت روزگار اسکیم جولائی ۱۹۶۹ء میں پائیلیٹ ضمانت روزگار اسکیم (ای۔جی۔ایس) کے طور پر جاری کی گئی اور اسے مربوط علاقائی ترقی اسکیم (آئی۔اے۔ڈی) کے تحت عمل میں لایا گیا۔ ابتداءً اس اسکیم کے نفاذ کے لئے آئی۔اے۔ڈی کے ۵ بلاکس یعنی سانگلی۔ ستارا، رتناگیری۔ ایوت محل اور بیڑ اضلاع سے فی بلاک ایک دیہات کا انتخاب کیا گیا اور تین ماہ کی مدت کے لئے فی دیہات ۱۰۰۰ روپے مختص کئے گئے۔ سانگلی ضلع میں تاس گاؤں بلاک کے وِساپور نامی دیہات میں اس پائیلیٹ اسکیم کے حوصلہ افزا نتائج کو دیکھتے ہوئے نومبر ۱۹۶۹ء میں اسے تاس گاؤں آئی۔اے۔ڈی بلاک کے باقی ماندہ دس دیہاتوں میں بھی وسعت دی گئی۔

نومبر ۱۹۷۰ء میں اس اسکیم پر نظر ثانی کی گئی اور نظر ثانی شدہ ضمانت روزگار اسکیم ان گیارہ اضلاع سانگلی، رتناگیری، بیڑ، احمد نگر، ستارا، ناندیڑ، تھانے، جلگاؤں، ناگپور، ایوت محل اور وردھا میں روبہ عمل لائی گئی جہاں مربوط علاقائی ترقی اسکیم نافذ العمل تھی۔

ریاستی حکومت نے دیہی علاقوں میں پھیلی ہوئی بے روزگاری اور ناکافی روزگار نیز اس کے نتیجے میں پھیلی ہوئی دیہی غربت کے مسئلہ کا موثر حل تلاش کرنے کے لئے ایک خصوصی پروگرام اختیار کرنے کے مقصد کے تحت ضمانت روزگار اسکیم کو ۱۵ نکاتی پروگرام کے ایک نکتے کی حیثیت سے ریاستی سطح پر نافذ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ یکم اپریل ۱۹۷۱ء کو کیا گیا۔ (یہ بھی قرار پایا کہ خلاف معمول حالات مثلاً قحط یا خشک سالی وغیرہ کے دوران یہ اسکیم معطل رہے گی کیوں کہ اس صورت میں راحت اقدامات کے تحت لوگوں کو کام دیا جاتا ہے) ریاستی حکومت نے اس اسکیم کے لئے سالانہ ۵ کروڑ روپے مختص کرنے کا فیصلہ بھی کیا۔

سال ۷۲-۱۹۷۱ تا ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران ریاست کو درپیش غیر معمولی خشک سالی کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے بڑے پیمانے پر راحت اقدامات کئے گئے۔ اس دوران ضمانتِ روزگار اسکیم معطل رہی۔

۲۰ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ریاستی مجلسِ قانون ساز نے متفقہ طور پر ایک قرار داد منظور کی جس میں دستورِ ہند کے رہنما اصولوں میں درج "کام کے حق" کو تسلیم کیا گیا۔ اس قرار داد کی منظوری کے بعد ضمانتِ روزگار اسکیم کی تنظیم کے لئے سنجیدہ کوششیں کی گئیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے نفاذ اور ضمانت روزگار فنڈ کے قیام کے لئے یکم اپریل ۱۹۷۵ء میں نافذ العمل مہاراشٹر سیلس ٹیکس آن پروفیشنز، ٹریڈز، کالنگس اینڈ ایمپلائمنٹ ایکٹ ۱۹۷۵ء کے تحت مختلف پیشوں اور ملازمتوں پر ٹیکس عائد کئے گئے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کو ۱۹۷۷ء میں مہاراشٹر ضمانت روزگار قانون ۱۹۷۷ء کے تحت قانونی حیثیت دی گئی۔ یہ قانون ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء سے نافذ العمل ہوا۔ مہاراشٹر ملک کی وہ واحد ریاست ہے جہاں دستورِ ہند کی دفعہ ۴۱ میں درج "کام کے حق" کو موثر طریقے سے تسلیم کیا گیا ہے۔

عالمی بینک کی جانب سے شائع کردہ عالمی ترقیاتی رپورٹ ۱۹۸۲ء کے مطابق "مہاراشٹر میں ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۸ء تک ۵ سال کی مدت میں آبادی میں ۱۷ فی صد اضافہ کے باوجود دیہی بے روزگاری میں ۲۱ فی صد اور بے روزگاری کی عام شرح میں ۳۲ فی صد تخفیف ہوئی ہے۔ اس دوران مہاراشٹر میں دیہی بے روزگاروں کی تعداد ۱٫۴ ملین سے گھٹ کر ۱٫۱ ملین ہوگئی ہے۔ ریاست کی صنعتی و زرعی ترقی کی سست رفتاری کے پیشِ نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بے روزگاری کی شرح میں کمی کی اہم وجہ ضمانتِ روزگار اسکیم پر کامیاب عمل آوری ہے۔

مارچ ۱۹۸۳ء کے اواخر تک مہاراشٹر میں رفاہِ عامہ کے کاموں پر ۷۱۵٫۴۳ کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ اس رقم کا ۷۰ فی صد حصہ مٹی اور پانی کے تحفظ پر خرچ کیا گیا۔ جبکہ ۱۵ فی صد رقم سڑکوں پر اور ۵ فی صد رقم جنگلات اور دیگر امور پر خرچ کی گئی۔ اس طرح کل ۸۰,۰۰۶ کام مکمل کئے گئے اور ۱۲۳٫۸۷ کروڑ ایام کار ملازمت کے مواقع فراہم کئے گئے۔

امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر وزیر اعظم نے مہاراشٹر میں ضمانت روزگار اسکیم کی کامیاب عمل آوری کی ستائش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب یہ قابلِ تقلید اسکیم قومی سطح پر نافذ کی جائے گی۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والے مزدوروں کو طبی سہولتیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں تھانہ ضلع کے ایک ادیباسی علاقے میں ایک ڈاکٹر ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والے ایک مزدور کی طبی جانچ کر رہا ہے۔

فوری توجہ کیلئے

ہمیشہ "حوالہ نمبر" (جو آپ کے پتے کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمائیں۔ اپنا پتہ صاف لکھیں اور ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرمادیں۔

(ادارہ)

بی۔ این راج ھنس

ادیباسیوں اور کمزور طبقات کو بیدار کرنے میں ضمانتِ روزگار اسکیم کا کردار

ریاست مہاراشٹر میں ضمانت روزگار اسکیم اس نقطۂ نظر کے تحت شروع کی گئی تھی کہ دیہی علاقوں کے ضرورت مند اشخاص کو پورے سال کام فراہم کیا جائے۔ ہمارے دیہاتوں میں مستقل بے روزگاری ہے اور روزگار کے مواقع انتہائی قلیل ہیں۔ یہ مسائل قبائیلی علاقوں میں زیادہ ہی شدید ہیں کیونکہ ان علاقوں میں ماسوار خشک زراعت، جنگلاتی کاموں کے، روزگار کے مواقع نہیں ہیں۔ عام طور سے یہ مشاہدہ رہا ہے کہ موسم باراں کے دوران ان قبائیلیوں کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں رہ جاتی اور ان کی بڑی تعداد کو صحرائی جڑوں اور پتیوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح بہت ہی کم قبائیلیوں کو پورے سال غذا میسر ہوتی ہے۔

قبائیلیوں میں بندھوا مزدوری، ان کی غربت کی اہم وجہ ہے تاجروں اور ساہوکاروں سے حاصل کردہ قرضوں کے عوض ان قبائیلیوں کو برائے نام معاوضہ پر ان استحصال کرنے والوں کا کام کرنا پڑتا ہے۔

یہ قبائیل آج بھی پرانی روایات میں جکڑے ہوئے ہیں اور ضابطے کے دائرے میں رہ کر کام کرنے کی ان کی عادت نہیں ہے ان کے نزدیک کام کی نوعیت اور معاوضہ کی بہت ہی کم اہمیت ہوتی ہے اور اسی لئے بعض اوقات وہ ایک اچھے معاوضہ والے کام پر ایک معمولی شکار کو ترجیح دے دیتے ہیں۔ دراصل وہ اپنے آپ کو 'آج' میں مشغول رکھتے ہیں اور انہیں کل کی شاید ہی فکر ہوتی ہو۔

قبائیلی کردار کے اس پس منظر میں ہم ضمانت روزگار اسکیم کے ادیباسیوں پر اثرات کا تجزیہ کر سکتے ہیں مت قبائیلی علاقے پہاڑی ہیں جہاں ابھی تک سڑکیں اور عوام کی سہولیات مہیا نہیں کی جا سکی تھیں ضمانت روزگار کے طفیل ان قبائیلی علاقوں کے چھوٹے چھوٹے دیہا کو بڑے شہروں سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح ضمانت اسکیم نے قبائیلیوں اور بڑے شہروں کے درمیان نئے تعلقا

قائم کر دیئے ہیں لیکن اس کا کچھ خراب اثر بھی ہوا ہے ـــــ اور کچھ تاجرانہ ذہن رکھنے والے لوگوں نے ان دشوار گذار علاقوں میں پہنچ کر ان لوگوں کا استحصال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسی کے نتیجے میں درختوں کی کٹائی اور جنگلوں کی صفائی بھی عمل میں آئی ہے اور نتیجتاً بہتر پلاننگ کے تحت اب سڑکوں [illegible] تعمیر [illegible] میں آسکے گی۔

نمایاں فوائد

ضمانت روزگار اسکیم [illegible] ۱۹۸۰ـ۷۹ء کے دوران [illegible] فائدہ [illegible] کی ناہمی کا بھی پہنچا ہے جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے [illegible] میں ادیباسیوں کو غذا میسر نہیں ہو پاتی اور ان دنوں وہ جڑوں اور پتوں پر انحصار کرتے ہیں لیکن ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ہر مزدور کو روزانہ ایک کلو اناج کی سپلائی کی اسکیم کا ادیباسی عورتوں نے پرجوش طریقے سے خیر مقدم کیا ہے اس عرصے کے دوران ایسے [illegible] خاندانوں سے واقف ہوا ہوں جنہوں نے سخت جانفشانی سے کام کر کے کافی [illegible] جمع [illegible] تھا تاکہ انہیں موسم [illegible] کے دوران غذا [illegible] تھانے کے قبائلی علاقوں میں [illegible] اسکیم [illegible]

ایسی اسکیم سے تعبیر کیا جاتا ہے جو انہیں سال بھر روٹی فراہم کرتی ہے۔ لیکن ۱۹۸۱ء سے اس اسکیم کو عمل میں نہیں لایا جا سکا۔ اس کی وجہ غذائی اشیاء کی کمی نہیں تھی بلکہ انتظامیہ کو اناج کی تقسیم کے طریقہ کار میں کئی طرح کی دشواریاں درپیش تھیں۔ یہ بالکل اسی طرح تھا جیسے کہ کسی مریض کو اس لئے مار ڈالا جائے کہ اس کا علاج کافی تکلیف دہ تھا۔ اس اسکیم کے تحت کام کرنے والی عورتوں کو اناج کی سپلائی کے رک جانے کا انتہائی قلق ہو[illegible]۔ جہاں بھی آپ جائیں اس اسکیم کے تحت کام کرنے والی عورتیں تو سب سے پہلا سوال پوچھیں گی وہ اناج کی سپلائی کے دوبارہ شروع ہونے کے تعلق سے ہوگا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ [illegible] اسکیم کو دوبارہ جاری کیا جائے [illegible] ضمانت روزگار اسکیم کے [illegible] ایک حصے کی [illegible] غذائی [illegible] کی شکل میں کی [illegible]۔

غربت پر حملہ

[illegible] قبائلیوں میں غربت کا [illegible] ضمانت [illegible] اسکیم [illegible] چھوٹے [illegible] کافی [illegible] اسکیم کے تحت [illegible] ۲۰۰ تا ۲۵۰

چندرپور ضلع میں ورورا تعلقہ کے مقام تیمبھورڈا میں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت مزدور پتھر توڑنے کا کام کر رہے ہیں

دن یک روزگار فراہم ہوتا ہے۔ اس طرح اگر ایک ہی خاندان کے دو افراد اس اسکیم کے تحت کام کرتے ہیں اور اگر فی آدمی اوسط آمدنی ۵ تا ۶ روپے یومیہ ہے تو اُس خاندان کی سالانہ آمدنی ڈھائی تا تین ہزار روپے ہوتی ہے اور اس طرح کم از کم وہ غربت کی سطح سے اوپر آجاتا ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم، بندھوا مزدوری کے خاتمے کے لئے بھی مددگار ثابت ہوئی ہے۔ کئی مقامات پر ہمارا یہ ذاتی تجربہ رہا ہے کہ کچھ لوگ بندھوا مزدوری سے نجات تو پا جاتے ہیں لیکن وہ دوبارہ انہیں کام نہ مل سکنے کی وجہ سے بندھوا مزدوری کے آگے جھکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ضمانت روزگار اسکیم کو ان لوگوں کی آزادی کے تحفظ کے بطور استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس کام کے لئے بے شمار دشواریاں درپیش ہیں۔ رائے گڑھ ضلع میں کٹکری قبائل کی ایک بڑی تعداد کوئلے کے ٹھیکیداروں کے ہاتھوں بندھوا مزدوری کرتی ہے۔ یہ ٹھیکیدار موسم باراں کے دوران ان کٹکریوں کو ایک معمولی سی رقم بطور ایڈوانس دے دیتے ہیں اور اس کے بدلے میں انہیں کوئلے کی پیداوار کے دور دراز مقامات پر کم تنخواہ اور ناقابل تفریق حالات میں کام کرنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ جب ہم نے ان کٹکری قبائل کے لوگوں کو وہاں جانے کی بجائے ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کام قبول کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگلے موسم باراں کے دوران انہیں ایڈوانس کون دے گا لہٰذا ضمانت روزگار اسکیم میں کچھ ایڈوانس کی ادائیگی کی شرائط کے بغیر بندھوا مزدوری کو کامیابی سے ختم کرنا انتہائی دشوار کام ہے۔

نئے ضوابط

ضمانت روزگار اسکیم نے بلاشبہ نہ صرف قبائیلیوں میں بلکہ دوسرے دیہی علاقوں میں بھی کام سے نئے طریقہ کار اور ضوابط متعارف کئے ہیں۔ مثلاً قبائیلیوں اور دیگر دیہی لوگوں میں وقت کی اہمیت اور پابندی کا احساس اجاگر ہوا ہے [illegible] یہ کہ آہستہ آہستہ انہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ کام مانگنا ان کا حق ہے اور کام فراہم کرنا ان پر کوئی احسان نہیں [illegible]

لیکن ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ہفتہ واری اجرت کی ادائیگی کے طریقے ہیں اگرچہ چھوٹے پیمانے ہی پر سہی یہ لوگ زندگی کو طریقے پر چلانا سیکھ گئے ہیں۔ اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوہر تعلقہ میں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والے تقریباً تین سو قبائیلیوں نے ہر ہفتے کچھ نہ کچھ رقم چھوٹی بچت میں جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔ بلاشبہ اس کامیابی کا سہرا اسکیم کے متعلقہ انچارج افسر کے سر بندھتا ہے۔ اس طرح قبائیلیوں کا احساس ہو چکا ہے کہ وہ کل کے لئے نہ صرف یہ کہ بچت کر سکتے ہیں بلکہ ساتھ ہی سود پر پیسہ دینے والوں کے شکنجہ سے نجات بھی پا سکتے ہیں۔

کام کے نئے طریقے

لیکن ضمانت روزگار اسکیم کو قبائلی علاقوں کے حالات کے مطابق خود کو اس کے موافق بنانا ہوگا۔ مثلاً قبائلی علاقوں میں زرعی ترقی کی راہ میں وہ مویشی سب سے زیادہ مانع ہیں جو سال بھر کھلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ قبائل ان مویشیوں کو فطرت کا ایک جزو تصور کرتے ہیں۔ اس لئے وہ انہیں شاید ہی باندھ کر رکھنے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ لہٰذا ضمانت روزگار کو اس تعلق سے ایسی اسکیمیں وضع کرنی ہوں گی جو ان قبائلی نوجوانوں کو جانوروں پر کنٹرول کرنے اور گلہ بانی کو فروغ دینے کے لئے منفعت بخش ذریعہ معاش مہیا کر سکے۔ میں نے "گورکھی اسکیم" نامی ایک تجویز بلاک پلان رپورٹ میں جو کہ جوہر بلاک پر مبنی ہے، بنائی ہے جس کے تحت مویشیوں کو مفید بنایا جا سکتا ہے اور دوسری فصل کے لئے ایک نیا راستہ کھل سکتا ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ اسکیم ابھی ریاستی حکومت کے زیر غور ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کو بنیادی پیداوار کے تعلق سے کام کے لئے طریقہ کار رائج کرنے ہوں گے جیسا کہ ریشم سلک کی تیاری، جنگلاتی پیداوار کو یکجا کرنا وغیرہ۔ اگر ان اسکیموں کو بہتر اور منظم طریقے سے نافذ کیا جائے تو یہ غریبی اور بندھوا مزدوری کے خاتمے کے لئے موثر ثابت ہو سکتی ہیں۔

اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ قبائلی اُن کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں جو فطرت سے ان کی وابستگی [illegible]

ہم آہنگی کو برقرار رکھے نیز انہیں یہ اطمینان دلائے کہ کوئی شے اپنی تکمیل کے تمام مراحل سے گذرنے کے لئے صرف ان کی ہی مرہون منت ہے۔ اس لئے وہ پھلوں کو توڑنے، جنگلاتی پیداوار کو جمع کرنے اور سلائی وبڑھئی جیسے چھوٹے کاروبار میں بہتر کارکردگی دکھاتے ہیں اور ایسے مواقعوں پر وہ ایسی اشیا، بناتے ہیں جو کہ مکمل طور پر ان کی کوششوں سے عالم وجود میں آتی ہو۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ بالخصوص قبائیلیوں کے لئے ایسے کام اختراع کئے جائیں جو کہ بالحقیقت انہیں مطمئن کر سکیں۔ اگر ہم ان سے سڑک کی تعمیر کا کام لیتے ہیں تو بہتر ہوگا کہ پورے ایک خاندان یا قبائیلیوں کے خاندان کے ایک پورے گروپ کو کام کا ایک حصہ سونپ دیں اور انہیں اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اس کام کو اپنے طور پر مکمل کریں۔ اس قسم کے کام کو مختلف مراحل جیسے زمین کی کھدائی، پتھروں کو توڑنا وغیرہ میں منقسم کرنا بہتر نہیں ہے۔

علاوہ ازیں ایسی تجاویز پیش کی جائیں جو ضمانت روزگار اسکیم کو مکمل اور موثر طریقے سے استعمال میں لائے جو قبائیلیوں کی زندگی کے حالات کو بدل دے۔ اس مقصد کے لئے میری تجویز ہے کہ ایک خصوصی سیل قائم کیا جائے۔

ایک نئی آگہی

ضمانت روزگار اسکیم نے دیہی مزدوروں اور قبائیلیوں میں ایک نئی روشنی پیدا کر دی ہے۔ متعدد قبائیلی علاقوں میں کام طلب کرنے کے لئے مظاہرے نئی بیداری کا بیں ثبوت ہیں اس بیداری کو قبائیلی لوگوں کی منظم اور نتیجہ خیز تنظیموں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جسے مختلف غیر ضروری روایات اور طور طریقوں کے خلاف لڑنے کے لئے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ مثلاً کم سنی کی شادی اور شراب، وہ دو لعنتیں ہیں جو کہ قبائیلی لوگوں کی بندھوا مزدوری اور دیوالیہ ہونے کا باعث ہیں لیکن منظم گروہ جیسے کہ بھومی سینا نے قبائیلی لوگوں میں سے ان لعنتوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں اپنی تنظیموں کو استعمال کیا ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم آدیباسیوں میں ایک نئے قسم کی سماجی تنظیم کی تشکیل کے لئے بطور ہتھیار بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ ایسا چھوٹے پیمانے پر پالگھر، جوہر، شہادہ اور چندر پور میں کیا گیا ہے۔

فی الحال جہاں تک ... دوسرے کمزور طبقے ... مثلاً ہریجن، بے زمین

مزدور اور عورتوں کا تعلق ہے ضمانت روزگار اسکیم نے ان میں بھی نئی بیداری پیدا کی ہے۔ سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ عورتوں میں یہ خود اعتمادی پیدا ہوئی ہے کہ وہ بھی مردوں کے شانہ بہ شانہ کام کر کے مزدوری حاصل کر سکتی ہیں۔

۶ زرعی مزدوروں کو کم از کم مزدوری کے مقرر کرنے کا جو سوال ہے وہ انتہائی مشکل مسئلہ ہے لیکن ضمانت روزگار اسکیم نے وہ کر دکھایا ہے جسے کہ ان گنت لیبر انسپکٹر اور عدالتیں نہیں کر سکی ہیں۔ کولہاپور ضلع کے ایک معاملہ میں زرعی مزدوروں نے ضمانت روزگار اسکیم کے کام کو بنیاد تصور کرتے ہوئے مزدوری میں اضافے کی جنگ جیت لی ہے۔

دیہی غریبوں کی یک جہتی

ضمانت روزگار اسکیم ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں دیہی غریبوں کے درمیان مکمل یک جہتی قائم کی جا سکتی ہے۔ یہاں بے زمین اور زمین کے مالکان، عورتیں اور مرد، ہریجن اور اونچی ذات کے ہندو ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور ایک ہی جگہ سے پانی استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح یہ سماجی یکسانیت جو کہ دیہاتوں میں شاید ہی دکھائی دے۔ یہاں خود بخود عملی طور پر وجود میں آ رہی ہے۔ مزید یہ کہ ضمانت روزگار اسکیم زرعی مزدوروں کو منظم کرنے میں استعمال کی جا سکتی ہے بہ صورت دیگر ان دیہی غریبوں کو ایک ساتھ جمع کرنا ایک زبردست مشکل امر ہے لیکن ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ایسے نو ہزار افراد کو یکجا کیا گیا ہے اور انہیں کام کے حصول سے لے کر صحیح پیمائش، مناسب مزدوری وغیرہ کے لاتعداد مسائل ہیں۔ ضمانت روزگار اسکیم ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں نہ صرف معاشی غریب بلکہ مختلف طبقوں کے دیہی افراد ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور تنظیم کے روبرو جوابدہ ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ منظم ہونے کے بعد یہ تنظیمیں ہماری دیہی سوسائیٹیوں کے ڈھانچے میں تبدیلی لانے کے لئے اس نئی بیداری و واقفیت کو استعمال کر سکتی ہیں جو کہ ہماری غربت کے خاتمے کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم ـ تصویروں میں

ضمانتِ روزگار اسکیم حکومتِ مہاراشٹر کی وہ عظیم اسکیم ہے جس کے تحت ریاست میں کام کے متلاشی صحت مند دیہی افراد کو جسمانی کام فراہم کیا جاتا ہے۔ اس طرح حکومتِ مہاراشٹر نے دستورِ ہند کی دفعہ ۴۱ میں درج کام کے حق کو عملی طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی محنت سے آبپاشی پروجیکٹ، سماجی سطح کی جنگل بانی، اینٹ سازی اور نہروں کی کھدائی جیسے اجتماعی افادیت کے حامل تعمیری کام بھی مکمل کئے جاتے ہیں۔ ذیل کی تصویروں میں اس اسکیم کے تحت جاری کئے گئے بعض کاموں کے مناظر پیش کئے گئے ہیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت اجتماعی افادیت کے حامل کام جاری کئے جاتے ہیں۔ اوپر کی تصویر میں پونے ضلع میں چاسکامن پروجیکٹ کی بائیں نہر پر مزدور کام کر رہے ہیں۔ نیچے کی تصویر میں پیورا بائیں نہر کی تجدید کا کام جاری ہے۔

آبپاشی ٹینک کی تعمیر، بھی ایک تعمیری کام ہے۔ اس طرح کے کاموں کی تکمیل کی وجہ سے کام کی جگہوں سے ایک کلومیٹر نصف قطر کے حلقے پانی سے فیض یاب ہو جاتے ہیں۔ تصویر میں ناشک ضلع کے سینّر تعلقہ میں پاستے آبپاشی کی بھرائی کا کام مزدور عورتیں انجام دے رہی ہیں۔

بائیں جانب کی تصویر میں ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت مزدور پونے ضلع میں سنگوی آبپاشی تالاب پر کام کر رہے ہیں۔ دائیں جانب اورنگ آباد ضلع کی خشک سالی سے متاثرہ کنّڑ تحصیل میں فراہمیٔ آب کے لئے تالاب کی کھدائی کا کام ہو رہا ہے۔ نیچے کی تصویر میں پونے ضلع کی کوڈاپوری تحصیل سے آبپاشی تالاب پر مزدور کام کر رہے ہیں۔

سماجی بنانے پر جنگل اپنا اسباق
و ترقی دینے والے سوم اب ضمانت
روزگار اسکیم کے پسندیدہ کاموں
میں سے ہیں۔ تصویر میں گھاس
کاٹنے کا کام جاری ہے۔

مرکزی چندر پور جنگلاتی ڈویژن میں
ضمانت روزگار اسکیم کے تحت مزدور
کاریگران کے درخت لگاتے ہوئے
دکھائی دے رہے ہیں۔
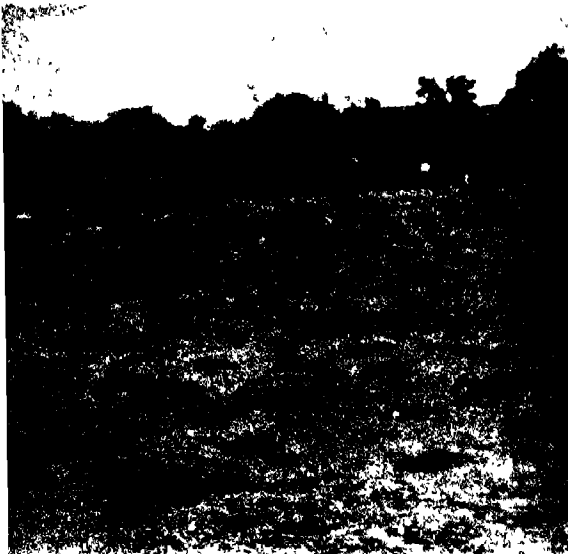
بائیں طرف کی تصویر میں مختلف قسم کے درختوں کو لگانے کے لئے کھودے گئے گڑھے دیکھے جا سکتے ہیں۔ دائیں طرف کی تصـ
میں احمد نگر ضلع کے شری گونڈا تعلقہ کے مقام گھاٹ پٹواڑی میں "یوکلپٹس" کی پودکاری کا منظر دیکھا جا سکتا ہے۔

ضلع کولابہ
تارنے کے
پودکاری
درختوں کے

والے کاموں کی
ہے۔ نیچے نالہ پر بند
تربیت، کھیتی
زمینوں کی حفاظت وغیرہ
احمد نگر میں نالہ کی بند سازی
رہا ہے۔
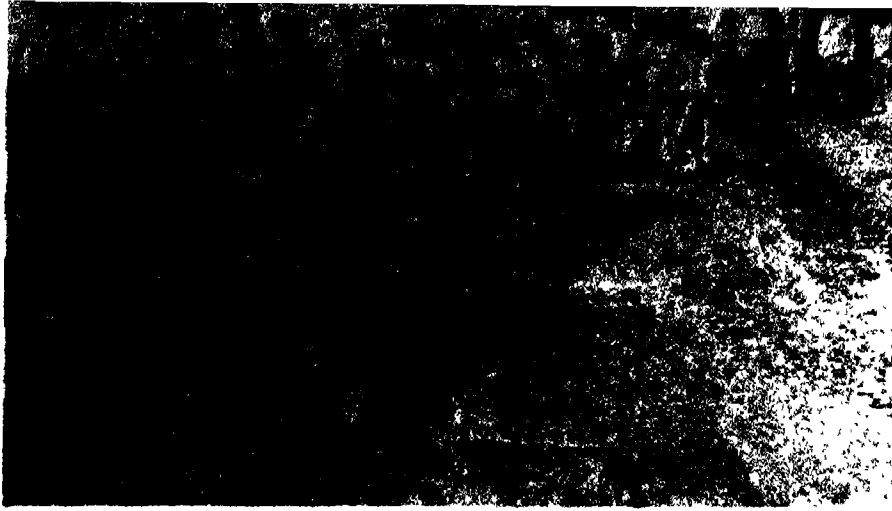
بلڈانہ ضلع میں کھانیگاؤں میں ایک
تالاب کے لئے کھدائی ہو رہی ہے۔
نیچے بائیں طرف، ضلع اکولہ میں نالہ کے
لئے تعمیری کام دیکھا جا سکتا ہے۔
نیچے دائیں طرف، سینچائی کیلئے گہرائی
سے پانی نکالنے کا کام ضلع دھولیے کے
مقام شہادہ میں ہو رہا ہے جو ہزاروں
کسانوں کیلئے بہت بڑی نعمت ثابت ہوگا۔

ضمانت روزگار اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ کم آمد طبقوں کی پریشانی دور ہو، لہٰذا یہ بہت لازمی بات ہے کہ مزدوروں کو پینے کے پانی کی سپلائی، طبی امداد، پرورش گاہِ اطفال، سایہ بان وغیرہ سہولیتیں مہیا کی جائیں

بائیں طرف ایک طبی ٹیم کام کی جگہ پر مزدوروں کی طبی جانچ کر رہی ہے۔
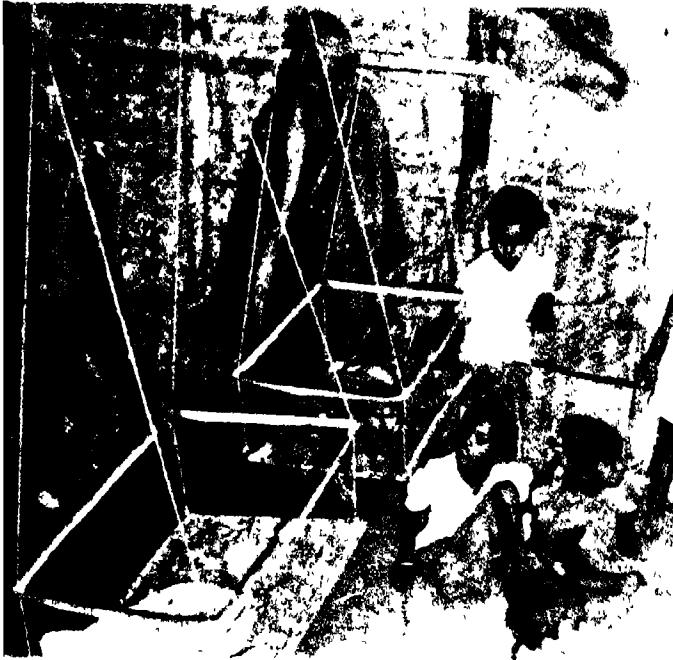
مزدور عورتوں کے ننھے منے اور چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کے پرورش گاہِ اطفال قائم کیے گئے ہیں۔ دائیں طرف ایک مزدور عورت ساتھ کام کرنے والی ایک دوسری عورت کو پانی پلا رہی ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کا مقصد مفید روزگار مہیا کرنا اور گاؤں کو ترقی دینا ہے۔ اینٹ، ٹائیل وغیرہ کی تیاری میں بڑے اقتصادی فائدے ہیں۔ تصویر میں ایوت محل ضلع کے ایک گاؤں میں مزدور ٹائیل سازی میں مصروف دیکھے جا سکتے ہیں۔

ناگذر پہاڑوں سے ہٹ کر
آرام سے بیٹھ کر
کھانا کھاتے ہیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت
مزدوروں کے ننھے منّوں کیلئے
"دائیاں" بھی مقرر کی جاتی ہیں۔

مدھوسدن دتاتریہ ساٹھے

پلاننگ پر ضمانت روزگار اسکیم کے اثرات

راقم مضمون کا بیان ہے : ضمانتِ روزگار اسکیم پبلک کے متعلق حکومت کی پالیسی سے واقف کاری کا ایک ممتاز ذریعہ ہے کیونکہ اس کا تعلق غریبوں کی بھلائی سے ہے۔ اس کے دو اہم پہلو ہیں۔ ایک تو وہ فوری حقیقت ہے جس کی بنا پر دیہات کے غریب عوام اپنی بے کاری کو باکاری سے بدل کر کچھ آمدنی کر لیتے ہیں اور اس طرح حاصل کی ہوئی آمدنی ان کے لئے روزی اور زندگی بخش ثابت ہوتی ہے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ اس طرح مقامی وسائل سے کام لینے کا ایک کارآمد سلسلہ شروع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ترقی کی راہ پر آگے بڑھنے میں مدد ملتی ہے اور یوں محنت کرنے والوں پر ذاتی کاروبار کے مواقع کھل جاتے ہیں۔

ترقی اور روزگار کے مابین جو رشتہ ہے وہ نازک بھی ہے اور حساس بھی، اس لئے کہ اس کا تعلق براہِ راست غریبوں کی بہبودی سے ہے۔ جن لوگوں کا تعلق منصوبہ بندی سے ہے۔ وہ اکثر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ترقی کا عمل بذاتِ خود روزگار کے مواقع پیدا کر دیتا ہے اور اس لئے ان کے خیال میں منطقی یا سماجی طور پر ان مواقع پر توجہ دینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ حالیہ برسوں میں ہماری ریاست میں لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا دیکھے گئے ہیں اور اس سلسلے میں ان کا اضطراب بڑھتا ہی جا رہا ہے کہ ضمانت روزگار اسکیم کے ذریعہ ترقی کی مزید راہیں کھل جائیں گی۔

۱۳/۱۲/۱۹۷۲ء کی بات ہے کہ مہاراشٹر میں دو اہم موضوعات بیک وقت سامنے آئے ہیں جن میں سے ایک

ضلعی پلاننگ اور دوسرا ضمانت روزگار اسکیم سے متعلق تھا۔ ہم ذیل میں ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

تین طرفہ پلاننگ

کافی عرصے تک پلاننگ کو ہندستان میں قومی سطح پر مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ یہ پلاننگ کسی پروجیکٹ کے سلسلے میں وسیع اقتصادی سیکٹروں سے متعلق ہوا کرتی تھی۔ اب عام خیال یہ ہے کہ منصوبہ بندی مختلف سطحوں پر ہونی چاہیئے تاکہ ایک طرف اس میں لوگ شریک ہو سکیں اور دوسری طرف الگ الگ علاقوں کو اور مختلف طبقے کے لوگوں کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ اس لحاظ سے تین مختلف دائروں میں، یعنی ریاستی، ضلعی اور تعلقہ واری یا بلاکوں کی سطح پر پلاننگ کو امتیازی حیثیت دی جانے لگی ہے۔ تاحال نظریاتی اور تصوراتی طور پر ملک میں ضلعی اور بلاک کی پلاننگ کے اصولوں اور طریقوں پر کوئی خاص کام انجام نہیں پایا ہے بلکہ نہ تو پلاننگ کمیشن نے اور نہ ریاستی حکومت نے ان کے مطالعہ پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت سمجھی۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تعلق سے مختلف حلقہ داری مقامی سطحوں پر پلاننگ کا سوال زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے کیونکہ یہ اسکیم عوام سے تعلق رکھنے اور جوڑنے میں جدید ترین پروگرام کی حامل ہے۔ بہت سے غیر ریاستی لوگوں کے لئے اس اصول اور پالیسی کی تہہ تک پہنچنا دشوار رہا ہے جو ریاستی سطح پر پلاننگ کے زاویئے کے پیش نظر رہی ہے۔ اس کے وجوہ کچھ تو سیاسی ہیں اور کچھ حلقہ داری مفادات۔

ضلع واری پلاننگ

اس کے کچھ واقعیت پسندانہ وجوہ ہیں۔ ریاست مہاراشٹر ایک طرف بہت گنجان، صنعتی طور پر بمبئی جیسے بے حد ترقی یافتہ اول درجے کے شہر سے اور دوسری طرف مراٹھواڑہ، کوکن اور ودربھ جیسے پسماندہ خطوں سے مرتکب ہے۔ یہاں تک کہ مغربی مہاراشٹر بڑی حد تک خشک سالی سے متاثر علاقہ ہے۔ سوائے زمین کے چند ٹکڑوں کے جن کی آبپاشی نہروں سے ہوتی ہے اور جن کے آس پاس گنے کی قابل رشک پیداوار ہوتی ہے اس لحاظ سے یوں مرکب اس ریاست میں خود خطوں اور طبقات میں ایک طرح کی داخلی عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے پلاننگ کے عمل میں ان غیر منفصل شدہ حقائق کو جگہ دی گئی ہے ضلع واری پلاننگ کو ان ہی علاقہ واری عدم مماثلتوں کو دور کرنے کے ایک ذریعے کے بطور اختیار کیا گیا تاکہ پلاننگ کے عمل میں عدم مساوات کے مسئلے سے بچ کر راستہ اختیار کیا جائے۔

مذکورہ بالا حقائق کے متوازی خطوط پر ضمانت روزگار اسکیم ۱۹۷۲ء میں خشک سالی کے نتیجے میں زیر عمل آئی تھی ہم دیکھتے ہیں کہ تصوراتی لحاظ سے ان دونوں امور میں یعنی خشک سالی اور ضمانت روزگار میں ایک طرح کی یکسانیت ہے لیکن نتیجہ بالکل الگ الگ ہے۔ پھر جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے ضمانت روزگار اسکیم وسیع تر ہوتی جارہی ہے اب حال یہ ہے کہ سالانہ ریاستی پلان پر جو خرچ ہوتا ہے اس کا دس فی صد سے زیادہ اس مد پر خرچ ہوتا ہے اور اس کا دائرہ دس سے پندرہ لاکھ غریب مزدوروں کی جانب ہے کا

احاطہ کرتا ہے۔ بآسانی دیکھا جا سکتا ہے کہ عوام کے ساتھ وابستگی کی پالیسی کا یہ ایک موثر ذریعہ ہے جس کا نتیجہ غریبوں کی بھلائی اور خیر خواہی ہے۔

اس کے بالمقابل ضلع واری پلاننگ کا عمل بے توجہی کی نذر ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اب اس پر عام لوگ بحث و گفتگو کرتے بھی دکھائی نہیں دیتے بلکہ اکاڈمیوں میں، پریس میں یا سیاست میں اس کا کہیں کوئی ذکر ہی نہیں آتا۔

عمل درآمد میں رخنہ

ایک طرح سے اس کی چھان بین کی جانی چاہئے کہ ایسا کیوں ہو ضمانت روزگار اسکیم پر روز افزوں خرچ نے کچھ بنیادی مسائل کھڑے کر دئے ہیں جنہیں اس مرحلے میں حل کرنا مناسب ہوگا۔ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ ضلع واری پلاننگ اور ضمانت روزگار اسکیم پر عمل درآمد کے تقریباً دس سال گذر چکے ہیں اور دونوں کے متعلق کافی معلومات اور تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ جن کو اعلیٰ سطح پر کسی تحقیقاتی کمیشن کا تقرر کرکے مفید نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ ایک بات اور بھی واضح ہے۔ ضمانتِ روزگار اسکیم "بجٹ کی سختیوں" سے آزاد ہے جبکہ پلان کی دوسری تمام اسکیمیں اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ دوسری طرف مناسب طور پر منصوبہ بندی کنٹرول اور نگہداری و تنبیہہ کے نہ ہونے سے ضمانت روزگار اسکیم کچھ عرصے سے خراب حالات سے دوچار ہے۔

عوامی سطح پر اس بات کا دھندلا سا احساس پیدا ہوا ہے کہ ضمانتِ روزگار اسکیم میں روز افزوں رشوت خوری راہ پا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ان پیداواری کاموں کی تکمیل کے متعلق کوئی یقینی علم نہیں ہوتا جن کا ای جی ایس کے تحت کام انجام دیا جانا مقصود ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صورتِ حال اس امر کا ثبوت ہے کہ ای جی ایس اور باقیماندہ ضلع واری پلاننگ کے درمیان یک جہتی کا فقدان ہے۔

ناامیدی کا دوسرا نکتہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت عمل کئے گئے پیداواری کاموں کے استعمال کے متعلق ہے۔ یہ چیز آبپاشی کے کاموں میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے جنہیں آبپاشی کے چھوٹے تالابوں وغیرہ کی حیثیت سے تشکیل دیا گیا ہے۔ بڑی حد تک اس امر پر اب تک نظر نہیں ڈالی گئی ہے۔ اگر ان جیسے معاملات پر خاطر خواہ توجہ نہ دی گئی تو پیداواری کاموں پر زور دینا بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ ایک معنی کر کے پرکولیشن ٹینک رٹیکاؤ یا تھوڑا تھوڑا پانی پہنچانے والے تالاب کے غیر مفید ہیں جس طرح قلت یا قحط کے دوران پتھر توڑنے کا کام۔

لہذا ضمانت روزگار اسکیم جیسے عوامی بہبودی کے کام دو اہم خصوصیات رکھتے ہیں۔ ایک تو فوری طور پر وہ حقیقت شناسی جس کے ہوتے دیہی مزدور اپنی جسمانی محنت کو آمدنی کا ذریعہ بنا کر قوتِ لایموت حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسرے اس طرح روزگار مہیا کرکے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مقامی وسائل کی ترقی آخر کار خود روزگاری کے مواقع اور دیگر کاموں کے کرنے کا میدان پیدا کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ پس منصوبہ بندی کے وسیع تر ڈھانچے میں ضمانت روزگار اسکیم اس لحاظ سے واضح طور پر فائدہ مند ہے کہ اس کے نتیجے میں دیہی غریب مزدوروں کو روزگار کے زیادہ مواقع اور زیادہ آمدنی کے یقینی وسائل حاصل ہوتے ہیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کھودا گیا ایک کنواں۔ ایسے کنوئیں پینے کا پانی فراہم کرنے کے علاوہ آبپاشی کے بھی کام آتے ہیں۔

* ایل۔ کے۔ مٹاٹکر

ضمانت روزگار اسکیم کے کامیاب اثرات

دیہی خاندانوں سے فی بالغ فرد کے لئے روزگار ضامن دیہی ضمانت روزگار اسکیم کا نفاذ گوکہ سرزمین مہاراشٹر سے ہوا ہے لیکن اس کے مثبت اثرات بہت جلد ہمارے سارے ملک میں دیکھے گئے ہیں۔ سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر آنجہانی وی۔پی نائیک کی جاری کردہ اس اسکیم کی مہاراشٹر میں کامیابی سے متاثر ہوکر ابھی حال ہی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بھی امسال یوم آزادی کے موقع پر مذکورہ اسکیم کو ملک بھر میں نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ بے شک مذکورہ اسکیم کی اس قدر کامیابی مہاراشٹر کے لئے طرۂ امتیاز ہے۔

بے روزگاری سے راحت

حکومت مہاراشٹر نے یہ اسکیم خصوصاً دیہاتوں میں روزگار کے متلاشی عوام کو روزگار مہیا کرنے کی غرض سے شروع کی تھی۔ ابتدا ہی سے لوگوں کو بے روزگاری سے راحت پہنچانا اس اسکیم کی بنیادی خصوصیت رہی ہے اور اس میں روزگار کی فراہمی کا دخل کم رہا ہے۔ موسمی فصل کے ناقص ہونے پر مہاراشٹر میں اس اسکیم کا فائدہ زرعی مزدوروں کے حق میں خاص طور پر بہتر ثابت ہوا ہے کیونکہ اس اسکیم کے تحت زرعی مزدوروں کی اجرت متعین کر دی گئی ہے اور اس کی ادائیگی مالکان پر لازم قرار دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس اسکیم کا دوسرا فائدہ زرعی مزدوروں کو بندھوا مزدوری سے نجات ہے جو کہ متبادل مواقع روزگار نہ ہونے کی صورت میں اس بے رحمی کے لئے مجبور تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دیہی ضمانتِ روزگار اسکیم نے دیہی علاقوں کے بے روز[گار] اور ناکافی اجرت پر مزدوری کی زنجیروں میں بندھے ہو[ئے] افراد کو لالچی مالکانِ اراضی کے پنجوں سے نجات دلائی ہے۔

۱۹۸۱ء کی مردم شماری کی روشنی میں اگر تعداد آبا[دی] اور روزگار کے تناسب پر غور کیا جائے تو یہ بات اچھی ط[رح] واضح ہوگی کہ مہاراشٹر کی کل ۶۲۷۶۲۵ لاکھ آبادی [کا] ۶۵ فی صد دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ اور د[یہی] علاقوں میں برسر روزگار میں سے ۷۹ فی صد تعداد بطور ک[سان] یا زرعی مزدور کے حیثیت سے اپنا گذر بسر کر رہی ہے [اس] تعداد کے لئے زرعی کاموں کے مواقع بھی غیر متوقع ہیں کی[ونکہ] ریاست میں آبپاشی کی سہولیات مناسب تعداد میں دست[یاب] نہیں ہیں۔ صرف ۱۰ فی صد قابل کاشت اراضی پر آبپاشی ممکن

اس کے علاوہ ریاست کے متعدد حصّے خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان ہی قدرتی مسائل کی وجہ سے مہاراشٹر کے دیہی عوام بے روزگاری کا شکار رہتے آئے ہیں۔ ایک حالیہ اندازے کے مطابق ۵۶ فی صد دیہی عوام غربت سے بھی نچلی سطح میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں بے زمین کھیت مزدور، قلیل یا معمولی قطعہ اراضی کے مالک کسانوں کو سب سے زیادہ تکالیف کا سامنا رہتا ہے۔ ۷۸-۱۹۷۷ء میں جب ۳۲ ویں بار سروے کیا گیا تو پتہ چلا کہ دیہی علاقوں میں ۱۴ء۶ فی صد مرد جن کی عمریں ۱۵ تا ۵۹ سال کے درمیان ہیں بے روزگار تھے۔ اسی طرح اسی تناسب عمر میں ۲۱ء۹ فی صد عورتیں بے روزگاری میں مبتلا پائی گئیں۔

قانونی حیثیت

دیہی عوام کے حالاتِ زندگی میں بہتری لانے کی خاطر ضمانتِ روزگار قانون بابت ۱۹۷۷ء کا نفاذ ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء سے عمل میں آیا اور اس طرح ایک قطعی انسانی مسئلے کو قانونی شکل دے دی گئی۔ مذکورہ قانون کے تحت دیہی علاقے کے ہر بالغ فرد کو یہ قانونی حق دیا گیا ہے کہ اسے غیر تربیتی محنتی کام بطور روزگار فراہم ہوں۔ ریاست کے خشک سالی کے آثار رکھنے والے علاقوں کے لئے بہر حال مذکورہ قانون ایک وسیع پیمانے کی رفاہِ عامہ اسکیم بھی جا سکتی ہے۔ خشک سالی کے دوران دیہی علاقوں میں یہ اسکیم قحط سالی کے اثرات سے بچانے میں کافی مددگار ثابت ہوتی ہے جس کی عمل درآمد پر اخراجات کا اندازہ تقریباً ۴۰۰ تا ۴۲۵ کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔

مہاراشٹر کے طبعی حالات کے پیشِ نظر دیہی روزگار ضمانت اسکیم خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں کئی پہاڑی علاقے ہیں کہیں غیر یقینی بارش کے علاقوں کا سلسلہ ہے تو کہیں ناکافی آبپاشی والے علاقے ہیں۔ اصلاح اراضی کے پروگرام کے باوجود مہاراشٹر زرعی اراضی قانون کے تحت حکومت کی تحویل میں مناسب تعداد میں قطعات آراضی نہیں آسکی ہیں۔ مثال کے طور پر خشک کھیتی والے علاقوں میں اراضی کی حدبندی ۵۵ ایکڑ، سیراب علاقوں میں ۲۸ ایکڑ، کنوؤں کے ذریعے آبپاشی والے علاقوں میں ۲۸ ایکڑ اور باغات علاقوں میں یا دائمًا آبپاشی والے علاقوں میں یہ حد ۱۸ ایکڑ تک مقرر ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ سیراب علاقوں میں محض مغربی مہاراشٹر اور ودربھ علاقوں تک ہی محدود ہے۔ مخلوط فصل اور جدید کاشتکاری تکنک کے استعمال سے سبز انقلاب کا ایک نیا دور شروع ہوا، لیکن اس کا فائدہ صرف کپاس یا گنّے کی فصل والے علاقوں تک ہی محدود رہا۔ پھر بھی ریاست کے دیہی بے روزگار افراد کی بڑی تعداد کے لئے روزگار کے امکانات پیدا کئے جا سکے۔

خصوصیات

اگر دیہی ضمانت روزگار اسکیم کو موجودہ شکل میں ہی زیرِ عمل رکھا گیا تو اس کے نتیجے میں ۲۰۰۰ء کے آغاز تک ۳ء۵ ملین اشخاص کو روزگار فراہم کیا جا سکے گا۔ اس اسکیم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بے شمار مختلف اقسام کے کاموں کو نہایت ہی مناسب ترتیب سے اکٹھا کیا گیا ہے۔ ان کاموں میں ریشم کے کیڑوں کی پرورش کھادی، کتائی، باغبانی جیسے کام چند مخصوص علاقوں میں بے حد فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ ہماچل پردیش میں کانگڑا کے مقام پر بھی ان میں سے چند کاموں کو کامیاب طریقے سے آزمایا گیا ہے۔ نیشنل کمیشن برائے مزدور کا بھی خیال ہے کہ اب زرعی روزگار آخری حد تک پہنچ چکے ہیں اور ضروری ہے کہ روزگار کے دیگر ذرائع کے امکانات پیدا کئے جائیں۔ مثال کے طور پر مہاراشٹر میں صنعتی فروغ کے باوجود اس شعبے میں روزگا[ر] کی فراہمی صرف چھوٹے پیمانے تک ہی ممکن ہو سکی ہے۔ لیکن یہ بھی بعید از امکان نہیں کہ ملک کے اس حصّہ میں آباد زرعی مزدوروں کی خاصی تعداد کے لئے بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع فراہم ہو سکیں بشرطیکہ غیر زرعی کاموں میں اضافہ ہو۔

سومنت پٹیل کی سفارشات

اس سلسلے میں آل انڈیا مینو فیکچررز آرگنائزیشن کے سابق صدر شری سومنت پٹیل کی سفارشات قابلِ ذکر ہیں جو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی موجودگی میں مذکورہ ادارے کی گذشتہ ماہ میں منعقدہ سالانہ اجلاس کے دوران پیش کی گئی تھیں۔ شری پٹیل کے بیان کے مطابق متبادل کاشتکاری وسائل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مواقع روزگار فراہم کئے جا سکتے ہیں۔ اگر پنجاب اور ہریانہ کی طرح یہاں بھی ایک ہی زرعی اراضی پر

ہر سال صرف دو فصلوں کی بھی کاشتکاری کی جائے تو تقریباً سال بھر کھیت مزدوروں کو کام مہیا ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ زرعی صنعت کو بھی فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے، عام طور پر صرف آزمودہ اور روایتی فصلوں کی کاشتکاری پر ہی توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن نئی فصلوں پر دھیان نہیں دیا جاتا جن کی مہاراشٹر میں اچھی کھیت ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر کوکن میں کوکو اور کافی اگائی جاتی ہے۔ راتے گڑھ میں ربر کی آزمائشی کاشت سے نہ صرف یہ کہ خام ربر کی دستیابی میں اضافہ ہوا بلکہ دیہی عوام اور خصوصاً ادیباسیوں کی خاصی تعداد کو سال بھر روزگار کے مواقع فراہم ہو سکے ہیں۔ اسی طرح قابل آبپاشی علاقوں میں گرمائی مونگ پھلی کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ پٹلھن سے بیج کے لئے نہروں کے دونوں کناروں پر کاشت ممکن ہے۔ شری پٹیل کے مطابق دھان یا دیسی کپاس کی کاشت اگر جون میں کی جائے تو دسمبر یا جنوری تک زمین زیر فصل رہتی ہے جس کی وجہ سے ایسی زمینوں پر ربیع فصل نہیں اگائی جاسکتی زرعی ماہرین اگر کوئی تدبیر کریں تو زود رو دھان، جوار وغیرہ کی فصل جون تک کاشت کرنے کے بعد ستمبر تک تیار کی جاسکتی ہے اور پھر وہی زمین گیہوں یا گرمائی مونگ پھلی کی کاشتکاری کے لئے دستیاب ہو سکتی ہے۔

جنگل بانی

ریاست کے پہاڑی علاقے جنگل بانی امور کے لئے بنایت موزوں ثابت ہو سکتے ہیں اور یہاں فضائی تخم ریزی کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں ناریل اور بانس کی شجرکاری کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے جو کہ تقریباً نصف صدی سے طالب تکمیل رہی ہے لیکن ان دونوں اقسام کی شجرکاری ایک مرتبہ منصوبہ کے تحت ہونا لازمی ہے۔ مقصد صرف شجرکاری نہیں بلکہ علاقائی ترقی ہونا چاہیئے۔ اس پروگرام کے تحت ۱۰۰ - ۲۰۰ ہیکٹر اراضی کا انتخاب کیا جاسکتا ہے خصوصاً ایسی اراضیات منتخب کی جاسکتی ہیں جہاں اشجار چھوڑ چکے ہوں یہاں کثیرالاقسام کے پودوں کی تخم ریزی، کیمیاوی کھاد اور جدید تکنیک آزمائی جاسکتی ہیں۔ ناریل کے درخت کم از کم ۵ تا سات سال میں تیار ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اس معاملے میں شری پٹیل کا کہنا ہے کہ اشجار کی بڑھتی ہوئی تعداد کی مناسبت سے روزگار کے مواقع مل سکیں گے نہ صرف یہ بلکہ مہاراشٹر ملک کی معیشت کو بھی آگے بڑھانے میں پیش پیش رہے گا

روزگار اسکیم کی اہم خصوصیات

ضمانت روزگار اسکیم کا مقصد خاص نفع بخش اور پیداواری روزگار کی فراہمی ہے۔ دیہی علاقوں کے غیر ماہر افراد کو منتخبہ اموروں میں سے روزگار کی فراہمی کی ضمانت جس کے ذریعے ایک طرف انفرادی بہتری اور دوسری طرف پیداواری کاموں کی تکمیل ہو سکے یہی مذکورہ اسکیم کا مقصد خاص ہے اس اسکیم پر عمل آوری مہاراشٹر کے دیہی علاقوں کی زرعی امور تک محدود نہیں ہوتی۔ ضمانت روزگار اسکیم صرف لفظی نہیں ہے۔ اس کے تحت باقاعدہ ایک رجسٹر رکھا جاتا ہے جس میں روزگار کے متلاشی افراد کے نام کی فہرست مرتب کی جاتی ہے اور وقتاً فوقتاً جانچ کی جاتی ہے تاکہ کوئی رجسٹرڈ شدہ فرد بے کار نہ رہ جائے۔

طریقۂ کار

خواہش مند شخص دیہی پنچایت سمیتی کے افسر سے اپنا نام روزگار کی فہرست میں شامل کرنے کے لئے رجوع ہوتا ہے۔ روزگار طلب کئے جانے پر متعلقہ افسر پر لازم ہوتا ہے کہ وہ پندرہ دنوں کے اندر مذکورہ شخص کو روزگار فراہم کرے کام مہیا نہ ہونے پر مذکورہ بے روزگار شخص کو یومیہ ایک روپیہ بے روزگاری بھتے کی ادائیگی درخواست کی تاریخ سے شروع کی جاتی ہے۔

اجتماعی بہتری کے مواقع

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت پیداواری نوعیت کے صرف ایسے کاموں کا انتخاب کیا جاتا ہے جس سے اجتماعی بہتری کے مواقع حاصل ہوسکیں۔ پیداوار میں راست یا بالراست اضافہ کے اہل کام حکومتِ مہاراشٹر کی نظر میں پیداواری کام تصور کئے گئے ہیں۔ تکنیکی اور مالی اعتبار سے پائیدار کاموں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس لئے ۲۰,۰۰۰ روپے سے کم لاگت کے کاموں کو اسکیم کے تحت منظور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جنگل بانی امور یا نالہ بندی کام اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ سالانہ بجٹ میں منظور شدہ کام بھی اس اسکیم میں غیر شامل ہیں بشرطیکہ علیحدہ کاموں کے لئے منظور شدہ بجٹ ختم ہوچکا ہو۔ فراہمیٔ آب پروجیکٹ، سڑکوں کی تعمیر، جنگل بانی وغیرہ مذکورہ اسکیم کے تحت منظور کئے جانے والے اہم کام ہیں۔ کاموں کے انتخاب کے وقت راست پیداواری کاموں کے پروجیکٹ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ غیر پہاڑی اور غیر مشکل رساں علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر پر سالانہ اخراجات کی زیادہ سے زیادہ حد ۳۳ فی صد مقرر کی گئی ہے۔

کاموں کا انتخاب

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت منظور کئے جانے والے کام پہلے ہی سے ضلع کے ہر پنچایت سمیتی علاقوں کے لئے مطالبۂ روزگار کی مناسبت سے ایک سال کی مدت کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اندازاً بجٹ اور فراہمیٔ مزدور کی ذمہ داری پنچایت کے سپرد ہوتی ہے۔ پروگرام پر مناسب

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت بنائے گئے یہ تالاب آبپاشی کے لئے بے حد مفید ثابت ہوئے ہیں۔

عمل آوری کے لئے سروے منصوبے کی تیاری، نئے کا[م] کے لئے اخراجات کا اندازہ، درکار عملہ وغیرہ کا بھی پیشگی منص[وبہ] تیار کر لیا جاتا ہے۔ اسکیم کے تحت کام صرف اس صورت میں شروع کئے جاتے ہیں۔ جب یہ اندازہ ہو جائے کہ ۸۰ [سے] زیادہ افراد کو روزگار کی ضمانت مل سکتی ہے۔ یہ بھی وضاح[ت] کی گئی ہے ۵۰ سے کم اشخاص کو جاری کاموں پر روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔

انتظامیہ

ضلع کلکٹر ضمانت روزگار اسکیم کے نگراں مقرر [کئے] گئے ہیں جن کے ذمہ اسکیم پر مکمل عمل آوری سے متعلق تما[م] امور کی انجام دہی سپرد ہے۔ اس سلسلے میں ریاستی، ضل[ع] اور پنچایت (تحصیل) سطح پر علیحدہ کمیٹیاں تشکیل دی گ[ئی] ہیں۔ سب سے اوپر ریاستی حکومت محکمۂ پلاننگ ہے۔ ا[س] کے بعد ڈویژنل کمشنر ان کے دفاتر میں سپرنٹنڈنٹ انجنی[ئر] کے ماتحت نگراں شعبہ تشکیل دیئے گئے ہیں۔ اس کے علا[وہ] کلکٹر، چیف ایگزیکیوٹو افسران، ضلع پریشد، ڈپٹی کلکٹر ا[ور] تحصیلداروں پر بھی مذکورہ اسکیم پر عمل آوری کی ذمہدا[ری] سونپی گئی ہے۔ منترالیہ میں واقع محکمۂ پلاننگ میں بھی نگرا[ں] شعبہ قائم کیا گیا ہے۔

قانون

ضمانت روزگار اسکیم قانون بابت ۱۹۷۷ء کے تحت حکومتِ مہاراشٹر نے ضمانت روزگار کمیٹیاں ضلع پنچایت سمیتی علاقوں میں قائم کی ہیں۔ یہ کمیٹیاں اپنے حلقۂ اختیا[ر]

میں کاموں کی نگرانی کرتی ہیں اور وقتاً فوقتاً قانون پر عمل آوری کے سلسلے میں حکومت کو مشورے دیتی ہیں۔ ریاستی اسمبلی کی بھی ایک کمیٹی قائم ہے۔ کلکٹروں کو اپنے علاقوں میں جہاں مزدوروں کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے قانون کی تکمیل کے سلسلے میں مقامی کمیٹیاں تشکیل دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔

اسکیم کے تحت کاموں کی اجرت مزدوروں کی مہارت اور انفرادی اعدادی صلاحیت پر منحصر ہے۔ تمام منتخبہ کاموں کے لئے یکساں شرح اجرت مقرر کی گئی ہے بسلسل سات گھنٹے کام کرنے والے مزدور کی شرح اجرت ریاست کے سب سے کم ترین زون میں زرعی مزدور کی شرح اجرت کے مساوی مقرر کی گئی ہے۔ اجرت ہفتہ واری دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کام کے منتخبہ جگہوں پر پینے کا پانی۔ فرسٹ ایڈ جیسی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

چونکہ ضمانت روزگار اسکیم ضلع سطح کی اسکیم ہے۔ اس لئے ضلع واری منصوبہ میں اسے شامل کیا گیا ہے تحویل اراضی کا معاوضہ بھی اسی منصوبہ فنڈ سے دیا جاتا ہے۔ ماہانہ رپورٹ تیار کی جاتی ہے اور ان تمام کاموں میں رابطہ پیدا کرنے کی غرض سے نومبر ۱۹۷۸ء سے ناسک، شولاپور، بیڑ اور بھنڈارہ اضلاع میں اطلاعاتی شعبہ قائم کئے گئے ہیں۔

مالی وسائل

ضمانت روزگار کے لئے درکار مالی ضروریات کی تکمیل کی غرض سے ریاستی حکومت نے خصوصی اور دیگر محصول نافذ کئے ہیں۔ ہر سال جمع کردہ محصولی رقم کے مساوی خود حکومت بھی اپنے وسائل سے رقوم فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ضمانت روزگار فنڈ علیحدہ سے قائم کیا گیا ہے جس کا رقم اگر بالاتفاق غیر استعمال رہ جائے تو دوسرے برس اس کو جاری رکھا جاتا ہے۔ یکم مئی ۱۹۷۲ء سے رائج یہ اسکیم بہر طور فروغ پا رہی ہے جون ۱۹۸۲ء کے اواخر تک مذکورہ اسکیم پر ۶۲۲٫۲۶ کروڑ روپئے خرچ کئے گئے ہیں اور نتیجہ میں ۱۱۴٫۸۷ کروڑ ایام کار برائے روزگار بازیاب ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ درج ذیل خاکہ سے کیا جاسکتا ہے۔

سال	بجٹ تخمینہ (کروڑ روپیوں میں)	اخراجات (کروڑوں روپیوں میں)	حاصل کردہ ایام کار	مواقع روزگار کروڑوں میں
۷۳-۱۹۷۲ء	۲٫۲۳	۱٫۸۸	۰٫۴۵	
۷۴-۱۹۷۳ء	۳٫۷۱	۱٫۸۹	۰٫۵۱	
۷۵-۱۹۷۴ء	۱۵٫۰۰	۱۳٫۷۲	۴٫۸۱	
۷۶-۱۹۷۵ء	۳۰٫۰۰	۳۴٫۶۱	۱۰٫۹۵	
۷۷-۱۹۷۶ء	۵۰٫۰۰	۵۰٫۱۰	۱۳٫۳۲	
۷۸-۱۹۷۷ء	۵۵٫۰۰	۵۱٫۵۴	۱۱٫۵۳	
۷۹-۱۹۷۸ء	۷۰٫۶۳	۷۴٫۱۰	۱۶٫۳۵	
۸۰-۱۹۷۹ء	۱۰۰٫۴۰	۱۰۹٫۲۳	۲۰٫۵۴	
۸۱-۱۹۸۰ء	۱۱۰٫۹۰	۱۲۲٫۱۲	۱۷٫۱۵	
۸۲-۱۹۸۱ء	۱۱۶٫۰۰	۱۲۵٫۰۰	۱۵٫۶۰	
۸۳-۱۹۸۲ء	......	۱۲۶٫۴۵*	۱۴٫۰۴	
(ستمبر ۱۹۸۲ء تک)				
کل میزان	۴۲۶٫۲۷	۷۱۵٫۰۰	۱۲۳٫۶۹	

یا ۱۲۵٫۰۰ کروڑ ایام کار

اندازاً

* ۱۲۶٫۴۵ بشمول قومی دیہی روزگار پروگرام

۸۳-۱۹۸۲ء سے دیہی روزگار پروگرام مذکورہ اسکیم سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ۲۷ کروڑ روپیہ اس اسکیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ مذکورہ سال کے دوران ریاست کے ۸ اضلاع کے ۳۹ تعلقوں میں قحط سالی کی وجہ سے اسکیم پر لاگت کا اندازہ ۱۳۰ کروڑ روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اس کا مطلب

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت بلڈانہ ضلع میں جاری ایک کام کے مقام پر بیل گاڑیوں کے ذریعے پتھر ... جا رہے ہیں
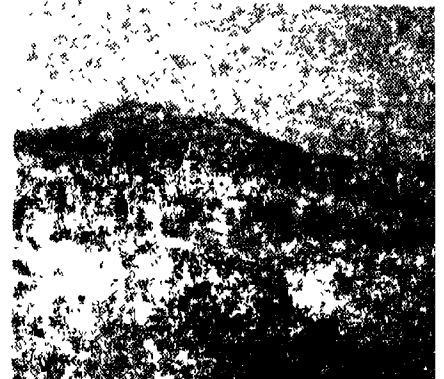
ہے کہ مہاراشٹر کے ان دیہی علاقوں میں روزگار کی فراہمی کے لئے مزید ۵۸ کروڑ روپیہ درکار ہے۔

مذکورہ اسکیم کے تحت مزدوروں کو حکومت ہند سے حاصل شدہ اناج کے کوٹہ میں سے بطور اجرت اناج تقسیم کیا جاتا ہے ۱۶ راگست ۱۹۸۲ء سے اناج کے کوٹہ میں ا کلوگرام کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ مزدوروں کو کل اجرت کی نقد ادائیگی اور فی کلوگرام ۲۵ فی صد امداد بھی منظور کی گئی۔ اب حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ مزدوروں کو یومیہ ۵۰ پیسہ نقد دیا جائے۔

کامیاب نتائج

اسکیم کا سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی عمل آوری کے ذریعے ذات پات کی تفریق مٹ گئی ہے کیونکہ اسکیم کے تحت پروجیکٹ پر کام کرنے والے تمام دیہی باشندے ذات پات اور بغیر کسی بھید بھاؤ کے یک جہتی کی فضا میں کام کرتے نظر آتے ہیں۔ روزگار کی فراہمی کے معاملے میں زرعی قسم کے پروجیکٹوں پر نہ صرف نئی مستقل روزگار کے مواقع نکل آتے ہیں بلکہ زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

مئی ۱۹۷۲ء سے نافذ العمل ضمانت روزگار اسکیم کو جنوری ۱۹۷۹ء سے قانونی شکل دے دی گئی ہے جس کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

(ا) نفع بخش اور پیداواری روزگار نفع بخش فرد کے لئے اور پیداواری معیشت کے لئے بذریعہ منظور شدہ کام جو کہ دیہی علاقوں کے ان تمام غیر ماہر مزدوروں کو تقسیم کیے جاتے ہیں جو کام کے متلاشی ہیں اور محنتی کام کر سکتے ہیں لیکن کام حاصل نہیں کر سکتے ہیں خواہ زرعی اور سے تعلق رکھتا ہو منصوبہ بندی غیر منصوبہ بند کام ہو جسے سرکاری محکموں، ضلع پریشد، پنچایت سمیتی یا گرام پنچایت نے جاری کیا ہو۔

(ب) صرف پیداواری کام جس سے اجتماعی بہتری کے امکانات پیدا ہوں۔ مثال کے طور پر چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ اراضی ترقیات پہاڑی اور مشکل رساں علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت، نہروں کے کنارے شجر کاری وغیرہ۔

(ج) کل لاگت کے ۶۰ فی صد تک لاگت کے غیر ماہرانہ کام عام طور پر منظور کرنا اور انہیں محکمہ جاتی سطح پر سرکاری ایجنسیوں اور ضلع پریشد کے ذریعے عمل میں لانا۔

اسکیم پر مطالعاتی رپورٹ کے مطابق ۷۸-۱۹۷۶ء کے دوران اسکیم پر حکومت کے ذریعے عمل آوری کے نتیجہ میں فیضیاب ہونے والے افراد میں (جنہیں اسکیم کے تحت کام کے لئے تحویل اراضی پر معاوضہ دیا گیا) ۹۱ فی صد لوگ کسان تھے۔ باقی صرف ۷ فی صد زرعی مزدور طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ بڑے اور درمیانی کسانوں کو زیادہ فیض حاصل ہوا اور ۲۱ فی صد چھوٹے اور درمیانی کسان فیضیاب ہوتے۔ تقریباً ۷۸ فی صد امور میں ۲۴ فی صد زرعی پیداوار میں اضافہ دیکھا گیا ہے نیز چالیس فی صد معاملوں میں کاشتکاری طریقوں میں فائدہ مند تبدیلیاں دیکھی گئیں۔ اس طرح ضمانت روزگار اسکیم نے پیداوار میں اضافہ کے ساتھ ساتھ تکنیکی اور معاشی بہتری کے امکانات بھی پیدا کئے۔

اسکیم کے تحت کام پر حاضر رہنے والے مزدوروں کی تعداد میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ۷۶-۱۹۷۵ء میں حاضری کا اوسط ۳،۳۰،۶۴۷ تھا ۸۲-۱۹۸۱ء میں ۵،۲۰،۲۰۸ اور ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۴،۶۸،۸۳۱ تک پہنچ گیا ہے۔ جولائی ۸۳ء میں یہ تعداد ۶،۲۵،۰۰۰ تک جا پہنچی ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے لئے شہری باشندوں پر عائد کردہ ٹیکس سے حاصل کردہ رقم کا اندازہ ۶۰ کروڑ روپے ہے۔ شہری ترقیات کے ساتھ ساتھ شہر کے آسودہ حال طبقے سے حصول رقم کے وسائل میں اضافہ سے ایک خاص مقصد یہ حاصل ہو رہا ہے کہ اس طرح شہر کے مالدار طبقے کی آمدنی کا کچھ حصہ دیہاتوں کے غریب طبقے کی سمت منتقل ہو رہا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ مساوات کی بنیاد پر قائم سماج عروج پا رہا ہے دوسرے لفظوں میں ضرورت سے زیادہ شہری بچت کی رقم سے مہاراشٹر کے دیہی غریب طبقے کے حالات زندگی میں بہتری کے لئے صرف کی جا رہی ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم ریاست کے زرعی مزدوروں کو کم از کم اجرت کی ادائیگی کے سلسلے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ دیہی علاقوں کے بے زمین کسانوں کو اب ساہوکاروں کے پنجۂ استحصال سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ لاکھوں کسانوں کے لئے یہ اسکیم راحت کا ذریعہ اور دیہی علاقوں کے غیر ترقی یافتہ ماحول میں پلے انسانوں میں مستعدی سے جینے کی تمنا پیدا کرنے کا سبب ہے۔

★★

ڈاکٹر کودینے ڈانڈیکر

ضمانتِ روزگار اسکیم امید افزا منصوبہ

ملک کے تمام بہی خواہوں کی توجہ اس وقت ضمانتِ روزگار اسکیم پر مرکوز ہے۔ یہ اسکیم دیہی حلقوں میں سب سے زیادہ غریب کے لئے آمدنی کی ضامن ہے اور اس لئے "غریبی کم کرو" کے سب سے بڑے مسئلے کو کسی حد تک حل کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ تاہم اس میں پیش کردہ گارنٹی کی طرف شک کی نگاہوں سے دیکھنے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اچھے ڈھنگ سے اس کے جاری رہنے کے امکانات بہت کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ اس اسکیم کی کامیابی کے لئے زبردست عملی صلاحیت ضروری ہے جو نہ صرف ہندستان میں بلکہ جمہوریت کے ہر ڈھانچے میں بالکل ناپید ہے۔ جہالت اور غریبی، کم مزدور رکھنے کی صدیوں پرانی تہذیب کے ساتھ مل کر اس مسئلے کو اور بھی الجھا دیتے ہیں لیکن یقیناً اس اسکیم کے ذریعے ایک اچھی ابتدا کی جاچکی ہے یعنی کہ غریبوں کی بہتری کی خاطر مالداروں پر ٹیکس لگایا جائے۔ ریاست مہاراشٹر اس اسکیم کے نفاذ کے ذریعے نہایت غریب طبقے کی بھلائی کے لئے زائد از گیارہ سال سے کوشاں ہے اور اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسے مضبوط بنیاد پر جاری رکھنے کے لئے کس سمت میں اصلاح ضروری ہے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کا انتظام

ضمانتِ روزگار اسکیم کو ملک گیر سطح پر نافذ کرنے کے لئے مہاراشٹر میں اس اسکیم کے نفاذ کے جدید طریقۂ کار کے موضوع پر پہلے خاطر خواہ، سنجیدہ بحث و مباحثہ ضروری ہے اگر اسے ملک میں کسی دوسرے مقام پر بھی نافذ کیا جانا ہے۔ ضمانتِ روزگار اسکیم کا انتظام نہ صرف ایک اقتصادی مسئلہ ہے بلکہ سیاسی بھی ہے۔ ریاست مہاراشٹر میں اس اسکیم کو عملی شکل میں مشاہدہ کرنے کے بعد، اس کی اصلاح کے لئے کئی تجویزیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس اسکیم کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو غیر منظم ہیں انہیں، چاہے بہتر زراعتی پیداوار کے لئے ہو، چاہے خود ان کے اپنے دائرے میں ہو، منظم کر دیا جائے لیکن اگر پروگرام فیل ہوا اور ترک کر دیا گیا تو اس بات کا امکان ہے کہ الٹ کر اس کی زد کمزوروں کے سرپرستوں پر پڑے۔ اس کے علاوہ یہ اسکیم بد دیانتی یا رشوت خوری اور ایسی ہی دوسری برائیوں کے پنپنے کے مواقع فراہم کرنے والی ثابت نہ ہو۔

دیہی حلقوں میں کام کرنے کی زیادہ سے زیادہ راہیں کھولنے کی ضرورت پر جتنا بھی کہا جائے یا زور دیا جائے، کم ہے۔ یہ بات قرین قیاس ہے کہ دیہی ترقی کے عام قسم کے یا کام چلاؤ پروگراموں سے ممکن ہے کہ کام کے مواقع اتنی تعداد میں نہ پیدا کئے جاسکیں جتنے کہ حالات کا تقاضا ہے۔ لہٰذا ضمانت روزگار اسکیم جیسے خاص پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے حالات کے لحاظ سے اس کے آگے بڑھانے پر خاص زور دینے کی شدید ضرورت بھی ہوگی۔ اس پر کافی بحث و مباحثے ہوچکے ہیں۔ بالخصوص اس لحاظ سے کہ ایسے پروگراموں کو خاص پروگراموں

سی حیثیت سے کب تک برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ پروگرام کو چھوٹے پیمانے پر شروع کرنے کا اقدام اور پھر اسے روزمرّہ کے دفتری کام میں سمو دینا کام نہیں دے گا کیونکہ لوگوں کا اعتماد ایسے پروگرام پرسے اٹھ گیا ہے جس میں تخصیص صرف برائے نام ہو۔ مثال کے طور پر پی۔آئی۔آر۔ای۔پی کا کام ۱۹۷۱ء میں کتنے ہی حلقوں میں شروع ہوا تھا لیکن مناسب تعداد میں مزدوروں کو جذب کرنے میں ناکام رہا۔ اگرچہ اس کے خاص حلقے میں شدید بے روزگاری تھی یا کام کرنے والے ناکافی تعداد میں ملتے تھے۔ دوسری طرف اگر کوئی کسی پروگرام کو بڑے پیمانے پر شروع کرے جیسا کہ مہاراشٹر نے اپنے ضمانت روزگار اسکیم کے سلسلے میں کیا ہے تو انتظام کرنے، نگرانی کرنے وغیرہ جیسے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے جو کام کی کوالٹی اور کاموں کی اعلیٰ پیداواری صفتیں گھٹا دیں گے جن کی وجہ سے اسکیم بدنام ہوگی۔ جو سوالات اٹھائے گئے ان میں حسب ذیل شامل ہیں :

پیداوار کا مسئلہ

پیداواری مسئلہ پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے خاص طور پر ایک غریب ملک میں جس کی آبادی کا بڑا حصّہ زندگی کو برقرار رکھنے والی مقدار خوراک سے بھی محروم رہتا ہے۔ پیداواری صلاحیت کی موجودہ تعریف میں آبادی کی بھلائی کا پہلو شامل نہیں ہے اور اصول کی حیثیت سے یہ صحیح بھی ہے تاہم اس پہلو پر آمدنی کی مناسب تقسیم کے ذریعے، بالخصوص ایک غریب ملک میں نظر رکھنا ضروری ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم کی بڑی خامیوں میں سے اس کے غیر پیداواری کاموں کا وہ عنصر ہے جسے اسکیم نے اپنے ذمّے لے لیا ہے۔ یقیناً کاموں میں پیداواری صلاحیت کا ہونا ضروری ہے لیکن تمام پابندیوں کے ہوتے ہوئے بھی جیسے (۱) بالکل غیر ماہر مزدور سے کام لینا (۲) ۶۰ فی صد مزدوروں کی تنخواہ پر خرچ کیا جانا اور صرف چالیس فی صد میں باقیماندہ امور انجام دینا، ان کا اثر پیداواری صلاحیت پر تو ہوگا اور پیداوار محدود بھی رہے گی جبکہ بہترین انتظامی طور طریقوں سے کام لیا جائے اور نہایت بارآور اور مفید منصوبوں کو جیسے آبپاشی، اراضی کی ترقی، زمین کا تحفظ اور جنگل بانی، مناسب طور سے پایۂ تکمیل کو پہنچائے جائیں۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ ان چیزوں پر مناسب توجہ دیئے بغیر بہترین پیداوار کی بلکہ اوسط درجے میں بھی پیداوار کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اگر مالی منصوبوں کے تحفظ کے لئے پابندیاں عائد نہیں کی جاتیں تو اسکیم کی کامیابی پر زور صرف کرنا غلط اور بے فیض ثابت ہوگا۔ اس کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ پروگرام مذکور کی ابتدا کرنے میں مناسب سوجھ بوجھ سے کام نہیں لیا گیا۔ وہ پروگرام جس کے ذریعے آمدنی کی نابرابر تقسیم کو سدھارنا مقصود تھا۔

ضمانت روزگار اسکیم کو جاری رکھنے کی بابت

اس کے لئے کام کا ہمیشہ موجود رہنا ضروری ہے یعنی جب ایک کام ختم ہونے کرنے کے لئے دوسرا کام حاضر ہو۔ اس کام کے لئے ایسی کوئی ایجنسی ہونی چاہیئے جو لگاتار بنیاد پر مختلف قسم کے کاموں کے بلوپرنٹ تیار کرے۔ دیہاتی حلقوں میں مختلف قسم کے پبلک کاموں کی تیاری، جن کے لئے غیر تربیت یافتہ دیہی مزدوروں کی بھاری تعداد کو کام پر لگانا مقصود ہو۔ اس سے کہیں زیادہ وسیع پیمانے پر مشوروں کو ضروری بنا دیتی ہے جتنی کہ حکومتی کاموں کے پروگراموں کا رہا ایتی دستور ہوا کرتا ہے۔ مقامی لوگوں کو، معلومات دینے والے لوگوں کو، مقامی لوگوں کی تنظیموں (جیسے پنچایتوں، پنچایت سمیتوں اور ضلع پریشدوں) کو ٹیکنیکل کاموں کے واقف کاروں کے ساتھ بیٹھنا، ہر کام کی نوعیت کو جانچنا اور مناسب مشورہ دینا ہوگا۔ یہ کام لگاتار کرتے رہنا ہوگا۔ اس اصول پر تنظیمی کوششوں کی عدم موجودگی اور بلوپرنٹ کی کمیابی، کامیابی سے دوچار نہیں ہو سکتی چاہے منصوبہ کتنا ہی مفید اور کارآمد ہو۔ دوسری طرف مزدوروں کا دباؤ کسی بھی کام کی ابتدا کرنے پر مائل کرسکتا ہے۔ ایسے کام بھی جن کے متعلق نہ کوئی منصوبہ پہلے سے بنایا گیا ہو اور نہ مناسب پلاننگ کی گئی ہو لیکن اس قسم کے کاموں پر کیا جانے والا خرچ عموماً ضائع جاتا ہے۔ اگرچہ ضمانت روزگار اسکیم پر عمل درآمد کرتے ہوئے چھ سال کا عرصہ ہوچکا ہے پھر بھی اس نکتہ پر ویسی توجہ اب تک نہیں دی گئی جیسی کہ دی جانی چاہیئے لہٰذا بلوپرنٹس کی بنیاد پر کاموں کی فہرست بنانا سب سے زیادہ ضروری امر ہے۔ کام پھر چاہے ہی گاؤں سے قریب ہو یا دور۔

بے معنی نگرانی

ہزاروں گاؤں تک کام کا پھیلاؤ نگرانی کو کمزور اور بے معنی بنا دیتا ہے اور یہیں سے بد دیانتی یا رشوت دینے لینے کی ابتدا ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک یا دو اشخاص کو بہار کے ۳۵ ہزار سے زائد دیہاتوں میں مزدوروں کے حفظانِ صحت پر نظر رکھنے کے لئے مقرر کیا جائے تو ان پر بجٹ کے لحاظ سے یقیناً کم خرچ آئے گا لیکن ظاہر ہے کہ نگہداری بہت دشوار ہوگی اور مزدوروں کی صحت پر خاطر خواہ نظر نہیں رکھی جا سکے گی۔ دوسرے لفظوں میں ان لوگوں پر خرچ کی گئی رقم ضائع جائے گی اور مزدوروں کو بہتر صحت بھی حاصل نہیں ہوگی۔ کمزور دیکھ بھال رشوت کو دعوت دے گی جو اچھا کام کرنے والوں کی محنت کی کمائی کو گھن کی طرح کھا جائے گی۔ رشوت مزدوروں کو یونین بنانے پر مائل کرے گی اور نتیجہ خرابی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

ملک کے غریب ترین طبقے کو روزگار کی ضمانت یا آمدنی کی گارنٹی دینے کے نتیجے میں یا تو ایڈمنسٹریشن کو نقصان بھگتنا ہوگا۔ یا پھر جو کچھ پیش آئے اس سے نمٹنا ہوگا۔ اگر یہ شکایت سننے میں آئی کہ ضمانتِ روزگار اسکیم کوئی ترقیاتی پروگرام نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ لوگوں کو بس مشغول رکھے یا کبھی کبھی ہاتھ روک کر خیرات کی طرح رقم تقسیم کرے اور بس۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سنہ ۷۰ء کی ابتدا میں ای۔ جی۔ ایس کے نام سے شروع کی گئی اکثر اسکیموں یا پروگراموں کی نوعیت ایسی تھی جیسی قحط سے راحت دینے والے پروگراموں کی ہوتی ہے لیکن ایک غریب ملک میں اس پر بحث و مباحثہ بے فیض ہوگا اور غیر پیداواری صلاحیت کے کاموں سے کام چلایا نہیں جا سکے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے پیداواری صلاحیت کے کاموں کی تلاش کا بوجھ مالدار اور اعلیٰ طبقے کے لوگوں پر ڈال دیا جائے جو آخرکار اس بات پر مجبور ہوں گے کہ غریبوں کا بوجھ کم کرنے کے لئے وہ خود کچھ قربانی دیں اور اس طرح غریبوں کو فاقوں اور زبوں حالی کی گرفت سے نکالیں۔

یہ سوال صرف علمی یا اصولی نہیں رہ سکتا جس پر بحث کی جائے کہ "مخصوص روزگار پروگراموں کے ذمہ کام کیا ہوگا اور کس دلیل کے تحت ہوگا" جیسے ضمانتِ روزگار اسکیم کے پروگرام وغیرہ۔ مثال کے طور پر ای۔ جی۔ ایس بالیقین ضلعی یا کسی سطحی منصوبہ بندی کا جزو بن سکتا ہے۔ زمین کا تحفظ اور آبپاشی کی سہولتوں کے ساتھ اراضی کی ترقی کی مناسب ترکیب وغیرہ کاموں پر بھی غور و خوض کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ بھی کافی نفع بخش کام ہیں۔ کھیتی کرنے کے کام کی نوعیت پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ اقتصادی مسائل کے لحاظ سے نظر کی جائے تو انتظامی امور کی گتھی اٹھ کھڑی ہوتی ہے جس کے لئے غالباً انجام کار سیاسی حل ضروری ہوگا۔ اس لئے اس راہ کو اختیار کرنا مناسب نہ ہوگا۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے سوالات بھی اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اگر ضمانتِ روزگار اسکیم کو بحث کا موضوع بنایا گیا۔

عملی دشواریاں

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تعلق سے بعض موجودہ عملی دشواریاں حسبِ ذیل ہیں:-

زراعت اور حکومتی نظم و نسق کے درمیان ضمانتِ روزگار اسکیم کے بارے میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ زراعت کے نقطۂ نظر سے، اراضی کے حاشیوں پر واقع زمینوں میں کاشتکاری کرنے سے کسان غفلت برتتے ہیں کیونکہ ان سے کافی آمدنی نہیں ہوتی۔ لہٰذا ضمانتِ روزگار اسکیم ان کے لئے اور ان کے خاندان کے لئے زیادہ کشش رکھتی ہے۔ دوسری طرف یہ کسان ان حاشیہ پر واقع زمینوں کو چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوتے کیونکہ پھر بھی وہ زمینیں ان کی تنگ حال زندگی کا سہارا ہوتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسے کسانوں کو سہولت دی جائے تاکہ وہ اپنی زمینیں کرایہ پر اٹھائیں اور اس ضمن میں ٹیننسی ایکٹ (قانون لگان داری) میں مناسب ترمیم سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام اور کھیت پر کیا جانے والا کام اگر ایک ہی وقت میں کیا جانا پڑے تو دونوں میں سے ایک طرف مزدوروں کی کمی پیش آئے گی جو بذاتِ خود ایک مسئلہ ہوگا۔ اس کا ایک حل تو یہ ہو سکتا ہے کہ جو مزدور ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت برسرِ روزگار ہیں انہیں اس یقین دہانی کے ساتھ دس دن کی چھٹی دے دی جائے کہ واپسی پر انہیں کام لے لیا جائے گا لیکن اس قسم کی چھوٹ میں مزدوروں کا اپنے قول کا پابند ہونا ضروری ہوگا۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ضمانتِ روزگار اسکیم ایسے کھیتوں کو کنٹراکٹ پر لے کر اسکیم کے تحت کام کرنے والے مزدوروں کو وہاں لگا دے۔ اگرچہ اس

میں انتظامی اور تنظیمی امور میں باقاعدگی لازمی ہوگی۔ ماضی میں بد دیانتی یا رشوت ستانی کا ایک قصہ بھی مشہور ہے کہ ضمانتِ روزگار اسکیم کے بعض مزدوروں کو خود اس اسکیم کی رقم پر کسی پرائیویٹ فارم پر لگا دیا گیا تھا۔ اس قسم کی بے قاعدگیوں کو ختم کر دینا ہوگا ورنہ ایسے معاملات خود اسکیم کو ختم کر دیں گے۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے امور جو نظم و نسق میں خرابی پیدا کرنے والے ہوں جیسے جونیئر انجینئروں وغیرہ کا تقرر اور کام کی زیادتی تو ان شکایتوں کا ازالہ اسکیم کی نیک نامی کا باعث ہوگا۔ مقامی لوگوں میں سے مقرر کئے گئے افسران جیسے گرام سیوک وغیرہ کیونکہ کم درجے کے ہوں گے اس لئے مقامی سیاسی لیڈروں کے اثرات سے بآسانی متاثر ہو سکیں گے لہٰذا اس قسم کے افسران میں سے جو مجرم ثابت ہوں انہیں سخت سزا دی جائے تاکہ رشوت وغیرہ لینے دینے کی کسی میں جرأت نہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ضمانتِ روزگار اسکیم کا چلنا ممکن نہ ہوگا۔

خرچ کا تناسب

مزدوروں کے لئے ۶۰ اور اوزاروں کے لئے ۴۰ یعنی ۶۰ : ۴۰ کا تناسب ٹھیک ہے لیکن واضح رہے کہ اوزاروں وغیرہ پر تقریباً ۲۰ فی صد خرچ آتا ہے زیادہ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ چیزیں ایسی مہیا کی جائیں جو راستوں کی پائیداری بڑھائیں ورنہ خرچ کی ہوئی رقم کا خاطر خواہ فائدہ نہ ہوگا۔ مذکورہ تناسب کو بہتر اور پائیدار کام کے لئے بڑھانے سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

مزدوروں کے لئے حاضری رجسٹر کا ہونا انتہائی لازمی قرار دیا جائے اور اس کے اندراجات کی جانچ بھی ضروری ٹھہرائی جائے۔ اس کے لئے کچھ مزید سپروائزروں کی ضرورت بھی ہو سکتی ہے لیکن غیر انجینئر قسم کے افسران بھی یہ کام بخوبی انجام دے سکیں گے۔

مزدوری کی بروقت ادائیگی

مزدوری بروقت ادا کی جانی چاہیئے۔ سنا گیا ہے کہ بعض اوقات مزدوری دو مہینے بعد ادا کی گئی۔ ایسی صورتِ حال اگرچہ شاذ و نادر پیش آئی ہے لیکن اپنی جگہ افسوس ناک ہے۔ تاخیر کی وجہ جو بھی رہی ہو اسے دہرایا جانا نہ چاہیئے۔

ساتھ ہی ساتھ اس بات کی کوشش بھی کی جانی چاہیئے کہ مزدور رفتہ رفتہ کچھ بچت کرنے لگیں تاکہ یہ بچت انہیں آڑے وقت کام دے۔ تنخواہوں کی ادائیگی میں اتفاقی تاخیر ہونے پر بھی یہ بچت کار آمد ثابت ہو سکتی ہے۔

تنخواہ کی ادائیگی میں تاخیر کا ایک حل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ادائیگی جنس میں کی جائے۔ ریاست ان دکانوں کو اناج پہنچانے میں پابندی اختیار کرے جہاں سے مزدور اناج لیتے ہوں یا ایسی ایک دکان کھول دے، تو تاخیر تنخواہ کا یہ اچھا حل ہوگا اور مزدور بھوکے رہنے سے بچ جائیں گے خود ضمانت روزگار اسکیم کے بعض مزدور ایسی دکانوں پر کام کرنے کے لئے متعین کئے جا سکتے ہیں۔

انتظام کا گھٹیا پن

سردست فرض کی ادائیگی سے پہلوتہی اور مالی بے قاعدگیوں کی وجہ سے کام کا معیار گھٹ گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والے مستحق لڑکے یا عورتیں یا بوڑھے مرد اس کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ انتظام کا گھٹیا پن اس کا ذمہ دار ہے۔ انتظام کے سلسلے میں ایسے کتنے ہی سوراخ، شگاف اور روزن ہیں جو رشوت کے لین دین کے لئے سازگار ہیں جہاں سے رقموں کے سرکانے کا موقع ملتا ہے یا جن کی بنا پر تنخواہ دار ملازمین کو بے قاعدگیوں کی جرأت ہوتی ہے۔ اس کا سدِباب اس طرح ممکن ہے کہ مختلف طبقوں یا درجوں کے ملازمین کافی تعداد میں رکھے جائیں جو جونیئر انجینئروں کی دشواریوں کو حل کرنے یا کرانے میں مددگار ثابت ہو سکیں لیکن اگر ملازموں کی تعداد بڑھائی ہو تو وہ صحیح قسم کے لوگوں میں سے ہوں اور اچھی طرح دیکھ بھال کر کے رکھے جائیں ورنہ یہ اضافہ بھی رشوت کو فروغ دینے والا ثابت ہوگا۔

اس کے علاوہ سپروائزری اسٹاف کی کافی تعداد بھی مقرر کی جانی چاہیئے جو ضمانتِ روزگار اسکیم کے مختلف نوعیت کے کاموں کے لئے درکار مشینری، بغیر کوتاہی کے، اور بروقت، بذریعہ ٹرانسپورٹ لانے کے ذمہ دار ہوں۔

پرکولیشن ٹینک، ان کا کار آمد ہونا یا نہ ہونا، ان سب پر بھرپور توجہ دی جانی چاہیئے۔ بالخصوص اس لحاظ سے کہ وہ تمام منصوبے پائیداری ہوں اور کہ ان پر مقامی لیڈروں کا دباؤ، ان کے نصب کئے جانے کے بارے میں فیصلہ کن نہ ٹھہرے۔ اس مقام پر انجینئرنگ اسٹاف کا رکھا جانا اور ان اوزان کی ٹیکنیکل مہارت

سے فائدہ اٹھانا مفید ہوگا۔ قیمتوں کے فائدہ مند ہونے پر پرکولیشن ٹینک کے سلسلے میں جو مطالعات کئے گئے۔ ان کے متعلق رپورٹیں ناسازگار ہیں اور ایسی رپورٹیں پرکولیشن ٹینکوں کی حامی نہیں بظاہر تمام تعمیراتی قاعدے جن کا تعلق تعمیر کی سائز اور بارش کے درمیان تعلقات سے ہے، عموماً ملحوظ نہیں رکھے جاتے۔ غالباً اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پرکولیشن ٹینک پر کیا گیا خرچ ضائع جاتا ہے اور وہ محدود طور پر ہی مفید ہوتے ہیں۔

کام کا مقام کہیں دُور

مزدوروں کو نزدیکی مقام پر کام مہیا کرنے کا مسئلہ ہی غالباً بعض ایسے کاموں کے شروع کروانے کا ذمہ دار رہا ہے جن کا مفید ہونا مشکوک ہوتا ہے کیونکہ اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ کہیں دور کام کے لئے جانے سے مزدوروں کی کافی یا ضروری تعداد انکار نہ کر بیٹھے لیکن یہ خیال غلط ہے۔ ۷۰ ۱۹/ ۷۱ میں این۔ ایس۔ ایس سروے کے موقعہ پر جن لوگوں کا انٹرویو لیا گیا تھا وہ ماہانہ ۱۰۰ روپے اجرت کے عوض گھر سے دور جانے کے لئے تیار تھے۔ اب بھی یہ ناممکن نہیں ہوگا اگر ضمانت روزگار اسکیم موجودہ تنخواہ پر اپنی توسیع جاری رکھے کیونکہ اس اسکیم کو دیہاتیوں کا اعتماد حاصل ہو چکا ہے جو حقیقتاً ضرورت مند ہیں وہ ضرور کام کرنے پر آمادہ ہونگے بشرطیکہ انہیں معقول اجرت دی جائے۔ ویسے ضمانتِ روزگار اسکیم کی اجرتیں معقول ہی شمار کی جاتی ہیں۔ اگر ان کے ساتھ اناج کی سہولت بھی ہو اور کام کے مسلسل جاری رکھے جانے کا یقین بھی دلایا جائے تو مزدور اپنے گاؤں سے دور بھی کام کے لئے جانے میں قباحت نہیں سمجھیں گے۔ اس طرح دور جانے والوں کا بوجھ زراعت پر سے کم ہو جائے گا اور جو لوگ رہ جائیں گے انہیں مسلسل کام ملے گا اور جن منصوبوں پر وہ لگائے جائیں گے انہیں بہتر طور پر انجام دیں گے۔

زراعت میں کم سے کم تنخواہ کا قانون تب ہی کارآمد ہو سکتا ہے جب اس پر عمل درآمد کیا جائے اور ضمانتِ روزگار اسکیم وہ بہترین ادارہ ہے جو اس کے عمل درآمد پر زور دے سکتا ہے لیکن [illegible] کا اثر و نفوذ [illegible] ضمانتِ روزگار اسکیم کے [illegible] کو بند کر [illegible] سکتا ہے

خصوصاً ایسی جگہ جہاں ان کا کام صرف چند دیہاتوں تک محدود ہو۔ اس لئے اس پہلو پر بھرپور غور کرنا ضروری ہے۔

موجودہ سروے میں مزدوروں نے یہ شکایت کی کہ انہیں ہر بار تنخواہ کے موقعہ پر ریوینیو اسٹامپ لگانے پڑے۔ انہوں نے یہ شکایت بھی کی کہ کم کام کرنے پر ان کی تنخواہوں میں سے رقمیں کاٹ لی گئیں اور زیادہ کام کرنے پر زیادہ رقم نہیں دی گئی۔ یہ شکایتیں عام قسم کی ہیں اور غالباً تعلیم ہی سے ان کا سدِ باب ممکن ہوگا۔ مزدوروں کے جتھوں کو کام سونپ دینا غالباً تنخواہوں کے فرق کے مسئلہ کو حل کر دینے میں کارآمد ثابت ہوا ہے۔ صرف جتھوں کی شکل میں کام کرنے والوں نے جتھہ بندی کے ساتھ کام کیا اور یوں کام کی مختلف فیہ نوعیتوں کا مسئلہ بھی طے ہو گیا۔

کام کے بدلے اناج

ضمانتِ روزگار اسکیم کا سب سے زیادہ دلکش پروگرام وہ تھا جسے "کام کے بدلے اناج" کا نام دیا گیا تھا لیکن مزدوروں کے لئے دلکشی رکھنے والی باتوں کو تجارتی ذہن رکھنے والے مٹھی گرم کر کے ٹال دیا کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت زبردست احتیاط کی ہے تاکہ اناج کی تقسیم رشوت کے عمل دخل سے پاک ہو ورنہ نیچے مذکور قسم کی صورتِ حال پیش آ سکتی ہے جیسا کہ سروے کی رپورٹ سے ظاہر ہے:۔

(۱) بعض اوقات گیہوں یا اناج کے کوپن دیتے ہی نہیں گئے۔

(۲) کوئی درمیانی شخص مزدوروں کے پاس سے کوپن اکٹھا کر کے لے گیا اور مزدوروں کے لئے اناج فراہم کیا کیونکہ اناج کی دکان بہت دور واقع تھی۔ اس طریقۂ کار کی وجہ سے مزدوروں کو ان کی کمائی سے محرومی رہی کبھی کبھی درمیانی شخص کوپنوں کو معمولی قیمت پر مزدوروں سے خرید بھی لیتا تھا۔

(۳) اچھے قسم کے اور نہایت خراب قسم کے اناجوں کی تقسیم کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس امتیازی برتاؤ پر مزدوروں نے بڑی شکایت کی

(۴) دکانداروں نے یہ کہہ کر اناج دینے سے انکار کر دیا کہ ان کی دکانوں میں اناج نہیں ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس روش کے پس پشت کیا مقصد تھا۔ سوائے اس کے کہ یہ غالباً رشوت کی کارفرمائی تھی۔ اسی لئے اوپر جو تجویز پیش کی گئی ہے۔ مزدوروں کے لئے اناج کی دکان کھولی جائے، پوری

طرح قابلِ غور ہے۔

گشتی ورکنگ یونٹ

ضمانتِ روزگار اسکیم کے منصوبوں میں اس تجویز کے بہتر طور پر کام کرنے کی امید ہے۔ اسی کے ساتھ متحرک کالونیوں کا خیال بھی ذہن میں ہے جنہیں ضمانتِ روزگار اسکیم کے کاموں کی جگہوں پر قائم کیا جائے۔ زمین کی بازیابی، بڑے پیمانے پر آبپاشی کے منصوبے کو ایسی جگہوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ کالونیوں کو مضبوط اور منظم ہونا چاہیئے۔ وہ کالونیاں ان چیزوں کی حفاظت کر سکیں جو ان میں رکھی جائیں اور رہنے والوں کو پریشانیوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ ان کی ضرورت کی چیزیں وہاں انہیں بآسانی مل سکیں اور چیزوں کے خریدنے میں انہیں سہولت حاصل ہو تاکہ وہ اپنی تقریبات خوشی خوشی منا سکیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے مزدوروں کے لئے اسکیم کے منتظمین مناسب سوچ بچار اور مشوروں کے بعد، مزید سہولتوں کا انتظام کر سکتے ہیں جیسے ضمانتِ روزگار اسکیم کے مزدوروں میں سے منتظمین بعض کو دوسرے مزدوروں کے لئے کھانا پکانے کا کام سونپ دیں وغیرہ۔

سہولتیں

ایسے ہی کام کی جگہوں پر جھونپڑوں کی تعمیر اور ضمانتِ روزگار اسکیم میں کام کرنے والے مزدوروں کے بچوں کو پڑھانے کا انتظام، ان کے لئے صحت گاہ کا انتظام، پینے کے پانی کا انتظام اس اسکیم کی کامیابی پر اچھا اثر ڈال سکتے ہیں۔

اگر اس قسم کے انتظامات میں موقع و مقام کے لحاظ سے دلچسپیاں بڑھائی جائیں تو یہ مزدور شہروں کا رخ بھی نہیں کریں گے اور مزید سلم آبادیاں نہیں بنیں گی۔ اسے ضمانتِ روزگار اسکیم کی شہر سازی کہا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے ذات پات کی وہ بندشیں جو دیہاتوں میں سختی کے ساتھ برتی جاتی ہیں ضمانتِ روزگار اسکیم کی شہر سازی کی بدولت ڈھیلی پڑ جائیں گی جن کا خاطر خواہ اثر سماج کے مختلف طبقوں پر ہوگا۔

ان سب کا انحصار ضمانتِ روزگار اسکیم کی انتظامی خوبیوں پر ہے۔ یہ اسکیم دیہات مزدوروں کی بہبودی سے جتنی زیادہ دلچسپی کا اظہار کرے گی اتنا ہی زیادہ نیک نامی ہوگی۔

★★

یوتھ فورم

'یوتھ فورم'، کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، بند رھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

بی۔ این۔ نینے
ممبر سکریٹری، پی۔ اے۔ ڈی۔ مہاراشٹر

ضمانتِ روزگار اسکیم اور پیڈ کے مشترکہ اقدامات کا تصوّر

غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والا انسان اور اس کو اوپر اٹھانا یکساں طور پر ای۔جی۔ایس (ضمانتِ روزگار اسکیم) اور پی۔اے۔ڈی (ترقی کے لئے عوامی اقدامات) کا مطمعِ نظر اور بنیادی مقصد ہے اور ان دونوں اسکیموں کا یکساں مقصود ان پیداواری کاموں میں حکومت کی سرمایہ کاری ہے جن کا تعلق اناج کی پیداوار اور دیہی ترقیاتی عموں سے ہے۔

مہاراشٹر وہ اولین ریاست ہے جس نے ان دونوں تحریکوں پر عمل درآمد کرنے میں سب سے پہلے قدم اٹھایا اور اس لحاظ سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر سب کی تعریفیں حاصل کیں اور دعائیں لی ہیں۔

ای جی ایس کی تعریف

ای جی ایس کام کی ضمانت دیتی ہے۔ مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی۔ جیسا کہ دستورِ ہند کے آرٹیکل ۴۱ میں مذکور ہے

رائے گڑھ ضلع کے مقام ناگوٹھنے میں پیوپلس ایکشن فار ڈیولپمنٹ نے ضمانت روزگار اسکیم کے تعاون سے ایک جھیل کو مزید گہرا کرنے کا کام جاری کیا گیا۔ مقامی عوام نے اس کام میں بڑے جوش و خروش سے ساتھ حصّہ لیا۔

ای جی ایس کو سرمایہ ریاستی فرناتے سے ملتا ہے جسے حکومت آمدنی پیدا کرنے والی شہری اور دیہاتی برادریوں سے پیشہ ورانہ ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہے۔ تمام اسکیموں کو ضلعی سطح پر ضلع کلکٹر منظوری عطا کرتا ہے۔ عام اصول ایمپلائمنٹ گارنٹی کونسل کے مشورے سے حکومت مرتب کرتی ہے۔ کونسل کا صدر اس میدان کا ایک ماہر ہوا کرتا ہے۔ کونسل میں حکومتی افسران اور غیر افسران ہوا کرتے ہیں۔ اسکیم کے تحت لئے جانے والے پروگرام مختلف اور متعدد ہوا کرتے ہیں۔

پی اے ڈی کی تعریف

پی اے ڈی خود لوگوں کی وہ سرگرمی اور عمل ہے جسے وہ اپنی ترقی کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ یہ وزیرِ اعلیٰ کی صدارت میں کام انجام دیتا ہے اور وزیرِ زراعت اس کے نائب صدر ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد ترقی کی جانب اٹھے ہوئے قدم کو تیز تر کرنا اور لوگوں میں ایجادی توانائی کے سوتوں کو عمل کی آزادی دے کر اسے زیادہ بامعنی بنانا ہے۔

یہ کام کے لئے سرمایہ اندرونی وسائل سے حاصل کرتا ہے یہ ثقافتی پروگرام ترتیب دیتا اور سووینیر نکالتا ہے اور اسی نے روپیہ فنڈ تحریک کی داغ بیل بھی ڈالی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد خود اعتمادی پیدا کرنا اور اپنی ترقی آپ کرنے پر لوگوں کو آمادہ کرنا اور غریب سے غریب کے ذہن و دماغ میں یقین کے جذبات کو بیدار کرنا ہے تاکہ اس کی خودداری مجروح نہ ہو پی۔اے۔ڈی تحریک کے تحت اکٹھا کی گئی مجموعی رقم ۱۰٫۰۵ کروڑ روپے ہے جس میں سے ۶۶ منصوبے منظور کئے گئے اور ان کی امداد کے لئے ۵۹،۴۴ لاکھ روپئے دیئے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ۳۶ منصوبے سنٹرل کمیٹی نے منظور کئے اور ان اداروں کو تقریباً ۶ کروڑ روپے کی امداد براہِ راست دی جا چکی ہے۔

یہ ان رضاکارانہ اداروں کا ہاتھ بٹاتا ہے جو اناج کی پیداوار اور دیہی ترقی کے منصوبوں کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ منصوبہ زراعت باغبانی، سبزیات، ماہی گیری، مرغبانی اور اسی نوع کے پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں جو منصوبے اقتصادی طور پسماندہ فرقوں اور جو کمزور طبقوں سے کے اقتصادی فائدوں کیلئے ہوں انہیں ترجیح و اولیت دی جاتی ہے۔

ہر پی اے ڈی منصوبہ کے دل سے لگی ہوئی بات ہوتی ہے۔ مقامی شرکت اور انسانی اور مادی وسائل کا استعمال۔ امداد جو بھی دی جاتی ہے وہ افراد کو نہیں بلکہ اداروں کو دی جاتی ہے لیکن افراد، فائدہ بخش روزگار سے وابستہ رہنے کا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پی اے ڈی تحریک کا زور اناج کی پیداوار پر ہوا کرتا ہے کیونکہ صرف یہی وہ سرچشمہ ہے جس کے وسیلے سے دیہی ترقی، دیہاتوں کی از سرِ نو تعمیر اور ہمہ جہتی نشو نما ظہور میں آسکتی ہے۔

پی اے ڈی رضاکارانہ تنظیموں کی وساطت سے منصوبوں کی تائید کرتا ہے لیکن کسی طرح کی مدد کی منظوری عطا کرنے سے پہلے ادارۂ مذکور کی مقامی حیثیت کی جانکاری کے لئے اس کے سلسلے میں ضلع کلکٹر کی منظوری حاصل کی جاتی ہے اور تکنیکی مشورہ گورنمنٹ کے متعلق تکنیکل محکموں سے حاصل کی جاتی ہے اس طرح رضاکارانہ کوششوں کے ذریعے پی اے ڈی حکومت کے پیداواری پروگراموں کو اندرونی وسائل اکٹھا کرکے بڑھاوا دے رہا ہے۔

پسندیدگی

پی اے ڈی (مہاراشٹر) نے جس کی ابتدا یونائیٹیڈ نیشنز (اقوامِ متحدہ) کے فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن کی مہم "فریڈم فرام ہنگر" (بھوک سے نجات) کی رہینِ منت ہے، خود اپنا فنڈ شروع کرکے پیشوایانہ کوشش کی ہے۔ ان کوششوں کو مرکزی حکومت کے وزیرِ زراعت کی صدارت میں کام کرنے والی سنٹرل کمیٹی نے سراہا ہے۔ سنٹرل کمیٹی مذکور نے پی اے ڈی (مہاراشٹر) کے بنیادی ڈھانچے کی نوعیت اور اس کی کوششوں پر مشتمل ایک گشتی مراسلہ پورے ملک میں روانہ کیا ہے اور دوسری ریاستوں کو مہاراشٹر کے نمونے پر عمل پیرا ہونے کا مشورہ دیا ہے۔
پی اے ڈی "اپنی ترقی آپ" کا ایک تصور ہے۔ یہ ہر

فرد سے یکساں طور پر اشتراک کا امیدوار ہے۔ خواہ وہ مالدار ہو یا غریب تاکہ اس کے ترقیاتی پروگرام کو وہ مجموعے عطیہ سے نوازے۔ یہ ادارہ ریاست بھر میں ہر فرد سے روپیہ، روپیہ کر کے، اکٹھا کرتا ہے چنانچہ اس نے اب تک -/۳۰ لاکھ روپئے سے زیادہ جمع کیا ہے۔ ملک کے ترقیاتی پروگرام میں تمام لوگوں کی شرکت و شمولیت کا یہ خیال یو۔ این کے فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن کو اتنا پسند آیا کہ اس نے اس ادارے کے ممبر سکریٹری کو وسائل کی جانکاری رکھنے والے شخص کی حیثیت سے بلاوا بھیجا تاکہ ممبر سکریٹری مذکور اسے بتلاتے کہ اس تصور کو برّاعظم ایشیا کے ترقی پذیر ملکوں میں کس طرح بر دئے کار لایا جائے۔ "آپ اپنی ترقی" کا پروگرام بنکاک کی گفتگو میں بڑی پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا گیا اور یہ تصور تمام ایشیائی ملکوں میں گشتی مراسلے کے طور پر روانہ کیا گیا۔

کام کی نوعیت

ای جی ایس کے تحت پروگراموں کو ریاست بھر میں خصوصاً دیہی علاقوں میں اختیار کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح پی اے ڈی کے تائید کردہ پروگرام بھی ریاست بھر کے دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ای جی ایس کی بابت عملدرآمد کا اختیار یا تو حکومت کو حاصل ہے یا ضلع پریشد کو، جبکہ پی اے ڈی کی بابت کوشش رضاکار ادارے کیا کرتے ہیں۔ پی اے ڈی کی طرف سے دی جانے والی امداد مشینری کی خرید کے لئے ہوتی ہے جیسے پائپ، ایکٹرک پمپ وغیرہ، جبکہ ای جی ایس کے تحت نقد تنخواہیں مزدوروں کو دی جاتی ہیں۔

ایف ایف ڈبلیو اور ای جی ایس

پی اے ڈی بھی خوراک برائے کام کے پروگرام پر ایک سمندر پار ایجنسی کی مدد سے عمل درآمد کرتا ہے۔ اس پروگرام میں تین کیلو گیہوں ایک مزدور کو ایک دن کے کام کے عوض دیا جاتا ہے۔ چونکہ صرف گیہوں دینے سے خاندانی مسائل حل نہیں ہو جاتے۔ اس لئے مزدور چاہتے ہیں کہ انہیں کچھ تنخواہ نقدی کی شکل میں بھی ملے لیکن اس کے لئے پی اے ڈی کے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایسی حالت میں [illegible]

پروگرام "خوراک برائے کام" کو اور ای جی ایس کے پروگرام "نقدی کی شکل میں تنخواہ" کو باہم جوڑا جا سکتا ہے۔

کامیاب تجربہ

تجرباتی بنیاد پر ایک جھیل سے مٹی نکالنے اور اسے گہرا کرنے کا ایک پروگرام ای جی ایس کے تحت ضلع رائے گڈھ کے مقام نالوتھانے میں شروع کیا گیا تھا۔ پی اے ڈی نے بھی اس ایس ضمنی خرچ کے سلسلے میں کچھ رقم کی منظوری دی تھی۔ اس طرح جھیل مذکورہ کو اندرون ضلع ماہی گیری کی ترقی کے لئے سازگار بنایا گیا ہے۔ یہ کام شری وی. ایس پگے، چیرمین ایمپلائمنٹ گارنٹی کونسل کے مشورہ پر کیا گیا تھا، چنانچہ انہوں نے بخوشی اس پروگرام کا افتتاح بھی فرمایا تھا۔ یہ پروگرام نہایت درجہ کامیاب رہا۔ اب اس جھیل سے گاؤں کی مزید ترقی کے لئے آمدنی حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسے پروگرام مختلف مقامات پر عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔

دوسرا زیر عمل پروگرام ضلع ستارا کے برجانی واڑی سے تعلق رکھتا ہے جہاں ای جی ایس کے تحت ایک کنویں کے لئے منظوری دی جا چکی ہے جبکہ اس کے میکانیکل کل پرزوں کے لئے امداد پی اے ڈی نے دی ہے۔

ان پروگراموں کو ساری ریاست میں مقامی لوگوں کی شرکت سے ترقیاتی سرگرمیوں کے سلسلے میں بڑے پیمانے پر شروع کیا جا سکتا ہے۔ مہاراشٹر کو عوام کی بھلائی کے لئے اقدامات کے کئی میدانوں میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ اگر ای۔جی۔ایس اور پی۔اے۔ڈی کی مدد سے مختلف ترقیاتی پروگرام، کامیابی کے ساتھ انجام پا گئے تو ریاست کی شان میں اضافہ کرنے والے کارناموں میں یہ ایک اور کارنامہ ہوگا۔

عبدالخالق
۱۸۰ - اے - پانپ روڈ۔ کرلا بمبئی ۴۰۰۰۷۰

عورتوں کے لئے روزگار
ویمنس انڈیا ٹرسٹ کے ذریعے تربیت کا انتظام

عورتوں کے لئے روزگار کی اہمیت زندگی میں ناگزیر ہے۔ زمانہ قدیم سے وہ مردوں سے دوش بدوش ہرکام میں شریک رہی ہیں۔ اصلاحِ معاشرہ کا کوئی کام ہو ان کو شامل کئے بغیر یا ان کی طرف توجہ کئے بغیر ادھورا رہے گا۔ اگر عورتوں میں سماجی بیداری آجائے تو معاشرتی زندگی میں بہتری اور استحکام پیدا ہوگا۔ وہ اکثر و بیشتر گھر بیٹھے روزی کے وسائل پیدا کرسکیں گی اور اس کا اثر خانگی زندگی پر خوشگوار ہوگا

اگر آپ بندر روڈ، بنویل سے گذرے ہوں تو غالباً وِٹ WIT (Women's India Trust) کے تربیتی اور پیداواری مرکز کی دو منزلہ عمارت آپ کی نظر سے گذری ہوگی۔ شاہ راہِ عام پر یہ مرکز روشنی کا مینار بنا کھڑا ہے جس کا مقصدِ اولین یہ ہے کہ عورتوں کے لئے "اپنی مدد آپ کیجئے" کے اصول پر روزگار کے نئے مواقع پیدا کرے، انہیں روزگار
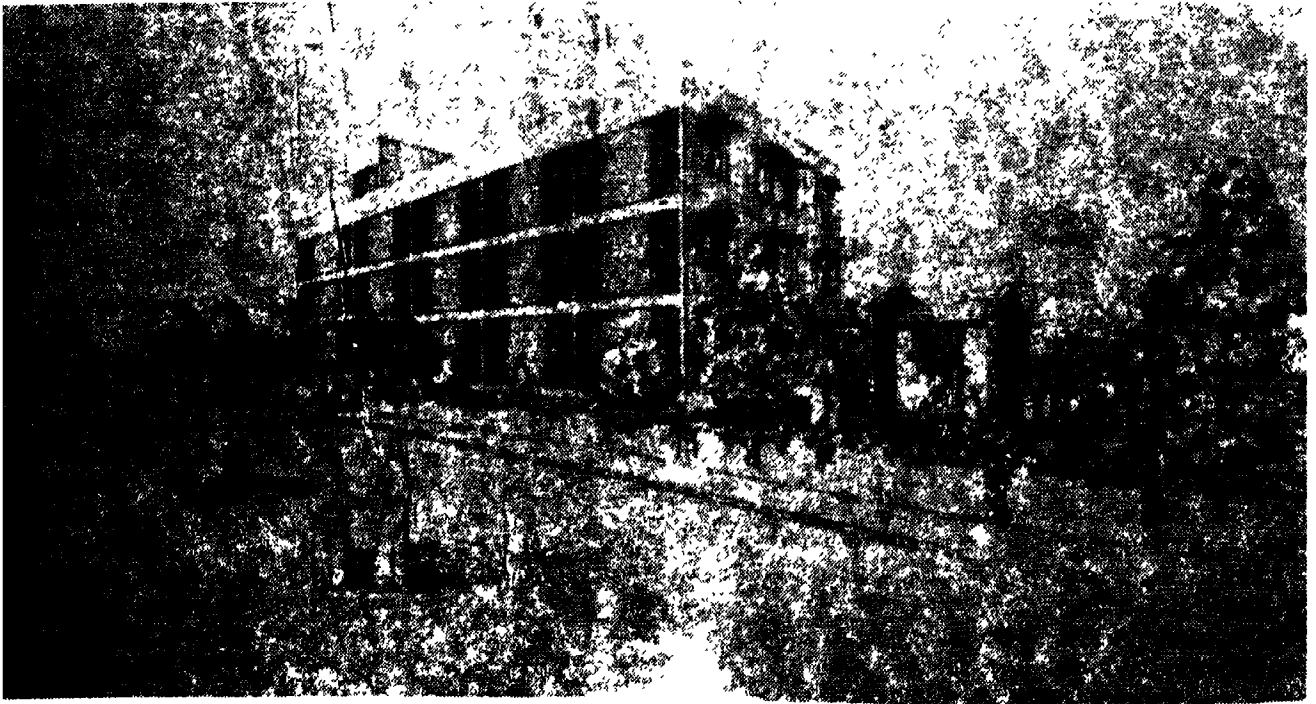
کی تربیت دے اور "خود اپنا روزگار" شروع کرنے کے قابل بنائے تاکہ شوہر کے لئے صحیح معنوں میں شریکِ حیات بچوں کے لئے محبت کا خزانہ اور گھر کو جنت بنانے والی ہستی ثابت ہو۔ پس معاشرے میں خاندان کے لئے باعزت مقام اور شاندار مستقبل مہیا کرنے کے لئے "وِٹ" کے فراہم کردہ مواقع بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

"وِٹ" نے عورتوں کی بہبودی کا جامع پروگرام مرتب کیا ہے جو "آپ کا اپنا روزگار" بنانے پر منتج ہوتا ہے "وِٹ" نے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تربیت حاصل کرتے ہوئے آپ آمدنی بھی حاصل کرتی ہیں۔ اس طرح کاموں کو جاری رکھنا بڑا ہی دقت طلب اور صبر آزما ہوتا ہے چونکہ یہ ادارہ تجربہ اور مشق کی منزلیں طے کر چکا ہے اور اب اس کے منصوبوں میں پختگی آ گئی ہے۔ اس لئے پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اس ادارے کی بنیادیں مستحکم ہیں اور یہ کسی دوسرے ترقی یافتہ ادارے سے پیچھے نہیں ہے۔

سب سے کٹھن مرحلہ سمنٹ کی زبردست قلت تھی جو ادارے کی تکمیل کی راہ میں آڑے آئی تھی۔ اس موقع پر "مردے از غیب برون آید و کارے بکند" کے مصداق "انڈو جرمن سوشیل سروس سوسائیٹی" کے اکزیکیٹو ڈائرکٹر مسٹر سانتیہ گو اور ان کے پرنسپالز مسیز ریوار نے اس ادارے کی طرف ہمدردی کے ساتھ نگاہ ڈالی۔ چنانچہ موخرالذکر کی وساطت سے مسٹر سانتیہ گو نے بیک جنبشِ قلم اس منصوبے کی پوری تخمینہ کردہ رقم مبلغ ۸ لاکھ ۶۶ ہزار روپے کی ادائیگی کی منظوری دے دی۔ قوم کا ہر بہی خواہ یقیناً مسٹر سنتیاگو اور ان کے پرنسپلوں کے اس ہمدردانہ جذبے کی قدر کرے گا اور ان کا مشکور ہوگا۔ اسی طرح "وِٹ" کی چیئرمین بیرسٹر کاملہ طیب جی صاحبہ کا بھی جنہوں نے ۱۵ سال قبل پنویل میں اس ادارے کی داغ بیل ڈالی تھی، اور تب ان کی مددگار شریمتی پورانک اور مس فریدہ خطیب تھیں، ان کا بھی ہر بہی خواہ قوم مشکور ہوگا کہ انہوں نے اس نیک کام کی ابتدا کی تھی جس کی بدولت اس وقت سلائی جاننے والی دیہی عورتیں پانچ روپیہ روزانہ کمانے بھی لگ گئی تھیں۔

جنوری ۱۹۸۲ء میں اس ادارے نے اپنی زندگی کے پندرہ سال مکمل کئے۔ اب اس کے بہت سے پریشان کن مسائل ملک اور بیرون ملک کے مؤیدین کی بدولت اور خود اس کی تیار کردہ اشیاء کی اچھی فروخت کی بدولت حل ہو چکے ہیں۔ مالی مسئلہ جو سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اب اس ادارے کے دل و دماغ کے لئے بڑا بوجھ نہیں ہے لیکن حاصل شدہ ترقی کے طفیل اس کے سامنے جو نئی راہیں کھل گئی ہیں ان سے نمٹنے کے لئے جن کوششوں کی ضرورت ہے۔ ان سے "وِٹ" پوری طرح آگاہ ہے۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ "وِٹ" (WIT) نے اس راہ میں قدم رکھا تھا تو اس کے سامنے صرف ایک مقصد تھا — ان کے لئے روزگار جو روزگار کے قابل نہیں ہیں — ان کے لئے آمدنی کے ذرائع پیدا کرنا جن کے رگ و ریشے میں یہ خیال جاگزیں ہے کہ وہ روزگار ہرگز تلاش نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا "وِٹ" نے ابتدا ہی سے اسی نوع کے افراد کو تربیت دینے کی ٹھانی اور یہ تربیت نہایت ہی سختی کے ساتھ انہیں کے لائق کام سے متعلق ہوتی تھی۔

آج صورتِ حال بالکل ہی مختلف ہے۔ "تجربہ بجائے خود ایک استاد ہے"۔ "وِٹ" نے تجربات سے فائدہ اُٹھایا۔ اچھی تربیت دینے کے ساتھ ساتھ "وِٹ" نے تربیت حاصل کرنے والوں کو ان کی بنائی ہوئی چیزوں کے عوض مناسب معاوضہ دینا بھی شروع کر دیا۔

اِن دنوں "وِٹ" کی سرگرمیوں کا مرکز تاردیو کے حلقے میں بنے ایرکنڈیشنڈ مارکیٹ میں اونرشپ پر لئے گئے خود "وِٹ" کے اپنے اسٹال میں ہے جہاں بلاک پرنٹنگ کے ذریعے بنے ٹیبل کور، ٹی کور، بیڈ کور جیسی ڈیڑھ سو قسم کی چیزیں فروخت کے لئے رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح جام، اچار، شربت جیسے مرکبات "وِٹ" کی طرف سے نہ صرف یہاں برائے فروخت رکھے ہوئے ہیں بلکہ بمبئی، پونے، بنگلور، دہلی تک بھی برائے فروخت بھیجے جاتے ہیں۔

تجربہ و اعتماد نے "وِٹ" کے ذہن میں تعلیم نسواں کی اہمیت بھی اُجاگر کر دی ہے۔ اس ضرورت نے ایسے قصبہ بمبئی سے قریب اپنے پنویل کے مرکز میں ایک مزید تربیتی مرکز کھولنے

کی ترغیب دلائی ہے۔

چنانچہ "وٹ" کی تربیت گاہ جو ہنویل میں ہے، اس کے بالکل پڑوس میں دو بلڈنگیں حاصل کر لینے کا ٹرسٹ کا ارادہ ہے لیکن مالی حیثیت سے یہ معاملہ شاید دیر طلب ثابت ہو۔ اس کے علاوہ یہ سوال بھی اس کے زیر غور ہے کہ کس طرح کے کورسوں کی تعلیم دی جانی چاہیئے۔ اس باب میں (i) نرسری (ii) حفظانِ صحت برائے خواتین (iii) شعبۂ خورد و نوش (iv) سلائی (v) سکے جی کلاسیس (vi) شعبۂ چھپائی قائم کئے گئے ہیں۔

"وٹ" نے کراشیز (پرورش گاہِ اطفال) چلانے اور سپر وائزر کی تربیت کا بھی انتظام کیا ہے اسطرح تربیت یافتہ گھریلو خواتین اپنے گھروں میں ایسے بیت الاطفال قائم کرکے گھریلو سطح پر اچھی خاصی آمدنی پیدا کر سکتی ہیں اور ایسے پرورش گاہِ اطفال کے قریب میں کام کرنے والی عورتوں کیلئے یہ سہولت ضرور فائدہ مند ثابت ہوگی۔ اسی طرح "وٹ" ابتدائی پرائمری ٹیچرس ٹریننگ کورس شروع کرنے کا بھی منصوبہ بنائے ہوئے ہے۔ اس سے تعلیم یافتہ عورتوں اور لڑکیوں کو روزگار مہیا کرنے کا ایک اچھا ذریعہ میسّر آجائے گا۔

حفظانِ صحت برائے خواتین کورس مدت نو ماہ سے ایک سال تک ہے۔ پاس ہونے والی طالبات کو سرٹیفکٹ بھی دیا جاتا ہے۔ اس کورس کے تمام اخراجات کا بار حکومت اٹھاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حکومت کامیاب شدہ طالبات کو ہزاروں کی تعداد میں دیہاتوں میں بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کورس کے لئے کم از کم قابلیت ایس۔ ایس۔ سی پاس ہونا ہے اور عمر کے لحاظ سے ۱۸ سال مکمل ہونے چاہیئے۔

شعبۂ خورد و نوش کے کورس کے لئے تعلیمی قید نہیں ہے مجبور اور ضرورت مند عورتوں کو کام سکھانے کے ساتھ ساتھ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اس شعبہ کے تحت بیکری میں تیار ہونے والی اشیاء مثلاً ۱۔ کیک، بسکٹ ۲۔ پھلوں کے دیر پا مرکبات ۳۔ روزمرہ کے کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے، ان پر آنے والی لاگت وقت، ایندھن وغیرہ تیار اشیاء کی قیمت طے کرنا اور ان اشیاء کو مارکیٹ میں برائے فروخت پیش کرنے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں

شعبۂ سلائی کے ذریعے کپڑوں کی کٹنگ، سلائی، فٹنگ وغیرہ پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ خواتین کے لئے یہ ذریعۂ روزگار بہت ہی آسان اور منافع بخش ہے۔

شعبۂ چھپائی کے لئے بھی تعلیمی قید نہیں ہے۔ عورتوں کو کاغذ پر پرنٹ کرنا، بلاک پرنٹنگ، اسکرین پرنٹنگ سکھائی جاتی ہے۔ سماجی فلاح و بہبود کی وزارت نے اس کورس کے لئے خاص گرانٹ منظور کی ہے۔ ہر طالبہ کو ۷۵ روپے وظیفہ دیا جاتا ہے اور انہیں اپنے طور پر کام شروع کرنے کے لئے بطور امداد ۴۰۰ روپے کی گرانٹ بھی دی جاتی ہے۔

"وٹ" کے منتظمین کا کہنا ہے کہ ہم کچھ چھوٹے کورسوں کی طرف بھی مائل ہیں بشرطیکہ ہمارے مرکز کے پڑوس میں رہنے والوں میں، ہمیں ان کورسوں کے لائق، موزوں دل و دماغ ملیں۔ مثال کے طور پر باغبانی، پھولوں اور سبزیوں کے اگانے کا ذوق و شوق، مچھلی پالن (جس میں مچھلیوں کے تالابوں میں سے مچھلیاں پکڑ کر لانا بھی شامل ہے۔ اور جن کے لئے کچھ جگہیں ہم مخصوص کر چکے ہیں) یا کھجوروں کے درختوں سے کھجور حاصل کر کے گڑ بنانا کیونکہ یہ درخت اس حصۂ ملک میں بآسانی اگائے جا سکتے ہیں اور ان سب مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ "وٹ" کی حسب معمول سرگرمیاں جاری رکھی جائیں گی تاکہ دکانوں کو جو چیزیں مہیا کی جاتی ہیں ان میں فرق نہ آئے۔

"اپنا ذاتی روزگار" کا ایک منصوبہ اور ہمارے پیش نظر ہے۔ گھر میں اُن چیزوں کی تیاری جو ہوٹلوں کی ضروریات میں شمار ہوتی ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوگی کہ پکائی گئی چیزوں کا معیار بلند ہو اور انہیں پیش کرنے کا سلیقہ بھی اچھا ہو۔ اس کے لئے ایس ایس سی جیسے امتحانات پاس ہونا لازمی نہیں۔ صرف کام کی حد تک خواندگی اور قدرتی عقلمندی کافی ہوگی۔ یہ ٹریننگ بالراست کام کی جگہ پر، اور کئے جانے والے کام میں جُٹ جانے سے شروع ہوگی اور یقیناً شروع ہی سے تنخواہ بھی ملے گی۔ جو لوگ ہمارے یہاں رہائش اختیار کریں گے انہیں کھانا مہیا کرنا اور ہمارے باغ میں کافیٹیریا جو شروع کیا جائے گا اس میں سلیقہ کے ساتھ رکھنا ایسا کام ہوگا جو شروع ہی سے آمدنی کا وسیلہ ہوگا۔ اس کام کو مرکز میں سیکھ لینے کے بعد تربیت یافتہ خواتین جب بھی ہمارے یہاں سے جائیں گی "خود اپنا کام" پورے اعتماد کے ساتھ شروع کر سکیں گی۔ گیسٹ ہاؤس، گھروں پر کھانا بھیجنا یا پہنچانا خصوصاً ایسے گھروں میں جو خدمت گار رکھنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، وقتاً فوقتاً کہیں کسی پارٹی سروس کو اپنے ذمے لینا، ہزاروں اسکولوں میں سے کہیں کسی اسکول میں کینٹین کھولنا وغیرہ ایسے کام ہیں جو دوربین نگاہیں دیکھ سکتی ہیں کہ آنے والے زمانے میں یہ خدمتیں لازم و ملزوم ہوں گی۔

ان تفصیلات سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت حکومت جن کاموں کے ذریعے دیہی آبادی کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھانے کا منصوبہ بنا چکی ہے ہوسکتا ہے کہ مذکو ہ کاموں میں سے کچھ کام ایسے ہوں جنہیں حکومت اپنے منصوبوں میں کامیابی کے ساتھ اختیار کرلے۔

★★

شری بوٹا سنگھ، مرکزی وزیر برائے مکانات اور پارلیمانی امور ا سپورٹس، ۱۵ اکتوبر کو بمبئی کی سلم بستی دھاراوی میں عوام کے ایک
اع سے خطاب کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ بھی
ھی جا سکتی ہیں۔
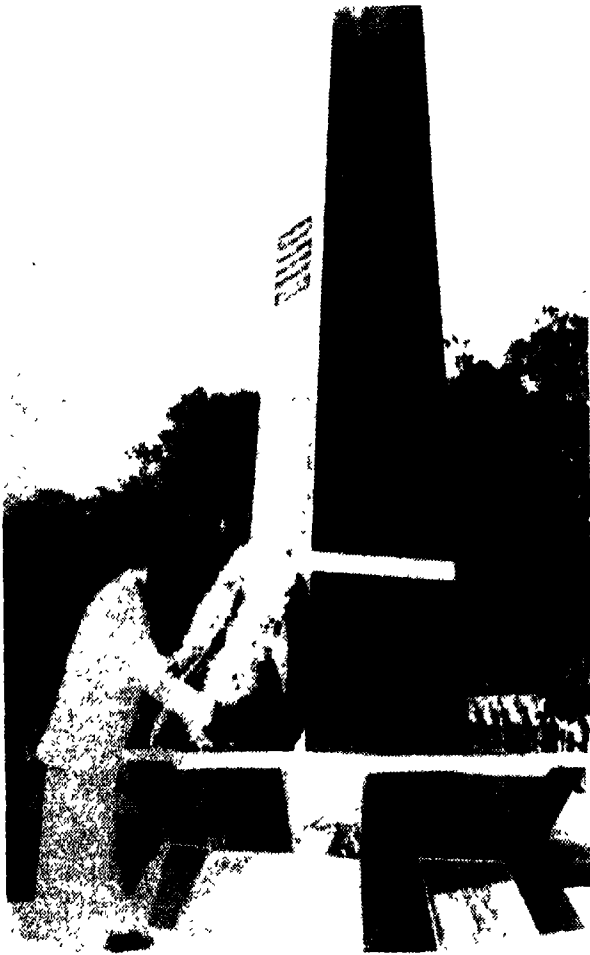
خبریں ۔ تصویروں میں

شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت امور داخلہ اطلاعات و رابطہ عامہ ۲۱ اکتوبر کو نائیگاؤں (بمبئی) میں واقع پولس کے صدر دفتر میں پولس یادگار ستون پر پھول چڑھا کر گذشتہ سال فرائض کی ادائیگی کے دوران جاں بحق ہونے والے پولس والوں کی یاد کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔
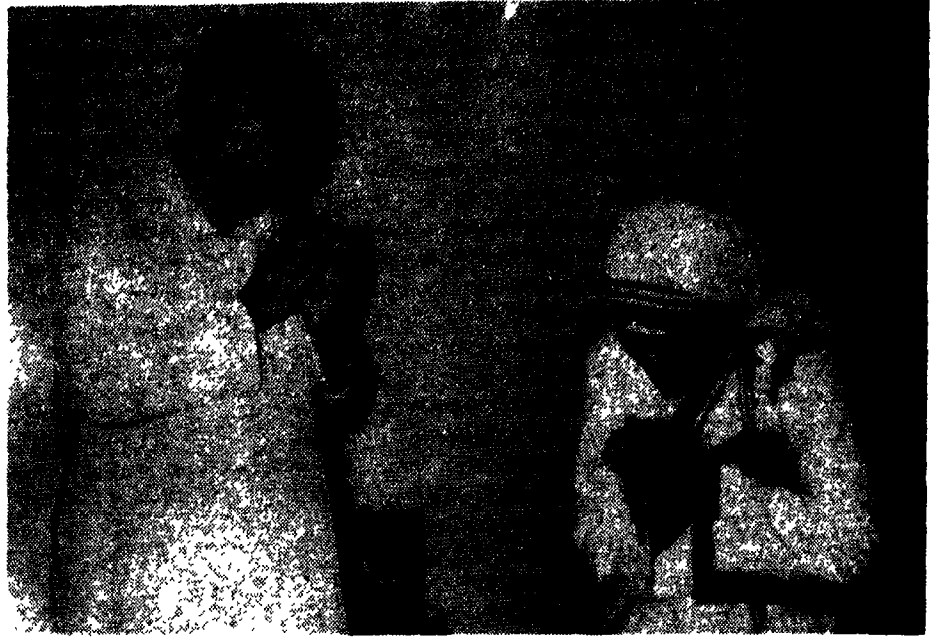
نوبل انعام یافتہ مدر ٹریسا نے لندن
جاتے ہوئے ۱۰ اکتوبر کو بمبئی میں وزیر اعلیٰ
شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی ۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
۱۶ اکتوبر کو ست بابا سمرن داس چیریٹیبل
ٹرسٹ کے آیورویدک ہسپتال کا افتتاح
کر رہے ہیں ۔
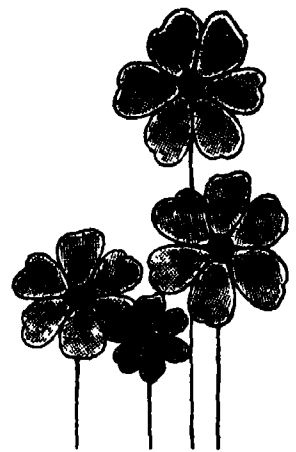
بینک آف انڈیا کی فورٹ برانچ اور مہاراشٹر راجیہ چرم اُدیوگ ڈیولپمنٹ منڈل کی جانب سے افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے چرم سازی کے ماہر کاریگروں کو بیس نکاتی پروگرام کے تحت ۲۴ اکتوبر کو انڈین مرچنٹس چیمبر ہال میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کے ہاتھوں قرض، مالی امداد اور سلائی مشینیں دی گئیں۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری سوشیل کمار شندے وزیر برائے مالیات بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ *
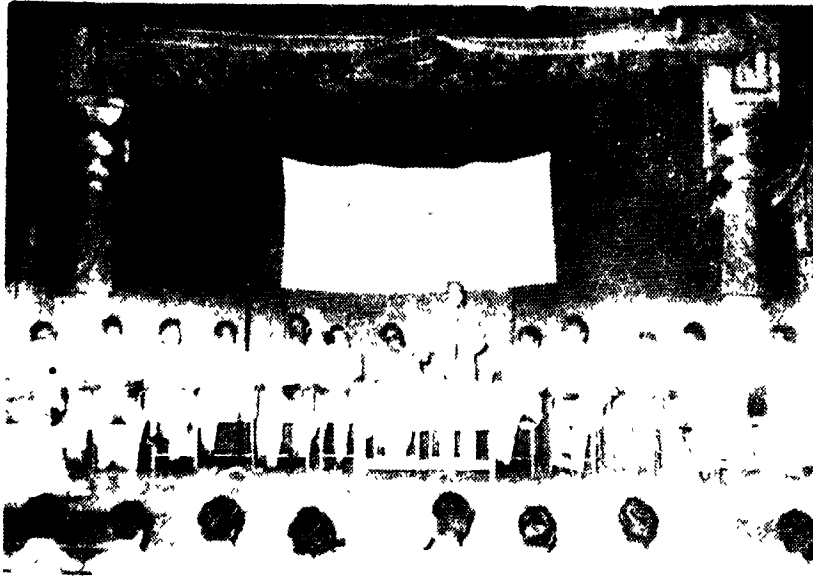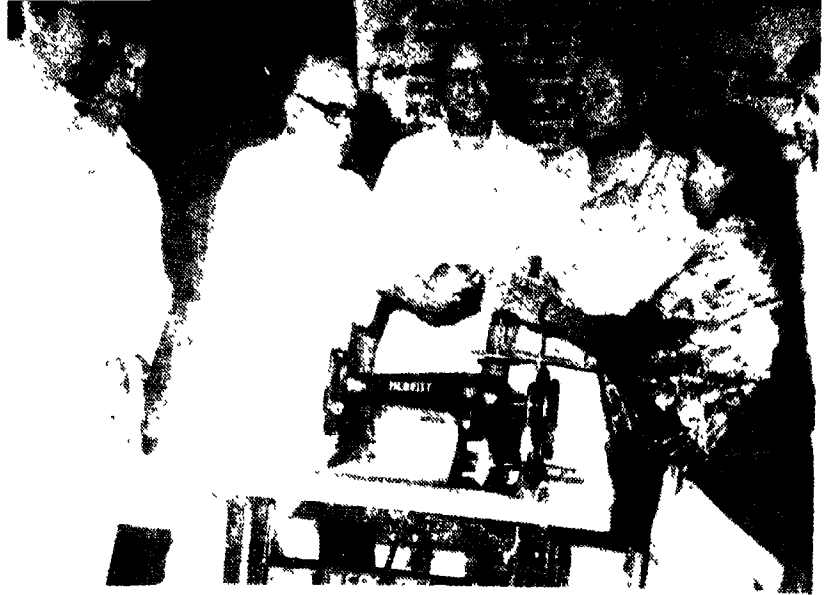
شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول، ۲۳ اکتوبر کو ڈاکٹر شیروڈکر سمارک سبھاگرہ میں منعقدہ گابت سماج کی اجتماعی تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں

شری ولاس راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ ۲۴ اکتوبر کو بمبئی کے پرانے ودھان بھون میں ہوم گارڈس کے ڈسٹرکٹ کمانڈنٹس اور شہری دفاع کے ڈپٹی کلکٹروں کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح کرنے کے بعد ان تنظیموں کے اعلیٰ افسران سے مصافحہ کر رہے ہیں۔
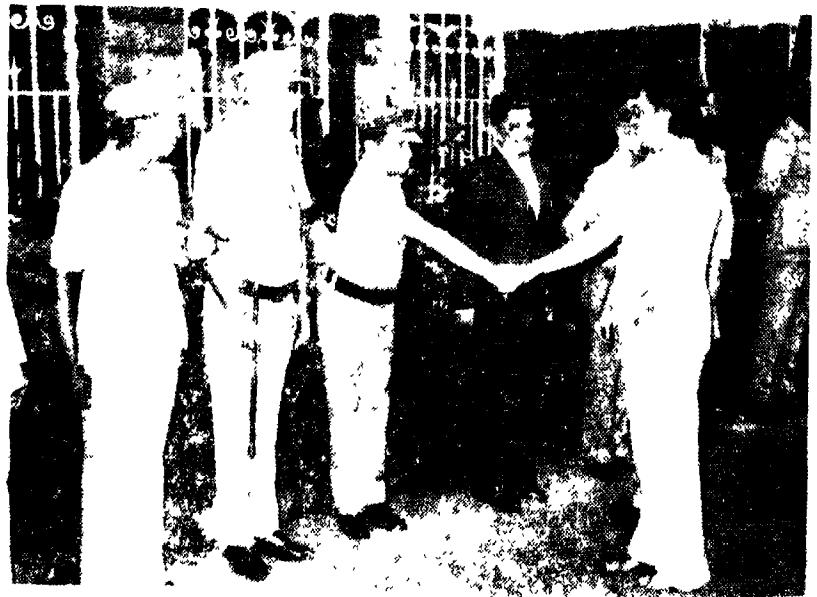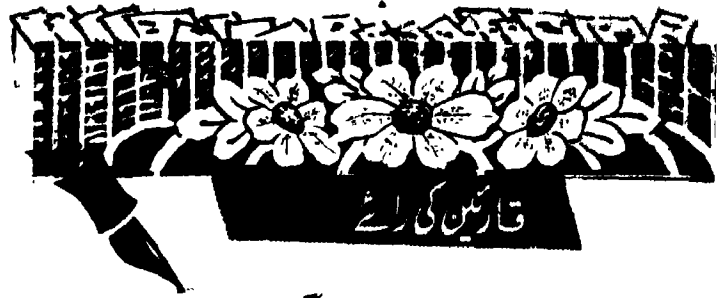
عطاء الرحمٰن طارق

۹۴/۹۔ فاطمہ بائی بنگلہ، کے کے روڈ، جیکب سرکل، بمبئی ۱۱۔۴۰۰۰

ان دنوں "قومی راج" کے سرورق میں ایک خوشگوار تبدیلی کا احساس ہوا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ "قومی راج" نے نہ صرف ادبی بلکہ صوری اعتبار سے بھی تمام اردو رسائل کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تزئین کار کو میری جانب سے مبارکباد۔

• غلام غوث خان

معرفت آر اینڈ ٹی سی (۱۹۷۲) لمیٹڈ (ایس۔ ڈی۔ او)
بائیکلہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

سماجی جنگل بانی و باغبانی، خصوصی نمبر باصرہ نواز ہوا۔ اور بے اختیار منہ سے واہ واہ نکلا۔ یوں تو آپ کے سارے ہی خصوصی نمبر قابلِ تعریف ہیں مستقل افادیت کے حامل ہوتے ہیں لیکن اس نمبر کی ضخامت اور پُراز معلومات مضامین نہایت ہی قابلِ ستائش ہیں۔

"کچھ پھلوں کے بارے میں"، "معاشی بہتری کا حامل سماجی جنگل بانی پروگرام"، "درخت دوست" اور سارے پیغامات بے حد پسند آئے۔

"ایک شخص دو شخصیتیں"، حسرت موہانی صاحب کا اچھا تعارف ہے۔ امید ہے کہ مستقبل میں بھی آپ اسی طرح معلومات کے خزانے لٹاتے رہیں گے۔ ؎

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

• انصاری محمد یعقوب مرتضیٰ

۳۷۶۔ نیا پورہ۔ مالیگاؤں ضلع ناسک۔ ۴۲۳۲۰۳

میری دعا ہے 'قومی راج' اردو کو روشن و تابناک کرنے کے لیے آفتاب ثابت ہو۔

• عبدالمجید

یوسف چیمبرس، نزد پیلس سینما، بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

قومی راج، پندرہ روزہ کا تازہ ضخیم شمارہ جنگل بانی باغبانی سے متعلق دیکھ کر حیران رہ گیا۔ عجب جادوگری ہے آپ کے ادارے کی کہ اچانک کوئی نمبر نکل آتا ہے اور وہ بھی اس قدر شاندار اور جاندار کہ بس دیکھتے رہ جائیے۔ ہر پندرہ روز بعد ایک شمارہ اس قدر خوبصورت، اس قدر معلوماتی، ادبی مضامین اور ریاستی خبروں سے سجا سنوار کر آپ لوگ پیش کرتے ہیں کہ دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس پر اچانک آنیوالے خاص نمبر جو بن بلائے مہمان کی طرح زحمت کے بجائے رحمت بن کر آتے ہیں سچ مچ حیران کر دینے والے ہوتے ہیں کیونکہ عام شماروں کی طرح یہ نمبر بھی موضوع، مواد اور ترتیب و تدوین کے لحاظ سے نہ صرف معیاری اور معلوماتی ہوتے ہیں بلکہ ایسے ایسے نادر و نایاب مضامین پڑھنے ملتے ہیں جو کہیں دوسری جگہ نظر نہیں آتے۔ اس پر موضوع اور تشریح کی طرح جس عمدگی سے تصاویر، اسکیچیز اور آرٹ کو پیش کیا جاتا ہے ایسے اچھوتے، دلنشیں اشارے کے پیرائے میں جیسے تشبیہات اور محاورات کو ادب میں درجہ ہے، قومی راج میں وہی مقام تصاویر اور اسکیچیز کو ہے۔ یوں لگتا ہے ہر شمارہ اور خاص نمبر کو آپ کی قیادت میں، بلکہ آپ کی ادارت میں آپ کا عملہ شاہکار بنانے کا عزم رکھتا ہے اور قابلِ قدر سے بڑھ کر کامیاب رہتا ہے۔ بڑی لگن ہے آپ حضرات میں اور بڑا حوصلہ ہے۔ آپ کو، آپ کے سرگرم اراکین کو اور حکومتِ مہاراشٹر کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد اس دعا کے ساتھ کہ اس جگمگاتے ہوئے چراغ کی لو تیز رہے، روشن رہے اور اسی طرح مثالی بنی رہے۔

آپ کا مضمون درخت دوست بھی خوب ہے اور شریمتی اندرا گاندھی کے پیغام کی بڑی خوبصورت تشریح بھی۔ مبارکباد قبول فرمائیے اور ہر موضوع پر بطور خاص کچھ ضرور لکھتے رہیے۔

• مطیع الرحمٰن

اقبال روڈ، دھولیہ۔ (مہاراشٹر)

حکومتِ مہاراشٹر کی تیز رفتار ترقی کی معلومات اور ضروری اطلاعات کے ساتھ علمی، ادبی، سائنسی اور تحقیقی مضامین کے ہر لحاظ سے شاندار، مثالی اور قابلِ قدر رسالہ "قومی راج" خوب سے خوب تر ہوتا جا رہا ہے۔ چند کہانیاں بھی ہوں تو زیادہ مقبول ہوگا۔

شائع کردہ: شری موہن پاٹل، ڈائریکٹر جنرل اطلاعات و تعلقاتِ عامہ، حکومتِ مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ: گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس، پونہ
PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1983

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ج
ہمیں کرنا ہے وہ صرف تعمیری ہ
مزدوروں کو ایک مرکز پر کھینچ
والا بھی ہونا چاہیئے ۔ کھارترا
کا کام اسی نوعیت کا ہے ۔ جیسا ک
ہے ساحلی اضلاع میں بسنے وا
کو اپنے مستقبل کو سنوارنے کا
تصویر ہذا میں کھارترقی آراضی
تھانے ضلع کے ایک دیہات
بڑھ رہا ہے ۔

فرشیوں اور اینٹوں کی تیاری
جس کی وجہ سے مستقل روزگار
ہو جاتا ہے، حوصلہ افزائی کا
ہے ۔ تھانے میں ایسا ہی ایک
تیار کرنے والا گروپ دیکھا ج
ہے ۔
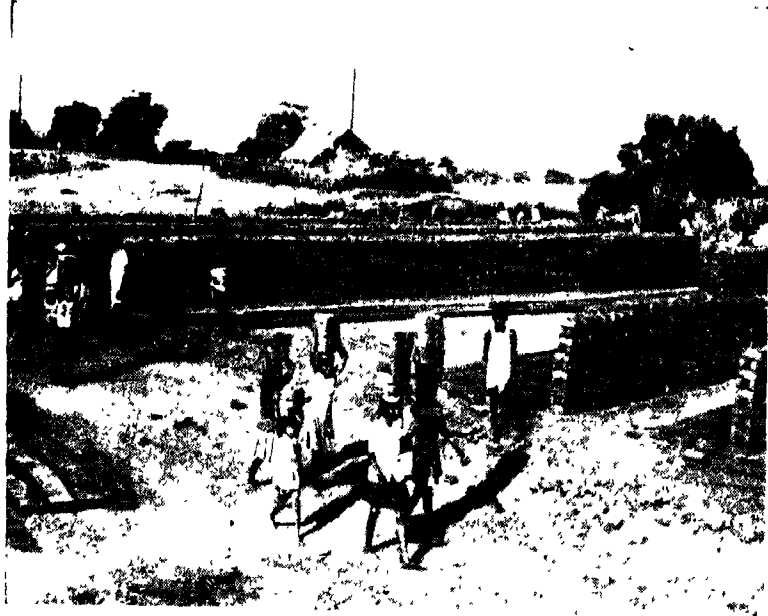
پہاڑی اور دور دراز علاقوں
سڑکوں کی عدم دستیابی کی صو
سڑکیں بنانے اور ان کی م
کام جاری کیا جاتا ہے ۔ ا
سڑک بنانے کا کام تھانے
دیکھا جاسکتا ہے ۔

ضمانت روزگار اسکیم سے زمین سدھار، آبپاشی، نالہ بندی اور جنگل بانی وغیرہ جیسے کاموں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ ان تمام کاموں کی وجہ سے نہ صرف ایک پائیدار مشترکہ ملکیت ہمارے ہاتھوں آئی ہے بلکہ دیہات کے لوگوں کو قوم میں ایک باعزت مقام بھی حاصل ہوا ہے۔

قومی راج

۱۰ر نومبر ۱۹۸۳ء
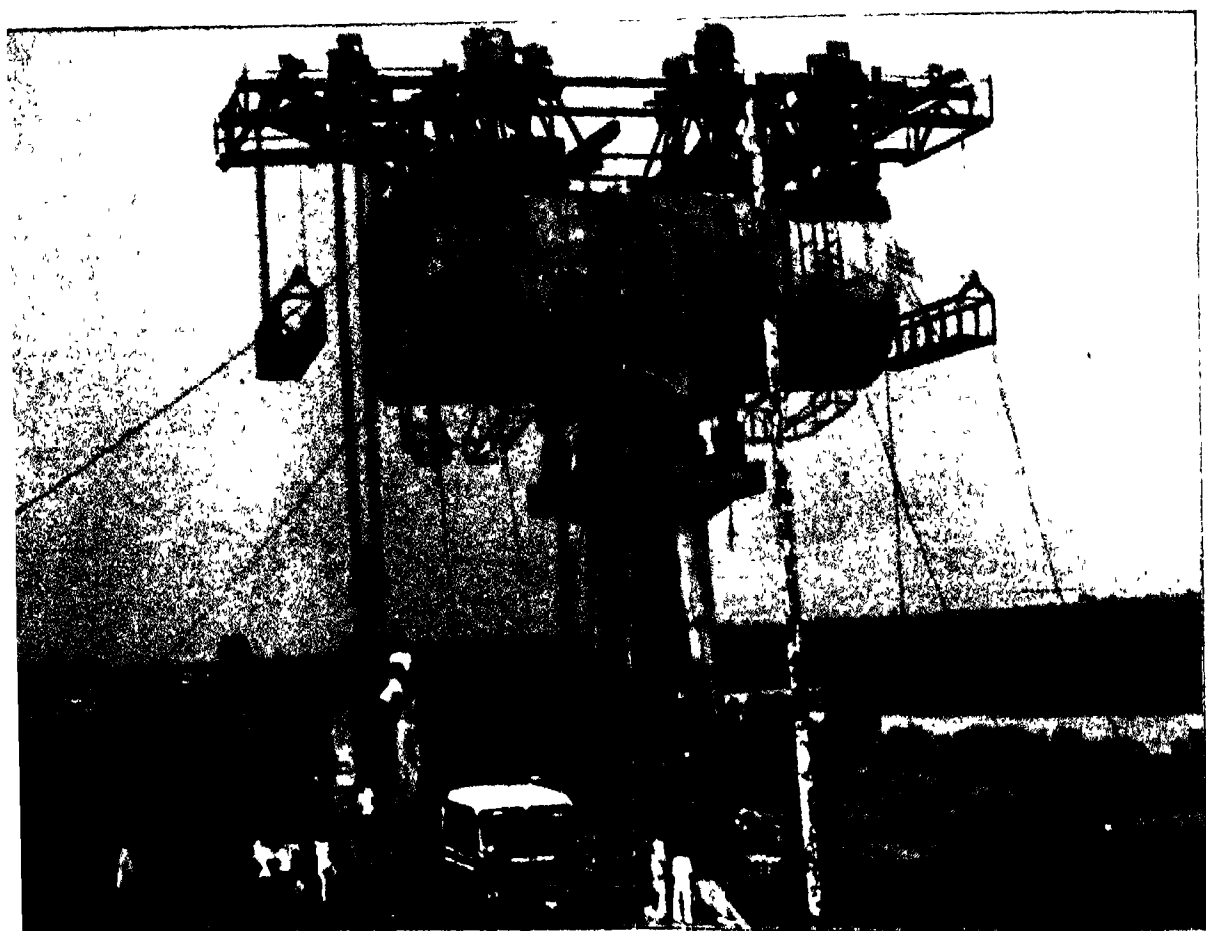
اُجنی بندھ کا ایک منظر۔ اس بندھ سے ۰۰۱۰۰۲۰ وا ہیکٹر زمین کی آبیاری ہوگی

قومی راج

10-11-83

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نگراں : خواجہ عبدالغفور (آئی۔اے۔ایس)

جلد ۔ ۱۰
شمارہ ۔ ۲۱
۱۰ نومبر ۱۹۸۳ء

ترتیب — صفحہ نمبر

ہمارا سرورق :۔ اُجنی پروجیکٹ کے تحت، بھیما نہر کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

*

سالانہ : دس روپے

قیمت فی کاپی : پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر :۔ موہن پاٹل

ایڈیٹر :۔ ریاض احمد خاں

*

• ترسیل زر و مراسلت کا پتہ :
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، ممبئی ۳۲ ۴۰۰۰۳۲

خاموش قنوجی

دہلی دواخانہ، قنوج۔ ضلع فرخ آباد (یو۔پی)

آپ اور حکومت مہاراشٹر کی کاوشوں کا ہم لوگ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے اردو کو فروغ دینے کے لئے اتنا قیمتی رسالہ اتنے کم پیسوں میں لوگوں کو فراہم کیا۔ ہم لوگ تو صرف اردو کا فروغ چاہتے ہیں۔

قومی راج سے اتنا متاثر ہوا ہوں کہ چند شعر ارسال کر رہا ہوں۔

قومی راج

خوش نویسی کا مجلیٰ، فکر و فن کا آئینہ
شمع آزادی کا پرتو علم کا روشن دیا
اے کہ قومی راج تجھ کو شاد باش و مرحبا
جہل کا تیرہ اندھیرا دور تو نے کر دیا!
فکر کا روشن منارہ، عزم کا اسپ رواں
ترجماں دانشوروں کا حریت کا پاسباں
کشت اردو آج ہے سیراب قومی راج سے
بہہ رہا ہے دیش بھر میں علم کا سیل رواں

مہدی پرتاپ گڈھی

معرفت ایگزیکیٹو انجینیر، اری گیشن ڈیویژن۔ پرتاپگڈھ (یو۔پی)

۲۵ رجولائی کے شمارے میں خواجہ عبدالغفور صاحب کی "منی ان سنی" اور ڈاکٹر جلیس سہسوانی کے مقالہ "جمیل مظہری" نے متاثر کیا۔ مقالہ بہت مختصر ہے۔ جمیل مظہری پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ میں اپنا اعتقاد مرحوم حسرت الاکرام کی نظم نے انکی یاد پھر تازہ کر دی۔ واقعی وہ قتل ہو ہو کے جی رہے تھے۔ تصویری فیچر اور ریاستی خبریں قومی راج کی جان ہیں۔ خدا کرے اس رسالے پر مزید نکھار آئے۔

شوق ماہری

موگھٹ روڈ، کھنڈوہ (ایم۔پی) ۴۵۰۰۰۱

قومی راج ماشاءاللہ اپنا جواب آپ ہے۔ یوں کہنا چاہیئے کہ ؎

مجسم شعر و حسن و نغمگی ہے

غالب مرحوم کی زبان میں یوں کہیئے کہ ؎

زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیئے

اور یہ سب آپ حضرات کی محنت لگن اور جد و جہد کا کرشمہ ہے

خاکم بدہن مجھے ڈر ہے کہ ؎

نظر لگے نہ کہیں تیرے دست و بازو کو

پچھلی مرتبہ ڈاکٹر سالم علی کی شخصیت پر آپ کا مضمون بہت دلچسپ اور معلومات افزا تھا۔ خاکہ نگاری میں آپ کی صلاحیتیں خدا داد ہیں۔ اس سلسلہ کو قائم رکھیئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو قومی راج پڑھنے والوں پر ظلم ہوگا۔

عبدالحمید

نیا پورہ۔ مالیگاؤں۔ ضلع ناشک (مہاراشٹر)

قومی راج سرورق سے آخر تک اس قدر دلکش اور دلچسپ ہوتا ہے کہ گھر بھر کے افراد بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ صرف ایک کمی ہے جس کی طرف دیگر قارئین قومی راج نے بھی آپ حضرات کی توجہ دلائی ہے۔ اور میں بھی یہی کہنا چاہوں گا کہ مختصر کہانیوں کا سلسلہ شروع کر دیجئے۔ یہ اس لئے بھی ایک بہتر قدم ہوگا کہ قومی راج اپنی روایتی شان کے ساتھ کہانیوں میں بھی تعمیری اور خوشحالی کے جذبے کو پیش کرے گا۔ اس سلسلہ میں ایک اور گذارش بھی ہے کہ مراٹھی کی کہانیوں کے ترجمے بھی اگر شائع ہوں تو اردو اور مراٹھی دونوں کے لئے یہ قدم بڑا مبارک ہوگا۔ پہلے آپ نے مراٹھی کی نظموں کا منظوم ترجمہ شائع کر کے چونکا دیا تھا۔ بشرطِ ممکن اس سلسلہ کو بھی جاری رکھا جائے تو بہت خوب ہوگا۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز۔ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
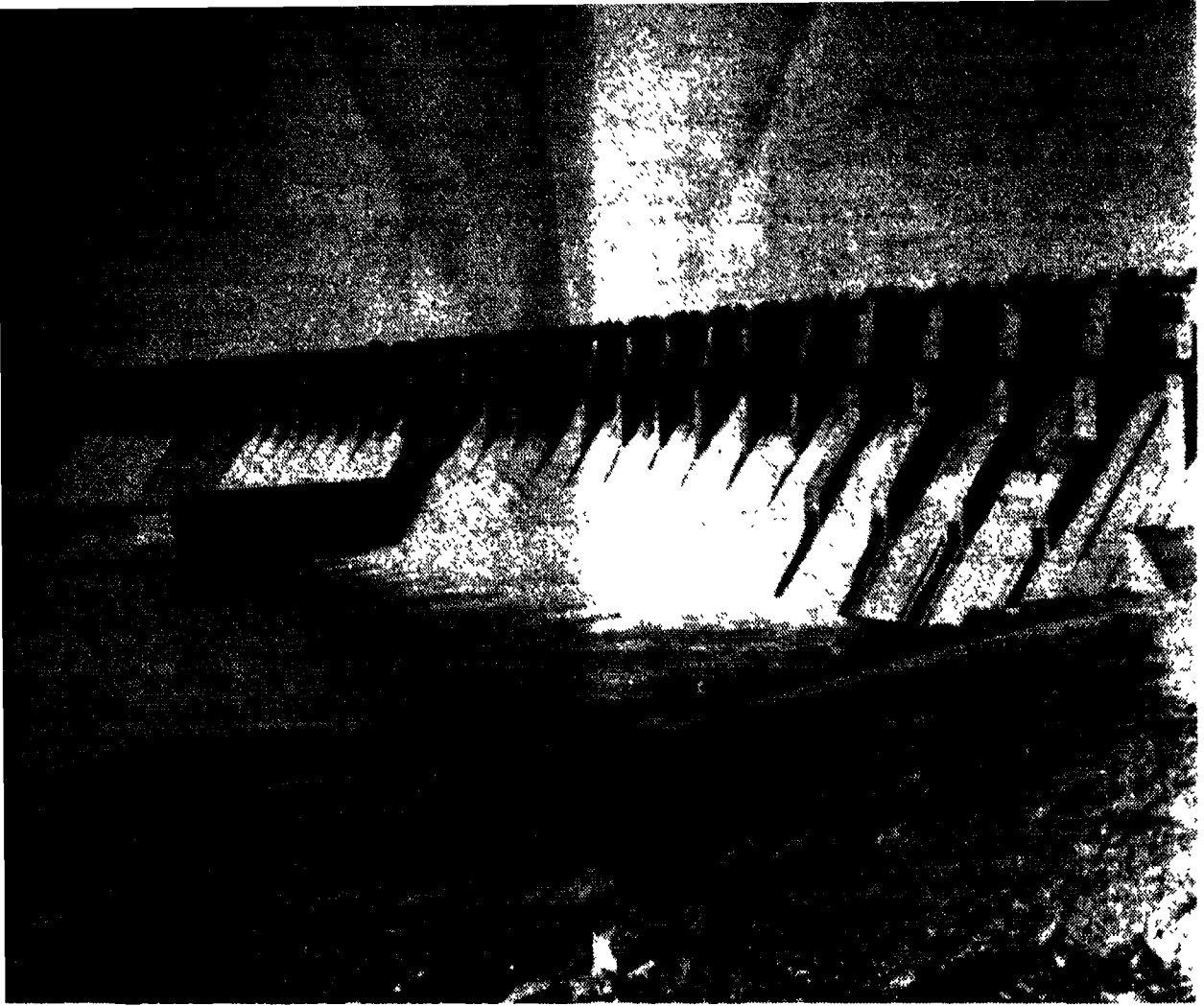
بھیمہ (اُجنی) آبپاشی پروجیکٹ

بھیمہ پروجیکٹ ضلع سولاپور میں واقع ہے اور اس علاقے کی اہم ضرورت ہے۔ سولاپور ضلع میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے یہ علاقہ تقریباً سال بھر خشکی سے متاثر رہتا ہے۔ غیر یقینی بارش کی وجہ سے اس علاقے میں فصلیں بھی خاطر خواہ نہیں اگتی ہیں۔ خصوصاً بارش میں تاخیر سے یہاں خریف فصل کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لئے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے یہاں ربیع فصل کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس ضلع کے درمیان سے بھیمہ ندی بہتی ہے جسمیں مغربی گھاٹ سے نکلنے والی پارنا، مولا، موٹھا، گھوڑ، مینا، ککڑی، تیرا ندیاں بھی مل جاتی ہیں۔ جہاں سے بھیمہ ندی ملتی ہے اس حصہ میں کافی بارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ ندی امڈی ہوئی بہتی ہے۔ بھیمہ ندی سے بہنے والی ندی کے پانی کا استعمال ضلع کے سوکھی ارضیات پر کاشت کاری کے لئے کیا جاتا ہے۔

اسی حصولِ مقصد کے لئے بھیمہ پروجیکٹ کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ یہ پروجیکٹ ۱۹۶۴۔ ۱۹۶۵ء میں حکومت کی جانب سے منظور کیا گیا اور بندھ کا کام ۱۹۶۹ء میں شروع کیا گیا۔

بندھ

اجنی بندھ پونے۔ سولاپور قومی شاہراہ ۹ کے قریب سولاپور سے تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ یہ بندھ ۲،۴۷۵ میٹر لمبا ہے جس میں سے ۹۱۲ میٹر بندھ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ اس حصے سے ۶۰۳ میٹر پانی کے نکاس کی گنجائش ہے۔ یہاں سیلابی پانی کو روکنے کے لئے ۴۱ دروازے بنائے گئے ہیں۔ اس پروجیکٹ سے ۳۱۴۰ لاکھ مربع میٹر اراضی پر آبپاشی کی جا سکتی ہے۔ پروجیکٹ کی صلاحیت آبپاشی ۱۴۸۰۰ لاکھ مربع میٹر ہے۔ یہاں سے ایک لاکھ ۲۹ ہزار ۴۴۰ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی کی جا سکتی ہے۔ اس میں سے ذخیرۂ آب کے ذریعے ۸۵۰۰ ہیکٹر اراضی پر اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۹۴۰ ہیکٹر اراضی پر نہر کے ذریعے آبپاشی کی جائے گی۔

نہریں

اجنی بائیں نہر بندھ کے بائیں کنارے سے نکالی گئی ہے۔ دائیں نہر بائیں نہر کے ۲۰ کلومیٹر دوری سے نکالی گئی ہے۔ ان دونوں نہروں کی اصل گنجائش آب ۱۰۹ اور ۴۲۶۵ مربع میٹر ہے۔ دائیں نہر صرف دو کلومیٹر بہنے کے بعد بھیمہ ندی پار کرتی ہے۔ یہاں براعظم ایشیا میں اپنی نوعیت کا ایک اہم پل تعمیر کیا جارہا ہے۔ اجنی بائیں نہر کی کل لمبائی ۱۲۶ کلومیٹر ہے۔ یہاں نہر دو شاخوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کی ایک شاخ گہری وادی کے راستے سینا ندی کی گھاٹی کا رخ کرتی ہے۔ سوندنے وادی پار کرنے کے بعد یہ شاخ مزید دو شاخوں میں تقسیم ہوجاتی ہے۔ دائیں طرف رُخ کرنے والی کرول شاخ سینا ندی کے دائیں کنارے پر شمالی تعلقوں کی حدود تک پہنچتی ہے۔ بائیں رخ کی شاخ سینا ندی کے دائیں کنارے پر ۴۲ کلومیٹر تک بہنے کے بعد سینا ندی پار کرتی ہے اور وہ کارنیا شاخ میں بدل جاتی ہے۔ یہاں بھی ایک پل زیرِ تعمیر ہے۔ کارنیا شاخ سے سینا ندی کے بائیں ساحل پر جنوبی سولاپور کے تعلقوں کی اراضی کو زیرِ آبپاشی لانے میں کامیابی ہوئی ہے۔ بائیں نہر سے ماڈھا، پنڈھرپور، موہول اور شمالی جنوب سولاپور میں ۶۹ ہزار ۶۳۰ ہیکٹر پر آبپاشی کے واضح امکانات ہیں۔ اس میں سے ۲۸ ہزار ۸۱۰ ہیکٹر اراضی سینا وادی میں واقع ہے۔

اجنی دائیں نہر کی کل لمبائی ۱۱۲ کلومیٹر ہے۔ یہاں سے پنڈھرپور اور منگل واڑہ تعلقہ میں واقع تقریباً ۴۴ ہزار ۱۰۰ ہیکٹر اراضی زیرِ آبپاشی لائی جا سکے گی۔

عالمی بنک کی امداد

اس پروجیکٹ کے لئے عالمی بنک نے تقریباً ۴۳ کروڑ روپے (۵۰۰ لاکھ ڈالر) کی امداد منظور کی ہے۔ منصوبے کے مطابق ستمبر ۱۹۸۴ء تک ۶۴ ہزار ہیکٹر زیرِ کاشت اراضی کو آبپاشی کی سہولت حاصل ہوگی۔ یہ پروجیکٹ دو مرحلوں میں مکمل کیا جائے گا۔ دوسرے مرحلے کی تکمیل ۹۰-۱۹۸۹ء تک ہونے کی امید ہے۔

اخراجات کا تخمینہ

اس پروجیکٹ سے متعلق دیگر ترقیاتی کام بھی کئے جانے کا منصوبہ ہے۔ اس پروجیکٹ کی تکمیل پر لاگت کا اندازہ ۳۰۴ کروڑ روپے ہے۔ ۱۹۸۱ء تک اس پروجیکٹ پر تقریباً ۱۲۸ کروڑ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔

دسمبر ۱۹۸۲ء تک اجنی بندھ کا کام پورا ہو چکا ہے۔ یہاں پانی کی نکاسی کے لئے ۴۱ دروازے لگائے گئے ہیں۔ پانی کی نکاسی کے راستے پر مذکورہ بالا پل کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے۔ عالمی بنک کے مشورے کے مطابق فراہمیٔ آب سے متعلق تعمیری کام مکمل کئے جا رہے ہیں۔ خاص نہر کا کام ۴۵ کلومیٹر تک پورا ہو چکا ہے اور باقی ماندہ ۹۰ کلومیٹر کا کام سرعت سے زیرِ تکمیل ہے۔ اس طرح بائیں نہر کا کام بھی تقریباً ۸۸ کلومیٹر تک مکمل ہو چکا ہے۔ اس پروجیکٹ سے ۱۹۷۷ء کی ربیع فصل کو پانی مہیا کیا گیا اور اس کے بعد ہر ربیع فصل کو پانی دیا جا رہا ہے۔ ۱۹۸۱ء تک اس پروجیکٹ کے ذریعے ۲۶ ہزار ۸۳۴ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی کی گنجائش پیدا ہوئی تھی۔ اب جون ۱۹۸۲ء تک مزید ۴۳,۶۱۰ ہیکٹر اراضی زیرِ آبپاشی لائی گئی ہے۔

اجنی دائیں نہر کا منصوبہ منظور کیا جا چکا ہے اور مٹی کا کام

جاری ہے۔ بھیمہ ندی پل کا کام بھی تقریباً ۷۰ فی صد مکمل ہو چکا ہے
باقی ماندہ کام ستمبر ۱۹۸۴ء تک مکمل کئے جانے کی توقع ہے۔

اجنی بائیں نہر کی شاخوں کے مزدوری کام ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ماہانہ کام کنٹریکٹ بنیاد پر کئے جا رہے ہیں۔ بائیں نہر کے آخر میں سونڈے خندق کا کام بھی جلد ہی مکمل ہونے کے قریب ہے۔

پروجیکٹ کے خاص کام

ا۔ اجنی بندھ

خصوصیات

ا۔ قسم	دریان میں پتھر اور کنارے سے مٹی کے۔
ب۔ لمبائی	پتھر کا بندھ ۹۱۲ میٹر، مٹی کا کام ۱۵۶۳ میٹر۔
ج۔ ذخیرۂ آب	کل ۴۰۰ر۱۳۱ لاکھ مربع میٹر۔ قابل استعمال ۴۰۰ر۱۴ لاکھ مربع میٹر۔
د۔ اونچائی	ندی کی سطح سے ۱۶٫۷۰ ۲ میٹر اونچائی ۴۰٫۶۵ میٹر۔
۵۔ پیمائش	مٹی کا بندھ، کھدائی ایک لاکھ ۲۱ ہزار مٹی کا کام ۱۰ لاکھ ۸۸ ہزار پتھر کا بندھ۔ کھدائی ۴ لاکھ ۷۶ ہزار پتھر کا کام۔ ۵ لاکھ ۵۱ ہزار ۵۰۲ کنکریٹ۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار۔
و۔ پانی کی نکاسی کا راستہ	لمبائی ۶۰۸ میٹر۔
قسم	(۱) دروازے
ی۔ مٹی کا کام	۱۵٫۷۱۵ مربع میٹر (پورے سطح آب کا شمار کرتے ہوئے)

۲۔ بھراؤ کا اوپری حصہ

پتھر کا بندھ۔ ۵۰۱٫۶۰۰ مربع میٹر
مٹی کے بندھ۔ ۴۹۹٫۶۸۱ مربع میٹر

ا۔ سطح آب	۴۹۶٫۶۸۳۰ میٹر
ب۔ زیادہ سے زیادہ ذخیرۂ آب	۴۹۷٫۶۵۸۰ میٹر
ج۔ کم از کم ذخیرۂ آب	۴۹۱٫۶۰۳۰ میٹر

۳۔ بھیمہ

خصوصیات

۱۔ جگہ	اجنی نہر کا دوسرا کلومیٹر
۲۔ لمبائی	۹۴۷ میٹر
۳۔ بہاؤ کی حد	۴۲٫۶۵ مربع میٹر
۴۔ چھوٹے پلوں کی تعداد	۲۳
۵۔ دو پلوں کے بیچ فاصلہ	۳۱٫۶۵ میٹر
۶۔	ا۔ راکر ۲۱۷، ۱۷، ۳، اور ۲۱ پلوں پر ب۔ راکر کم رولر۔ کئی پلوں پر
۷۔ سرنگ کا دائرۂ محیط	۲۶٫۴ میٹر
۸۔ سرنگ میں پانی کی گہرائی	۴۲٫۳
۹۔ پل کا اتار	۱٫۶۶۱
۱۰۔ سرنگ میں بہاؤ کی رفتار	۳٫۰۵ میٹر
۱۱۔ ز بیچ کا سٹ یونٹوں کی تعداد	۲۲۸
۱۲۔ ہر یونٹ کا وزن	۲۸ تا ۳۱ ٹن
۱۳۔ پل پر راستہ کی چوڑائی	۳٫۷۵ میٹر
۱۴۔ Pre stressing Fressinet System	فریسی نیٹ
۱۵۔ اندازاً لاگت	ٹینڈر کے مطابق ۱۹۵٫۶۳ لاکھ روپے

پلوں کی تعمیر

دائرہ نما پل اوپر کی سمت میں تنگ راہداری میں ختم ہوتا ہے۔ اوپری سرے کا باہری ۲۵٫۳۲ میٹر ہے۔ ۲۵٫۱۶ کی حد میں بڑھ کر اونچائی کے مطابق بنیادی جگہ کا رقبہ تعین کیا گیا ہے۔ زلزلہ کے مدنظر بہت اونچائی تک پل کا اندرونی حصہ ہلکے وزن سے بھرا ہے اور اوپر کے حصے میں ۲۲٫۳۰ میٹر کی دوری پر وزنی کنکریٹ اور باقی حصہ کھوکھلا ہے۔

مینڈھا پور خندق

نمایاں خصوصیات

۱۔ جگہ	اجنی بائیں نہر ۸۹ تا ۹۰ کلومیٹر
۲۔ لمبائی	۲ کلومیٹر

۳۔ زیادہ سے زیادہ گہرائی	۲۰ء۴۸ میٹر
۴۔ زیریں سطح کی چوڑائی	
۵۔ بالائی سطح کی چوڑائی	۳۲ میٹر
۶۔ بازو کا اتار	ل ۱:۱
ب۔ ½ تا ½ تا ۱ : ½	
۷۔ اوسط گہرائی	۱۹ء۲۹ میٹر
۸۔ نہر کی زیریں سطح کی ڈھلان	۱ : ۲۰۰۰ تا ۱ : ۵۰۰۰
۱۰۔ بجٹ	۲ء۴۰ کروڑ روپے

ب۔ کام کے دوران درپیش دشواریاں

(۱) دو کلو میٹر لمبی اس خندق کی زیادہ سے زیادہ گہرائی ۲۰ میٹر اور اوسط گہرائی ۱۸ میٹر ہے۔ اس وجہ سے برسات کا پانی ٹپک کر خندق میں آتا ہے۔ اس پانی کو نکالے بغیر مزید کھدائی جاری رکھنا ممکن نہ تھا۔ اس پانی کو نکالنے کے لئے دن رات ۱۵ تا ۲۰ پمپ لگائے گئے۔

(۲) مسلسل جمع ہونے والے پانی کی وجہ سے مزدوروں کو کام کرتے وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ اس سے کام کی رفتار پر بھی اثر پڑتا تھا۔

(۳) کھدائی شروع کرتے ہی زمین کی اوپری سطح ہی پر پتھریلی زمین ملی جس کے لئے ڈیٹونیٹر اور ڈائنامیٹ کا استعمال کیا گیا۔ کھدائی کے دوران جب بھرنا پھوٹا تو ٹھیکیدار کو برقی ڈیٹونیٹر جیلیٹن اور امونیا کا استعمال کرنا پڑا۔

(۴) جیسے جیسے خندق گہری ہوتی گئی، بارود سے اڑائی گئی پتھریلی زمین کے ٹکڑوں کو خندق سے باہر نکالنا مشکل ہوتا گیا۔ اس کام کے لئے چار پانچ مقامات پر بیرس ٹیرس کا استعمال کیا گیا۔ ان کی اوپر نیچے کی حرکت کے لئے ریپس تیار کئے گئے۔ اس راستے پر حرکت کرنا انتہائی مشکل اور خطرناک تھا کیونکہ ریپس کی چوڑائی صرف ۲ میٹر تھی اور نیچے نہر کی چوڑائی صرف دس میٹر تھی جس کی وجہ سے گاڑیوں کو موڑا نہیں جاسکتا تھا۔ علاوہ ازیں اوپر سے نیچے خالی گاڑی کو الٹی سمت چلا کر لے جانا ہوتا تھا۔

(۵) خندق کھودتے وقت پوری لمبائی میں دونوں جانب ۱ تا ۴ میٹر گہری لال رنگ کے گیرو کی سطح پائی گئی۔ اگر یہ حصہ کھلا ہوتا تھا تو گیرو خشک ہوجاتا تھا اور اس کی طاقت کم ہوتی تھی۔ دوبارہ نم ہونے پر وہ سطح گلنے لگتی تھی اور اس وقت مزدور کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔

(۶) چٹان کی مخصوص نوعیت کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوا کہ بندھ کے جوڑوں پر کی جانے والی لائننگ کے لئے مروجہ طریقہ کارآمد ثابت ہوگا یا نہیں۔ اس مسئلہ کا حل اس طرح تلاش کیا گیا کہ لوہے کی سلاخیں ترچھی بچھائی گئیں۔ ان کی جالی بنائی گئی اور پھر لائننگ کی گئی۔

کام کی حالیہ نوعیت

(۱) مندرجہ بالا تمام دشواریوں پر قابو پایا گیا ہے۔
(۲) فی الحال ان خندقوں میں آشٹی تالاب سے پانی چھوڑا گیا ہے۔ اس پانی کا استعمال ربیع کی سینچائی کے لئے کیا جائے گا۔
(۳) ربیع کی فصل کے بعد پانی بند کیا جائے گا۔

سینا پل

نمایاں خصوصیات

۱۔ جگہ	اجنی بائیں نہر کی موہول شاخ کا ۲۴ اور ۲۵ واں کلومیٹر۔
۲۔ لمبائی	۱،۲۰۳ میٹر
۳۔ گنجائش	۲۰ء۶۷ مکعب میٹر فی سیکنڈ
۴۔ ستونوں کی تعداد	۲۴
۵۔ اسٹن	۴۷ء۲ میٹر
۶۔ ہر ستون کی زیادہ سے زیادہ اونچائی	۲۲ء۳ میٹر
۷۔ واہک	
۸۔ واہک میں پانی کی گہرائی	۳ء۱۰ میٹر
۹۔ واہک پر راستے کی چوڑائی	۳ء۶۵ میٹر
۱۰۔ Prestressing Fressinet System.	
۱۱۔ بجٹ کا تخمینہ	ایک کروڑ ۵۷ لاکھ روپے

اُجنی بندھ کی بھومی پوجا رسم کی تقریب کے موقع پر لی گئی ایک یادگار تصویر ۔ شری یشونت راؤ چوہان، مہاراشٹر میں سبز انقلاب کے بانی سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر۔ آنجہانی وسنت راؤ نائیک اور شنکر راؤ چوان ۔

پروجیکٹ کی خصوصیات

۱۔ واٹر پلاننگ ۱۴,۸۵۰ مربع کلومیٹر

پانی کے بہاؤ کا راستہ ۱۴,۸۵۰ مربع کلومیٹر

مجموعی گنجائش ۳۹,۴۰۰ لاکھ مکعب میٹر

قابل استعمال پانی کی مقدار ۱۴,۴۰۰ لاکھ مکعب میٹر

۲۔ سینچائی

سینچائی کا علاقہ ۱,۶۶,۴۰۰ ہیکٹر

مستفید ہونیوالی فصل کا علاقہ ۱,۱۲,۹۴۰ ہیکٹر

۳۔ نہر میں پانی کے بہاؤ کی رفتار اور گنجائش

اصل نہر ۱۰۹ مکعب میٹر فی سیکنڈ

دائیں نہر ۴۳۶۵۰ مکعب میٹر فی سیکنڈ

بائیں نہر ۶۶۶۵ مکعب میٹر فی سیکنڈ

۴۔ بند کا

پتھر سے بنایا جانے والا بندھ کا حصہ ۹۱۲ میٹر

مٹی سے بنایا جانے والا بندھ کا حصہ ۱,۵۶۳ میٹر

پتھر کے بندھ کی زیادہ سے زیادہ اونچائی ۵۶ میٹر

مٹی کے بھراؤ کی اونچائی ۲۵ میٹر

۵۔ پانی کے نکاس کا راستہ

لمبائی ۶۰۸ میٹر

پانی کے بہاؤ کی گنجائش رفتار ۱۸,۰۰۰ مکعب میٹر فی سیکنڈ

دروازے کی پیمائش ۱۲× ۶۶۵ میٹر

دروازوں میں پانی کے نکاس کے حصہ کی پیمائش ۳ میٹر × ۳۶۵ میٹر

۶۔ کل زیر آب علاقہ ۳۰,۰۳۲ ہیکٹر

جن گاؤں کو پانی فراہم کیا جائے گا ۵۵

پروجیکٹ سے مستفید ہونے والوں کی تعداد ۴۷,۰۰۰

۷۔ بندھ کے کام کی تفصیل

کھدائی کا کام ۶,۵۰,۰۰۰ مکعب میٹر

مٹی کا کام ۱۱,۰۰,۰۰۰ مکعب میٹر

پتھر کا کام ۵,۶۰,۰۰۰ مکعب میٹر

کنکریٹ ۱,۱۶,۰۰۰ مکعب میٹر

۸۔ نہر کے کام کی تفصیل

لمبی بائیں نہر ۱۲۶ کلومیٹر

دائیں نہر ۱۱۲ کلومیٹر

شاخیں ۱۲۴ کلومیٹر

(بیرم پور شاخ ۳۲ کلومیٹر

سینی گھاٹ کی شاخ ۹۰ کلومیٹر

کروڑ تھی۔ ہر دس سال میں یہ تعداد ۲۶۲۴ فی صد بڑھتی ہے۔ ریاستی آبادی ۲۶۲۲ فی صد کی شرح سے بڑھتی جا رہی ہے جسے گنتی کے تمام طریقوں کے مطابق، تیزی سے بڑھنا کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس اضافے کو فوری طور پر روکنا ضروری ہے بشرطیکہ ہمیں یہ احساس ہو کہ ریاست کے ہر شخص کے لئے معقول معیار زندگی ضروری ہے۔ اس لحاظ سے حکومت نے آبادی کی افزائش روکنے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دی ہیں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران پوری ریاست میں ۶۶۲۲ لاکھ "نس بندی آپریشن" کئے گئے جبکہ نشانہ ۴۶۷۳ لاکھ نس بندی آپریشن کا تھا۔ اس لحاظ سے مہاراشٹر ملک کی تمام ریاستوں میں اول رہا۔

جاذب نظر کارنامہ

مہاراشٹر میں ۵۸-۱۹۵۷ء سے مارچ ۱۹۸۳ء کے دوران ۶۳ لاکھ سے زیادہ نس بندی آپریشن کئے گئے اور ۶ لاکھ "لوپ" لگائے گئے۔ اس کے علاوہ فیملی پلاننگ کے دوسرے طریقے اختیار کرنے والوں کی تعداد ۲۶۸۰ لاکھ سے اوپر تھی۔

مجملہ طور پر مہاراشٹر میں نس بندی آپریشن کی شرح ۹۵ فی ہزار بلحاظ آبادی تھی جو ملک کی ساری ریاستوں سے بڑھ کر ہے۔

"سبھوں کے لئے صحت ۲۰۰۰ء تک" کے نشانے کی طرف پہنچنے کے لئے پہلا قدم، حکومت کے عزم کے مطابق یہ ہے کہ ۱۹۹۱ء تک شرح پیدائش ۲۹۶۶ کے بجائے ۲۱ فی ہزار شرح اموات ۱۱ سے ۹ فی ہزار اور بچوں کی شرح اموات ۶۲ سے ۶۰ فی ہزار ہونا ضروری ہے نیز ان جوڑوں کی پیدائش عمر کے لحاظ سے گروپ بندی کا فی صد جو خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر عمل پیرا ہے، جو سردست ۳۵ ہے، بڑھا کر ۶۰ کر دینا چاہئے۔ اس لحاظ سے کل ہند فی صد ۲۴-۲۳ کے آس پاس ہے۔

ماں اور بچے کی صحت

خاندانی بہبود پروگرام صحت کی بہت کثیر سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے، جیسے اَز، بچوں کو صحت کا سایۂ عاطفت، جنہیں صحت کی بہتر دیکھ بھال، غذائیت اور بیماریوں سے تحفظ میسّر ہوا

مہاراشٹر نے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران خاندانی بہبود پروگرام پر موثر عمل آوری کے لئے حکومت ہند کا "قومی ایوارڈ" حاصل کیا۔ ۲۶۵ کروڑ روپے پر مبنی یہ انعام اسی سال جاری کیا گیا۔ ریاست میں اس سال کے دوران کل ۶۶۲۲ لاکھ نس بندی آپریشن کئے گئے جبکہ ۴۶۷۳ لاکھ آپریشن کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔ زیر نظر تصویر میں نس بندی آپریشن کیا جا رہا ہے۔

رضاکار جماعتوں کی ہمت افزائی

اسی سلسلے میں حکومت نے ایک اسکیم بنائی ہے جس کے تحت حصّہ لینے والوں کو مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ نس بندی کرانے کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں۔ اس اسکیم کے تحت ہر نس بندی پر کسی کو آمادہ کرنے والے کو ۴۰ روپیہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ۲۵ روپے ہر مردانہ نس بندی کے سلسلے میں اور ۱۰ روپے ہر زنانہ نس بندی کے سلسلے میں اور دیئے جاتے ہیں۔

یہ اسکیم ان اداروں پر لاگو ہوتی ہے جو پہلے سے خاندانی بہبود پروگرام پر عمل درآمد میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی نوع کی دوسری اسکیم ایسے نئے اداروں کے لئے ہے جو خاندانی منصوبہ بندی کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے تحت ترغیب دینے والے کو یا رضاکار ادارے کے کسی نمائندے کو ۲۰ روپے اور ۱۰ روپے فی کیس علی الترتیب برائے "زنانہ نسبندی اور مردانہ نسبندی" دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ۱۰ روپیہ بھی دیا جاتا ہے جو عموماً انہیں ملتا ہے۔

اسی طرح انعامات کی ایک اسکیم رضاکار تنظیموں کیلئے بنائی گئی ہے جس کے تحت نمایاں کارکردگی پر ۷۰۰۰ روپے کا نقد ایوارڈ ہر ضلع کی بہترین تنظیم کو عطا کیا جائے گا۔ دوسرے نمبر کی بہترین تنظیم کو ۵۰۰۰ روپے نقد انعام ملے گا۔

ڈاکٹروں کی ذمہ داری

پرائیویٹ ڈاکٹروں کو خاندانی بہبود پروگرام میں حصہ لینے پر حکومت نس بندی آپریشن اور آئی۔یو۔ڈی کے لیے کے لئے خاص طور پر نوازتی ہے۔ جو ڈاکٹر انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں یا اس کے سفارش کردہ ہیں انہیں زنانہ نسبندی اور مردانہ نسبندی پر ۵۰ روپیہ اور ۵ روپیہ ہر آئی۔یو۔ڈی پر دیا جائے گا۔ حکومت لوگوں کو اطلاع دینے کے لئے تمام اطلاعی ذریعوں سے کام لے رہی ہے انہیں کوششوں کے ایک حصّے کے طور پر باتر لیڈروں کے گاؤں میں بڑے پیمانے پر ایجوکیشن کیمپ لگائے جانے والے ہیں۔

اضافی ترغیبات

ریاستی حکومت نے مزید محرک کے طور پر ان لوگوں کو جو نس بندی کروانا اور آئی۔یو۔ڈی لگانا منظور کرلیں گے، مزید نوازے گی۔ یہ نوازش مرکزی حکومت کی ۸۰-۱۹۷۹ء کی اسکیم میں پیش کردہ نوازش کے علاوہ ہوگی۔ وہ ادارے جو نمایاں کارکردگی پیش کریں گے انہیں شیلڈ۔ سونے/چاندی کے تمغے، سرٹیفکیٹ وغیرہ دیئے جائیں گے۔

ریاستی حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ غیر سرکاری ایجنسیوں کو جیسے ٹریڈ یونین۔ کوآپریٹیو سوسائیٹیاں، جوانوں اور عورتوں کے اداروں وغیرہ کو اس اسکیم میں زیادہ سے زیادہ حصّہ لینا چاہیئے۔ امید ہے کہ ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد "چھوٹا خاندان" کے اصول کو وسعت دینے میں حکومت کی مدد کرے گی اور اس غلط فہمی اور جہالت کو دور کرنے میں حکومت کا ساتھ دے گی جو اس پروگرام کے سلسلے میں لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہے۔

*

*
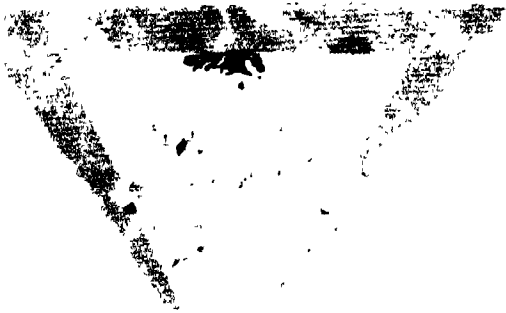
قومی راج میں شائع شدہ مضامین حوالے کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کئے جاسکتے ہیں، تاہم جس شمارے میں مضمون شامل ہو، اس کی ایک کاپی چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے نام ضرور روانہ کی جائے۔

(ادارہ)

گاندھیائی اصولوں پر مبنی وردھا ترقیاتی منصوبہ

مہاتما گاندھی نے حصولِ آزادی اور بے شمار غربت زدہ افراد کی سماجی و معاشی بہبود کے لئے عدم تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے بنیادی تعلیم، دیہی صنعت اور گھریلو صنعت کے فروغ نیز دیہاتوں کی صفائی اور شراب نوشی سے پرہیز جیسے اصولوں کی تعلیم دی ہے۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل گاندھی جی کے معتقد ہی نہیں بلکہ ان کے پیرو رہے ہیں۔ آپ جدوجہد آزادی کے دوران گاندھی جی کی رہنمائی میں بندوق کی گولی سے زخمی ہوئے ہیں۔ حصولِ آزادی کے بعد آپ گاندھیائی اصولوں کی روشنی میں امداد باہمی تحریک کے ذریعے عوام کی فلاح و بہبود میں مصروف رہے اور اب آپ ہی کے عہدِ وزارت میں وردھا ترقیاتی منصوبہ نافذ کیا جا رہا ہے۔

مہاتما گاندھی نے مہاراشٹر کے وردھا ضلع میں اپنی زندگی کے کافی دن گزارے ہیں۔ گاندھیائی اصولوں کی روشنی میں اس ضلع کو ترقی دینے کے لئے حکومتِ مہاراشٹر نے ایک خصوصی پروگرام وضع کیا ہے جسے وردھا منصوبہ کہا جاتا ہے۔ امسال گاندھی جینتی کے موقع پر ۲ اکتوبر سے اس منصوبہ کو زیرِ عمل لایا جا رہا ہے۔

چونکہ یہ منصوبہ گاندھیائی اصولوں پر مبنی ہے لہٰذا اس کے تحت دیہات، چھوٹی صنعتوں، کھادی اور دستکاری کو ترجیح دی جائے گی۔ ایک اندازے کے مطابق آئندہ سات سالوں میں اس منصوبے کی عمل آوری پر ۱۴۴ کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ اس منصوبے کے نفاذ میں مرکزی حکومت، ریاستی حکومت، سرکاری ادارہ جات اور مالی ادارے شرکت کریں گے۔

منصوبے کے مقاصد

سات سالوں کی معینہ مدت میں اس منصوبے کے تحت حکومت کو مندرجہ ذیل مقاصد حاصل کرنے ہیں۔

۱۹۹۰ء تک وردھا ضلع میں سطحِ افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے ۶۰،۰۰۰ افراد کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانا۔

ضلع میں امداد باہمی کوششوں اور اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت روزگار کے متلاشی جوانوں کو روزگار اور عوام کو طبی سہولتوں کی فراہمی۔

پیر و گرام

زیرِ بحث منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام تشکیل دئے جا رہے ہیں۔

سیواگرام میں ۲۰۹ ہیکٹر اراضی اور پیپری میں ۴۸۲ ہیکٹر اراضی کی مربوط ترقی کے لئے ایک اسکیم وضع کی جائے گی۔

محکمۂ زراعت نے ان علاقوں کا سروے مکمل کر لیا ہے۔

مندرجہ بالا علاقے کی ۲۰ ہیکٹر اراضی کمانڈ ایریا کے تحت آتی ہے۔ لہٰذا یہ زمین کاشت کاری کے لئے مناسب نہیں۔ اس

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

گاندھی جی

ایک ناقابلِ فراموش واقعہ

* آنند۔ٹی۔ ھنگورانی **

فروری ۱۹۴۵ء کی بات ہے میں آندھرا پردیش میں بھیماورم میں اپنی قوت سماعت کا قدرتی علاج کرانے کے بعد سیواگرام آشرم واپس آیا تھا جہاں مجھے گاندھی جی نے ہی آشرم کے دو دیگر ساتھیوں کے ہمراہ علاج کے لئے بھیجا تھا۔ آشرم میں میری روزانہ کی عادت تھی کہ میں ناشتہ کے بعد گاندھی جی کی کٹیا میں جاکر بیٹھتا تھا اور گاندھی جی کو کام کرتے ہوئے دیکھتا تھا۔ اس طرح مجھے ان سے ذاتی طور پر بات چیت کا موقع مل جاتا تھا۔

ایک دن دوپہر کے وقت میں گاندھی جی کی کٹیا میں گیا تو میں نے دیکھا کہ گاندھی جی تنہا اپنا کھانا کھا رہے تھے۔ اتفاق سے اس دن پیر کا دن تھا اور اس دن ان کا معمول تھا کہ وہ خاموش رہا کرتے تھے۔ انہوں نے شفقت کے ساتھ مجھے اپنے سامنے اشارے سے بیٹھنے کو کہا۔

۱۹۴۰ء سے گاندھی جی کے ساتھ رہا ہوں۔ مجھے ان سے مختلف امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملا ہے اور گاندھی جی سے وہ تمام امور جو میرے لئے پریشان کن ہوتے تھے کھلے دل سے کہہ دیتا تھا۔ وہ میری بات بغور سنا کرتے تھے۔ ایک دن ایسی ہی بات چیت کے دوران خورشید بہن نوروجی آگئیں ان کے ساتھ ایک یوروپی شخص بھی تھا جس کے کاندھے پر کیمرہ لٹکا ہوا تھا۔ گاندھی جی کے چہرے سے یہ بات بالکل عیاں تھی کہ انہیں یہ دخل اندازی بالکل پسند نہیں آئی۔ البتہ وہ اطمینان سے بیٹھے رہے اور کھانا کھاتے رہے اور پہلے کی طرح اشارے سے میرے ساتھ بات کرتے رہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں ان لوگوں کے داخلے سے بے خبر ہیں۔

اس یوروپی شخص نے کمرے میں داخل ہوتے ہی گاندھی جی کی تصویر لینے کے لئے کیمرہ وغیرہ سیٹ کرنا شروع کر دیا۔ میں ذرا دور ہٹ گیا تاکہ گاندھی جی کی واضح تصویر لی جا سکے۔ اس

** شری ہنگورانی گاندھی جی کے ایک پیرو اور گاندھی سیریز کے ایڈیٹر اور پبلشر ہیں۔

نے پچھلے کمرے کے ایک دروازے سے اور دوسرے دروازے سے تصویر لینے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا کیونکہ تصویر اچھی نہیں آرہی تھی۔ آخر کار اس نے گاندھی جی کے قریب جا کر سامنے سے تصویر اتار لی۔ وہ مسکراتا ہوا اور شکریہ ادا کرکے چلا گیا۔ خورشید بہن بھی اس کے ساتھ چلی گئیں۔

جیسے ہی وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے گاندھی جی نے کھانا روک دیا اور اپنا لقمہ اور لکڑی کا چمچہ رکھ دیا اور کاغذ کا ایک ٹکڑا اور ایک چھوٹی سی پنسل نکال کر جلدی جلدی ناراضگی کے ساتھ کچھ لکھا اور مجھ سے کہا کہ وہ اسے خورشید بہن کو دے آئیں۔ میں پرچہ لے کر خورشید بہن کے پیچھے بھاگا اور اس دوران میں نے اس پرچہ کی تحریر کو نہ چاہتے ہوئے بھی پڑھ لیا جس میں صرف دو جملے لکھے ہوئے تھے اور وہ یہ تھے کہ "یہ وعدہ خلافی ہے"۔ "اسے یہاں نہیں آنا تھا"۔ گاندھی جی نے جملے کے آخری حصے کے نیچے سطر کھینچ دی تھی۔

خورشید بہن یہ پرچہ پڑھ کر فوراً ہی واپس آئیں۔ انہوں نے آتے ہی آہستہ آہستہ گاندھی جی سے کچھ کہا جسے قوت سماعت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے میں کچھ نہیں سن سکا۔ ظاہر ہے کہ خورشید بہن نے اپنے دفاع میں کچھ کہا ہوگا اور اپنی صفائی پیش کی ہوگی۔

ان کے جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ گاندھی جی کافی پریشان اور بیزار نظر آرہے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ان کا چہرہ جو بہت بھولا بھالا اور معصوم دکھائی دے رہا تھا فوراً سنجیدہ ہو گیا انہوں نے تین مرتبہ اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی سے زور سے اپنے ماتھے کو پیٹا۔ یہ منظر میرے لئے بڑا تکلیف دہ تھا اس لئے میری آنکھوں میں آنسو آگئے میں نے اپنا سر نیچے کر لیا میں گاندھی جی کا دکھ اور صدمہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس وقت ہم دونوں کے علاوہ کمرے میں کوئی اور نہیں تھا۔

کیونکہ میری نظریں جھکی ہوئی تھیں میری نگاہیں گاندھی جی کے سامنے رکھے ہوئے ایک استعمال شدہ لفافے پر پڑگئیں اس پر اسٹ السلام کا ٹائپ کیا ہوا پتہ لکھا تھا جسے کاٹ کر سیاہی سے گاندھی جی کا پتہ لکھ دیا گیا تھا۔ خالی جگہ پر پنسل سے انگریزی میں کچھ سطریں بھی لکھی ہوئی تھیں جو گاندھی جی نے لکھی تھیں۔ اسے دیکھ کر میرا تجسس بڑھنا قدرتی تھا میں نے دور ہی سے اسے پڑھنے کی کوشش شروع کر دی۔

یہ سطریں پڑھ کر میں سمجھ گیا کہ ان کا تعلق اس واقعہ سے ہے جسے میں خود دیکھ چکا تھا۔ اگرچہ گاندھی جی دنیا کے ان ممتاز افراد میں شامل تھے جن کی بہت سی تصویریں کھینچی جا چکی تھیں لیکن وہ باقاعدہ فوٹو کھنچوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا میں بخوبی سمجھ سکتا تھا کہ گاندھی جی نے اس یوروپی شخص کو کمرے میں داخل ہونے اور فوٹو لینے کو پسند نہیں کیا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ لفافے پر موجود تحریر کے سلسلے میں گاندھی جی سے تصدیق کر لی جائے۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ گاندھی جی سنبھل گئے اور کھانا پینا شروع کر دیا۔ ان کے بائیں ہاتھ میں لقمہ اور دائیں ہاتھ میں لکڑی کا چمچہ تھا۔ جب گاندھی جی سنبھل گئے تو میری ہمت بڑھی اور میں نے پوچھا باپو جی کیا اس تحریر کا تعلق موجودہ واقعہ سے ہے؟ انہوں نے کچھ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ اس پر میں نے کہا کیا میں یہ لفافہ لے سکتا ہوں؟ اس لفافے کو میں یادگار کے طور پر رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں جب تک زندہ رہوں گا اس واقعہ کو فراموش نہیں کر سکتا باپو نے میری یہ درخواست منظور کر لی اور جب میں نے لفافہ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو گاندھی جی نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا۔

کچھ دیر کے لئے میں بڑا گھبرایا۔ گاندھی جی نے پھر کھانا روک دیا اور چمچہ رکھ کر کچھ تلاش کرنا شروع کر دیا۔ میں نے پوچھا کیا آپ پنسل تلاش کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا نہیں جلد ہی انہیں میز پر لگا ہوا چاقو مل گیا اور اس سے انہوں نے اپنی تحریر والا لفافہ کا حصہ کاٹ کر مجھے دے دیا اور باقی حصہ اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا چمچہ اٹھایا اور پھر خاموشی کے ساتھ کھانا شروع کر دیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

میں طویل عرصہ تک گاندھی جی کے ساتھ رہا ہوں اور مختلف حالات و واقعات مجھے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن فوٹو والے واقعہ سے میں جس قدر متاثر ہوا تھا اتنا کسی اور واقعہ سے نہیں ہوا۔ بظاہر خورشید بہن اور باپو کے درمیان یہ بات طے تھی کہ وہ یوروپی شخص گاندھی جی کا فوٹو لینے کے لئے کسی بھی حالت میں گاندھی جی کے کمرے میں نہیں آئے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کی خلاف ورزی سے گاندھی جی کو بے حد صدمہ ہوا۔

لیکن اس خلاف ورزی کے لئے کوئی سزا دینے کی بجائے

انہوں نے نظر انداز اور معاف کر دینے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہ اکثر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اس خلاف ورزی پر ناراض ہو جانے کے بعد جلد از جلد خود کو سنبھالا جس سے ان کی حقیقی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

گاندھی جی کے سامنے میں خود کو ادنیٰ اور حقیر سمجھا کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ گاندھی جی سے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ اب آپ کے ساتھ زیادہ عرصہ رہنا اچھا نہیں ہے کیونکہ مزید جتنے عرصے تک آپ کے ساتھ رہا جائے گا مجھ میں اور زیادہ احساس کمتری پیدا ہوگا۔ جب میں آپ سے دور رہتا ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ میری بھی کوئی حیثیت ہے اور اگر زیادہ اونچائی پر نہیں تو کم از کم ایک پہاڑی پر تو میں کھڑا ہی ہوں ایک اونچے اخلاقی جہاز پر۔ لیکن جب میں آپ کے پاس آتا ہوں تو یہ سب خیالی پلاؤ معلوم دیتا ہے اور مجھے احساس ہوتا ہے کہ آپ کی عظمت، روحانی قوت اور اخلاق کے مقابلے میں میں کچھ بھی نہیں ہوں بلکہ ایک گہرے کنوئیں میں پڑا ہوا ہوں۔ ایمانداری کی بات یہ ہے کہ جب میں آپ کے ساتھ رہتا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں ادنیٰ سی ایک فضول اور بے کار چیز ہوں۔

باپو نے یہ سب گہری دلچسپی سے سنا۔ میں یہ سب کہنے کے بعد سر جھکا کر نیچے بیٹھ گیا اور انہوں نے میری پیٹھ تھپتھپائی میں اس وقت کتنا متاثر ہوا یہ ناقابل بیان ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر اس دن گاندھی جی کا مون برت (خاموشی) نہ ہوتا تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ کہتے اور مجھ میں خود اعتمادی پیدا کرتے۔

لفافہ یا لفافہ کا اوپری حصہ یا خورشید بہن کو لکھے جانے والا پرچہ ان بہت سی چیزوں میں شامل ہیں جو مجھے ان سے لینے کا موقع ملا اور یہ سب چیزیں مجھے گاندھی جی کے ناقابل فراموش دور کی یاد دلاتی ہیں۔

صفحہ ۱۲ سے آگے

زمین پر گھاس اور درخت اگائے جائیں گے۔ باغبانی اور سماجی سطح کی جنگل بانی کی ایک اسکیم تشکیل دی جا رہی ہے۔

ضلع میں دستیاب ذرائع آب کے بہتر استعمال کے لئے پانی کے ذخیرے بنانے کی ایک اسکیم بنائی جا رہی ہے۔ اس طرح آبپاشی کی ترقی کے لئے پرانے کنوؤں کی مرمت اور نئے کنوؤں کی کھدائی کا پروگرام بھی بنایا جا رہا ہے۔

دستکاروں اور فنکاروں کو مالی امداد دینے کے امکانات کا جائزہ لینے نیز انہیں ملازمت فراہم کرنے کے لئے کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز بورڈ ۱۰ دیہاتوں کا سروے کریگا۔

اس منصوبے کے تحت توانائی کے مسئلہ کو حل کرنے نیز قابل تجدید ذرائع توانائی کو فروغ دینے کی کوششیں بھی کی جائیں گی بھیمبری کمانڈ علاقے میں کم از کم ایک بائیوگیس پلانٹ کی تنصیب کی ترغیب دی جائیگی اسی طرح سیدگرام اور بھیمبری کمانڈ علاقوں کے دس دیہات میں زیادہ سے زیادہ بائیوگیس پلانٹس کی تنصیب کی کوشش کی جائے گی۔ ان دس دیہاتوں میں شمسی کوکر خریدنے کے خواہش مندوں کو شمسی کوکر رعایتی قیمت پر فروخت کیا جائے گا۔

*

غلام صوفی حیدری
ہنومان بستی۔ ڈاکٹر انصاری روڈ،
آکولہ

تردید

بہت دنوں کی بات ہے تقسیم سے پہلے کی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق، اختر حسین رائے پوری اور ماہر تعلیم خواجہ لطیف احمد اردو ہفتے کے انعقاد کے سلسلے میں بالاپور آئے ہوئے تھے۔ یہ ہفتہ انجمن ترقی اردو شاخ بالاپور کی جانب سے منایا جارہا تھا اور چونکہ میں اس انجمن کا سکریٹری تھا اس لئے مجھے ان حضرات کے ساتھ ہر مجلس میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ اسی قسم کی ایک نشست میں میں نے اپنی ایک نوی نظم " اک جہانِ آرزو چھوٹے سے کاشانے میں ہے" سنائی۔ اس کا مقطع تھا :

تیغ ہے مسلم کے قبضے میں نہ ہے ام الکتاب دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا یہ انقلاب
خار ہے سرسبز مرجھایا ہوا ہے ہر گلاب چودہویں صدی میں بالکل ہوگیا الٹا حساب
رند ہے مسجد میں صوفی، صوفی میخانے میں ہے

ابھی آخری مصرع میری زبان سے پوری طرح سے ادا بھی نہیں ہوا تھا کہ اختر صاحب نے کہا : فارسی میں گلاب کے پھول کو گل کہتے ہیں اور گلاب کے معنی ہوتے ہیں عرق گل۔ اگر عوام نے گلاب استعمال کیا تو کوئی حرج نہیں لیکن اردو لٹریچر اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ان کے مشورے کی روشنی میں میں نے اسی وقت تصحیح کرلی اور متعلقہ قابل اعتراض مصرع کو درج ذیل مصرع سے بدل دیا۔ " خار ہے سرسبز گل کی ہوگئی مٹی خراب"

تصحیح کرنے کو تو میں نے کردی لیکن گلاب کی پنکھڑی پھانس بن کر دل میں کھٹکنے لگی۔ مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے بابائے اردو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا " مولوی صاحب قبلہ! گستاخی معاف۔ عرض یہ ہے کہ گل کی گلاب میں تردید ہوجانے کے بعد سے لفظ گلاب" فارسی کے لفظ گل کے معنی میں بولا جانے لگا ہے نہ صرف کوچہ گرد افراد بلکہ مسند نشین شعراء بھی اسی معنی میں استعمال کرنے لگے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے :

پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

مولوی صاحب نے مجھ سے سوال کیا " تردید سے آپ کی مراد کیا ہے۔" میں نے کہا اردوانا۔ بالکل اسی طرح جیسے تفریس سے فارسیانہ، تعریب سے عربیانا اور تہنید سے ہند یانا۔

بابائے اردو میرا جواب سن کر بہت خوش ہوئے لیکن ساتھ ہی ساتھ متعجب بھی۔ خوش اس لئے کہ اردو زبان میں ایک اچھوتی ترکیب کا اضافہ ہوا تھا اور تعجب اس لئے کہ اس مبتدی اور نو آموز نوجوان نے یہ اصطلاح وضع کی تھی جو ابھی زبان سیکھ رہا تھا۔

اگر کوئی نقطہ چیں معترض ہو کہ تردید ایک نامانوس ترکیب ہے اور لغت میں اس کے کوئی معنی نہیں تو عرض یہ ہے کہ لفظ "ماتحت" بھی تو عربی کے لحاظ سے بالکل بے معنی ہے لیکن پھر بھی وہ اردو میں فصیح سمجھا جاتا ہے۔ (نقوش سلیمانی)

مولوی عبدالحق اس خیال کے شدت سے حامی تھے کہ ہر وہ جائز طریقہ استعمال کیا جائے جس سے اردو کو زیادہ سے زیادہ وسعت دی جاسکے۔ اردو کا عروج ان کی زندگی کا واحد مقصد تھا۔

اصل میں کسی بھی زبان کی ترویج و ترقی کے لئے جن خیالات

...اور سر تیج بہادر سپرو، جسٹس نرائن ملا۔ اقبال اور پنڈت نہرو نے کیا ہے۔ ان کو کسی ذہنی الجھاؤ کے بغیر تسلیم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ چاروں درویش اس خیال کے حامی تھے کہ زبان کا مقصد ابلاغ و تبلیغ اور تفہیم و ترسیل ہے ورنہ دہلی اور لکھنؤ دونوں مکاتب خیال میں زمانہ قدیم سے جو اختلاف چلا آرہا ہے وہ تاریخ اردو ادب کا ایک جزو بن گیا ہے۔ اختلاف بھی اس حد تک کہ ایک لفظ کو دہلی میں مذکر سمجھا جاتا ہے تو اسی لفظ کو لکھنؤ میں مونث۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

لکھنؤ کا نام زبان پہ آیا تو برج نرائن چکبست بھی یاد آگئے اور ملیح آباد اور جوش دو مترادف الفاظ ہیں۔ اس تعلق سے پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا مقالہ بھی نظر کے سامنے پھر گیا جو " اردو زبان اور اس کا صحیح استعمال کے عنوان سے گورنمنٹ آف مہاراشٹر کے مشہور اور مستند رسالے قومی راج کے ۲۵ جنوری ۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔ پروفیسر موصوف نے ایک جگہ جوش کے بارے میں لکھا ہے۔

" یہ جذبات کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا جذبہ کی جمع ہوئے بالکل غلط یہ فارسی کا لفظ آپ نے اس کی جمع عربی قاعدے سے بنائی ہے۔ یہ جمع بن سکتی ہے۔ میں چونکہ جوش صاحب سے ہمیشہ زبان سیکھنے کا آرزو مند رہتا تھا۔ اس لئے سوال کیا کہ پھر ہم جذبہ کی جمع کیا بنائیں۔ کہا جذبات کی بجائے جذبہ ہا۔ "

جوش صاحب لفظوں کے بادشاہ تھے۔ الفاظ ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے تھے۔ میں بھی ان کے عقیدت مندوں میں سے ہوں لیکن مجھے پورے ادب و احترام سے کہنے دیجئے کہ میں آج تک حضرت جوش کے اس خیال سے متفق نہ ہو سکا۔ خیر بہرحال اتفاق کرنے یا نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے لیکن صرف ایک آدھ اہل زبان ہی نہیں۔ ایک آدھ اہل قلم ہی نہیں بلکہ خواجہ حسن نظامی، علامہ سید سلیمان ندوی، نیاز فتح پوری، حسرت موہانی، خواجہ غلام السیدین، سجاد حیدر یلدرم، پروفیسر رشید احمد صدیقی، ہر ادیب، ہر شاعر اور ہر نقاد نے جذبہ کی جمع جذبات لکھا ہے۔ نگار اور معارف کے فائل اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اتنا ہی نہیں فرہنگ عامرہ جیسی عربی، فارسی اور اردو کی الفاظ کی مخزن اور مستند لغات میں بھی جذبہ کی جمع جذبات ہے۔

الفاظ کی تردید ہوجانے کے بعد اگر فارسی الفاظ کی جمع عربی طریقے سے بنانا غلط ہے اور فارسی الفاظ کی جمع فارسی ہی کے ضابطے سے اور عربی النسل الفاظ عربی قواعد ہی سے بنانے کو اصول بنایا جائے تو کئی اردو الفاظ کو زبان سے "تڑی پار" کرنا ہوگا۔ اس طرح زبان وسیع ہونے کے بجائے تنگ ہوتی جائے گی۔

تمثیلاً ایک لفظ لیجئے "سبب" تردید ہونے کے بعد اس کی جمع اسباب بنائی گئی اور دو معنی پہنائے گئے۔ اسباب جب صیغہ واحد میں بولا جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ساماں اور جب صیغہ جمع میں بولا جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں "وجوہات"۔

زبان کے پھیلاؤ کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صرف سرکار کی پشت پناہی کی وجہ سے ہی زبان کی ترویج نہیں کی جاسکتی۔ ہندوستان میں برسوں حکومت کی زبان فارسی رہی ہے۔ اگر صرف سرکار کی سرپرستی ترویج کا ذریعہ ہوتی تو آج ملک کی زبان فارسی ہوتی۔ زبان شاہی دربار یا قانون ساز اسمبلی میں نہیں بنتی بلکہ جنم لیتی ہے گلی کوچوں میں اور پھلتی پھولتی ہے بازاروں میں۔ تمثیلاً عرض ہے کہ ودربھ میں بھی مراٹھی کے کئی الفاظ کی تردید گلی کوچوں میں ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں مراٹھی کے جو الفاظ اردو والے لے گئے ہیں وہ کوچہ و بازار ہی میں، اور ودربھ کا اردو داں طبقہ "سموڑ"، "ہوہو"، "ترت"، "کال"، "دھوپ کالا"، "ٹھنڈ کالا"، "ایڑا"، "چھاکٹا" وغیرہ بے تحاشا بولتا ہے۔ یہ الفاظ مراٹھی کے الفاظ "سموڑ"، "ہرڈوہرڈ"، "ترنت"، "کالڑ"، "دھوپ کالڑا"، "ٹھنڈ کالڑا" کی تردید کا نتیجہ ہے۔ ودربھ نے آج تک کوئی منشی نولکشور نہیں پیدا کیا، یہاں اردو کی نشر و اشاعت کا شروع سے ہی فقدان رہا ہے ورنہ تردید شدہ مراٹھی الفاظ کل ہند شہرت حاصل کرلیتے اور دوسرے علاقوں کا اردو داں طبقہ بھی ان لفظوں سے مانوس ہوجاتا اور ان کی فصاحت پر اعتراض نہ کرتا۔

انگریزی میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی مترادفات ہیں۔ اس سے انگریزی زبان متمول (Rich) ہوگئی ہے۔ اردو میں بھی مندرجہ بالا مراٹھی سے لئے ہوئے الفاظ سامنے۔ فوراً۔ قحط، آہستہ آہستہ

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

تاج محل

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر
یتھو رائٹرس ایسوسی ایشن
ڈبلیو۔ ۵۷۔ گریٹر کیلاش I
نئی دہلی ۱۱۰۰۴۸

دستِ قدرت کا کرشمہ ہے کہ یہ تاج محل — اس کا ثانی نہ جہاں میں نہ کوئی اس کا بدل

ہر زمانے میں لیا اس نے زمانے کو خراج — سیکڑوں سال جو پہلے تھا وہی حسن ہے آج

تنِ زیبا پہ ملاحت کا عجب غازہ ہے — حسن وہ حسن جو ہر وقت تر و تازہ ہے

گردشِ شمس و قمر بھی اسے گہنا نہ سکی — یورشِ دورِ خزاں بھی اسے مرجھا نہ سکی

مرمریں جام میں جیسے ہو بھرا گنگا جل — زاہد و رند کا دل دیکھ کے جاتا ہے مچل

ربطِ اقوام کا چھلکا ہوا اک جام ہے تاج — مغلیہ دَور کا بخشا ہوا انعام ہے تاج

کیا عجب شان ہے رنگینی و رعنائی ہے — کتنی مقبول یہ محبوبۂ ہرجائی ہے

جو بھی آتا ہے اسے دل میں بسا لیتا ہے — تا قیامت اسے جینے کی دعا دیتا ہے

کوئی کہتا ہے کہ ثروت کا سہارا لے کر — اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر

ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق — یعنی اخلاص و عقیدت کا اڑایا ہے مذاق

کس قدر تاج سے نفرت کا اشارا نہ کیا — اس میں محبوب سے ملنا بھی گوارا نہ کیا

کوئی کہتا ہے نہ دولت نے نہ زر نے بخشا — تاج کو حسن فقط حسنِ نظر نے بخشا

ٹکٹکی باندھ کر تکتا تھا اسے شاہجہاں — ہے یہی بات کہ رہتا ہے سرا تاج جواں

بات کہتا ہوں پتے کی یہ کوئی لاف نہیں — حق نہ حقدار کو پہنچے تو یہ انصاف نہیں

یہ کرشمہ نہ کسی شاہ نہ زردار کا ہے — یہ کرشمہ تو فقط تیشۂ فنکار کا ہے

چراغ

جشنِ دیوالی پہ

نذیر فتح پوری
۸۳۔ ایرانڈو۔ پونے ۲

چراغ ایسے جلاؤ زمیں کے ماتھے پر
سیاہ رات کے آنچل کو نور سے بھر دو
اجالا چاند ستاروں کا ماند پڑ جائے
فلک کی روشنی اس روشنی میں ضم کر دو

یہ رات سال میں بس ایک بار آتی ہے
اس ایک رات پہ قربان زندگی کر دو
جلا کے اپنے لہو کے چراغ اے لوگو!
جہاں جہاں بھی اندھیرا ہے روشنی کر دو

جو دیپ جلتا ہے مندر میں روشنی کیلئے
وہی تو صحنِ حرم کو بھی جگمگاتا ہے
جو فرق ہم نے کیا ہے رحیم و رام کے بیچ
اسی خلیج، اسی فرق کو مٹاتا ہے

اجالا جس کا کوئی دھرم ہے نہ مذہب ہے
بغیر فرق سبھی کو گلے لگاتا ہے!!!
صنم کدہ ہو، حرم ہو کہ بزم میخانہ
ہر ایک گوشۂ ظلمت کو جگمگاتا ہے

غزل

سردار کرنیل سنگھ پنچھی
ایڈیٹر اودھ میل
شانتی کنج، ایم. جی. آئی. سی. روڈ
رائے بریلی (یوپی) ۲۲۹۰۰۱

اُٹھے ارتھی کہ ڈولی جائے گھر سے
سبھی کو دیکھنا ہے چشمِ تر سے

کھڑا باہر میں کب سے سُن رہا ہوں
خود اپنی سسکیاں دیوار و در سے

چلے بھی آؤ کہ دم ہے لبوں پر
جدا ہونے کو ہے مہمان گھر سے

لپک جانے کا حق کو ہے سلیقہ
گذر جاتے ہیں طوفاں ان کے سر سے

نہیں کشتی یہ کوئی اور شے ہے
پڑی جو ریت پر طوفاں کے ڈر سے

چھپاتا ہے دراڑیں اور دھبّے
یہ پردہ نوچ لو دیوار پر سے

میں خوشبو ہوں مجھے محسوس کر لو
نہ آؤں گا نظر تم کو نظر سے

ہر اک دل پر محبت کی کہانی
چلو لکھ دیں کسی پنچھی کے پر سے

غزلیں

ضیاء زخمی کھام گاؤی

چشم معتبر سے اسلوب سخن دیکھے گا کون
پیکر الفاظ میں تصویر فن دیکھے گا کون

آپ کے جلووں کی تزئین کا چلن دیکھے گا کون
حسن کی انگڑائیاں توبہ شکن دیکھے گا کون

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے کچھ خدا لگتی کہو
اٹھ گئے محفل سے ہم تو بانکپن دیکھے گا کون

اپنی اپنی فکر میں الجھا ہوا ہے ہر کوئی
دردمندوں کے بھلا زخم کہن دیکھے گا کون

پڑ گئے غفلت کے پردے ہوش پر ادراک پر
وقت کے چہرے پہ منزل کی تھکن دیکھے گا کون

ہے عبث داد وفا کی آرزو اس دہر میں
اے ضیاء زخمی ترا دیوانہ پن دیکھے گا کون

اختر شاہجہانپوری

رنگین چوپال۔
شاہجہانپور ۲۴۲۰۰۱

فن کی فضاؤں میں جو آگ لگاتے ہیں
پھر کے وہ ہم کو آداب سکھاتے ہیں

بکھروں گا تو مہکوں گا خوشبو سا فضاؤں میں
یہ ان کو بتانا ہے جو مجھ کو مٹاتے ہیں

بے وجہ نہیں کرتے اظہار کبھی قوت کو
تو شمع یقیں کی ہم طوفاں میں جلاتے ہیں

کیا چیز خریدیں گے کیا ان کو پسند آئے
بچوں کو لئے ہم بھی بازار کو جاتے ہیں

معصوم ہی کیوں اس درجہ، اس دور کشاکش میں
انصاف کی خاطر جو زنجیر ہلاتے ہیں

اس دور کے فرزانے دیوانوں پہ ہنستے ہیں
بیکار کی باتوں میں جو وقت گنواتے ہیں

احساس سے عاری ہیں سب لوگ یہاں اختر
احساس کی دولت کو ہم پھر بھی لٹاتے ہیں

جلیل الہ آبادی

معرفت ارمان جالنوی۔ اورنگ آباد ملک شو روم
اسٹیشن روڈ۔ اورنگ آباد

زخم جتنے بھی لگیں دل میں چھپائے رکھئے
رشتہ۔ رشتہ سے بہرحال بنائے رکھئے

کس کو فرصت ہے پڑھے اور کسی دل کی کتاب
کم سے کم دوستو چہرہ تو سجائے رکھئے

آنے والا کوئی موسم ہو گذر جائے گا
پرچم عزم بلندی پہ اٹھائے رکھئے

حادثے روز نیا روپ بدل لیتے ہیں
زندگی داؤں پہ ہر وقت لگائے رکھئے

روشنی جس کی خیالوں کو جلا پہنچائے
ایسے انمول چراغوں کو جلائے رکھئے

لوگ افسانہ حقیقت کو بنالیں گے جلیل
گھر کی دیواروں سے بھی بات چھپائے رکھئے
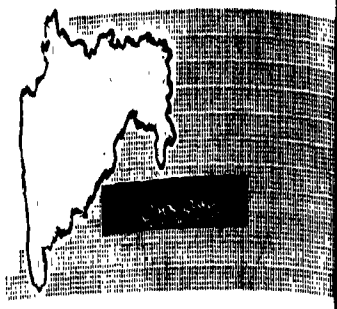
لوک آرٹ کے فروغ کیلئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا تعاون

شری ایچ. کے. ایل بھگت مرکزی وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات نے یکم نومبر کو مراٹھی رنگ بھومی دن کے موقع پر حکومت مہاراشٹر کی جانب سے نئی دہلی کے رنگا بھون تھیٹر میں منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ الیکٹرانک کے ذرائع ترسیل وابلاغ، تھیٹر اور روایتی لوک آرٹ کی ترقی کی راہ میں کسی طور پر رکاوٹ ثابت نہیں ہوں گے کیونکہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے ان کے فروغ کے امکانات روشن ہیں۔

شری بھگت نے اس موقع پر روایتی لیمپ روشن کیا اور ملک کے خصوصاً مہاراشٹر کے ثقافتی ورثے سے متعلق دہلی کے تھیٹر شائقین کو واقف کرایا۔

آپ نے فرمایا کہ مصنوعی سیارے کی مدد سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے ملک کی ۸۰ فی صد عوام بشمول دیہی عوام تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت اطلاعات ورابطہ عامہ حکومت مہاراشٹر نے اپنے صدارتی خطبے میں دہلی کے مراٹھی داں عوام کی دلچسپی اور تفریح کے لئے ہر ماہ ایک ثقافتی پروگرام کے انعقاد کے لئے ریاستی حکومت کے محکمۂ اطلاعات ورابطۂ عامہ کی جانب سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کی۔

شری ایم. آر. پاٹل ڈائرکٹر جنرل برائے اطلاعات ورابطہ عامہ نے اپنی تعارفی تقریر میں ملک کے مختلف حصوں کے مابین ثقافتی تبادلہ کی ضرورت پر زور دیا۔

شری این. ایس. سکسینہ خصوصی کمشنر حکومت مہاراشٹر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری آر. ایم. ایجیب ڈائرکٹر مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر، نئی دہلی نے شکریہ ادا کیا۔

اس تقریب کے بعد ہندی ڈرامہ لوک کتھا۔ ۷۸ پیش کیا گیا۔ یہ ڈرامہ رتناکر متکری کے مراٹھی ڈرامہ کا ترجمہ تھا۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت حادثات کی چھان بین

حکومت مہاراشٹر نے کلکٹروں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت جاری کردہ کاموں کے دوران کسی بھی قسم کا حادثہ وقوع پذیر ہونے پر فوری طور پر اس کی تفتیش کریں۔ اور حادثہ سے متاثر ہونے والے مزدور کو حسب ضرورت فوری طور پر امدادی رقم بہم پہنچائیں۔

حکومت کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض اوقات ایسے حادثات کی احتیاط کے ساتھ پوری طرح چھان بین نہیں کی جاتی ہے لہٰذا حکومت نے مذکورہ ہدایت جاری کی ہے۔

حکومت نے اس سے قبل امدادی رقم کی منظوری کے احکامات جاری کئے تھے۔

آموں کی کل ہند نمائش
مہاراشٹر کو آٹھ انعامات

امسال ماہ جون میں نئی دہلی میں منعقدہ کل ہند آم نمائش میں ریاست مہاراشٹر سے آٹھ افراد نے شرکت کی اور مختلف انعامات حاصل کئے۔

انعام یافتگان کے نام اور ان کے متعلقہ گروپ اس طرح ہیں۔ (آم کی تجارتی اقسام) شری وی. اے. رندلوے، ضلع اورنگ آباد کے تعلقہ خلد آباد، مہاتما پھلے زرعی یونیورسٹی کے شعبۂ باغبانی کی کلاس کے تین انعامات راہوری بینگو پروڈکٹس، ڈی کلاس انعامات میسرز رتناگر کیننگ انڈسٹریز اور میسرز اجیت پروڈکٹس دونوں رتناگیری سے۔

چھوٹی بچت اسکیم کو کامیابی سے ہمکنار کیجئے۔ سوشیل کمار شندے

شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات نے یکم نومبر کو ۲۰ ویں بچت دن کے موقع پر بمبئی میں منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت کے ترقیاتی اور فلاحی اقدامات کو سرمایہ فراہم کرنے کی چھوٹی بچت اسکیم کی خصوصیت کے پیش نظر

عوام کو چاہیئے کہ وہ اس اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون دیں۔

آپ نے ماہ اکتوبر میں خصوصی مہم کے دوران ۲۲ کروڑ روپیہ جمع کرنے پر چھوٹی بچت کے ایجنٹوں کی ستائش بھی کی۔

گذشتہ تین سالوں سے چھوٹی بچت کے میدان میں ملک کی دیگر ریاستوں کے مقابلے میں مہاراشٹر کو سرفہرست رکھنے میں متعلقہ ڈائرکٹوریٹ کی کارکردگی کی ستائش کرتے ہوئے آپ نے ڈائرکٹر آف اسمال سیونگز اینڈ لاٹریز شری بی۔ آر۔ بیڈگے اور ان کے افسران کو مبارکباد دی۔ مہاراشٹر میں سال ۸۱-۱۹۸۰ء ۸۲-۱۹۸۱ء ۸۳-۸۲ء کے دوران چھوٹی بچت اسکیم کے تحت بالترتیب ۲۲۸ کروڑ روپے، ۲۶۲ کروڑ روپے اور ۲۷۵ کروڑ روپے جمع کئے گئے۔

شری مدھوکر کینکر وزیر مملکت برائے مالیات نے چھوٹی بچت کے نشانوں کو پورا کرنے میں غیر سرکاری افسران اسماجی خدمت گاروں، بڑے اداروں اور ایجنٹوں کے تعاون پر اظہار اطمینان کیا آپ نے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران بہترین کارکردگی پر چھوٹی بچت کے ایجنٹوں کو نقد ترغیبی رقم دی۔

شری ایم۔ دی کپی جنرل مینجر یونین بینک آف انڈیا، شری پی۔ این بھٹ چیف مینجر بمبئی مین برانچ اسٹیٹ بینک آف انڈیا، اور شری سی۔ ڈی۔ وراچیر مین آتھرائزڈ ایجنٹس ایسوسی ایشن بمبئی، نے بھی تقریر کی۔

شری بیڈگے نے شکریہ ادا کیا۔

پرنٹروں کو ہدایت

ریاست مہاراشٹر میں اخباروں کے پرنٹروں کے لئے پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کی دفعہ ۸-۱۱ اور بمبئی پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس رولس ۱۹۲۳ء کے رول ۸ کے تحت یہ لازمی ہے کہ وہ ہر شمارے کی دو کاپیاں اشاعت کے ۴۸ گھنٹوں کے اندر بلاقیمت ایگزامنر آف بکس اینڈ پبلی کیشن کے بمبئی میں واقع دفتر کو روانہ کریں۔

اسی طرح بمبئی پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس رولس ۱۹۲۳ء کے رول نمبر ۷ اور ۸ کے مطابق ہر پرنٹنگ پریس کے مالک کو اپنے یہاں شائع ہونے والی اشاعتوں کی سہ ماہی تفصیل مذکورہ دفتر کو روانہ کرنا چاہیئے۔ یہ سہ ماہی تفصیل ہر سال جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر مہینوں کی پہلی تاریخ کے بعد دس دنوں کے اندر روانہ کی جانی چاہیئے۔ کسی کتاب یا اخبار کی اشاعت نہ ہونے کی صورت میں بھی دفتر مذکورہ کو اس کی اطلاع دینا ضروری ہے۔

تمام پرنٹروں اور پریس کے مالکان کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ پریس ایکٹ اور رولس میں درج ان پابندیوں پر سختی سے عمل کریں۔ مذکورہ دفتر کا پتہ یہ ہے:-

آفس آف دی ایگزامنر آف بکس اینڈ پبلی کیشنز، اولڈ کسٹم ہاؤس، فورٹ بمبئی۔ ۴۰۰۰۲۳۔

ذاتی اور قومی بہبود کے لئے خاندانی منصوبہ بندی ناگزیر

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف

ریاستی خاندانی بہبود ایوارڈ برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء اور ۸۳-۱۹۸۲ء کی تقسیم کے لئے ۲۶ اکتوبر کو منعقدہ تقریب میں خطاب کرتے ہوئے مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف نے فرمایا کہ آج بھی ہمارے عوام کی اکثریت خاندانی منصوبہ بندی کی اصل اہمیت اور اس کے طویل مدتی اور دیرپا فوائد کو پوری طرح سمجھے بغیر محض حکومت کی اعلان کردہ ترغیبی امداد جیسے عارضی فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے اختیار کرتی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے نفاذ میں ریاستی حکومت کی بہترین کارکردگی کی ستائش کرتے ہوئے گورنر موصوف نے فرمایا کہ ہمارے ملک میں خاندانی منصوبہ بندی کی ابتداء ۱۹۱۳ء میں آنجہانی پروفیسر رگھوناتھ ڈھونڈو کروے نے پہلا برتھ کنٹرول کلنک کھول کر کی جبکہ ڈاکٹر میری اسٹوپس نے لندن کا پہلا برتھ کنٹرول کلنک ۱۹۲۱ء میں کھولا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد ملک کی ترقی کے لئے راہیں ہموار کرنا ہے۔ آپ نے اس ضمن میں عوامی شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ عوام کو ان کی ذاتی اور قومی فلاح و بہبود کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت سے اچھی طرح واقف کرایا جانا چاہیئے تاکہ وہ اس پروگرام کو محض چند روپیوں کے لئے نہیں بلکہ شخصی اور قومی مفاد کے لئے اختیار کریں۔

گورنر موصوف نے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کا ۲۶۵ کروڑ روپے پر مشتمل خاندانی بہبود قومی ایوارڈ حاصل کرنے پر ریاستی حکومت کو مبارکباد پیش کی۔

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے شرح پیدائش کو ۲۹ سے گھٹاکر ۲۱ فی ہزار اور شرح اموات کو ۱۱ سے گھٹاکر ۹ فی ہزار کرنے اور بچوں کی شرح اموات کو ۶۲ سے گھٹاکر ۶۰ فی ہزار کرنے کے لئے مستقل کوششیں کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آپ نے اس سلسلے میں ریاستی حکومت کی جاری کردہ اسکیمات کا بھی ذکر کیا۔

اس موقع پر وزیر موصوفہ نے "سب کے لئے صحت" کے موضوع پر مراٹھی میں تصنیف کردہ ایک کتابچہ کا اجراء کیا اور اسے گورنر موصوف کی خدمت میں پیش کیا۔

شری یشونت شیریکر وزیر مملکت خاندانی بہبود نے شری آئی۔ ایچ لطیف کا خیر مقدم کیا۔

شری بی۔ کے اگروال جوائنٹ سکریٹری محکمہ صحت اور ایڈیشنل خاندانی بہبود کمشنر نے شکریہ ادا کیا۔

ہتھیاروں کی دوڑ، ترقی پذیر ممالک کی راہ میں رکاوٹ۔ شری رام راؤ آدک

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک نے لائنس کلب انٹرنیشنل کی طرف سے یوم اقوام متحدہ کے موقع پر انڈین مرچنٹس چیمبر میں منعقدہ تقریب میں فرمایا کہ ہتھیاروں کی دوڑ غربت کے خلاف نبرد آزما بھارت جیسے ممالک کی ترقی کی راہ میں مانع ثابت ہوگی۔

شری آدک نے بڑی عالمی طاقتوں سے اپیل کی کہ وہ ہتھیاروں اور مسلح افواج کی تیاری پر کم خرچ کریں اور فرمایا کہ دنیا میں امن اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے اقوام متحدہ کو مزید فعال بنانا ہوگا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر دنیا کے تمام ممالک آنجہانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے پنچ شیل کے اصولوں پر کاربند رہیں تو دنیا میں کبھی جنگ نہیں ہو سکتی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ اقوام متحدہ غریب ممالک کے مفاد کا خیال کرے گی۔

پوسٹ گریجویٹ آیوروید کورس کا افتتاح

شریمتی محسنہ قدوائی مرکزی وزیر مملکت برائے صحت عامہ اور خاندانی بہبود نے ۲۲ اکتوبر کو بمبئی کے پودار میڈیکل کالج میں آیورویدک گریجویٹس سے اپیل کی کہ وہ پوری لگن کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کریں اور مقصد قومی صحت پروگراموں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کریں۔

موصوفہ پودار میڈیکل کالج میں آیورویدک پوسٹ گریجویٹ کورس نیز انڈر گریجویٹ آیورویدک ٹیچروں کے تربیتی پروگرام کا افتتاح کر رہی تھیں۔ آپ نے آیورویدک طریقہ علاج کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت" کا مقصد حاصل کرنے کے لئے عالمی ادارہ صحت بھی اس طریقہ علاج سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پر زور دے رہا ہے۔ شریمتی قدوائی نے مزید فرمایا کہ مرکزی حکومت اس طریقہ علاج کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن اقدام کر رہی ہے۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے صدارتی خطبے میں آیوروید طلبہ اور معالجوں سے کہا کہ انہیں کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔ آیوروید کے فروغ کے لئے حکومت مہاراشٹر کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ریاست کے پرائمری ہیلتھ سینٹروں کے میڈیکل افسران کی ۲۵ فی صد نشستیں آیوروید گریجویٹس کے لئے مختص کی گئی ہیں نیز یہ کہ مہاراشٹر ملک کی وہ واحد ریاست ہے جہاں آیوروید گریجویٹس کی تنخواہ کے اسکیل کو جدید علم طب کے گریجویٹس کے اسکیل کے برابر لایا گیا ہے۔

وید کے۔ این پسال ڈائرکٹر آف آیوروید نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ وید ایس۔ ایم ساٹھے، ڈین آر۔ اے پودار میڈیکل کالج نے شکریہ ادا کیا۔

مرکزی وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے کالج کے اسپتال کے مختلف شعبوں کا دورہ بھی کیا۔

مجاہدین آزادی کی پنشن

حکومت مہاراشٹر نے ریاست کے ایسے مجاہدین آزادی کو ماہانہ ۱۵۰ روپیہ پنشن دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جن کے نام مرکزی پنشن کے لئے حکومت ہند کو تجویز کئے گئے ہیں لیکن ابھی تک مرکز سے پنشن کی منظوری حاصل نہیں ہوئی ہے۔

مرکزی حکومت کی پنشن کی منظوری کے بعد ان مجاہدین آزادی کو ریاستی حکومت کی جانب سے ۱۰۰ روپے کی ماہانہ پنشن ملتی رہے گی۔

مرکزی حکومت کی پنشن منظور ہونے کے بعد ریاستی حکومت کی جانب سے ۱۵۰ روپیہ ماہانہ شرح کے حساب سے دی گئی پنشن کی زائد رقم ان مجاہدین آزادی سے وصول نہیں کی جائے گی۔

یوم اقوام متحدہ تقریب

شریمتی جسٹس سجاتا منوہر نے یوم اقوام متحدہ کے موقع پر ۲۵ اکتوبر کو مہاراشٹر یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن (مونا) اور ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر کی جانب سے بمبئی میں منعقدہ تقریب میں بطور مہمان خصوصی، حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نیوکلیائی ہتھیاروں کے خطروں کے پیش نظر بقائے بنی نوع انسانی کیلئے اقوام متحدہ جیسی تنظیم کا وجود ناگزیر ہے۔

پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی اثیر وزیر محنت نے اس تقریب کی صدارت کی۔

مختلف ممالک کے مابین تنازعات کو حل کرنے کے لئے کی گئی اقوام متحدہ کی کوششوں کی ستائش کرتے ہوئے شریمتی منوہر نے عالمی ممالک سے اپیل کی کہ وہ اقوام متحدہ کے منشور میں درج مقاصد کے حصول کے لئے مشترکہ کوششیں کریں۔

پروفیسر اثیر نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ ناوابستہ ممالک کی تحریک اس دنیا کو نیوکلیائی جنگ سے بچا سکتی ہے؛ نیز یہ کہ عالمی ممالک کی اکثریت کو امن عزیز ہے۔

آپ نے نوجوانوں کو اقوام متحدہ کی سرگرمیوں سے متعارف کرانے کے لئے بڑے پیمانے پر اس نوعیت کی تقریبات منعقد کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

پروفیسر اثیر نے مزید کہا کہ عالمی امن کی بقا کے لئے بھارت نے اقوام متحدہ کو اپنی خدمات پیش کرنے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا۔

شری ایس۔ ایس سہستر بدھے ایڈیشنل چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز نے کہا کہ اس قسم کی تقریب کے انعقاد سے لوگوں میں عالمی امن کی بقا کے لئے کام کرنے کا جذبہ بیدار ہوگا۔

یونائیٹڈ نیشنز چلڈرنس فنڈ ویسٹ زون کے نمائندے مسٹر اسکندر رکتیشپ نے کہا کہ بھارت اقوام متحدہ کے منشور پر دستخط کرنے والے پہلے ۵۱ ممالک میں سے ہے۔

بمبئی کے شریف شری ایس۔ پی گودریج، شری ایچ۔ ایچ اسمٰعیل ایکزیکیوٹو چیرمین مونا، ڈاکٹر اے۔ سی چودھری مونا کی نبی یونٹ کے سربراہ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

شری وائی۔ اے فضل بھائی وائس چیرمین مونا نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

شری ایس۔ بی سکسینہ سکریٹری جنرل مونا نے شکریہ ادا کیا۔

سیلاب راحت فنڈ کیلئے ہوم گارڈس کا عطیہ

ضلع احمد نگر کے ہوم گارڈس نے وزیر اعلیٰ سیلاب راحت فنڈ میں ۱۰۱،۴ روپے کی رقم کا عطیہ پیش کیا۔

حال ہی میں منعقدہ ہوم گارڈس اور سیول ڈیفینس کی کانفرنس میں شری ایم۔ ایس کسبیکر کمانڈنٹ جنرل ہوم گارڈس نے شری دیلاس راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ کو مذکورہ رقم کا چیک پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہوم گارڈس اس طرح کے فلاحی کاموں کے لئے فنڈ میں بطور عطیہ دینے کی خاطر کم از کم ایک لاکھ روپے جمع کرنا چاہتے ہیں۔

(صفحہ ۱۸ سے آگے)

رسم گرما، رسم سرما۔ پاگل اور ہوشیار کے مترادفات کے طور پر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ کیا اس سے زبان وسیع نہ ہوگی۔ اردو زبان نے انگلش الفاظ بٹن اور لینٹرن کو بٹن اور لال ٹین کی شکل میں اپنایا ہے۔ اگر ہم نے اپنی پڑوسی زبان مراٹھی کے لفظ "گنڈی" کو بھی بٹن کے معنی میں اردو اپنایا ہے تو زبان کی فصاحت پر کون سی آنچ آنے والی ہے۔ اور جس ضابطے کے تحت مہاراشٹر نے اردو لفظ شاعر کو شاہر کی شکل میں مروڑا ہے اور جس فارمولے کے تحت مراٹھی زبان میں شاہر اور شمید کو فصیح الفاظ کی صف میں جگہ دی گئی۔ اسی ضابطے اور اسی قاعدے کے مطابق مراٹھی کے رد وائے ہوئے الفاظ کو اردو کے فصیح الفاظ کی لسٹ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

ضرورت کے مطابق گرامر میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح زبان میں بھی لیکن یہ بات کچھ معنی نہیں رکھتی کہ گذشتہ زمانے میں اردو کا صحیح استعمال ہوتا تھا یا فی زمانہ ہوتا ہے یا آئندہ ہوگا۔ اس بات کا اطلاق صرف اردو پر ہی نہیں بلکہ انگریزی پر بھی ہوتا ہے مثلاً شہرہ آفاق ڈرامانٹ شیکسپیر کے مشہور ڈرامے ہملٹ میں ایک جملہ ہے۔ The door is broke۔ اگر آج کسی نے یہ کہا کہ My arm is broke تو وہ جاہل ان پڑھ نیم انگریزی داں اور خدا جانے اور کن القاب سے نوازا جائے گا۔ لیکن یہی جملہ شیکسپیر کے زمانے میں ایک کوچہ گرد بھی بولتا تھا یہی جملہ سند نشینوں میں بھی مروج تھا اور یہی جملہ انگلش لٹریچر میں بھی صحیح تسلیم کیا جاتا تھا۔ ●●

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف نے ۲۶ر اکتوبر کو بمبئی میں ریاستی خاندانی بہبود ایوارڈ برائے سال ۸۱-۱۹۸۰ء اور ۸۳-۱۹۸۲ء تقسیم کئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ شری مدھوکر کیمتکر وزیر برائے محنت و مالیات کو ناگپور کے جنرل ہسپتال میں ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران پوسٹ مارٹم پروگرام کے تحت نمایاں کارکردگی کے لئے شیلڈ دے رہے ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

*

اس سال دھنونتری فاؤنڈیشن کا دھنونتری ایوارڈ ملک کے معروف نیورو سرجن پدم بھوشن ڈاکٹر بی۔ رام مورتی کو دیا گیا۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ڈاکٹر رام مورتی کو ایوارڈ پیش کر رہے ہیں دھنونتری فاؤنڈیشن کے صدر ڈاکٹر بی۔ کے گوئیل بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

*

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک، ۲۳ر اکتوبر کو نائیگاؤں مہیلا فرنٹ کی جانب سے منعقدہ آنکھوں کی مفت جانچ اور ہیلتھ کیمپ کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ تصویر میں مہمان خصوصی ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ وزیر صحت عامہ بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

ہریانہ کے گورنر شری جی ڈی تپاسے کی عمر کے ۷۵ سال مکمل ہونے پر ۳۰ اکتوبر کو بمبئی کے رویندر ناٹیہ مندر میں شری جی. ڈی تپاسے امرت مہوتسو سنکار سمیتی کی جانب سے شری تپاسے کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری دسنت راؤ پاٹل، شری تپاسے کو ایک یادگار پیش کر رہے ہیں۔ مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی شری شنکر راؤ چوان بھی دیکھے جا سکتے ہیں

شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات و ثقافتی امور ۲۶ اکتوبر کو بمبئی کے "دسنت سنگیت نکیتن" کی سالانہ تقریب میں بطور مہمان خصوصی حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں

شری ستیش پیڈنیکر وزیر مملکت برائے محنت ۲ نومبر کو ۶۶ ویں اکتوبر انقلاب دن کے موقع پر ہاؤس آف سوویت کلچر میں منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری دسنت راؤ پاٹل ۱۳ اکتوبر کو منترالیہ میں شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے داخلہ سے سیلاب راحت فنڈ کے لئے ۴۸ ہزار روپیہ کا چیک قبول کر رہے ہیں۔

پولینڈ کے وزیر برائے انرجی مسٹر جے بوزوکودسکی نے ۱۳ اکتوبر کو منترالیہ میں نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدِک سے ملاقات کی۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات ۳۱ اکتوبر کو ۶۰ ویں عالمی بچت دن کے موقع پر بمبئی میں منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر صحت عامہ "آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل میڈیسن اینڈری ہابی لیٹیشن" کی جانب سے ۳۱ اکتوبر کو بمبئی میں سٹھری اور دیہی معذوروں کی بازآبادکاری کے موضوع پر منعقدہ قومی سیمینار کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کر رہی ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر اے۔ کے مکھرجی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر صحت عامہ نے حال ہی میں، ناگپاڑہ، بمبئی میں منعقدہ عطیہ خون مہم کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ کے ہمراہ ناگپاڑہ حلقہ انتخاب کے ایم ایل اے شری سید احمد اور مہاراشٹر کالج کے پرنسپل ڈاکٹر اے۔ اے منشی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مہاراشٹر کے ثقافتی مرکز پونے سے اردو ہفتہ روزہ الانصار کے اجراء کے موقع پر حال ہی میں پونے میں منعقدہ تقریب میں مدیر قومی راج شری ریاض احمد خان حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں آپ کے علاوہ شری حسن عباس فطرت، پروفیسر غلام دستگیر شہاب اور شری عبدالسمیع بوبیرے (مدیر صبح امید) دیکھے جا سکتے ہیں۔

پراڈکر جنم شتابدی خصوصی نمبر

۲۵ نومبر ۱۹۸۳ء

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ : دس روپے قیمت فی کاپی : پچاس پیسے

نگراں : خواجہ عبدالغفور (آئی۔ اے ۔ ایس)

اردو ، ہندی ، مراٹھی ، گجراتی ، انگریزی
اور سندھی چھ زبانوں میں شائع ہونے والا

پندرہ روزہ

ترتیب

زرِ سالانہ دس روپے

قیمت فی کاپی پچاس پیسے

ترسیل زر کا پتہ
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر ۔ منترالیہ ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ (مہاراشٹر)

چیف ایڈیٹر : موہن پاٹل
ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

पराड़कर हिन्दी पत्रकारिता का दूसरा नाम

महाराष्ट्र का हिन्दी के प्रारंभिक विकास कालसेही घनिष्ठ संबंध रहा है. कै. लोकमान्य टिळक राष्ट्रभाषा के रूप में हिन्दी के समर्थक थे. माधवरावजी सप्रे ने पत्रकारिता के प्रारंभिक काल में बड़ा काम किया. वे हिन्दी साहित्य सम्मेलन के अध्यक्ष भी निर्वाचित किये गये थे. लक्ष्मण नारायण गर्देजी का नाम और पत्रकारिता के क्षेत्र में उनका कार्य अविस्मरणीय है. पराड़करजी तो गणेश शंकर विद्यार्थी के समान आन्दोलन काल में हमारे लोकनायक हो चले थे. 'पराड़कर' हिन्दी पत्रकारिता का दूसरा नाम है.

इसी प्रकार हिन्दी के नये काव्य साहित्य की पहचान निराला के बाद अब मुक्तिबोध (गजानन माधव) से होती है. डॉ. प्रभाकर माचवे तो अब हमारे 'कहियत भिन्न न भिन्न' ही हैं. प्राचीन लेखिकाओं में ग्वालियर की श्रीमती कमलाबाई किबे का नाम याद आ रहा है. हिन्दी भाषापर मराठी भाषियों के बहुत उपकार हैं. कहां तक सराहूं......

लखनऊ

२८ अगस्त १९८३

[illegible]तलाल [illegible]गर

• قیصر عثمانی

۶۔ محبوب بلڈنگ (لمعی) پنتیا پارک، ملاڈ (ایسٹ) بمبئی ۹۷

"سماجی جنگل بانی و باغبانی خصوصی نمبر" خوب ہے۔ جناب یوسف ناظم اور ڈاکٹر محمد یٰسین قدوسی صاحبان کے مضامین بہت اچھے لگے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ کا یہ جریدہ معلومات افزا مضامین اور تصاویر کے اعتبار سے قابلِ قدر ہے۔ لیکن کچھ دل چسپ ادبی چیزیں" بھی ہمیشہ شائع ہوتی رہیں تو بہتر ہوگا۔ منظومات کے حصے کو سنوارنے کی ضرورت ہے۔ امید ہے آپ اس طرف بھی ضرور توجہ دیں گے۔

❦❦

حافظ محمود خاں

پردھان گرام سبھا، گرام کسلیہ، ڈاکخانہ ڈاسنہ ضلع غازی آباد

پندرہ روزہ "قومی راج" اردو صحافت کی دنیا میں گوناگوں خصوصیات کا حامل جریدہ ہے۔ مضامین منظومات، غزلیات معیاری سطح کے ہوتے ہیں۔ ریاست مہاراشٹر کی معلوماتی خبریں، تصاویر کی زبانی بڑے خوب صورت اور دل نشیں انداز میں ہوتی ہیں۔ دیدہ زیب سرورق، تحریر میں صفائی، سلیقہ مندی اور نفاست خود آپ اپنی تعریف ہے۔ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۸۳ء کا شمارہ "جنگل بانی (باغبانی)" سے متعلق خصوصیات کا حامل ایک گراں قدر کارنامہ ہے۔ جس کے لئے ادارہ اور کارکن سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

"کچھ پھلوں کے بارے میں" کروندے نے بہت متاثر کیا۔ اسی طرح کی بیش قیمت معلومات کا آپس میں تبادلہ ہوتا رہے تو نہ صرف افادیت کی خاطر بلکہ قومی فریضہ جان کر یہ بہت ضروری ہے۔

❦❦❦

★ ڈاکٹر حامد اشفاق قریشی

بی۔ گیارہ، ریچ۔ روڈ۔ مہانگر۔ لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۶

۱۰ر اپریل ۱۹۸۳ء کا قومی راج نظر نواز ہوا۔ ڈاکٹر محمد ضیاءالرحمٰن خان صاحب نے اپنے مضمون "اردو اور مراٹھی میں تہذیبی اور لسانی رشتہ" میں بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ "آج بھی کوکن، پونہ، مغربی مہاراشٹر کے اکثر علاقوں میں جو مراٹھی بولی جاتی ہے اس میں اردو، فارسی اور عربی کے الفاظ و محاورات بکثرت پائے جاتے ہیں" کیونکہ تاریخ اودھ اور شاہانِ دہلی پر تحقیقی کام کرنے کے دوران مجھے اورنگ زیب سے لے کر عالمگیر ثانی کے دورِ حکومت تک کے مراٹھی مخطوطات پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے، ان خطوط میں فارسی اور اردو کے الفاظ اور محاورات، جیسے جیسے ہم عالمگیر ثانی کے دورِ حکومت کی طرف بڑھتے ہیں زیادہ سے زیادہ دستیاب ہوئے ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ اگر کسی کو تھوڑی بہت مراٹھی بھی آتی ہو اور اسے فارسی اور اردو پر مکمل عبور حاصل ہو تو وہ ان خطوط کا بیشتر حصہ بخوبی سمجھ سکتا ہے لہٰذا اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ ان ادوار کی مراٹھی، فارسی اور اردو ادب و انشاپردازی سے ہم آہنگ ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ ان کے الفاظ اور محاورات کو جذب کرتی گئی جن کے شاہد اس دور کے مراٹھی خطوط ہیں اور آج بھی چھپے ہوئے "پیشوا دفتر"، "شندے شاہی" اور "ہولکر شاہیا" میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

❦❦❦

مراسلت و ترسیلِ زر کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتے یا خط کے اوپر درج ہوتا ہے)، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیے۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف تحریر کیجئے بلکہ ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیجئے تاکہ اندراجات میں آسانی ہو۔

(ادارہ)

پیغام وزیرِ اعلیٰ اُتر پردیش

میرے لئے یہ خبر باعثِ مسرت ہے کہ عظیم صحافی آنجہانی پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر کی جنم شتابدی کے موقع پر ان کی پیدائش کے دن، حکومت مہاراشٹر کے ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ کی جانب سے شائع کئے جانے والے جریدوں کے خصوصی نمبر نکالے جا رہے ہیں۔

پراڈکر جی ملک کے ان عظیم بے باک اور آزاد خیال صحافیوں میں سے تھے جنہوں نے جدوجہد آزادی کے دوران اپنی تحریروں سے عوام کے جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کیا اور انہیں عملی طور پر جدوجہد آزادی میں شرکت کی ترغیب دلائی۔ وید اور شاستروں کے ماہر، سنسکرت، بنگالی اور مراٹھی زبانوں کے عالم آنجہانی پراڈکر جی نے راشٹریہ بھاشا کی ترویج کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں ان کے لئے ملک ہمیشہ ان کا رہینِ منت رہے گا۔

اس سلسلے میں منعقد کی جانے والی تقریب اور جاری کئے جانے والے خصوصی شمارے کی کامیابی کے لئے میں نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔

شری پتے مشر
(وزیرِ اعلیٰ اتر پردیش)

پیغام، وزیرِ اعلیٰ، مہاراشٹر

میرے لئے یہ امر باعثِ مسرّت ہے کہ ہمارے ڈائرکٹوریٹ برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ کی جانب سے شائع کئے جانے والے پندرہ روزہ جریدے "مہاراشٹر مانس" (ہندی)، "لوک راجیہ" (مراٹھی، انگریزی، گجراتی، سندھی) اور "قومی راج" (اردو) "سمپادک اچاریہ پنڈت باباوراؤ وشنو پراڈکر خصوصی شمارے" شائع کر رہے ہیں۔ راشٹریہ بھاشا ہندی کو مقبولیت عطا کرنے میں پراڈکرجی نے اہم رول ادا کیا ہے۔

وہ ہندی صحافت کے ارتقاء کی ایک اہم کڑی ہیں۔ انہوں نے ہندی صحافت کو ایک نیا روپ دیا اور جدوجہد آزادی کے دوران عوامی شعور کو بیدار کرنے کے لئے اس کا کامیابی کے ساتھ استعمال کیا۔ ایامِ جوانی میں وہ خود انقلابی نظریات سے متاثر تھے۔ انہوں نے انقلابی سرگرمیوں میں عملی طور پر شرکت بھی کی تھی اور اپنے خیالات کو عوام تک پہنچانے کے لئے "رن بھیری" نامی جریدہ جاری کیا جسے وہ خود اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ انگریز حکمرانوں کے نزدیک یہ بڑا ہی آتشی جریدہ تھا۔ وہ بنگال کی انقلابی ذہنیت سے بے حد متاثر تھے۔ انگریزوں کی نظروں میں وہ ایک خطرناک شخصیت تصور کئے جاتے تھے۔ یہ ہمارے لئے بڑے ہی فخر کی بات ہے کہ مہاراشٹر کا ایک سپوت ہندی کے تعلق سے تاریخی شخصیت بن کر ابھرا اور ہندی صحافت آج بھی اس کا نام عقیدت و احترام کے ساتھ لیتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اس ڈائرکٹوریٹ کی جانب سے شائع کئے جانے والے خصوصی شمارے عوام کو پراڈکرجی کی زندگی اور ان کی خدمات سے روشناس کرانے میں کامیاب ثابت ہوں گے۔

وسنت راؤ پاٹل

(وزیرِ اعلیٰ، مہاراشٹر)

شاگرد کا خراجِ عقیدت

میری یہ خوش قسمتی ہے کہ مجھے پراڈکرجی کے قدموں میں بیٹھ کر ۲۰ برسوں تک ایک چھوٹے صحافی کی حیثیت سے قومی زبان اور ملک و قوم کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پراڈکرجی ایک بیباک محبِّ وطن تھے۔ وہ جدوجہدِ آزادی کے مؤید تھے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے تحریکِ آزادی کی رہنمائی بھی کی ہے۔ وہ صحافت کو ایک بلند مقام عطا کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ صحافت کی اعلیٰ قدروں اور روایتوں کے زبردست حامی تھے۔ ان کے نزدیک ایک صحافی نہ صرف رفتارِ زمانہ کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس پر ناقدانہ نگاہ بھی ڈالتا ہے۔

پراڈکرجی ان صحافیوں میں سے تھے جن کے نزدیک صحافت، پیشہ یا مشغلہ نہیں بلکہ ایک ایسا ذریعہ ہے جسے انسانی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ وہ سچائی کے علمبردار تھے۔ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ حقیقت کو ظاہر کرنا ہمارا فرض ہے لیکن حقیقت کے اظہار کی بھی حد ہوتی ہے۔ حقیقت کو کچھ اس طرح ظاہر کرنا چاہیئے کہ اس سے انسانی برائیوں کے خاتمے میں مدد مل سکے نہ کہ ان کو فروغ ملے۔ پیشہ ورانہ دیانتداری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آسمانِ صحافت کے درخشاں ستارے تھے۔ کاشی کے لئے تو وہ عظیم شخصیت تھے ہی لیکن مادری زبان ہندی نہ ہونے کے باوجود انہوں نے قومی زبان کی جو خدمت کی ہے اپنی مثال آپ ہے۔

کملاپتی ترپاٹھی

پیغام وزیرِ مملکت برائے اطلاعات

ہمارے ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ کی جانب سے مراٹھی، انگلش اور گجراتی میں شائع ہونے والے پندرہ روزہ جریدہ "لوک راجیہ" نیز ہندی کے "مہاراشٹر مانس" اور اردو کے "قومی راج" کے سمپادک اچاریہ، پنڈت بابو راؤ وشنو پراڈکر خصوصی نمبر آپ کے پیشِ نظر ہیں۔

محترم پراڈکرجی نے ہندی صحافت کی جو خدمت کی ہے وہ ہمارے لئے ایک انمول ورثہ ہے۔ ہم مہاراشٹر باسیوں کے لئے یہ امر باعثِ فخر ہے کہ ایک ایسے شخص نے جس کی مادری زبان مراٹھی تھی، راشٹریہ بھاشا کی اشاعت و ترویج میں اس قدر نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے کہ جس کا اعتراف و ستائش کرنے میں ہندی داں طبقے اور ہندی زبان کے صحافی ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے۔

"قومی راج" کے زیرِ نظر شمارے میں پراڈکرجی کی ہندی صحافت کی خدمات کا مکمل احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے نیز حصولِ آزادی کے لئے صحافت کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کے ان کے طریقۂ کار اور صحافت سے متعلق ان کے نظریات سے بھی قارئین کو روشناس کرنے کی پوری پوری سعی کی گئی ہے۔ پراڈکرجی سے متعلق مواد جمع کرنے کے لئے ہمارے افسران اتر پردیش گئے تھے۔ اتر پردیش کے محکمۂ اطلاعات نیز ورانسی، لکھنؤ، پریاگ اور ایودھیا کی صحافتی دنیا نے ان کے ساتھ جو تعاون کیا ہے، اس کے لئے میں ان سب کا مشکور ہوں۔ امید ہے کہ یہ خصوصی شمارہ قارئین کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا اور ان کی معلومات میں اضافہ بھی کرے گا۔

شیواجی راؤ دیشمکھ

(وزیرِ مملکت برائے اطلاعات)

مراٹھی پترکار پریشد سنہ ۱۹۵۰ء

خطبۂ صدارت

از بابو راؤ وشنو پراڈکر

"آپ کے اصرار پر میں نے اس اجلاس کی صدارت کی ذمہ داری تو قبول کرلی لیکن ایسا کرتے ہوئے میں نے اپنی قابلیت کا خیال نہیں کیا۔ مراٹھی ادب سے میرا تعلق بہت کم بلکہ بالکل نہیں کے برابر رہا ہے۔ جن دنوں میں کاشی کی وید شالہ میں پڑھتا تھا اس وقت میرے ایک ہم جماعت کے گھر جگدیتے آتا تھا۔ آٹھ نو سال کی عمر میں میں نے پہلی بار یہی ایک اخبار دیکھا تھا۔ اس وقت میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس میں کیا ہوتا ہے اور اس کا کیا کیا جاتا ہے۔ میں اس دوست کے گھر سے اس کے والد کی آنکھ بچا کر اس اخبار کا ایک آدھ شمارہ گھر لے آتا تھا تاکہ بیاض پر کور چڑھانے کے کام آسکے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کا کوئی اور استعمال نہیں کیا۔ نہ میں نے کیا نہ کسی کو کرتے دیکھا۔ ان دنوں کاغذ بہت مہنگا تھا۔ اس لئے میں اسے حفاظت سے رکھتا تھا۔ غلطی سے کبھی پیر لگ جائے تو اسے نمسکار کرتا تھا۔ بس یہی اس کا استعمال تھا۔

بعد میں وید اور سنسکرت زبان سے تھوڑی بہت واقفیت ہونے کے بعد ہائی اسکول میں انگریزی پڑھنے لگا۔ زمانۂ طالب علمی میں ۱۶ سال کی عمر میں "ہندی بنگواسی" ہاتھ لگا اور میں اسے پڑھنے لگا۔ میں ان دنوں ۱۵۔ ۱۶ برس کا تھا جب آنجہانی سکھا رام گنیش دیوسکر کلکتہ سے کسی کام کے سلسلے میں کاشی آئے تھے۔ دور کے رشتے سے وہ میرے ماموں ہوتے تھے۔ ان کی زبانی پہلی مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ پونے سے "کیسری" نامی کوئی مراٹھی اخبار نکلتا ہے۔ ان کے کہنے پر بھاگلپور میں ایک سال تک کیسری منگاتا رہا لیکن اسے بالکل نہیں پڑھا۔ اول وجہ یہ تھی کہ کیسری کی زبان بہت مشکل ہوتی تھی۔ دوم اس میں جن موضوعات پر تحریریں درج ہوتی تھیں، میں ان موضوعات سے واقف نہیں تھا۔

کیسری آنے پر اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا اور رکھ دیتا تھا۔ مراٹھی اخباروں سے یہ میرا پہلا تعارف تھا۔ کلکتہ یونیورسٹی سے انٹرنس امتحان پاس ہونے کے بعد میں مراٹھی کا مطالعہ کرنے لگا۔ ۱۹۰۵ء کے کانگریس کے کاشی اجلاس میں میں نے رضاکار کا کام کیا اور تلک کھاپرڈے جیسے دیگر لیڈروں کو قریب سے دیکھا۔ ۱۹۰۶ء میں ایک ہندی اخبار کے معاون مدیر بن کر کلکتہ گیا۔ اسی سال کلکتہ میں کانگریس کا اجلاس ہوا اور شری دیوسکر نے لوک مانیہ تلک سے میرا تعارف کروایا۔ لوک مانیہ تلک نے اس وقت مجھے پونے چلنے کے لئے کہا۔ لیکن کچھ سیاسی وجوہات کی بنا پر اس موقع کا فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ مجھے بہت افسوس ہوا لیکن کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ جب میں صحافت سیکھ رہا تھا تو اسی کے ساتھ میں بنگالی ادب کا مطالعہ بھی کرنے لگا تھا۔ یہ سب چھوڑ کر پونے نہیں جا سکتا تھا۔ اب تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ مراٹھی صحافت

کی دنیا کو بالکل قریب سے دیکھنا میرے نصیب میں نہیں تھا۔ ایسا شخص مراٹھی اخبار اور ادب سے متعلق اجلاس کی صدارت کے فرائض کیسے انجام دے سکتا ہے؟ یہ خیال ان حضرات کو کرنا چاہئے تھا جنہوں نے میری عزت افزائی کی۔

بنگالی ادب اور صحافت سے میں جس قدر واقف ہوں اتنی بھی واقفیت مجھے مراٹھی ادب اور صحافت سے نہیں ہے۔ دور رہ کر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اور اخباروں کی وجہ سے مراٹھی ادب میں جو تبدیلی آئی ہے اس پر عام بحث کرنا مشکل نہیں۔ ویسے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندستانی زبانوں کی نثر کا آغاز صحافت ہی کے ذریعے ہوا اور صحافت ہی کے سہارے یہ پروان چڑھی (دراوڑ زبانوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔) — زمانۂ قدیم میں ادب سے مراد شعری تخلیق لی جاتی تھی۔ سنسکرت میں ہرش، بان، دنڈی جیسے کچھ شاعروں نے اپنی نظموں میں نثر کا استعمال کیا اور شنکراچاریہ، رامانج اچاریہ، مدھواچاریہ جیسے فلسفیوں نے نثر میں فلسفے کی وضاحت کی۔ انہیں کی وجہ سے آج بھی سنسکرت میں نثر کا سرمایہ ملتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مراٹھی، گجراتی، ہندی اور بنگالی وغیرہ زبانوں میں ڈیڑھ سو سال پہلے نثری ادب بالکل نہیں تھا۔

میں یہ مانتا ہوں کہ ہندستانی زبانوں میں بجز دراوڑ زبانوں کے نثر کی ابتدا صحافت ہی سے ہوئی پرانے صحافیوں نے جب اخبار نکالنے شروع کئے اس وقت ان کے سامنے دو زبانوں کا ادب تھا — انگریزی اور سنسکرت۔ ان دنوں انگریزی کے میکالے اور ڈکنس اور سنسکرت کے ہرش اور بان بہت پڑھے جاتے تھے۔ ہمارے ابتدائی دور کے مصنفین سنسکرت اچاریوں کی فلسفہ طرازی سے زیادہ متاثر نہیں ہوئے تھے۔ وشنو شاستری چپلونکر کی نثری تحریریں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان کا سنسکرت کے شعری ادب کا مطالعہ بہت گہرا تھا اور انہوں نے انگریزی کے نثر نگاروں کے اسلوب کو اختیار کرنے کی شعوری کوشش کی۔ مختصراً یہ کہ جو پرانے صحافیوں کے سامنے نثر کے صرف دو اسالیب تھے۔ انگریزی اور سنسکرت۔

میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے عظیم نثر نگاروں نے سنسکرت کے اس اسلوب کے علاوہ اپنے معاصر اور ماقبل انگریزی نثر نگاروں کے اسالیب نثر کی پیروی کرتے ہوئے مراٹھی، ہندی، بنگالی اور دیگر زبانوں کے نثری اسالیب متعین کرتے تھے۔ آنجہانی گوبند نارائن مشر جن سے میں نے ہندی سیکھی ہے بھان بھٹ کے اتنے معتقد تھے کہ ان کی سنسکرت نثر کے اسلوب کے مطابق ہندی نثر لکھتے تھے۔ اور ہمیں بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ میں ان دنوں ہندی روزنامہ "بھارت مِتر" میں مضامین لکھتا تھا۔ آج جب میں ان مضامین کو پڑھتا ہوں تو ہنسی آتی ہے۔ ایک ایک جملہ بیس تا پچیس سطروں کا ہوتا تھا۔ اس وقت بنگالی مصنفین بھی ایسی ہی زبان لکھتے تھے۔ ادھر مہاراشٹر میں بھی سادہ اور آسان نثر کو مقبولیت نہیں ملی تھی۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی یہ تھی کہ اس وقت کے صحافی یہ سمجھتے تھے کہ ان کا کام ایک اونچی نشست پر بیٹھ کر نیچے کھڑی ہوئی جنتا کو نصیحت کرنا اور ہدایت دینا ہے۔ شاید اس وقت صحافی اور عوام کا رشتہ واضح نہیں تھا۔ صحافی نے جب اپنے اخبار یا رسالہ کی اشاعت و فروخت میں اضافہ ضروری محسوس کیا تو شاید اس وقت اس نے عوام کی ذہنی استعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تفریح کی خاطر ان کے دلچسپ موضوعات پر نسبتاً آسان اور عام فہم زبان میں قلم فرسائی شروع کی۔ اس نے اپنی توجہ عوامی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مرکوز کی اور نئے نئے موضوعات سے اپنے رسالہ یا اخبار کو مزین کرنے لگا۔ بنگال میں سودیشی تحریک کے آغاز کی وجہ سے اور مہاراشٹر میں، تقسیم بنگال کو جدوجہد آزادی کی ابتدائی شکل تصور کرتے ہوئے اخباروں کی صورت و شکل بدلنے لگی۔ تلک، کیلکر، پرانجپے جیسے مہاراشٹر کے — اور اروند گھوش، بپن چندر پال، شیام سندر چکرورتی جیسے بنگال کے مدیروں کی بات الگ ہے۔ اخبار کی ادارت ان کا پیشہ نہیں تھا، مشن تھا۔ آزادی کی لڑائی کا وہ ایک حصہ تھا۔ اس وقت کے صحافیوں نے ایسی زبان کے استعمال کی ضرورت شدت سے محسوس کی جسے عوام بآسانی سمجھ سکیں اور متاثر بھی ہوں۔ لہٰذا انہوں نے ایسی زبان لکھنا شروع کی۔ کلکتہ میں شری برہم باندھو اپادھیا نے ہندی روزنامہ "سندھیا" جاری کیا۔ اس روزنامہ کی زبان بڑی ہی آسان اور دل چسپ تھی۔ "سندھیا" نے

ایک نئے اسلوب کا آغاز کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ "سندھیا" کے اجراء کے دو دہائیوں بعد مہاراشٹر میں اچیوت راؤ کوہاٹکر نے اپنی جن ادبی تخلیقات سے مراٹھی عوام کا دل جیت لیا تھا۔ ان پر "سندھیا" اور "یوگانتر" ان دو بنگالی اخباروں کے اسلوب نثر کا ملا جلا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوہاٹکر نے مہاراشٹر میں بنگالی اسلوب کی تقلید کی دراصل جس ضرورت کے تحت بنگال میں اس نئے اسلوب نے جنم لیا۔ کچھ ایسی ہی ضرورت کی وجہ سے مہاراشٹر میں بھی نیا اسلوب رونما ہوا۔ اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہی کہ اسلوب کی اس تبدیلی کا اثر عام ادب پر بھی ہوا۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ چاہے جس قسم کی نثر ہو اس کے اسلوب کا تعین بالعموم تمام علاقوں میں صحافیوں ہی نے کیا ہے۔ بعد میں ادیبوں نے اس کا رنگ روپ نکھارا۔ تلک، کیلکر، پرانجپے، بھوپٹکر، کوہاٹکر جیسے کچھ صحافی بذات خود ادیب بھی تھے۔ وہ ادب کے میدان میں زیادہ کامیاب رہے یا صحافت میں یہ کہنا مشکل ہے۔ مہاراشٹر کو کیسری سے زیادہ فائدہ پہنچایا "گیتا رہسیہ" سے یہ میں نہیں کہہ سکتا۔

مراٹھی پترکار پریشد کے دسویں اجلاس میں خطبۂ صدارت دیتے ہوئے اچاریہ اترے نے چپلونکر، تلک، اگرکر، پرانجپے، کھاڈلکر اور کیلکر کو گذشتہ نصف صدی کے بڑے صحافی قرار دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فہرست میں ایک اور نام شامل کیا جانا چاہئے اور وہ ہے "بھالا" کے آنجہانی بھاسکر بلونت بھوپٹکر کا۔ مہاراشٹر سے بہت دور کلکتہ میں ہم "کیسری" اور "کال" کی طرح "بھالا" کا بھی انتظار بڑی بے چینی سے کرتے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اچیوت راؤ کوہاٹکر نے مہاراشٹر میں جو سنسنی پھیلا دی تھی۔ اس کی صدائے بازگشت ہندی علاقے میں بھی سنائی دی۔ ایک علاقے کے اخباری ادب نے دوسرے علاقے کے اخباری ادب کی مدد کی اور اس طرح آگے چل کر ادب عالیہ کی تخلیق ہوئی۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ادب کی تخلیق صحافت سے بالکل الگ رہنے والوں نے کی ایسا کہنا درست نہیں ہوگا۔ کچھ ادیب ایسے ضرور تھے جن کا صحافت سے کوئی تعلق نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو برائے نام

دورِ جدید میں شمالی ہند اور مہاراشٹر کا شاید ہی کوئی ادیب ہوگا جس کا اخباروں سے تعلق نہ رہا ہو۔ ادب کی نوعیت اس کی زبان اور اس کے اسلوب کی اقسام کا تعین رسالے ہی کرتے ہیں اور وہی اس کے نمونے بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ آگے چل کر آزادانہ حیثیت سے اس ادب کو نکھارا جاتا ہے۔ میں نے ابھی تک اپنی تقریر میں ایسے صحافیوں اور ادیبوں کے نام لئے جو آج ہمارے درمیان نہیں ہیں مہاراشٹر، اترپردیش، مدھیہ پردیش، بہار اور بنگال میں نئی نسل کے نوجوان صحافی اور ادیب اپنے اپنے طور پر ادب اور صحافت کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان نوجوانوں کے کارناموں کا جائزہ ان کی زندگی میں نہیں لیا جا سکتا اور اگر لیا جائے تو ادھورا رہتا ہے۔ اس لئے میں نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ان کا مخالف ہوں۔ ہندی علاقوں کے باہر ادب اور صحافت کے میدان میں ترقی کی پیش رفت سے متعلق لاعلم ہونے کی وجہ سے بھی میں نے ایسا کرنے کی جرأت نہیں کی۔

پیدائش ہی سے میں مہاراشٹر سے باہر رہا۔ میں نے مراٹھی کے ذریعے ملک کی کوئی خدمت بھی نہیں کی۔ اس کے باوجود آپ نے میری جو عزت افزائی کی اس کے لئے آپ حضرات کا میں شکریہ ادا کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔"

قومی راج میں اشتہارات کے نرخ

قومی راج میں اشتہارات مندرجہ ذیل شرح سے قبول کئے جائیں گے:

سرورق نمبر ۲ ... ... ایک ہزار روپے

سرورق نمبر ۳ ... ... ایک ہزار روپے

سرورق نمبر ۴ ... ... پندرہ سو روپے

— اندرونی صفحات —

پورا صفحہ ... ... پانچ سو روپے

آدھا صفحہ ... ... تین سو روپے

چوتھائی صفحہ ... ... ایک سو ۷۵ روپے

ڈاکٹر رام منوہر ترپاٹھی

ہندی کے اوّلین صحافی
پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر

جن لوگوں نے ہندی صحافت کے چھوٹے سے پودے کی آبیاری کرکے اسے ایک تناور درخت بنایا ان میں پنڈت بابو راؤ وشنو پراڈکر کا نام خصوصیت کا حامل ہے۔ ہندی صحافت میں آج جن روایتوں کو بنیاد تصور کیا جاتا ہے ان کا آغاز پراڈکر جی کے زمانے میں ہوا تھا۔ وہ اس اعتبار سے بھی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کی مادری زبان ہندی نہ ہونے کے باوجود عمر بھر وہ ہندی صحافت کی خدمت میں لگے رہے جن دنوں پراڈکر جی نے ہندی صحافت کے میدان میں قدم رکھا اس وقت ہندی صحافت اپنے ابتدائی دور سے کچھ آگے بڑھ رہی تھی۔ اس وقت ہندی صحافت کی عمر ساٹھ یا ستر برس تھی۔ ظاہر ہے اسے کسی بھی زبان کی صحافت کی لمبی عمر قرار نہیں دیا جاسکتا اور یہ وہ وقت تھا جب ہندی کی مقبولیت علاقائی حدود سے آگے نہیں بڑھی تھی۔ ان حالات میں ہندی صحافت کو اپنے لئے بطور دائرۂ عمل منتخب کرکے پراڈکر جی نے اس جرأت کا مظاہرہ کیا جس کے لئے اس وقت کے تعلیم یافتہ نوجوان کبھی تیار نہیں ہوتے تھے۔

قدیم ایام میں جن لوگوں نے صحافت کا پیشہ اختیار کیا ان کے سامنے حصول آزادی کا مقصد تھا۔ حب الوطنی کا جذبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کی صحافت بھی اپنے وقت کی قدروں سے جڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ پراڈکر جی نے کبھی لکھا تھا "ہمارا فرض بُرے کی برائی کو ظاہر کرنا ہے۔ ہمارا فرض سماجی زندگی کو پاکیزگی عطا کرکے ملک میں یک جہتی اور محبت کے جذبے کو بڑھانا ہے۔" یہ جملے اس وقت سماجی ذمہ داری کا احساس بیدار کرتے تھے تو اب اصولوں کی حیثیت سے صحت مند قدروں کو جنم دے رہے ہیں۔

خار دار راستہ

صحافی کی شخصیت میں جج اور لیڈر دونوں کے اوصاف پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ان کو ظاہر کرنے کا ذریعہ اخبار ہی ہوتا ہے۔ ان دنوں جو صحافی تھے وہ اپنے ملک یا علاقے کے لیڈر بھی تھے۔ قدیم ایام میں ہمارے ملک کے صحافیوں کو یہ دوہرے فرائض انجام دینے ہوتے تھے لیکن پراڈکر جی نے صحافیوں کو صحافت کے ذریعے عوام کی رہنمائی کرنا سکھایا۔ اگر پراڈکر جی صحافی نہ بنتے تو وہ اپنے ماموں دیوسکر جی کی طرح انقلابی بن گئے ہوتے۔ تب شاید وہ انقلابیوں کے لیڈر ہوتے۔ ان کے پتا پنڈت وشنو شاستری پراڈکر رتناگری سے کاشی پہنچے تھے۔ انہوں نے کن حالات میں یہ دور دراز کا سفر کیا تھا، اس تعلق سے اب تک کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئی۔ پنڈت وشنو شاستری نے کاشی میں قیام کیا تھا لیکن ان کا دائرۂ عمل بہار تھا جہاں وہ بھاگل پور میں سنسکرت کے پروفیسر تھے۔ بابوراؤ جی کی ابتدائی تعلیم کاشی میں اور بعد کی بھاگل پور میں ہوئی۔ پتا کی رحلت کے بعد کم عمر بابوراؤ نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور کاشی جاکر گھر کی ذمہ داری سنبھالی۔ اسی دوران کلکتہ کے "بنگ واسی" میں ایک سب ایڈیٹر کی ضرورت کا اشتہار آیا۔ انہوں نے اپنی درخواست روانہ کی۔ وہ سفارش کا زمانہ نہیں تھا۔ بہت جلد بابوراؤ کی وہاں تقرری ہوگئی۔ پنڈت بابوراؤ جی سنسکرت اور انگریزی دونوں زبانوں کے ماہر تھے۔ مراٹھی ان کی مادری زبان تھی۔ بنگالی زبان کا انہوں نے مطالعہ کیا تھا اور دیگر زبانوں سے بھی وہ تھوڑے بہت واقف تھے۔ زبانوں سے واقفیت کی ان کی یہ خوبی بطور صحافی ان کے لئے بہت مددگار ثابت ہوئی۔

ہندی ادب کی خدمت

اپنے وقت کے عظیم صحافی جن کی قلم نے شاید ہی کسی کو بخشا ہو۔ پانڈے بے چین شرما اُگر نے پراڈکر جی کے بارے میں لکھا تھا "اگر پراڈکر جی نہیں ہوتے تو شاید اُگر بھی نہ ہوتا۔" اُگر جی کا یہ جملہ آج بھی کئی لوگوں پر صادق آتا ہے۔ اس زمانے میں بھی پراڈکر جی کا قلم نشتر کی طرح چلتا تھا۔ حالانکہ اس وقت صحافیوں کے لئے قدم قدم پر خطرے تھے اور نہ ہی انہیں کسی ایسوسی ایشن کی جانب سے تحفظ حاصل تھا۔ پنڈت جی اس مہارت سے لکھتے تھے کہ حکومت وقت پر کڑی سے کڑی تنقید کے باوجود وہ قانون کی گرفت میں نہیں آتے تھے۔ ان کی یہی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے صحافیوں سے الگ نظر آتے تھے۔ پراڈکر جی نے ہندی صحافت کے توسط سے ایسے سینکڑوں الفاظ کو ہندی ادب میں جگہ دی جو اس سے قبل کبھی رائج نہیں تھے۔ آج ان الفاظ کا استعمال اتنا عام ہوچکا ہے کہ ان کی اصل کی جانب کسی کا ذہن بھی نہیں جاتا۔ پراڈکر جی ان مصنفین میں سے ہیں جنہوں نے ہندی زبان کو مراٹھی اور بنگالی زبانوں کی خصوصیات سے مالامال کیا۔ چونکہ وہ ایک روزنامہ کے مدیر تھے اس لئے انہیں زبان کی خدمت کرنے کا ایک اچھا موقعہ ملا جس سے انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

پراڈکر جی کے سامنے جن لوگوں نے زانوئے تلمذ تہہ کیا وہ آگے چل کر بہت بڑے صحافی بنے۔ دراصل پراڈکر جی صرف لکھتے ہی نہیں تھے بلکہ نئے لکھنے والوں کی تربیت بھی کیا کرتے تھے۔

سماجی مصلح

صحافی چاہے جس زمانے میں ہوں، وہ بڑی آسانی سے سماجی مصلح قرار دیئے جاتے ہیں کیونکہ وہ قلم کے ذریعے سماج سدھار کا کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو دو قدم آگے بڑھ کر اس کا عملی مظاہرہ بھی کریں۔ پراڈکر جی کا شمار ایسے ہی "کم" لوگوں میں کیا جاسکتا ہے۔ پراڈکر جی نے اس زمانے میں ایک بچپن کی بیوا سے شادی کی۔ اس وقت ایسا کرنا کسی برہمن کے لئے ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ ان پر تنقید کی گئی ہوگی، فقرے کسے گئے ہوں گے، لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ وہ ہمیشہ سماج سدھارکوں کی ہمت افزائی کرتے رہے اس ملک کی مذہبی راجدھانی کاشی میں رہ کر انہوں نے نام نہاد پنڈتوں سے بھی اپنا لوہا منوایا اور سماج کی پسماندگی کو دور کرنے میں لگے رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ رائیگاں نہیں گنوایا۔ بیکار گپ شپ کے لئے ان کے پاس وقت نہیں تھا۔ وہ جلسوں اور تقریبوں سے دور رہتے تھے۔

انہوں نے اپنے مضامین کے ذریعے بھی عوام کے سماجی شعور کو بیدار کرنے اور ان میں سماج سدھار کا جذبہ ابھارنے کی کوششیں کیں۔ کاشی میں رہ کر کسی دوسرے علاقے کا فرد مقامی لوگوں پر اپنی دھاک اسی وقت بٹھا سکتا ہے جب وہ عظیم خوبیوں کا مالک ہو، وہ محنت اور لگن سے کام کرے اور اس میں خود اعتمادی ہو۔ انہیں تمام اوصاف کی بنا پر کاشی میں عالموں، سیاست دانوں اور پنڈتوں کے بیچ پراڈکر جی کا طوطی بولتا تھا۔

مراٹھی تہذیب سے وابستگی

مراٹھی تہذیب سے پراڈکر جی کی وابستگی ان کے غور و فکر کی عادت کو جلا بخشتی رہی۔ وہ ہندی پنڈتوں کے درمیان بیٹھ کر کبھی بھی ان سے الگ نظر نہیں آتے تھے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو، پراڈکر میوزیم کے ڈائرکٹر شری لکشمی شنکر ویاس، پراڈکر جی کے مضامین پر مشتمل کتاب "پراڈکر" پیش کر رہے ہیں۔

ہندی اور مراٹھی زبانوں اور دونوں تہذیبوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں کئی اور لوگوں کا ہاتھ رہا ہے لیکن ہندی صحافت کی خدمت کا جہاں تک تعلق ہے اس میں پراڈکر جی نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔

مراٹھی بولنے والے کئی صحافیوں نے ہندی صحافت کی خدمت کی ہے۔ اندور گزٹ کے دھولے جی سے لے کر "بنارس اخبار" کے مدیر گووندھ رگھوناتھ تھٹے، پنڈت لکشمن نارائن گردے، مادھوراؤ سپرے اور بعد میں بنارس کے کھاڈلکر جی، یشونت ٹینڈ دلکر اور راہل بارپتے تک ایک لمبی فہرست بنتی ہے جنہوں نے خلوص اور لگن کے ساتھ ہندی صحافت کی خدمت کی ہے۔ یہ صحافی بھی پراڈکر جی کی طرح مہاراشٹر کی تہذیب سے وابستہ تھے۔ لیکن پراڈکر جی ان میں وہ واحد صحافی ہیں جنہوں نے ایک طویل مدت تک کاشی میں رہ کر ہندی صحافت کی خدمت کی۔

پنڈت لکشمن نارائن گردے، پراڈکر جی سے کسی طرح کم نہیں تھے۔ انہوں نے "وینکٹیشور سماچار"، "ہندی بنگواسی"، "بھارت مِتر"، "سنسار"، "سنمارگ"، اور "نوجیون" جیسے اہم اخباروں کی ادارت کی لیکن ایک ہی اخبار سے وابستہ رہ کر اس کی روایتوں کو مضبوط بنانے کا سہرہ پراڈکر جی کے سر بندھا ہے۔ کاشی کے ہندی روزنامہ "آج" سے پراڈکر جی کا نام کچھ اس طرح جڑ گیا تھا کہ ایک کا نام لیتے ہی دوسرے کا نام فوراً ذہن میں آجاتا تھا ہندی صحافت کی تاریخ میں آج کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پراڈکر جی کو ہندی صحافت کی عظیم ہستی گردانا جاتا ہے۔

آج پراڈکر جی ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی عظیم روایتیں آگے بڑھانے کی ذمہ داری ہماری ہے۔ ان کی حیثیت ہندی صحافت کے تاریخ ساز کی سی ہے، کیونکہ ان ہی سے ہندی روزنامہ کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

*

⬥ڈاکٹر رگھوناتھ سنگھ

ایک خوددار صحافی
پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر

مہاراشٹر کے واسیوں نے ۱۹ ویں صدی کے اواخر اور ۲۰ ویں صدی کے آغاز میں جدوجہد آزادی میں پوری طرح حصّہ لیا۔ مہاراشٹر میں انگریزوں کی حکومت قائم ہونے پر مہاراشٹر کے دانشور اور مصنف شمالی ہند منتقل ہوئے اور وہاں خصوصاً کلکتہ میں سکونت اختیار کرکے انہوں نے ادب کی خدمت کی۔

کلکتہ میں شری سکھارام دیوسکر نے دیش کی بات لکھ کر وہاں کے ہندی اور بنگالی بولنے والوں میں ایک اہم مقام حاصل کیا تھا۔ لکشمی نارائن گردے اور بابوراؤ پراڈکر نے ادب اور صحافت کے میدان میں ایک نمایاں کارنامہ انجام دیا جبکہ بابا راگھوداس مادھوراؤ سپرے نے مشرقی یوپی میں ادب اور سیاست میں اپنا جھنڈا گاڑا۔

کاشی میں پاوگی خاندان نے بھت چنتک پریس قائم کرکے ہندی چھپائی کی ترقی کی راہیں ہموار کیں۔ شری لکشمی نارائن گردے نے آگے چل کر اسی پریس سے شری کرشن سندیش شائع کیا تھا۔ ان دنوں کاشی میں لگ بھگ ۲۰ ہزار مہاراشٹر کے لوگ آباد تھے۔ آزادی کے بعد ان کی تعداد گھٹنے لگی اور اب مشکل سے ۴ یا ۵ ہزار مہاراشٹر کے لوگ یہاں آباد ہیں۔ کاشی میں سنسکرت کی تعلیم حاصل کرنے اور دینے میں مہاراشٹر کے لوگ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ کاشی میں مہاراشٹر کا سماج معلمی کے پیشے سے وابستہ ہے۔ اپنے علم کی وجہ سے کاشی کی ترقی میں ۱۶ ویں صدی ہی سے اس سماج کا حصّہ رہا ہے۔

شری بابوراؤ وشنو پراڈکر اسی روایت کی آخری کڑی تھے۔ بابوراؤ ایک آزاد خیال صحافی تھے۔ وہ ہندی روزنامہ "آج" کے مدیر تھے اور ان کے بھائی مادھوراؤ وشنو پراڈکر اس اخبار کے پرنٹر تھے۔

بابوراؤ وشنو پراڈکر نے ہندی جاننے والے نوجوانوں کو ہندی دنیا میں کام کرنے کے لئے تیار کیا اور ان میں سے اکثر ملک کے سبھی بڑے اخبار کے مدیر بنے۔

۱۹۲۱ء میں جب میں پہلی مرتبہ جیل گیا اسی وقت میں ان سے واقف ہوا۔ کلکتہ میں سکونت پذیر میرے ماموں آنجہانی بیج ناتھ سنہا سے ان کی گہری دوستی تھی۔ میرے ماموں کم از کم دس مرتبہ کلکتہ اور بنارس کی جیل گئے تھے۔

وارانسی گھاٹ کا ایک دلکش منظر

بابوراؤ وشنو پراڈکر نے اپنے قلم کو کبھی سرمایہ داروں کے ہاتھ نہیں بیچا۔ وہ ہمیشہ آزادیٔ خیال کے حامی رہے۔ وہ دوسروں کے خیالات کا احترام کرتے تھے چاہے وہ ان سے متفق ہوں یا نہ ہوں۔

ہندی روزنامہ "آج" کی پالیسی اور بابوراؤ پراڈکر کے خیالات کی ہم آہنگی کی وجہ سے انہوں نے "آج" کی ادارت کے فرائض سنبھالے۔ جبکہ ہندی روزنامہ "سنسار" کی پالیسی اور اپنے آزادیٔ خیال کے بیچ اختلاف محسوس کرتے ہی وہ مستعفی ہو گئے۔

پراڈکر بڑے ہی ٹھنڈے دماغ کے آدمی تھے۔ شاید ہی انہیں کبھی غصہ آیا ہو۔ نظریات کی بحث میں وہ کبھی جھگڑتے نہیں تھے۔ آخر میں وہ مسکرا کر کہتے تھے میرا جو خیال ہے وہ میرے نزدیک درست ہے چاہے اسے غلط ہی کیوں نہ سمجھا جائے۔

پنڈت مدن موہن مالویہ کی طرح پراڈکر جی بھی ہمیشہ سفید لباس زیب تن کرتے تھے۔ وہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں سادگی پسند تھی۔ اسی لئے وہ سادہ اور عام فہم زبان لکھتے تھے۔ بجٹ جیسے خشک موضوع پر اداریہ لکھتے تھے تو اسے بھی دل چسپ بنا دیتے تھے۔ بجٹ پر لکھا ہوا ان کا اداریہ دنیا کے کسی بھی اداریہ سے کسی طرح کم نہیں ہوتا تھا۔

دھن کی دیوی لکشمی کبھی پراڈکر جی سے خوش نہیں ہوئی جو کچھ تھوڑا بہت ملتا تھا وہ اسی پر گزر کر لیتے تھے۔ زندگی میں کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ وہ بڑے خوددار واقع ہوئے تھے۔ وہ کسی سے بھی دبنا نہیں جانتے تھے لیکن وہ کسی سے لڑتے بھی نہیں تھے۔ مسکراتے ہوئے اپنے مخالف کے بیانات کی تردید کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ یہ ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔

پراڈکر جی بڑے محنتی تھے۔ اپنے زیردستوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ اگر کوئی غلط زبان لکھتا تو بغیر کچھ کہے زبان ٹھیک کر دیتے تھے۔ پراڈکر جی پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہوگا۔

*

• یادو ناتھ تنھے

ہندی صحافت کا سنگ میل
روزنامہ "آج"

کانگریس کے عملی دور میں مہاتما گاندھی نے تعمیری کاموں کی تعریف میں کہا تھا۔ "تعمیری کاموں کی تکمیل ہی سوراجیہ کی اصل بنیاد ہے" یہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا۔ لیکن مہاتما گاندھی کے ان الفاظ نے گویا مجھ پر جادو کا اثر کیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کیوں نہ کوئی تعمیری کام کیا جائے۔ اس دور میں راشٹر بھاشا کو بڑھاوا دینے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ راشٹر بھاشا کو بڑھاوا دینا بھی تعمیری کام کا ایک حصہ مانا گیا تھا۔ اس ضمن میں "راشٹر بھاشا کے بغیر راشٹر (ملک) گونگا ہے" "بھارت واسی ایک ہوں" جیسے فکر انگیز نعرے سنائی دیا کرتے تھے۔ ان باتوں کو سن کر اور پڑھ کر یہ خیال دل میں آیا کہ راشٹر بھاشا کو عام کرنا ایک ایسا کام ہے جس میں طلبہ بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے "ہندی پریمی منڈل" قائم کیا اور ضلع وردھا میں واقع راشٹر بھاشا پرچار سمیتی کے امتحانات میں حصہ لینے کے لئے باقاعدگی سے مطالعہ شروع کر دیا۔

یہ بھی محسوس ہوا کہ نصابی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے علاوہ دیگر ادبی تحریروں کا مطالعہ بھی کرنا چاہیئے۔ ہندی کی ترقی یافتہ شکل گو کہ اپنائی جا چکی ہے پھر بھی ہندی کی اصل بنیادی ساخت فراموش نہیں کی جا سکتی۔ نصابی کتابیں چاہے کتنی ہی اچھی ہوں لیکن وہ متاثر نہیں کرتیں۔ مروجہ ہندی بھاشا کو اگر سمجھنا ہو تو اخبار کے مطالعہ کا کوئی نہ کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ ہم طلبہ کے پاس اپنے "ہندی پریمی منڈل" کا ریڈنگ روم بنانے کے لئے پیسہ نہیں تھا۔ اخبار کہاں سے خریدتے؟ کسی نے بتایا کہ مروجہ ہندی زبان سیکھنے کے لئے سب سے اچھا طریقہ اخبار "آج" کا مطالعہ ہے۔ اس کا ہفتہ واری شمارہ بہت ہی کارآمد ہوا کرتا تھا۔ لیکن چندہ کہاں سے اکٹھا کریں؟ طے ہوا کہ "آج" کے مدیر کے نام ایک خط لکھا جائے اور ان سے رعایت دینے کی سفارش کی جائے۔

تب پہلی بار بابوراؤ پراڈکر جی کا نام سنا۔ ہندی زبان میں نکلنے والے اخباروں کے وہ علمبردار تھے۔ ہم چونکہ طالب علم تھے، اس لئے جوش میں آکر پراڈکر جی کے نام خط لکھا اور فوراً ہی جواب موصول ہوا۔ انہوں نے لکھا تھا: "روزنامہ کی بجائے ہفتہ وار شمارے آپ کے لئے فائدہ مند ہوں گے۔ چھ مہینوں تک یہ شمارے آپ کے منڈل کو مفت روانہ کئے جائیں گے۔ اگلے چھ ماہ کیلئے نصف رعایت دی جا سکے گی۔ آپ لوگ بڑی لگن سے

ہنس کے "پریم چند خصوصی نمبر" کی تصویر جس کے پراڈکر جی مدیر تھے۔

ہندی روزنامہ "آج" کے سرورق کا عکس۔ پراڈکر جی اس اخبار کے مدیر تھے۔

ہندی کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی۔ منڈل کو میری جانب سے نیک خواہشات قبول ہوں۔" جواب آتے آتے "آج" ہفتہ وار کا شمارہ بھی آ پہنچا۔ ہفتہ وار شمارے میں اہم مقامی اور بین الاقوامی خبریں اور ان پر فکر انگیز تبصرے شامل ہوتے تھے۔ مراٹھی میں ایک کہاوت ہے "سب کا بھلا چاہو"! پراڈکر جی کے خیالات میں بھی یہی آرزو کارفرما نظر آتی تھی۔

بابو راؤ جی کے وچاروں میں تین طرح کی باتیں ہوتی تھیں۔ آزادی کی جنگ لڑنے والوں سے انہیں بے حد ہمدردی تھی۔ وہ ان کے جذبۂ ایثار کے ہمیشہ معترف رہا کرتے تھے اور ان کی قدر کرتے تھے۔ لوکمانیہ تلک کے اخبار "کیسری" میں خود ان کے رویہ کی ٹھیک طرح ترجمانی نہیں ہوا کرتی تھی۔ مہاتما گاندھی کے ہی زیادہ تر وچاروں کا پرچار ہوا کرتا تھا۔

پراڈکر جی نے ۱۹۰۶ء میں ہندی صحافت میں قدم رکھا۔ ہندی کے روزنامہ اخبار کا پہلا شمارہ ان ہی کی مدد سے ترتیب دیا گیا۔ محکمہ ڈاک و تار میں ملازمت کی پیشکش آپ نے قبول نہیں کی اور تمام مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے صحافت سے جڑے رہے۔ صحافت ان کا پیشہ نہیں بلکہ دھرم تھا۔ ملک کی آزادی کے لئے عوام کی ترجمانی ہی ان کی صحافت کا بنیادی اصول تھا۔ دیش کی بھاشاؤں سے ان کو لگاؤ تھا اور وہ چاہتے تھے کہ دنیا کا کوئی مسئلہ بھی ہو اسے دیش کی بھاشا میں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

صحافت کو "ادب برائے آزمائش" تصور کیا گیا ہے۔ اسی طریقہ کو اپناتے ہوئے ہماری بھاشاؤں نے فروغ پایا ہے تلک نے "بیوروکریسی" لفظ کیلئے "نوکر شاہی" کا چلن عام کیا۔ بابو راؤ پراڈکر نے بھی ایسے کتنے ہی سہل مقصدی شبدوں کا استعمال کیا ہے مثلاً "نیشن" کیلئے "راشٹر" ان ہی کی دین ہے۔ پراڈکر کے پتا سنسکرت کے مانے ہوئے ادیب تھے۔ اسی لئے ان کی تحریروں میں سنسکرت کا اثر بھی نظر آتا ہے۔ اس طرح وہ بنگالی زبان پر بھی عبور رکھتے تھے اور اکثر جگہ ہندی تحریروں میں اس کا استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لوکمانیہ تلک اور "کیسری" اخبار کے ساتھ ہی ہمارا لگاؤ تھا اس لئے مراٹھی سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ انگریزی زبان اور انگریزی صحافت میں نوع و اقسام کی ترتیب کاری کی بھی موزوں واقفیت تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ "ہندی بطور راشٹر بھاشا" ان ہی جیسے آزمودہ کار ادیبوں سے نکھر آئی ہے۔ ہندی صحیح معنوں میں راشٹر بھاشا بننے کی تب ہی اہل قرار پائے گی جب بھارت کی مختلف زبانوں کی وہ ہم آہنگ ہوگی۔

سماج واد سے متعلق مسائل پر لوکمانیہ تلک کے نقطۂ نظر سے کچھ علحدہ ہی پراڈکر جی کے وچار تھے۔ اصلاح پسندانہ تحریک کے وہ حامی تھے۔ اس زمانہ میں بیواؤں کی شادی سماجی بائیکاٹ کی سزاوار سمجھی جاتی تھی۔ خصوصاً کاشی میں رہ کر برہمن سماج کو سدھارنا ایک مشکل کام تھا۔ لوگ انگریزوں سے لڑنا اپنا دھرم سمجھتے تھے کیونکہ انگریز بدیسی تھے لیکن اپنوں کے خلاف بغاوت کرنا خلاف دھرم سمجھا جاتا تھا۔ ویسے بھی اپنوں سے لڑنے کی باری آتی ہے تو لڑنے والوں کی حیثیت ارجن اور کرد کشیتر جیسی ہو جاتی ہے۔ پراڈکر جی اس مورچہ پر بھی بہادری سے لڑے اور "کملا" نامی خواتین کے رسالہ میں اپنے خیالات کی بھرپور ترجمانی کی۔

آپ ۵ ستمبر ۱۹۲۰ء کو پتریکا "آج" کے مدیر بنے اور یکم جنوری ۱۹۵۵ء تک شری پرکاش جی کے ساتھ اس اخبار کی ادارت کی۔ اپنے پہلے اداریہ میں آپ نے لکھا تھا کہ آپ بھارت کو خود کفیل دیکھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ لوگوں نے خود اپنے آپ پر اعتماد کھو دیا ہے۔ انہیں اپنے آپ کو "بھارتیہ" بتانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔ ان ہی باتوں پر عمل کرنے کے لئے ان کا اخبار عوام کو اکساتا رہے گا۔ یہی موقف آپ نے ظاہر کیا تھا اور اس پہ آخر تک عمل پیرا رہے۔

پریم چند اس زمانے میں کاشی میں قیام پذیر تھے۔ پراڈکر جی کے پریم چند اور دیگر ادیبوں سے خوشگوار تعلقات تھے سرکاری امور میں اچاریہ نریندر دیو اور سمپورنانند جیسے کانگریسی ان کے رفقاء میں شمار ہوتے تھے۔ نامور طلبہ۔ صحافی گنیش شنکر بھی ان کے دوست تھے۔ بہرحال ان کا حلقہ احباب کافی وسیع تھا اسی لئے ان کا صحافتی فن نکھر اٹھا۔

۱۹۳۸ء میں شملہ میں ہندی ساہتیہ سمیلن ہوا جس میں انہیں صدارت کا اعزاز دیا گیا۔ ہندی کو راشٹر بھاشا کے طور پر عام کرنے کے لئے آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں آپ کو گاندھی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

آزادی کے بعد جو حالات سامنے آئے ان میں زیادہ تر نوکر شاہی کا غلبہ تھا۔ آزادی کے بھگتوں کے لئے یہ حالات ناقابلِ برداشت تھے اور ان کا دکھی ہونا قدرتی بات تھی۔ پراڈکر

نے اس بابت اپنے آخری اداریہ میں "کنبھ میلہ" کو موضوع بناکر "امرت کنبھ یا وش کنبھ" کے زیر عنوان نوکر شاہی کی بہت مذمت کی۔ مفاد پرستانہ لیڈری پر کوڑے لگاتے ہوئے آپ لکھتے ہیں "جنتا کے ساتھ مل کر جنتا کے مفاد میں کام کرنے کی نہ انہیں پرواہ ہے نہ لگن۔ کیا ادھیکاری جنتا کے ہوکر جنتا کے لئے کام نہیں کر سکتے؟ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ادھیکاری بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کی ذہنیت روا رکھتے ہیں"۔ نوکر شاہی کی بابت آپ رقمطراز ہیں۔ "کھائے کوئی کام کرے کوئی، دیکھو دھاگوں کی ڈھشائی"۔

۱۹۵۰ء میں بمبئی میں مراٹھی ساہتیہ سمیلن منعقد ہوا۔ اس موقع پر آپ کو صحافت تنظیم کا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ لوکمانیہ تلک سے ملنے کے لئے مہاراشٹر آئے تھے اور ان ہی کی صلاح سے "آج" اخبار نکالنے کا خیال پختہ ہوا۔ ان کی آخری رسومات مہاراشٹر میں ہی اختتام پذیر ہوئیں۔ آپ کی ۱۰۰ ویں برسی کے موقع پر ایک صحافی کی جانب سے آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ہم آپ کو یاد کرتے ہیں۔

دفتر "آج" کا ایک منظر۔

بابوراؤ وشنو پراڈکر کا سماجی اصلاح کی جانب ایک مثبت قدم

رام ناتھ بخشی

ایک ہاتھ میں گیتا اور دوسرے میں پستول لے کر ملک کو آزادی دلانے کی قسم کھانے والے بابوراؤ وشنو پراڈکر جتنے بڑے انقلابی اور محب وطن تھے اتنے ہی بڑے مدیر و سماجی مصلح اور ادیب بھی تھے۔ انہوں نے اپنے انقلابی خیالات کی آگ اگلنے والی ایسی قلم سے جہاں ایک طرف کروڑوں نوجوانوں کو آزادی کی جنگ میں کود جانے کا مشورہ دیا وہیں دوسری طرف سینکڑوں لوگوں کو صحافی بناکر ادب اور سماجی کام کرنے کی بھی رہنمائی کی۔ پہلے بذات خود اسے عملی جامہ پہنا کر دوسروں کے روبرو اس کا مظاہرہ کیا۔ میں بھی ان خوش نصیبوں میں ہوں جسے لگ بھگ تین برسوں تک ان کی ہدایت و رہنمائی میں صحافت کا ہنر سیکھنے اور اس کے ذریعے ان کے نہایت قریب آنے کا موقع ملا ہے۔ یہ بات ۱۹۴۶ء کی ہے۔ پنڈت جی ان دنوں ہندی روزنامہ "سنسار" کے مدیر اعلیٰ تھے اور میں اس اخبار کا شہری نمائندہ تھا۔ اس سلسلے میں تقریباً ہر روز ان کے دفتر اور ان کے مکان پر ان کی ہدایت حاصل کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ پراڈکر جی کے انقلابی کاموں وسیاسی خیالات اور ادب کے مختلف گوشوں پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ میں ان کی زندگی کے اس اہم گوشے کا ذکر کروں گا جس سے بہت ہی کم لوگ واقف ہیں اور جو ہفت روزہ "پرتاپ" کی فائلوں اور پراڈکر جی کی ڈائریوں میں پوشیدہ ہے۔

سماجی اصلاحات کے تحت پراڈکر جی نے اپنی تیسری شادی ایک کمسن بیوہ سے کرکے پورے ملک بالخصوص مہاراشٹرین برہمنوں میں اس طرح تہلکہ مچا دیا جس طرح ان کے مضامین تہلکہ مچایا کرتے تھے۔ شادی کرنے سے بیشتر پراڈکر جی نے، مذہبی روایتوں کو نہ توڑنے کی غرض سے مذہبی گرنتھوں کا گہرا مطالعہ کرکے ایک نوٹ تیار کیا تھا جو کہ ایک کتاب کی شکل اختیار کرسکتی ہے مہاراشٹر کے پنڈتوں کو جب ان کے ان خیالات کا پتہ چلا تو انہوں نے ان سے اس معاملے سے علیحدگی اختیار کرنے کی التجا کی۔ ان کے ٹس سے مس نہ ہونے پر ان لوگوں نے مناظرہ کرنے کو للکارا جسے پراڈکر جی نے منظور کیا اور جاکر مناظرہ کیا لیکن نتیجہ وہی رہا کہ دونوں فریقین اپنے خیالات پر اٹل رہے۔

پراڈکر جی کی اس شادی میں جن بلند وبالا شخصیتوں نے تعاون کیا ان میں امر شہید گنیش شنکر ودیارتھی اور مادھوراؤ سپرے پیش پیش تھے۔ ودیارتھی جی نے صرف تعاون ہی نہیں کیا بلکہ دوبارہ شادی کرانے میں جو کردار انہوں نے ادا کیا وہ ان ہی کا خاصہ تھا شادی کے تعلق سے ودیارتھی جی نے جو خطوط لکھے تھے وہ سبھی پرتاپ میں شائع ہوئے تھے۔ اس جوش وخروش کے لئے انہیں مودبانہ مبارکباد دیتے ہوئے لکھا: اگر کانپور میں یہ کام کرنا

طے پائے تو یہاں تمام انتظامات خوش اسلوبی سے انجام پاجائیں گے۔ اگر آپ چاہیں گے کہ اس موقعہ پر یہاں کے کچھ حضرات موجود رہیں تو یہاں پر ایسے بھلے آدمیوں کی تعداد کافی مل جائے گی۔ ڈاکٹر مراری لال اس کام میں ایک اہم کردار ادا کر چکے ہیں۔ آج سے پندرہ برس پہلے انہوں نے اپنی کمسن بیوہ بہن کی دوسری شادی کرائی تھی۔ اس تعلق سے میں جو خدمت کر سکوں گا اس کے لئے آپ بلا تکلف حکم دیجئے اور اگر میں کسی کام آسکا تو اس کے لئے خود کو خوش قسمت گردانوں گا۔

آپ کا غلام

گ۔ ش۔ ودیارتھی

یہ خط ۱۹ر مئی ۱۹۲۸ء کا لکھا ہے۔

شادی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ودیارتھی جی کے روبرو سب سے بڑا مسئلہ کسی مہاراشٹرین برہمن کو تلاش کرنا تھا جو یہ شادی مذہبی رو سے کرا سکے۔ کوئی بھی پنڈت اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ اس کی اطلاع دیتے ہوئے ودیارتھی جی نے اپنے ۳۱ر مئی ۱۹۲۸ء کے خط میں پراڈکر جی کو لکھا، کل یہاں پر پنڈت ہری رام چندر دیویکر کے آنے کی خبر ہے اگر وہ آئے تو جناب جوگ صاحب ان سے شادی کی تمام رسومات انجام دینے کے لئے کہیں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ دیویکر اس شہر میں ایک ماہ رہیں گے۔ اس لئے اس موقعہ پر انہیں بلوا کر انہی سے مذہبی رسومات کی ادائیگی کروالینا زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

ملتجی

گ۔ ش۔ ودیارتھی

ودیارتھی جی کی بے حد کوششوں کے بعد بھی مذہبی رسومات ادا کرنے کا مسئلہ نہیں سلجھا۔ کسی طرح ایک "سام ویدی" شادی کے لئے تیار ہوئے اور ۲۱ر جون ۱۹۲۶ء کو پراڈکر جی کی تیسری شادی گوالیار کی کمسن بیوہ سرسوتی بائی کے ساتھ ہوئی۔ ودیارتھی جی نے اس شادی میں ۴۳ اشخاص کو مدعو کیا تھا۔ دعوت نامہ پرتاپ کے پیڈ پر ودیارتھی جی نے بذاتِ خود لکھا اور اس کے ساتھ ہی مدعوین کی فہرست بھی منسلک کر دی۔ دعوت نامہ اس طرح ہے۔

دفتر پرتاپ۔ کانپور

۲۱ر جون ۱۹۲۶ء

آج شام کے ۶ بجے ڈاکٹر مراری لال کے بنگلے پر "آج" اخبار کے مدیر پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر کی شادی خانہ آبادی کمسن بیوہ شریمتی سرسوتی بائی کے ہمراہ ہوگی جن حضرات و خواتین کے نام نیچے لکھے ہوئے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس موقع پر ڈاکٹر صاحب کے بنگلے پر تشریف لائیں اور وہیں ناشتہ کریں۔

الداعی

گ۔ ش۔ ودیارتھی

ان ۴۳ شخصیتوں میں پنڈت رگھوبیر دیال بھٹ، پنڈت بال کرشن شرما نوین، پنڈت جشن راؤ پھڑکے، پنڈت رماشنکر اوستھی، پنڈت سدگر دشرن اوستھی، پنڈت بشمبھر ناتھ شرما کوشک جیسے ادیبوں کے علاوہ اہم شہری حضرات و خواتین بھی تھیں۔

شادی ہونے کے ایک ہفتہ بعد ہی ودیارتھی جی نے ایک خط کے ذریعے شادی پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل پراڈکر جی کو بھیجی تھی شادی میں کل ایک سو اکیاون روپے دو آنے خرچ ہوئے تھے اور باقی بچے آٹھ روپے سوا سات آنے منی آرڈر سے انہیں لوٹا دیا تھا۔ اس خرچ میں کھانا پینا، پنڈت کا ہدیہ، پھول ہار وغیرہ سب شامل ہے۔

پراڈکر جی کو یہ اندیشہ تھا کہ شادی کے بعد مہاراشٹرین پنڈت انہیں برادری سے نکال باہر کریں گے۔ اس لئے ان لوگوں کی کوششوں کو ناکام کرنے کی غرض سے انہوں نے چند اہم شخصیتوں کے روبرو بذاتِ خود اپنے آپ کو برادری سے الگ ہونے کا اعلان کیا۔ خاندان کے دیگر افراد اور چھوٹے بھائی اس شادی سے متاثر نہ ہوں اس غرض سے انہوں نے اپنا آبائی مکان بھی چھوڑ کر کرائے کے مکان میں رہنا شروع کیا جو مکان کرائے پر لیا وہ بھوتوں کا مسکن تھا۔ ان کی بیوی نے اس بھوتوں کی کوٹھری کو بند کرنے کی بات کہی تو پنڈت جی نے ان کے دل سے اندیشے کو دور کرنے کے لئے اسی کوٹھری میں اس رات سونے کا فیصلہ کیا۔ سویرے جب جاگے تو بیوی پر بھوتوں کے اثرات دیکھ کر فکر مند ہوئے۔

بنارس میں ان دنوں پروفیسر رام داس گوڑ جھاڑ پھونک اور سفلی علم کے ماہر کہے جاتے تھے۔ پنڈت جی سے ان کی دوستی تھی۔ انہوں نے ان سے فرمائش کی تو گوڑ جی نے کہا کہ بھوتوں کے مالک برہمن ہیں۔ ان کے یہاں چل کر پوجا پاٹھ وغیرہ کرنے سے یہ لعنت دور ہوگی پنڈت جی گوڑ جی کے ساتھ بیوی کو لے کر ہرسترا گئے۔ پوجا وغیرہ کے بعد سوال و جواب کے درمیان پتہ چلا کہ ان پر پانچ بھوتوں کا سایہ ہے۔ وہاں کے پنڈتوں نے بھی انہیں دلاسا دیا کہ اب بھوتوں کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ بیوی کو لے کر لوٹے۔ چار پانچ دن ہی ہوئے تھے کہ وہ دوبارہ بیمار پڑی۔ یہ بیماری پہلے کی بہ نسبت زیادہ گمبھیر تھی۔ دوبارہ دواؤں کے علاوہ جھاڑ پھونک بھی چلتی رہی ان سب کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا اور ۳ر مارچ ۱۹۲۹ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

ان کی موت پر پراڈکر جی کو جن دوستوں اور واقف کاروں نے تعزیتی پیغامات ارسال کئے۔ ان میں قابلِ ذکر بابو بھگوانداس،

پراڈکر جی کی تصویر ۱۹۳۸ء

پراڈکر جی اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ

بابو شری پرکاش، بابو سمپورنانند، پنڈت بالکرشن شرما نوین، پروفیسر رام داس گوڑ اور پنڈت پدم سنگھ شرما ہیں ـــــ بابو بھگوان داس نے غم کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ آپ کی قسمت میں گرہستی زندگی نہیں ہے۔ صرف سماجی خدمت کا دکھ ہی لکھا ہے۔ پروفیسر رام داس گوڑ نے ان کی موت بھوت پریتوں کی وجہ سے ہوئی ہے اس طرح کا اندیشہ بھی ظاہر کیا تھا۔ بابو شیو پرشاد گپت نے "آج" میں ایک بیان شائع کر کے اپنے دکھ کا اظہار کیا تھا۔

ایک روز بابو بھگوان داس کے خط کا ذکر کرتے ہوئے رندھے ہوئے گلے سے پراڈکر جی نے کہا کہ اگر میں نے اپنے پہلے سسر کی بات مان لی ہوتی تو شاید یہ دکھ جھیلنے نہ پڑتے۔ اپنی بات کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ میں نوجوانی میں ٹوپی نہیں پہنتا تھا۔ پہلی شادی کے قبل مکر سنکرانتی کے روز مہاراشٹر میں رائج رسم کے مطابق میرے سسر نے مجھے کھانے پر اپنے گھر بلایا۔ کھانے کے بعد انہوں نے مجھے نئے لباس پہننے کے لئے دیئے۔ میں نے دھوتی قمیص، کوٹ تو پہن لئے لیکن مہاراشٹری پگڑی باندھنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مجھے بہت سمجھایا اور یہاں تک کہا کہ دو ہی منٹ کے لئے پگڑی پہن لو، ٹیکہ لگانے کے بعد اسے اتار دینا۔ یہ شگون کی پگڑی ہے۔ اسے آج پہننے سے ازدواجی زندگی سکھ سے گزرے گی۔ میں نے ان کی ایک نہ سنی۔ بالآخر سسر صاحب نے بنا پگڑی کے ہی ٹیکہ لگایا۔ آج ان کی بات سچی نکلی اور اب پرائشچت کے لئے ٹوپی پہنتا ہوں۔ پھر بھی پگڑی نہ پہننے کی بات کچوکے لگاتی رہتی ہے۔

اپنی اس شادی کا ذکر واضح طور پر انہوں نے ۱۹۳۶ء کی ڈائری میں کئی صفحوں میں کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بیوی کی زندگی بچانے کے لئے جہاں میں نے جڑی بوٹی و دوائیاں کیں وہیں انتہائی لگن سے درگا سپتشتی کا پاٹھ بھی کیا۔ وہ تمام عمر پاٹھ کرتے رہے۔ مشکل میں پڑے لوگوں کو اپنی مشکلات کے حل کیلئے درگا سپتشتی کا پاٹھ کرنے کی صلاح دیتے۔ اس سے بیشتر کو فائدہ پہنچا۔ ★★

پراڈکر جی کے لکھے ہوئے اداریے، ہندی صحافتی دنیا میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ پراڈکر جی کی اپنی تحریر میں لکھے ہوئے ایک اداریہ کا عکس۔

شریمتی منگلا پراڈکر

لوکمانیہ تلک۔ ایک نڈر صحافی

"آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔" کا اعلان کرنے والے بال گنگادھر تلک بلاشبہ بیسویں صدی کی ابتدائی دو دہائیوں میں ہندستانی سیاست کے سپہ سالار رہے ہیں ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۸ء تک ہونے والی آزادی کی جدوجہد کے زمانے کو "تلک کا عہد" کہا جاتا ہے۔ اس دور میں مکمل آزادی کی خواہش کو ہندستانی لیڈروں میں عام کرنے میں تلک پیش پیش تھے۔ ہندستان کے پہلے وزیر اعظم مرحوم پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی سوانح حیات میں لکھا ہے پونا سے تلک کا نام بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ اور سودیشی تحریک اور تحریک ترک موالات کی آواز گونج رہی تھی۔" ہم سب لوگ بنا کسی تردد کے تلک دل یا گرم دل کے ممبر کہلائے جاتے تھے۔ اس وقت کے ہندستان میں یہ نیا گروہ انہیں ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ (میری کہانی)

لوکمانیہ تلک کی سیاسی زندگی کا مطمع نظر یہ رہا ہے "لوگوں کو جگانا" ایک بار انہوں نے بذاتِ خود اپنے سیاسی حریف گوپال کرشن گوکھلے کو جواب دیتے ہوئے لکھا تھا "لوگوں کے خیالات ہی ہمارا نصف مقصد ہے گو، آخری نہیں"۔ سوامی رام داس کے کاموں کا تجزیہ کرتے ہوئے انہوں نے لکھا تھا، ملک اور خدا کو الگ الگ جاننے والوں کو میں دھرم سے خارج سمجھتا ہوں۔ آج ملک میں رہنے والے ہزاروں انسانوں کی روح میری روح سے قطعی الگ نہیں۔ ایسا سمجھنے والے شخص کو میں ملک کا دشمن تصور کرتا ہوں۔ ہمارے لوگ جن دنوں انتہائی تکلیف سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں ان دنوں انہیں آزاد کرانے کے بجائے اپنی ترقی کی فکر کرنا ایک ڈھکوسلہ ہے۔

عوام کے خیالات کو اکٹھا کرنے کے لئے اس عالم انسان نے جن طریقہ کار کو اپنایا ان میں صحافت ایک اہم ہتھیار تھا۔ کیسری ۴ر جنوری ۱۸۸۱ء کو شروع ہوا۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر آزادی کے لئے چلنے والی تحریکوں کو تیز گام کرنا، غیر ملکی حکومتوں کی کارروائیوں کو جنتا تک پہنچانا ہی کیسری کا مقصد تھا۔ کیسری اس شیر کا نام ہے جو بے خوفی کا علمبردار ہے۔ اسی کی دھاڑ حکومتوں کو سنانا اس اخبار کا کام تھا۔ دراصل کیسری عوام کے خیالات کا نقیب تھا، صرف خبریں دینے والا اخبار نہیں۔ یہی صحیح ہے کہ ماضی میں کیسری میں چھپے سیاسی مضامین گوپال راؤ اگرکر جی کی شعلہ جوالہ قلم سے لکھے گئے تھے لیکن ۱۸۸۸ء میں بذاتِ خود تلک ہی اس کے مدیر بنے اور انہوں نے تب سے موضوعات کا انتخاب، ان کی نوک پلک سدھارنا، زبان کی درستگی، سبھی میں نیاپن پیدا کیا۔ ۱۹۰۲ء میں کیسری کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا "ہم کیسری میں جو لکھتے ہیں وہ صرف حکومت کے کرتا دھرتاؤں کے لئے نہیں ہوتا۔ دراصل لوگوں کے سامنے بے انصافی کے خلاف اپنی جھلاہٹ کو واضح کرتے ہیں تاکہ عوام جاگیں اور آزادی کے حصول میں ہماری مدد کریں۔"

माझा जन्मसिद्ध हक्क आहे

عوام کی رائے کی اہمیت کو وہ اولیت دیتے تھے۔ سیاست کی جانب سیدھے سادے عوام کو متوجہ کرنا ہی ان کا مقصد تھا' اسی لئے جنتا کی رائے کو اہمیت نہ دینا۔ انہیں سرے سے بے وقوف سمجھ کر ان کی توہین کرنا انہیں پسند نہیں تھا۔ اگر کوئی شخص حقیقتاً جنتا کے مفاد کی آرزو کرتا ہے تو اسے غرور و تکبر کو بالائے طاق رکھ کر عوام میں گھل مل کر کام کرنا چاہیئے۔ ان میں صحیح نقطۂ نظر قائم کرنا چاہیئے۔ یہی ان کا کہنا تھا۔ انہیں فقیروں و تمبولیوں کے لیڈر کہہ کر ان کی ہنسی اڑائی جاتی تھی تب وہ دل ہی دل میں مطمئن ہوتے تھے اور سیدھے سادے عوام ہی کے لیڈر بننے ہی کو وہ فخر سمجھتے تھے۔ سماج کے سبھی درجات کے لوگوں کو مجتمع کرنے کی ان کی آرزو تھی۔

تلک قانون کی چہار دیواری میں رہ کر عوام سے ہونے والی بے انصافیوں اور ظلم کا پردہ فاش کرکے لوگوں کی توجہ کو اپنی جانب کھینچ لیتے تھے۔ بے خوفی سے " کیا سرکار کا دماغ ٹھکانے پر ہے " راج کرنے کا مطلب بیگار لینا نہیں — جیسے مضامین لکھ کر حکومت کا پول کھولنے کا کام کیا۔ عوام کی رائے کو بنیاد بنا کر وہ قانون کی دیوار پھلانگنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ عدالت میں پہنچ کر انگریزوں کی بے انصافی کو چیلنج کرنا پسند کرتے تھے۔ ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۸ء میں ان کے مضامین کو لیکر ان پر حکومت دشمنی کا الزام لگایا گیا۔ ان کو سزا ملی۔ بعد میں جب ان سے اپنی پیروی کرنے کے لئے کہا گیا تب انہوں نے جو جواب دیا وہ آج ہائی کورٹ کے کمرے پر لکھا گیا ہے۔ اسے بھلا کون بھلا سکتا ہے " جیوری کے فیصلے کے باوجود میں کہتا ہوں کہ میں مظلوم ہوں۔ دنیا میں ایسی بڑی قوتیں بھی ہیں جو سارے عالم کا کاروبار چلاتی ہیں اور ممکن ہے کہ خدا کی خواہش یہی ہو کہ جو کام مجھے عزیز ہے وہ میرے آزاد رہنے کے بجائے میرے تکلیف سہنے سے زیادہ پھلے پھولے۔ (تاریخ کانگریس، حصہ اول صفحہ ۸۳-۸۴)

سزا پوری ہونے کے بعد وہ لوٹے اور دوبارہ "ہری کادم" جیسے مضمون لکھ کر بے خوفی سے اپنے عوام کو جگانے کے کام میں جٹ گئے۔ تلک کے اپنے خیالات نے ملک کے نوجوانوں پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔ کیسری کے مضامین انگریزی اور دیگر ملکی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہونے لگے۔ ہندی زبان میں ناگپور سے "ہندی کیسری" ہفت روزہ اخبار شائع ہونے لگا تھا۔ وہ ہندی کے حلقوں میں سیاسی گیتا کے مانند احترام سے پڑھا جاتا تھا۔

تلک جی کے کیسری نے عوام کو جگانے کا کام کیا اور ان کے مراٹھا نے انگلو انڈین اخباروں کے ذریعے پھیلائے ہوئے بھرموں کا پردہ چاک کیا۔ مراٹھا دوسرے لفظوں میں کیسری کا نرم و لچکدار روپ تھا۔ کیسری اکسانے والا اخبار تھا تو مراٹھا سمجھانے والا اخبار تھا۔ دونوں کا راگ ایک ہی تھا لیکن اندازِ بیان میں فرق البتہ ضرور تھا۔

تلک اپنے زمانے کے مانے ہوئے عالم تھے۔ ان کے مضامین سے ان کی عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ سنسکرت کے اشلوکوں سے ابتداء کرنے کا انداز بڑا ہی دل چسپ تھا جس کا اثر دوسرے اخبارات پر بھی پڑا۔ ان کے بین الملکی و بین الاقوامی سیاسی تبصرے بھی بے حد سراہے گئے۔ دوسرے لفظوں میں وہ زیرِ تربیت صحافیوں کے گرو تسلیم کئے جاتے ہیں۔ کیا کرشنا جی پربھاکر کھاڈیلکر، کیا نرسنگھ چنتامن کیلکر، کیا ہندی کے "آج" کے مدیر بابوراؤ وشنو پراڈکر، کیا گرڈے، کیا مادھوراؤ سپرے، سبھی ان سے متاثر تھے۔

مراٹھی زبان کو صحافت کے میدان میں باعزت مقام دلانے والے صحافیوں میں لوکمانیہ تلک کا مقام غیر معمولی مانا جائے گا۔ کیا سیاسی، کیا سماجی، کیا ثقافتی، سبھی موضوعات پر ان کے مراٹھی مضامین بڑے پُراثر رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات تھی تلک کی تیز و طرار شخصیت۔ صحافت ان کے لئے ایک پیشہ نہیں تھا وہ ایک فرض تھا جسے تلوار کی دھار پر دوڑنا کہا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ انہوں نے پورے ملک میں مکمل آزادی کی لہر جگائی جس کی وجہ سے انگریزوں کے خلاف لوگوں میں احساس جاگ اٹھا۔ اسی لئے مراٹھی صحافت میں انہیں ایک نئے دور کی تعمیر کرنے والا صحافی کہنا بالکل صحیح ہوگا۔

منتخبانہ گپت

انقلابی صحافی - پنڈت وشنو پراڈکر

میں برابر اس وقت سے جب سے ملک آزاد ہوا ہے یعنی ۱۹۴۷ء سے اسی بات پر زور دیتا رہا ہوں، اور افسوس ظاہر کرتا رہا ہوں کہ جن کے ہاتھوں میں اقتدار ہے، انہوں نے مجاہدینِ آزادی اور ادباء جن میں صحافی بھی شامل ہیں، انہیں آزادی کی جنگ لڑنے کے عوض موزوں مقام نہیں دیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ پیش آنے کا انداز کچھ اس کہاوت کے مانند ہے جس کے بموجب اندھا جب ریوڑیاں بانٹتا ہے تو اپنے آپ کو ہی بار بار دیتا ہے۔ اس کہاوت میں ایک پوشیدہ معنی ہے جس کی جانب عموماً دھیان نہیں جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اندھا، بینائی نہ ہونے کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ پاتا کہ اس کی یہ حرکت سبھی لوگ دیکھ رہے ہیں لیکن صرف اس لئے خاموش ہیں کہ بے چارہ اندھا ہے اور اگر کوئی بے وقوفی کر رہا ہے تو کرنے دو۔ بہر حال وقت خود ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گا۔ تاریخ کسی شخص واحد یا جماعت کی جاگیر نہیں ہے۔

اس تعلق سے یہ ایک حقیقت انتہائی دلچسپ ہے۔ وہ یہ کہ زمانۂ حال کے سبھی آزادی کے اہم نقیب مدیر و ادیب بننے پر مجبور ہوئے ہیں۔ لینن نے کئی اخبار نکالے جن میں "اسکرا" (چنگاری) بہت مشہور ہے۔ دراصل اخبار نکالنے کی مجبوری اس وجہ سے تھی کہ وہی ایک تبلیغ کا موثر ذریعہ تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ، تکنیکی میدان میں ترقی کی وجہ سے بعد ازاں، آزادی کے متوالوں نے آزاد ریڈیو کا بھی استعمال کیا۔ بمبئی اس کا ایک اہم مرکز تھا۔ شریمتی آصف علی اس معاملے میں خطروں کے درمیان رہ کر کام کرتی تھیں۔

شمالی ہند میں کاشی یا وارانسی ہمیشہ سے ایک اہم مذہبی و ثقافتی مرکز رہا ہے۔ روم کو سب سے پرانا شہر ہونے کا اعزاز حاصل ہے مگر کاشی اس سے کہیں زیادہ پرانا ہے۔ وہ سنسکرت تعلیم (اس دور میں یہی واحد ذریعۂ تعلیم تھا) کا مرکز رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شہر شنکر کے ترشول پر قائم ہے اور وہاں کی مٹی، مٹی نہیں، سونا ہے۔ اسی لئے لوگ کاشی سے مٹی کے کھلونے نہیں لے جاتے تھے۔ گو اب یہ روایتیں کمزور ہو گئی ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کاشی کے لوگ اب ان دقیانوسی روایتوں سے دور ہو چکے ہیں۔

خیر، یہ وہ فضا تھی جس میں کاشی کے محبانِ وطن دھنی شیو پرشاد گپت، ڈاکٹر بھاگوانداس، شری پرکاش، سمپورنانند اسے سدھارنے کے لئے آگے بڑھے۔ شیو پرشاد گپت جیسے لوگوں کو دیکھ کر ہی مہاتما گاندھی نے ٹرسٹی اصولوں کو اپنایا۔ گاندھی جی کا کہنا تھا کہ امیر اپنی دولت کو غریبوں کی امانت سمجھے۔ شیو پرشاد گپت نے تقریباً ایسا ہی کیا۔ ان کو اتنی تاریخی اہمیت حاصل ہے کہ وہ اپنی تھیلی نہ کھولتے تو نہ "آج" نکلتا اور نہ پراڈکر کا تخیل حقیقت کا روپ اختیار کرتا اور نہ کاشی ودیا پیٹھ چلتا جس کے لئے انہوں نے اس دور میں یک مشت دس لاکھ روپے دیئے تھے۔ اسی کاشی ودیا پیٹھ سے لال بہادر شاستری، کملاپتی ترپاٹھی، راجہ رام شاستری، ہری ناتھ شاستری (مزدور لیڈر) اور دیوورت شاستری جیسے لوگ نکلے ہیں۔ چندر شیکھر آزاد کا شیو پرشاد گپت سے تعلق رہا ہے، خود مجھے

संपादक - सीताराम] **रण-भेरी** [मूल्य एक पैसा

काशी, रविवार, आश्विन शु. १२, संवत् १९८७ वि. ता. ५ अक्टूबर सन् १९३०

काशी में श्रीमती उमा नेहरू।

गान्धी-जयन्ती के उपलक्ष्य में रविवार को होनेवाले उत्सव में सम्मिलित होने के लिये प्रयाग से श्रीमती उमा नेहरू काशी पधारेंगी। आप शनिवार को शाम में मेल से मुगलसराय पहुँचकर [illegible] पहुँचनेवाली हैं। —

गिरफ्तारियाँ।

काशी के मीरी बाग मुहल्ले में [illegible] विलायती टोपी बेचनेवालों की दुकान पर पिके-टिंग करनेवाले चार स्वयंसेवक गुरु-वार को गिरफ्तार किये गये। इनके नाम ये हैं- हरिप्रसन्न, मुसाफिर, शिवनाथ और सुमेर सिंह। —

गाँधी जयन्ती।

काशी के [illegible] पार्क में गुरुवार को ६ बजे सबेरे म. गान्धी के जन्म दिवस के उपलक्ष्य में उत्सव मनाया गया। पं. गोपाल शास्त्री का भाषण भी हुआ। —

तलाशी।

गुरुवार को सबेरे काशी के चौक [illegible]

भाँग के ठेके पर [illegible]।

गुरुवार को दिन के चार बजे शाम को [illegible] डाक्टर शोभाराम, [illegible] [illegible]

[illegible]

जدو جہد آزادی کے دوران پراڈکر جی نے "رن بھیری" نامی جریدہ جاری کیا تھا جسے وہ خود اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ یہ جریدہ خفیہ طور پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہ ایک غیر قانونی انگریز مخالف جریدہ تھا۔

شیو پرشاد جی جیل میں کتابیں بھجواتے تھے۔

"آج" کے مدیر کی حیثیت سے بابو راؤ پراڈکر بہت مشہور ہوئے۔ آج کئی بڑے سرمایہ دار اخبار چلاتے ہیں۔ ان کا مطمع نظر ہوتا ہے سیاست کو ایک مخصوص انداز میں پیش کرنا اور منافع کمانا اور اس مقصد کے لئے وہ قابل سے قابل مدیر رکھتے ہیں جو ان کے مفاد کو پیش کرتے ہیں جو ان کے مفاد کو عوامی مفاد بنا کر پیش کرتے ہیں۔ دیگر معاملوں میں وہ آزاد ہوتے ہیں۔

لیکن شیو پرشاد گپت کے دل میں سوائے ملکی مفاد کے اور کوئی خیال نہیں تھا۔ ان دنوں نقطۂ نظر بڑا واضح تھا اور وہ تھا ملک کو بدیشی شکنجوں سے آزاد کرانا۔ "آج" سے منافع کچھ نہیں ہوتا تھا، اس کے برعکس افواہ تو یہ تھی کہ ہر دن شیو پرشاد گپت کو "آج" اخبار کی وجہ سے تیرہ روپے کا نقصان اٹھانا پڑتا تھا جو کہ ان دنوں بڑی بھاری رقم تھی۔ منافع کا ایک طرف تو یہ حال تھا، لیکن "آج" اخبار کا بہت نام تھا۔ پراڈکر جی ایک انتہائی نڈر صحافی تھے لیکن صحافت میں نڈرپن کے بہت سے داؤ پیچ کرنے پڑتے تھے تاکہ قاری مطلب تو سمجھ جائیں اور قانونی شکنجہ سے جان بھی بچی رہے۔

انقلابی حضرات بھی لکھتے تھے لیکن ان کی تحریر الگ قسم کی ہوتی تھی جسے براہ راست لٹھ بازی کہا جا سکتا ہے۔ سچندر ناتھ سانیال ایک انقلابی ادیب تھے۔ انہوں نے ریولیوشنری نام کا ایک خفیہ اخبار جاری کیا تھا لیکن اس کے دوسرے شمارے کی نوبت نہیں آئی کیونکہ ایک ہی شمارے کو پڑھ کر سامراج وادی بھیڑیے بوکھلا گئے۔ پراڈکر، گنیش شنکر ودیارتھی (پرتاپ کے مدیر)، رامانند چٹرجی (ماڈرن ریویو کے مدیر) سبھی اس بات کو اہمیت دیتے تھے کہ کس طرح سے انگریزوں کے قانون کے دائروں میں رہ کر ان کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ پھر بھی وہ کبھی کبھی قانون کی گرفت میں پھنس جاتے تھے، لوکمانیہ تلک، کیسری کے مدیر تھے، وہ دو بار پھنسے ایک بار تو ان کو اس پر سزا ہوئی کہ انہوں نے چاپیکر برادر کو بڑھاوا دے کر رینڈ نام کے ایک انگریز پلیگ (طاعون) افسر کو مروا دیا دوسری بار اس وجہ سے ہوئی کہ کھوری رام نے انگریزوں کو قتل کر کے بہادری سے پھانسی قبول کی۔

اس طرح ان دنوں ادارت ایک جان جوکھم کا کام تھا۔ پراڈکر جی نے شیو پرشاد گپت کی خواہش اور خواب کو پورا کرتے ہوئے "آج" کو ایک مکمل آزاد اخبار کی شکل میں جاری رکھا۔

میں ۱۹۲۱ء میں ۱۳ سال کی عمر میں کانگریس کا ایک پرچہ تقسیم کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا جس میں یہ تحریر تھا کہ پرنس آف ویلس کی آمد کا بائیکاٹ کیا جائے۔ مجھے تین ماہ کی سزا ہوئی۔ وہاں سے چھوٹ کر میں پھر اسکول میں داخل ہو گیا۔ جب ۱۹۲۵ء میں کاکوری کیس میں گرفتار ہوا تو اس وقت میں کاشی ودیا پیٹھ کا طالب علم تھا اور "آج" کا مستقل قاری تھا۔ "آج" کی زبان ٹکسالی زبان ہوتی تھی اور اس کے اداریے ہمیشہ سوچنے پر مجبور کرنے والے ہوتے تھے۔

اس درمیان گوپی موہن شاہ نامی ایک نوجوان انقلابی کو پھانسی ہوئی۔ اس نے آئی لینڈ میں انقلابی جدوجہد کے خلاف حصہ لینے والے پولس افسر سر چارلس ٹیگارٹ کے دھوکے میں ایک دوسرے انگریز کو مار ڈالا تھا۔ گوپی موہن نے بہادری سے پھانسی پائی۔ اس نے اپنی پھانسی کی کوٹھری کی دیوار پر جگہ جگہ میں لکھ رکھا تھا۔ "سیاسی میدان میں اہنسا کا کوئی مقام نہیں ہے۔"

"آج" میں گوپی موہن کے مکالمے بڑے زور و شور سے چھپے لیکن جس طرح سے لوکمانیہ تلک نے خودی رام پر لکھا تھا، پراڈکر جی نے اس طرح سے کچھ نہیں لکھا لیکن بیچن شرما اگر کی ایک کہانی چھاپی جس میں انقلابی راہوں پر چلنے والوں کو سراہا گیا۔ ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

پراڈکر جی کاشی کے انقلابی محاذ کے باقاعدہ ممبر تو نہیں تھے لیکن عظیم انقلابی ادیب سچندر ناتھ سے ان کا رابطہ قائم تھا۔ ممکن ہے وہ شیو پرشاد گپت کی طرح چھپ کر سانیال کو اتنی بڑی رقم تو نہیں پر دس پانچ روپے دیتے رہے ہوں۔ ایک بے حد اہم ممبر ہونے کے ناطے مجھے ٹھیک ٹھیک معلومات نہیں۔ بعد میں جیل میں جب سانیال جی کے ساتھ رہا تو کبھی انہوں نے پراڈکر جی سے متعلق کچھ نہیں بتایا لیکن ہم سب لوگ ان کو گنیش شنکر ودیارتھی کی طرح تو نہیں، ان کو قریب قریب ہمعصر مانتے تھے، اپنی شہادت سے گنیش شنکر سب مدیروں سے ممتاز ہوئے وہ دوسری بات ہے۔

قومی راج میں شائع شدہ مضامین، حوالہ کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کئے جا سکتے ہیں، تاہم جس شمارے میں مضمون شامل ہو اس کی دو کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ کی جائیں۔

(ادارہ)

عقیدت کے پھول

● امرت لعل ناگر

پچاس پچپن سال پہلے کاشی شہر ہندی ادب اور صحافت کا ایک اہم مرکز تھا۔ ایک نئے ادیب کی حیثیت سے اپنے استادوں کے تجربات سے مستفیض ہونے کے لئے میں اپنے اکلوتے دوست گیا پرشاد جی جین کے ہمراہ سال بھر میں کاشی کے کم ازکم دو پھیرے تو ضرور لگا آتا تھا۔ مشہور افسانہ نویس مرحوم پنڈت دنود شنکر جی ویاس کا گھر (جہاں ہم ٹھہرتے تھے) کاشی کے نئے لکھنے والوں کا پسندیدہ مرکز تھا۔ اس زمانے میں وہاں کے نئے لکھنے والوں میں "رن بھیدی" کے بڑے چرچے تھے۔ سائیکلو اسٹائل اور بعد میں شاید پریس میں بھی چھاپے جانے والے اس چھوٹے سے حکومت مخالف روزنامے نے بنارس میں زبردست سنسنی خیز مقبولیت حاصل کرلی تھی۔ ہر شام یہ پرچہ سارے شہر میں ہاتھوں ہاتھ بک جاتا تھا۔ جو خبریں روزنامہ آج میں نہ چھپ سکتیں وہ رن بھیدی میں شائع ہوتی تھیں قیمت اس کی ایک پیسہ اور پرنٹ لائن میں ناشر کا نام دیا جاتا کپتان پولس بنارس۔ بڑی جان توڑ کوشش کے باوجود بنارس کی پولس رن بھیدی کے دفتر کا پتہ نہ لگا سکی۔ اس رن بھیدی کے گمنام مدیر تھے آج کے قابل مدیر پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر۔ ان دنوں کاشی کی جوان رگوں میں پراڈکر جی کا نام بجلی کی طرح دوڑتا تھا۔ لوگوں میں یہاں تک مشہور تھا کہ پراڈکر جی کے توسط سے کئی نوجوان گنگا پار کہیں سناٹے میں رائفل چلانے کی تعلیم بھی پایا کرتے ہیں۔ خفیہ پولس سائے کی طرح پراڈکر جی کے پیچھے لگی رہتی تھی۔ پھر بھی سرکار ان کی سرگرمیوں کی تہہ تک نہ پہنچ سکی۔

یوں تو پراڈکر جی کا نام پہلے بھی سنا تھا۔ کچھ برسوں پہلے ان کی ایک کم سن بیوہ کے ساتھ شادی کی دھوم بھی خوب مچی تھی۔ ان بیوہ کی شادی کا انعقاد غالباً جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کانپور میں ہوا تھا۔

شری گنیش شنکر ودیارتھی اور پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر انقلابیوں کی مدد کرنے کے لئے ان دنوں بہت مشہور تھے اس طرح کی صحبتوں میں طرح طرح سے پراڈکر جی کا ذکر سن کر ان کو دیکھنے کی خواہش جاگ اٹھی تھی۔ ان دنوں کاشی کے نئے لکھنے والوں میں مرحوم پرشوتم دوے 'رشی' سے میری گہری جان پہچان ہو چکی تھی۔ وہ بڑے مست مولا ہمدم تھے۔ ایک دن ان سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ وہ بولے کل سویرے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے یہاں پہنچ جاؤں گا 'آج کے دفتر چلیں گے'۔

'رشی' مجھے لے گئے۔ پراڈکر جی کے درشن ہوئے۔ مجھے بچپن میں نوابی زمانے کے ادب و قاعدے بھی کچھ سلیقے بھی سکھلائے گئے تھے۔ بڑوں کی نظروں کو بھانپ کر نظریں جھکا لینے کی عادت تھی۔ ان سے درخواست کی کہ لکھنؤ میں ہم کچھ نوجوانوں نے ایک تنظیم بنائی ہے ہم لوگ اس میں بحث ومباحثہ کرتے ہیں۔ مضامین پڑھتے ہیں، بحثیں کرتے ہیں لیکن اس سے مطمئن نہیں ہوتے۔ ہماری تنظیم میں اکثریت نوجوانوں کی ہے۔ جیل اور گرفتاریوں کے جھنجھٹ میں اپنے اور اپنے خاندان والوں کو نہیں پھنسانا چاہتے۔ پھر بھی کچھ کرنے کا جی چاہتا ہے کیا کریں۔

"سنسار" اور "کملا" کے سرورق کے عکس۔ پراڈکر جی ان جریدوں کے مدیر تھے۔

"آپ لوگ سماجی امنگیں جگانے کے کام کریں۔ اچھوتوں (تب ہریجن لفظ آتو گیا تھا لیکن اتنا مستعمل نہیں تھا) کے بچوں کو پڑھائیں، ایسے کام کریں جس سے سماج کا رتبہ بلند ہو۔"

"پر اس میں کچھ بڑے معترض ہوں گے، اب بھی ہمارے خیالات سے بہت سے لوگ چڑھتے ہیں۔"

ذمہ داریوں سے ہرگز نہیں بچا جا سکتا۔ مخالفت کا اصولی طور سے نڈر بن کر سامنا کیجئے اور آگے بڑھیئے۔"

بس اتنی سی گفتگو ہوئی۔ پرشوتم رشی نے اپنی کچھ بنارس کی پڑھائی کا ذکر کرنا چاہا تو پراڈکر جی نے انہیں مختصراً جواب دے کر خاموش کر دیا اور کام کرنے لگے۔ ہم لوگ چلے آئے۔

۱۹۳۰ء میں شملہ میں ہندی ساہتیہ سمیلن کا ایک جلسہ ہوا تھا۔ جلسہ میں حاضرین کی گنتی یاد نہیں اس کے صدر تھے عزت مآب پراڈکر جی۔ شملہ کی سڑکوں پر صدر کا بڑا شاندار جلوس نکلا تھا۔ اس جلسہ میں ہندی، ہندوستانی کا مسئلہ اٹھا تھا لیکن پراڈکر جی کی تقریر ہندی کے حق میں تھی۔ یہ جلسہ بہت ہی کامیاب رہا۔ سمیلن کا اگلا جلسہ کاشی میں ہوا، صدر پنڈت امبیکا پرشاد جی واجپائی تھے اور استقبالی کمیٹی کے نائب صدر پراڈکر جی تھے۔ جبکہ عزت مآب مالویہ جی صدر تھے۔

۱۹۴۵ء میں بمبئی سے کچھ دنوں کے لئے لکھنؤ آیا تھا اور دو دنوں کے لئے بنارس بھی گیا تھا۔ پراڈکر جی کے درشن کرنے گیا کمزور ہو گئے تھے لیکن نظریں ویسے ہی تیز تھیں جیسے پہلے دیکھا تھا۔ دوسری جنگ عظیم ختم ہو چکی تھی۔ کانگریسی لیڈر جیل سے باہر آ گئے تھے۔ ملک بھر میں جوش کی ایک نئی لہر آ گئی تھی۔ مسلم لیگ کی مہم زور پکڑ چکی تھی۔ مجھے یاد ہے پراڈکر جی سے اس تعلق سے بھی کچھ باتیں ہوئی تھیں۔ میرے یہ پوچھنے پر کہ ملک کی رہائی کیسے ہوگی؟ وہ کچھ لمحے خاموش رہے پھر کہا رہائی تو ہوگی مگر لاش کی رہائی ہوگی۔ انگریز ملک کے سینے میں چھرا بھونک کر ہی جائیں گے۔

۱۹۴۷ء کے ہندو مسلم فساد اور تقسیم کے موقعہ پر پراڈکر جی کی یہ باتیں مجھے بار بار یاد آتی رہتیں۔ ملک کی تقسیم کے اندیشے سے وہ کچھ کچھ تلخ بھی ہو گئے تھے۔

اس کے بعد پراڈکر جی جیئے تو آٹھ دس سال تک لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ سنتے ہیں ان کی زندگی کے آخری دن آرام سے نہیں گذرے۔ دنیا میں جتنے بھی عیسیٰ ہوئے وہ دوسرے کی بھلائی کے لئے سدا سولی پر ہی چڑھے۔ پراڈکر جی بھی ایسے ہی ایک انسان تھے۔

عزت مآب بابو راؤ وشنو پراڈکر جی کی جنم شتابدی کے موقعہ پر ایسے ہی کئی مراٹھی کے ادباء اور فضلاء کے نام یاد آ رہے ہیں۔ جنہوں نے ہندی ادب و صحافت کی تاریخ میں اپنے انمٹ نشان چھوڑے ہیں۔ ہندی کی ابتدائی ترقی میں مادھو راؤ جی سپرے اور لکشمن نارائن جی گردے کو بھلایا نہیں جا سکتا جسم کی موت کے ۲۷-۲۸ برسوں بعد بھی پراڈکر جی کے کارہائے نمایاں آج بھی زندہ ہیں۔ کاشی میں آج بھی ان کے شاگردوں اور بھگتوں میں ایسے کئی لوگ ہیں جو وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی بہانے انہیں یاد کر لیتے ہیں۔ گجانن مکتی بودھ شاید اسی طرح کا کمیاب نام ہے پھر بھی نرالا کے بعد ہندی نظم کی نئی پہچان کرانے والا ایک ہی نام ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کے ادب کے ترانے لکھنے والوں میں کانپور کے مرحوم کرشنا ونایک پھڑکے، اندور کے پنڈت ور، مرحوم ڈاکٹر دیوکر، گوالیار کے مرحوم کملا بائی کبھے، ناگپور کے مرحوم اننت گوپال شیوڈے کی نظمیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ ہر دلعزیز ڈاکٹر پربھاکر ماچوے تو اب ہمارے ہیں ہی۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں ہندی ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ ••

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے "البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔

پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ریاستی خبریں

۱۲ نومبر سے ۲۴ نومبر تک آثار قدیمہ ہفتہ

قومی سطح پر منایا جانے والے آثار قدیمہ ہفتہ کے جزو کے طور پر ریاستی محکمہ آثار قدیمہ بھی ۱۲ نومبر سے ۲۷ نومبر تک ریاست میں آثار قدیمہ ہفتہ منائے گا۔

اس ہفتہ کے دوران آثار قدیمہ کے نوادرات سے عوام کو روشناس کرایا جائے گا اور ریاستی محکمہ آثار قدیمہ کی مختلف سرگرمیوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

علاوہ ازیں بمبئی آرکیوز کی جانب سے کمار سوامی ہال پرنس آف ویلز میوزیم فورٹ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ میں تاریخی دستاویزات کی نمائش کا اہتمام کیا جائے گا۔

یہ نمائش عوام کے لئے ہفتہ بھر صبح ساڑھے دس بجے سے شام ساڑھے چھ بجے تک کھلی رہے گی۔

۱۹۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کے سو سال مکمل ہوں گے۔ لہٰذا اس نمائش میں جدوجہد آزادی میں کانگریس کی سرگرمیوں سے متعلق دستاویزات بھی رکھی جائیں گی۔

اس موقع پر محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے ۲۱ نومبر ۱۹۸۳ء کو ایک خصوصی بلیٹن کا بھی اجراء کیا جائے گا۔

ریاستی محکمہ آثار قدیمہ ماہ دسمبر ۱۹۸۳ء کو مندرجہ ذیل مقامات پر مندرجہ ذیل تاریخوں کے دن نمائش منعقد کرے گا۔

پونے آثار قدیمہ، پونے یکم دسمبر سے ۷ دسمبر تک کولھاپور آثار قدیمہ، کولھاپور ۵ سے ۱۱۔ مرٹھواڑہ آثار قدیمہ اورنگ آباد ۱۹ سے ۲۵۔ ودربھ آثار قدیمہ، ناگپور ۲۵ سے ۳۱۔

ریاستی آثار قدیمہ نے تمام متعلقین سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے جمع شدہ ریکارڈز اور مطالعے کے لئے ڈائرکٹر آف آرکیوز مہاراشٹر اسٹیٹ، الفنسٹن کالج بلڈنگ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ سے رابطہ قائم کریں۔

مجاہدین آزادی کے پسماندگان کو پنشن

حکومت مہاراشٹر نے مجاہدین آزادی کے اہل خاندان کو دی جانے والی پنشن کی ادائیگی کے طریقہ کار کو آسان بنایا ہے تاکہ مجاہدین آزادی کی بیواؤں کی خاندانی پنشن کی درخواست پر کارروائی کرنے میں تاخیر نہ ہو لہٰذا اب مجاہدین آزادی کی پنشن کی منظوری کے کاغذات کے ساتھ ہی ان کی بیویوں اور غیر شادی شدہ لڑکیوں کے نام متعلقہ اکاؤنٹنٹ جنرل کو روانہ کئے جانے چاہئیں۔

حالیہ طریقہ کار کے مطابق مجاہد آزادی کی رحلت پر اس کے/اس کی شریک زندگی کو خاندانی پنشن کے لئے درخواست مجاہد آزادی کی ڈیتھ سرٹیفکٹ کے ساتھ وزارت امور داخلہ کے مجاہدین آزادی ڈویژن میں جمع کرانی ہوتی ہے جبکہ اب مجاہدین آزادی کی رحلت پر بغیر کسی درخواست کے ضروری دستاویز دکھا کر خاندانی پنشن حاصل کی جا سکتی ہے۔

سمان پنشن کے تعلق سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر مجاہد آزادی اپنی رحلت کے بعد فوری طور پر اپنے پسماندگان کے نام خاندانی پنشن جاری کرانا چاہتا ہے تو وہ اس سلسلے میں ایک تحریری حلفیہ بیان متعلقہ اکاؤنٹنٹ جنرل کے پاس جمع کرائے جس میں اپنے/اپنی شریک زندگی کی عمر دیگر متعلقہ تفصیلات نیز شادی شدہ برسر روزگار اور بے روزگار لڑکیوں سے متعلق تفصیل درج ہو اس بیان میں اس پنشن پیمنٹ آرڈر کا نمبر بھی درج ہونا چاہیئے جس کے تحت وہ مجاہد آزادی اپنی پنشن حاصل کرتا ہے علاوہ ازیں اس شخص کا نام بھی درج ہونا چاہیئے۔ مجاہد آزادی کی رحلت کی تاریخ تک بطور پنشن واجب الادا رقم ادا کی جائے۔

اس حلفیہ بیان واجب الادا رقم سے متعلق بیان کی ایک نقل ڈپٹی سکریٹری مجاہدین آزادی ڈویژن وزارت امور داخلہ لوک نائک بھون نئی دہلی کو روانہ کی جائے۔

مزید گاؤں میں تفریحی ڈیوٹی قانون

بمبئی تفریحی ڈیوٹی قانون بابت ۱۹۲۳ء و ۱۰ر نومبر سے ناندیڑ اور جلگاؤں اضلاع کے مندرجہ ذیل دیہاتوں میں نافذ ہوگا۔

ان کے نام اس طرح ہیں۔ ناندیڑ بردیشوالا، مالیگاؤں بوردھا، بوردھادی، بی۔ کے (بورتھ روڈ)، پینچ کھیڈ، جلگاؤں، کولگاؤں گونڈگاؤں، پیپر کھیڈ، چافرگاؤں اور نمبر درسے بی۔ کے (بشمول دیپ نگر کا علاقہ)

اس ضمن میں اطلاع نامہ غیر معمولی گزٹ کے حصہ IV B مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۸۳ء میں شائع کر دیا گیا ہے۔

اگر مجاہدین آزادی اپنے / اپنی شریک زندگی سے قبل رحلت کرتا ہے تو حیات شریک زندگی کو چاہیئے کہ وہ خاندانی پنشن کے اجراء کے لئے مجاہد آزادی کے موت کے سرٹیفکٹ اور شناختی دستاویز کے ساتھ پنشن ادا کرنے والے افسران سے رابطہ قائم کرے شناختی دستاویزات کی تصدیق کسی ایسے محصول افسر سے کرانی ضروری ہوگی جو عہدہ میں تحصیلدار سے کم نہ ہو۔

سوتنترا سینک سمان پنشن پانے والے مجاہدین آزادی اور ان کے خاندان کے افراد جو دہلی / نئی دہلی میں سکونت پذیر ہیں ان کے معاملات میں متعلقہ اکاؤنٹنٹ افسر کو فریڈم فائٹرس ڈویژن، وزارت امور داخلہ کی طرف سے جاری کردہ دستاویز پر سے خاندانی پنشن جاری رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے۔
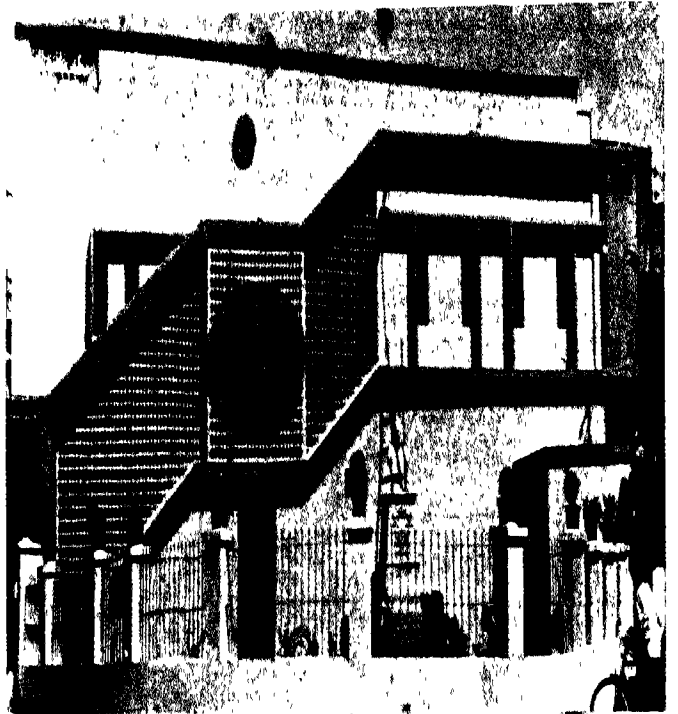
پراڈکرجی کی یاد میں، ناشک میں تعمیر کی گئی عمارت۔ اس عمارت کو ناشک کی صحافتی دنیا میں مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں باہر سے آنے والے صحافیوں کی رہائش کا اچھا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

भारत के सिंहद्वार का प्रहरी

महाराष्ट्र भारत के सिंहद्वार का प्रहरी है. वह सजग और सावधान हो तो भारत मुक्त और सुरक्षित रहेगा.
वह भारत की संस्कृति का समर्थ उत्तराधिकारी है. अतः राष्ट्र को अखण्ड एक रखने का व्रत उसे लेना है तभी अपने वीरों और सन्तों का सच्चा उत्तराधिकारी हो सकेगा.

प्रयाग
२९ अगस्त १९८३. महादेवी वर्मा

... پاٹل ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر نے گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا۔

बिम्ब-प्रतिबिम्ब

हिन्दी मानस में महाराष्ट्र और महाराष्ट्र-मानस में हिन्दी के बिम्ब-प्रतिबिम्बों की परम्परा बहुत पुरानी है. मध्ययुग में संतशिरोमणि ज्ञानेश्वर महाराज ने संत नामदेव हिन्दी को दिए. फिर तीन सौ वर्ष बाद, काशी में गोस्वामीजी और एकनाथजी का मिलन हुआ. हिन्दी और मराठी की संत-परम्पराओं में निश्चय ही बहुत अधिक हेल-मेल हुआ होगा.

काव्य-परम्परा में हिन्दी के भूषण ने महाराष्ट्र-छत्रपति का महिमा-गान किया. महाराष्ट्र-वीर बाजीराव ने हिन्दी के राजवृद्ध छत्रसाल की महिमा की रक्षा की. मध्ययुग की समापन-वेला में, नानासाहब पेशवा, रानी लक्ष्मीबाई और सेनानायक तात्या टोपे ने हिन्दी-मराठी गठबंधन की गूढ़ घनिष्ठता को अपने आरक्त शौर्य से भली भाँति उजागर किया.

सवा सौ साल पहले भारत में अँगरेज़ी राज की सत्ता विधिवत स्थापित हुई. भारत में विधिवत आरंभ हुआ पुनर्जागृति, पुनर्मूल्यांकन और पुनरुत्थान का व्यापक आंदोलन. इसी आंदोलन में हिन्दी को बंगाल और महाराष्ट्र ने बहुत अधिक प्रभावित किया. आदरणीय पराड़करजी का सम्बन्ध इन दोनों प्रभावी क्षेत्रों से था. हिन्दी को उनकी देन में बंगाल और महाराष्ट्र, दोनों ही क्षेत्रों की प्रेरणाधाराओं का संगम था. उनका कार्यक्षेत्र काशी में रहा. यह पुण्यक्षेत्र युग-युग से हिन्दी-मराठी-मिलन का बहुविध आश्रय रहा है.

पराड़करजी के कार्यकाल में हिन्दी-मराठी-सहयोग, मात्र पत्रकारिता के क्षेत्र तक ही सीमित न था. संगीत के क्षेत्र में विष्णु दिगम्बरजी और भातखंडेजी और उनके अनुयायियों ने हिन्दी को मूल्यवान योगदान दिया. राजनैतिक और शैक्षणिक क्षेत्रों में भी हिन्दी को महाराष्ट्र का सहयोग मिला है.

महाराष्ट्र में मुझे चालीस बरस बीत चुके हैं. मेरे मानस में महाराष्ट्र के देश में जमे हुए विशाल बरगद और कोंकण के ऊँचे उठे हुए नारियलों की मिली-जुली छबियाँ हैं. बरगद का समुदायवाद और नारियल का व्यक्तिवाद महाराष्ट्र में मुझे दोनों ही दृष्टिगोचर हुए हैं. मेरी दृष्टि में महाराष्ट्र की एक विशिष्ट त्रिमूर्ति भी है, जिसमें भगवान विट्ठल महाराष्ट्र के हृदय हैं बाहुबल हैं महावीर मारुती और महाराष्ट्र के मस्तिष्क हैं श्रीगणेश. इस त्रिमूर्ति को मेरी प्रणति, महाराष्ट्र के स्वरूप के प्रति मेरी नमिति है.

बम्बई.

नरेन्द्र शर्मा

جلد ۱۰   ۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ء   شمارہ ۲۳

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نگران : خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

زرِ سالانہ : دس روپے * فی کاپی : ۵۰ پیسے

Dr. Zakir Husain Library, Jamia Nagar, J. M. I. New Delhi

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ :
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

صفحہ

• تسنیم فاروقی
۱۸۴۔سی ، تلسی داس مارگ ، نزد ہسپتال ۔ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۴

قومی راج کا شمارہ ۲۵ اگست ۱۹۸۳ء ہاتھوں میں ہے حکومت مہاراشٹر منصوبہ جاتی ترقیات اور قومی مساوات کیلئے جو ساعی کر رہی ہے وہ ڈھکی چھپی نہیں ہے ۔ اکثر آپ کے قومی راج سے صوبے اور ریاست کے خوش حالی کے اقدامات نظر سے گزرتے رہتے ہیں ۔ موجودہ شمارے میں "پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی" ، "خاندانی بہبود پروگرام میں مہاراشٹر کی پیش رفت" ، "اندھے پن سے احتیاط کی عوامی تدابیر" وغیرہ اور بعض تاریخی تعلقات والے مضامین کے علاوہ ادبی معیار و وقار کی نمائندگی میں "اردو یونیورسٹی" کے عنوان سے جناب ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی کا مقالہ نہایت اہم اور قابلِ توجہ ہے ۔

موصوف نے اپنی تحریر میں یونیورسٹی کے قیام ، اس کے عوامل اور اس کے سماجی رشتوں نیز اس کی تہذیب و تحقیق و تعلیم پر ایسی روشنی ڈالی کہ بہت سی باتیں اجالے میں آتی ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی ایک ایسے کالج کے اعلیٰ تدریسی فرائض کی انجام دہی کر چکے ہیں کہ انہیں ہمارے معاملات و حالات کی مفصل آگہی حاصل ہے ۔ انہوں نے اردو والوں کا بھی جائزہ لیا ہے ۔ بہر حال جو اعداد و شمار مضمون میں موجود ہیں ان کے لحاظ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس مضمون کو انہوں نے بڑی جانچ اور تحقیق کے بعد مکمل کیا ہے ۔ کیا اچھا ہوتا اگر ان کی تجویز پر حکومت غور کرتی اور عملی جامہ پہنا دیتی ہے ۔

مجموعی طور پر "قومی راج" کی معیاری اشاعت و صحافت آپ کے تجربات ادارت کی غمازی کرتا ہے ۔ میں مبارک باد پیش کرتا ہوں آپ کو ۔

• بہار صدیقی بدایونی
ایس ۔ ٹی ۔ او ۔ ویسٹرن ریلوے ٹرانک ایکسچینج ۔ کوٹہ (راجستھان) ۳۲۴۰۰۲

"قومی راج" کی کتابت ، طباعت بے حد نفیس اور پُرکشش ہوتی ہے ۔

• ایم ۔ کوٹھیاوی راحت
ایڈیٹر "اشتراک ویکلی" قاضی پورہ خورد ۔ گورکھپور (یو ۔ پی)

قومی راج برابر مل رہا ہے ۔ پرچہ روز بروز حسین ہوتا جا رہا ہے ۔ ساتھ ہی ٹھوس معیاری اور پُر وقار بھی ۔ اس کے صفحات آپ کی بہترین ذہانت کے غماز ہیں ۔ خدا مزید ترقی دے

ایک بار پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور آج بھی کہتا ہوں کہانیوں کی کمی بری طرح کھٹک رہی ہے ۔ ایک ہی کہانی دے دیا کریں ۔

• منظور مظلوم کشمیری
(سکریٹری بزم ادب ، گورنمنٹ اورینٹل کالج ، سری نگر)
شیراز چوک ۔ خانیار ۔ سری نگر (کشمیر)

رسالہ پندرہ روزہ "قومی راج" واقعی موجودہ دور میں حکومت مہاراشٹر کے تعمیری ترجمان کے ساتھ ہی اردو زبان و ادب کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے ۔ ظاہر ہے اردو زبان ہماری قومی زبان ہے اور ہمارے ملک کی تمام ریاستوں میں اس کے بولنے اور جاننے والے کافی تعداد میں موجود ہیں ۔ قومی راج کے مطالعہ سے انہیں مہاراشٹر کے بارے میں مکمل اور مسلسل معلومات فراہم ہوتی ہیں نیز اردو ادب سے متعلق مضامین سے اس کی مقبولیت اور بڑھ گئی ہے ۔ دعا ہے کہ اس کی کثیر تعداد اشاعت تا حیات کائنات رواں رہے ۔

• صغیر احمد (بی ۔ اے)
نائب مدیر سہ ماہی "شاہین" شاہو نگر ۔ جلگاؤں (مہاراشٹر) ۔ ۴۲۵۰۰۱

قومی راج کا آزادی نمبر (۲۵ اگست ۱۹۸۳) اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ نظر نواز ہوا ۔ بہترین ترتیب و تزئین اور معیاری تخلیقات کے لئے مبارکباد ۔ خصوصاً جناب ظہیر الدین مدنی صاحب کی تحقیق "اردو یونیورسٹی" محبانِ اردو کو دعوتِ فکر دیتی ہے ۔ نیز جناب خیال انصاری مالیگانوی نے نہایت موثر انداز میں "وادیٔ سنگ کا راہنما ۔ ظفر گورکھپوری" کے تحت ظفر صاحب کی تصانیف کا جائزہ پیش کیا ہے ۔

بہتر ہوگا "قومی راج" میں افسانوں کو بھی جگہ دی جائے ۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ۔۔۔

* شریمتی اندرا گاندھی
وزیر اعظم

بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کی ابتدا کتنی معمولی تھی ! اور آج یہ سوسائٹی صحیح معنوں میں ایک اہم قومی ادارہ بن چکی ہے جسے عالمگیر شہرت حاصل ہے !! اس کا جو منشاء و مقصد ہے وہ مجھے دلی طور پر عزیز ہے کیونکہ ہماری خوبصورت زمین کے لئے اس مقصد کی بڑی اہمیت ہے ۔

ہم بنی نوعِ انسان ، دوسری بہت سی مخلوقات کے ساتھ ، اس زمین سے حصہ دار ہیں ۔ انسانی نسل کے وجود میں آنے کے بعد ، کافی طویل عرصے تک ہم نیچر سے بہت قریب تھے لیکن اس (نیچر) کے ساتھ اور اس میں بسنے والی دوسری مخلوقات کے ساتھ ، ہم خود اپنی بقا اور حیات کے لئے ، برسرِ پیکار تھے ۔ ہزاروں سال بعد ، انسانی عقل کے ارتقا نے بنی نوعِ انسان کو ، سیاروں تک کو مسخر کر لینے والی ایسی قوت عطا کی ، جس کا کبھی وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ اس حد تک اقتدار رکھنے والے پر کتنی رعب دار ذمہ داری آ پڑتی ہے ۔ صرف اپنی نوع کے مستقبل کو سنوارنے ، بنانے کی طاقت رکھنے سے کہیں زیادہ ، ہر دوسری نوع اور مخلوق کی طرف توجہ دینے کی ذمہ داری ، جس میں ہو سکتا ہے کہ ہمارے اس سیارے کی بھی تمام نوعیں اور مخلوقات شامل ہوں ۔

ہر وہ شخص جسے جنگلی جانوروں سے بلکہ سدھائے ہوئے جانوروں سے بھی محبت ہے ، قدرت کی بے شمار مخلوقات اور ان کی ان گنت اقسام اور انواع پر حیرت زدہ رہ جائے گا اور اسے یہ احساس ضرور ہوگا کہ ان اسفل مخلوقات کے ساتھ ہمارا اتنا تعلق تو ہے کہ ہم اور وہ تقریباً ایک ہی ماحول میں رہتے اور کم و بیش ایک جیسے عناصر سے مرکب ہیں ۔ وہ جنہیں ہم بظاہر غیر ذی روح کہتے ہیں وہ بھی اس زمین کی مختلف کیفیات میں ہمارے ساتھی اور ساجھے دار ہیں ۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی، بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر ۱۵ ستمبر کو منعقدہ تقریب میں روایتی دیپ روشن کرکے صد سالہ جشن کا افتتاح کر رہی ہیں۔ بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر سالم علی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ہم سب اسی ہوا اور پانی سے زندگی حاصل کرتے ہیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ یہ صرف ایک ہلکی سی تہہ ہے جو ہمارے سیارے یعنی زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔

ہندستانی تہذیب کی خصوصیات

زمانہ قدیم سے ہی پرندوں اور جانوروں سے لگاؤ ہندستانی تہذیب کی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ تمام زندہ مخلوقات کے ساتھ رحم دلی، گوتم بدھ اور مہاویر کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔

شہنشاہ اشوک نے اپنی سلطنت کے طول و عرض میں بلکہ ماتحت ریاستوں میں بھی جانوروں کے علاج کے لئے طبی مراکز قائم کئے تھے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ جانوروں کے علاج کے لئے بیطاریوں کے قیام کی اولین کوشش تھی۔ اگر کوئی ضروری جڑی بوٹی میسر نہ آتی تو شہنشاہ ان کو باہر سے منگواتے اور اپنی مملکت میں اس کی پودکاری کرواتے۔ اس روایت کو عظیم مغل شہنشاہوں کے دور میں پھر زندگی ملی جو جانوروں کے ساتھ محبت میں امتیازی شان رکھتے تھے۔ جہانگیر نے اپنے باپ شہنشاہ اکبر کی اس ضمن میں حکمت عملی ان الفاظ میں بیان کی ہے: سال کے تین مہینے وہ شکم سیر ہو کر کھاتے اور باقی نو مہینے صوفیانہ خوراک پر بسر کرتے۔ جانوروں کے ذبیحہ کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ کئی دن اور کئی مہینے ایسے تھے جن میں ان کی ممانعت تھی۔

بابر اور جہانگیر دونوں قدرتی امور کے ساتھ بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ اپنی مشہور کتاب تزک بابری میں شہنشاہ بابر نے طوطوں کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں اور کیلے کے درخت کے سلسلے میں اپنے مطالعات کا ذکر کیا ہے۔ اپنے گہرے سائنٹفک مطالعہ کی بنا پر شہنشاہ کا قول تھا کہ گینڈا دوسرے کسی جانور کی بہ نسبت گھوڑے سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ دور حاضر کے ماہرین حیوانات بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ چاہے جس معیار سے دیکھیں شہنشاہ جہانگیر کو آپ نیچرل ہسٹری کا نمایاں طالب علم پائیں گے۔ شہنشاہ کے اس شوق کی اس حد تک شہرت تھی کہ غیر ملکی سفراء جو مغل دربار میں باریابی کے خواہاں ہوتے وہ اپنے ساتھ کوئی خوشنما پرندہ یا جانور بطور تحفہ پیش کرتے۔

تحریک کی ابتدا

نیچرل ہسٹری کے مطالعہ کی تحریک کا آغاز اور انڈین نیشنل

کانگریس کی تحریک آزادی کا آغاز ایک ہی زمانے میں ہوا۔ ان دونوں تحریکوں میں زمانہ کی مطابقت کے ساتھ ایک اور مطابقت بھی ہے۔ مسٹر اے۔ ہیوم انڈین نیشنل کانگریس کے بانیوں میں سے ہیں اور یہی مسٹر ہیوم پرندوں کے انواع و اقسام اور عادات و خصوصیات پر ایک بلند پایہ مضمون بھی سپرد قلم کر چکے ہیں اور پرندوں کے پرواز کو شوق آزادی سے تعبیر کرتے ہوئے ان کو مارنے سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں اس طرح کے قدرتی مناظر نے بہت سی ٹیکنالوجیکل ایجادات اور اختراعی ذہنوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی قدیم ترین سائنٹفک سوسائٹی

بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی ہندستان کے جانوروں اور پرندوں پر اپنی نوعیت کی قدیم ترین سائنٹفک سوسائٹی ہے۔ ابتداءً اس نے ہندستان کے پرندوں اور ان کی رہائش گاہوں کے متعلق دستاویزات وغیرہ فراہم کیں اور قدرت کی ان مخلوقات کے بارے میں نیچرل ہسٹری میوزیم اور لائبریری کی بنا ڈالی۔ یہ سوسائٹی وہ پہلی تنظیم ہے جس نے ۱۹۳۰ اور اس کے مابعد برسوں میں ہندستان کے تھن دار جنگلی اور غیر جنگلی جانوروں کے سروے پر کمر ہمت باندھی۔ اگرچہ اس کے بعد کے زمانے میں مزید پیش قدمی ممکن نہیں ہوئی حتیٰ کہ ہمارے زولاجیکل سروے کی طرف سے بھی خاموشی رہی۔ اب یہ تجویز ہے کہ وائلڈ لائف انسٹی ٹیوٹ کی سرپرستی میں بھرت پور میں ایک ویٹ لینڈ میں ریسرچ سنٹر قائم کیا جائے جس کے قیام اور چلانے کے لئے سوسائٹی کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کی گئی ہے۔

لیکن قدرتی مناظر کے شیدائیوں کے لئے سب سے پسندیدہ اور جاذب توجہ وہ کتاب ہے جو سوسائٹی نے شائع کی ہے۔ ڈاکٹر سالم علی کی "بک آف انڈین برڈس" اور پریٹر کی "بک آف انڈین اینیملس" نے تو بہت سے ہندستانیوں کے سامنے گویا ایک "نئی دنیا" رکھ دی۔ مجھے جانوروں سے ہمیشہ محبت رہی ہے لیکن پرندوں کے متعلق میری معلومات بالکل سطحی تھی۔ یہاں تک کہ یہ روشن دان بھی نینی جیل خانے کی اونچی دیواروں نے ہم پر بند کر دیا۔ پھر ایک پرندے کے میٹھے گیت نے پہلے مجھے گوش بر آواز ہونے کی دعوت دی۔ میں نے اس گیت کو دل نشین کر لیا اور بعد میں قید و بند سے رہائی ملنے پر ڈاکٹر سالم علی کی کتاب نے اس پرندے سے متعارف ہونے میں میری مدد کی۔

بی۔ این۔ ایچ۔ ایس جرنل وہ رسالہ ہے جس کی اشاعت کی ابتداء ۱۸۸۶ء میں ہوئی تھی۔ یہ رسالہ ہمارے اس برصغیر براعظم کے پرندوں اور پودوں کے متعلق ساری دنیا میں مستند اور صحیح معلومات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

اب تک سوسائٹی کا کام زیادہ تر زولاجی (علم حیوانات) سے متعلق تھا۔ لیکن جانوروں کی زندگی، پودوں کی زندگی سے وابستہ ہے۔ لہٰذا جنگلی جانوروں کے تحفظ کے ساتھ اب "پودوں کے تحفظ کی تحریک" بھی آئندہ سال سے شروع کی جانے والی ہے جسے ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

تحفظ ایک چیلنج ہے

جو لوگ اس ضرورت کو سمجھتے ہیں ان کے لئے تحفظ کے تشریح اور توضیح کی ضرورت نہیں لیکن ارادہ اور عمل دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ آبادی میں روز افزوں اضافہ، کاشتکاری، کارخانوں اور ترقی کے دوسرے پروگراموں کی توسیع، مادی ترقی کو جلد سے جلد بام عروج پر پہنچا دینے کے منصوبے اور غالباً سب سے بڑھ کر خود انسان کی حرص نے بے شمار اقسام کے پودوں اور جانوروں کی زندگی کو ناقابل بیان نقصان پہنچایا ہے بنیادی طور پر تحفظ اور معاشی ترقی میں یا ابھی اور پھر کبھی میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ درحقیقت، آخرکار، دونوں میں سے کوئی ایک، دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن ہم مسائل کو فقط خوش فہمیوں سے تو نہیں ٹال سکتے۔ ہم نہیں چاہتے کہ لوگ یہ خیال کریں کہ ہمیں جانوروں اور پودوں کی زیادہ فکر ہے لیکن انسانوں میں جو بدنصیب، پست حال، مجبور اور پامال ہیں ان کی ویسی فکر نہیں ہے۔ اگر کوئی منصوبہ ترک کرنے کی باری آئے تو اس کی جگہ وہاں کی آبادی کیلئے کوئی اسی جیسے، کارآمد اور بامعنی منصوبہ کو لانا چاہیئے۔ اس قسم کے کسی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے عوام کو اس امر سے روشناس کرانا لوگوں کو

"بارن بن ہاؤس" بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کی عمارت کا صدر دروازہ۔

* جے.بی.گوجر

بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی شاندار زندگی کے سو سال

"اپنی سو سالہ زندگی بُ ، بامبے نیچرل ہسٹری سوسائٹی نے متعدد بیش بہا امور انجام دی ہیں۔ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ عمل صرف بمبئی ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ دور دور تک، حتیٰ کہ ملکی حدود کے باہر بھی ان سرگرمیوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔

اس سوسائٹی نے اصولی انداز میں اور سائنسی مطالعوں کے ذریعے ہمارے یہاں کے دودھ پلانے والے جانوروں، پرندوں، رینگنے والے چھوٹے بڑے کیڑوں اور مختلف خطوں کے حیوانات اور نباتات کے متعلق معلومات میں نمایاں طور پر اضافہ کیا ہے۔ اس نے سب ہی قدرتی پیداواروں اور ان کی حفاظت کے طور طریقوں کے بارے میں لوگوں میں اچھی خاصی دل چسپی پیدا کی اور ذوق و شوق کو ابھارا ہے۔ اس کی اشاعتوں نے سامعین اور پڑھنے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو یکساں طور پر خوشیوں اور معلومات سے ہمکنار کیا ہے۔ ناپید ہونے والے جنگلی جانوروں کی حفاظت کے سلسلے میں قانون سازی میں مدد دینا اس سوسائٹی کا بے مثال کارنامہ ہے۔

قدرت کی تخلیقات کی حفاظت اور خبرگیری، ان کی تعلیم اور تحقیق ایسے امور ہیں جن کے سلسلے میں سوسائٹی کی کوششیں نہ صرف اہم ہیں بلکہ اس قابل ہیں کہ تمام ادارے، تنظیمیں اور عوام ان کی حوصلہ افزائی پر خصوصی توجہ دیں۔"

ہماری عزت مآب وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اس سوسائٹی کو مذکورہ بالا دلنشیں الفاظ میں خراج تحسین

اپنے اعتماد میں لینا اور سب کو ساتھ لے کر چلنا ضروری ہے۔

کتابوں کے ذریعے تعلیم، باتوں میں پختگی، دماغ کی بلند خیالی جس کے سدھار پر بچپن ہی سے توجہ دی گئی ہو یا ہمارے اوزار خانے میں بہتر کام کرنے والا کوئی آلہ۔ یہ ہیں وہ باتیں جو سوسائٹی کے ممبران کے سامنے چیلنج کی شکل میں پیش ہیں جن کا جواب رتت ہی دے سکتا ہے۔

سوسائٹی کے ذکر کے ساتھ ڈاکٹر سالم علی کا نام نامی لازم و ملزوم ہے جن کی امتیازی اور محبت بھری شخصیت بعض پیچیدہ مسائل کو سلجھانے میں ید طولیٰ رکھتی ہے۔ گذشتہ ۵۰ برس سے تحفظ کی مانگ کرنے والوں کے رکن اعلیٰ کی حیثیت سے انہوں نے بڑی عظیم الشان ذمہ داریاں سنبھالی ہیں اور ہندستان میں تحفظ کے سلسلے میں موجودہ بیداری انہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

"دی انڈین بورڈ فار وائلڈ لائف" نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جنگلی جانوروں کے تحفظ کے سلسلے میں نمایاں کارکردگی کے اہل کو ایک قومی ایوارڈ دیا جائے اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ اس سلسلے میں پہلا ایوارڈ ڈاکٹر سالم علی کو دیا جانا چاہئے۔ انہیں اس گولڈ میڈل کو پیش کرتے ہوئے مجھے بڑی خوشی ہے انہیں اس پر میری طرف سے مبارکباد!

اس سو سالہ تقریب کے دن سوسائٹی کے شاندار مستقبل کے لئے میری بہترین تمنائیں! ہماری دلی آرزو ہے کہ سوسائٹی کا یہ پیام کہ ـــ "کرو مہربانی تم اہل زمیں پر" کامیابی سے دوچار ہو۔

(وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی تقریر کی بنیاد پر تحریر کردہ جو انہوں نے بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کے سو سالہ جشن کے موقعہ پر ۱۵ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو کی تھی۔)

'ہارن بل'

بمبئے نیچرل ہسٹری سوسائٹی کا نشان

پیش کیا ہے جس کا آغاز ۱۵ر ستمبر ۱۸۸۳ء کو صرف آٹھ آدمیوں نے کیا تھا۔ ابتدائی دور میں، ممبران وکٹوریہ اور البرٹ میوزیم میں جمع ہوتے، باہم تحریروں کے تبادلے کرتے اور اپنے اپنے جمع کردہ تتلیوں، گھونگوں، سیپیوں، بھونروں، پرندوں اور پرندوں کے انڈوں کے مجموعے آپس میں ایک دوسرے کو دکھاتے تھے۔

جنوری ۱۸۸۴ء میں سوسائٹی کو اس کا پہلا آشیانہ نصیب ہوا جو ایک تاجرِ شراب کے مکان کے پچھلے کمروں میں تھا۔ سوسائٹی کے ممبران اپنے اس بانی ممبر کی فیاضانہ پیش کش کے آج بھی شکرگذار ہیں جس کی وسعتِ قلبی نے انہیں ایک صدی پہلے مل بیٹھنے کے لئے ایک آشیانہ عنایت کیا تھا۔ پھر دوستوں اور ساتھیوں نے فنڈ اور عطیات اکٹھا کئے اور یوں سوسائٹی کو بال و پر نکالنے کی قوت ملی۔ رفتہ رفتہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں سارے ملک میں سائنسی مضامین اور تحریرات کا تانا بندھا اور سوسائٹی ہندستان کی نیچرل ہسٹری کی دولت کے لئے علم کا مخزن اور عجائب گھر بن گئی۔

وہ جماعت جو خاص طور سے پرندوں، حیوانات وغیرہ کے متعلق معلومات جمع کرنے والوں کی سوسائٹی کے نام سے شروع ہوئی تھی۔ اب اسے یہ امتیاز و وقار حاصل ہے کہ وہ بین الاقوامی طور پر تسلیم کی جا چکی ہے اور آج وہ براعظم ایشیا میں جانوروں کی اولین محافظ جماعتوں میں سے ایک ہے۔ ہندستان کے بہت سے ایسے جانور اور پودے جن کی قسموں کے ناپید ہو جانے کا خطرہ در پیش ہے اور بہت سے وہ مقامات جو ان جانوروں اور پودوں کا مسکن یا جائے پیدائش رہے ہیں، انہیں سوسائٹی کی قانون سازی کی بدولت نئی زندگی مل چکی ہے۔ سوسائٹی کی صاف اور فراخ دلانہ رائے بین الاقوامی تنظیموں اور بدیشی اداروں میں بہت وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے جن میں سے حسبِ ذیل ادارے یعنی دی انٹرنیشنل یونین فار دی کنزرویشن آف نیچر اور نیچرل ریسورسیس، دی انٹرنیشنل کونسل فار برڈ پریزرویشن، دی سمتھ سونین انسٹی ٹیوشن، دی فاؤنا پریزرویشن سوسائٹی آف لندن، دی ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ انٹرنیشنل، دی ڈپارٹمنٹ آف انوائرنمنٹ آف دی گورنمنٹ آف انڈیا اور کئی ریاستی حکومتیں قابلِ ذکر ہیں۔

سوسائٹی خاص طور سے تین سمتوں پر کام کرتی ہے یعنی:

(۱) نیچرل ہسٹری کے ایریا میں سائنٹفک ریسرچ کے ذریعے کیونکہ صرف اسی طریقے سے، حفاظت کے بہتر عمل کے لئے ضروری بنیاد فراہم کی جا سکتی ہے۔ (۲) تعلیم اور معلومات کے ذریعے تاکہ یوں حفاظت کے عمل کے لئے فضا ہموار کی جا سکے۔ اور

(۳) حفاظت کے لئے درخواستوں کے ذریعے جس کی بنیاد مذکورہ بالا دو پہلوؤں پر قائم کی گئی ہو۔

سائنٹفک ریسرچ

سوسائٹی کا ضخیم و عظیم کام یہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں جو تھن دار حیوانات اور پرندے پائے جاتے ہیں ان کے متعلق سروے کے ذریعے دستاویزی شہادت فراہم کرے۔ سوسائٹی کے سائنٹفک جرنل (رسالہ) کو ساری دنیا میں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا اور براعظم ایشیا میں اس موضوع پر بہترین مانا جاتا ہے کیونکہ یہ رسالہ ۱۸۸۶ء سے لگاتار بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے اور اسے مشرقی ممالک کے متعلق نیچرل ہسٹری پر سائنٹفک انداز میں عمدہ ترین بنیادی معلومات پیش کرنے والی کتاب تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا نیوز لیٹر (خبرنامہ) "ہارن بل" سوسائٹی کے ممبران کو اس کی سرگرمیوں سے آگاہ رکھتا ہے۔

یقین جانئے کہ انسان نے دس لاکھ سے زیادہ قسمیں پوستینی مخلوقات (Anthropods) (کیڑوں، مکوڑوں، ہزار پایہ وغیرہ) کی اب تک دریافت کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پوستینی مخلوق، ساری روئے زمین پر، اس سے دگنی یا تگنی تعداد میں ہو۔ ان نوع در نوع اقسام کی اور شکلوں والی مخلوق کو سمجھنا اور کامیابی کے ساتھ بیان کرنا اتنا عظیم الشان کام ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ سوسائٹی ان حشریات (Entomology) کی تفاصیل کو معلوم کرنے پر اتنا ہی زور دیتی ہے جتنا زور اس نے پرندوں، دودھ پلانے والے جانوروں، رینگنے والے کیڑوں، بے ریڑھ کی ہڈی والے کوڑوں (invertebrates) کے متعلق تفاصیل معلوم کرنے پر دیا ہے اس طرح کی تفاصیل کا ذخیرہ رکھنے میں زولاجیکل سروے آف انڈیا ہی سوسائٹی کے ہم پلہ ٹھہرتی ہے۔ سوسائٹی کی لائبریری میں قدیم زمانے کی کئی نادر اور بے بدل کتابیں موجود ہیں۔ قدرتی مخلوقات کی تاریخ سے متعلق دنیا بھر میں شائع ہونے والی ہم عصر کتابیں ان کے علاوہ ہیں۔

سائنسی امور میں اعلیٰ پیمانے پر صداقت اور قابلیت کو ملحوظ رکھنا سوسائٹی کی روایات میں سے ہے۔ اس کے پاس قدرتی اشیا، و مخلوقات کی تاریخ پر ہندستان میں سائنٹفک کام کی ہدایت دینے والے انسانی وسائل کا ایسا سلسلہ ہے جس کی برابری نہیں کی جا سکتی۔ اس کے صدر ڈاکٹر سالم علی کیساتھ ساتھ سوسائٹی میں عبدالعلی، دانیال، ڈاکٹر رابرٹ گرب، موسیٰ دیجاین، جان سنگھ اور رحمانی جیسی قابلِ قدر ہستیاں موجود ہیں۔

سوسائٹی کے کمرے کا ایک منظر یہاں ۱۸۸۳ء میں تتلیاں، گھونگھے، پرندے اور پرندوں کے انڈے وغیرہ بطور نمائش رکھے گئے تھے۔

حال ہی میں حکومتِ ہند نے سوسائٹی کو چار بڑے سائنسی مطالعات سونپے ہیں جن کے لئے ۸۰ پروجیکٹ اسٹاف رکھے گئے ہیں۔ مذکورہ مطالعات یہ ہیں : (۱) "ہندستان میں ہوائی اڈوں کو پرندوں سے خطرہ" کا مطالعہ حیوانات کی معیشت کے نقطۂ نظر سے کیا جائے۔ یہ مطالعہ ڈاکٹر رابرٹ گرب کی ہدایت کے تحت کیا جانا مقصود ہے۔ (۲) "بعض قسم کے جنگلی جانوروں کے اور ان کے قدرتی ماحول اور رہائش گاہوں کے ناپید ہو جانے کا خطرہ"۔ اس کا مطالعہ بھی ان حیوانات کی معیشت کے نقطۂ نظر سے کیا جانا مقصود ہے جس کی تحقیق مسٹر دانیال، ڈاکٹر رحمانی اور ڈاکٹر جان سنگھ کو سونپی گئی ہے۔ (۳) ہائیڈرو بایولوجیکل (ایکولاجیکل) ریسرچ اسٹیشن، کیولا ڈیو گھانا سینکچیوری، بھرتپور اس کی تحقیق ڈاکٹر وجیاین کی رہنمائی کے تحت رکھی گئی ہے۔ اور (۴) ہندستان کے مختلف خطوں کے پرندوں کی نقل و حرکت اور ہوائی جہازوں کی اڑان اور ساتھ ہی آبادی کے اسٹرکچر کا مطالعہ جس کی تحقیق کا کام [illegible] حسن کی رہنمائی [illegible]

یہ سوسائٹی ہی ایسا واحد ادارہ ہے جسے بمبئی یونیورسٹی کی طرف سے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ میدانی علم نباتات و حیوانات ([illegible]) میں پوسٹ گریجویٹوں کی رہنمائی کا کام انجام دے۔
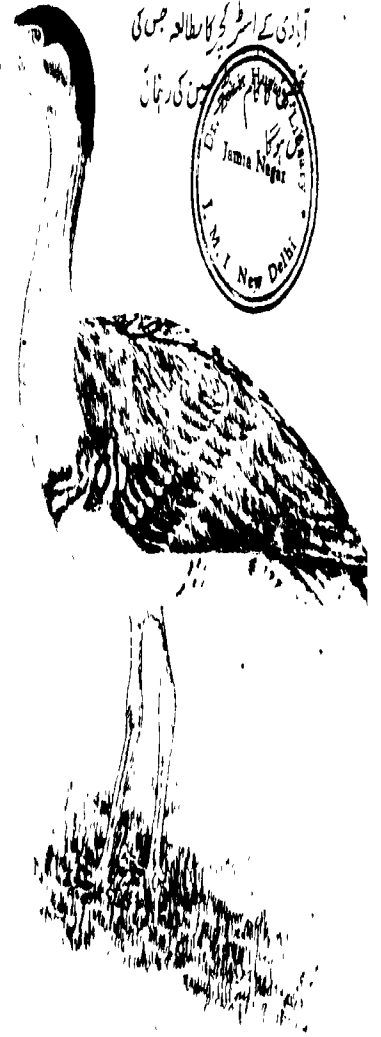
تعلیم

سوسائٹی نیچرل ہسٹری سے، اور اپنی تحریک کے بعض حصوں سے، عوام کو روشناس کرانے کا سلسلہ برابر جاری رکھے ہوئے ہے وہ باقاعدہ طور پر کئی مقبولِ عام اور تعلیمی کتابیں جو ہندستانی پرندوں دودھ پلانے والے جانوروں، تتلیوں، درختوں، پودوں وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں، شائع کرتی رہتی ہے۔ یہ کتابیں مقبولِ عام اور ساتھ ہی معتبر بھی ہوتی ہیں۔ ایس۔ ایچ۔ پیٹر کی "بک آف انڈین اینیملس" اور ڈاکٹر سالم علی کی "بک آف انڈین برڈس" ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئیں۔ بچوں کے لئے سوسائٹی کی کتابوں کی ریاستی حکومتوں سے سفارش تو ہمارے محترم آنجہانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی کی تھی۔

سوسائٹی نے بمبئی کے پرنس آف ویلز میوزیم میں نیچرل ہسٹری کا سیکشن کھولنے میں مرکزی رول ادا کیا ہے۔

سوسائٹی اس بات کی سرگرم کوشش کر رہی ہے کہ اسکول بچوں کے لئے ایک نیچر ایجوکیشن پروگرام بنایا جائے۔ سوسائٹی اپنے ممبروں کی ریسرچ فیلوز کی، اسٹاف کے لوگوں وغیرہ کی نیچرل ہسٹری کے سائنٹفک مطالعہ میں رہنمائی بھی کرتی، ملک کے مختلف حصوں میں بالخصوص جنگلاتی علاقوں میں، ممبروں کے لئے کیمپ لگانے کا انتظام کرتی اور فلمی اور آڈیو۔ ویژول شوز کا اہتمام بھی کرتی ہے۔

حفاظت

گذشتہ ۵۰ سال کے دوران بمبے نیچرل ہسٹری سوسائٹی، ہندستان کے قدرتی وسائل کی دستاویزیں تیار کرنے پر زور دینے سے ہٹ کر معیشتِ حیوانات کے مطالعہ پر توجہ صرف کر رہی ہے۔ صحیح معنوں میں دیرپا حفاظت، حکمتِ عملی اور عمل کا تقاضہ ہے کہ مختلف اقسام کے جانوروں کی معیشت اور رہائش گاہوں کے متعلق اچھی سائنٹفک سوجھ بوجھ ہو۔ اس طرح کے مطالعوں کے

سبب گیر کے جنگل میں ایشیائی شیر کو، کاشیاواڑ کے رن کچھ میں فلامنگو پرندوں کو، نیلگری میں تہر کو، شیر جیسی دم والے لنگور کو، ہندستان کے مشہور پرندے تغدار (بسٹارڈ) کو، بستار علاقے کی جنگلی بھینس کو، بھیتر کانیکا کے اسچوارین مگرمچھ کو، نارکونڈم کے ہارن بل کو، نکوبار کے کبوتر کو، لداخ کے کالی گردن والے لق لق سارس کو، کماؤں کے "زنس" بیاکو اور ان جیسے جنگلی جانوروں اور پرندوں کی بہت سی قسموں کو شکاریوں کی دست برد سے قانوناً اس طرح بچا لیا گیا کہ گویا انہیں نئی زندگی ملی اور ان کی نسلوں کو باقی رہنے کا موقع ملا۔ بی۔ این۔ ایچ سوسائٹی کے مطالعوں اور کئی ریاستی حکومتوں کو بھیجی جانے والی نمائندگیوں کی بدولت کئی سینکچیوریاں اور پارک وجود میں آئے یا برباد ہونے سے بچا لئے گئے جن کے نام یہ ہیں :

کیولا دیو گھانا سینکچیوری بھرتپور، پوائنٹ کیلمر سینکچیوری، تامل ناڈو، اندانا سینکچوری، اروناچل ترمبیکولم سینکچیوری، کیرالا، دی ست پڑا نیشنل پارک، دی بوریولی نیشنل پارک، دی کٹر وبنغیو سینکچیوری، بستار اور نیلگری بایو سفیر ریزرو جن کے بنانے کی تجویز ہے۔

۵۵

Dr. Zakir Husain Library Jamia Nagar J.M.I. New Delhi

* عبدالخالق
۱۸۰/اے، باپٹ روڈ
کرلا، بمبئی ۷۰، ۴۰۰۰

پرندوں کی ازدواجی زندگی

مشاہدات بتلاتے ہیں کہ پرندے اپنا جوڑا خود تلاش کرلیتے ہیں۔ پیدائش کے بعد بچوں کو کھانے کے لائق چیزوں کے متعلق، غذا تلاش کرنے کے متعلق اور ساتھ ہی اپنی حفاظت کے متعلق تعلیم خود ان کی مائیں دیتی ہیں۔ تقریباً تین مہینے میں بچوں میں یہ سمجھ آجاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کا سامان اپنے آپ کریں۔ ماؤں کو جب یہ احساس ہوجاتا ہے کہ بچوں کو جینے کا سلیقہ آگیا تو وہ خود انہیں الگ کرنے لگتی ہیں اور اگر بچے ماؤں سے چمٹ کر رہنا چاہیں تو مائیں چونچ مار کر انہیں الگ رہنے پر آمادہ کرتی ہیں۔

بلوغت کے آثار پیدا ہوتے ہی بچے اپنی عمر کے دوسرے پرندوں کے ساتھ رہنے، اڑنے اور رزق تلاش کرنے پر مائل ہوتے ہیں اور یہیں سے ان میں ازدواجی زندگی گزارنے کا شعور بیدار ہوتا ہے۔ زیادہ تر بچے انہیں جوڑوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں جن سے وہ اوائل عمر سے مانوس ہوتے ہیں اور پھر انہیں کے ساتھ ازدواجی زندگی شروع کر دیتے ہیں۔ زندگی کا یہ دور انہیں رہائش کے لئے گھونسلہ بنانے پر آمادہ کرتا ہے۔ گھونسلہ بنانے کا شعور خود فطرت انہیں ودیعت کرتی ہے۔

اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ پرندے اپنا جوڑا خود تلاش کرلیتے ہیں اور فطرتاً یہ جوڑا باہم خوشی خوشی زندگی گزارتا ہے۔ رنج و راحت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات نر اپنی مادہ کے لئے دانہ بھی چگ کر لاتا ہے۔ گھونسلہ بنانے میں مل جل کر کوشش کرتے ہیں اور جب مادہ انڈے دینے کے زمانے میں چگنے کے لئے جاتی ہے تو نر انڈوں کی حفاظت کیا کرتا ہے۔

عموماً پرندوں کا یہ شادی شدہ جوڑا پاکیزہ ازدواجی زندگی بسر کرتا ہے۔ ان کے نوع کے دوسرے پرندے، نر ہوں یا مادہ اس پاکیزہ ازدواجی زندگی میں دراندازی سے باز رہتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں دوسرے پرندے اپنی نوع کے نئے جوڑوں کی اس زندگی کو تسلیم کرتے ہیں یوں انہیں گویا نیک ہونے کی سند
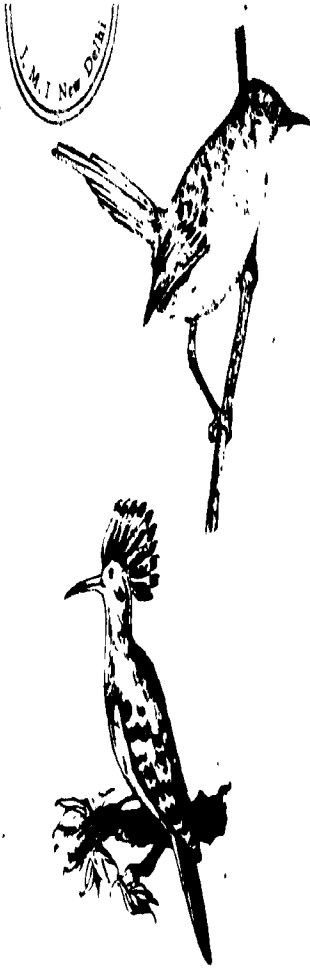
عطا کرتے ہیں۔

یہ تو پرندوں کی عام زندگی کی بات ہوئی لیکن مخلوقات کی ہر نوع میں مفسدین بھی ہوتے ہیں۔ یہیں سے پرندوں میں چپقلش کا آغاز ہوتا ہے جسے اس نوع کے دوسرے پرندے ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس ناپسندیدگی کا اظہار وہ کچھ شور وغل کرکے اور کبھی جنگ جویانہ انداز میں چونچ اور پنجوں کے ذریعے کرتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ جو نر یا مادہ پرندے بغاوت کرکے اور اپنے ساتھی کو چھوڑ کر، دوسرے پرندوں کے ساتھ رہنے لگتے ہیں انہیں ان کی نوع کے پرندوں میں عزت کا وہ مقام نہیں ملتا جو اصلی جوڑوں کو ملتا ہے بلکہ اصلی جوڑے عموماً باغی جوڑوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔

مختلف پرندے مختلف وقتوں میں گھونسلے بناتے ہیں۔ اگرچہ ان کی اکثریت بارش کے شروع ہونے سے پہلے گھونسلا بناتی ہے۔ بعض پرندے ایسے علاقوں کی طرف نقل وطن کرکے چلے جاتے ہیں جن کو وہ پسند کرتے ہیں یا جہاں موسم کے لحاظ سے انہیں تلاشِ رزق میں سہولت ہوتی ہے۔ یہاں جہاں اُن کی نوع کے دوسرے مقامات کے پرندے ان سے آملتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ نقل وطن کا مقام سیکڑوں میل دور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بعض جگہوں پر بعض خاص موسموں میں نئے پرندوں کو دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں۔

پرندے بھی اپنی جسامت اور عمر کے مطابق شادی کرتے ہیں۔ چھوٹے گانے والے پرندے جیسے واربلرس، ریگ ٹیلس، جھاڑی کی چڑیاں، بلبل، ابابیل، اپنی پیدائش کے بعد پہلے ہی موسم گرما میں اپنا جوڑا بنا لیتے ہیں۔

ان کے مقابلے میں بڑے پرندے پیدائش کے بعد ایک سال تک تنہائی کی زندگی گزارتے ہیں۔ مثال کے طور پر شاہی الباٹروس (جس کے پر چار میٹر لمبے ہوتے ہیں) سمندروں کے اوپر ادھر ادھر ۸ برس تک کنوارے ہی چکر کاٹا کرتے ہیں۔ اور یہ اس وقت تک شادی نہیں کرتے ہیں جب تک کہ یہ ۹ یا ۱۰ برس کے نہیں ہوجاتے ہیں لیکن کونڈر سب سے زیادہ عمر یعنی گیارہ برس تک کنوارہ رہتا ہے۔

مگر یہ پرندے بھی طلاق لیتے ہیں کسوٹو بلبل جو کہ کالونیوں میں رہتا ہے اور ایک برس بعد وہ اپنے گھونسلے میں واپس آتا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ موسم بہار گزر جاتا ہے اور یہ پرندے جوڑا بنانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جوان پرندوں میں طلاق زیادہ ہوتا ہے جبکہ بوڑھے پرندوں میں ۸۵ فی صد ایک ساتھ رہتے ہیں اور اس طرح کا خاندان ایک ساتھ گھونسلہ بنانا شروع کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ انڈے دیتا ہے اور کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

Jamia Nagar
J.M.I. New Delhi

ایس۔ایم۔ سلیم
قلم سنسار۔ موتی شاہ روڈ۔ خلافت ہاؤس
لوین۔ بمبئی ۴۰۰۰۲۷

Dr. Zakir Husain Library
Jamia Nagar
J. M. I. New Delhi

نظامِ فطرت کا توازن

جانور، پرندے اور جنگل کے ساتھ ساتھ انسان بھی قدرت کا ایک حصّہ ہے۔ انسان نے قدرت کے دوسرے حصّوں پر اپنا قبضہ جمانے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ وہ اپنے فائدے کے لئے قدرت کے ساتھ بڑی بے رحمی کے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس نے بڑی بے رحمی سے جانور اور پرندوں کا شکار کیا ہے۔ اس نے بنا سوچے سمجھے پیڑوں کو کاٹا ہے اور اس سے ملنے والی لکڑی سے اپنے گھر اور اس میں رکھے جانے والے فرنیچر بنائے ہیں اور لکڑیوں کو جلایا ہے۔ لیکن اس طرح سے وہ نظامِ فطرت کے توازن کو بگاڑ رہا ہے۔

ذرا سوچئے اگر اس دنیا کے سارے پیڑ پودے کاٹ دیئے جائیں اور سارے جانور اور پرندوں کو مارڈالا جائے تب یہ دنیا کیسی لگے گی! کیا ہم یہ چاہتے ہیں؟ اس کا جواب نفی میں ہی ہوگا۔

اگر آپ سچ مچ قدرت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ اسے شہر کے تھکے ہوئے آدمی کی آنکھوں سے دیکھئے! جو کہ اپنی تھکان مٹانے کے لئے قدرت کا ہی سہارا لیتا ہے۔ یہی وہ آدمی ہے جو قدرت کو پہچانتا ہے۔ اس کی اہمیت کو جانتا ہے! ہم شہر میں رہنے والے قدرت سے دور رہتے ہیں۔ لیکن جب بھی ہمیں اس کے قریب جانے کا موقع ملتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ بہت خوبصورت ہے۔ دراصل ہم نے پورے طور پر قدرت کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ ہم نے اس کے کچھ حصے دیکھے ہیں۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی

ہے ویسے ویسے ہم جنگل کا زیادہ سے زیادہ حصّہ کھیتی وغیرہ کے استعمال میں لاتے گئے جس کی وجہ سے جنگل کی جگہ میں کمی ہوتی گئی ہے جس کا اثر جنگل میں رہنے والے جانوروں پر بھی پڑا ہے جن کی گنتی تیزی سے گرتی گئی ہے۔ ان سب چیزوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ ہم ان جانوروں اور ان کے مسکن کی حفاظت کریں۔ ہمارا یہ خواب ہونا چاہیئے کہ ہم قدرت کو ان پرانے دنوں کے قریب پہنچا دیں جہاں کے گھنے اور ہرے بھرے جنگل تھے اور ان میں تندرست جانور اور پرندے رہا کرتے تھے۔

قدرت نے ہمیں کئی بیش قیمت تحفے دیئے ہیں جس سے ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ہمارے آگے آنے والی نسلوں کے لئے انہیں حفاظت سے رکھیں۔ کہا جاتا ہے کہ قدیم بھارت میں بھاری تعداد میں کبھی بھی جانوروں کو نہیں مارا جاتا تھا، اور "شکار" لفظ انگریزوں کے آنے کے بعد ہی آیا۔ بھارتیوں کو اپنا غلام بنانے کے بعد انگریزوں نے اپنی بندوق کی نال ان بے زبان جنگلی جانوروں کی طرف پھیر کر انہیں بڑی بے رحمی سے مارنا شروع کر دیا۔ ہاتھی ان کی ہاتھی دانت کے لئے مارے گئے۔ شیر اور چیتے مارے گئے اور ان کی کھالیں فخر کے ساتھ ان کے ڈرائنگ روم میں سجنے لگیں۔ ہرن کا شکار کیا اور ان کے گوشت سے شاندار دعوتیں ہوئیں۔ اس طرح سبھی قسموں کے جانوروں پر اس کا اثر ہوا جسے ہم آج بھی محسوس کر سکتے ہیں۔

آزادی کے بعد اس طرف کافی دھیان دیا گیا۔ ہمارے دیش کے جنگل اور ان میں رہنے والے جانور اور پرندوں کو بچانے کے لئے کافی ٹھوس قدم اٹھائے گئے۔ ۱۹۵۲ء میں انڈین وائلڈ لائف بورڈ کی بنیاد رکھی گئی جس نے فوراً ہی اپنی کارروائی شروع کر دی اور ہمارے دیش کے سبھی حصوں میں نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچوری پھیلنے لگی۔ چلیئے، ہم یہ دیکھتے چلیں کہ یہ نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچوری کسے کہتے ہیں۔

۱۔ نیشنل پارک۔ انڈین بورڈ فور وائلڈ لائف کے لفظوں میں نیشنل پارک ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمیشہ کے لئے سرکاری حکم کے مطابق ہمارے دیش کی خوبصورتی اور قدرتی اور تاریخی چیزوں کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ ان میں رہنے والے جنگلی جانوروں کا کافی بچاؤ کیا جاتا ہے اور ان چیزوں سے لطف اٹھانے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ کچھ اس طرح سے جس سے کہ ان چیزوں کو کسی بھی طرح سے نقصان نہ پہنچے اور ہمارے آگے آنے والی نسلیں بھی ان سے لطف لے سکیں۔

۲۔ وائلڈ لائف سینکچوری:۔ یہ ہماری سرکار کی مانی گئی ایک ایسی جگہ ہے جہاں کسی بھی جانور یا پرندے کو

مارنے یا پکڑنے یا اس کا شکار کرنے کی ممانعت ہوتی ہے۔ یہ کام صرف سینکچوری کے سب سے بڑے افسر کے یا اس کے حکم سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے دیش میں آج ۲۵۰ نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچوری ہیں۔ جو تقریباً ۷۵ ہزار اسکوائر کلومیٹر کی زمین پر پھیلی ہوئی ہیں۔ (اس کو مزید وسعت دینے کی کوشش بھی جاری ہے) بھارتی سرکار نے نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچوری کے قائم کرنے کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کے ہاتھ میں سونپ دی ہے۔

مہاراشٹر میں آج چار نیشنل پارک اور دس وائلڈ لائف سینکچوری ہیں ان چار نیشنل پارکوں کے نام ہیں (۱) تاڈوبا نیشنل پارک جو کہ چندرپور ضلع میں ہے۔ (۲) پینچ نیشنل پارک جو کہ ناگپور ضلع میں ہے۔ (۳) نوے گاؤں نیشنل پارک جو کہ بھنڈارہ ضلع میں قائم ہے۔ (۴) سنجے گاندھی (بوریولی) نیشنل پارک، جو کہ تھانے اور بمبئی کے مضافات میں ہے یہ چار نیشنل پارک لگ بھگ ۱۳۸،۴۳۰ء۲ اسکوائر کلو میٹر زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔

ان چار نیشنل پارک کے علاوہ مہاراشٹر میں دس وائلڈ لائف سینکچوری بھی ہیں۔ مزید وائلڈ لائف سینکچوری بنانے پر غور بھی کیا جا رہا ہے اور وائلڈ لائف سینکچوری کو ایک اہم کام سونپا جاتا ہے جیسے کہ امراوتی ضلع کے وائلڈ سینکچوری کا پروجیکٹ ٹائیگر جس کا اہم کام شیر کی دیکھ بھال ہے۔ کولہاپور ضلع کی رادھا نگری جو وائلڈ لائف سینکچوری ہے جس کا اہم مقصد جنگلی گائے (بیسون) کی حفاظت کرنا ہے۔ کرنالہ وائلڈ لائف سینکچوری جو کہ رائے گڑھ ضلع میں ہے، وہ عام طور پر پرندوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ پھر احمد نگر ضلع کی رائے پوری وائلڈ لائف سینکچوری ہے جو کہ بلیک "بک" کی حفاظت کرتی ہے۔ اور ہاں ہم احمد نگر اور شولاپور ضلع کی گریٹ انڈین بسٹارڈ وائلڈ لائف سینکچوری کو کیسے بھول سکتے ہیں، جس میں ہمارے دیش کے ایک بیش قیمت پرندہ تغدار کی حفاظت کی جاتی ہے۔ ان سب کے علاوہ ہمارے مہاراشٹر میں پانچ اور وائلڈ لائف سینکچوری ہیں، جیسے کہ یاول، تنسا، ناگ زیرہ، بور اور کیموت وائلڈ لائف سینکچوری جو کہ بالترتیب جلگاؤں، تھانے ناگ زیرہ، بور اور کیموت ضلع میں واقع ہیں۔ یہ دس وائلڈ لائف سینکچوریز لگ بھگ ۳۷ ر۷۰۲ ر۱۰ اسکوئر میٹر زمین پر واقع ہیں۔ ان نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچوریز کے علاوہ مہاراشٹر میں ۲۳ فارسٹ پارک بھی ہیں۔

توازن فطرت کی برقراری کے لئے سرکاری سطح پر کی جاری کوششوں کا مختصر جائزہ اوپر دیا گیا ہے لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ اس قسم کی سرکاری کوششیں اسی وقت کامیابی سے ہمکنار ہوں گی جب عوام شعوری طور پر اس سلسلے میں نہ صرف تعاون کریں بلکہ عملی اقدامات بھی کریں۔ ●

مہاراشٹر کا جاذبِ نظر پویلین

دال بہادر شاستری مارگ نئی دہلی کے پرگتی میدان میں مہاراشٹر پویلین اپنے پُرکشش انداز میں پھیلا ہوا ہے۔ ہر وہ شخص جو میلہ و نمائش کا دلدادہ ہے۔ اسے میدان سے ضرور واقفیت ہوگی۔ اس میدان کو ٹریڈ فیر اتھارٹی آف انڈیا نئی دہلی نے میلہ و دیگر نمائشوں کے لئے ہی مختص کر رکھا ہے۔ اس خوبصورت پویلین کی ساخت پاگوڈا کی سی ہے اور یہ ہر شخص کے لئے جاذبِ نظر بنا ہوا ہے۔ ۱۸۲۲ مربع میٹر کے رقبہ والے اس پویلین میں مہاراشٹر کا مشہور تاریخی دیپ استمبھ بھی ہے۔ اس خوبصورت پویلین کی ڈیزائن کچھ اس انداز پر بنائی گئی ہے کہ اس سے مہاراشٹر کی صنعت، تہذیب اور ساخت کی جھلک بحسن و خوبی نظروں کے سامنے اجاگر ہو جاتی ہے۔ پویلین میں داخل ہوتے ہی چکدار ... تاری دیار مہاراشٹر کی صنعتی زراعتی سائنسی اور تکنیکی ترقیات کی صحیح طور پر عکاسی پیش کرتی ہے۔

Jamia ... M.I. New Delhi

مصنوعات کی نمائش والے سیکشن

۱۲،۴۸۶ ۳۴ مربع فیٹ والے اس سیکشن کو جس میں مختلف نوع کی مصنوعات کو نمائش کے لئے رکھا گیا ہے۔ مختلف چھوٹے چھوٹے اہم حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے اور اسے انجینئرنگ، الیکٹریکل، الیکٹرانکس، کیمیکل پلاسٹک اور ربر، چمڑے، کپڑے اور طرح طرح کے دستکاری کے سامانوں سے بھر دیا گیا۔ ان تمام اشیاء سے ریاست مہاراشٹر کی صنعتی پیداوار اور اشیاء کی برآمد کرنے والی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

انجینئرنگ سیکشن میں معمولی پن سے لے کر بڑے بڑے وزنی مشینی اوزار دیکھنے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ریاست مہاراشٹر کتنی حیرت انگیز کامیابیوں سے ہم کنار ہے۔ یہاں ہیں چھڑکاؤ کے سامان اور ڈسٹر، ڈیزل انجن اور پمپ، سائنسی اوزان پیمائش اور جانچ کے سامان، پلاسٹک کے سامانوں کو بنانے والی مشینیں، کچن کے برتن، پیکنگ مشینیں، ڈائمنڈ ٹولس اینڈ راک ڈرلس، خودکار سوڈا فاؤنٹین، پسٹن سیلنڈرس، آگ بجھانے والے سامان وغیرہ وغیرہ۔

اس کھلے انجینئرنگ سیکشن میں بھاری مشینیں مثلاً ڈیزل انجن، پیکنگ مشینیں، ٹول گرینڈرس، ٹیپنگ مشینیں وغیرہ رکھی ہوئی ہیں اور انہیں چلا کر بتایا بھی جاتا ہے۔

مہاراشٹر الیکٹرانکس کارپوریشن (میلٹران) الیکٹرانکس سیکشن کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔ اس نے اس سیکشن کو نہایت جدید الیکٹرانکس کے سامانوں سے آراستہ کیا ہے۔ ان میں ریڈیو، ٹرانسسٹرز،

نئی دہلی کے پرگتی میدان میں منعقدہ بین الاقوامی تجارتی میلے میں پگڑی اطرز کا مہاراشٹر پویلین۔ دائیں طرف کی تصویر میں نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک ۱۴ر نومبر کو پویلین کا افتتاح کر رہے ہیں۔

ٹیپ ریکارڈرس، ٹی وی سیٹس، خودکار دروازے الیکٹرانک کے کیلکولیٹر، الیکٹرانک گھڑیاں، ویڈیو کیسیٹس، آگ سے بچاؤ والے الارم سامان، خودکار بیٹری چارجرس، مشابہ فیلڈ پلاسٹرس، اسٹرین گاج، انڈیکیٹرس، مائکرو پروسیسر بیس اکاؤنٹنگ اینڈ انوائسنگ وغیرہ۔

الیکٹریکل سیکشن کو بھی مختلف اشیاء ضروریات سے لیس کر دیا گیا ہے۔ یہاں پاور کیپیسیٹرس ٹیمپریچر کنٹرولر ڈیجیٹل کلاکس/ ٹائمرز، ٹریول انڈیکیٹرس، منی ٹائم ٹوٹلائزر، گردشی کاونٹر، سوئچ گیئر وغیرہ۔

کیمیکل سیکشن میں پیش کی گئی اشیاء میں سنتھیٹک اینمل اور پینٹس، بحری پینٹس، ٹیکسٹائل کے معاون سامان، روغن لگایا ہوا کاغذ، الومینیم اور لکڑی کی مصنوعات و دیگر آرگینک سے اور ان آرگینک کیمیکلس اور مصنوعات شامل ہیں۔

ٹیکسٹائل سیکشن میں نفیس کپڑے، خوش رنگ ساڑیاں آراستگی کے کپڑے، سلے ہوئے کپڑے وغیرہ ہماری توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔

کھانے کی اشیاء والے سیکشن میں ذائقہ دار انواع و اقسام کے کھانے کی چیزیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ان میں اچار، جام، جیلی، چٹنی، گرم مسالہ، رس، آم کا رس، شربت وغیرہ جنہیں مہاراشٹر کے عمدہ ترین باغات سے حاصل کئے ہوئے پھلوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

دستکاری والے سیکشن کو پرکشش گڑیاں، جاذب نظر لکڑی کی اشیاء، اصلی مصنوعی جواہرات کے سامان، زینت بخشنے والے پیتل کے سامان، مٹی کی بنی ہوئی چیزیں، دیواروں کی خوبصورتی کے لئے بنائے ہوئے معلقات، موسیقی کے سامان سے آراستہ کیا گیا ہے۔

ہم ربر اور چمڑے کے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان سے ہم بہت سی ضروریات زندگی کی چیزیں مثلاً جوتے، چمڑے کے بیلٹس، زنانہ دستی بیگ، جرکنس، دستانے، کولہاپوری چپل وغیرہ اس سیکشن سے حاصل کر سکتے ہیں۔

مہاراشٹر میں سائنسی اور تکنیکی ترقیات سے متعلق اعداد و شمار کی معلومات کو بھی اس میں نہایت مناسب انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ٹیکنالوجی اور صنعتی پیداوار کے میدانوں میں ریاستی کارپوریشنوں نے جو ترقیاں کی ہیں انہیں بھی علامتی طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ بات میلے کے اس نظریہ سے میل کھاتی ہے یعنی "ترقیاتی ممالک میں ٹیکنیکل کارپوریشن" ۔●●

امسال ۶ر دسمبر کو ریاست بھر میں "یوم ہوم گارڈ اور شہری دفاع" منایا گیا۔ ذیل کے مضمون میں عوام کی خدمت کے جذبے سے سرشار ان تنظیموں کی خدمات و مصروفیات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مہاراشٹر میں ہوم گارڈس اور سول ڈیفنس کی بہترین کارکردگی

شری ایم۔ ایس کسبیکر
کمانڈنٹ جنرل ہوم گارڈس اینڈ ڈائرکٹر آف سول ڈیفنس
ریاست مہاراشٹر

ہوم گارڈس اور سول ڈیفنس ریاست مہاراشٹر کی رضاکار تنظیمیں ہیں۔ ان تنظیموں نے اپنا ایک اچھا ریکارڈ قائم کیا ہے اور پچھلی ساڑھے تین دہائیوں سے یہ عوام کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ ان دونوں تنظیموں کو ابتداء میں اس غرض سے تشکیل دیا گیا تھا کہ یہ ملک کو آفاقی مصیبتوں کے وقت بچائیں اور عوام میں ایسا شعور پیدا کریں کہ وہ آفات کے وقت گھبرائیں نہیں اور بے چینی کا اظہار نہ کریں۔ سول ڈیفنس کو چین کی جارحیت کے وقت اور ہوم گارڈس کو ۶ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو تشکیل دیا گیا۔ ہوم گارڈس کا ابتدائی فرض یہ تھا کہ یہ پولس کو امن و امان قائم رکھنے میں مدد ثابت ہوں لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کے ابتدائی طریق کار میں تبدیلی آتی گئی اور آج ۵۰,۰۰۰ مرد اور عورتوں پر مشتمل یہ ادارہ ریاست کو اور ریاست میں بسنے والے لوگوں کی بنیادی ضرورتوں پر پڑنے والی ضرب کے وقت اپنی خدمات سے نواز رہا ہے۔ یہ تنظیم سماجی مقاصد کے لئے منعقد کئے گئے پروگراموں میں بھی شانہ بہ شانہ شریک رہتی ہے۔ سماجی جنگل بانی، عطیۂ خون، عطیۂ چشم، تشخیص امراض سے متعلق پروگرام آنکھوں کے آپریشن اور خاندانی منصوبہ بندی کیمپ وغیرہ میں یہ تنظیم بھرپور حصہ لیتی ہے۔ ریاست کے سول ڈیفنس کے رضاکار بھی ہوم گارڈس کے ساتھ ساتھ ان سماجی خدمات میں اہم حصہ لیتے ہیں۔ اب یہ دونوں تنظیمیں فائر بریگیڈ کو بڑی آگ بجھانے میں مدد کرتے ہیں محکمۂ جنگلات کو سماجی جنگل بانی کی اسکیموں کو روبہ عمل لانے میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور محکمۂ صحت کو مختلف صحت اسکیموں پر عمل آوری کے لئے معاون ثابت ہوتی ہیں۔ جب سماجی کاموں پر ہوم گارڈس کو متعین کیا جاتا ہے تو اس کے لئے یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنی منصبی طور انجام دی جانے والی خدمات مثلاً پولس و دیگر محکمہ جات کی معاونت کو مختلف انداز پر پورا کرتے رہیں۔ ان دونوں تنظیموں کے رضاکاروں نے ہمیشہ آفاقی اور انسانی آفات مثلاً طوفان، سیلاب، فسادات، عوامی احتجاج کے وقت متاثرہ اشخاص کو مدد پہنچانے کے لئے کشاں کشاں رہے اور تیزی سے مدد کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ اس سال بھی ہوم گارڈس ریاست کے سیلاب زدہ اشخاص اور حکومت کی مدد میں صف اول پر تھے۔ سول ڈیفنس کے رضاکار مختلف تہواروں مثلاً گنپتی و سرجن کے وقت حفاظتی اقدامات کرتے ہیں اور لوگوں کو ڈوبنے سے بچاتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ زخمی افراد کو فوری طبی امداد مرکز پر لا کر ان کی مدد کرتے ہیں اور گم شدہ بچوں کو تلاش

شری والاس راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے داخلہ نے حال ہی میں بمبئی میں ہوم گارڈس اور شہری دفاع کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ شری ایل۔ کے پڑگھلے، اسپیشل ہوم سکریٹری اور شری ایم۔ ایس کسبیکر، کمانڈنٹ جنرل، ہوم گارڈس اور ڈائریکٹر برائے شہری دفاع کے ساتھ ہوائی جہاز کے مختلف ماڈلوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

کرنے میں بھی مددگار بن جاتے ہیں۔

ہوم گارڈس اور سول ڈیفنس کے رضاکاروں کو سیلاب کے وقت بچاؤ سے متعلق تربیت دینے کے لئے بآسانی دستیاب چیزیں مثلاً ڈرم، کیروسین کے ڈبے، سوکھی گھاس، بانس، لکڑی کی چارپائیاں وغیرہ کے استعمال کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ اس تربیت کے دوران ان میں ایک طرح کی خود اعتمادی پیدا کردی جاتی ہے کہ وہ دیگر سہولتوں کے پہنچنے تک ان اشیاء کے ذریعے بعض وقتی سیلاب راحت کے اقدامات پورا کرتے رہیں۔

ضلع تھانے کے ہوم گارڈس کا ایک جتھہ کھرڈی مقام پر متعین کر دیا گیا ہے تاکہ وہاں بسنے والے گاؤں کے باسیوں میں ایک طرح کی خود اعتمادی پیدا کر دے۔ اکثر و بیشتر زلزلوں کے جھٹکوں کی وجہ سے ان باسیوں میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ گاؤں والوں نے کھرڈی میں ہوم گارڈس کی موجودگی کو بہت سراہا ہے۔

آندھرا میں فرض کی ادائیگی

آندھرا میں جنوری ۱۹۸۳ء کے الیکشن کے دوران تقریباً ۱۲۵۰ مہاراشٹر کے ہوم گارڈ رضاکاروں نے الیکشن بندوبست میں ہاتھ بٹایا۔ یہ ایک اہم ادائیگیٔ فرض کا کام تھا جسے مہاراشٹر کے ہوم گارڈس نے بیرون ریاست انجام دیا۔ شری آنند رام آئی۔ پی۔ ایس ڈائرکٹر جنرل آف پولس اینڈ انسپکٹر جنرل آف پولس، آندھرا پردیش نے تہہ دل سے مہاراشٹر کے ہوم گارڈس کا ان کی بہترین کارکردگی پر شکریہ ادا کیا ہے۔

بنیادی شہری و دیہی ضرورتوں پر جب ضرب پڑتی ہے تو بلاشک و شبہ انسانوں کی عام زندگی متاثر ہو جاتی ہے۔ ہوم گارڈس کے رضاکاروں نے ایسے ہر وقت میں ریاست کی عوام پر پڑنے والی ضربوں کو ختم کرنے کے لئے اپنی خدمات کو پیش کیا ہے۔

پونے کے قریب پمپری میں ہندوستان انٹی بائیوٹکس میں بعض ایسی اہم ادویات تیار کی جاتی ہیں جن کی بر وقت عدم دستیابی کسی مریض کے لئے موت کا باعث ثابت ہو سکتی ہے۔ MAFCO، زرعی پیداواروں اور پولٹری سے متعلق شہری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ ملک کے معاشی و مالی نظام میں ریزرو بینک آف انڈیا کی اہمیت ہر خاص و عام پر روشن ہے۔ یہ اور ایسے متعدد اہم ادارے کسی نہ کسی وقت ملازمین کے عدم تعاون کا شکار رہ چکے ہیں اور ایسے وقت ہوم گارڈس اور سول ڈیفنس کے رضاکاروں نے ان اداروں کے انتظام کو بخوبی سنبھالا اور ان کی کارکردگی کو منفی طور پر اثر انداز ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔ اس طرح ملک کے معاشی اور صنعتی نظام کی

ہوم گارڈس اور شہری دفاع کے رضاکاروں کو مقامی طور پر بآسانی دستیاب ہونے والے ڈرم، چارپائی اور خشک گھاس جیسی اشیاء کی مدد سے سیلاب میں گھرے ہوئے افراد کو بچانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ تصویر میں ہوم گارڈس کے رضاکار ڈرم اور بانس سے تیار کردہ کشتی چلاتے نظر آرہے ہیں

برقراری میں ایک اہم رول ادا کرنے کے ساتھ ان رضاکاروں نے عوام کو تمام ممکنہ تکالیف سے بھی محفوظ رکھا ہے۔ اس ضمن میں بھارت پیٹرولیم ریفائنری کا واقعہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ چمبور میں واقع اس ریفائنری کے ملازمین کی غیر مدتی ہڑتال کی وجہ سے شہر بھر میں گیس سلنڈروں کی عدم دستیابی کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا۔ خاص طور پر گھر گرہستی والی عورتیں اس وجہ سے بے حد پریشان تھیں۔ اس ہڑتال کا آغاز جنوری ۱۹۸۲ء کے وسط میں ہوا تھا۔

اس ہڑتال کی وجہ سے بمبئی کے ایل۔ پی۔ جی گیس صارفین کے ساتھ بیرون بمبئی کے وہ صارفین بھی متاثر ہو رہے تھے جنہیں اس ریفائنری سے گیس ملتی ہے۔ غرض یہ کہ گھریلو صارفین کی ایک بڑی تعداد اس سے پریشان تھی۔ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۲ء کو ریفائنری کے بعض اہم کاموں کو جاری کرنے کے لئے ہوم گارڈوں کو طلب کیا گیا۔

ان ہوم گارڈس کو سلنڈروں میں گیس بھرنے نیز ایل۔ پی جی اور پیٹرولیم کی دیگر مصنوعات کو ویگنوں میں بھرنے جیسے نازک تکنیکی کاموں کی مختصر تربیت دی گئی۔ رضاکاروں نے بہت جلد اس میں مہارت حاصل کی۔ یہ امر قابل ستائش ہے کہ پانچ مہینوں تک چلنے والی اس ہڑتال کے دوران شہر اور بیرون شہر کے گیس صارفین کو ان رضاکاروں کی خدمات کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس مدت میں رضاکاروں نے ۲۵ء۶۷ لاکھ سلنڈر بھرے اور ۶۵۰ ویگنوں میں گیس بھر کر روانہ کئے جس سے ۶۶۵ لاکھ سلنڈر بھرے جا سکتے تھے۔ رضاکاروں کی کام کی مہارت اور عوام کی خدمت کے جذبہ کا شدت کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات رضاکاروں کا سلنڈر بھرنے کا یومیہ اوسط ریفائنری کے باقاعدہ ملازمین سے بھی زیادہ پایا گیا۔ اس طرح ہوم گارڈس کے رضاکاروں نے اس ہڑتال کی مدت کے دوران ۳۲ لاکھ سلنڈر گیس فراہم کر کے عوام کی ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔

طلبہ کا شعبہ

سماجی اور تعمیری اقدامات میں طلبہ کی عملی شرکت حاصل کرنے کے لئے ہوم گارڈس میں سینئر کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ پر مشتمل ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ حال ہی میں بمبئی میں ہوم گارڈس اور شہری دفاع کی مشترکہ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے شری والاس راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے داخلہ نے اس شعبہ کے قیام کی تجویز کا خیر مقدم کیا تھا۔ آپ نے یقین ظاہر کیا تھا کہ ان تنظیمات سے طلبہ کی وابستگی نہ صرف ان کے حق میں مفید ثابت ہوگی بلکہ اس سے ملک و قوم کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

مہاراشٹر میں ۲۰،۴۲ برس قبل ہوم گارڈس تنظیم تشکیل دی گئی تھی تاکہ عوام کو بہتر شہری بنایا جاسکے اور ان میں ملک و قوم کی خاطر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کیا جاسکے۔ ریاست میں اس تنظیم کی موثر کارکردگی اور شہریوں کی اس میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیش نظر حکومت ہند نے ملک کی دیگر تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں اس تنظیم کی تشکیل کی سفارش کی۔ بعد ازاں ۶ر دسمبر کو ملک بھر میں بطور یوم ہوم گارڈس اور شہری دفاع منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ مہاراشٹر میں یہ دن ۶ر دسمبر سے قریب ترین اتوار کے دن منایا جاتا ہے تاکہ تمام رضاکار اس دن کی تقریبات میں شرکت کرسکیں۔

مہاراشٹر میں ہوم گارڈس اور شہری دفاع رضاکاروں کی عوامی خدمات کی ایک صحت مند روایت پائی جاتی ہے جسے مزید آگے بڑھانے کا عزم آج کے رضاکاروں نے کیا۔

Dr. Zakir Husain Library
Jamia Nagar
J.M.I. New Delhi

سیلاب سے متاثرہ افراد کو کس طرح بچایا جاسکتا ہے، اس کا عملی مظاہرہ شہری دفاع کے رضاکاروں نے کیا۔

* ایشور راج ماتھر
ایم۔اے (عثمانیہ)، پی۔ایس۔جے (M.U) USA.
پرنسپل انفارمیشن آفیسر
آندھرا پردیش اگریکلچرل یونیورسٹی۔

Dr. Zakir Husain Library
Jamia Nagar
J.M.I. New Delhi

اثباتی نظر و فکر

موجودہ دور کھنچاؤ، تناؤ، تضاد اور تنوع کا آئینہ دار ہے۔ تکنیکی ترقی، سائنس کا پھیلاؤ اور حیرت انگیز ایجادیں عام انسان کو دماغی انتشار کا شکار بنا رہے ہیں۔ سماجی سطح پر نوجوانوں کا روایتی طرز زندگی کے خلاف ردِعمل اور مذہبی سطح پر لامذہبیت کے فروغ نے انسان کی زندگی میں ہیجان برپا کردیا ہے۔ اسی ہیجانی کیفیت کا نتیجہ یہ ہے کہ منفی طاقتیں زور پکڑتی جارہی ہیں۔ توڑ پھوڑ، آتشزدگی، غارت گری عام ہوتی جارہی ہے۔ بچّہ ہو کہ بوڑھا، عورت ہو کہ مرد سب کے سب اُلٹا ہی سوچنے لگے ہیں۔ کوئی راہِ راست پر چلنے تیار ہے نہ کوئی راستی کی بات انکے سمجھ میں آتی ہے۔ ان حالات میں یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ راست گوئی، راست بینی اور سیدھے طریقے پر سوچنے کی ضرورت پر زور دیا جائے تاکہ سماج میں اثباتی طاقتوں کو بل ملے اور وہ سماجی نظر و فکر میں اثباتی طریقے کو اپنائیں اور سماج میں سیدھے طریقے پر سوچنے کی نئی راہیں اور اثباتی سوچ بچار کے فائدے عوام کے سامنے لاسکیں۔

اپنے اطراف معاشرے پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا ہر محفل میں، ہر بزم میں، جہاں تھوڑی دیر خوش گپیاں ہوتی ہیں تو دیر تک دوسروں کی غیبت، برائی، کوتاہیاں، جسمانی کمزوریوں اور دیگر نقائص پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ دوسروں کی غلطیوں پر نظریں ڈالی جاتی ہیں اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے اس طرح قیمتی وقت غیر ضروری بات چیت، غیبت اور ہنسی اڑانے میں ضائع ہوجاتا ہے۔ اس کو میں منفی طرز عمل یا منفیات یا فضولیات سے منسوب کرتا ہوں۔

اس مضمون کا مقصد نہ وعظ دینے کا ہے نہ نصیحت کرنے کا اس کا مقصد صرف یہی ہے کہ لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کا راست گوئی اور راست طریقے پر سوچنے کی عادت ڈالنے کی ترغیب اور دماغی ٹریننگ دی جائے۔

راست گوئی (Positivism) اور راست اور سیدھے طریقے پر سوچنے سمجھنے اور اثباتی طور پر کسی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دماغ کو train کرنا چاہیئے۔ دماغی تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ یہ آسانی سے نہیں ہوتا خاص طور پر جبکہ ہم ایسے ماحول میں جیتے ہیں جس میں ہر طرف منفی طریقے پر سوچنے کی عادت پڑ چکی ہے۔ اس منفی سوچ کو اثباتی سوچ میں تبدیل کرنا آسان نہیں تو مشکل بھی نہیں۔ تھوڑی سی کوشش کی جائے مسلسل اور پیہم جستجو جاری رکھی جائے تو یہ اثباتی سوچ انسان کو اعلیٰ انسان بنانے اور اس کو ایک بہتر بشر اور اشرف المخلوقات کے قابل بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

ایک پانی سے بھرا ہوا گلاس اثباتی سوچنے والے

شخص کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ کہے گا یہ گلاس آدھا بھرا ہوا ہے۔ منفی طریقے سے سوچنے والا انسان کہے گا یہ گلاس آدھا خالی ہے۔ گلاس میں پانی تو ہے لیکن گلاس بھرا نہ تولہے یا خالی۔ سوچنے والے کی کچھ رہو اور اثباتی یا منفی طریقے پر سوچنے کی ذہنی کیفیت کی آئینہ داری کرتا ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا۔ ایک بنگالی Freedom fighter میرے دفتر واقع کناٹ سرکس میں آئے اور کہنے لگے مجھے سیناپتی باپٹ کے متعلق تفصیلی معلومات چاہئیں۔ جب یہ مواد ان کو دیا گیا تو بہت خوش ہوئے اور جوش میں آکر کہنے لگے کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ مہاراشٹر جیسے ترقی پسند اسٹیٹ نے ان کالا بازار چلانے والوں کی بنائی ہوئی عمارت میں کیوں دفتر کھول رکھا ہے؟ کیا کوئی اور عمارت نہیں مل سکتی ہے۔ یہ عمارتیں تو ایسے منافع خوروں اور کالا بازاریوں کی ہیں جو ملک و قوم کے دشمن ہیں۔ ان عمارتوں کو تو منہدم کرکے زمین دوز کر دینا چاہیئے۔

چونکہ میں اثباتی سوچ بچار کا عادی ہوں اس لئے میں نے ان سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کی نظر میں تو ان عمارتوں کو منہدم کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے لیکن میری نظر میں یہ عمارتیں قومی اثاثہ ہیں۔ خواہ وہ کسی طرح بنی ہوں اور میں قومی اثاثے کو برباد کرنے کا قایل نہیں ہوں۔ بالفرض محال یہ عمارتیں اگر منہدم کر دی جائیں ___ تو کیا آپ کے پاس اتنا (White money) موجود ہے جس کی بنا پر ان عمارتوں کو (White money) سے بنایا جائے۔ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ یہ مثال اس لئے پیش کی گئی کہ ہر شخص آج کل منفی نقطۂ نظر اختیار کرتا جارہا ہے۔ (Down Down) کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ مردہ باد کی صدائیں سنائی دی جارہی ہیں۔ توڑ پھوڑ کی تربیتیں دی جارہی ہیں اور افسوس صد افسوس اس بات کا ہے کہ مہاتما گاندھی کا نام ان تخریبی کارروائیوں اور (Unproductivity) اور منفی نقطۂ نظر کو فروغ دینے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے جو بالکلیہ غلط ہے۔

سوچ بچار کے ان غلط اور الٹے طریقوں کو چھوڑ کر اثباتی سوچ بچار کے طریقے کو اپنانے سے دو فائدے ہوں گے۔ سب سے پہلے تو یعنی ٹیڑھے طریقہ پر سوچنا بالکل بند ہو جائے گا اور دوسرے ہر مسئلہ پر منفی نقطۂ نظر سے سوچنے کی عادت رفتہ رفتہ اثباتی سوچ کی عادی بنا دے گی لوگوں میں نقص نکالنے، ان کی کمزوریوں پر نظر ڈالنے اور جسمانی کمزوریوں پر ہنسی اڑانے کی بجائے لوگوں کے اچھے (Points) ان کی اچھائیوں پر خود بخود نظر پڑنے لگے گی۔ دوسروں کی خوبیوں کو Appreciate کرنے کی عادت پڑ جائے گی۔ اچھائیوں، خوبیوں کو دیکھنے کی صلاحیت اور قوت زور پکڑے گی۔ اس سلسلے میں گاندھی جی کی ہدایت یہ تھی کہ گنہگاروں سے نفرت نہ کرو، گناہوں سے نفرت کرو (Hate sin and not the sinner) کسی کی جسمانی کمزوریوں کی ہنسی اڑانا اخلاقی جرم ہے۔ اس طرح ہنسی اڑانے سے آپ اپنا قیمتی وقت فضول برباد کر رہے ہیں اس کے بجائے اپنی توانائی، اپنی سوچنے سمجھنے کی قوت اور اپنی عقل کو سیدھے اور اثباتی راستے پر لے جانے میں صرف کیجئے تو تھوڑے ہی دن میں آپ پر واضح ہو جائے گا کہ زندگی کے مسئلوں کو سلجھانے، ان کو سمجھنے اور خود اپنی زندگی کو سنوارنے میں حیرت انگیز تبدیلی نظر آئے گی۔

ذرا سوچئے تو کہ جب آپ دن تمام میں سو دو سو افراد سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کی برائیوں، کمزوریوں کے بجائے ان کی خوبیوں اور اچھی (qualities) کو دیکھتے ہیں تو تھوڑے ہی دنوں میں آپ کی نظر برائیوں پر پڑنے کی بجائے صرف اچھائیوں اور خوبیوں پر ہی پڑنے لگے گی اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آپ ہر طرف خوبیاں اور اچھائیاں ہی دیکھیں گے۔ ہر طرف اچھائیاں اور خوبیاں نظر آنے لگیں تو ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ آپ (Introspection) کرکے اپنی ذاتی شخصیت کا جائزہ لیں گے اور یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ دوسروں میں تو روزانہ اتنی خوبیاں دیکھتا ہوں خود مجھ میں کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں۔ اس مضمون کا مقصد یہی ہے کہ اثباتی سوچ بچار سیدھے طریقے پر معاملوں کو سلجھانے اور راست گوئی سے انسانی خوبیوں کو اجاگر کریں۔ جب مرد اس طرح سیدھے طریقے پر سوچ کا عادی ہو جائے گا تو اس کا خاندان بھی سیدھے راستے، راست گوئی اور مثبت طریقوں کو اپنائے گا اور

(باقی ص۳۲ پر)

* آغا غیاث الرحمٰن
انڈین پرنٹنگ پریس۔ محمد علی سرائے۔ ناگپور ۱۸

ودربھ میں سالِ گذشتہ (۱۹۸۲ء) کا نثری ادب

ریاست مہاراشٹر کا علاقہ ودربھ ادبی لحاظ سے قابلِ ذکر خطہ ہے اور اپنی مردم خیزی کے سبب ملک گیر شہرت کا حامل رہا ہے۔ یہاں کے ادیب و شاعر ہمیشہ قومی یکجہتی اور بین المذاہب ہم آہنگی کے جذبات کو بڑھاوا دیتے آئے ہیں۔ انسانی قدروں، اخلاقی ضابطوں بھائی چارگی، اخوت، مساوات، خلوص دوستی جیسے اخلاقِ حمیدہ کی بازیافت کے لئے ودربھ کے شاعروں اور ادیبوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور انہوں نے اپنی تخلیقات سے اپنی ہندستانیت اور حب الوطنی کا ثبوت پیش کیا ہے۔

محمد دہار فانی سے لے کر صوفی ملکاپوری، سید عبدالرزاق ذاکر، شاہ غلام حسین ایلچپوری، مظہر مرتضیٰ پوری، عبدالکریم شائق۔ اور محمد غوث مدراسی سے سعید کامٹوی، حافظ انور، حمید ناگپوری، طرفہ قریشی اور ان کے ہم عصر شاعروں اور نثر نگاروں نے اپنے علم و فن اور ادبی خدمات سے پورے ودربھ کو امتیازی مقام عطا کیا ہے۔

اس کے بعد ترقی پسند تحریک کے شباب سے لے کر زوال تک نثر نگاری میں مولانا ناطق، عبدالستار فاروقی، نسیق انصاری، قیصر بدنیری، شارق نیازی، ابراہیم تمراز، قادر نیازی اور زرینہ ثانی کے نام نمایاں ہیں۔

۱۹۶۰ء کے بعد سے تا حال ودربھ کے نثر نگاروں میں جو نام سب سے زیادہ نمایاں رہے ہیں ان میں عبدالرحیم نشتر اور ڈاکٹر شرف الدین ساحل، تنقید میں صفدر، مزاحیہ ادب میں شیخ رحمان اور شکیل اعجاز، افسانہ نگاری میں م۔ ناگ اور پھر ان کے پیچھے نوجوان قلم کاروں کی پوری ٹیم دکھائی دیتی ہے۔

ودربھ میں اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لئے ادبی انجمنیں اور تعلیمی ادارے سرگرم کار ہیں۔ ان میں ناگپور، کامٹی، اکولہ، کھام گاؤں، امراوتی، ایوت محل اور وروڈ ان سرگرمیوں کے مراکز ہیں۔ آئے دن کل ہند پیمانے پر مشاعرے علمی و ادبی مذاکرات، ڈرامے اور مباحثے منعقد ہوتے ہیں۔ مہاراشٹر اردو اکاڈمی کے تعاون سے چار مقامات پر دار الکتابت اور مفت اردو کوچنگ کلاسیں جاری ہیں۔ بزمِ غالب کامٹی نے "ودربھ میں اردو" کے موضوع پر دو روزہ سیمینار کا انعقاد کیا۔ اردو اکاڈمی کے زیر اہتمام ناگپور میں "ودربھ میں اردو افسانہ" کے عنوان پر ایک سیمینار اور مشاعرہ اور ۵ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو کھام گاؤں میں "اردو کی ترقی میں اہلِ برار کا حصہ" کے موضوع پر سیمینار بھی منعقد ہوئے۔

گزشتہ سال کی نثری مطبوعات کا جائزہ لیں تو سب سے پہلا نام ڈاکٹر عبدالرحیم نشتر کا آتا ہے جنہوں نے "ودربھ نامہ" کے نام سے نثری کتابوں کا ایک سلسلہ جنوری ۱۹۸۲ء سے قبل ہی شروع کر رکھا تھا اور چھوٹی چھوٹی کتابوں کے ذریعے علاقہ ودربھ کی ادبی تاریخ مرتب کرنے کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے ناگپور یونیورسٹی میں اردو، لب و لہجہ، انکشافِ راز اور یادِ زرینہ ثانی کے نام سے جو کتابیں ترتیب دیں ان میں ناگپور اور اکولہ کی شعری روایتوں کا احاطہ کرنے کے ساتھ علاقہ ودربھ کی گم شدہ

اور اردو کی بازیافت بھی کی۔ نشتر نے اس سے قبل دودربھ سے ریلوے تاثر کی پہلی کتاب "بھوپال۔ ایک خواب" کے نام سے شائع کرکے اپنی منفرد نثر سے ادبی حلقوں کو چونکا دیا تھا۔

اس مختصر کتابی سلسلہ کے تحت احقر کی بھی ایک مختصر تصنیف "ودربھ میں اردو" شائع ہوئی جس میں ودربھ میں جملہ اصناف ادب کا جائزہ پیش کیا گیا اور تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کا ذکر کیا گیا۔

ودربھ سے تحقیق و تنقید کے باب میں ڈاکٹر شرف الدین ساحل کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کی کتابیں "ملت اسلامیہ کا سفر" اور "بیان میر تقی حیات و شاعری" نے ملک کے ادبی حلقوں سے زبردست خراج وصول کیا ہے۔ حال ہی میں ان کی تیسری نثری کتاب "کامٹی کی ادبی تاریخ" بزم غالب کامٹی کے زیر اہتمام شائع کی گئی ہے۔

اس کتاب کے متعلق "حرفے چند" پروفیسر ڈاکٹر مدحت الاختر کے رشحات قلم ہیں۔ "کچھ اس کتاب کے بارے میں" مولف نے کتاب کی تالیف کے محرکات پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے کامٹی کی سو سال سے زائد قدیمی ادبی تاریخ کے احوال تا حال بیان کئے ہیں۔ کامٹی کے ادبی ماحول کی تاریخ و تذکرہ، وہاں کے شعراء اور نثر نگاروں کے سوانحی حالات، کامٹی کی ادبی انجمنوں اور تعلیمی اداروں کی سرگرمیوں اور ان کی تعمیری خدمات کا پوری تحقیق کے ساتھ تنقیدی جائزہ لے کر کامٹی کی شعری روایت، افادیت اور اہمیت کو متعین کیا ہے۔

ڈاکٹر ساحل نے اپنی اس تخلیق میں بنیادی حقائق کو ہی ملحوظ رکھا اور بے جا طوالت سے بچتے ہوئے مواد کو اختصار سے پیش کیا۔ اس طرح ان کی یہ تخلیق غیر ضروری تعریف اور تنقید سے محفوظ ہے۔ کتاب کی زبان سلیس اور رواں ہے۔ ۲۰۶ صفحات کی یہ کتاب ودربھ کے تحقیقی ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔

ودربھ میں سال گذشتہ کی اہم ترین نثری کتاب "تذکرہ مشاہیر برار" ہے۔ یہ کتاب پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالرحیم صاحب کی تالیف کردہ اور ان کی برسوں کی محنت اور مشقت کا ثمرہ ہے۔ یہ کتاب برار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے زیر اہتمام مہاراشٹر اردو اکاڈمی کے جزوی مالی تعاون سے انجمن یادرفتگان امراوتی کی جانب سے شائع ہو کر منصۂ شہود پر آئی ہے۔ اس کتاب میں علاقہ برار کی مختصر تاریخ، مسلم عمارتوں کا حال، نادر کتب خانوں کا تذکرہ اور تقریباً چار سو مشاہیر برار کی سوانح حیات درج ہے۔ ان اکابرین برار نے علماء و صلحاء بھی ہیں اور شعراء و ادباء بھی ہیں۔ خدمت گذاران قوم و ملت بھی ہیں اور ماہرین تعلیمات و سیاسیات بھی۔ یہ تذکرہ گویا گذشتہ صدی کی برار کی علمی، ادبی، ثقافتی، سیاسی، تعلیمی اور مذہبی تاریخ کا مرقع پیش کرتا ہے۔

اس تذکرے کے مشاہیر کا جس شخص سے ساتھ خصوصی تعلق رہا ہے۔ اسی شخص سے اس کے متعلق حالات مرتب کروائے گئے ہیں۔ اس طرح حالات و واقعات صحت روایت کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔ بعض مواقع پر فاضل مضمون نگاروں نے مرحومین کی توصیف بیان کرتے ہوئے قدرے عقیدت مندانہ مبالغہ آرائی سے بھی کام لیا ہے۔ کتاب کی گوناگوں افادیت کے پیش نظر کتاب کے اس کمزور پہلو سے صرف نظر کیا جاسکتا ہے۔

اس کتاب کے مضمون نگار مختلف صلاحیت و قابلیت کے حامل ہیں لہٰذا ان کا اسلوب و معیار میں یکسانیت کا نہ ہونا بدیہی امر ہے۔ قاری اس اختلاف و تنوع کو بآسانی محسوس کرتا ہے۔ یہ اختلاف قاری کی دلچسپی کا باعث بھی ہے اور رطب و یابس کے پرکھنے کا ذریعہ بھی۔ اس میں شک نہیں کہ بعض مضامین زبان و بیان کا اعلیٰ معیار پیش کرتے ہیں اور ان میں سوانح نگاری کے جملہ عناصر بدرجۂ کمال موجود ہیں۔

کتاب کے باب اول میں برار کی مختصر تاریخ مع نقشہ جات، مسلم عمارتوں کا حال اور کتب خانوں کے تذکرے نے کتاب کی افادیت کو اور بڑھا دیا ہے۔ برار اور اہل برار کو سمجھنے کے لئے باب اول گویا تمہید کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تناظر میں کتاب کی جامعیت اور افادیت اور بڑھ جاتی ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس نوع کا کوئی جامع تذکرہ اب تک شائع نہیں ہوا جس میں زندگی کے مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کا حال یکجا ضبط تحریر میں لایا گیا ہو۔ ممکن ہے کہ اس تذکرہ کو سامنے رکھ کر ہندوستان کے دیگر علاقوں کے اہل قلم بھی اس طرف توجہ کریں۔ کیونکہ کسی علاقے کی معاشرتی، سیاسی، ادبی اور مذہبی زندگی کو سمجھنے اور قریب سے دیکھنے کے لئے اس قسم کے جامع تذکرے بہت معین و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تذکرہ مشاہیر برار کو اس صنف میں اولیت کا درجہ حاصل ہوگا۔

تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے بھی اس کتاب کے ذریعے اچھا خاصہ مواد فراہم ہوسکتا ہے۔ بقول ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی "آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے یہ کتاب ایک معتبر ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔"

۷۰۴ صفحات کی یہ ضخیم کتاب جس کی قیمت بیس روپے رکھی گئی ہے بہترین کتابت و طباعت سے مزین ہے۔ اردو اکادمی مہاراشٹر کی جانب سے کھام گاؤں میں منعقدہ سیمینار کے موقع پر، برار کی ایک برگزیدہ شخصیت الحاج میر غلام احمد حسن صاحب کے ذریعے اس کتاب کا اجراء عمل میں آیا۔

ان کتابوں کے علاوہ ودربھ کے سال گذشتہ کے نثری ادب میں ڈراموں کے دو مجموعے بھی شامل ہیں۔ ایک عبدالجبار تاج کا "روشنی مرتی نہیں" اور دوسرا نفیر عظیمی کا "انوکھی قربانی"۔ ڈرامہ نگاری ایک مشکل صنف ادب ہے۔ اسٹیج اور ریڈیو ڈراموں کے تقاضوں کے مطابق کامیاب ڈرامے لکھنا اور مشکل کام ہے لیکن تاج ناگپوری اور نفیر عظیمی نے اس کام کو بڑی خوبصورتی اور کامیابی سے طے کیا ہے۔ "انوکھی قربانی" چار اصلاحی ڈراموں کا مجموعہ ہے جس میں سماج کے رستے ناسوروں میں نشتر زنی کی گئی ہے۔

افسانوی ادب کے تحت ودربھ کی افسانہ نگار خواتین واجدہ تبسم، زہرہ جبیں، شفیقہ فرحت، زرینہ ثانی، بانو سرتاج، ریحانہ نکہت اور ثریا قاضی کے ساتھ بلقیس شبیہ اکولوی کا ایک اور نیا نام نمایاں ہو رہا ہے حال میں ان کا اصلاحی طرز فکر کے افسانوں کا مجموعہ "خالی سیپ" شائع ہوا ہے۔ بلقیس شبیہ کے متعدد افسانے ملک کے معتدد رسائل و جرائد میں بھی چھپ چکے ہیں۔

ودربھ میں بچوں کے ادب پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اس صف میں محبوب راہی کا نام نمایاں ہے۔ بچوں کی نظموں پر ان کا ایک مجموعہ رنگا رنگ بھی چھپ چکا ہے۔ نثر میں غنی غازی، ایم۔ آئی۔ ساجد، اشفاق احمد، حفیظ عارف، شکیل شاہ جہاں، طارق کھولاپوری، نواب رونق جمال اور دوسرے نوخیز قلم کاروں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن کتابی صورت میں ننھی منی کہانیوں کا ایک ہی انتخاب سامنے آیا ہے جسے سید عمر احمد کھام گانوی نے "بچوں کا ادب" کے نام سے شائع کیا ہے۔

انوار احمد خاں شفے گانوی نے اپنی تحقیقی تخلیق "اردو میں آپ بیتی نگاری" شائع کرکے ودربھ کے نثری ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ سعید احمد خاں اکولوی کا ایک جاسوسی ناول "کھنڈروں کا قیدی" بھی شائع ہوا ہے۔ اس سے قبل ان کا ایک اور ناول "نشہ اترتا ہے" بھی شائع ہو چکا ہے۔

اس وقت تک جو تصانیف طباعت کے مرحلے سے گزر رہی ہیں۔ ان میں پروفیسر ڈاکٹر محمد حامد صاحب کا تحقیقی مقالہ "امام بخش صہبائی شخص، شاعر، شارح اور مفکر" کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ "شاعری اور شیوۂ پیغمبری" ودربھ کے نثری سرمایہ میں بیش بہا اضافہ ہوں گی۔ یہ دونوں کتابیں بھی اکادمی کے مالی تعاون سے شائع ہو رہی ہیں۔

گذشتہ سال کے نثری ادب کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ودربھ کے شاعر و ادیب اردو زبان و ادب کی ہر صنف میں مرکزی پیش رفت کے ساتھ شانہ بشانہ سرگرم سفر ہیں۔

صفحہ نمبر ۲۴ سے آگے — اثباتی نقطۂ نظر

اس طرح ہزاروں خاندان جب اس مثبت راستے پر گامزن ہوں گے تو سارا شہر اور سارے شہر سے بڑھ کر سارا ملک راست گوئی، راست بینی اور اثباتی نقطۂ نظر کا آئینہ دار ہوگا۔ گاندھی جی نے شاید ان تین عقلمند بندروں کے ذریعے اسی اثباتی سوچ کو عوام تک پہنچایا۔

See no evil, Hear no evil, Speak [illegible]

برا سوچنا، برائی سننا اور برائی دیکھنا، یہ تینوں مرد کے لئے، سماج کے لئے اور سارے ملک کے لئے مضر ہیں۔

اس لئے راست گوئی، راست بینی، راست اور سیدھے طریقے پر سوچنے کے لئے دماغ و دل کو تیار کیجئے اور یہ مسلسل کوششوں سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ کوشش کرنے سے بڑے سے برا انسان بھی نیک اور شریف انسان بن سکتا ہے۔ کیوں نہ آپ بھی اپنے آپ کو ان نیک، اچھے، راست گو اور راست بینوں کی فہرست میں شریک کرلیں۔

---

* اطلاعاً عرض ہے کہ ڈاکٹر محمد حامد صاحب کا تحقیقی مقالہ طباعت کے مراحل طے کر چکا ہے۔ یہ کتاب ہمارے [illegible] میں آئی ہے۔ (مدیر راقی مدر)

تبصرہ

تبصرہ نگار :- عبداللہ

Jamia Nagar
J.M.I. New Delhi

وقف بلیٹن

(سہ ماہی رسالہ) بھوپال

مدھیہ پردیش وقف بورڈ کی جانب سے جاری کردہ سہ ماہی رسالہ "وقف بلیٹن" بھوپال ملک بھر میں اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ہے۔ اب تک کسی اور ریاست کے وقف بورڈ کا رسالہ نظر سے نہیں گزرا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ایک عام مسلمان کے لئے وقف اور وقف بورڈ جیسے الفاظ کوئی خاص معنے نہیں رکھتے — مسلمانوں کی اکثریت یہ نہیں جانتی کہ وقف بورڈ کیا ہیں اور یہ کیوں تشکیل دئے جاتے ہیں۔ شری محمد سعید خاں، سیکریٹری وقف بورڈ نے نئے تشکیل شدہ بورڈ کی دو سالہ کارگزاری پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے — نیز عوام کو وقف بورڈ کی اہمیت اور غرض و غایت سے متعارف کرانے کے لئے نئے بورڈ کے اراکین اور چیئرمین شری نظام الدین کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: "موجودہ بورڈ کے ممبران اور چیئرمین صاحبان نے متعدد مقامات کے دورے کرکے ضلع وقف کمیٹیوں کے اجلاس میں عام مسلمانان کو مدعو کرکے بورڈ کے اجلاس بھوپال کے علاوہ صوبے کے دیگر شہروں میں بھی منعقد کرکے عوام کو وقف بورڈ سے متعارف کرایا۔ منتظمان اوقاف کو صحیح طریقے سے کام کرنے کی تلقین کی اور عام لوگوں پر یہ واضح کیا کہ جن بندگانِ خدا نے اپنی جائز طور پر کمائی ہوئی دولت کو اپنے یا اپنی اولاد کے عیش و آرام پر صرف نہ کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا اور ان سے جو وقفیہ جائدادیں ظہور میں آئیں ان کے تحفظ اور بقا کی ذمہ داری ہر مسلمان پر واجب ہے۔"

ریاست بھوپال کے مختلف مقامات پر منعقدہ ضلع وقف کمیٹی کی میٹنگوں میں عوام تک پہنچائے گئے اس پیغام کو ملک گیر سطح پر عام کرنے نیز مدھیہ پردیش وقف بورڈ کی کارکردگی سے عوام کو متعارف کرانے کے لئے زیرِ تبصرہ رسالہ کا اجرا ایک قابلِ ستائش اقدام ہے۔

"وقف بلیٹن" کے اس شمارے میں وقف کی مختصر تاریخ، وقف ایکٹ کے اغراض و مقاصد، وقف کی ہوئی جائدادوں کی نگہداشت و تحفظ، وقف جائدادوں کے رجسٹریشن کی افادیت و اہمیت سرکاری و صوبائی وقف بورڈ ضلع کمیٹیوں کے کاموں کی ذمہ داریوں کو مختلف مضامین کے تحت نہایت جامع اور واضح انداز میں پیش کیا ہے۔

رسالے کے ترتیب کار واحد پریمی نے ایک عمدہ اور معلوماتی مضمون بعنوان "ہندستان کی ایک عظیم مسجد اور ایک اہم دارالعلوم — تاج المساجد" میں ہندستان کی اس وسیع ترین مسجد کی تعمیر کی مختصر تاریخ اور جدید تعمیرات کے کاموں کا ذکر کیا ہے۔

مدھیہ پردیش وقف بورڈ کے محسنین و اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو محسوس کیا اور ایسے رسالے کا اجرا کیا۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل اس رسالے کی یہ خصوصیت قابلِ ذکر ہے کہ ایک ہی مواد کو رسالہ کے دائیں جانب سے اردو اور بائیں جانب سے دیوناگری رسم خط میں مہیا کیا گیا ہے گویا کہ یہ ذولسانی جریدہ ہے۔

مدھیہ پردیش کے وزیر برائے اوقاف، جیل اور اردو اکاڈمی جناب حاجی عنایت محمد صاحب اس بلیٹن کے روحِ رواں ہیں جن کی زیرِ نگرانی یہ رسالہ منظرِ عام پر آیا۔ اسی طرح مدھیہ پردیش وقف بورڈ کے چیئرمین جناب نظام الدین صاحب بھی قابلِ مبارکباد ہیں کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اس سمت مبذول کئے ہوئے ہیں۔

۲۰ روپے زرِ سالانہ یا فی شمارہ ۵ روپے روانہ کرکے اس جریدہ کو دفتر ایم۔ پی وقف بورڈ، پیر گیٹ روڈ بھوپال ۴۶۲۰۰۱ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ●●

دُعائے نو

بکل انساکی
گیتا گنج، بلرام پور، ضلع گونڈہ
(یوپی)

یارب چمن میں فتنوں کے ڈیرے نہ رہ سکیں
یعنی خزاں نواز بسیرے نہ رہ سکیں

جو روشنی فروش تھیں شامیں وہ سو گئیں
وہ نور دے کہ جھوٹے سویرے نہ رہ سکیں

ہم کارواں کو لے کے بڑھیں آن بان سے
راہیں ہوں ایسی جن پہ لٹیرے نہ رہ سکیں

کچھ اس طرح جلا دے دلوں کے بجھے چراغ
گلشن میں زندگی کے اندھیرے نہ رہ سکیں

سرحد کے پار بھی ہیں جو مطلب پرست دوست
وہ دور ہی رہیں کبھی نیڑے[1] نہ رہ سکیں

[1] نزدیک

ناوالبستہ کانفرنس

(آزاد نظم)

● شیخ محمد جعفر موتی
پونے

ذکر دگیان بھون کا ہر سُو
غیر ملکی سربراہِ مملکت ہوئے مدعو
باہمی جھگڑے مصالحانہ گفتگو
تعاون سے خطرہ حل کرنے کی خُو
تیسری دنیا ایک نظام چاہتی ہے
کریں نہ نبھر سے ہلاک کی جستجو
فاقہ، بے روزگاری، افراط زر
عالم کشیدگی کی ہے یہ آب جو
چپقلش ایران و عراق میں
جذبۂ تحریک پیاسی گوناگوں
اپنی اسلحہ اور غلامی کے لئے
غیر جانبدار اپنے تھے نہرو
حقیقت میں وہ ناوابستہ تھے
نہرو، ناصر اور ٹیٹو
اندرا ہوتی تحریک صدر جب
امن کی ہر سمت سے آتی بُو
دیکھا ہے شیشۂ انسانیت
دیکھا صبح آزادی کا منھ
بکھری طاقت کو سمیٹ لو
بچے گی تمہاری آبرو
سامراجیت غیر ملکی تسلط
نسل پرستی کا بیری موتی تو

غزلیں

• فیاض فتحپوری

امریکن ڈیزل سروس ۔ کالی ندی روڈ
بلند شہر (یوپی)

اس شہرِ پر آشوب میں گھر کون خریدے
وارفتگیٔ قلب و نظر کون خریدے

ہر شخص اندھیرے کا پجاری ہے یہاں پر
تابندگیٔ شمس و قمر کون خریدے

اس نے تو مجھے پھر دفا قتل کیا ہے
اب شہر میں دیکھو مرا سر کون خریدے

ہر شخص مری جاں کا طلبگار ہے لیکن
قاتل سے ہی قاتل کا ہنر کون خریدے

فیاض جہاں سر پہ ہے تیغ کا سایہ
اس شہر میں جینے کا ہنر کون خریدے

• شوق ماہری

مرگھٹ روڈ۔ کھنڈوہ
(ایم، پی)

ہم سے ملنے میں تامل نہ کرد
اے بتو! اتنا تغافل نہ کرد

دل کی دنیا میں اندھیرا ہی سہی
آرزوئے لب دکاکل نہ کرد

رات باقی ہے امیدیں باقی
ان چراغوں کو ابھی گل نہ کرد

طبع ساقی پہ گراں گذرے گا
مے کشو! ذہر ہیو غل نہ کرد

چشم ساقی پہ نگاہیں رکھو
جام و مینا پہ توکل نہ کرد

لوگ کچھ اور سمجھتے ہوں گے
بے تکلف یہ تامل نہ کرد

شوق اتنی بھی یہ عجلت کیا ہے
اور کچھ صبر و تحمل نہ کرد

• ذکی طارق

۱۹ ۔ کانٹی روڈ، پورسعدیہ
غازی آباد (یوپی)

جہاں سے پاتا ہے درسِ مصالحت کوئی
وہیں سے سر نہ اٹھائے مخالفت کوئی

کھنچے ہے تھے بدن سر بھری کتابوں کے
چھپی ہوئی تھی صداؤں میں مصلحت کوئی

عجب خیال میں ڈوبا ہوا سا رہتا تھا
نہیں تھی اس کو تو خود سے بھی انسیت کوئی

بہت عزیز ہے مجھ کو ضمیر کی آواز
نہیں گوارا کسی سے مفاہمت کوئی

وہ کاروانِ غزل کے نقیب ٹھہرے ہیں
غزل سے جن کو نہیں ہے مناسبت کوئی

وہ راستے کہ شجر تک تھے بے لباس ذکی
نہ تھی غریب کو خوابوں کی مملکت کوئی

خاندانی منصوبہ بندی اختیار کرنے میں بھارت کی اوّلیت ۔ شری شنکر آنند

شری بی. شنکر آنند مرکزی وزیر برائے صحت عامہ اور خاندانی منصوبہ بندی نے فرمایا کہ بھارت دنیا کا وہ پہلا ملک ہے جہاں سرکاری سطح پر خاندانی منصوبہ بندی پروگرام اختیار کیا گیا ہے نیز ہمارے ہر پنجسالہ منصوبہ میں اس پروگرام کو خصوصی اہمیت دی جارہی ہے ۔ امتدادِ زمانہ کے ساتھ اس پروگرام کے تحت بچے اور ماں کی صحت کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

وزیر موصوف انڈین ایسوسی ایشن آف فرٹیلیٹی اینڈ اسٹیریلیٹی کی جانب سے انسانی افزائشِ نسل کے موضوع پر ۲۷ر نومبر کو بمبئی میں منعقدہ چوتھی عالمی کانگریس کا افتتاح کر رہے تھے ۔ اس کانگریس میں مندوبین، ماہرین اور اسکالرس کی کثیر تعداد شرکت کر رہی تھی ۔

ضبط تولید کے جدید طریقوں سے عالمی سطح پر استعمال سے متعلق اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے شری شنکر آنند نے جدید سائنس اور تکنیکی ترقی کی روشنی میں کامیاب مانع حمل عوامل وضع کرنے کے لئے حالیہ عوامل کے تئیں عوام کے ذہنی و نفسیاتی ردعمل اور ان کی اثر انگیزی سے متعلق تحقیق کو ناگزیر قرار دیا اس سلسلے میں انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ کی جانب سے ملک بھر میں ۲۲ تحقیقی مراکز کھولے جانے پر آپ نے اظہارِ اطمینان کیا۔ ڈاکٹر مہندر پاریکھ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

شری بابا آمٹے کو وزیرِ اعلیٰ کی مبارکباد

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے آنندون آشرم کے بانی شری بابا آمٹے کو انسدادِ جذام کے میدان میں ان کی غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں سال ۱۹۸۳ء کا ڈامین دتن "عالمی ایوارڈ" دیئے جانے پر مبارکباد دی۔

شری آمٹے کو یہ ایوارڈ آئندہ سال ماہ فروری کے دوران نئی دہلی میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی جذام کانگریس کے موقع پر پیش کیا جائے گا۔

وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ میں ایک ٹیچر کا عطیہ

سواستک سیکنڈری ہائی اسکول ناگپور کے ایک معاون ٹیچر شری کے۔ جی۔ پنڈسے نے وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ میں ۱۰۱ روپے کا عطیہ پیش کیا۔

شری پنڈسے نے یہ رقم دیوالی کے تہوار کے موقع پر غیر ضروری اخراجات سے پرہیز کرکے جمع کی تھی۔

وزیرِ اعلیٰ نے شری پنڈسے کی ریاست کے سیلاب زدہ افراد سے ہمدردی پر ان کے اس جذبۂ ایثار کی ستائش کی ۔

سلم باسیوں کی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی تشکیل
قانونی دشواریاں دور کی جائیں گی
وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے فرمایا کہ سلم باسیوں کی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی تشکیل میں پیش آنے والی قانونی دشواریوں کو دور کیا جائے گا۔

آپ سلم سدھار کے موضوع پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے ۲۲ر نومبر کو منترالیہ میں طلب کردہ مختلف محکموں کے سکریٹریوں کی میٹنگ میں حاضرین سے خطاب کر رہے تھے ۔

شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ ہاؤسنگ سوسائٹی کی تشکیل کے لئے کسی سلم علاقے کے ۷۰ فی صد باسیوں کی رضامندی کو سو فیصد رضامندی تصور کرتے ہوئے قانون میں اس مناسبت سے ضروری ترمیم کی جائے گی۔

آپ نے یقین ظاہر کیا کہ بمبئی کے سلم باسیوں کی بازآبادکاری کا مسئلہ عوام کے تعاون سے حل کیا جاسکتا ہے نیز اس سلسلے میں مرکز کے علاوہ ایل آئی سی اور قومیائے گئے بینکوں جیسے مالی اداروں سے مالی امداد بھی حاصل ہوگی تاہم آپ نے فرمایا کہ مالی امداد کے دوسرے ذرائع بھی تلاش کئے جانے چاہئیں۔

نائب وزیرِ اعلیٰ شری رام راؤ آدِک، سابق مرکزی وزیر ڈاکٹر چرنجیت چھابڑا، پروفیسر این. ایم کامبلے، شری مرلی دیورا، شری ایس. ایس تیناسیکر اور بمبئی عظمیٰ کی میونسپل کارپوریشن کے کمشنر

میٹنگ میں شریک تھے۔

Husain Library Jamia Nagar J. M. I. New Delhi

خاندانی بہبود انعامات کے لیے تقریباً ۱۵ لاکھ روپے منظور

ریاست میں خاندانی بہبود پروگرام کی موثر طور پر عمل آوری کے نتیجے میں حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں میونسپل کارپوریشن کے غیر سرکاری اور سرکاری عملے کو اپریل سے دسمبر ۱۹۸۳ء کے دوران ان کی غیر معمولی خدمات کے صلے میں ۱۴۷،۴۸ روپے بطور انعام دینا منظور کیا ہے۔

مندرجہ ذیل میونسپل کارپوریشنز کو اس مدت میں نسبندی کرانے کے لئے حسب ذیل رقموں کی منظوری دی گئی ہے۔

بمبئی عظمیٰ	۷۱،۸۴۱	روپے	۳۲۹۴۷	نسبندی کیلئے
کولہاپور	۵،۲۱۴	روپے	۱،۲۸	نسبندی کیلئے
ناگپور	۱۶۴۴۳	روپے	۵،۴۸۱	نسبندی کیلئے
ناسک	۷،۶۳۹	روپے	۲،۵۴۷	نسبندی کیلئے
پمپری چنچوڑ	۵۸۵	روپے	۱۹۵	نسبندی کیلئے
پونے	۲۳،۳۳۴	روپے	۷،۷۷۸	نسبندی کیلئے
سولاپور	۱۲،۲۲۵	روپے	۴،۰۷۵	نسبندی کیلئے
تھانے	۴،۵۱۵	روپے	۱،۵۰۵	نسبندی کیلئے
اورنگ آباد	۵،۹۵۲	روپے	۱،۹۸۴	نسبندی کیلئے

حکومت نے میونسپل کارپوریشن کو ۸۴-۱۹۸۳ء کے باقی ماندہ مدت کے لئے پروگرام پر عمل آوری کے لئے مزید رقم منظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ناگپور ڈیویژن مقررہ بچت نشانے سے آگے

ناگپور ڈویژن نے موجودہ مالی سال کیلئے مقرر کردہ سرمایہ کاری کے نشانے کو ۱۰۲ فیصد تک ۵ ماہ قبل ہی مکمل کرلیا ہے۔

سال برائے ۸۴-۱۹۸۳ء کیلئے پانچ اضلاع کا نشانہ ۹۰ء۱۰ کروڑ روپے مقرر کیا گیا تھا اور ۱۵ر نومبر تک ۱۲ء۱۱ کروڑ روپے تک کی کامیابی حاصل کرلی گئی ہے۔ گذشتہ مالیاتی سال کے دوران ڈویژن نے اپنے مقررہ نشانے کی حد کو پار کرلیا تھا۔

موجودہ سال کے دوران بھنڈارا، چندرپور اور گڈچرولی گذشتہ ماہ ہی اپنے مقرر کردہ نشانے کی حدوں کو پار کرچکے ہیں اور ضلع ناگپور اگلے ماہ اپنا مقرر کردہ نشانہ پورا کرے گا۔ ڈیویژنل کمشنر شری کے شیو رام کرشن کی زیر نگرانی اس کی منصوبہ سازی کی گئی اور شری ایس۔ جی منڈے ڈپٹی ڈائرکٹر آف اسمال سیونگ کی زیر قیادت اس مقرر کردہ نشانے کو کامیابی کے ساتھ پورا کیا گیا۔

جذام کے مریضوں کی زندگی بہتر بنائیے

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ

ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ نے فرمایا کہ طبی پیشے سے وابستہ افراد بالعموم اور ماہرین جذام بالخصوص جذامیوں کی صورت شکل بگڑنے کا تدارک کرکے انہیں ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی اذیتوں سے محفوظ رکھنے میں اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

موصوفہ ۱۸ر نومبر کو بمبئی میں ماہرین جذام کی ۱۳ ویں چار روزہ کانفرنس کی افتتاحیہ تقریب میں بطور مہمان خصوصی حاضرین سے خطاب کررہی تھیں۔ کانفرنس کا افتتاح جسلوک ہسپتال کے میڈیکل ڈائریکٹر ڈاکٹر شانتی لال جے مہتا نے کیا۔ معروف ماہر جذام ڈاکٹر این۔ ایچ انٹیا نے تقریب کی صدارت کی۔

ڈاکٹر (شریمتی) راؤ نے مزید فرمایا کہ جذام سے متعلق عوام میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور اس مرض سے وابستہ سماجی نفرت کے خاتمے کے لئے خصوصی کوششیں کی جانی چاہئیں۔ آپ نے بتایا کہ حالانکہ جذام کی وجہ سے ہونے والی اموات کی تعداد ٹی۔بی کی وجہ سے ہونے والی اموات کے مقابلے میں کم ہے لیکن جذام کے تعلق سے سماجی سطح پر پھیلی ہوئی نفرت اس مرض کی شدت میں بے پناہ اضافہ کرتی ہے ــــ لہٰذا سائنس دانوں کو چاہیئے کہ جدید سائنسی تحقیقات سے استفادہ کرتے ہوئے جذامیوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ وہ ایک عام شہری کی طرح زندگی گزار سکیں۔

بمبئی کے شریف شری ایس۔ پی گودریج اور ڈاکٹر شانتی لال پٹیل نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

ڈاکٹر آر۔ گنپتی ڈائرکٹر بجے لپرسی پروجیکٹ نے شکریہ ادا کیا۔

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف ۱۶ر نومبر کو راج بھون میں منعقدہ ایک تقریب میں شری شیام کانت پرشوتم موہنی کو اپ لوک آیوکت کے عہدے کا حلف دلا رہے ہیں۔

مہاراشٹر میں این۔سی۔سی کے ڈائرکٹر شری رائے۔ کے۔ یادو کی رہنمائی میں این سی سی کے ایک کوہ پیما گروپ نے ۱۵ر نومبر کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔ تصویر اسی موقع کی ہے۔

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم ۲۱ر نومبر کو بمبئی کے کاوسجی ہال، میں منعقدہ قدیم تاریخی دستاویزات کی نمائش دیکھ رہے ہیں

شری بی۔ شنکرآنند مرکزی وزیر برائے صحت عامہ اور خاندانی منصوبہ بندی ۲۰ نومبر کو بمبئی میں افزائش نسل انسانی کے موضوع پر منعقدہ چوتھی عالمی کانگریس کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۱۸ نومبر کو منترالیہ میں منعقدہ "مہاراشٹر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کانفرنس" کا افتتاح کرنے کے بعد، حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم، شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات اور شری شیواجی راؤ نیلانگیکر، وزیر آبپاشی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ۲۳ نومبر کو منترالیہ میں اسٹیٹ بنک کے جنرل منیجر شری این۔ این۔ مہاجن سے بنک کی جانب سے سیلاب راحت فنڈ کے لئے بطور عطیہ ایک لاکھ روپے کا چیک قبول کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شریمتی اللیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ، ۲۰ نومبر کو بمبئی کالج آف فارمیسی میں ۲۲ ویں قومی فارمیسی ہفتہ کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کر رہی ہیں۔

حکومت مہاراشٹر کی جانب سے شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر برائے ڈیری ترقیات ۱۲ نومبر کو حکومت سکم کے لئے ۲۲ مخلوط النسل بچھڑے سکم کے گورنر شری ہومی جے۔ ایچ طالع یارخاں کے سپرد کر رہے ہیں۔

Zakir Husain Library
Jamia Nagar
J. M. I. New Delhi

بمبئی میں سکونت پذیر سندھودرگ اور رتناگیری اضلاع کے لوگوں کی جانب سے ۲۰ نومبر کو شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول اور شری ابھے سنگھ راجے بھوسلے، وزیر مملکت برائے امداد باہمی کے اعزاز میں منعقدہ جلسے میں نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور اطلاعات و رابطہ عامہ، ہندی کے معروف صحافی آنجہانی پنڈت بابو راؤ وشنو پراڈکر کی جنم شتابدی کے موقع پر ان کی حیات و خدمات سے متعلق ریاستی حکومت کے ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ کی جانب سے ۲۳ نومبر کو مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر دادر میں منعقدہ نمائش کا رد ئی دیپ روشن کر کے افتتاح کر رہے ہیں۔ تصویر میں ڈائرکٹر جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ، شری موہن پاٹل اور ڈپٹی ڈائرکٹر شری رمیش وابگاؤنکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS PUNE-1984

- **احمد مقبول**

۳۲۵۸۔ مہاراج نگر۔ لکھیم پور کھیری (یو۔پی)

قومی راج کا خصوصی آزادی نمبر موصول ہوا۔ قومی راج، آپ کے زیرِ سایہ برابر ترقی کی سمت مائل ہے۔ حصّہ نظم معیاری ہے مگر حصہ نثر میں کہانی یا افسانے کی کمی محسوس ہوتی ہے اس کے باوجود، اس مختصر رسالہ کے ذریعے آپ کافی علمی، ادبی، سیاسی اور سماجی معلومات فراہم کر رہے ہیں اور جس طرح رسالے کو دن بدن متنوع اور دل کش بنا رہے ہیں اس کے لئے آپ کی ساعی لائقِ تحسین ہے۔

- **مصطفےٰ امومن**

موضع رحمت غنی، پوسٹ پولی ٹکنیک، ضلع دھنباد (بہار) ۸۲۶۰۰۱

قومی راج کا تازہ شمارہ اکتوبر ۱۹۸۳ء جناب غیاث احمد گدی صاحب کے توسط سے پڑھا۔ پرچہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور معیاری تخلیقات سے آپ کی اعلیٰ مدیرانہ صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ نثر و نظم دونوں حصے خوب ہیں۔

- **مرتضےٰ علی**

اقبال روڈ۔ دھولے (مہاراشٹر)

'قومی راج' ریاستی معلومات، ادبی مضامین اور نظموں غزلوں کے ساتھ ہر پندرہ دن بعد جس اہتمام سے آپ لوگ پیش کرتے ہیں اس کے لئے مبارکباد۔ چند کہانیوں کے لئے بھی گنجائش نکالئے تاکہ قومی راج میں جس کمی کا ذکر اکثر قارئین کرتے ہیں وہ پوری ہو سکے۔ مراٹھی نظموں کا اردو میں منظوم ترجمہ جو پہلے شائع ہوا کرتا تھا، اگر اس سلسلے کو دوبارہ شروع کیا جائے تو بہت خوب ہوگا اس طرح مراٹھی اور اردو دونوں زبانوں کے جاننے والے تو داد دیتے ہی تھے جو لوگ مراٹھی سے ناواقف ہیں وہ بھی مراٹھی ادب میں نئے اندازِ فکر سے متاثر ہوتے ہیں۔

- **نعیم شہریار (مدرس)**

معرفت بھالے راؤ ڈرائیور بلڈنگ۔ رادھا نگری

مانس مندر (ایس۔پی۔او) وردھا ۴۴۲۰۰۱ (مہاراشٹر)

اہم ملکی و ریاستی اطلاعات کی تعداد پر سے مزین حب الوطنی سے بھرپور نظمیں، مجاہدینِ آزادی کے واقعاتِ زندگی اور وردھا کا تاریخی پسِ منظر لئے ہوئے "آزادی نمبر" اس موقع پر ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ ڈاکٹر محمد یٰسین کاظمی کا مضمون سیدھے سادے اندازِ تحریر کے ساتھ دل سے گہرے جذبات کا اظہار ہے۔ ڈاکٹر ایم۔ آئی ساجد کا عالمانہ مقالہ خوب ہے۔ سید ظہیر الدین مدنی صاحب نے "اردو یونیورسٹی" لکھ کر اردو داں طبقے میں ایک سرگرمی پیدا کرنے اور اربابِ حکومت کو ہمدردانہ غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ خدا کرے ہمارا یہ دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو۔

محبوب راہی، ظفر گورکھپوری اور اسماعیل آتشہر جیسے بڑے بڑے لوگوں کا بچوں کے لئے ادب تخلیق کرنے کا عمل ایک قسم کا نفسی جہاد ہے۔ ایسے لوگ خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اکبر نوری کی غزل معنویت سے پُر ہے۔ بے حد پسند آئی۔

- **عبدالرحمٰن**

نیا پورہ۔ مالیگاؤں۔ ضلع ناسک (مہاراشٹر)

'قومی راج' کا ہر شمارہ چونکا دینے والا ہوتا ہے حکومتِ مہاراشٹر کی تعمیری سرگرمیوں کے ساتھ آپ لوگ جس دل کش ڈھنگ سے مضامین نظم و نثر پیش کرتے ہیں اس کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔ مہاراشٹر کے ایک شاعر سے متعلق سوانح، (مختصر حالات اور خدمات) اور منتخب کلام۔ اگر آپ ہر شمارے میں شامل کریں تو ایک تاریخ مرتب ہو جائے گی۔ اچھا کارنامہ ہوگا۔

فوری توجہ کیلئے ہمیشہ "حوالہ نمبر" (جو آپ کے پتہ کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمائیں۔ اپنا پتہ صاف لکھیں اور ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر کر دیں۔

(ادارہ)

وزیر اعلیٰ کا پیغام

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارا ڈائرکٹوریٹ برائے اطلاعات، رابطۂ عامہ "قومی راج" کا ایک خصوصی شمارہ شائع کر رہا ہے۔

"قومی راج" نے کئی معلوماتی خصوصی شمارے شائع کئے ہیں جو اپنی افادیت کے لحاظ سے محفوظ رکھنے کے قابل ہیں۔ ان میں سماجی جنگل بانی، نشہ سے پاک طرزِ زندگی، انسدادِ جرائم، ضمانتِ روزگار اسکیم خصوصی نمبر قابلِ ذکر ہیں۔ مجھے امید ہے کہ موجودہ "ادیباسی نمبر" بھی اپنے پیش رو خصوصی شماروں کی طرح اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو نہ صرف اجاگر کرے گا بلکہ سماج کے اس اہم لائقِ اصلاح مسئلہ کے لئے دلیلِ راہ بھی ہوگا۔ ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی، قوم کے روبرو جو بیس نکاتی پروگرام پیش فرما چکی ہیں وہ غریبوں، ہریجنوں اور گریجنوں بلکہ ان عام پسماندہ غیر فہرستی قبائل کے لوگوں کے درد کا بھی مداوا ہے جن کا تعلق ہمارے سماج کے بدقسمت، کم نصیب ارکین سے ہے۔ ادیباسیوں کا تعلق بھی قوم کے اس طبقے سے ہے جن کے سلسلے میں یہ کہنا ناموزوں نہ ہوگا کہ موجودہ تہذیب کی روشنی سے اب تک یہ لوگ محروم رہے ہیں اور غالباً ہماری قوم میں کمزور ترین بھی ہیں۔ مرکزی حکومت ادیباسیوں کی ہمہ جہتی بہبودی کے لئے بعض رہنمایانہ اصول ترتیب فرما چکی ہے جن کی بنیاد پر ریاستی حکومت مہاراشٹر کے ۱۴ اضلاع کے ۶۵۴۰ دیہاتوں میں ان قبائل کی اصلاح کے لئے کوشاں ہے۔ چنانچہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس مد میں ۶۹۶۴۹ کروڑ روپے مخصوص کر دیئے گئے ہیں اور ہم ادیباسیوں کی ترقی کے کام پر مستقبل میں بھی توجہ دینے کا عزم کر چکے ہیں۔

مہاراشٹر حکومت کو ادیباسیوں کی اصلاح کے مختلف پہلوؤں سے جو لگاؤ ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ منترالیہ میں خاص اس سلسلے میں "ادیباسی سیل" قائم کیا گیا ہے جو اس قبیلے کے علاقوں میں ضمنی منصوبہ کے درآمد کی رفتار پر نہ صرف نگاہ رکھے گا بلکہ اسے تیز تر کرنے پر بھی توجہ دے گا تاکہ سماج کے اس حصّہ کو جلد از جلد ترقی یافتہ علاقوں کے دوش بدوش لایا جاسکے۔ اس ضمنی منصوبہ کی غرض و غایت یہ ہے کہ ادیباسیوں کے رہائشی حالات سدھارے جائیں، ان کی تعلیم اور ان کو باکار رکھنے کا انتظام کیا جائے اور ان کے تمام مشکل مسئلوں کو حل کیا جائے۔ یہ ضمنی منصوبہ کاغذی نہیں ہے، بلکہ درحقیقت عمل میں لایا جا چکا ہے چنانچہ ادیباسیوں کی بہتری پر مستقبل میں بھی پوری توجہ دی جائے گی۔

قومی راج کا یہ شمارہ نہایت بروقت شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ یہ ادیباسیوں کی اصلاح کے سلسلے میں مینارۂ نور ثابت ہوگا اور سماجی کارکن حضرات اس باب میں اپنی پوری کوشش اور جدوجہد سے کام لیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ عام آدمی بھی حکومت کی اس سماج گیر سرگرمی میں دلچسپی کا اظہار کریں گے جو ادیباسیوں کی بہبودی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے جن کی اصلاح مہاراشٹر کی نیک نامی اور پوری قوم کی سربلندی کا باعث ہوگا۔

اس خصوصی شمارے کے لئے ان نیک تمناؤں کے ساتھ میں، سوسائٹی کے تمام طبقوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بیدار ہوں اور اس قومی پروگرام میں سرگرمی سے حصّہ لیں۔

وسنت راؤ پاٹل

وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر

فرقوں کی اکثریت ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے :

تھانے ضلع	وارلی، کٹکری، ٹھکر، کوکنا، ڈھورکولی، اور ملہارکولی
دھولے ضلع	بھیل، کوکنا، اور گابت ڈھانکا،
احمدنگر اور پونے اضلاع	مہادیوکولی، کٹکری اور کورکو
رائے گڑھ ضلع	کٹکری
ناشک ضلع	مہادیوکولی، کوکنا اور بھیل
امراوتی ضلع	کورکو
ایوت محل ضلع	کولم اور گونڈ
چندرپور اور گڈچرولی اضلاع	گونڈ، ماڈیا گونڈ، پردھان اور ہلبا۔

ادیباسی دشوار گذار پہاڑی علاقوں میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ معاشی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی ترقی کی راہ میں کئی دشواریاں حائل ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں :۔

ادیباسی علاقوں میں نقل و حمل اور مواصلات کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ پینے کا پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ انہیں رہنے کے لئے پکے گھر نہیں ہیں نیز طبی اور تعلیمی سہولتیں بھی ناکافی ہیں۔ ان کا سب سے اہم مسئلہ ہے معاشی استحصال کا مقابلہ کرنا، ساہوکاروں اور مالکانِ اراضی نے ان کی زمینوں پر غاصبانہ طور پر قبضہ جمایا ہے۔ اب ان کی حیثیت ان بڑے لوگوں کے کرایہ دار یا بے زمین زرعی مزدوروں کی سی ہے جس کی وجہ سے وہ افلاس، جہالت، پسماندگی، معاشی استحصال اور بے روزگاری جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔

گذشتہ تین سالوں میں غیر ادیباسی عوام ادیباسیوں کے طرزِ زندگی سے کافی حد تک متعارف ہو چکے ہیں اور ادیباسیوں کا بھی عام شہریوں سے رابطہ قائم ہوا ہے جس کی وجہ سے دونوں کے مابین ثقافتی اور نظریاتی تبادلہ بھی ہوا ہے۔

ادیباسیوں کی خدمت کے لئے خود کو وقف کرنے والے سماجی خدمت گاروں کی خدمت کا اب اعتراف کیا جارہا ہے اور ان کی ہمت افزائی کی جارہی ہے۔ سماجی خدمت گاروں، رضاکار تنظیموں اور سرکاری کوششوں کے نتیجے میں ادیباسیوں کی ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔

ہمارے پنج سالہ منصوبوں کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے مرکزی حکومت نے ادیباسیوں کے سماجی اور معاشی حالات کو بہتر بنانے کے لئے ریاستی حکومت کو قبائلی ضمنی منصوبہ تشکیل دینے کی ہدایت کی۔ ریاستی حکومت نے مندرجہ ذیل اضلاع کے ۱۴ چھوٹے شہروں کے ۶،۷۵۹ دیہاتوں کا قبائلی ضمنی منصوبہ کے تحت احاطہ کیا ہے : تھانے، رائے گڑھ، ناشک، دھولے، جلگاؤں، پونے، احمدنگر، ناندیڑ، امراوتی، ایوت محل، ناگپور، بھنڈارا، گڈچرولی اور چندرپور۔ قبائلی ضمنی منصوبہ، سماجی خدمت گاروں اور رضاکار اداروں کی کوششوں کی وجہ سے اگرچہ ادیباسی، سماجی طور پر روشن خیال ہو چکے ہیں لیکن اب بھی ان کو روایتی شکنجوں اور مذہبی توہمات سے نجات نہیں ملی ہے۔ وہ اب بھی "بھگت" کے پاس اپنی بیماریوں کے علاج کے سلسلے میں جاتے ہیں اور یہ "بھگت" ان بے چاروں کی لاعلمی اور اندھے عقیدے کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔

منصوبہ کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں :

(ل) ہر سطح پر ادیباسیوں کے استحصال کا تدارک اور اس مقصد کے تحت اسکیمات کی تشکیل۔

(ب) ادیباسیوں کو سماجی دھارے میں شامل کرنا، نقل و حمل اور مواصلات کا انتظام کرنا، ادیباسیوں میں تعلیم کو عام کرنا۔

(ج) ادیباسی نوجوانوں میں خود اعتمادی پیدا کرنا اور ان میں رہنمائی کی صلاحیت کو ابھارنا۔

(د) ادیباسیوں کے لئے کاشتکاری کو زیادہ سودمند اور نفع بخش بنانے کے لئے اقدامات کرنا تاکہ ان کا معیارِ زندگی بہتر ہو سکے۔

"ترایا" ادیباسیوں کا مخصوص اور دلپسند آلۂ موسیقی ہے۔ ادیباسی "ترایا" کی لے پر رقص کرتے ہیں اور اپنے غم بھول جاتے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں "ترایا" بجاتے ہوئے ایک بھیل ادیباسی کو دیکھا جا سکتا ہے۔

(ہ) ادیباسی علاقوں میں معاون روزگاروں کو رواج دینا۔

(و) ادیباسیوں کو قرض فراہم کرنے کے لئے کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹیوں کا ایک جال بچھانا، ادیباسیوں کو زرعی پیداوار کا مناسب معاوضہ دلانا۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے سہیادری ڈویژن اور گونڈاون ڈویژن یہ دو ڈویژن تشکیل دیئے گئے نیز ناشک اور ناگپور میں ایک ایک جوائنٹ کمشنر مقرر کیا گیا۔ اضلاع کے کلکٹران اور چیف ایگزیکیوٹیو افسران کو ان کے حلقوں میں بالترتیب ڈپٹی قبائلی کمشنر اور جوائنٹ قبائلی کمشنر مقرر کیا گیا نیز پروجیکٹ افسران مقرر کئے گئے جو قبائلی ضمنی منصوبہ کے تحت پروگرام نافذ کرتے ہیں۔ ادیباسیوں کی امداد باہمی سوسائٹیوں کی ہموار کارکردگی کو ممکن بنانے کے لئے ٹرائبل کمشنر کو جوائنٹ کوآپریٹیو کمشنر بھی بنایا گیا ہے۔

قبائلی ضمنی منصوبہ کے نفاذ کے لئے ضلع واری سطح پر ایک اسپیشل ایگزیکیوٹیو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔

قبائلی ضمنی منصوبہ کے تحت ۲،۲ لاکھ ادیباسیوں یعنی ادیباسیوں کی کل آبادی کے نصف حصّہ کا احاطہ کیا گیا ہے۔

چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں قبائلی ضمنی منصوبہ اسکیم کے لئے ۳۰۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ضمنی منصوبہ کے تحت زیرِ عمل لائی جانے والی اسکیمات کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے اول وہ اسکیمیں جو ریاستی سطح پر نافذ کی جاتی ہیں۔ دوم وہ جو ضلع واری سطح پر نافذ کی جاتی ہیں اور سوم وہ جنہیں مرکزی حکومت کی امداد سے نافذ کیا جاتا ہے۔ قبائلی ضمنی منصوبہ کے تحت، آبپاشی، زراعت، صحت عامہ اور نقل و حمل سے متعلق اسکیمات کے نفاذ پر خصوصی زور دیا جاتا ہے۔

قبائلی ضمنی منصوبہ کا مقصد ادیباسیوں کے حالاتِ زندگی میں بہتری لانا نیز ادیباسیوں اور غیر ادیباسیوں میں پائے جانے والے معیارِ زندگی کے فرق کو ختم کرنا ہے لہٰذا ۱۹۷۶ء میں ریاستی مجلس قانون ساز نے ادیباسیوں کو سود خور۔ مہاجنوں کے استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک قانون وضع کیا۔ اس قانون کی رو سے اس وقت ادیباسیوں کو ان پر واجب الادا قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری سے بری کیا گیا۔ ادیباسیوں کو مالی امداد دینے کے لئے امداد باہمی سوسائٹیاں قائم کی گئیں۔

تھانے ضلع کے وارلی قبیلے کے ادیباسی تیری ناچ سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

کاکو قبیلے کے ادیباسی، شادی کی تقریب میں محو رقص ہیں۔

چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

۱۔ ریاست کے کم از کم ۵۰ فی صد ادیباسی خاندانوں کو افلاس کی سطح سے اوپر اٹھانے کے لئے زراعت، باغبانی مویشی پالن وغیرہ کو ادیباسیوں کے لئے زیادہ نفع بخش بنانے کے لئے اقدامات کرنا۔

۲۔ افلاس کے خاتمے کے لئے خاندانوں کا انتخاب کرنا۔ گذشتہ منصوبوں کی طرح اس منصوبے میں بھی ادیباسیوں کی تعلیم پر زور دینا ہے۔

۳۔ ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لئے بیس نکاتی پروگرام میں درج امور پر موثر عمل آوری۔

سال ۸۳-۱۹۸۲ کے دوران ۴۹۹ ہزار ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جبکہ اس سال کل ۴ لاکھ ۹۵ ہزار ادیباسی سرکاری اقدامات سے مستفیض ہوئے۔ رواں سال کے دوران دو کروڑ ۴۳ لاکھ روپیوں کے صرفے سے ۔۔۔ ہزار ادیباسی خاندانوں کو مستفیض کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

نیوکلیس بجٹ

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لئے وضع کردہ اسکیمات کے نفاذ سے یا ان کا مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوتا۔ ادیباسیوں کو ان سے حسب توقع فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے وقت متعلقہ اسکیم کی جگہ ۔۔۔ بالائے اقدامات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے نیوکلیس بجٹ کے تحت پروجیکٹ افسروں کو مخصوص رقم دی جاتی ہے۔ اس رقم کے استعمال کے لئے حکومت کی منظوری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران "نیوکلیس بجٹ" کے تحت پروجیکٹ افسروں کو ۸۷ لاکھ روپیہ اور ادیباسی ٹرائبل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو ۱۸ لاکھ روپے دئے گئے تھے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے پروجیکٹ افسروں کو ۱۰۵ لاکھ روپیہ اور کارپوریشن کو ۳۵ لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔

نیوکلیس بجٹ کے تحت فراہم کردہ رقم سے پروجیکٹ افسران نے متعدد چھوٹی موٹی اسکیمات نافذ کی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ ادیباسیوں کی جھونپڑیوں میں بجلی کی فراہمی۔

تھانے ضلع کے وارلی قبیلے کے ادیباسی "تیری" ناچ سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

کاتکو قبیلے کے ادیباسی، شادی کی تقریب میں محو رقص ہیں۔

چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

۱۔ ریاست کے کم از کم ۵۰ فی صد ادیباسی خاندانوں کو افلاس کی سطح سے اوپر اٹھانے کے لئے زراعت، باغبانی، مویشی پالن وغیرہ کو ادیباسیوں کے لئے زیادہ نفع بخش بنانے کے لئے اقدامات کرنا۔

۲۔ افلاس کے خاتمے کے لئے خاندانوں کا انتخاب کرنا۔ گذشتہ منصوبوں کی طرح اس منصوبے میں بھی ادیباسیوں کی تعلیم پر زور دینا ہے۔

۳۔ ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لئے بیس نکاتی پروگرام میں درج امور پر موثر عمل آوری۔

سال ۸۳-۱۹۸۲ کے دوران ۴۹۹ ہزار ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جبکہ اس سال کل ۱ لاکھ ۹۵ ہزار ادیباسی سرکاری اقدامات سے مستفیض ہوئے۔ رواں سال کے دوران دو کروڑ ۳۴ لاکھ روپیوں کے صرفے سے ... ہزار ادیباسی خاندانوں کو مستفیض کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

نیوکلیس بجٹ

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ ادیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لئے وضع کردہ اسکیمات کے نفاذ سے جو مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوتا۔ ادیباسیوں کو ان سے حسب توقع فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے وقت متعلقہ اسکیم کی جگہ نئی اسکیم بنانے اور اقدامات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے "نیوکلیس بجٹ" پروجیکٹ افسروں کو مخصوص رقم دی جاتی ہے۔ اس رقم کے استعمال کے لئے حکومت کی منظوری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ۸۳-۱۹۸۲ کے دوران "نیوکلیس بجٹ" کے تحت پروجیکٹ افسروں کو ۸۷ لاکھ روپیہ اور ادیباسی ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو ۱۸ لاکھ روپے دیئے گئے تھے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے پروجیکٹ افسروں کو ۱۰۵ لاکھ روپیہ اور کارپوریشن کو ۳۵ لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔

نیوکلیس بجٹ کے تحت فراہم کردہ رقم سے پروجیکٹ افسران نے متعدد چھوٹی موٹی اسکیمات نافذ کی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ ادیباسیوں کی جھونپڑیوں میں بجلی کی فراہمی۔

۱	۲	۳	۴	۵
امراؤتی	بلڈانہ	۱۵,۰۸,۷۷۷	۶۶,۴۵۷	۴٫۴۱
	اکولہ	۱۸,۲۶,۹۵۲	۱,۱۴,۷۵۹	۶٫۲۸
	امراؤتی	۱۸,۶۱,۴۱۰	۲,۴۱,۷۰۴	۱۲٫۹۸
	ایوت محل	۱۷,۳۷,۴۲۳	۳,۷۰,۱۱۶	۲۱٫۳۰
	میزان کل	۶۹,۳۴,۵۶۲	۷,۹۳,۰۳۶	۱۱٫۴۴
ناگپور	وردھا	۹,۲۶,۶۱۸	۱,۴۲,۲۴۴	۱۵٫۳۵
	ناگپور	۲۵,۸۸,۸۱۱	۳,۵۳,۳۰۳	۱۳٫۶۵
	بھنڈارہ	۱۸,۳۷,۵۷۷	۲,۹۸,۰۳۹	۱۶٫۲۲
	چندر پور	۱۴,۱۸,۳۰۶	۲,۹۸,۹۰۴	۲۱٫۰۷
	گڈھ چرولی	۶,۳۷,۳۳۶	۲,۵۰,۵۹۹	۳۹٫۳۲
	میزان کل	۷۴,۰۸,۶۴۸	۱۳,۴۳,۰۸۱	۱۸٫۱۳

مردم شماری ۱۹۸۱ء پر مبنی

ترتیب :۔ قبائلی تحقیق و تربیتی انسٹی ٹیوٹ، مہاراشٹر اسٹیٹ، پونے

۲۔ ادیباسیوں کی بے کار زائد زمین پر شجر کاری

۳۔ ادیباسی جوانوں کو فوج کی تربیت۔

۴۔ چھوٹے کاروبار اور صنعت کے لئے مالی امداد۔

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرائیبل ویلفیئر کی جانب سے ادیباسی طلباء و طالبات کے لئے ہوسٹل چلائے جاتے ہیں۔ نیز ادیباسی کسانوں کو بجلی کے پمپ اور تیل سے چلنے والے انجن دیئے جاتے ہیں۔ اس ڈائرکٹوریٹ کی جانب سے ریاست میں کل ۳۲۳ آشرم شالائیں کھولی گئی ہیں جہاں تقریباً دس ہزار ادیباسی بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں رضاکار اداروں کی جانب سے چلائے جا رہے ۹۹ آشرم شالاؤں کو امداد دی جاتی ہے۔ ۳۲۳ آشرم شالاؤں میں سے ۵۲ شالاؤں کی عمارت کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ ۵۰ عمارتیں زیر تعمیر ہیں۔ باقی ماندہ شالاؤں کی عمارتوں کی تعمیر کے لئے ضروری کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔

۷۸-۱۹۷۷ء سے ادیباسی کسانوں کو برقی پمپ اور تیل سے چلنے والے انجن دیئے جا رہے ہیں۔ ابھی تک ۶۶۸۷ پمپ اور ۸۶۴ تیل سے چلنے والے انجن دیئے گئے ہیں۔

ادیباسی تحقیق و تربیت انسٹی ٹیوٹ ریاستی سطح پر سرگرم عمل ہے۔ ریاست کے مختلف علاقوں میں آباد ادیباسیوں کی زندگی کے مشاہدے اور مطالعے کے بعد یہ انسٹی ٹیوٹ اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرتی ہے۔

یہ ریاستی حکومت کا عزم ہے کہ چھٹے پنج سالہ منصوبہ کے اختتام تک ادیباسیوں کو سماج کے دیگر افراد کے برابر لایا جائے۔ ●●

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	ناگپور ریجن						
ناندیڑ	ناندیڑ (کنوٹ)	۱	۲۰۵	۱۲۸	۱۵	...	۱۴۳
	میزان کل	۱	۲۰۵	۱۲۸	۱۵	...	۱۴۳
امراؤتی	امراؤتی (دھرنی)	۲	۳۳۵	۳۳۵	...	...	۳۳۵
	میزان کل	۲	۳۳۵	۳۳۵	...	...	۳۳۵
ناگپور	ناگپور (رام ٹیک)	۲	۷۳۷	...	۳۰	۱۱۲	۱۴۲
	میزان کل	۲	۷۳۷	...	۳۰	۱۱۲	۱۴۲
بھنڈارہ	بھنڈارہ (دیوری)	۶	۱،۰۸۹	...	۱۸۵	۱۲۵	۳۱۰
	میزان کل	۶	۱،۰۸۹	...	۱۸۵	۱۲۵	۳۱۰
یوت محل	ایوت محل (پندھرکواڑہ)	۱۰	۱،۵۴۰	۳۱۷	۱۲۰	۱۴۸	۵۸۵
	میزان کل	۱۰	۱،۵۴۰	۳۱۷	۱۲۰	۱۴۸	۵۸۵
چندرپور	چندرپور I (ایتاپلی)	۳	۶۵۰	۶۵۰	...	...	۶۵۰
	چندرپور II (دھنورا)	۵	۹۴۹	۵۹۵	۱۶۴	...	۷۵۸
	چندرپور III (دیوآنا)	۱	۲۷۶	۱۷۶	۷	...	۱۸۳
	چندرپور IV (چیمور)	۹	۱،۴۹۸	...	۴۶۰	۹۷	۵۵۷
	میزان کل	۱۸	۳،۳۷۳	۱،۴۲۰	۶۳۱	۹۷	۲،۱۴۸
وردھا	وردھا (اروی)	۲	۴۹۱	...	...	۴۰	۴۰
	میزان کل	۲	۴۹۱	...	...	۴۰	۴۰
	ناگپور ریجن میزان کل	۴۱	۷،۷۷۰	۲،۲۰۰	۹۸۱	۵۲۲	۳،۷۰۳
ریاست مہاراشٹر	میزان کل	۷۵	۱۲،۳۷۶	۵،۱۲۲	۱،۰۳۸	۵۹۶	۶،۷۵۶

قبائلی تحقیق و تربیتی انسٹی ٹیوٹ، ریاست مہاراشٹر، پونے کے اعداد و شمار پر مبنی۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۸۳ء

ڈیری ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت
ادیباسی ملک سینٹر پر
دودھ جمع کر رہے ہیں۔

ادیباسیوں کے لئے کاشتکاری کو مزید نفع بخش بنانے کے لئے انہیں جدید سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ ابھی تک ادیباسیوں کو ۶٬۸۷۷ برقی پمپ اور ۸۳۴ تیل سے چلنے والے انجن دیئے گئے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ناندیڑ ضلع کے کنوٹ تعلقہ کے مقام چکھلی کے ادیباسی کسان کو اس کے برقی پمپ کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے۔

ریاست کے ۶٬۱۷۵ کروڑ روپے کے چھٹے پنجسالہ منصوبہ کی ۴٫۸۰ فی صد رقم یعنی ۳۰۰ کروڑ روپے قبائیلی ضمنی منصوبہ کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تحت ریاست میں افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے ۵۰ فی صد ادیباسی خاندانوں کے معیار زندگی کو افلاس کی سطح سے بلند کرنے کا تہیہ کیا گیا ہے۔ ادیباسیوں سے متعلق فلاحی و ترقیاتی اسکیمات ترتیب دیتے وقت فراہمی آب، بجلی اور توانائی کے دیگر ذرائع کی فراہمی، نقل و حمل، مواصلات اور ضمانتِ روزگار اسکیم جیسے تعمیری امور پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیئے۔ سال ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران زراعت سے وابستہ ۱۰٬۰۰۰ ادیباسی خاندانوں کو غلہ اگانے کے لئے ۶۵ لاکھ روپے کی مالیت کے بیج فراہم کئے گئے۔

حکومت کے پروگرام کے تحت بیل اور بیل گاڑیاں خرید نے کی اہلیت نہ رکھنے والے ۳۹۰ ادیباسی خاندانوں کو بیل اور بیل گاڑیاں دی گئیں۔ ادیباسیوں کو زائد آمدنی کے ذرائع فراہم کرنے کے لئے انہیں ۴۵۵ دودھ دینے والے جانور ۷۸۹ مرغیاں اور ۱۴۲۶ چوزے بھی دیئے گئے۔

حکومت ایک ڈیری ترقیات پروگرام بھی نافذ کر رہی ہے جس کے تحت ادیباسیوں کو گائیں اور بھینسیں فراہم کی جاتی ہیں نیز ادیباسیوں کو اس سلسلے میں ضروری تربیت بھی دی جاتی ہے ایک اور پروگرام کے تحت ادیباسیوں کے لئے صحت مراکز کھولے جاتے ہیں۔ ریاستی حکومت نے ادیباسی دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی کی اسکیم کے تحت ابھی تک ۶٬۵۲۰ دیہاتوں میں سے ۷۶۰ دیہاتوں کو بجلی فراہم کی ہے۔

چونکہ ادیباسیوں کی بستیاں زیادہ تر پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں لہٰذا نقل و حمل اور آمد و رفت کی سہولت کے لئے ان علاقوں میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے کاموں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

فی الوقت قبائیلی ضمنی منصوبہ کے علاقوں میں چار بڑے

ادیباسی نوجوانوں کی فنکارانہ صلاحیتوں
کو ابھارنے نیز انہیں پیشہ ور فنکار بننے
میں مدد دینے کے لئے ریاستی حکومت
نے فنی مزاج رکھنے والے ادیباسی
نوجوانوں کو بطور قرض یا گرانٹ آلاتِ
موسیقی فراہم کئے ہیں۔

ادیباسی کسانوں کو زراعت کے میدان میں ہوئی جدید تحقیق اور تکنیکی ترقی سے مستفیض کرنے کے لئے انہیں مظاہراتی کھیتوں کے دورے پر لے جایا جاتا ہے۔

تعلیمی سطح پر ادیباسیوں کو ترقی دینے کے لئے ابھی تک ادیباسی علاقوں میں کل ۳۲۳ آشرم شالائیں کھولی گئی ہیں۔ یہاں ۷۶,۰۰۰ بچے تعلیم پاتے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت ۱۹۹ آشرم اسکولوں کو مالی امداد دیتی ہے۔ جہاں ۱۱,۰۰۰ ادیباسی بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ادیباسیوں کی زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے انہیں ۶,۸۷۷ برقی پمپ اور ۴۸۲ تیل سے چلنے والے انجن فراہم کئے ہیں۔

ادیباسیوں کو واجبی قیمت پر ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کے لئے ابھی تک ۲۷۵ امداد باہمی سوسائیٹیاں کھولی گئی ہیں۔ ان سوسائیٹیوں سے ضرورت مند ادیباسیوں کو قرض بھی دیئے جاتے ہیں۔

ادیباسیوں کو قرض نہ دینے کی مہاجنوں پر عائد کردہ پابندی کے پیشِ نظر ادیباسیوں کی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ریاستی حکومت نے "کھوٹی قرض" کی اسکیم جاری کی ہے جس کے تحت ابھی تک ۸۰۵,۳۲ اور ۳ ادیباسیوں کو ۶۷ء۳ کروڑ روپے بطور قرض دیئے گئے ہیں۔

سماج کے اس پسماندہ طبقے کی ہمہ جہت ترقی کیلئے ریاستی حکومت اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کر رہی ہے لیکن ان کوششوں کی کامیابی کے لئے عوام اور سرکاری عملے کا تعاون ناگزیر ہے۔ ❁

اسکیم کا خلاصہ

ادیباسیوں کی ۵ تا ۱۰ ہزار آبادی میں ایک آشرم شالہ کھولا جاتا ہے۔ اس سرکاری اسکول کی ابتدا بال واڑی اور پہلے درجے سے ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ اسے پورے ۷ ویں درجے کے اسکول میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ پرائمری اسکول کے ان بچوں کو مزید تعلیمی سہولتیں درکار ہوتی ہیں اس لئے حکومت آشرم شالاؤں کے بعد کی اسکیم ۱۹۷۸ ـ ۷۹ء سے شروع کر چکی ہے، جس کے تحت درجہ ۸ و درجہ ۹ کی کلاسیں رکھی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۲ ـ ۸۳ء سے ہر تعلقہ کے قبائلی حلقہ کے تحتی منصوبہ بند ہیڈ کوارٹرز میں، ایسے قبائلی لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جنھوں نے درجہ ۷ کا امتحان پاس کر لیا ہو ایک ہاسٹل کھولا گیا ہے تاکہ وہ بہتر تعلیمی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

۱۹۷۲ء ـ ۷۳ء میں آشرم شالاؤں کی تعداد ۵۰ ... بمبئی، پیلن ... پور، مہاراشٹر یہ آشرم شالاؤں کا جال بچھ چکا ہے۔ چنانچہ ۳۲۳ سرکاری آشرم شالے ... ۱۰۲ ... پرائمری آشرم شالے

اور ۱۸ تعلقہ داری ہاسٹل اضلاع کے ہیڈ کوارٹرز میں ہیں ان ۸۲ مابعد۔ بنیادی اسکولوں میں سے (۲۴) اسکولوں میں ایس، ایس، سی تک کلاسیں ہیں۔

اسی طرح ادیباسی بچوں میں تعلیم کا ذوق و شوق پیدا کرنے اور بڑھانے کے لئے امدادی گرانٹ کے ذریعے آشرم شالاؤں کو فروغ دینے کی اسکیم پر بھی عمل کیا جا رہا ہے، اس قسم کے ۹۹ آشرم شالے اور ۳۸ مابعد۔ بنیادی آشرم شالے ہیں، جو رضاکارانہ ایسوسی ایشنس کے زیر انتظام ہیں، اور جن میں ۲۵۰۰۰ ادیباسی طالب علم فری تعلیم پا رہے ہیں۔

آشرم شالاؤں میں سہولتیں

آشرم شالاؤں سے ملحق بال واڑیوں میں تقریباً ۳۰ ـ ۴۰ بچوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ ان بچوں کو سلیٹس، کاپیاں درسی کتابیں، یونیفارم، ناشتہ، کھلونے وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ ایک بانشیسری ٹرینڈ استانی اور ایک جز وقتی دائی کا تقرر بھی کیا جاتا ہے تاکہ ادیباسی بچوں میں پڑھنے کا ذوق و شوق بڑھائیں۔

جس ادیباسی ایریا میں آبادی ۵ تا ۱۰ ہزار ہوتی ہے، وہاں کی آشرم شالا کی ہر کلاس میں ۴۰ لڑکے اور لڑکیوں کو یعنی ۳۶ ہاسٹل باشی اور ... اسکالرس طلبا کو داخلہ ملتا ہے۔ ان تمام طلبا کو سلیٹس، درسی کتابیں، دو یونیفارم گانے بجانے کے آلات، کھیل کود کے سامان وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ چوتھے درجہ تک کے ہر کلاس کے لئے ایک ٹرینڈ ٹیچر مقرر کیا جاتا ہے۔ اور پانچویں سے ساتویں تک کے درجوں کے لئے ۳ : ۱ کی نسبت سے ٹرینڈ ٹیچر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ نسبت ۵ : ۱ کی بھی ہوتی ہے۔ ہر پرائمری آشرم شالا اور مابعد۔ بنیادی آشرم شالا میں ایک ٹرینڈ ہیڈ ماسٹر ہوا کرتا ہے۔

ہر آشرم شالہ کے ساتھ ایک ہاسٹل ملحق ہوتا ہے جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے الگ الگ رہائش اور کھانے کے انتظامات ہوتے ہیں۔ ہر کلاس میں سے ۳۶ لڑکے اور لڑکیوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اور طلبا کی تعداد ۷۵ سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک ٹرینڈ ٹیچر کو ہاسٹل کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا جاتا ہے۔ ان طالب علموں کو ناشتہ اور کھانا مفت دیا جاتا ہے۔

بال واڑیوں میں ... ۳۰ ـ ۴۰ بچوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ جو آشرم شالاؤں سے ملحق ہوتے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ایک لیڈی ٹیچر چھوٹی عمر کے بچوں کو پڑھاتی ہوئی دیکھی جا سکتی ہیں۔

فوٹو راج

تعلیم یافت آپ۔ ٹو۔ ڈیٹ ہو سکے۔ اسی طرح ڈائریکٹر سائنس ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ، ناگپور اور ڈائریکٹر، انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، پونے، ان ٹیچروں کے لئے کلاسوں کی تنظیم کرتے ہیں جو مابعد، بنیادی آشرم شالاؤں میں کام کرتے ہیں۔ ٹیچروں اور طالب علموں میں سے کھیل کود کے شائقین کو ایسے کیمپوں میں روانہ کیا جاتا ہے۔ جس کی تنظیم ڈائرکٹوریٹ آف اسپورٹس اینڈ یوتھ سروسیز کے ذریعے عمل میں آتی ہے۔

تعلیم میں اچھائی کی طرف اقدام

ان سب کوششوں نے تعلیمی معیار کو بڑھانے میں بہت بڑی مدد دی ہے۔ گذشتہ سال تین سال کے دوران ایس ایس سی میں پاس ہونے والوں کی تعداد دو فیصد سے بڑھ کر ۳۶ فیصد ہو چکی ہے۔ اسی طرح تعلیم بالغان جو ۱۹۶۱ء میں ۸۲ء۷ فیصد تھی۔ ۱۹۸۱ء میں ۲۹ء۲۲ تک جا پہونچی۔

تعلیم میں اس اضافہ کے پیش نظر حکومت زیادہ سے زیادہ آشرم شالائیں کھولنے کی کوشش میں ہے تاکہ تعلیم یافتہ ادیباسی اپنے طور پر خود اپنے بھائی بندوں میں تیزی کے ساتھ سماجی سطح پر معاشی انقلاب لا سکیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ فی الحال ۹۰,۰۰۰ ادیباسی طلباء آشرم شالاؤں میں زیرِ تعلیم ہیں ●●

طالب علموں میں کھیل کود کے مواقع میں شریک ہونے کی اور تعلیمی اور تاریخی دوروں میں شرکت کرنے کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یہاں بچے اسکول احاطے میں لیزم کھیلتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔

ہے۔ اور ایک بستر، ایک تولیہ، ٹوتھ پاؤڈر، کپڑا دھونے کا صابن، ٹوائلیٹ صابن، ناریل کا تیل وغیرہ بھی۔

ڈاکٹری چیک اپ کا اکثر انتظام کیا جاتا ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو مفت ڈاکٹری علاج بھی ہوتا ہے۔ طالب علموں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ کھیل کود کے اور ثقافتی پروگراموں کے اضلاعی ڈویژنل اور ریاستی سطحوں پر ہونے والے ان پروگراموں میں شرکت کریں۔ انہیں لیڈرشپ کیمپوں کے لئے بھی نامزد کیا جاتا ہے اور تاریخی اور تعلیمی دوروں کا انتظام بھی عمل میں آتا ہے

طالب علموں کو اسکالرشپ امتحانات میں شامل ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے تعلیمی معیار کو بڑھا سکیں۔ ماہر، ٹرینڈ اور تجربہ کار ٹیچر خاص طور سے باہر سے بلوائے جاتے ہیں۔ تاکہ ایس ایس سی کے طلباء کو درس دیں۔ اگر کسی آشرم شالا میں کوئی طالب علم اتفاقیہ مر جاتا ہے تو ایسے طالب علم کے والدین کو بطور دل جوئی کے ۵۰۰/- روپیہ عطا کیا جاتا ہے۔

ترقی

آشرم شالاؤں میں اضافہ کے ساتھ طالب علموں کی تعداد بھی بڑھی، یہاں تک کہ ٹرینڈ ٹیچروں کی کمی محسوس ہونے لگی۔ اور ہاسٹلوں میں جگہوں کی بھی۔ چونکہ آشرم شالائیں عموماً کسی پہاڑی اور ناقابل گذر حلقوں میں ہوتی ہیں۔ اس لئے بڑی بلڈنگیں کرایہ پر نہیں ملتیں۔ لہٰذا حکومت کو خود آشرم شالاؤں اور ہاسٹلوں کے لئے اپنی بلڈنگیں بنانی پڑتی ہیں۔ لیکن ۳۲۲ آشرم شالاؤں میں سے صرف ۲۵ کی اپنی بلڈنگیں ہیں، جبکہ ۷۴ آشرم شالاؤں کے لئے بلڈنگیں بن رہی ہیں۔ ہوسٹلوں میں جگہوں کی کمیابی کو دور کرنے کے لئے امسال ایک سو پچاس ستونوں پر کھڑے کئے گئے اسٹرکچر بنائے گئے ہیں اور ۱۰۵ شیڈ بنائے جا رہے ہیں۔ ۹۰ آشرم شالاؤں کے لئے زمین کے پلاٹ حاصل ہو چکے ہیں اور باقی ۵۴ شالاؤں کے لئے زمین حاصل کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

چونکہ تعلیمی، میڈیکل، خبر رسانی، آمد و رفت نیز دیگر سہولتوں کی پہاڑی اور ناقابل گذر علاقوں میں کمی ہوتی ہے۔ اس لئے آشرم شالاؤں کے لئے ٹرینڈ ٹیچر آسانی سے ملتے نہیں ہیں۔ کئی ٹیچر بیچ مدت میں ہی ملازمت ترک دیتے ہیں۔ اور دوسرے ہمیشہ دوسری جگہوں پر بھیج دیئے جانے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ پھر بھی ہمیشہ ٹرینڈ ٹیچروں کو مقرر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ غیر ٹرینڈ ٹیچروں کو آشرم شالاؤں میں سروس کے دوران، ٹریننگ دی جاتی ہے۔ مزید براں ٹرائبل ڈیولپمنٹ ریسرچ، اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، پونے، کئی ٹریننگ کلاسیس چلاتا ہے تاکہ ٹیچروں، ہیڈ ماسٹروں اور ہاسٹل سپرنٹنڈنٹس کی

آرون پاٹنکر
ایڈیشنل ٹرائبل کمشنر، ناگپور

نوجوان ادیباسیوں کی ترقّی کیلئے حوصلہ افزا اقدامات

قبائلیوں کی ترقی کوئی آسان کام نہیں۔ اس کی انجام دہی میں نہ جانے کتنی رکاوٹیں کانٹوں کی طرح دامن گیر ہوتی ہیں اور رکاوٹیں بھی ایسی جو ایکم کے خمیر میں داخل و شامل ہیں۔ ادیباسی عموماً اپنے علاقے کے گہرے اندرونی مقامات میں اکثر ایسے پہاڑی اور جنگلاتی حلقوں میں رہتے ہیں جہاں تہذیب کی روشنی کا گزر اب تک ہوا ہی نہیں۔ گذشتہ ۳۶ سال کے دوران، آزادی ملنے کے بعد سے، بالخصوص ۱۹۵۵ء کے بعد ۵ سالہ منصوبہ بند پلانوں میں پروگرام کے مطابق ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے، ہم نے زراعت، ڈیری ڈیولپمنٹ، مویشی پالن، ماہی پروری، تعلیم، عوامی صحت، آبپاشی وغیرہ میں، اگرچہ کافی ترقی کی لیکن اس کی کرنیں قبائلیوں کی آبادیوں تک پھر بھی نہیں پہنچ سکیں۔ اس کا بڑا سبب وہ دشوار گذار جغرافیائی اور قدرتی حالات اور ماحول ہیں جہاں ادیباسی بستے اور رہتے ہیں جن کی بنا پر یہ طبقہ پسماندگی میں گھر کر رہ گیا ہے۔ دور افتادہ ماحول نے ادیباسیوں کو ان مناظر کے دیکھنے تک سے محروم رکھا جو دیہات کی ترقی میں نمایاں افادیت رکھتے ہیں۔

کاشتکار ابتداً ہائبرڈ بیجوں کے بونے پر رضامند نہیں تھے چنانچہ بڑی مشکلوں سے ان میں سے بعضوں کو اس استعمال پر راضی کیا جاسکا۔ پھر جب ان بونے والوں کی شاندار فصلوں کے مناظر پر نارضامند کاشتکاروں کی نظریں پڑیں تو یہ بھی ہائبرڈ بیجوں کے طلب گار بن گئے۔ دیکھ کر نصیحت پکڑنے کی یہ شان قبائلیوں کی پہاڑی بستیوں تک پہنچ نہ سکی کیونکہ دیہاتوں اور قبائلیوں کے درمیان میلوں تک دشوار گزار جنگلات اور چٹانوں کا فاصلہ اس طرح حائل رہا ہے کہ نقل و حرکت، آمد و رفت، خط و کتابت کے تمام وسائل اسے طے نہ کر سکے۔

ترقی کیلئے مقررہ معیاد کا اصول

۱۹۷۰ء کے ابتدائی برسوں میں جب یہ اندازہ لگایا قبائلیوں کی ترقی دیہاتوں اور دیہاتیوں کی ترقی سے وابستہ رکھی جاسکتی تو قبائلیوں کی ترقی کے لئے ایک علیحدہ ضمنی منصوبہ کیا گیا جو واضح طور پر ہمارے عام پنجسالہ پلان کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس ضمنی منصوبہ کے لئے الگ سے مالی مدیں رکھی جنھیں کسی دوسری مد میں حسب قانون شامل نہیں کیا جا

طور پر غیر فائدہ مند اراضی پر قابض رہتے ہیں۔ لہٰذا اراضی سے محروم دوسرے بہت سے لوگوں کو دوسروں کی اراضی پر محنت مزدوری کرنی پڑتی ہے یا پھر انہیں اتفاقیہ جنگلاتی مزدوروں کے طور پر کام کرنا پڑتا ہے۔ یوں بھی، ادیباسیوں کی نہایت قلیل تعداد کو جن کی کچھ اپنی اراضی ہیں، کام چلانے کے لئے کچھ مل جاتا ہے۔ چاہے وہ ۱۰۰ فی صدی سبسیڈی پر ایک الیکٹرک موٹر ہی کیوں نہ ہو یا زراعتی طور پر کارآمد بیج، فرٹیلائزر، کیڑے مار دوائیں، دودھ دینے والے مویشی، بھیڑ، بکری یا چوزے ہی کیوں نہ ہوں جو قیمت خرید کے ۵۰ فیصد پر مل جاتے ہیں، جن کا مجموعی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ ایک دن غریبی کی نچلی سطح سے بلند تر سطح پر پہنچنے کی امید کر سکتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اراضی سے محروم ہیں وہ زندگی بھر بلند سطح پر پہنچنے کی امید بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا آخرالذکر ادیباسیوں کی بہبودی، بھلائی اور ترقی کے لئے جب تک کوئی مستقل منصوبہ نہیں بنایا جاتا، انہیں نسل در نسل کہیں کوئی غیر فائدہ بخش اتفاقیہ کام کر کے پیٹ پالنا ہوگا۔ یہی وہ صورتِ حال ہے جس پر قبائلیوں کے ہر بہی خواہ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

کام کی ضمانت کے ساتھ ترقی

اسی صورت حال کی اصلاح کے سلسلے میں حکومت نے ادیباسیوں کی بستیوں میں، خاص طور سے خاص اوقات میں ادیباسی بچوں کے لئے پاٹھ شالائیں کھولی ہیں۔ جب ان کے ماں باپ کبھی کہیں کام پر چلے جاتے ہیں اور بڑے بچے اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کی دیکھ بھال کیا کرتے ہیں۔ ان پاٹھ شالاؤں میں ابتدائی درجوں سے لے کر چوتھے درجے تک اور پھر چوتھے درجے سے دسویں تک کی تعلیم کا انتظام ہے اور ان بچوں کے لئے حکومت نے ہاسٹلوں کا بھی انتظام کیا ہے جن میں رہنا کھانا پینا تک کا بندوبست ہے۔ یوں ہی گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کی تعلیم کا بھی ادیباسی طالب علموں کے لئے انتظام ہے۔ چوتھے درجے سے آگے تک جو ادیباسی طالب علم جتنا پڑھا لکھا ہو اس کے لئے ۲۱ فی صد ملازمت حکومت نے مخصوص کی ہے تاکہ کام کی ضمانت کے ساتھ سماج کا یہ طبقہ ترقی کرے۔ ملازمت کی یہ ضمانت سرکاری و نیم سرکاری اداروں بلکہ پبلک اور جوائنٹ

بالراست بھرتی کرنے کا طریقہ اختیار کرنے اور ادیباسی نوجوانوں کو ریکروٹنگ کیمپوں تک لے جانے کے سبب تاحال ۲۰۰ ادیباسی نوجوان بحیثیت فوجی جوانوں کے بھرتی کئے جا چکے ہیں

سیکڑوں تک کو حاوی ہے۔ عموماً معلومات نہ ہونے کے سبب ادیباسی تعلیم یافتہ، مذکورہ اداروں میں کام کے لئے عرضی دینے اور ملازمت اختیار کرنے سے مجبور رہتے ہیں۔

فوج میں بھرتی

ادیباسیوں کے لئے اس محکمے میں بھی مختلف قسم کی ملازمتوں کے بڑے امکانات ہیں۔ پانچویں کلاس پاس کر لینے کے بعد ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو معمولی قسم کی مزدوری کرتے کرتے زندگی بِتا دیتے ہیں۔ اگر یہ پاس شدہ طلبا، فوجی جوان بن جائیں تو ۳۱۳ روپے ماہانہ تنخواہ کے علاوہ مفت کھانا، کپڑا، رہنا، گھر تک آنا جانا، میڈیکل سہولیات حتیٰ کہ سبسڈی پر ملنے والا راشن بھی انہیں ملنے لگے جو ان کی اور ان کے اہلِ خاندان کی زندگی میں زبردست انقلاب پیدا کر سکتا ہے کیونکہ یوں ہونے والی جملہ آمدنی ماہانہ ۱۰۰۰/ روپے تک جا پہنچی ہے۔ یہی نہیں بلکہ صرف ۱۸ سال تک فوجی جوان کی حیثیت سے ملازمت سے ریٹائر ہونے پر، یہ دوسری کئی ملازمتوں میں جذب کئے جا سکتے ہیں۔

میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ملازمتوں کے ان مواقع سے ادیباسی جوان ناواقف ہیں بلکہ وہ اس غلط فہمی کا شکار بھی ہیں

طرف سے مفت دیئے جا رہے تھے۔ پھر تین دن تک بینک آف انڈیا اور بینک آف مہاراشٹر ناگپور کے تعاون سے انہیں ضروری حسابات وغیرہ کے جوابات کی تعلیم دی گئی تاکہ اس مقصد کے تحت لئے جانے والے امتحان میں وہ کامیاب ہو سکیں۔ اس طرح (۳۲۵) ادیباسی بینکوں میں کام کے لئے ٹریننگ دیئے گئے۔ اسی طرح ریلوے سروس کمیشن، سنٹرل اسٹاف سلیکشن بورڈ وغیرہ کے تحت امتحانات میں امسال ادیباسی کافی بڑی تعداد میں حاضر ہوئے۔

کمرشیل پائلٹ

درج فہرست جاتیوں اور قبائلیوں کے لئے حکومتِ ہند کی اسکالرشپ انہیں کمرشیل پائلٹ کے طور پر ٹریننگ دینے کے لئے عرصۂ دراز سے دستیاب ہے لیکن بیس سال کے عرصے میں اس اسکیم سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک بھی ادیباسی طالبِ علم سامنے نہیں آیا۔ لامحالہ ۵ چست اور دبنگ ادیباسی میٹرک پاس طالبِ علموں کو ٹریننگ دینے کے لئے چن کر الگ کیا گیا اور انہیں ایئر فورس میڈیکل بورڈ، دہلی کے روبرو میڈیکل جانچ کے لئے پیش کیا گیا۔ یہ احتیاطاً اس لئے برتی گئی کہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں انہیں "ان فٹ" قرار دے دیا جائے اور ان کی ٹریننگ پر پبلک فنڈ سے بڑی مقدار میں خرچ کی گئی رقم ضائع جائے۔

اس کے بعد انہیں ناگپور فلائنگ کلب کی کفالت کے تحت، حکومتِ ہند کی اسکالرشپ اسکیم کے تعاون سے اور نیوکلیس بجٹ کی امدادی مد سے فائدہ اٹھا کر، ٹریننگ کے لئے بھیجا گیا۔ آج تک وہ چھ مہینے کی ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ جب یہ لڑکے پوری ٹریننگ حاصل کر چکیں گے اور انہیں کمرشیل پائلٹ کی حیثیت سے لائسنس مل جائے گا تو انڈین ایئر لائن میں پائلٹ کی اونچی تنخواہ والی ملازمت یا بعد میں ایئر انڈیا میں ملازمت کی پیش کش ان کے دروازوں پر دستک دیتی نظر آئے گی۔

گریجویٹوں کی مدد ۱

ہماری آفس کے ذریعے ادیباسی گریجویٹوں اور پوسٹ گریجویٹوں کی مردم شماری ادیباسی یوتھ ڈیولپمنٹ سیل نے کی۔ ۳۰۰ سے زیادہ ادیباسی لڑکے اور لڑکیاں ۲۰ تا ۳۰ سال کی عمر کے درمیان، قابلِ ملازمت عمر کے نکلے جو بغیر ملازمت کے تھے اور اس حالت میں وہ چاہتے تھے کہ ضلع پریشد یا آشرم شالاؤں میں بطور ٹیچر یا ٹرائبل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے دفتر میں بطور کلرک ملازمت پا جائیں اور بس۔ زیادہ ترس ان گریجویٹوں اور پوسٹ گریجویٹوں پر آتا تھا جو فرسٹ کلاس یا اعلیٰ سیکنڈ کلاس میں کامیاب ہوئے تھے اور اب کس مپرسی کے ساتھ زندگی کے دن کاٹ رہے تھے۔ ایک خاص کوچنگ پروگرام "اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریٹیو کیریئر، بمبئی" میں ان میں سے ۳۰ منتخب ٹرائبل گریجویٹوں اور پوسٹ گریجویٹوں کے لئے تشکیل دیا گیا تاکہ مرکزی حکومت کے یونین پبلک سروس کمیشن کے آئی اے ایس امتحان کے لئے اور مہاراشٹر حکومت کے پبلک سروس کمیشن کے آئی پی ایس امتحان کے لئے انہیں ضروری ٹریننگ دی جائے۔ نتیجتاً ۴ مہینے تک کوچنگ کے بعد پانچ ادیباسی گریجویٹ، پریلیمنری آئی ایس اے میں کامیاب ہوئے اور اب فائنل میں شریک ہوئے ہیں۔ اسی طرح ۴۱ ادیباسی لڑکے اور لڑکیاں جنہیں خاص کوچنگ دی گئی تھی، ایم پی ایس سی کے امتحان برائے ڈپٹی کلکٹر اور دیگر افسران کی اسامیوں کے لئے فائنل امتحان میں شریک ہو چکے ہیں۔ اس گروپ میں سے ۳ قبائلی گریجویٹ افسروں کی اسامی کے لئے "ایم پی ایس سی" کے ذریعے چنے جا چکے ہیں اور ۱۳ پولس سب انسپکٹروں کی اسامی کے لئے۔

ڈیلرشپ

جو آئل کمپنیاں قومیائی جا چکی ہیں وہ اپنی اعلیٰ منافع دینے والی ڈیلرشپ کی اسامیاں شیڈولڈ قبائل کے افراد کو دیا چاہتی ہیں۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ اس قسم کی جو اسامیاں قبائلیوں کے لئے مخصوص تھیں، ان پر غیر قبائلیوں نے غلط طور پر اپنے آپ کو قبائلی بتا کر قبضہ کر رکھا تھا۔ جب کچھ عرصہ قبل انڈین آئل کارپوریشن نے پٹرول، ڈیزل اور کیروسین اور ایل۔ پی۔ جی کی ڈیلرشپ کا اشتہار چندرپور، گڈچرولی اور امراوتی ضلعوں کے لئے دیا تو مستحق قبائلی نوجوانوں کی ہماری آفس سے ادیباسی یوتھ ڈیولپمنٹ سیل نے کفالت کی اور پر زور طریقے

(جاری صفحہ ۳۸)

بودنے فہرست قبائیلوں میں سے کسی شخص کی زمین کوئی غیر قبائلی شخص خرید لے یا ایسا خیال کیا جائے کہ وہ زمین کسی غیر قبائلی شخص نے خرید لی ہے تو متعلقہ قبائلی کو اس بات کا حق پہونچتا ہے کہ وہ اپنی زمین متعلقہ کلکٹر کے مقرر کردہ بھاؤ یا ۱۲ قسطوں میں ۵ر۴ فیصدی شرح سود پر واپس لے لے۔ اگرچہ متعلقہ غیر قبائلی شخص کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کمشنر کے روبرو اپنی اپیل داخل کرے۔ اسے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اس معاملے کو سیشن کورٹ میں رجوع کرے۔

پس اس قانون نے اس خاص رکاوٹ کو دور کردیا ہے۔ جس کی بناء پر ادیباسیوں کی ترقی اثرانداز ہورہی تھی۔ اس قانون کی وجہ سے کوئی ادیباسی اپنی ملکیت والی زمین پر اگرچہ اس پر بھی اس کا تصرف نہ ہو کرایہ دار یا خادم کی حیثیت سے محنت کے کام پر مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ سماجی خدمتگاروں اور افسران کو یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ ادیباسیوں کی زمینیں جو ان کے معاش کے اصل ذریعہ ہیں انہیں ادیباسیوں کے پاس رہیں۔

تحفظ

ادیباسیوں کی ترقی کے سلسلے میں ماضی کے تجربات کی روشنی میں حکومت نے ساہوکاروں اور تاجروں کے ہتھکنڈوں سے ادیباسیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے مؤثر قوانین نافذ کئے ہیں۔ تاکہ یہ ساہوکار اور تاجر لوگ ادیباسیوں کی زراعتی پیداوار کے سلسلے میں خرید و فروخت سے باز رہیں۔

اس بات کی یقین دہانی کے لئے کہ ادیباسیوں کو ان قوانین کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو، حکومت نے ۲۷۴ امداد باہمی سوسائیٹیوں کا قیام کیا ہے۔ اب ان سوسائیٹیوں نے ادیباسیوں کی جنگلاتی پیداوار نیز زرعی پیداوار کو خریدنا شروع کر دیا ہے۔ یہ سوسائیٹیاں دھان کو ۷۰ ار روپئے فی کوئنٹل کے حساب سے ادیباسیوں سے خریدتی ہیں۔ تاجر لوگ دھان کو ۶۵ روپئے فی کوئنٹل کے حساب سے خریدا کرتے تھے ۱۹۸۰ء میں

تقریباً ۸ لاکھ کوئنٹل اناج اور جنگلاتی سامان کو ۳۴۶ خرید مراکز پر ادیباسیوں نے جمع کروایا۔ ۱۹۷۲ء میں حکومت نے مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو ٹرائبل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا۔ یہ ادارہ ان ادیباسیوں سے نہ صرف اشیاء خریدتا تھا بلکہ ان کو "کھاوٹی" بھی مہیا کرتا تھا۔ یہ کھاوٹی، اناج یا نقد رقم کی صورت میں ہوتی تھی۔ تاکہ ان ادیباسیوں کو کسی قسم کی مالی دشواری پیش نہ آئے۔ علاوہ ازیں ادیباسیوں کو ان سوسائیٹیوں کی طرف سے بیج، کھاد، کیڑے مارنے کی دوائیں، اناج اور دوسرے کرانہ کے سامان بھی دیئے جاتے ہیں۔ اخراجات کا بیشتر حصہ جوان امداد باہمی اداروں اور سوسائیٹیوں کی دیکھ ریکھ میں پیش آتا ہے، حکومت خود ہی برداشت کر رہی ہے۔ حکومت خود ہی ان اداروں کو بلاسودی قرضہ جات بھی ۱۵ سال کی مدت کے لئے دیتی ہے۔ اور ان اداروں میں کام کرنے والے افراد کی تربیت کا انتظام بھی کرتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان افراد کی رہائش کے لئے بلاسودی قرضہ جات بھی دیتی ہے ٹرک گاڑیوں کی خرید کے لئے قرضہ جات کا ۵۰ فیصد حصہ حکومت خود ہی کم کر دیتی ہے۔ (باقی صفحہ ۳۷ پر)

شانتارام پوار اپنے آبپاشی سے سیراب کئے گئے کھیت میں
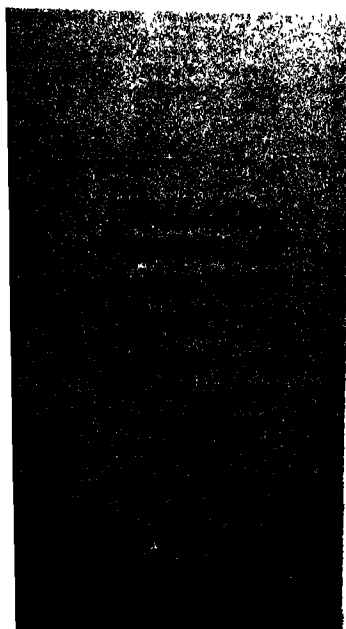
یہ کارپوریشن اور سوسائٹیاں ادیباسیوں کیلئے ایک طویل مدت کے لئے مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ اور ادیباسی اپنی غربت اور ضرورت کے مسئلوں سے چھٹکارا پا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے کچھ خامیوں کو فوری طور پر دور کرنا بہت ضروری ہے۔ اس قسم کی سوسائٹی کی تعداد بہت کم ہے۔ بہت کم تعداد میں مطلوب اشیاء عموماً سوسائٹیوں کی دوکانوں پر دستیاب ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ادیباسیوں کو ان پرائیویٹ ٹریڈرس کے پاس ہی جانا پڑتا ہے۔ چونکہ ان ادیباسیوں کے پاس نقد پیسہ نہیں ہوتا ہے ان کو اپنے پاس کے چاول وغیرہ بیچنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح "کھادی" قرض بھی بہت تھوڑا اور معمولی ہوتا ہے اور جب اس قرض سے ادیباسیوں کی ضرورت نہیں پوری ہوتی تو وہاں تاجروں کے پاس جاتے ہیں یا ان ادیباسیوں کے پاس جو گھریلو طور پر خوشحال ہوتے ہیں اور اپنی ضرورت کو پورا کر لیتے ہیں۔ کچھ مالکان ایسے بھی ہیں جو ان ادیباسیوں سے ان کی پیداوار کو یا ان کے پاس جمع شدہ اشیاء کو سستے داموں خریدتے ہیں، اور پھر قرضہ کا انتظام کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے حالات کو سدھارنے کے لئے حکومت کو یہ لازم ہے کہ وہ اس طرح کی سوسائٹیوں کی تعداد کو بڑھائے

سڑکوں اور پلوں نے بازاروں سے دور دراز واقع ادیباسی علاقوں کو جوڑنے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

اور ان میں کام کرنے والے افراد کی تربیت کا انتظام ممتاز امداد باہمی اداروں جیسے اپنا بازار کے ذریعے کرے، تاکہ یہ سوسائٹیاں زیادہ سے زیادہ تندہی سے اپنے کاروبار کو چلائیں، اور پیشہ ورانہ معلومات سے آگاہی حاصل کریں۔ اس کا سب سے اچھا علاج یہ ہے کہ حکومت دھانوں کو براہِ راست صارفین کو بیچ ڈالے، اس سے ادیباسیوں کو زیادہ سے زیادہ رقم مل سکے گی۔ اور ساتھ ہی ساتھ صارفین کو سستے داموں چاول بھی۔ اس کام کی انجام دہی درحقیقت پُرخلوص اور اپنے تئیں وقف کر دینے والے ملازمین پر ہی منحصر ہوتی ہے۔

ترقی پسند نظریہ

مذکورہ بالا اقدامات سے ادیباسیوں کا مالی تحفظ اور مدد کا سامان تو میسر آ ہی جاتا ہے لیکن یہ اقدامات فی الحال کافی نہیں ہیں۔ ان کو مختلف ترقیوں کی طرف راغب کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ ان کو زراعت کے لئے جدید اوزار، ڈیری، باغبانی، مرغی پالن، مچھلی پالن وغیرہ سے روشناس کرایا جائے۔ تاکہ ان کی پیداوار میں اضافہ ہو جائے۔

صرف سال بھر میں ایک فصل پر انحصار کی وجہ سے پیداوار میں کمی آجاتی ہے۔ اور سال کے بقیہ دنوں بے روزگاری سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس سے چھٹکارا

ڈاکٹر جینت پاٹل

زراعت کے ذریعے ادیباسیوں کی ترقی

ریاست مہاراشٹر میں ادیباسیوں کی تعداد تین ملین سے زیادہ ہے۔ جہالت اور افلاس کی وجہ سے یہ ادیباسی نسل در نسل نیم ترقی یافتہ ہی رہے ان کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ ادیباسیوں کی زمینیں پہاڑی ڈھلوانوں پر واقع ہیں۔ ایسی زمینوں کو مقامی زبان میں "ورکس" کہتے ہیں۔ خریف کی فصل میں ادیباسی اپنی زمینوں پر دالوں، چاول وغیرہ کی کاشت کرتے ہیں۔ بعض ادیباسی تل اور دیگر تیل کے بیجوں کی بھی کاشت کرتے ہیں۔

قبائیلیوں کے مسائل

ادیباسی کاشتکاری کا بڑا ہی دقیانوس طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ جدید سائینسی ترقی کی وجہ سے آج کے کاشتکاروں کو حاصل سہولتوں سے وہ قطعی محروم ہیں۔ وہ زمین کی قوتِ پیداوار بڑھانے والی جدید کھاد اور اچھی فصل دینے والے بیج بھی استعمال نہیں کرتے۔ ان کی زراعت زیادہ تر بارش کے رحم وکرم پر ہوتی ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر ان کی زرعی پیداوار بے حد قلیل ہوتی ہے۔ ایک ادیباسی کے کھیت میں زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ تا ۶۰۰ کلو گرام چاول فی ہیکٹر اگتا ہے۔

زرعی پیداوار کی قلت اور محدود اراضی کی وجہ سے سال بھر ادیباسی ناکافی غذا پر بسیرا کرتے ہیں۔ سال میں ۴، ۵ مہینے وہ آدھا پیٹ کھاکر گزارا کر لیتے ہیں۔ جون سے ستمبر تک چار مہینے بڑے ہی کڑے ہوتے ہیں انہیں ان مہینوں میں ایک طرف زراعت کے کام کرنے ہوتے ہیں اور دوسری طرف بھوک اور ناکافی غذا کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ گویا اس دوران وہ خالی پیٹ یا آدھا پیٹ کھانا کھاکر اپنے کھیتوں میں محنت ومشقت کرتے ہیں۔ ان کی اس حالت سے سود خور مہاجن اور تاجر پیشہ افراد خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس دوران مہاجن ادیباسیوں کو روپیہ قرض دیتے ہیں اور سود کی شرح بہت زیادہ رکھتے ہیں۔ بعض تاجر ایک تھیلہ گیہوں بطور قرض دیتے ہیں جس کے عوض ادیباسیوں کو ماہِ اکتوبر میں ۲ تا ۳ تھیلے گیہوں دینا ہوتا ہے۔ اس طرح ادیباسیوں کا معاشی استحصال ہوتا آیا ہے۔

بے روزگاری

اکتوبر میں دھان کی فصل کاٹنے کے بعد آئندہ آٹھ مہینوں تک ان کی اپنی زمین پر ادیباسیوں کے لئے کوئی کام باقی نہیں رہتا۔ اس دوران مرد بالعموم جنگلات کا رخ کرتے ہیں جہاں وہ درخت کاٹنے اور گرانے کا کام کرتے ہیں جن کے پاس بیل گاڑیاں ہوتی ہیں وہ جنگل کی لکڑی اور ایندھن کے نقل وحمل کا کام کرتے ہیں۔ ساحلی علاقوں کے ادیباسی اس دوران باغوں میں کام کرتے ہیں۔ عورتیں عموماً گھر ہی

چارے اور ایندھن کی پیداوار

ادیباسیوں کی بستیاں عموماً جنگلات سے قریب ہیں اور
ت میں خوب بارش ہوتی ہے لہٰذا وہاں ادیباسیوں
ان کے اعلیٰ اقسام کے بیج فراہم کئے جا سکتے ہیں۔ شدید
کی وجہ سے وہاں دھان کی کاشت کے علاوہ Siratro ، کر
Sesbania اور سو ببول ، Styloe
چاتیں سے پرشش چارے کے درخت بھی اگائے جا سکتے ہیں۔
لاقوں میں "چارے کے بینک" قائم کئے جا سکتے ہیں۔ جن
زمین افراد کے دودھ دینے والے جانوروں کو چارہ
م کیا جا سکے گا۔ پہاڑی ڈھلوانوں پر آم، کاجو، کٹھل،
تیا پھل کے باغ بھی لگائے جا سکتے ہیں۔
وہ ازیں ادیباسیوں کو سماجی سطح کی جنگل بانی کی ترغیب
کر ادیباسی عورتوں کو ایندھن کے لئے میلوں دور جانے کی
ن سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔

پاشی

متعدد ادیباسی علاقوں میں زیر زمین پانی کے ذخیرے
د ہیں۔ وہاں کنوؤں کی کھدائی سے آبپاشی کی جا سکتی ہے
سال میں ایک سے زیادہ فصلیں اگائی جا سکتی ہیں جس کی

زیر نظر تصویر میں ایک ادیباسی کسان گڈچرولی ضلع
کو ڈنگاؤں میں مخلوط جوار کی فصل بونے میں مصروف نظر
ہے۔

وجہ سے ادیباسیوں کو سال کے ۸ مہینے بے روزگار نہیں
رہنا ہوگا بلکہ وہ اپنی ہی زمینوں پر کام کرتے رہیں گے۔

خریف کے موسم میں کئی نالے بہنے لگتے ہیں۔ ان نالوں
سے دھان کے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے ادیباسی
ہر سال نالے سے کھیت تک مٹی کے بندھ بناتے
ہیں۔ ان مٹی کے بندھوں کی جگہ پتھر یا سمنٹ کے بندھ
بنائے جا سکتے ہیں جس سے ادیباسیوں کی محنت بھی کم
ہوگی اور فصل بھی اچھی ہوگی۔

ادیباسی علاقوں میں سال بھر بہنے والی ندیاں بھی پائی
جاتی ہیں۔ ان ندیوں پر لفٹنگ پمپ لگا کر قرب و جوار کے
علاقوں میں آبپاشی کی جا سکتی ہے اور اس طرح سال میں ایک
سے زیادہ فصلیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

زراعت کے جدید طریقے

ادیباسی علاقوں میں اعلیٰ اقسام کے دھان کی کاشت
کے لئے جغرافیائی اور طبعی حالات بے حد موزوں ہیں —
ادیباسیوں کو روایتی علاقائی اقسام کی کاشت کو ترک کرکے
نئی اعلیٰ اقسام کے دھان کی کاشت کی ترغیب دی جا سکتی
ہے۔ اس کے لئے انہیں بیجوں کے چھوٹے پیکٹ، کھاد اور
جراثیم کش ادویات نہ صرف فراہم کرنے ہوں گے بلکہ ان کے
استعمال کے طریقوں کا مظاہرہ بھی کرنا ہوگا۔ اس طرح
ادیباسیوں کو زراعت کے جدید طریقوں سے روشناس
کرانے سے ان کے افلاس اور ناکافی غذا کا مسئلہ حل کیا
جا سکتا ہے۔

گلیریسیڈیا نامی تیز رو درخت کی ہری پتیاں دھان
کی فصل کے لئے بہت اچھی کھاد ثابت ہوتی ہیں — ایک
۵ سالہ درخت سالانہ ۵۰ کلوگرام پتیاں دیتا ہے۔ دھان
کے کھیتوں کی منڈیروں پر یہ درخت اگایا جا سکتا ہے۔
جولائی / اگست کے دوران اس کی پود کاری کی جا سکتی ہے۔

اراضی پر Agasta ، Siratro اور سو ببول
جیسے چارہ فراہم کرنے والے درخت لگائے جا سکتے ہیں۔
جون / جولائی کے دوران ان درختوں کے بیجوں کی تقسیم کی
جاتی ہے۔ اس طرح ادیباسیوں کے مویشیوں کی چارے

۲۵ دسمبر ۱۹۸۲ء

ہے کہ ان کی نشو ونما کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی۔

یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ آبپاشی کے لئے کنوؤں کی کھدائی اور پمپ کی تنصیب سے ادیباسیوں کو ان کی زمینوں پر سال بھر ذاتی روزگار فراہم ہوتا ہے۔ زمین کے نیچے پائے جانے والے آبی ذخیروں کے محل وقوع کے تعین کے لئے حکومتِ مہاراشٹر نے گراؤنڈ واٹر سروے ایجنسی قائم کی ہے۔ ۶ تا ۷ میٹر قطر کے چھوٹے کنوئیں پر ۳ ہارس پاور کا الکٹرک پمپ لگایا جا سکتا ہے جس سے ۱½ تا ۲ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی کی جا سکتی ہے۔ آبپاشی کی ایسی سہولت سے دھان کی اچھی فصلیں حاصل ہوں گی اور ادیباسیوں کو اعلیٰ قسم کے دھان کی کاشت کی ترغیب بھی ملے گی۔ یہ ہمارا تجربہ ہے کہ اعلیٰ اقسام کے دھان کی کاشت سے دوگنی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ آبپاشی کا مستقل انتظام ہونے کے بعد ادیباسی دھان کی فصل کاٹنے کے بعد زمین پر بیگن، ٹماٹر، مرچ اور پیاز جیسی سبزی ترکاری کی کاشت کر سکتے ہیں یا اپنی زمینوں پر وہ پپیا، کیلے، ناریل، چیکو اور دوسرے پھلوں کے باغ لگا سکتے ہیں۔ پھلوں اور سبزی کی فروخت سے ادیباسیوں کو اچھی خاصی آمدنی ہو سکتی ہے۔ ان کی قوت خرید میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جہاں کہیں بھی ادیباسی علاقوں میں زمین کے نیچے پانی کا ذخیرہ پایا جائے وہاں اسے استعمال میں لاتے ہوئے آبپاشی کی سہولت فراہم کی جانی چاہیے۔ تاکہ ادیباسی ایک سے زیادہ فصلیں حاصل کر سکیں۔

جدید زرعی تکنیک کی تربیت

ادیباسی کسان زراعت کے کاموں میں ماہر ہیں لیکن ان کا طریقہ بے حد پرانا ہے۔ سائنسی اور تکنیکی ترقی کی بنیاد پر وضع کئے گئے زراعت کے جدید طریقوں سے ادیباسیوں کو روشناس کرانا ان کے فلاح و بہبود میں بے حد مفید ثابت ہوگا۔ اس مقصد کے تحت تربیتی مراکز کھولے جانے چاہئیں جہاں ادیباسیوں سے جدید طریقے سے زراعت کے کام کرائے جائیں اور ان کی تربیت کی جائے۔

ادیباسیوں کو اب جدید کھاد مہیا کی جاتی ہے۔ زیر نظر تصویر میں ایک ادیباسی اپنے دھان کے کھیت میں اس قسم کی جدید کھاد کا چھڑکاؤ کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

تھانے ضلع کے ادیباسیوں کو قلم کاری کے ذریعے معمولی آم کے درخت کو اعلیٰ قسم کے آم کے درخت میں تبدیل کرنے کا طریقہ سکھانے کے بعد انہوں نے اپنے تمام معمولی آم کے درختوں کو ہاپوس آم کے درختوں میں تبدیل کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے عام بیر کے درختوں کو اعلیٰ قسم کے بیر کے درختوں میں تبدیل کیا ہے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ادیباسی خود بھی اپنی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے شعوری طور پر کوشش کر رہے ہیں اور ان کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے ہماری طرف سے ان کی بروقت تربیت اور امداد بے حد ضروری ہے۔

لڑائی میں شامل ہوگئے ۔ اگرچہ کردار کے لحاظ سے برطانوی دولتِ مشترکہ کے ممالک خود مختار اور درجے کے اعتبار سے مساوی تھے لیکن وہ ایک مشترکہ معاہدے کے تحت کراؤن سے متحدہ طور پر وابستہ تھے، دوسری جنگِ عظیم تک اور اسکے دوران دولتِ مشترکہ میں یورپی ممالک ہی شامل تھے۔ تاہم ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان اور پاکستان آزاد ہوئے تو دولتِ مشترکہ کے فروغ میں ایک اہم دور کا آغاز ہوا، ہندوستان نے ۱۹۴۹ء میں ایک آزاد خود مختار اور جمہوری رکن کے طور پر دولتِ مشترکہ میں رہنے کا فیصلہ کیا۔

آزادی سے قبل برطانوی سلطنت کے ایک حصے کے طور پر ہندوستان کو لیگ آف نیشنز کے ایک ممبر اور معاہدہ ورسلیز کے ایک دستخط کنندہ کی حیثیت سے غیر اہم اور تابعدارانہ کردار ادا کرنا پڑا۔ دونوں اداروں میں اسے برطانوی حکمرانوں کو آلۂ کار بنا پڑا۔ جواہرلال نہرو انسانی تہذیب و تمدن کی جزوی تعریف پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ وہ برطانوی سامراجیت کے سخت ترین مخالف تھے۔ اور یہ بات انھوں نے بالکل واضح کردی تھی کہ ہندوستان حصولِ آزادی کے بعد سامراجی قوتوں سے ہر رابطہ منقطع کر دے گا۔ برطانوی راج کے اس قدر سخت نکتہ چین ہونے کے باوجود انھوں نے حکومت برطانیہ کو برطانوی عوام سے خلط ملط نہیں کیا۔

نہرو جی نے دسمبر ۱۹۴۸ء میں کانگریس پارٹی کے سالانہ اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ ہندوستان دولتِ مشترکہ کے آزاد ممالک کے ساتھ ان کی فلاح و بہبود اور عالمی امن کے مشترکہ مقصد کے لئے آزادانہ تعلقات کا خیرمقدم کریگا۔ جنوری ۱۹۴۹ء میں لندن میں دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں ایک انقلابی فیصلہ کیا گیا جس کی رو سے ہندوستان خود مختار آزاد جمہوری ملک کی حیثیت سے اس ادارے میں اپنی شمولیت کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوگیا۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد دولتِ مشترکہ کا کردار بدلنا شروع ہوا۔ بہت سے ملکوں نے ہندوستان کی مثال سے فائدہ اٹھایا اور وہ حصولِ آزادی کے فوراً بعد ہی دولتِ مشترکہ میں شامل ہوگئے۔ سیلون ۱۹۴۸ء میں، گھانا اور ملیشیا ۱۹۵۷ء میں، نائجیریا ۱۹۶۰ء میں، سرالیون اور تنگانیہ ۱۹۶۱ء میں، جمیکا، ترینی داد، ٹوباگو اور یوگنڈا ۱۹۶۲ء میں، زنزیبار اور کینیا ۱۹۶۳ء میں، ملاوی، مالٹا اور زمبیا ۱۹۶۴ء میں دولتِ مشترکہ میں شامل ہوئے، قبرص ۱۹۶۱ء میں آزاد ہوا اور وہ نو مہینے کے بعد دولتِ مشترکہ میں شامل ہوگیا۔

موجودہ صورتِ حال

دولتِ مشترکہ میں تبدیلی کے رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۹۴۷ء میں جب کہ ہندوستان آزاد ہوا تھا ڈومینین دفتر کا نام بدل کر دولت مشترکہ تعلقات دفتر رکھدیا گیا۔ اسی سال برطانوی وزیراعظم شری کلینٹ ایٹلے نے کہا تھا— "برطانوی دولتِ مشترکہ عوام کی ایک آزاد انجمن ہے ملکوں کا مجموعہ نہیں ہے۔"

اس طرح آج دولت مشترکہ کا ایک لاثانی کردار ہے، جس نے اسے مملکتوں کی دیگر انجمنوں کے مقابلہ میں ایک امتیازی حیثیت دی ہے۔ فیڈریشن سے بھی یہ الگ ہے کیونکہ کوئی مرکزی عاملہ نہیں ہے، قانون ساز یہ نہیں ہے اور عدلیہ نہیں ہے۔ تمام معاملات میں برطانیہ کے ساتھ تعلقات بھی یکساں نوعیت کے نہیں ہیں، اگرچہ بعض خصوصی معاملات بھی ہیں، ممبروں میں کوئی باہمی معاہدہ نہیں ہے جیسا کہ دو غیر ملکوں میں معاہدہ کے مطابق ہوتا ہے یا اقوام متحدہ کے منشور میں جو کچھ کہا گیا ہے کسی دوسرے ممبر ملک کے خلاف پالیسی بنانے پر کوئی قانونی یا کسی اور طرح کی پابندی نہیں ہے۔ دولتِ مشترکہ جو ایک ٹھوس رشتے میں بندھی ہوئی ہے اس کی وجہ کوئی خاص بندھن نہیں ہے بلکہ مشترکہ نظریات اور مفادات ہیں اور ان امور پر رضاکارانہ طور پر تعاون کرنے کا پختہ عزم ہے جن پر معاہدہ ممکن ہے۔ دولتِ مشترکہ کے ڈھانچے میں تبدیلیوں کے باوجود اس کی بنیادی خوبیاں جوں کی توں ہیں، اس کی وجہ مشترکہ نقطۂ نظر، سرکاری ادارے اور انسانی سرگرمی کے ہر شعبے میں ہمہ جہت غیر سرکاری روابط ہیں۔

دولتِ مشترکہ کے ممبر ممالک

دولتِ مشترکہ میں شامل کرنے کے لئے ۴۴ ملکوں کا انتخاب کیا گیا۔ علاوہ ازیں چار خصوصی اراکین ہیں جو دولتِ مشترکہ کے سربراہان حکومت کی میٹنگ کے سوائے اس کی تمام سرگرمیوں

ہے کہ امیر غریبوں کی مدد کرتے ہیں لیکن ٹی سی ڈی سی کے ذریعہ دولتِ مشترکہ میں شامل ہر ترقی پذیر ملک ایک دوسرے کی مدد کرتا ہے۔

۱۹۸۰ – ۱۹۸۱ء میں سی ایف ٹی سی نے جتنے ماہرین مہیا کئے ان میں سے آدھے سے زیادہ کا تعلق ترقی پذیر ملکوں سے تھا۔ مثال کے طور پر فروری ۱۹۸۱ء میں برطانیہ کے مقابلہ میں ہندوستانی ماہرین کی زیادہ خدمات لی گئیں۔ ٹی سی ڈی سی کی کامیابی کا راز اس حقیقت میں مضمر ہے کہ ترقی پذیر ملکوں کے ماہرین اپنے معاملات نمٹنے کی ترقی یافتہ ممالک کے ایسے ماہرین کے مقابلہ میں زیادہ مناسب تجربہ رکھتے ہیں۔

دولتِ مشترکہ کی جانب سے ۱۹۷۵ء میں قائم کردہ میک انٹرے گروپ نے نئے عالمی اقتصادی نظام کے سلسلے میں بین الاقوامی سطح پر تبادلۂ خیال کے آغاز میں ایک پیش بہا کردار ادا کیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں قائم کیے گئے کیمپل گروپ نے اشیاء کی قیمتوں میں ٹھہراؤ لانے کی غرض سے مشترکہ فنڈ قائم کرنے کے لئے عملی تجاویز پیش کیں۔ ۱۹۷۹ء میں لوساکا کانفرنس کے موقع پر بھی ایک گروپ قائم کیا گیا تھا اور اس نے نئے اقتصادی نظام پر بات چیت کے مسئلے پر ترقی یافتہ نیز ترقی پذیر ممالک کے درمیان جمود کے اسباب کی نشاندہی کی اور اپنی رپورٹ میں مسائل کے حل کے لئے مشورے پیش کئے۔ ارنٹ رپورٹ میں ادائیگی کے توازن کے مسائل سے چھٹکارا پانے، تجارتی تحفظ کے رجحانات کم کرنے اور توانائی کی فراہمی کے مسئلے وغیرہ کے بارے بڑے اقدامات تجویز کئے تھے۔

بین الاقوامی امور

دولتِ مشترکہ نے جدید دنیا کی عظیم سیاسی، اقتصادی اور سماجی تحریکوں میں ایک اہم بلکہ ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر نوآبادیاتی نظام کے خاتمے کیلئے دولتِ مشترکہ نے نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی حیثیت میں بھی ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور نوآبادیاتی علاقوں کی آزادی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

دولتِ مشترکہ کی بنیاد انسانی اقدار ہیں۔ یہ ہر شکل میں نسلی امتیاز بطور خاص جمہوریہ جنوبی افریقہ کی نسلی تعصب کی پالیسی کی سخت مخالفت کرتی ہے۔

نامی بیا کی حمایت میں، دولتِ مشترکہ دو طرح کام کر رہی ہے نوآبادیات ختم کی جائے اور نسل پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ دس سال سے بھی زیادہ عرصہ تک جنوبی افریقہ کا مسئلہ دولتِ مشترکہ کے ممالک کے لئے ایک اہم مسئلہ بنا رہا تاہم زمبابوے اور بعض دیگر ملکوں کو آزادی ملنے سے یہ امید بندھ گئی کہ کامیابی بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

دولتِ مشترکہ میں بر اعظموں کے بیشتر آزاد ملک شامل ہیں پیشہ ورانہ ثقافتی، اقتصادی، قانونی اور سیاسی امور پر ممبر ملکوں کو جو ان شعبوں میں اپنے تعلقات کو فروغ اور ترقی دینا چاہتے ہیں تبادلۂ خیال اور معلومات فراہم کرنے کے متعدد مواقع فراہم کرتی ہے۔ ممبر ملکوں کو یقین ہے کہ یہ انجمن ملکوں کے درمیان انسانی مفاہمت کو فروغ دے سکتی ہے، نسل، رنگ یا ملک پر مبنی امتیاز کو ختم کرتی ہے، انفرادی آزادی کو برقرار رکھتی ہے اور مستحکم کرتی ہے۔ سبھی کی زندگی کو مالا مال بناتی ہے، اور ملکوں کے درمیان امن کے لئے پائیدار اثر رسوخ مہیا کرتی ہے۔

دولتِ مشترکہ کے سربراہان حکومت کے اجلاس کے لئے تاریخیں اور مقامات

برطانیہ اور ڈومینین حکومتوں کے وزرائے اعظم کی امپیریل کانفرنس کے اجلاس ۱۹۱۱ء سے ۱۹۳۷ء تک لندن میں ہوتے رہے، ۱۹۴۴ء میں جب اجلاسوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا تو ۱۹۶۵ء تک اجلاس لندن میں ہوتے رہے۔

لندن سے باہر لاگوس دولتِ مشترکہ کی پہلی راجدھانی تھی، جہاں جنوری ۱۹۶۶ء میں وزرائے اعظم کی میٹنگ ہوئی۔ دولتِ مشترکہ کی حکومتوں کے سربراہوں کی میٹنگ کی صدارت نائجیریا کے وزیراعظم الحاج سر ابوبکر تفاوا بلیوا نے کی، قبرص کی نمائندگی وہاں کے صدر نے اور زمبیا کے نائب صدر نے اپنے ملک کی نمائندگی کی۔ علاوہ ازیں نائجیریا، برطانیہ، کنیڈا، گیمبیا، ملاوی مالٹا، سرالیون، سنگاپور اور یوگنڈا کے وزرائے اعظم اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ جمیکا کی نمائندگی وہاں کے قائم مقام وزیراعظم نے کی۔ ملیشیا، ٹرینی داد اور ٹوباگو کی نمائندگی ان کے نائب وزرائے اعظم نے کی۔ سیلون کے وزیر انصاف ہندستان کے قانون اور سماجی تحفظ کے وزیر، کینیا کے وزیر خزانہ اور نیوزی لینڈ نیز پاکستان کے ہائی کمشنروں نے اپنے اپنے ملک

ِرغ دیتے ہیں اور قانون کے تحت شخصی آزادی کی ضمانت دیتے ہیں۔
ہم نسلی امتیاز کو ایک خطرناک مرض سمجھتے ہیں جس سے نسلِ
ان کی صحت مندانہ ترقی کو خطرہ ہے۔ ہم نسلی تعصب کو
شرے کے لئے ایک بدترین لعنت سمجھتے ہیں، ہم میں سے ہر
اپنے ملک میں اس لعنت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔ کوئی بھی
اس طرح کی حکومتوں کو برداشت نہیں کرسکتا جو نسلی تعصب
روا رکھتی ہیں اور براہ راست طور پر اس طرح کی پالیسی کو مستحکم
ناتی ہیں۔

ہم ہر طرح کے نوآبادیاتی غلبے اور نسلی ظلم و ستم کی مخالفت کرتے
اور ہم انسانی عظمت اور مساوات سے متعلق اصولوں پر کاربند
ہنے کا عہد کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم ہر جگہ انسانی مساوات اور عظمت
فروغ دینے کے لئے کام کریں گے، اور نسل پرستی کے خلاف نیز
رواداریت کے اصولوں کو تقویت دیں گے۔

ہمیں یقین ہے کہ عوام کے مختلف طبقوں کے درمیان
دولت کی عدم مساوات بےحد بڑھ چکی ہے جسے برداشت کرنا ممکن نہیں ہے
ں سے عالمی کشیدگی کو بھی شہ ملتی ہے، ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس
بتدریج خاتمہ کیا جائے، لہٰذا ہم مفلسی جہالت اور بیماریوں
خاتمے کے لئے کام کریں گے تاکہ عوام کا معیار زندگی بلند
سکے۔ اور زیادہ مساوی بنیاد پر بین الاقوامی معاشرہ قائم
جا سکے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے جہاں تک ممکن ہے ترقی پذیر
لک کی خصوصی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سبھی ممالک
ساتھ آزادانہ، منصفانہ اور مساوی تجارت کیلئے کوششیں
جائیں گی۔ سرکاری اور نجی وسائل سمیت ترقی پذیر ملکوں کو
طرخواہ وسائل کی فراہمی کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ یہ کام
جھے داری کے حقیقی جذبے کو ذہن میں رکھتے ہوئے۔ اور ترقی
یر ملکوں میں ترقی نیز سرمایہ کاری کے سازگار ماحول کو
ردغ دینے کے لئے کیا جائے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ دنیا کے تمام عوام کے درمیان ترقی کے
صول، ناانصافی سے جدوجہد، رواداری اور مدد ہمت کے
دل کے فروغ، نیز جنگ کی وجوہات دور کرنے کے لئے
ن الاقوامی تعاون بہت ضروری ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ دولتِ
مشترکہ ان مقاصد کے حصول کے لئے نہایت مفید انجمنوں میں

سے ایک ہے۔

دولتِ مشترکہ کے اراکین کو یقین ہے کہ وہ ان اصولوں پر عمل
کرکے کثیر القومی تعاون کی ایک تعمیری مثال پیش کرسکتے ہیں جو
کہ امن اور جدید دنیا کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہ
انجمن صلاح مشورے تبادلۂ خیال اور تعاون کے ذریعہ کام کرتی ہے۔
طاقت کے استعمال کو پالیسی کے ایک حصے کے طور پر مسترد
کرتے ہوئے ان رہنماؤں نے کہا کہ باہری حملے سے ایک ممبر
ملک کی سلامتی سبھی ارکان کے لئے باعثِ تشویش مسئلہ ہے،
یہ ممبر ملکوں کے درمیان معلومات اور پیشہ ورانہ ثقافتی، اقتصادی
قانونی اور سیاسی امور پر تبادلۂ خیال کے متعدد مواقع مہیا کرتی ہے۔
ان معاملات کو ہم فروغ اور ترقی دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ
ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ انجمن ملکوں کے درمیان انسانی شعور اور
مفاہمت کو فروغ دے سکتی ہے۔ نیز نسل یا رنگ یا مسلک پر
مبنی امتیاز کو ختم کرنے میں مدد کرتی ہے۔ انفرادی آزادی
کو برقرار رکھتی ہے اور اسے مستحکم بناتی ہے۔ علاوہ ازیں سبھی
افراد کی زندگی کو مالامال کرتی ہے۔ اور ملکوں کے درمیان امن
کے لئے ایک مضبوط اور ٹھوس اثر و رسوخ کو فروغ دیتی ہے۔

قومی راج میں شائع شدہ مواد حوالہ کے ساتھ یا بلا حوالہ نقل کیا جاسکتا ہے تاہم جس شمارے میں یہ مواد شامل ہو اس کی ایک کاپی ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ کے نام ضرور روانہ فرمائیں

(ادارہ)

بعض سربراہانِ مملکت کی بمبئی تشریف آوری

گذشتہ مہینے نئی دہلی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی زیر صدارت، دولت مشترکہ سربراہانِ مملکت کی میٹنگ (چوگم) منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ میں شرکت کے لئے بھارت تشریف لانے والے بعض سربراہانِ مملکت نے بمبئی کا بھی دورہ کیا جہاں مختلف سیاسی وعہدیداروں نے ان کا گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ ذیل میں معزز مہمانوں کی تشریف آوری کے بعض مناظر پیش کئے گئے ہیں۔

▲ بوٹسوانا کے صدر ڈاکٹر مسسارے قیت کا تو پیلے جانی اور ان کی اہلیہ۔ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا را
وزیر صحتِ عامہ اور شری اظہر حسین، وزیر مملکت صحتِ عامہ اور پروٹوکول کے ساتھ۔

• (داہنی طرف اوپر) یوگنڈا کے صدر مسٹر ملٹن اوبوٹے اور ان کی اہلیہ۔ شری آر۔ آر۔ بوراڈ
وزیر پبلک ورکس کے ساتھ۔

• (داہنی طرف درمیانی تصویر) سوازی لینڈ کے وزیر اعظم پرنس بیکمپی دلامنی، شری اظہر حسین وزیر
برائے صحت عامہ اور پروٹوکول کے ساتھ۔

• (داہنی طرف نیچے کی تصویر) بارباڈوس کے وزیر اعظم جے۔ ایم۔ جی۔ ایم آدمس اور ان کی ا
کے ایڈیشنل کمشنر شری آر۔ ڈی تیاگی کے ساتھ۔

▼ کیری باتی کے صدر مسٹر آئی۔ ٹی۔ طباق، شری اظہر حسین وزیر مملکت صحت عامہ اور پروٹوکول ک

Dr. Zakir Husain ... Jamia Nagar

ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور
۱۲۔ بیونا ویسٹا
لورشور روڈ۔ بمبئی ۴۰۰۰۲۱

سماج سیوا

سماجی رفاہ، سماجی خدمت، سماج سیوا، سماجی قانون سازی اور سماجی سلامتی، ایسی اصطلاحات ہیں جو آج کل ہم صبح شام سنتے رہتے ہیں۔ ہر شخص اپنے آپ کو سماج سیوک یا سماجی کارکن یا دوسرے الفاظ میں سوشیل ورکر بتاتا ہے۔ کسی محلہ میں دو چار بھلے آدمیوں نے اگر یہ تہیہ کرلیا کہ میونسپلٹی کے صفائی کے عملے کے بجائے وہ خود اپنے ہاتھوں میں جھاڑو سے کے لے کر کچھ دیر کے لئے صفائی کردیں یا کچھ بچوں کو جمع کرکے انہیں نہلادیں یا اس سے بھی زیادہ ہوسکے تو کچھ غریب غربا کو ایک وقت کا کھانا کھلادیں۔ یہ بھی ایک قسم کی سماجی سیوا ہوجاتی ہے۔

ہمارے دیش کی خواتین کو بھی آج کل سماج سیوا کا بہت شوق ہو چلا ہے۔ کہیں سنیما شو کے ٹکٹ فروخت ہورہے ہیں کہ اس کی آمدنی سے کسی ادارے کی سرپرستی کی جائے گی۔ کہیں رقص و موسیقی کی محفلیں قائم کی جارہی ہیں یا پھر لاٹری لگائی جارہی ہے کہ اس سے سماجی رفاہ کے کام کئے جائیں گے، بسا اوقات آمدنی سے زیادہ خرچ اور کام سے زیادہ کام کا خرچ ہوتا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ سماج سیوہ کا جذبہ ہمارے لئے کوئی نئی اپج ہے یا پھر سماجی رفاہ کے کام ہم نے کسی دوسرے دیش سے سیکھے ہیں۔ بھارت کی تاریخ کے صدیوں پہلے کے باب میں جنگ و جدال کے کارناموں سے زیادہ نمایاں چندرگپت، اشوک، وکرمادتیا، ہریش وردھن اور بھوج راج جیسے راجوں مہاراجوں کے دورِ حکومت کے رفاہی اور سماجی فلاح و بہبود کے کارہائے نمایاں نظر آتے ہیں۔ انہیں حکمرانوں نے سماج سیوا سیوا سے سماج کو سدھارا۔

لیکن یہ بات فراموش کی جاتی ہے کہ گاندھی جی نے ایک اور بہت بڑے پیمانے پر سماجی لڑائی کا آغاز بھی کیا تھا اور یہ لڑائی اونچ نیچ کے خلاف تھی۔ گاندھی جی ہی نے اچھوت اور چھوت کو قریب لانے کا کام شروع کیا۔ وہ کئی مرتبہ اچھوتوں کے محلے میں جاکر ٹھہرتے رہے اور عوام سے مطالبہ کیا کہ انہیں بھی بستی کی باولیوں (کنوؤں) سے پانی لینے دیا جائے۔ مندروں میں داخلہ سے نہ روکا جائے۔ انہوں نے اچھوتوں کو ہریجن کہنا شروع کیا۔ ہریجن کے معنی بھگوان کے لوگ ہیں۔ اس لفظ کے استعمال سے انہوں نے عوام کے ذہنوں سے چھوت چھات کے تصور کو ختم کرنے کی پہلی کوشش کی۔

ہریجن کے بجائے شیڈولڈ کاسٹ

۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں اچھوتوں کو پست طبقات قرار دیا گیا، ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ان لوگوں کی مذہبی درجہ بندی کی گئی اور انہیں "آری ہندو" کہا گیا۔ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں انہیں ہریجن کہا گیا اور اب انہیں شیڈولڈ کاسٹ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۵۱ء تک مختلف ناموں کی یہ تبدیلی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ چھوت چھات کو ختم کرنے کی منظم کوشش کی جارہی ہے اور ہر مردم شماری کے وقت جو نام بدلے گئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ادنیٰ اور اعلیٰ، اونچے اور نچلے کا فرق دور ہوسکے۔

چھوت چھات ایک معاشرتی مسئلہ

چھوت چھات یا اونچ نیچ کا یہ فرق کوئی مذہبی، نسلی یا سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک سماجی، جمہوری اور عوامی مسئلہ ہے لیکن اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بڑی کوششوں کی ضرورت ہے۔ صرف قانون یا دستور بنانے یا احکامات جاری کرنے سے چھوت اچھوت کا فرق نہیں مٹ سکتا۔ اس کے لئے ہمارے ملک میں تعلیمی معیار بڑھنا ضروری ہے۔ عوام میں سیاسی اور سماجی شعور کے ساتھ ساتھ یہ احساس بھی ضروری ہے کہ اب ذات پات کی تفریق کا زمانہ ختم ہوگیا۔ کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ صرف نچلا کام انجام دیا کرے اور سماج میں اس کے لئے کوئی بلند مقام نہیں ہے۔ گاندھی جی کی کوششوں سے آزادی سے پہلے دور میں بھی ہریجنوں کی اصلاح اور ترقی کیلئے کچھ قوانین منظور ہوئے، انہیں پست طبقات یا آری ہندو کے بجائے شیڈولڈ کاسٹ اس لئے کہا جانے لگا کہ برطانوی حکومت نے گول میز کانفرنس کے وقت ایک شیڈول تیار کیا تھا جو قانون حکومت ہند بابتہ ۱۹۳۵ء میں بھی شامل ہے۔ برطانوی دور کے آخر میں ہریجنوں کی تعلیم، ان کی بستیوں کی اصلاح اور ان سے جانوروں جیسے سلوک کو ختم کرنے کے لئے قدم اٹھایا گیا۔ لیکن اس کو ہریجنوں کی، اصلاح کی کوشش، کہا جاسکتا ہے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ برطانوی حکومت نے چھوت چھات کو دور کرنے کے واسطے کوئی نمایاں قدم اٹھایا۔

ہندستان کی آزادی کے بعد سے یہ مسلسل اور باضابطہ کوشش ہورہی ہے کہ چھوت چھات کو ختم کیا جائے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے واسطے جتنے ذرائع ممکن ہیں وہ سب استعمال کئے جاتے ہیں۔ چھوت چھات کو ختم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہریجنوں کی تعلیم ہے اور ان کی حالت کو بہتر بنانا ہے چونکہ اس ذریعے سے ان کا احساس کمتری بھی ختم ہوسکتا ہے اور وہ سماج میں اپنے لئے جگہ پیدا کرسکتے ہیں۔ حکومت نے اونچ نیچ کے فرق کو مٹانے کے لئے راست اور بالراست جو کوششیں کی ہیں ان کا تفصیل سے ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

یہ تجاویز ہریجنوں کے حالات زندگی کو بھی نظر انداز نہیں کرتیں۔ اب تک کئی قوانین منظور کئے گئے ہیں جن کا مقصد ہریجنوں کی حالت سدھارنا ہے۔ چنانچہ ہریجنوں سے سب سے زیادہ جو ناروا کام یعنی بیگار لیا جاتا تھا اس کو حکماً ختم کردیا گیا اور کئی مزید احکامات کے ذریعہ یہ واضح کردیا گیا ہے کہ ہریجنوں سے بیگار کا کام نہ لیا جائے۔ ان کے علاوہ ہریجنوں کو زمینات پر ان کے حقوق ہوں تو ان کو محفوظ کرنے زرعی قرضہ سے نجات دلانے اور زرعی ترقی کے لئے قرضہ دینے کے لئے کئی احکامات منظور کئے گئے ہیں جن کی تعداد دس یا بارہ سے کم نہیں۔

مجالس مقننہ اور سرکاری ملازمتوں کیلئے تخصیص

سرکاری ملازمتوں میں ہریجنوں کو موقعہ اور سہولت دینے کے لئے حکومت نے صوبائی حکومتوں پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ شیڈولڈ کاسٹ طبقے کے لئے جائدادیں مختص کی جائیں۔ دستور ہند کے تحت اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بھی ان کی نشستیں مقرر ہیں۔ حکومت کو توقع

حکومت کی توجہ کیمیا کی آن رکھتی ہے

ع۔ خ۔ فریدی
۱۸۰۔ اے۔ پائپ روڈ۔ کرلا۔ بمبئی

ادیباسی جو پچھڑی جاتیوں کا ایک طبقہ ہے
مہاراشٹر میں ہر سو انکی آبادی کا حصہ ہے
بہت دلدوز ان مجبور بیچاروں کا قصہ ہے
کہ ان پر ظلم خود انسانیت پر ایک دھبہ ہے
یہ خود اور ان کے بچے سب تھے بندھوا ساہوکاروں کے
نہ تھی اپنی کوئی شے پاس ان آفت کے ماروں کے
نہ جانے کب سے اس لعنت میں تھے جکڑے ادیباسی
ولے پرکھوں کے قرضے میں تھے یہ پکڑے ادیباسی
جو دیدیتا مہاجن کھاتے یہ ٹکڑے ادیباسی
نہ دیتا جب تو سہتے فاقوں کے رگڑے ادیباسی
نگہ کیتی تھی ان کی زخم پر مرہم دھرے کوئی
کہ یہ تمثیل تھے اسکی "کرے کوئی بھرے کوئی"
یہ حالت دیکھکر کچھ دل پسیجے دردمندوں کے
اٹھے اصلاح کی خاطر قدم کچھ نیک بندوں کے
حکومت نے کچل ڈالے عزائم شر پسندوں کے
شکستہ کر دیے کتنے ہی تار ان کی کمندوں کے
وہ مزدوری جسے کہتے ہیں بندھوا ایک لعنت ہے
یہ کلجگ کی نہایت ناپسندیدہ علامت ہے
رعایا کی بھلائی پر حکومت ہو جب آمادہ
کھلی پائیگی اپنے سامنے ہموار اک جادہ
بہت سے ہونگے اس کی نیک اسکیموں کے دلدادہ
ہزاروں ہونگے اچھے مشوروں کیساتھ استادہ
بنا قانون "بندھوا" اب نہیں مزدور کوئی بھی
جو بندھوا تھا نہ اب سمجھے اسے مجبور کوئی بھی

ادیباسی ہیں لاکھوں سے زیادہ اس ریاست میں
مگر سب کو حکومت نے لیا اپنی حفاظت میں
کوئی فاقہ زدہ باقی نہیں اس جماعت میں
کہ بیکاروں کو دی نقدی حکومت نے کفالت میں
جوں ہی اقوام عالم کی سبھا میں یہ صدا پہنچی
مبارکباد آئی ساتھ ہی یہ بھی ندا پہنچی
ہے اس اقدام پر اقوام عالم کی سبھا نازاں
کہ اس منزل کے حق میں ابتدا سے تھی سبھا کوشاں
کیا مہاراشٹر نے اس کو ہر اک کے لئے آساں
مبارکباد مہاراشٹر! مبارکباد ہندوستاں!!
وہ جاتی جس کا انسانوں سے گویا کچھ نہ رشتہ تھا
اٹھانا خاک سے ان کو مہاراشٹر کا حصہ تھا
مہاراشٹر حکومت کا یہ ایسا کارنامہ ہے
جسے جمعیت اقوام عالم نے بھی مانا ہے
حکومت مرکزی نے بھی اسے ناحق سراہا ہے
کہ پچھڑی جاتیوں کے زخم کا ایسا مداوا ہے
مہاراشٹر حکومت ہے مبارکباد کے قابل
کہ جن گرتوں کو تھاما اسنے وہ [illegible] شاستہ دل
نہیں ہے دور وہ دن ہم میں گھل مل جائینگے یہ بھی
فقط اک فرد ہندوستان کے کہلائینگے یہ بھی
ریاست کے بلند آوازمیں گن گائینگے یہ بھی
ترقی کی سبھی راہیں نمایاں پائینگے یہ بھی
مگر مظلومیت اپنی اگر یہ یاد رکھیں گے
فریدؔ اپنے تو کیا غیروں کو دلشاد رکھیں گے

حکومت کی توجہ کا یہ اک ادنیٰ کرشمہ ہے
جو تھے بے حال کل تک آور ہی آج انکا نقشہ ہے
کچھ ایسا ہی ابھی کچھ اور پسماندوں کا قصہ ہے
نظر ان پر بھی ہو جائے کہ حال انکا بھی خستہ ہے
حکومت کی توجہ کیمیا کی آن رکھتی ہے
کہ اک چٹکی فریدؔ اسکی طلا کی شان رکھتی ہے

شری آپٹے کی بحیثیت شریف رسم حلف برداری

سابق کرکٹ کھلاڑی اور ممتاز صنعت کار شری مادھوایل آپٹے نے ۲۰ دسمبر کو راج بھون میں منعقدہ ایک سادہ سی تقریب میں بمبئی کے شریف کے عہدے کا حلف لیا۔ گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف کے ہاتھوں شری آپٹے کی حلف برداری کی رسم انجام پائی۔

شری آپٹے بمبئی کے ۲۲ ویں شریف ہیں۔ آپ سال برائے ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے شریف منتخب ہوئے ہیں۔ ۵۱ سالہ شری آپٹے "آپٹے گروپ آف انڈسٹریز" کے سربراہ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بہت سی عوامی اور نجی کمپنیوں کے ڈائرکٹر بھی ہیں آپ نے ۵۳-۱۹۵۲ء میں بھارتی کرکٹ ٹیم کی قیادت بھی کی تھی۔

اس موقع پر وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، شریمتی بلقیس لطیف، ریاستی اسمبلی میں حزب مخالف کے لیڈر شری شرد پوار، سابق شریف شری ایس۔ پی گودریج، شریمتی انجنا بائی مگر، شری ایچ۔ ایچ اسماعیل، شری وجے مرچنٹ شری بی۔ ڈی گروارے، شری سنیل دت۔ شری این سی پوری شریمتی لیلا مول گاؤنکر۔ شری جے۔ سی جین، صدر ایم پی سی (آئی)، پروفیسر این۔ ایم کامبلے، سکریٹری جنرل ایڈمنسٹریشن اور چیف پروٹوکول افسر، شری پی۔ پی مہانہ اور دیگر اعلیٰ عہدیداران موجود تھے۔

اس رسم کی ادائیگی سے قبل شری وی۔ ٹی چاری اسپیشل سکریٹری نے شری آپٹے کے بحیثیت بمبئی کے شریف کے تقرری کا پروانہ پڑھ کر سنایا۔

سنتروں کی کاشت ودربھ کیلئے قدرتی نعمت

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے مہاراشٹر سنترہ باغات دار سنگھ کے پہلے کنونشن میں بطور مہمان خصوصی حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سنترے کی پیداوار ودربھ علاقے کے لئے ایک قدرتی نعمت ہے۔ ریاست کے دوسرے علاقوں میں اس پھل کو بڑے پیمانے پر اگانے کی کوششیں کامیاب نہیں ہوسکیں۔

شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار وزیر زراعت نے اس تقریب کی صدارت کی۔

وزیراعلیٰ نے سنترے کے کاشت کاروں کو تجارتی سطح پر کامیابی حاصل کرنے کی کوششیں کرنے کی تلقین کی۔

شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار نے فرمایا کہ ریاستی حکومت باغوں اور باغبانی کی ترقی کے لئے دو علیحدہ کارپوریشنوں کے قیام پر غور کر رہی ہے۔

شری بی۔ ایم گائیکواڑ ایم ایل اے نے تعارفی تقریر کی۔ وزیراعلیٰ نے اس موقع پر پنجاب راؤ کرشی ودیا پیٹھ، اڑنگا اور ریکس فارماسیوٹیکل کی جانب سے مشترکہ طور پر منعقدہ زرعی وصنعتی نمائش کا بھی دورہ کیا۔

اس تقریب میں پنجاب راؤ کرشی ودیا پیٹھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر کے۔ ایم ٹھاکرے، ناگپور ضلع پریشد کے صدر شری رنجیت دیشمکھ اور مہاراشٹر اگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے صدر شری کے ایم بابو پاٹل بھی شریک تھے۔

بمبئی میں پہلی عوامی عدالت
آئندہ سال ۲۱ جنوری کو آغاز

ایک طویل مدت سے تصفیہ طلب معاملات کو حل کرنے نیز عدالت سے باہر آپسی سمجھوتے کو فروغ دینے کے لئے آئندہ سال ۲۱ جنوری کو بمبئی کے گورنمنٹ لا کالج میں پہلی بار عوامی عدالت منعقد کی جائے گی۔

یہ فیصلہ بمبئی ہائی کورٹ کے جج جسٹس چندر شیکھر دھرما دھیکاری کی زیر صدارت ۱۶ دسمبر کو بمبئی میں منعقدہ گریٹر بمبئی لیگل ایڈ اینڈ اسسٹنس کمیٹی کی میٹنگ میں کیا گیا۔ جسٹس دھرما دھیکاری اس کمیٹی کے صدر بھی ہیں۔

اس عوامی عدالت میں معروف ماہرین قانون حریفوں کو قانونی امداد اور مشورے دے کر آپس میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش کریں گے۔

عوامی عدالت سے متعلق دیگر معلومات اور درخواست فارم منترالیہ میں واقع محکمہ قانون وعدلیہ اور ہائی کورٹ میں یا دیگر عدالتوں میں واقع بار کونسل کے دفتر سے مفت حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

Jamia Nagar

افلاس کے خاتمے کے لئے عملی اقدام

نئے بیس نکاتی پروگرام کے تحت حال ہی میں پربھنی ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسی کی جانب سے شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر ڈیری ڈیولپمنٹ اور مویشی پالن، نے ضلع کے ایک موضع اڑگاؤں میں افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے ۳۰ خاندانوں کو دودھ دینے والی گائیں دیں تاکہ ان کا معیار زندگی بہتر ہو اور وہ افلاس کی سطح سے اوپر آئیں۔

ضلع ترقیاتی ایجنسی کی اس اسکیم کے تحت گائے کی ۲۳ تا ۵۰ فی صد قیمت ایجنسی نے بطور امداد فراہم کی اور باقی ماندہ رقم کے لئے بینک سے قرض کی منظوری حاصل کی گئی۔

پربھنی ضلع میں افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی فلاح و بہبود کے لئے بیس نکاتی پروگرام کے جزو کے طور پر جاری کردہ اس اسکیم کے تحت سال ۱۹۸۳ء کے دوران جو امداد دی گئی اس کا مختصر جائزہ اس طرح ہے۔

۴۶۰ خاندانوں کو بیلوں کی جوڑی، ۱۴۰ خاندانوں کو بیل گاڑی اور بیلوں کی جوڑی، ۳۵۰ کسانوں کو کنوؤں کی کھدائی کے لئے امداد، ۲۹۰ کسانوں کو برقی پمپ، ۱۷۰۰ خاندانوں کو دودھ دینے والے جانور، وغیرہ۔

افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے ایک خاندان کو بیس نکاتی پروگرام کے تحت فراہم کردہ گائے کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین جونیئر کالج آف ایجوکیشن۔۔

نائب وزیراعلیٰ کے ہاتھوں گیارہ سالہ جشن کا افتتاح

نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدک نے ۱۲ دسمبر کو ناگپور میں ڈاکٹر ذاکر حسین اردو جونیئر کالج آف ایجوکیشن کے گیارہ سالہ جشن کا افتتاح کرتے ہوئے کالج کو صوبے کا ایک معیاری ڈی۔ ایڈ کالج قرار دیا نیز ناگپور امپروومنٹ ٹرسٹ کی جانب سے کالج کو فراہم کردہ آیورویدک کالج نندن ون سے آؤٹ پر فراہم کردہ قطعہ اراضی پر مجوزہ عمارت کی تعمیر کے لئے پچاس ہزار روپے دینے کا اعلان کیا۔

کالج کے صدر و سابق وزیر مالیات شری ہری بھاؤ نائیک کی زیر صدارت منعقدہ اس تقریب میں شری مدھوکر راؤ کیمتکر وزیر مملکت مالیات و قانون اور شری ایس۔ ایم۔ آئی اثیر وزیر اوقاف و جیل کے علاوہ سابق وزیر تعلیم شریمتی پربھا راؤ سابق ایم ایل اے گووند راؤ وکھاری، ڈاکٹر محمد عبدالعزیز اور سر شیخ محمد یوسف نے شرکت کی۔

شری ہری بھاؤ نائیک اور شری ایس۔ ایم۔ آئی اثیر اسمبلی کی مصروفیات کی وجہ سے مختصر عرصے کے لئے اس تقریب میں شامل ہوئے۔

کالج کے سیکریٹری شری جلیل ساز نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور کالج کی گیارہ سالہ کارکردگی کی روداد پیش کی۔

2F

امسال بمبئی میں
عید میلاد النبیؐ کے جلوس کی
قیادت شری راجیو گاندھی نے کی۔ زیر نظر
تصویر میں آپ ڈاکٹر رفیق زکریا (دائیں)
اور شری اکبر پریم جی کے درمیان دیکھے
جا سکتے ہیں۔

آل انڈیا خلافت کمیٹی بمبئی کی جانب سے
عید میلاد النبیؐ کے موقع پر خلافت ہاؤس
میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ جس میں
کانگریس (آئی) کے جنرل سکریٹری اور
ایم۔ پی شری راجیو گاندھی نے شرکت کی۔
زیر نظر تصویر میں (بائیں سے) شری
اکبر پریم جی، شری خواجہ غلام جیلانی،
ڈاکٹر رفیق زکریا۔ شری راجیو گاندھی اور
شری مرلی دیورا دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۲؍دسمبر
کو بمبئی سے ایس۔ این۔ ڈی۔ ٹی کالج کی
کامرس شاخ کو شریمتی چمپا بین بھوگی لال کے
نام سے موسوم کر رہے ہیں۔

... شری وسنت راؤ پاٹل، ... اسمبلی کے بے ہند کالج سے آل انڈیا انڈو عرب فرینڈشپ سوسائٹی کی مہاراشٹر شاخ کی افتتاحی تقریر کر رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب ایسوسی ایشن کے صدر شری ستیہ نارائن راؤ ایم، پی، ایسوسی ایشن کی سرپرست شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم، پی، اور ایسوسی ایشن مہاراشٹر شاخ کے صدر شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری سدھاکر نائیک وزیر تعلیم ۲ر دسمبر کو بھاؤ صاحب ہیرے ودیالیہ کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات میں ایک طالب علم کو انعام دے رہے ہیں۔

شری عبدالعظیم، وزیر مملکت برائے مکانات، خصوصی امداد، نشہ بندی اور ایکسائز، ۲۰ر دسمبر کو برلا کریڈا کیندر بمبئی میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی جانب سے منعقدہ کل مہاراشٹر یک بابی اردو ڈرامہ مقابلہ کے جلسۂ تقسیم انعامات میں صدارتی خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کے علاوہ تصویر میں بائیں سے دائیں ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور، ممبر سکریٹری اردو اکادمی شری بی۔ این بہادر سکریٹری محکمۂ سیاحت و ثقافتی امور، ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی، چیئرمین مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی اور مقابلہ کی ایک جج محترمہ ثریا سید نظر آرہے ہیں۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۸۳ء

Accession Number.
84786
Date 22.7.87

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1986

...اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل،
...اسمبلی کے جے ہند کالج میں
آل انڈیا انڈو عرب فرینڈشپ سوسائٹی
کی مہاراشٹر شاخ کی افتتاحی تقریر کر رہے
ہیں۔ آپ کے بائیں جانب ایسوسی ایشن کے
صدر شری ستیہ نارائن راؤ ایم۔ پی،
ایسوسی ایشن کی سرپرست شریمتی
شالینی تائی پاٹل ایم۔ پی اور ایسوسی ایشن
مہاراشٹر شاخ کے صدر شری سوشیل کمار
شندے، وزیر مالیات دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری سدھاکر نائیک وزیر تعلیم ۲؍ دسمبر
کو بھاؤ صاحب ہیرے ودیالیہ کے سالانہ
جلسۂ تقسیم انعامات میں ایک طالب علم
کو انعام دے رہے ہیں۔

شری عبدالعظیم، وزیر مملکت برائے
مکانات، خصوصی امداد، نشہ بندی اور
ایکسائز، ۲۰؍ دسمبر کو برلا کریڈا کیندر بمبئی
میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی
جانب سے منعقدہ کل مہاراشٹر یک بابی اردو
ڈرامہ مقابلہ کے جلسۂ تقسیم انعامات میں
صدارتی خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کے
علاوہ تصویر میں بائیں سے دائیں ڈاکٹر
خواجہ عبدالغفور، ممبر سکریٹری اردو اکادمی
شری بی۔ این بہادر سکریٹری محکمۂ سیاحت
و ثقافتی امور، ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی،
چیئرمین مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی
اور مقابلہ کی ایک جج محترمہ ثریا سید
نظر آرہے ہیں۔

Accession Number.
....84786
Date....22-7-86

شائع کردہ:۔ شری موہن پانل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ مطبوعہ:۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی